O.K

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

یکم اکتوبر ۱۹۸۶ء

(چہارشنبہ ۲۶- محرم الحرام ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ - شمارہ ۱

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(بدھ یکم اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۱

چیئرمینوں کا پینل ۲

قرار داد تعزیت -

مخدوم زادہ سید حسن محمود کا انتقال پُر ملال ۲

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

بدھ یکم اکتوبر ۱۹۸۶ء

(چہار شنبہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

س نحل ۱۶ آیت ۹۰-۹۱ س آل عمران ۳ آیت ۱۰۴

بیشک اللہ تم کو انصاف کرنے احسان کرنے اور رشتے داروں کو مالی امداد دینے کا حکم دیتا ہے اور فحش باتوں نامعقول کاموں اور بغاوت و سرکشی سے منع کرتا ہے تم کو اس کے ذریعہ نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو اور جب تم اللہ کے سامنے مضبوط عہد کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم اللہ کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔

اور تم میں سے ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو نیکی پھیلانے کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونگے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی : قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۲ء کے قاعدہ نمبر ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱ : سیدہ نگہت نعیم صاحبہ۔ لاہور
۲ : مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی صاحب۔ ملتان
۳ : چوہدری اکرام الحق صاحب۔ اوکاڑہ
۴ : ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب۔ خانیوال

LAW MINISTER : I move the rules of business of the Assembly be suspended today in order to pay respect & tributes to our beloved Leader of the Opposition I mean Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood who is no longer with us, I hope house will join with me in this respect.

جناب سپیکر۔ رولز کو معطل کرتے ہوئے وقفہ سوالات تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار آج نہیں ہوں گی۔ قائد ایوان اب ایک قرارداد پیش کریں گے۔

قرارداد تعزیت
مخدوم زادہ سید حسن محمود کا انتقال پُر ملال

وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے صوبائی اسمبلی کے اس اجلاس میں تمام معزز ارکان کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ اجلاس نہ صرف اسمبلی کے عظیم اور تابناک روایات کا آئینہ دار ثابت ہوگا بلکہ جو توقعات ہمارے عوام ہم سے وابستہ کرتے ہیں انشاء اللہ ہر معزز رکن اپنی صلاحیت کے مطابق ان پر پورا اترنے کی کوشش کریگا۔

جناب سپیکر! آج مخدوم زادہ سید حسن محمود مرحوم کی نشست خالی دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے۔ میں اس سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مرحوم مخدوم زادہ سید حسن محمود جس لگن، جانفشانی اور جذبے کے ساتھ اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لیتے تھے اس کی بدولت میں ہی کیا ہم سب ان کی کمی محسوس کرتے ہیں۔ مرحوم ایک بلند پایہ پارلیمنٹرین تھے۔ ان کے انداز میں متانت، گفتگو میں استدلال اور لہجے میں اعتدال تھا۔ اور ان کی تمام کاوش کا محور معاملہ فہمی، دور اندیشی اور جذبہ حب الوطنی تھا۔ وہ کبھی ذاتیات پر نہیں اترتے تھے۔ اگرچہ وہ آج ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کی کارکردگی کی بدولت ان کی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہے گی اور زندگی میں ہمیں زیادہ عزم کے ساتھ کام کرنے کے لیے اجاگر رہے گی۔ وہ بہت زیرک اور ذہین انسان تھے۔ فرض شناسی اور محنت نے ان کی شخصیت کو جلا بخش دی تھی۔ میں صمیم قلب سے ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

میں جناب سپیکر سے استدعا کروں گا ہم سب مل کر مخدوم زادہ سید حسن محمود مرحوم کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

جناب سپیکر: آخر میں دعائے مغفرت کی جائے۔ پہلے جو لوگ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ کہہ لیں۔ جناب مخدوم الطاف احمد صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر خوراک مخدوم الطاف احمد: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کا اجلاس اپنے مقررہ وقت اور تاریخ پر شروع ہو چکا ہے۔ لیکن آج ہم میں وہ شخصیت موجود نہیں جو نہ صرف حزب اختلاف کی نمائندگی کرتے تھے بلکہ پورے ایوان کی سیاسی تربیت کا فرض بھی انجام دیتی تھی۔ جو شخص اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے اسے ایک نہ ایک دن اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچ جانا ہوتا ہے۔ لیکن جب کسی ایسی شخصیت کا انتقال ہو جائے جو اپنی صلاحیتوں، اپنی حب الوطنی اپنی قائدانہ صلاحیتوں کی بدولت قومی اداروں کی خدمت کرتی ہو۔ وہاں جتنا نقصان اس خاندان کا ہوتا ہے اتنا ہی نقصان قوم کا اور قومی

اداروں کا بھی ہوتا ہے۔ مخدوم زادہ صاحب ایک انتہائی منجھے ہوئے اور باصلاحیت پارلیمنٹرین تھے۔ انہوں نے ہمیشہ اصولوں کا ساتھ دیا۔ انھوں نے ہمیشہ اپوزیشن کی صحیح معنوں میں رہنمائی کی۔ انھوں نے ہمیشہ حکومت پر تعمیری نقطہ نظر سے تنقید کی۔ میں آخر میں جناب والا حزب اختلاف کے اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے قائد کے اس جذبے اور اس مشن کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیشہ تعمیری نقطہ نگاہ سے ہر معاملے کو دیکھیں گے اور اپنے قائد کے مشن کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے۔ آج مخدوم زادہ مرحوم ہمارے ساتھ نہیں ہیں لیکن ان کی یاد ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! آج اس ایوان کا آغاز ایک افسردہ ماحول میں ہوا ہے۔ اور اس ایوان کے ایک سب سے سینیئر پارلیمنٹرین قائد حزب اختلاف اور سیاسی زندگی کے ایک طویل مسافر مخدوم زادہ سید حسن محمود مرحوم آج ہم میں نہیں ہیں۔ مخدوم زادہ صاحب اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور سیاسی زندگی میں جب پاکستان کی تاریخ مرتب کی جائے گی تو یقینی طور پر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کا نام بھی اس میں شامل ہوگا۔ مخدوم زادہ مرحوم کے جمہوری اور سیاسی طرز عمل کو دیکھ کر یہ بات تو کہی جا سکتی ہے کہ ان کے خیالات کے متعلق اور ان کے افکار کے متعلق قدرے آراء ہو سکتی ہیں لیکن اس معاملے میں کوئی دو آراء نہیں ہو سکتیں کہ وہ پاکستان کی جمہوری تاریخ کے ایک عظیم پارلیمنٹرین تھے۔ وہ ایک صاحب بصیرت سیاست دان تھے اور ان کی حب الوطنی کے تقاضوں سے رشک کیا جا سکتا ہے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے یقینی طور پر پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اور اہل پنجاب اس خلاء کو کافی عرصہ تک محسوس کرتے رہیں گے۔ ہمیں اس بات کا بھی انہیں نہ دست خراج تحسین پیش کرنا ہے کہ وہ ہم میں ایک ایسی صاحب بصیرت ہستی تھے جن کی سوچ اور وسعتوں کی صورت حال یہ تھی کہ کسی تلخ سے تلخ سیاسی مسئلے پر

اگر آئینی قواعد کا حوالہ دے کر ان سے کہا جاتا تھا کہ یہ اس سے مطابقت نہیں رکھتے تو یہ ان میں حوصلہ تھا کہ وہ اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے تھے اور ایک پارلیمنٹرین ہونے کی حیثیت سے یہ ایک ایسی روایت ہے جسے پنجاب اسمبلی کے ہم تمام اراکین کو اس سے روشنی حاصل کر کے اس روایت کو آگے بڑھانا چاہیے۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود کی ذات سے، ان کی بصیرت سے اور ان کی سیاسی وسعت سے اہل پنجاب، اہل پاکستان اور پنجاب اسمبلی کا جو یہ ایوان محروم ہوا ہے ہمیں اب اس معاملے میں اس روایت کی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم میں سے اس بصیرت کا پارلیمنٹرین کوئی پیدا ہو اور ہم اپنے حسن فکر میں وہ وسعت اور سیاسی سوجھ و بصیرت قائم رکھیں جیسے ان میں یہ بدرجہ اتم موجود تھیں۔ مجھے امید ہے کہ نہ صرف اسمبلی کا یہ ایوان جو کہ اس وقت اقتدار کے بینچوں پر بیٹھا ہے بلکہ خاص طور پر وہ رفقائے کار جو قائد حزب اختلاف کے ساتھی ہونے کی حیثیت سے اس جانب بیٹھے ہیں وہ مخدوم زادہ صاحب کی پارلیمنٹرین ہونے کی حیثیت سے جو شاندار روایات تھیں نہ صرف ان کو قائم دائم رکھیں گے بلکہ ان میں مزید اعلیٰ اور شاندار روایات کا اضافہ کریں گے۔

جناب والا! مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ ان کی وفات کے بعد اگرچہ ان کے صاحبزادے بلا مقابلہ پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے ہیں، یہ خیال کرتا ہوں کہ ان کے صاحبزادے صاحب بھی حب الوطنی کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور پاکستان کے گرد و پیش کو سامنے رکھتے ہوئے ایک محب وطن پاکستانی اور اس ایوان کے معزز رکن ہونے کی حیثیت سے اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔ میں آخر میں ایک بار پھر مخدوم زادہ سید حسن محمود مرحوم کی خدمت میں ہدیہ خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں کہ ؎

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

شکریہ

جناب سپیکر: رانا پھول محمد خان صاحب

رانا پھول خان:۔ جناب سپیکر آج کا دن ہمارے لیے ایک غم کا دن ہے۔ ہمیں اس اجلاس سے جو توقعات تھیں کہ قائد حزب اختلاف نئی نئی چیزیں ہمارے سامنے لائیں گے۔ ان سے ہم محروم ہو گئے ہیں۔ جناب والا۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ان تمام صلاحیتوں کے مالک تھے جو ایک محب وطن سیاست دان اور پارلیمینٹرین میں ہونی چاہئیں۔ وہ ہمارے ایک اچھے استاد تھے کیونکہ جمہوریت کا مقصد حاصل کرنے کے لیے اور کسی نتیجے پر پہنچنے کے لیے بحث و تمحیص ضروری ہے۔ لیکن انھوں نے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مدبرانہ طور پر پارلیمانی روایات کو قائم رکھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے اس معزز ایوان کے روح رواں تھے۔ ان کی جدائی ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔ لیکن یہ دنیا فانی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو والدین یہ کہتے ہیں کہ میرے بچے کی عمر اب ایک مہینہ ہو گئی، دو مہینے ہو گئی، دو سال ہو گئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں پیدا ہوتے ہی انسان کی زندگی کا ہر لمحہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور آخر ایک دن یہاں سے جانا ہے۔ لیکن انھوں نے جو روایات قائم کیں اور جس تدبر سے قائد حزب اختلاف کا کردار ادا کیا وہ مثالی تھا اور وہ اپنی مثال آپ تھے۔

جناب والا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف کے ارکان حکومتی پارٹی کے لیے ایک استاد کا کام دیتے ہیں۔ وہ حکومت کی غلط کاریوں، غلط پالیسیوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور ان کو صحیح راستہ دکھانے کے لیے ایک مشورہ دیتے ہیں اور ان کے مشورے سے حکمران پارٹی ہمیشہ ان پر گرم اور تلخ ہونے کی بجائے اپنی اصلاح کرتی ہے۔ اس لیے ہم ایک ایسے استاد سے محروم ہو گئے ہیں کہ جن کی کمی کو اس ہاؤس میں پورا کرنا ممکن نظر نہیں آتا، ہم ان کے لواحقین کے شریک غم ہیں اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انھیں اپنی جوار رحمت میں عالی مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

جناب سپیکر: جناب چوہدری گل نواز خان صاحب۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ : جناب سپیکر! مجھے ویسے تو بحیثیت مسلم لیگی مخدوم زادہ سید حسن محمود مرحوم سے دلی عقیدت تھی۔ لیکن ہاؤس میں اگر تھوڑی سی شکر رنجی ہوا کرتی تھی جس کی وجوہات وہ بھی جانتے تھے اور میں بھی جانتا تھا۔ لیکن میں اس کی تصدیق و تائید کرتا ہوں کہ ایسا اچھا پارلیمنٹرین پیدا نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے پنجاب اسمبلی کا وقار بلند کیا اور ہم یہ چاہتے تھے کہ ہم ان سے سیکھیں۔ اسی لیے میں ان پر تنقید بھی کیا کرتا تھا تاکہ وہ اپنی قابلیت کے جوہر دکھلائیں اور ہم ان سے سیکھیں اور ان کے لکھنے پر اس اسمبلی کو بہترین طریقے پر چلایا جائے۔ وہ صحیح معنوں میں مسلم لیگی تھے۔ صحیح معنوں میں جمہوری آدمی تھے۔ ان میں شرافت و انسانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ جب سپیکر صاحب نے ایک دفعہ بھی کہا کہ کوئی معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر یا کسی بات پر کھڑا ہوا ہے تو وہ فوراً بیٹھ جایا کرتے تھے اس لیے میں اپوزیشن کے ممبر صاحبان کو عرض کرتا ہوں کہ وہ ان کی شرافت اور تعمیری تنقید کے نقش قدم پر چل کر اس ہاؤس کو تعمیر کی طرف چلائیں اور خدا کرے ہم میں سے بہتر آدمی پیدا ہوں جو جمہوری طریقے سے تعمیری تنقید کرتے ہوئے اس ہاؤس کو چلائیں اور پاکستان کو تقویت پہنچے۔

جناب سپیکر : ملک اللہ یار خان صاحب۔

ملک اللہ یار خان : جناب والا۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود آج ہم میں نہیں ہیں۔ ان کی کمی نہ صرف اسی ایوان میں بلکہ ملکی سیاست پر بہت دیر تک محسوس کی جاتی رہے گی۔ مجھے سید حسن محمود صاحب کو بہت دیر سے جاننے کا شرف حاصل ہے۔ ہم پہلی مرتبہ مغربی پاکستان کی اسمبلی میں اکٹھے رکن منتخب ہوئے اور اس وقت سے لیکر آج تک مخدوم زادہ صاحب اور میرے انتہائی اچھے مراسم رہے۔ میں نے جہاں ان کی سیاسی بصیرت اور خرد مندی کی ہمیشہ تعریف کی ہے، وہاں میں نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا ہے کہ وہ ایک صحیح معنوں میں محب وطن تھے اور جمہوری اقدار میں انتہائی شدت سے وہ یقین رکھتے تھے۔ پاکستان کی تحریک اور پاکستان کی خالق جماعت کے ساتھ ان کو جو دلی لگاؤ اور وابستگی تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آخری دم تک وہ اس جماعت کے روح رواں رہے اور اس جماعت کے مقاصد

کو اور زیادہ روشن کرنے کے لیے تگ و دو کرتے رہے، انھوں نے اصولوں پر کبھی سودے بازی نہیں کی۔ اگرچہ اس ایوان میں قائد حزبِ اختلاف کا کردار ادا کرتے رہے، باوجود اس حقیقت کے کہ حزبِ اقتدار بھی مسلم لیگ جماعت پر ہی مشتمل ہے۔ اور مخدوم زادہ حسن محمود بھی مسلم لیگ ہی کے ایک رکن تھے، لیکن انھوں نے اپنی دانست کے مطابق اپنے اصول کو نہیں چھوڑا، جیسا کہ انھوں نے اس کا کئی مرتبہ اظہار کیا ہے باوجود حزبِ اختلاف کے قائد ہونے کے اپنے مسلم لیگی ہونے کا دعوےٰ ہمیشہ برقرار رکھا۔

جناب والا۔ پاکستان کی تاریخ بہت مختصر ہے۔ خاص طور پر پارلیمانی تاریخ، کیونکہ ہمیں بہت کم عرصہ قیامِ پاکستان کے بعد ملا ہے کہ ہم تواتر کے ساتھ پارلیمانی زندگی میں اپنا کردار ادا کریں۔ لیکن اس مختصر سی پارلیمانی تاریخ میں بھی مخدوم زادہ سید حسن محمود نے جو کردار ادا کیا ہے وہ انہی کا حصہ تھا۔ جیسا کہ مجھ سے قبل معزز مقررین نے ان کی پارلیمانی بصیرت اور ان کے پارلیمانی کردار کے بارے میں اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ میں ان کے ساتھ کلی طور پر متفق ہوں کہ انہوں نے پارلیمانی زندگی میں اور پارلیمانی روایات میں اپنے لیے ایک بہت بلند مقام حاصل کیا ہے اور وہ مقام شاید بہت کم اراکینِ اسمبلی کو حاصل رہے گا۔ انھوں نے اس اسمبلی میں مختلف ادوار اور مختلف اوقات میں نہ صرف حزبِ اقتدار کے ایک رکن کی حیثیت سے بلکہ حزبِ اختلاف کے رکن کی حیثیت سے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، جو ہمارے لیے ہمیشہ قابلِ تقلید رہیں گے۔ انہوں نے انتہائی تلخ تنقید پر بھی صبر و تحمل کا دامن نہیں چھوڑا ہے۔ اور انتہائی صبر سے انھوں نے وہ تمام ایسے کلمات بھی برداشت کیے جو میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی رکنِ اسمبلی کے لیے وہ الفاظ یا وہ کلمات سننا زیبا نہ دیتا تھا۔ جناب والا! انھوں نے پارلیمانی روایات کو جس خوبصورت انداز سے اپنایا اور ان پر کاربند رہے اور ان روایات کو مستحکم کرنے کی کوشش کی وہ نہ صرف حزبِ اختلاف کے اراکین کے لیے بلکہ حزبِ اقتدار کے اراکین کے لیے بھی قابلِ تقلید ہیں۔ مجھے امید ہے کہ میں اور میرے تمام بھائی اراکینِ اسمبلی ان کے اس تجربے، اس بصیرت اور اس پارلیمانی کردار کو سامنے رکھتے ہوئے

اپنے پارلیمانی کردار میں اپنی طرف سے یہ کوشش کریں گے کہ آئین اور قواعد سے کبھی بھی روگردانی نہیں کی جائے گی اور ہمیں اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرنا ہوگی کہ ہم مخدوم زادہ سید حسن محمود کی ان پارلیمانی روایات کو ہمیشہ برقرار رکھنے کی کوشش کریں جو کہ ان کو اپنی زندگی سے زیادہ عزیز رہیں۔

آخر میں جناب والا میں مخدوم زادہ سید حسن محمود کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالےٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان کی ان اعلیٰ خصوصیات جن کے وہ حامل تھے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے پارلیمانی زندگی کو زیادہ خوبصورت اور زیادہ اچھے طریقے پر اپنانے کی کوشش کریں تاکہ آنے والے دور میں آنے والی نسلیں جب ہماری پارلیمانی تاریخ کو پڑھیں تو اس پر وہ رشک کریں۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔ میں مخدوم زادہ سید حسن محمود کے فرزند ارجمند جو کہ ان کی ہی نشست پر بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی اظہارِ ہمدردی کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے والد محترم کے نقشِ قدم پر چلتے رہیں گے اور انھیں کی پارلیمانی زندگی کو سامنے رکھ کر اپنے لیے مستقبل میں لائحہ عمل اختیار کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب میاں محمد افضل حیات صاحب

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر، مخدوم زادہ سید حسن محمود مرحوم جنھوں نے اپنی ساری عملی زندگی میں ساتھیوں کو اور دوستوں کو نہیں چھوڑا تھا، آج رضائے الٰہی سے ہم سب کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اور آج انکے مخالف اور موافق سب دوست ان کے غم میں برابر کے شریک نظر آتے ہیں۔ جناب سپیکر، مخدوم زادہ صاحب ایک اعلیٰ درجے کے پارلیمینٹرین تھے اور ان کی یہ صلاحیت بار بار دیکھنے میں آتی ہے۔ میں نے ان کو ۱۹۷۰ء کی اسمبلی میں بھی دیکھا۔ انہوں نے جس طریقے سے مختلف نکات اس معزز ایوان میں اٹھائے اور جس طریقے سے انہوں نے اپنے آپ کو conduct کیا یہ انہی کا حصہ تھا۔ پھر ۱۹۸۵ء میں وہ قائد حزبِ اختلاف منتخب ہوئے اور انہوں نے اس ایوان کو ایک نیا رنگ دیا۔

جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود ایک اعلیٰ درجے کے پارلیمنٹرین تھے۔ جس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ انھوں نے ایوان کے اندر، ایوان کے باہر اور ہماری نجی مجالس میں بھی سخت سے سخت تنقید کو ہمیشہ خندہ پیشانی سے قبول کیا اور کبھی برہم نہ ہوتے بلکہ ہمیشہ ہمیں گائیڈ کیا۔ اس ایوان میں بھی انہوں نے ایسے ایسے نکات اٹھائے جو اس ایوان کے لیے ہمیشہ باعث فخر رہیں گے۔ جناب سپیکر، اس ایوان کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے پاس پاکستان کا ایک بہترین پارلیمنٹرین موجود تھا۔ انھوں نے بطور پارلیمنٹرین جنون کی حد تک محنت کی اور نئی نئی چیزیں اس ایوان میں پیش کیں، جو آپ کو دوسرے ایوانوں میں نظر نہیں آئیں گی، اس سے پہلے بھی شاید ایسی چیزیں موجود نہیں تھیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ وہ ایک انتہا درجے کے خلیق، ملنسار دوستوں کے دوست اور ایک سچے انسان تھے۔ میں نے جب ان کے جنازے میں شرکت کے لیے ان کے گاؤں میں حاضری دی تو یہ دیکھا کہ غریب لوگ ان کے لیے ایسے رو رہے تھے جیسے ان کا ایک نہایت ہی مشفق باپ ان سے جدا ہو گیا ہو۔ وہ ہر ایک سے برابر کا سلوک کرتے تھے۔ اس کے باوجود کہ وہ امیر گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اور ساری زندگی انہوں نے امیری میں گزاری لیکن ان کے دل میں غریبوں کے لیے، مسکینوں کے لیے اور ناداروں کے لیے اتنا ہی غم اور احساس تھا جتنا کہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لیے تھا۔ آج اس اسمبلی میں حزب اقتدار والے جب ان کی کمی محسوس کر رہے ہیں تو آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمیں ان کی کتنی کمی محسوس ہو رہی ہوگی۔

جناب والا! ہم یہ کوشش کریں گے کہ مخدوم زادہ مرحوم نے جو اعلیٰ روایات یہاں قائم کی ہیں ان پر پوری طرح سے قائم رہیں اور اس ایوان کی اسی طریقہ سے خدمت کریں جس طریقہ سے وہ خدمت کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب چوہدری محمد اعظم چیمہ۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بزرگ، ہمارے ساتھی جناب حسن محمود آج ہم میں نہیں ہیں۔ جناب حسن محمود صاحب

نے بطور ممبر یا بطور پارلیمنٹیرین جو کردار ادا کیا ہے وہ مثالی ہے۔ انہیں نہ صرف قواعد و ضوابط پر عبور حاصل تھا بلکہ انھوں نے ہمیشہ ان قواعد و ضوابط کی پابندی بھی کی۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ ان کی گفتگو نہ صرف شائستہ تھی، بلکہ کبھی اس میں تعصب و تیزی نہ تھی۔ جب کبھی کسی بات پر تلخی ہوتی تو جناب حسن محمود کا وجود، حسن محمود جیسا انسان اسے نمٹانے اور سلجھانے میں عظیم کردار ادا کرتا۔ جب کبھی ہمارا کوئی دوست کسی بات پر روٹھ جاتا تو حسن محمود صاحب کی یہ بات ہمیشہ یاد رہے گی کہ وہ ایوان میں ہمیشہ یہ کوشش کرتے تھے اور ان کو منا کر لے آتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ہمیشہ ایوان میں حاضر بھی رہتے تھے۔ یہ اصولی کردار جو انہوں نے ادا کیا وہ بہترین کردار تھا۔ ان کی تنقید بھی تعمیری ہوتی تھی، وہ ایک محب وطن سیاست دان تھے اگر انھیں وقتی طور پر یا کوئی بنیادی اختلاف بھی ہوتا تو وہ ہمیشہ فراخدلی کا مظاہرہ کرتے تھے اپنا کردار ہمیشہ اچھے طریقے سے ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ ہمارے لئے ان کا جانا ہوا نہ صرف اسمبلی کا نقصان ہوا ہے بلکہ یہ ایک قومی نقصان ہوا ہے۔ میں اپنے ان خیالات کے بعد اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب وکٹر سموئل صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) جناب وکٹر سموئل: جناب سپیکر! آج کا اجلاس مخدوم زادہ صاحب کی وفات کی وجہ سے کافی غم زدہ ماحول میں منعقد ہوا ہے۔ آج ہمیں توقع تو یہ تھی کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ہوتے اور اپنی قابلیت اور جمہوری اقدار سے، جس طریقے سے بھی انہوں نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے کام کیا ہمیں آج بھی نازتے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے جس کے سامنے سب کے سر جھکتے ہیں۔ اور اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی کی رضا پر ہم سب کو راضی ہونا ہے۔ میں بھی آج جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود کے لیے چند ایک الفاظ اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

آپ انتہائی محنتی، قابل اور جری پارلیمنٹیرین تھے۔ کافی جرأت اور حوصلے

کے ساتھ، محنت کے ساتھ جمہوری اقدار کے لیے ہر لمحہ کوشاں رہتے تھے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ غیر جماعتی انتخابات کے بعد ہم میں سے کافی لوگ جو پہلے اس ایوان میں موجود نہیں تھے یا جنہوں نے سیاست میں قدم نہیں رکھا تھا ہم سب کے لیے موصوف ایک شمع کی حیثیت رکھتے تھے۔ یہاں ایوان کے قواعد و ضوابط، اصول اور ان کے متعلق جو کچھ بھی جاننا چاہیے ان کو اس پر پورا عبور حاصل تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے لیے ایک استاد کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ صرف پنجاب ہی نہیں بلکہ ہمارا وطن عزیز یہ ملک پاکستان ایک عظیم اور جری پارلیمنٹیرین سے محروم ہو گیا ہے۔ میں ان کے روح کے لیے، ان کے وصال پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی معروضات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (چوہدری محمد صدیق سالار): جناب والا! مخدوم زادہ سید حسن محمود کے متعلق میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں۔ فیصل آباد شہر کے عوام نے مخدوم صاحب سے یہ درخواست کی کہ سکھوں کے زمانے کی ایک بہت بڑی بلڈنگ جو ہمارے شہر میں موجود ہے اسے ڈگری کالج کے لیے دے دیا جائے۔ شہریوں نے کہا کہ آپ وزیر بلدیات ہیں، تو آپ اس کے لیے کچھ کریں۔ انہوں نے کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر ایک منٹ میں جناب وزیر اعظم پاکستان سے اجازت لے کر وہ بلڈنگ بلدیہ فیصل آباد کے سپرد کی اور ڈگری کالج کے اجراء کی اجازت دی۔ آج ہم قائد حزب اختلاف کو یاد کرتے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا "حسن محمود تیری یاد آتی رہے گی۔ اور تو یاد آتا رہے گا"۔

جناب سپیکر۔ جناب مولانا غیاث الدین صاحب۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

قانون اٹل ہے قدرت کا انسان جاتے رہتے ہیں
ہر وقت سرائے عالم کے مہمان بدلتے رہتے ہیں

جناب سپیکر! انسانوں کے آنے جانے کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اس سرائے عالم میں بہت زیادہ مہمان آ رہے ہیں اور جا رہے ہیں لیکن کچھ ایسے انسان اور ایسے مہمان ہوتے ہیں جو ایک مرتبہ کسی کے مہمان بن کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس گھر کو چار چاند لگا دیتے ہیں اور ان کی یادیں ہمیشہ باقی رہتی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں، کہ جناب مخدوم سید حسن محمود اس دنیا میں ان مہمانوں کی حیثیت اختیار کر گئے تھے جو ایک مرتبہ کسی کے گھر میں قدم رکھ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی یادیں چھوڑ جاتے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کے اندر سید صاحب کا وجود جیسے کہ میرے پیشرو حضرات نے فرمایا وہ ایک استاد کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس صبر و تحمل، ضبط و تنظم کا مظاہرہ مخدوم زادہ نے کیا وہ ہم سب کے لیے ایک مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی وفات بالعموم پوری ملت اسلامیہ کے لیے اور اہالیان پاکستان کے لیے بالخصوص غم و اندوہ کا سبب بن کر آئی ہے۔ یقین کیجیے، میں جب اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حج کر کے واپس آیا اور کراچی پہنچا اور ان کی وفات کا سنا تو یوں محسوس ہوا کہ جس طرح سے میرے سر سے ایک مشفق باپ کا سایہ اٹھ گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب اسمبلی کے ہاؤس کا ہر فرد ان کی جدائی کو پوری طرح محسوس کر کے یہ ثابت کر رہا ہے کہ حسن محمود صاحب ہمارے لیے یہ درس دے گئے ہیں، کہ

جیو تو ایسے کہ ہر شخص احترام کرے
مرو تو ایسے کہ دشمن بھی تمہیں سلام کرے

(نعرہ ہائے تحسین)

اور یہ انہیں لوگوں کے متعلق کہا گیا ہے۔ ؎

ہے جینا انہیں کا جینا ہے مرنا انہیں کا مرنا
اک بانکپن سے جینا اک بانکپن سے مرنا

(نعرہ ہائے تحسین)

میں جناب سید حسن محمود رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا کرتا ہوں، جیسے میرے دوستوں نے کہا ہے بلکہ ہر پاکستانی کے دل سے یہ دعا نکل رہی ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ انہیں

اپنے جوارِ خاص میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو اور ہمیں بھی صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

جناب سپیکر: سردار امجد حمید دستی صاحب۔

وزیر خوراک: (سردار امجد حمید خاں دستی): جناب سپیکر! ایک ایسی عظیم ہستی آج ہم میں نہیں ہے۔ جب تک یہ اسمبلی قائم رہے گی اس کی یاد دلوں سے محو نہیں ہوگی۔ کہا گیا ہے کہ وہ نہایت اچھے پارلیمنٹیرین تھے۔ نہایت اچھے قانون دان تھے اور انہوں نے ایسی ایسی قانونی گتھیاں سلجھائی ہیں کہ بعض اوقات ان کی بات کو مانے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہوتا تھا اور یہ بھی ان کا طرۂ امتیاز تھا کہ جب کبھی انہوں نے محسوس کیا کہ کسی قانونی نکتے پر ان سے سمجھنے میں غلطی سرزد ہوئی ہے تو اس کو بھی تسلیم کرنے سے انہوں نے گریز نہیں کیا۔

ایک اور بات جو میں ان کی خصوصی صفت میں محسوس کرتا ہوں وہ یہ تھی کہ میں نے ان کے چہرے پر ان کے ماتھے پر غصے کی شکن نہیں دیکھی۔ اختلافات کے باوجود انھوں نے کبھی temper lose نہیں کیا۔ اور آخر میں میں یہ عرض کروں گا، کہ ایک بہت بڑی صفت جو ناپید ہوتی جا رہی ہے، ان میں یہ تھی کہ وہ اول بھی مسلم لیگی تھے اور آخر تک مسلم لیگی رہے باوجود ہمارے ساتھ اختلافات کے انھوں نے جماعت کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ میں ایک اور بات بھی آپ سے گزارش کروں گا وہ یہ کہ موجودہ حزبِ اختلاف کی طرف سے جو ہمارے بننے والے لیڈر ہیں انھوں نے کچھ باتیں کہی ہیں یہ ۷۱ء سے ۷۷ء ۱۹ تک ہمارے ساتھی تھے اور مخدوم صاحب بھی ہمارے ساتھی رہے ہیں اور اتفاق ایسا تھا کہ ایک ہی بنچ پر ہم نے بطور اپوزیشن ممبران کے سات سال اکٹھے گزارے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دور میں جتنے مظالم اپوزیشن پر ڈھائے گئے تھے کسی دور میں آج تک نہیں ڈھائے گئے۔ چوہدری ظہور الٰہی مرحوم، ایئر مارشل اصغر خان، میاں محمد طفیل، خواجہ محمد صفدر، ان سب کے خلاف مقدمات قائم ہوئے لیکن سب سے زیادہ مقدمات مخدوم زادہ سید حسن محمود کے خلاف قائم کیے گئے لیکن ان کے پایۂ استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ میرے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ غالباً یہ اپوزیشن کو چھوڑنے والے آدمیوں میں سے آخری ہوگا۔

لیکن میرے پاؤں میں بھی لغزش آگئی۔ میں بھی ڈھائی تین مہینے کے لیے اپوزیشن کو چھوڑ کر پیپلز پارٹی میں شامل ہوا اور پھر مجھے احساس ہوا کہ میں نے غلطی کی تھی اور پھر میں لوٹ آیا لیکن مخدوم زادہ سید حسن محمود باوجود بے انتہا مقام کے، باوجود بے انتہا مصائب کے، انھوں نے کبھی حق کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ کبھی اپنی جماعت کا ساتھ نہیں چھوڑا اور یہ بات ناپید ہوتی جارہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ ان کی بہت بڑی صفت تھی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اگر کوئی گناہ تھے، ان کو معاف کرے۔ انہیں قبر کے عذاب سے بچاتے انہیں دوزخ سے بچاتے اور جنت نصیب فرمائے۔ ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ساتھ ہی یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اپنے لیڈر کی پیروی کرتے ہوئے میرے معزز ساتھی ممبران حزب اختلاف کبھی temper lose نہیں کریں گے جبر و استقلال سے باتیں سنیں گے اور صبر و استقلال سے باتیں سنائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری محمد اقبال صاحب۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال): جناب سپیکر! ہم سب اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ جو شخص بھی اس کاروانِ ہستی میں آتا ہے ایک نہ ایک دن اسے اس دارِ فانی سے کوچ کر جانا ہوتا ہے۔ کچھ حضرات ایسے نقوش چھوڑ جاتے ہیں جو آنے والوں کو منزل کا پتہ دیتے ہیں۔ آج اس معزز ایوان میں جس شخصیت کا ذکر ہو رہا ہے وہ بھی کوئی ایسی ہی شخصیت ہے۔

جناب والا، میں ان کی علم دوستی کی ایک دو مثالیں آپ کے اور اس معزز ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔ ہمارے ایک دوست جن کا تعلق گوجرانوالہ شہر سے ہے اور ان کا تعلق اپوزیشن سے بھی ہے۔ وہ بار ایٹ لاء ہیں۔ ہمارے بیرسٹر عثمان صاحب جب باہر سے آئے تو میری ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے چند باتیں کیں تو سب سے پہلی بات انھوں نے جو بتائی وہ یہ تھی کہ اس دفعہ جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود مرحوم و مغفور بہت سی کتابیں لے کر آرہے ہیں۔ انھوں نے بہت سی کتابیں خریدی ہیں اور اس لیے خریدی ہیں کہ ان میں سے انھوں نے نئے نئے حوالے اس معزز ایوان میں پیش کرنے ہیں تو ایسے علم دوست انسان، ایسے مطالعہ کرنے والے انسان جب

ان کی دنیا میں کمی واقع ہو جاتی ہے تو پھر اس کو دوست دشمن سب محسوس کرتے ہیں۔

جناب والا! انھوں نے اس معزز ایوان کی روایات میں ایک روشن باب کا اضافہ کیا جو ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے اور ان کی کمی کو پورا معزز ایوان شدت سے محسوس کر رہا ہے۔ بڑے دکھ کی بات ہے کہ وہ آج ہم میں موجود نہیں ہیں۔ ہم ان کے لیے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محنت اور ہمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر، آج اس ایوان میں جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود کے بارے میں مختلف معزز ارکان اسمبلی کے خیالات سننے کے بعد ذہن و دل کی کچھ عجیب سی کیفیت ہو گئی ہے کہ کل تک جو شخص ہمارے درمیان موجود تھا اور ہمارے درمیان بیٹھا ہوا تھا اپنی گل افشانی گفتار کے موتی لٹا رہا تھا کتنی عجیب بات ہے کہ آج ہم اس کو مرحوم کہہ رہے ہیں۔ ؎

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

جناب والا! اس دنیا میں اس سے بڑی کوئی حقیقت نہیں ہے کہ جو کوئی بھی آیا وہ جانے کے لیے آیا لیکن اس کے آنے کا ایک مقصد تھا اور اس کے جانے کا ایک پیغام تھا۔ آج ہم نے سنا کہ مخدوم زادہ صاحب کے بارے میں جن آراء کا اظہار کیا گیا اس سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ ان کے آنے کا جو مقصد تھا وہ بھی پورا ہوا اور ان کے جانے کا جو پیغام تھا وہ بھی ہمیں وصول ہوا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے اس مقصد سے اور اس پیغام سے کیا حاصل کیا ہے۔ آج تمام معزز اراکین اسمبلی یہ بات مانتے ہیں کہ ان سے بہتر پارلیمینٹرین اسمبلی میں اور کوئی نہیں تھا۔ یا ان کے ہم پلہ اور بھی تھے لیکن اپنے زمانے میں وہ ایک بہترین

پارلیمنٹرین رہے ہیں۔

جناب والا، یہ بھی معزز ایوان جانتا ہے کہ ان کے کیریئر کا آغاز ۲۵ سال کی عمر میں ہوا تھا یعنی انہوں نے سیاست کی لذت ۲۵ برس کی عمر میں چکھی اور ۲۷ برس کی عمر میں وہ بہاول پور کے وزیر اعلیٰ تھے۔ اور اس وقت ان کو عالی مرتبت کا خطاب ملا تھا جو سرکار کی طرف سے وزرائے کرام کو اس وقت ملا کرتا تھا۔ اگر ان کی پرانی خدمات کی طرف نظر دوڑائی جائے تو جناب والا انھوں نے بہاول پور میں تعمیرات و مواصلات اور ترقیات کا ایسا جال بچھایا تھا کہ لوگ انھیں اس زمانے میں بہاول پور کا شاہ جہاں کہنے لگے تھے۔ لیکن ان کو جہانبانی اور جہانگیری کے بھی تمام اطوار اور سلیقے آتے تھے۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ جب ہم اس ایوان میں آئے تو ہمیں بہت کم وقت ان کی صحبت میں گزارنے کا ملا۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ اتنے عظیم سیاست داں، اتنے دانا و بینا شخص سے ہم بھی کچھ سیکھیں گے۔ لیکن سیکھنے کا جو بھی موقع ملا۔ اس سلسلے میں ان کے بارے میں میں جناب والا آپ کو دو باتیں بتاتی ہوں۔ سب نے کہا ہے کہ جب ان کے بارے میں کڑی تنقید کی جاتی تھی اور جب کبھی بہت تلخ اور ترش باتیں کہی جاتی تھیں تو وہ اپنے لہجے کی مٹھاس اور نرم روی میں کبھی فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ ان کو پارلیمانی زبان پر عبور حاصل تھا اور وہ تخاطب اور مخاطب کی تمام اصطلاحات پر قابو رکھتے تھے اور کبھی اپنے مزاج کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ تنقید و نکتہ چینی مجھ جیسی بہت کم مایہ ہستی سے بھی ہو گئی۔ اور جب میں باہر گئی تو جناب مخدوم زادہ صاحب نے مجھے تھپکی دی، بہت شاباش دی تو میں نے عرض کیا کہ جناب معافی چاہتی ہوں، آداب محفل اور ہوتے ہیں۔ تو انھوں نے کہا ایوان کے اندر میں کسی بات کا برا نہیں مانتا۔ بی بی! میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگ سچ بولیں، سچ کہیں اور محنت کریں اور کام کریں۔ میں کسی کی کسی بات کا برا نہیں مانتا۔ اس سے اس بات کا اندازہ ہوا کہ ایوان کے اندر وہ محض ایک پارلیمنٹرین تھے۔ آپ ان کو قائد حزب اختلاف بھی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن ایوان

کے باہر وہ ایک شفیق و مہربان بزرگ تھے، ایک جان نثار کرنے والے دوست تھے، ایک اچھے صلاح کار تھے اور یاروں کے یار تھے۔ اور مردم شناس بھی تھے ایک بار میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں پنجاب کی سیاست پر ایک کتاب لکھوں تو اس کے لیے مجھے آپ کی مدد درکار ہے تو وہ کہنے لگے میں سو جان سے حاضر ہوں۔ آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتی ہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ جناب اس میں بہت تلخ اور تند باتیں آئیں گی اور بہت سے ذاتی سوالات بھی آئیں گے اور ذاتی حملے بھی آئیں گے۔ کیا آپ ان سے جانبر ہو سکیں گے جواب دے سکیں گے۔ تو انھوں نے کہا کہ میں سیاست میں اپنے زمانے کے متعلق اور آنے والے زمانے کے متعلق ہر قسم کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن جب میں امریکہ سے واپس آؤں تو آپ مجھ سے ملیے گا۔ اور جو بھی پوچھنا چاہیں میں آپ کو بتاؤں گا۔ ایک دن وہ لابی میں بہت ہی دل گرفتہ بیٹھے ہوتے تھے تو میں نے آکر پوچھا کہ جناب کیا بات ہے۔ مجھے آج بھی ان کی صورت اور وہ لفظ یاد آرہے ہیں۔ آپ ان کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں لیکن ان کی صورت میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے کہا جناب کیا بات ہے؟ کہنے لگے، آج میں بہت دل شکستہ ہوں، دل گرفتہ ہوں۔ میں نے سوچا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔ پھر انہوں نے اپنے ایک عزیز کا نام لیا اور کہا کہ وہ آ جائے تو میں ان کو اپنی سیٹ سونپ دوں۔ اس کے بعد ہم نے کچھ اور باتیں کیں میں یہ اس طرح سے سوچ رہی ہوں کہ بعض دفعہ آنے والے وقت کے بارے میں خود قدرت لوگوں کو زبان عطا کرتی ہے۔ انہیں کے منہ سے انہیں کی بات نکل جاتی ہے۔ یہ پچھلے اجلاس کی بات ہے۔ ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سچ بھی ہو جائے گا۔ میری سیٹ پہ کوئی اور آ جائے گا۔ اور پھر میں نہیں آؤں گا۔ امریکہ میں جب ان کے ڈاکٹر نے ان سے کہہ دیا کہ آپ بالکل ٹھیک ہو گئے ہیں، واپس چلے جائیے تو انھوں نے واپس آنے کے لیے سیٹ بک کرا لی۔ دوسرے دن جب ان کے ڈاکٹر نے فون کیا تو فون سے جواب ملا۔

اب کوئی آئے تو کہنا مُسافر تو گیا
اور کیا اب بھی نہ جاتا لوگو !!

جس مسافر نے ۶۴ سال زندگی کا بوجھ اپنے کندھوں پر سہا ہو اور جس کی دُنیا زیر زبر رہی ہو وہ مسافر خاموشی سے اُٹھ کر چلا جاتا ہے لیکن جانے کا انداز یہ ہونا چاہیے کہ آپ کے جانے کے بعد لوگ آپ کو اس طرح سے یاد کر رہے ہوں۔ آپ کی یادوں پر پھُول برسا رہے ہوں۔ اور انہوں نے اپنے ہاتھوں کے اوپر دعاؤں کے توشے رکھے ہُوئے ہوں۔ شیخ سعدی نے کہا ہے۔ ؎

یادگاری کہ وقت زائیدن تو
ہمہ خندہ بودن کہ تو گریہ

(اے نادان انسان یاد کر جب تو پیدا ہوا تھا تو صرف تُو رو رہا تھا۔ لیکن تیرے اِرد گرد سب لوگ ہنس رہے تھے)

آنکہ نازی کہ وقت رفتن تو
ہمہ گریہ بودن تو خندہ

(اور اے فانی انسان اور اے بیوقوف اور متکبر انسان تو دنیا میں انسانیت کی بقا کے لیے کچھ ایسی روایات چھوڑ کر جا کہ جب تو جا رہا ہو تو سب رو رہے ہوں لیکن تو ہنس رہا ہو۔)

آج کی اس محفل میں بہت سی باتیں سننے کے بعد اس بات کا اندازہ ہوا کہ بڑے لوگوں کے جانے کا انداز یہی ہوتا ہے کہ ؎

کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی

جہاں ہم حزبِ اختلاف سے یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ان کی روایات کو کبھی فراموش نہ کرے وہاں ہمیں بھی انہیں روایات کو قائم رکھنا چاہیے۔ سیاست میں روابط روایات، خوش اخلاقی، خندہ پیشانی، دور اندیشی، دُور بینی اور شیریں گوئی بہت کام آتی ہے۔ اپنے اوپر نکتہ چینی کو برداشت کر لینا عالی ظرف لوگوں کا کام ہے اور عالی ظرفی ایک دن ایک رات میں نہیں آتی۔ اس کے لیے زندگی کے کڑے کوس طے

کرنے پڑتے ہیں اور کٹھن تپسیا کرنی پڑتی ہے اس کے بعد جا کر ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ آج میں ان کے لیے، ان کے روح کے لیے بے تحاشہ دعا مانگتی ہوں اور میں یہ بھی دعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ ان روایات کو، سچ بولنے کو، سچ سننے کو اور قوم کی خدمت کرنے کے جذبے کو ہمارے اندر بھی اس طرح سے ڈال دے۔ ہم سب لوگ اپنے دل میں عہد کریں کہ ہم بھی جاتے ہوئے ایک دیا ایسا جلتا ہوا چھوڑ جائیں کہ جس کی لو سے ہمارے پیچھے آنے والے اپنے دیے کو روشن کر سکیں۔ آج اس ایوان کی یہ سوگوار خاموشی اور در و دیوار پہ بیٹھی ہوئی اداس زبان حال سے کہتی ہے all men are equal in the democracy of death.

رہا سکندر یہاں نہ دارا نہ ہے فریدوں یہاں نہ جم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ مظفر علی۔

نئیں سی خبر ورلیاں وگنا اس تتیں نے کھوج اکھاں نال!!
ریت بھلے وچ کجھ نہ پتہ لگے نکل کسی طرف شتر سوار گئے نیں کج لیندے

جناب والا! مخدوم صاحب کی وفات سے ملک ایک عظیم سیاست دان اور ایک منجھے ہوئے پارلیمینٹرین سے محروم ہو گیا ہے۔ اس ایوان کا سب سے قابل، سب سے اہل اور سب سے تجربہ کار رکن ہم سے بچھڑ گیا ہے۔ جیسے کہ ہم میں سے اکثریت نئے لوگوں کی تھی۔ اس ایوان میں مخدوم زادہ سید حسن محمود مرحوم کا دم ہمارے لیے غنیمت تھا۔ انہوں نے اس طریقے سے ہماری راہنمائی فرمائی اور جس طرح ہمارے بہت سے فاضل دوستوں نے فرمایا ہے کہ انھیں اس ایوان میں ایک استاد کی سی حیثیت حاصل تھی۔ بلاشبہ وہ قائد حزب اختلاف تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس پورے ایوان کے لیے ایک راہنما کی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے عمل سے یہ بات ثابت کی تھی اور بالکل اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ وہ صرف اختلاف نہیں کر رہے بلکہ جو باتیں ہم نہیں جانتے یا ہم نہیں سمجھ رہے وہ ہمیں سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ابھی ہم نے مخدوم زادہ سید

حسن محمود مرحوم سے بہت کچھ سیکھنا تھا لیکن تقدیر کے آگے کسی کا بس نہیں چلتا۔ ہماری قسمت میں یہ محرومی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خلا شاید مدتوں پورا نہ ہو سکے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہمیں ان کا متبادل عطا فرمائے۔

جناب سپیکر: محترمہ شاہدہ ملک صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ ملک: جناب والا! میں انتہائی افسوس اور رنج کے ساتھ اس ایوان کی ایک نہایت ہی خوش اخلاق اور خدمتِ خلق کے مجسم پیکر، پاکستان کے مایہ ناز، مقتدر سیاست دان جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود کی ناگہانی موت جس سے یہ ایوان سُونا ہو گیا ہے، پر اظہارِ افسوس کے لیے کھڑی ہوں۔

جناب والا! مخدوم زادہ مرحوم کا یوں ہم میں سے چلے جانا محض آپ کے اہلِ خاندان کے لیے ہی نہیں بلکہ پوری قوم کے لیے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے کہ مخدوم زادہ جیسے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین برسوں میں پیدا ہوتے ہیں جناب والا اس دنیا میں بعض ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنے عمل کی بدولت اپنا نام ہمیشہ کے لیے روشن کر جاتی ہیں، اور مخدوم صاحب کی ہستی بھی ایسی ہی تھی۔ آپ کئی خوبیوں اور کمالات کے مالک تھے۔ منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین تھے، پارلیمانی روایات اور آداب سے بخوبی آگاہ تھے اور انہیں ملحوظ رکھتے تھے۔ سیاسی اُمور میں ان کی بصیرت قابلِ تعریف اور قابلِ تقلید تھی۔ مرحوم سیاست میں اصولوں کی بالادستی کے قائل تھے۔ سیاست کے میدان میں مستقل مزاجی اور وضع داری کے قائل تھے۔ عمر بھر مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ اپنی ذات کو مشکلات میں ڈال کر بھی مسلم لیگ کا ساتھ نہ چھوڑا۔

جناب والا! وہ سیاست کے میدان میں اختلاف بھی شائستگی سے کیا کرتے تھے اور انھوں نے کبھی بدنظمی پیدا نہ ہونے دی۔ یہ مرحوم کی سب سے بڑی خوبی تھی کہ انہوں نے اختلاف کو کبھی مخالفت میں تبدیل نہ ہونے دیا۔

جناب والا۔ یہاں پر میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے حوالے سے بھی جناب

مخدوم کا ذکر کرنا بہتر سمجھتی ہوں۔ پنجاب اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے انہوں نے ایک ایسا تاثر قائم کیا جو ہمیشہ قائم رہے گا۔ اس کمیٹی کے ایک ممبر کی حیثیت سے میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ مخدوم صاحب کے چلے جانے سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو شاید کبھی پُر نہ ہو سکے۔ جب بھی کبھی ضرورت پڑی مرحوم نے انتہائی شفقت سے ہمیشہ راہ نمائی فرمائی اور پارلیمانی روایات سے آگاہ کیا۔

آخر میں جنابِ والا میری دعا ہے کہ پروردگارِ عالم مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ان کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

جنابِ سپیکر : جناب حاجی محمد بوٹا صاحب۔

حاجی محمد بوٹا : کہندے نیں کہ : ؎

جو گھڑیا سو پجھناں
تے رہوے رب داناں

جناب سپیکر، اے موت جنوں میں بڑی ظالم موت کہنیں آں۔ اے موت جنوں اسیں بہت بُرا سمجھنیں آں، اے اللہ تعالےٰ دیاں بڑی وڈیاں نعمتاں چوں اک نعمت اے۔ جیڑی اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے واسطے بنائی اے۔ جناب والا اے منزل اُس ویلے اوندی اے جس ویلے اے اس دے مفاد وچ ہووے۔، جناں چر بندے دے مفاد وچ نہیں ہوندی اوناں چر نئیں آوندی۔ کیندے نے موت جیہڑی اے، اے آپ زندگی دی حفاظت کردی اے۔ مخدوم زادہ صاحب دی وفات توں پہلے ساڈے صوبائی اسمبلی دے ممبر فوت ہوئے سن، تے اوناں دا رنگ دی سارے دوستاں نے ویکھیا۔ اینا واسطے سانوں کیوں زیادہ افسوس ہویا کہ ایہہ ساڈے اسمبلی دے اُستاد سن، اینا کولوں اساں چنگیاں چنگیاں گلاں سکھیاں۔ میں دعا کرناں واں کہ او ساڈے استاد سن اوناں نے جیہڑیاں سانوں چنگیاں گلاں سکھائیاں، ایس اوناں گلاں تے عمل کر کے اسمبلی دی خدمت کریئے۔

پاکستان دی خدمت کریئے اور اونال بستقبال دے نال پاکستان دے عوام دی خدمت کریئے۔ میں دعا کرناں کہ اللہ تعالےٰ اوناں نوں جنت وچ اعلیٰ مقام دیوے (آمین) شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب ملک صاحب۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا، آج ہمارا موضوع جناب حسن محمود مرحوم کی ذات گرامی، ان کی اعلیٰ شخصیت اور ان کی اعلیٰ روایات سے متعلق۔ آج یہ ایوان ہی نہیں بلکہ پاکستان کے عوام، بچے، بوڑھے اور جوان سبھی رونے لگے ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اس ملک کی، اس قوم کی جس تندہی سے، جس محنت سے، جس جانفشانی سے خدمت کی ہے اس کی مثال وہ خود تھے۔ میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا۔ میں ان کے جانشینوں سے یہ امید رکھتا ہوں کہ ان کی زندگی کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے ان کے نقش قدم پہ چل کر اس قوم کی خدمت کریں گے اس مزاج اور اس تحمل سے اس ہاؤس کے باہر بھی اور اندر بھی قوم کی خدمت کریں۔

میاں محمد اسحٰق (لاہور۔ ۴): نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ ہی کی طرف سے ہوا ہے اور اسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے۔

جناب سپیکر! آج میں سب سے پہلے اپنے حزب اقتدار کے معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس طرح انہوں نے آج ہمارے لیڈر کی وفات پر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے اور ہمارے غم کو اپنا غم تصور کیا ہے ہم ان کے دل سے شکر گزار ہیں۔

ہمارے لیڈر نے چھوٹی سی ایک کلاس جب لی تھی تو ہمیں باہر سے یہ آوازیں آ رہی تھیں کہ چھوٹی سی یہ اپوزیشن اتنی بڑی اکثریت کا کیسے مقابلہ کرے گی۔ مگر الحمد للہ انھوں نے ہمیں اس طرح ٹریننگ دی، اس طرح ہمیں رات دن محنت کرنے کا سبق دیا کہ جب بھی اسمبلی میں آئیں تو پوری طرح تیاری کر کے آئیں اور اس کام کو اپنا کام سمجھیں۔

جناب سپیکر! ہمارے راہنما جناب مخدوم حسن محمود نے ہمیں ہمیشہ خندہ پیشانی سے تحمل سے اور بردباری سے ہر ایک بات کو سننے کا سبق دیا۔ اور ہم ہمیشہ یہ کوشش

کرتے رہے ہیں، کہ ہم سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ اور ہم آئندہ بھی انشاء اللہ تعالےٰ آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کے بنائے ہوئے اصول پر انشاءاللہ پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر! مرحوم کی خواہش تھی کہ جب آپ انگلینڈ تشریف لائے تھے تو آپ سے ملاقات کی جائے اور جناب وزیر آبپاشی نے جو فرمایا ہے، اس میں اضافہ کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں اطلاعاً عرض یہ ہے کہ انھوں نے آپ کو آخری سلام کیا اور کہنے کے لیے ہمیں بھیجا اور کہا کہ میری سپیکر صاحب سے انگلینڈ میں ایک ملاقات ہونی چاہیے۔ بہرحال میں اور میرے ساتھی جناب عثمان ابراہیم صاحب آپ کو نہ مل سکے۔ مرحوم حسن محمود صاحب وہاں اسمبلی کی خاص خاص باتیں آپ سے زیر بحث لانا چاہتے تھے اور وہاں جو انھوں نے پارلیمنٹ کی باتیں دیکھی تھیں وہ آپ سے ڈسکس کرنا چاہتے تھے مگر افسوس کہ مرحوم کی آخری خواہش پوری نہ ہو سکی اور انھوں نے مجھے کہا کہ وہ اس دفعہ شاید اسمبلی کا اجلاس اٹنڈ نہ کر سکیں۔ اور آپ نے وہاں پر اس کمی کو پورا کرنا ہے اور یہ خدا کو منظور نہ تھا یا ان کو پتہ نہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ واقعی اس دفعہ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکیں گے۔ مرحوم کی یہ خواہش جو پہلے ہی ہمیں معلوم ہو گئی تھی، میں سمجھتا ہوں یہ ان کی نیکیوں اور یہ ان کی ایک بزرگی کی وجہ سے تھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں پہلے ہی ڈال دیا تھا کہ اس دفعہ شاید وہ اسمبلی میں نہ جا سکیں۔

جناب والا! وہ ہمارے قابل قدر استاد تھے اور انھوں نے ہمیں ہمیشہ صحیح بات کرنے کو کہا اور تنقید برائے تنقید سے روکا۔ اور کہا ہمیشہ عملی بات کرنی چاہیے جو کہ ایوان میں اچھی لگے اور ایوان اس کو منظور کرے۔ انھوں نے جو ہمیں مستفید مشورے دیے ہم کوشش کریں گے کہ ان پر عمل کر سکیں اور ان سے مستفید ہوں اور آئندہ کے لیے انھوں نے جو طریقہ کار وضع کیے تھے وہ ہمارے لیے مشعل راہ ہوں گے۔ ہم انشاءاللہ ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے جو ہمارے حزبِ اقتدار کے لیڈر صاحب نے قرارداد پیش کی ہے اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! اس متفقہ قرارداد کی ایک نقل ان کے فرزند مخدوم سید احمد محمود جو حال ہی میں اسمبلی کے بلامقابلہ رکن منتخب ہوئے ہیں، ان کے خاندان کو ارسال کی جائے نیز یہ اسمبلی ان کی بیش قیمت خدمات کے اعتراف میں سفارش کرتی ہے کہ حکومت پنجاب گلبرگ لاہور کی سڑک جہاں پر مرحوم کی رہائش تھی کا نام سید حسن محمود روڈ رکھا جائے۔

جناب سپیکر: جناب چودھری اصغر علی۔

چوہدری اصغر علی گوجر (لیہ-۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج یہ ایوان صرف قائد حزبِ اختلاف سے ہی محروم نہیں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں آج یہ ایوان راہنما اقتدار سے بھی محروم ہے۔ حسن محمود صاحب جہاں اسمبلی میں حزبِ اختلاف کی راہنمائی فرماتے تھے وہاں اہلِ اقتدار کی راہنمائی بھی فرمایا کرتے تھے۔ یوں آج کا یہ اجلاس میں سمجھتا ہوں اپنے معلّم سے محروم ہو چکا ہے۔

اس اسمبلی میں حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار کا توازن تعداد کے لحاظ سے بہت بگڑا ہوا ہے لیکن حسن محمود مرحوم کی ذاتی صلاحیتوں کی بنا پر اس شخص نے یہ کبھی ثابت نہیں ہونے دیا تھا کہ صوبے میں یا اس ایوان میں کسی طرح بھی حزبِ اختلاف کمزور ہے۔

میں آخر میں جناب حسن محمود کے لیے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہِ کبیرہ اور گناہِ صغیرہ کو معاف فرمائے اور انھیں جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب سپیکر۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و رورل ڈویلپمنٹ (چودھری پرویز الٰہی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یوں تو ہر انسان نے زندگی کے سفر کو شروع کرنا ہوتا ہے اور اس سفر کو عبور کرنا ہوتا ہے لیکن جب انسان دُنیا سے چلا جائے تو اس کے وہ اصول اس کی وہ اچھی باتیں اس کے وہ کام ہی اس کی زندگی کو زندہ رکھتے ہیں۔

حسن محمود مرحوم کو یوں تو کئی باتوں کی وجہ سے لوگ یاد کرتے رہیں گے لیکن خاص طور پر تین باتیں جو ان میں تھیں ان کا ذکر کرنا یہاں میں ضروری سمجھتا ہوں۔

سب سے پہلی ان کی یہ بات کہ پہلے دن سے ہی جس جماعت کے ساتھ وابستہ ہوئے آخر دم تک اسی جماعت کے ساتھ رہے اور موت ہی انہیں اس جماعت سے جدا کر سکی۔

سیاسی طور پر ان کی ثابت قدمی یاد اس لیے رکھی جائے گی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب ان پر مقدمات کی بھرمار کی گئی۔ اقتصادی طور پر انہیں مفلوج کرنے کی کوشش کی جاتی رہی، وہ ثابت قدم رہے اور اس دوران بغیر کسی دوست کو مصیبت میں ڈالے وہ تنہا لڑائی لڑنے کے قائل تھے، جمہوری روایات کو زندہ رکھنے کے لیے وہ یہ سمجھا کرتے تھے کہ چاہے اس جنگ میں اس لڑائی میں کوئی میرے ساتھ شامل ہو یا نہ ہو میں اپنے ضمیر کے مطابق اکیلا یہ بات بھی ثابت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آخر کوئی نہ کوئی تو جمہوری روایات کو زندہ رکھنے کے لیے لڑ رہا ہے۔

تیسری بات ان میں مہمان نوازی تھی، آپ سب حضرات کو، موجودہ اسمبلی کو بھی ان کی مہمان نوازی کے متعلق یاد ہوگا اور اس سے پہلے بھی وہ بہت مہمان نواز تھے۔ غریبوں کے ساتھ شفقت، یتیموں کے ساتھ شفقت۔ ان کی اچھی باتیں ہمیں ان کی یاد دلاتی رہا کریں گی اور پھر موجودہ اسمبلی کے دوران ہر چھوٹے سے چھوٹے پوائنٹ کو وہ اتنی محنت کے ساتھ تیار کرتے اور اس محنت کے ساتھ وہ اسمبلی کے سامنے لاتے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ دوسروں کو بھی محنت کے لیے مجبور کر دیا کرتے۔

آج وہ ہم میں نہیں ہیں لیکن ہم ان کی ان باتوں سے انہیں یاد کرتے رہا کریں

سکے۔ اور میری دعا ہے کہ انہیں اللہ تعالےٰ جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب سپیکر: جناب راجہ محمد خالد خان۔

راجہ محمد خالد خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر، مجھ سے پہلے مدبر معززین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اب مجھ جیسے مقرر کے پاس کوئی الفاظ نہیں ہیں۔ میں سید حسن محمود صاحب کی روح سے صرف اتنے الفاظ کہنے پر اکتفا کروں گا:

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں"

اس کے ساتھ ساتھ اس قرارداد میں، میں ایک ترمیم بھی پیش کرنی چاہوں گا۔ مخدوم زادہ صاحب اپنے والد گرامی مرحوم کے بعد "مخدوم الملک" کے خطاب سے نوازے گئے تھے۔ لہٰذا "مخدوم زادہ" کے بجائے "مخدوم الملک" لکھا جائے۔

جناب سپیکر: جناب مہر ظفر اللہ بھروانہ صاحب

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ: جناب سپیکر، موت کے بارے میں بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کو ہر حالت میں، ہر قیمت پہ آنا ہے۔ جناب مخدوم زادہ مرحوم نے اسی اسمبلی میں میرے ساتھ تین ٹرمز گزارے ہیں۔ مخدوم زادہ صاحب نے اس اسمبلی میں جب بھی کسی مسئلے پر تقریر فرمائی، ان کی وہ تقریر مثالی رہی۔ جناب سپیکر، میں آپ سے ایک گزارش کروں گا۔ اسمبلی کا ریکارڈ محفوظ ہے۔ مخدوم زادہ صاحب جب سے ممبر رہے ہیں، ان کی جتنی بھی تقاریر ہیں ان کو ایک علیحدہ مجموعے کی شکل میں مرتب کیا جائے۔ اور ممبران کو اس کی ایک ایک کاپی دی جائے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ موجودہ ممبران کے لیے بھی وہ ایک بہتر اور مفید کتاب ثابت ہوگی۔

جناب سپیکر: حالات اور وقت بدلتے رہتے ہیں۔ مجھے آج ایک بات یاد آرہی ہے۔ ۱۹۷۷ء میں جب الیکشن ہوا اور اس اسمبلی کا جزن کا اجلاس شروع ہوا تو اتفاق سے پنجاب میں سے ہم صرف سات ممبران اپوزیشن کی سیٹوں پہ بیٹھے تھے۔ اس زمانے میں ہنگامے ہوئے تھے۔ جس میں کچھ لوگ بے چارے شہید ہوئے تھے۔ اس پہ پیپلز پارٹی کی حکومت کی طرف سے ایک قرار داد

پیش ہوئی کہ پیپلز پارٹی کے جتنے افراد شہید ہوئے ہیں ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔ اس پر میں نے اٹھ کر یہ عرض کیا کہ یہاں پیپلز پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے۔ ان ہنگاموں میں جتنے بھی مسلمان شہید ہوئے ہیں ان سب کے لیے فاتحہ پڑھی جائے۔ جناب والا! حکومت وقت نے ہمیں یہ اجازت نہ دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو پیپلز پارٹی کے لیے ہی فاتحہ پڑھیں گے۔ لیکن میں نے کہا کہ آپ بے شک پڑھیں لیکن ہمیں آپ روک نہیں سکتے۔ آپ ان آدمیوں کے نام لیں۔ ہم سب کا نام لیں گے۔ تو وقت آنا جاتا ہے۔ آج آپ کے سامنے یہ بات ہے کہ ہمارے اور حکومت کے ارادے کس قسم کے ہیں۔ قائد حزب اختلاف کی وفات پر ایک دن مقرر کیا گیا ہے اور ان کے بارے میں اس حد تک موجودہ حکومت اپنا ذہن ظاہر کر رہی ہے۔ جناب والا، مرحوم کی تقاریر پر مشتمل کتاب کے متعلق آپ ضرور مہربانی کریں۔ میں نے ان کے ساتھ تین ٹرمز اسمبلی کے گزارے ہیں۔ وہ جب بھی اسمبلی میں آتے تھے تو قانون اور خاص طور پر اسمبلی کے طریقہ کار کے ضمن میں مکمل تیاری کر کے آتے تھے۔ ان کی وہ کتاب علیحدہ چھپ جائے تو وہ ہمارے لیے بہت ہی مفید ثابت ہوگی۔

جناب سپیکر: جناب چودھری نعیم حسین چٹھہ صاحب۔

چودھری نعیم حسین چٹھہ: جناب سپیکر، یہ ایوان آج سوگوار ہے کہ ایک عظیم ساتھی، ایک مدبر سیاست دان اور ایک معزز رکن سے محروم ہو گیا ہے۔ یقیناً یہ ایک قومی نقصان ہے۔ اس ایوان کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ جو خلا پیدا ہوا ہے وہ اس ایوان کی موجودگی میں کسی بھی صورت پورا نہیں ہو سکتا۔ یقیناً وہ ایک مشفق انسان تھے۔ نہایت سلجھے ہوئے۔ منجھے ہوئے سیاستدان اور منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین تھے۔ یہ بجا طور پر کہا گیا ہے، میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ وہ اس ایوان کے استاد، اس ہاؤس کے معلم کی حیثیت اختیار کر چکے تھے۔ یہ ان کی محنت، لگن اور ذہانت کا نتیجہ تھا۔ وہ صحیح طور پر اس ٹائٹل، اس اعزاز کے مستحق تھے۔ میرے پیش رو مقررین نے نہایت اچھے

الفاظ میں مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ مجھے ان سے اتفاق ہے شاید میں اس میں مزید اضافہ تو نہیں کر سکوں گا۔ بہر حال، میری یہ دعا ہے کہ جس خوبصورتی کے ساتھ انہوں نے یہ زندگی گزاری، اللہ تبارک و تعالیٰ اگلے جہاں میں بھی انہیں کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں کو یہ چاہیئے کہ پارلیمانی امور کے ضمن میں اس ایوان میں انہوں نے جو اعلیٰ روایات قائم کیں، جس بردباری، محنت اور لگن کا وہ اظہار کیا کرتے تھے، جس تحمل مزاجی کے ساتھ وہ مخالفین کے اعتراضات اور تنقید کو سننے کے عادی تھے اور اس کا جس خندہ پیشانی سے مدلل طریقے سے جواب دیا کرتے تھے، مجھے توقع ہے کہ ان کے بعد آنے والے حزب اختلاف کے ممبران ان کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اس ایوان کے تقدس اور اس کی اہمیت کو اسی طرح وجہ افتخار سمجھیں گے، جس طرح ان کا مشن تھا۔

جناب حسن محمود صاحب پکے مسلم لیگی، دوستوں کے دوست، نہایت محنتی، پڑھے لکھے اور بڑے مدبر انسان تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی خاص مہربانی سے ان کے گناہوں کو معاف کرتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو یہ صدمہ سہنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔

جناب والا! ان کے لواحقین کو یہ تعزیت نامہ اور یہ سارے جذبات پہنچائے جائیں کہ یہ ایوان ان کی ناگہانی موت کے عظیم صدمے میں ان کا برابر کا شریک ہے شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ فرمایئے۔

میاں عبدالمجید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھ سے پیشتر قائد ایوان، حزب اختلاف اور معزز اراکین نے جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی وفات اور ان کی خدمات کی متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے، میں ان کی پرزور تائید کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کوتاہیاں معاف فرمائے اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود

صاحب نے پاکستان، پنجاب اور خاص طور پر بہاول پور اور بہاول پور کے عوام کے لیے جو خدمات انجام دیں ہیں وہ خصوصی طور پر بہاولپور کے عوام کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے یقینی طور پر بہاولپور میں، کہ جہاں شخصی حکومت تھی، جمہوریت کی بنیاد ڈالی۔ ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ بہاول پور میں جمہوریت کے وہ روح رواں بھی تھے۔ انہوں نے خاص طور پر بہاولپور میں اپنے دور حکومت میں جب وہ وہاں کے وزیر اعلےٰ تھے، تعمیر و ترقی کے جو کام کیے ہیں وہ ان کی خدمات کی منہ بولتی تصویر ہیں جو انہوں نے بہاول پور کے لیے انجام دیں۔ میں آخر میں بہاول پور کے عوام، پنجاب اور پورے پاکستان کے عوام کی طرف سے ان الفاظ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ شکریہ

سردار غلام عباس: جناب والا! میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں جناب مخدوم زادہ کو ان کی شایانِ شان خراج تحسین پیش کر سکوں۔ جناب والا! ان کی کمی اس ملک کے ہر طبقہ میں محسوس ہوتی رہے گی۔ ان کی شخصیت کو میں نے دو انداز سے قریب سے دیکھا ہے۔ پہلی دفعہ جب میں آزاد الیکشن میں بحیثیت آزاد رکن اس ایوان میں آیا تو جب کبھی بھی مجھے ان کی گفتگو ان کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا کبھی بھی انہوں نے اصولوں سے ہٹ کر بات نہیں کی اور ان کی ہر بات کے پیچھے ایک تجربہ اور علم ہوا کرتا تھا۔ جناب والا! اسی وجہ سے میں نے انہیں بحیثیت قائد حزب اختلاف اپنا لیڈر تسلیم کیا ان کے پاس مجھے بیٹھنے کا جو اتفاق ہوا تو میں نے ان سے تین چیزیں سیکھیں اور وہ یہ ہیں کہ اگر تمہیں کوئی پتھر مارے اس کا جواب اسے پھول پیش کر کے دو۔ اگر تمہیں کوئی گالی دے اس کا جواب مسکراہٹ سے دو اور ایک بات کا خاص خیال رکھو کہ اصولوں کی سودے بازی نہ کرنا میں جناب مخدوم زادہ کو بحیثیت ایک انسان اور مکمل انسان سمجھتا ہوں اور اسی وجہ سے ان کی روح کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اور سلام کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب فضل حسین راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ اور ہر انسان کو اس کا ذائقہ چکھنا ہے۔ کوئی انسان اس سے بچ نہیں سکتا یہ زمین بہت عرصے سے ہے اور اس پر انسان بہت عرصہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ ہر سماج کے اندر جب انسان مرتا ہے تو اپنے سماجی ماحول میں اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی ہستی کے مطابق ایک خلاء پیدا کر دیتا ہے۔ جس کو بعد میں آنے والے اس کی اس حیثیت تک پہنچتے ہوئے اس کی ہستی تک اپنے وجود کے سفر کر لیے جاتے ہوئے اس کے پیدا ہونے والے خلاء کو پورا کرتے ہیں۔ جس طرح ایک حقیقت ہے کہ موت بالآخر آنی ہے اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس ہاؤس میں سب سے اعلیٰ پارلیمنٹیرین جناب مخدوم زادہ حسن محمود مرحوم تھے ہم جو حزب اختلاف کے ممبر (crisis of confidence) کا دو طریقوں سے شکار ہیں۔ جبکہ اس ملک میں بسنے والا ہر شخص (crisis of confidence) کا ایک طریقے یا ایک پہلو سے شکار ہے وہ (crisis of confidence) اس ملک میں جن لوگوں نے پیدا کیا ہے وہ انہیں بھی جانتے ہیں ایک تو ہم اس حوالے سے اس کا شکار ہیں اور دوسرا اس حوالے سے ہم یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم کسی پہلو سے کمزور بھی ہوں گے جناب حسن محمود صاحب کی حیثیت ہمارا دفاع کریگی۔ ان کی شخصیت ہمارا دفاع کرے گی انہوں نے اپنی شخصیت کو جس طرح بھی بنایا ہے۔ وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ انسان اپنے وقت کو مطالعہ میں صرف کرتا ہے یا جاننے کی اور پہچاننے کی ایک جستجو رکھتا ہے۔ اور اس جستجو میں وہ سفر کرتے ہوئے بعض اوقات اپنے ملک کی سرحدوں سے باہر بھی جاتا ہے۔ اور بعض اوقات اپنے ملک میں بسنے والے اعلیٰ ترین عالم فاضل لوگوں کی نشست اور صحبت میں بیٹھ کر ان سے بھی وہ بہت کچھ سیکھتا ہے جناب حسن محمود کے مطالعہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں قواعد و ضوابط ان کو زبانی یاد ہوا کرتے تھے۔ اور ملک کے آئین کو وہ بہت ہی بہتر طریقے سے ہم سب کی نسبت زیادہ سمجھتے تھے۔ یہ ان کی شخصیت کا ایک پہلو ہے۔

لیکن جس طرح بعض لوگوں نے یہ کہا کہ ہماری حکومت یہ چاہتی ہے۔ ہم نے یہ کیا ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کسی بھی انسان کی موت کے پیچھے کوئی نہ کوئی غم اور کوئی نہ کوئی دکھ ضرور ہوتا ہے اور جتنی دیر میں ان کے ساتھ رہا ہوں یا میں ان کے پاس بیٹھا ہوں یا میں نے ان سے گفتگو کی ہے انہوں نے اپنے سب سے بڑے دکھ کی طرف اشارہ کرکے یہ کہا کہ میں نے اس مسلم لیگ کو اپنے خون اور جگر سے سینچا ہے۔ میں نے اپنا خون دیگر اس کو پروان چڑھایا ہے۔ جس طریقے سے اس کو ہائی جیک کیا گیا ہے۔ میں اس سے متفق نہیں تھا۔ اس لیے اپنی مسلم لیگ کے جو مقاصد تھے یا جن کو وہ حاصل کرنا چاہتی تھی۔ یا اس ماحول میں مسلم لیگ والے جو تبدیلی لانا چاہتے تھے اس حوالے سے وہ اپنی مسلم لیگ کے ساتھ وفادار رہے۔

غلام حیدر وائیں : جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب فضل حسین راہی : میں جناب ان کے سب سے بڑے دکھ کی طرف اشارہ کر رہا ہوں ان کا یہ دکھ تھا۔

جناب سپیکر : میں اس پر پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دیتا۔ جناب راہی صاحب ماحول میں کسی قسم کی کوئی تلخی پیدا کرنے سے میں ان کو باز رکھنے کے لیے ان سے استدعا کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر مجھے بڑا افسوس ہے اور میں بھی ایسا ماحول نہیں چاہتا ہوں چونکہ جہاں بات ایسی کی گئی ہے۔ اس مسلم لیگ کا ممبر یہاں تصور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو سرکاری مسلم لیگ ہے۔ میں ان کی اس بات کو اس لیے علیحدہ کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو سرکاری مسلم لیگ سے علیحدہ رکھا ہے۔ یہ ایک پہلو ہے۔ جناب سپیکر میں یہ کوئی غلط بات نہیں کر رہا ہوں اور میں نہ ہی اس بات میں پڑنا چاہتا ہوں اور میں اس ماحول کو پراگندہ نہیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کی اعلیٰ ترین صفات میں سے ایک صفت یہ بھی تھی کہ اگر کسی شخص پر شدید قسم کی تنقید کی جائے تو اس تنقید پر اسے غصہ آجاتا ہے

اور لوگ بر ملا بعض اوقات اس غصے کا اظہار کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن جناب حسن محمود میں نے یہ چیز نہیں دیکھی جب ان پر شدید قسم کی تنقید ہو رہی ہوتی تھی وہ یا تو مسکرا دیتے تھے یا ہنس کر ہماری طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ دیکھو کس صفائی کے ساتھ جھوٹ بول رہا ہے۔ جناب سپیکر اس کی وہ تعریف کرتے تھے۔ ان کا یہ بنیادی مسئلہ تھا کہ انسان کی عزت نفس کو مجروح نہ کیا جائے ان کا یہ بہت بڑا نعرہ تھا کہ انسان کی عزت نفس کو مجروح نہ ہونے دیا جائے۔ اس کا اظہار انہوں نے اپنے ان نوٹس میں کیا ہے۔ جو انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے حوالے سے تحریر کیے ہیں اور ان کے وہ نوٹس اخبارات میں بھی چھپے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد کی ہستی کے حوالے سے جو کسی بھی انسان کے لیے سب سے مقدم ہستی ہوتی ہے اپنی ماں کے بعد اپنے والد کی ہستی کے حوالے سے کہا ہے جب کوئی شخص میرے والد کو سجدے کرتا ہے یا میرے والد کے پاؤں پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ مجھے اس پر بہت غصہ آتا ہے مجھے اس پر بہت رحم آتا ہے۔ مجھے لوگوں کی یہ حرکت پسند نہیں ہے۔ جناب سپیکر ایک مخدوم الملک ہوتے ہوئے ایک آدمی اس قسم کی حرکت کو پسند نہیں کرتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ کسی دوسرے کی عزت نفس کے لیے ضرور سمجھتا ہے کہ کسی آدمی کو کسی آدمی کے نیچے نہ لگنے دیا جائے۔ جیسا کہ یہ ایک اسلامی اصول ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سب انسان برابر ہیں اور اس برابری کی حیثیت کو کم ہوتے ہوئے جناب حسن محمود صاحب نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ سب لوگ جانتے ہیں اور بہت سے لوگوں نے ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ بھی کیا ہے۔ جناب والا اور بھی بہت سے لوگ ابھی باقی ہیں جو بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے میں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو ایمان پر قائم رہنے کی طاقت عطا فرمائے اور جناب حسن محمود صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین درجہ عطا فرمائے۔

جناب سپیکر: جناب کرنل محمد یامین صاحب

کرنل (ر) محمد یامین: جناب سپیکر! اگرچہ مجھے مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کو بہت مدت سے جاننے کا شرف حاصل نہیں لیکن اس اسمبلی کے معزز ممبر

میں آنے کے بعد ڈیڑھ یا دو سال کے عرصے میں جو مجھے ان کی رفاقت حاصل رہی ہے جو میں نے ان میں دیکھا ہے سنا ہے اور ان سے تبادلہ خیال کیا ہے وہ اس قلیل سی مدت کی رفاقت کے حوالے سے میں یہ بلا خوف تردید پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ مرحوم یقیناً اس اسمبلی کے روح رواں تھے وہ نہ صرف اس ننھی منی اپوزیشن کے قائد تھے بلکہ وہ ہم سب کے لیے ایک استاد کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس اسمبلی میں ان آنکھوں نے دیکھا اور یہ فاضل اراکین اس بات کے گواہ ہیں کہ مرحوم نے کتنے مشکل پارلیمانی نکات کو کس خوبصورتی، کس بردباری اور کس تحمل سے سلجھایا وہ ہم سب کے لیے ایک راہنمائی کی صورت میں اس اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے۔ میں یہ بھی پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرحوم کے صاحبزادے کا بلا مقابلہ منتخب ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ مرحوم نہ صرف ایک بڑے سیاسی مدبر تھے بلکہ وہ ایک صحیح انسان بھی تھے۔ وہ ایک عظیم انسان اللہ شریف انسان بھی تھے۔ ورنہ اس زمانے میں اس حزب اختلاف کے زمانے میں کسی شخص کا کسی حلقے سے بلا مقابلہ منتخب ہو جانا بڑی عجیب و غریب سی بات لگتی ہے۔

جناب سپیکر آج سید حسن محمود صاحب ہم میں موجود نہیں ہیں۔ لیکن پارلیمانی امور کے حوالے سے ان کے کارہائے نمایاں، ان کے فرمودات، ان کی تعلیمات اور ان کا خوبصورتی کے ساتھ بڑے عمیق و دقیق مسائل کو سلجھانا آج ہماری اس اسمبلی کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ میں پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کیونکہ ان کے کارہائے نمایاں نہ صرف موجودہ اسمبلی کے اراکین کے لیے ایک راہنمائی کا مواد پیش کرتے ہیں بلکہ وہ آنے والی اسمبلی کے اراکین کے لیے بھی مفید اور راہنمائی کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ موجود رہے گا۔ میرے پیشرو مقررین نے جن الفاظ میں مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا ہے میں اس سے کلی اتفاق کرتے ہوئے صرف اتنا کہوں گا کہ

بچھڑا وہ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

جناب سپیکر : جی بیگم صاحبہ

محترمہ راج حمید گل : جناب سپیکر!

کوئی مرے تو نام و نشان نہیں
کوئی یادگار بن جاتا ہے

انہیں یادگار ہستیوں میں سے ایک ہستی مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب تھے۔ جو ایک ناقابل فراموش ہستی ہیں۔ ان کی سیاسی خدمات پر جتنا بھی خراجِ تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کے حقوق کے بھی وہ علمبردار تھے۔ مثال کے طور پر حالیہ بجٹ سیشن میں انہوں نے ایک بل پر اعتراض کرتے ہوئے یہ نکتہ اٹھایا تھا کہ چونکہ اس بل میں اقلیتوں کے لیے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا اس لیے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔ اس ناطے سے اگر انہیں اقلیت دوست کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ وہ تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ تنقید برائے مقصد کرتے تھے۔ اس ایوان میں ان کی کمی ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی۔ آخر میں میں دعاگو ہوں کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : جناب احمد خان صاحب۔

جناب احمد خان لہڑاسپ : جناب والا! مخدوم صاحب کے متعلق جتنا کچھ بھی کہا جائے جتنا بھی خراجِ تحسین پیش کیا جائے اتنا کم ہے۔ میں ان کے لیے صرف یہ کہوں گا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جناب والا! ایسے انسانوں کو مائیں کبھی کبھی جنم دیتی ہیں۔ یہ وہ ہستی تھی جس نے شروع سے آخری دم تک قوم اور ملک کی خدمت کی۔ فرش نشیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے پہلی اسمبلیوں میں ان کے ساتھ وقت گزارا اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔

جناب والا! ہم نئے ممبران ان سے بہت کچھ سیکھنا چاہتے تھے۔ اس تھوڑے عرصے میں جو کچھ انہوں نے یہاں اس اسمبلی میں تنقید کی ہے۔ قانونی نکات اٹھائے ہیں اس سے ہم نے بہت سبق سیکھا ہے۔ جناب والا وہ اتنے قابل انسان تھے ہم نے دیکھا ہے کہ وہ جب بھی کوئی قانونی نکتہ اٹھاتے تھے تو ہماری کابینہ کے تمام وزراء صاحبان مل کر اس نکتے کا جواب دیتے تھے۔ اور انہوں نے کبھی بھی ایسا غلط نکتہ نہیں اٹھایا تھا کہ ان کو غلط ثابت کیا جائے ہمیشہ وہ جائز تنقید کرتے تھے۔ جناب والا۔ ہماری طرف سے ان پر سخت تنقید ہوتی تھی لیکن ہم نے دیکھا کہ وہ ہر بات کا مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ کبھی ان کے چہرے پر غصہ نہیں آیا تھا۔ وہ بہت ہی قابل انسان تھے۔

جناب والا! میں صرف اتنا کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے فرزند ارجمند میں اتنی قابلیت اور صلاحیت پیدا کرے کہ وہ ان کے خلاء کو پورا کر سکیں۔ کیونکہ کچھ انسان ایسے ہوتے ہیں جو صرف اپنے خاندان کے لیے کمی چھوڑتے ہیں کچھ اپنے ضلع کے لیے کمی چھوڑتے ہیں۔ لیکن یہ وہ انسان تھے جو قوم اور ملک کے لیے خلا پیدا کر گئے ہیں۔ خدا کرے یہ خلا ان کے لڑکے سے پورا ہو اور ان میں اتنی قابلیت اور صلاحیت پیدا ہو کہ وہ اپنے والد بزرگوار کی کمی کو پورا کر سکیں۔ مہربانی، شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب چودھری محمد اکرم صاحب۔

چودھری محمد اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب سپیکر! جناب قائد ایوان اور معزز اراکین نے آج مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی سیاسی بصیرت اور خداداد صلاحیت کے بارے میں انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لیے جن جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں مرحوم ایک مدبر اور صاحب بصیرت سیاستدان تھے۔ ان کی جدائی ہم سے اس وقت ہوئی ہے جب ملک ایک نازک دور سے گزر رہا ہے۔ مخدوم زادہ صاحب جیسے محب وطن سیاستدان کی آج ملک کو اہم ضرورت تھی۔ میں بحیثیت بہاولپور ڈویژن کے ایک باسی کے عرض کرتا ہوں کہ ان کی وہ خدمات

جو انہوں نے اپنے دور میں جب وہ وزیر اعلیٰ بہاولپور تھے اپنے علاقے کے لیے سرانجام دیں ان خدمات کو سراہتے ہوئے بہاولپور ڈویژن کے عوام کی طرف سے اور اپنی طرف سے انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ اور بلند مقام عطا فرمائے۔ ان کے گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم اراکین اسمبلی کو ان کے اچھے اصولوں پر چلنے اور اچھی روایات قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

سیدہ نگہت نسیم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس سوگوار دن پر جو مخدوم زادہ سید حسن محمود کے نام کیا گیا ہے، ان کے بارے میں میں اپنے خیالات کا اظہار نہ کروں تو یہ پارلیمانی روایات کے خلاف ہوگا۔ میں سمجھتی ہوں کہ میرے تمام بہن بھائیوں نے جنہوں نے ان کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ان کے مختلف ادوار پر روشنی ڈالی، اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ ہم لوگوں نے بڑی فراخدلی سے ان کی حیثیت کو تسلیم کیا ہے۔ اور ہم آج ان کو یاد بھی کر رہے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کی وہ خصوصیات جن کی وجہ سے آج ہم ان کو یاد کر رہے ہیں تو ہم میں بھی پیدا ہوں اور ان کے جو ساتھی حزب اختلاف میں ہیں، وہ بھی ان کی ان روایات پر عمل کریں، اور ان پر چلتے ہوئے وہی روایات اس ایوان میں دہرائیں تاکہ ہم لوگ جو کمی ان کی وجہ سے محسوس کر رہے ہیں۔ اس کو زیادہ محسوس نہ کیا جائے۔ وہ خود ایک صاحب حیثیت ہستی تھے مگر ان کے دل میں غریب پروری کا ایک مادہ تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ غریبوں کے لیے ایک خاص (soft corner) رکھتے تھے جس کی وجہ سے وہ ایک نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ مجھے انہوں نے اس وجہ سے متاثر کیا کہ ایسے انسان کمی اس دنیا میں موجود ہیں جو غریبوں کے لیے بہت کچھ کرتے ہیں۔ اپنی ذات سے ہٹ کر انہوں نے ان غرباء کے لیے بھی بہت کچھ کیا۔ اور ان کی یہ عادت مجھے ہمیشہ یاد رہے گی میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں اب اس بات کو ختم کروں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ایسی ہی خوبیوں والے اور انسان اس ملک میں پیدا ہوں۔ آمین۔

جناب سپیکر : آخری مقرر، سید طاہر احمد شاہ

سید طاہر احمد شاہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، جناب سپیکر! موجودہ اسمبلی کے دور میں مختلف اوقات میں اجلاس ہوتے رہے ہیں مگر آج کا اجلاس ایک افسردگی کے ماحول میں جاری ہے۔ جب سے آج کے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی ہے میں اس وقت سے اس ایوان کے معزز اراکین کے خیالات کو سن رہا تھا، میں دل اور دماغ کی کشمکش میں مبتلا تھا، اور میں سمجھتا تھا کہ مجھے بھی اپنے مرحوم لیڈر کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے تو میری سوچیں مجتمع نہیں ہو رہی تھیں، چونکہ مخدوم الملک سید حسن محمود مرحوم و مغفور ایک عظیم انسان تھے اور ان کی عظمت کے ناطے سے میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں اور میں تلاشِ بسیار کے باوجود ایسے الفاظ اپنے ذہن میں پیدا نہیں کر سکا ہوں۔ جن الفاظ کے ساتھ ان کے شایانِ شان ان کو خراج عقیدت پیش کر سکوں۔

ماضی میں سال ۱۹۷۰ء کے عشرے اسمبلی کا جب میں بھی رکن تھا اور مخدوم الملک بھی رکن تھے میں اس وقت بھی ۱۹۷۵ء تک حزب اقتدار کا رکن تھا اور مخدوم الملک سید حسن محمود اس وقت بھی حزب اختلاف کے ایک معزز رکن کی حیثیت سے اس ایوان کی کارروائی میں حصہ لیا کرتے تھے۔ اس دور میں بھی میں نے ان کی عالمانہ اور فاضلانہ تقاریر سنی تھیں مجھے یاد پڑتا ہے اور جو اراکین اس وقت بھی ہمارے ساتھ تھے۔ وہ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ مخدوم مرحوم و مغفور نہ صرف کئی گھنٹے بلکہ کئی کئی روز تک ایک ہی بل پر، ایک ہی موضوع پر اپنے مفصل اور مدلل دلائل دیا کرتے تھے ایک مرتبہ لینڈ ایکوزیشن ہولڈنگ ایکٹ کے مسودہ قانون پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے پورے پانچ دن لگائے تھے اور جب موجودہ پنجاب اسمبلی معرض وجود میں آئی۔ بعد ازاں پنجاب اسمبلی کے چند ارکان نے حزب مخالف کا کردار ادا کرنے کا اپنے تئیں فیصلہ کیا۔ اور جب حزب اختلاف کے قائد کے انتخاب کا مسئلہ پیدا ہوا تو اتفاق سے مخدوم مرحوم و مغفور کراچی میں تشریف رکھتے تھے اور ان کی بے غرضی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے میاں اسحاق صاحب کو جو ان دنوں میٹنگ بلا رہے تھے ایک خط تحریر کیا تھا جو کہ آج

بھی موجود ہے اس خط میں انہوں نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ حزب اختلاف کے ارکان جو بھی فیصلہ کریں گے میں اس فیصلے کی پابندی کروں گا۔ حسن اتفاق سے اس دن قائد حزب اختلاف کے انتخاب کا یا نامزدگی کا فیصلہ نہ ہو سکا۔ اور جب اگلی میٹنگ میں مخدوم صاحب کراچی سے تشریف لائے، تو میں نے ان سے رابطہ قائم کیا اور ان سے لیڈر آف دی اپوزیشن کے انتخاب کے بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے مجھے واضح الفاظ میں یہ کہا کہ میں کسی کو بھی یہ درخواست کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں، جس کو معزز اراکین حزب اختلاف بہتر سمجھیں گے، میں اس سے اتفاق کروں گا۔ مگر ہم نے انہیں اپنے گروپ میں سے سب سے زیادہ قابل ترین، تجربہ کار سنجیدہ پارلیمنٹیرین سمجھتے ہوئے اپنی طرف سے اس چھوٹے سے اعزاز سے نوازا اور ہم نے انہیں متفقہ طور پر قائد حزب اختلاف منتخب کر لیا۔ مخدوم صاحب پھر لندن اور امریکہ چلے گئے تو وہاں جانے سے پیشتر میں نے ان سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں بھی اپنے کاروباری سلسلہ میں لندن جانا چاہتا ہوں تو اس پر انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جب میں واپس آجاؤں گا۔ تو پھر تم بھی چلے جانا۔ جب ان کی عدم موجودگی میں ان کے والد مخدوم الملک غلام میراں شاہ مرحوم و مغفور کا انتقال ہوا حسن محمود صاحب واپس تشریف لائے اور جب دوبارہ وہ اپنا طبی معائنہ کروانے کے لیے امریکہ جا رہے تھے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ بڑے مخدوم صاحب کا چالیسواں ۱۲ ستمبر کے لگ بھگ ہوگا تم اس وقت موجود رہنا۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی رضا تھی بجائے۔ اس کے کہ مخدوم حسن محمود اپنے والد مرحوم و مغفور کے چالیسویں کا انتظام کرتے۔ ان کا جسد خاکی کی لاش کی صورت میں پاکستان آیا۔ جب یہ خبر سنی تو ایک بار گماں میرے دل و دماغ پر گزرا۔ چونکہ میں مخدوم حسن محمود کو اپنا سیاسی استاد سمجھتا تھا اور میں ان کے مقابلے میں اپنے آپ کو سیاست کے میدان میں طفل مکتب سمجھتا تھا اور اب بھی ہوں۔ ویسے تو اس معزز ایوان کے ہر رکن نے ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ خراج عقیدت پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں جس متانت کے ساتھ، جس ذہانت کے ساتھ، جس

سنجیدگی کے ساتھ، جس خوش اسلوبی کے ساتھ انہوں نے اپنی تمام زندگی اسمبلی کا رکن اور پارلیمنٹیرین ہونے کے ناطے سے جن روایات کو قائم کیا ہے ان کو بہتر طریقے سے خراج عقیدت پیش کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ جس طریقے سے مخدوم مرحوم و مغفور نے اس معزز ایوان کے تقدس کا ہمیشہ خیال رکھا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جب بھی مخدوم صاحب تقریر فرمایا کرتے تھے جب بھی کوئی رکن اسمبلی پوائنٹ آف آرڈر یا کوئی تحریک پیش کرنا چاہتا تھا تو اس ایوان کے تقدس کو برقرار رکھنے کے لیے اور اعلیٰ پارلیمانی روایت کو قائم رکھنے کے لیے وہ ہمیشہ اپنی نشست پر بیٹھ جاتے تھے آج ہم اگر یہ فیصلہ کر لیں کہ خواہ حزب اقتدار کی نشستوں پر بیٹھنے والے اراکین ہوں یا حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے چند اراکین ہوں۔ ہم حق گوئی کا ساتھ دیں گے عوام کے لیے صوبے کے لیے، ملک کے لیے ایک محب وطن شہری اور سیاسی کارکن یا سیاست دان کی حیثیت سے ہم اس صوبہ پنجاب کے سب سے بڑے ادارے کے تقدس کو کسی صورت میں پامال نہیں ہونے دیں گے جس طریقے سے آج ہم اپنے سے جدا ہونے والے ایک رفیق کار کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں: اسی طریقے سے باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ جائز اور تعمیری تنقید اگر ہم پر بھی کوئی کرے گا تو ہم اس کو خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ برداشت کریں گے اور ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کی بہتری کے لیے، عوام اور صوبے کی بہتری کے لیے ان اعلیٰ روایات کو قائم رکھتے ہوئے ہم حکومت کی دانستہ یا نادانستہ خامیوں کی نشاندہی کریں گے تو حکومت نہ صرف ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے گی بلکہ ہماری ہر بہتر تجویز اور بہتر تبادل منصوبہ بندی کو تسلیم کر کے اس پر عمل کر کے اعلیٰ روایات کو جنم دے گی چونکہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے اراکین پارلیمانی نظام حکومت میں، پارلیمانی جمہوریت میں ایک کشتی کے دو چپو ہیں اور ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے ایک پہیے کو نقصان پہنچ جائے تو گاڑی صحیح طریقے سے نہیں چل سکتی۔ یہ ایک امر واقعہ ہے۔

جناب سپیکر میں اپنے طور پر یہ عرض کروں گا۔ چونکہ یہ ہمارے مرحوم قائد کی نصیحت تھی کہ طاہر شاہ تم جذباتی ہو، جذبات سے کام نہ لیا کرو، ذرا دھیمے چلا کرو اور

زیادہ بہتر طریقے سے (performance) کی کوشش کیا کروں۔ میں ان کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا اور آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے ہر معزز رکن کو میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم مخدوم الملک سید حسن محمود مرحوم مغفور کی اعلیٰ روایات جس کا ہر فاضل مقرر نے اعتراف کیا ہے۔ کو نہ صرف برقرار رکھیں گے بلکہ ہم انہیں مزید مستحکم اور احسن طریقے سے چلانے کی کوشش کریں گے۔ ہم حکومت اور حکومت کے ہر رکن کے جذبات کا احترام کریں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ ہم کسی کی دل آزاری نہیں کریں گے اور ذاتیات کی بنیاد پر کوئی ایسا موقع پیدا نہیں ہونے دیں گے اسی طریقے سے ہم بجا طور پر یہ توقع رکھنے میں حق بجانب ہیں کہ ان اعلیٰ روایات کا مظاہرہ کرنے کے لیے، انہیں برقرار رکھنے کے لیے اس معزز ایوان کا ہر رکن جس جذبے کا ہم آج مظاہرہ کر رہا ہے۔ جس اتحاد جس یک جہتی اور جس خلوص کا آج مظاہرہ کر رہا ہے۔ ان روایات کو ہم برقرار رکھیں گے۔ جناب سپیکر آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے، خدائے ذوالجلال سے صمیم قلب کے ساتھ، دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مخدوم الملک سید حسن محمود مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ہم تمام اراکین کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔"

جناب سپیکر : چوہدری محمد رفیق :

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے بہت سے فاضل ممبر حضرات نے اپنے اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں کچھ عرض کرنے سے پہلے چند اشعار عرض کرنا چاہتا ہوں۔

الگ تجھ سے ہوا ہوں سوچتا ہوں
اکیلا رہ گیا ہوں سوچتا ہوں
اُجالے کتنا تنہا کر گئے ہیں
اندھیرے میں کھڑا ہوں سوچتا ہوں

جناب سپیکر! میں صرف ایک پہلو پر روشنی ڈالنا چاہوں گا کیونکہ باقی باتیں تو

بہت ہو چکی ہیں۔ ان کی زندگی کے مختلف ادوار پر اظہار خیال بھی ہو چکا ہے جناب مخدوم حسن محمود مرحوم کی سیاسی زندگی جو میری نظر میں ہے، نہ صرف میری نظر میں بلکہ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایک نہایت ہی اہم کردار ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے کبھی اصولوں کے خلاف سمجھوتہ نہیں کیا اور ہمیشہ سیاسی اداروں اور جمہوری اداروں کی بحالی ان کی مضبوطی اور ان کو اختیارات کی منتقلی کے لیے گراں بہا خدمات انجام دی ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کی وساطت سے میں اس معزز ایوان کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انتخابات کے فوراً بعد جب وزیر اعلیٰ کی نامزدگی ہوئی اور ان کے اعتماد کے ووٹ کے بعد سب سے پہلے جناب حسن محمود ہی تھے جنہوں نے اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ اقتدار بغیر اختیارات کے بے معنی ہے اور یہ کہ اس معزز ایوان کو اور اس معزز ایوان کے قائد اقتدار کو اختیارات کا منتقل ہونا انتہائی ضروری ہے تو یہ بات اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ جناب حسن محمود نہ صرف جمہوری روایات کو زندہ رکھنا چاہتے تھے بلکہ عملی طور پر سب سے زیادہ ان کے پیش نظر جمہوری اداروں کے اختیارات تھے۔ یہ بات سب پر عیاں ہے کہ ان کی عملی زندگی میں ان کے سیاسی کیریئر میں ایوب خان کے وقت سے لے کر آج تک جو سیاسی خلاء پیدا ہوا اور ایوب خان نے مارشل لاء کے نفاذ کے بعد جمہوری اور سیاسی اداروں کی جو توڑ پھوڑ کی۔ وہ ہمیشہ اس بات پر سینہ سپر رہے کہ سیاسی اور جمہوری اداروں کی بحالی قوموں کی زندگی میں انتہائی ضروری ہے۔ ان کے اختیارات کی منتقلی کے لیے انہوں نے ہمیشہ اپنی پوری سیاسی زندگی میں کوششیں جاری رکھی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ نہ صرف ایوب خان کے وقت میں وہ زیر عتاب رہے بلکہ اس کے بعد بھی وہ زیر عتاب ہی رہے ہیں۔ ایوب خان کے وقت سے لے کر پھر بھٹو کے دور میں بھی اور پھر آج کے دور میں بھی انہوں نے ہمیشہ جمہوری اور سیاسی اداروں کی بحالی کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں ان کو کسی طرح سے بھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی وفات کی وجہ سے یہ سیاسی خلا جو پیدا ہوا ہے یہ شاید ہی کسی وقت میں پورا ہو سکے گا۔ آخر میں میں یہ عرض کروں گا۔

خدا کی قسم یاد آیا کروں گا
کہو گے کہ وہ جانِ محفل کہاں ہے

جناب سپیکر : معزز خواتین و حضرات ! آج ہم سوگوار ہیں۔ اس لیے کہ اس معزز ایوان میں جو ہستیاں سب سے زیادہ قابل احترام سمجھی گئی ہیں۔ مخدوم زادہ صاحب ان میں سے ایک تھے۔ وہ آج ہم میں موجود نہیں ہیں۔ معزز اراکین اسمبلی نے نہایت باوقار انداز میں مرحوم مخدوم زادہ صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ آج اس معزز ایوان نے پنجاب اسمبلی کی ہسٹری میں یہ ایک نئی روایت ڈالی ہے کہ ہم اپنے معزز اور محترم ساتھیوں کو اس انداز میں بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں آج تمام رولز کو معطل کرتے ہوئے صرف مخدوم زادہ مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لیے جناب قائد ایوان نے قرارداد تعزیت پیش کی اور اس پر سب دوستوں نے جو اظہار خیال کرنا چاہتے تھے انہوں نے اظہار خیال فرمایا۔ اس کے بعد کوئی کارروائی نہیں ہو گی یہ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی مخدوم زادہ حسن محمود مرحوم کی کارکردگی، انکی شخصیت ان کی قابلیت اور ان کی صلاحیتوں کے اعتراف کے طور پر جو کم از کم کر سکتی تھی وہ ہم نے کیا۔ اس میں حزب اقتدار نے مثبت انداز میں اس تجویز کو قبول کیا کہ آج اور کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہیئے ماسوائے جناب مخدوم زادہ مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لیے بات کریں۔ اس پر حزب اقتدار بھی بجا طور پر خراج تحسین کی مستحق ہے۔

معزز خواتین و حضرات ! یہ ظاہری طور پر ایک بات ہے جو ہم کر رہے ہیں لیکن اصل میں مخدوم زادہ مرحوم نے اپنے عمل اور اپنے افکار کی جو روشنی اپنے پیچھے چھوڑی ہے۔ ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس سے استفادہ کریں۔ ہم مخدوم زادہ صاحب کے تدبر، ان کے استدلال، ان کے حوصلے، ان کی اعلیٰ ظرفی، ان کی خوش اخلاقی بطور ایک پارلیمنٹیرین پنجاب اسمبلی میں جو انہوں نے contribution کی ہے۔ ہم اس شمع کو لے کر آگے بڑھیں اور ہم اس کی روشنی کو ہر سو پھیلا دیں۔

مجھے مخدوم زادہ مرحوم کی شخصیت سے بطور ایک ممبر کے واسطہ پڑا۔ مجھے بطور سپیکر قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے مخدوم زادہ مرحوم سے واسطہ پڑا۔ میری ان سے کچھ زیادہ راہ و رسم نہیں تھی۔ میں ان کی شخصیت سے غائبانہ طور پر واقف تھا لیکن جب سپیکر کا الیکشن ہو رہا تھا تو میری مخدوم زادہ صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان سے تعارف ہوا۔ اس کے بعد میں نے جب بھی ہاؤس میں مخدوم زادہ صاحب کو بولتے سنا۔ جب بھی کسی (issue) پر ان کو رائے دیتے ہوئے سنا۔ جب بھی کسی معاملے پر انہوں نے لب کشائی کی میں نے ہمیشہ یہ محسوس کیا کہ مخدوم صاحب نے کبھی بھی ہاؤس میں غیر متعلقہ بات نہیں کی۔ مجھے کوئی ایسی بات یا کوئی ایسا لمحہ یاد نہیں ہے کہ جب کوئی معزز رکن اپنی سیٹ پہ پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہوئے ہوں اور مخدوم زادہ صاحب تقریر کر رہے ہوں ان کو یہ یاد دلانا پڑا ہو کہ مخدوم زادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جب بھی وہ تقریر کر رہے ہوتے تھے اور کوئی فاضل رکن پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے تھے تو مخدوم زادہ صاحب خود اپنی نشست سنبھال لیتے تھے۔

اس کے علاوہ انہوں نے ہمیشہ چیئر کی عزت کی۔ انہوں نے ہمیشہ چیئر کے احکامات کی تعمیل کی اور انہوں نے ہمیشہ زبردست دست تعاون بڑھایا۔ اس کے علاوہ میں نے دیکھا کہ مخدوم زادہ صاحب علیل تھے ان کا بائی پاس آپریشن ہو چکا تھا۔ وہ کینسر کے مریض تھے اور عمر رسیدہ بھی تھے ان حالات میں کہ وہ علیل تھے۔ وہ بیمار تھے اور عمر رسیدہ تھے وہ پوری تیاری کر کے آتے تھے اور اسمبلی کی کارروائی میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ میں جب مخدوم زادہ صاحب کو اسمبلی کی کارروائی میں اس طرح حصہ لیتے ہوئے دیکھا کرتا تھا تو مجھے خیال آتا تھا کہ وہ دل میں کہتے ہوں گے کہ ؎

اے قافلے والو میری ہمت کو سراہو
ہر چند کہ زخمی تھے قدم ساتھ دیا ہے

معزز خواتین و حضرات! میں نے مخدوم زادہ صاحب کو دیکھا تنقید کے تیر برساتے جا رہے لیکن مخدوم زادہ صاحب کی پیشانی پر شکن نہیں آئی انہوں نے اس

انداز میں حزب اختلاف میں ہوتے ہوئے جبکہ حزب اختلاف کا عموماً یہ کام سمجھا جاتا ہے کہ وہ تنقید برائے تنقید کرے۔ لیکن میں نے مخدوم زادہ صاحب کو جب تنقید کرتے دیکھا تو اس میں کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ مجھے ایک بھی ایسا موقع یاد نہیں کہ وہ کبھی ذاتیات پہ اترے ہوں یا انہوں نے کبھی ذاتی تنقید کی ہو یا اخلاق سے گری ہوئی کوئی ایسی بات انہوں نے کی ہو۔ مجھے یاد ہے کہ انہوں نے حکومت کو تجاویز بھی پیش کیں اور یہ صرف مثبت ذہن ہی ایسا کر سکتا ہے اور پھر مجھے یہ بھی یاد ہے کہ ایک دفعہ چودھری عبدالغفور صاحب جو لاء اینڈ آرڈر اور پارلیمانی امور کے وزیر تھے انہوں نے بہت اچھی تقریر اس روز کی۔ باوجود اس بات کے کہ مخدوم صاحب اور چوہدری صاحب کی آپس میں کافی نوک جھونک رہتی تھی لیکن مخدوم زادہ صاحب نے چوہدری صاحب کی تقریر کی بے حد تعریف کی۔ اپنے مخالفوں کی اچھی بات کو بھی پسند کرنا یہ عالی ظرفی ہے۔ آج ان کا ہمارے درمیان نہ ہونے سے یہ احساس ہو رہا ہے کہ اچھی باتوں کو کون پسند کرے گا۔ اچھی باتوں کی تعریف کون کرے گا۔ اور جب اچھی باتوں کی تعریف کرنے والا کوئی نہ ہو تو اچھی بات کرنا لوگ بند کر دیتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم میں ایسے لوگ پیدا ہوں، خدا کرے کہ ہم اپنی پارلیمانی روایات کو اس قدر تابناک اور اس قدر پائندہ بنائیں کہ یہاں اچھی بات کی (appreciation) ہو اور ہم اپنی جمہوری منزل کی طرف رواں دواں چل سکیں۔

حضرات گرامی! دانا لوگ کہتے ہیں کہ زندگی کے لمحات میں اس انداز سے کچھ نہ کچھ بکھیرتے چلے جاؤ کہ ایک روز آپ کو ایک باغ لگا ہوا ملے۔ آج یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مخدوم زادہ صاحب نے اپنی زندگی میں اس انداز میں اچھی باتیں، اچھے افکار اور اچھے اعمال بکھیرے ہیں اور پارلیمانی تاریخ میں اتنے نئے بابوں کا اضافہ کیا ہے کہ آج ہمیں ایک مہکتا ہوا گلستان نظر آتا ہے اور اس گلستان کی خوشبو ہمیں ہر سو پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ مجھے یاد ہے وہ یہ بات کبھی کبھی میرے ساتھ آکر کیا کرتے تھے کہ جب آپ نے کسی کو (condemn) کرنا ہو تو اس کے لیے بہت سوچو اگر بہت ضروری ہو جائے تو آہستگی سے علیحدگی میں بات کرو لیکن جب کسی کی تعریف کرنی ہو تو پھر بغیر

سوچے سمجھے کھلے بندوں تعریف کرو۔ اس میں بخل سے کام نہ لو۔ میں نے یہ دیکھا کہ مخدوم زادہ صاحب نے اپنی زندگی میں اس پہ عمل کیا مجھے یاد ہے کہ میں نے بے شمار مواقع پر مخدوم زادہ صاحب کو حزب اختلاف کو سمجھاتے ہوئے سُنا۔ میں نے ان کو پارلیمانی روایات بناتے ہوئے سُنا اور میں نے دیکھا کہ وہ پیچھے مڑ مڑ کے تیز جذبات کو سرد کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ جب کبھی جذبات میں ہیجان پیدا ہوتا تھا تو وہ پیچھے مڑ مڑ کے ان بپھرے ہوئے جذبات کو اپنی خوبصورت باتوں سے ان کو سلانے کی کوشش کیا کرتے تھے اور وہ اکثر ان کو تھپکیاں دے کر سلانے میں کامیاب ہو جاتے تھے آج یہ کمی مجھے محسوس ہو رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ حزب اختلاف میں مخدوم زادہ صاحب کی سی بصیرت، ان کا سا تدبر، ان کی اہلیت اور ان کی علمیت پیدا ہو۔ اور ہم اس ایوان کے معاملات کو مل جل کے اس خوش اسلوبی کے ساتھ چلا سکیں۔

میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں ہم سب پر یہ لازم ہے خاص طور پر ان حالات میں کہ بہت کم مواقع ہمیں پارلیمنٹ میں بیٹھنے کے اسمبلیوں میں بیٹھنے کے کے نصیب ہوتے ہیں اور جو محدود مواقع ہمیں نصیب ہوتے ہیں، یہ ہماری بڑی خوش بختی ہے کہ ہم میں سے سید حسن محمود مرحوم جیسے پارلیمنٹیرین پیدا ہوئے۔ باوجود اس بات کے کہ ہماری یہ تربیت گاہیں، ہمارے یہ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ موجود نہیں تھے اور آج ہمیں ضرورت ہے کہ ہم ان تربیت گاہوں کو ہمیشہ وجود میں رکھنے کی سعی کریں۔ ان کو زندہ و پائندہ رکھنے کی سعی کریں اور اپنے معاملات کو اس قدر حوصلے اور تدبر سے چلائیں اور اعلیٰ پارلیمانی روایات کو قائم کریں کہ ہم ایک تاریخ ساز کردار ادا کر سکیں۔ شکریہ!

(اس مرحلہ پر مخدوم زادہ سید حسن محمود کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی)۔

(ب) اجلاس مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی جمعرات ۲۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء صبح ۹ بجے تک کے لیے ملتوی ہو گئی۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات ۲ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
(پنج شنبہ ۲۷۔ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ - شمارہ ۲

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات ۲ر اکتوبر ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۴۷
اراکین اسمبلی کی رخصت ۴۸

مسئلہ استحقاق

۱۔ بجلی کی فراہمی کیلئے فنڈز کی دوسرے علاقے میں منتقلی ۵۰
۲۔ ایم پی اے کے ساتھ واہ کینٹ کے عملہ کی تلخ کلامی اور بدتمیزی ۵۵

تحاریک التوائے کار

۱۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی دھواں دھار بسیں ۶۰
۲۔ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی مرمت کے بارے میں وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی ۶۵
۳۔ باغ جناح کے چلڈرن پارک میں ہزاروں روپے کے پبلک فنڈز کے ضیاع سے عوام میں تشویش و مایوسی ۶۹
پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۸۴ء ۷۳

مسودات قانون

۱۔ مسودہ قانون مری کہوٹہ ترقیاتی ادارہ مصدرہ ۱۹۸۶ء ۷۴
۲۔ مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء ۷۴
۳۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی عدالت ہائے خفیفہ مصدرہ ۱۹۸۵ء ۷۴
اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث ۷۹

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

جمعرات، ۲، اکتوبر ۱۹۸۶ء

پنج شنبہ ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد، وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

س لقمٰن ۳۱ آیات ۲۸، ۳۳، ۳۴،

(انسانو) اللہ کو تمہارا پیدا کرنا اور جلا اٹھانا ایک شخص کے پیدا کرنے اور جلا اٹھانے کے برابر ہے۔

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو اس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کام آسکے گا اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آسکے گا۔ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ فریب دینے والا شیطان تمہیں اللہ کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے سکے۔ بیشک اللہ کو قیامت کا علم ہے کہ کب آئے گی اور وہی جب چاہتا ہے مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں میں کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین پر اسے موت آئے گی بیشک اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے

وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر :۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب محمد لطاف

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد لطاف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"کہ مجھے نزلہ زکام ہوگیا ہے اس لئے میں اسمبلی کا اجلاس نہیں اٹینڈ کر سکوں گا چھٹی عنایت فرمائیں"

جناب سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی مشتاق حسین

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی مشتاق حسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

I have to be out of the Country in Connection with treatment of my sister. I therefore, cannot attend the current Assembly Session starting from 1ts October, 1986. Request my absence from the Session be excused due to nnavoidable circumstances.

جناب سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

دیوان سید عاشق حسین بخاری

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست دیوان عاشق حسین بخاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Elections of Market committees.

(1) Jalalpur pirwala (Shujabad Distt Multan)

(2) Lodhran (Multan) going to be held today the 1st October, 1986 under the supervision of Chairman Zila Council Multan.

Due to this bussiness I can not attend the session on 1st October, 1986.

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اعجاز احمد شیخ

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب اعجاز احمد شیخ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have come to knwo that the Session of Provincial Assembly of the Punjab is starting with effect from 1st October, 1986.

As I am leaving on business tour of Europe today (the 23rd of September 1986), I will not be able to attend the above noted session. Therefore I request you to please grant me leave for the duration of this session and oblige.

Thanking you, with regards.

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر:۔ اب تحاریک استحقاق کو شروع کرتے ہیں۔

جناب اللہ یار چشتی، جناب سید طاہر احمد شاہ، جناب نواب خاکوانی اور جناب محمد جاوید اقبال پیرمہ نے تحاریک استحقاق کے نوٹس دیے ہوئے ہیں لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد جناب میاں مختار احمد شیخ کی تحریک استحقاق ہے جو وہ پیش کریں گے۔

بجلی کی فراہمی کے لئے فنڈز کی دوسرے علاقے میں منتقلی

میاں مختار احمد شیخ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ میں حلقہ انتخاب نمبر ۱۷۰۔ پی پی ہیں مالی سال ۱۹۸۵ء ۱۹۸۶ء میں میرے کوٹ سے بستی مہر شاہ تحصیل ملتان میں بجلی کی فراہمی منظور کی جا چکی تھی لیکن واپڈا نے میرے اور اس اسمبلی کے استحقاق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بستی مہر شاہ کی بجائے ایک دوسرے علاقے میں یہی فنڈز استعمال کرتے ہوئے بستی کرم دین والا کو بجلی فراہم کر دی ہے اس طرح میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اسے زیر بحث لا کر مناسب کارروائی فرمائی جائے۔

جناب والا گزارش یہ ہے کہ یہ ترقیاتی سکیمیں جو بنائی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں ڈپٹی کمشنر ملتان نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں اپنے علاقہ کے گاؤں جن میں بجلی فراہم کرنا مقصود ہو ان کے متعلق انہیں بتاؤں۔ چنانچہ میں نے ان کو خط لکھا اور اس طرح ان دیہات کو بجلی فراہم کرنے کی سکیم منظور کر دی گئی۔ اس کے بعد واپڈا نے ان کو اپنے پروگرام میں شامل کر لیا جو کاغذات میں نے حضور والا کو پیش کئے ہیں ان کے مطابق انہوں نے بستی مہر شاہ کو بھی شامل کر لیا تھا۔ لیکن جب موقعہ پر اس پروگرام کو تکمیل کرنے کا وقت آیا تو بستی مہر شاہ کو چھوڑتے ہوئے انہوں نے بستی کرم دین والا میں بجلی فراہم کرنے کی کارروائی شروع کر دی۔ چنانچہ جب میرے علم میں یہ بات لائی گئی تو میں نے واپڈا کو بذریعہ ٹیلیگرام لکھا کہ وہ اس پروگرام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ جو پروگرام ترقیاتی منصوبہ میں منظور ہو چکا ہے۔ اسی سلسلے میں میں نے جناب قائد ایوان جو ہمارے وزیر اعلیٰ بھی ہیں کو درخواست گزاری کہ کس طرح سے میرے پروگرام کو درہم برہم کیا جا رہا ہے۔ اس پر جناب وزیر اعلیٰ نے حکم فرمایا کہ جس طرح سے پروگرام طے کیا گیا ہے اسی کے مطابق بستی مہر شاہ کو

بجلی بھی فراہم کی جائے۔ لیکن ان تمام ہدایات کے باوجود واپڈا نے کوئی پروا نہیں کی۔ اور ایک منصوبے کے تحت مجھے اس علاقے میں let down کرنے کے لئے دیدہ دانستہ طور پر انہوں نے بستی مہر شاہ کو بجلی فراہم نہ کی اور بستی کرم دین والا کو بجلی فراہم کر دی۔

میں اس سلسلے میں ایوان سے استدعا کروں گا کہ جب ہمیں یہ کہا جاتا ہے آپ ایک پروگرام کے تحت چلیں گے اور آپ کے اتنے گاؤں کو بجلی فراہم کی جائے گی۔ یا اتنے آپ کے منصوبے رکھے جائیں گے۔ یا اتنی رقومات یعنی ۳۷ لاکھ میں آپ انہیں adjust کریں۔ تو پھر ان منصوبوں کی متعلقہ محکمے پرواہ کیوں نہیں کرتے اور متعلقہ علاقے میں ان کے مطابق عمل نہیں ہو پاتا اسی لئے بارہا اس ایوان میں بھی گزارش کی جا چکی ہے یہ رقومات ممبران کی صوابدید پر چھوڑ دی جائیں اور وہ ہی منصوبہ جات کی تکمیل کروائیں اسی وجہ سے یہ درخواست کی جاتی رہی ہے۔ جو روپیہ بھی ہمیں ترقیاتی منصوبوں کے لئے فراہم کرنا ہے وہ ۴۰ لاکھ ہے ۳۵ لاکھ یا ۳۰ لاکھ ہے جو بھی رقومات ہوں اگر وہ ہماری صوابدید پر ہو تو اس طرح کی خلاف ورزیاں نہیں ہونگی۔ وگرنہ یہ محکمے اپنی مرضی کرتے ہیں۔ جہاں بھی ممبر کو دیدہ دانستہ let down کرنا مقصود ہوتا ہے وہ let down کرتے ہیں اور جو دوسرے لوگ اس علاقے میں رہتے ہیں، جو ایم پی اے کو مفلوج کرنا چاہتے ہیں جو اسے let down کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی اس طرح کی کارروائیوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور محکمہ ایم پی اے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے، اس علاقے کے دوسرے لوگوں کے کہنے میں آ کر اس منصوبے کو بھی خراب کرتا ہے اور وہاں ایم پی اے اور حکومت کا امیج دیدہ دانستہ خراب کیا جاتا ہے۔ میں اپنے بھائیوں اور آپ سے التماس کروں گا کہ میری تحریک استحقاق کو منظور فرمائیں اور اس کی پوری چھان بین فرمائی جائے کہ دیدہ و دانستہ ایسا کیوں کیا گیا اور اس طرح ایم پی اے اور اس معزز ایوان کا استحقاق کیوں مجروح کیا گیا۔

وزیر آب پاشی و قوت برق: جناب سپیکر، فاضل ممبر نے جو تحریک پیش کی ہے اس میں محکمہ آب پاشی ان کی پوری حمایت کر رہا ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں پائی جاتی اس سلسلے میں ہم نے واپڈا سے کچھ کوائف طلب کئے ہیں۔ میری درخواست ہوگی

کہ مطلوبہ کوائف آنے تک اس تحریک استحقاق کو ملتوی کر دیا جائے۔ وہ رپورٹ آپ کو جلد مہیا کر دی جائے گی۔ اس سے پہلے کچھ کہنا مناسب نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس کی admissibility کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں فاضل رکن کا استحقاق مجروح ہونا پایا جاتا ہے۔؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: ۔ جناب والا، اس کو ملتوی کر دیں تو اس پر بعد میں بات ہو جائے گی۔ تاہم اگر admissibility پر بات کی جائے تو یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ لیکن چونکہ اس بارے میں مجھے فاضل ممبر کی ذرا تسلی کرنی ہے، اس لئے میں کہتا ہوں کہ آپ اس کو موخر کر دیں۔

جناب سپیکر: ۔ جناب وزیر قانون کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون: ۔ جناب سپیکر، مجھے اس تحریک استحقاق پر خاصا اعتراض ہے۔ کیونکہ رول ۵۵ یہ کہتا ہے۔

Rule 55. The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely:-

(i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;"

(iv) the question shall relate to a specific matter of recent occurrence ;"

اس سلسلے میں وزیر متعلقہ کے پاس چارہ جوئی میسر ہے تو وہی کرنی چاہیئے۔ یہ کلیتاً محکمانہ معاملہ ہے۔ تو محکمہ ہی اس کو نمٹائے گا۔ اس کا استحقاق سے کوئی تعلق نہیں

جناب سپیکر: ۔ میاں صاحب، فاضل وزیر قانون نے جن قواعد کا حوالہ دیا ہے کیا آپ نے وہ ملاحظہ فرمائے ہیں؟ یہ استحقاق کا مسئلہ کیسے ہے؟ رول ۵۵ (۱) میں لکھا ہے کہ:-

55. (i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;"

آپ کو یہ استحقاق آئین نے دیا ہے؟ یا کسی ملکی قانون نے دیا ہے؟

میاں مختار احمد شیخ: ۔ جناب والا، اسے ڈی پی اسی اسمبلی کے بجٹ اجلاس میں منظور

ہوتا ہے اور ہر ایم پی اے کے حلقے میں چار گاؤں کو بجلی مہیا کی جاتی ہے۔ وہ بجٹ کا ایک حصہ ہے۔ تو اس بجٹ کو اسی اسمبلی نے پاس کیا ہوا ہے اسی بجٹ کی provision کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔

وزیر خزانہ :۔ جناب والا با قواعد کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بجلی کی فراہمی کا جتنا کام ہوتا ہے، یہ کسی کا استحقاق نہیں ہوتا۔ یہ حکومت کی ترجیحات پر منحصر ہے۔ چاہے وفاقی حکومت کی ہوں، چاہے صوبائی حکومت کی۔ اگر واپڈا نے کسی سکیم میں ایک گاؤں کی بجائے دوسرے گاؤں کو بجلی دی ہے۔ تو اس نے حکومت کی ہدایات کی خلاف ورزی کی ہوگی کیونکہ یہ حکومت کی ترجیحات تھیں۔ اس میں کسی ممبر کا کوئی استحقاق نہیں بنتا۔

میاں مختار احمد شیخ :۔ جناب والا، اگر یہ بات ہے تو ڈی سی صاحب کو مجھے یہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ میں جن گاؤں میں بجلی مہیا کروانا چاہتا ہوں، وہ انہیں لکھ کر بھیجوں۔ اگر میرا کوئی حق ہی نہیں بنتا تو مجھے انہیں لکھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اور مجھ سے یہ پوچھنے کی ضرورت بھی نہ تھی کہ میں کس کس گاؤں میں بجلی مہیا کروانا چاہتا ہوں۔ ڈی سی ایک با اختیار افسر ہے۔ ضلع کی سطح پر اسے پورے اختیارات ہیں۔ ہمیں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی طرف سے فارم فراہم کئے گئے ہیں کہ آپ اپنی ترقیاتی سکیمیں بھیجیں۔

جناب سپیکر :۔ لیکن یہ جو عمل کیا گیا ہے، یہ کسی قانون کے تحت تو نہیں ہے یہ تو چیف ایگزیکٹو کا ایک انتظامی حکم ہو سکتا ہے جس کے تحت یہ سارے معاملات ہوتے۔ کسی قانون یا آئین کی کسی شق کے تحت یہ سارے معاملات نہیں ہیں۔ آپ کا یہ استحقاق کیسے بنتا ہے؟

میاں مختار احمد شیخ :۔ جناب والا! اسی وجہ سے بنتا ہے کہ میں نے جناب وزیر اعلیٰ کو بھی درخواست دی اور انہوں نے بھی واپڈا والوں کو یہ فرمایا۔۔۔

جناب سپیکر :۔ آپ کا استحقاق صرف اسی صورت میں مجروح ہوتا ہے۔ جب آپ کے اس استحقاق کا ذکر آئین میں ہو۔ قانون میں ہو۔ کسی مخصوص گاؤں کو بجلی کا فراہم کرنا آئین یا قانون کی بات نہیں ہے۔

میاں مختار احمد شیخ :۔ جناب والا، بجٹ میں اس کی provisions ہے۔

جناب سپیکر :۔ وہ تو ایک ایڈمنسٹریٹو آرڈر کے تحت ہوا ہے۔

Sorry, this is not a privilege.

جناب چودھری غلام رسول صاحب۔

چوہدری غلام رسول :۔ جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق جو میں نے پیش کی، انتہائی اہم تھی۔ آج مجھے مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب یاد آ رہے ہیں۔ اگر وہ ہوتے، تو حزب اختلاف میں ہونے کے باوجود وہ بھی میری اس تحریک استحقاق کی تائید کرتے۔ حالانکہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہوئی ہے، لیکن چند مجبوریوں کی وجہ سے، چند دوستوں کے کہنے پر اس تحریک کو پریس کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ تاہم میں اشارتاً یہ کہوں گا کہ مجھے امید ہے کہ آئندہ کوئی ایسی بات نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر :۔ غالباً آپ کی یہ تحریک استحقاق ان چند تحاریک استحقاق کے ساتھ ہے جو اور بھی ہمارے پاس آئی ہیں۔ ایک تحریک استحقاق آپ کی طرف سے ہے، ایک جناب جاوید اقبال چیمہ صاحب کی طرف سے ہے اور ایک جناب سردار حسن اختر کی طرف سے ہے۔

چودھری غلام رسول :۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم آپس میں مزید صلاح مشورہ کریں اور آپ اس کو کل تک ملتوی فرما دیں۔ وہ بھی آ جائیں، کیونکہ یہ ایک ہی تحریک استحقاق انتہائی اہم ہے۔ ہم ان سے مشورہ کرنے کی مہلت چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر :۔ میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ ان تحاریک استحقاق پر جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے مداخلت کی ہے اور ان کے کہنے پر یہ تحاریک استحقاق واپس ہو گئی ہیں۔

چودھری غلام رسول :۔ وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ مسئلہ صرف وزیر اعلیٰ کا نہیں ہے، یہ سارے ایوان کے استحقاق کا سوال ہے۔ جناب کا کہنا بجا ہے کہ اس میں ہم کسی حد تک مجبور ہیں۔ ان کا احترام ہمیں ہر چیز پر مقدم ہے میں پھر یہی گزارش کروں گا کہ ان دوستوں

سے مشورہ کرنے کا موقع دیا جائے۔ میں اکیلا تحریک واپس لینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ میرے کچھ ساتھی بھی ہیں جن سے مجھے مشورہ کرنا ہے۔

ٹھیک ہے۔ اگر یہ دوست کہتے ہیں تو میں تحریک استحقاق واپس لے لیتا ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر:۔ جناب چودھری غلام رسول صاحب اپنی تحریک استحقاق واپس لیتے ہیں۔ باقی صاحبان، جو آج موجود نہیں ہیں ان کی تحاریک استحقاق پر فیصلہ ان کی موجودگی میں ہوگا۔ جناب نصراللہ خاں دریشک صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ اگلی تحریک استحقاق بھی انہی سے متعلق ہے۔

وزیر صنعت:۔ کیا جو صاحبان موجود نہیں۔ ان کی تحاریک ملتوی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر:۔ جو صاحبان نہیں، ان کی تحاریک ملتوی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر:۔ جناب سردار حسن اختر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

جناب راجہ غلام سرور صاحب۔

ایم پی اے کے ساتھ واہ کینٹ کے عملہ کی تلخ کلامی اور بدتمیزی

راجہ غلام سرور:۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے، زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۶ء کو واہ کینٹ کے علاقہ میں اپنے حلقہ نیابت کے عوام کے مسائل معلوم کرنے کے لئے جانا چاہتا تھا۔ جب میں واہ کینٹ کے گیٹ نمبر ۱ پر پہنچا تو وہاں پر موجود سیکورٹی کے عملہ نے مجھے اپنی ذاتی کار اور اپنے جسم کی تلاشی دینے کے لئے کہا جس پر میں نے انہیں یہ بتایا کہ میں اس علاقہ کے عوام کا منتخب نمائندہ ہوں اور صوبائی اسمبلی پنجاب کا رکن ہوں اور اس لحاظ سے میں اپنے حلقہ نیابت کے عوام کے پاس ان سے رابطہ کرنے کے لئے ان کے مسائل جاننے کے لئے بلا روک ٹوک جانے کا استحقاق رکھتا ہوں مگر متعلقہ عملہ کے ارکان نے مجھے واہ کینٹ کی حدود میں کافی دیر تک روکے رکھا۔ میرے ساتھ تلخ کلامی اور

بدتمیزی کا سلوک کیا جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان سے التماس ہے کہ اس ادارے کے وقار کو برقرار رکھنے اور اس ادارے کے ارکان کے قانونی اور آئینی استحقاق اور عوامی نمائندوں کی بالادستی کے پیش نظر میری اس تحریک استحقاق کی حمایت کریں اور میری اس تحریک استحقاق کو مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر صنعت جناب غلام حیدر وائیں:۔ جناب سپیکر! مجھے فاضل رکن کو اس بات کی یقین دہانی کرانی ہے کہ ہمارا یہ ایوان اور اس کا ہر معزز رکن نہایت محترم ہے اور ہم کبھی بھی یہ تصور نہیں کر سکتے کہ کوئی ایسی بات ہمارے ممبر کے ساتھ ہو اور ہم اس کا دفاع نہ کریں کبھی بھی ایسی بات نہیں ہوگی۔ بات دراصل یہ ہے کہ جس علاقہ کا تحریک استحقاق میں تذکرہ کیا گیا ہے وہ علاقہ واہ کینٹ کا ہے اور واہ کینٹ کا علاقہ صوبائی دائرہ اختیار میں نہیں آتا یہ فیڈرل ایریا ہے جس کا تعلق براہ راست صوبائی انتظامیہ کے ساتھ نہیں ہے اس لئے اس بنا پر یہ تحریک استحقاق زیر بحث نہیں لائی جا سکتی کیونکہ یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے اس بنا پر اس پر بحث کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یہ صوبائی دائرہ کار میں نہیں ہے۔

ماجد غلام سرور:۔ میں یہ دریافت کرنا چاہونگا کہ کیا وہ ہمارے صوبائی کنٹرول میں نہیں آتا کیا وہ ہماری ضلعی انتظامیہ کے کنٹرول میں نہیں آتا واہ کینٹ میرا حلقہ ہے میرا حلقہ نیابت ہے اور ہر آدمی اپنے حلقہ نیابت میں جانے کا حق رکھتا ہے۔

میاں محمد افضل حیات:۔ جناب سپیکر! میں غلام حیدر وائیں صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ وہ ڈیفنس کا ایریا ہے اور ادھر کا عملہ صوبہ پنجاب کے دائرہ اختیار سے ضرور باہر ہے۔ لیکن پھر بھی حکومت پنجاب اس چیز کا نوٹس لے سکتی ہے کہ ہم پی اے حضرات کو ان علاقوں میں جانے سے روکا ٹوکا نہ جائے اور خاص طور پر اس رکن کو جو اس سے منتخب ہوا ہو چاہے کوئی بھی کنٹونمنٹ ایریا ہو۔ اس کو ادھر جانے کی مکمل اجازت ہونی چاہیئے اور بلا روک ٹوک ہونی چاہیئے۔ اس سے صرف اس لئے پیچھا نہیں چھڑایا جا سکتا کہ وہ عملہ جس نے روکا ہے وہ حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے کئی جگہیں ایسی ہیں جو حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں بلکہ کئی محکمے ایسے

لاہور میں بھی ہیں جو حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں۔ اس کے باوجود میں یہ درخواست کرونگا کہ حکومت اس چیز کا نوٹس لے تاکہ بعد میں اس قسم کا واقعہ پیش نہ آئے اور جو واقعہ پیش آیا اس کے لئے ان کو معزز ممبر سے معذرت کرنی چاہیئے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (غلام حیدر وائیں): میں میاں صاحب کی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ قانونی طور پر یہ مسئلہ یہاں زیر بحث نہیں آسکتا یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس بات کی تجویز میاں صاحب نے کی ہے کہ ہم انتظامی طور پر اس بات کی تحقیق کریں۔ اور اس بات کی کوشش کریں کہ بلاوجہ ایسی بات سے جس سے کہ فاضل ممبر کو ذہنی طور پر کوفت ہو ایسا نہیں کرنا چاہیئے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں نہ ہی ہمارا یہ اصول ہے اور نہ ہی ہمارا یہ منشاء ہے اس لئے میں یہ گذارش کرونگا کہ اس کو ہم پریس نہ کریں لیکن جس بات کا تذکرہ میرے بھائی نے کیا ہے اس کا ہم پتہ کرتے ہیں اور ہم انتظامی طور پر اس بات کی کوشش کریں گے کہ اس کا آئندہ اعادہ نہ ہو۔

راجہ غلام سرور: ۔ جناب سپیکر! میں یہ گذارش کرونگا کہ کنٹونمنٹ کی حدود میں جو رہائشی ایریا ہے۔ وہ تو میرے خیال میں پی پی کے حلقہ میں بھی آتا ہے۔ انہیں کسی وقت بھی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے میں ان سے یہ نہیں کہونگا کہ وہ مجھ سے معذرت کریں میں وہاں جانے کا حق رکھتا ہوں اور میں وہاں ہر وقت جانا چاہونگا۔ وہ میرا حلقہ نیابت ہے۔ اگر وہ انڈسٹریل ایریا ہوتا یا ڈیفنس کی وہاں کوئی ایسی جگہ ہوتی تو پھر وہاں اجازت لے کر جاتا اب میں رہائشی ایریا میں اپنے عوام کے مسائل معلوم کرنے کے لئے ہر وقت میں جاسکتا ہوں صرف گیٹ پر محض اندراج کرانا ہوتا ہے۔ اس لئے میں جناب سے گذارش کرونگا یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اور جو بھی وہ اس پر فیصلہ کرے وہ ٹھیک ہے

میاں ریاض حسین خان: ۔ جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں گذارش ہے کہ فاضل رکن کا یہ استحقاق تھا وہ وہاں داخل ہو سکتے تھے۔ کیونکہ ان کا وہ حلقہ نیابت تھا۔ اس کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ یہ اس کے لئے قرارداد دے دیں کیونکہ یہ تمام ممبران کا مسئلہ ہے۔ اگر یہ ایوان قرارداد پاس کر دے تو درست ہے۔

جناب سپیکر: ۔ جیسا کہ جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے کہا کہ حکومت پنجاب

اس مسئلے کو سنجیدہ مسئلہ سمجھتے ہوئے ٹیک اپ کرنے کے لئے تیار ہے کہ آئندہ ایسی بات کا اعادہ نہ ہو کیا آپ کو اس بات سے اتفاق نہیں ہے۔

راجہ غلام سرور:۔ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:۔ آپ پریس نہیں کرتے۔ راجہ غلام سرور صاحب اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتے ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں

جناب اکرام الحق صاحب کی تحریک التوائے کار ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب چودھری اصغر علی صاحب کی تحریک ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار ہے نمبر ۳، ۱ اور نمبر ۴ میاں محمد اسحاق صاحب اور میاں افضل حیات صاحب کی طرف سے ہے۔ نمبر ۵ میاں اسحاق صاحب کی طرف سے اور میاں افضل حیات صاحب کی طرف سے ہے نمبر ۶ میاں افضل حیات صاحب کی طرف سے ہے اور نمبر ۷ میاں محمد اسحاق کی طرف سے ہے یہ تمام تحاریک التوائے کار امن عامہ کے متعلق ہیں اور امن عامہ پر بحث کے لئے وقت مقرر کیا جا چکا ہے اس پر آپ کھل کر بات کر سکیں گے۔ اس لئے رول ۷۶، ای کے تحت ان تحاریک التوائے کار کی اجازت نہیں دی جا سکتی نمبر ۸ تحریک التوائے کار جناب میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ہے

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:۔ تحریک التوا نمبر ۸ میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ہے۔

میاں محمد اسحاق:۔ جناب والا۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر:۔ جی میاں صاحب۔

میاں محمد اسحاق:۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ آپ نے جو تحریک التوا نمبر ۳ کے متعلق فرمایا ہے یہ تحریک التوا ایک خاص وقوعہ کے متعلق ہے جو واقعہ ہوا ہے اس کا اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ امن عامہ ایک علیحدہ موضوع ہے۔ لاہور میں ایک خاص سانحہ ہوا ہے جس کے متعلق مختلف مقامات پر مختلف واقعات ہوئے

ہیں۔ اس لئے جناب والا! آپ کی اجازت سے ہم یہ چاہیں گے کہ مختلف مقامات پر جو واقعات ہوئے ہیں، ان کو آپ کی اجازت سے ایوان کے سامنے رکھنا ہے اور ان پر معزز ایوان نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے یا اجازت دینی ہے۔ جب تک ہم آپ کے سامنے صحیح تصویر نہیں رکھتے اس وقت تک یہ معزز ایوان کے متعلق کیا غور و خوض کر سکتا ہے یا اس کے متعلق کیا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ تو یہ جو مختلف جگہوں پر مختلف گلی محلوں میں مختلف واقعات ہوئے ہیں۔ اور مختلف نوعیت کے یہ معاملات ہیں ان کے متعلق جب تک آپ ہمیں اجازت نہیں دیں گے کہ ہم اپنے خیالات کا اظہار کریں تب تک ہم ایک ہی چیز کو ایک ہی وقت میں کیسے بیان کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ میرے حلقہ نیابت رام گڑھ میں ایک واقعہ ہوا ہے جو کہ بالکل مختلف ہے۔ اس میں امن عامہ کا اتنا تعلق نہیں جو وہاں پر حادثات ہوئے ہیں یا واقعات ہوئے ہیں جب تک وہ منظر عام پر نہیں آئیں گے اس وقت تک اہل لاہور کو اور اہل پنجاب کو کیا معلوم ہوگا۔ اسی طرح میں نے راوی پل کے متعلق ایک تحریک التوا دی ہے۔

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب! آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن تحریک التوا کی روح کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ کوئی بھی عوامی مسئلہ جو فوری نوعیت کا ہو — جو specific ہو اس کو ہاؤس میں پیش کیا جائے تاکہ اس پر بحث ہو جائے اور وہ مسئلہ ارباب اختیار کے نوٹس میں بھی آ جائے اور عوام کے نوٹس میں بھی آ جائے۔ اگر آپ کی تحریک التوا کی منظوری ہو جاتی ہے اور ہاؤس کی بھی اجازت ہو جاتی ہے تو پھر بھی زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ ایک گھنٹے کے لئے یا دو گھنٹے کے لئے ہم اس پر بحث کے لئے رکھ لیں گے۔ اس کا نتیجہ اس کے علاوہ تو اور کوئی نہیں نکلے گا کہ اس پر بحث ہو جائے گی تو بحث کے لئے وقت پہلے مقرر کیا جا چکا ہے اس میں repetition ہوگی۔ اس کا کیا فائدہ ہے

میاں محمد اسحاق:۔ جناب والا میں عرض کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب! میں اس پر فیصلہ دے چکا ہوں۔

I am sorry. I can't allow it.

میاں محمد اسحاق ۔ جناب ٹھیک ہے۔ ہم آپ کے فیصلے کا احترام کرتے ہیں ویسے یہ اہل لاہور سے زیادتی ہے۔

جناب سپیکر ۔ اگلی تحریک التواء جناب میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ہے۔ جی میاں صاحب۔

پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی دھواں دھار بسیں

میاں محمد اسحاق :۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کل مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۶ء کے اخبار نوائے وقت کے صفحہ نمبر ۲ پر پنجاب روڈ کارپوریشن کی دھواں دینے والی بسوں کا فوٹو چھپا ہے جس کے نیچے مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔

"پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی دھواں دار بسیں شہریوں کے لئے باعث مصیبت بنی ہوئی ہیں"

پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی دھواں دینے والی بسوں کا ہر شہری روزانہ مشاہدہ کرتا ہے اکثر بسوں کی کارکردگی ناگفتہ بہ ہے۔ حالانکہ کارپوریشن کی بہت بڑی ورکشاپ بسوں کی مرمت کے لئے موجود ہے جس پر وسیع خرچ ہو رہا ہے۔ ایسی دھوئیں والی بسیں صحت عامہ کے لئے سخت مضر ہیں جس کے خلاف اخبارات میں کئی دفعہ احتجاج کیا گیا ہے۔ مگر کارپوریشن نے عوام کے مطالبہ پر کوئی توجہ نہیں دی لہٰذا استدعا ہے کہ اس اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب والا ۔ میں آپ کی اجازت سے وزیر ٹرانسپورٹ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ ڈاکٹر ہیں اور صحت کے متعلق اچھی معلومات رکھتے ہیں اور ان کا فرض اوّل یہ ہے کہ صحت عامہ کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل لاہور کو صاف ماحول دیا جائے اور ان کی صحت کا زیادہ سے زیادہ خیال کیا جائے۔ یہ ڈاکٹروں کا اولین فریضہ ہے

ڈاکٹر صاحبان جہاں کہیں بھی تقریر کرتے ہیں تو سب سے پہلے صفائی کا خیال رکھنے کا عوام کو مشورہ دیتے ہیں اور unhygenic چیزوں سے پرہیز کرنے کے لئے تنبیہ کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جب بطور وزیر ٹرانسپورٹ حلف لیا تھا تو ہمیں بڑی خوشی ہوئی تھی کہ ہمیں ان بیماریوں سے نجات ملے گی اور ڈاکٹر صاحب اپنی خوبیوں سے اور اپنی کاوشوں سے ٹرانسپورٹ میں پائی جانے والی ایسی مصیبتوں سے کارپوریشن کو پاک کر کے ہمیں نوازیں گے۔ دیکھنے میں یہ بات آئی ہے کہ جو پرائیویٹ بسوں والے یا رکشہ والے یا ویگنوں والے ہیں ان پر جو ظلم کیا جاتا ہے اور ان کی جو پکڑ دھکڑ کی جاتی ہے اس کے مقابلے میں اگر گورنمنٹ کا موازنہ کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ گورنمنٹ کی بسیں کہیں زیادہ خراب ہیں۔ دھواں دار ہیں۔ دھواں دیتی ہیں اور عوام کے لئے باعث مصیبت بنی ہوئی ہیں۔ تو میرا یہ خیال ہے اگر ڈاکٹر صاحب تصویر کو دیکھ لیں اور اپنی قابلیت ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے پیش نظر رکھیں تو میرا خیال ہے کہ سب سے پہلے وہ اہل لاہور کو ہی نہیں بلکہ پنجاب کو ان چیزوں سے نجات دلانے میں ہماری مدد فرمائیں کیونکہ اس دھوئیں سے بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ لوگوں کو تکلیف ہو رہی ہے لہٰذا میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے محسن ہیں اور اہل لاہور کو ان سے بہت شکایات ہیں تو وہ اپنی کاوشوں سے اور اپنے ڈاکٹر ہونے کی اہلیت اور صلاحیت سے ہمیں نوازیں۔

جناب سپیکر:۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کی بسیں دھواں دھار ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ڈاکٹر سردار احمد):۔ جناب والا۔ میں دھواں دھار ہی تقریر کرونگا۔ جواب بھی دھواں دھار ہی ہوگا۔

چودھری فضل حسین راہی:۔ جناب والا اخبار کی کل کی خبر ہے کہ انہوں نے بسیں ٹھیکے پر دے دی ہیں اور پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ ساری ٹھیکے پر دے دی ہے۔ ایک سینیٹر کے بیٹے کو اور اس کی ہمشیرہ کو دے دی ہے۔ ان بیچاروں کو تو پتہ ہی نہیں ہے کہ ان کے محکمے میں کیا ہو رہا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ:۔ جناب والا مجھے سارا پتا ہے۔ آپ سنیں تو سہی۔ راہی صاحب

آپ تشریف تو رکھیں۔

جناب سپیکر:۔ جناب ڈاکٹر صاحب۔

وزیر ٹرانسپورٹ:۔ جناب والا۔ نوائے وقت کی زیر بحث خبر یقیناً کسی غلط فہمی کی بنا پر شائع ہوئی ہے۔ اس وقت لاہور میں زیادہ تر فالتو بسیں چلائی جا رہی ہیں اور تمام متعلقہ اہلکاروں کو واضح ہدایت کی گئی ہے کہ کوئی بھی ایسی بس جو کسی نقص کی بنا پر دھواں دے رہی ہو روٹ پر نہ بھیجی جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہیں گے یا رابی صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

میاں محمد اسحاق:۔ جناب سپیکر۔ آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں پہلے کھڑا ہوا تھا۔

جناب سپیکر۔ جی میاں صاحب فرمایئے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ ڈاکٹر صاحب جو یہ تقریر لکھ کر لائے ہیں کیا یہ آپ کی اجازت سے پڑھ سکتے ہیں۔؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔ جناب والا۔ میں پڑھے بغیر بھی جواب دے سکتا ہوں۔ اس میں زیادہ specific ہونے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر۔ facts and figures تو پڑھے جا سکتے ہیں لیکن یہاں تقریر نہیں پڑھی جا سکتی۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ facts and figures تو پڑھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی facts and figures تو پڑھ سکتے ہیں۔

چودھری فضل حسین راہی:۔ جناب والا۔ لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ سکتے البتہ لکھوائی ہوئی تقریر پڑھ سکتے ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ:۔ جناب والا۔ میں تقریر نہیں کر رہا بلکہ آپ کے سوال کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث تصویر والی بس نے شائد کسی خرابی کی بنا پر دھواں دینا شروع کر دیا تھا اور وہ بس بغیر مسافروں کے خالی ورکشاپ میں برائے مرمت جا رہی تھی اور روٹ پر نہیں جا رہی تھی۔ اس وقت لاہور میں چلنے والی Valvo بسوں کی تعداد زیادہ ہے۔

جناب ریاض حشمت تجوعہ :۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا۔ ڈاکٹر صاحب نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا تھا کہ ان کی تقریر بھی بڑی دھواں دھار ہوگی لیکن وہ تقریر کرنے کی بجائے پڑھ رہے ہیں اس لئے یہاں دھواں تو نظر آ رہا ہے دھار کہیں نظر نہیں آ رہی۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ ابھی آپ دیکھیں گے ۔ جناب والا، واضح طور پر ہدایت جاری کی جا چکی ہے کہ کوئی بھی بس جو کہ دھواں دے رہی ہو وہ سڑک پر نہ جائے، اس وقت لاہور میں زیادہ تر والوو بسیں چلائی جا رہی ہیں اور یہ والوو بسیں چھٹے سال میں جا رہی ہیں۔ یہ اپنی زندگی کے پانچویں اور چھٹے سال میں جا رہی ہیں۔ میری مراد یہ ہے کہ یہ اتنی نئی نہیں ہیں، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ملک طیب خاں اعوان :۔ جناب والا، پوائنٹ آف آرڈر، کوئی بس دھواں دینے کے بغیر نہیں چل سکتی ہے ۔ تھوڑا یا بہت ہر بس دھواں دیتی ہے۔ جہاں تیل جلتا ہے اس سے دھواں نکلتا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ ۔ ۔ ۔ یہی میں عرض کرنے والا تھا، ملک صاحب نے میری بات چھین لی ہے ۔ چونکہ بہت سی بسیں پرانی ہو چکی ہیں اور ان بسوں کے فاضل پرزہ جات دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے ورکشاپ میں کھڑی ہیں، اور کبھی کبھار یہ بسیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سید طاہر احمد شاہ :۔ پوائنٹ آرڈر ۔

جناب سپیکر ۔ اب تو ڈاکٹر صاحب نہیں پڑھ رہے ہیں، زبانی جواب دے رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب والا، اگر وہ نہیں پڑھ رہے ہیں تو ان کی نظریں کیوں جھکی ہوئی ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ :۔ میری نظریں صرف آپ کی طرف ہیں، ۔ ۔ ۔ ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پرزہ جات منگوائے جا رہے ہیں اور انشاءاللہ بہت جلد جو خراب بسیں ہیں وہ ٹھیک ہو کر

سڑک پر آجائیں گی اور ایک ماہ کے اندر اندر فاضل پرزہ جات بھی جو باہر سے منگوائے جا رہے ہیں وہ مل جائیں گے اور انشاء اللہ تمام خراب بسیں ٹھیک کر دی جائیں گی۔ میں فاضل ممبر کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہ پورا پورا احساس ہے کہ اگر سڑکوں پر دھواں زیادہ ہو جائے تو یقینی طور پر وہ صحت کے لئے مضر ہوتا ہے، اس بات کا مجھے پورا پورا احساس ہے اور اس احساس کے پیش نظر میں تمام بسوں پر نظر رکھتا ہوں۔ اور یہ دیکھتا ہوں کہ جو بالکل خراب بس ہے، وہ باہر سڑک پر نہ آئے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نئے پرزہ جات آنے سے ان کی یہ شکایت بھی نہیں رہے گی اور اس کے علاوہ انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ تھوڑا بہت دھواں تو آپ کو دوسری بسوں سے بھی ملتا ہے، آپ اس کی طرف بھی دھیان کیجئے۔ مہربانی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر، کیا پرائیویٹ بسوں کے دھواں کو ختم کرنے کی ذمہ داری وزیر ٹرانسپورٹ پر عائد نہیں ہوتی ہے؟

جناب سپیکر۔ جناب میاں اسحاق صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب بڑے مہربان ہیں، اور انہوں نے ڈاکٹری کے حوالے سے ہمیں یقین دلایا ہے کہ یہ اپنی کاوشوں سے اس معاملہ پر غور فرمائیں گے کیونکہ اگر گورنمنٹ اپنی بسوں کو درست نہیں کرتی تو ہم پرائیویٹ اداروں کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اپنی خامیوں کو دور کریں تو یہ گورنمنٹ کا اولین فرض ہے کہ پہلے وہ خود نمونہ بنے۔ جناب سپیکر، کسی بھی انسان کو اپنے آپ کو پہلے ایک نمونہ کے طور پر پیش کرنا ہے۔ اور پھر وہ دوسروں پر تنقید کر سکتا ہے اور دوسروں کو روک سکتا ہے، اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے میں حکومت پنجاب سے اور وزیر اعلیٰ سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ اہل لاہور کی یہ ایک بہت بڑی شکایت ہے۔ اس پر غور کرنا چاہیئے۔ صحت کے لحاظ سے شہری عوام کے لئے یہ ایک بہت بڑی مضر چیز ہے اور آپ اپنی اولین فرصت میں چیک کریں کہ جو بسیں خراب ہیں ان کو سڑکوں پر نہ لایا جائے۔ ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے.....

چوہدری غلام رسول، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا میری گزارش ہے کہ میں اس کی admissibility پر گزارش کرنا چاہتا ہوں.....

جناب سپیکر۔ وزیر موصوف نے admissibility پر بات نہیں کی ہے۔ ابھی facts and figures کی بات ہو رہی ہے۔

چوہدری غلام رسول۔ یہ admissible ہی نہیں ہے، یہ بنتی ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب، جب admissibility کا معاملہ ہوا تو اس وقت آپ سے مشورہ طلب کریں گے تشریف رکھیں۔ جناب چیف منسٹر صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی مدت کے بارے میں وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی

جناب وزیر اعلیٰ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر میاں محمد اسحاق کی تحریک جو ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم ہے اور انہوں نے جو باتیں کی ہیں، میں خود محسوس کرتا ہوں کہ وہ بہت مناسب تھیں اور یہ بڑی جائز ہیں ہماری گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ہے۔ واقعی عوام کو وہ سروس فراہم نہیں کر رہی ہے۔ جو کہ گورنمنٹ کی ایک کارپوریشن کو کرنی چاہیئے اور اگر سروس دینی ہے تو وہ سروس نہایت صحیح طریقہ سے دینی چاہیے ورنہ ایسی سروس کا کوئی فائدہ نہیں ہے جو کہ لوگوں کے لئے وبال جان بن جائے، اس سلسلہ میں میں اپنے وزیر ٹرانسپورٹ سے ایک سے زیادہ مرتبہ تبادلہ خیال کر چکا ہوں مجھے خود احساس ہے کہ لاہور یا باقی شہروں میں ٹرانسپورٹ سروس کا مناسب بندوبست نہیں ہے اور یہ جو بہت پرانی بسیں ہیں میں چل رہی ہیں۔ دھواں چھوڑنے کے علاوہ ان میں اور بھی بہت سی خامیاں ہیں۔ جو کہ ہم دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کارپوریشن کو اس میں لاکھوں روپے کا خسارہ بھی ہر ماہ ہو رہا ہے اور اگر سالانہ تخمینہ لگایا جائے تو یہ بہت بھاری نقصان ہوتا ہے میں اس بات کا حامی ہوں کہ اگر نقصانات بھی ہوں اور ہم عوام کو صحیح ٹرانسپورٹ مہیا نہ کر سکے، اہل پنجاب کو تو اس سے بہتر ہے کہ ہم اس کارپوریشن کو بند کر دیں اور یہی فریضہ ہم پرائیویٹ سیکٹر کو سونپ دیں کہ وہ اس سروس کو اپنے ذمے لیں اور عوام کو بہتر ٹرانسپورٹ سروس مہیا کریں اور اس سلسلہ میں ہم incentive بھی دینے کو تیار ہیں ان لوگوں کو جو کہ اس سلسلہ میں اپنی خدمات دینے کو تیار ہوں (نعرہ ہائے تحسین) میں

نے انہیں بنیادوں پر اپنے وزیر ٹرانسپورٹ کو ہدایات دی ہیں اور وہ اب اس پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو پرانی بسیں ہیں۔ جن کے پرزہ جات ضائع بھی ہو جاتے ہیں۔ چوری بھی ہو جاتے ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی بڑی قباحتیں ہیں، تو اس بدنامی کو حکومت اپنے سر نہ لے اور اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے اور اس سروس کو بہتر بنانے کے لئے دوسرے اقدامات پر غور کیا جانا بہت ضروری ہے تو میں میاں اسحاق صاحب کی اس تحریک کی حمایت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی تعمیری انداز فکر ہے۔ مد تعمیری سوچ ہے اور ہر تعمیری سوچ چاہے وہ حزب اقتدار کی طرف سے ہو یا حزب اختلاف کی طرف سے ہو اس پر ہم انشاء اللہ پورا عمل کریں گے، ان کی تجاویز پر ہم انشاء اللہ عمل کرنے کی پوری کوشش کریں گے اور ہم اس اقدام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

<u>جناب افضل حسین راہی:</u> جناب سپیکر، جناب وزیر اعلیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسے ٹھیکے پر کیوں نہ دے دیا جائے۔ انہوں نے سب کچھ تو بتا دیا ہے۔ لیکن انہوں نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ جو ملازمین انہوں نے بھرتی کئے ہوئے ہیں، ان ملازمین کا کیا بنے گا۔ ٹھیکیداری سسٹم تو ویسے ہی سراسر مزدوروں کے مفاد کے خلاف ہے وہ محنت کشوں کے خلاف جاتا ہے۔ جناب سپیکر ہماری یہ گزارش ہو گی کہ یہ ٹھیکے پر نہ دیا جائے بلکہ اس پر ہونے والی بدعنوانیوں کو دور کیا جائے۔ یہ اس کا کوئی حل نہیں ہے کہ آپ ایک بہت بڑا ادارہ قائم کرتے ہیں اور جب اس میں چوریاں بڑھ جاتی ہیں یا جب آپ کا اس پر کوئی کنٹرول نہیں رہتا ہے۔ تو آپ یہ کہتے ہیں کہ اس کو ٹھیکے پر دے دیا جائے۔ اس کارپوریشن میں آپ نے جن ملازمین کو کھپایا ہوا ہے۔ پورے پنجاب میں وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں وہ کہاں جائیں گے، ٹھیکیدار تو ان کے ساتھ جو چاہے گا سلوک کرے گا۔ ہم اس بات کے حق میں نہیں ہو سکتے ہیں کہ کوئی ایسا قدم اٹھایا جائے، جب تک کہ اس کے ملازمین کے مستقبل کا تحفظ نہ کیا جائے۔ جناب سپیکر یہ میری گزارش ہے اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی تقریر کے بعد اور ان کے حقائق کو تسلیم کرنے کے بعد میرا خیال یہ ہے کہ اس تحریک کو بحث کے لئے منظور کیا جانا چاہیئے اور اس میں

اب میرے خیال میں مخالفت کی گنجائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں اسحاق صاحب، اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ میاں صاحب آپ اپنی تحریک کو واپس نہیں لے چکے ہیں۔

میاں محمد اسحاق:۔ نہیں جناب میں نے ابھی تحریک واپس نہیں لی کیونکہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کھڑے ہو گئے تھے اس لئے میں ان کے احترام میں بیٹھ گیا تھا۔

جناب سپیکر:۔ اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا اب جو جناب وزیر اعلیٰ نے فرمایا ہے اس کے مطابق انہوں نے میری اس اس تحریک کی حمایت کی ہے۔ اب میرے خیال میں اس کے بعد مخالفت کی تو کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی۔ جب وزیر اعلیٰ پنجاب میری تحریک کی حمایت کر رہے ہیں تو میرے خیال میں باقی ممبران کو بھی اس تحریک کی حمایت کرنی چاہیے اس کے ساتھ ہی میں جناب وزیر اعلیٰ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے .....

وزیر صنعت:۔ جناب سپیکر اگر آپ مجھے دو منٹ عنایت فرمادیں تو میں کچھ عرض کروں گا۔

میاں محمد اسحاق:۔ اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

وزیر صنعت:۔ نہیں میں سپیکر صاحب سے اجازت لے رہا ہوں کہ اگر مجھے دو منٹ عنایت فرمادیں تو میں اس پر کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر۔ پہلے میاں محمد اسحاق صاحب اپنی بات مکمل کریں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا میں وزیر اعلیٰ صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے ہماری اس تحریک کی حمایت میں ارشادات فرمائے ہیں۔ ہماری طرف سے بھی یہی ہو گا کہ جو باتیں عوام کے مفاد کے لئے ہوں گی وہ چیزیں اس ایوان میں پیش کیا کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تنقید برائے تنقید نہیں کریں گے۔ یہ بات بھی حکومت پنجاب کے حق میں ہے کہ ان کو وہ باتیں ذہن نشین کروائی جائیں جو عوام کے مفاد میں ہوں اور ان کو تکلیف نہ ہو کیونکہ جب عوام صحیح معنوں میں سکھی ہوں گے تو ایک اچھا ماحول پیدا ہو گا اور حکومت پنجاب کی تعریف ہو گی۔ آئندہ آنے والے لوگ بھی ان کی تعریف کریں گے

اور یہ ان کی خوبی تصور کی جائے گی۔ ہمارا اولین اور اہم فریضہ یہ ہے کہ جو چیزیں حکومت کے نوٹس میں نہیں ہیں وہ ہم ان کے نوٹس میں لائیں تاکہ یہ اس پر عمل کر کے لوگوں کی تکالیف کو دور کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر وزیر اعلیٰ پنجاب اس بات کی یقین دہانی کرواتے ہیں کہ وہ اپنے طور پر اس معاملہ کی چھان بین کروائیں گے تو میں تب بھی اپنی تحریک واپس لینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب اس مسئلے کو کمیٹی کے سپرد کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں۔ کیونکہ ہمیں تو صرف اس مسئلے کا حل چاہیئے۔ ہم نے تو اہل پنجاب کی تکالیف کو حل کرنا ہے۔ نہ کہ حکومت پنجاب کو زیر بحث لانا ہے۔ نہ ہی ہمارا یہ مقصد ہے کہ ہم حکومت کو کسی نہ کسی طریقے سے نیچا دکھائیں۔ نہ ہی ہمارا یہ مقصد ہے کہ ان کی برائیوں کو یہاں پر اس لئے پیش کیا جائے کہ پنجاب گورنمنٹ یہاں پر کوئی کام نہیں کر رہی بلکہ ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ہم یہ کوششیں کر رہے ہیں تاکہ ان کی خوبیاں زیادہ ہوں اور برائیاں کم ہوں۔

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب شکریہ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب۔

وزیر اعلیٰ (پنجاب)، جناب سپیکر، چونکہ میاں صاحب ابھی یہ معاملہ میری صوابدید پر چھوڑا ہے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن میں بھی میاں صاحب کی صوابدید پر یہ بات چھوڑتا ہوں کہ اگر وہ چاہیں تو یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کر دیں، اور اگر ہمارے سپرد کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے سپرد کر دیں

(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارا مقصد یہ ہے کہ اگر اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کرنے سے بہتر بنایا جا سکتا ہے تو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اگر ہماری چھان بین کے ذریعے بہتر بنایا جا سکتا ہے تو پھر ہم پر چھوڑ دیا جائے۔ صوابدید میاں صاحب کی ہے جو وہ حکم کریں گے وہ ہم کر دیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب فرمائیے۔

میاں محمد اسحاق:۔ جناب سپیکر میں جناب وزیر اعلیٰ کی فراخدلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چونکہ پہلے میں ان کے سپرد کر چکا ہوں اب میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے سپرد کریں۔ میں ان پر ہی چھوڑتا

ہوں کہ وہ جیسے چاہیں ہمیں منظور ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کرتے۔ اس کے بعد اب تحریک التوائے کار نمبر ۹ ہے۔ جو میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

باغ جناح کے چلڈرن پارک میں ہزاروں روپے کے پبلک فنڈز کے ضیاع سے عوام میں تشویش و مایوسی

میاں محمد اسحاق:۔ جناب والا آج وزیر اعلیٰ صاحب ہم پر مہربان ہیں اس لئے ان سے کچھ لے لینا چاہیئے۔ جناب والا اسی طرح کی میری ایک اور تحریک التوائے کار ہے۔ جو میں آپ کی اجازت سے پیش کرتا ہوں۔

جناب والا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ کے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کل مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۶ء کے اخبار کے صفحہ نمبر ۲ پر ایک تصویر چھپی ہے جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔ باغ جناح میں چلڈرن پارک میں ہزاروں روپے کی لاگت سے دو ماہ پہلے تیار ہونے والی بچوں کی ٹرین پٹڑی نقص کے باعث بے کار پڑی ہے۔"

چلڈرن پارک میں ہزارہا روپے کے مصرف سے اس تفریحی ٹرین کی پٹڑی حال ہی میں لگائی گئی تھی جو دو ماہ کے قلیل عرصہ میں استعمال کے قابل نہیں رہی اور حکومت کا ہزاروں روپیہ اس طریقہ سے ضائع کیا گیا ہے۔ محکمہ متعلقہ نے اس بارے میں کوئی وضاحتی بیان جاری نہیں کیا جس کا مطلب یہ لیا جا سکتا ہے کہ یہ شکایت حقیقت پر مبنی ہے۔ سرکاری قوم کا ایسا ضیاع عوام کے لئے تشویش اور مایوسی کا باعث بنا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب روزانہ اس باغ کی سیر فرماتے ہیں، صبح شام اکثر میں نے خود بھی انہیں اس باغ کی سیر فرماتے دیکھا ہے اور وہ کافی دیر سے اس باغ کی سیر کر رہے

ہیں اور کرتے رہیں گے۔ انہوں نے اس باغ پر کافی مہربانی فرمائی اور ان کی دلچسپی کی وجہ سے حال ہی میں اس پر کافی پیسہ بھی خرچ ہوا ہے لیکن اتنا پیسہ خرچ ہونے کے بعد میں دو چیزوں کی وضاحت چاہوں گا۔ ایک تو جناب یہ فرمایا جائے کہ وہ ٹھیکیدار جس نے یہ کام لیا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں بتایا جائے۔ کیونکہ ابھی دو ماہ بھی نہیں گزرے اور لاکھوں روپیہ خرچ ہونے کے باوجود اس باغ کی حالت یہ ہو کہ وہ چیزیں عوام کے استعمال میں نہ آسکیں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک ایسی جگہ جہاں پر ہمارے وزیراعلیٰ صاحب خود تشریف لے جاتے ہوں اور یہ بات ان کی نظر میں ہو تو پھر اس محکمے کی کتنی بڑی دیدہ دلیری ہے کہ جن کو یہ بھی معلوم ہو کہ وزیراعلیٰ پنجاب روزانہ یہاں پر سیر کے لئے آتے ہیں، حالانکہ حال ہی میں اس کی مرمت کی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس محکمے نے اس بات پر کوئی توجہ نہیں دی کہ اگر خدانخواستہ وزیراعلیٰ صاحب سیر کرتے ہوئے ادھر آ نکلے اور انہوں نے دیکھ لیا تو پوچھیں گے کہ اتنا پیسہ حکومت پنجاب کا خرچ کیا گیا ہے اور اس کی ابھی تک یہ حالت ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ متعلقہ محکمہ کی یہ سراسر زیادتی اور دیدہ دلیری ہے۔ جو محکمے اس بات کا بھی خیال نہیں کرتے جہاں وزیراعلیٰ پنجاب خود تشریف لے جاتے ہوں تو باقی محکموں کی کیا حالت ہوگی۔ اس تحریک التواء کے متعلق بھی میں یہی عرض کروں گا کہ اس کے متعلق بھی وزیراعلیٰ صاحب خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا کرنا ہے۔ عوام کی شکایت کو دور کیا جائے۔ کیونکہ اہل لاہور اگر اس وقت بھی ان چیزوں سے محروم رہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ کب کوئی ان چیزوں کے متعلق باز پرس کرے گا۔ کب ان چیزوں کی پڑتال ہوگی۔ جہاں پر حال ہی میں لاکھوں روپیہ لگا ہو اور اس کی یہ حالت ہو کہ وہ چیزیں عوام کے استعمال میں نہ آسکی ہوں اور پیسے کا ضیاع ہوا ہو تو یہ سراسر عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر۔ گورنمنٹ کی طرف سے کیا نقطہ نظر ہے۔؟

وزیر جیل خانہ جات۔ (رائے عبدالرزاق) جناب والا! اس تحریک التوائے کار کی کاپی مجھے نہیں ملی۔

جناب سپیکر:۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟
وزیر جیل خانہ جات۔ جناب میرے پاس تو نہیں پہنچی۔
جناب سپیکر:۔ چیک کروائیں کہ تحریک ہائے التوائے کار کی کاپیاں باقاعدہ تقسیم ہوئی ہیں یا نہیں۔؟
جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر ایجنڈا بھی ہمیں وقت پر نہیں پہنچتا۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے ملتوی کر دیں۔ کیونکہ متعلقہ محکمے کو اس تحریک التوائے کار کی کاپی نہیں ملی۔
جناب سپیکر:۔ میاں صاحب۔ اس تحریک التوائے کار کے بارے میں وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے ملتوی کر دیں کیونکہ اس کی کاپی متعلقہ محکمے کو وصول نہیں ہو سکی۔ اگرچہ ہم اس بات کی چھان بین کر رہے ہیں کہ اس کی کاپی وصول کیوں نہیں ہوئی۔ اس لئے اس کو کل تک کے لئے ملتوی کر دیتے ہیں۔
میاں محمد اسحاق۔ ٹھیک ہے۔
جناب سپیکر:۔ تحریک ہائے التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔
جناب فضل حسین راہی۔ میری بھی اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ ہمیں ایجنڈا وقت پر نہیں ملتا۔
اور ہم جب یہاں آتے ہیں تو تب ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آج کی کارروائی کیا ہوگی پچھلے اجلاسوں میں بھی ہم گزارش کرتے رہے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا جان بوجھ کر کیا جاتا ہے۔ تاکہ ہم تیاری نہ کر سکیں اور اس طرح آپ ہمیں بظاہر کمزور کرنا چاہتے ہیں۔
جناب سپیکر۔ میرے دفتر کی اطلاع یہ ہے کہ ۲۵ تاریخ کو جملہ ممبران کی خدمت میں ایجنڈا ارسال کیا گیا ہے۔ کیا آپ سب کو ایجنڈا نہیں ملا؟
معزز ارکان:۔ ملا ہے۔
جناب فضل حسین راہی۔ یہ بعد میں ملا ہے۔ اب انہیں ملا ہے۔

جناب سپیکر۔ ہم اس بات کو ensure کرتے ہیں کہ ایجنڈے کی کاپیاں آپ کو آپ کے گھر ارسال بھی کرتے ہیں پیپلز ہاؤس میں بھی ہم بھیجتے ہیں اور اس کے علاوہ اجلاس کے روز بھی آپ کی نشستوں پر ہم ایجنڈے کی کاپیاں رکھواتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! آج کی کارروائی کے لئے کل ہمیں ایجنڈا فراہم نہیں کیا گیا اور کل کی کارروائی کے لئے اب تک ہمیں ایجنڈا فراہم نہیں کیا گیا۔ اب جس وقت میں کھڑا ہوں اب تک ہمیں کل کی کارروائی کے لئے ایجنڈا فراہم نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر۔ کل اور پرسوں دو off days ہیں۔ اس لئے اتوار کی کارروائی کے لئے ایجنڈا آج بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

معزز ایوان۔ تقسیم ہو چکا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ آپ دفتر سے کہیں کہ ہمیں ایجنڈا بروقت پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ جناب راہی صاحب، ہماری یہ ذمہ داری ہے اور میرے آفس کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ کو ایجنڈا بروقت ملے میں اس کو ensure کروں گا کہ آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! آپ ایسے بھی سمجھ لیں کہ اب اتوار کو اجلاس ہے اور آج ہمیں چھٹی ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ لوگ چھٹیوں کے دنوں میں اپنے اپنے گھروں میں چلے جاتے ہیں پھر آپ کا ایجنڈا پیچھے تو آئے گا نہیں، یہ ہمیں بھی پتہ ہے۔ آپ سے پھر یہ درخواست ہے کہ آپ ان کو ذرا tight کریں۔ آپ انہیں کہیں کہ ہمیں ایجنڈا وقت پر پہنچایا کریں۔

جناب سپیکر۔ ، تاریخ تک کا ایجنڈا تقسیم کر دیا گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! میں آپ کو ابھی شہادت پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن مجھے اس بحث میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے دو آدمیوں کو ایجنڈا لینے کے لئے بھیجا ہے اور ان دونوں کا جواب یہی ہے کہ جناب ابھی تیار نہیں ہے۔ میں آپ کے سامنے وہ دونوں ملازم یہاں پیش کر دیتا ہوں۔ جن کو میں نے بھیجا ہے کہ ایجنڈا

لے آئیں اور دونوں کا کہنا یہی ہے کہ تیار نہیں ہے یا پھر ان لوگوں کی کوئی استادی ہے کہ حزب اختلاف کو نہ دیں اور اپنے لوگوں کو دے دیں اور وہ کہیں کہ جی مل گیا۔ مل گیا۔ مل گیا اور ہم جھوٹے ہو جائیں۔

جناب سپیکر:۔ راہی صاحب میں آپ کی اس بات سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ ایجنڈا حزب اختلاف کو اور Treasury Benches کو سب کو جانا ہے اس بات کی میں ذمہ داری قبول کرتا ہوں کہ ایجنڈے کی کاپیاں آپ سب کو بروقت ملیں اور اس میں کسی قسم کی تفریق روا رکھنا جو ہے اس کو ہم گناہ سمجھتے ہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس میں کسی قسم کی تفریق روا رکھی جائے۔ میاں افضل حیات صاحب بتائیں گے کہ آپ کو ایجنڈے کی کاپی ملی ہے۔

میاں محمد افضل حیات:۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اجلاس شروع ہونے سے پہلے جو ایجنڈا ملنا چاہیئے تھا وہ ہم میں سے کئی دوستوں کو جن میں میں بھی شامل ہوں نہیں ملا۔ آج ۷ تاریخ کا ایجنڈا ابھی ابھی جب راہی صاحب بات کر رہے تھے۔ تو اس وقت circulate ہوا ہے۔ ۵ تاریخ کا بھی circulate ہو گیا ہے لیکن ۶ تاریخ کا ایجنڈا ابھی ہمیں نہیں ملا۔ اس کے علاوہ جو ۶ تاریخ کا ایجنڈا تھا یہ ان صاحبان کو ملا ہے جو کہ کل یا پرسوں گھر سے تشریف لائے ہیں اور جو پہلے آئے ہوئے ہیں یا جنہوں نے یہاں کے ایڈریس دیے ہوئے ہیں یہ ان میں سے کئی صاحبان کو نہیں مل سکا۔ بلکہ یہاں تک کہ میں پہلے عرض کرنے لگا تھا جب آپ نے فرمایا تھا کہ Law and Order Situation پر بحث کے لئے مکمل دن رکھے گئے ہیں۔ وہ شیڈول بھی کئی صاحبان کو نہیں ملا۔ جس وجہ سے یہ confusion پیدا ہوئی ہے اور آئندہ اگر احتیاط کی جائے اور ابھی پھر ایک دفعہ وہ شیڈول تقسیم کر دیا جائے تو شاید آسانی پیدا ہو جائے۔

جناب سپیکر:۔ ایجنڈے کی تقسیم کی شکایت آئندہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اب ہم گورنمنٹ بزنس کو take up کرتے ہیں۔ جناب لا منسٹر صاحب۔

پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۸۴ء

MINISTER FOR LAW : Sir I lay before the House :-
The Annual Report of the Public Service Commission for the year 1984.

MR. SPEAKER: The Annual Report of the Public Service Commission for the year 1984 has been laid on the Table of the House.

مسودات قانون

جناب سپیکر:۔ اب وزیر برائے ثقافت و سیاحت مری کہوٹہ بل پیش کریں گے۔

مسودہ قانون مری کہوٹہ ترقیاتی ادارہ مصدرہ ۱۹۸۶ء

MINISTER FOR TOURISM : Sir, I introduce,
The Muree Kahuta Development Authority Bill, 1986.

MR. SPEAKER : The Murree Kahuta Development Authority Bill, 1986 has been introduced. It is referred to the relevant Standing Committee for report up to 7th October, 1986.

مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء

جناب سپیکر۔ وزیر صنعت

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر میں سفارش کرتا ہوں کہ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل ۱۹۸۶ء اس ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: دی پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل ۱۹۸۶ء پیش کر دیا گیا ہے اور یہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جانا ہے جس کی رپورٹ ۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء تک آنی چاہیئے۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی عدالت ہائے خفیفہ مصدرہ ۱۹۸۵ء

MINISTER FOR LAW : Sir, I move :-

That the Provincial Small Cause Courts (Amendment) Bill, 1985 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER : The motion moved is :-

That the Provincial Small Cause Courts (Amendment) Bill, 1985 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

جناب سپیکر:۔ جناب میاں صاحب

میاں محمد اسحاق:۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب بھی کوئی بل پیش کیا جاتا ہے تو اس کے کچھ فوائد بھی ہوتے ہیں اور نقائص بھی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر :۔ جناب میاں صاحب آپ اپنی ترمیم کو پیش کریں .....

کیا آپ کے پاس "documents" نہیں۔

میاں محمد اسحاق :۔ جناب والا میں ۱۹۸۵ء کے اس بل کے لئے ترمیم پیش کرتا ہوں کہ صوبائی عدالت ہائے خفیفہ (امنڈمنٹ) بل ۱۹۸۵ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور نے سفارش کی ہے، کو ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے۔

MR. SPEAKER : The amendment moved is :-

That the Provincial Small Cause Courts (Amendment) Bill, 1985 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st October, 1986.

MINISTER FOR INDUSTRIES : I Oppose it.

MINISTER FOR LAW : I Oppose it.

میاں محمد اسحاق :۔ جناب سپیکر:۔ جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا کہ جب بھی کوئی چیز ہاؤس میں آتی ہے، کوئی بل یا قرارداد آتی ہے اس میں کچھ نقائص بھی ہوتے ہیں اور فوائد بھی ہوتے ہیں۔ کئی بار ایسا دیکھا گیا ہے کہ جب ہم نے کوئی چیز اسمبلی میں پاس

کر کے بھیجی ہے تو بعد میں اسے repeal کرنا پڑا ہے۔ عوام نے اس میں اتنے نقائص نکالے ہیں کہ حکومت کو خود اسے واپس لینا پڑا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ کسی چیز کو پاس کر دیا جائے۔ بہتر ہوگا کہ پہلے عوام کی رائے لے لی جائے اور عوام کو اس کے نقائص اور فوائد پر تنقید کرنے کا حق دیا جائے تاکہ عوام ہمیں آرا سے نواز سکیں اور وہ چیز جو آپ پیش کر رہے ہیں اس کے نقائص بھی منظر عام پر آئیں اور جو اس میں فوائد ہیں۔ ان کی بھی نشاندہی کی جائے تو میں یہ عرض کروں گا کہ عوام کی رائے لینے کے لئے اس بل کو متداول کرایا جائے اور کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔ تاکہ عوام اس پر اپنی رائے دے سکیں کہ آیا اس میں خوبیاں کونسی ہیں اور نقائص کون سے ہیں۔ حکومت پنجاب پوری طرح چھان بین کرنے کے بعد اس بل کو پاس کرے۔ جو اس کے نقائص ہیں ان کو بھی پیش نظر رکھے اور جو فوائد ہیں ان کو بھی عوام کے سامنے رکھے تاکہ عوام اس پہ اپنی صحیح رائے دے سکیں۔

وزیر قانون:۔ جناب سپیکر! یہ ۹۰ سالہ پرانا قانون ہے جس میں ہم ترمیم لا رہے ہیں۔ عوام کی بہتری کے لئے ہم نے یہ ترمیم کی ہے۔ آج سے ۹۰ سال پہلے ۲۰ روپے تک کے مقدمات عدالت ہائے خفیفہ کے لئے رکھے گئے تھے۔ اب سوچیے کہ ۹۰ سال بعد ۲۰ روپے کی قیمت کیا ہے۔ اس نکتہ مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ عوام کے مفاد کے لئے کیونکہ اب ۲۰ روپے کا تو کوئی مقدمہ آتا نہیں لہٰذا اس ۲۰ روپے کو ۲ ہزار کر دیا جائے۔ یہ اتنا مفید بل ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس پہ جو امنڈمنٹ آئی ہے اسے فوری طور پہ نامنظور کیا جائے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی:۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر:۔ وائیں صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی:۔ جناب سپیکر۔ میں اس ترمیم کی مخالفت کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ محرک نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اسے عوام کی رائے حاصل کرنے لئے ۳۱ر اکتوبر تک ملتوی کر دیا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ آئین نے اختیارات اس اسمبلی کو دیے ہیں اور یہ اسمبلی اس کا بااختیار ادارہ ہے کہ جو مسودہ قانون اسمبلی میں پیش

ہو، اس پر صلاح مشورہ کے بعد فیصلہ کرے اس لئے اس تاخیری حربے کو اختیار کرنے کی بجائے ترمیم کرنا منظور کرتے ہوئے ہمیں اصل بل کو زیر بحث لانا چاہیے تاکہ وقت بچ سکے ہماری قانون سازی ہو سکے اور عوام اس ترمیم سے مستفید ہو سکیں۔

MR SPEAKER : The question is :-

That the Provincial Small Cause Courts (Amendment) Bill, 1985, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st October, 1986.

(The motion was lost)

MR. SPEAKER : Motion moved and the question is :-

That the Provincial Small Cause Courts (Amendment) Bill, 1985 as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

MR. SEPAKER : Now we take up the Bill Clause by Clause.

Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it (moved) by Mien Muhammad Ishaque.

میاں صاحب کیا آپ کی ترمیم ہے۔

میاں محمد اسحاق:۔ اس سلسلہ میں میں عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت کے ساتھ بہت پہلے ہمارا ایک معاہدہ ہوا تھا۔ کہ ہم امنڈمنٹ پیش نہیں کریں گے۔ اس معاہدہ کے تحت ہم اپنی تمام امنڈمنٹ واپس لیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میاں محمد اسحاق صاحب اپنی امنڈمنٹ (press) پیش نہیں کرتے اس لئے It will be taken as withdrwan.

MR. SPEAKER : Now, the question is :-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Now, we take up Clause I of the Bill, Since there is no amendment in it, therefore, the question is :-

That Clause I of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR. SPEAKER : Now, we take up clause 1 of the Bill.

There is no amendment for clause 1.

The question is :-

That Clause 1 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble. There is no amendment.

The question is :-

That Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title. There is no amendment.

The question is :-

That Long Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MINISTER FOR LAW : I beg to move :-

That the Provincial Small Cause Courts (Amendment) Bill, 1985 be passed.

MR. SPEAKER : Motion moved and the question is :-

That the Provincial Small Cause Courts (Amendment) Bill, 1985 be passed.

(The motion was carried)

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث

MINISTER FOR IRRIGATION & POWER : Sir, the Minister concerned is indisposed.

Therefore. I may kindly be permitted to move the motion on his behalf.

MR. SPEAKER : Yes, Please.

MINISTER FOR IRRIGATION & POWER : Sir I beg to move :-

That the Reports of the Council of Islamic Ideology for the years 1977-78, 1978-79, 1st January 1980 to 27th May, 1981, 1981-82, 1982-83 and 1983-84 be discussed.

MR. SPEAKER : The motion Moved and the question is :-

That the Reports of the Council of Islamic Ideology for the year- 1977-78, 1978-79, 1st January 1980 to 27th May, 1981, 1981-82, 1982-83 and 1983-84 be discussed.

(The motion was carried)

میاں محمد افضل حیات :۔ جناب سپیکر میری گذارش یہ ہے اس پر دو دن مقرر کئے گئے ہیں انہیں ایام میں اس پر بحث کی جائے کیونکہ یہ بڑا لمبا چوڑا کام ہے۔

جناب سپیکر :۔ اس کے لئے دن مقرر کر دیئے ہیں۔

میاں افضل حیات :۔ ہمیں شیڈول نہیں ملا اس سے کہنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر :۔ شیڈول آپ کو مل جائے گا۔ اس پر دو دن مقرر کر دیے ہیں۔ اس کا شیڈول آپ تک پہنچ چکا ہے یا پہنچ جائے گا۔ اس بحث میں جو صاحبان حصہ لینا چاہتے ہیں۔ وہ بیشک

آج ہی اپنے نام دے سکتے ہیں۔ اور جنہوں نے رپورٹس نہیں لیں وہ بھی آج اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس دفتر سے لے سکتے ہیں۔ اور اس کے بعد ہاؤس ۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

جناب وزیر قانون:۔ جناب والا ۵ تاریخ کو شام کا وقت رکھیں۔

جناب سپیکر:۔ لیکن ۶ تاریخ کو چھٹی ہے بہتر یہی ہے کہ آپ اس کو صبح کے وقت ہی رکھیں اگر شام پر رکھیں گے تو کوئی نہیں آئے گا۔ اور ہم اس کے لئے پروگرام بنا چکے ہیں اس لئے ۸ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو صبح ۹ بجے تک کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار ۵ / اکتوبر ۱۹۸۶ء
(یک شنبہ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ - شمارہ ۳

سرکاری رپورٹ

PROVINCIAL ASSEMBLY PUNJAB

مندرجات

(اتوار ۵ / اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۸۱
قائد و نائب قائد حزب اختلاف کے انتخاب پر مبارکباد ۸۲
سوالات اور اُن کے جوابات ۸۵
سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ۱۱۵

مسئلہ استحقاق

(i) ڈپٹی ڈائریکٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا ایم پی اے کی تصدیق تسلیم کرنے سے انکار ۱۵۷
(ii) قانون، استحقاقات مجریہ ۱۹۷۲ کی دفعہ ۱۸ کی خلاف ورزی ۱۶۶

تحاریک التوائے کار

(i) آبیانہ کی شرح میں اضافہ سے کاشتکاروں میں بے چینی اور مایوسی کی لہر ... ۱۸۲
(ii) مرکزی حکومت کی طرف سے لاہور کے نزدیک ٹیکس فری زون اور امپورٹ ڈیوٹی فری زون صنعتی علاقہ کی منظوری دینے سے انکار ۱۸۸
(iii) حکومت کی آفت زدہ لوگوں کی حفاظت اور ناگہانی مصیبت سے نجات دلانے میں ناکامی ۱۹۲
اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث ۱۹۵

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

اتوار ۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء

(یکم شنبہ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

(سورۃ المائدہ آیت ۷ تا ۹)

اور اللہ نے جو تم پر احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو۔ اور اس عہد کو بھی جس کا تم سے وعدہ لیا تھا کہ جب تم نے قول دیا تھا کہ ہم نے اللہ کا حکم سن لیا اور قبول کر لیا۔ پس اللہ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تو دلوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔

اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوا کرو اور لوگوں کی عداوت تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف چھوڑ دو۔ تم تو انصاف کیا کرو کہ وہ تقویٰ کے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ اللہ تمہارے تمام کاموں سے باخبر ہے جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے۔ ان سے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے

وما علینا الا البلاغ

قائد و نائب قائد حزب اختلاف کے انتخاب پر مبارکباد

, SYED TAHIR AHMAD SHAH : Sir, the House is not in quorum.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راجہ خلیق الدین خاں): جناب سپیکر میں جناب محمد افضل حیات صاحب اور جناب طاہر احمد شاہ صاحب کو قائد اور نائب قائد حزب اختلاف ہونے کی حیثیت سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں اور میں توقع کرتا ہوں کہ جس طرح ان کی پارلیمانی بصیرت ان کی شرافت ان کا تجربہ اور جس طرح جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود (مرحوم) نے اس ہاؤس کی اچھی روایات کے لئے نام پیدا کیا۔ میں ان سے بھی توقع کرتا ہوں وہ اور ہم سب مل کر ان پارلیمانی روایات کو بہتر طریقے سے زندہ رکھیں گے۔ میں ایک بار پھر دونوں کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

میاں محمد افضل حیات:۔ جناب والا میں راجہ صاحب کا دل سے ممنون ہوں اور میں ان سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میری اور میرے ساتھیوں کا ادھر جو کردار ہوگا۔ وہ تعمیری ہوگا۔ ہماری مخالفت برائے مخالفت اور تنقید برائے تنقید نہیں ہوگی۔ اس صوبہ میں ایسے مسائل موجود ہیں جن کی طرف آپ کی توجہ بار بار مبذول کرانا نہایت ضروری ہے اور وہ مسائل اس قسم کے ہیں کہ ان سے بے تعلق نہیں رہا جا سکتا۔ جیسے امن عامہ کی صورت حال۔ بے روزگاری۔ مہنگائی اور زراعت پیشہ لوگوں کی مشکلات۔ طلباء میں اضطراب اور مزدوروں میں بے چینی اس بڑے صوبہ کے بڑے بڑے مسائل ہیں۔ جن کی طرف آپ کی توجہ دلانے کے لئے ہمیں ویسے بھی بہت سا وقت درکار ہوگا۔ جبکہ جائیکہ ہم تنقید برائے تنقید کرتے ہیں۔ ہماری تنقید ہمیشہ تعمیری ہوگی۔ اور جہاں بھی آپ کی کوئی غلط پالیسی ہوگی اس کے متعلق ہم آپ کی توجہ دلاتے رہیں گے اور اس کا ڈٹ کر مقابلہ بھی کرتے رہیں گے۔

اس کے علاوہ میں پھر آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے مبارک باد پیش کی طاہر احمد شاہ کا اور اپنے ساتھیوں کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھے یہ عزت بخشی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر قانون راجہ خلیق اللہ خان صاحب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اس معزز ایوان اور پنجاب اسمبلی کے حزب مخالف کے متفقہ ڈپٹی لیڈر منتخب ہونے پر مبارک باد کے الفاظ کہے ہیں۔ اور میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون کو اور ٹریژری بنچز پر بیٹھنے والے ہر معزز رکن کو یہ یقین دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں اور میرے دیگر ساتھی اس معزز ایوان میں آئین کی بالادستی کے لئے قانون کی بالادستی کے لئے ارکان اسمبلی کے استحقاق کے لئے اور خاص طور پر اس صوبہ کے غریب عوام کے لئے محنت کشوں کے لئے مزدوروں اور طالب علموں کے لئے آواز بلند کرتے رہیں گے۔ حکومت کی طرف سے جو بھی عوام کی بھلائی کے لئے اور صوبے کے مفاد میں اچھے کام کئے جائیں گے۔ ان کا ہم اعتراف کریں گے ان کی ہم تعریف کریں گے۔ ان کے ساتھ ہم ہر جائز طریقے سے تعاون کرتے رہیں گے۔

ہماری دانست کے مطابق۔ ہماری معلومات کے مطابق دانستہ طور پر یا نادانستہ طور پر اگر حکومت کی پالیسیاں اور وقتاً فوقتاً ان کے کارنامے عوام کے مفاد میں نہیں ہوں گے تو ہم ان کی متبادل پالیسیاں اس ایوان میں پیش کریں گے۔ حکومت کے جو کام بہتر ہوں گے ان پر ہم تنقید نہیں کریں گے۔ مگر جو حکومت کی پالیسیوں میں خامیاں ہوں گی ہم اصولوں کی بنیاد پر تنقید برائے تعمیر کے اصول کے تحت اس کی نشاندہی کریں گے۔ ہم حکومت سے یہ توقع رکھنے میں حق بجانب ہیں۔ چونکہ ہم بھی اس ایوان کے اسی طریقے کے ارکان ہیں۔ جس طریقے کے حکومتی بنچز کے ارکان ہیں۔ اور ہمارے قائد ایوان یا حکومت کا کوئی بھی ذمہ دار وزیر ہمارے ساتھ کوئی امتیازی یا غیر منصفانہ سلوک اس بنا پر نہیں کرے گا کہ ہم حکومت کی ہاں میں ہاں خواہ مخواہ نہیں ملاتے بلکہ ہم تعمیری تنقید کا رول ادا کر رہے ہیں ہمیں یقین ہے کہ جس طریقے سے ہم اچھے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔ ہم جس طریقے سے حکومت کو جائز تعاون کا یقین دلا رہے ہیں۔ حکومت بھی ہمارے ساتھ

reciprocal اصولوں کی بنیاد پر ہمارے جتنے بھی آئینی اور قانونی حقوق ہیں ان میں نہ صرف رخنہ اندازی نہیں کرے گی۔ بلکہ وہ ہمارے حوصلہ افزائی کرے گی اور ہمارے تمام آئینی اور قانونی حقوق ہمیں دے گی۔

اس کے ساتھ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر قانون کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Sir, the House is not in quorum

(قطع کلامیاں)

میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ غلط بات نہیں کرنی بجز اس کے جو جائز اور قانون کے مطابق ہو۔ زیر بحث ہے کہ جب تک ایوان کورم میں نہ ہو تو اجلاس کی کارروائی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر:۔ اس میں شاید شاہ صاحب سمجھتے ہیں کہ مبارک باد کے لئے کورم کی ضرورت نہیں۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ جناب سپیکر چونکہ آپ نے وزیر قانون کو اجازت دی اور قائد حزب اختلاف کو اجازت دی اس لئے میں نے بھی روائتی طور پر اپنا فرض ادا کیا کہ ان کے کلمات کا میں جواب دوں۔

جناب سپیکر:۔ لیکن میں اب آپ کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لئے آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ ماضی میں میرا ذاتی کردار اس ایوان میں اس طرح رہا ہے کہ جب بھی آپ نے کوئی حکم دیا ہے۔ نہ صرف حکم بلکہ اشارہ کیا ہے۔ تو میں نے آپ کے ہر اشارے کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے۔

جناب سپیکر:۔ بہت مہربانی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب قائد حزب اختلاف اور جناب نائب قائد حزب اختلاف کے انتخاب میں چند الفاظ ان کی خدمت میں پیش نہ کروں تو یہ میرے فرض میں کوتاہی ہوگی۔ میں جناب میاں افضل حیات صاحب کو بطور قائد حزب اختلاف اور جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کو

بطور نائب قائد حزب اختلاف منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میاں صاحب مخدوم زادہ صاحب کی سیٹ پر بیٹھے ہیں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ وہ ان روایات کی پاسداری کرنے اور ان روایات نبھانے میں کامیاب ہوں گے اور اسی طرح جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب بھی بطور نائب قائد حزب اختلاف اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں گے۔ راجہ صاحب نے ان کے لئے جو نیک جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں اسے بے حد قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور میری دعا ہے کہ دونوں طرف سے خیر سگالی کے یہ جذبات قائم رہیں اور محبت کی یہ فضا اس ایوان میں قائم رہے اور دونوں فریقین آئین اور قانون کے مطابق اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہیں۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آج وقفہ سوالات ہے اور وقفہ سوالات ہمیشہ پرائیویٹ ممبرز بزنس کے طور پر سمجھا جاتا ہے اور پرائیویٹ ممبر اور خصوصی طور پر اپوزیشن وقفہ سوالات کے دوران کبھی کورم کا نکتہ نہیں اٹھایا کرتے۔ وقفۂ سوالات میں حکومت جواب دہ ہے۔ اور آپ جواب لینے والے ہیں۔ یہ بات پریسیڈنٹ کے بھی خلاف ہے۔ وقفۂ سوالات میں اپوزیشن کے اراکین، یا عام ممبر کورم کا نکتہ نہیں اٹھاتے۔

رانا پھول محمد خان: کیا پرائیویٹ ڈے اور وقفۂ سوالات، دونوں کے لئے۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ اب بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ اپنا سوال پیش کریں۔

سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی

کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت دینے میں تاخیر

*688 بیگم نجمہ تابش الوری۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں مجموعی طور پر کتنی منظور شدہ اور غیر منظور شدہ کچی آبادیاں ہیں ان میں

سے کتنی آبادیوں میں کتنے لوگوں کو حقوق ملکیت دیے جا چکے ہیں۔ اور یہ کام کتنے عرصہ میں مکمل ہونے کا امکان ہے۔

(ب) مذکورہ کچی آبادیوں میں سے بہاولپور شہر میں کس کس نام سے کتنی منظور شدہ کچی آبادیاں ہیں اور وہاں حقوق ملکیت دینے کے لئے کیا پروگرام مرتب کیا گیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) حکومت کی گزشتہ پالیسی کے مطابق وہ کچی آبادیاں جن میں یکم جنوری ۱۹۷۸ء کو ۱۰۰ یا ۱۰۰ سے زائد گھرانے تھے قابل منظوری تھیں۔ اس پالیسی کے مطابق صوبہ پنجاب میں سروے کرایا گیا جس کے مطابق پورے صوبہ میں ۶۳۰ آبادیاں موجود تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کل آبادیاں	۶۳۰
منظور شدہ	۲۲۳
شرائط پورا نہ کرنے کی وجہ سے داخل دفتر ہوئیں یعنی غیر منظور شدہ۔	۱۹۴
نجی اراضی پر واقع کچی آبادیاں	۱۲۹
تصفیہ طلب	۸۴

حکومت کی جانب سے ان کچی آبادیوں میں ۲۲۷۸۸ گھرانوں کو حقوق ملکیت دیئے جا چکے ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان کے اعلان مورخہ ۷ اپریل ۱۹۸۶ء کے مطابق وہ تمام آبادیاں جو چالیس یا چالیس سے زائد گھرانوں پر مشتمل ہیں کو منظور تصور کیا گیا ہے۔ اس اعلان کے مطابق محکمہ مقامی حکومت پنجاب نے از سر نو سروے کرایا ہے جس کے نتیجہ میں صوبہ بھر میں ۹۰۲ کچی آبادیاں ہیں جو ۲۳ مارچ ۱۹۸۵ء یا اس سے قبل معرض وجود میں آ چکی تھیں ان آبادیوں میں ۹۷ آبادیاں ایسی ہیں

جو نجی ملکیت کی زمین پر واقع ہیں تاہم ان اعداد و شمار کی پڑتال جاری ہے حکومت کی پالیسی کے مطابق، سرکاری زمین پر واقع کچی آبادیوں کے لوگ جوں جوں واجب الادا رقوم کی ادائیگی کرتے جائیں گے ان کو حقوق ملکیت ملتے جائیں گے۔

(ب) حکومت کی گزشتہ پالیسی کے مطابق ۱۰۰ یا ۱۰۰ سے زائد گھرانوں والی کچی آبادیاں منظور کی جاتی تھیں اس پالیسی کے مطابق بہاول پور شہر میں مندرجہ ذیل ۸ کچی آبادیاں تھیں جن میں سے منظور شدہ اور غیر منظور شدہ کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱۔ بھٹہ نمبر ۱	منظور شدہ
۲۔ بھٹہ نمبر ۲ و نمبر ۳	"
۳۔ مہاجر کالونی	" (اس کچی آبادی میں شاہدرہ بھی شامل ہے
۴۔ جاوید نذیر کالونی	"
۵۔ گوشہ گرداں	"
۶۔ لٹ کالونی	"
۷۔ میانی مندر	"
۸۔ بستی شاہدرہ	غیر منظور شدہ

بستی شاہدرہ / کھڈہ جات مہاجر کالونی کے ملحقہ تھی وزیر اعظم پاکستان کے اعلان کے بعد دوبارہ سروے کے وقت ان آبادیوں کو "مہاجر کالونی" میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جو کہ منظور شدہ کچی آبادی ہے۔

حالیہ سروے کے مطابق بہاول پور شہر میں کچی آبادیوں کی تعداد ۱۶ ہے یہ تمام منظور شدہ تصور ہوں گی۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ بھٹہ نمبر ۱
۲۔ بھٹہ نمبر ۲
۳۔ بھٹہ ۳
۴۔ مہاجر کالونی بستی شاہدرہ کھڈہ جات
۵۔ جاوید نذیر کالونی

۶۔ گوٹھ مگرہ
۷۔ لٹ کالونی چک نمبر ۹/بی سی
۸۔ میانی مندر
۹۔ بستی کربلا نزد گاؤ شالہ
۱۰۔ بہاول کالونی (چہ دے واران)
۱۱۔ بستی بندرہ بند
۱۲۔ بستی بندر روڈ چاہ مفتی والہ
۱۳۔ اضافی حبیب کالونی
۱۴۔ محلہ شریف پورہ نزد ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس
۱۵۔ ٹبہ بدر شیر
۱۶۔ غریب آباد

ان سولہ کچی آبادیوں میں گھرانوں کی تعداد فی آبادی ۵۰ سے زائد ہے۔ محکمہ ریونیو سے حقوق ملکیت لوکل کونسلوں کو ٹرانسفر ہونے کے بعد اور لوگوں کی طرف سے واجب الادا رقوم کی ادائیگی کے بعد ملکیتی حقوق دینے کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا

غیر منظور شدہ کچی آبادیاں

چیئرمین میونسپل کمیٹی کی رپورٹ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۸۶ء کے مطابق شاملات دیہہ پر جو پرائیویٹ زمین کے زمرہ میں آتی ہیں مندرجہ ذیل آبادیاں واقع ہیں۔

نمبر شمار	نام آبادی	تعداد گھرانے
۱ ۔	بستی ساطاں	۲۸۴
۲ ۔	بستی بھٹیاں	۹۱
۳ ۔	بستی کوٹ نورا	۱۸۷
۴ ۔	گوٹھ لعل	۶۰
۵ ۔	بند گوٹھ لنگر	۵۹

جناب نجم تابش الوری صاحب کی تحریک پر جناب غلام حیدر وائیں صاحب وزیر انڈسٹریز پنجاب نے درج ذیل کچی آبادیوں کے بارے میں رپورٹ طلب کی جس پر چیئرمین بلدیہ بہاولپور نے درجہ ذیل رپورٹ کی ہے۔

۱۔ بگلہ مندیر ۳۸ گھرانے

یہ آبادی بستی لاری اڈہ نمبر ۱، نمبر ۲ کے نام سے بھی موسوم ہے چونکہ اس میں چالیس گھرانے نہیں ہیں اس لئے بلدیہ نے اس کی منظوری کیس نہیں بھیجا۔

۲۔ سلطان کالونی

چونکہ یہ کنٹونمنٹ کی حدود میں ہے اس لئے بلدیہ نے کیس نہیں بھیجا۔

۳۔ آبادی بھٹہ صلاح الدین (مجید ٹاؤن) ۱۱۰ گھرانے

کچی آبادی عقب غلہ منڈی کل ۸۵ گھرانوں پر مشتمل ہے۔ جس اراضی پر یہ کچی آبادی قائم ہے وہ گرلز مڈل سکول اور چلڈرن پارک کے لئے مخصوص ہے بلدیہ بہاول پور نے اپنے اجلاس مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۸۶ء میں بذریعہ قرارداد نمبر ۶ اس آبادی کے لوگوں کو بھٹہ صلاح الدین پر متبادل پلاٹ دینے کا فیصلہ کیا اور اس نئی آبادی کو مجید ٹاؤن کا نام دیا ہے۔ اس کچی آبادی کا کیس بھی بہاول پور نے تاحال حکومت کو ارسال نہیں کیا ہے البتہ صلاح الدین پر ۲۵ گھرانے آباد ہیں۔ جبکہ عقب غلہ منڈی کچی آبادی سے ۸۵ گھرانوں کو بھی بھٹہ صلاح الدین پر منتقل کیا جا رہا ہے۔ اس طرح کچی آبادی صلاح الدین (مجید ٹاؤن) میں گھرانوں کی کل تعداد ۱۱۰ ہو جائے گی۔

سردار غلام عباس:۔ جناب سپیکر کیا وزیر متعلقہ یہ بیان فرمائیں گے کہ وفاقی حکومت کی ملکیتی اراضی پر جو کچی آبادیاں واقع ہیں۔ ان کے بارے حکومت پنجاب کی کیا پالیسی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:۔ اس سلسلے میں جیسا کہ اس کے جواب سے یہ بات واضح ہے۔ ۷ اپریل کو وزیر اعظم صاحب نے جو اعلان یہاں فرمایا تھا وہ وفاقی حکومت کے یا صوبائی حکومت کے زیر کنٹرول زمین ہو وہ سب اگر اس کے دائرہ اختیار میں آتی ہوں تو اس کو کچی آبادی منظور کیا جا سکتا ہے۔

سردار غلام عباس:۔ جناب والا جو کچی آبادیاں سروے مکمل ہو کر حکومت پنجاب کے پاس پہنچ چکی ہیں اور وفاقی حکومت کی ملکیتی جگہ پر موجود ہیں ان کے بارہ میں حکومت پنجاب نے ان اداروں سے این ۔او سی مانگا ہے جو ابھی تک نہیں مل سکا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی جناب والا اس سلسلے میں گذارش ہے کہ اگر فاضل رکن کا کسی خاص کچی آبادی کے متعلق اشارہ ہے تو مجھے بتائیں تو میں اس بارے کچھ عرض کر سکتا ہوں یہ تو ایک جنرل سی بات ہے کہ این او سی نہیں ملا لیکن کسی کچی آبادی کے بارے میں نہیں ملا۔

سردار غلام عباس:۔ لالہ رخ کچی آبادی اور راولپنڈی سٹی میں واقع ریلوے کی کچی آبادی ان دونوں کا این او سی ابھی تک نہیں مل سکا۔ اس کی وجوہات بتائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ان دونوں کچی آبادیوں کے بارے میں نوٹ کر لیتا ہوں میں انکوائری کر کے فاضل رکن کو بتا دونگا۔

سردار غلام عباس:۔ جناب سپیکر میں اس پالیسی کے متعلق سننا چاہتا ہوں جو وفاقی حکومت کی ملکیتی ہے اگر ان اداروں نے حکومت کو این او سی نہ دیا تو پھر ہماری پالیسی کیا ہوگی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: اس سلسلے میں یہ عرض کر دوں کہ یہ اعلان وزیر اعظم صاحب نے خود فرمایا ہے اور اس سے پہلے ہماری وفاقی حکومت کے ساتھ میٹنگ بھی ہوئی تھی یہ ایک واضح پالیسی پورے ملک کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ این او سی نہیں ملے گا۔

سردار غلام عباس:۔ جناب سپیکر میری گذارش یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی پراپرٹی پر جتنی کچی آبادیاں ہیں انہیں ابھی تک مالکانہ حقوق نہیں دیے گئے جبکہ حکومت کے پروگرام کے مطابق دو مرتبہ سروے ہوئے ہیں ان کے سروے مکمل ہو چکے ہیں۔ انہیں ابھی تک مالکانہ حقوق نہیں دیے گئے اور نہ ان کچی آبادیوں میں کوئی ترقی کا کام شروع ہوا ہے۔

جناب سپیکر:۔ اس میں وہ پالیسی سٹیٹمنٹ دے چکے ہیں اور جن کچی آبادیوں کا آپ نے

ذکر کیا ہے اس بارے انہوں نے آپ کو بتایا ہے میں یہ نوٹ کر لیتا ہوں آپ کسی وقت بھی مجھ سے رابطہ پیدا کر کے اس بات کو واضح کر سکتے ہیں۔

خان ظفر اللہ خان۔ جناب والا جو کچی آبادیاں پرائیویٹ زمین پر بنی ہوئی ہیں ان کو بھی حقوق نہیں ملے وہ لوگ بھی سخت پریشان ہیں اس بارے حکومت کی کیا پالیسی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی اس سلسلے میں جناب والا کافی مشکلات ہیں کیونکہ جن لوگوں کی پرائیویٹ زمین پر کچی آبادیاں آباد ہیں۔ ان کے جو مالکان ہیں انہوں نے سول کورٹس میں مقدمات بھی دائر کئے ہوئے ہیں اس ضمن میں بھی ہمارے محکمہ کی مسلسل کوشش ہے اور اب اس کام کو بہت تیزی کے ساتھ کیا جا رہا ہے کہ ان مقدمات کو ختم کرا کر اور کسی طریقہ سے ان کے ساتھ افہام و تفہیم کر کے اس بات پر ہم ان کو منائیں کہ مناسب قیمت پر یہ دی جائیں۔ اس میں کافی مشکلات ہیں۔

خان ظفر اللہ خان جناب والا۔ اس بارے لوگ بہت سخت پریشان ہیں کیونکہ لوگ وقت مانگتے ہیں کہ آخر اس کام میں کتنا وقت درکار ہوگا۔ آئے دن مالکان اور کرایہ داران کے درمیان جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے حکومت کو جلد تصفیہ کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر کیا آپ اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرما سکیں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا اس بارے ہماری کوشش یہ ہے کہ جلد از جلد اس کام کو ختم کیا جائے چونکہ وزیر اعظم صاحب نے بھی اعلان کیا ہے اور ہماری پالیسی بھی یہی ہے کہ جلد سے جلد مالکانہ حقوق دیے جائیں ہم بھرپور طریقے سے کوشش کر رہے ہیں کہ ان معاملات کو نبٹایا جائے۔ لیکن میں یہ ضرور عرض کرونگا کہ ایسے موقع پر قطعی تاریخ نہیں دے سکتا جس کے متعلق میں یہ کہہ سکوں کہ اس تاریخ تک تمام معاملات طے ہو جائیں گے ہم کوشش کر رہے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے کامیابی ہوگی۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بتائیں گے کہ پہلے قانون کے مطابق جو کچی آبادیاں ان کے ریکارڈ پر آئی ہیں وہ ۲۲۷ بتائی گئی ہیں۔ اور دوسرے ۴۰ گھرانوں والی

۹۰۲ بتائی ہیں۔ مجھے ۹۰۲ کی تفصیل بتائی جائے۔ اس میں منظور شدہ کتنی ہیں اور جن کی ابھی رپورٹ ہو رہی ہے وہ کتنی ہیں اور جو غیر منظور ہیں وہ کتنی ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے ۹۰۲ کی جو تعداد بتائی ہے وہ کل تعداد ہے۔ یہ پوری کی پوری کچی آبادیاں جو پرانی پالیسی اور نئی پالیسی کو ملا کر جواب تک ہمارے پاس سروے کی رپورٹ پہنچی ہے۔ لیکن ابھی اس کا سروے جاری ہے ان دونوں کو ملا کر یہ مجموعی تعداد ۹۰۲ بنتی ہے۔ اس میں یہ کہونگا کہ چونکہ ابھی سروے مکمل نہیں ہوا اور ہمارے پاس یہ تفصیل نہیں پہنچی کہ ابھی تک کتنی منظور کی گئی ہیں اور کتنی کو ابھی منظور نہیں کیا گیا۔ بہرحال جو تفصیل میرے پاس پہنچی ہے اور باقی ابھی تفصیل آ رہی ہے۔ وہ میں عرض کئے دیتا ہوں اس میں کچی آبادیوں کی گھروں کی تعداد دو لاکھ ۲۴ ہزار ۱۶۵ ہے اور جو ہم نے مردم شماری کرائی ہے اُس کے مطابق ۱۵ لاکھ ۵۱ ہزار ۶۳۰ لوگ ان کچی آبادیوں میں بستے ہیں اور زیر قبضہ رقبہ ہے۔ ۷۵ ہزار ۲۷ کنال ۱۶ مرلے ہے لیکن جو سوال انہوں نے کیا ہے اس کی تفصیل ابھی تک میرے پاس نہیں آئی جو میرے پاس ہے وہ میں نے عرض کر دی ہے۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ جناب سپیکر ۹۰۲ کچی آبادیوں میں سے ضلع سیالکوٹ کی کتنی کچی آبادیاں ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا یہ تو نیا سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ نیا سوال ہے

چوہدری محمد اصغر گجر۔ جناب سپیکر وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جو حکومت کی طرف سے سروے ٹیم بنائی گئی ہے اس میں کن اشخاص پر انحصار کیا گیا ہے جس نے موقع پر جا کر اس کا سروے کیا ہے کیا اس میں صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی شامل تھے یا پٹواریوں پر انحصار کیا گیا ہے

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جو پہلا طریقہ کار ہے اور جو رہا ہے اور جواب ہے وہ اس طرح ہے کہ یہ تمام سروے جو ہماری لوکل کونسلیں ہیں ان کے عملے کے ذریعے کرایا جا رہا ہے اور کرایا گیا ہے اور اس کے

اعتراضات بھی انہوں نے اے ڈی ایل جو متعلقہ ضلع کے ہیں ان کو کرنے کا اختیار ہے اگر کسی کو اعتراض ہے تو وہ ہمیں آگر بتائے۔ تو ہم اس کے مطابق عمل کریں گے لیکن ساتھ ہی ساتھ وزیر اعلیٰ نے یہ حکم بھی دیا کہ اس سروے میں بھی جو ہمارے صوبائی اسمبلی کے ممبران ہیں وہ بھی اس میں مدد کریں اور اس سلسلے میں وہ کمیٹیاں بنا رہے ہیں ۱۲ اور وہ ش صاحب بھی یہاں موجود ہیں ان کو بھی اس بات کا علم ہے کہ وہ کمیٹیاں بنا رہے ہیں اور ان کے چیئرمینوں کا خود وزیر اعلیٰ صاحب اعلان کریں گے۔ اور وہ بنائیں گے۔ لیکن جو سروے ہم نے مکمل کئے ہیں۔ ہماری اس میں یہ کوشش ہوگی کہ اس سروے کی جو کتاب ہے وہ ہم ہر ضلع میں بھیج دیں تاکہ ہمارے جو ممبران اور عوام کے دوسرے ممبران ہیں وہ بھی جاکر اس سروے کو جو ہمارے پاس موجود ہے دیکھ لیں چیک کریں اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو وہ جو مقامی افسران ہیں اے ڈی ایل جی وغیرہ ان کو لکھ کر دیں تو فوری طور پر اس پر عمل کیا جائے گا مگر اس اصول اور قانون کے مطابق کچی آبادیاں جو سروے میں نہیں آسکیں رہ گئی ہیں ان کے کہنے کے مطابق دوبارہ سروے کریں گے۔ انشاءاللہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کوئی دقت نہیں کہ وہ کچی آبادیاں سروے میں شامل نہ کی جاسکیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ جزو (الف) کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۷۸ء کی پالیسی کے تحت صوبے بھر میں ۳۰۶ آبادیاں تھیں اسی میں آگے چل کر جب یکم جنوری ۱۹۷۸ء کی بجائے کچی آبادیوں کا ۱۷ اپریل ۱۹۸۶ء کی تاریخ کا معیار مقرر کیا گیا تو اس سے کچی آبادیوں کی تعداد صوبہ بھر میں ۹۰۲ ہو گئی۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کچی آبادیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ حکومت وقت اس قسم کی کوئی پالیسی مرتب کر رہی ہے یا نہیں کہ جو بھی اس وقت صوبہ بھر میں منظور شدہ غیر منظور شدہ استحقاق شدہ یا غیر استحقاق شدہ جتنے بھی افراد و فاقی سرکاری سرکاری یا نیم سرکاری زمینوں پر یا نجی زمینوں پر اپنے اپنے گھروندے بنا کر بیٹھے ہیں ان کے متعلق اس قسم کا کوئی اقدام کیا جا رہا ہے۔ اور کیا آئندہ آنے والے وقت میں اس میں درج شدہ ۹۰۲ آبادیوں کی تعداد میں مزید اضافہ نہیں ہو جائے گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جو پہلے حکومت کی پالیسی تھی وہ سو یا سو سے زائد گھروں کی کچی آبادیوں کو منظور کرنے کی تھی اب ان سو گھروں کو کم کر کے چالیس کر دی گئی ہے۔ تو لامحالہ جب کچی آبادیوں کی تعداد چالیس گھرانوں پر کی گئی تو اس میں اضافہ ایک قدرتی بات تھی اور وہ اضافہ اسی وجہ سے ہوا ہے۔ شاہ صاحب کی بات بالکل بجا اور ٹھیک ہے کہ اس سلسلے کو بڑھنے نہیں دینا چاہیئے۔ اور جو زمینیں وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کے زیر اثر ہیں ان پر ہمارے اہلکاروں کا کنٹرول مؤثر طریقے سے ہونا چاہیئے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں میں وزیر قانون صاحب سے بھی بات کروں گا کہ کوئی ایسا قانون بنایا جائے تاکہ اس سلسلے کو مزید بڑھنے سے کسی طریقہ سے روکا جا سکے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ وہ وزیر قانون سے استدعا کریں گے کہ اس قسم کا قانون بنایا جائے تو میں آپ کی وساطت سے نہایت ادب کے ساتھ ان سے یہ عرض کروں گا کہ کچی آبادیوں یا ناجائز تعمیرات کے لئے پہلے سے قوانین موجود ہیں بلکہ یہ امر واقعہ ہے کہ متعلقہ سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے اہلکاروں کی ملی بھگت کے ساتھ ہی ایک گھروندا بنتا ہے اور پھر کچی آبادیاں معرض وجود میں آجاتی ہیں اور شیطان کی آنت کی طرح یہ لامتناہی سلسلہ شروع ہے۔ اس لئے میں وزیر موصوف سے یہ کہوں گا کہ کیا وہ پہلے سے بنائے گئے قوانین پر عملدرآمد کرنے کا سختی کے ساتھ حکم صادر فرمائیں گے۔ پہلے جب کچی آبادیوں کے لئے یکم جنوری ۱۹۷۵ء کی تاریخ مقرر تھی تو اس وقت بھی سروے کرائے گئے تھے تو کیا اس سروے میں خاص سو گھروں پر آبادی مشتمل تھی یا وہ سو گھروں سے کم تھی۔ سروے ہر کچی آبادی کے لئے ہوا تھا اور یہ کہ سو گھروں کے مالکان کو مالکانہ حقوق دینے قرار دیے گئے تھے مگر سو گھروں سے کم گھروندوں پر مشتمل آبادیوں کو اس کا مستحق نہیں گردانا گیا تھا بلکہ اس کو شفٹنگ کالونی کہتے تھے کہ ان کو وہاں سے ایک نئی کالونی میں شفٹ کر دیا جائے گا تو کیا وزیر موصوف اس سماجی برائی کو جو ہمارے صوبے میں ہے ختم کرنے کے لئے سختی سے عملدرآمد کرانے کے لئے تیار ہیں۔؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ جناب والا۔ شاہ صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے پہلے بھی میں نے اس سلسلے میں عرض کیا تھا اور اب بھی اسی بات کے لئے میں وزیر قانون سے عرض کرونگا کہ ان اہلکاروں کے خلاف بھی الزامات ثابت ہونے کے بعد کہ وہ واقعی جرم وار ہیں۔ سخت سے سخت سزا ان کے لئے رکھی جائے تاکہ یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو سکے۔

جناب سپیکر ۔ جناب میاں محمود احمد صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب ایک چھوٹے سے ضمنی سوال کی اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر۔ Sorry. اگلا سوال

کوٹ شہاب الدین اور جیا موسیٰ ڈسپنسریوں کو مکمل کرنے کے اقدامات

*697 جناب میاں محمود احمد ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جی ٹی روڈ کوٹ شہاب الدین کے سامنے کارپوریشن نے آج سے سات سال قبل جس ڈسپنسری کو چار یا پانچ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کرایا تھا اسے صرف دروازے نہ لگنے کی وجہ سے ادھورا چھوڑ دیا گیا۔ وہ بلڈنگ جس پر کثیر رقم خرچ کر کے تیار کیا گیا تھا۔ آج کھنڈرات کی شکل اختیار کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جیا موسیٰ کی ڈسپنسری جو سات سال قبل سات آٹھ لاکھ روپے خرچ کر کے تعمیر کرائی گئی تھی اور صرف دروازوں کی وجہ سے ادھوری رہ گئی تھی۔ نامکمل ہونے کی وجہ سے خستہ حالت اختیار کرتی جا رہی ہے۔

(ج) اگر جزء (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ڈسپنسریوں کو مکمل کر کے چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی نہیں۔ ڈسپنسری کوٹ شہاب الدین جی ٹی روڈ کی مرمت کا کام ۹۰ فیصد مکمل ہو چکا ہے۔ بقایا کام تیزی سے مکمل کرایا جا رہا ہے اور جلد مکمل ہو جائے گا

(ب) جی نہیں۔ ڈسپنسری جیا موسیٰ کے بقایا کام کا تخمینہ مبلغ ۵۲،۰۰۰ روپے تیار کیا جا چکا ہے۔ اور قواعین کے مطابق تخمینہ کی منظوری کی کارروائی کی جا رہی ہے۔ تخمینہ کی منظوری کے بعد جلد از جلد ٹنڈر طلب کر کے بقایا کام مکمل کرایا جائے گا

(ج) ضرورت نہیں۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر۔ کیا میں یہ پوچھ سکوں گا اور کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جیا موسیٰ ڈسپنسری کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

وزیر بلدیات۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ابھی جو کام بقایا ہے وہ صرف وائرسپلائی اور وائرنگ کا ہے۔ انشاء اللہ یہ کام بھی تین ماہ میں مکمل کروا لیا جائے گا۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر۔ میں نے جیا موسیٰ کے متعلق پوچھا ہے۔ جیا موسیٰ ڈسپنسری کی بلڈنگ کھنڈرات کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ وہاں پر کوئی کام نہیں ہوا اور تقریباً آج سے پانچ چھ سال پہلے اس بلڈنگ پر تین چار لاکھ روپیہ لگا کر اسے ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے جو کسی وقت بھی گر سکتی ہے۔ اس کا مجھے جواب چاہیئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میاں صاحب ٹھیک فرما رہے ہیں۔ کوٹ شہاب الدین جی ٹی روڈ کی مرمت کے کام کے سلسلے میں میں نے عرض کر دیا تھا۔ جہاں تک جیا موسیٰ ڈسپنسری کے بارے میں پوچھا گیا ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس کام کی تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ جس شخص کو کارپوریشن نے ٹھیکہ دیا تھا۔ اس کی فوتیدگی کے بعد کام شروع نہیں کرایا جا سکا لیکن اب اس کا جو دوبارہ تخمینہ ہے وہ ۳ لاکھ ۱۱ ہزار ۷ سو روپے ہے اور وہ بھی تیار کرا لیا گیا ہے اللہ کے فضل سے یہ رقم بھی بجٹ میں فراہم کر دی گئی ہے اور یہ کام موجودہ مالی سال

ہی میں مکمل ہو جائے گا۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا۔ کیا میں وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ پہلے جو ٹنڈر طلب کئے گئے تھے اور اس بلڈنگ کا کام شروع کروایا گیا تھا وہ ٹنڈر کتنی مالیت کے تھے۔؟

وزیر مقامی حکومت دیہی ترقی۔ جناب والا۔ جیسے کہ میں نے جواب میں کہا ہے کہ بقایا کام کا تخمینہ ۱ لاکھ ۵۲ ہزار ۴ سو روپے تھا۔ اس سلسلہ میں دوبارہ اس کی رپورٹ منگوا لوں گا۔ لیکن جو میرے پاس اب تک موجود ہے اور میں نے اس بات کی ان سے یقین دہانی لی ہے کہ موجودہ مالی سال میں ہی اس کو مکمل کروا دیا جائے گا۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر، اس کام کو جس وقت وہ بلڈنگ بنائی گئی تھی کتنا عرصہ ہو گیا ہے اور پھر اس کو ادھورا کیوں چھوڑ دیا گیا۔

وزیر مقامی حکومت دیہی ترقی۔ تاخیر کی وجہ تو میں نے عرض کی ہے کہ جس شخص کو انہوں نے یہ ٹھیکہ دیا۔ اس کی فوتیدگی کی وجہ سے اس میں کچھ تاخیر ہوئی ہے۔ لیکن اب انشاء اللہ تعالیٰ اس کو جلد مکمل کروا دیا جائے گا۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر، میں نے یہ دریافت کیا ہے کہ ٹنڈر کال کئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا۔ اور شروع کئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا اور کب سے اس کو چھوڑا گیا۔؟

جناب سپیکر۔ میں ایسا کرتے ہیں کہ میاں صاحب کے جو ضمنی سوالات ہیں۔ اور ان کا جو اصل سوال ہے اس ڈسپنسری جیا موسیٰ کے بارے میں، اس سوال کا تفصیل کے ساتھ جواب وزیر موصوف محکمہ سے منگوا لیں اور اسی سیشن کے دوران ایوان کی میز پر وہ رکھ دیا جائے۔

جناب سید صدیق انصاری۔ جناب والا، محکمہ بلدیات کا وزیر صاحب سے توازن نہ ہے انہوں نے اس سوال میں واقعات کو چھپایا ہے، یہ قابل انکوائری ہیں اور ان واقعات کی انکوائری کرائی جائے۔

جناب سپیکر۔ انصاری صاحب، اس پر بات ہو چکی ہے۔

شاہدرہ میں گراؤنڈ کی فراہمی

*762 میاں محمود احمد۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ کی انتہائی گنجان آبادی کے لئے کوئی معقول گراؤنڈ نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقے میں میونسپل کارپوریشن کی صرف ایک گراؤنڈ بالمقابل کوٹ شہاب الدین جی ٹی روڈ پر واقع ہے۔ جس کی نہ تو چاردیواری ہے نہ ہی اس میں گھاس وغیرہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ میونسپل کارپوریشن لاہور کے میئر اور ڈپٹی میئر نے اس کو قابل استعمال بنانے کا وعدہ کیا تھا اور اس مقصد کے لئے تخمینہ بھی تیار کیا تھا لیکن تاحال کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ گراؤنڈ کی چار دیواری بنانے اور اس کو قابل استعمال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) ۔جی نہیں۔ شاہدرہ رشی بھون سکیم میں دو عدد چھوٹی چھوٹی گراؤنڈیں (پارکیں) موجود ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔ البتہ آئندہ مالی سال ۸۷۔۱۹۸۶ء میں اس کی گنجائش رکھی جائے گی۔

(ج) جی ہاں۔ مگر موجودہ مالی سال کے دوران فنڈز مہیا نہ ہو سکنے پر تاحال ایسا نہیں ہو سکا۔

(د) لاہور میں میونسپل کارپوریشن مجوزہ پارک بنانے کے سلسلے میں آئندہ مالی سال کے

بجٹ میں رقم مختص کرے گی۔ ازاں بعد جلد از جلد اس کام کو مکمل کرے گی۔

میاں محمود احمد۔ ضمنی سوال۔ جناب سپیکر، کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اس گراؤنڈ میں جناب میئر میونسپل کارپوریشن نے ذاتی طور پر دورہ کر کے وہاں ایک جلسہ عام میں یہ بیان دیا تھا کہ اس کی چار دیواری فوری طور پر بنا دی جائے گی اور اس گراؤنڈ کو ایک خوبصورت گراؤنڈ بنا دیا جائے گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا اس سلسلہ میں ایک بنیادی بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ جو مسائل ہیں کہ گراؤنڈ وہاں نہیں بنائی گئی یا بنائی گئی ہے۔ ان کا اپنا ایک خود مختار ہاؤس ہے۔ اس میں جو اس علاقے کے نمائندے ہیں۔ وہ یہ بات اپنے اس ہاؤس میں لا کر ان سے یہ بات پوچھ سکتے ہیں کہ اگر انہوں نے کوئی وعدہ کیا تھا تو وہ کیوں پورا نہیں کیا گیا اور اس خود مختار ہاؤس کا اپنا ایک علیحدہ بجٹ ہوتا ہے وہ بجٹ اس ایوان کی مرضی کے مطابق بنتا ہے اور اس کے مطابق تمام کام ان کی ترجیحات کے مطابق کرائے جاتے ہیں اور وہ ایک بااختیار ادارہ ہے اور ہمارے محکمہ کی یہ کوشش رہی ہے اور ہے اور اب بھی ہوگی کہ یہ جو بلدیاتی ادارے ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ بااختیار بنایا جائے اور سرکاری عمل دخل ان اداروں میں کم سے کم ہو۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر، کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میرے سوال کا جواب غلط طور پر دیا گیا ہے اور اس میں مجھے صحیح صورت حال سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ وزیر موصوف نے کہہ دیا ہے کہ ان کا ایک اپنا ایوان ہے اور اس ادارے کا اپنا ایک مقام ہے، لہٰذا اس کا جواب ہمیں پورا نہیں مل سکتا ہے، میں یہ بات سمجھ لوں۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کے سوال کے کون سے حصہ کا جواب نہیں آیا ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا، میں نے یہ عرض کیا تھا کہ میئر لاہور میونسپل کارپوریشن نے وہاں پر جلسہ عام میں یہ اعلان کیا تھا کہ فوری طور پر گراؤنڈ کی چار دیواری کو مکمل کرا دیا جائے گا۔ انہوں نے اس کا جواب ابھی تک نہیں دیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا، میں نے اس کا جواب دے دیا ہے کہ موجودہ مالی سال کے دوران فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے تا حال یہ مکمل نہیں ہو سکا لیکن

آئندہ سال کی کوئی گارنٹی میں یہاں پر نہیں دے سکتا، کیونکہ ان کا باؤس با اختیار ہے اور وہ اپنی ترجیحات کے مطابق اپنے بجٹ کو ترتیب دیتے ہیں۔ بہر حال میں میاں صاحب کی اس بات کو میڈیٹی منسٹر اور ان کے باؤس تک پہنچاؤں گا۔ کہ وہ آئندہ بجٹ کی تیاری کے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

جناب سپیکر۔ جواب درست ہے

میاں محمود احمد۔ جناب والا، وزیر موصوف صرف بات پہنچائیں گے، کیا یہ ان سے پوچھ نہیں سکتے ہیں؟

جناب سپیکر۔ کیا آپ کا کوئی مزید ضمنی سوال ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا، ضمنی سوال کی بات الگ ہے۔ وزیر موصوف یہ کہہ سکتے تھے کہ آپ میرے چیمبر میں آکر ملیں، ہم اکٹھے اس کا حل نکالیں گے۔ تو میں سوال کو واپس لے لیتا۔ لیکن یہ جو انہوں نے جواب دیا یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کے سوال کا صحیح جواب آچکا ہے۔ مزید کوئی ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ جناب سپیکر، اس سوال کے جزو (ایف) کا جو جواب دیا گیا ہے وہ "گراؤنڈ" کی بجائے "پارک" دیا گیا ہے، میں وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ گراؤنڈ اور پارک میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میں سوال دھراتا ہوں، سوال نمبر ۲۶۲۷ کے جزو (الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ کی انتہائی گنجان آبادی کے لئے کوئی معقول گراؤنڈ نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ شاہدرہ رشی بھون سکیم میں دو عدد چھوٹی چھوٹی پارکیں موجود ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ آیا پارک اور گراؤنڈ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ اگر اس کو غور سے پڑھا جائے تو جو جواب میں نے دیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ دو عدد چھوٹی چھوٹی گراؤنڈیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر۔ انصاری صاحب، آپ کہاں سے جواب پڑھ رہے ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ جناب والا، ان کے جواب میں لکھا ہے کہ دو عدد چھوٹی چھوٹی

گراؤنڈیں (پارکیں) موجود ہیں۔ گراؤنڈ کو پارک سے ملا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب ظفر اللہ خان صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ یہ جو سوال ہو چکا ہے اس کے بارے

سید طاہر احمد شاہ۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ نہیں شاہ صاحب میں تو اب نئے سوال کیلئے پکار چکا ہوں۔ جناب ظفر اللہ خاں صاحب کو۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب میں کافی دیر سے اپنی نشست پر کھڑا تو ہوا تھا۔ ضمنی سوال کے لئے۔

جناب سپیکر۔ میں اب اگلا سوال پکار چکا ہوں۔ آپ اگلے سوال پر ضمنی سوال کر دیجئے۔

بلال سٹریٹ نیو شاد باغ میں گندے نالے کی تعمیر

*820 جناب ظفر اللہ خان۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے تقریباً ۵ سال قبل سٹریٹ نمبر ۸۰ نیو شاد باغ میں کوئی ڈیڑھ فٹ چوڑا اور اتنا ہی گہرا اور ساڑھے چھ سو فٹ لمبا کھلا گندا نالہ تعمیر کیا ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ گلی سے متعلقہ آبادیوں محمدی محلہ وسن پورہ محلہ اسلام پورہ، محلہ مکھن پورہ، چاہ میراں جن کی آبادی ہزاروں افراد پر مشتمل ہے کے مکینوں کو مرکزی گلی ہونے کی وجہ سے اس گلی میں سے گزرنا ہوتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گندا نالہ کھلا ہونے کی وجہ سے اس علاقہ کے خاکروب اس میں کوڑا کرکٹ ڈالتے ہیں اور برسات کے دنوں میں یہ گندا نالہ جوہڑ کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس کی وجہ سے اس علاقے کے سکول جاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے بچے بچیاں کاروباری حضرات، خواتین اس

نالے میں گرتے ہیں اور نمازی حضرات ملحقہ مساجد تک نماز کی ادائیگی کے لئے گھر سے نکل نہیں سکتے اور اس علاقہ میں گندا پانی کئی کئی روز کھڑا رہتا ہے جس سے سارے علاقے میں بدبو پھیل جاتی ہے کے لئے وبال جان بن جاتا ہے علاوہ ازیں اس آبادی کے مکانوں کو شدید نقصان پہنچ چکا ہے۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس علاقہ کے مکینوں نے بار بار اس گندے نالے کو انڈر گراؤنڈ اور کور کرنے کے لئے درخواستیں دی ہیں اور متعلقہ محکموں کے افسران تک رسائی کی ہے۔ لیکن کسی کے کان تک جوں نہیں رینگی؟

(ج) اگر جملہ ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت بلال سٹریٹ ۸۰ میو شاد باغ میں پہلے والے گندے نالے کو انڈر گراؤنڈ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے کور کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) حقیقت پر مبنی نہ ہے اصل صورت حال یہ ہے کہ نالہ کھلا نہیں بلکہ ڈھکا ہوا ہے اس لئے کوڑا کرکٹ اس میں نہیں ڈالا جا سکتا بوقت ضرورت سلیب اٹھا کر نالہ کی صفائی کا کام کیا جاتا ہے اور اس کے بعد سلیب بھی وہاں رکھ دی جاتی ہے۔ مین بازار مکھن پورہ میں کبھی کبھار شدید بارش کی وجہ سے گندا پانی نکل آتا ہے۔ جو فوری طور پر بذریعہ بیگار صاف کروا دیا جاتا ہے نیز حال ہی میں تین دن لگاتار تمام سلیب وغیرہ نکال کر نالہ کی اچھی طرح صفائی کروا دی گئی ہے یہ نالہ چونکہ گلی کے درمیان میں واقع ہے اور گلی تقریباً ۱۲ فٹ چوڑی ہے نالہ کی چوڑائی صرف ڈیڑھ فٹ ہے اور گہرائی بھی تقریباً ڈیڑھ فٹ ہے۔ اس لئے آبادی کے مکانات کو اس نالہ کی وجہ سے نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

(د) گندا نالہ پہلے ہی انڈر گراؤنڈ ہے اور اوپر سے ڈھکا ہوا ہے۔

(ج) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

ج) جواب مندرجہ پیرا میں دیا جا چکا ہے۔

جناب ظفر اللہ خان ۔ جناب والا یہ نالہ جس کا چوہدری صاحب نے ذکر کیا ہے اس کے نیچے سے کنارے ٹوٹے ہوئے ہیں slabs ٹوٹی ہوئی ہیں ہر وقت گندگی اندر جاتی ہے۔ اس سلسلے میں کئی دفعہ ہیلتھ آفیسر اور سیکرٹری زون نمبر ۲ کو بھی شکایت کی اور یہ بھی کہا کہ آپ میرے ساتھ مل کر ایک سروے کریں تاکہ شہریوں کی شکایات کا ازالہ ہو سکے لیکن آج تک نہ تو کوئی مشترکہ سروے ہو سکا اور نہ ہی اس کی مرمت کی گئی۔ جہاں پر slabs رکھی جاتی ہیں۔ وہاں کی اینٹیں تک ٹوٹی ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے slabs نالے کے اندر گر جاتی ہیں۔ slabs نہ ہونے کی وجہ سے بچے گر جاتے ہیں۔ عورتیں گرتی ہیں اور پانی بھی ہر وقت گلی میں بہتا رہتا ہے اس گلی میں گندے نالے کے پانی کی وجہ سے اس قدر تکلیف ہے کہ اس کی کہیں مثال نہیں ملتی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اتنی کوششوں کے باوجود اور اسمبلی میں سوال کرنے کے باوجود ان کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگی۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ وزیر موصوف یہ وعدہ فرمائیں کہ اس نالہ کی فوری طور پر مکمل مرمت کروا دی جائے گی۔ کارپوریشن کے ملازمین تو مجھے یہ تک کہتے رہے ہیں کہ آپ اپنا سوال واپس لے لیں تو ہم اس نالے کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر۔ یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا لیکن اگر وزیر موصوف اس پر کچھ فرمانا چاہیں تو فرما سکتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ جناب والا میرے خیال میں خان صاحب اس علاقہ میں کافی عرصہ سے نہیں گئے۔ کیونکہ میں نے پرسوں اس نالے کے متعلق چیکنگ کروایا ہے اور اس نالے کی پوری طرح سے صفائی کی گئی ہے۔ میں نے ان سے یہ بھی گارنٹی لی ہے کہ ہفتہ وار اس کی باقاعدگی سے صفائی کی جاتی رہے گی۔ جہاں تک slabs کا تعلق ہے، اس نالے پر ۲۰ یا ۲۵ کے قریب slabs ٹوٹے ہوئے ہیں۔ جس کے لئے میں نے یہ ہدایت کر دی ہے کہ فوری طور پر نئے

slabs بچھائے جائیں۔

جناب ظفر اللہ خان۔ جناب والا وہ اسی طرح سے گذشتہ تین ماہ سے ہمیں اطمینان دلا رہے ہیں۔ اگر وزیر موصوف مجھے کوئی تاریخ بتا دیں کہ فلاں تاریخ تک یہ کام مکمل ہو جائے گا تو زیادہ بہتر ہوگا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا اس کام کو جلد از جلد انشاء اللہ تعالیٰ مکمل کروا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ آپ اس کے لئے کوئی وقت مقرر کر سکتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا وقت میں خود تو مقرر نہیں کر سکتا کیونکہ میں خود تو کوئی انجینئر نہیں ہوں، لیکن میں اپنے محکمہ سے یہ کہوں گا کہ یہ کام جتنی جلدی ہو سکے مکمل کروایا جائے۔

جناب سپیکر۔ خان صاحب چاہتے ہیں کہ آپ انہیں وقت بتا دیں۔؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا اس کے لئے وقت مقرر کرنا تو مشکل ہے لیکن اس اجلاس کے بعد میں خان صاحب کو خود عرض کروں گا کہ اس پر کتنا عرصہ لگے گا۔ ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ اس کام پر زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ماہ کے اندر اندر یہ slabs رکھوا دیے جائیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا آج (ج) کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ مکمن پورہ میں کبھی کبھار شدید بارش کی وجہ سے گندا پانی بہہ نکلتا ہے جو فوری طور پر بذریعہ بیگار صاف کروا دیا جاتا ہے۔ میں وزیر موصوف سے "بیگار" کے لفظ کی تفصیل جاننا چاہوں گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ دراصل یہاں پر لفظ بیگار نہیں ہونا چاہیے تھا۔ یہ لفظ یہاں پر غلطی سے لکھا گیا ہے۔ یہاں پر ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ "وہ لیبر جو دوسرے زون سے شدید بارشوں کے دنوں میں منگوائی جاتی ہے اس کام پر مامور کی جاتی"۔ ورنہ خدانخواستہ کوئی خرکاروں والی بات نہیں ہے کہ مفت کام کروایا جاتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر وزیر موصوف نے جو وضاحت فرمائی ہے کہ یہ

لفظ غلطی سے لکھا گیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ نہ صرف لکھا گیا ہے بلکہ وزیر موصوف نے اپنے جواب میں بیگار کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس لئے بیگار سے مجھے یہ خدشہ ہوا کہ کارپوریشن بھی بیگار کیمپ یا عرکار کیمپ تو نہیں بن گئے؟

جناب سپیکر۔ اگلا سوال۔ جناب ظفر اللہ خان صاحب

نیو شاد باغ میں واقع گلیوں میں صفائی کا انتظام

*822 جناب ظفر اللہ خان۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

نیو شاد باغ کی آبادی خاص کر مسلم سٹریٹ ۷۸ جعفریہ سٹریٹ ۷۹ بلال سٹریٹ ۸۰ اور علاقہ ہذا کی ملحقہ گلیوں میں صفائی کا انتظام ناقص ہونے کی وجہ سے جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے رہتے ہیں اور عملہ صفائی غیر حاضر رہتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت عملہ صفائی کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کے ساتھ ساتھ ان علاقوں میں صفائی کا بندوبست کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

جی نہیں نیو شاد باغ کی آبادی مسلم سٹریٹ نمبر ۷۸، جعفریہ سٹریٹ نمبر ۷۹، اور بلال سٹریٹ نمبر ۸۰ میں عملہ صفائی تعینات ہے اور صفائی کا کام حسب معمول انجام پاتا ہے۔ جہاں تک گندگی کے ڈھیروں کی صفائی کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں متعلقہ عملہ کو سختی سے ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ بذریعہ ہتھ ریڑھی ان کو فوراً اٹھوا دیا کریں کیونکہ وہاں گلیوں میں ٹرالی یا بیل گاڑی نہیں جا سکتی۔

جناب ظفر اللہ خان۔ جناب والا میں وزیر موصوف کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر بیل گاڑی تو جا سکتی ہے، البتہ ٹرک یا ٹرالی نہیں جا سکتی۔ اس لئے میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ کی طرف سے غلط جواب فراہم کیا گیا ہے

اگر مستقل طور پر بیل گاڑی کے لئے حکم دیا جائے تو وہ یہ گندگی کے ڈھیر اٹھا سکتی ہے یہ بات درست نہیں ہے کہ وہاں پر بیل گاڑی نہیں جا سکتی۔ اس گلی میں ہر وقت کوڑے کے ڈھیر لگے رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے مکینوں کو سخت پریشانی ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ مستقل طور پر بیل گاڑی کا بندوبست کر دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ ہمیشہ کے لئے بیل گاڑی جائے گی اور ہر روز جائے گی تو ٹھیک ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا اس سلسلے میں، یہ عرض کروں گا کہ جہاں پر تنگ گلیاں ہیں وہاں پر ایک ایک ہتھ ریڑھی مہیا کر دی گئی ہے اور میں نے یہ بھی سختی سے کہا ہے کہ وہاں پر صفائی کا خاص طور پر بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ خان صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ وہ محکمے کے فراہم کردہ جواب سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہاں پر بیل گاڑی جا سکتی ہے جب کہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ بیل گاڑی ان گلیوں میں نہیں جا سکتی۔ اس سلسلے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے یہ جگہ بہت تنگ ہے اور یہاں پر بیل گاڑی نہیں جا سکتی۔ لیکن بہر حال اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہاں پر بیل گاڑی جا سکتی ہو گی تو اس کا بندوبست کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ جناب چودھری مشتاق حسین صاحب۔

بلدیہ راولپنڈی کے ملازمین کی ریٹائرمنٹ

*858 چودھری مشتاق حسین۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلدیہ راولپنڈی میں ہر سال سروس بورڈ کا اجلاس منعقد ہوتا ہے لیکن گذشتہ کئی سالوں سے یہ اجلاس منعقد نہ ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلدیہ راولپنڈی میں کئی ملازمین کی عمر ساٹھ سال اور مدت ملازمت پچیس سال سے تجاوز کر گئی ہے۔ لیکن وہ ابھی تک بدستور کام کر رہے ہیں۔

اور ڈپٹی کے بغیر تر ملازمین جن میں انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ بھی شامل ہیں ایک ہی پوسٹ پر کئی سالوں سے تعینات ہیں اور مزید ترقی سے محروم ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو سروس بورڈ کا اجلاس منعقد نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(د) وہ ملازمین جن کی عمر ۶۰ سال اور مدت ملازمت ۲۵ سال سے تجاوز کر گئی ہے مذکورہ کارپوریشن انہیں ریٹائرڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔ مزید برآں ان کی فہرست بھی ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) درست نہ ہے۔ سروس سلیکشن بورڈ کا اجلاس حسب قواعد اور ضرورت منعقد ہوتا رہتا ہے۔ آخری اجلاس ۲۰ تا ۲۲ جنوری ۱۹۸۶ء منعقد ہوئے تھے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ کچھ ملازمین کی مدت ملازمت ۲۵ سال سے تجاوز کر چکی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ تمام ملازمین جن کی مدت ملازمت ۲۵ سال سے تجاوز کرے اسے ریٹائر کر دیا جائے۔ ریٹائرمنٹ رولز ۱۹۶۶ء کی دفعہ ۴ (الف) کے تحت مجاز اتھارٹی ایسے ملازمین جو ملازمت ۲۵ سال پورے کر چکے ہوں اور پنشن یا ریٹائر ہونے کے دوسرے فوائد کے حقدار ہو چکے ہوں، کو مفاد عامہ کی خاطر ریٹائر کر سکتی ہے۔ ۲۰ فروری ۱۹۸۶ء کو اس دفعہ کے تحت سات ملازمین کو ریٹائر کیا گیا ہے۔ تاہم اپنی عمر کے ساٹھ سال مکمل کرنے والے ملازمین کو فی الفور ریٹائر کر دیا جاتا ہے۔

(ج) ۔ (الف) اور (ب) کے جوابات کی روشنی میں (ج) کا جواب دینا ضروری نہ ہے۔

(د) جن ملازمین کی عمر ۶۰ سال ہو جاتی ہے ان کو فی الفور ریٹائر کر دیا جاتا ہے۔ جن ملازمین کی مدت ۲۵ سال سے تجاوز کر چکی تھی ان کے معاملات پر حال ہی میں غور ہوا اور ۲۰ فروری ۱۹۸۶ء کو سات ملازمین کو ریٹائر کیا گیا۔

جناب سپیکر۔ جناب رائے مراتب علی خان صاحب۔

بلدیہ ڈونگہ بونگہ کے آڈٹ اعتراضات کے جوابات میں تاخیر کی وجوہات

*1031۔ جناب راؤ مراتب علی خاں۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر کے از مالی سال ۸۰۔ ۱۹۷۹ء سالانہ آڈٹ کے موقع پر آڈٹ افسران نے سینکڑوں آڈٹ اعتراضات کئے ہیں۔ جن پر ابھی تک توجہ نہیں دی گئی اور مذکورہ اعتراضات معرض التواء میں پڑے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بلدیہ مذکورہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کی خاطر کوئی تحقیقاتی ٹیم مقرر کرنے پر آمادہ ہے اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

(ج) مالی سال ۸۰۔ ۱۹۷۹ء سے اب تک مذکورہ آڈٹ اعتراضوں کی تعداد کیا ہے اور وہ کس نوعیت کے ہیں مکمل تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ڈونگہ بونگہ کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق آڈٹ پارٹی نے ۸۰۔ ۱۹۷۹ء کے لئے ۳۶ اعتراضات اٹھائے جن میں سے اب تک ۲۲ اعتراضات کو ختم کروایا جا چکا ہے۔ باقی ۱۴ اعتراضات کو تیزی سے نمٹانے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے ٹاؤن کمیٹیوں وغیرہ کے اعتراضات کو جلد از جلد ختم کروانے کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحبان کی سربراہی میں ضلعی اکاؤنٹس کمیٹیوں کی تشکیل پہلے ہی کی جا چکی ہے جن کی ماہانہ میٹنگوں میں اس ضمن میں مناسب کارروائی

کی جاتی ہے۔

(د) جناب راو مراتب علی خاں ممبر صوبائی اسمبلی کی ایک درخواست پر کمشنر بہاولپور ڈویژن نے ٹاؤن کمیٹی ڈونگہ بونگہ کے ریکارڈ بابت سال ۸۰-۱۹۷۹ء تا ۸۵-۱۹۸۴ء کی باقاعدہ تحقیق کے لئے اسسٹنٹ کمشنر صاحب بہاولنگر، اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ہیڈ کوارٹر بہاولپور اور ایگزیکٹو انجینئر لوکل گورنمنٹ بہاولپور پر مشتمل ایک تحقیقاتی ٹیم مقرر کی تھی۔ اس تحقیقاتی کمیٹی نے بلدیہ ڈونگہ میں کی گئی بہت سی بے قاعدگیوں کی نشاندہی کی تھی۔ حکومت نے متعلقہ چیئرمین اور آٹھ ممبران بلدیہ ڈونگہ بونگہ کے خلاف لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۲۹ کے تحت نوٹس جاری کئے تھے۔ جن کے جواب میں انہوں نے اپنے خلاف عائد کردہ الزامات کو تسلیم نہیں کیا۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ نے صحیح حقیقت حال جاننے کے لئے ۳ جون ۱۹۸۶ء کو ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ بہاولپور ڈویژن کو انکوائری آفیسر مقرر کیا تھا۔ لیکن ابھی ان کی تحقیقاتی رپورٹ حکومت کو موصول نہیں ہوئی۔ انہیں تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنی رپورٹ جلد از جلد مکمل کر کے بھجوائیں تاکہ مالی اور دیگر بے قاعدگیوں میں ملوث پائے جانے والے تمام لوگوں کے خلاف کارروائی کی جا سکے۔ اس کارروائی کے بعد کسی مزید تحقیقاتی ٹیم کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

(ج) ۸۰-۱۹۷۹ء سے اب تک کئے گئے اعتراضات کی کیفیت درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	کل اعتراضات	رفع کئے گئے اعتراضات تعداد	بقایا اعتراضات	کیفیت
۱	۸۰-۱۹۷۹ء	۳۶	۲۲	۱۴	ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ بہاولپور ڈویژن نے اپنے دورہ ٹاؤن کمیٹی

اور جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہاولنگر نے ضلعی اکاؤنٹس کمیٹی کی ماہانہ میٹنگوں میں اعتراضات کو زیر بحث لاکر رفع کیا۔

۲	۸۱-۱۹۸۰ء	۳۶	۳۱	۵	ایضاً
۳	۸۲-۱۹۸۱ء	۲۹	۲۳	۶	ایضاً
۴	۸۳-۱۹۸۲ء	۲۲	۱۵	۷	ایضاً
۵	۸۴-۱۹۸۳ء	۲۳	۹	۱۴	ایضاً
۶	۸۵-۱۹۸۴ء				ابھی تک آڈٹ
	۸۶-۱۹۸۵ء				رپورٹیں وصول نہیں ہوئی

ان اعتراضات میں سے اکثر کا تعلق بقایاجات کی وصولی یا مالی امور میں بے ضابطگیوں سے ہے۔ ٹاؤن کمیٹی ڈونگہ بونگہ نے بقایاجات کی وصولی یا بل کے لیے ذمہ دار لوگوں کے خلاف استغاثہ جات مرتب کر کے عدالتوں میں بھجوا دیے ہیں، جبکہ دوسرے اعتراضات پر ضروری کارروائی ہو رہی ہے۔ امید ہے بلدیہ ڈونگہ بونگہ میں موجود صورت حال جلد ہی بدل جائے گی۔

رانا پھول محمد خان۔ سوال نمبر (۱۰۳) برائے رائے مراتب علی خان)

جناب والا اس سوال میں کتابت کی غلطی ہے کہ راؤ مراتب علی خان کی بجائے رائے مراتب علی خان چھپ گیا ہے۔ حالانکہ گزٹ نوٹیفیکیشن میں لفظ راؤ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کی تصحیح کر دی جائے۔ اس کے ساتھ ہی سوال نمبر ۱۰۳ کی بجائے ۱۰۳۱ پڑھا جائے کیونکہ یہ کتابت کی غلطی ہے۔ اس کے ساتھ ہی وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا میں نے جب سوال نمبر ۱۰۳۱ بول دیا ہے تو اس

سوال کا جواب تو وزیر موصوف کو دینا چاہیئے تھا۔ میں اس پر ضمنی سوال نہیں کر رہا لیکن جب سوال نمبر بول دیا ہے تو اس کا جواب دینا تو وزیر موصوف کا فرض بن جاتا ہے اور یہ اس ایوان کی روایت اور قاعدہ بھی ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب اس بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے کہ اگر وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو جائے تو بھی روایات کے مطابق جواب پڑھنا وزیر موصوف کے لئے لازم ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب جب آپ ایک سوال کے لئے کسی کا نام پکار دیں اور کوئی رکن اس کا سوال نمبر عرض کر دے تو پھر وزیر متعلقہ پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اس کا جواب پڑھے ورنہ آپ کو اس سوال کو اگلے دن کے لئے ملتوی کرنا چاہیے جب آپ کسی کا نام پکار چکے ہوں یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی رکن اس سوال کا نمبر نہ پکارے۔ لیکن جب کوئی رکن اس سوال کا نمبر عرض کر دے تو پھر اس سوال کا جواب دینا وزیر موصوف کا فرض ہے۔ آپ اس کے بعد اگلا سوال نہ take up کریں۔ لیکن جب کوئی ممبر اس سوال کا نمبر عرض کر دے تو پھر اس سوال کا جواب دینا وزیر موصوف کا فرض ہے اور پھر اس کے بعد اگلا کوئی سوال آپ نہ لیں۔

جناب سپیکر۔ جناب دستی صاحب اس سلسلے میں آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟ جب معزز رکن کی طرف سے ایک سوال کا نمبر بول دیا جائے۔ میں سوال پیش کرنے کے لئے معزز رکن کا نام بول دوں اور معزز رکن اس کا نمبر بول دے اور پھر اس کے بعد وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو جائے تو کیا منسٹر کو روایات کے مطابق اس سوال کا جواب پڑھنا چاہیئے؟

سردار امجد مجید خان دستی (وزیر خوراک)۔ جناب سپیکر! روایات بھی یہی ہیں اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ جب وقت ختم ہو جائے تو پھر اس کے بعد جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ میرا اپنا خیال یہ ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب گل حمید خان روکھڑی صاحب۔

گل حمید خان روکھڑی۔ جناب سپیکر! جب وقت ختم ہو جائے تو جناب کو اختیار حاصل ہے کہ وقفہ سوالات میں پانچ منٹ کی توسیع کر دیں پھر وزیر موصوف کے لئے متعلقہ سوال کا

جواب دینا ضروری ہے۔

جناب سپیکر۔ اور اگر وقت نہ بڑھایا جائے تو۔۔۔۔

گل حمید خان روکھڑی۔ پھر مجبوری ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب شاہ صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جب وقفہ سوالات شروع ہوا تھا تو میں نے اپنی نظر اپنی گھڑی کی طرف دوڑائی تھی۔ میری گھڑی کے مطابق تو وقفہ سوالات کا وقت ابھی پورا نہیں ہوا ہے۔ اگر آپ فرماتے ہیں تو اس کو میں تسلیم کر لیتا ہوں۔ مگر جناب والا ابھی وقفہ سوالات کے چند منٹ باقی ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ اس مسئلے پر کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ بھی پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جہاں تک میری معلومات اور میرا مشاہدہ ہے۔ کہ جب کوئی سوال اسمبلی میں پیش کر دیا جائے تو اس کا جواب وزیر موصوف کو دینا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو جانے کی صورت میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ میں نے وہی عرض کیا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران اگر کوئی سوال کسی فاضل ممبر کی طرف سے پیش کر دیا جائے تو اس کا جواب متعلقہ وزیر کو دینا پڑتا ہے

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

میاں محمد افضل حیات۔ میرا خیال یہ ہے اور روایت بھی تقریباً یہی رہی ہے کہ جب ایک مسئلہ شروع ہو چکا ہوتا ہے۔ آپ نے فاضل ممبر کا نام پکار دیا ہے اور اس نے اپنا نمبر پڑھ دیا ہے تو اس کے بعد کم از کم جو لکھا ہوا۔ جواب ہے وہ آجانا چاہیئے۔ اور ضمنی سوالات اگر لمبے ہو جاتے ہیں تو پھر آپ اس کو روک سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب آپ اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے۔

چوہدری محمد اقبال (وزیر آبپاشی)۔ جناب سپیکر! مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آرہی ہے کہ اپوزیشن لیڈر صاحب جو فرما رہے ہیں۔ جب آپ نے حکم دے دیا ہے کہ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ جب سپیکر حکم دے دے کہ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے تو کیا اس کے بعد کوئی گنجائش رہ جاتی ہے کہ سوال کا جواب دیا جائے۔ اس میں

یہ کسی رولز کا حوالہ دیں گے۔

جناب سپیکر۔ سردار نصر اللہ خان دریشک۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا جیسا کہ معزز رکن نے نمبر پڑھ دیا ہے اس کے بعد میری رائے میں ہونا یہ چاہیئے کہ وزیر موصوف کو جیسے بقیہ سوالات کے جوابات وہ ایوان کی میز پر رکھتے ہیں اسی طرح automatically اس سوال کا جواب بھی ایوان کی میز پر رکھنا چاہیئے۔ چونکہ ایک گھنٹہ اس کے لئے مقرر ہے اور یہ کئی دفعہ repeat ہوا ہے۔ اس میں کوئی روایت نہیں ہے کہ پانچ منٹ بڑھا دیں۔ اور چیزوں میں تو آپ وقت بڑھا سکتے ہیں اس میں روایات یہی ہیں کہ وقت نہیں بڑھایا جاتا تو اس معزز ایوان میں جس طرح باقی سوالات اہم ہیں بالکل اسی طرح یہ سوال بھی اہم ہے۔ جس طرح باقی سوالات کے جوابات جب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے تو معزز ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں وزیر موصوف صاحب اس سوال کو بھی باقی سوالات کی طرح ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جیسے کہ میرے فاضل دوست دریشک صاحب نے فرمایا ہے کہ جب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے تو بقیہ سوالات کے جوابات معزز ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں۔ میز پر تو ان سوالوں کے جوابات بھی آجاتے ہیں۔ جو پکارے نہیں جاتے لیکن یہ دیکھنا سپیکر صاحب کو ہوتا ہے کہ وہ جس سوال کو پکار رہے ہیں آیا اس کے جواب کے لئے وقت بھی ہے یا نہیں۔ جب سپیکر صاحب اپنی صوابدید پر کسی رکن کا نام پکار دیں تو وہ معزز رکن اپنے سوال کا نمبر بول دے یا کوئی اور معزز ممبران کے ایما پر نمبر بول دے تو وزیر موصوف کے لئے لازم ہے کہ وہ سوال کا جواب پڑھ دے۔ اگر سپیکر صاحب یہ فرما دیں چونکہ ٹائم ختم ہو چکا ہے اس لئے اس پر ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ تو ٹائم ختم ہونے کا اندازہ تو سپیکر صاحب کو کسی رکن کا نام بولنے سے پہلے کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ رانا صاحب، اس کا اظہار آپ پہلے بھی فرما چکے ہیں۔ جناب

ملک اللہ یار خان صاحب۔

ملک اللہ یار خان ۔ جناب والا! عام روایت جو آج تک رہی ہے وہ تو یہی ہے کہ جس وقت محترم سپیکر کسی رکن کا نام کسی سوال کے لئے پکاریں تو پھر اس کا جواب پڑھ دیا جاتا ہے اور جواب پڑھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ چونکہ سپیکر صاحب نے خود ہی اس رکن کا نام پکارا ہوتا ہے اس لئے مناسب یہی ہوتا ہے کہ اگر وقفہ سوالات ختم بھی ہو گیا ہو تو کچھ دیر کے لئے سپیکر صاحب اپنے اختیارات خصوصی استعمال کرتے ہوئے وزیر موصوف کو اس بات کی اجازت دے سکتے ہیں اور دیتے ہیں۔ اور دیتے رہے ہیں کہ وہ اس سوال کا جواب پڑھ دیں بلکہ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے اور بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ نہ صرف جواب دیا جاتا ہے بلکہ ضمنی سوالات کے جوابات کی بھی اجازت دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ۔

رانا پھول محمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا آپ کو اس پر اپنی رولنگ دینا ہوگی تاکہ آئندہ بھی یہ روایات قائم ہوں اور آنے والی اسمبلی بھی اس کے مطابق چل سکے آپ نے ہم سب کی رائے تو طلب فرمائی لیکن جناب نے رولنگ نہیں دی کہ اس پر وزیر کو جواب پڑھنا چاہیئے یا نہیں۔ معاملہ کو اس طرح ادھورا چھوڑنا اسمبلی کی توہین ہے۔ آپ کی رولنگ نہایت ضروری ہے۔ آپ کی رولنگ یہاں اسمبلی میں ہمارے لئے حرف آخر ہوتی ہے۔ اس معاملے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جناب سپیکر ۔ شکریہ، جناب رانا صاحب۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں نے اپنے استفادہ کے لئے اس سلسلہ میں معزز اراکین اسمبلی کی آراء چاہی تھیں۔ میں مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی آراء دیں۔ جو ہمارے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں جو اس سے پہلے اسمبلیوں میں بیٹھتے رہے ہیں اور یہ آراء جو ہیں ان کی روشنی میں آئندہ وقفہ سوالات کی کارروائی کو conduct کرتے وقت ان آراء کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ جناب والا میں باقی جوابات ہاؤس کی ٹیبل پر lay کرتا ہوں۔

سپیکر۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

بلدیہ ڈونگہ بونگہ سے سرچارج کی وصولی میں تاخیر

*1032 جناب رائے مراتب علی خاں۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماضی قریب میں جناب کمشنر صاحب بہاولپور ڈویژن نے بلدیہ ڈونگہ بونگہ کے خلاف ایک درخواست پر تحقیقاتی ٹیم مقرر کی تھی جس نے لاکھوں روپے کی خرد برد ثابت کی اور نتیجتاً جناب کمشنر صاحب بہاولپور ڈویژن نے سرچارج عائد کر کے وصولی کا حکم صادر کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع بہاولنگر نے مورخہ ۳۰/۲۱/ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو مراسلہ ہائے بزبان انگریزی نمبر ۴۵۷۱/۴۵۷۳/۴۵۷۵/۴۵۷۷/۴۵۷۹ کے ذریعے سیکرٹری صاحب لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی حکومت پنجاب کو مذکورہ سرچارج کی وصولی کے لئے لکھا تھا۔ مگر تا حال ان مراسلوں پر کوئی اقدام نہیں اٹھایا ہے۔

(ج) اگر جزوائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سرچارج کی کثیر رقوم کی وصولیاں کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں اور تاخیر کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) یہ درست ہے کہ کمشنر بہاولپور ڈویژن نے راؤ مراتب علی صاحب ایم پی اے کی شکایت پر بحوالہ چٹھی نمبر ۷-۴۷۷۹/۵۵/الف پی/ایل بی اے مورخہ ۱۹۸۵-۷-۲۰ کو حسب ذیل افسران پر ایک سب کمیٹی برائے لینے جائزہ شکایت ترتیب دی تھی۔

۱۔ اسسٹنٹ کمشنر بہاول نگر

۲۔ ایگزیکٹو انجینئر لوکل گورنمنٹ دیہی ترقی بہاولپور

۳۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ دیہی ترقی ہیڈ کوارٹر بہاولپور۔ متذکرہ کمیٹی نے

۲۸-۷-۱۹۸۵ء تا ۳۰-۷-۱۹۸۵ء اور انسران دربارہ ۳-۸-۱۹۸۵ء تا ۸-۸-۱۹۸۵ء
شکایت متذکرہ کا جائزہ لیا۔ نتیجتاً مختلف کونسلران کے ذمہ مبلغ ۲۰۰۸۳۲/- روپے
کے نقصان کا اندازہ لگایا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ سردار احمد خان سابقہ چیئرمین	۱۸۰۰۰-۰
۲۔ منصب علی غوری۔ میاں محمد اکرم	۶۷۶۱۷-۰
میاں محمد عبداللہ۔ سردار محمد نیکوکار	
میاں خدا بخش۔ محمد طفیل احمد۔ شیخ محمد امین	
کالا مسیح۔ شیخ محمد سلیمان۔ سردار احمد خان	
۳۔ شیخ محمد سلیمان چیئرمین	۲۷۰۰۰-۰
۴۔ شیخ محمد سلیمان۔ سردار احمد خان	
منصب علی غوری۔ میاں محمد اکرم۔ میاں محمد عبداللہ	۳۷۹۰۸-۸۰
سردار محمد نیکوکار۔ میاں خدا بخش۔ طفیل احمد	
شیخ محمد امین۔ کالا مسیح۔ محبت علی۔ احمد علی	
غلام قادر۔ راؤ محمد توحید بخش خاں	
۵۔ سردار احمد خاں سابقہ چیئرمین	۵۵۳۰۰-۰
میزان	۲۰۰۸۳۲-۰

(ب) یہ حقیقت ہے کہ ڈپٹی کمشنر بہاولنگر مندرجہ ذیل مراسلات کے ذریعے سیکرٹری صاحب جو کہ محکمہ بلدیات و دیہی ترقی حکومت پنجاب کو ذمہ دار افراد سے بذریعہ سرچارج رقوم وصول کرنے کے لئے تحریر کیا۔

(۱) چٹھی نمبری ۴۵۷۱ مورخہ ۳۱-۱۰-۱۹۸۵ء
(۲) چٹھی نمبری ۴۵۷۳ مورخہ ۳۱-۱۰-۱۹۸۵ء
(۳) چٹھی نمبری ۴۵۷۵ مورخہ ۳۱-۱۰-۱۹۸۵ء
(۴) چٹھی نمبری ۴۵۷۷ مورخہ ۳۱-۱۰-۱۹۸۵ء

(۵) چٹھی نمبری ۵۷۹ مورخہ ۳۱-۱۰-۱۹۸۵ء

متذکرہ خطوط میں مندرجہ ذیل ذمہ دار افراد سے مندرجہ ذیل رقوم بالترتیب وصول کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔

۱۔ سردار احمد خاں سابقہ چیئرمین	۱۸,۰۰۰ — ۰۰
۲۔ منصب علی غوری۔ میاں محمد اکرم۔ میاں محمد عبداللہ سردار محمد نیکوکار۔ میاں خدا بخش۔ طفیل احمد۔ بوہر شیخ محمد امین۔ کالا مسیح۔ شیخ محمد سلیمان۔ سردار احمد خان	۶۷/۶۱۷ — ۲۰
۳۔ شیخ محمد سلیمان چیئرمین	۲۷۰۰۰ — ۰۰
۴۔ شیخ محمد سلیمان چیئرمین۔ سردار احمد خاں منصب علی غوری۔ میاں محمد اکرم۔ میاں محمد عبداللہ سردار محمد نیکوکار۔ میاں خدا بخش۔ طفیل احمد بوہر شیخ محمد امین۔ کالا مسیح۔ راؤ محبت علی راؤ احمد علی۔ راؤ محمد توحید۔ بخشے خاں	۳۲,۹۰۸ — ۸۰
۵۔ سردار احمد خاں سابقہ چیئرمین	۵۵,۳۰۶ — ۰۰
میزان	۳۱۰۰۸۳۲ — ۰۰

تا حال وصولی نہیں ہوئی کیونکہ وصولی کے اقدامات سے قبل سپیشل آڈٹ کرانا ضروری ہے جس کے لئے تحریک کر دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ وصولی کے لئے پہلے محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ سے پوری سرچارج سرٹیفکیٹ حاصل کرنا پڑتا ہے جس کے اجراء کے مقاصد کے لئے محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ پہلے حسابات پر سپیشل آڈٹ کرتا ہے۔ چنانچہ ٹاؤن کمیٹی ڈونگہ بونگہ کے حسابات کے سپیشل آڈٹ کے لئے تحریک کی جا چکی ہے متذکرہ مراحل طے ہونے میں کچھ تاخیر ہوگی۔

متذکرہ چٹھیوں کے علاوہ راؤ مراتب علی خان نے مذکورہ ذمہ دار افراد کے

خلاف زیر دفعہ ۲۹ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس مجریہ ۱۹۷۹ء کی کارروائی کی استدعا کر رکھی ہے جس میں الزامات وہی ہیں جو کہ ڈپٹی کمشنر کے مراسلہ جات کے تحت وضاحت طلبی کے نوٹس جاری کئے گئے تھے۔ جس کے جواب میں انہوں نے الزامات کی صحت سے انکار کیا ہے۔ چنانچہ ان الزامات کی تحقیقات کے لئے ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ بہاولپور ڈویژن کو بطور انکوائری آفیسر مامور کیا جا چکا ہے۔ ان کی طرف سے انکوائری رپورٹ تاحال موصول نہیں ہوئی ہے۔ انکوائری رپورٹ کی روشنی میں الزامات ثابت ہونے پر ہی سرچارج کی کارروائی کر دی جائے گی۔

دیہی علاقوں میں ناخواندگی دور کرنے کے لئے اقدامات

*1161 بیگم شاہدہ ملک۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حکومت نے ضلعی سطح پر صوبہ سے ناخواندگی دور کرنے کی مہم شروع کرنے کا کوئی جامع پروگرام تیار کیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پروگرام کی تکمیل کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔ نیز پروگرام کی تفصیلات کیا ہیں اور کیا مذکورہ پروگرام میں دیہی آبادی کو بھی شامل کیا جائے گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف)۔ ہاں

(ب)۔ بجٹ ۸۶-۱۹۸۷ء میں حکومت پنجاب نے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے ترقیاتی پروگرام کے تحت تعلیم بالغاں کے لئے علیحدہ کوئی رقم مختص نہیں کی ہے لیکن محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی تعلیم بالغاں کے پروگرام کو مقامی لوکل کونسلوں کے ذریعے چلا رہا ہے۔ پنجاب بھر میں ۲۲۷۸ تعلیم بالغاں کے

مراکز کے لئے ضلع کونسلوں نے مبلغ ۱۱۳۹۰۰۰ روپے مختص کئے ہیں اس کے علاوہ دیہی علاقوں میں ویمن ڈویژن مرکزی حکومت کی فراہم کردہ رقم سے ۵۸۱ زنانہ ماڈل مراکز قائم کئے ہیں جن میں خواتین کو عام تعلیم کے علاوہ سلائی کڑھائی کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ ان مراکز کے لئے ویمن ڈویژن ہر سال ۱۷،۴۳،۰۰۰ روپے فراہم کرتی ہے۔ شہری آبادی کے لئے لوکل کونسلوں کے ذریعے تعلیم بالغاں کے ۳۴۴ مراکز کھولے گئے ہیں جن کے لئے ۲۱۶۰۰۰ روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے جو کہ متعلقہ لوکل کونسلیں اپنے بجٹ سے خرچ کریں گی۔

لوکل کونسلوں کے منصوبہ جات کی تیاری کے قواعد

*1221 چوہدری محمد اصغر۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس ۱۹۷۹ء کے سیکشن ۱۲۳ کے تحت لوکل کونسلوں کو منصوبہ جات تیار کرنے کا اختیار ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متعلقہ منصوبہ جات کی تیاری کے قواعد موجود نہیں ہیں جن کی وجہ سے لوکل کونسلوں کے ترقیاتی کام متاثر ہوتے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ قواعد بنانے کا ارادہ رکھتی اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی نہیں متعلقہ قواعد پنجاب لوکل کونسل ورکس رولز ۱۹۸۱ء کے نام سے موجود ہیں۔

(ج) ضرورت نہیں۔

چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ کے خلاف کارروائی

*1257 چودھری عبدالرزاق۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ اراکین حزب اختلاف ضلع کونسل گوجرانوالہ نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ۸۵-۱۹۸۴ء میں رقوم کی غیر منصفانہ تخصیص کے بارے میں سال ۱۹۸۴ء میں کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن اور وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کو چند عرضداشتیں پیش کیں۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن اور محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے مسئلہ کا تفصیلی جائزہ لیا اور محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے بذریعہ مراسلہ نمبر ایس او VII 17-1/83 مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۸۴ء کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن سے درخواست کی کہ وہ اس ضمن میں چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ کو حکومت کی طرف سے جاری کردہ ہدایات پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہونے اور اے ڈی۔پی برائے سال ۸۵-۱۹۸۴ء جلد درست کرنے کی ہدایت کریں اور ساتھ ہی حکومت نے اس سلسلہ میں چیئرمین ضلع کونسل سے ایک تعمیلی رپورٹ بھی طلب کی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کے مراسلہ کی تعمیل کے سلسلے میں کیا کارروائی کی گئی اگر نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت کی ہدایات کی عدم تعمیل کی بنا پر مذکورہ بالا چیئرمین کے خلاف کیا کارروائی کی جارہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی ہاں

(ب) جی ہاں

(ج) چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ نے حکومت کو اطلاع دی ہے کہ انہوں نے حکومت

کی ہدایات کی تعمیل میں ہر ممبر کے علاقے میں مقامی ضروریات اور ترجیحات کی بنیاد پر موجودہ مالی وسائل کے دائرہ میں رہتے ہوئے ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کروایا تھا۔

محکمہ بلدیات و دیہی ترقی اور کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن کی مداخلت پر ضلع کونسل گوجرانوالہ نے حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران کی مجوزہ ترقیاتی سکیموں کے لئے مزید فنڈ مہیا کرنے کے سلسلے میں اپنے اجلاس مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۸۵ء میں غور کیا۔ ہاؤس نے حزب اختلاف کی کئی ایک سکیموں کو ترجیحات کی روشنی میں اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام ۸۶-۱۹۸۵ء میں شامل کر کے ان کی شکایات کا امکانی حد تک ازالہ کر دیا۔ بعد میں حکومت کو اس ضمن میں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

چونکہ چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ نے حکومت کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران کے علاقوں کو اپنے ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لیا تھا۔ لہٰذا حکومت ان کے خلاف اس بارے میں کسی کارروائی کی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔

سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ضلع گوجرانوالہ کے مثالی گاؤں کے کوائف

*1258 (الف) چوہدری محمد عبداللہ ورک۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت ہر سال ہر تحصیل کے بہترین مثالی گاؤں کو ۵۰،۰۰۰ روپے اور ہر ضلع کے بہترین مثالی گاؤں کو ۱۵۰۰۰۰/- روپے نقد انعام دیتی ہے۔

(ب) سال ۸۵-۱۹۸۴ء میں ضلع گوجرانوالہ کی ہر تحصیل میں بہترین مثالی گاؤں قرار دیے جانے والے گاؤں کے کوائف کیا ہیں۔

(ج) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے مراسلہ نمبر ایس۔او۔ایکس (آر۔ڈی) ۹-۸۴/۶۷ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۸۴ء میں مندرج معیار کے ۲ اندراجات کے ہر درجہ کے تحت مذکورہ بالا پیرا دوئم میں مندرج ہر گاؤں کو کتنے نمبر دیے گئے ہیں۔

(د) سال ۱۹۸۵-۱۹۸۴ء میں قرار دیے جانے والے ضلع گوجرانوالہ کے بہترین مثالی گاؤں کے کوائف کیا ہیں۔

(ہ) ضلع گوجرانوالہ کے بہترین مثالی گاؤں کے مقابلہ میں حصہ لینے والے تینوں گاؤں کے کوائف کیا ہیں اور درج بالا جزو (ج) میں توضیح کردہ معیار کے ۱۲ درجات کے ہر درجہ کے تحت مقابلہ کرنے والے ہر گاؤں کو کتنے نمبر دیے گئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) مثالی گاؤں کے کوائف۔

تحصیل گوجرانوالہ، اروپ

۱۔ یونین کونسل ہیڈ کوارٹر ہے۔
۲۔ الائیڈ بنک کی شاخ موجود ہے۔
۳۔ سب پوسٹ آفس موجود ہے۔
۴۔ واٹرنری سنٹر ہے۔
۵۔ بیسک ہیلتھ یونٹ موجود ہے۔
۶۔ پبلک کال آفس کی سہولت موجود ہیں۔
۷۔ دو عدد ہائی سکول موجود ہیں۔ (لڑکے/لڑکیاں)
۸۔ زچہ بچہ سنٹر موجود ہے۔
۹۔ کھیل کے میدان ہیں۔
۱۰۔ دستکاری سکول ہے۔
۱۱۔ گاؤں کے چاروں اطراف سولڈ روڈ بنی ہوئی ہے۔
۱۲۔ واٹر سپلائی کی سہولت موجود ہے۔

تحصیل وزیر آباد۔ جوڑا

۱۔ یونین کونسل ہیڈ کوارٹر ہے۔
۲۔ ڈاکخانہ کی سہولت ہے۔
۳۔ نیشنل بنک کی شاخ ہے۔
۴۔ وٹرنری سنٹر ہے۔
۵۔ مشہور غلہ منڈی ہے۔
۶۔ دو عدد ہائی سکولز (لڑکے/لڑکیاں) موجود ہیں۔
۷۔ صحت و صفائی میں اوّل نمبر پر ہے۔
۸۔ زرعی پیداوار کے لحاظ سے بہترین گاؤں ہے
۹۔ دو پختہ سڑکوں کا سنگم ہے۔
۱۰۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ زیر تعمیر ہے۔

تحصیل حافظ آباد علاؤالدین کے

۱۔ بوائز/گرلز پرائمری سکول موجود ہے۔
۲۔ کھیل کا میدان موجود ہے۔
۳۔ سنٹر تعلیم بالغاں موجود تھا۔
۴۔ گلیاں نالیاں پختہ ہیں۔
۵۔ گول سڑک لنک روڈ پر سولنگ لگائی گئی ہے۔
۶۔ ڈاک خانہ کی سہولت موجود ہے۔
۷۔ پختہ سڑک کے ساتھ ساتھ سولنگ کے ذریعہ ملایا جا رہا ہے۔
۸۔ کوآپریٹو سوسائٹی موجود ہے۔

(ج) ۱۲ درجات کے تحت مثالی گاؤں کے ہر درجہ کے تحت نمبروں کی تفصیل۔

نمبر شمار	۱۲ درجات جزو "ج"	نام گاؤں حاصل کردہ نمبر		
		اروپ تحصیل گوجرانوالہ	بوڑا تحصیل وزیرآباد	علاؤالدین کے تحصیل حافظ آباد
۱	تجاوزات کا دور کرنا	۴	۵	۴
۲	عام صحت وصفائی	۱۱	۸،۵۰	۱۳
۳	درختوں کی کاشت	۵	۶	۵
۴	درختوں کی بڑھوتی	۴	۴	۴
۵	تشکیل انجمن ہائے امداد باہمی	۵	۷	۵
۶	تشکیل انجمن ہائے امداد باہمی بابت فروخت کھاد، بیج وغیرہ	۹	۷	۷،۵۰
۷	کھیل کے میدان کا فراہم ہونا (چاند تارا کلب یوتھ کلب وغیرہ)	۸	۹	۱۰
۸	فیملی سائز بائیوگیس پلانٹ	ــــ	ــــ	ــــ
۹	شرح خواندگی	۸،۰۵	۶	۱۰
۱۰	اجرا سنٹر تعلیم بالغاں	۸،۰۵	۷	۱۰
۱۱	اوسط پیداوار فی ایکڑ بابت دو بڑی فصلیں	۷	۸	۱۰
۱۲	سوشل ویلفیئر سنٹر انڈسٹری ہوم کا قیام	۸	۷	۱۰
		ــــ	ــــ	ــــ
	میزان	۷۹،۱۰	۷۴،۵۰	۸۸،۵۰

(د) ضلع کی سطح پر مثالی گاؤں قرار دیے جانے والے گاؤں کے کوائف۔

جوڑا تحصیل وزیر آباد	کیفیت
۱۔ یونین کونسل ہیڈ کوارٹر ہے۔ ڈاک خانہ موجود ہے۔ فوکل پوائنٹ کے تحت بیسک ہیلتھ یونٹ۔ رورل ہیلتھ سنٹر منظور ہو گئے ہیں۔ دو سڑکوں کے سنگم میں واقع ہے۔ نیشنل بنک کی شاخ موجود ہے۔ وٹرنری سنٹر موجود ہے۔ مشہور غلہ منڈی ہے۔ دو عدد ہائی سکولز لڑکے / لڑکیاں موجود ہیں۔ کھیل کے میدان موجود ہیں۔ زرعی پیداوار کے لحاظ سے مثالی گاؤں ہے۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ زیر تعمیر ہے صحت و صفائی میں اول نمبر پر ہے تمام گلیاں نالیاں پختہ ہیں۔	بمطابق فیصلہ ضلعی چناؤ کمیٹی قرار دیا گیا۔

(۵) کوائف جزو (ب) پر ملاحظہ فرمائیے اور حاصل کردہ تینوں گاؤں کے نمبر مندرجہ ذیل ہیں۔

نام گاؤں	تحصیل	حاصل کردہ نمبر
۱۔ اروپ	گوجرانوالہ	۷۹-۱۰
۲۔ جوڑا	وزیر آباد	۷۴-۵۰
۳۔ علاؤالدین کے	حافظ آباد	۸۸-۵۰

تھڑے نیلام کرنے کے بارے میں حکم امتناعی

*1261 جناب محمد افضل حیات ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی لالہ موسیٰ ضلع گجرات نے جنوری ۱۹۸۶ء کو اخبارات میں تھڑے نیلام کرنے کا اشتہار دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت کہ متعلقہ وزیر نے تھڑے نیلام کرنے کے متعلق حکم امتناعی جاری کر دیا تھا اور وہ قانون کے مطابق ایسا کرنے کے مجاز نہیں تھے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متعلقہ وزیر کے اس حکم سے میونسپل کمیٹی لالہ موسیٰ کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ناجائز حکم امتناعی واپس لینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ جناب وزیر بلدیات نے مورخہ ۶ ۔ ۱ ۔ ۱۹۸۶ء کو ایک درخواست بجانب تھڑا ایسوسی ایشن پر نیلام روکے جانے کے متعلق حکم امتناعی جاری کیا تھا جس کے وہ مجاز تھے۔

(ج) تہہ بازاری کا اجراء سال ۱۹۷۷ء سے بند کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد کوئی لوکل کونسل تہہ بازاری ٹکٹ جاری کرنے کی مجاز نہ ہے ۔ میونسپل کمیٹی ایک رفاہی ادارہ ہے اور لوگوں کو سہولیات بہم پہنچانے کے لئے کام کرتا ہے ۔ صرف روپیہ جمع کرنا ہی اس کے مقاصد میں نہیں ہے ۔ بلکہ لوگوں کو روزمرہ کی زندگی میں آسائش و آرام پہنچانے کے لئے ایسے ادارہ جات کو قائم کیا گیا تھا ۔ موقع پر لوگوں نے کافی عرصہ سے اس جگہ پر تھڑے قائم کر کے اپنا روزگار بنا رکھا تھا ۔ اس لئے مطابق اعلان میونسپل کمیٹی اگر تھڑے نیلام کر دیے جاتے تو نقص امن عامہ کا

خطرہ تھا۔ اس لئے وزیر موصوف نے یہ حکم امتناعی جاری فرمایا تھا اور ساتھ ہی بلدیہ سے رپورٹ طلب کی گئی اور وہاں سے رپورٹ موصول نے کے بعد اے۔ ڈی۔ ایل۔ جی گجرات کو تحقیقات کرنے اور رپورٹ ارسال کرنے کی ہدایت جاری کر دی گئی تھی یہ رپورٹ تا حال موصول نہیں ہوئی ہے اور اب ہدایت کی گئی ہے کہ اندر ۱۵ یوم تحقیقات مکمل کر کے ہر صورت رپورٹ ارسال کی جاوے۔

(د) جونہی تحقیقات مکمل ہوگی اور رپورٹ موصول ہوگی حتمی فیصلہ کر دیا جائے گا۔

ویلج ایڈ اور لوکل گورنمنٹ کے ملازمین کی پنشن میں تفاوت

*1283۔ مولانا محمد غیاث الدین۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ویلج ایڈ کے اہلکاران کو ۱۹۶۱ء میں محکمہ لوکل گورنمنٹ کا ملازم قرار دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ویلج ایڈ کے اہلکاران کو یکم جولائی ۱۹۶۱ء سے پنشن دی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے ڈائریکٹ ملازمین (سیکرٹریز یونین کونسل) کو پنشن ۱۹۷۳ء سے دی گئی ہے نہ کہ مدت تعیناتی سے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایک محکمہ کے ملازمین کے درمیان پنشن میں اس تفاوت کی کیا وجوہات ہیں۔ دونوں کو پنشن لوکل گورنمنٹ میں تعیناتی سے کیوں نہیں دی گئی وضاحت فرمائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ ویلج ایڈ کے ختم ہونے پر اس محکمہ کے ویلج ایڈ ورکرز کو یکم جولائی ۱۹۶۱ء سے محکمہ بنیادی جمہوریت میں نئی آسامیوں پر بطور سیکرٹریز

یونین کونسلز کھپایا گیا تھا یہ آسامیاں قابل پنشن نہیں تھیں۔

(ب) یہ اس حد تک درست ہے کہ محکمہ ویلج ایڈ کے ویلج ایڈ ورکرز جو کہ سابقہ محکمہ ویلج ایڈ میں قابل پنشن آسامیوں پر تعینات تھے انہیں جناب گورنر پنجاب کے حکم کے تحت پنشن رولز کو نرم کر کے یکم جولائی ۱۹۶۱ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۳ء کے عرصہ کے لئے پنشن کی رعایت دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ایسے ملازمین جو کہ بنیادی جمہوریت کے عرصہ کی درمیانی مدت از ۱۹۶۱-۷-۱ تا ۱۹۷۳-۱۰-۳۱ تا بطور سیکرٹریز یونین کونسلز بھرتی ہوئے کو پہلی مرتبہ ۱۹۷۳ء میں بوقت تنظیم نو (ریپلنہ ورکس پروگرام) ان کی آسامیوں کو ۱-۱۱-۱۹۷۳ء سے باقاعدہ گورنمنٹ سروس قرار دے دیا مگر مدت تعیناتی عرصہ ۱-۷-۱۹۶۱ء تا ۳۱-۱۰-۱۹۷۳ء قابل پنشن قرار نہیں دیا۔

(د) چونکہ حکومت کے پاس مالی وسائل کی کمی تھی اس لئے ایسے ملازمین جو کہ قابل پنشن آسامیوں پر تعینات نہیں تھے ان کو پنشن کا حق نہیں دیا گیا۔

علامہ اقبال روڈ پر ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے اقدامات

*1294 سردار الطاف حسین۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ۶۳ علامہ اقبال روڈ اور بس سٹاپ گڑھی شاہو کے فٹ پاتھوں پر دوکانداروں نے قبضہ کیا ہوا ہے اور وہاں پختہ تھڑے تعمیر کر لئے ہیں جس سے پیدل چلنے والی خواتین بچوں اور مردوں کو سڑک پر چلنا پڑتا ہے جس سے جانی نقصان بھی ہوا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہو تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) لاہور میونسپل کارپوریشن نے اس سڑک پر تجاوزات دور کرنے کے لئے کئی بار ریڈ کئے ہیں اور تجاوزات کو دور بھی کیا ہے۔ نیز ۶۳ علامہ اقبال روڈ اور بس سٹاپ گڑھی شاہو کو دو کانداروں نے ناجائز تجاوزات کئے ہوئے ہیں ان کو حسب ضابطہ نوٹس جاری کر دیے گئے ہیں کہ وہ جلد از جلد تجاوزات ہٹالیں بصورت دیگر لاہور میونسپل کارپوریشن خود گرا دے گی۔ بعض دکانداروں یعنی ناجائز تجاوز کنندگان نے سول کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کئے ہوئے ہیں۔ حکم امتناعی خارج کروانے کی کارروائی جاری ہے۔ جونہی حکم امتناعی خارج ہوں گے ہوں۔ ان کو فوراً گرا دیا جائے گا۔

(ب) اس کا مفصل جواب پیرا الف مندرجہ بالا میں دیا جا چکا ہے۔

چیئرمین بلدیہ اور ممبران کمیٹی شکر گڑھ کے خلاف کارروائی

*1372 مولانا محمد غیاث الدین۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی شکر گڑھ کے ممبران اور اہلیان شکر گڑھ کی جانب سے چیئرمین بلدیہ میاں محمد صدیق و چند ممبران کے خلاف جنوری ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۳ء کے منصوبہ جات کے غبن سے متعلق سیکرٹری لوکل گورنمنٹ ڈائریکٹر انسداد رشوت ستانی و چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر لاہور کو انکوائری کی درخواست دی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افسران نے بذریعہ کمشنر گوجرانوالہ برائے انکوائری محمد اقبال گل ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ڈویژن گوجرانوالہ کو مقرر فرمایا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ انکوائری آفیسر نے مفصل انکوائری رپورٹ کمشنر گوجرانوالہ کو پیش کی تھی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمشنر گوجرانوالہ نے بذریعہ مراسلہ ۶۶۴۶ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۸۳ء حکومت کو سفارش کی کہ بلدیہ شکر گڑھ میں منصوبہ جات کے سلسلہ میں

کافی غبن ہوا ہے۔ لہٰذا متعلقہ افراد کا جلد از جلد محاسبہ کیا جائے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کمشنر کی سفارش کے بعد محاسبہ کمیٹی مشتمل جناب مسٹر ایس کے درانی سرکل آفیسر گوجرانوالہ مسٹر ناصر احمد ایڈیٹر مسٹر عطاء اللہ ایڈیٹر یکم فروری ۱۹۸۴ء تا ۱۲ مارچ ۱۹۸۴ء تک جانچ پڑتال کرتے رہے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا محاسبہ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں تحریر کیا کہ واقعی چیئرمین اور اس کے چند ہمنوا ممبران نے تقریباً دس لاکھ روپے کا غبن کیا ہے

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ محاسبہ کمیٹی نے موجودہ چیئرمین بلدیہ ملک غلام رسول کو غبن شدہ رقوم وصول کرنے اور ملزمان کے خلاف پرچے رجسٹرڈ کروانے کے لئے کہا۔

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ چیئرمین نے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر صرف اپنے ایک سیاسی حریف چوہدری محمد ارشد ٹیکس کلرک کے سوا کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

(س) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اتنی خطیر رقم کی وصولی اور ملزمان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

نسبت میونسپل کمیٹی شکر گڑھ

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کمشنر گوجرانوالہ نے محمد اقبال گل ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ گوجرانوالہ کو انکوائری پر مامور کیا۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ بلدیہ شکر گڑھ کا سپیشل آڈٹ حکومت پنجاب کے حکم پر عمل میں آیا جس کی سفارش کمشنر گوجرانوالہ سے موصول ہوئی تھی۔

یہ بھی درست ہے کہ آڈٹ پارٹی میں وہ صاحبان شامل تھے۔ جن کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے۔

(ہ) سپیشل آڈٹ رپورٹ کے مطابق بے قاعدگیوں کی نشان دہی کی گئی جو مجموعی طور پر کل رقم ۱۰،۷۳،۸۷۹/- روپے بنتی ہے۔

(و) اس حد تک درست ہے کہ آڈٹ پارٹی نے چیئرمین غلام رسول کو ضروری کارروائی کے لئے تحریر کیا تھا البتہ مقدمات درج کرانے کی نسبت کوئی ہدایت موجود نہ ہے۔

(ز) اس حد تک درست ہے کہ ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ گوجرانوالہ نے حکومت پنجاب کی ہدایت پر سرچارج سرٹیفکیٹ مرتب کر کے محکمہ بلدیات کو ارسال کر دئے جس پر حکومت نے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کے نوٹس جاری کر رہے ہیں۔ جن پر مزید کارروائی ہو رہی ہے۔ محمد ارشد کلرک بھی ان افراد میں شامل ہے جن میں سرچارج نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔

(س) حکومت پنجاب اپنے فرائض سے مکمل طور پر آگاہ ہے اور بے ضابطگیوں کی بنا پر ضائع اور غبن ہونے والی رقوم کو وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس ضمن میں چیئرمین بلدیہ کو ہدایات جاری ہو چکی ہیں

لاہور کارپوریشن کی قرارداد پر عملدرآمد

*1371 سید مظہر الحسن شاہ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کے ایک اجلاس میں چوک یتیم خانہ کے نام کے متعلق ایک قرارداد منظور کی گئی تھی کہ مذکورہ چوک کا نام چوک اکرام اللہ نیازی شہید رکھا جائے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چوک کا نام فی الفور تبدیل کر کے اکرام اللہ نیازی شہید چوک رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) لاہور میونسپل کارپوریشن نے چوک یتیم خانہ کو اکرام اللہ نیازی شہید کے نام سے منسوب کرنے کی کوئی قرارداد منظور نہیں کی۔

(ب) ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ کیونکہ اس چوک کو انجمن حمایت اسلام کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اسکا نام "چوک انجمن حمایت اسلام" رکھا جا چکا ہے۔

چوک رنگ محل میں فان گیس سٹور کو ختم کرنے کے لئے اقدامات

*1404 بیگم فرحت رفیق۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ چوک رنگ محل لاہور میں واقع بس سٹاپ ڈی پوائنٹ بیس منٹ لال بلڈنگ میں فان گیس کے سلنڈر کا ایک سٹور قائم کر دیا گیا ہے۔ جب کہ یہ علاقہ گنجان آباد ہے اور یہاں کسی وقت بھی کوئی حادثہ پیش آنے کا امکان موجود ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ علاقے سے فان گیس کے سلنڈروں کے سٹور کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) مذکورہ فان گیس سٹور حال ہی میں قائم ہوا ہے۔ جو کہ مالک سٹور کی ذاتی ملکیتی جگہ پر ہے اور خطرناک کاروبار کے زمرہ میں آتا ہے۔ مالک سٹور کو حسب ضابطہ نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں کہ وہ سات یوم کے اندر اندر اس کاروبار کو بند کر دے۔

(ب) جی ہاں پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس مجریہ ۱۹۷۹ء کے تحت کارروائی جاری ہے۔ انشاء اللہ مفاد عامہ کے تحت جلد از جلد اسے ختم کرا دیا جائے گا۔

یوم آزادی کے جلسہ میں استعمال ہونے والی گاڑیوں کے مالکان کو کرایہ کی ادائیگی

*1411 میاں محمد اسحاق۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۱۴ اگست ۱۹۸۵ء کو یوم آزادی کے موقع پر وزیر اعظم پاکستان نے ایک جلسہ عام سے لاہور میں خطاب کیا جس میں عوام کو جلسہ گاہ تک پہنچانے کے لئے حکومت نے پرائیویٹ بسیں حاصل کی تھیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ان حاصل کردہ بسوں کا کتنا کرایہ ان کے مالکان کو واجب الادا تھا۔

(ج) کیا مذکورہ رقم مالکان کو ادا ہو چکی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہ واجبات ان بس مالکان کو کب تک ادا کئے جائیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی ہاں۔ وزیر اعظم پاکستان نے ۱۴ اگست ۱۹۸۵ء کو یوم آزادی کے موقع پر لاہور میں ایک تاریخی جلسہ عام سے خطاب فرمایا تھا۔ اس جلسہ عام میں چونکہ وزیر اعظم صاحب کی طرف سے قومی اہمیت سے تعلق رکھنے والے اعلانات متوقع تھے اس لئے لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس میں شرکت کی متمنی تھی۔ لوگوں کی خواہشات کے پیش نظر اکثر صورتوں میں معزز ارکان صوبائی اسمبلی قومی اسمبلی۔ سینیٹرز اور لوکل کونسلوں کے ممبران نے رضاکارانہ طور پر اپنے خرچ پر پرائیویٹ بسیں حاصل کر کے دور دراز علاقوں کے لوگوں کو جلسہ گاہ تک پہنچانے کے لئے انتظامات کئے۔ جبکہ کچھ مقامات کی ضلعی انتظامیہ نے بھی عوام کے اصرار پر ایسے انتظامات کئے تھے تاکہ یگانگت اور قومی ہم آہنگی کی اس خاص تقریب میں ان کی نمائندگی کی عکاسی ہو سکے۔

(ب) ممبران صوبائی اسمبلی۔ سینیٹر صاحبان۔ لوکل کونسلوں کے ممبران نے جو کرایہ وغیرہ اپنی نجی حیثیت میں ادا کیا تھا۔ اس کی تفصیلات حکومت کے علم میں نہیں ہیں۔

۱۔ لاہور ڈویژن

۱۔ لاہور میں میونسپل کارپوریشن نے کوئی بس کرایہ پر نہیں لی تھی۔

۲۔ ڈپٹی کمشنر لاہور	ضلعی انتظامیہ نے کوئی بس کرایہ پر نہیں لی تھی
۳۔ ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ	ایضاً
۴۔ ڈپٹی کمشنر قصور	ایضاً
۵۔ ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ	بسوں کو کرایہ پر حاصل نہیں کیا گیا تھا بلکہ بس مالکان کو ۹۱۸۰۰ روپے بطور ۵۰ فیصد چارجز ادا کئے گئے تھے۔

۲۔ گوجرانوالہ ڈویژن

پرائیویٹ بسیں عوامی نمائندوں اور لوکل کونسلوں کے ممبران نے اپنے طور پر کرایہ پر حاصل کی تھیں۔ لہٰذا انتظامیہ کے پاس اس ضمن میں کوئی کوائف دستیاب نہیں ہیں۔

ڈپٹی کمشنر گجرات

بس مالکان کو ۱۲۰۰۰ روپے کی ادائیگی کی گئی تھی۔

۳۔ سرگودھا ڈویژن

(۱) ضلع سرگودھا	کوئی بس کرایہ پر نہیں لی گئی تھی البتہ ایسی بسیں ممبران قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی اور سینیٹر صاحبان نے ذاتی حیثیت میں کرایہ پر حاصل کر کے ان کی ادائیگی کی۔
(۲) ضلع میانوالی	کوئی بس حاصل نہیں کی گئی۔

(۳) ضلع خوشاب۔ اس سلسلہ میں میونسپل کمیٹی خوشاب اور ٹاؤن کمیٹی جوہر آباد نے ۱۶۲۳۰ روپے ادا کر دیے ہیں اور اب کوئی رقم ان پر واجب الادا نہیں ہے۔

(۴) ضلع بھکر۔ ضلع کونسل بھکر نے ۴ بسیں کرایہ پر حاصل کی تھیں اور کرایہ کی رقم یعنی ۳۷۶۴ روپے کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔

فیصل آباد ڈویژن

(۱) ضلع فیصل آباد

۱۱۱ بسیں کرایہ پر حاصل کی گئی تھیں۔ ہر ایک بس کے لئے ۸۵ لٹر ڈیزل سپلائی کیا اور مالکان کو کوئی دوسری رقم ادا نہیں کی گئی۔ کل خرچ تقریباً ۷۵،۷۱۴ روپے ہوا۔

(۲) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ نے بسیں کرایہ پر حاصل کی تھیں انہوں نے ۲۹۶۰۰ روپے کے کرایہ کی رقم میں سے ۹۶۰۰ روپے کی ادائیگی کر دی ہے۔ جبکہ باقی رقم کی فوری ادائیگی کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب نے چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ سے استدعا کی ہے۔

(۳) ضلع جھنگ

ڈپٹی کمشنر جھنگ نے اطلاع دی ہے کہ ضلع جھنگ کی بلدیاتی کونسلوں نے اس ضمن میں کوئی رقم خرچ نہیں کی تھی۔

۴۔ راولپنڈی ڈویژن

(۱) ضلع راولپنڈی — کوئی بس کرایہ پر نہیں لی گئی تھی

(۲) ضلع اٹک — ایضاً

(۳) ضلع جہلم — ایضاً

(۴) ضلع چکوال — ایضاً

۵ - ملتان ڈویژن

(۱) - ضلع کونسل ملتان — کوئی بس کرایہ پر حاصل نہیں کی گئی تھی۔
(۲) - ضلع کونسل ساہیوال — ایضاً
(۳) - ضلع کونسل خانیوال — ایضاً
(۴) - میونسپل کارپوریشن ملتان — ایضاً
(۵) - ضلع کونسل وہاڑی اور ڈپٹی کمشنر وہاڑی — ایضاً

(۶) ڈپٹی کمشنر ساہیوال کے مطابق یہ بسیں ممبران قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی اور ممبران لوکل کونسل نے اپنی سطح پر ذاتی طور پر حاصل کی تھی لہٰذا کرایہ وغیرہ سے متعلق کوائف ان کے علم میں نہیں ہیں۔

۶ - ڈیرہ غازی خان ڈویژن

(۱) ضلع ڈیرہ غازی خان — کوئی بس کرایہ پر حاصل نہیں کی گئی۔
(۲) ضلع راجن پور — ایضاً
(۳) ضلع مظفر گڑھ — ایضاً
(۴) ضلع لیہ — ایضاً

۷ - بہاولپور ڈویژن

(۱) ضلع بہاولپور — کوئی بس کرایہ پر حاصل نہیں کی گئی۔
(۲) ضلع بہاولنگر — ایضاً
(۳) ضلع رحیم یار خان — ایضاً

مختلف ضلعوں کی انتظامیہ نے پرائیویٹ بسوں کے مالکان کو اکثر صورتوں میں P.O.L چارجز ان کی رضامندی سے ادا کر دیے تھے جبکہ بعض صورتوں میں کرایہ کی رقم کی ادائیگی کر

دی گئی تھی، ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ نے ابھی بسوں کے کرایہ کے سلسلہ میں ۹۶۰۰ روپے ادا کرنا ہیں جس کی ادائیگی کے لئے ضروری ہدایات دی جا چکی ہیں۔ صوبہ بھر میں کل خرچ ۵۶۹ر۰۰۰ر۲ روپے ہوا تھا۔

(ج) مذکورہ بالا جواب سے واضح ہوتا ہے کہ صرف ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ذمہ ۹۶۰۰ روپوں کی ادائیگی باقی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ ادائیگی بھی عنقریب ہو جائے گی۔

۷ اپریل ۱۹۸۶ء کو موچی دروازہ کے جلسہ میں صرف شدہ رقم

***1412** میاں محمد اسحاق۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۷ اپریل ۱۹۸۶ء کو موچی دروازہ لاہور میں منعقدہ ہونے والا جلسہ عام جس سے وزیر اعظم پاکستان نے کچی آبادیوں کے سلسلے میں تاریخی اعلان کیا تھا۔ اس جلسہ عام پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی اور وہ کس مد سے مہیا کی گئی۔ اس کی تفصیلات دی جائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

جناب وزیر اعظم پاکستان کے اس جلسہ عام پر جس میں کچی آبادیوں کے سلسلے میں تاریخ ساز اعلان کیا گیا تھا کل رقم ۷۲۲۷۹۳۰۰ روپے خرچ آئی اور متفرق مد سے مہیا کی گئی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱۔ جھنڈیوں وغیرہ کا بل	۱۳۱۸۱۳/- روپے
۲۔ اخراجات پورٹریٹ مرمت و باربرداری و تنصیبات	۱۴۸۳۶۲/- (جس کی تا حال ادائیگی نہیں ہوئی)
۳۔ اناؤنسمنٹ چارجز	۶۰۰۰/- روپے (جس کی تا حال ادائیگی نہیں ہوئی)
۴۔ اخراجات غبارے خرید	۱۰۰۰/- روپے

۵۔ اخراجات مرمت فٹ پاتھ جنگلہ و رنگ روغن	۸۰۰۰/-
۶۔ میٹریل برائے صفائی سلوگن	۵۰۰۰/-
۷۔ کرایہ سوزوگی وین ۳ عدد	۲۲۵۳/-
۸۔ کلر واشنگ وائٹ واشنگ	۵۰۰۰/-
۹۔ رنگ و روغن ٹرپ فک سنگل وغیر	۸۱۲۰/
۱۰۔ ماڈل مینار پاکستان اخراجات	۱۸۰۰۰/-
۱۱۔ کپڑا و بیز سلائی وغیرہ	۶۳۰۰/-
۱۲۔ کرایہ ویگن بحساب ۴۰۰/- روپے فی ویگن	۶۴۰۰/
۱۳۔ کرایہ بس بحساب ۶۰۰/- روپے فی بس	۱۵۰۶۰۰/-
کل خرچ جو لاہور میونسپل کارپوریشن نے کیا	۴۳۲۰۳۳/-
کل خرچ جو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کیا	۲۹۰۸۶۰/-
کل میزان	۷۲۲۸۹۳/-

غنی کالونی لاہور میں صفائی کے لئے اخراجات

*1422 جناب غلام فرید چشتی۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ غنی کالونی نیو مسلم پارک حسن پارک نگینہ کالونی شیرا کوٹ لاہور جن کی آبادی ساٹھ ہزار نفوس سے بھی زیادہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ علاقوں میں صفائی کے لئے لاہور میونسپل کارپوریشن کا عملہ موجود نہیں جس علاقے میں جا بجا گندگی پھیلی ہوتی ہے۔ جو ان علاقوں کے مکینوں اور بچوں کی صحت کے لئے خطرہ کا سبب بنی ہوئی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا لاہور میونسپل کارپوریشن ان علاقوں میں صفائی کا عملہ تعینات کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی

کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) درست ہے۔

(ب) ان نئی آبادیوں میں سے شیرا کوٹ کی صفائی کے لئے ایک سینٹری ورکر تعینات ہے صفائی کا مسئلہ سینٹری ورکروں کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے لاہور کارپوریشن کے پاس پہلے ۳۶۷ ورکروں کی آسامیاں تھیں اب حال ہی میں ۱۴ اپریل ۱۹۸۳ء کو مزید ایک سو آسامیوں کی منظوری دی گئی ہے اور مزید آسامیوں کی گنجائش ہے۔ لاہور کارپوریشن کو اس سلسلہ میں ہدایت جاری کی جا چکی ہیں باقی آبادیوں میں بھی صورت حال بہتر ہو جائے گی۔

(ج) پیرا (ب) بالا میں وضاحت کر دی گئی۔

لوکل کونسلوں کے نظام میں تبدیلی کے لئے اقدامات

*1445 دیوان عاشق حسین بخاری کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے صوبہ سندھ میں لوکل گورنمنٹ کے ڈھانچہ میں لوکل کونسلوں کا تعلق براہ راست حکومت سے ہے اور کمشنروں کا کوئی دخل نہیں جبکہ پنجاب میں صورت حال یکسر مختلف ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت صوبہ سندھ کی طرح متذکرہ نظام رائج کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) حکومت پنجاب کا اس امر سے تعلق نہ ہے۔

(ب) لوکل گورنمنٹ کے ڈھانچہ میں لوکل گورنمنٹ کے کونسلوں کا تعلق براہ راست حکومت

پنجاب سے ہے۔ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان حکومت پنجاب کے تفویض کردہ اختیارات استعمال کرتے ہیں۔ لوکل کونسلوں کے اکثر معاملات چونکہ مقامی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں مقامی طور پر نمٹانا ضروری ہے۔ پنجاب میں فی الحال موجودہ نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جہاں کہیں نظام میں بہتری پیدا کرنے کے لئے کسی تبدیلی کی ضرورت ہو۔ وہ کر دی جاتی ہے۔

لاہور میں وزیراعظم پاکستان کے جلسہ پر اخراجات

*1467۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت دینے کے سلسلہ میں ۷ اپریل ۱۹۸۶ء کو لاہور میں جناب وزیراعظم پاکستان کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا۔

(ب) وزیراعظم صاحب کی آمد کے سلسلہ میں مختلف انتظامی مدوں اور دعوت پر صوبائی حکومت کے خزانہ سے کل کتنا خرچہ ہوا۔ نیز بلدیہ لاہور نے اس ضمن میں کتنی رقم خرچ کی؟

وزیر مقامی و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں کل رقم ۷،۲۲،۸۹۳/- روپے خرچ آئی تھی اور متفرق مد سے مہیا کی گئی تھی۔

کل خرچ جو لاہور میونسپل کارپوریشن نے کیا۔ ۴،۳۲،۰۳۳/- روپے

کل خرچ جو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کیا۔ ۲،۹۰،۸۶۰/- روپے

چوہدری محمد شریف سیکرٹری رورل ڈویلپمنٹ ورکر کی پنشن کی منظوری

*1479 جناب مظہر علی گل۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوہدری محمد شریف ولد محمد ابراہیم ریٹائرڈ سابقہ سیکرٹری رورل ڈویلپمنٹ ورکرز یونین کونسل نمبر ۹۶ چک نمبر ۷۵ م/گ ب مرکز سمندری مورخہ ۲۴ جون ۱۹۷۹ء کو ریٹائر ہوا مگر ملازم مذکور کی تا حال پنشن کی منظوری نہیں ہوئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو سیکرٹری سابق ولیج ایڈ ورکروں کی پنشن یکم جولائی ۱۹۶۱ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۳ء کی منظوری دے دی ہے لیکن ابھی تک سیکرٹری نان ولیج ایڈ ورکروں کی پنشن یکم جولائی ۱۹۶۱ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۳ء کی منظوری نہیں دی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یکم نومبر ۱۹۷۳ء سے سیکرٹری ولیج ایڈ ورکر و نان ولیج ایڈ ورکر یکم جولائی ۱۹۶۱ء سے بطور سیکرٹری لگائے گئے تھے۔ جبکہ نان ولیج ایڈ ورکر بطور سیکرٹری مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۰ء سے تعینات ہیں جو کہ ڈائریکٹ سیکرٹری بھرتی ہوئے

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سیکرٹری نان ولیج ایڈ ورکروں کو یکم جولائی ۱۹۶۱ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۳ء سے پنشن کی منظوری دینے کو تیار ہے تاکہ متذکرہ سیکرٹری بھی پنشن سے محروم نہ رہیں۔ کیونکہ ہر ایک یونین کونسل میں دونوں طرح کے سیکرٹریوں نے کام کیا ہے اور اب بھی بدستور کام کر رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) چونکہ ملازم مذکور کا قابل پنشن سرکاری ملازمت کا عرصہ دس سال سے کم بنتا ہے۔ لہٰذا از روئے قواعد وہ پنشن کا حقدار نہیں ہے تاہم اس کو اس کی مدت ملازمت کے مطابق گریجوٹی ادا کر دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ ولیج ایڈ ورکرز جو کہ سابقہ محکمہ ولیج ایڈ میں قابل پنشن آسامیوں پر تعینات تھے انہیں جناب گورنر پنجاب کے حکم کے تحت پنشن رولز کو نرم کر کے یکم جولائی ۱۹۶۱ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۳ء کے عرصہ کے لئے پنشن کی رعایت دے دی گئی ہے اور ایسے ملازمین کو جو کہ بنیادی جمہوریت کے عرصہ کی درمیانی مدت از یکم جولائی ۱۹۶۱ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۳ء میں سیکرٹری یونین کونسل بھرتی ہوئے ان کی مدت تعیناتی

کو تاحال قابل پنشن قرار نہیں دیا گیا۔

(ج) یہ امر قابل وضاحت ہے کہ جو سیکرٹری دوران عرصہ یکم جولائی ۱۹۶۱ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۳ء محکمہ بنیادی جمہوریت میں بھرتی کئے گئے تھے ان کی آسامیاں قابل پنشن نہ تھیں اس لئے قواعد کے مطابق ان کو اس عرصہ کی پنشن کا فائدہ نہیں دیا جا سکتا۔

(د) حکومت مالی وسائل کی کمی کے پیش نظر ایسے سیکرٹریوں کو جو کہ سابقہ محکمہ بنیادی جمہوریت میں دوران عرصہ ۱ جولائی ۱۹۶۱ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۳ء بھرتی کئے گئے تھے پنشن کی مراعات دینے سے قاصر ہے۔

لوکل باڈیز کے اداروں کے سربراہان کے خلاف تحقیقات

***1490** دیوان سید عاشق حسین بخاری۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تقریباً چھ سال سے معرض وجود میں آنے والے لوکل باڈیز کے اداروں کے عوامی سربراہوں کے خلاف اب تک کتنی انکوائریاں ہوئی ہیں۔

(ب) ان میں سے کتنی درست اور کتنی غلط ثابت ہوئیں۔

(ج) ان عوامی اداروں کے وجود میں آنے کے بعد اب تک آمدنی میں کس قدر اضافہ ہوا ہے اور ترقیاتی کام کس قدر ہوئے ہیں۔

(د) موجودہ عوامی سربراہان سے پہلے ان اداروں کے ایڈمنسٹریٹر سرکاری آفسران ہوتے تھے۔ اس دور میں کیا آمدنی ہوئی اور کتنے ترقیاتی کام ہوئے۔

(ہ) کتنے ایڈمنسٹریٹرز کے خلاف ان کے دور میں جو تقریباً دس سال پر محیط ہے انکوائریاں ہوئیں۔ نیز کتنی درست اور کتنی غلط ثابت ہوئیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) ۱۵ جون ۱۹۸۶ء تک کی صورت حال حسب ذیل ہے۔

۱۔ دائر شدہ مقدمات ۱۸۰

۲۔ فیصلہ شدہ مقدمات	۲۵
۳۔ زیر تحقیقات	۶۰
۴۔ زیر تبصرہ	۳۰
۵۔ اجرا نوٹس اظہار وجوہ	۱۵
۶۔ نامکمل دعویٰ جات	۵۰

بوجہ عدم فراہمی بیان حلفی

(ب) پچیس مقدمات جن کا فیصلہ ۱۵ جون تک ہوا ہے ان میں سے چھ کونسلران نااہل قرار دیے گئے جبکہ بقایا شکایات مسترد کی گئیں۔

(ج) سال ۸۰ - ۱۹۷۹ء میں موجودہ عوامی اداروں کے معرض وجود میں آنے سے لیکر ۸۶ - ۱۹۸۵ء کی آمدنی اور اخراجات بابت ترقیاتی کام حسب ذیل ہیں۔

آمدنی۔ سال ۸۰ - ۱۹۷۹ء میں بلدیاتی اداروں کی کل تعداد ۲۴۵۱ ہے جبکہ مجموعی آمدنی ایک ارب آٹھ کروڑ ترانوے لاکھ روپے تھے۔

سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء میں بلدیاتی اداروں کی تعداد ۲۸۸۹ ہو چکی ہے۔ جن میں سے ۲۸۹ مرکز کونسلیں ہیں۔ جبکہ ان کی مجموعی آمدنی بڑھ کر دو ارب باسٹھ کروڑ دس لاکھ روپے ہو چکی ہے۔ اس لحاظ سے آمدنی میں مجموعی اضافہ ایک ارب ترپن کروڑ سترہ لاکھ روپے بنتا ہے جس کی کل شرح اضافہ تقریباً ۱۴۱ فیصد ہے۔

خرچ۔ سال ۱۹۸۰ء میں ترقیاتی کاموں پر ستتیس کروڑ تیس لاکھ روپے کی رقم خرچ ہوئی تھی۔ جبکہ سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء میں ترقیاتی کاموں پر خرچ ہونے والی رقم ایک ارب اکتیس کروڑ پچاسی لاکھ روپے ہے۔ اس لحاظ سے ترقیاتی کاموں پر خرچ ہونے والی رقم میں اضافہ کی شرح ۱۵۔۲۵۴ فیصد ہے۔ یا الفاظ دیگر سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء میں ترقیاتی کاموں پر اخراجات چورانوے کروڑ باسٹھ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا جہاں تک سوال کے دوسرے حصے کا تعلق ہے یہ اس عرصہ میں مجموعی طور پر پانچ ارب باون کروڑ اکتیس لاکھ روپے ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوا۔

متعلقہ بلدیاتی اداروں نے اپنے اپنے علاقے میں ترقیاتی اخراجات کی رقوم عوامی

بہبود کے منصوبہ جات مثلاً گلیاں اور نالیاں پختہ کرنا، سڑکات تعمیر کرنا، ڈسپنسریاں، سکول، ہسپتال، ہیلتھ سنٹر، لائبریریاں اور واٹر سپلائی کے منصوبہ جات کی تعمیر پر خرچ ہوئے ہیں۔

(د) موجودہ بلدیاتی اداروں کا دور ۱۹۷۹ء سے شروع ہوا اس سے قبل ان اداروں کے ایڈمنسٹریٹرز حکومت کے نامزد کردہ افسران ہوا کرتے تھے اور اس دور کی کارکردگی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ سال ۷۹-۱۹۷۸ء میں دو ہزار چار سو چھیالیس ۲۴۴۶ بلدیاتی اداروں کی مجموعی آمدنی ۹۶ کروڑ چھیالیس لاکھ روپے تھے جبکہ اس میں سے اٹھائیس کروڑ ترسٹھ لاکھ روپے کی رقم ترقیاتی کاموں پر صرف کی گئی۔

(ہ) ایڈمنسٹریٹر صاحبان کے دور میں مختلف افسران کے خلاف ۲۳ انکوائریاں عمل میں لائی گئیں جس میں سے ایک ایڈمنسٹریٹر کو جبری طور پر ریٹائر کیا گیا جبکہ باقی مقدمات یا انکوائریوں میں سے ملزمان کو بری کر دیا گیا۔

نیو کوثر آباد کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے اقدامات

*1544 بیگم بشریٰ رحمان۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ۳۷ گھرانوں پر مشتمل محلہ نیو کوثر آباد اے بلاک عقب گورنمنٹ صابریہ سراجیہ ہائی سکول نمبر ۲ سپیلہ کالونی نمبر ۲ فیصل آباد کچی آبادی کے پاس جو کم و بیش ۵۰۰ افراد پر مشتمل ہیں عرصہ بیس بائیس سال سے زندگی کی جملہ آسائشوں سے محروم ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس آبادی میں نہ تو پینے کے پانی کا کوئی انتظام ہے نہ ہی نکاس آب کا کوئی بندوبست ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس آبادی میں سیوریج کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے اور نہ ہی سٹریٹ سولنگ کی ہوئی ہے جس کے باعث بارشوں کا سارا پانی نیچی جگہ پر آباد آبادی کے گھروں میں جمع ہو جاتا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کچی آبادی کو حکومت کی طرف سے عائد کردہ کچی آبادی کے لئے تمام شرائط پوری ہونے کے باوجود تاحال اہالیان آبادی کو حقوق ملکیت عطا نہیں ہوئے۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کچی آبادی کے مکینوں کو حقوق ملکیت عطا کئے جانے کے علاوہ مذکورہ بالا آسائشوں کا بھی بلا تاخیر اہتمام کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ بھی درست ہے۔

(د) جی درست ہے کہ اہالیان آبادی مذکورہ کو حقوق ملکیت فی الحال نہیں دیے گئے ہیں۔

(ہ) اس آبادی کا سروے جناب وزیر اعظم پاکستان کے اعلان مورخہ ۷ اپریل ۱۹۸۶ء کے تحت فیصل آباد ترقیات ادارہ نے مکمل کر لیا ہے کیونکہ یہ آبادی ۲۴ مارچ ۱۹۸۵ء سے پہلے کی معروض وجود میں ہے۔ آبادی کے تحت آنے والی زمین کی منتقلی کا کیس مکمل کر کے حکومت کو عنقریب ارسال کیا جاوے گا جس پر مزید کارروائی کی جاوے گی۔ محکمانہ کارروائی مکمل کرنے کے بعد اہالیان آبادی کو مالکان حقوق دے دیے جائیں گے۔ ایف۔ ڈی۔ اے کارروائی کر رہی ہے جس کی تکمیل پر بورڈ آف ریونیو کو کیس برائے منتقلی زمین ارسال کیا جاوے گا۔

اقبال لائبریری روڈ جہلم پر مکین مہاجرین کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے اقدامات

*1545 بیگم بشریٰ رحمان۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اقبال لائبریری روڈ جہلم میں مہاجرین جموں وکشمیر ۱۹۴۷ء سے کچھ غیر مسلموں کے پلاٹوں پر اپنی جھگیاں بنا کر سر چھپائے بیٹھے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان پلاٹوں کی ملکیت غیر مسلم تارکین کی ہونے کے باوجود محکمہ اوقات متذکرہ قابضین سے کرایہ وصول کر رہا ہے۔

(ج) کیا یہ حکومت جناب وزیر اعظم کے پالیسی بیان کے مطابق مندرجہ بالا جھگیوں کو کچی آبادی قرار دینے اور اس کے مکینوں کو حقوق ملکیت دینے کو تیار ہے اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ جائیداد محکمہ متروکہ وقف املاک بورڈ، حکومت پاکستان کے زیر انتظام ہے۔ غیر مسلم تارکین کی ملکیت نہیں ہے۔

(ج) یہ آبادی ۵ (پانچ) گھروں پر مشتمل ہے۔ جناب وزیر اعظم پاکستان کے مورخہ ۷ اپریل ۱۹۸۶ء کے مطابق کچی آبادی کم از کم چالیس گھروں پر مشتمل ہونی چاہیئے اس لئے یہ آبادی کچی آبادی نہیں کہلا سکتی، اس لئے اس کو کچی آبادی قرار نہیں دیا جا سکتا کہ نہ ہی حقوق ملکیت دیے جا سکتے ہیں۔

کارپوریشن ٹیوب ویل سے پانی کی فراہمی

*1549 جناب سعید احمد قریشی۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملتان شہر چوک شہداں میں کارپوریشن نے ایک ٹیوب ویل شہر میں پانی کی سپلائی کے لئے لگوایا تھا مگر ابھی تک اس ٹیوب ویل سے پانی سپلائی نہیں کیا جا رہا ہے

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے اور کب تک

اس سے پانی کی سپلائی شروع کی جائے گی۔

وزیر مقامی و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی ہاں

(ب) چوک شہداں ملتان میں میونسپل کارپوریشن نے شہریوں کو پینے کا پانی جاری کرنے کے لئے ایک ٹیوب ویل لگایا گیا ہے۔ جو کہ جون ۱۹۸۷ء کو مکمل طریقے سے سرانجام دے رہا ہے۔

ملتان میں ڈسپنسری کا اجراء

*1550 جناب سعید احمد قریشی۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چوک شہداں ملتان شہر میں ایک ڈسپنسری محکمہ لوکل گورنمنٹ کے تحت مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس ڈسپنسری کا اجراء کر رہی ہے۔؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) ڈسپنسری چوک شہداں ملتان کئی سالوں سے منظور شدہ ہے اور کام کر رہی ہے ایک ہم وقتی ڈاکٹر جو ایم۔ پی۔ بی ایس ہے وہاں تعینات کیا گیا ہے۔ پچھلے سال کے بجٹ میں دو کمروں کے اضافے کے لئے رقم مختص کی گئی تھی۔ تاکہ عورتوں کے لئے زچہ و بچہ سنٹر قائم کیا جا سکے ان دو کمروں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے سٹاف کی بھرتی اور دیگر لوازمات کا انتظام کیا جا رہا ہے اور امید ہے کہ یہ سنٹر ایک ماہ کے اندر کام شروع کر دے گا۔

(ب) پیرا (الف) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

میزانیہ ۱۹۸۶-۸۷ء میں ضلع کونسلوں کے دفاتر کیلئے رقوم کی فراہمی

*1552 جناب غلام سرور خان ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ۱۹۸۳ء کے بعد جو نئی یونین کونسل وجود میں آئی ہیں ان کے دفاتر کے لئے ۸۷-۱۹۸۶ء کے بجٹ میں کوئی رقم رکھی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو راولپنڈی ضلع کی کتنی اور کونسی یونین کونسلوں کے لئے رقم رکھی ہے؟۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی نہیں سالانہ ترقیاتی پروگرام ۸۷-۱۹۸۶ء میں ایسی یونین کونسلوں کے لئے جو ۱۹۸۳ء کے لوکل کونسلز کے بعد معرض وجود میں آئی ہیں دفاتر کی تعمیر کے لئے رقم مختص نہیں کی گئی۔

(ب) راولپنڈی ضلع کی نئی یونین کونسلوں کے دفاتر کی تعمیر کے لئے موجودہ سال کے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں ہے۔ جیسا کہ جزو (الف) میں بیان کیا گیا ہے۔

یونین کونسلوں کے ہیڈ کوارٹروں تک پختہ سڑک کی تعمیر

*1553 ۔ جناب غلام سرور خاں ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹر تک پختہ سڑک تعمیر کی جائے گی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو اسی سال راولپنڈی ضلع کی کتنی یونین کونسلوں کے ہیڈ کوارٹروں تک پختہ سڑکوں کی تعمیر ہوگی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جناب وزیر اعظم پاکستان نے مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء کو اپنے اقتصادی اور

معاشرتی ۵ نکاتی پروگرام کے تحت یہ ہدایات جاری کیں کہ دیہی سڑکات کی تعمیر کے ضمن میں ایک پانچ سالہ ماسٹر پلان تیار کیا جائے جو کہ یونین کونسلوں کے ہیڈ کوارٹروں کو پختہ سڑک سے ملانے پر مشتمل ہو۔

مندرجہ بالا احکام موصول ہونے پر محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے ایک پانچ سالہ ماسٹر پلان تیار کیا ہے جو کہ جملہ یونین کونسلوں کے ہیڈ کوارٹروں کو پختہ سڑک سے ملانے پر مشتمل تھا۔ سڑکات کا پانچ سالہ منصوبہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۵ء کو ارسال کیا گیا۔

(ب) مجوزہ پانچ سالہ منصوبہ میں ضلع راولپنڈی کی ۴۲ یونین کونسلوں کے ہیڈ کوارٹروں کو پختہ سڑک سے ملانے کا پروگرام شامل ہے۔ ایسی سڑکات کی کل لمبائی ۱۴۰ میل ۳ فرلانگ بنتی ہے جس کا تخمینہ لاگت مبلغ ۴۷،۳۶۰ لاگت روپے لگایا گیا ہے لیکن ۸۷-۱۹۸۶ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شعبہ دیہی ترقی ( ) کے تحت یونین کونسلوں کے ہیڈ کوارٹروں کو ملانے والی سڑکات کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔

راولپنڈی میں لوکل گورنمنٹ کے دفاتر میں ملازمین کی بھرتی

*1554 جناب محمد یامین۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ راولپنڈی ڈسٹرکٹ میں ڈی۔ ایل۔ جی اور اے۔ ڈی۔ ایل جی کے دفاتر اور ان کے ماتحت دوسرے محکموں میں سال رواں میں لوئر درجہ کے کتنے ملازمین (نیشنل پے سکیل ۵ سے لیکر سکیل ۲ تک) بھرتی کئے گئے اور ان کا تعلق کونسے ڈسٹرکٹ / ڈویژن سے ہے اس طرح بھرتی ہونے والوں کی مکمل فہرست بمعہ ایڈریس مہیا کی جائے۔؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

دوران سال رواں راولپنڈی ڈویژن میں ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ڈویلپمنٹ اور

اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ و رورل ڈویلپمنٹ اوران کے ماتحت مندرجہ ذیل اسامیاں پر کی گئی ہیں۔

تعداد اسامی جو پُر کی گئیں	نام دفتر جن میں تعیناتی کی گئی	نام اسامی معہ گریڈ	بھرتی کیے جانے والے کا مکمل پتہ معہ ڈومیسائل (ضلع وڈویژن
۱	۲	۳	۴
رورل ڈویلپمنٹ ۱	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ و رورل ڈویلپمنٹ جہلم	سٹینوگرافر گریڈ ۱۲	طاہر محمد بٹ ولد راجہ محمد اکرم سادات کالونی جہلم (راولپنڈی)
ایضاً ۱	رورل ڈویلپمنٹ مرکز کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی	اکاؤنٹس کلرک گریڈ ۷	محمد مرتضیٰ ولد عبدالرحمن ساکن پوہ خنڈی کوٹلی ستیاں تحصیل مری ضلع راولپنڈی
ایضاً ۱	رورل ڈویلپمنٹ مرکز چھب ضلع اٹک	ایضاً	فیاض احمد ولد احمد خان کہنی جنڈ ضلع اٹک راولپنڈی
لوکل کونسل ۱ سروس	ضلع کونسل اٹک	سب انجینئر گریڈ ۱۱	ناصر حفیظ قیصر ولد حفیظ احمد نزد غوثیہ مسجد منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات (گوجرانوالہ)
ایضاً	میونسپل کمیٹی جہلم	ایضاً	خاور حسین ولد محمد یعقوب مکان نمبر ۳۵۱ ڈھوک جمعہ ضلع جہلم راولپنڈی

چیئرمین ضلع کونسل لیہ کے خلاف بدعنوانیوں کی تحقیقات

*1563 ملک غلام حیدر تھند۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک درخواست بر خلاف چیئرمین ضلع کونسل لیہ پر چیف منسٹر کے حکم پر انکوائری ہوئی جو درست ثابت ہوئی جس پر وزیر اعلیٰ نے حکم دیا کہ چیئرمین ضلع کونسل لیہ کے خلاف دفعہ ۲۹ کے تحت کارروائی کی جائے اور ضلع کونسل لیہ کا سپیشل آڈٹ کیا جائے۔

(ب) کیا وجہ ہے کہ آج تک وزیر اعلیٰ کے حکم کے باوجود سپیشل آڈٹ نہیں ہوا ہے۔

(ج) آیا زیر دفعہ ۲۹ مذکورہ چیئرمین کے خلاف کارروائی ہوئی تو کیا نتیجہ نکلا۔ اگر نہیں ہوئی تو کیا حکومت اس بارہ میں کچھ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) حسب حکم جناب وزیر اعلیٰ پنجاب محکمہ آڈٹ کو سپیشل آڈٹ کے لئے لکھا گیا تھا جس کی رپورٹ بھی موصول ہو چکی ہے۔ رپورٹ کی روشنی میں مزید کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ج) چیئرمین ضلع کونسل لیہ کے خلاف زیر دفعہ ۲۹ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۱۹۷۹ء کارروائی کی جا رہی ہے اور اس وقت یہ کارروائی پنجاب لوکل کونسلز (ایلیجڈ چیئرمین۔ وائس چیئرمین ممبرز) رولز ۱۹۸۲ء کے تحت زیر تحقیقات ہے اور ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ بہاولپور تحقیقات کر رہے ہیں۔ تحقیقاتی رپورٹ موصول ہونے پر اس کی روشنی میں مزید کارروائی کی جائے گی۔

ضلع کونسل لیہ کے چیئرمین کے خلاف تحقیقات

*1564 ملک غلام حیدر تھند۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل لیہ کے کل ۱۷ ممبران میں ان تمام نے متفقہ رائے سے ضلع کونسل کا سالانہ ترقیاتی پروگرام اے۔ڈی۔پی برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء منظور کیا اور اس کے لئے ترجیحات بھی مقرر کیں اور طے پایا کہ ترجیح نمبر سے کام شروع کیا جائے گا جس نمبر پر ضلع کونسل میں ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص رقم ختم ہو جائے گی۔ اس نمبر سے آگے ترجیحات کو منسوخ تصور کیا جائے گا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ۸/۷ ماہ تک چیئرمین ضلع کونسل نے رولز اور ضلع کے عوام کی فلاح کا خیال کئے بغیر ترقیاتی سکیم ہائے یعنی اے۔ڈی۔پی۔ سال ۸۶-۱۹۸۵ء پر عملدرآمد شروع نہ کیا حالانکہ ضلع انجینئر نے تمام اسٹیمیٹ بنا کر چیئرمین کے حوالے کر دیے تھے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ آٹھ ماہ بعد اچانک چیئرمین ضلع کونسل نے ایک اجلاس بلا کر صرف اکثریت کی رائے سے اے۔ڈی۔پی سال ۸۷-۱۹۸۶ء کی ترجیحات کو بدل دیا اور نمبر ا ترجیح سے شروع کرنے کی بجائے آخری ترجیح سے کام شروع کرا دیا جس کی فوری اطلاع وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کو ایک درخواست کی صورت میں دی گئی جس میں یہ استدعا کی گئی تھی کہ ۱۷ میں سے ۸ ممبران کے حلقوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور زیر تعمیر سڑکات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ ایسے منصوبہ جات مثلاً ۱۲ ایف۔ڈی اے تا حافظ آباد روڈ جو دونوں طرف سے شروع ہوئی تھی اور صرف درمیان میں دو فرلانگ بقایا رہ گئی تھی اس کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر موصوف کمال مہربانی سے ریکارڈ طلب کر لیا اور انصاف کی یقین دہانی کرائی کہ ضلع کے آٹھ یعنی آدھے ضلع کو نظر انداز نہ کرنے دیا جائے گا۔ اور حکم امتناعی بھی جاری فرمایا مگر حکم امتناعی کے باوجود کام جاری رہا۔

(ر) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت متذکرہ ضلع کونسل کے چیئرمین کے خلاف حکم امتناعی کی خلاف ورزی کرنے اور نظر انداز کردہ آٹھ حلقوں کے بارے

میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مقامی و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) جی ہاں ضلع کونسل لیہ کے جملہ سترہ ارکان نے ضلع کونسل ہذا کا سالانہ ترقیاتی پروگرام ۸۶-۱۹۸۵ء متفقہ طور پر ۲۶ جون ۱۹۸۵ء کو منظور کیا تھا۔ یہ ترقیاتی پروگرام ایک کروڑ ۴۷ لاکھ روپوں کا تھا اور فیصلہ کے مطابق مبلغ ۵۴،۱۷،۱۷۱ روپے سالانہ بجٹ سے خرچ کئے جانے تھے اور باقی ماندہ رقم مبلغ ۷۶،۵۰،۰۰۰ روپے کے ترقیاتی منصوبے ترمیمی بجٹ میں شامل کر کے اور آخری بقایا Closing Balance سے پورے ہوئے تھے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ ضلع کونسل لیہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام پر ترمیمی بجٹ کی منظوری سے پہلے عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ جولائی تا دسمبر ۱۹۸۵ء کے درمیانی عرصہ میں ۸۶-۱۹۸۵ء کے منظور شدہ ترقیاتی بجٹ کا تقریباً ۵۳ فیصد ۱۹۸۴-۸۵ء کی واجب الادا رقم پر خرچ کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ انجینیر نے تمام منظور شدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے منصوبہ جات کے تخمینے مرتب کر کے چیئرمین ضلع کونسل کو پیش کر دیے تھے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ ضلع کونسل لیہ کا اجلاس اچانک طلب کیا گیا تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اجلاس کے لئے باقاعدہ نوٹس ۸۵-۱۲-۲۹ کو جاری کیا گیا تھا اور ۵½ کو منعقدہ اجلاس میں سترہ ارکان ضلع کونسل میں سے گیارہ ارکان حاضر تھے۔ یہ بات درست ہے کہ جناب غلام حیدر تھند ممبر صوبائی اسمبلی نے اس ضمن میں صوبائی وزیر بلدیات سے ایک تحریری شکایت کی تھی جس پر انہوں نے مورخہ ۸۶-۱-۲۷ کو حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے فوری تحقیقات کا حکم بھی دیا۔ جہاں تک سڑک چک نمبر ۱۲۴ ٹی ڈی۔ اے حافظ آباد کا تعلق ہے یہ سڑک ۸۶-۱۹۸۵ء کے ترمیمی بجٹ میں زیر غور نہیں لائی گئی۔ یہ سڑک ۸۵-۱۹۸۴ء سے زیر تعمیر تھی اور اس کا جزوی حصہ نامکمل تھا۔

(د) جی ہاں محکمہ بلدیات کی ہدایات پر مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۸۶ء کو حکم امتناعی جاری کیا

تھا تا کہ شکایت پر ضروری کارروائی ہو سکے۔ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے پانچ فروری ۱۹۸۶ء کو اپنی تحقیقاتی رپورٹ حکومت کو پیش کرتے ہوئے رائے دی کہ ضلع کونسل اپنے بجٹ اور سالانہ ترقیاتی پروگرام کو منظور کرے اور اس میں ترمیم کرنے کی مجاز ہے۔ ضلع کونسل نے اپنے بجٹ میں ترمیم کرتے ہوئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں بھی ترمیم کر دی۔ اس اجلاس کا کورم in order تھا اور ایجنڈے پر موجود معاملات کو متفقہ طور پر طے کیا گیا۔ فنانس اور پلاننگ سب کمیٹی کو ترمیمی بجٹ/ترمیمی سالانہ ترقیاتی پروگرام کو تشکیل دیتے وقت شامل کیا گیا تھا۔ کسی جاری شدہ سکیم کو سالانہ ترقیاتی پروگرام سے خارج نہیں کیا گیا۔ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ نے وضاحت کی کہ مورخہ ۵ر جنوری ۱۹۸۶ء کو منظور کئے گئے ترمیمی سالانہ ترقیاتی پروگرام کے سلسلے میں منصوبہ جات کی ضروری منظوری اور معاہدات (agreements) کا عمل شروع ہو چکا ہے اور ترقیاتی کاموں پر عمل درآمد بھی کیا جا رہا ہے۔

حکومت ضلع کونسل لیہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کو مزید معرض التوا میں رکھنا مناسب نہیں سمجھا کہ مفاد عامہ کی سکیموں پر جلد از جلد عمل درآمد کرایا جا سکے۔ ان حالات میں حکم امتناعی واپس لے لیا گیا۔

۸/۷ ماہ تک سالانہ ترقیاتی منصوبہ کو التوا میں رکھنے کے سلسلہ میں چیئرمین ضلع کونسل لیہ کے خلاف ابتدائی تحقیقات ڈائریکٹر فنانس لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس مجریہ ۱۹۷۹ء کے تحت انکوائری کر رہے ہیں۔ اس کارروائی کے بعد مزید کوئی انضباطی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔

سالانہ میلہ اسپاں و مویشیاں لاہور کے موقع پر بلدیاتی اداروں کی جانب سے اخباری اشتہارات کی اشاعت پر کئے گئے اخراجات کی تفصیل

★ 1613 جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ

(الف) سالانہ میلہ اسپاں و مویشیاں لاہور کے موقع پر صوبہ کے کن کن بلدیاتی اداروں نے اخبارات میں اشتہار شائع کروائے۔

(ب) ہر بلدیاتی ادارہ نے ان اشتہارات کا کتنا خرچہ برداشت کیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا خرچہ سے بلدیاتی اداروں کا کوئی مفاد وابستہ نہیں تھا اور نہ ہی ایسے موقعوں پر اخبارات کو اشتہار جاری کرنا بلدیاتی اداروں کے فرائض میں شامل ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو ایسے غیر ضروری اخراجات کی منظوری کس نے عطا فرمائی اور اس کا کیا جواز ہے۔

(د) کیا کسی بلدیاتی ادارے نے اپنے سالانہ میزانیہ میں متذکرہ بالا کے لئے کوئی رقم مختص کی تھی اگر جواب ہاں میں ہے تو کون کونسے ادارے نے کتنی کتنی رقم مختص کی تھی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری پرویز الٰہی)

(الف) سالانہ میلہ اسپاں و مویشیاں لاہور ۱۹۸۶ء کے موقع پر صوبہ کے درج ذیل بلدیاتی اداروں کی طرف سے اشتہارات شائع کروائے گئے۔

۱۔ میونسپل کمیٹی جلالپور جٹاں	۶ فروری ۱۹۸۶ء
۲۔ میونسپل کمیٹی لالہ موسے	۷ فروری ۱۹۸۶ء
۳۔ میونسپل کمیٹی ڈسکہ	۸ فروری ۱۹۸۶ء
۴۔ میونسپل کمیٹی نارووال	۱۱ فروری ۱۹۸۶ء
۵۔ میونسپل کمیٹی بھلوال	۱۴ فروری ۱۹۸۶ء
۶۔ میونسپل کمیٹی مٹھہ ٹوانہ	۱۸ فروری ۱۹۸۶ء
۷۔ میونسپل کمیٹی جڑانوالہ	۲۱ فروری ۱۹۸۶ء
۸۔ میونسپل کمیٹی گوجرہ	۲۵ فروری ۱۹۸۶ء
۹۔ ضلع کونسل لاہور	۲۶ فروری ۱۹۸۶ء
۱۰۔ میونسپل کارپوریشن لاہور	۲۷ فروری ۱۹۸۶ء

۱۱۔ ضلع کونسل شیخوپورہ ۲۸ فروری ۱۹۸۶ء

۱۲۔ ضلع کونسل سرگودھا ۴ مارچ ۱۹۸۶ء

(ب) ہر بلدیاتی ادارہ کو ان اشتہارات کی اشاعت پر تقریباً ۱۸۴ روپے خرچ کرنا پڑے جبکہ ان بلدیاتی اداروں کو جن کے اشتہارات جمعہ کے روز شائع ہوئے نرخ زیادہ ہونے کے باعث تقریباً ۲۶۲ روپے فی کس خرچ کرنا پڑے۔

(ج) قومی میلہ اسپاں و مویشیاں کا مقصد قومی و ملی اقدار کا فروغ علاقائی اور ثقافتی روایات کو ملک بھر میں متعارف کرانا اور عوام کو صنعتی زرعی اور دیگر شعبہ جات میں ہونے والی ترقی سے روشناس کرانا اور تفریح فراہم کرنا ہے۔ یہی کام بلدیاتی اداروں کے فرائض میں بھی شامل ہے اور وہ اس مقصد کیلئے کثر بلدیاتی ادارے اپنے طور پر مقامی سطح پر میلہ جات کا اہتمام بھی کرتا ہے۔

قومی سطح پر ہونے والے اس میلہ سے ملک کا قومی مفاد وابستہ تھا اس لئے عوام کو اس میں شریک کرنے کے لئے میلہ کی بڑے پیمانے پر تشہیر ضروری تھی۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ہونے والے اخراجات کو غیر ضروری قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ممکنہ ذرائع اور دستیاب وسائل کو قومی میلہ اسپاں و مویشیاں کی تشہیر کے لئے استعمال میں لایا گیا۔ جن میں بلدیاتی اداروں کی مسلسل جانب سے اختیارات میں اشتہارات کی اشاعت بھی شامل تھی ان اشاعت اور ان کے اخراجات کو محکمہ بلدیات نے قانون کے تحت اخراجات کی رو سے جائز (valid charges) قرار دیا تھا۔

(د) بلدیاتی اداروں نے قومی میلہ اسپاں و مویشیاں برائے سال ۱۹۸۶ء کی تشہیر کے لئے اور میزانیہ میں کوئی رقم مختص نہیں کی تھی۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ یہ ہمارے پاس کچھ تحاریک استحقاق ہیں جو معزز اراکین اسمبلی کی غیر حاضری کی صورت میں ملتوی ہوگئی تھیں ان میں سب سے پہلے جناب اللہ یار چشتی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

ڈپٹی ڈائریکٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا ایم پی اے کی تصدیق تسلیم کرنے سے انکار

جناب اللہ یار خشی۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ پر جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے، کو پیش کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میری خواہر نسبتی مسز رخسانہ بیگم نے اپنا مختار نامہ پردہ دار خاتون ہونے کے باعث ایک شخص مسمی سلطان گل کو دیا ہوا ہے۔ میں اور مسٹر سلطان گل کچھ کاغذات رجسٹریشن کے لئے لے کر مسٹر ممتاز ڈپٹی ڈائریکٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ٹاؤن شپ لاہور کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا کہ ان کاغذات پر خاتون مذکورہ کے دستخط کروا کر آپ تصدیق کر دیں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور میرے ایک عزیز لیفٹیننٹ کرنل پرویز اور میں خود سلطان گل کے ہمراہ ڈپٹی ڈائریکٹر مذکور کے دفتر مورخہ ۱۹۸۶-۷-۷ کو گئے مگر ڈپٹی ڈائریکٹر مذکور نے مزید کارروائی کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے آپ کی تصدیق تسلیم نہیں ہے اور آپ اپنی خواہر نسبتی کو میرے روبرو یہ نفس نفیس پیش کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ پردہ نشین خاتون ہیں۔ لہٰذا وہ ذاتی طور پر نہیں آسکتیں مگر ڈپٹی ڈائریکٹر مذکور اپنی بات پر مصر رہے حالانکہ متعلقہ قوانین کے تحت اس تصدیق اور میری ذاتی حاضری کے باعث خاتون مذکور کا ذاتی طور پر پیش ہونا بے معنی ہو جاتا ہے خصوصاً جب کہ ان کی طرف سے مختار نامہ بھی جاری ہو گیا ہو۔ میں نے جب ان کو دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کی تو وہ برہم ہو گئے اور اسمبلی کے ممبران کے خلاف سخت نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ بلکہ مجھے یہاں تک کہا کہ آپ میرے دفتر سے فوراً نکل جائیں۔ اس جائز اور قانونی مسئلہ پر افسر مذکور کے رویے سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میں استدعا کرتا ہوں کہ اس تحریک کو منظور فرما کر اس پر بحث کی جائے اور مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے

جناب سپیکر۔ لا منسٹر صاحب۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! اس سے پیشتر کہ متعلقہ وزیر اس کا جواب دیں میرا اس تحریک پر ایک قانونی اعتراض ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ آئین کے تحت ان کو یہ استحقاق نہیں دیا گیا کہ وہ دفتروں میں جا کر اپنے ذاتی کام کے لئے استحقاق کو استعمال کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس استحقاق کے متعلق بڑے سخت رولز ہیں جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں پہلے تو جناب قاعدہ نمبر ۵۵ ہے۔

Rule 55 (i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;

اس پہ جناب والا آپ کی یہ رولنگ ہے کہ

The Speaker, however held that an assault or misbehaviour with a Member unconnected with Parliamentary work or discourtesy by the Police Officers of the Government are not matters of privilege. Such complaints should be referred by the Members to the Minister concerned.

اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ کو یہاں اٹھانے کی بجائے متعلقہ وزیر کو درخواست دیں اور شکایت کریں۔ جو بھی متعلقہ وزیر ہو گا وہ وزیر اس پر ایکشن لے گا۔

میاں فضل حق۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ اس پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں

میاں فضل حق۔ جی سر!

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمایئے۔

میاں فضل حق۔ جناب والا! جو تحریک انہوں نے پیش کی ہے اور اس کے وزیر قانون نے جو کچھ اس پہ کہا ہے اس کی ہمیں کچھ سمجھ نہیں آئی سب سے بڑی مشکل تو یہ ہے۔

وزیر قانون۔ میں ان کو دوبارہ جواب دے دیتا ہوں۔ کیونکہ جواب ان کی مرضی کے خلاف ہے اس لئے یہ کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز! (شور) جناب فضل حق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہے ہیں۔

میاں فضل حق۔ باقی ممبران بھی جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ میری تائید کر رہے ہیں۔ راجہ صاحب

صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے ہمیں تو اس کی کچھ سمجھ نہیں آئی۔ اگر ٹرجمے کی بات ہے تو ترجمہ کس چیز کا ہم ان سے کروائیں۔ مقصد یہ ہے کہ جو کچھ ممبر نے کہا ہے اس پہ قانونی اعتراض انہوں نے اٹھایا ہے۔ ہمیں اس قانونی نکتے کی وضاحت کر دیں۔ اس کے بعد پھر اس کے اوپر بحث ہو کہ اسے admit کرنا چاہیئے کہ نہیں کرنا چاہیئے سا ور راجہ صاحب سے آپ کی وساطت سے درخواست ہے کہ تھوڑا سا آہستہ بولیں اور صاف صاف بولیں تاکہ ہم سمجھ سکیں۔ بڑی مشکل یہ ہے کہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میں نے عرض یہ کی تھی کہ یہ آئین کی پروویژن کے مطابق نہیں ہے جو یہاں پہ معزز ممبر نے تحریک استحقاق میں مانگی ہے۔ اس کے متعلق متعدد رولنگز ہیں کہ یہ کوئی آئینی تحفظ یا استحقاق نہیں ہے۔ اس پہ میں نے رولنگ پڑھ کے سنائی تھی وہ بڑی واضح ہے۔

"The Speaker, however heid that an assault or misbehaviour with a Member unconnected with Parliamentary work, or discourtesy by the Police Officer or Officers of the Government are not matters or privilege. Such complaints should be referred by the Members to the Minister concerned."

میاں صاحب سن لیں شاید آپ کو سمجھ آ جائے

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون صاحب تشریف رکھیں۔ یہ رولنگ آپ پہلے بھی پڑھ چکے ہیں۔ اس کی admissibility کے بارے میں جناب وزیر قانون صاحب نے ارشاد فرمایا ہے۔ میاں صاحب آپ اس سلسلہ میں کچھ فرمانا چاہیں گے۔

میاں فضل حق۔ سر اس کی admissibility کے متعلق تو بات بعد میں آئے گی میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ جو راجہ صاحب نے کہا ہے کیا آپ نے اسے follow کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ جی میں نے follow کر لیا ہے۔۔۔۔۔ جناب میاں ممتاز متیانہ صاحب۔

میاں ممتاز احمد متیانہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر۔ صرف admissibility کے بارے میں بات کریں۔

میاں ممتاز احمد متیانہ۔ مجھے وزیر قانون صاحب کی دلیل پہ انتہائی افسوس ہوا ہے کہ انہوں نے ایک ممبر کی جائز بات کو یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ اس کی admissibility نہیں بنتی۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اگر کسی منسٹر صاحب کو کہا جائے کہ اپنی والدہ کو یہاں لا کر پیش کر دیں تو کیا پھر بھی admissibility پہ بات کی جائے گی میں حیران ہوں کہ ہمارے یہ ممبران منسٹر بن کر اپنے آپ کو اراکین کی لسٹ میں نہیں سمجھتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ کس ممبر کا کیا استحقاق مجروح ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دفتر میں جا کر ایک قانونی اور جائز حق مانگے اور اس کو بے عزت کر کے نکال دیا جائے کہ جائیں جو کچھ ہمارا کرنا ہے کر لیں۔

جناب سپیکر! میں حیران ہوں کہ ہم ڈیڑھ سال کا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی وہیں کھڑے ہیں، جہاں سے ہم نے سفر کا آغاز کیا تھا۔ پورے ڈیڑھ سال سے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ان افسران کے دماغ ٹھکانے لگائے جائیں۔ ان افسران کو عوامی نوکر بنا کر رکھا جائے نہ کہ حکمران بنا کر۔ لیکن ڈیڑھ سال کے دوران ہم نے یہ محسوس کیا کہ ان کی بات میں ان کے کردار میں اور ان کے عمل میں رتی بھر فرق نہیں آیا۔ ہم اس ایوان کے سامنے اپنی آرزوئیں اپنی گفتگو اور اپنی معروضات پیش کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ میاں صاحب مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم کونسا طریقہ اختیار کریں کہ ان کے دماغ ٹھکانے لگائے جائیں۔ یقیناً وہ طریقہ ہم اختیار کرنے کو تیار ہیں۔ میں نے جناب کی وساطت سے اپنے ساتھیوں سے یہ بھی اپیل کرنی ہے کہ اگر ایوان کے یہ لوگ، یہ وزراء ہمارا ساتھ نہیں دیتے تو ہمیں اپنے حقوق کے لئے دست بدست لڑائی کرنا ہوگی۔ پھر میں دیکھوں گا کہ کس طرح وہ ہمارے حقوق کی پرواہ نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! میں حکومت وقت سے یہ توقع کرتا ہوں کہ اب وہ کم از کم کسی معزز رکن کے استحقاق کو مذاق نہ بنائیں۔ بہت ہو چکا، اب ہم یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ہمارے کسی رکن کے ساتھ زیادتی ہو اور ہم اسے admit کرا کے بھول جائیں کہ اس کا کیا انجام ہوا۔ اور میں جناب کی وساطت سے استحقاق کمیٹی سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ بھی ایوان کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے کہ اس نے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں

معزز ارکان کے استحقاق کے تحفظ کے لئے کتنے افسران کے خلاف کارروائی کی ہے۔ لہٰذا جناب سپیکر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس سے بڑی زیادتی نہیں ہو سکتی کہ اس کی کسی پردہ دار خاتون کو بیماری کی حالت میں یہ اس کی والدہ کو کہا جائے کہ ہمارے سامنے پیش کریں۔ یہ ہر صورت زیادتی بنتی ہے۔ تحریک کو اس ایوان میں admit کر کے اس معزز ایوان کو اختیار دیا جائے کہ اس پر بحث کرے اور اس پہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب تشریف رکھیں، میاں صاحب تشریف رکھیں۔ مخدوم صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ اس مسئلے کے حق میں یا اس کے خلاف جتنی بھی باتیں ہو سکتی ہیں وہ آپ کا حق ہے۔ لیکن سب سے پہلے اس بات کا فیصلہ ہو جانا چاہیئے کہ آیا یہ تحریک استحقاق رولز کے مطابق ہے یا نہیں۔ کیونکہ جناب وزیر قانون نے اس پہ اعتراض کیا ہے یہ تحریک استحقاق رولز کے مطابق نہیں ہے اور یہ breach of privilege نہیں ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جن کے خلاف یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے ان کا attitude کیا ہے اور آپ کا استحقاق کیا ہے۔ اس پہ آپ جتنی چاہیں باتیں کر سکتے ہیں لیکن ابھی تو اس کی admissibility پہ فیصلہ ہونا باقی ہے۔ جس وقت اس کی admissibility یہ فیصلہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد بعد آپ بات کریں تو میں جناب ملک اللہ یار خاں صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ admissibility کے بارے میں بات کریں۔

ملک اللہ یار خان۔ جناب والا مجھے نہایت افسوس ہے کہ جناب وزیر قانون نے قاعدہ ۵۵ کی شق ایک کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش نہیں کی میں ان کی توجہ کے لئے اسے متواتر پڑھتا ہوں۔

Rule 55 (i) The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;

تو جناب والا یہ تحریک استحقاق جو معزز رکن نے پیش کی ہے ایک قانون کے تحت ان کا یہ حق بنتا ہے اور وہ قانون جو اس وقت رائج ہے اس کے تحت کسی فرد

اور کسی بھی شہری کا یہ حق بنتا ہے کہ اگر وہ بذات خود کسی عدالت میں پیش نہیں ہو سکتا تو وہ بذریعہ مختار نامہ کسی آدمی کو اپنا مختار بنا کر اس عدالت میں یا اس اتھارٹی کے پاس بھیج سکتا ہے۔ جو واقعہ ہوا ہے اس میں قانون و قواعد کے تحت ایک خاتون جو درخواست دہندہ تھی ان کو یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ پردہ داری کی وجہ سے اس عدالت میں یا اس افسر کے پاس پیش نہیں ہو سکتی تھیں۔ تو قانون نے ان کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے مختار عام یا مختار خاص کے ذریعے اس عدالت میں پیش ہو سکتی تھیں تو اس صورت میں جناب والا جب قانون نے ایک فرد کو ایک شہری کو یہ حق دیا ہے اور وہ حق اس کو کیا گیا ہے اور وہ حق اس کو نہیں دیا گیا ہے وہ نامنظور کیا گیا ہے تو اس صورت میں یہ تحریک استحقاق قطعی طور پر جائز ہے اور مناسب ہے اور اس تحریک استحقاق پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری اصغر علی صاحب۔

چوہدری اصغر علی۔ جناب والا قانون میں یہ گنجائش موجود ہے کہ اگر کوئی پردہ دار خاتون کسی رجسٹریشن افسر کے سامنے پیش نہ ہونا چاہیئے۔ تو قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ خود رجسٹریشن افسر یا کوئی کمیشن اس پردہ دار خاتون کے پاس چل کر جائے جو اپنے گھر میں پردے یا بیماری کی وجہ سے پڑی ہو اور وہاں جا کر اس کا بیان لے۔ یہ بات قانون میں موجود ہے اس کی رعایت دینے کے لئے ہر عدالت اور ہر رجسٹریشن افسر پابند ہے اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو پھر وہ قانون کی خلاف ورزی کرے گا۔ اگر اس وقت کے افسر نے یہ رعایت اس ہاؤس کے معزز ممبر کو نہیں دی ہے تو انہوں نے اس کا استحقاق بھی مجروح کیا ہے اور قانون کی خلاف ورزی بھی کی ہے۔ میں اس پر اپنی گزارش ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جناب چیمہ صاحب۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا جو مسئلہ آپ کے سامنے پیش ہوا ہے مسئلہ یہ نہیں کہ عورت کا مختار نامہ جائز تھا یا ناجائز تھا۔ مسئلہ تو ممبر کے استحقاق کا ہے جہاں تک قانون کا تعلق ہے کہ اس عورت کا مختار نامہ ٹھیک تھا یا ٹھیک نہیں تھا وہ معاملہ اسمبلی میں اس وقت زیر بحث نہیں آ سکتا۔ مسئلہ صرف ممبر کے استحقاق کا تھا وہ زیر بحث آنا چاہیئے

وزیر قانون صاحب نے جو استدلال پیش کیا ہے قواعد کے مطابق انہیں قواعد کا حوالہ دینا چاہیئے تھا۔ آیا یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں جہاں تک رولنگ کا تعلق ہے ہمیں اس سے سخت اختلاف ہے رولنگ سپیکر کی اسٹیٹ کے لئے دی جاتی ہے جب معاملہ ایڈمٹ ہونے کے بعد زیر بحث لایا جائے جہاں تک اس کی admissibility کا تعلق ہے صرف رولنگ کوٹ ہوں گے رولنگ میں فاضل وزیر قانون کو کہنا چاہیئے تھا کہ کیا یہ نکتہ فوری ہے یا فوری نہیں ہے کیا ممبر کا مسئلہ بنتا ہے یا نہیں۔ رولنگ میں ایسی باتیں نہیں ہیں۔ لہٰذا اصولی طور پر ممبر کی تحریک استحقاق بنتی ہے۔ عالی جاہ یہ ایڈمٹ فرمائی جائے اور یہ معاملہ کمیٹی کو (refer) کیا جائے۔ جہاں تک رولنگ کا تعلق ہے یہ رولنگ اس وقت پیش کر سکتے ہیں جب معاملہ ایڈمٹ ہونے کے بعد جناب کی اسٹیٹس کے لئے اور رول سے supersede نہیں کر سکتی نہ اس کے آپ تابع ہیں نہ کوئی معاملہ ایسا ہے

جناب سپیکر۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب رولنگ کے بارے میں۔ اور admissibility کے بارے میں بات کریں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا یہ جو تحریک استحقاق اس وقت زیر بحث ہے کہ آیا یہ قابل پذیرائی ہے یا نہیں۔ اس کے بارے میں بہت سے اراکین نے جو باتیں کی ہیں، لیکن میں قانون کا حوالہ دیتے ہوئے کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے ہر رکن اسمبلی کو جسٹس آف پیس مقرر کیا ہے۔ اور جسٹس آف پیس کے اختیارات میں یہ بات شامل ہے کہ وہ کسی بھی جگہ کسی بھی خاتون کی کسی بھی مرد کی شناخت کی تصدیق کر سکتا ہے بحیثیت مجسٹریٹ اور اگر وہاں کا ایک فاضل ممبر اپنی ایک قریبی رشتہ دار خاتون کی شناخت کی تصدیق کرنے کے لئے گیا تھا۔ اور اس ڈپٹی ڈائریکٹر نے ان کی اس تصدیق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے تو وہ بطور فاضل ممبر کے بطور جسٹس آف پیس اس کے استحقاق کو مجروح کرنے کا باعث بنے ہیں اس لئے ان کی یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی ہے۔ شکریہ!

جناب وزیر قانون ۔ مجھے افسوس ہے کہ اسمبلی نے مجھے غلط سمجھا ہے۔ میں تو صرف قانون پیش کر رہا تھا اگر اسمبلی بااختیار ہے جس طرح چاہے وہ کر سکتی ہے اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(مختلف آوازیں اور شور)

جناب سپیکر ۔ آرڈر پلیز،

جناب وزیر خزانہ ۔ جناب والا اس معزز ایوان کے اراکین کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ سے یہی درخواست کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو ایڈمٹ کر کے آپ کمیٹی کے پاس بھیج دیں وہیں اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر ۔ جناب وزیر خزانہ مجھے مشورہ دے رہے ہیں کہ میں اسمبلی میں اراکین کے جذبات کو پیش نظر رکھتے ہوئے رولنگ دیا کروں۔

جناب وزیر خزانہ ۔ جناب والا کچھ موقعوں پر جذبات کا بھی احترام کرنا پڑتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجی بھی جا سکتی ہے اور نہیں بھی بھیجی جا سکتی، کیونکہ پورے ہاؤس کی منشا اور توجہ اس میں محسوس ہو رہی ہے اس میں وقت کی بھی بچت ہے اور مسئلہ اس طرح سے حل ہو گا کہ اسے آپ کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ کمیٹی اس پر اپنی رپورٹ مرتب کرے گی۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر میری رائے تو طلب نہیں کی گئی مگر میں خود ہی اپنی رائے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جب کوئی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار جناب کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو جناب کو ان قواعد و ضوابط کی رو سے یہ اختیار ہے اگر جناب مناسب سمجھیں تو اس کو ہاؤس میں بھی زیر بحث لانے کی اجازت فرما سکتے ہیں لیکن یہاں کی روایات ہیں کہ اس متعلقہ وزیر یا قائد ایوان سے رجوع کرنا، آپ فرمائیں کہ کیا کہتے ہیں تو اس کا مطلب یوں ہوتا ہے کہ جناب نے اس تحریک کو اس ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ جب آپ کسی کی رائے طلب فرماتے ہیں تو پھر اجازت دینا یا نہ دینے کا مسئلہ ختم ہو جاتا ہے اور آپ کا وہ حکم حکم ہے اس پر آپ اس سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ کی رائے کیا ہے۔ لیکن اس تحریک

استحقاق کو بغیر رائے شماری کے رد نہیں کیا جا سکتا۔ اب اس ہاؤس کی رائے آپ کے سامنے ہے اور ہمیں احساس ہے کہ سروسز کے بھی کچھ حقوق ہیں ہمیں حدود سے بڑھنا نہیں چاہیئے، عدالتیں، قواعد وضوابط اور قوانین بھی موجود ہیں۔ لیکن جب آپ نے اس مسئلے کو اس ہاؤس میں پیش کر دیا اور اس پر اراکین کی رائے طلب کر لی تو بظاہر اس ہاؤس کی رائے جناب کے سامنے ہے اور جیسے ہم پر لازم ہے کہ آپ کے ہر حکم کی تعمیل اور احترام کریں، اس طرح جناب پر بھی لازم ہے کہ جب آپ اس ہاؤس کے اراکین سے اجازت طلب کریں تو ان کی رائے کا احترام کرنا ضروری ہے۔ (تعرہ ہائے تحسین)

MR. SPEAKER : I hold the motion in order.

ملک اللہ یار خان۔ جناب سپیکر میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس موشن کو اس تحریک کو پرویلج کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور انہیں ہدایت کی جائے کہ ایک ہفتے کے اندر اپنی رپورٹ اس ایوان میں پیش کرے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر ایک ہفتے کا وقت بہت کم ہے اس لئے میری استدعا ہے ہم نے اسمبلی کی کارروائی میں بھی حصہ لینا ہے اس لحاظ سے وقت کو پیش نظر رکھا جائے۔

جناب سپیکر۔ آپ اتفاق کرتے ہیں کہ اس پرویلج موشن کو پرویلج کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

آوازیں۔ جی ہاں

جناب سپیکر۔ اس لئے وقت کچھ زیادہ دے دینا چاہیئے اس کیلئے پرویلج کمیٹی کو ۳۰ دن کا وقت دیا جانا چاہیئے

رانا مقبول محمد خاں۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ہمیں یہ احساس ہے کہ ہماری اسمبلی قانون سازی کے معاملے میں بے اختیار ہے۔ کیونکہ آئین ہمیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ ہم اپنے صوبے کے معاملات کو خود حل کرنے کے لئے کوئی قانون سازی یا ترمیم کر سکیں۔ ہم نے وقت گزارنا ہے جیسے ایک بیکار انسان اپنی زندگی کے دن پورے کرتا ہے اسی طرح سے ہماری صوبائی اسمبلی بھی اپنے ۷۰ دن پورے کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری تحریک استحقاق بھی ہیں۔ تحریک التوائے کار بھی ہیں اور میری ایک رحم کی اپیل بھی جناب سے ہے وہ بھی میں نے پیش کرنی ہے اس لئے جب حکومت کی طرف سے مخالفت نہیں ہو رہی اور وزیر خزانہ نے کہا کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اس کو کمیٹی کے سپرد کر کے دوسری

تحریک لے لیں۔

جناب سپیکر۔ وہ کر چکے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ میں نے یہ کہا ہے کہ یہ بے بس اسمبلی ہے اس کو با اختیار بنانے کے لئے کچھ کیجئے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے معزز بھائی نے سارے ہاؤس کی بے عزتی کی ہے۔ ہم طاقت میں ہیں۔ ہم کسی کے ماتحت نہیں۔ خود دار شہری ہیں اور پنجاب کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ہم پر کسی کا سایہ نہیں جس کو ہم بہتر سمجھتے اس کو لیڈر بناتے ہیں۔ جس کو نہیں سمجھتے اس کو نہیں بناتے۔ ہم ہر لحاظ سے آزاد ہیں۔ کوئی آدمی ہمارے ہاؤس کی مرضی کے مطابق چل رہا یا نہیں ہم کسی کے پابند نہیں ہیں میں استدعا کرتا ہوں کہ رانا صاحب ایسی باتیں نہ کیا کریں جس سے ممبران کی بے عزتی ہو۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا ان کا جواب دینا میرے لئے لازم ہو گیا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ ہم واقعی بے اختیار ہیں با اختیار بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ جناب سید طاہر احمد شاہ۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا مجھے ذاتی وضاحت کے لئے ایک دو منٹ کی اجازت فرمائیں گے۔

جناب سپیکر۔ آپ اپنی پرویلج موشن پیش کریں۔

قانون استحقاقات مجریہ ۱۹۷۲ء کی دفعہ ۸ کی خلاف ورزی

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ ۷ ستمبر۔ ۸ ستمبر اور ۹ ستمبر ۱۹۸۶ء کو سنٹرل اور ہیڈ کوارٹر جیل فیصل آباد کے معائنہ کے لئے دفتری اوقات کے دوران جاتا رہا مگر جیل سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے پہلے دو دن تو مجھے یقین دلایا کہ آپ کو جیل کا معائنہ ۹ ستمبر کو کروائیں گے مگر ۹ ستمبر کو انہوں نے واضح طور جواب دے دیا اور کہا کہ چونکہ ہماری جیل

میں ملک غلام مصطفےٰ کھر صاحب سابق گورنر و وزیر اعلیٰ پنجاب قید ہیں اور ہمیں افسران بالا کا حکم ہے کہ کسی کو بھی جیل میں ڈیوڑھی سے آگے اندر جانے نہ دیا جائے۔

بالآخر ۹ ستمبر کو کافی تکرار کے بعد بھی جب انہوں نے صاف انکار کر دیا تو میں نے انہیں کہا کہ آپ اراکین صوبائی اسمبلی کے قانون استحقاقات مجریہ ۱۹۷۲ء کی دفعہ نمبر ۸ کے تحت دیے گئے میرے قانونی استحقاق کو مجروح کر رہے ہیں۔ اس لئے میں آپ لوگوں کے خلاف اسمبلی میں تحریک استحقاق پیش کروں گا۔ جس پر مجھے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ آپ جو چاہیں کریں ہم آپ کو جب تک غلام مصطفےٰ کھر صاحب ہماری جیل میں ہیں جیل کی انسپکشن نہیں کرنے دیں گے۔ کیونکہ یہ ہمارے افسران بالا کا حکم ہے۔

مندرجہ بالا واقعات کی وجہ سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے میں نے تحریک استحقاق معزز ایوان کے سامنے پیش کر دی ہے اور تمام معزز ممبران سے جناب سپیکر کی وساطت سے استدعا ہے کہ اس ایوان کے وقار کو برقرار رکھنے اور استحقاق کو بحال رکھنے کے لئے اور قانون کی بالادستی قائم کرنے کے لئے میری تحریک استحقاق کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ آپ اور کچھ کہنا چاہیں گے۔

یہ پوائنٹ جو آپ نے پیش کر دی ہے اس میں ساری تفصیل ہے اس میں کچھ اور فرمانا چاہیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ آپ مجھے اجازت دیں گے اگر میری اس تحریک استحقاق کی حکومت کی طرف سے مخالفت کی جائے گی تو پھر میں اپنی معروضات پیش کروں گا۔

جناب سپیکر۔ آپ اس پر ابھی مختصر بیان دے سکتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر جیسا کہ میں نے قانون کے متعلقہ ضابطہ کا حوالہ دیا ہے اور میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں جس طرح موسموں میں قدرتی طور پر تبدیلیاں آتی رہتی ہیں اسی طریقے سے یہ ایک سیاسی عمل ہے کہ جو ماضی میں لوگ حکمران تھے وہ آج حکمران نہیں ہیں اور جو آج حکمران ہیں وہ وقت کے ساتھ ممکن ہے کل حکمران نہ رہیں

عوام کے نمائندوں کی بالادستی ان کے وقار اور قانون کی بالادستی کو برقرار رکھنا حکومت کے ہر چھوٹے بڑے کارندے یا افسر پر لازم ہوتا ہے۔

جناب والا، ایک ہاتھ سے آئین اور قانون کے تحت کچھ اختیارات، کچھ استحقاقات اراکین اسمبلی کو تفویض کئے گئے ہیں۔ یہ بات کس قدر باعث شرم اور باعث افسوس ہے کہ استحقاق کے تحریری قانون کی موجودگی میں حکومت کے بہت چھوٹے کارندے، جو کہ پبلک سرونٹس ہیں، عوام کے خادم ہیں، قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور ناجائز طور پر اپنے افسران بالا اور حکام بالا کی اطاعت اور فرماں برداری کرتے ہیں اور ان کی غیر قانونی احکامات کی تعمیل بھی اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ وہ قانون میں دیے گئے اختیارات کو نظر انداز کر کے قانون کا مذاق اڑاتے ہیں اور قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ امر نہایت افسوسناک ہے۔ اگر ہمیں اس معزز ایوان کے وقار کو بڑھانا ہے۔ اس ایوان کے وقار کی بالادستی کو قائم رکھنا ہے اور اس ایوان کے وقار کو سرکاری اداروں کے افسران اور اہلکاران کی چیرہ دستیوں سے محفوظ کرنا ہے۔ اگر ہمیں اچھی روایات قائم کرنی ہیں اور افسران کو عوام کا خادم بنانا ہے تو ہمیں ان کے خلاف قانون کے تحت دیے گئے اختیارات کے مطابق تادیبی کارروائی کرنی پڑتی ہے۔ یہ کوئی زبانی بات نہیں ہے۔ جیل سے باہر نکلنے پر جب پریس کے نمائندوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے یہ بیان دیا کہ میرے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہے۔ میری بات اخباروں میں جلی سرخیوں کے ساتھ چھپی ہے۔ پھر جب میں نے اسمبلی میں اپنی تحریک استحقاق پیش کر دی تو اس کے بعد بھی، دو تین دن قبل قومی اخبارات میں جلی سرخیوں کے ساتھ میری اس تحریک استحقاق کی اشاعت ہوئی ہے مگر اس وقت تک جیل کے حکام کی طرف سے کسی نے بھی ان خبروں کی تردید نہیں کی یعنی بلا واسطہ طور پر انہوں نے میرے اس الزام کی تصدیق کر دی ہے۔ جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ اس تصدیق کے بعد نہ صرف میرا، بلکہ اس معزز ایوان کے ہر رکن کا اور اجتماعی طور پر ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے میری اس تحریک استحقاق کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

<u>جناب سپیکر</u>: اس پر جناب وزیر قانون یا کوئی صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر جیل خانہ جات:۔ جناب سپیکر، ہر معزز رکن کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے ضلع کی جیل کا معائنہ کر سکے۔ اس ضمن میں اس سال متعدد ممبران نے جیل کا معائنہ کیا ہے۔ تقریبات میں حصہ لیا ہے، تاریخی تقریبات میں حصہ لیا ہے، اور پاسنگ آؤٹ پریڈ میں حصہ لیا ہے۔ لیکن طاہر احمد شاہ صاحب پہلے بھی پانچ سال ممبر رہے ہیں اور اب بھی ممبر ہیں، انہوں نے آج تک جیل کے معائنے کی کبھی کوئی کوشش نہیں کی۔ ریکارڈ سے یہ بات ثابت ہے۔ یہ تین دن محض کھر صاحب کی ملاقات کے لئے جاتے رہے ہیں۔ کھر صاحب کی ملاقات سوائے وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم کے نہیں ہو سکتی۔ یہ ان سے اجازت لیں۔ یا یہ وعدہ کریں کہ ان کو اٹرنز میں نہیں جائیں گے۔ جہاں کھر صاحب مقید ہیں تو ہم انہیں اجازت دے دیں گے۔

جناب سپیکر، اس میں استحقاق مجروح ہونے کا جو نکتہ اٹھایا گیا ہے، اس میں سید طاہر احمد شاہ صاحب نے پروولجز ایکٹ ۱۹۷۳ء کی دفعہ ۱۸ کا ذکر کیا ہے جس میں جیل میں جیل کی انسپکشن ممبر کا استحقاق ہے اس سلسلے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات:۔ میں تو پہلے ہی تسلیم کر چکا ہوں کہ جیل کا معائنہ کرنا ہر ممبر کا حق ہے۔ لیکن کسی خاص قیدی کو ملنا ان کا حق نہیں۔ قیدی کو اس کا خونی رشتہ دار یا اس کا لیگل ایڈوائزر ہی مل سکتا ہے۔ حکومت پابندی لگا سکتی ہے کہ اگر کوئی قیدی کا رشتہ دار نہ ہو، تو اسے ملاقات کی اجازت نہ دے۔ حفاظتی انتظامات کے تحت بھی ایسا ضروری ہے۔

رانا پھول محمد خان:۔ جناب والا، جناب وزیر جیل خانہ جات کا جواب بھی کسی حد تک درست ہے۔ لیکن یہ تحریک استحقاق اور ہے، جواب بھی اور ہے اور محرک نے بھی اس چیز کی تشریح نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ قانون کی رو سے ارکان اسمبلی کو اپنے ضلع کی جیل کا معائنہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ جہاں تک مصطفےٰ کھر صاحب سے ملاقات کا تعلق ہے، وہ ایک الگ معاملہ ہے اور اس کے لئے اس کے رشتہ داروں یا دیگر شہریوں کو اجازت لینی پڑتی ہے۔ رکن اسمبلی کو جیل کے معائنے کا حق صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ جیل کے حکام قیدیوں سے برا سلوک تو نہیں کر رہے؟ انہیں خوراک صحیح مل رہی ہے؟ حکومت نے انہیں جو مراعات دی ہیں، وہ انہیں مہیا ہو رہی ہیں؟ اس میں کسی رکن اسمبلی کے لئے کہیں یہ درج نہیں۔ اگر آئی جی جیل خانہ جات جائیں، وزیر جیل خانہ جات جائیں تو جس طرح وہ اس جیل کا معائنہ کرتے

ہوئے مصطفےٰ کھر کو پوچھ سکتے ہیں کہ آپ کو قواعد کے مطابق صحیح سہولتیں مل رہی ہیں۔ اسی طرح ایک رکن اسمبلی بھی کسی سیاسی اسیر کو یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہے۔ ملاقات ایک الگ چیز ہے۔ جب جیل کے حکام ہمراہ ہوں، تو اس کو علیحدگی کی ملاقات نہیں کہا جا سکتا۔ وہ تو معائنہ ہے اور معائنے میں ایک رکن کو یہ حق پہنچتا ہے کہ یہ سیاسی اسیر کو بھی یہ پوچھے کہ آیا آپ کو حکومت کی ہدایات اور قانون کے مطابق تمام سہولتیں میسر ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو وہ رکن اسمبلی رپورٹ کرے گا، معائنہ بک میں درج کرے گا کہ فلاں قیدی کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے جو غیر قانونی ہے اور اس کا فوری سدباب کرنا چاہیئے وہ حکومت کو، ہوم سیکرٹری صاحب کو اور وزیر خزانہ صاحب کو بھی تحریر کرے گا کہ وہ اس ضمن میں فوری اقدامات کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کل ہم جیل میں ہوں گے۔ خدانہ کرے اور اگر آپ کی قسمت اچھی ہو تو آپ بھی ہوں گے اور کوئی معائنہ کرنے آئے، وہ رکن اسمبلی ہماری تکلیف دہ سنے جو آج رکن نہیں ہے تو ہم انہیں کہیں گے کہ یہ سیاسی آدمی نہیں۔ یہ حکومت کے ٹوڈی ہیں۔ جناب والا، ہمیں جو حق آئین اور قانون نے دیا ہے۔ اس میں یہ کہیں درج نہیں کہ جیل کا معائنہ کرتے وقت رکن اسمبلی، یا کوئی وزیر، یا آئی جی جیل خانہ جات یا ہوم سیکرٹری سیاسی اسیروں کی خبر گیری نہیں کر سکتے کہ ان سے اچھا سلوک ہو رہا ہے یا برا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ طاہر احمد شاہ صاحب کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ان کی یہ تحریک قاعدے کے مطابق ہے، اس لئے اس کو زیر بحث لا کر کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب چیئرمین استحقاق کمیٹی کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ اس کا استحقاق مجروح نہ کریں تو دیگر ارکان اسمبلی کا کیا حال ہوگا؟ پھر ہمارا تو خدا ہی حافظ ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔ ہمیں یہ نہیں دیکھنا کہ ہمارا سیاسی مخالف کون ہے اور موافق کون ہے۔ آج مصطفےٰ کھر جیل میں ہے کل ہم بھی جیل جا سکتے ہیں۔ لیکن ایک اسیر کو اس کا حق نہ ملنے پر اس کی پڑتال کرنا اور اس کی رپورٹ دینا ہمارا فرض ہے اس لئے یہ تحریک استحقاق قاعدے کے عین مطابق ہے۔

جناب مہدی خان۔ جناب والا میں اپنے فاضل رکن سید طاہر احمد شاہ صاحب سے گذارش کروں گا کہ ان کا گھر ڈسٹرکٹ جیل کے نزدیک ہے اور ہماری فیصل آباد کی ڈسٹرکٹ

جیل سب سے پرانی جیل ہے اور وہاں پر قیدیوں اور حوالاتیوں کی تعداد بھی زیادہ ہے اور ان کا گذر ہر روز ڈسٹرکٹ جیل سے ہوتا ہے آیا انہوں نے کبھی بحیثیت ممبر یہ سوچا ہے کہ میں ہر روز اس جیل سے گذرتا ہوں اور جیل میرے گھر کے نزدیک ہے انہوں نے وہاں کبھی یہ تکلیف نہیں کی۔ لیکن سنٹرل جیل جو وہاں سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں یہ تین روز گئے ہیں۔ وہ جیل جو ان کے گھر کے نزدیک ہے اور جہاں سے یہ ہر روز گذرتے ہیں۔ وہاں تو یہ کبھی جیل کا معائنہ کرنے نہیں گئے ان کا مقصد صرف مصطفےٰ کھر سے ملاقات کرنا تھا۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ غیر قانونی ہے۔ اس لئے یہ ان کا یہ حق نہیں بنتا۔

وزیر صنعت (غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر جہاں تک اس ایوان کے کسی فاضل رکن کے اس استحقاق کا تعلق ہے جو قانون نے ہمیں دیا ہے اس کا احترام انتظامیہ، حکومت اور ہم سب کا فرض ہے۔ اس لئے وہ حق جو ایک ایم پی اے کو ملا ہوا ہے۔ اس کا احترام انشاء اللہ کیا جائیگا اور اس کا احترام انتظامیہ سے بھی کرایا جائے گا۔ جہاں تک زیر بحث تحریک کا تعلق ہے اس کے واقعات پڑھنے کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ جناب طاہر احمد شاہ صاحب پہلے وہاں، تاریخ کو گئے اور اس وقت انہوں نے مصطفےٰ کھر صاحب سے ملاقات کے لئے خواہش ظاہر کی۔ جب ان کو بتایا گیا کہ ان کی ملاقات پر پابندی ہے.....

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میری تحریک کے مندرجات یا الفاظ میں اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے کہ میں نے مصطفےٰ کھر صاحب سے ملاقات کی گزارش کی ہو۔ یا ارادہ کیا ہو میں از راہ کرم وائیں صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ پہلے اس کے الفاظ کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر۔ آپ یہ بات اپنے جواب میں کہہ سکتے تھے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جناب طاہر احمد

شاہ صاحب نے اپنی تحریک کے متن میں کہا ہے کہ پہلے وہ جیل کے معائنہ کے لئے ۷ تاریخ کو تشریف لے گئے پھر ۸ اور آخر میں ۹ تاریخ کو تشریف لے گئے اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے کہ اگر ایک فاضل رکن اسمبلی ۷ تاریخ کو جیل کے معائنہ کے لئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے جیل کا معائنہ کرنا ہے اور جیل کے حکام ان کو جیل کا معائنہ کرنے نہیں دیتے تو ایسی صورت میں تو باری النظران کا استحقاق تو پہلے دن ہی مجروح ہو جاتا ہے اگر یہ معاملہ ایسے ہی ہوا ہوتا۔ تو پھر ان کو ۸ اور ۹ تاریخ کو وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ صورت حالات خود بتاتی ہے کہ معاملہ ایسے نہیں ہے۔ ان کی تحریک استحقاق ہی بتا رہی ہے کہ اس کے پس منظر میں کوئی اور بات ہے۔ جب یہ پہلے روز تشریف لے گئے اور جیل والوں نے جو جواب دیا اور انہوں نے جا کر ارشاد فرمایا کہ میں کھر صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں اور ان کو یہ بات بتائی گئی کہ چونکہ ان کی ملاقات پر پابندی ہے۔ اس لئے آپ مہربانی کر کے اجازت لا کر ان سے ملاقات کریں۔

رانا یسول محمد خان۔ جناب والا وائیں صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں کہ انہوں نے یہ کہا کہ میں مصطفےٰ کھر سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں یہ تو سپرنٹنڈنٹ جیل کا بیان کمیٹی کے سامنے ہوگا۔ وہ تو وزیر جیل خانہ جات نہیں ہیں۔ انہیں کیسے پتہ ہے کہ اس نے یہ کہا اور یہ کہے گا۔ تحریک استحقاق میں ملاقات کا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی جناب سپیکر میں یہ گذارش کر رہا تھا اس ایوان میں بڑی ذمہ داری سے اور صحیح حقائق رکھنے چاہئیں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ جب اس ایوان کے سامنے حقائق درست آئیں گے تو اس کا درست ہی فیصلہ ہوگا۔

جناب سپیکر۔ اس میں آپ کچھ ارشاد فرما سکیں گے۔ پروویلیج ایکٹ ۱۹۷۲ء میں دفعہ ۱۸ ہے اس میں ممبر صوبائی اسمبلی کے استحقاق میں بتایا گیا ہے وہ جیلوں کا معائنہ اپنی ڈسٹرکٹ میں کر سکتے ہیں کہیں رولز میں کوئی کنڈیشن دی ہوئی ہے کہ کسی قسم کا کوئی قیدی جیل میں ہو تو وہ انسپکشن نہیں کر سکتا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر میرا خیال یہ ہے کہ انہوں نے پہلے دن انسپکشن کی بات نہیں کی ہے۔ اگر کی ہو تو میں Common sense کی بات کرتا ہوں کہ ایک ہمارے فاضل ممبر کا ایک استحقاق ہے اور ان کے کہنے کے مطابق اس روز ان کو اجازت نہیں دی گئی۔

They stad committed on the that day. There was no reason that he should go on the next day for inspection and again on the subsequent day for the same reason.

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو واقعہ یہاں بیان کیا گیا ہے وہ اس طرح سے نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ اس روز انہوں نے جیل کے معائنہ کی بات نہیں فرمائی انہوں نے کھر صاحب کی ملاقات کی بات فرمائی ہے۔ جس کے متعلق ان کو گذارش کر دی گئی ہے۔ کیونکہ ان کی ملاقات پر پابندی ہے لہٰذا ملاقات نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح دیگر ایام میں بھی ہوا ہے۔ اگر فاضل رکن جیل کی انسپکشن کرنا چاہتے ہیں تو اب بھی کوئی پابندی نہیں ہے اور پہلے بھی کوئی پابندی نہیں تھی یا مسئلہ طلب یہ ہے کہ فاضل ممبر وہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور ایک قیدی جو ہے اور جس کی ملاقات پر پابندی ہے آیا اس کی انسپکشن کر سکتے ہیں یا نہیں اس معاملے میں clarification ہونی چاہیئے۔ اس میں ابہام کی بات ہو سکتی ہے۔ اس میں خلاف ورزی کی بات نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ گذارش کرونگا کہ یہ تحریک استحقاق قواعد کے مطابق نہیں ہے۔ واقعات خود بتا رہے ہیں کہ پہلے روز اور دوسرے روز اور تیسرے روز وہ وہاں تشریف لے گئے انہوں نے پہلے روز یہ نہیں کہا کہ وہ انسپکشن کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ ہوتا تو

There was no question that he should go there for the same purpose again on the subsequent days.

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون صاحب اس مسئلے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے؟ پروویژ ایکٹ کی روشنی میں آپ اس کے متعلق اظہار رائے فرمائیں۔

وزیر قانون۔ شاہ صاحب وہاں بطور ایم پی اے گئے تھے یا فرد واحد کے طور پر گئے تھے۔ پہلے یہ واضح کریں۔ کیا انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم نے جیل کی انسپکشن کرنی ہے۔ اس سلسلے میں جیسے وائس صاحب نے کہا ہے کہ یہ صرف ملاقات کی غرض سے گئے ہیں

اور یہ بطور پرائیویٹ ممبر گئے ہیں تو وہاں بطور پرائیویٹ ممبر جانا ان کا کوئی استحقاق نہیں کہ یہ معائنہ کریں۔ اور یہ کہ وہ وہاں کسی خصوصی قیدی کو جا کر ملیں۔ ان کو کوئی استحقاق نہیں پہنچتا اور ان کے لئے وہی ہدایات ہوں گی جو عام شہری کے لئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جناب طاہر احمد شاہ صاحب بطور ممبر صوبائی اسمبلی کے اگر گئے ہیں۔ اور یہ جیل کی انسپکشن کرنا چاہتے تھے۔ تو پھر پریزن ایکٹ ۱۹۷۷ء کے مطابق ان کا یہ استحقاق تھا کہ انسپکشن کرتے لیکن آپ کا ارشاد یہ ہے کہ شاہ صاحب بطور پرائیویٹ شخص کے مصطفےٰ کھر کی ملاقات کے لئے وہاں گئے تھے۔ یہ جیل کی انسپکشن کے لئے نہیں گئے تھے اس ضمن میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ سید طاہر احمد شاہ صاحب بہتر بتا سکتے ہیں کہ وہ بطور ممبر صوبائی اسمبلی کے جیل کی انسپکشن کے لئے گئے تھے۔ یا مصطفےٰ کھر صاحب کو ملنے کے لئے گئے تھے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں نے اپنی تحریک استحقاق میں واضح طور پر یہ درج کیا ہے کہ میں بطور رکن اسمبلی اپنے ضلع میں موجود ایک جیل کی انسپکشن کی غرض سے وہاں گیا تھا۔

جناب سپیکر۔ آپ ذاتی طور پر کیا فرماتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں نے عرض کیا ہے کہ میں ذاتی طور پر اپنی personal capacity میں کسی قیدی یا حوالاتی کو ملنے کے لئے نہیں گیا تھا۔ میں جیل کی انسپکشن کی غرض سے بطور رکن اسمبلی وہاں گیا تھا۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ I hold the motion in order

ملک الہ یار خاں۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اور مقررہ مدت میں کمیٹی اپنی رپورٹ ہاؤس کے سامنے پیش کرے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر۔ اس معزز ایوان کی کیا رائے ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے؟

(کچھ معززارکان نے نہ میں جواب دیا اور کچھ نے ہاں میں جواب دیا)

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا۔ معزز رکن خود فرما رہے ہیں کہ وہ جیل میں کسی قیدی یا حوالاتی

کو ملنے کے لئے نہیں گئے بلکہ انسپکشن کے لئے گئے تھے تو پھر اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ جو صاحبان اس تحریک کی مخالفت کرتے ہیں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے کیا وہ چاہتے ہیں کہ اس کا ہاؤس میں فیصلہ کیا جائے؟

آوازیں۔ جی ہاں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا، فاضل محرک استحقاق کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں لہٰذا انہیں اصولی طور پر کہہ دینا چاہیئے کہ یہ تحریک، استحقاق کمیٹی میں نہ بھیجیں اگر وہ چیئرمین نہ ہوتے تو پھر معاملہ کچھ اور تھا۔

جناب سپیکر۔ نہیں۔ اس میں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس تحریک کا فیصلہ ہو تو وہ بطور چیئرمین وہاں نہ بیٹھیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ ہم انہیں بطور ممبر تو debar نہیں کر سکتے۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا۔ وہ بطور چیئرمین استحقاق کمیٹی وہاں نہ بیٹھیں۔

چودھری مہدی خاں۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جس طرح شاہ صاحب نے خود ہی فرمایا ہے کہ وہ تین دن ۷، ۸ اور ۹ تاریخ کو گئے ہیں اور وائس صاحب نے اس سلسلے میں بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ اگر وہ پہلے روز ۷ تاریخ کو گئے ہیں۔ اور انہوں نے وہاں جا کر ملاقات کے لئے کہا ہے اور جیل حکام نے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے وہاں ۸ یا ۹ تاریخ کو جانے کا کوئی مقصد نہیں تھا اگر وہ گئے تھے تو پھر جیل کی انسپکشن کے لئے نہیں گئے بلکہ وہ ملاقات کے لئے گئے تھے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس کی admissibility پر فیصلہ ہو چکا ہے میں نے اس کو in order قرار دے دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک تحریک پیش ہوئی ہے کہ اس موشن کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس پر کچھ صاحبان نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور کچھ صاحبان نے کہا کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے۔ تو جو صاحبان اسے oppose کرتے ہیں کیا وہ یہ پسند کریں گے کہ اس پر ووٹنگ کروائی جائے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ میں اس تحریک کا محرک ہوں۔ اگر یہ تحریک، استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جاتی ہے تو میں وہاں پر بطور محرک اپنی تحریک کو Substantiate کرونگا۔ چونکہ میری کمیٹی میں ایک وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن چودھری اختر رسول صاحب بھی ہیں۔ تو کوئی دیگر کمیٹی کا رکن صدارت کر کے اسے conduct کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ میری اپنی تحریک استحقاق ہے اس لئے میں خود بطور محرک کے استحقاق کمیٹی میں پیش ہوں گا۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد اقبال)۔ جناب والا۔ میری اس معاملے میں آپ سے استدعا ہوگی کہ چونکہ قبلہ شاہ صاحب پریویلج کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ اس میں ان کے ساتھی ممبران بھی ہیں۔ تو آپ اس کے لئے ہاؤس کی ایک سلیکٹ کمیٹی بنالیں جس کے وہ سربراہ نہ ہوں۔ تو آپ وہ کمیٹی اپنی مرضی سے بنالیں اور یہ معاملہ اس کے سپرد کر دیں۔ اس طرح انصاف بھی ہو جائے گا۔ اور اس تحریک کا تصفیہ بھی ہو جائے گا۔ ورنہ جناب والا اس معاملے کو اگر پریویلج کمیٹی میں بھیجیں گے تو انصاف نہ ہونے کا احتمال ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اگر فاضل وزیر چودھری اقبال صاحب اس سلسلے میں کسی قانون کا حوالہ دے دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر۔ اس پر ہمارے پاس دو صورتیں ہیں جس کی رولنگ اجازت دیتے ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ اس تحریک کے ذریعے ہاؤس اس بات کی منظوری دے دے کہ یہ معاملہ پریویلج کمیٹی کے پاس چلا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہاؤس اس پر یہ فیصلہ کرے کہ اس پریویلج موشن پر فیصلہ ہاؤس نے کرنا ہے۔ اگر کوئی صورت قانون کے مطابق ہے۔ تو بتائیں۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر۔ اس سلسلے میں جو آپ نے فرمایا ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے یا ہاؤس میں پیش کیا جائے تو ایسی صورت میں لازم ہے کہ پہلے اس پر تفصیلی بحث ہو۔

ایک معزز ممبر۔ اس پر بحث ہو چکی ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ ابھی تک بحث نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کی admissibility پر

بات ہو رہی تھی۔ چونکہ اس میں زیادہ چیزیں واقعاتی ہیں اور قانون بھی اس پر بڑا واضح ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے اور ہوتا بھی یہی ہے کہ ایسے معاملات کو ہمیشہ کمیٹی کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ چونکہ محرک سید طاہر احمد شاہ صاحب پریویلج کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ جیسے انہوں نے فرمایا وہ کمیٹی میں بطور محرک پیش ہوں گے اور اس کی ووٹنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مال (سردار محمد عارف) ۔ جناب والا۔ اگر سید طاہر احمد شاہ صاحب اس ہاؤس میں یہ یقین دہانی کرائیں کہ اس دن یہ اس کمیٹی میں خود شامل نہیں ہوں گے تو میرے خیال میں مسئلہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو برا نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب کی یہ بات ہے کہ اگر سید طاہر احمد شاہ یہ یقین دہانی کرائیں کہ وہ اسی روز فیصلے کے وقت پریویلج کمیٹی کی صدارت نہیں کریں گے یا بطور ممبر پریویلج کمیٹی کے وہاں موجود نہیں ہوں گے تو یہ معاملہ پریویلج کمیٹی کے سپرد کیا جا سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ معاملہ پریویلج کمیٹی میں جانا ہے اور چونکہ سید طاہر احمد شاہ صاحب اس تحریک کے محرک ہیں تو اخلاقی طور پر انہیں نہ وہاں صدارت کرنی چاہیئے اور نہ بطور ممبر کے ہونا چاہیے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا وہ نہ ووٹ دے سکتے ہیں اور نہ صدارت کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ وہ نہ ووٹ دے سکتے ہیں اور نہ صدارت کر سکتے ہیں

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا اس چیز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ رولنگ موجود ہیں۔ وہ تو ایک محرک کی حیثیت سے اور ایک سائل کی حیثیت سے وہاں ہوں گے۔

وزیر خوراک (سردار امجد حمید خاں دستی)۔ جناب والا میں آپ کی اجازت سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس ہاؤس کے لئے دو alternatives دیے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ معاملہ پریویلج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ رولنگ میں دے گئے ہیں۔

وزیر خوراک۔ آپ نے رولنگ کا حوالہ دیا اور دوسرا متبادل یہ فرمایا کہ ہاؤس یہاں اس کو خود نپٹائے۔ تو اس پر ہاؤس کی رائے لے لیجئے کہ یہ کمیٹی کے سپرد کرنا چاہتے ہیں یا ہاؤس اس پر خود فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس پر ایک تحریک آچکی ہے کہ اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس پر ہاؤس اتفاق نہیں کرتا تو میرے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں کہ میں اس پر رائے شماری کرالوں۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ جناب والا۔ جس بات پر بحث ہو رہی ہے اس پر آپ کو تین چیزوں کو دیکھنا ہوگا۔ یہ میں ہاؤس سے بھی عرض کر رہا ہوں کہ حکومت انتظامی نکتہ نگاہ سے ایک آدمی کو نظر بند کرتی ہے یا گرفتار کرتی ہے یا قید کرتی ہے۔ اگر تو اس طرح ہم سے اجازت لی جاتی ہے تو ہمیں ضرور اجازت دینی چاہیے تو پھر حکومت کا راز، راز نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر۔ بات اب صرف اس سلسلہ میں ہو رہی ہے کہ کیا یہ معاملہ اب پریولیج کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جناب لا منسٹر یا جناب وائیں صاحب اب اس سلسلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر قانون۔ میں تو جناب یہی عرض کروں گا کہ اس سلسلہ میں ہاؤس سے پوچھ لیا جائے کہ آیا یہ معاملہ کمیٹی کو جانا چاہیئے یا نہیں۔ یہی قانون کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب حاجی چن صاحب۔

چوہدری محمد افضل چن۔ میری گزارش یہ ہے کہ پہلے آپ نے فرمایا ہے کہ یہ ان کا حق بنتا ہے کہ وہ اس کا دورہ کر سکتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ جب ہمارا حق بنتا ہے۔ جب ان کا حق بنتا ہے تو وہ اس طرح دورہ کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے کسی صاحب کی ملاقات کرنی بھی ہو تو وہ بھی ایک پاکستانی ہے۔ کوئی ظلم تو نہیں ہے۔ قانون میں کوئی ایسی بات نہیں ہے وہ ملاقات نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں اور اس پر آپ نے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ضائع کر دیا ہے جناب سپیکر آپ نے پہلے کتنا خوبصورت فیصلہ کیا ہے کہ ان کا حق بنتا ہے اگر حق بنتا ہے اگر وہ حزب اختلاف کا رکن ہے، تو ان لوگوں نے اس کو کمیٹی کا چیئرمین بنایا ہوا ہے۔ وہ ان کا نقصان نہیں ہے، اور اگر ان کا ایک جائز مسئلہ ہے تو جناب وہ پریولیج کمیٹی کو کیوں نہ بھیجا جائے۔

جناب سپیکر۔ اس پر میں یہ کہوں گا کہ جو فیصلہ میں نے کرنا ہے، وہ میں نے کر دیا ہے اب فیصلہ ایوان نے کرنا ہے کہ اس کو پریولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ تو میں بھی آپ کو اپنی رائے دینا چاہتا ہوں۔ لیکن اس میں پہلے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اور پھر

اپنی رائے دینا چاہتا ہوں۔

ملک اللہ یار خان۔ جناب والا۔ آپ نے درست فرمایا ہے کہ پہلے لامنٹر صاحب اور جناب غلام حیدر وائیں اپنے خیالات کا اظہار کریں اور اپنی رائے دیں کہ آیا اس مسئلہ کو پریویلیج کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے یا نہیں، اور ابھی تک لامنٹر صاحب اور جناب وائیں صاحب نے آپ کے ارشاد کے مطابق رائے نہیں دی ہے۔ اس لئے ہم ان کی رائے سننا چاہیں گے۔

وزیر قانون۔ میں نے تو جناب والا اپنی رائے دی ہے کہ اس کا فیصلہ یہ ہاؤس کرے گا۔

According to rules the House is competent to decide.

جناب سپیکر۔ آپ اس پر رائے شماری کرانا چاہتے ہیں، جناب وائیں صاحب میرے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ میں اس پر رائے شماری کراؤں۔ جی میاں محمود احمد صاحب۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا، میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب ایک معزز ممبر نے اس بات سے اتفاق کر لیا ہے، کہ فیصلہ کے وقت نہ میں اپنا ووٹ دوں گا اور نہ میں صدارت کروں گا کمیٹی نے تحقیقات کرنی ہے۔ ایوان نے تو تحقیقات نہیں کرنی ہے۔ مہربانی کر کے اسی کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب غلام حیدر وائیں (وزیر صنعت) جناب والا، ویسے تو یہ بات قواعد کے مطابق ہے۔ کہ کوئی مسئلہ آیا متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جائے یا ہاؤس اس کا فیصلہ کرے۔ یہ دونوں اختیارات اس ہاؤس کو ہیں، یہ تو قانونی بات ہے۔ یہ بات کہ آیا ہم اسے سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجیں یا نہیں، تو یہ بات تو ویسے ہی طے شدہ ہے۔ اور اس بات کی سید طاہر احمد شاہ سے کوئی یقین دہانی لینے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ وہ خود اس تحریک کے محرک ہیں اور اگر وہ اس کمیٹی کے ممبر بھی ہیں اور چیئرمین بھی ہیں تو وہ کسی احسان کے طور پر نہیں کر رہے، ویسے ہی پروسیجر کے طور پر نہ وہ اس کمیٹی کی صدارت کر سکتے ہیں اور نہ وہ اس میں حصہ لے سکتے ہیں بطور محرک کے وہ اس میں حصہ لے سکتے ہیں، یہ بات تو واضح ہے یہ بات تو بہر حال اب اس ایوان نے طے کرنی ہے کہ آیا ہم نے اس کو کمیٹی کے سپرد کرنا ہے یا

اس کو خود یہاں پر طے کرنا ہے۔ تو میرے خیال میں آپ نے اس معاملہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ آپ اس معاملہ پر کوئی بات طے فرمائیں گے، تو میرے خیال میں آپ فرما دیں، اس پر یہ ایوان اتفاق کرے گا۔

جناب سپیکر۔ میں یہ رائے دینا چاہتا ہوں کہ ایک ممبر کے استحقاق پر ہاؤس میں ڈویژن نہیں ہونی چاہیئے (نعرہ ہائے تحسین) آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس کو پریولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

(آوازیں، جی ہاں)

تو اس تحریک کو پریولیج کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے، جس کا فیصلہ پریولیج کمیٹی ۳۰ دن کے اندر اندر کرے گی (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر۔ میں ایک تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی لابی میں ایک معزز منسٹر صاحب نے مجھے گالیاں دی ہیں۔ اور بدکلامی کی ہے۔ اس کے لئے میں نے تحریک استحقاق کا نوٹس دے دیا ہے۔ مہربانی کر کے اس کو ابھی زیر بحث لایا جائے

جناب سپیکر۔ میاں صاحب، جب آپ اس کو پیش کریں گے، اس وقت اس کو take up کریں گے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا، میں تحریک کا نوٹس دے چکا ہوں، آپ کے دفتر میں پہنچ چکا ہے۔ آپ منگوالیں۔

جناب سپیکر۔ میرے پاس ابھی نہیں آئی ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا۔ رذیہ نزاکت نے مجھے کہا ہے کہ تم اپنی اوقات میں رہو۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کی پریولیج موشن جس وقت میرے پاس آئے گی میں اس کو take up کرلوں گا۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا، یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ مہربانی کر کے آپ اپنے عملہ کو حکم صادر فرمائیں کہ فوری طور پر اس کو پیش کریں۔

جناب سپیکر۔ آپ اس کو لکھ کر دیں، ہم اس کو take up کریں گے آپ تشریف رکھیں۔ اگر یہ ہمارے دفتر میں آگئی ہے۔ موصول ہو گئی ہے تو اس کو ہم take up

کرلیں گے ۔

جناب نصراللہ خان دریشک ۔ میری یہ بھی ایک تحریک استحقاق ہے

جناب سپیکر ۔ اس کو ہم سپیشل طور پر take up نہیں کرسکتے ہیں، ہمارے پاس اور بھی تحاریک ہیں، جناب ضرغام خان خاکوانی کی پریویلیج موشن ہے ۔ یہ آپ واپس لے چکے ہیں ؟

جناب محمد ضرغام خان خاکوانی ۔ جناب والا میں اس کو واپس لیتا ہوں ۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر ۔ Previlege motion No : 3 will be taken as with-drawn. اس کے علاوہ ہمارے پاس جو بقیہ پریویلیج موشنز ہیں، اس کو ہم اگلے روز take up کریں گے ۔ اب تحاریک التوا کار کو لیتے ہیں، اس میں جناب چوہدری اکرام الحق صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

رانا پھول محمد خاں ۔ جناب والا، تحریک التوائے کار کو پیش کرنے سے پہلے میں جناب سے ایک رحم کی اپیل کرتا ہوں کہ اس صوبے میں بسنے والے ۸۵ فیصد لوگ آج حیران پریشان اور بے چین ہیں، میں جناب اس لئے گوارش کرتا ہوں کہ قواعد کو معطل کر کے میری اس تحریک التوائے کار کو اولیت دی جائے، اور اس ایوان کے ممبران کی ایک کمیٹی بنادی جائے کہ وہ اس کا مسودہ بنا کر مرکزی حکومت کو یاد دلا سکے۔ کہ نہری پانی کسانوں کی رگوں میں خون کا کام کرتا ہے۔ اگر خون کا دورہ بند ہو جائے انسان مرجاتا ہے اور اگر آبیانہ بڑھ جائے تو کسان مرجاتا ہے۔ آبیانہ میں ۲۵ فیصد کا اضافہ اس صوبے کے زمینداروں، کاشتکاروں، مزدوروں کے لئے ایک ایسا چیلنج ہے جیسا کہ ان کو زہر کی گولی دے دی گئی ہے۔ اگر آپ اجازت بخشیں تو دوسری تحاریک التوائے کار کو۔ اس معزز ایوان کے جملہ ارکان کو بھی اس سے اتفاق ہے کہ اس کو پہلے زیر بحث لانے کے لئے آپ اپنے اختیار خصوصی استعمال کرتے ہوئے مجھے اجازت بخشیں۔

جناب سپیکر۔ یہ میں کرسکتا ہوں لیکن ایوان کی رائے سے۔

چوہدری گل نواز وڑائچ۔ جناب والا میں اس کی تائید کرتا ہوں، زمیندار پہلے تباہ ہوا ہے وہ ٹکسوں سے تباہ ہوا ہے اور اس پر اب مزید ۲۵ فیصد آبیانہ بڑھا دیا گیا ہے۔ تو وہ کیسے روٹی کھا سکیں گے۔ تو اس لئے اس پر بطور خصوصی بحث کی اجازت دی جائے

جناب سپیکر۔ اب ہم رولز کو معطل کر کے اس تحریک التوائے کار کو پہلے take up کرتے ہیں۔ رانا پھول محمد خان۔

آبیانہ کی شرح میں اضافہ سے کاشتکاروں میں بے چینی اور مایوسی کی لہر

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر میں یہ تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ جس کی اجازت آپ نے مجھے ابھی بخش دی ہے۔

حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے فوری اہمیت عامہ کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اپنے خصوصی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے رولز کو معطل فرما کر تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت بخشی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ ۵-۱۰-۱۹۸۶ کے ایک روزنامہ "نوائے وقت" کے صفحہ اول پر جلی حروف میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ آبیانہ کی شرح میں ۲۵ فیصد اضافہ کا فیصلہ عالمی بنک کے دباؤ اور وسائل میں کمی کی بنا پر کیا گیا ہے اور ۱۹۹۴ء تک نہری پانی میں دی گئی تمام رعائتیں منسوخ کر دی جائیں گی اور واپس لے لی جائیں گی اس خبر کے شائع ہونے پر صوبہ پنجاب کے کاشت کاروں میں سخت بے چینی اور مایوسی پھیل گئی ہے اس لئے ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے

میاں عطا محمد قریشی۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر اسمبلی کے اجلاس شروع ہونے سے ایک گھنٹہ قبل قواعد کے مطابق یہ تحریک پیش کی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ میری اس تحریری تحریک پر مجھے یہ تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت دی جاتی۔ لیکن آپ نے جناب رانا پھول محمد خان کو اجازت دے دی۔

جناب سپیکر۔ اس تحریک التوائے کار پر میں آپ کو بھی بات کرنے کی اجازت دوں گا۔

میاں عطا محمد قریشی۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ آبیانہ پہلے ہی کئی گنا بڑھ چکا ہے اور ہر سال بڑھتا رہا ہے اور بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ پانی نہ رہ گیا اور آب ختم ہو گیا۔ پانی جہاں ہمیں سو فیصد رقبے کو ملنا چاہیے وہاں پر یہ پچاس فیصد رقبے کو ملتا ہے اور جہاں پر پانی پچاس فیصد ملنا چاہیئے۔ وہاں پر ۲۵ فیصد کو پانی ملتا ہے۔ جناب والا محکمہ انہار نے ایسا نظام رائج کیا ہوا ہے کہ وہ جب چاہیں زمینداروں سے پانچ گنا دس گنا تاوان وصول کر سکتے ہیں۔ جب کسی لوور رسیئر کو اس کے پیسے نہ ملیں، اس کو فصلانہ نہ ملے اس موگے کو خود توڑ کر ہمیں تاوان ڈالتے ہیں اور پھر مدعی بھی خود اور عدالت بھی خود۔ ایک ایس۔ ڈی۔ او صاحب تاوان ڈالتے ہیں۔ ایکس۔ ای۔ این صاحب اور ایس۔ ای صاحب اس کی اپیل سنتے ہیں۔ جب یہ ۲۵ فیصد کا اضافہ ہو گیا تو ہم پر اور زیادہ تاوان ڈالے جائیں گے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ کہ جب کہیں سے موگہ ٹوٹ جائے تو تحصیلدار اور مجسٹریٹ کو موقع پر دکھانے کے بعد پھر تاوان وصول کیا جائے اور کیس رجسٹرڈ کیا جائے۔ لیکن محکمہ کی طرف سے خود ہی تاوان ڈال کر لوگوں کو پریشان کیا جا رہا ہے۔ محکمہ انہار میں رشوت اس حساب سے لی جا رہی ہے کہ ہمارا پانی کم ہے اور رشوت زیادہ ہے۔ جناب والا جہاں تک اس محکمے کا تعلق ہے — اس نے مجسٹریٹ بھی اپنے ایس۔ ڈی۔ او کو مقرر کر دیا ہے، وہ جب چاہے زمیندار کا حویشیوں کی وجہ سے چالان کر دے۔ وہ جب چاہے کسی زمیندار کی بکری کو پھاٹک میں بند کر دے ہم نے یہ کبھی بھی نہیں دیکھا کہ مدعی بھی خود اور عدالت بھی خود میں جناب وزیر آب پاشی کو خصوصی طور پر یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس معاملے کی تحقیقات کریں، چھان بین کریں اور اس محکمے کی اصلاح کریں۔ اس کے علاوہ عالمی بنک ہم پر دباؤ کیوں ڈال رہا ہے۔ اس ملک نے زرعی میدان میں، اس ملک کے کسان نے ایک مجاہد فوج کی حیثیت سے ملک کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے ایک جہاد کیا ہے اور اس جہاد کا نتیجہ ہے کہ آج ہم

گندم فروخت کرنا چاہتے ہیں اور خریدار کوئی نہیں اور گندم گھروں میں پڑی ہوئی ہے اگر ہم پر اتنے اخراجات ڈال دیے گئے تو ہم مجبور ہوں گے کہ بیرونی دنیا سے گندم منگوائیں۔ کھاد کی قیمت، ٹریکٹر کی قیمت، دوائیوں کی قیمت اور بیج کی قیمت تو پہلے ہی بڑھائی جا چکی ہے لیکن اس سو سالہ نہری نظام کے آبیانے کو بڑھا بڑھا کر، اس قدر بڑھایا جا رہا ہے کہ ہم یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ خدا کے لئے ہمیں زندہ رہنے دو۔ جناب والا اس آبیانے کی شرح بڑھانے کے پیچھے بھی ایک ہاتھ ہے اور میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ بائیں بازو کا ہاتھ ہے جو زمیندار کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ زمینیں چھوڑ دیں۔ یہ بغاوت کر دیں اور کاشت کو بند کر دیں اور یہ گندم چینی اور دوسری چیزوں کے لئے.....

وزیر خزانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میرے محترم بزرگ جس موضوع پر تقریر فرما رہے ہیں کہ آبیانے کی شرح بڑھائی جا رہی ہے تو میں اس ایوان کی اطلاع کے لئے جناب کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک اس پر باضابطہ فیصلہ نہیں ہوا۔ چونکہ فیصلہ ہی نہیں ہوا لہٰذا اس موضوع پر تقریر کرنا اور بحث کرنا قبل از وقت ہے۔ اگر اس کا فیصلہ ہو جائے تو پھر آپ اس مسئلے کو take up کر سکتے ہیں میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک اس پر کوئی باضابطہ فیصلہ نہیں ہوا۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر وزیر خزانہ کو آداب محفل، اس ایوان کی روایات اور قواعد و ضوابط سے واقفیت حاصل ہونی چاہیئے کہ آپ جب ایک دفعہ اجازت بخش دیں، آپ کی اجازت کے بعد وہ اس کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ اگر اس کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنی تقریر میں کریں۔ لیکن پہلے مجھے اپنے اعتراض و مقاصد پیش کر لینے دیں۔

جناب سپیکر ۔ نہیں وہ اس کی مخالفت نہیں کر رہے۔

رانا پھول محمد خان ۔ اگر مخالفت نہیں کر رہے تو اور کیا کر رہے ہیں؟ پھر ان کا مقصد کیا ہے۔؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا میں نے تو صرف یہ عرض کیا ہے کہ ابھی تک اس کے لاگو ہونے کا فیصلہ ہی نہیں ہوا۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا آپ اس اخبار کی سرخی کو تو پڑھیں۔
وزیر خزانہ۔ جناب والا جب اس کو لاگو کرنے کا فیصلہ ہو جائے تو پھر یہ تحریک پیش کریں۔
جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔
رانا پھول محمد خان۔ جناب والا میں وزیر خزانہ کو اس اخبار کی سرخی پڑھ کر سناتا ہوں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ جناب والا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہونے سے روکا جا رہا ہے تاکہ ہم ان ممالک کے طفیلی بنیں اور ان سے گندم خریدیں، ان سے چینی خریدیں اور ان ہی سے قرض لیں۔ ورنہ اس وقت آبیانے کی شرح بڑھانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس محکمے میں آبیانے کی شرح اس لئے بڑھائی جا رہی ہے کہ محکمے کے اخراجات زائد ہیں۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ مرکزی وزیر آب پاشی اور صوبائی وزیر آب پاشی اس کمیٹی کی بات سن لیں اور اس محکمے کے پچاس فیصد اخراجات کم کر کے مزید ۲۵ فیصد آبیانے میں کمی کی جا سکتی ہے جس سے ملک کے کسان اور محنت کش لوگوں کو ان کا صحیح معاوضہ مل سکتا ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس معزز ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس بات پر غور کرے اور ایک قرار داد تیار کرے اور وہ قرار داد مرکزی حکومت کو بھیجی جائے اور وہ کمیٹی وزیر اعظم پاکستان اور مرکزی وزیر آب پاشی کو خود جا کر ملے اور اپنی عرضداشت پیش کر سکے۔ میری یہی گزارش ہے اور اس سے زائد میں کچھ کہنا بھی نہیں چاہتا اور وزیر خزانہ صاحب سے بھی گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اخبار کی سرخی پڑھ لیں کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ اس پر فیصلہ کر لیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ میاں محمد احمد صاحب سے اگر معذرت کر لیں تاکہ وہ تحریک استحقاق پیش نہ کریں، کیونکہ اس پر ان کی مٹی پلید ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے ان کے لئے یہی زیادہ بہتر ہوگا کہ وہ یہ تحریک استحقاق پیش نہ ہونے دیں
جناب سپیکر۔ اس نکتے پر پہلے میں حکومت کا نقطہ نظر معلوم کرنا چاہوں گا۔
وزیر صنعت۔ جناب سپیکر بلاشبہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس پر یہ معزز ایوان اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہے گا۔ لیکن میرا یہ خیال ہے کہ اس کی تفصیلات میں گئے بغیر میں تحریک التوائے کار کے بارے میں قاعدہ ۶۷ (الف) کا حوالہ دوں گا جو اس بات کی وضاحت

کرتا ہے کہ ایسی کوئی تحریک التوائے کار جس پر کوئی قرارداد آسکتی ہو اسے زیر بحث لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ تحریک التوائے کار admit بھی ہو جائے تو اس پر قواعد کے مطابق جناب سپیکر ہمیں ایک یا دو گھنٹے بحث کی اجازت دیں گے میرے خیال میں یہ بات جیسا کہ فنانس منسٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ جو خبر آج آئی ہے یہ وفاقی حکومت کے ریفرنس سے آئی ہے یہ یقینی طور پر صوبے میں بھی پہنچ جائے گی اور اگر وہاں پر کوئی فیصلہ بھی ہو گیا ہو تو پھر اس پر صوبے نے اپنا فیصلہ کرنا ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر اپنی آراء کا اظہار ایک قرارداد کی صورت میں کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح شاید ہماری نمائندگی بہتر طور پر ہو گی۔ اس لئے اگلا ہمارا جو پرائیویٹ ممبرز ڈے آئے گا ہمیں چاہیے کہ ہم اس تحریک التوائے کار کو اس پرائیویٹ ممبرز ڈے میں ایک قرارداد کی صورت میں لے آئیں اس پر بحث کریں اور اس طرح ہم اس کو اپنی آراء سے ایک قرارداد کی صورت میں وفاقی حکومت کو آگاہ کر دیں۔ Thank you very much.

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک کمیٹی بنا دیں اور وہ قرارداد کا مسودہ تیار کر کے اسی ہاؤس سے منظور کرا کر بھیجے اور ایک وفد تشکیل دے جو کہ مرکزی حکومت کو جا کر اس معاملے میں ذرا جگائے۔

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی اختلاف رائے نہیں کہ دو چار معزز اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی جائے جو قرارداد تیار کر لے تو اس پر کن کن صاحبان کے نام تجویز کئے جا سکتے ہیں۔

چوہدری غلام رسول۔ جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار بھی اس بارے میں ہے۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے آپ کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

حاجی سردار خان۔ جناب والا! اس تحریک التوائے کار سے میرا بھی تعلق ہے۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب کو بھی اس میں شامل کر لیتے ہیں۔ تو

جناب وزیر آبپاشی

جناب وزیر خزانہ

جناب رانا پھول محمد خان۔
جناب حاجی سردار خان
جناب چوہدری غلام رسول
جناب عطا محمد قریشی
جناب غلام حیدر بھٹی

ان صاحبان پر مشتمل یہ کمیٹی قرارداد کا مسودہ تیار کرے گی اور اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے میں قرارداد ہاؤس میں پیش کی جائے گی۔ تو اس پر یہ فیصلہ ہو گیا۔

حاجی محمد افضل چنن۔ جناب والا! میں اپنے ہاؤس سے یہ التجا کروں گا۔ پہلے بھی میں نے یہ عرض کیا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ یہ ہاؤس ہمارا کاشتکاروں کا ہے۔ دیکھ لیں یہ لوگ ہمارے ساتھ کیا سازشیں کر رہے ہیں۔ یہ صرف قراردادوں سے کام نہیں چلے گا۔ ہم کو خود اپنے حقوق ان سے مانگنے ہوں گے بلکہ چھیننے ہوں گے۔ ہم یہ مالیہ ہرگز نہیں دیں گے۔ یہ بات آپ اپنے ذہن میں رکھیں۔ جناب جس طرح کہ پچھلی اسمبلیاں کرتی رہیں ہیں کہ سارے یہاں زمیندار ہوتے رہے ہیں اور خود اپنے ہاتھ سے وہ آبیانہ بڑھاتے رہے ہیں۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ ان قراردادوں سے صرف کام نہیں چلتا۔ ہم اس کی پوری طرح مخالفت کریں گے۔ ہم کسی صورت میں بھی یہ آبیانہ نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب میری عرض سن لیں جس وقت یہ قرارداد زیر بحث آئے گی۔ اس وقت آپ اس پر اظہار خیال فرمائیے گا۔

حاجی محمد افضل چنن۔ جناب ہم مرکزی حکومت کو یہ بات صاف صاف کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اگر فیصلہ بھی کریں تو ہم اس فیصلہ کو نہیں مانیں گے۔

جناب سپیکر۔ آپ یہ بات اس وقت کہیں جس وقت یہ قرارداد زیر بحث آئے گی۔

میاں عطا محمد قریشی۔ جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ یہ کمیٹی بن چکی ہے لیکن جس میٹنگ میں

یہ فیصلہ ہوا ہے اس میں وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود تھے۔ مناسب یہی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب جب ہاؤس میں آئیں کل اگر پرائیویٹ ڈے ہے تو ان سے گزارش کی جائے کہ وہ پہلے اس پر روشنی ڈال لیں اس کے بعد پھر اگر قرارداد کی بات ہو تو وہ کی جائے جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے اس قرارداد کے بارے میں تو فیصلہ ہو چکا اور جب جناب وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائیں گے تو وہ اس بارے میں جو جانتے ہوں گے وہ اس پر ضرور روشنی ڈالیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار چوہدری اکرام الحق صاحب کی ہے۔

مرکزی حکومت کی طرف سے لاہور کے نزدیک ٹیکس فری زون اور امپورٹ ڈیوٹی فری زون صنعتی علاقہ کی منظوری دینے سے انکار

چوہدری اکرام الحق۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے

مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۸۶ء کے نوائے وقت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مرکزی حکومت نے لاہور کے نزدیک ٹیکس فری زون اور امپورٹ ڈیوٹی فری زون صنعتی علاقہ کی منظوری دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس خبر سے پنجاب کے عوام میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے اور یہ پنجاب کے لئے کھلی ناانصافی ہے اور یہ خبر وزیر اعظم پاکستان کے لاہور چیمبر آف کامرس کے ڈنر اجلاس میں واضح اعلان کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ جس میں وزیر اعظم نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ خود جو علاقہ بھی تجویز کریں گے۔ وہی علاقہ منظور کر لیا جائے گا۔ مہربانی فرما کر مسئلہ ہذا زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔

جناب والا! اس سلسلہ میں مجھے یہ گزارش کرنی ہے کہ پنجاب کے عوام کی طرف سے صنعتی ترقی کے لئے بہت دیر سے یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ جس طرح کراچی کے اردگرد چار علاقوں کو امپورٹ ڈیوٹی فری زون اور ٹیکس فری زون قرار دیا گیا ہے

اس طرح پنجاب میں بھی ٹیکس فری زون اور امپورٹ ڈیوٹی فری زون تشکیل دیئے جائیں تاکہ پنجاب میں بھی صنعتی ترقی ہو سکے۔

جناب والا! حقائق کے مطابق ۶۰ء۰ کی دھائی میں پاکستان کی صنعتی پیداوار میں پنجاب کا حصہ ۵۶٪ سے زیادہ تھا لیکن آج ۱۹۸۶ء میں پاکستان کی صنعتی پیداوار میں پنجاب کا حصہ تقریباً ۲۸٪ تک آ چکا ہے اور یہ گراف مستقلاً نیچے جا رہا ہے۔ یہ پنجاب کے ساتھ ایک ناانصافی ہے۔ وزیراعظم پاکستان نے تقریباً چھ ماہ قبل لاہور چیمبر آف کامرس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر یہ واضح کیا تھا کہ وزیراعلیٰ پنجاب اس سلسلہ میں جس علاقے کی سفارش کریں گے اس علاقے کو ٹیکس فری زون اور امپورٹ فری زون علاقہ قرار دے دیا جائے گا۔ چھ ماہ گزرنے کے باوجود مرکزی حکومت نے اس بارے میں کوئی کارروائی نہیں کی۔ اور اب یہ اخبار میں خبر شائع ہوئی ہے کہ مرکزی حکومت اس کی منظوری نہیں دے رہی۔ اس سلسلہ میں اس معزز ایوان سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اپنے جذبات مرکزی حکومت تک پہنچائیں اور مرکزی حکومت کو مجبور کریں کہ وہ پنجاب میں صرف ایک ٹیکس فری زون نہیں بلکہ ہر ڈویژن میں ایک ٹیکس فری زون قائم کرے تاکہ پاکستان کی صنعتی پیداوار میں پنجاب کا حصہ پنجاب کی آبادی کے مطابق ہو۔ شکریہ

تحصیل چونیاں کو ٹیکس فری زون ایریا قرار دینے کے بارے میں وزیر صنعت کی یقین دہانی

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر! جس موضوع پر میرے بھائی نے تحریک پیش کی ہے' کی صورت حال یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ وزیراعظم پاکستان جناب محمد خاں جونیجو فروری میں لاہور تشریف لائے تھے اور لاہور کے ایوان صنعت و تجارت کے سپاس نامہ کے جواب میں جناب وزیراعظم پاکستان نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ وہ لاہور کے نزدیک ایک صنعتی ٹیکس فری زون ایریا کے لئے منظوری صادر فرمائیں گے۔ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کی طرف سے تحصیل چونیاں کو ٹیکس فری زون ایریا قرار دینے کے لئے تحرک کیا گیا جس کے متعلق کارروائی جاری ہے۔ یہ خبر درست نہیں ہے کہ حکومت پاکستان نے اس ٹیکس فری زون کو نامنظور کر دیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سنٹرل بورڈ آف ریونیو نے

حکومت پنجاب سے تفصیلات طلب کی تھیں کہ اس علاقے کا نقشہ اور ریونیو کی تفصیلات فراہم کی جائیں تاکہ اس کا گزٹ نوٹیفکیشن رولز کے مطابق ہو۔ حکومت پنجاب کا واضح طور پر مؤقف یہ ہے کہ ہم ساری تحصیل چونیاں کو ٹیکس فری زون ایریا قرار دلوانا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے خط و کتابت اور گفت شنید وفاقی حکومت سے ہو رہی ہے۔ حال ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے ایک ڈی او لیٹر اس سلسلہ میں وفاقی حکومت کو ارسال کیا گیا ہے۔ اس لئے میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ اخبار کی یہ خبر کہ اس کی نامنظوری ہو گئی ہے۔ درست نہیں ہے اور میں یہ بھی ایوان کی وساطت سے اپنے فاضل رکن یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سلسلہ میں وفاقی حکومت نے جو وعدہ کیا ہوا ہے اس کی تکمیل کروائی جائے گی۔ حکومت پنجاب بڑی شدت کے ساتھ اس کیس کی پیروی کر رہی ہے تاکہ وہ اعلان جو وزیر اعظم پاکستان ارشاد فرما گئے تھے اس کے مطابق لاہور کے نزدیک یعنی تحصیل چونیاں کو ٹیکس فری زون ایریا قرار دینے کی حتمی منظوری ہو جائے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس بدگمانی کو پیش نظر نہ رکھا جائے۔ انشاء اللہ اس کا فیصلہ ہو گا۔ بہت جلد ہو گا اور آپ کی خواہشات کے عین مطابق ہو گا۔

چوہدری اکرام الحق۔ میں معزز وزیر کی اس یقین دہانی کے بعد اپنی تحریک واپس لیتا ہوں لیکن ساتھ ہی میں وزیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے ساڑھے آٹھ ماہ میں جو کارروائی ہوئی ہے اس کو ذرا اور تیز کیا جائے کیونکہ اس کے بعد اس کا infra-structure بھی وہاں پہ بننا ہے اور infra-structure بننے میں بھی کئی سال لگ سکتے ہیں۔

جناب محمد صدیق سالار۔ میں جناب وائس صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ پنجاب کا سب کا سب سرمایہ کراچی کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تحریک التوائے کار پہ بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد صدیق سالار۔ تحریک التوائے کار تو انہوں نے واپس لے لی ہے۔ میں صرف ان کی یادداشت کے لئے عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ یادداشت کے لئے کس پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد صدیق سالار۔ میں اسی بات کے لئے پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہا ہوں۔

پنجاب کا سب کا سب سرمایہ پنجاب سے نکل رہا ہے۔ یہاں کی صنعتیں تباہ و برباد ہو رہی ہیں۔ ابھی یہ گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ یہ اس وقت کریں گے۔ جب پنجاب سے سرمایہ نکل جائے گا۔

جناب سپیکر۔ سالار صاحب اس پہ فیصلہ ہو جانے دیں۔

ملک اللہ یار خاں۔ جناب سپیکر! مجھے اس ضمن میں کچھ جناب وزیر صنعت سے عرض کرنی ہے کہ.....

جناب سپیکر۔ ملک صاحب اس پہ فیصلہ ہو جانے دیں اس کے بعد آپ وضاحت پہ بات کریں۔ محرک نے اپنی تحریک واپس لے لی ہے۔

سالار صاحب اب آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب محمد صدیق سالار۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ وائس صاحب جو کچھ بنانا چاہتے ہیں جلد از جلد بنائیں۔ ہماری لیبر کے اندر بڑی پریشانی ہے۔ یہ اپنے مزدوروں کو پریشانی سے بچانے کے لئے صنعتیں پنجاب میں لگائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ، لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ملک صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک اللہ یار خاں۔ جناب وائس صاحب نے ابھی جو بیان دیا ہے اسی بارے میں کچھ کہنا چاہتا تھا.....

جناب سپیکر۔ مجھے آپ اجازت دیں گے کہ میں اگلی تحریک take up کروں۔ اس پہ تو بات ہو چکی ہے اور فیصلہ ہو چکا ہے۔

ملک اللہ یار خاں۔ جی میں نے تو یہی گزارش کی تھی کہ فیصلہ ہونے سے پہلے اگر مجھے کہنے کا کوئی موقع دیتے.....

جناب سپیکر۔ آپ کے کھڑا ہونے سے پہلے محرک اپنی تحریک واپس لے چکے تھے۔

ملک اللہ یار خاں۔ اس سے قبل ہی میں وضاحت چاہتا تھا۔ اگر وزیر صنعت مناسب سمجھتے تو وضاحت دے سکتے تھے۔ بہر حال یہ تو آپ کا اپنا اختیار ہے اور آپ کی صوابدید ہے کہ اگر آپ نے اسے مناسب نہیں سمجھا اور ان کے تحریک واپس لینے

کے بعد یقیناً میرا حق نہیں بنتا۔

حکومت کی آفت زدہ لوگوں کی حفاظت اور ناگہانی مصیبت سے نجات دلانے میں ناکامی

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اگلی تحریک التوائے کار کو کرنا چاہیئے۔ ..... جناب اصغر علی بگر صاحب۔

جناب اصغر علی بگر۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ کے حامل ایک فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

مسئلہ یہ ہے کہ ۹ اور ۱۰ اگست کی درمیانی رات کو اضلاع راجن پور، ڈیرہ غازی خاں مظفر گڑھ، بہاولپور اور سیالکوٹ کو ایک طوفان بلاخیز اپنے لپیٹ میں لے کر ایک بہت بڑی تباہی کا موجب ہوا ہے۔ اخبارات میں اس کی تفصیل شائع ہو چکی ہے۔ اس سلسلہ میں خبر کا تراشا اس تحریک کے ساتھ منسلک ہے۔ دریائے سندھ اور کرہیوں کے سیلاب کی وجہ سے ضلع راجن پور پورے طور پر سیلاب کی زد میں آیا ہے۔ ہزاروں ایکڑ پر کھڑی بنیادی قیمتی فصلیں تباہ ہو چکی ہیں۔ متاثرہ بستیوں کے ہزاروں مکانات منہدم ہو چکے ہیں۔ کئی ایک قیمتی جانیں بھی تلف ہو چکی ہیں اور بڑی تعداد میں مویشی بھی سیلاب کی نذر ہو چکے ہیں۔ ہزاروں ٹن بھوسہ سیلاب کی نذر ہو گیا ہے۔ پورے ضلع راجن پور کے اکثر دیہات، سیالکوٹ کے ۳۴۷ دیہات اور دیگر اضلاع کے بھی بہت سے دیہات سیلاب کی وجہ سے متاثر ہوئے ہیں۔ بڑی مصیبت سے نبرد آزما ہونے کے لئے حکومت کی جانب سے کوئی اطمینان بخش اقدامات نہیں کئے گئے۔ فوری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ذمہ داران حکومت نے اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کیا اور ابھی تک کسی ایسی آفت سے بچنے کے لئے کوئی طویل المیعاد منصوبے سامنے نہیں آئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت آفت رسیدہ لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کے لئے اور

اس ناگہانی مصیبت سے نجات دلانے میں بالکل ناکام رہی ہے۔ لہٰذا اس اہم اور ضروری مسئلہ پر فی الفور بحث کرنے کے لئے معمول کی کارروائی کو معطل کر دیا جائے۔"

وزیر مال و دیہات:۔ جناب والا! اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا کہ فاضل رکن نے جو صورت حال تحریک التوائے کار میں بیان کی ہے وہ درست نہیں ہے۔ مثلاً یہ کہ اضلاع راجن پور، ڈیرہ غازی خاں، مظفر گڑھ۔ بہاولپور اور سیالکوٹ کو ایک طوفان بلاخیز نے اپنی لپیٹ میں لیا اور ایک بہت بڑی تباہی کا موجب ہوا ہے۔ فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ضلع بہاولپور میں سرے سے کوئی سیلاب آیا ہی نہیں۔ اس کے برعکس ضلع بہاولنگر اس سال ماہ اگست میں طوفانی بارشوں کی وجہ سے بری طرح تباہ ہوا ہے۔ اس طرح ضلع رحیم یار خاں بھی بری طرح متاثر ہوا ہے۔ جہاں تک حفاظتی اقدامات اور انتظامیہ کا ذمہ داری محسوس کرنے کا تعلق ہے تو گذارش ہے کہ اس سال موسم برسات شروع ہونے سے پہلے ضلعی، ڈویژنل اور صوبائی سطح پر زمینی کمشنروں، کمشنروں اور ریلیف کمشنر نے فرداً فرداً ہر متعلقہ محکمہ کے ساتھ سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے اجلاس منعقد کئے کئی ایک اجلاس میں نے خود بلوائے اور بذات خود کئی حفاظتی اقدامات اور سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچنے کی تدابیر کا جائزہ لیا۔ اس سلسلہ میں مختلف محکموں کو بھی شامل کیا۔ اس طرح پانی میں گھر جانے والوں کو نکالنے اور انہیں محفوظ مقامات پر پہنچانے کے لئے صوبائی سطح پر ایک flood control room اور ایک flood warning centre قائم کیا گیا تاکہ سیلاب آنے کی صورت میں تمام ضلع ڈویژنل اور صوبائی حکام کو کسی بھی ناگہانی صورت حال سے نپٹنے کے لئے قبل از وقت چوکنا کیا جا سکے۔ اور ساتھ ہی سیلاب کی زد میں آنے والے علاقے کے مکینوں کو بھی بروقت خبردار کیا جا سکے۔ چنانچہ سیلاب سے متاثر ہونے والے اضلاع یعنی سیالکوٹ، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، جھنگ، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خاں راجن پور، بہاولنگر اور رحیم یار خاں میں سیلاب زدگان ضلعی اور ڈویژنل حکام سے نہ صرف مسلسل رابطہ رکھا گیا بلکہ کمشنر اور وزیر اعلیٰ نے خود جا کر حفاظتی اور امدادی کارروائیوں کا جائزہ لیا اور متعلقہ حکام کو ہر ممکن امداد فراہم کرنے کے احکامات جاری کئے۔ پانی میں گھرے ہوئے

لوگوں کو آرمی کی مدد سے نکال کر محفوظ مقامات پر پہنچایا گیا۔ متاثرین کو خوراک مفت علاج کی سہولتیں بھی دی گئیں، حکومت نے متاثرہ علاقوں میں امدادی کاروائیوں کے لئے تقریباً ۴۲ لاکھ روپے فراہم کئے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل علاقوں کو آفت زدہ قرار دیا گیا تاکہ متاثرین کو ہر ممکن امداد دینے کے علاوہ سرکاری واجبات کی معافی، زرعی قرضہ جات کی وصولی کا التواء مزید قرضہ جات کی ادائیگی جیسی سہولتیں شامل ہیں۔ ان میں ضلع راجن پور کے علاقے کے ۱۳ گاؤں ضلع بہاولنگر کی تحصیل ہارون آباد کا پورا علاقہ، ۷۰ گاؤں واقع تحصیل چشتیاں، ۲۰ گاؤں تحصیل بہاولنگر اور ۹ گاؤں تحصیل فورٹ عباس کے شامل ہیں۔ جہاں تک سیلاب جیسی ناگہانی آفات سے بچنے کے لئے طویل المعیاد منصوبہ کا تعلق ہے تو گزارش ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں متعلقہ اضلاع کے لوگوں کی تکلیف اور ضروریات سے پوری طرح آگاہ ہے اور اپنے وسائل کے مطابق مناسب منصوبہ بندی کر رہی ہے اس کے علاوہ جناب والا گزارش یہ ہے کہ ان دنوں جبکہ سیلاب کی تباہ کاری تھی تو میں اپنی بیماری کی وجہ سے خود موقع پر وہاں نہیں جا سکا۔ چیف منسٹر صاحب خود تشریف لے گئے تھے۔ اب انہوں نے مجھے بھی احکامات دیے ہیں کہ میں خود اجلاس کے بعد فوراً وہاں پر جاؤں جہاں میں نے ۴۲ لاکھ روپے دیے ہیں تو اس کے علاوہ میں وہاں پر مزید رقم بھی دوں گا جو انشاء اللہ اس سے تقریباً دوگنا ہوگی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی تدابیر کی جائیں گی یا جن دیہات میں گاؤں میں مکانات کو نقصان پہنچا ہے ان کے بنانے کے لئے بھی ہم وہاں امدادی رقوم دیں گے۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملہ میں حکومت کی طرف سے کوتاہی نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر۔ جی چوہدری صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

چوہدری اصغر علی۔ وزیر موصوف کی ایوان میں اس یقین دہانی کے بعد کہ وہ خود موقع پر جائیں گے اور متاثرہ علاقوں کا دورہ کریں گے اور ان کو جو مشکلات وہاں پر درپیش ہیں ان کا فوری طور پر ازالہ فرمائیں گے، اس لئے میں اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر۔ تو آپ پریس نہیں کرتے تو یہ واپس لی گئی تصور ہوگی اور اب تحریک التواء کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جناب میاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آخری اجلاس کے دن میری یہ جو adjournment motion التوا میں رکھی تھی کیا یہ مناسب نہیں تھا کہ یہ وہیں سے شروع ہوتی نہ کہ نئے سرے سے شروع ہوتی۔ ذرا اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر۔ کیا کہا ایڈجرنمنٹ موشن۔

میاں محمد اسحاق۔ جی ہاں adjournment motion

جناب سپیکر:۔ جو صاحبان اس دن موجود نہیں تھے تو طے یہ ہوا تھا کہ ان صاحب کی adjournment motion التواء میں رکھ دی گئی تھیں اور پھر نمبر ایک سے شروع ہوئی ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب میں نے نمبر ۹ پیش کی تھی تو آپ نے اُسے پینڈنگ کر دیا تھا کیونکہ لا منسٹر صاحب کے پاس اس کی کاپی نہ تھی اور وہ جواب دینے کے لئے تیار نہ تھے۔

جناب سپیکر۔ جی وہ ابھی تک پینڈنگ ہے اور وہ اپنے وقت پر آئے گی۔

میاں افضل حیات (قائد حزب اختلاف) جناب والا گزشتہ نشست میں پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھی گئی تھی اس کے متعلق رولز میں کوئی واضح ہدایات نہیں ہیں کہ کیا اس پر بحث کے لئے دن مقرر کئے جائیں گے۔ یا نہیں؟ یہ آپ کی صوابدید پر ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ ایوان میں زیر بحث آئے یا نہ آئے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث

جناب سپیکر۔ میاں صاحب میں اس کو دیکھ لیتا ہوں اور پھر اس پر فیصلہ کرتے ہیں اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹیں پیش ہوئی تھیں آج بقیہ وقت میں ان رپورٹوں پر بحث ہوگی۔ جو صاحبان آج اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنے اسمائے گرامی کی چٹیں بھیج دیں، اس کے مطابق ہم بحث کا آغاز کریں۔

کوئی صاحبان آج اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ یہ میرے پاس آج کے

دن بحث میں حصہ لینے کے لئے دو نام آئے ہیں، جناب میاں محمد اسحاق صاحب کا نام ہے میرے خیال میں آپ بحث کا آغاز کریں

میاں محمد اسحاق ۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب سپیکر اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث کرنا اس ناچیز کے بس کی بات نہیں ہے۔

اور اس موقع پر۔

(سیدہ ساجدہ نیر عابدی ۱۲ بجکر ۱۹ منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

میاں محمد اسحاق جناب سپیکر اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث کے لئے سپیکر صاحب نے مجھے اجازت دی ہے اور یہ ایک مسئلہ جو بحث کے لئے اسمبلی میں لایا گیا ہے اس پر سب سے پہلے میں افسوس کا اظہار کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ یہ کتنا اہم مسئلہ ہے جس کے لئے یہ خط پاک حاصل کیا گیا ۱۹۷۸ء سے لیکر ۱۹۸۶ء تک رپورٹوں پر ایک دو روز میں ان پر بحث کرنا اور اپنے خیالات کا اظہار کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اس قلیل وقت میں اس تھوڑے سے وقفہ میں مکمل طور پر اپنی تجاویز پیش کرنا ناممکن ہے اتنی دیر سے یہ رپورٹیں پڑی ہوئی ہیں میں سمجھتا ہوں یہی حکومت کی بہت بڑی غفلت ہے جو اسلام نافذ نہ کرنا چاہتی ہے ان علماء کرام کو ان حضرات کو جنہوں نے یہ رپورٹیں تیار کی ہیں میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں انہوں نے اپنا قیمتی وقت لگا کر ان رپورٹوں کو تیار کیا اور حکومت کے حوالے کیا تاکہ ان کو عمل کے لئے پیش کیا جا سکے اور ان حضرات نے جنہوں نے تہہ تک پہنچ کر مسائل کی نشاندہی کی ہے اور اپنے فرائض اتنی کوشش سے اتنی محنت سے پورے کئے ہیں۔ وہ واقعی خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ کئی چیزوں پر ابھی تک اس مملکت پاکستان میں عمل نہیں ہوا اور ابھی تک اسلام کے مطابق عمل درآمد نہ ہونے کی کیا وجہ ہے میں سمجھتا ہوں جو لوگ اس میں جوابدہ ہیں اللہ کے ہاں بھی ضرور قصوروار ہوں گے اور عوام کے حق میں جو کچھ انہوں نے کوتاہی کی ہے۔ اسلامی مسئلہ میں وہ یہاں بھی قصوروار ٹھہریں گے۔

جناب والا میں آپ کی توجہ ایک کتاب کی طرف دلانا چاہوں گا اور اس سے بخوبی ثابت ہوگا کہ ہم اسلام کی کس حد تک خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اور ہم نے اسلام کو

کتابوں کی ہی حد تک محدود کر دیا ہے۔ جہاں تک عمل کا تعلق ہے تو ہماری حکومت نے اس کو اپنے پاس ہی آنے تک نہیں دیا۔ میرے پاس ایک سالانہ رپورٹ ۸۴-۱۹۸۳ء اسلامی نظریاتی کونسل کی ہے جس کو میں نے دیکھا "عقائد و عبادات" جناب والا اس میں لکھا ہوا ہے "ٹی۔ وی پر اذان کے بعد وقفہ برائے اقامت صلوٰۃ"

کونسل نے اپنے اجلاس منعقدہ کراچی تاریخ ۱۷ تا ۲۷ جولائی ۱۹۸۳ء میں ٹی وی اور ریڈیو پر کلمات اذان کی ادائیگی پر شرعی زاویہ نظر سے غور کرنے کے بعد حسب ذیل قرارداد منظور کیں۔

پہلے سے ریکارڈ شدہ کلمات اذان نشر کرنا شرعاً" اذان نہیں

جناب سپیکر آپ غور کریں کہ ابھی تک جبکہ یہ رپورٹ شائع ہو چکی ہے۔ علماکرام اپنی آراء دے چکے ہیں اور یہ فیصلہ شدہ بات ہے۔ علماکرام کے سٹلے بعد اس پر عمل نہ کرنا میں سمجھتا ہوں یہ کھلی شرعاً" اسلام کی خلاف ورزی ہے۔

جناب سپیکر ابھی تک آپ حضرات بخوبی واقف ہوں گے کہ جو ٹی وی پر اذان دی جارہی ہے وہ پہلے سے ریکارڈ شدہ ہے جو کہ علماء کرام نے ناجائز قرار دی ہے۔ آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری حکومت پاکستان کس حد تک اسلام نافذ کرنے میں مخلص ہے۔ جبکہ یہ بات حکومت پاکستان کے گوش گزار کی جا چکی ہے اور وہ طے ہو چکی ہے اس پر علماء کرام کی آراء بھی آ چکی ہیں کہ یہ بات غلط ہے اور اس پر ابھی تک جان بوجھ کر عمل کیا جا رہا ہے۔

پیر احمد شاہ کھگا۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر کورم نہیں ہے۔ آپ اراکین کو گن لیں۔ ان کی تقریر شریعت کے مطابق ہے اس لئے اس کو سننا زیادہ بہتر تھا۔

جناب چیئرمین۔ گنتی کی جائے..... گنتی کی گئی..... کورم پورا نہیں ہے گھنٹی بجائی جائے..... (گھنٹی بجائی گئی)

جناب چیئرمین۔ گنتی کی جائے۔ کورم پورا نہیں، اس لئے اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(کورم پورا نہ ہونے کے باعث ۲۱-۱۲ بجے اجلاس کی کارروائی پندرہ

منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

وقفے کے بعد ۵۰-۱۲ پر ایوان کی کارروائی زیر صدارت بیگم سیدہ نگہت نعیم صاحبہ دوبارہ شروع ہوئی۔

بیگم سیدہ نگہت نعیم صاحبہ۔ چونکہ کورم پورا نہیں ہے اس لئے اجلاس کی کارروائی ۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی ۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی ہوگئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل ۷ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
(سہ شنبہ ۲ر صفر ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ - شمارہ ۴

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(منگل ۷ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۱۹۹
منتخب رکن کا حلف وفاداری ۲۰۰
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۲۰۳
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ۲۲۹

مسئلہ استحقاق

کمشنر ڈیرہ غازی خان کا سردار نصر اللہ خان دریشک سے نامناسب رویہ ۲۴۷
مجلس خصوصی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا ۲۹۴
مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا ۲۹۴
مجلس خصوصی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا ۲۹۴
مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع ۲۹۵

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت مصدرہ ۱۹۸۶ء ۲۹۶

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

منگل، ۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء

(سہ شنبہ ۲ صفر ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔
جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظر علی راجھا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ إِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۖ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ۔

(س حجرات ۴۹۔ ایت ۹-۱۱-۱۲)

(ایمان والو) اگر مسلمانوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لینا کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اے ایمان والو! کوئی گروہ کسی گروہ کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد برے نام سے پکارنا گناہ ہے۔ پھر جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! بہت سے گمان کرنے سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور نہ ایک دوسرے کا تجسس کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے تو اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (وما علینا الا البلاغ)

منتخب رکن کا حلف وفاداری

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ اب جناب سید احمد محمود صاحب حلف اٹھائیں گے۔

اس مرحلے پر سید احمد محمود صاحب نے ایوان کے سامنے حلف اٹھایا۔

جناب وزیر خزانہ:۔ جناب والا میں جناب مخدوم زادہ سید احمد محمود صاحب کو اُن کے والد بزرگوار کی نشست پر صوبائی اسمبلی پنجاب کا بلامقابلہ ممبر منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں انہیں اس معزز ایوان میں خوش آمدید کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت دے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ اپنے والد بزرگوار کی طرح وہ بھی ہر مسئلے کا ہمیشہ تعمیری نقطہ نگاہ سے جائزہ لیا کریں گے

سردار نصر اللہ خاں دریشک:۔ جناب والا! میں مخدوم زادہ صاحب کے فرزند ارجمند کو اس ہاؤس میں اپنے والد صاحب کی نشست پر بلامقابلہ منتخب ہونے کے بعد حلف اٹھانے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مخدوم صاحب (مرحوم) کی وفات کے بعد اس ہاؤس میں ان کی کمی کی تشنگی شدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔ ان کے صاحبزادے کے اس ہاؤس میں تشریف لانے سے اس شدت میں یقیناً

پر کمی ہوگئی ہے، جناب والا! میں توقع کرتا ہوں کہ یہ بھی اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کی طرح محنت کریں گے اور ان کی طرح پارلیمانی روایات کو نہ صرف برقرار رکھیں گے، بلکہ ان کو بڑھانے میں اس ہاؤس میں بھرپور کردار ادا کریں گے۔ اس طرح ہم ان کی جو کمی محسوس کرتے تھے وہ اب محسوس نہیں کریں گے۔ علاوہ ازیں مجھے یہ بھی خوشی ہے کہ جناب مخدوم زادہ سید احمد محمود صاحب نے پیر پگاڑہ صاحب کے ارشاد کے احترام میں مسلم لیگ میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا ہے میں انہیں اس پر بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! آخر میں میری ایک گزارش ہے۔ چونکہ یہ اپنے والد مرحوم کے چہلم کی رسومات کو ادا کرنے میں مصروف تھے اس لئے اس ایوان کی کارروائی خود نہ سن سکے کہ اس ایوان نے مرحوم کے لئے کن جذبات کا اظہار کیا ہے تاہم انہوں نے اخباروں میں خبریں ضرور پڑھی ہوں گی۔ بہرحال وہ کارروائی انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی نہ کانوں سے سنی۔ میری تجویز ہے کہ اس دن کی کارروائی کی کیسٹیں انہیں مہیا کرنے کا انتظام فرمادیں۔ اس طرح انہیں اور ان کے اہل خاندان کو پتا چلے گا کہ اس ایوان کے دل میں مخدوم زادہ سید حسن محمود (مرحوم) کتنی عقیدت اور محبت ہے۔ شکریہ!

جناب وزیر زراعت۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے مخدوم زادہ سید حسن محمود کی وفات پر چند کلمات بھی عرض کرنا چاہوں گا۔ کیونکہ میں ملک میں موجود نہ تھا اور آج اس موقع پر جبکہ سید احمد محمود صاحب نے ان کی نشست پر حلف اٹھایا ہے۔ انہیں مبارک باد پیش کرتے ہوئے میں بھی اپنے جذبات دوسرے معزز ممبران کے جذبات میں شامل کرنا چاہتا ہوں جن کا اظہار انہوں نے اپنی تقاریر میں سید حسن محمود صاحب کی شان میں کیا ہے۔ پارلیمانی امور کے متعلق انہوں نے جو روایات قائم کیں، جس طرح ہاؤس میں conduct کیا اور پارلیمانی روایات میں زندہ و تابندہ ہو گئے ہیں بھی اس بارے میں اپنے جذبات اور آوازان تقاریر میں شامل کرتا ہوں جو جناب کی طرف سے اور اس معزز ایوان کی طرف سے بیان کی گئیں۔ میں بھی انہیں خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ان کے فرزند ارجمند

اعلیٰ روایات کو قائم رکھتے ہوئے پارلیمانی امور کی ان روایات کو زندہ و تابندہ رکھیں گے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انہوں نے مسلم لیگ میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا ہے، میں انہیں اس پر بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ انشاء اللہ وہ حکومت کی مساعی اور پالیسیوں کی تائید میں اپنی آواز بھی شامل کریں گے جس میں کہ اس وقت ہاؤس کی اکثریت شامل ہے۔ میں ایک بار پھر توقع کرتا ہوں کہ وہ اس نقطہ نظر سے اتفاق کریں گے جو اس ایوان کی اکثریت رکھتی ہے اور اپنے والد بزرگوار کی طرح پارلیمانی روایات کو مزید تابندہ و پائندہ بنائیں گے۔ شکریہ!

جناب سپیکر۔ میاں صاحب، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے جناب احمد محمود صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے عظیم والد کے نقش قدم پر چل سکیں انہوں نے جو مرتبہ حاصل کیا تھا، وہ بڑی محنت اور جستجو کے بعد حاصل کیا تھا۔ اللہ کرے کہ انہیں بھی توفیق حاصل ہو کہ وہ بھی اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چل کر اس طرح نام پیدا کریں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا، میں پہلے تو اظہار افسوس کرتا ہوں۔ ان کے والد جو بہترین پارلیمنٹرین اور حقیقی مسلم لیگی تھے، ان کی وفات پر سارے ہاؤس کو افسوس ہوا ہے۔ اب میں انہیں اس کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور مزید مبارک اس لئے پیش کرتا ہوں وہ صحیح مسلم لیگ کے بنچوں پر آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور انشاء اللہ بفضل خدا ہاؤس وہ کمی پوری کرے گا۔ جو انہیں والد کی وفات کی وجہ سے پیش آئی ہے۔

جناب سپیکر۔ مخدوم صاحب، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود۔ (رحیم یار خان۔ ۸) جناب سپیکر شکریہ باری تعالیٰ ہے جس نے مجھے اپنی رحمت سے یہ مقام عطا کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میری عمر کم ہے لیکن میں آپ سب کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جتنا بھی مجھے وقت اپنے والد صاحب کی سرپرستی کا ملا اس سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے اور اس ایوان کی عظمت کا مجھے پورا احساس ہے۔ اور میں جہاں تک ممکن ہو سکا اس ایوان کی عظمت اور وقار کو اپنے خلوص نیت

سے کبھی مجروح نہیں ہونے دوں گا اور میری کوشش ہوگی۔ کہ اس ایوان میں اپنی کم عمری کے باوجود ایک مثبت کردار سرانجام دوں۔ میں خاص طور پر اس ایوان کا شکر گزار ہوں۔ جس نے میرے والد صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔ جس طریقے سے خلوص، محبت اور دکھ کے ملے جلے تاثرات سے اس سیشن کی کارروائی کا آغاز کیا گیا ہے وہ قابل تحسین ہے اور ہمارے خاندان بھر نے اس کو بہت زیادہ سراہا ہے۔ میں اس کے متعلق یہی کہوں گا کہ انشاء اللہ آپ لوگوں کے خلوص، محبت اور راہنمائی سے یہاں میں کچھ سیکھوں گا اور انشاء اللہ آئندہ میری نسل جو اس ایوان میں آئے گی، اس کے لئے میں ایک مثبت کردار سرانجام دینے والا ایم پی اے یا ایک اس طرح کا انسان بننے کی کوشش کروں گا جو آئندہ ان کی رہنمائی کرے گی۔ شکریہ۔

وقفہ سوالات

جناب سپیکر۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ مواصلات و تعمیرات

ڈسکہ تا وزیر آباد سڑک کی کشادگی

*147 اعجاز احمد حمیہ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈسکہ تا وزیر آباد سڑک نہایت تنگ ہے جس کی وجہ سے اکثر حادثات ہوتے رہتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) ہاں کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کے وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید احمد نہیں)

(الف) اس سڑک کی پختہ چوڑائی ۱۲ فٹ ہے، ہمارے علم میں نہیں کہ اس سڑک پر کوئی حادثہ اس کی کم چوڑائی کی وجہ سے رونما ہوا ہے۔

(ب) اس سڑک کو کشادہ کرنے کا فی الحال کوئی پروگرام نہیں ہے۔ کیونکہ اس سڑک پر ابھی اتنی ٹریفک نہیں ہے کہ ترجیحات کی بنیاد پر کشادگی کے واسطے اس کی باری آجائے۔

جناب اعجاز احمد چیمہ۔ جناب والا میں یہ پوچھوں گا کہ اس سڑک کو کشادہ کرنے کے لئے کونسی ترجیحات ہیں اور ان کا معیار کیسا ہے!۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ اس وقت پنجاب میں تقریباً چار ہزار میل ایسی سڑکیں موجود ہیں۔ جن کو چوڑا کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے محکمہ مواصلات نے ترجیحات کا ایک طریقہ مقرر کیا ہوا ہے جس میں یہ ہے کہ ہم ٹریفک کا شمار کرتے ہیں۔ جس سڑک پر تقریباً آٹھ سو وہیکلز یومیہ چلتے ہوں۔ ہم اس کو اس معیار میں لے آتے ہیں۔ اور ہر سال سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت جو رقم مختص کی جاتی ہے ہم اپنی ترجیحات کے مطابق ان سڑکوں کو چوڑا کرتے ہیں۔

بھیرہ تا سالم سڑک کی تعمیر

*160 چوہدری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تقریباً ۸/۱۰ سال سے بھیرہ تا سالم سڑک پر صرف پتھر کے ٹکڑے ڈالنے کے بعد مزید کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی اور اس سڑک کی حالت کچی سڑک سے بھی بدتر ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک مذکورہ سڑک کو مکمل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید احمد منہیس)

الف) مذکورہ سڑک ضلع کونسل سرگودہ کی ملکیت ہے۔ لہٰذا محکمہ ہائی وے اس سلسلے میں جواب دینے سے قاصر ہے۔

(ب) ایضاً۔

بھلوال تا کوٹ مومن سڑک کی مرمت

*161 چوہدری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بھلوال تا کوٹ مومن سڑک تنگ اور ٹوٹی پھوٹی ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ ٹریفک حادثات کا باعث بنی ہوئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سڑک کو کب تک کشادہ اور مرمت کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید احمد منہیس)

(الف) بھلوال تا کوٹ مومن پرانی سڑک ہے، اور یہ ۹ فٹ چوڑی ہے لیکن یہ درست نہیں ہے، کہ اس سڑک کے تنگ ہونے کی وجہ سے حادثات رونما ہوتے ہیں۔

(ب) اس سڑک کی وسائل کے مطابق مرمت ہوتی رہتی ہے۔ اس کی کشادگی اور تعمیر نو کا کام مناسب وسائل میسر آنے پر ہی کیا جا سکتا ہے۔

چوہدری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اس وقت سڑکوں کی چوڑائی کتنی ہوتی ہے؟ یہ تو پرانی سڑک تھی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ اس وقت سڑکوں کی چوڑائی مختلف پروگراموں کے تحت بنائی جا رہی ہیں۔ آج کل ایک پروگرام جو حکومت پنجاب کے زیر تکمیل ہے وہ فارم ٹو مارکیٹ

روڈ کا ہے اور اس کی چوڑائی ۔ائٹ ہوتی ہے ۔لیکن اگر کسی سڑک پر حرکہ پہلے بنی ہوئی ہے اور اس پر جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ۔اگر ٹریفک زیادہ ہوگی اور ٹریفک گنتی کے مطابق اس شرائط پورا کرتی ہوگی۔ تو ہم اسے ۲۰ فٹ چوڑا کر دیتے ہیں۔

چودھری محمد خان جسپال ۔کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اس سڑک کا کبھی ٹریفک سروے کیا گیا ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جی ہاں ۔اس کا traffic count تقریباً آٹھ سو وہیکلز یومیہ ہے۔

چودھری محمد خان جسپال ۔کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اس سڑک کی آخری بار کب مرمت ہوئی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات سڑکوں کی مرمت تقریباً سالانہ ہوتی رہتی ہے اور میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سڑک کو ڈرافٹ اے ڈی پی ۸۷-۱۹۸۶ء میں شامل کیا گیا تھا لیکن low priority کی بنیاد پر اس کو take up نہیں کیا گیا۔ اگر اس کی raising اور widening کی جائے تو تقریباً ۱۲۶ء۱ کروڑ روپیہ اس پر خرچ آئے گا۔

چودھری محمد خان جسپال ۔ جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ مناسب وسائل مہیا ہونے پر کشادگی اور تعمیر نو کا کام کیا جائے گا۔ کیا کوئی اندازہ ہے کہ کب تک مناسب وسائل خاص طور پر اس سڑک کے لئے میسر ہو سکیں گے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔جناب سپیکر! ۔ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس وقت پنجاب میں تقریباً چار ہزار میل لمبی سڑکیں ایسی ہیں جن کو کشادگی کی ضرورت ہے ۔چار ہزار میل سڑکوں کو کشادہ کرنے کے لئے ہمیں تقریباً تین سو کروڑ روپے کی رقم درکار ہے جیسے میں نے عرض کیا ہے ۔ترجیحات کے مطابق جب اس کی باری آئے گی ہم اس کو take up کریں گے ۔ لیکن میں اس وقت یہ نہیں بتا سکتا کہ کون سے سال میں اس کو take up کیا جائے گا۔

کھاریاں سے ملکوال تک سڑک ۶ کلومیٹر کو پختہ کرنا

*170 چودھری لیاقت علی ۔ کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں کھاریاں سے ملکوال تک بذریعہ شورریاں ڈھینگ روڈ یا سڑک جس کی لمبائی قریباً ۶ کلومیٹر ہے کے کچا ہونے کی وجہ سے اہلیان دیہات کو آمدورفت میں بہت دشواری پیش آتی ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ مالی سال میں مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (جناب سعید احمد منیس)

(الف) یہ سڑک ضلع کونسل گجرات کی ملکیت ہے اور محکمہ مواصلات وتعمیرات کسی قسم کے سوال کا جواب دینے سے قاصر ہے۔
(ب) ایضاً

چودھری لیاقت علی ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ یہ سڑک محکمہ مال کے کاغذات میں بھی ڈسٹرکٹ کونسل کی ملکیت ہے ؟

وزیر مواصلات وتعمیرات ۔ میرا خیال ہے کہ انہیں یہ سوال محکمہ ریونیو کو دینا چاہیئے۔

چودھری لیاقت علی ۔ جناب سپیکر! مجھے وزیر صاحب سے کوئی بحث نہیں کرنی ویسے یہ کسی کی بھی ملکیت نہیں ہے ۔ صرف کچی روڈ ہے اور لوگوں کا صرف عارضی رستہ ہے ڈسٹرکٹ کونسل کی ملکیت بھی نہیں ہے۔

گوجرہ تا ملکوال سڑک کی مرمت اور توسیع

*305 جناب محمد افضل چن ۔ کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجرہ تا ملکوال سڑک جس پر بہت ٹریفک گزرتی ہے انتہائی خراب حالت میں ہے اور علاقہ کے لوگوں کو سخت دشواری کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت اور توسیع کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید احمد منہیس)

(الف) یہ درست نہیں ہے کیونکہ مرمت کے بعد یہ سڑک تسلی بخش حالت میں ہے اور اس پر اتنی زیادہ ٹریفک بھی نہیں گزرتی۔ کم چوڑائی اور سیم زدہ علاقہ ہونے کی وجہ سے بارش کے دنوں میں آمد و رفت میں کچھ دشواری ہوتی ہے۔

(ب) اس سڑک کو کشادہ کرنے کا ابھی کوئی پروگرام نہیں کیونکہ اس سڑک پر ابھی اتنی ٹریفک نہیں ہے کہ ترجیحات کی بنیاد پر کشادگی کے لئے اس کی باری آجائے۔

چک نظام ضلع جہلم اور ہرن پور کے قریب دریا جہلم پر کشتیوں کے پل کی تعمیر

*306۔ جناب محمد افضل چن۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نظام ضلع جہلم اور ہرن پور کے قریب دریا جہلم پر کشتیوں کا پل بنایا گیا تھا جس سے عوام کو بہت سہولت تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب دریا جہلم سے مذکورہ پل کو اکھاڑ دیا گیا ہے۔ جس سے علاقہ کے عوام کو دریا پار کرنے میں بہت دقت پیش آتی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پل کو دوبارہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید احمد منہیس)

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) گورنمنٹ رولز کے مطابق کشتیوں کے پل ماہ مارچ یا اپریل کے مہینے میں متوقع

سیلاب کے پیش نظر اکھاڑ لئے جاتے ہیں اور ماہ اکتوبر میں یہ پل دوبارہ لگا دیے جاتے ہیں۔

(ج) ستمبر ۱۹۸۶ء سے پل لگا دیا گیا ہے۔

گوجر خان دولتالہ روڈ پر نالہ دلمی پر پل کی تعمیر اور سڑک کی کشادگی و مرمت

*386 راجہ جاوید اخلاص۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجر خان دولتالہ روڈ پر نالہ دلمی پر پل نہ ہونے کی وجہ سے برسات میں لاکھوں افراد معمولی بارش کی وجہ سے ذرائع آمد و رفت سے محروم ہو جاتے ہیں کیونکہ مذکورہ نالہ میں طغیانی کی وجہ سے تحصیل گوجر خاں کا رابطہ دوسرے علاقوں سے منقطع ہو جاتا ہے اور ماضی میں کئی بسیں اور قیمتی جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کو پختہ کئے ہوئے بیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس کی چوڑائی بھی کم ہے اور شکستہ ہونے کے سبب علاقے کی ضروریات کے لئے ناکافی ہے۔

(ج)۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نالہ دلمی پر پل تعمیر کرنے اور سڑک کو مرمت کر کے اسے کشادہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید احمد منہیس)

(الف) گوجر خان دولتالہ روڈ پر دلمی نالے کا معمول کا پانی کازوے wented (causeway) کے نیچے سے گزرتا ہے۔ البتہ زیادہ بارش کی صورت میں پانی کازوے کے اوپر سے گزرتا ہے جس کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے گاڑیوں کی آمد و رفت میں رکاوٹ ہوتی۔

(ب) جی ہاں البتہ اس کی موجودہ حالت تسلی بخش ہے۔
(ج) پل کی تعمیر کے لئے چیف منسٹر ڈائریکٹیو کے تحت ۱۳٫۸۲ لاکھ روپے کی منظوری ہو چکی ہے اور ٹھیکیدار کو کام الاٹ کر دیا گیا ہے۔ جلد ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔

ریلوے لائن پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

*449 میاں محمود احمد۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ شاہدرہ ٹاؤن کو جی ٹی روڈ سے ملانے کے لئے ریلوے لائن پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر کے سلسلہ میں کوئی اقدام کر رہے ہیں اگر کر رہے ہیں تو اب تک کیا پیش رفت ہوئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

محکمہ ہائی ویز میں شاہدرہ ٹاؤن کو جی ٹی روڈ سے ملانے کے لئے ریلوے لائن پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر کے سلسلہ میں کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

لاہور ساہیوال سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ

*610 میاں محمد اسحاق۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور ساہیوال سڑک کی تعمیر پر فی کلومیٹر کتنا خرچ آیا۔
(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سڑک کی تعمیر مکمل ہونے سے قبل ہی اس کی سالانہ مرمت کا ٹھیکہ جھنگ کی ایک فرم کو دے دیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔
(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور ساہیوال سڑک پر جگہ جگہ corrugations ہونے کے باوجود پہلے ٹھیکیدار ہی کو ٹنڈر کی طلبی کے بغیر ہی باقی ماندہ سڑک

کا حصہ تعمیر کرنے کا نیا ٹھیکہ دے دیا گیا۔

(د) اگر جزو (ب) اور (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ جزو میں مندرج حقائق کی تحقیقات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید احمد مہیس)

(الف) نیشنل ہائی وے بورڈ کی مہیا کردہ اطلاع کے مطابق اس سڑک کی لاگت چھیالیس لاکھ ستر ہزار روپے فی کلومیٹر ہے۔

(ب) نہیں۔ البتہ اس سڑک کا وہ حصہ جس کو مکمل ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ جھنگ کی ایک فرم کو سالانہ مرمت کے لئے ٹھیکے پر دیا گیا ہے۔

ج جی ہاں۔ پہلے ٹھیکیدار کو اس کی ہر قسم کی مشینری موقعہ پر موجود ہونے کی بنا پر پرانے کام کی توسیع کا کام عالمی بنک کی منظوری سے پرانے نرخوں پر ہی دیا گیا تھا۔ جہاں تک (Corrugations) کا تعلق ہے، ان کو ٹھیکیدار کے خرچ پر ٹھیک کرایا جا رہا ہے۔

(د) جزو (ب) اور (ج) کے تفصیلی جواب کے بعد مزید تحقیقات کا اب کوئی جواز نہیں ہے۔

میاں محمد اسحاق۔ ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ انہوں نے خود کبھی اس سڑک پر سفر کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو پتوکی سے ساہیوال تک انہوں نے کیا فرق محسوس کیا ہے؟ کیونکہ لاہور سے پتوکی تک اور پتوکی سے ساہیوال تک ایک خاص فرق ہے۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ انہوں نے دونوں حصوں میں فرق محسوس کیا ہے!

وزیر مواصلات و تعمیرات:۔ جناب والا، میں ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا

چاہتا ہوں کہ یہ سڑک نیشنل ہائی وے بورڈ کی ہے اور جیسا کہ میں نے جز (الف) کے جواب میں بتایا ہے یہ جواب نیشنل ہائی وے بورڈ کی بھیجا کردہ اطلاع کے مطابق ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں پر کچھ نقائص تھے، وہ ٹھیکیدار کے خرچ پر ٹھیک کر دیے گئے ہیں یا ٹھیک کئے جا رہے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ چھیالیس لاکھ ستر ہزار روپے فی کلومیٹر کے حساب سے اچھی سڑک کی ادائیگی کی گئی ہے۔ کیا خواب سڑک کے لئے بھی ادائیگی اسی شرح سے کی گئی ہے یا کچھ پیسے کاٹے گئے ہیں، کیونکہ ٹھیکیدار نے اچھا کام نہیں کیا۔ محکمہ خود ایک سڑک کے بارے میں مان رہا ہے کہ اس میں Corrugations ہیں۔ محکمہ سڑک کے نقائص تسلیم کرتا ہے۔ تو نقائص والی چیز اور اچھی چیز کا ایک ہی ریٹ تو نہیں ہونا چاہیے۔ کیا کچھ فرق رکھ کر ادائیگی کی گئی ہے یا ایک جیسی ادائیگی کی گئی ہے؟ اگر ایک جیسی ادائیگی کی گئی ہے تو عوام کے مفاد کو مدنظر کیوں نہیں رکھا گیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:۔ جناب والا! میں نے جیسے عرض کیا ہے، یہ سڑک نیشنل ہائی وے بورڈ کی ہے۔ اگر فاضل رکن یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس کی ادائیگی کتنی کی گئی ہے تو یہ تازہ سوال دے دیں۔ ہم اس کا جواب منگوالیں گے۔ لیکن ان کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی سڑک میں کوئی نقص ہوتا ہے۔ تو اس کو ٹھیکیدار کی ذمہ داری پر، اور محکمے کی دی ہوئی specification کے مطابق ٹھیک کرایا جاتا ہے۔ ان کو ریٹ وہی دیے جاتے ہیں۔ اگر اس میں ایسے کچھ نقائص ہوں جو ٹھیکیدار دور نہیں کرتا تو اس کو جرمانہ بھی لگایا جاتا ہے اور پھر محکمہ اپنے ذرائع سے اس کو ٹھیک کرتا ہے، لیکن ادائیگی متعلقہ ٹھیکیدار کرتا ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! اس میں کچھ تشنگی رہ گئی ہے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر کسی عمارت کا ریٹ ایک سو روپیہ فی فٹ کے حساب سے دیا جائے اور وہ خراب کام کیا جائے تو کیا یہ مناسب ہے کہ اس کا وہی ریٹ دیا جائے؟ اگر وہی ریٹ دیا جاتا ہے۔ تو کس بنیاد پر دیا جاتا ہے کیونکہ اس نے تو خراب کر کے سڑک بنا دی ہے؟ محکمہ خود مان رہا ہے کہ یہ سڑک خراب

بنی ہے تو اس کا ریٹ اور صحیح سڑک کا ایک ہی ریٹ دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح عوام کے پیسے کے ساتھ نامناسب طریق کار اختیار کیا جا رہا ہے۔ یہ کہاں کا اچھا طریقہ ہے کہ خراب چیز کا بھی وہی ریٹ اور اچھی چیز کا بھی وہی ریٹ؟

جناب سپیکر: یہ کوئی ضمنی سوال نہیں۔

میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جب یہ ٹھیکہ دوسری فرم کو دیا گیا تو ٹھیکے کی ضروریات کے مطابق کوئی ٹنڈر طلب کئے گئے؟ قواعد و ضوابط کے مطابق ٹنڈر طلب کرنے لازمی ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیکہ جھنگ کی جس فرم کو دیا گیا، یہ مرمت کا ٹھیکہ ہے اور اس کے لئے باقاعدہ ٹنڈر طلب کئے گئے۔ اس فرم کا سب سے کم ٹنڈر تھا اس لئے اس کو ٹھیکہ دے دیا گیا۔

میاں ریاض حشمت جتوعہ: ضمنی سوال۔ وزیر موصوف نے سوال کے جز "ب" کے جواب میں فرمایا ہے۔

"... سڑک کا وہ حصہ جس کو مکمل ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے، جھنگ کی ایک فرم کو سالانہ مرمت کے لئے ٹھیکے پر دیا گیا ہے۔"

میرا سوال یہ ہے کہ جس سڑک کی مرمت کا کام جھنگ کی ایک فرم کو دیا گیا ہے، اس کی کل لمبائی کتنی تھی اور اس پر مرمت کا فی میل خرچ کتنا آیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا، چونکہ یہ سڑک نیشنل ہائی وے بورڈ کی ہے اور اس لئے اگر یہ تازہ سوال دے دیں تو انہیں یہ اطلاع مہیا کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس کے لئے اگر آپ معلومات چاہتے ہیں تو نیا سوال دے دیں۔

میاں ریاض حشمت جتوعہ: جناب سپیکر! میرا سوال بہت زیادہ متعلقہ تھا۔ جناب والا میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب نے سوال کے جز "ب" اور "ج" کے جو جوابات دیئے ہیں ان میں تضاد ہے، جس سڑک کو مرمت ہوئے ایک سال سے زائد

عرصہ گزر چکا تھا۔ جنگ کی ایک فرم کو اس کی سالانہ مرمت کے لئے ٹھیکہ دیا گیا ہے اسی سوال کے جز (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے۔ جہاں تک corrugations کا تعلق ہے ان ٹھیکیدار کے خرچ پر ٹھیک کرایا جا رہا ہے" اگر اس کے اندر اتنے نقائص تھے اور ٹھیکیدار کے خرچ پر اس کو درست کرایا جا رہا ہے تو پھر دوسری سڑک کی مرمت کا ٹھیکہ دینے کا جواز کیا ہے، ان دونوں سوالوں کے جوابات میں یہ تضاد کیوں ہے۔؟

جناب سپیکر۔ آپ اس پر کچھ روشنی ڈال سکیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات:۔ جناب سپیکر! جس سڑک کو مکمل ہوئے ایک سال کا عرصہ گزر جاتا ہے اس کے بعد محکمہ مواصلات اس سڑک کی مرمت کے لئے رقم مختص کرتا ہے لیکن سڑک مکمل ہونے کے ایک سال کے عرصے تک ٹھیکیدار کی ذمہ داری قائم رہتی ہے اگر اس دوران کچھ نقائص سامنے آتے ہیں تو پھر ٹھیکیدار کے خرچ پر ٹھیک کیا جاتا ہے اور یہ ٹکڑا جھنگ کی ایک فرم کو دیا گیا ہے جس کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا تھا اس کے بعد اس کی مرمت ضروری تھی۔

چودھری محمد رفیق:۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سال کی مدت بہت لمبی مدت نہیں ہوتی ایک سال کے گزرنے کے فوری بعد یا ایک سال گزرنے سے پہلے ہی مرمت کا ٹھیکہ کیوں ضروری تھا؟ ۔ کیا اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ اس سڑک کی تعمیر ہی ناقص ہوئی؟ اگر ناقص ہوئی تو اس پر مواخذہ کیوں نہ کیا گیا۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ قومی سرمایے کو ضائع کرنے یا خورد برد کرنے کے لئے ایسے کام تلاش کر لئے یا نکال لئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ ضمنی سوال نہیں ہے راہی صاحب کا ضمنی سوال۔

فضل حسین راہی:۔ اس سڑک کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا ہے؟ اور کیا اس کا مالک اس ہاؤس کا ممبر تو نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:۔ جناب سپیکر! اس سڑک کا ٹھیکہ سعد اللہ اینڈ برادرز کو دیا گیا تھا اور اس کی مرمت کا ٹھیکہ حسنین کنسٹرکشن کو دیا گیا تھا۔ میں تو ان کی اطلاع کے لئے اتنا عرض

کر سکتا ہوں۔ جو کمپنیاں ہمارے پاس رجسٹرڈ ہیں ہم انہی کے نام سے واقف ہوتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میں اپنے سوال کو جناب اس طرح عرض کرتا ہوں اس سڑک کی مرمت کا ٹھیکہ کیوں ضروری تھا!

جناب سپیکر: جناب راہی صاحب، آپ نے فیصلہ کر لیا کہ ضمنی سوال آپ کا ہوگا چودھری رفیق صاحب کا نہیں ہوگا۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر۔ متعلقہ سڑک کو مکمل ہوئے بمشکل ایک سال گزرا ہے اس کی مرمت کیوں ضروری تھی؟ اس کی مرمت کے لئے اتنی جلدی ٹھیکہ دینا کیوں ضروری تھا؟

جناب سپیکر: راہی صاحب، آپ یہ سوال سمجھے ہیں یا نہیں۔

فضل حسین راہی:۔ انہوں نے عرض یہ کیا ہے کہ سڑک کو بنے ہوئے ایک سال کی قلیل مدت بھی نہیں گذری۔ تو ایک سال کی قلیل مدت میں اگر وہ سڑک ٹوٹ گئی ہے تو اس پر کوئی ایکشن لیا جانا مقصود تھا یا اس کی مرمت کا ٹھیکہ دینا مقصود تھا؟ یہ ان کا سوال ہے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک سال میں سڑک ٹوٹ جائے چاہے کوئی بھی سڑک کیوں نہ ہو اگر ٹھیکیدار سڑک بنائے اور اس میں کیسا بھی میٹریل لگایا جائے وہ ۸۰ فیصد بھی میٹریل کیسا بھی لگائے تو ایک سال کے اندر سڑک نہیں ٹوٹ سکتی۔ تو یہ ایک سال میں مرمت کیوں کراتے ہیں؟

جناب سپیکر: اس سلسلے میں وزیر مواصلات و تعمیرات جواب دے چکے ہیں کہ ایک سال کے اندر سڑک ٹوٹنے کی صورت میں اسی سڑک کی مرمت ٹھیکیدار کے خرچ پر کرائی جاتی ہے۔ اگر سال گزر جانے کے بعد سڑک ٹوٹتی ہے تو پھر نئے سرے اس کے ٹنڈر طلب کئے جاتے ہیں اور ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور جس ٹھیکے کی آپ بات کرتے ہیں وہ سال گزرنے کے بعد دیا گیا ہے۔

چودھری محمد رفیق:۔ جناب سپیکر کیا ہماری ان تعمیرات کی مدت صرف ایک سال ہے۔

جناب سپیکر جناب ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب۔

دیہاتوں میں مواصلات کا انتظام

*621 ملک غلام شبیر جوئیہ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ امر واقع ہے کہ دیہاتوں اور قصبوں میں جس طرح ترقی ہو رہی ہے۔ اسی کے مقابلے میں مواصلات کا بہتر انتظام نہیں کیا جاتا اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت مواصلات کا بہتر انتظام کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید احمد منہیس)

یہ درست نہیں ہے حکومت نے ممبران اسمبلی کی تجاویز کے مطابق "کھیت تا منڈی پروگرام" کے تحت اس سال ۱۵ اپریل تک صوبے بھر میں ۸۳۸ میل لمبی نئی سڑکوں کی تعمیر کی منظوری دے دی ہے۔

محکمہ شاہرات کے بدعنوان ٹھیکیداروں کا محاسبہ

*645 جناب ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں سڑکوں کا معیار تعمیر بہتر نہیں ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بدعنوان ٹھیکیداروں کے محاسبے اور سڑکوں کے معیار تعمیر کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کرنے پر غور کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید احمد منہیس)

(الف) صوبہ پنجاب میں سڑکوں کی تعمیر کا کام مندرجہ ذیل محکموں کے ذریعے

کیا جاتا ہے۔

(۱)۔ صوبائی محکمہ شاہرات ۔

(ii) محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی ۔

(iii) ضلع کونسلیں

(iv) مختلف ترقیاتی ادارے

(v) میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیاں

محکمہ شاہرات کے زیر نگرانی چلنے والی سڑکوں کا معیار کافی بہتر ہے اور محکمہ بہتر سے بہتر کام کروانے کے لئے کوشاں ہے۔

(ب) محکمہ شاہرات میں تعمیر کے کام کو چیک کرنے اور مزید بہتر بنانے کے لئے

(i) ہر کام پر ایک فیلڈ لیبارٹری قائم کی گئی ہے جس کے ذریعے انچارج عملہ کام کی روزانہ چیکنگ کرتا ہے۔

(ii) ہر سرکل میں ایک ریجنل لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ جس کا عملہ سرکل کے کاموں کے وقتاً فوقتاً چیکنگ کر کے متعلقہ سپرنٹنڈنگ انجینئر کو رپورٹ کرتا ہے جس پر مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔

(iii) صوبائی سطح پر روڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم ہے۔ جو صوبائی سطح پر مختلف اوقات میں مختلف کاموں کے معیار کو پرکھتی ہے اور حاصل شدہ نتائج کی رپورٹ متعلقہ چیف انجینئر اور سپرنٹنڈنگ انجینئر صاحبان کو بھجواتی ہے جس پر مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔

(iv) اس کے علاوہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم ہر ضلع اور تحصیل میں مختلف اوقات میں باقاعدگی کے ساتھ منصوبوں کا معائنہ کرتی ہے اور اپنی رپورٹ چیف منسٹر کو بھیجتی ہے۔

(v) محکمہ شاہرات کے افسر بھی اپنے دوروں کے دوران کام کے معیار کو پرکھتے ہیں اور کام میں استعمال ہونے والے میٹریل کو چیک کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا ذرائع سے حاصل شدہ رپورٹوں کی روشنی میں جن نقائص کی نشاندہی ہوتی

ہے ان کو نہ صرف کم از کم مدت میں ٹھیک کروالیا جاتا ہے۔ بلکہ کوتاہی کے ذمہ دار افراد کے خلاف ضابطہ کے مطابق کارروائی بھی کی جاتی ہے۔ اسی طرح کوتاہی کے ذمہ دار ٹھیکیداروں کے خلاف معاہدہ کی شرائط کے مطابق ایکشن لیا جاتا ہے۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ وہ عوامی نمائندوں پر مشتمل کوئی ایسی کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں جو ان کاموں کی نگرانی کر سکے تاکہ شروع سے ہی بدعنوانی کا محاسبہ کیا جا سکے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس سلسلے میں اس سے قبل بھی میں نے اپنے محکمے کو ہدایت جاری کی ہوئی ہے کہ جس وقت ایک سکیم کا ٹنڈر طلب کیا جاتا ہے تو متعلقہ حلقے کے ایم پی اے کو اس کی ایک کاپی بھیجی جائے اور اگر وہ اس ٹینڈر میں آکر بیٹھنا چاہتے ہیں اور یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کارروائی صحیح ہو رہی ہے یا نہیں وہ نشاندہی کر سکتے۔ اس کے علاوہ موجودہ صورت میں جب ٹنڈر طلب کیا جاتا ہے تو صرف متعلقہ ایکس ای این وہاں پر موجود ہوتا ہے لیکن میں اس بات پر غور کر رہا ہوں اور انشاء اللہ عنقریب اس پر عمل بھی کرونگا۔ میں ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ کمیٹی بنانا چاہتا ہوں جس میں نہ صرف ایک ہی ایکس ای این موجود ہوگا، بلکہ ہماری کوشش ہوگی کہ اس ڈسٹرکٹ کمیٹی میں دونوں ایکس ای این موجود ہوں جیسے ہر ضلع میں ہمارا ایک ایکس ای این ہائی ویز کا موجود ہوتا ہے اور بلڈنگز کا موجود ہوتا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ کلائنٹ ڈیپارٹمنٹ۔ مثلاً بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ میں اگر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے تو اس میں متعلقہ ضلع کا ڈی۔ ایچ۔ او شامل کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ اس حلقے کے منتخب ایم پی اے کو بھی ہم اس ڈسٹرکٹ کمیٹی میں شامل کریں گے (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایوان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اگر وہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کے علاقہ میں میرے ڈیپارٹمنٹ میں کوئی غلط کام ہو رہا ہے یا میٹریل صحیح استعمال نہیں ہو رہا تو براہ مہربانی اس کی نشاندہی کریں۔ ہم انشاء اللہ اس پر پورا ایکشن لیں گے اور ایکشن اس قسم کا لیں گے کہ ہمارے منتخب نمائندے مطمئن ہوں گے کہ ہمارے ملک کا جو سرمایہ ہے یا ہمارے پنجاب کا جو پیسہ ہے وہ صحیح طور استعمال ہو رہا ہے۔

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں ارشاد فرمایا ہے

کہ میونسپل کارپوریشنوں، میونسپل کمیٹیاں کی نسبت محکمہ شاہرات کے زیر نگہداشت سڑکوں کا معیار کافی بہتر ہے۔ اور محکمہ بہتر سے بہتر کام کروانے کے لئے کوشاں ہے۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کم تر یا بہتر معیار کا تعین یہ کیسے کرتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر۔ بہتر معیار سے میری مراد یہ ہے کہ محکمہ شاہرات کی specifications مختلف ہیں اور ضلع کونسلوں اور کارپوریشنوں کی specfications مختلف ہیں۔ ہم جو سڑکیں بناتے ہیں ان کی specifications ضلع کونسلوں اور کارپوریشنوں کی سڑکوں کی specifications سے کافی بہتر ہیں اور زیادہ lasting ہیں۔ اور اس حساب سے میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ شاہرات کا کام زیادہ بہتر ہے۔

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ وزیر موصوف نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ محکمے کا ۴۰ لاکھ سے زائد خرچہ ایک کلومیٹر سڑک بنانے پر آتا ہے۔ تو کیا یہ بہتر معیار کی نشاندہی کرتا ہے۔!

جناب سپیکر۔ انہوں نے یہ کہیں نہیں کہا۔

چودھری فضل حسین راہی۔ میں نے اس میں پڑھا تھا۔

جناب سپیکر۔ نہیں، اس سوال میں نہیں ہے۔

چودھری فضل حسین راہی۔ اس میں نہیں ہے۔ بہر حال میں نے پڑھا تھا۔ میں حوالہ دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ نے کہاں سے پڑھا؟

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میں نے اسی سوال پڑھا ہے مگر اسی سوال میں نہیں میں نے رات پڑھا تھا (قطع کلامیاں)۔ میں عرض کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر۔ آپ کے سوال کی بنیاد ہی غلط ہے۔

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میں ایسے کرتا ہوں کہ اسے بیچ میں سے نکال دیتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ جب اتنا زیادہ لاکھوں روپے کی صورت میں ایک کلومیٹر سڑک کے ٹکڑے پر خرچ آتا ہے تو جناب سپیکر! کیا یہ بہتر معیار ہے کہ ایک سڑک اگر ایک سال

میں لوٹ جائے تو پھر بھی وزیر موصوف اصرار فرمائیں کہ ہمارا محکمہ بہتر معیار کی نشاندہی کرتا ہے اور ہماری specifications دوسروں سے مختلف ہیں حالانکہ دوسرے قسم کی سڑکیں تو چار چار سال بھی چلتی ہیں۔ دس یا بیس سال بھی چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر۔ ویسے بھی آپ نے یہ سوال گڈ مڈ کر دیا۔ ایک حصہ پہلے سوال سے لے لیا ایک حصہ دوسرے سوال سے لے لیا۔

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میں ایسے کر لیتا ہوں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہماری speeifications دوسرے محکموں سے علیحدہ ہیں اور علیحدہ ہونے کی وجہ سے ہماری سڑکیں بنانے کے کام کا معیار بہتر ہے۔ یہ ان کا ارشاد ہے۔

جناب سپیکر۔ یہاں آپ کو نشان دہی یہ کرنی چاہیئے کہ کوئی ایسی مثال دیں کہ محکمہ شاہرات پنجاب کی فلاں سڑک ایک سال کے عرصہ میں ٹوٹ گئی ہے اور آپ کا معیار اور specification درست نہیں ہے۔

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ پھر آپ کہیں گے کہ اس سوال کے جواب میں وہ سڑک نہیں ہے اس لئے آپ یہ سوال نہ پوچھیں۔ بہرحال جناب سپیکر آپ بھی سمجھتے ہیں۔ وہ بھی سمجھتے ہیں، ہاؤس بھی سمجھتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کا اپنا کوئی معیار ہوگا وہ علیحدہ بات ہے specifications وغیرہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ اپنے محکموں کو کنٹرول کریں۔ بس یہ ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہماری ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کی specifications باقی محکموں سے بہتر ہے۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں ان کے اپنے محکمے کی specification کیا ہے؟ سڑک کی موٹائی ہی بتا دیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب والا۔ اگر فاضل رکن specifications جاننا چاہتے ہیں تو ہم ایوان کے لئے ایک کورس کا بندوبست کر سکتے ہیں۔ اگر معزز ایوان یہ چاہتا ہے کہ تمام specification سے آگاہ ہو تو ہم ایک دن مقرر کر لیتے ہیں۔ جس میں ہمارے انجینئر آکر ایوان کے ممبران کو لیکچر دیں گے۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ

جب وہ اپنے علاقوں میں جائیں گے اور وہ یہ محسوس کریں گے کہ کسی سڑک کی حالت اچھی نہیں ہے تو ان کو چیک کرنے میں آسانی ہوگی۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا۔ معزز وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس کے لئے کوئی ٹریننگ کورس ہوگا یا ریفریشر کورس ہوگا۔ یہ وزیر مواصلات و تعمیرات ہیں اور سڑک کی specifications ایک basic چیز ہے اور ہمارا جو فلم ٹو مارکیٹ روڈ پروگرام چل رہا ہے۔ اس کے متعلق میں ممبر ہونے کی حیثیت سے انہیں بتا سکتا ہوں۔ لہٰذا یہ وزیر ہیں۔ یہ بتائیں کہ سڑک کی موٹائی کی کیا specification ہے اور روڑی کی کیا specification ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ اس میں آپ کو سڑک mention کرنی چاہیے۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا! ایک ہی specification ہے چاہے وہ پہاڑی علاقے میں تعمیر ہو رہی یا پنجاب کے اس علاقے میں تعمیر ہو رہی ہے specification اس کی یکساں ہے۔

جناب سپیکر۔ میرے علم میں یہ ہے کہ specification مختلف ہوتی ہیں۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا۔ میرے خیال میں ہمارا جو پنڈی ڈویژن میں پروگرام چل رہا ہے اس کی specifications ایک ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس سلسلے میں وزیر مواصلات و تعمیرات کا کیا خیال ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب والا۔ specification مختلف ہیں۔ ہر علاقے کی زمین مختلف ہوتی ہے۔ کچھ جگہیں پتھریلی ہوتی ہیں۔ کچھ جگہیں ریتلی ہوتی ہیں اور کچھ جگہیں دلدلی ہوتی ہیں۔ تو specifications محکمہ شاہرات اس علاقے کے مطابق بناتا ہے۔ اور جہاں تک فاضل رکن راولپنڈی ڈویژن کی بات کر رہے ہیں تو میرے خیال میں ان کے نوٹس میں یہ ہوگا کہ وہاں کچھ بے قاعدگیاں سامنے آئی تھیں اور میں نے وہاں کے ۱۵ آفسروں کو معطل کیا گیا تھا جس میں دو ایس ای ۱۹ گریڈ اور دو ایکس ای این گریڈ ۱۸ کے تھے۔

چودھری فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کس

سوال کے جواب میں وزیر صاحب نے ۱۵ آفسروں کو معطل کر دیا ہے ؟

جناب سپیکر۔ یہ specifications کی بات ہو رہی ہے۔

جناب غلام سرور خان۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان افسران نے کیا تصور کیا ہے کہ انہیں معطل کر دیا گیا ہے ؟

جناب سپیکر۔ یہ اس سوال سے متعلق سوال نہیں ہے۔

جناب محمد رفیق۔ ضمنی سوال۔ سوال نمبر ۶۴۵ کی جزو (ب) بدعنوان ٹھیکیداروں کا ذکر ہے۔ خدا جانے کہ کیا مصلحت ہو گی کہ وہ بدعنوان افسروں کو بھول گئے ہیں۔ کیا میں یہ جناب وزیر مواصلات سے پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ محکمے میں بدعنوان افسران موجود ہیں یا نہیں ؟ اس کا جواب ہاں، یا نہ میں آنا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ چودھری۔ صاحب اپنا سوال دھرائیے گا۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر، میرا سوال یہ ہے کہ محکمے میں بدعنوان افسر موجود ہیں یا نہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب سپیکر، فاضل رکن کو یہ علم ہے کہ ہمارے معاشرے میں برائیاں موجود ہیں اور نہ صرف یہ کہ ہمارے معاشرے میں بددیانت لوگ ہیں بلکہ ہمارے معاشرے میں اچھے لوگ بھی موجود ہیں اور اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ہر محکمے میں جہاں بددیانت افسر موجود ہیں وہاں دیانتدار افسروں کی بھی کمی نہیں۔ اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں جناب وزیر اعلیٰ نے اینٹی کرپشن کمیٹیاں قائم کی ہیں تاکہ جہاں بددیانت افسر موجود ہوں۔ ان کا سدباب کیا جائے اور محاسبہ کیا جائے اور ان کو صحیح کام کرنے کی طرف راغب کیا جائے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا، میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا محکمہ شاہرات میں کام کا معیار اس لئے بہتر نہیں ہے کہ انجینئرنگ کا عملہ جن کے ذمہ ان کاموں کی تکمیل کا فرض سپرد کیا گیا ہے وہ کمیشن کے نام پر رشوت وصول کرتے ہیں، اور زر تخمینہ کا تقریباً ۲۵ فی صد روپیہ محکمے کے اوورسیر سے لے کر چیف انجینئر تک کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے یا نہیں ؟

جناب سپیکر۔ آپ کو اس کے لئے نیا سوال دینا چاہیئے۔

جناب ریاض حشمت مجوعہ۔ ضمنی سوال جناب والا۔

MR. SPEAKER : Next question. Sorry Mian Sahib. There is a limit for supplementary questions Malik Mumtaz Ahmad Bhachar ..Next question.

پل پر تعمیر کے اخراجات

*646 ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔ خوشاب کے قریب دریا جہلم پر پل کی مرمت پر کتنی لاگت آئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

پل مذکورہ کی مرمت کے لئے اب تک محکمہ ریلوے کو دو کروڑ آٹھ لاکھ روپے دیے جا چکے ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کیا اتنی ہی رقم سے ایک نیا پل نہ بن سکتا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب سپیکر، موجودہ پل سال ۱۹۳۰ء میں بنا تھا جب ٹریفک کافی کم تھی اور اسی پر لوڈ کم تھا۔ لیکن میں ان کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس پل کی مرمت نہ کی جاتی تو ٹریفک میں کافی خلل پڑتا اور لوگوں کو تکلیف ہوتی۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب نے اس کے ساتھ ایک اور پل بنانے کا فیصلہ کیا ہے جس کو ہم نے سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں رکھ دیا ہے اور اس کے لئے ہم نے ۵۰ لاکھ روپے بھی مختص کر دیے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کا دوسرے پل کے لئے جو مطالبہ ہے جلد پورا ہوگا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ خوشاب کے قریب دریائے جہلم پر نیا پل تعمیر کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے؟ اور اگر ہے تو کب تک کام شروع کیا جائے گا؟

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب، اپنا سوال دھرائیے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر، یہ امر واقعہ ہے کہ اس پل کی شکستگی کی وجہ سے کئی کئی گھنٹے وہاں پر ٹریفک جام ہو جاتی ہے۔ وہاں خوشاب کے نزدیک دریائے جہلم پر پرانے پل کی بجائے نیا پل تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات - جناب سپیکر، میں نے بڑے واضح طریقے سے یہ بتا دیا ہے کہ سال ۸۷-۱۹۸۶ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ہم نے ۵۰ لاکھ روپے مختص کر دیے ہیں، ہم انشاء اللہ یہ پل بنانے لگے ہیں اور اس پر تقریباً ۲ کروڑ روپے خرچ آئیں گے یہ موجودہ پل کے ساتھ ہی دوسرا نیا پل بنے گا۔

چودھری فضل حسین راہی ، - جناب سپیکر - کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ دونوں پلوں کے درمیان فاصلہ کتنا ہوگا؟ ایک پرانا پل ہے جس کی مرمت ہوئی ہے اور ایک نیا پل بنے گا جو کہ اس پل کے ساتھ بنایا جا رہا ہے۔ ان دونوں کے درمیان فاصلہ کتنا ہوگا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات - فاصلے کے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں بتایا جا سکتا البتہ یہ پل پہلے پل کے ساتھ ہی ہوگا اور پہلے پل کے نزدیک ہی بنایا جائے گا، کیونکہ اس پر ریلوے ٹریک بھی موجود ہے۔

چودھری فضل حسین راہی - جناب سپیکر، ۸۷-۱۹۸۶ء کے لئے پچاس لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں، اور وزیر موصوف کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس پل کا فاصلہ کتنا ہوگا - یہ تو ہے ان کی حالت اور یہ پڑھانا ہمیں چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ - جناب سپیکر، یہ جو پرانے پل کی مرمت کے لئے دو کروڑ روپے کی کثیر رقم ہم نے ریلوے اتھارٹی کو ادا کی ہے، اگر مجوزہ نئے پل کی تعمیر سے پہلے کشتیوں کا پل عارضی طور پر بنایا جاتا اور اس پر سے عارضی طور پر ٹریفک گزارنے کا بندوبست کرتے تو اس پر کتنا خرچ آتا، اور اس طریقے سے دو کروڑ روپے میں سے کتنی رقم بچ جاتی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات - جناب والا اس کے لئے ایک نئے سوال کی ضرورت ہے۔

SYED TAHIR AHMAD SHAH : Sir my supplementary question is very relevant. It may be answered.

وزیر مواصلات و تعمیرات - جناب والا اگر اس پل کی مرمت نہ کی جاتی تو اس سے جہاں روڈ ٹریفک کے لئے مشکلات پیدا ہوتیں وہاں ریلوے کا ٹریفک بھی بند کرنا پڑتا۔ تو کیا فاضل رکن یہ چاہیں گے کہ وہاں پر ریلوے ٹریفک بھی بند کر دیا جائے ؟

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر وزیر موصوف کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کروں گا۔ کہ ریلوے ٹریک درمیان میں ہے اور اس کی دونوں اطراف میں روڈ ٹریفک کے لئے پل بنائے گئے ہیں اور یقین کیجئے کہ دو تین مرتبہ میں بھی وہاں سے گزرا ہوں ۔ وہ سڑک گزرنے کے قابل ہی نہیں ہے ۔ اس لئے اس سے بہتر تھا کہ آپ کشتیوں کا پل عارضی طور پر بنا دیتے اور اس طرح ہماری خاصی رقم بچ سکتی تھی اور اس سے حکومت پنجاب کو فائدہ ہو سکتا تھا اور عوام کا ایک مسئلہ مستقل بنیادوں پر حل ہو سکتا تھا۔ اس کے بارے میں وزیر موصوف ذرا ارشاد فرمادیں ۔

بھیرہ ۔ بھلوال روڈ کو کشادہ کرنے کے لئے اقدامات

*665 جناب انوار الحق پراچہ ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔ کیا بھیرہ ۔ بھلوال روڈ کو اس کے موجودہ ٹریفک لوڈ کے پیش نظر ڈبل کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے اگر ہاں تو کب تک ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

بھیرہ بھلوال روڈ کو چوڑا کرنے کی تجویز کو ڈرافٹ A D P برائے مالی سال ۸۷ ۔ ۱۹۸۶ء میں شامل کیا گیا ہے مگر تاحال منظوری نہیں ہوئی ۔

محکمہ مواصلات و تعمیرات کے افسران کی سنیارٹی لسٹ

*757 میاں محمد اسحاق ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات اور محکمہ آبپاشی کے درجہ اوّل اور درجہ دوم کے افسران کے لئے ایک جیسے قواعد ملازمت کا مارچ ۱۹۶۷ء میں اعلان ہوا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گذشتہ ۱۸ برس سے محکمہ مواصلات و تعمیرات کے درجہ اوّل اور درجہ دوم کے افسران کی محکمہ کی طرف سے قواعد کے مطابق صحیح سنیارٹی لسٹیں جاری نہیں کی گئی ۔

(ج) جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ فہرستیں جاری نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت مذکورہ فہرستوں کو جلد جاری کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس معاملے میں غیر معمولی تاخیر کے ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔؟

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ (جناب سعید احمد منیس)

(الف) جی ہاں۔ تاہم قواعد ۱۹۶۷ء منسوخ ہو چکے ہیں اور اب محکمہ مواصلات و تعمیرات میں قواعد ۱۹۶۷ء کی جگہ قواعد (قابلیت و شرائط بھرتی اسامیاں انجینئری) محکمہ مواصلات و تعمیرات پنجاب مجریہ ۱۹۸۵ء نافذ العمل ہیں۔

(ب)۔ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے درجہ دوم کے افسران کی ایک سنیارٹی لسٹ مورخہ ۲۸-۱۱-۱۹۷۲ کو جاری کی گئی تھی جسے پنجاب سروس ٹریبونل نے اپنے فیصلہ بتاریخ ۲۷-۴-۱۹۸۳ بابت اپیل نمبر ۱۹۸۱/۴۵۴/۵۵۵ کی رو سے غیر قانونی قرار دے دیا۔

(ج) قواعد (تبدیلی تسمیہ ملازمت و منسوخی درجات) سول ملازمین پنجاب مجریہ ۱۹۷۲ء کی رو سے تمام درجات اور ملازمتوں کی درجہ بندیاں منسوخ کر دی ہیں ۱۹۷۲ء کے ان قواعد کی رو سے مورخہ ۱۰-۹-۱۹۸۱ کو تمام گریڈوں بجموں گریڈ ۱۸ کے افسران کی ایک سنیارٹی لسٹ جاری کی گئی جسے پنجاب سروس ٹریبونل اور سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا لیکن تمام اپیلیں مسترد کر دی گئیں اور اس طرح یہ لسٹ حتمی قرار پا گئی تاہم پنجاب سروس ٹریبونل نے ایک اور اپیل نمبر ۱۹۸۴ء/۸۶۳/۵۴۵ میں اپنے فیصلہ بتاریخ ۱۴-۵-۱۹۸۶ کی رو سے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو ہدایت کی ہے کہ وہ تین ماہ کے اندر اندر درجہ دوم اور درجہ اول کے ملازمین کی سنیارٹی لسٹیں مرتب کرے محکمہ نے اس ضمن میں ایک کیس تیار کر کے ۲۵-۶-۱۹۸۶ کو برائے منظوری پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوایا ہے جس کی منظوری تا حال موصول نہیں ہوئی

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ قواعد ۱۹۶۷ء منسوخ ہو چکے ہیں

اور اب محکمہ مواصلات و تعمیرات میں قواعد ۱۹۶۷ء کی بجائے قواعد ۱۹۸۵ء نافذ العمل ہیں ؟
جواب میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ قابلیت و شرائط بھرتی اسامیاں انجینری کے تحت انہیں ترقی دی جاتی ہے۔ اس کا معیار کیسے دیکھا جاتا ہے کہ اس صاحب کو ترقی دینی چاہیئے اور اس صاحب کو ترقی نہیں دینی چاہیئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات - جناب سپیکر، یہ ترقیاں سنیارٹی کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ اور اگر فاضل رکن کو اس سلسلے میں قواعد و ضوابط کی کاپی چاہیئے تو میں انہیں مہیا کر دوں گا۔

میاں محمد اسحاق - جناب سپیکر، میری معلومات کے مطابق ابھی تک اس محکمے میں ایک چیف انجینئر، تقریباً ۸ - ایس - ای - اور ۱۵ ایکس - ای - این صاحب سینارٹی لسٹ نہ ہونے کی وجہ سے نقصان اٹھا رہے ہیں۔ وزیر موصوف اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں گے کہ ان کی جو حق تلفی ہوئی ہے اس کا کیسے مداوا کریں گے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات - جناب سپیکر، آفیسرز کی حق تلفی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہم نے سنیارٹی کے مطابق سینئر آفیسرز کے پینل سلیکشن بورڈ کو بھجوا دیے ہیں اور انشاء اللہ جب سلیکشن بورڈ کی میٹنگ ہوگی تو اس میں ان کی ترقی کا فیصلہ کر دیا جائے گا

میاں محمد اسحاق - جناب سپیکر، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی اس دوران جو لوگ ریٹائر ہو گئے اور انہیں یہ حق نہ ملا۔ اس طرح ان کی جو حق تلفی ہوئی ہے اس کا مداوا کیا جائے۔ جب صحیح کام کی تعریف ہی نہیں ہوگی تو اچھائی کس طرح سے پھیلے گی ؟ جن حضرات کی ابھی تک سنیارٹی لسٹ ہی نہیں بنی جس کی وجہ سے ان کی ترقی نہیں ہو سکی، تو کیا اس سے ان کی دل شکنی نہیں ہوئی ؟

جناب سپیکر - میاں صاحب، آپ اسے سوال کی شکل میں پیش کریں۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ آپ ضمنی سوال کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسحاق - میں یہ عرض کروں گا کہ سنیارٹی لسٹ نہ بننے کی وجہ سے ایک چیف انجینئر، ۸ - ایس - ای - اور ۱۵ ایکس - ای - این حضرات کو اب تک اپنا حق نہیں ملا اور اب تک جو مدت گزر چکی ہے اس دوران ان کی جو حق تلفی ہوئی ہے۔ وزیر موصوف اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں گے کہ وہ ان کا حق دینے کے لئے کیا

طریقہ کار اختیار کریں گے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات - جناب سپیکر، جیسا کہ میں نے اپنے سوال کے جواب میں عرض کیا ہے۔ سنیارٹی لسٹ مختلف اوقات میں بنتی رہی ہیں۔ لیکن آپ کو پتا ہے کہ کئی دفعہ کچھ آفیسرز جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہیں مختلف عدالتوں میں میں اپیلیں دائر کر دیتے ہیں اور فاضل عدالتیں stay order جاری کر دیتی ہیں اور stay order کی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب جب کہ سروسز ٹریبونل نے واضح فیصلہ کر دیا ہے اور ہم نے سنیارٹی لسٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو منظوری کے لئے بھیج دی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسے آفیسرز جن کو ترقی ملنی تھی اب نہیں ملے گی، بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ بہت جلد پنجاب پبلک سروس کمیشن اس سنیارٹی لسٹ کو منظور کر دے گا اور وہ تمام آفیسرز جن کی ترقی due ہے ان کو ترقی دے دی جائے گی۔

میاں محمد اسحاق - جناب سپیکر، میں دو ضمنی سوال پوچھ چکا ہوں ایک کے لئے ابھی میرا حق محفوظ ہے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں ایک اور ضمنی سوال پوچھ لوں

جناب سپیکر۔ میاں صاحب فرمائیے۔

میاں محمد اسحاق - جناب سپیکر، یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ اکثر محکمہ جات میں سنیارٹی لسٹیں بنائی جاتیں اور اسی طرح اس دفتر میں بھی سنیارٹی لسٹ نہیں بنی۔ کیا اس سے رشوت جنم نہیں لیتی۔ ؟

جناب سپیکر۔ میاں صاحب یہ کوئی ضمنی سوال نہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا جب سنیارٹی لسٹ نہیں بنے گی تو پھر جس کا دل چاہے گا پیسے دے کر اپنی ترقی کروا لے گا۔ اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت پنجاب اس مسئلے کو اولیت دے کر سنیارٹی لسٹیں بنوائے تو اس سے رشوت کی شرح میں کمی ہو گی۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا جواب دیا جا چکا ہے

بائی پاس روڈ کی تعمیر

*770 جناب فخر الدین شاہ سید۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شجاع آباد سے گزرنے والی سڑک کی چوڑائی چھوٹی ہونے کی وجہ سے ٹریفک میں بہت دشواری ہوتی ہے اور زیادہ ٹریفک کے سبب اکثر راستے بند ہو جاتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرانی ملتان روڈ کو خان گڑھ روڈ سے اور نیو ملتان روڈ کو جلال پور روڈ سے بذریعہ بائی پاس ملانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ (جناب سید احمد حسین)

(الف) شجاع آباد شہر سے گزرنے والی سڑک محکمہ ہائی وے کی ملکیت نہیں ہے۔

(ب) یہ سکیمیں فی الحال حکومت کے کسی پروگرام میں شامل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب سپیکر میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جلال پور پیروالا براستہ شجاع آباد سڑک تعمیر اور کشادگی

*774 جناب فخر الدین شاہ سید کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرانی ملتان روڈ ملتان سے جلال پور، پیروالا براستہ شجاع آباد کی چوڑائی بہت کم ہے جو کہ علاقہ کے عوام کی ضروریات کے لئے ناکافی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل اپنے محدود وسائل کے سبب اس سڑک کو کشادہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قبل ازیں ضلع کونسل نے محکمہ ہائی وے کو مذکورہ سڑک اپنی تحویل میں لیکر کشادہ کرنے کے لئے کہا مگر تا حال اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ شاہراہ کو اپنی تحویل میں لیکر اسے کشادہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) یہ درست ہے۔ یہ سڑک محکمہ ہائی ویز کی ملکیت نہیں ہے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) ۲۴ اپریل ۱۹۸۵ء کو کمشنر ملتان کے ذریعے ایسی سفارش موصول ہوئی تھی جو منظور نہ ہو سکی۔

(د) اس سڑک کو صوبائی تحویل میں لئے جانے کی منظوری نہیں ہو سکی۔

منڈی بہاؤالدین سے موضع کھیوہ تک سڑک کی تعمیر

*839 چوہدری غلام رسول۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال ۱۹۸۰ء میں شاہ تاج شوگر مل منڈی بہاؤالدین سے موضع کھیوہ تک محکمہ ہائی وے نے سڑک کی تعمیر شروع کی تھی مگر کچھ حصہ مکمل کرنے کے بعد بقایا ادھورا چھوڑ دیا گیا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت بقایا حصہ کب تک مکمل کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک شاہ تاج شوگر کیس ترقیاتی بورڈ کے منظور شدہ منصوبہ کے تحت ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے ڈیپازٹ ورک کے طور پر شروع کی تھی۔ اب صرف چھ سو فٹ ٹکڑے کی تعمیر باقی ہے۔

(ب) بقیہ حصہ اسی مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

مونگ سے ملکوال تک سڑک کی تعمیر

*840 - چودھری غلام رسول۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت کہ حکومت نے مونگ سے ملکوال تک سڑک بنانے منصوبہ بنایا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ سڑک محکمہ ہائی وے کے منظور شدہ نقشہ اور روٹ کے برعکس نہر لوئر جہلم کی پٹڑی پر تعمیر کی گئی اور مونگ کرکھیوہ اور ملکوال سے ملانے کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔

(ج) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کو منظور شدہ نقشہ کے مطابق بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ (سعید احمد منہیس)

(الف) جی ہاں۔ درست ہے۔

(ب) مونگ تا ملکوال سڑک کی تعمیر ۷۴-۱۹۷۳ء میں منظور ہوئی تھی اور چار سالوں کی ADP میں مختص شدہ رقوم کے مطابق ملکوال کی طرف سے صرف ۵ میل مکمل ہو سکے۔ اس کے بعد ۷۸-۱۹۷۷ء کے دوران وسائل کی کمی کی وجہ سے یہ منصوبہ دیگر اور کئی منصوبہ جات کی طرح ختم کر دیا گیا۔

گورنر صاحب کے حکم کے مطابق ۸۴-۱۹۸۳ء میں ایک نئے منصوبے کے تحت ملکوال سے کھیرہ تک (نہر کے ساتھ ساتھ) بمعہ ماچھی لنک سڑک کی تعمیر کا کام دوبارہ منظور ہوا۔

(ج) نئے منصوبہ کے مطابق کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔

چوکی والہ بارتھی روڈ کی تعمیر

*847 جناب سردار فتح محمد خان۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چوکی والہ بارتھی روڈ کی منظوری ہو چکی ہے مگر تا حال اس کی تعمیر شروع نہیں کی گئی اور صوبہ کے اس پسماندہ ترین علاقہ میں عوام کو آمد و رفت میں بہت دشواری پیش آ رہی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی فوری تعمیر کے لئے اقدامات کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) چوکی والا سے زین تک سڑک کی تعمیر کی منظوری مختلف پروگراموں کے تحت ہو چکی ہے۔ اور اس پر کام مختلف مراحل میں ہے۔

(ب) زین سے بارتھی تک سڑک کی تعمیر کی منظور تا حال نہیں ہوئی۔

راولپنڈی مری روڈ پر متبادلہ گزرگاہ کی تعمیر

*857۔ چودھری مشتاق حسین۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) راولپنڈی مری روڈ پر ٹریفک کے بے پناہ اضافہ کی وجہ سے حکومت نے تقریباً دو سال قبل ایک منصوبہ بنانا تھا جس کے تحت مذکورہ روڈ پر ٹریفک کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے متبادل راستہ بنایا جانا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے عرصہ دو سال گزرنے کے باوجود مذکورہ منصوبے پر عمل کیوں نہ کیا آیا حکومت اب مذکورہ منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں

تو کیا وجوہ ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) حکومت نے تا حال کوئی ایسا منصوبہ نہیں بنایا۔ کمشنر راولپنڈی کی ہدایت پر سروے کا کام نیشنل ٹرانسپورٹ ریسرچ سنٹر National Transport Road Research Centre) حکومت پاکستان اسلام آباد کو سونپا گیا ہے جس کا خرچ میونسپل کارپوریشن راولپنڈی برداشت کرے گی۔

(ب) حکومت نے تا حال ایسا کوئی منصوبہ نہیں بنایا تاہم نیشنل ٹرانسپورٹ روڈ ریسرچ سنٹر حکومت پاکستان کی سفارشات کی روشنی میں آئندہ منصوبہ بندی کی جائے گی۔

ڈھڈ ہمیر سے دھلہ سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ

*862 جناب محمد اسلم ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی میں ڈھڈ ہمیر سے دھلہ سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ مشتاق نامی شخص کو دیا گیا ہے اور جس کے ساتھ عارف اور منیر حصہ دار ہیں

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سے پیشتر ٹھیکیدار مشتاق نے کہیں کام نہ کیا ہے اور اس کے پاس تعمیر کے لئے کوئی مشینری بھی نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ چیف منسٹر نے فیصلہ کر رکھا ہے جس ٹھیکیدار کے پاس مشنری وغیرہ نہ ہو اسے ٹھیکہ کا کام کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔

(د) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چیف منسٹر کے احکامات کی روشنی میں متعلقہ ٹھیکیدار کے خلاف تحقیقات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیر (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) درست ہے لیکن مشتاق اینڈ کو کے شراکت نامے میں محمد عارف نام کا کوئی حصہ دار نہیں ہے۔

(ب) درست ہے۔ مگر ٹھیکیدار مشتاق کے پاس مندرجہ ذیل مشینری ہے۔

(i) ٹرک - ۲ عدد

(ii) واٹر لاری - ۲ عدد

(iii) وائبریٹر (Vibrator) ایک عدد

(iv) ٹار بوائلر (Tar Boiler) ایک عدد

(v) کنکریٹ مکسر (Conc. Mixture) ایک عدد

(vi) واٹر پمپ (Water Pump) ایک عدد

(vii) ٹریکٹر ٹرالی (Tractor Trolly) ۲ عدد

(ج) اس سلسلہ میں چیف منسٹر صاحب کی طرف سے کوئی احکامات موصول نہیں ہوئے۔

(د) اس سلسلہ میں چیف منسٹر صاحب کی طرف سے کوئی احکامات موصول نہیں ہوئے۔

چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان دریائے چناب کے پل کی مرمت

*939 مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) دریائے چناب کا پل جو چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان ہے کب بنا تھا اور اس کی معیاد کتنی تھی۔

(ب) اگر اس کی معیاد ختم ہو چکی ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ دریا چناب کے مذکورہ پل پر سالانہ مرمت کا خرچہ کتنا آتا ہے اور مرمت کے دوران جب پل بند رہتا ہے تو ذرائع رسل و رسائل بند ہونے سے کتنا نقصان ہوتا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد مہیس)

(الف) یہ ریل کم روڈ برج (Rail-cum-road Brig) جو کہ پاکستان ریلوے کی ملکیت ہے ۱۹۳۲ء میں تعمیر ہوا تھا اور ریلوے قوانین کے مطابق ایسے پلوں کی میعاد ساٹھ سال ہوتی ہے

(ب) محکمہ ریلوے کی تکنیکی انسپکشن ۱۹۸۱ء کے مطابق لوہے کے گاڈروں سے بنا ہوا یہ پل ٹریفک کا بوجھ برداشت کرنے کے قابل ہے۔ محکمہ ریلوے کا اس پل کو ازسرنو تعمیر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ البتہ سڑک کی بڑھتی ہوئی ٹریفک کا ہجوم تقسیم کرنے کا منصوبہ محکمہ شاہرات بنا رہا ہے۔ جس کے لئے دوسرے پل کی تجویز زیر غور ہے۔

(ج) اس پل کی مرمت اور نگہداشت پاکستان ریلوے کرتا ہے۔ بوقت ضرورت پاکستان ریلوے مرمت کا تخمینہ بنا کر محکمہ شاہرات پنجاب سے اس کے مطابق رقم لیتا ہے۔ ۸۰-۱۹۷۹ء سے ۸۵-۱۹۸۴ء تک سالانہ مرمت کا اوسط خرچ ۹۸۶۶ روپے آیا ہے۔

مرمت کا کام شروع کرنے سے پہلے پاکستان ریلوے کی طرف سے عوام کو بذریعہ اخبارات و دیگر ذرائع ابلاغ اور مقامی انتظامیہ کے ذریعے مطلع کیا جاتا ہے متعلقہ سڑکوں پر ٹریفک کی اطلاع کے لئے ضروری بورڈ بھی لگائے جاتے ہیں۔ مرمت کے اوقات کار بھی مختصر رکھے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں دوران مرمت ٹریفک طالب والا پتن کو بطور متبادل راستہ استعمال کرتی ہے۔

شاہ نور سٹوڈیو کے سامنے سڑک کی مرمت

*1017 چوہدری محمد اسلم۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میں شاہ نور سٹوڈیو کے سامنے ملتان روڈ کا تقریباً ایک فرلانگ کا ٹکڑا کافی عرصہ سے نہایت خستہ حالت میں ہے اور وہاں سڑک پر نوکیلے پتھر نکلے ہوئے ہیں جو متعدد گاڑیوں کے لئے نقصان کا باعث بنتے ہیں اور ٹریفک بڑی مشکل سے گزرتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سڑک کے ٹکڑے کو مرمت کر کے کب تک قابل گذر بنانے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ شاہ نور سٹوڈیو کے سامنے ملتان روڈ جو کہ نیشنل ہائی وے بورڈ کی ملکیت ہے) کا ایک فرلانگ کا ٹکڑا کافی عرصہ سے کافی خستہ حالت میں ہے۔ البتہ فروری ۱۹۸۶ء میں بارشوں کی وجہ سے کچھ ٹوٹ پھوٹ ہوئی تھی۔ جس کو پتھر ڈال کر مرمت کر کے اور رولنگ (Rolling) کر کے ٹھیک کر دی گئی تھی۔ اس مسئلہ کے مستقل حل کے لئے LDA اس علاقہ میں میں کسی آب کے منصوبے پر کام کر رہا ہے اور سڑک کو اونچا کرنے کا منصوبہ بنا کر ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے نیشنل ہائی وے بورڈ کو تخمینہ جات بھیج دیئے ہیں مطلوبہ رقم ملنے پر اس حصہ کو اونچا کر دیا جائے گا۔

سرکٹ ہاؤس لاہور میں اراکین صوبائی و قومی اسمبلی کے لئے سہولت

*1118 میاں مختار احمد شیخ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی ہدایات کے تحت سرکٹ ہاؤس لاہور میں صرف وزراء اور اعلیٰ افسران کے لئے کمروں کی بکنگ کی جاتی ہے اور ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کو ایسی رعایت نہیں دی جاتی۔ اگر ایسا ہے تو اراکین قومی و صوبائی اسمبلی کے لئے مذکورہ جگہ پر کمرے الاٹ نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ مختلف اوقات میں کئی اراکین صوبائی و قومی اسمبلی سرکٹ ہاؤس لاہور میں رہائش پذیر رہے ہیں۔

پسماندہ علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر

*1164 بیگم شاہدہ ملک۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔ کیا حکومت پسماندہ علاقوں تک سڑکوں کا جال بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تاکہ مذکورہ علاقوں میں صنعتی و زرعی ترقی ہو سکے اگر ایسا ہے تو کتنے عرصہ میں اس پروگرام پر عمل درآمد ہو سکے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

جی ہاں۔

(i) کھیت تا منڈی پروگرام کے تحت سڑکوں کی تعمیر کا کام ۸۱ - ۱۹۸۰ء میں شروع کیا گیا تھا۔ جس کے تحت مارچ ۱۹۸۶ء تک ۱۶۱ء۳۴ میل لمبی سڑکیں تعمیر ہو چکی ہیں اور جون ۱۹۸۶ء تک مزید ۴۰ء۴ میل لمبی سڑکوں کی تعمیر کا امکان ہے۔

(ii) اس کے علاوہ ممبران صوبائی اسمبلی کی تجاویز پر ۱۵ اپریل ۱۹۸۶ء تک ۸۰ انچی سڑکوں کی تعمیر کی منظوری ہو چکی ہے جن کی لمبائی ۸۳۸ میل ہے۔ ان میں سے ۹۳ سڑکوں کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔

(iii) حکومت بہت زیادہ پسماندہ علاقوں کی ترقی پر خصوصی توجہ دے رہی ہے اور مندرجہ ذیل علاقوں میں خصوصی ترقیاتی پروگرام شروع کیا ہے۔ جن کے تحت سڑکوں کی تعمیر کا کام جاری ہے

(i) ڈی جی خان راجن پور ایریا۔

(ii) چولستان

(iii) مری

(iv) شکر گڑھ

(v) سون سیکر وادی

صوبہ میں سڑکوں کی تعمیر میں فوقیت

*1165- بیگم شاہدہ ملک۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

آئندہ سال کے دوران مجوزہ اخراجات کے ساتھ صوبہ کے تمام ڈویژنوں میں سے ہر ڈویژن کے کون سے علاقہ کو سڑک کی تعمیر کے سلسلے میں کس حد تک فوقیت دی جا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید احمد مہیس)

آئندہ مالی سال میں مجوزہ اخراجات کے ساتھ موجودہ مالی سال میں شروع کے گئے منصوبوں پر کام جاری رہے گا۔ اور مزید سڑکوں کی تعمیر کے منصوبہ جات ممبران صوبائی اسمبلی کے مشورے سے تیار کئے جائیں گے۔ جہاں تک سڑکوں کی تعمیر میں فوقیت کا سوال ہے ممبران صوبائی اسمبلی کے اس پروگرام میں شریک ہونے سے یہ مسئلہ ان کی اپنی صوابدید تیز

علاقائی ضرورت پر مبنی ہے۔

شکر گڑھ شہر سے لاری اڈا تک بائی پاس سڑک کی تعمیر

*1282 مولانا محمد غیاث الدین ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شکر گڑھ شہر سے لاری اڈا بغیر بائی پاس روڈ بنائے، شہر سے باہر منتقل کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اڈا تک پہنچنے کی مصروف ترین سڑک سے گزرتی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اڈا کو جانے کے لئے لاریاں شہر کی جس سڑک سے گزرتی ہیں اس کی نہایت مخدوش حالت ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے کے افسران کی توجہ بار بار اس سڑک کی تعمیر کی طرف دلائی گئی ہے لیکن ابھی تعمیر نہیں کروائی گئی۔

(ر) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بائی پاس روڈ بنانے اور سڑک مذکور کی مرمت کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید احمد منہیس)

(الف)۔ درست ہے۔

(ب) جی ہاں درست ہے۔ اڈہ کی شہر سے باہر منتقلی سے نارووال اور شکر گڑھ کے درمیان چلنے والی لاریاں شہر سے گزرتی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے اور اس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

(i) سڑک کا لیول نواحی علاقہ سے نیچا ہے اور اس پر پانی جمع ہو جاتا ہے۔

(ii) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ یہاں زیر زمین نالیاں بنا رہا ہے تاہم سڑک کی مرمت کا کام جاری ہے۔

(د) سڑک کے اس حصہ کو اونچا اور بہتر کے لئے تخمینہ لگایا گیا تھا مگر مالی وسائل کی

کمی کے باعث اس کو کسی پروگرام میں شامل کیا گیا۔

(د) بائی پاس کی تعمیر اور سڑک کو اونچا کرنے اور بہتر بنانے کے لئے تخمینہ جات تیار کئے گئے تھے۔ مگر فنڈز کی کمی کے باعث کسی پروگرام میں شامل نہیں کئے گئے محدود مالی وسائل کی وجہ سے سڑک مذکورہ کی صرف مرمت کرکے اسے ٹریفک کے استعمال کے قابل رکھا جا رہا ہے۔

بیگم کوٹ تا شاہدرہ موڑ تک سڑک کی تعمیر

*1319 میاں محمود احمد۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بیگم کوٹ تا شاہدرہ موڑ سڑک اکہری ہے۔ جبکہ شیخوپورہ تا بیگم کوٹ سڑک دو طرفہ ہے اور بیگم کوٹ پر ایک اور سڑک جڑانوالہ سے آنے والی بھی متذکرہ اکہری سڑک میں شامل ہو جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیگم کوٹ پر کئی طرف سے آنے والی ٹریفک اکٹھی ہو جاتی ہے اور اس پر ٹریفک کا بوجھ شیخوپورہ تا بیگم کوٹ دو طرفہ سڑک سے بھی دوگنا ہو جاتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بیگم کوٹ تا شاہدرہ موڑ سڑک کو دو طرفہ بنانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

سڑک کے اس حصے کی چوڑائی ۴۰ فٹ سے ۶۰ فٹ تک ہے جو کہ موجودہ ٹریفک کے لئے کافی ہے۔

(ج) اس اکہری سڑک کو یک طرفہ کرنے کے لئے اس کی اصلاح و کشادگی کی ضرورت ہے جس کے لئے ایک تخمینہ مالیتی ایک کروڑ بیس لاکھ روپے تیار کیا گیا تھا جو کہ PDWP کی میٹنگ میں مورخہ ۱۹۸۵ - ۷ - ۱۷ کو زیر غور آیا۔ لیکن زیادہ لاگت وسائل کی

کمی اور کم ترجیحی بنیاد پر ملتوی کر دیا گیا۔ اب یہ منصوبہ دوبارہ PDWP میں پیش کیا جا رہا ہے۔

چوکی والے بارتھی روڈ کی تعمیر

*1338 سردار فتح محمد خان۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چوکی والہ بارتھی روڈ کی منظوری ہو چکی ہے مگر تا حال اس کی تعمیر شروع نہیں کی گئی اور صوبہ کے اس پسماندہ ترین علاقہ میں عوام کو آمد و رفت میں بہت دشواری پیش آ رہی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی فوری تعمیر کے لئے اقدامات کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) چوکی والا سے زین تک سڑک کی تعمیر کی منظوری مختلف پروگراموں کے تحت ہو چکی ہے اور اس پر کام مختلف مراحل میں ہے۔

(ب) زین سے بارتھی تک سڑک کی تعمیر کی منظوری اب C.M. Directive کے تحت ہو چکی ہے۔ حکومت سڑک کی فوری تعمیر کے لئے اقدامات کا ارادہ رکھتی ہے۔ چونکہ زین سے بارتھی تک یہ سڑک دشوار گزار پہاڑی علاقے سے گزرتی ہے اور اس کی تخمینہ لاگت فی میل بہت زیادہ ہوگی۔ لہٰذا اس سڑک کی پلاننگ اور تخمینہ جات تیار کرنے سے پہلے اس کے مختلف پہلوؤں پر غور و خوض ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے ۳۰ ہزار روپے فی میل کے حساب سے ایک P-CII مرتب کر کے برائے منظوری "پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ" کو مورخہ ۷ اگست ۱۹۸۶ء کو بھیج دیا گیا ہے۔ منظوری کے بعد Consultant کو کام سونپا جائے گا جو اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے کر سڑک کا ڈیزائن اور تخمینہ لاگت تیار کرے گا جس کی PDWP سے منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بعد سڑک کی تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا۔

ضلع ملتان کے مواصلاتی ذرائع میں اضافہ کے لئے اقدامات

*1455 دیوان عاشق حسین بخاری ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وسطی پنجاب کے اضلاع کے مقابلہ میں مواصلاتی ذرائع ضلع ملتان میں نہ ہونے کے برابر ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ ضلع ملتان کے مواصلاتی ذرائع میں خاطر خواہ اضافہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) ضلع ملتان میں ذرائع مواصلات پنجاب کے دوسرے اضلاع کے مقابلے میں اتنے کم نہیں ہیں ضلع ملتان میں سڑکوں کی لمبائی ۸۰۵۷۸ کلومیٹر ہے ۔ جبکہ پنجاب کے تمام اضلاع میں سے صرف ۶ اضلاع (اٹک، راولپنڈی، شیخوپورہ، جھنگ، بہاولپور اور رحیم یار خان) میں سڑکوں کی لمبائی ضلع ملتان سے زیادہ ہے۔

(ب) ضلع ملتان میں سال ۸۷ ۔ ۱۹۸۶ء میں مختلف پروگراموں کے تحت تقریباً ۵۷ کلومیٹر لمبی سڑکیں بنائی جا رہی ہیں ۔ جو آئندہ چند سالوں میں مکمل ہو جائیں گی ۔

محکمہ بلڈنگ کے زونوں میں چیف انجینئروں کی تعیناتی

*1462 جناب سنوکت حیات چٹھہ ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں محکمہ بلڈنگ کے کتنے زون ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ہر زون کے لئے علیحدہ علیحدہ چیف انجینئر متعین کئے جاتے ہیں ۔

(ج) اگر کسی زون میں چیف انجینئر نہیں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں نیز کتنی دیر میں

یہ آسامیاں پر ہو جائیں گی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) صوبے میں محکمہ بلڈنگز کے دو زون ہیں۔ شمالی اور جنوبی۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) محکمہ بلڈنگز کے جنوبی زون میں چیف انجینئر کی آسامی اس وقت خالی ہے جس کو پُر کرنے کے لئے معاملہ احکام اعلیٰ کے پاس زیر غور ہے۔

وحدت کالونی میں عملہ کی تعداد

*1487 چودھری محمد اصغر۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) دفتر ایس ڈی او بلڈنگ وحدت کالونی لاہور میں تعینات جریدی اور غیر جریدی عملہ کی تعداد کیا ہے اور ہر ایک اہلکار کا نام اور عرصہ تعیناتی کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دفتر مذکورہ میں ایسا عملہ موجود ہے جن کا عرصہ تعیناتی تین سال یا اس سے زائد ہو چکا ہے

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ملازمین کا قواعد کے تحت تبادلہ کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) بلڈنگ سب ڈویژن نمبر ۱ وحدت کالونی لاہور میں تعینات جریدی عملہ کی تعداد ایک اور غیر جریدی عملہ کی تعداد ۱۴۶ ہے۔

ہر اہلکار کا نام اور عرصہ تعیناتی کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں۔ کچھ عملے کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہو چکا ہے۔

(ج) کسی جریدی عملہ کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ نہیں ہے البتہ غیر جریدی (گریڈ ۵ تا ۱۶) کے ۲۸ ملازمین میں سے صرف ۵ کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ ہے۔ جن کا انتظامی سہولت (Administrative convinence) پر اپنی حدود میں تبادلہ کر دیا جائے گا۔ بقایا ۱۱۸ ملازمین گریڈ ایک تا چار کے ہیں جن کا حکومت نے مراسلہ نمبری ۱-۱۳-۷۹

مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۸۰ء کے تحت دور دراز علاقوں میں تبادلہ نہیں ہو سکتا البتہ اگر ضروری ہو تو اسی دفتر میں ایک میز سے دوسری میز پر تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اس حکم پر عمل کیا جاتا ہے۔

وحدت کالونی کے کوارٹرز کی مرمت

*1488 چودھری محمد اصغر۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی لاہور سرکاری ملازمین کی رہائشی کالونی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سرکاری کالونی کی مرمت وغیرہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو وحدت کالونی کے سرکاری کوارٹروں کے بلاک ایچ، جی، ایف، اور ای کے کون کونسے الاٹیوں کی جانب سے کوارٹروں کی مرمت کے لئے مارچ، اپریل اور مئی ۱۹۸۶ء میں محکمہ کو تحریری شکایات موصول ہوئی تھی۔ اور شکایات موصول ہونے کے کتنا عرصہ بعد ان کوارٹروں کی مرمت کی گئی اور ان پر علیحدہ علیحدہ کتنی لاگت آئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) اس عرصہ کے دوران موصولہ شکایات، کوارٹر نمبر، بلاک نمبر جتنے عرصہ میں شکایت دور کی گئی اور خرچ شدہ رقم کے بارے میں تفصیل کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ زیادہ تر شکایات ایک دن اور ۲ دن کے درمیان دور کر دی گئی۔ بعض شکایت کو کام کی نوعیت کے اعتبار سے ۳ دن سے لیکر ۱۲ دن لگے۔

اس عرصہ کے دوران شکایات کو دور کرنے میں بلاک ایچ پر ۸۰-۷ روپے جی پر ۱۵ر۷ روپے۔ بلاک الیف پر ۲۱۶ر۷ روپے اور بلاک ای پر ۳۸۷۸ روپے خرچ ہوئے۔

شکایات کے بارے میں جملہ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

نشتر برج پر پختہ پل کی تعمیر

*1502 جناب نصراللہ خان دریشک۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ نشتر برج ابھی تک قدیم کشتی پل کی قسم کا ہے جس کی وجہ سے راجن پور کے باشندوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو غازی گھاٹ کی طرز پر ایک پختہ پل تعمیر کرنے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات تجویز کئے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید انیس)

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔ نشتر گھاٹ ہر سردیوں میں کشتیوں کے پل پر سے ٹریفک چلتی ہے۔ جبکہ گرمیوں میں دخانی کشتی چلتی ہے۔

(ب) نشتر گھاٹ کے مقام پر پل کی تعمیر پر ۹۰ کروڑ روپے سے زائد لاگت آئے گی۔ منصوبے کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے مندرجہ ذیل ابتدائی امور کی تکمیل کے لئے PC-II مالیتی ۳۹ لاکھ روپے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کے پاس منظوری کے لئے زیر غور ہے۔

(i) ابتدائی سروے۔

(ii) منصوبے کے قابل عمل کی رپورٹ (Feasibility Report)

(iii) ارضیاتی سروے۔ (Geological Survey)

(iv) زیر زمین مٹی کے نمونوں کا تجزیہ (Sub-Soil Investigation)

(v) مجوزہ جگہ پر منصوبے کے قابل عمل تعمیر کے نمونوں کا تجرباتی مطالعہ

(Model Study of the Project)

(ا) ڈیزائن اور تخمینہ جات کی تیاری (Designing and Estimation) ابتدائی ابتدائی مراحل کی تکمیل کا کام جاری ہے اور اس پر مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ء میں ۱۰ لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ رواں مالی سال میں اس منصوبے کے لئے ۵ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

ریسٹ ہاؤسز کے لئے کرایہ پر لئے گئے مکانات کی تفصیلات

*1572 جناب محمد افضل حیات۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا راولپنڈی میں کوئی پنجاب ہاؤس ہے۔ جسے پہلے ویسٹ پاکستان ہاؤس کہا جاتا تھا۔

(ب) کیا راولپنڈی میں پنجاب ہاؤس سے ملحقہ گورنر کی اینکسی (ڈیلی مکان) بھی ہے اور اسلام آباد میں دیگر ریسٹ ہاؤس بھی ہیں۔

(ج) کیا صوبائی حکومت نے حال ہی میں چند مکانات کرایہ پر لئے ہیں اگر ایسا ہے تو از راہ کرم ان کے مالکان کے نام اور ماہانہ کرایہ کی رقم بتائی جائے

(د) کیا کرایہ پیشگی ادا کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو از راہ کرم ہر مکان کے لئے پیشگی ادا کردہ کرایہ کی رقم بیان فرمائی جائے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد منہیس)

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) پنجاب ہاؤس راولپنڈی سے ملحقہ گورنر اینکسی ہے۔ لیکن اسلام آباد میں پنجاب گورنمنٹ کے دیگر ریسٹ ہاؤس نہیں ہیں۔

(ج) جی ہاں۔ مالکان کا نام اور ماہانہ کرایہ کی رقم درج ذیل ہے۔

(ا) مسٹر یوسف شاہ (Units a&b) مبلغ ۱۵۰۰/- روپے ماہوار
(ا) مس ارم پاشا (Units C&D) مبلغ ۱۵۰۰/- روپے ماہوار
(د) جی ہاں دو سال کا کرایہ پیشگی ادا کر دیا ہے۔ (Units A&B) کے لئے مبلغ ۲،۷۶،۰۰۰/- روپے اور (Units C&D) کے لئے بھی ۲،۷۶،۰۰۰ روپے پیشگی ادا کر دیے ہیں۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب سپیکر! چونکہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اس میں عوامی مسائل کے مسودہ ہائے قانون اور قرار دادیں پیش ہوتی ہیں۔ اگر تحریک ہائے استحقاق اور تحریک ہائے التوائے کار کو آئندہ روز کے لئے ملتوی کر دیا جائے تو عوامی مفاد میں ہوگا۔ اگر اس معزز ایوان کے معزز اراکین اور قائد حزب اقتدار اور قائد حزب اختلاف میری اس درخواست سے اتفاق فرمائیں تو جناب اس کو ملتوی فرما سکتے ہیں اور اگر ایسا کر دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر۔ آپ کو پتا ہے کہ آج کتنے بل under consideration ہیں؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! رانا صاحب کی تجویز معقول ہے۔ اگر اجازت دے دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر۔ لیکن ہمارے پاس تو بزنس بہت تھوڑا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کا سارا بزنس take up کرنے کے بعد بھی اجلاس قبل از وقت ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ یہ ایک تحریک استحقاق بقایا رہ گئی تھی جو جناب محمد اقبال چیمہ صاحب کی طرف سے تھی۔ اس سلسلے میں مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ چیف منسٹر صاحب نے اس میں مداخلت فرمائی ہے اور آپ نے اس کو واپس لے لیا ہے کیا یہ درست ہے؟

جناب محمد اقبال چیمہ۔ جی ہاں! میں نے اس کو واپس لے لیا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک استحقاق حالیہ sensitive معاملات کے بارے میں تھی۔ اس میں جناب چیف منسٹر صاحب نے مداخلت فرمائی ہے اور جناب اقبال چیمہ صاحب نے اس کو واپس لے لیا ہے۔ اب ۷ نمبر تحریک استحقاق ہے یہ جناب نصراللہ خاں دریشک صاحب کی طرف سے ہے۔

سردار نصراللہ خاں دریشک۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے تحریک استحقاق پڑھنے کا موقع فراہم فرمایا۔ اس سے قبل کہ میں اپنی تحریک استحقاق پڑھوں میں ایک گزارش پیش کرنی چاہتا ہوں۔ پرسوں جب ہمارے اس معزز ایوان میں معزز اراکین اسمبلی نے اپنے استحقاق کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا اور اس میں یہ بھی کہا گیا کہ وزراء صاحبان سرکاری ملازمین کا بلاجواز تحفظ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کے بعد چند وزراء صاحبان باقاعدہ کوئسچن کرتے رہے ہیں کہ مجھے یہ تحریک استحقاق پیش نہ کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں اور اس کے بعد اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ میں جو کچھ آپ کہنا چاہیں وہ آپ کہیں۔

کمشنر ڈیرہ غازی خاں کا سردار نصراللہ خان دریشک سے نامناسب رویہ

سردار نصراللہ خاں دریشک۔ شکریہ جناب والا! میں حال ہی میں پذیرہ ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں ۲۰ ستمبر کو کمشنر صاحب ڈیرہ غازی خاں کے پاس اپنے برادر نسبتی سردار حاجی غلام مجتبےٰ خان چیئرمین ضلع کونسل راجن پور کے ہمراہ اہمیت عامہ کے ایک مسئلہ کے سلسلہ میں ملاقات کے لئے گیا۔ دفتر سے پتا چلا کہ موصوف گھر پر ہیں

لہٰذا ہم بھی ان کی رہائش گاہ پر چلے گئے۔ ایک گھنٹہ انتظار کرانے کے بعد موصوف نے نہایت ناشائستہ اور اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ میں پیغام بھجوایا اور ملاقات سے انکار کر دیا۔ ان کے الفاظ سے منتخب نمائندوں اور اداروں کی تضحیک کی گئی ہے۔ اس طرح بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

وزیر کوآپریٹو۔ I oppose it

جناب سپیکر۔ اس پر آپ کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں۔

سردار نصراللہ خاں دریشک۔ جناب والا! میں جناب کشمور صاحب کی خدمت میں اپنے علاقے کے انتہائی اہم اور اہمیت عامہ رکھنے والے چند مسائل کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا تھا۔ وہ مسائل یہ تھے کہ ہمارے علاقے میں زبردست سیلاب آئے تھے۔ ایک کینال وائر نمبر ۶-۴ کے ذریعے ایس ای انہار نے چیف انجینئر، کمشنر، ڈی سی، سیکرٹری ارریگیشن کو یہ کہا تھا کہ

'To save the area on the right side of Qadiria Canal, below Dhingan Rest House a cut on Qadira Canal near RDA 124 on the Rajan pur Kashmor Road be made by the civil Administration and XEN Rajan pur to contact civil Administration accordingly.

جناب والا، ہمارے علاقے کے لوگوں کو دانستہ طور پر نقصان پہنچانے کے لئے یہ کٹ نہ کرایا گیا۔ پانچ سات کٹ ایسے ہوئے جس کے بارے میں محکمہ انہار کے کسی آدمی نے کہا تک بھی نہ تھا، پھر بھی کٹ ہو گئے۔ یہ موقع بھی ایس ای نے دیکھا، اس کے باوجود یہ کٹ نہ ہوئے۔ اس کے نتیجے میں دو قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں۔ ان میں ایک تین سالہ بچہ اور ایک شادی شدہ خاتون پانی میں ڈوب کر مر گئے۔

جناب والا، اس کے علاوہ میں ان کی خدمت میں ایک مسئلہ یہ پیش کرنا چاہتا تھا کہ کچھ رقبہ جو نہری سیلاب سے بچ گیا تھا، اس کے بارے میں احکامات دے دیے گئے تھے کہ وہاں کے موگہ جات کو بند کر دیا جائے جناب والا! یکم ستمبر کو عدالت سے ایک حکم امتناعی ۲۱ ستمبر تک کا لیا گیا لیکن اس حکم امتناعی کے باوجود ۱۴ ستمبر کو ایکس ای این ارگیشن اور ایس ڈی او ارگیشن، سب انجینئر ارگیشن اور ان کے ساتھ پندرہ بیس مستری بیلدار موقع پر گئے اور عدالتی حکم امتناعی دکھانے کے باوجود انہوں نے موگہ جات اکھاڑنے اور توڑنے کی کوشش کی۔ اور جب پولیس کو حکم امتناعی دکھایا گیا تو اس نے کسی قسم کا نوٹس نہ لیا، بلکہ الٹا ہمارے تیرہ آدمیوں کے خلاف کیس رجسٹر کر دیا۔

جناب والا، حکم امتناعی کی کاپی میرے پاس موجود ہے اور ان آدمیوں کے خلاف جو کیس رجسٹر کیا گیا اس کی نقل بھی میرے پاس موجود ہے۔ اس کے علاوہ کمشنر ڈیرہ غازی خاں نے ۱۴ ستمبر کو ایک آرڈر کیا تھا۔

OFFICE OF THE COMMISSIONER D.G. KHAN

Consequent upon the mis-appropriation irregularitiee a Committee Constituting of following members has been appointed to look into the affairs of Distt Council D.G. Khan.

1. Chaudhry Karamat Ali, XEN.
2. Sufi Ghulam Farid chief officer.
3. Muhammad Mazzamal Bhatti Auditor Incharge Divl Dir Local Govt.

جناب والا اس بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ ایک ٹیم صرف ہمارے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کے لئے مرتب کی گئی اور اس کو حکم دیا گیا کہ ہر قیمت پر ڈسٹرکٹ کونسل راجن پور کو پریشان کرنا ہے۔ اور اس کے خلاف ضرور کوئی نہ کوئی کارروائی کرنی ہے ایک ایس ڈی او عارف بھٹی صاحب نے جب انکار کیا کہ ہم اس پر کوئی کارروائی نہیں کر سکتے، کیونکہ اس میں کسی قسم کی کوئی بات

ہی نہیں تو اس کی گرفتاری کے آرڈر جاری کر دیے گئے۔ جناب والا! جب سے میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے، اس طریقے سے انتقامی کارروائی شروع ہو گئی ہے کہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کی کیا وجوہات ہیں۔ میں نے اپنے ایک دوست کو، جن کے جناب کمشنر صاحب سے بھی ذاتی مراسم ہیں۔ کہا کہ آپ پوچھیں کہ وہ کیوں اتنی زیادتیاں کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے تو اپنی ملازمت میں دو سال کی توسیع لینی ہے اور میں نے کمشنر فیصل آباد اور کمشنر گوجرانوالہ لگنا ہے تو بالکل ان کو ذلیل و خوار کروں گا۔ جناب والا، یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ اس آرڈر کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے تحت عارف بھٹی ایس ڈی او کے گرفتاری کے سمن جاری کر دیے گئے۔ پھر چودھری کرامت علی، ایگزیکٹو انجینئر لوکل گورنمنٹ ڈیرہ غازی خاں کو کمیٹی کا کنوینر بنایا گیا۔ انہیں کہا کہ اب تمہاری باری آئی ہے۔ تم ڈسٹرکٹ کونسل کے معاملات کے بارے میں کوئی نہ کوئی چیز نکالو اور کوئی جعلسازی کر کے چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کو پھنسانے کی کوشش کرو۔ جب اس نے انکار کیا تو پھر کیا ہوا؟ پھر یہ ہوا کہ اس کمیٹی کو توڑ دیا گیا۔ اس کمیٹی کو توڑ دیا گیا۔ یہ ٹیکنیکل انجینئر کی کمیٹی تھی۔

اس ٹیکنیکل انجینئرز کی کمیٹی کو توڑ کر اس ایکس ای این کے خلاف جسے انہوں نے خود کنوینر بنا کر بھیجا تھا ۰۶-۴ اور ۰۹-۴ کا پرچہ درج کروا دیا گیا ہے۔ بہت افسوس کی بات ہے۔ بہت دکھ کی بات ہے۔ ہم شرافت کی بات کرتے ہیں۔ ہم انصاف کی بات کرتے ہیں۔ اور اپنے ممبروں کے ساتھ ہم یہ کر رہے ہیں۔ جناب والا، یہ کمیٹی توڑ دی گئی اور اس کمیٹی کے توڑنے کے بعد ایک اور کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس کمیٹی کا چیئرمین ای اے سی راجن پور مقرر ہوا۔ جس کو ملازمت میں شامل ہوئے بمشکل سات دن ہوئے ہیں۔ اس نے ایک ٹیکنیکل رپورٹ دی۔ اس رپورٹ میں اس نے کہا کہ فلاں جو تالاب ہے اس میں بڑا گھپلا ہوا ہے۔ اس میں چیئرمین کھا گیا، فلاں کھا گیا۔ دو تاریخ کو چودھری کرامت اللہ جسے انہوں نے خود اس کمیٹی کا کنوینر بنایا تھا، اور سات دیگر افراد کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ جناب والا، آج میرے پاس ڈسٹرکٹ کونسل راجن پور کا ایک مراسلہ آیا ہے میں اسے پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں، تاکہ معزز ایوان کو صحیح صورت حال

کا پتا چل سکے۔ ۴ اکتوبر کے "نوائے وقت" میں ضلع کونسل کی خبر پڑھ کر انتہائی حیرانی ہوئی۔ فوراً راجن پور پہنچا۔ لیکن حاجی صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی۔ آصفی اور کوٹ بہادر بھی گیا۔ محترم سردار غلام مرتضےٰ خاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حالات سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ کل تمام دن بارڈر ملٹری پولیس والوں نے کلرکوں وغیرہ کو تنگ کئے رکھا جن کے ساتھ ای اے سی بھی تھا۔ ان لوگوں نے ضلع کونسل کے دفتر کو اس طرح گھیرے میں لے رکھا تھا کہ جیسے وہاں سندھ کے ڈاکو چھپے ہوئے ہوں۔ عجیب سماں تھا۔ وہ لوگ جن کو بولنے کا ڈھنگ بھی نہیں آتا اہلکاروں سے بار بار دریافت کرتے تھے کہ آپ کا چیئرمین کہاں ہے، انجینئر کہاں ہے، چیف آفیسر کہاں ہے۔ بہرحال حکومت کو شرفا کے ساتھ اس طرح نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ تمام لوگوں نے خواہ وہ مخالف تھے یا موافق حکومت کی اس کارروائی کی شدید مذمت کی ہے۔ آج پھر ضلع کونسل کے دفتر میں گیا۔ سوائے عباس لشاری اور چند چپڑاسیوں کے باقی اہلکار حواس باختہ ہو کر دفتر سے بھاگ گئے تھے۔ پولیس اور پی اے ٹی کے افسران پی اے صاحب ایس پی صاحب ڈی سی صاحب نے ان بے چاروں کو پریشان کر رکھا ہے۔

جناب سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

وزیر قانون۔ جناب والا، جو کچھ یہ پڑھ رہے ہیں کیا اس کا تعلق تحریک استحقاق سے ہے؟

سردار نصر اللہ خاں دریشک۔ میری تحریک استحقاق کے نتیجے میں ہی یہ انتقامی کارروائی ہو رہی ہے۔ جناب والا بہت افسوس کی بات ہے۔ یہ تو میرا گھر ہے اور میں اپنے گھر میں بھی اپنی فریاد نہیں کر سکتا اور انہیں سننے کی بھی ہمت نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ اس لئے تو میں نے وہ ایف آئی آر پیش کی ہے۔ یہ بہت دکھ کی بات ہے۔ آج یہ نہیں سنتے۔ آج یہ بات کاٹتے ہیں۔ آج یہ بولنے نہیں دیتے تو کل کو یہ بھی نہیں بول سکیں گے۔

جناب سپیکر۔ چودھری گل نواز خاں وڑائچ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا، اگر میں یہ کہوں کہ یہ سب کچھ یعنی یہ خطوط وغیرہ انہوں نے منگوائے اور اس پر انہوں نے کہا ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ کی نوکری

کرنے کی بجائے چیئرمین کے گھر کام کریں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ سب بنا ڈٹی چیزیں ہیں

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب، تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے؟

سردار نصر اللہ خاں دریشک۔ جناب والا، باسکل اس تحریک کے نتیجے میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اور اب مختصر بیان ہے۔ ایس پی اور ڈی سی نے ان بے چاروں کو پریشان کر رکھا ہے۔ اگلی رات ڈی سی اور ایس پی خود قیادت کرتے ہوئے راجن پور کے علاقے میں اس طرح پھرتے رہے جس طرح انہوں نے ہندوستان کو فتح کرنے کی تیار کر رکھی ہو۔ بہر حال پریشانی تو کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی فرمائے گا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ عوامی حکومت نے تو کمال کر دکھایا۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ ایسے واقعات موجودہ حکومت کے زوال کا باعث بن سکتے ہیں جن کی مذمت حکومت کے قریبی لوگ اور ہم لوگ بھی کر رہے ہیں۔ ناراض نہ ہوں میں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ شاید حقیقت بھی ہوگی۔ جناب حاجی غلام مجتبیٰ خان صاحب جیسے شریف النفس، امین اور نیک سیرت انسان کے ساتھ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو پھر ماشاء اللہ پنجاب میں کوئی بھی آدمی محفوظ نہیں؟

جناب والا، میں اپنے سارے بھائیوں سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ آج میری باری ہے کل آپ کی باری ہوگی۔ حق کی بات کرنے، اختلاف رائے کرنے پر اس قسم کی انتقامی کارروائی کرنے سے کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکلتا۔ حکومت کا کام طاقت میں آنا ہے۔ جب حکومت طاقت کا استعمال کرنا شروع کر دیتی ہے۔ تو اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ جناب والا، میں آپ کی وساطت سے اپنے تمام بھائیوں کی خدمت میں پر زور اپیل کرتا ہوں کہ یہ معاملہ فوری اہمیت کا حامل ہے اور اس پر بحث کی جائے اور جو لوگ رکن اسمبلی کی اہانت کرنے کے موجب بنے ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ شکریہ!

جناب سپیکر۔ جناب وائیں صاحب، کچھ فرمانا چاہیں گے۔؟

جناب وزیر صنعت۔ جناب والا، یہ مسئلہ اس سے پہلے بھی کئی بار اس ایوان میں آچکا

ہے کہ اس معزز ایوان کے ہر رکن کے استحقاق کا تحفظ کرنا فاضل بھائی کے کہنے کے مطابق وہاں سے انہیں اندر سے پیغام آیا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ بیمار تھے تو وہ باہر نہ آسکتے تھے۔ لیکن یہ کہنا کہ ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد موصوف نے نہایت ہی ناشائستہ اور اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ میں پیغام دیا۔ اب وہ آدمی تو اندر بستر پر پڑا ہوا ہے اور اس نے اپنے ملازم کے ذریعے معذرت کی ہے کہ بیماری کی وجہ سے وہ حاضر ہونے سے معذور ہے۔ تو اس سے ناشائستگی اور غیر اخلاقی بات کا کیسے پتا چل گیا، میرے فاضل بھائی کے کان میں یہ آواز آگئی اور پتا چل گیا کہ انہوں نے جو الفاظ کہے وہ غیر شائستہ تھے؟ وہ تو اندر بستر پر پڑا ہوا ہے۔

دوسرے میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں چونکہ اب واقعات کی بات ہے میرے فاضل بھائی کے ساتھ جو بھائی غلام مجتبیٰ صاحب ہمراہ تھے اس کے متعلق مجھے سخت افسوس ہے۔

This is unfortunate but because it is a fact I am narrating it.

کہ اس کے خلاف مبلغ ۔۔۔ ۷۰ روپے کے غبن کا مقدمہ درج ہے اور وہ پولیس کو مطلوب ہے اور وہ اس وقت مفرور ہے۔

موجودہ حکومت کی پالیسی ہے اور میں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ ہمارے فاضل رکن کو اور اس کے استحقاق کو داغ نہیں لگنے دیا جائے گا۔ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ معاملات جو اسمبلی میں آتے ہیں جو اس صوبے کا سب سے بڑا اور باوقار ادارہ ہے۔ قانون کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ہم ان تمام مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب والا، تحریک استحقاق کے بارے میں پہلے تو میں فنی لحاظ سے بات کروں گا۔ تحریک استحقاق کا قاعدہ (iii) ۵۵ یہ کہتا ہے۔

Rule 55 (iii) The question shall relate to a specific matter of recent occurrence.

جناب والا، اس تحریک استحقاق میں کسی مخصوص مسئلے کا تذکرہ نہیں کیا گیا اس

لحاظ سے یہ تحریک استحقاق خلاف قاعدہ ہے اور اس بناء پر اس کو خلاف قاعدہ قرار دیا جائے۔ لیکن میں فاضل رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے اپنے اہلکاروں کو یہ احکامات دیے ہوئے ہے کہ کسی فاضل رکن کا استحقاق مجروح نہ جائے۔ اور انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔ لیکن جہاں تک واقعات کا تعلق ہے وہ یہ ہیں کہ اس روز کمشنر صاحب بیمار تھے وہ دفتر میں موجود نہ تھے جیسا کہ جو اس تحریک استحقاق سے نظر آرہا ہے۔ چنانچہ محرک صاحب کے اپنے بیان کے مطابق آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے ہمراہ ان کے ایک عزیز جناب غلام مجتبےٰ صاحب بھی تھے میں کہتا ہوں، فرض کیجئے اس کے متعلق الزام سراسر غلط ہوگا۔ اسے ہمیں حل کرنا چاہیئے باعزت اور باوقار طریقے سے اسے ہمیں حل کرنا چاہیئے۔ انشاء اللہ انتظامیہ اسے حل کرے گی۔ لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک ملزم پر ۷۶ ہزار روپے کے غبن کا مقدمہ ہے اور وہ مفرور ہے۔ اُسے یعنی مفرور کو ساتھ لیکر اگر ہم کمشنر کے گھر جاتے ہیں تو خدا کے لئے مجھے یہ بتایئے کہ پھر کہاں کی انتظامیہ اور کہاں کا انصاف رہ جائے گا

سردار نصراللہ خاں دریشک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ حقائق سے پردہ پوشی کر رہے ہیں۔ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ پرچہ ۲ اکتوبر کو درج ہوا ہے۔ پرسوں درج ہوا ہے۔

MR. SPEAKER : It is not a point of order.

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ اگر ہم مفرور ملزموں کو ہمراہ لیکر کمشنروں اور انتظامیہ کے پاس جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات نہ صرف ان کے بلکہ ہمارے اپنے وقار کے منافی ہے ہمیں خدا کے لئے ایسی باتوں کو زیب داستان بنانے سے روکنا چاہیئے۔ جس سے محض ہم اس بات کا اعادہ کریں کہ یہ بات انہوں نے ہمارے ساتھ کی میں تو یہ محسوس کرتا ہوں کہ ایسی بات یہاں نہیں ہونی چاہئے۔ اگر میرے بھائی ایک ایسی تحریک استحقاق کو لاکر جس میں کسی خاص واقعے کی واضح نشاندہی نہیں کی گئی یہاں اتنی لمبی چوڑی تقریر کرنا چاہتے تھے اور اتنے خطوط پڑھنا چاہتے تھے تو میرا یہ خیال ہے کہ آپ کا نہ صرف بحیثیت ایم پی اے، بلکہ ویسے بھی آپ کا اور آپ

کے خاندان کا ہمارے معاشرے میں اتنا مقام ہے جس کا ہم سب کو احترام ہے اور ہمیں اپنے اس احترام کو سوالیہ نہیں بنانا چاہیئے۔

جناب والا، میں اس لحاظ سے گذارش کروں گا کہ ہم جذباتی انداز میں محض ایسی باتیں کرنے پر نظر ثانی کریں۔ یہ تحریک استحقاق قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۵۵ کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ یہ specific بات نہیں ہے۔ لہٰذا اسے خلاف قاعدہ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ چونکہ وزیر موصوف نے اس کی admissibility کے بارے میں اعتراض کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ میں کچھ دوستوں کو اس پر اظہار خیال کی دعوت دوں میں اس سے پہلے اس کی admissibility پر decision لینا چاہتا ہوں۔ اس پر اگر کوئی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ ملک اللہ یار صاحب، اس پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ فرمائیے۔

ملک اللہ یار خان۔ جناب والا، جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے قاعدہ ۵۵ کا حوالہ دیا ہے۔ اس کی تیسری شق ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ جو معاملہ اس نوعیت کا پیش کیا جائے وہ specific ہو۔ دریشک صاحب نے بھی جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں جس معاملے کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے وہ specific ہے۔ جناب والا، میں آپ کی اور اس ایوان کے معزز اراکین کی توجہ ان الفاظ کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جو انہوں نے اپنی تحریک استحقاق میں پیش کئے ہیں۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ میں فلاں تاریخ کو ایک صاحب کے ساتھ کمشنر صاحب کو ملنے کے لئے گیا۔ لیکن انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا۔ جناب والا، یہ specific matter ہے۔ اگر specific matter نہیں تو پھر باقی جہاں انہوں نے دوسرے واقعات یا حالات بیان کئے ہیں۔ وہ اس ضمن میں کئے ہیں کہ کونسے ایسے اہم واقعات یا حالات تھے جو کہ فوری طور پر وہ کمشنر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتے تھے۔ لیکن کمشنر صاحب نے ان کو ملنے سے انکار کر دیا۔ ایک تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک specific matter ہے۔

جناب والا! دوسرے انہوں نے فرمایا چونکہ کمشنر صاحب بیمار تھے اس انہوں نے ملنے سے انکار کیا۔ اگر وہ بیمار تھے اسی وقت تھوڑی دیر کے بعد جبکہ وریشک صاحب اور ان کے ساتھی وہاں موجود تھے وہ باہر نکل کر اپنی موٹر میں بیٹھ کر کیوں چلے گئے؟ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ اسی دن دورے پر گئے ہیں اور یہ ریکارڈ میں بھی ہوگا۔ وہ اسی وقت دورے پر گئے ہیں۔ غالباً وہ دورے پر لیٹ جا رہے تھے۔ اسی وقت وہ موٹر پر سوار ہو کر لیٹ گئے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہوتے تو انہیں باہر نکل کر موٹر پر بیٹھ کر دورے پر جانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس لئے وائس صاحب نے جو فرمایا ہے اور انہوں نے جس حقیقت کا انکشاف کیا ہے اس کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کمشنر صاحب قطعی طور پر بیمار نہ تھے۔ وہ بالکل تندرست تھے اسی حالت میں وہ دورے پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے ایک معزز رکن کو ملنے سے دانستہ انکار کر دیا۔ امر یہ بذات خود ایسا ہے کہ جو کسی رکن اسمبلی کی تضحیک کا باعث بن سکتا ہے۔ انہوں نے اس صورت میں معزز رکن اسمبلی کے استحقاق کو مجروح کیا ہے۔ اس لئے یہ ایک ایسا امر ہے جو اس ایوان میں بحث کے لائق ہے اور اس کو زیر بحث لانا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب، آپ اس پر کچھ ارشاد فرمائیں گے۔ جو تحاریک استحقاق اکثر زیر بحث آتی رہی ہیں اور فاضل اراکین اُن کی admissibility کے بارے میں اظہار خیال فرماتے رہے ہیں کہ قواعد کے مطابق استحقاق کی پامالی ہے یا نہیں۔ میں آپ کو حوالہ دینا چاہتا ہوں کہ قاعدہ ۵۵ میں یہ لکھا ہے۔

Rule 55 (i) The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;

کیا یہ معاملہ ان قواعد و ضوابط کی روشنی میں استحقاق کی پامالی ہے؟

ملک اللہ یار خان۔ جناب والا، نہ صرف موجودہ بلکہ گزشتہ سے پیوستہ تمام حکومتوں کے قواعد کے مطابق تمام حکام اور افسران پر لازم ہے کہ جب بھی کوئی شخص ان کو ملنے کے لئے جائے تو وہ ان سے ملاقات کریں اور اس ضمن میں حکومت کی طرف سے

تحریری ہدایات وقتاً فوقتاً جاری ہوتی رہتی ہیں کہ وہ سائلوں کو، یا جن لوگوں کو شکایات ہوتی ہیں۔ ان کو ملنے کے لئے ایک وقت بھی مخصوص کریں۔ یہاں تک بھی ہے۔ آپ کو علم ہے سیکرٹریٹ میں خاص طور پر ایک وقت مقرر کیا گیا ہے جس کے دوران تمام افسران ملاقاتیوں سے ملتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ ان اوقات میں وہ سائلوں سے ملیں۔ اسی طرح تمام ضلعی حکام کو یہ ہدایات جاری کی گئی ہیں وہ تمام ان شکایت کنندگان یا سائلان سے ملیں جو ان سے ملنا چاہتے ہیں۔ جناب والا، اس کے علاوہ اس ہاؤس میں اس قسم کے بہت سی مثالیں ہیں۔ خود جناب کے زیر صدارت اسی ایوان میں ایک معزز رکن نے سیکرٹری محکمہ داخلہ کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ جنہوں نے ان سے ملنے سے انکار کر دیا گیا تھا۔ اور وہ تحریک استحقاق باضابطہ قرار دی گئی۔ پھر یہ بھی طے کیا گیا کہ اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ بعد میں اس کمیٹی کے جو معزز رکن تھے ان کے درمیان یہ تصفیہ ہو گیا اور یہ بات اسمبلی میں طے ہو گئی۔

جناب والا، حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کی جاتی ہیں، وہ قواعد کی شکل میں ہی جاری کی جاتی ہیں۔ اگر حکام کو یہ ہدایات جاری نہ کی جائیں اور حکام کو سائلان کی اور لوگوں کی مشکلات سننے کے لئے پابند نہ کیا جائے تو ان کے وہاں بیٹھے رہنے کا مقصد کیا ہے؟ اگر لوگوں کی تکالیف اور مسائل سننے کے لئے ان کے پاس وقت نہیں تو پھر وہاں ان کے بیٹھنے کی ضرورت کیا ہے؟

ملک اللہ یار خان۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ موجودہ حالات میں ہم نے اس قسم کے احکامات کے ذریعے ان سے تمام تر اختیارات لے لئے ہیں اور ہم نے انہیں شل کر دیا ہے۔ لیکن فی الحقیقت یہ تمام معاملات ضلعی سطح ہو، مقامی سطح پر ہی حل کئے جا سکتے ہیں اور انہی نے حل کرنے ہیں۔ اگر چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں وزراء صاحبان ہی نے پنجاب بھر کے عوام کے حالات اور ان کی مشکلات کا جائزہ لینا اور انہیں حل کرنا ہے تو یہ قطعی طور پر ناممکن ہے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ ملک صاحب۔ جناب سردار صاحب admissibility پر بات کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: میں ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس تحریک استحقاق میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے، میں اسی کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں جو موجودہ کمشنر تعینات ہوئے ہیں، وہ اس علاقے میں پہلی مرتبہ تعینات ہوئے ہیں۔ وہ اس علاقے میں آج تک کبھی کسی عہدے پر فائز نہیں رہے۔ یہ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ فاضل رکن اسمبلی کے پاس ملاقات نہ کرنے کی کوئی اور بنیاد نہ تھی۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں میرے ان سے کوئی تعلقات نہیں اور نہ کبھی بات ہوئی ہے۔ میں بھی اسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں، جس سے وریشک صاحب تعلق رکھتے ہیں۔ میں جب انہیں پہلی مرتبہ ملنے گیا تو اس دن بھی وہ کورٹ hold کر رہے تھے۔ مجھے انہوں نے اتنا کہلوا بھیجا کہ جب میں کورٹ سے فارغ ہو جاؤں گا۔ تو آپ سے مل سکوں گا۔ اگر وہ کسی وجہ سے مصروف ہوں یا اس قابل نہ ہوں کہ ملاقات کر سکیں تو کچھ تو ہمیں بھی صبر کرنا چاہیئے۔ میں کسی بھی صورت بداخلاق گورنمنٹ کے حق میں نہیں بولوں گا۔ جب انہیں ابھی موقع ہی نہیں ملا۔ غالباً انہیں وہاں آئے ہوئے ایک مہینے سے کم عرصہ گزرا ہے۔ تو ابھی سے ہم انہیں جج کرنا شروع کر دیں جبکہ ان کی کسی سے کوئی موافقت یا مخالفت نہیں ہے تو یہ سراسر زیادتی ہے اور یہ تحریک میں بے ضابطہ سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جناب چودھری غلام رسول صاحب

چودھری غلام رسول: جناب سپیکر، میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں ہر معزز ممبر کا احترام ہے۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی ممبر کسی کی بے عزتی کرے لیکن جو حقائق اور واقعات ہیں، ان کی روشنی میں admissibility کے بارے میں عرض کروں گا۔ ان کے کہنے کے مطابق ایک آدمی، کوئی چیئرمین صاحب تھے۔ ان کے بارے میں غلام حیدر وائیں صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ وہ کسی کیس میں مفرور تھے، مطلوب تھے۔ انہیں ساتھ لے کر وہ وہاں جاتے ہیں۔ اپنے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ ساتھ تھے۔ انہوں نے نازیبا الفاظ

استعمال کئے ۵۳ کے تحت

Rule 53. A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

۵۵ کے سب رول (۱) میں بھی یہی ہے۔

Rule 55 (i) The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;

اس میں میری گزارش ہے کہ یہ تحریک استحقاق technically نہیں بنتی۔ اس کے جو حقائق ہیں۔ یہ کہ ان کے پاس سول کورٹ کا حکم امتناعی تھا۔ اس کی انہوں نے پرواہ نہ کی۔ اس کے لئے تو ایک فورم ہے۔ اگر سول کورٹ کے کسی حکم امتناعی کی خلاف ورزی ہے تو اس کے لئے وہی کورٹ مجاز ہے جس نے وہ حکم جاری کیا تھا۔ وہ وہاں درخواست دے سکتے ہیں۔ جس طرح وہ فرما رہے ہیں، اگر کوئی غلط پرچہ درج ہو گیا ہے تو اس کے لئے بھی ہر ایک کے لئے قوانین مساوی ہیں۔ یہ نہیں کہ کسی ممبر صوبائی اسمبلی کے کسی عزیز کے خلاف کوئی پرچہ ہو جائے تو اس کے لئے یہاں شور کرنا شروع کر دیا جائے۔ اور اگر کسی غریب آدمی کے خلاف پرچہ ہو جائے تو اس کے لئے فورم علیحدہ ہو۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر ان کے کسی عزیز کے خلاف کوئی غلط پرچہ درج ہوا ہے تو اس کے لئے مجاز اتھارٹی موجود ہے۔ ایس پی موجود ہے، ڈی آئی جی موجود ہے، آئی جی موجود ہے

سردار نصر اللہ خان دریشک: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دراصل جناب وائس صاحب نے ایک زبردست ابہام پیدا کر دیا ہے کہ میں جس وقت اپنے بھائی کے ساتھ جناب کمشنر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس وقت ان کے خلاف کیس رجسٹر ہو چکا تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے یہ تحریک استحقاق یکم اکتوبر کو پیش کی۔ ایوان کے بزنس کے پہلے دن پیش کی۔ میں ڈیرہ غازی خان ۲۰ ستمبر کو گیا۔ جس کیس کا جناب ذکر فرما رہے ہیں، اس کی ایف آئی آر میرے پاس موجود ہے

یہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ کیس ۲ اکتوبر کو رجسٹر ہوا ہے۔ مجھ پر ایک مفرور کو ساتھ لے جانے کی تہمت لگائی جا رہی ہے۔ یہ کیس تو میری طرف سے تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد انتقامی کارروائی کے نتیجے میں رجسٹر ہوا ہے۔ یہ بعد میں ۲ اکتوبر کو درج ہوا ہے۔ یہ جناب ملاحظہ فرمائیں۔ غلط بیانی سے بھی کام لے رہے ہیں اور ساتھ مجھے یہ بھی تمغہ دے رہے ہیں۔ کہ میں ایک مفرور کو ساتھ لے کر گیا۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور پھر وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ بیمار تھے، جناب والا، میں اس نکتے کو بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم وہاں کھڑے تھے۔ جناب مکھنر صاحب اپنے گھر سے باہر نکلے۔ فرعون بنے ہوئے تھے۔ جیسے وہ قوت بصارت سے محروم ہو چکے ہیں۔ ہماری طرف دیکھا تک نہیں اور ہماری موجودگی میں گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے اور یہ کہتے ہیں کہ وہ وہاں بیمار پڑے تھے۔ بہت افسوس کی بات ہے۔ یہ دو باتیں میں واضح کرنا چاہتا تھا کیونکہ میرے معزز نجائیوں کے لئے یہ شاید وضاحت طلب تھیں۔ ہم ۲۰ ستمبر کو گئے۔ ۲۰ ستمبر کو وہ کمیٹی برقرار تھی ۳۰ ستمبر کو عارف بٹ کو گرفتار کرنے کے احکامات دیے گئے۔ اس نے غلط قسم کی کارروائی کرنے سے انکار کیا تھا۔ اس کے بعد اس پر دباؤ ڈالا گیا، یہ جو کمشنر صاحب کی اپنی بنائی ہوئی کمیٹی ہے، کہ یہ جا کر دکھائیں۔ اس کے وہ کنوینر تھے۔ یہ کرامت علی ایکس ای این صاحب بھی ان کے ساتھ اسی غبن کے کیس میں ملزم ہیں وہ ۶۰۔۴ اور ۹۰۔۴ کے ملزم ہیں۔ انہوں نے خود ان کو کنوینر بنایا ہوا تھا۔ یکم اکتوبر کو اس ایوان میں یہ گزارش پیش کرنے کے نتیجے کے طور پر یہ سزا مل رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اگر ان باتوں کا جواب دینا چاہتے ہیں، تو آپ جواب دے سکتے ہیں۔ لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر آپ ضابطے کی بات کریں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ پروسیجرل امور پر بات کر سکتے ہیں، آئینی امور پر بات کر سکتے ہیں۔ چودھری غلام رسول صاحب! آپ admissibility پر بات کر رہے تھے۔

چودھری غلام رسول: میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ۵۵ کے تحت یہ تحریک استحقاق technically نہیں بنتی۔

Rule 55. The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely :-

(i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;

یہ ایک مخصوص آدمی کا رویہ ہے انہوں نے حکومت پر الزام لگایا ہے کہ حکومت ہی سب کچھ کروا رہی ہے۔ ہمیں تو اس حکومت پر سب سے زیادہ فخر یہی ہے کہ یہ شرافت کی حکومت ہے۔ کسی کے خلاف کوئی کارروائی قانونی یا غیر قانونی طور پر بلا وجہ نہیں کی جا رہی۔

جناب سپیکر: admissibility پر بات کریں۔ میری رہنمائی فرمائیے کہ یہ قاعدے کے مطابق ہے یا نہیں۔

چودھری غلام رسول: میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ ۵۵ کے رول (۱) میں یہ موشن نہیں آتی۔ یہ mandatory provision ہے۔

Rule 55 The right to raise a question of privilege shall be governed by the following condition, namely :-

(i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;

اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جب ڈریشک صاحب وہاں گئے، تو انہوں نہ تو وہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ مجھ سے انہوں نے یہ کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ ملے ہی نہیں۔ نہ تو انہوں نے وہ تازیبا الفاظ بیان کئے ہیں جو انہیں کہے گئے۔ یا ان کی ان سے کوئی براہ راست گفتگو ہوئی۔ اس کی admissibility پر میں گزارش کروں گا کہ ۵۵ کے سب رول (۱) کے تحت یہ تحریک استحقاق technically نہیں بنتی۔

چودھری اصغر علی: جناب سپیکر، مجھ سے پہلے یہاں کافی ممبران نے کچھ باتیں

کی ہیں اور مجھے بھی یہ حق پہنچتا ہے اور میں بھی آپ کی اجازت سے کوئی نہ کوئی بات ضرور کرونگا۔ پہلے میں اس حقیقت کی طرف نشان دہی کروں گا۔ جو آج اس ایوان میں برپا ہوئی ہے۔ میں اپنے ممبران کو آپ کی اجازت سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں ہر ممبر کے استحقاق کو اپنے ایمان کا جز سمجھتا ہوں۔ لیکن بات استحقاق کی نہیں ہے۔ بات دراصل مسلم لیگ کے اندر پکنے والے لاوے کی ہے جو لوگ اقتدار میں آگے ہیں اور جو لوگ اقتدار سے محروم رہ گئے ہیں۔ میں حقیقت بتائے بغیر نہیں رہونگا۔ اس تحریک کے بعد مجھے ان ممبران کے استحقاق مجروح ہونے کا خطرہ لاحق ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جناب عاشق گوپانگ صاحب پوائنٹ آرڈر پر ہیں۔

سردار محمد عاشق گوپانگ: جناب سپیکر آپ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ اس وقت اس نکتے پر بحث ہو سکتی ہے کہ آیا اس تحریک استحقاق کو ایڈمٹ کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ جس بحث میں جناب چودھری صاحب پڑ گئے ہیں وہ بحث اس وقت مناسب نہیں ہے اور نہ ہی انکو اس طرح بات کرنے کا حق پہنچتا ہے، کیونکہ یہ ہمارا مسلم لیگ کا معاملہ ہے۔ ہم مسلم لیگی ہی اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ ان کو اس میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اس کی admissibility کے متعلق عرض کرونگا۔

جناب سپیکر: وہ آپ نہیں کر سکتے میں آپ سے علیحدہ پوچھ لوں گا۔

چودھری اصغر علی: میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ دراصل ان طریقوں سے عام ممبروں کا استحقاق مجروح ہوگا۔ اگر اس قسم کی باتیں کی گئیں۔ میں اپنی بات کو اس شعر پر ختم کرونگا۔

خوب پردہ ہے چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں جناب سپیکر صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے وقت دیا ہے میں محترم دریشک صاحب اور ملک سے گزارش

کروں گا کہ اس وقت admissibility پر بات ہو رہی ہے۔ اس کی admissibility تب بنتی ہے کہ کشنر صاحب نے خود کہا ہو۔ گورنمنٹ نے یہ تو کہا ہے کہ آفیسرز عوام کو ملنے کے لئے کوئی وقت مخصوص کریں تاکہ لوگوں کی تکالیف رفع کر سکیں۔ لیکن حکومت نے یہ نہیں کہا کہ افسر کو غسلخانے میں جا کر پکڑ لو وہ بیچارہ غسلخانے میں ہو اور یہ کہیں کہ مجھے ملو۔ ہر آدمی اپنے گھر میں آرام کرتا ہے۔ یہ اس کا حق ہے۔ کمشنر بھی ہم میں سے ہیں۔ اور یہ ہمارے ہی نمائندے ہیں۔ ہمارے ہی عزیز ہیں۔ وہ انہیں ملا نہیں پیغام بھیجا ہے۔ اگر انہوں نے اس کے منہ سے بات نہیں سنی تو اس کی admissibility کیسے بنتی ہے؟ ان کو تو صرف اس بات پر غصہ ہے کہ بقول ان کے وہ باہر نکلا۔ میں اس کو نہیں مانتا کہ وہ موٹر میں بیٹھ کر چلا گیا۔

جناب سپیکر۔ جناب طاہر احمد شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر، میں اپنی معلومات کے لئے پوچھنا چاہتا ہوں کہ لفظ ایڈمر ایبلیٹی ہے یا ایڈمتبلیٹی، چودھری صاحب اس کی وضاحت فرمائیں۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب، آپ اپنی بات مکمل کرنا چاہتے ہیں تو قواعد و ضوابط کی بات کریں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب سپیکر، درست ہے کہ شاہ صاحب ذرا زیادہ پڑھے ہوئے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان کی تعلیم کتنی ہے۔ ہم آپس میں بہت اچھی طرح واقف ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میں یہ صرف عرض کرونگا کہ

حسہ اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اور ان سے یہ درخواست کرونگا کہ وہ بات مطلب کی کریں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر مجھے چودھری صاحب کی باتوں سے یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ کمشنر صاحب کے غسلخانے سے لگے بیٹھے تھے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ - انہوں نے کیا کہا ہے ؟ مجھے ان کی کوئی سمجھ نہیں آئی مجھے سمجھ آنی چاہیئے تھی۔

چودھری محمد رفیق : جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ چودھری گل نواز صاحب نے اپنے خطابت کے زور۔ میں یہ فرمایا تھا کہ کمشنر صاحب چونکہ غسلخانے میں تھے اور یہ تقاضا کہ نا ٹھیک نہ تھا کہ وہ ان سے ملاقات کرتے۔ ان کی باتوں سے مجھے یوں لگا کہ یہ خود بھی ان کے ساتھ غسلخانے میں تھے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ - جناب سپیکر! مجھے بہت افسوس ہے کہ میرے معزز ممبر کی سوچ ہی ایسی ہے میں اس ضمن میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب والا، جہاں تک اس کی admissibility کا تعلق ہے اس میں ۵۵ (۱) ہے - جہاں تک استحقاقات کا تعلق ہے وہ آئین دیتا ہے یا کوئی قانون دیتا ہے۔ جہاں تک آئین کا تعلق ہے کہ اس میں آرٹیکل ۵۵ "freedom of Speech" ہے۔ اس کے بعد "پریویلیج ایکٹ" بنا ہے۔ تو اس میں کوئی دفعہ ایسی نہیں جس میں ملاقات کا ذکر ہو۔ ہم اتنے تنگ دل نہیں جب بات قانون اور آئین کی آجائے تو صاف بات کرنے کے عادی ہیں۔ کل کی بات ہے شاہ صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق آئی تھی، معاملہ قانون کا تھا اور پریویلیج ایکٹ کا تھا جیسا کہ قاعدہ ۵۵ (۱) میں دیا گیا ہے۔ کسی ممبر کو وہ قاعدہ حق دیتا ہے تو اس کا حق بنتا ہے۔ اس میں ممبران نے بھی ساتھ دیا تھا۔ کسی پارٹی ڈسپلن کا معاملہ نہیں تھا۔ میں اس میں واضح عرض کروں کہ جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے ہمیں ان کا بڑا احترام ہے ہم بڑی عزت کرتے ہیں۔ جہاں تک قانونی موشگافیوں کا تعلق ہے۔ آئین ہمیں اس کی قطعاً اجازت دیتا اور نہ پریویلیج ایکٹ میں جو ممبران کا تحفظ کرتا ہے کسی ایسی بات کا۔ یا ملاقات کا ذکر ہے۔ تحریک کے پیش کرنے سے قبل میں نے اور رانا پھول خاں صاحب نے خود ان سے عرض کی تھی۔ جہاں تک کوئی اور بات چکانی ہو وہ اور بات ہے۔ جہاں تک قانون اور اصول کا سوال ہے اسمبلی کے اندر اور قانون کی کتابوں کو دیکھتے ہوئے اور اسمبلی کا احترام

کرتے ہوئے، آئین کا احترام کرتے ہوئے، ہمیشہ ہم ممبران نے اس کے تقدس کا خیال رکھا ہے لیکن ہر بات جو وقوع پذیر ہو یا نہ ہو اس میں ذات سے ہٹ کر کوئی دوسری بات کرنا پروٹوکول ایکٹ میں شمار نہیں ہوتا۔ میں معذرت سے عرض کرونگا یہ کسی قسم کی پروٹوکول نہیں اور آئندہ بھی یہ رواج پیدا نہ ہونے دیا جائے۔ ہم نے سال میں کئی دفعہ کئی باتوں پر وقت ضائع کیا ہے اور اگر ہم اسی طرح کرتے رہے تو جو کوئی باقی ہم پہ پابندیاں عائد ہوتی ہیں، وہ ہم پوری نہ کر پائیں گے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں اور فاضل ممبران سے بھی استدعا کرتا ہوں کسی کے دل کو مجروح کئے بغیر ایسی باتیں نہ کریں۔ جو اصولوں اور قانون کے خلاف ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ رانا پھول محمد خان صاحب۔

رانا پھول محمد خان ۔ جہاں تک قانونی پہلو کا تعلق ہے مجھے اتنا علم نہیں کیونکہ جناب نے پہلے بہت ساری تحریکوں پر اپنی رولنگ دیکر ان کو خارج بھی کیا ہے اور منظور بھی فرمایا ہے۔ جہاں تک تحریک کے جائز اور ناجائز ہونے کا تعلق ہے۔ آپ اپنی رولنگ سے باہر جانے کا اختیار نہیں رکھتے۔ لیکن میری گزارش یہ ہے کہ میں نے بھی وریشک صاحب کی منت کی۔ وہ اس لئے کہ مکشنر صاحب میرے عزیز ہیں اور میرے حلقہ کے رہائشی ہیں۔ میری برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں اس لئے اس پہ بولنا نہیں چاہتا کہ عزیز داری کی وجہ سے شاید میں اصولوں اور آئین کی خلاف ورزی کر جاؤں۔ میں صرف یہ گذارش کرونگا کہ جہاں تک اس کے جائز اور ناجائز ہونے کا تعلق ہے، ایک شخص ایک جنگل میں پھر رہا تھا۔ اس کو شیر مل گیا۔ اس نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ جنگل کا بادشاہ کون ہے؟ اس نے کہا، جناب شیر۔ کیا تم شیر کو جانتے ہو؟ اس نے کہا کہ شیر کو کون نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ بتا شیر انڈے دیتا یا بچے۔ اب وہ آدمی کش مکش میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ انڈے کہوں تو کھا نہ جائے اگر بچے کہہ دوں پھر بھی نہ کھا جائے سوچ کر جواب دیا۔ زور والا بادشاہ ہے۔ جی آئے انڈے دے۔ جی آئے بچے دے۔

جناب سپیکر۔ جناب عاشق گوپانگ صاحب! آپ بات کر چکے ہیں۔ آپ کچھ اور فرمانا چاہتے ہیں؟

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جی جناب۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر۔ رانا بھول محمد خاں صاحب بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنے دل کی بات کہہ گئے ہیں۔ لہٰذا اس کا احترام کر لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب چیمہ صاحب۔

سردار دلدار احمد چیمہ۔ جناب والا admissibility کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اسی قسم کی ایک تحریک استحقاق ایک گزشتہ سیشن میں بھی پیش کی گئی تھی۔ اس کی نوعیت بالکل اسی طرح تھی کہ ایک صاحب نے جو سابق سیکرٹری تعلیم تھے ایک معزز ممبر کو ملنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ بھی اسی نوعیت کا ایک اور معاملہ ہے کہ ایک کمشنر نے ایک معزز رکن سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اگر اسے سامنے رکھا جائے تو پھر یہ ضرور منظور ہونی چاہیئے

جناب سپیکر وزیر آب پاشی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر آبپاشی۔ جناب والا! جناب چیمہ صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ موجودہ تحریک استحقاق اور اس تحریک استحقاق میں تھوڑا سا فرق ہے۔ اس تحریک استحقاق کے مطابق سیکرٹری تعلیم اپنے دفتر میں تشریف رکھتے تھے اور لوگوں سے مل رہے تھے۔ ممبر کا استحقاق اس طریقے سے مجروح ہوا کہ انہوں نے معزز ممبر سے ملاقات نہ کی۔ یہ تحریک استحقاق مختلف ہے کہ کمشنر بیمار تھے۔ اپنے گھر میں موجود تھے۔ اس ضمن میں فاضل رکن اگر کوئی رولنگ پیش کرتے کہ یہ ممبر کا استحقاق بنتا ہے کہ وہ جس وقت بھی چاہیں، انہیں گھر پر بھی مل سکتے ہیں تو پھر مسئلہ حل ہو جاتا۔ جناب والا دونوں تحاریک استحقاق میں بڑا واضح فرق ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اسے گڈمڈ نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ بیمار ہونے کے بارے میں تھوڑا سا cofusion پیدا ہو گیا ہے فاضل رکن نے کہا ہے کہ وہ وہاں گھر میں موجود تھے اور ان کے سامنے وہ گھر سے

نکلے اور گاڑی میں بیٹھ کر دورے پر روانہ ہو گئے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا یہی بات confuse کرتی ہے۔ اور اسی بات پر میں نے ۵۵ (۳) کا حوالہ دیا تھا کہ اگر اسے specify کر دیا ہوتا تو یہ چیز واضح ہو جاتی۔ اب تو یہ بات ہے کہ اسے ہم نے کھلا چھوڑا ہوا ہے کہ جو چاہے اس کے حق میں یا اس کے خلاف کہہ دیں۔ اسی بات کو لے لیتے ہیں اور اس کی واقعاتی بات کر لیتے ہیں۔ الزام یہ ہے کہ انہوں نے گھر کے اندر سے نازیبا الفاظ کہہ کر اپنے ملازم کے ذریعے پیغام بھجوا دیا کہ میں آپ سے نہیں ملنا چاہتا۔ لیکن اتنی لمحات میں وہ باہر جا رہے تھے اور وہاں سے چلے گئے۔ جناب! کوئی باشعور دوست اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک کمشنر صاحب ایسا کرے؟ یہ ہمارے ایک فاضل رکن صوبائی اسمبلی ہیں اور اب ہی نہیں، بلکہ خدا کے فضل وہ پہلے بھی رکن اسمبلی رہے ہیں اور ہمارے وزیر بھی رہے ہیں۔ پھر وہاں پر ان کا اپنا ایک مقام ہے۔ کمشنر کو نوکری کرنی ہے۔ تو جناب، کوئی باشعور انسان اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ ایسی بات ہو سکتی ہے؟ یہ بات ایسے نہیں ہے۔

ملک اللہ یار خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ جناب نے اراکین اسمبلی کو اجازت دی ہے کہ اس نکتے کی admissibility پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ جناب غلام حیدر وائیں، جو کہ اس حکومت کے معزز وزیر ہیں، انہوں نے مفروضوں پر بات کرنا شروع کر دی ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ ایسا ہوتا۔ حالانکہ یہ کوئی مفروضہ نہیں ہے۔ ایک سٹیٹمنٹ ہے جو ایک معزز رکن نے اس ایوان کے سامنے پیش کی ہے۔ کیا ان کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ معزز رکن نے جو سٹیٹمنٹ دی ہے، وہ غلط ہے؟ وہ جھوٹ ہے؟ کیا وہ اس معزز رکن پر یہ الزام عائد کرنا چاہتے ہیں کہ جو بیان انہوں نے دیا ہے وہ غلط ہے؟ جناب والا اس تحریک استحقاق کا مفروضوں کے ساتھ قطعی کوئی تعلق نہیں۔ جناب ڈریشک صاحب نے ایک واضح اور مثبت طریقے سے اپنے بیان میں اس تحریک استحقاق کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے واضح الفاظ میں یہ کہا ہے کہ وہ

دیر تک انتظار کرتے رہے اور کچھ دیر بعد وہی کمشنر صاحب اپنی گاڑی میں بیٹھ کر باہر چلے گئے۔ تو جناب والا۔ یہ کہہ دینا...

جناب والا۔ میں نے ابھی اپنا پوائنٹ ختم نہیں کیا۔

جناب سپیکر۔ شکریہ ملک صاحب۔ جناب میاں رشید صاحب

میاں عبدالرشید بگا نوالا۔ جناب والا۔ میں ڈریشک صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن آج مجھے ان کے ایک ہی وقت میں دو بیانات سن کر شرمندگی ہو رہی ہے ایک وقت انہوں نے کہا انہوں نے اندر سے پیغام بھیجا کہ وہ مل نہیں سکتے اور ان کے نازیبا الفاظ تھے اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے کہا کہ وہ باہر تشریف لے آئے اور ان کے سامنے کہیں چلے گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ساری کہانی من گھڑت ہے اور یہ حکومت کو بے جا بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سے مجھے افسوس ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب ملک طیب خان صاحب۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب سپیکر! ہمارے معزز رکن نے تحریک استحقاق میں یہ الزام لگایا ہے کہ نوکر کے ذریعے نازیبا اور ناشائستہ الفاظ میں مجھے جواب یہ بھیجا کہ میں ملاقات نہیں کرتا یہ بات میری عقل تسلیم نہیں کرتی، بلکہ تمام ہاؤس کی عقل نہیں مانے گی کہ ڈیرہ غازیخای کا ملازم، لودھراں کا ملازم اپنے پیغام میں ان کے لئے ناشائستہ الفاظ استعمال کرے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ مجھے ملے نہیں، انہیں غصہ یہ ہے کہ اس نوکر نے مجھے ناشائستہ الفاظ میں جواب دیا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے اگر کوئی مالک اپنے نوکر کو پیغام دیتا ہے تو اس نوکر کی یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ ناشائستہ الفاظ ایک معزز رکن کے لئے استعمال کرے۔ یہ بات نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر۔ شکریہ ملک صاحب۔ جناب چودھری صاحب۔

چودھری محمد صدیق۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا۔ جس وقت انسان اپنے عہدے سے علیحدہ ہو جاتا ہے اس وقت بعد میں باتیں یاد آتی ہیں۔ میں ملک اللہ یار خاں صاحب سے معذرت چاہتا ہوں۔ میں بطور چیئرمین ٹاؤن کمیٹی فورٹ عباس صبح

سے اگر ان کی کوٹھی پر بیٹھا رہا۔ میں صبح نو بجے بیٹھا اور شام کے پانچ بج گئے۔ لیکن انہوں نے میری بات نہ سنی۔ اب آپ بول رہے ہیں۔ معاف کرنا، میں سچ بولنے سے کبھی نہیں ٹلوں گا۔ اس وقت جناب والا۔ انہوں نے مجھے کیوں نہ وقت دیا جبکہ میں تین سو میل کے فاصلے سے فورٹ عباس سے یہاں آیا تھا؟ اور آج جناب کو یاد آرہا ہے کہ وقت نہیں مل رہا۔ جناب والا۔ ہر شخص کو میں سمجھتا ہوں۔ آپ میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ یاد کریں کہ آپ اس کمشنر کو بلیک میل کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے غلط اور صحیح کام ہوں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ جو افسر اچھا ہے اس کی ہمیں عزت کرنی چاہیئے۔ میں مانتا ہوں لیکن اتنی بڑھ چڑھ کر بات نہیں ہونی چاہیئے۔ کمشنر ہے، چاہے ڈی سی ہے۔ اگر وہ لوگوں کے صحیح کام نہیں کریں گے تو ہم نے یہاں آکر ان کی شکایت کرنی ہے کہ اس کا تبادلہ ہونا چاہیئے۔ جو افسر صحیح ہے وہ صحیح کام کرے گا اگر اچھے افسر کو کوئی بلیک میل کرنا چاہے گا۔ تو انشاء اللہ وہ بلیک میل نہیں ہوگا۔ وہ کبھی بھی بلیک میل نہیں ہوگا۔ جناب والا۔ معاف کرنا۔ ایسا نہیں ہے کہ اس نے میرا کام نہیں کیا ہے۔ اس کا تبادلہ کردیں۔ کیسے تبادلہ کردیں؟ اس کی چھان بین ہونی چاہیئے۔ ایسے بلیک میلنگ نہیں ہونی چاہیئے کہ جی اس کا ڈیرہ غازی خان سے تبادلہ کردیں۔ اگر وہ واقعی قصوروار ہے تو اس کا انڈیا تبادلہ کردیں۔ آخر میں۔ السلام علیکم۔

جناب سپیکر۔ اس پر کافی دوستوں سے رائے لی گئی ہے۔ جناب وزیر زراعت کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر زراعت۔ جناب والا، میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت حقائق کی درستگی اور نادرستگی کے بارے میں تو جناب نے محتاط رہنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اور میرے خیال میں اس وقت یہ موضوع زیر بحث بھی نہیں۔ کیونکہ جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ ہمیں اپنے آپ کو محدود رکھنا چاہیے کہ کیا یہ admissible ہے یا نہیں۔ اس بارے میں جناب نے جو سوال اٹھایا تھا، میں اس کی تعریف کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک جذبات اور ممبران اسمبلی کے استحقاق کا سوال ہے۔

وہ اپنی جگہ سر آنکھوں پر۔ لیکن کسی بات کی تہ تک پہنچنا ہوتا ہے۔ اس میں سابقہ روایات اور سابقہ حوالوں کا جواب بھی دیا گیا ہے اور سابقہ دور میں جو افسران کے خلاف تحاریک آئیں، اس پر بھی بات ہوئی۔ میرا اس بارے میں ایک مؤقف رہا ہے۔ کہ ہمیں ممبران اسمبلی کے استحقاق کو بہت محدود طور پر استعمال کرنا چاہیئے کہ بات اس کی شان کے منافی بھی نہ ہو اور قانون کی خلاف ورزی بھی نہ ہو۔ تو جناب نے رول ۱۵۵ (۱) کا جو حوالہ دیا، وہ اس طرح سے ہے۔

The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law, or rules made under any law.

میں Privileges Act کی بات اس لئے یہاں کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر تین چیزوں کی طرف بات کی گئی ہے۔ آئین کی طرف سے ممبران اسمبلی کو کون سے حقوق دیے گئے ہیں، کیونکہ یہ ممبر کے استحقاق کی بات ہو رہی ہے یہاں پر عام شہری کے کسی حق کی بات نہیں ہو رہی کہ اس کو یہ حق دیا جانا چاہیے کہ اسے جا کر ملنا ہے اور وقت لینا ہے یا اس کے لئے وقت مقرر کرنا ہے۔ یا وقت مقرر کیا گیا ہے۔ یا گورنمنٹ نے یہ ہدایات دی ہیں کہ عوام سے ملاقات کا وقت مقرر کیا جائے اور اسے وقت کیوں نہیں دیا گیا، بلکہ یہاں بات ہو رہی ہے ممبران اسمبلی کے استحقاق کی۔

and that is a special privilege granted by the constitution, any law or rules under any law to a member of the house.

اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو گھر پر ملنا اور وہاں پر ملاقات نہ ہونا، اس کی وجوہات کیا تھیں؟ لیکن یہ بات بڑی ظاہر ہے کہ کسی آئین، قانون یا کسی رول کا ابھی تک کوئی حوالہ نہیں دیا گیا جس کے تحت ان کو یہ حق حاصل تھا پھر ان تمام چیزوں کی موجودگی میں، اگر وہ بیمار تھے، یا نہ تھے، یا انہوں نے معذرت کی، تو کیا اس سے آئین، رول، قواعد کی کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ میں admissibility کی حد تک عرض کروں گا...

چودھری محمد رفیق ۔ پوائنٹ آرڈر ۔ جناب سپیکر، بیماری کا پھر ذکر آیا ہے ۔ آپ ہی وضاحت فرمادیں ۔ جناب وائس صاحب فرماتے ہیں کہ وہ بیمار تھے اور بستر پر لیٹے تھے اور جناب چودھری گل نواز وڑائچ فرماتے ہیں کہ وہ غسلخانے میں تھے ۔ اب آپ ہی یہ فیصلہ کریں کہ وہ کہاں تھے ؟۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ، تشریف رکھیں ۔ جی چودھری صاحب ۔

وزیر زراعت ۔ جناب والا، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لئے ہمیں کسی جذبات میں جائے بغیر اور کسی مزید بحث کے بغیر ہوشمندی کی بات کرنی چاہیئے ۔ رول ۵۵ کے تحت آئین، قانون اور قواعد میں ابھی تک کوئی شق میسر نہیں اور نہ ہی اس بارے میں ابھی تک کسی رول کا حوالہ دیا گیا ہے کہ جس کی خلاف ورزی ہوئی ہو ۔ اور استحقاق مجروح ہوا ہو ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ ۵۵ (۱) کے تحت کسی قانون اور قواعد کی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے اس لئے یہ استحقاق قانون کے تحت قطعاً نہیں بنتا ۔

میاں محمد افضل حیات ۔ جناب سپیکر، قطع نظر اس کے کہ یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے، میں اس ضمن میں ایک عمومی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئے دن اس اسمبلی میں بھی اور پہلے بھی سرکاری افسران اور اراکین اسمبلی میں غلط فہمیاں پیدا ہوتی رہی ہیں اور اس سلسلہ میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ ان کو خوش اسلوبی سے نپٹایا جائے کئی دفعہ سرکاری افسران کی زیادتی ہوتی ہے اور کئی مرتبہ اراکین اسمبلی کو غلط فہمی ہو جاتی ہے جو کہ اصل میں افسران کا وہ مقصد نہیں ہوتا ۔ لیکن ممبران اسمبلی کی کچھ نہ کچھ دل شکنی یا توہین کا کچھ پہلو نکل آتا ہے یا کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ایسا سوال اسمبلی میں پیش ہو جاتا ہے، جس کے متعلق اگر کوئی رولنگ دی جائے تو شاید وقتی طور پر وہ کام تو نمٹ جائے لیکن اس کے نتائج کئی دفعہ بہتر برآمد نہیں ہوتے ۔ دوسرے ممبران کے لئے بھی جن کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، کوئی نہ کوئی ایسی نتیجہ خیز بات سامنے آتی ہے جس سے ان کو نقصان ہونے کا یا مفاد عامہ کے نقصان ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے کوشش یہ کی جاتی ہے کہ جب ایسے اختلافات سامنے

آئیں تو اس ایوان میں ان پر بحث کرنے کی بجائے اس ایوان سے باہر ان کا کوئی تصفیہ کیا جائے، اور اسی لئے کمیٹیاں بھی بنائی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ چیزیں، جس سے ممبران اسمبلی پر یا افسران پر اعتراضات آتے ہیں، ان کو کمیٹیوں یا اور کسی صورت میں اس ایوان سے باہر نمٹایا جائے اور اس کی اصلیت سامنے آجائے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کمیٹی میں کوئی مسئلہ جانے سے نہ تو کوئی ممبر سچا ہو جاتا ہے اور نہ ہی جھوٹا اور نہ ہی اس سے افسران کی کوئی بے قاعدگی ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی سٹیج ہوتی ہے جہاں پر یہ فریقین آپس میں مل کر بیٹھتے ہیں اور حقائق کو سامنے لا کر اس پر بحث کرتے ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو بار بار اچھالنے سے نہ انتظامیہ کا بھلا ہوگا اور نہ ہی اراکین اسمبلی کا۔ اس کو زیادہ خوش اسلوبی سے نمٹانے کے لئے یا تو کمیٹی کے پاس بھیجا جائے یا pending کیا جائے تاکہ ایوان سے باہر اس کا کوئی تصفیہ ہو سکے۔

جناب سپیکر۔ متیانہ صاحب اس بحث کو اب ختم نہ کریں؟۔

میاں ممتاز احمد متیانہ۔ جناب والا، میری آخری گزارش ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارا پورا ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ جب بھی کبھی کسی ممبر کے استحقاق کا مسئلہ ایوان میں آیا تو جہاں ہم ممبران نے اس ممبر کے استحقاق کے لئے کوشش کی ہے اور اس کا ساتھ دیا ہے، وہاں پر یہ بات بھی ثابت ہے کہ ہمارے قائد ایوان نے بھی ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا ہے اور ہر آفسر کے خلاف ہمارے ساتھ مل کر کارروائی کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ آج جب یہ بات ہم سے طے نہیں ہو رہی ہے کہ وہ کسی طریقہ سے اور کن حالات کے تحت یہ واقعہ پیش آیا، تو میری اس سلسلے میں ایک گزارش ہے۔ اگرچہ فاضل رکن نے کچھ ایسی باتیں بھی کی ہیں جن سے مجھے دکھ ہوا ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کمشنر نے یہ کہا کہ مجھے ملازمت میں توسیع لینی ہے یا مجھے کمشنر لاہور یا راولپنڈی لگنا ہے ان کی طرف سے جو نشاندہی کی گئی ہے اس کا مجھے حقیقتاً دکھ ہوا ہے اور میں ایمانداری سے یہ سمجھتا ہوں کہ جس بات کی طرف یہ اشارہ کر رہے ہیں یہ حقیقت

پر مبنی نہیں اور صحیح نہیں ہو سکتی۔ ہمیں اس بات پر یقین ہے کہ اگر یہ پورا ایوان آج بھی اپنے قائد ایوان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے سپرد یہ معاملہ کر دے کہ وہ جو بہتر سمجھیں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے کریں تو ہمیں یقین ہے کہ ہمیں انصاف ملے گا اور ہمارے ممبران کے وقار میں اضافہ ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین) لہٰذا میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو ہمارے قائد ایوان کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہیئے کہ وہ جو کچھ اس میں مناسب خیال فرمائیں کریں۔ ہمیں ان پر پورا اعتماد ہے۔

جناب سپیکر۔ جی جناب راجہ صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر یہ میرا خوشگوار اور ناخوشگوار فریضہ ہے کہ کسی استحقاق پر کوئی اعتراض کروں۔ اس میں نہ تو میری کسی ممبر سے کوئی دشمنی ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی ذاتی اختلاف ہوتا۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے کبھی کسی ممبر سے ذاتی اختلاف نہیں کیا۔ اگر میری وجہ سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ میرے ناخوشگوار فریضہ کی وجہ سے پہنچتی ہے اور ساتھ مجھے اس فریضہ کی وجہ سے یہ حق پہنچتا ہے کہ میں اس تحریک پر اعتراض کروں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ میرا اپنا استحقاق بھی بڑا محدود ہے میں کسی کو زور زبان سے استحقاق دے بھی نہیں سکتا اور زور قلم سے لے بھی نہیں سکتا جو قانون نے، آئین نے، رولز نے استحقاق دیا ہے صرف وہی استحقاق ہے اور یہی استحقاق میرا بھی اور دیگر ممبران کا بھی ہے۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئین ہے، قانون ہے، رولز ہیں۔ جس کے تحت ہمیں یہ استحقاق دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں رولز بڑے واضح ہیں اور میرے ہاتھ میں یہ کول کی کتاب ہے اس کے تحت جو استحقاق دیا گیا ہے، اس میں سب سے پہلے یہ کہا گیا ہے کہ Freedom of Speech in the Parliament. یہ پارلیمنٹ اور اس کے ممبران کے لئے ہے اور یہی وہ حقوق ہیں، یہی وہ استحقاق ہے جس پر آج بحث ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ قانون کے تحت، رولز کے تحت جو

بھی کوئی حق دیا جاتا ہے اس کے لئے چند دفعات ہیں پھر وہ کنونشن جو شروع سے اس ایوان میں چلے آ رہے ہیں ان کے مطابق بھی ان کو حق ملتا ہے۔ جناب والا جہاں تک اس واقعے کا تعلق ہے، اس میں قطعی طور پر ان تمام شقوں میں سے کسی کی نفی نہیں ہوتی۔ چند دن پہلے بھی میں نے ایک رولنگ پیش کی تھی، جس پر بڑا ہنگامہ ہوا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج پھر اسی مقام پہ وہی رولنگ پھر پیش کر دوں۔ قطع نظر اس کے کہ کل کیا ہوا۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ اور اس مسئلے کے حل کے لئے بھی میں آپ کو راستہ بتاؤں گا، اگر کوئی آفیسر یا کوئی کمشنر، ڈپٹی کمشنر آپ کی بے عزتی کرتا ہے تو آپ کے پاس اس تحریک استحقاق کے علاوہ بھی راستے ہیں اور وہی قابل عمل قانونی راستے ہیں جو کہ آگے چل کر میں آپ کو بیان کروں گا۔ اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ میرے پاس انڈین پارلیمنٹ کی رولنگ موجود ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

The Speaker, however held that an assault or a misbehaviour with a Member unconnected with Parliamentary work or discourtesy by the Police Officers of the Government are not matters of privilege. Such complaints should be referred by the Members to the Minister concerned.

جیسے میرے عزیز دوست نے کہا ہے، ان کو اگر کوئی شکایت ہے تو وہ جناب چیف منسٹر صاحب سے کریں جو اس محکمے کے انچارج ہیں۔ اس میں قطعی طور پر کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ ایک تحریک کی صورت میں وہ اس مسئلے کو اس ایوان میں پیش کر سکتے ہیں کہ فلاں آفیسر نے مجھ سے بدتمیزی کی ہے اس کے علاوہ قطعی طور پر ان کا کوئی استحقاق نہیں ہے جس کو اس ایوان میں زیر بحث لا سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر جہاں ہمارے آئین اور قواعد و ضوابط میں کسی چیز کی تشریح کر دی جائے تو اس پر کسی دیگر پارلیمنٹ کی روایات کو اولیت نہیں دی جا سکتی محض وہاں پر ان کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے

جہاں پر ہمارا آئین ہمارے قواعد وضوابط اور ہماری روایات خاموش ہوں۔ اس لئے ہمارے ضابطے کے مطابق یہ فیصلہ جناب نے دینا ہے آپ نے اس تحریک کو admit کر لیا ہے۔ اب ایوان سے پوچھ کر اسے منظور یا نامنظور کریں۔

آوازیں۔ ابھی admit نہیں ہوئی۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جناب وزیر اعلیٰ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر اعلیٰ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! فاضل رکن نے ابھی اپنے استحقاق کے مجروح ہونے کی بات کی ہے۔ اس معزز ایوان کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر معزز رکن کے استحقاق کا تحفظ کرنا میرا فرض ہے، اور یہ ایک ایسی امانت مجھے سونپی گئی ہے جس میں خیانت کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا (نعرہ ہائے تحسین) معزز رکن نے اپنی تحریک استحقاق پڑھ کر سنائی جس کا جواب ہمارے وزراء صاحب نے بھی دیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا رکن ہونے کی حیثیت سے میرا بھی استحقاق ہے۔ حال ہی میں میرے استحقاق کو نہ صرف مجروح کیا گیا بلکہ دھجیاں اڑائی گئیں لیکن میں نے اس کا اس اسمبلی کے اندر ذکر تک نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) بعض معزز ارکان نے اس اسمبلی کے اندر قرار دادیں پیش کرنی چاہئیں، بلکہ اس اسمبلی کا جو استحقاق مجروح ہوا ہے اس کے بارے میں انہوں نے تحریک ہائے استحقاق پیش کرنی چاہیں۔ لیکن میں نے مداخلت کر کے ان سے یہی گزارش کی کہ آپ یہ معاملہ اسمبلی کے اندر پیش نہ کریں، کیونکہ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلے پر اسمبلی کے اندر بحث مباحثہ ہو۔ جناب سپیکر یہ صرف میرے استحقاق کا مسئلہ نہیں، بلکہ یہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہمارے ہی اس معزز ایوان کے بعض اراکین نے، جن کی تعداد چار پانچ سے زیادہ نہیں۔ جس طرح نیشنل

اسمبلی کے دو چار اراکین کو ساتھ ملا کر اسلام آباد میں میرے خلاف سازش کرنے کی کوشش کی وہ یقیناً صرف میرا استحقاق مجروح ہونے والی بات نہیں بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہونے والی بات ہے۔

(آوازیں ... Shame ... Shame)

ملک اللہ یار خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ۔ اس ایوان میں یہ روایت رہی ہے کہ قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف بات کریں تو کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہیئے۔

ملک اللہ یار خان ۔ جناب والا میں اپنی ایک ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ...

جناب سپیکر ۔ آپ personal explanation پر بات کر سکتے ہیں۔

ملک اللہ یار خان ۔ جناب سپیکر، اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب سپیکر انہوں نے اپنا استحقاق کسی اور کے حوالے کرنے کی کوشش کی اور وہ معاملہ جو کہ پنجاب اسمبلی کا اپنا استحقاق ہے، اپنی قسمت کا فیصلہ کرنا اس اس اسمبلی کا اپنا استحقاق ہے، اپنا حق ہے، وہ حق کسی اور کے ہاتھ میں دینے کی کوشش کی، جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی طرح بھی قابل فخر بات نہیں ہے۔

(آوازیں! ـــــ Shame ـــــ Shame)

وزیر اعلیٰ ۔ جناب سپیکر، میں اس تحریک استحقاق پر صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں، جس طرح کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ اگر کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے، اور وہ اگر انتظامیہ کے کسی آفیسر کے ذریعے ہوتا ہے تو اس انتظامیہ کے آفیسر کو یقیناً ہماری اس انتظامیہ کے اندر رہنے کا حق نہیں پہنچتا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس کا حساب لینا بھی چاہیے ۔ یہ میرا اپنا ایک فرض ہے اور میں اس فرض کی ادائیگی میں انشاء اللہ کبھی کوتاہی نہیں کروں گا، کبھی پیچھے نہیں رہوں گا لیکن اپنے استحقاق کے بارے میں جو مختصر تقریر کی اس میں مجھے بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں نے کوئی انتقامی کارروائی کی ہے۔

جناب سپیکر! آپ یقین جانیے کہ مجھے ان تمام چیزوں کے بارے میں کسی قسم کا کوئی علم نہیں تھا۔ بلکہ میں اپنی پوزیشن مزید واضح کرنے کے لئے چھوٹی سی اور گزارش کروں کہ یہ صاحب جو کہ ضلع کونسل راجن پور کے چیئرمین ہیں، ان کے بارے میں جو یہ تمام کارروائیاں ہوئی ہیں۔ اس کے بارے میں مجھے انتظامیہ نے آگاہ کیا کہ یہ معاملہ ہے اور ہم اس کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں یعنی تحریک استحقاق کے محرک کو کیا معلوم کہ میں نے انتظامیہ سے کہا کہ اس کو بالکل گرفتار نہیں کرنا۔ جب تک اس کے خلاف الزام ثابت نہیں ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین) جب تک اس کے خلاف الزام ثابت نہیں ہوگا، اس کو آپ بالکل ہاتھ بھی نہ لگائیے اور میں نے ان سے یہ کہا کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کی آپ پہلے اچھی طرح سے چھان بین کریں، تفتیش کریں اور قانون کے مطابق عمل کریں۔ جناب والا، اگر میں خود قانون کی بالادستی نہ چاہوں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر صوبے کے اندر ہم امن و امان بھی قائم نہیں رکھ سکتے اور صوبے کے اندر کوئی قابل تعریف کام بھی نہیں کر سکتے۔ تو وہ میرا فرض تھا جو میں نے انہیں یا کسی اور رکن اسمبلی کو بتائے بغیر ادا کیا۔ کسی معزز رکن کو اس بات کا علم نہیں کہ میں نے اس بارے میں کیا ہدایات دی ہیں۔ لیکن میں نے اس معاملے میں خاص طور پر یہ واضح ہدایات جاری کی ہیں کہ جو بھی کام اس شہر کے اندر، ضلع کے اندر ہو وہ قانون کے مطابق ہونا چاہیے۔ چونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس عہدے سے ناجائز فائدہ اٹھانا یا اس عہدے پر قائم رہ کر کسی کے خلاف انتقام لینا بزدلی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر اگر مجھے کسی کے خلاف کوئی انتقام لینا مقصود بھی ہو تو میں سب سے پہلے اس عہدے سے استعفیٰ دوں گا۔ اس کے بعد میں خود جا کر اس سے انتقام لوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کے بارے میں برے ارادے رکھنا یا کسی عہدے یا کسی اختیار سے فائدہ اٹھا کے کسی کے خلاف انتقامی کارروائی کرنا نہ ہی کسی مسلمان کے لئے مناسب ہے اور نہ ہی کسی انسان کے لئے اور میں نے نہ کبھی اپنے اس عہدے سے فائدہ اٹھایا ہے اور نہ ہی انشاءاللہ کوئی غلط فائدہ اٹھاؤں گا۔ لیکن جو میں نے اپنے استحقاق کی بات کی ہے۔ مجھ پر جو جو تہمتیں اور جو جو الزامات لگائے گئے، جس جس طریقے

سے انہیں پرنٹ کروایا گیا،

جہاں جہاں الزامات لگائے گئے، ان سب چیزوں کا میرے پاس ثبوت موجود ہے۔ وہ ایسے توہین آمیز الزامات ہیں کہ مجھے خود پڑھ کر شرم آتی ہے کیا یہ میرا استحقاق نہیں مجروح ہوا؟ کیا آج تک میں نے ایوان کے اندر زبان کھولی ہے؟ اگر کسی اور نے زبان کھولنے کی کوشش کی تو میں نے اسے سمجھایا کہ یہ تحریک آپ اس اسمبلی کے اندر پیش نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ یہ میرا معاملہ ہے اور میں اس پہ خاموشی اختیار کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ کے ساتھ میں اس معزز اسمبلی کا رکن بھی ہوں اور میرا اپنا استحقاق کبھی مجروح ہوا بھی ہے۔ تو میں نے اس پہ صبر و تحمل سے کام لیا ہے۔ ایوان میں اپنے طور پر سمجھتا ہوں کہ میں کسی کے بارے میں غلط عزائم نہیں رکھتا۔ اگر کسی نے کسی کے خلاف انتقامی کارروائی کی ہو تو میں اس کی مذمت کرتا ہوں اور میں ان شاء اللہ اس کا محاسبہ سب سے پہلے کروں گا میرے نزدیک صرف ایک ہی بات ہے۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ قائد ایوان کی اس یقین دہانی کے بعد ہماری ہی جماعت سے تعلق رکھنے والے جناب نصر اللہ خاں دریشک کو چاہیئے کہ وہ بھی بلند اخلاقی کا ثبوت دیتے ہوئے اور ان کے وعدہ پر یقین کرتے ہوئے اگر اس تحریک استحقاق کو واپس لے لیں تو ہم اس بحران سے بچ جائیں گے جو چند دوستوں میں پیدا ہونے کا خطرہ ہے اور مجھے قوی امید ہے کہ دریشک صاحب اپنی سمجھداری، بلند اخلاقی اور بلند ظرفی سے کام لیں گے۔

ایک معزز ممبر۔ کارروائی ڈالی جا رہی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ میں کارروائی نہیں ڈال رہا۔ میں اس آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہا ہوں جس کے شعلے بھڑکنے والے ہیں۔ جناب والا! دریشک صاحب سے

میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک کو واپس لے لیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کی یقین دہانی پر یقین کریں اور دیکھیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ انہیں انصاف ملے گا۔ اور اخلاق کا تقاضا ہے۔ انسانیت کا تقاضا ہے اور پارلیمانی روایات کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی تحریک کو واپس لے لیں۔

جناب سپیکر۔ جناب دریشک صاحب، اب کیا فرمائیں گے؟

ملک اللہ یار خان۔ جناب والا! میں اپنے نکتہ ذاتی وضاحت پر کھڑا ہوا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ کی تقریر کے بعد آپ مجھے اجازت فرمائیں گے۔ اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

مہر سعید احمد ظفر۔ جناب والا! جناب نصر اللہ خاں دریشک صاحب اپنی رائے دیں۔ پتا نہیں ملک اللہ یار خاں صاحب کیوں ذاتی وضاحت پہ بول رہے ہیں۔ قائد ایوان نے تو کسی شخص کا نام نہیں لیا اور نہ ہی ایسا کوئی سلسلہ ہے۔ تو میری استدعا ہے کہ دریشک صاحب اپنی وضاحت فرمائیں۔ یہ زیادہ موزوں ہوگا۔ اگر ان کی طرف سے نکتہ ذاتی وضاحت ہوگا تو پتا نہیں پھر کیا کیا ہوگا۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب، آپ کا نکتہ ذاتی وضاحت پہ بولنے کا حق محفوظ ہے۔ مگر میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ مناسب سمجھیں گے کہ میں دریشک صاحب سے پہلے دریافت کر لوں جو ایک تجویز آئی ہے؟

ملک اللہ یار خاں۔ نہیں جناب، آپ مجھے پہلے اجازت فرمائیں

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمائیے۔

ملک اللہ یار خان۔ جناب والا۔ جناب وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر کے دوران چند اراکین کا ذکر کیا ہے۔

چودھری گل نواز خاں ورڑائچ۔ جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آئے گا۔ اور نہ کوئی ہے۔ میں ملک صاحب سے اپیل کروں گا کہ وہ ہاؤس میں سوال و جواب کی فضا پیدا نہ کریں۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں انہیں بولنے کی اجازت دے چکا ہوں

ملک اللہ یار خاں ۔ چونکہ جناب وزیر اعلیٰ نے اس معزز ایوان کے چند ایک اراکین کا ذکر کیا ہے اس لئے مجھے یہ ضرورت محسوس ہوئی اور میں نے یہ ضروری سمجھا کہ اس کی وضاحت کر دوں ۔ مجھے آپ بولنے تو دیجیے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان چند ایک اراکین میں سے ایک رکن میں بھی ہوں اور اس بات کا علم اس ایوان کے تمام اراکین کو بھی ہے ۔ اور جناب وزیر اعلیٰ کو بھی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں ۔

مہر سعید احمد ظفر ۔ جناب والا ! آپ نے ملک صاحب کو نکتہ ذاتی وضاحت پر بولنے کی اجازت دی ہے ۔ وہ کہتے کہ چند لوگوں کے نام لئے گئے ہیں ۔ تو شاید چند لوگوں میں ان کی ذات نہ آتی ہو ۔ وہ اگر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں ۔ تو اپنی ذاتی وضاحت پہ بات کریں اور دوسروں کے بارے میں جو بات ہوئی ہے ان کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کریں ۔ اگر ان کی کوئی ذاتی وضاحت ہے تو وہ دیں ۔

چودھری محمد صدیق سالار ۔ جناب چیف منسٹر نے پنجاب کے غداروں کے نام لئے ہیں ۔ یہ تو پنجاب کے غدار نہیں ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میں نے ملک اللہ یار خاں صاحب کو نکتہ ذاتی وضاحت پر بولنے کی اجازت دی ہے ۔ میں توقع کرتا ہوں کہ غیر ضروری طور پر انہیں interrupt نہ کیا جائے ۔

ملک اللہ یار خان ۔ شکریہ جناب والا ! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ، جناب وزیر اعلیٰ نے چند اراکین کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ جس وقت اسلام آباد میں اس ایوان کے چند اراکین اور قومی اسمبلی کے چند اراکین نے وزیر اعظم سے ملاقات کی اور انہوں نے ان کو چند ایک شکایات پیش کیں ۔ تو انہوں نے قومی اسمبلی کے اراکین سے یہ فرمایا کہ وہ اپنی شکایات پارٹی میٹنگ میں پیش کریں ۔ اس پارٹی میٹنگ میں صرف قومی اسمبلی کے اراکین تھے ۔ صوبائی اسمبلی کا کوئی رکن اس پارٹی میٹنگ میں شریک نہ تھا ۔ یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی کے بعض اراکین کو بھی شکایات تھیں ۔ لیکن انہوں نے اپنی یہ شکایات قومی اسمبلی کی پارٹی میٹنگ میں پیش نہیں کیں ۔ وہ شکایات انہوں

نے وزیر اعظم کے سامنے ضرور پیش کیں۔ اس لئے کہ وہ نہ صرف ہمارے وزیر اعظم ہیں، بلکہ پاکستان مسلم لیگ کے صدر بھی ہیں اس لئے جناب والا! اس ملک کے ہر شہری کا حق بنتا ہے۔ نہ صرف ایک رکن صوبائی اسمبلی کا، بلکہ اس ملک کے ہر شہری کا حق بنتا ہے کہ وہ جناب وزیر اعلیٰ اور جناب وزیر اعظم اور جناب صدر مملکت کے پاس اپنی شکایات لے جائیں اور ان کی خدمت میں گزارش کریں۔ جہاں تک وزیر اعظم سے شکایت کا تعلق ہے وہ بات درست ہے کہ چند اراکین اسمبلی نے، جن میں میں شامل نہ تھا۔ وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں ضرور شکایات کیں۔ لیکن میں وہاں موجود نہ تھا۔ لیکن جناب یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ شکایات جو وزیر اعظم کو پیش کی گئیں، قومی اسمبلی کے اراکین کی خدمت میں پیش نہیں کی گئیں۔ قومی اسمبلی کے اراکین نے اپنی طرف سے وزیر اعظم کی خدمت میں جو شکایات پیش کیں اس پر وزیر اعظم صاحب نے یہ کہا کہ آپ یہ شکایات پارٹی میٹنگ میں پیش کریں۔ تو جناب والا! یہ صورت حال تھی۔ پارٹی میٹنگ میں بعض اراکین نے وزیر اعلیٰ کے خلاف شکایات کیں اور بعض اراکین اسمبلی ایسے بھی تھے جنہوں نے وزیر اعلیٰ صاحب کی تعریف بھی کی اور پھر اس میں فیصلہ نہ ہوتا تھا، کیونکہ اس پارٹی میٹنگ کے شروع ہی میں جناب وزیر اعظم نے، جیسا کہ ہمیں اطلاع فراہم کی گئی۔ واضح طور پر یہ کہا صوبائی وزراء کی طرف کہ اس قسم کی جو لابی شروع کر دی گئی ہے کہ قومی اسمبلی کے اراکین وزیر اعلیٰ کا دفاع کریں اور ان کی تعریف کریں اور یہ کہ تمام خبریں ان تک پہنچتی رہی ہیں، اور یہاں اس قسم کی کسی لابی کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اراکین اسمبلی کو کسی قسم کی لابی کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ نے جو شکایات پیش کرنی ہیں وہ آپ اس پارٹی میٹنگ میں پیش کر سکتے ہیں۔ مجھے قطعی طور پر کوئی اثر نہیں کہ وزیر اعلیٰ کے حق میں یا وزیر اعلیٰ کے خلاف کسی قسم کی کوئی لابی ہو رہی ہے۔ انہوں نے واضح الفاظ میں تقریر کے شروع ہوتے ہی یہ واضح کر دیا تھا اور اس کے بعد اس پارٹی میٹنگ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو ہٹانے کے بارے میں قطعی طور پر کوئی بات نہیں ہوئی۔ اس پارٹی میٹنگ

میں صرف شکایات پیش ہوئی ہیں۔ کچھ اراکین نے وزیر اعلیٰ کے خلاف اور کچھ نے ان کے حق میں تقاریر کی ہیں۔ میں حیران ہوں کہ اس کے اگلے روز اخبارات میں سرخیاں لگیں۔ سوائے ایک اخبار کے اور کسی اخبار میں اس بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ لیکن ان سرخیوں کا حقیقت سے قطعی طور پر کوئی تعلق نہ تھا، کیونکہ چیف منسٹر صاحب کے بارے میں، یا ان کی برطرفی کے بارے میں اس پارٹی میٹنگ میں کوئی ذکر نہ کیا گیا تھا اور نہ ہی اس بارے میں کوئی فیصلہ کیا گیا ہے۔ نہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان کو برطرف ہونا چاہیے اور نہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان کو برطرف نہیں ہونا چاہیئے۔ تو جناب والا، میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس اسمبلی کے اراکین کے پاس ایسی شکایات ہوں جو کہ صوبائی سطح پر حل نہ ہو سکیں تو یہ ہمارا بنیادی حق ہے کہ ہم وہ شکایات وزیر اعظم تک اور صدر پاکستان مسلم لیگ تک بحیثیت ہماری جماعت کے صدر کے اور صدر مملکت تک یہ شکایات پہنچائیں اور صرف اس وجہ سے کہ اراکین وہ شکایات وزیر اعظم اور صدر مملکت تک پہنچائیں، ان اراکین کے بارے میں یہ کہہ دیا جائے کہ انہوں نے سازش کی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان اراکین کی توہین ہے اور مجھے انتہائی افسوس ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے ان معزز اراکین کے بارے میں اس قسم کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ ان کو ان تمام حقائق کا اچھی طرح علم ہے اور وہ جانتے ہیں کہ اس ضمن میں قطعی طور پر وزیر اعظم کی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں کی گئی کہ کسی وزیر اعلیٰ کو ان کے عہدے سے ہٹا دیا جائے یا کسی وزیر اعلیٰ کو ان کے عہدے سے نہ ہٹایا جائے۔

جناب والا یہ ہمارا استحقاق ہے، ہمارا حق ہے۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب میں سمجھتا ہوں کہ آپ ذاتی وضاحت پر بات کر چکے ہیں۔ اب اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

ملک اللہ یار خاں۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر۔ وزیر اعلیٰ صاحب کچھ فرمائیں گے

وزیر اعلیٰ۔ میں تمام معاملے کی تفصیل میں قطعاً نہیں جانا چاہتا۔ نہ پہلے جانا چاہتا تھا نہ اب جانا چاہتا ہوں۔ لیکن انہوں نے جو اپنی وضاحت پیش کی ہے، یقین مانیئے کہ مجھے اس کی کوئی سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے کیا کہا ہے اور وہ کیا کہنا چاہتے تھے۔ لیکن اگر کچھ شکایات تھیں، تو ان کا فرض تھا کہ وہ پہلے میرے پاس آتے۔ ملک صاحب کسی شکایت کے بارے میں آج تک مجھے نہیں ملے اور نہ ہی مجھے کبھی کہا کہ آپ کے خلاف یہ شکایت ہے اور آپ اس کا کچھ کریں۔ تو انہوں نے کچھ عرصہ پہلے بھی وزیر اعظم صاحب سے ملاقات کی۔ کچھ اراکین نے ملاقات کی۔ ان کی تعداد تقریباً چار یا پانچ سے زیادہ نہیں۔ اس کے بعد اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا اور یہ سارا سلسلہ بیچ میں چلتا رہا میں کسی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن انہوں نے وہاں پر اسمبلی اجلاس سے اور اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ تفصیل میرے پاس بہت زیادہ ہے میں یہاں پر کسی چیز کا ذکر نہیں کرنا چاہتا لیکن انتہائی کوشش یہ تھی کہ وہیں سے چیف منسٹر کو برطرف کروایا جائے اور پھر اس کے بعد اپنا راستہ ہموار کروایا جائے۔ یہ ایک صحیح بات ہے اور اس کا میرے پاس ثبوت موجود ہے۔ لیکن جناب سپیکر! یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب تک یہ اسمبلی موجود ہے یہ اس کا استحقاق ہے اور یہ استحقاق اس کے پاس رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ ممکن ہی نہیں کہ ہماری قسمت کا فیصلہ کوئی اور، کہیں اور بیٹھ کر کرے اور نہ کوئی یہ فیصلہ کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو یہ فیصلہ کرنے کی اجازت دینی چاہیئے۔ اور میں جناب وزیر اعظم کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی پارٹی میٹنگ میں اس بات کی مذمت کی اور انہوں نے اپنا جو بیان دیا وہ ہم سب کے حق میں دیا اور میں جناب وزیر اعظم صاحب کا شکر گزار ہوں۔ اور اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ اب پنجاب اسمبلی کا اجلاس یہاں پر ہوا، میں ایک دفعہ پھر آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ میں کسی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن جو

الزامات، جو شکایات، اور جو چیزیں کہیں بتائی گئیں اس کا ثبوت میرے پاس ہے کہ کسی نے کسی کو کیا بتایا ہے کہاں سے ٹائپ کروائی گئیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے وزیراعظم صاحب کو شکایت کی ہے۔ وزیراعظم صاحب کو انہوں نے جا کر شکایت نہیں کی وہ شکایت کسی اور طریقے سے ان تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ کوشش یہ کی کہ ان کے ذہن میں ہمارے خلاف تھوڑا سا لاوا ڈالا جائے اور اس کے بعد وہ مجبور ہو جائیں کہ کوئی نہ کوئی فیصلہ کر سکیں۔ میں نے یہ پہلے بھی کہا کہ انشاء اللہ جب تک یہ اسمبلی موجود ہے، اللہ کے فضل و کرم سے اس کا فیصلہ یہی کرے گی۔ انہوں نے مجھے اعتماد کا ووٹ دیا ہے اگر کبھی نکالنا چاہیں گے تو یہی نکالیں گے اور کوئی نہیں نکال سکتا (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ راناپھول محمد خاں صاحب کچھ بات کر رہے تھے۔

راناپھول محمد خان۔ جناب والا، میں جناب دریشک صاحب سے پھر یہ اپیل کروں گا۔ کہ ہماری پارلیمانی روایات کے مطابق، اور وہ چونکہ سابقہ کابینہ میں وزیر بھی رہ چکے ہیں، اپنے تجربے کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور اس ہاؤس کے تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے میری اپیل پر ہمدردانہ غور فرما کر ایک دفعہ آزما کر دیکھیں اور یہ تحریک واپس لے کر وزیراعلیٰ صاحب کو وہاں کی یہ بات پوری کرنے کا انتظار کریں میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے سامنے وزیراعلیٰ صاحب جو وعدہ فرمایا ہے اگر وہ پورا نہ ہو سکا تو ہم ان کے ساتھی ہوں گے بالکل ان پر یقین کرنا چاہیئے یہ ہماری پارٹی کے آدمی ہیں، مسلم لیگ کے آدمی ہیں۔ ہم مسلم لیگ کو ہر قیمت پر ایک مضبوط اور ایک فعال جماعت بنانے کے لئے اپنے ساتھیوں سے بگاڑ پیدا نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہی دریشک صاحب کو بگاڑ پیدا کرنا چاہیئے میری اس اپیل پر انہیں ہمدردانہ غور ضرور فرمانا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ جی دریشک صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

سردار نصر اللہ خاں دریشک۔ جناب والا، میں اپنی تحریک استحقاق پیش کرتے وقت شروع میں یہ کہہ دیا تھا۔ اگر اس قسم کی بات کرنی ہی تھی تو پھر وزراء کرام کو ممبر حضرات کے پاس جا کر انہیں قائل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جناب والا، میری

فریاد اس ذات باری تعالیٰ کے پاس ہے۔ مجھے انہوں نے کیا انصاف دینا ہے یہ خود ہی ظلم چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں۔ (قطع کلامیاں)

* * * * * * * * *

جناب سپیکر۔ دریشک صاحب، آپ صرف یہ بتائیے کہ آپ رانا صاحب کی بات کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

وزیر صنعت و حرفت۔ جناب سپیکر! مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب غلام حیدر وائیں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر صنعت و حرفت۔ میرے فاضل بھائی نے ابھی ابھی قائد ایوان کے متعلق جو بات کی ہے یہ اس ایوان کے اس اعتماد کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ ان سے یہ کہا جائے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور اس کو ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ۔ جناب والا، یہ حد سے گزر رہے ہیں اور ایسے الفاظ ہرگز برداشت نہیں کئے جائیں گے۔ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ ہم قائد ایوان کے ساتھ ہیں۔ ہم ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کے ساتھ رہیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا، میں نے اپنے معزز بھائیوں کی خدمت میں یہ گزارش پیش کی ہے کہ آپ مجھے ازراہ کرم اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی اجازت دیں۔ مجھے interrupt نہ کریں۔ میں ایک معزز رکن اسمبلی کی تجویز پر اور جناب کے حکم کی تعمیل میں ایک بات کر رہا ہوں اور یہ مجھے بات نہیں کرنے دیتے۔ جناب والا میں نے آپ کو یہ گزارش کی ہے کہ آپ اس بات کا نوٹس لیں۔ اگر یہ سلسلہ شروع ہو گیا تو ختم نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر۔ ایک تجویز آئی ہے اس پر آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ

* * * * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے)

صرف اس تجویز پہ اظہار رائے کریں کہ آپ اس کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (مہر سعید احمد ظفر) جناب والا اس سے پہلے میری استدعا ہے کہ درویشک صاحب نے جو توہین آمیز الفاظ معزز ایوان کے بارے میں کہے ہیں ان کو وہ واپس لیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہر مسلمان کا یہ اعتماد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک بہت بڑی ذات ہے۔ وہی انصاف کرتے والا ہے اور وہی مدد کرنے والا ہے۔ لیکن اگر ان کا اتنا ہی پکا ایمان تھا تو پھر یہ اس ایوان میں کیوں تشریف لائے اور انہوں نے یہ تحریک استحقاق کیوں پیش کی۔ انہیں اس ایوان پر اعتماد نہ تھا یا یہ انصاف اللہ تعالیٰ ہی سے چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بہت بڑی ذات ہے اور واقعی وہی انصاف دینے والا ہے۔ پھر انہیں اس ایوان میں آنے کی ضرورت کیا تھی؟

جناب سپیکر۔ آپ کون سے الفاظ حذف کرانے کے لئے کہتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

جناب سپیکر۔ آرڈر۔ آرڈر

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ میں نے کون سے الفاظ حذف کرنے کی استدعا کی ہے۔ جناب سپیکر میرے فاضل بھائی نے اپنے خیالات ارشاد فرماتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اگر انہیں یہاں بولنے کا حق نہ دیا گیا تو پھر لیڈر آف دی ہاؤس کو بھی بولنے کی اجازت نہیں دی جائے گی حالانکہ انہیں بولنے سے روکا نہیں گیا اور آج کی پروسیڈنگ اس بات کی گواہ ہیں۔ کہ اس مسئلے پر انہیں کتنی بار قواعد سے باہر جا کر بھی بولنے کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ اس معزز ایوان کے اپنے قائد پر اعتماد کے ساتھ سراسر زیادتی ہے جبکہ اس وقت لیڈر آف ہاؤس موجود ہیں۔ اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان الفاظ کو حذف کیا جائے۔

★ ★ ★ ★ ★ ★ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ اس معزز ایوان کی کیا رائے ہے۔ کیا ان الفاظ کو حذف کیا جائے۔

آوازیں۔ جی ہاں۔ الفاظ بھی واپس لئے جائیں۔

★ ★ ★ ★ ★ (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے)

★ ★ ★ ★ (بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)

(قطع کلامیاں)

پارلیمنٹری سیکرٹری (مہر سعید احمد ظفر) پہلے وہ اپنے الفاظ کو واپس لیں اس کے بعد انہیں حذف کرنے کا حکم فرمایا جائے۔ اس سے پورے ایوان کی توہین ہوئی ہے۔

(قطع کلامیاں)

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب والا میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ میں فضل حسین راہی صاحب کی بات سننا چاہتا ہوں۔

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر بہت شکریہ۔ میں صرف ان کو یہ احساس دلانا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کا اپنا معاملہ ہے۔ میں اپنے آپ کو یوں محسوس کرتا ہوں جیسے میں مسلم لیگ کی کسی میٹنگ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اس میں دو دھڑے آپس میں لڑ رہے ہوں جناب سپیکر یہ اسمبلی ہے۔

(قطع کلامیاں)

پتا نہیں، میں نے ان کی حمایت کرنی ہے یا ان کی آپ مجھے بولنے نہیں دے رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

پارلیمنٹری سیکرٹری (مہر سعید احمد ظفر) یہ ایک ہی گروپ ہے۔ اس میں ہمارے قائد ایوان چیف منسٹر سربراہ ہیں۔ اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ ظفر صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب بات کر رہے ہیں۔

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر، میں ان کو یہ احساس دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں ہمارا بھی وجود ہے۔ آپ اس کو بھی مدنظر رکھیں اور اس حساب سے گفتگو کریں کہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں سارا جہاں اس کو دیکھ رہا ہے اگر آپ بضد ہیں۔ اگر آپ اپنے پر مجھے خود اڑانا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔ بہر حال ہم بھی یہی کام کرتے ہیں اور ہماری کوشش آپ کو کمزور کرنے کی ہوتی ہے اگر آپ اپنے آپ کو خود کمزور کریں گے تو ہمیں تو اس میں فائدہ ہے، نقصان نہیں ہے۔ ایک بات یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ معاملہ صرف ایک تحریک استحقاق کا ہے۔ یہاں وزیر اعلیٰ کو ہٹائے جانے کا مسئلہ پیش نہ تھا۔ یہاں میرے خیال میں کوئی ایسی بات زیر بحث لائی جانے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر آپ اپنی خواہشات کے مطابق یہ باتیں کرنا چاہتے ہیں تو یہ آپ کی مرضی ہے آپ کریں لیکن اگر ایک تحریک استحقاق منظور بھی ہو جائے اگر اس کو کمیٹی کی طرف بھی بھیج بھی دیا جائے تو مسئلہ کمشنر کی ذات تک ہے وہ کمشنر صاحب بعد میں انہیں سمجھائیں گے یا کچھ بھی ہو گا جیسے پہلے تحریک استحقاق کمیٹی میں جاتی ہے۔ ایس پی کے خلاف جاتی ہے۔ ایس پی ممبر کو سمجھا لیتا ہے۔ چیف انجینئر کے خلاف جاتی ہے وہ ممبر کو سمجھا لیتا ہے۔ پھر یہ لوگ واپس لے لیتے ہیں۔ لیکن اس ایک مسئلے کو آپ نے اتنا الجھا دیا ہے کہ مجھے اس کا خاتمہ نظر نہیں آتا۔ معلوم نہیں یہ بات کہاں جا کر ختم ہو گی

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں بات ابھی ختم ہو گی

چودھری فضل حسین راہی۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تحریک استحقاق کے متعلق اگر ہم سابقہ روایات کو مدنظر رکھیں۔ جیسے ہائی کورٹ ایک رولنگ دیتی ہے کہ اس مقدمے میں یہ رولنگ ہے۔ اس کو آئندہ کے لئے quote کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اسمبلی میں آپ رولنگ دیتے ہیں اور اس رولنگ کو آئندہ کے لئے کیا جائے گا کہ آپ نے فلاں وقت پہ اس سے ملتی جاتی تحریک استحقاق کے متعلق رولنگ دی تھی۔ جناب سپیکر آپ کی اس اسمبلی میں رولنگ موجود ہے۔ جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں کھڑا ہوں۔ میں آپ سے اجازت لیکر بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب والا، ایوان کے وقار اور تقدس کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ جو بھی فاضل رکن بات کرنا چاہیں، آپ جب تک اجازت نہ دیں وہ از خود اپنی تقریر نہ شروع کر دیں۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ پچھلے دنوں سے یہ ایوان بڑے تقدس اور وقار کے ساتھ چل رہا تھا۔ آج اس ایوان میں کشیدگی سی پیدا ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر، آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ ازراہ کرم ہدایت جاری کریں کہ آپ کی اجازت کے بغیر کوئی رکن اسمبلی بات نہیں کرے گا

جناب سپیکر۔ شکریہ شاہ صاحب۔ راہی صاحب آپ اپنی بات کو ختم کیجئے۔

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب والا، میری بات ایک منٹ کی ہوگی اور وہ اس مسئلے سے متعلقہ ہے۔ گزارش صرف یہ ہے کہ اس طرح کی ملتی جلتی استحقاق کی دو تحریکیں، ایک میاں عطا محمد صاحب کی طرف اور ایک ملک الطاف صاحب کی طرف سے تھیں۔ ایک ایس پی کے خلاف اور دوسری سیکرٹری تعلیم کے خلاف۔ دو تحاریک استحقاق اس ہاؤس نے منظور کی ہیں۔ آپ کے پاس رولنگ موجود ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ان کی روشنی میں اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ اس میں ایک کمشنر کی وجہ سے کوئی حکومت الٹ جانے کا معاملہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا، وریشک صاحب سے فرمائیں کہ وہ میری تحریر کا جواب دیں اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا اور نہ ہی کسی کو اٹھانا چاہیئے کسی مخالفت یا تائید کرنے والے کو اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھانا چاہیے وریشک صاحب سے آپ نے دریافت فرما لیا ہے اور انہیں آپ کو جواب دینے کے لئے تیار ہونا چاہیئے اور مجھے قوی امید ہے کہ وہ اس ہاؤس کے استحقاق کو کبھی مجروح نہیں کریں گے۔ وہ اپنے استحقاق کو قربان کر دیں گے۔ اس ہاؤس کے استحقاق پر۔ آپ ان سے پوچھ لیجئے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ان الفاظ کو جن کی نشاندہی جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے کی ہے، اسمبلی کی کارروائی سے حذف کرنے کے آرڈر کرتا ہوں۔

ملک اللہ یار خاں۔ جہاں تک ان الفاظ کے حذف کرنے کا تعلق اس ضمن میں مجھے کچھ عرض کرنا تھا۔ اور آپ نے مجھے اس کی اجازت دی تھی۔

جناب سپیکر۔ میں نے آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دی۔

ملک اللہ یار خان۔ جناب والا، آپ نے مجھے فرمایا تھا کہ ان کے پوائنٹ آف آرڈر کے بارے کچھ کہوں۔

جناب سپیکر۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ اس بارے میں میں نے آپ کو بولنے کی اجازت

نہیں دی۔

ملک اللہ یار خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، جو الفاظ اس ایوان کے اراکین استعمال کرتے ہیں، ان کے بارے میں اگر یہ اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ وہ غیر پارلیمانی ہیں

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

ملک اللہ یار خان۔ جناب والا، آپ جو رولنگ دے چکے ہیں، میں اس کو چیلنج نہیں کر رہا۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس ایوان کی جو روایت ہے اور جو طریق کار ہے، وہ یہ ہے کہ جب کسی رکن کو کسی چند کلمات پر اعتراض ہو، یا کوئی الفاظ ایسے ہوں کہ جن پر گمان ہو کہ کسی کی دل شکنی کے لئے کہے گئے ہیں، یا وہ غیر پارلیمانی ہیں تو صرف انہی الفاظ کو حذف کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ یا ایوان کی رائے لی جاتی ہے۔ جہاں تک ان الفاظ کا تعلق ہے۔ جناب والا، جس وقت تک یہ طے نہ کر لیا جائے کہ وہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں، غیر شائستہ ہیں، اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دینا اس ایوان کی گزشتہ روایات کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ ملک صاحب۔ میں اس پر اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔

چودھری ارشاد علی، جو فیصلہ آپ دے چکے تھے، ملک صاحب اسی پر بات کر رہے تھے جس بات پر آپ فیصلہ دے دیں اس پر دوبارہ بات کرنے کا حق ہمیں حاصل نہیں جناب سپیکر! انہوں نے ایک Procedural matter پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جس کی اجازت میں نے انہیں دی ہے۔ اور Procedural matter پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے۔ میں جناب وریشک صاحب سے صرف دو لفظوں میں پوچھنا چاہوں گا کہ جناب رانا صاحب نے

جو تجویز دی ہے، آپ اس کو مانتے ہیں یا نہیں۔ صرف 'ہاں' یا 'نہ' میں جواب دیں
سردار نصر اللہ خاں دریشک: مجھے اپنا مافی الضمیر دو فقروں میں بیان کرنے کی اجازت دیں۔
جناب سپیکر: صرف یہ بتائیے گا کہ وہ تجویز آپ کے لئے قابل قبول ہے یا نہیں
سردار نصر اللہ خان دریشک: میں ایک گزارش کے ساتھ آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ جناب والا، گزارش یہ ہے کہ کل ایس پی ڈیرہ غازی خان نے شام کو ٹیلی فون کیا۔ اس نے یہ کہا کہ آپ حاجی غلام مجتبےٰ کو فوری طور پر پیش کریں۔ چونکہ جناب چیف منسٹر صاحب نے یہ حکم دے دیا ہے کہ انہیں TOUCH نہ کیا جائے، ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ ورنہ ہم ان کے گھر پہ RAID کریں گے۔ ہم مجبور ہو چکے ہیں۔ منسٹر صاحب نے ہمارے اوپر زبردست دباؤ ڈالا ہوا ہے۔ یہ گزارش میں آپ سے انتہائی ذمہ داری کے ساتھ کرتا ہوں۔ ایک ممبر صوبائی اسمبلی ابھی میرے ساتھ جائے۔ ابھی ایس پی صاحب سے میں ٹیلی فون پر دریافت کروا دیتا ہوں۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ جذبہ انتقام میں شاید چیف منسٹر صاحب کے احکامات کی بھی پرواہ نہیں کر رہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے بہتا ہے تو جم جاتا ہے

جناب سپیکر: سردار صاحب، آپ اپنی بات ایک لفظ میں ختم کیجئے۔
سردار نصر اللہ خاں دریشک: میں اپنے معزز اراکین اور ایوان کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتا (نعرہ ہائے تحسین)
وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر، انہوں نے جو تحریک پیش کی ہے، اس پر ان کی ساری باتیں سننے کے بعد ان سے تو پوچھ لیا۔ لیکن انہوں نے دوسرے الزامات لگائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی آسانی سے انہیں اپنی تحریک استحقاق واپس کی اجازت نہ دینی چاہیے، بلکہ آج یہاں پر اس بات کا فیصلہ ہونا چاہیے۔ میری آپ سے

گزارش ہے کہ آپ ایوان کے اندر ووٹنگ کروائیں۔ اس کے بعد آپ کسی نتیجے پر پہنچیں (نعرہ ہائے تحسین) لیکن ایک طرف سب کچھ کہنے بعد تحریک واپس لے لی جائے اور دوسرے دھڑے سے آپ بالکل پوچھیں ہی نہ، تو یہ مناسب بات نہ ہوگی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس پر ووٹنگ کروائیں۔

جناب سپیکر: جناب چیف منسٹر صاحب! جب ایک چیز ہاؤس میں موجود ہو اور اس پر فریقین کے مابین معاملہ اس حد تک پہنچ جائے کہ اس پر ووٹنگ کی ضرورت ہو۔ ووٹنگ کی ضرورت تحریک استحقاق میں صرف اس وقت پیدا ہوتی ہے، جب سپیکر اس کو باضابطہ قرار دے دیں۔ جب کوئی تحریک استحقاق باضابطہ قرار دے دی جائے تو اس کے بعد دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہاؤس اس تحریک استحقاق کو کسی معزز رکن کی تحریک کو پروولجز کمیٹی کے پاس بھیج دے، اور ہاؤس اعتراض نہ کرے تو وہ پروولجز کمیٹی کے پاس بھیج دی جاتی ہے۔ اور اگر ہاؤس اس تحریک کو نامنظور کرے کہ وہ پروولجز کمیٹی کے پاس نہیں جانی چاہیے۔ تو دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہاؤس خود اپنے پروولجز کا کسٹوڈین ہے، ہاؤس سے بہتر اپنے پروولجز کا ذمہ دار اور کسٹوڈین کوئی نہیں ہے۔ ایوان خود اس کا فیصلہ کرے کہ یہ استحقاق کی پامالی ہے اور اس پر اسے کیا فیصلہ کرنا ہے۔ تو اس پر دونوں صورتوں کی نوبت نہیں آئی۔ اس وجہ سے کہ ابھی اس کو باضابطہ یا بے ضابطہ قرار نہیں دیا گیا، اس پر ووٹنگ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ ووٹنگ کا سوال صرف اس صورت میں پیدا ہوتا ہے کہ جب اس کو باضابطہ قرار دے دیا جائے۔ قواعد نے صرف سپیکر کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اس کو باضابطہ یا بے ضابطہ قرار دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ووٹنگ کی کوئی صورت نہیں۔ اگر کوئی صورت ہے تو لاء منسٹر صاحب یا چودھری غفور صاحب میری رہنمائی فرمائیں گے؟

سید اقبال احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، صبح سے اتنی تشہیر ہو رہی ہے اور اتنی باتیں سامنے آئی ہیں، اس پر تو ووٹنگ ہونی چاہیے۔ یا تو تشہیر نہ ہوتی اور اتنی باتیں نہ ہوتیں۔ اتنی تقریریں ہوئی ہیں۔ اتنی سرخیاں باتیں ہوئی ہیں۔ دونوں

اطراف سے تقریریں ہوئی ہیں۔ تو اس پر ووٹنگ ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر: ووٹنگ ضابطے کے مطابق ہوتی ہے یا بے ضابطہ ہوتی ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر چونکہ اس میں جناب سپیکر کا فیصلہ آ چکا ہے اور تحریک واپس ہو چکی ہے، اس لئے اس بحث کو مزید جاری نہ رکھا جائے۔ میں قائد ایوان سے بھی اور آپ سے بھی یہی عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ بجا فرماتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق واپس ہو چکی ہے۔ اب ہم تحاریک التواء کو لیتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر، میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک پر بہت سارا وقت صرف ہو گیا ہے۔ مفاد عامہ سے متعلق پرائیویٹ بل اور قراردادیں ایجنڈے پر موجود ہیں، اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر تحریک التوائے کار کو آئندہ دن کے لئے ملتوی کر دیا جائے تو اس صوبے کے عوام پر احسان عظیم ہو گا اس سے پہلے ایک تحریک استحقاق پر کبھی اتنا وقت صرف نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت جو صرف ہوا ہے، وہ ہمارے لئے مفید بھی رہا ہے۔ تحریک التوا کو آئندہ دن پر رکھ لیں اور باقی کارروائی کو لیں۔

جناب سپیکر: تحاریک التوا کے بارے میں ایک تجویز آئی ہے۔ آج بقیہ کارروائی پرائیویٹ ممبرز کی طرف سے ہے۔ اس میں کچھ قراردادیں ہیں، کچھ پرائیویٹ ممبرز بل ہیں۔ رانا پھول محمد خان صاحب فرماتے ہیں کہ ان کو take up کیا جائے اور تحاریک التواء کو take up نہ کیا جائے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ — وائیں صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر صنعت۔ تحاریک التواء نہ لی جائیں اور پرائیویٹ بلوں کو شروع کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ سب صاحبان اتفاق کرتے ہیں؟ تو آج ہم تحاریک التواء کو take up نہیں کرتے۔ بقیہ کارروائی کو لیتے ہیں۔

مجلسِ خصوصی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب سپیکر، میں یہ رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں جناب والا، میں فیصل آباد اور دیگر اہم قصبوں میں خشک گودیاں قائم کرنے کے بارے میں جناب سید طاہر احمد شاہ اور بیگم نجمہ ثاقب الوری، اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی جانب سے پیش کردہ قرارداد کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ چونکہ سپیشل کمیٹی نے میری قرارداد کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے، اسے آج اپنی رولنگ کے مطابق زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: کچھ اور رپورٹیں پیش کرنا چاہتے ہیں؟ میں فاضل اراکین اسمبلی سے گذارش کرونگا کہ وہ ایوان کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وزراء کی نشستوں پر تشریف نہ لائیں۔ آپ اپنی نشستوں پر تشریف رکھئے۔

مجلسِ قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

میاں محمد فضل حیات۔ جناب والا، میں ہنگامی قانون (ترمیم) تمباکو نوشی نوعمر افراد (پنجاب) مجریہ ۱۹۸۵ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ رپورٹ پیش ہوئی۔

مجلسِ خصوصی کی رپورٹ پیش کیا جانا

چودھری غلام رسول: جناب والا، میں تمام محکمہ جات میں بھرتی کے طریقہ کار کے بارے میں پیش کردہ قرارداد منجانب میاں مختار احمد شیخ رکن صوبائی اسمبلی کے بارے مجلس خصوصی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ رپورٹ پیش کی گئی۔

حاجی غلام صابر انصاری جناب والا، میں مسودہ قانون ترمیم صنعتی ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء (مسودہ قانون نمبر ۲ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صنعت و معدنی ترقی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ رپورٹ پیش کر دی گئی۔

سید ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ جناب، میں دانشوروں، مصنفوں اور ادبی شخصیات اور سائنسدانوں کی مالی امداد کے لئے فنڈ قائم کرنے کے بارے میں بیگم بشریٰ رحمان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی جانب سے پیش کردہ قرارداد کے بارے مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ رپورٹ پیش کر دی گئی

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

سردار اللہ یار ہراج۔ جناب سپیکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

'A' کہ مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ مری کہوٹہ مصدرہ ۱۹۸۶ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں دو ہفتہ (۱۴) کی توسیع کی جائے۔"

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ...

(تحریک منظور کی گئی)

نصر اللہ خان دریشک۔ جناب سپیکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

'B' کہ مسودہ قانون ترمیم مالیہ اراضی پنجاب بابت ۱۹۸۵ء (بل نمبر ۹ بابت ۱۹۸۵) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۳۱ جنوری ۱۹۸۶ء تک توسیع فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ... 'B' 'A' (تحریک منظور کی گئی)

ملک ممتاز احمد خاں۔ جناب سپیکر، مجھے اجازت ہے؟
جناب سپیکر۔ آپ زراعت کی بات کرنا چاہتے ہیں۔
ملک ممتاز احمد خان۔ جی ہاں کرنی ہے۔
جناب سپیکر۔ وزیر زراعت صاحب کو آجانے دیجئے۔
ملک ممتاز احمد خان۔ وہ امریکہ سے آگئے ہیں۔
جناب سپیکر۔ وہ اس وقت ہاؤس میں نہیں ہیں۔ ان کو ایوان میں آنے دیجئے پھر بات کریں گے۔
ملک ممتاز احمد خان۔ پھر بل پیش ہو جائیں گے، تو بات نہیں ہو سکے گی
جناب سپیکر۔ وہ بعد میں کریں گے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون، جو ایوان میں پیش کئے گئے

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت مصدرہ ۱۹۸۶ء

جناب سپیکر۔ اب ہم غیر سرکاری مسودات قانون کی طرف آتے ہیں اس میں جناب حاجی محمد اصغر چودھری صاحب کی طرف سے ایک بل ہے۔
حاجی محمد اصغر چودھری۔ جناب والا، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے
جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔ کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔
وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی جناب والا، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔
جناب سپیکر حاجی محمد اصغر صاحب، آپ اس پر کچھ کہنا چاہیے گے؟
حاجی محمد اصغر چودھری۔ جی ہاں، میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جناب والا، میں نے جو رپورٹ بنا کر دی ہے اس کی کاپی مجھے دی جائے تاکہ میں اس کی روشنی میں عرض کر سکوں۔ میرے پاس اس کی کاپی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو بل پیش کیا ہے وزیر لوکل گورنمنٹ نے اس کو oppose کیا ہے۔ اب آپ اس کے حق میں جو کچھ بولنا چاہتے ہیں آپ بولیں تقریر کریں۔

حاجی محمد اصغر چودھری۔ جناب والا میری گزارش صرف یہ ہے کہ اگر لوکل کونسلیں اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے حلقے میں کوئی ادارہ یا کوئی سکول کھولنا چاہیں تو انہیں منظوری کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر مقامی کونسل کا ناؤس اجازت دیتا ہے کہ فلاں جگہ سکول کھول دیا جائے اس کے لئے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ حکومت سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ وہ لوکل کونسل اپنے اخراجات اور اپنے وسائل سے کام لیتے ہوئے بہتر فیصلہ کرتی ہے، نہ کہ حکومت بہتر فیصلہ کر سکتی ہے اس لئے میں چاہوں گا کہ لوکل کونسلوں کو اس امر کی اجازت دے دی جائے۔

رانا ناصول محمد خاں۔ جناب والا، میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ رائے جعفر خان کھرل ایم پی اے وزٹرز گیلری میں پھر رہے ہیں۔ کیا ایک رکن اسمبلی وزٹرز گیلری میں بیٹھ کر اجلاس کی کارروائی دیکھ سکتے ہیں؟ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اس معزز ایوان کا رکن بنا دیا تو پھر انہیں وزیٹرز گیلری میں جانے کا حق نہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ آپ اوپر کیا دیکھ رہے ہیں؟

ایک معزز ممبر۔ آپ سالار صاحب کی طرف دیکھیں (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز

حاجی محمد اصغر چودھری۔ جناب والا۔ بات صرف اتنی ہے کہ لوکل کونسلیں اپنے علاقے میں جب کوئی سکول کھولنا چاہتی ہیں تو وہ سمجھتی ہیں کہ ان کی آبادی بڑھ رہی ہے اور یہ ان لوکل کونسلوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عوام کو بنیادی یا پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے لئے سہولتیں مہیا کریں۔ اگر لوکل کونسل پرائمری سکول کھولنا چاہتی ہے تو اس کے لئے یہ قانون ہے کہ وہ گورنمنٹ سے اجازت لے میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کی کوئی ضرورت نہیں۔ لوکل کونسل کے اپنے اخراجات ہوتے ہیں۔ اپنی آمدنی کے تحت وسائل ہوتے ہیں۔ اس میں حکومت لوکل کونسلوں کو کوئی امداد مہیا نہیں کرتی۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ میں وزراء صاحبان کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بھی بزنس کی کارروائی کو اسی انداز میں smoothly conduct کرواؤں جس انداز میں پہلے ہوتی ہے۔

حاجی محمد اصغر چودھری۔ جناب والا۔ اس میں میری یہ تجویز ہے کہ گورنمنٹ سے اجازت لینے کی ضرورت کو amend کر دیا جائے۔ اگر لوکل کونسل کا گورننس یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کوئی نیا سکول کھولنا چاہیئے تو اس کو اجازت دینی چاہیئے۔ کیونکہ اس میں گورنمنٹ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ گورنمنٹ کی یہ صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نگرانی کرے اور اگر وہ لوکل کونسل کوئی غلط کام کرتی ہے یا فنڈز کا ناجائز استعمال کرتی ہے۔ تو اسے چیک کرے۔ لیکن اگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ کوئی نیا سکول کھولنا چاہیے تو اس کی اجازت ہونی چاہیے۔ کیونکہ جب گورنمنٹ ہم پر یعنی لوکل کونسلوں پر ذمہ داری عائد کرتی ہے کہ آپ لوگوں کو پرائمری تعلیم مہیا کریں تو پھر سکول کھولنے کی اجازت بھی دیں۔ اسی کے ساتھ میں اپنی معروضات ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ کی طرف سے قطعاً ایسی کوئی ممانعت نہیں کہ اس نے لوکل کونسلوں پر کوئی ایسی پابندی عائد کر رکھی ہو کہ وہ سکول نہیں کھول سکتے پابندی صرف اتنی ہے کہ وہ گورنمنٹ کو درخواست دیتے ہیں۔ گورنمنٹ کو اس کی feasibility کو دیکھنا ہوتا ہے۔ چونکہ سینکڑوں درخواستیں گورنمنٹ کے پاس پہلے بھی آتی رہی ہیں اور مسلسل آ رہی ہیں کہ پرائمری تعلیم پر لوکل کونسلوں کے دوسرے اداروں پر ان کا خرچ بڑھ رہا ہے۔ ان کے فنڈز میں اب اتنی سکت نہیں کہ وہ ان تعلیمی اداروں کو چلا سکیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ چند لوکل کونسلوں کے پاس اگر واقعی کوئی ایسی اچھی اور عمدہ تجویز ہو اور اس کا بجٹ واقعی اس قابل ہو کہ وہ اچھے تعلیمی ادارے بنا کر چلا سکتی ہوں تو گورنمنٹ کو اس پر اعتراض نہیں ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ میں یہ

عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ لوکل کونسلرز حضرات الیکشن کے بعد اپنے وعدے پورے کرنے کے لئے اگر کسی گلی یا کسی اور جگہ سکول کھولنے شروع کر دیتے ہیں تو بعد میں ان کے مسائل میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور ان کی بساط میں بھی یہ نہیں رہتا ہے کہ وہ تمام کے تمام تعلیمی اداروں کو چلا سکیں۔ چنانچہ اسی بنا پر وہ محکمے سے رجوع کرتے ہیں اور مسلسل درخواستیں بھیجتے ہیں کہ ان تعلیمی اداروں کا خرچ گورنمنٹ خود برداشت کرے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی معقول تجویز گورنمنٹ کے پاس آتی ہے تو گورنمنٹ اس میں قطعاً کوئی ایسی بات محسوس نہیں کرتی کہ وہ اجازت نہ دے اور کوئی ایسی مثال نہیں کہ گورنمنٹ نے کسی جگہ منع کیا ہو۔ صرف یہ بات مدنظر رکھی جاتی ہے کہ آیا یہ feasible بھی ہے۔ لوکل کونسل یہ ادارہ چلا بھی سکے گی یا نہیں۔ یا ایک دو سال چلانے یا الیکشن ختم ہو جانے کے بعد اس ادارے کو مالی مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لہٰذا میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں اور پرزور مخالفت کرتا ہوں۔ قطعاً کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی لوکل کونسل یہ بات محسوس کرے کہ وہ واقعی اس قابل ہے یعنی اس کا بجٹ اس قابل ہے کہ وہ یہ ادارہ چلا سکتی ہے تو اس پر گورنمنٹ کو کسی قسم کا کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا اس مرحلے پر چودھری اکرام الحق صاحب ایم پی اے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے، وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس میں جو ترمیم تجویز کی ہے میں اس بارے میں وزیر بلدیات کے احساسات سے اتفاق کرتا ہوں اور یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس وقت لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس میں یہ شق موجود ہے کہ بلدیاتی ادارے اگر چاہیں تو وہ گورنمنٹ کی منظوری کے ساتھ تعلیمی ادارے قائم کر سکتے ہیں اور لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس اس وقت بلدیاتی اداروں پر یہ ذمہ داری لگاتا ہے کہ پرائمری تعلیم کو لازمی ہوتے ہوئے اپنے اپنے علاقوں میں اس کو بہتر انداز پھیلانے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو قبول کریں اور اس وقت پرائمری تعلیم کی تشریح بھی لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس میں موجود ہے۔ پرائمری تعلیم آٹھویں جماعت تک بڑھا دی گئی ہے۔ زیر بحث بل کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ

گورنمنٹ آرڈی ننس کی اس دفعہ میں جہاں حکومت نے بلدیات کو یہ اختیارات دیے ہوئے ہیں کہ وہ گورنمنٹ کی منظوری کے ساتھ کوئی تعلیمی ادارے قائم کر سکتے ہیں۔ ہم اس ترمیم کے ساتھ اس کو منظور کریں کہ بلدیات کو تعلیمی ادارے قائم کرنے میں حکومت کی منظوری حاصل کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس وقت اس قدغن کے پیچھے ایک تاریخ ہے اور ہمیں ان واقعات اور حقائق کو ذہن میں رکھے بغیر اس بل کی منظوری نہیں دینی چاہیے۔ وہ اس لحاظ سے کہ لوکل باڈیز کے اپنے مالی وسائل ہیں اور ان کی اتنی ذمہ داریاں ہوتی ہیں کہ اگر گورنمنٹ کی اس میں قدغن نہ رکھی جائے تو تمام بلدیاتی ادارے اس معاملے میں حقائق کو دیکھے بغیر تعلیمی ادارے قائم کرنے شروع کر دیں گے اور وہ اس بات کا احساس نہیں کر سکیں گے کہ آیا اس کی feasibility ہے۔ آیا کوئی بلدیاتی ادارہ اس کے لئے عمارت تعمیر بھی کر رہا ہے یا کرائے کی عمارت میں جا رہا ہے۔ آیا اس کے لئے سٹاف بھی موجود ہے یا غیر تربیت یافتہ سٹاف کو رکھ رہا ہے۔ آیا اس کے لئے وہاں اتنی ڈیمانڈ بھی ہے یا نہیں۔ تو یہ تمام ایسی ضرورتیں ہیں جن کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لئے بغیر تعلیمی اداروں کو بغیر کسی شرط کے شروع کرنے کا اندازہ تعلیمی اداروں کو فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر، آج تک بلدیاتی اداروں نے جتنے تعلیمی ادارے قائم کئے ہیں، جن میں ہائی سکول مڈل سکول اور کالج تک شامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک وقت گزرنے کے بعد ان تمام بلدیاتی اداروں نے سنجیدگی کے ساتھ یہ محسوس کیا کہ وہ ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے متحمل نہیں۔ لہٰذا وہ تمام اعلیٰ تعلیم کے ادارے جن میں ہائی سکول شامل ہیں۔ جن میں کالج اور کمرشل کالج شامل ہیں۔ تاریخی طور پر اس بات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ انہوں نے حکومت پر زور دے کر اس بات کا تقاضا کیا کہ ان سے یہ ادارے لے لئے جائیں۔ اس کے نتیجے میں آج سارے پنجاب میں ماسوائے پرائمری ایجوکیشن کے کم و بیش ۹۰ فیصد سے زیادہ تعلیمی ادارے جو کہ بلدیاتی اداروں نے کھولے، ان کو حکومت کی تحویل میں دے دیا گیا۔ ہمیں ماضی کی اس حالت سے سبق حاصل کرنا ہے۔

لہٰذا ہمیں محض جذباتی انداز میں تعلیمی اداروں کے قیام کی ذمہ داری ان کے محل وقوع اور ان کی feasibility دیکھے بغیر لوکل کونسلوں کو دینے سے گریز کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین۔ میں وزراء کرام سے درخواست کروں گا کہ وہ دفتر کا کام دفتر میں بیٹھ کر کریں۔ یہاں اسمبلی کی کارروائی میں دلچسپی لیں۔

وزیر صنعت۔ تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ موجودہ بل کی یہ روح کہ بلدیاتی اداروں کو غیر مشروط طور پر یہ حق دے دیا جائے کہ وہ بغیر حکومت کی منظوری اور اس کی کوئی feasibility دیکھے بغیر نئے تعلیمی ادارے قائم کر سکیں۔ تو اس سے تعلیم کا مسئلہ بہتر ہونے کی بجائے الجھنے کے زیادہ امکانات ہیں، ماضی کی بلدیاتی اداروں کی تاریخ تو یہ بتاتی ہے کہ ہمیں وہ تعلیمی ادارے گورنمنٹ کی تحویل میں مالی مشکلات کی بنا پر دینے پڑے۔ لہٰذا میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بل کو منظور نہ کیا جائے۔ بلکہ میں تو اپنے محرک بھائی سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنا بل واپس لے لیں، کیونکہ بلدیاتی اداروں کے پاس پہلے ہی یہ اختیار ہے اور اگر اس میں حکومت کی منظوری حاصل کرنے کی ضرورت ہے تو حکومت اس کی feasibility کی یقین دہانی کراتی ہے اگر feasibility موجود ہو اور بلدیاتی ادارے کے مالی وسائل موجود ہوں تو اس کی راہ میں حکومت اور بلدیات کا محکمہ ہرگز ہرگز حائل نہیں ہوگا، کیونکہ تعلیم کو بڑھانا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے فاضل بھائی یا تو وہ اپنے بل کو واپس لے لیں، یا ایوان اس کو منظور نہ کرے۔

جناب چیئرمین۔ رانا پھول محمد خان پوائنٹ آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے وائیں صاحب سے نہایت ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہماری جتنی قرار دادیں ہیں۔ اگر ان پر وہ تھوڑا وقت لیں، تو شکر گزار ہوں گا، ہم تو ان کے حکم کی ہمیشہ تعمیل کرتے رہتے ہیں اور مجھے حیرانی ہے کہ اس ملک میں کہیں قحط تو پڑنے والا نہیں۔ وزیر زراعت کو سبز لباس تو پہننا چاہیے۔ لیکن ان کے سیاہ لباس کی وجہ سے مجھے خشک سالی اور قحط سالی کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ اور یہ ان کا غیر متوقع لباس ہے۔

وزیر زراعت۔ جناب والا۔ گزارش ہے کہ جناب رانا صاحب کو اپنی عینک کا نمبر تبدیل کرنا چاہیے۔ یہ لباس سیاہ نہیں ہے۔

وزیر صنعت۔ تو جناب سپیکر میں اپنی گزارشات کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ اس بل کو پاس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلدیات کے پاس پہلے ہی اختیارات موجود ہیں اور حکومت ان کے جائز مسائل میں کبھی حائل نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس بل کو منظور نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ میں وزرائے کرام سے پھر گزارش کروں گا کہ وہ ہاؤس کی کارروائی کی طرف توجہ دیں۔ میں سردار محمد عارف وزیر مال سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ایوان کی کارروائی کی طرف توجہ دیں۔

حاجی محمد اصغر چودھری۔ جناب چیئرمین، وزیر بلدیات کا اور میرا موقف یہی ہے کہ اسے سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ اس میں ہم اپنا موقف بیان کر سکیں۔

میرا موقف بھی سٹینڈنگ کمیٹی سن لے گی۔ اگر وہ درست ہوگا تو اس کے مطابق عمل ہوگا۔ اگر گورنمنٹ کا موقف ٹھیک ہوا تو اس کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا۔

وزیر دیہی ترقی و بلدیات۔ جناب والا، میں نے قطعاً یہ بات نہیں کہی کہ گورنمنٹ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہمیں بالکل اس پر اعتراض ہے اور سب سے پہلے میں نے ہی اس کی مخالفت کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بل کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ میں اس کی تفصیل میں دوبارہ جانا ضروری نہیں سمجھتا۔

جناب چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں، میں ہاؤس کے سامنے اس کو Put کر رہا ہوں

چودھری محمد صدیق سالار۔ جناب والا، وزیر موصوف یہاں پر موجود ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ درخواست کروں گا کہ شہری علاقے کے اندر جہاں پر آج تک کوئی سکول نہیں بن رہے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ کارپوریشنوں کو بلدیاتی اداروں کو حکم دیں۔ کہ کوئی نقشہ کسی سکیم کا اس وقت تک پاس نہ کیا جائے، جب تک کہ وہاں پر اس میں سکول، مسجد، ہسپتال وغیرہ کے لئے جگہ مہیا نہ کی جائے اس کے بغیر کچی آبادی کا نقشہ پاس نہ کیا جائے۔ آج اس وقت، حکومت اور کارپوریشنوں کو اس قدر مشکلات ہیں کہ ان کو سکول بنانے کے لئے کہیں پر بھی جگہ مل رہی۔ تو میری ان سے درخواست

ہے کہ وہ اس پر حکم دیں۔

وزیر بلدیات۔ جناب والا یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے اس کے بارے میں بعد میں بھی بات ہو سکتی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا، آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ کورم پورا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ان کا فرض ہے۔ وہ اپنے فرائض کو پورا کریں۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ جناب۔ میں نے بڑی اہم بات کی ہے۔ آپ لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔ میں فیصل آباد شہر کی بات کرتا ہوں کہ وہاں پر کارپوریشن کو کوئی سکول قائم کرنے کے لئے جگہ ہی نہیں مل رہی اور وہاں کے زمینداروں اور ارد گرد کے لوگوں نے اپنی قیمتی زمینیں بیچ دی ہیں اور وہاں پر سکولوں کے لئے کوئی پلاٹ نہیں رکھا گیا۔ آئندہ کے لئے حکم دیا جائے بلکہ پابند کیا جائے کہ کوئی بھی آدمی اپنی اراضی کو فروخت کر سکے۔ جب تک کہ وہ وہاں پر سکول کے لئے، ہسپتال اور ڈسپنسری کے لئے، مسجد اور قبرستان کے لئے کوئی جگہ مہیا نہ کرے۔ یہ بڑی ضروری چیز ہے

جناب چیئرمین۔ میں حاجی محمد اصغر صاحب کی یہ تحریک ایوان کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

جناب چیئرمین۔ میاں مختار احمد شیخ صاحب اپنی تحریک پیش کریں گے۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب والا، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) حق شفع پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے

جناب چیئرمین۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) حق شفع پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ محرک اس پر کچھ کہنا چاہیں گے ؟

میاں مختار احمد شیخ ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ امابعد ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون ۔ (پوچھ لو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے)

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل ۱۹۷۲ء میں قائم کی گئی اور اسلامی نظریاتی کونسل نے اس قانون حق شفع کی پوری طرح سے تحقیق کی ہے ۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ۲۷ جنوری ۱۹۸۶ء کو اس ایوان میں بھی پیش ہو چکی ہے ۔ اس اسلامی نظریاتی کونسل نے حق شفع کے بارے میں جو مسودہ قانون منظور کیا وہ قومی اسمبلی میں بھی پاس ہو چکا ہے ۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ۸ مئی ۱۹۸۱ء کو یہ رپورٹ صدر مملکت کو پیش کی گئی ۔ پاکستان کے گزٹ مورخہ ۸۰-۱۲-۱۴ کو صدر مملکت کی اجازت سے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے شائع کی گئی ۔ اس رپورٹ پر بڑے بڑے علمائے کرام، وکلاء حضرات، جج صاحبان اور دیگر سکالروں نے اپنی رائے دی اور پھر بڑے بڑے سکالروں نے اس پر مزید غور کیا ۔ جناب والا! ایک طرف ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلامی نظام رائج ہو گا ۔ اس کے لئے ہم نے اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین ۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔

میاں مختار احمد شیخ ۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس مقصد کے لئے کام کیا اور اس نے ہمارے ملک اسلامی قوانین کے مطابق ایک مسودہ قانون پیش کیا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۰۳ (ڈی) میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ وہ قانون جو قرآن اور سنت کے مطابق نہیں ہو گا ۔ وہ کسی صورت میں بھی اس ملک میں نافذ العمل نہیں ہو گا ۔ اور کسی صورت میں بھی قابل عمل نہیں ہو گا اس مسودہ قانون کے متعلق فیڈرل شریعت کورٹ نے مئی میں فیصلہ صادر کیا ہے اور یہ فیصلہ ۱۱۷ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس فیصلے کے صفحہ نمبر ۳۶۸ پر یہ صاف طور پر لکھا ہوا ہے اور اس کو پڑھنے کے لئے میں آپ سے خاص طور پر اجازت چاہوں گا ۔

"اسلام میں لیجسلیچر یا مقننہ مغربی تصورات کے مطابق جو چاہے، قانون بنانے کے

لئے آزاد نہیں ہے، بلکہ اس کا یہ اختیار قرآن وسنت کے احکام کے تابع ہے اور لیجسلیچر پر یہ پابندی دستور پاکستان میں بھی تسلیم کی گئی ہے اور اس کو فی الجملہ یقینی بنانے کے لئے ہی وفاقی شرعی عدالت اور عدالت عظمیٰ کے شریعت اپیلیٹ بنچ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ لہٰذا جن معاملات میں قرآن وسنت نے از خود کوئی خصوصی یا عمومی حکم نہیں دیا۔ جن معاملات کو ہر دور کے مصالح عامہ پر چھوڑا ہے، ان میں مقننہ اپنے اپنے دور کی مصلحتوں کے مطابق قانون سازی کرنے میں آزاد ہے بشرطیکہ وہ قانون سازی قرآن وسنت کے کسی بھی صریح یا ضمنی implied حکم کے خلاف نہ پڑتی ہو۔ لیکن جن معاملات کے بارے میں قرآن وسنت نے کچھ احکام عطا فرمائے ہیں، ان میں بھی قرآن وسنت کی حیثیت مقننہ کے لیے ایک دستور کی سی ہے اور اس کا ٹھیٹھ معنی میں آزاد "قانون سازی" legislation نہیں ہے، بلکہ ایک دستور کی حیثیت میں قرآن وسنت کی تعبیر وتشریح interpretation اور اس کی مطابقت میں قانون کی توضیع enactment ہے۔"

جناب والا، یہ وہ فیصلہ ہے جو میں نے فیڈرل شریعت کورٹ نے صادر کیا ہے کہ ہمارے لیجسلیچر قرآن وسنت کے فیصلوں کے پابند ہیں۔ سپریم کورٹ نے بھی حق شفع کے قانون کو غیر اسلامی اور قرآن وسنت کے منافی قرار دیا ہے (قطع کلامیاں) لہٰذا جن معاملات میں قرآن وسنت نے کوئی احکام صادر فرمائے ہیں، وہاں مقننہ کا کام یہ ہے کہ وہ ان احکام کی تشریح وتعبیر کرے، اور جب وہ ان احکام کی تشریح وتعبیر کریگی تو اس تعبیر interpretation کے معروف اور مسلم اصول استعمال کرنے ہوں گے اور اگر وہ ان اصولوں کو نظر انداز کر کے محض مصلحتوں کی بنیاد پر کوئی ایسا قانون نافذ کردے جو ان اصولوں کی رو سے قرآن وسنت کے منافی ہو، تو عدالت کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنے مفوضہ دائرے میں رہتے ہوئے ایسے قوانین کو قرآن وسنت کے خلاف ہونے کی بنا پر کالعدم قرار دے دے۔ تو پھر آخر میں سپریم کورٹ کے جج صاحب نے یہ حکم صادر کیا ہے۔ "یہ لیجسلیچر اسے ۳۱ جولائی ۱۹۸۶ء تک نافذ کردے۔"

حضور والا، میں یہ گزارش کروں گا کہ ۳۱ جولائی کو گزرے ہوئے کتنے ماہ ہو گئے ہیں۔ اس سے قبل بھی اس مسودہ قانون کو ۸ ماہ پہلے میں نے پیش کیا تھا تاکہ اس پر عمل کیا جائے اور اسے قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے۔

لیکن اس وقت بھی حکومت وقت نے یہ وعدہ کیا تھا اور اس وقت کے وزیر قانون نے یہ کہا تھا کہ ہم اسے قرآن وسنت کے مطابق بنائیں گے لیکن اس پر ابھی تک عمل نہیں ہوا۔ اس کے بعد اب جب کہ سپریم کورٹ بھی حکم دے چکی ہے کہ اس ایکٹ کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالا جائے، قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے تو پھر ایسا کیوں نہیں کیا جاتا؟ جناب والا، اسی فیصلے میں یہ بھی واضح طور پہ لکھا گیا ہے۔

پنجاب اور صوبہ سرحد کا قانون شفع مقامی رواج پر مبنی ہے اس کا قانون شفع اسلامیہ سے کوئی تعلق نہ ہے۔ جیسا کہ سپریم کورٹ نے صفحہ ۳۶۳ پر لکھا ہے "جو رسم ورواج کو حضور اکرمؐ نے نافذ کرایا وہ اس لئے امت پر حجت نہیں کہ وہ عرب کے رسم ورواج ہیں۔ بلکہ اس لئے اور محض اس لئے کہ وہ حضور اکرم کے ارشادات ہیں۔

"شریعت اسلامیہ میں شفعہ کرنے کے حقدار، غیر منقسم کھاتہ میں حصہ دار، وہ شخص زمین کے راستے یا ذرائع آبپاشی میں شریک ہو اور وہ شخص جس کے مکان کی پیٹھ دوسرے کے مکان کی پیٹھ سے ملی ہوئی ہو۔ اگرچہ دونوں کا راستہ الگ الگ ہو" یہ چیزیں ہیں جن کا حوالہ جج صاحبان نے دیا ہے۔ احادیث میں اور دوسری بے شمار کتب جو اسلام کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ ہمارے مذہب اور قرآن و سنت کے بارے میں لکھی گئی ہیں ان کتب کا حوالہ جج صاحبان نے اپنے فیصلے میں دیا ہے۔

دو شفعہ کے تین مستحقین کا ثبوت سنت نبوی سے ہوا ہے۔ نہ کہ قیاس سے حکومت کو سنت نبوی کے خلاف مزید کسی شخص کو شفع کا حق دار قرار دینے کا کوئی اختیار نہ ہے۔ قرار پایا کہ ریگولیشن کا ہیرا ۲۵، اور دفعہ ۱۵ پنجاب شفع ایکٹ ۱۹۱۳ء سنت نبویؐ کے خلاف ہے۔ ان کو کالعدم قرار دیا گیا۔ اس فیصلے کے آخر میں لکھا ہوا ہے۔

Government of N. W. F. P. Vs Said Kamal Shah
(M S H Quraishi, J) S. C. 473 - 1985.

III. On the authority of Abu Imran said he, "I heard Talha, son of Abdullah" quoting 'Ayisha I said.' "O Prophet of God ! I have two neighbours ; to which of the two shall I sell the share first?" The Prophet said "to the one whose door is nearer to yours" (Sahih of Al-Bukhari).

On the authority of Samurah, said he, "The Prophet of Allah (peace be on him) said 'The neighbour of the house has the greatest right (to pre-empt) the House." (Jamia of Tirmizi).

اس کے بعد جو حوالہ دیا گیا ہے وہ اہل تشیع کے سلسلے میں دیا گیا ہے اور سید امیر علی virdict کا حوالہ دیا گیا ہے۔

7. x x x x Under the Shia Law, according to Syed Ameer Ali "co-sharers in the property, that is, Shafi-i-Sharik alone are entitled to the right of per-emption". The Hanafi School, however, relying hold that the right of Shaffa in the neighbour stands established.

میں تو یہ کہتا ہوں کہ سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا ہے۔ میاں مختار احمد شیخ۔ اس میں جو Main Amendments ہے۔ شفع کے حقوق ہیں وہ اسلام میں تین جگہوں پہ تین لوگوں کو دیے گئے ہیں۔ وزیر زراعت۔ جناب والا! اجازت ہے میں اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسودہ دراصل اس مسودے کی نقل ہے۔ جو مجلس شوریٰ consider کرتی رہی ہے۔ اس کی نقل انہوں نے یہاں پیش کی ہے اس کو لاگو نہ کرنے کی وجوہات یہ تھیں کہ اس میں کافی سارے نقائص تھے۔ اب مرکزی حکومت چونکہ اس کو consider کر رہی ہے اور یہ چونکہ آئین کی concurrent list پہ ہے، اس لئے میری اپنے بھائی سے یہ درخواست ہے کہ بے شک انہوں نے اس مسودہ قانون کو پیش کرنے کے لئے بڑی محنت کی ہے۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ آپ یہاں اسے consider نہ کریں یہ فیڈرل گورنمنٹ کے زیر غور ہے اور concurrent list لسٹ پر ہے۔

اس پر مجلس شوریٰ نے بھی بڑی بحث کی تھی۔ اس میں چونکہ کافی تقائص تھے اس لئے وہ بھی اسے نافذ نہ کر سکے۔ یہ چونکہ شریعت کا معاملہ ہے اور اس میں کافی مراحل پیش آتے ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ اس کو take up کر رہی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ انہیں یہ واپس لے لینا چاہیے۔ اور پھر اگر ضرورت پڑی تو اس کی روشنی میں یہاں نافذ کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ میاں مختار احمد شیخ صاحب تقریر ختم کر چکے ہیں یا کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں مختار احمد شیخ۔ لا منسٹر صاحب آ گئے تو میں نے کہا کہ میں بعد میں بات کروں۔

جناب چیئرمین۔ آپ کی تقریر کے بعد میں حکومت کا نقطہ نظر سن رہا ہوں۔ آپ فرمائیں

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب والا! اس سلسلہ میں میری ایک گزارش ہے کہ سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا ہے اور جو نظریاتی کونسل نے فیصلہ دیا ہے ان میں main item یہ ہے کہ اس میں جو حق داران ہیں وہ ہمائے ہیں۔ ذرائع آبپاشی جو مشترک ہے اور جو co sharer ہے تین قسم کے حقوق ہیں۔ جو قرآن اور سنت کے مطابق دیے گئے ہیں۔ اور سپریم کورٹ نے جس کا فیصلہ دیا ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل نے جو مسودہ قانون دیا ہے اس میں ان تین قسم کے لوگوں کو حق دیا گیا ہے اور دوسرا جو اسلامی نظریاتی کونسل نے اور میں نے پیش کیا ہے ..... پہلے تو یہاں قانون میں یہ قواعد ہیں کہ حق شفعہ کے لئے آپ ایک سال کے اندر اندر درخواست دے سکتے ہیں۔ اس مسودہ قانون میں جو میں نے عرض کیا ہے وہ تین مہینے رکھا ہے اور یہ جو پہلے یہاں پنجوترے کا رواج ہے کہ ۲۰ فیصد پنجوترا payment ہو اس میں جو تجویز کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ payment بذریعہ بنک گارنٹی کرے یا پوری ادائیگی کرے۔ اس پہ حق شفعہ تین مہینے کے اندر اندر چلے گا۔ اس کے لئے پندرہ دن کا نوٹس ہو گا اور اس کے بعد اگر حق شفعہ کرنے والے دائرہ کار میں آتے ہیں تو وہ شفعہ چلے گا وگرنہ نہیں چلے گا۔ تو یہ میری مختصر سی بات تھی

میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے بھی جب آج سے آٹھ ماہ پیشتر میں نے یہ مسودہ قانون پیش کیا تھا تو لا منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ اس پر غور کریں گے

اور اس کو اسلامی نظریاتی کونسل کے مطابق بنایا جائے گا۔ اس بات کو بھی آٹھ ماہ گذر گئے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر ۱۳ جولائی تک جو قانون نہیں بن سکا اسلامی نظریاتی کونسل کا فیصلہ یونہی تصور ہوتا ہے کہ جیسے یہ قانون بن گیا۔ اب وہ قانون لاگو ہو چکا ہے۔ عدالتیں اس کے مطابق فیصلہ دے رہی ہیں۔ شیخ صاحب کو چاہیئے کہ ان دوسرے دیہاتی ارکان کے حقوق کا بھی خیال کریں جن کی قرارداد ایجنڈے پر موجود ہیں۔ اسلامی کونسل نے جو فیصلہ دیا ہے اس میں سپریم کورٹ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کو ترمیم کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ اس لئے اس پر سر کھپائی کی ضرورت ہے؟ اور پھر وزیر قانون صاحب کے کہنے پہ انہوں نے اس مسودے کو واپس بھی لینا ہے۔ اگر یہ پہلے ہی واپس لیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

میاں مختار احمد شیخ۔ یہ جو ۱۳ جولائی تک لکھا ہے یہ آخری پیرا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

Consolidated Law of Pre-Emption Enacted 31.7.1986

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ جیسا کہ رانا پھول محمد خاں صاحب نے کہا ہے۔ شرعی عدالت نے فیصلہ دے دیا ہے یہ پہلا Punjab Pre-Emption Act ہے۔ جس کی بہت سے دفعات un-Islamic ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کو کہا گیا ہے کہ وہ ایک consolidated law بنائیں تاکہ تمام صوبوں پر وہ لاگو ہو اس سلسلے میں فیڈرل گورنمنٹ اقدام کر رہی ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد تمام صوبوں کے وزرائے قانون کو وہاں بلایا جا رہا ہے۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ چند ماہ اور انتظار کریں۔ ہمارے لئے یہ نہایت اہم بل ہے۔ انشاء اللہ بل according to Islamic Ideology پاس کیا جائے گا۔ فیڈرل گورنمنٹ بھی پاس کرے گی اور پنجاب گورنمنٹ بھی پاس کرے گی۔ ویسے بھی جیسا کہ جناب رانا صاحب نے کہا ہے، دراصل اسلامک لاء لاگو ہو چکا ہے اور عدالتیں اسی کے تحت فیصلے کر رہی ہیں۔ تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ بجائے اس کے کہ یہاں ایک علیحدہ قانون بنے اور فیڈرل

گورنمنٹ علیحدہ قانون بنائے ہمیں صحیح اسلامک سپرٹ کے تحت قانون بنانا چاہیئے جس سے سب ملک کا فائدہ ہو۔

جناب چیئرمین۔ جناب میاں مختار احمد صاحب اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

میاں مختار احمد شیخ۔ جیسا کہ جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ آئندہ چند ماہ میں اسے Enact کر دیا جائے گا تو میں اس صورت میں اپنا بل واپس لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ کیا فاضل ممبر کو مسودہ قانون واپس لینے کی اجازت ہے یا نہیں۔

آوازیں۔ اجازت ہے۔

جناب چیئرمین۔ ایوان نے مسودہ قانون واپس لینے کی اجازت دے دی ہے

ایک ممبر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ گنتی کی جائے۔۔۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے ۔۔۔ (گھنٹی بجائی گئی)۔۔۔ اب دوبارہ گنتی کی جائے ۔۔۔ (گنتی کی گئی) ۔۔۔۔۔ کورم پورا ہے۔

اب رانا پھول محمد خان صاحب اپنی تحریک پیش کریں۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا میں اپنا یہ بل اس لئے واپس لیتا ہوں کہ اس کی عبارت درست نہیں اگر مجھے اس کے پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں آئندہ کبھی اس کو پیش کر دوں گا۔ جناب والا، اب اس کے بعد میری قرارداد ہے۔ اجازت ہو تو پیش کروں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ میرے محترم فاضل دوست رانا پھول محمد خان صاحب کی قرارداد سے قبل میری وہ قرارداد ہے جو ایوان کی ملکیت ہے اور جس کی رپورٹ جناب وزیر اعلیٰ کی خصوصی کمیٹی نے ایوان میں پیش کر دی ہے۔ اسے زیر بحث لایا جائے اور اس کے متعلق پہلے فیصلہ کیا جائے، کیونکہ ماضی میں سپیکر نے رولنگ دی تھی کہ رپورٹ پیش ہونے کے بعد یہ قرارداد پہلے پرائیویٹ ممبرز ڈے میں سب سے اوّلیت کے ساتھ پیش کی جائے گی۔ کیونکہ وہ پینڈنگ ہے اور ایوان کی ملکیت ہے، اس لئے اس پر سب سے پہلے غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب، آپ کی رپورٹ چونکہ آج ہی پیش ہوئی ہے، اس پر غور کے لئے ممبران کو وقت بھی چاہیئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ گذارش یہ ہے کہ یہ پہلے پیش ہوئی تھی اور تجویز دی گئی تھی کہ اس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ جو کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کمیٹی تشکیل دی اور میری قرار داد پر کافی بحث و تمحیص ہوئی۔ اس کی رپورٹ جناب پرویز الٰہی صاحب نے، جو کہ چیئرمین نامزد کئے گئے تھے، ایوان میں پیش کردی ہے جو کہ میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے اور وہ پینڈنگ پڑی ہوئی ہے۔ سپیکر کی رولنگ اور ایوان کی کارروائی آپ نکلوا کر دیکھ لیں اس میں یہ بات ہے کہ سب سے پہلے پرائیویٹ ممبرڈے پر سب سے پہلے نمبر پر میری قرار داد کو زیر بحث لایا جائے گا۔ اور یہ روایت ہے کہ جب ایوان کی طرف سے کسی خصوصی کمیٹی کے سپرد کوئی کام کیا جاتا ہے اور اس پر ایوان میں متفقہ طور پر رپورٹ پیش ہو جاتی ہے تو ایوان اخلاقی طور پر اس کو منظور کرنے کا پابند ہوتا ہے۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ گزارش کروں کہ آج کے ایجنڈے میں قرار دادوں میں میری قرار داد ایک نمبر پر ہے۔ لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب شاہ صاحب، ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن بغیر کسی ہمراہی کے اکیلے ہی تشریف فرما ہیں۔ اگر وہ پیچھے مڑ کر دیکھیں تو انہیں کچھ بھی نظر نہ آئے گا۔ میں یہ گزارش کروں کہ میں نے ایک قرار داد دیہاتی طلبہ کے داخلے کے لئے بہت عرصہ پہلے پیش کی تھی جس پر جناب وائس صاحب نے یہ یقین دلایا تھا اور اس ہاؤس میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہر ڈویژن سے دو دو ممبر لے کر اس پر ایک کمیٹی جناب وزیر اعلیٰ صاحب تشکیل دیں گے، شاہ صاحب کی قرار داد سے پہلے میری وہ قرار داد زندہ موجود ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اس پر کوئی کمیٹی بنادی گئی ہے؟ گو مجھے یہ خوشی ہے، اور میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ اس چالیس سالہ پاکستانی تاریخی میں حکومت پنجاب نے یہ ایک اچھا کام کیا ہے۔ جو مثالی ہے۔ میرٹ پر داخلے کی وجہ سے اب کوئی جھونپڑی میں رہنے والے آدمی کا بچہ بھی داخلے سے محروم نہیں۔

رہ سکتا۔ میں یہ خوشامد نہیں کر رہا۔ میں کوئی جھوٹی چمک نہیں، میں ٹوڈی بھی نہیں، میں ٹک کر رات کو کسی کو دیکھتا بھی نہیں۔ میں گزارش کروں کہ اس اسمبلی نے ایک ہی کام اچھا کیا ہے جس پر اس حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ ایک غریب کا بچہ ایک وزیر کے بچے مقابلے میں میرٹ پر داخل ہوگا اور وزیر کا بچہ نہیں ہو سکے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب وہ جوش خطابت میں بھول گئے ہیں وہ سرکاری میر عالم بھی نہیں ہیں۔

رانا پھول محمد خاں۔ جی کیا کہا آپ نے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ آپ ایک لفظ جوش خطابت میں بھول گئے ہیں۔ آپ ماشاء اللہ "سرکاری میر عالم" بھی نہیں ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ اگر میں "میر عالم" ہوتا تو پھر میں بھی کچھ اور بن جاتا۔ جناب والا، واقعہ یہ ہے کہ ساہیوال میں وزیر تعلیم کا بھتیجا ایک نمبر سے رہ گیا اور ایک غریب کے مقابلے میں اس کو داخلہ نہ مل سکا۔

جناب چیئرمین۔ رانا صاحب، یہ اس موضوع پر تقریر کرنے کا کوئی وقت نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا، میرا موضوع یہی ہے کہ میری اس قرارداد میں میرٹ مقرر کرنے کے ساتھ پندرہ فیصد سیٹیں دیہاتی طلبہ کے لئے حکومت پنجاب نے مقرر کی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ رانا صاحب، آپ تشریف رکھیئے۔

رانا پھول محمد خان۔ میری قرارداد کا وہ حصہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں، آج کے ایجنڈے میں آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی بہت reservations موجود ہیں۔

رانا پھول محمد خاں۔ آپ آج کا قرارداد کا ایجنڈا شروع نہیں کر سکتے جب تک میری قرارداد پر آپ کی رولنگ نہ آجائے۔ جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو جائے آپ کو قطعی یہ اختیار نہیں کہ آپ کوئی دوسری قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس دوران میں اسمبلی سیکرٹریٹ سے پتا کرتا ہوں

رانا پھول محمد خاں - جناب والا، میری قرارداد بہت پہلے کی دی ہوئی ہے اور وہ زندہ ہے۔ لیکن وہ اس ایجنڈے میں نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے علم کی غفلت یا کوتاہی تو نہیں البتہ کوئی مجبوری ہوگی۔ لیکن میں یہ گزارش کروں کہ اگر شاہ صاحب اپنی رپورٹ پر پہلے آتے ہیں تو پہلے میری وہ قرارداد آئے گی ورنہ آج کا ایجنڈا ختم ہونے کے بعد محترم شاہ صاحب کی قرارداد کا میں تائید کنندہ بن جاؤں گا۔ میری قرارداد پیش ہو جانے دیں، کیونکہ مجھے تکلیف ہے اور میں جانا بھی چاہتا ہوں۔ پہلے میری قرارداد لائیں۔ یہ پرانی ہے۔

جناب چیئرمین - رانا صاحب، تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب، میں نے آپ کا حکم سن لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سیلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ آج ہی پیش ہوئی ہے اسے ممبران کے غور و خوض کے لئے رہنے دیں۔ اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے آپ کی قرارداد پر ضرور غور ہوگا۔

سید طاہر احمد شاہ - جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ جس وقت یہ رپورٹ پیش کی گئی، کارروائی کی ٹیپ سن لیں، میں نے فوراً تحریک پیش کی کہ میری قرارداد پر پیش کردہ رپورٹ کے ساتھ ہی فوری طور پر اسے اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔ میں نے یہ تحریک اسمبلی میں پیش کر دی تھی اور اس کی کسی نے مخالفت نہیں کی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میری قرارداد پر جناب سپیکر کی رولنگ موجود ہے اور اس رولنگ کی موجودگی میں میرا یہ استحقاق بنتا ہے۔ اگر آپ میرے اس استحقاق کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس رولنگ کے تحت دیا گیا میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور پھر مجھے اس ایوان میں تحریک استحقاق پیش کرنا پڑے گی۔

رانا پھول محمد خاں - نکتہ وضاحت، جناب سپیکر میں جناب کی وساطت سے اپنے بہت ہی پیارے پیر سے یہ گزارش کروں گا کہ جب کوئی کمیٹی کوئی رپورٹ پیش کرتی ہے تو اس کے لئے قاعدہ یہ ہے کہ کم از کم دو دن ترمیم کے لئے دیے جاتے ہیں۔ ان کی قرارداد کو ہاؤس نے منظور نہیں کیا اور میں انا کی قرارداد کے متعلق گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں اس میں ترمیم کا موقع دیا جائے۔ اور دو دن آپ کو دینے پڑیں گے

اگر ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن بھی ان قواعد وضوابط کو پامال کرنے کی کوشش کریں گے تو پھر اس ہاؤس میں ان قواعد وضوابط کا محافظ کوئی نہیں رہے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر، میں نے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی نہیں کی جس دن میری قرارداد ایوان میں پیش ہوئی تھی آپ اس کا ریکارڈ ملاحظہ فرمالیں۔ اس کی ٹیپ ایوان میں سنوائی جائے۔ اس رولنگ سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ آج کے پرائیویٹ ممبرز ڈے کی کارروائی میں میری قرارداد کو اوّلیت اور فوقیت دی جانی ضروری ہے

جناب چیئرمین ۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی اسکا فیصلہ کرتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب سپیکر کورم پورا نہیں۔

جناب چیئرمین۔ رانا پھول خان صاحب اپنا مسودہ قانون (ترمیم) حق شفع پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ کی تحریک کو واپس لیتے ہیں؟

رانا پھول محمد خاں۔ جی ہاں اوہ میں نے واپس لے لی ہے۔

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین۔ اب ہم رانا پھول محمد خاں صاحب کی قرارداد کو لیتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا نے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ عطا نہیں فرمائی۔

جناب چیئرمین۔ میں نے عرض کی ہے کہ میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ سپیکر صاحب کورم پورا نہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب کھگہ صاحب اپنی نشست پر تشریف فرما نہیں ہیں

جناب چیئرمین۔ جب وہ کچھ بولنا چاہیں گے تو ان کو اپنی نشست پر بھیج دوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا، وہ دو مرتبہ اٹھ کر بولے ہیں۔ اس لئے آپ انہیں فرمائیں کہ وہ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

چودھری محمد رفیق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ایوان کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ یا تو آپ اس کے وقت کو بڑھائیں یا ہاؤس کو ملتوی کریں۔

جناب چیئرمین۔ ہاؤس کا وقت دو بجے تک کا ہے۔

پنجاب میں پختہ مکانات کی تعمیر کے لئے شہری آبادی کی طرح دیہی آبادی کو بھی قرضوں کا اجراء کیا جائے

دانا بھسول محمد خان۔ جناب والا اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جس طرح ٹاؤن کمیٹی میونسپل کمیٹی کارپوریشن یعنی شہری حدود میں رہنے والے لوگوں کو رہائشی سہولتوں کے لئے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن مکانات بنانے کے لئے قرضے جاری کرتی ہے۔ مگر صوبہ پنجاب کی ۸۵ فیصد دیہی آبادی اس حق سے محروم ہے اور اس لئے دیہات کے لوگ پختہ مکانات میں رہنے کی خواہش کی وجہ سے دیہات سے منتقل ہو کر شہروں کا رخ کر رہے ہیں۔ اس لئے دیہی آبادی کی شہری آبادی کی طرف نقل مکانی کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ دیہات میں بھی شہری علاقہ جات کی طرح مکانات تعمیر کرنے کے لئے مقرر شرح پر قرضہ جات جاری کئے جائیں تاکہ دیہاتی لوگ بھی اپنے آپ کو یعنی پاکستانی شہری تصور کر سکیں اور ان سہولتوں سے استفادہ حاصل کر سکیں جو اربن حدود کے شہریوں کو حاصل ہیں۔

جناب والا، میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن سے وعدہ کرتا ہوں کہ صرف پانچ منٹ میں اپنا مدعا بیان کروں گا۔

جناب والا آج کا دور ترقی کا دور ہے۔ آج کا پان سگریٹ کا دکان دار کار اور کوٹھی رکھتا ہے یہاں شہری حدود میں پانچ مرلے یا دس مرلے پر مکان کی تعمیر کے لئے لاکھوں روپیہ قرضہ دیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں لوگ اپنا عشر دیں گے۔ کھاد ڈالیں گے۔ ٹیوب ویل کا بل دیں گے۔ ان کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ اپنا پکا مکان بنا سکیں۔ ان کی بھی زمین کی قیمت وہی ہے جس قیمت کی شہری زمین ہے۔ اب دیکھئے میری زمین کے دو ایکڑ کے فاصلے

پر ٹاؤن کمیٹی کی حدود ہیں۔ وہاں دو لاکھ روپیہ مکان کے لئے قرضہ ملتا ہے۔ اب ہماری ماں بہنیں اور بیٹیاں کچے مکانوں کو لیپ لیپ کر مر جاتی ہیں۔ دھوپ سے سڑ جاتی ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو اپنی کمائی سے شہریوں کو کھانے کے لئے چیزیں لا کر دیتے ہیں۔ ان کے جلانے کے لئے لکڑی لا کر دیتے ہیں۔ کھیلنے کے لئے بلے لا کر دیتے ہیں اور پھر جب ہم ان کو دینے کے لئے آتے ہیں، تو محصول چنگی بھی لوا کرتے ہیں۔ ان ٹاؤن کمیٹیوں کی نالیوں اور ان کے تمام چونگیوں پر ہم دیہاتیوں کی جیب سے نکال کر خرچ کیا جاتا ہے۔ جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ آئین پاکستان کے مطابق، قرار داد پاکستان کے مطابق اور ملک میں بسنے والے ہر شہری اور دیہاتی کے حقوق برابر ہوں گے۔ ہم دیہاتیوں کو ان حقوق سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے اس میں ایک لفظ کی کمی رہ گئی ہے۔ میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ میں صرف اپنی قرارداد میں ان الفاظ کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور فرمایا جائے اور فی الفور یکم جنوری ۱۹۸۷ء سے اس قانون کو لاگو کیا جائے۔ دیہاتیوں کو قرضہ جات جاری کئے جائیں۔

جناب چیئرمین۔ وائس صاحب، آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر صنعت۔ جی نہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا یہ اضافہ فرما دیں کہ یکم جنوری ۱۹۸۷ء سے یہ قرضہ جات فی الفور جاری کئے جائیں

جناب چیئرمین۔ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جس طرح ٹاؤن کمیٹی۔ میونسپل کمیٹی کارپوریشن یعنی شہری حدود میں رہنے والے لوگوں کو رہائشی سہولتوں کے لئے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن مکانات بنانے کے لئے قرضے جاری کرتی ہے۔ مگر صوبہ پنجاب کی ۸۵ فیصد دیہی آبادی اس حق سے محروم ہے اور اس لئے دیہات کے لوگ پختہ مکانات میں رہنے کی خواہش کی وجہ سے دیہات سے منتقل ہو کر شہروں کا رخ کر رہے ہیں۔ اس لئے دیہی آبادی

کی شہری آبادی کی طرف نقل مکانی کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ دیہات میں بھی شہری علاقہ جات کی طرح مکانات تعمیر کرنے کے لئے مقرر شرح پر قرضہ جات جاری کئے جائیں تاکہ دیہاتی لوگ بھی اپنے آپ کو یعنی پاکستانی شہری تصور کر سکیں اور ان سہولتوں سے استفادہ کر سکیں جو ارین حدود کے شہریوں کو حاصل ہیں۔

(قرارداد منظور کی گئی)

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا ان الفاظ کا اضافہ کر دیا جائے جو میں نے گزارش کی ہے۔ کیونکہ میری گزارش پر اس میں اضافہ یا ترمیم بھی ہو سکتی ہے کہ یہ یکم جنوری ۱۹۸۷ء سے نافذ العمل ہوگی۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب والا، یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔ یہ جو لکھا ہوا ہے کہ "دیہاتی لوگ بھی اپنے آپ کو یعنی پاکستانی شہری تصور کر سکیں"، باقی قرارداد ٹھیک ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا، اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ پہلے انہیں یہ ترمیم دینی چاہئے تھی۔ یا یہ کمیٹی کے سپرد ہوتی۔ ہم تو پاکستانی شہری کا حق مانگتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ دیہاتی پاکستانی شہری نہیں رہا۔

جناب چیئرمین۔ میاں صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ چونکہ میں اس قرارداد کو ہاؤس میں پیش کر چکا ہوں اور اس پر "ووٹنگ دہاں" میں ہو چکی ہے، اس لئے اب اس میں ترمیم کی کوئی گنجائش نہیں۔

جناب چیئرمین۔ جناب ریاض محمود مزاری صاحب اپنی قرارداد پیش کریں گے۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میں گزارش کروں گا کہ اس سے پچھلے اجلاس میں میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی کہ اس ملک میں ہوائی جہاز کے سفر کے لئے جو مراعات قومی اسمبلی کے اراکین کو دی گئی ہیں، ہمیں اس فنڈ سے جس سے ہم ٹی۔ اے/ ڈی۔ اے اور الاؤنس لیتے ہیں، صوبے کے اندر ہوائی جہاز کے سفر کے لئے وہی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ وہ قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی، وہ فنانس سیکرٹری لاء سیکرٹری، اور وزیر اعلیٰ صاحب کے سیکرٹری صاحب کو بھیجی گئی۔ لیکن ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جناب قائد ایوان یہاں تشریف فرما نہیں ہیں۔ لیکن ان کے

سینئر اور بزرگ وزیر جناب وائیں صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں جناب کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ تمام ارکان اسمبلی کی حق تلفی ہوئی ہے۔ جس تاریخ سے ہم منتخب ہوئے ہیں، اس وقت سے اب تک ہمیں وہی مراعات دے دی جائیں جو قومی اسمبلی کے ارکان کو قومی اسمبلی نے دی ہیں۔ لیکن اس پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا۔ وائیں صاحب میری بات کا جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین: اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان: ہمیں صرف قرار دادیں ہی نہیں چاہییں، عمل بھی چاہیئے۔ اس سلسلے میں جناب سینئر منسٹر فرمادیں۔ اتنی بڑی بات نہیں۔ آپ کو دس پندرہ ہزار روپے فی ممبر دینے پڑیں گے۔ کتنی بڑی بات ہے؟ اگر آپ کروڑوں روپے غیر ضروری منصوبوں پر لگا سکتے ہیں تو ارکان اسمبلی کو نہیں دے سکتے؟ جواب ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ جناب ریاض محمود مزاری صاحب نہیں ہیں۔ اگلی قرارداد جناب سردار الطاف حسین صاحب کی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب چیئرمین:۔ جناب! آپ کا سوال بے موقع ہے۔ یہ قراردادیں نہایت ضروری ہیں۔ ان کو پاس ہونے دیں۔ وہ تو قراردادوں پر عمل درآمد ہونے کا معاملہ ہے۔ وہ بات تو آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے یا وائیں صاحب سے ایوان کے باہر ہی پوچھ سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: کب تک عمل درآمد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ یہ پوچھنے کا تو حق ہے۔

جناب چیئرمین: وائیں صاحب! اس بارے میں کوئی اور بات اگر آپ کے علم میں ہو تو فرمائیں۔

وزیر صنعت: مجھے اس بات کی پیش رفت کا کوئی علم نہیں۔ لیکن ایک بات کا ہمیں احترام بھی کرنا ہوگا۔ ایک قرارداد جو پرائیویٹ ممبرز ڈے میں یہاں پاس ہوتی ہے، نہایت احترام کے ساتھ عرض کرتا ہوں، اس کی حیثیت سفارشی ہوتی ہے mendatory نہیں ہوتی۔ بقیہ کارروائی کے بارے میں میں عرض کروں گا کہ ہم چاہتے ہیں کہ پرائیویٹ

ڈیزیز میں ہمارے ارکان بھرپور حصہ لیں۔ بڑے اہم معاملات زیر بحث آتے ہیں۔ لیکن یہ بات مجھے کچھ اچھی دکھائی نہیں دیتی کہ ایوان بالکل خالی پڑا ہے اور بڑی اہم باتوں پر ہم ہاں، یا نہ کہتے چلے جائیں اور سیر حاصل تبصرہ نہ ہو۔ میری استدعا یہ ہوگی کہ ہم کورم کو پورا کریں اور باقی کارروائی کو جاری رکھا جائے۔

جناب طاہر احمد شاہ: جناب چیئرمین میری قرارداد مفاد عامہ اور اہمیت کی حامل ہے اس کے بارے میں سینئر منسٹر صاحب سے پوچھ لیں، کیونکہ باقی قراردادوں کے محرک موجود نہیں ہیں۔ آپ رولنگ فرما دیجیے کہ لیوائٹ آف آرڈر پر اس کو پینڈنگ نہیں کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: اس سے پہلے کورم کا سوال اٹھایا جا چکا ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ: جناب والا، کورم کا سوال نہیں اٹھایا گیا۔ وزیر صنعت نے یہ نہیں کہا کہ ایوان میں کورم نہیں ہے۔

وزیر صنعت: میں نے کہا ہے۔

ملک طیب خان اعوان: ضروری تاں نئیں کہ صرف وزیراں دی گل ای سنی اے۔ ساڈی وی گل سن لو۔ میں کوئی وزیراں توں گھٹ تے نئیں۔

چودھری فضل حسین راہی۔ جناب چیئرمین، اگر وزیر صاحب کورم کا اعتراض کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

اب چیئرمین: گنتی کی جائے... کورم نہیں ہے گھنٹی بجائی جائے... (گھنٹی بجائی گئی) ..گنتی کی جائے.... (گنتی کی گئی)....

چونکہ کورم پورا نہیں ہو سکا، اس لئے اجلاس کی کارروائی ۹ تاریخ صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی جمعرات ۹۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات ۹ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
(پنج شنبہ ۴ر صفر ۱۴۰۷ھ)
جلد ۷ - شمارہ ۵

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات ۹ر اکتوبر ۱۹۸۶ء — صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۳۲۱
اراکین اسمبلی کی رخصت ۳۲۲

مسئلہ استحقاق

i۔ ڈپٹی ڈائریکٹر ہیلتھ گوجرانوالہ کا ایم پی اے کے ساتھ نامناسب سلوک ۳۲۶
ii۔ حزب اختلاف کے ارکان کی حق تلفی ۳۲۸
iii۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کی طرف سے ایم پی اے کو جائز مراعات سے محروم رکھنا ۳۳۲
۱۷۔ گرلز پرائمری سکول کی تعمیر کی منظوری کی منسوخی ۳۳۹
۷۔ نشان زدہ سوال نمبر ۱۲۸۲ کے غلط جواب کی فراہمی ۳۴۲

تحاریک التوائے کار

i۔ سیاسی مخالفین کو ایذا رسانی ۳۴۷
ii۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر بحث ۳۵۲

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

جمعرات ۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء
پنج شنبہ ۴۔ صفر ۱۴۰۷ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

قاری علی حسین صدیقی نے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ سورۃ آل عمران آیت ۸۱، ۱۹، ۸۵

اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس ایک رسول آئیں جو تمہاری کتاب کی تصدیق کریں تو تمہیں ان پر ضرور ایمان لانا ہوگا اور ان کی مدد کرنی ہوگی، عہد کے بعد پوچھا کہ تم نے اقرار کر لیا اور اس پر مجھے ضامن بنا لیا تو ان سب نے کہا کہ ہاں ہم سب نے اقرار کر لیا اللہ نے فرمایا کہ تم اس عہد کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

بلاشبہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین تو اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو اس دین سے اختلاف کیا تو وہ تو علم حاصل ہونے کے بعد ضد میں کیا اور جو اللہ کی آیتوں کو نہ مانے پس اللہ جلد حساب لینے والا اور سزا دینے والا ہے۔

اور جو اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں سخت نقصان اٹھانے والوں میں ہو۔ (وما علینا الا البلاغ)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں پیش کی جائیں گی

جناب محمد یوسف شیخ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محمد یوسف شیخ ایم پی اے صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

اسلام وعلیکم میرے والد جناب شیخ محمد یوسف ایم پی اے پی پی ۶۱ کی ضروری کام سے اسلام آباد گئے ہیں۔ آج کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکیں گے۔ اطلاعاً عرض ہے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have the honour to submit that I will be away to Multan in connection with the Annual Urs of Hazrat Ghous Bahauddin Zakariya. I, therefore, request for the grant of leave of 8th & 12th October, 1986.

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالرشید

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالرشید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

Mr. Speaker Sir,

I am suffering from bad cold. I have been suggested to take rest. Kindly sanction a leave of three days i.e. from 7th October to 9th October, 1986. I shall be obliged.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

صاحبزادہ غلام نصیرالدین سیالوی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ غلام نصیرالدین سیالوی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔
گذارش ہے کہ چند گھریلو مجبوریوں کے پیش نظر مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو میرے لئے اجلاس میں شرکت ممکن نہیں۔
لہذا التماس ہے کہ مورخہ ۱۰/۸۶ ، ایک یوم کی رخصت مرحمت فرمائیں۔
نوازش ہوگی

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ملک ممتاز احمد بھچر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد ممتاز احمد بھچر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔
ایک قریبی عزیزہ کے انتقال کے باعث آج مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں۔ براہ مہربانی ایک روز مورخہ ۱۰/۸۶ ۵ کی رخصت منظور فرمائی جائے
جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

ملک طیب خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک طیب خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کے لئے گھر جا رہا ہوں۔ اس لئے میں مورخہ ۱۰/۸۶ ۵ کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سلطان محمود

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سلطان محمود صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ ۱/۱۰/۸۶، ۲/۱۰/۸۶ کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا۔ براہ کرم ۱/۱۰/۸۶، ۲/۱۰/۸۶ کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سرفراز نواز

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سرفراز نواز صاحب رکن صوبائی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

Sir,

Kindly excuse my absence from the Assembly during the current session from 1st October, 1986 to 22nd instant. As I have to proceed to London on the invitation extended by Chairman 6th FIH World Hockey Cup 1986.

Copy of the invitation letter is enclosed herewith.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ملک سلطان محمود جنجڑا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک سلطان محمود جنجڑا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:-

Dear Sir,

I am suffering from acute fveer & Influnza & am unable to attend the Assembly. Kindly grant me two days leave from 1-10-86 to 2-10-86 & oblige.

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف
بندہ حجاز مقدس کے سفر سے کل واپس آیا ہے لہٰذا یکم اکتوبر کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا لہٰذا براہ کرم یکم اکتوبر کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: یہ سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب کی پریویلج موشن ہے۔
(معزز ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

ڈپٹی ڈائریکٹر ہیلتھ گوجرانوالہ کا ایم پی اے کے ساتھ نامناسب سلوک

جناب سپیکر: پریویلج موشن نمبر ۱ جناب شوکت حیات چٹھہ صاحب کی ہے۔

چوہدری شوکت حیات چٹھہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں جو اسمبلی کی دخل اندازی کی متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ بنیادی مرکز صحت منجر چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں ڈاکٹر تعینات تو کر دیا جاتا ہے لیکن وہاں ڈیوٹی کے لئے کوئی ڈاکٹر حاضر نہیں ہوتا یہ صورت حال عرصہ دو سال سے جاری ہے اور وہاں کے عوام کو بدیں وجہ سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ میں نے ۸۶-۹-۳۰ کو دن کے ۱۲ بجے ڈپٹی ڈائریکٹر ہیلتھ گوجرانوالہ کے ساتھ اس ضمن میں ٹیلیفون پر بات کی اور درخواست کی کہ مذکورہ مرکز صحت میں کسی ڈاکٹر کو ڈیوٹی پر بھیجا جائے تو مذکورہ افسر نے بجائے کوئی تسلی بخش جواب دینے کے بڑے روکھے پن سے جواب دیا کہ جب ڈاکٹر بھرتی کریں گے تو وہاں لگا دیں گے اور مزید میری بات سننا گوارا ہی نہیں کی۔ اس جائز اور قانونی مسئلہ پر افسر مذکور کے رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

لہٰذا میں استدعا کرتا ہوں کہ اس تحریک کو منظور فرما کر اس پر بحث کی جائے اور مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے۔

جناب سپیکر: جناب کچھ فرمانا چاہیں گے۔

چوہدری شوکت حیات چٹھہ: جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو پریویلج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب اس میں کس بات سے آپ کا Breach of privilege ہوا ہے۔

چوہدری شوکت حیات چٹھہ: جناب سپیکر میں ہر ہفتہ ضلع کونسل میں جاتا ہوں۔ میں نے اس بارے میں وہاں ڈپٹی ڈائریکٹر ہیلتھ سے ٹیلیفون پر بات کی انہوں نے اس بارے میں مجھے ٹیلیفون پر

جواب دینا گوارہ نہ کیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر:۔ لیکن آپ نے اپنی تحریک استحقاق میں خود لکھا ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب ڈاکٹر بھرتی کریں گے تو لگا دیں گے۔

چوہدری شوکت حیات چٹھہ:۔ جناب سپیکر! پچھلے دو سال سے مذکورہ ہیلتھ یونٹ چل رہا ہے وہاں ڈاکٹر تو تعینات کر دیا جاتا ہے لیکن وہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر:۔ لا منسٹر صاحب اس کے قانونی پہلوؤں پر کچھ روشنی ڈال سکیں گے۔

وزیر قانون:۔ جناب سپیکر! اس میں recent occurrence بھی نہیں ہے کیونکہ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ دو سال سے معاملہ چلا آ رہا ہے۔

میاں عطا محمد قریشی:۔ جناب سپیکر! مہربانی کر کے وزیر صحت صاحب اس کا جواب دیں کیونکہ اتفاق ہے آج یہ تحریک استحقاق ان کے متعلق پیش ہوئی ہے تو میں یہی عرض کروں گا کہ ہیلتھ منسٹر صاحب کو چاہیئے کہ وہ یہاں آ کر اس کا جواب دیں یا ان کے آنے تک اسے التواء میں رکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں جناب وزیر قانونی بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر:۔ جناب لا منسٹر صاحب۔

وزیر قانون:۔ حضور نے جواب تو بہت اچھا دے دیا ہے اور انہوں نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ دو سال سے یہ معاملہ چلا آ رہا ہے لہٰذا اس میں recent occurrence نہیں ہے ویسے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ بہت جلد ہم وہاں پر کوئی نہ کوئی ڈاکٹر مقرر کر دیں گے۔

جناب سپیکر:۔ چٹھہ صاحب آپ نے وزیر قانون صاحب کی بات سن لی ہے؟

چوہدری شوکت حیات چٹھہ:۔ جی ہاں!

بیگم نجمہ حمید:۔ انکی تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے ویسے وہاں پر ڈاکٹر لگا دیئے گئے ہیں میں نے تو یہ سنا تھا کہ انہوں نے اپنی تحریک استحقاق واپس لے لی ہے یہ اپنے حلقہ میں جا کر پتہ کریں تو انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ ڈاکٹر صاحب وہاں پر موجود ہیں۔

چوہدری شوکت حیات چٹھہ:۔ جناب اگر یہ یقین دہانی کرا دیں کہ ڈاکٹر وہاں موجود رہے گا تو میں واپس لے لیتا ہوں۔

بیگم نجمہ حمید۔ میں نے یقین دہانی کرادی ہے

جناب سپیکر۔ چٹھہ صاحب اسے پریس نہیں کرتے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر ۱۲ جناب ریاض عشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے جنجوعہ صاحب آپ تو افسانہ ہی لکھ دیتے ہیں۔

میاں ریاض عشمت جنجوعہ۔ جناب والا کوشش کرتا ہوں کہ ساری باتیں آجائیں تاکہ مجھے بعد میں بات کرنے کی ضرورت نہ رہے۔

جناب سپیکر! جی ارشاد فرمایئے۔

میاں ریاض عشمت جنجوعہ:۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلب کیا کسی لمحے نے گر حساب تو پھر
پلٹ کے آگیا تجھ پر تیرا عذاب تو پھر
کسی کے ہاتھ تو بانہوں کے ساتھ رہنے دے
امان کے شہر کا تجھ پر کھلا نہ باب تو پھر

جناب محمد صدیق انصاری:۔ جناب سپیکر میرے خیال میں یہ پولیٹیکل موشن نہیں ہے میرے فاضل دوست کو صرف تحریک استحقاق پڑھنی چاہیئے۔ اور جناب آپ اس کو افسانہ بھی کہہ چکے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ انصاری صاحب کی بات ٹھیک ہے جنجوعہ صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیئے

حزب اختلاف کے ارکان کی حق تلفی

میاں ریاض عشمت جنجوعہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ پر جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے، کو پیش کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ دستور پاکستان کے تحت ہر شخص مساوی سلوک کا مستحق ہے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب جنہوں نے پاکستان کے آئین کے تحت اپنے موجودہ منصب جلیلہ کا حلف اٹھایا ہے۔ آئین کی رو سے اس امر کے پابند ہیں کہ وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں ہر ایک کے ساتھ بلا تعصب، بلا خوف و رعایت اور بلا امتیاز مساوی سلوک کریں۔ مگر مقام افسوس ہے کہ مسلم لیگ میں شمولیت اختیار نہ کرنے والے ارکان اسمبلی کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے اور انکی نمائندہ حیثیت کو کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ انسداد رشوت ستانی کمیٹیاں جن ستائیس رکنی سکیم کی اٹھارہ کمیٹیاں ان میں حزب اختلاف کے ارکان کو یکسر محروم رکھا گیا ہے ویلج ایکسٹینشن پروگرام

کے تحت ہر ایم پی اے ہم گاؤں تجویز کر سکتا ہے لیکن حزب اختلاف کے ارکان اس حق سے بھی محروم کئے جا چکے ہیں صوبائی انتظامیہ کے رویہ سے عیاں ہے کہ حزب اختلاف کے ارکان کو منتخب نمائندہ تسلیم نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ یوں کہنا بہتر ہوگا کہ پنجاب کی صوبائی انتظامیہ کی نگاہ میں حزب اختلاف کے ارکان کے حلقہ ہائے نیابت پنجاب کا حصہ نہیں اور نہ ہی حزب اختلاف کے حامی رائے دہندگان پنجاب کے شہری ہیں۔ اس صورت حال میں حکومت کے سیاسی مخالفین کا یہ الزام درست دکھائی دیتا ہے کہ حکومت ارکان اسمبلی کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے لاکھوں روپے سیاسی رشوت کے طور پر دے رہی ہے۔ اگر حکومت نیک نیتی کی بنیاد پر ارکان اسمبلی کے حلقوں کو ترقی دینا چاہتی ہے تو ان ارکان کے حلقوں کو ترقی اور حقوق سے محروم کیوں رکھا جا رہا ہے جو حکومت سے اصولی طور پر اختلاف رائے کے گنہگار ہیں۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ سب کچھ عناد کے تحت ہو رہا ہے ان غیر آئینی کارروائیوں کی بدولت محترم وزیر اعلیٰ حلف شکنی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور صوبائی انتظامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے مسلسل آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور ان کے اس رویہ سے حزب اختلاف کے ارکان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر کے صورت حال کی تحقیقات کی جائے۔

سید حسنات احمد شاہ۔ سیکشن ۵۵

Section 55. The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely :-

(ii) not mote than one question shall be raised . . . . . But here at least 10 questions have been raised . . .

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیئے گا۔ جب آپ سے دریافت کیا جائے تو آپ بتایئے گا۔

میاں عطا محمد قریشی۔ جناب سپیکر! میرے بھائی جنجوعہ صاحب نے جو الفاظ اپنی تقریر میں استعمال کئے ہیں یہ سیاسی رشوت اور حلف شکنی مجھے ان پر اعتراض ہے۔ مہربانی کریں یہ اپنی تحریک استحقاق میں شامل نہ کریں یہ سیاسی رشوت سے تو یہی بات ہو جاتی ہے کہ ہم لوگ خدانخواستہ رشوت خور ہیں۔

جناب سپیکر۔ میں متعلقہ منسٹر سے اس سلسلہ میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

چوہدری گل نواز:۔ ں ڈرائیو۔ گورنمنٹ نے جو ہمیں ڈویلپمنٹ پروگرام دیا ہے اس کے متعلق ہم نے بتایا ہے کہ کہاں کہاں ڈویلپمنٹ کرنی ہے کیونکہ constituencies سے ہم تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن میرے فاضل دوست نے اس کے لئے سیاسی رشوت کے الفاظ استعمال کر کے ہاؤس کے استحقاق کو پامال کیا ہے۔ رشوت لینے والے آدمی ہیں۔ یہ پیپلز پارٹی کے آدمی ہیں کہ رشوت لیں۔ یہ تو خود دار شہری ہیں اور یہ عوام کے منتخب نمائندے بن کے آئے ہوئے ہیں اور ان لوگوں کے جنہوں نے بالواسطہ اپنی ضروریات کے متعلق ان کو آگاہ کیا تھا یہ تو عوام کی ضروریات کے متعلق گورنمنٹ کو بتا رہے ہیں کہ ہمارے حلقہ میں یہ یہ چیزیں بنانی ہیں۔ یہ یہ کمی ہے اور اس چیز کی ضرورت ہے گورنمنٹ وہی بنا رہی ہے۔ یہ نہیں کہ ہم گورنمنٹ کو کہہ رہے ہیں یا ہمیں پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ وہ گورنمنٹ اپنے اداروں سے بنوا لے گی اور تمام ہاؤس کو یہ کہنا کہ ان تمام ممبران نے رشوت لی ہے درست نہ ہے اور یہ حق ممبران کو اس لئے دیا گیا ہے کہ انہیں خریدا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس ہاؤس میں ایک بھی ممبر نہیں جو خریدا جائے گا یا جو منسٹری کے پیچھے بھاگتے ہوئے سارے ہاؤس کی بے عزتی کرے۔

جناب سپیکر:۔ چوہدری صاحب میں چاہوں گا کہ متعلقہ وزیر اس پہ بات کریں۔ اس کے متعلقہ وزیر جناب وائیں صاحب نہیں ہیں۔۔۔۔

وزیر کالونیز:۔ جناب مجھے اجازت دیں تو میں عرض کروں۔

جناب سپیکر:۔ لیکن میرے پاس تو اطلاع آئی ہے کہ تحریک استحقاق نمبر ۱۲ کا جواب جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے دینا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ اس لئے اس کو ملتوی کر دیا جائے۔

وزیر قانون:۔ وائیں صاحب نے اطلاع بھیجی ہے کہ میں میٹنگ کے سلسلہ میں اسلام آباد جا رہا ہوں لہٰذا اگلی دو تحاریک استحقاق ملتوی کر دی جائیں۔

جناب سپیکر:۔ مجھے بھی یہی اطلاع ملی ہے۔ پہلے یہ طے ہو جائے کہ جن منسٹر سے یہ متعلقہ ہے وہ اس کو take up کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ چوہدری صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کونسے الفاظ ہاؤس کی کارروائی سے حذف کرنے ضروری ہوتے ہیں۔

وزیر قانون:۔ وہ الفاظ جو کسی کی تضحیک کرتے ہوں کسی کی بے عزتی کرتے ہوں اور خاص طور پر ان الفاظ پہ تو جناب والا مجھے بھی اعتراض ہے کہ جو بھی استحقاق کی تحریک ہوتی ہے یا تحریک التوائے کار ہوتی ہے

اس میں نہ تو کوئی طنز آسکتا ہے اور نہ کوئی مذاق کیا جا سکتا ہے یہ سیدھی سادھی ہونی چاہیئے کہ ہمیں انٹی کرپشن کمیٹیوں میں شامل نہیں کیا گیا لہذا میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ان کے تمام الفاظ قابل اعتراض ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ اعتراض جو تحریک استحقاق کے الفاظ کے متعلق اٹھایا گیا ہے اس کے بارے میں، میں فیصلہ دوں گا لیکن اس سے پہلے میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جناب غلام حیدر وائیں صاحب کی عدم موجودگی کی وجہ سے اس تحریک استحقاق کو اتوار میں رکھنا ہے یا کوئی اور منسٹر اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب وائیں صاحب نے اطلاع بھیجی ہے کہ اس تحریک کو ملتوی کر دیا جائے میں خود آکر اس کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہاں حکومت کی نمائندگی وزیر قانون و پارلیمانی امور کرتے ہیں یا ان کے علاوہ کوئی وزیر کرتا ہے۔

سید حسنات احمد شاہ۔ یہ جناب ہمارا بھی حق ہے کہ اگر یہاں کوئی غلط بات کرے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب میں آپ کی بات سنوں گا آپ تشریف رکھیئے گا تحریک استحقاق کے بارے میں قانون کے اندر جو طریق کار ہے وہ یہ ہے کہ اس کا محرک اس کو پیش کرنے گورنمنٹ کی طرف سے اگر کوئی جواب دینا چاہتے ہیں تو یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی جواب دے، لیکن اگر کوئی اس تحریک کی admissibility کے بارے میں جواب دینا چاہتے ہیں تو وہ جواب دیں۔ اور اس کے بعد جب admissibility کا فیصلہ ہو جائے تو پھر ہاؤس میں سے کوئی صاحب بھی بولنا چاہیں تو اس پر بول سکتے ہیں۔ لیکن جس وقت admissibility پر فیصلہ نہ ہو جائے اور اس کے بارے میں اگر آپ میں سے کسی صاحب سے دریافت کیا جائے تو اپنی رائے ازراہ کرم دیجیئے گا۔ اب میں پھر یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کوئی صاحب حکومت کی طرف سے اس پر بات کرنا چاہتے ہیں یا اس کو ملتوی کرنا چاہیئے۔

وزیر کالونیز۔ سر آپ اس کو ملتوی کر دیں۔ لیکن میں عرض کر دوں کہ اس تحریک استحقاق کے تین حصے ہیں۔ ایک حصہ سات مرلہ کے بارے میں ہے دوسرا حصہ انٹی کرپشن کمیٹیوں کے بارے میں ہے اور تیسرا حصہ ترقیاتی کاموں کے بارے میں ہے ان میں سے ایک حصے کا جواب ہمارے پاس موصول ہوا ہے باقی دو کا جواب ہمارے پاس موصول نہیں ہوا اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اسے آپ ملتوی فرما دیں۔ جب مکمل جواب آجائے گا تو ہم اسے زیر بحث لائیں گے اور میرا دوسرا اعتراض یہ بھی ہے کہ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ اس تحریک استحقاق کی عبارت قواعد کے مطابق نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب جنجوعہ صاحب متعلقہ وزیر صاحب نہیں ہیں۔ تو کیا اس کو ملتوی کر دیا جائے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جی ہاں ملتوی کر دیں۔

جناب سپیکر۔ تو اس تحریک استحقاق کو ملتوی کیا جاتا ہے اور اس کی عبارت کے بارے میں اور اس کی admissibility کے بارے میں اسی وقت فیصلہ ہو گا جب متعلقہ وزیر ہوں گے۔

مہر ظفر اللہ خاں بھروانہ۔ معزز ممبر نے جو تحریک استحقاق دی ہے جناب میں صرف ایک نکتہ پر عرض کروں گا۔ جناب والا جو الفاظ اس ہاؤس میں استعمال کئے جاتے ہیں تین ہستیاں اس ہاؤس میں ایسی ہیں کہ ایک قائد ایوان، دوسرے قائد حزب اختلاف اور تیسرے جناب سپیکر ان کے خلاف آئین اور قانون میں بھی، اخلاقاً بھی اور رواجاً بھی ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جو اخلاق اور تہذیب کے دائرے کے اندر ہوں میں یہ گزارش کروں گا کہ معزز ممبر نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ آئین کی خلاف ورزی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اصل میں یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس پر میں پھر بات کروں گا لیکن جناب والا ان الفاظ پر مجھے بھی اعتراض ہے۔

جناب سپیکر۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ جب اس تحریک استحقاق کو زیر بحث لائیں گے تو اس پر بھی فیصلہ کریں گے۔ اب اگلی تحریک استحقاق، جناب جنجوعہ صاحب

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کی طرف سے ایم پی اے کو جائز مراعات سے محروم رکھنا

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ پر جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو پیش کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرنا چاہوں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۴ ستمبر سے ۱۳ ستمبر تک (دس یوم) دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی اور تحفظ امن عامہ آرڈیننس کی دفعہ ۱۶ کے تحت مجھے ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں قید رکھا گیا جہاں مجھے عام اخلاقی مجرموں کی طرح سی کلاس دی گئی۔ عوام کی جمہوری حقوق کی بازیابی کی جدوجہد کی پاداش میں مجھے کسی بھی کلاس میں رکھے جانے پر ذاتی طور پر کوئی اعتراض نہ ہے لیکن مروجہ قانون کے تحت صوبائی اسمبلی کے رکن کو وی آئی پی کا درجہ دیا گیا ہے اور جسٹس آف پیس کے اختیارات سے نوازا گیا ہے بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی میں جیل میں بہتر کلاس دیئے جانے کا حق دار تھا لیکن ذاتی

نی عمت کی بناء پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ جو کہ نفسیاتی مریض اور اذیت پسند انسان ہے۔ اور اپنی جھنگ میں تعیناتی کے دوران ۳ بے گناہ انسانوں کی جان سے کھیلنے کے بعد خود کو آدم خور ڈی سی کہلانا پسند کرتا ہے نے جیل حکام کو مجھے بہتر کلاس دینے سے باز رکھا یہ بات مجھے جیل کے سپرنٹنڈنٹ نے جیل کے معائنہ کے دوران بتائی کہ جب انہوں نے ڈی سی جھنگ کو فون کیا کہ جب پنجاب کے محکمہ داخلہ نے سابقہ ارکان اسمبلی کو بہتر کلاس دینے کی ہدایت جاری کر دی ہے تو پھر موجودہ ارکان اسمبلی کو بلحاظ عہدہ بہتر کلاس کیوں نہ دی جائے تو اس پر ڈی سی نے اس کی سرزنش کی اور کہا کہ اس بات کو مجھ پر چھوڑ دو حکومت کی ہدایات مجھے موصول ہوتی ہیں تمہیں نہیں جناب والا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا یہ قدم بدنیتی پر مبنی ہونے کے علاوہ قانون کے منافی ہے جس سے بطور ایم پی اے میرا استحقاق اور اس معزز ایوان کا وقار مجروح ہوا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس معاملہ میں اسمبلی مداخلت کرے اور میری اس تحریک کو مجلس قائمہ برائے استحقاق کے سپرد کر کے تحقیقات کرائی جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون کچھ فرمائیں گے۔

جناب وزیر قانون۔ جناب سپیکر اس میں کوآئینی استحقاق کا پہلو نہ ہے؟ انہوں نے جس استحقاق کا ذکر کیا ہے وہ میسر نہیں اور قابل تائید بھی نہیں ہے یہ بطور مجرم جیل میں آئے تھے مجرم کے لئے choice ہوتی ہے کہ کلاس کے لئے یا تو وہ درخواست دے تو اس صورت میں اسے وہ کلاس دی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں جیل رولز میں ایسا کوئی رول نہیں کہ اسے از خود اے کیٹیگری کلاس دی جائے یہ ان کی option تھی کہ درخواست لکھ کر دیتے یا اس عدالت کے پاس وا ئر کرتے جہاں پر ان کا ریمانڈ لیا گیا تھا یہ استدعا کرتے کہ میں یہاں پر بطور ایم پی اے گرفتار ہو گیا ہوں لہٰذا مجھے بہتر کلاس دی جائے ہاں اگر یہ سیاسی قیدی ہوتے تو پھر یہ خود بخود ہی ایک اچھی کلاس کے حق دار تھے۔

جناب سپیکر وزیر جیل خانہ جات نے مطلع کیا ہے کہ وہ یہاں پر آئے ہیں اور وہ مصروف ہیں وہ آج اس معاملہ میں کوئی بات نہیں کر سکیں گے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اس کو التواء میں ڈال دیا جائے اچھا آپ چاہتے ہیں کہ اسے take up کیا جائے۔ ٹھیک ہے۔ جناب جنجوعہ صاحب آپ نے ڈی سی کو بہتر کلاس کے لئے apply کیا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ:۔ جناب والا میں تو جیل میں تھا میرے ڈی سی صاحب کو apply کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور وہ میرے عزیز و اقارب سے ملنا پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ اس لئے درخواست دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

جناب سپیکر:۔ تو اس میں استحقاق کی پامالی کا کونسا سوال آیا؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ:۔ جناب والا استحقاق کی پامالی یہ ہے کہ قانون کے مطابق یا جیل کے جتنے بھی قوانین ہیں ان کے مطابق جو صوبائی اسمبلی کا ممبر ہے وہ بہتر کلاس لینے کا حقدار ہے، اس وقت مجھے اتفاق سے یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ میری یہ تحریک استحقاق آج take up ہوگی ورنہ میں بھی اپنے ساتھ وہ کتابیں لے کر آتا اور وزیر قانون صاحب کے اس قانونی نکتہ کا جواب دیتا اس لئے میری درخواست یہ ہے کہ اس کو کل تک کے لئے التواء میں ڈال دیا جائے اور کل میں بھی قانونی تحقیق کر کے آؤں گا۔

جناب سپیکر:۔ آپ کی تو یہ ذمہ داری ہے آپ محرک ہیں آپ کو تیار ہو کر آنا چاہیئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ:۔ جناب والا میرے پاس سب کچھ تیار ہے لیکن مجھے یہ پتہ نہیں تھا کہ میری تحریک استحقاق آج ہی take up ہوگی۔

جناب سپیکر:۔ جنجوعہ صاحب اس میں تو بڑی سیدھی سادھی بات ہے کہ آپ کی شکایت یہ ہے کہ بطور ممبر آپ کا استحقاق پامال ہوا ہے اس لئے کہ آپ کو بہتر کلاس نہیں دی گئی۔

Did you apply for this.

میاں ریاض حشمت جنجوعہ:۔ جناب والا میں تو جیل میں تھا۔ میں اس وقت کیسے apply کرتا میں نے اس وقت سپرنٹنڈنٹ جیل سے کہہ دیا تھا۔

جناب سپیکر:۔ کسی نے آپ کی جانب سے apply کیا تھا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ:۔ جناب والا مجھے تو میرے رشتے داروں تک ملنے نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر:۔ آپ کی تحریک استحقاق ہمیں ۴ اکتوبر کو موصول ہوئی ہے۔ اس میں سب سے پہلا نقص قانونی نقطۂ نظر سے یہ ہے کہ جو پہلا موقع آپ کو میسر تھا جس پر تحریک استحقاق کے سلسلے میں رولز بے حد محتاط ہیں۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ رولز first opportunity available کے سلسلے میں اتنے sensitive ہیں کہ صبح اور دوپہر کا فرق ہے اس پر بھی پریکچوئن entertain نہیں کی جا سکتی۔ آپ کو یکم اکتوبر کو first opportunity available تھی جب اجلاس شروع ہوا یا

اس سے ایک روز پہلے آپ نے ۱۴ اکتوبر کو یہ پریولج موشن دفتر کو بھیجی ہے اس میں آپ کی تاریخ درج ہے اس لئے میں اس کو disallow کرتا ہوں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب والا ایک ملازم سرکار جو اچھا بھلا ہوسی ایس پی ہو۔ اسے میں کہہ سکتا ہوں اور اسے میں مبارک دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب اس پر میں آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا آپ تشریف رکھئے۔ جناب میاں محمد رفیق صاحب۔

میاں محمد رفیق۔ (ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ ۳) جناب والا میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ پر جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو پیش کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جھنگ سے صوبائی اسمبلی کے رکن میاں ریاض مجموعہ کوایم آرڈی کی حالیہ تحریک کے دوران مورخہ ۲۵ اگست کی شام کو دیگر ۱۷ افراد کے ہمراہ دفعہ ۱۴۴ اور تحفظ امن عامہ آرڈیننس کی دفعہ ۱۶ کے تحت پولیس تھانہ کوتوالی جھنگ نے گرفتار کیا۔ اور دس یوم کا جسمانی ریمانڈ حاصل کر کے گھر سے چالیس کلومیٹر دور تھانہ مسن کی حوالات میں ان ۱۸ افراد کو بھیڑ بکریوں کی طرح بند کر دیا گیا رات کو کوئی کمبل وغیرہ بھی مہیا نہ کیا گیا اور ننگے فرش پر جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی سونے پر مجبور کیا گیا علاوہ ازیں ان زیر حراست افراد کو قانون کے مطابق کھانے پینے کے لئے بھی کچھ فراہم نہ کیا گیا اور نہ ہی ان کو تھانہ کوتوالی سے تھانہ مسن منتقلی کی اطلاع ان کے عزیز و اقارب کو دی گئی واضح ہو کہ تھانہ مسن دریائے چناب اور جہلم کے درمیان واقع ہے جہاں آمد و رفت کے وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس طرح دوسرے روز شام تک زیر حراست ہونے کے افراد حوالات میں پڑے رہے اور انتظامیہ نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا کیا زیر حراست افراد کو کھانا مہیا کرنا انتظامیہ کے قانونی فرائض میں شامل نہ ہے۔

جناب سپیکر۔ تصور کیجئے کہ اگست کی شدید گرمی اور حبس میں ۱۸ افراد کا ایک ایسی حوالات میں جو صرف ۹ فٹ چوڑی اور ۱۸ فٹ لمبی ہو دس یوم تک قید رکھنا کس قدر اذیت ناک حرکت ہے کیا اس تنگ حوالات میں ۱۸ افراد کا بیک وقت سونا ممکن ہے۔ ایک معزز رکن اسمبلی کے ساتھ یہ غیر انسانی سلوک اگر حکومت کی ہدایت پر کیا گیا ہے تو بھی قابل مذمت ہے اور اگر مقامی انتظامیہ نے از خود ایسا کیا ہے تو پھر بھی لائق نفرت ہے عالی جاہ۔ ایک ایسے مقدمہ میں جو خالصتاً سیاسی نوعیت کا ہو اور جس

میں پولیس کو کوئی برآمدگی وغیرہ بھی مطلوب نہ ہو ایک رکن اسمبلی کو گرفتار کر کے دس یوم تک جسمانی ریمانڈ حاصل کر کے گھر سے چالیس کلومیٹر دور غیر متعلقہ تھانہ کی حوالات میں قید رکھنا رکن کے استحقاق کی پامالی کا موجب ہے۔ اور اس واقعہ سے اختلاف رائے رکھنے والے ارکان اسمبلی میں سخت ہیجان خوف اور اضطراب بھی پیدا ہوا ہے اس لئے یہ واقعہ اسمبلی کی فوری مداخلت کا متقاضی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو اسمبلی کی استحقاق کمیٹی کے سپرد کر کے تحقیقات کرائی جائے۔

جناب سپیکر:۔ یہ تحریک استحقاق self explanatory ہے۔ میاں صاحب آپ اس کے متعلق کچھ کہنا چاہیں گے۔

میاں محمد رفیق۔ جناب سپیکر میرے پیش نظر سب سے اہم بات یہ ہے کہ حالیہ واقعات جو ایم آر ڈی کی تحریک کے دوران گزرے ہیں۔ اس تحریک میں ہیں یہ افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ موجودہ حکومت کا یہ دعویٰ اس سے پیشتر کہ وہ تمام سیاسی جماعتوں کا مقابلہ سیاسی میدان میں کرے گی لیکن یہ سب کا سب ڈھول کا پول ثابت ہوا اور حالیہ واقعات نے یہ ثابت کیا کہ موجودہ حکومت سیاسی میدان میں ان جماعتوں کا مقابلہ ہرگز نہ کر سکتی تھی اس لئے گولی اور لاٹھی کا استعمال کیا گیا اس تحریک میں شامل ہونے والے سیاسی لوگوں کو اس قدر تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور خصوصاً میاں ریاض حشمت جنجوعہ کے ساتھ جو کہ اس معزز اسمبلی کے ایک معزز رکن ہیں ناروا سلوک کیا گیا اور اخلاقی مجرموں کی طرح ان کو تھانے کی حوالات میں بند رکھا گیا حالانکہ اگر ان کو سیاسی قیدیوں کی حیثیت سے رکھا جاتا تو وہ اور بات تھی۔ لیکن واقعات نے یہ ثابت کیا ہے اور میں نے بھی اپنی اس تحریک استحقاق میں عرض کیا ہے اور واقعات بھی یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کا دس دن کا جسمانی ریمانڈ لینا کسی بھی صورت میں قابل تحسین نہیں ہے کیونکہ یہ نہ تو اخلاقی مجرم تھے نہ کوئی ایسا وقوعہ ہوا جس سے ان سے کسی قسم کی برآمدگی کی ضرورت تھی جس کے لئے ریمانڈ کا لیا جانا ضروری تھا اس لئے میں یہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ جو دس یوم کا جسمانی ریمانڈ لیا گیا حالانکہ اس میں کسی قسم کی کوئی برآمدگی کی ضرورت نہ تھی۔ وہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یا تو حکومت بذات خود اس میں دلچسپی رکھتی تھی کہ میاں ریاض حشمت جنجوعہ کو قید تنہائی میں یا ایک ایسے تھانے میں رکھا جائے جو اس کے گھر سے ۴۰ کلومیٹر دور تھا یہاں تک ان کے اپنے عزیز و اقارب کی بھی رسائی نہ ہو جہاں اس کو کھانے پینے کا بھی پوچھا نہ جائے اور دیگر سہولتیں بھی مہیا نہ کی جائیں اتنی دور ان کو لے جا کر بند رکھا اس سے بھی کوئی

vested interest معلوم ہوتا ہے۔

جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے معزز رکن کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن کا استحقاق مجروح ہونے سے میرا اپنا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آج ایک معزز رکن کے ساتھ ایسا سلوک ہوا کل کو کسی دوسرے کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ کسی تیسرے کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے

جناب والا میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے پرزور الفاظ کے ساتھ استدعا کرتا ہوں کہ اس واقعہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس کی چھان بین کروائی جائے جو بھی برے معزز رکن کے ساتھ ہوا ہے ان کی حق رسی کی جائے۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب اس میں ذرا میری راہنمائی فرمایئے کہ ایک معزز رکن کے استحقاق کا معاملہ دوسرے معزز رکن پیش کر سکتے ہیں۔

میاں محمد رفیق۔ جناب والا بالکل کر سکتے ہیں سابقہ روایات بھی اس معزز ایوان کی ہیں کہ کسی دوسرے معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس کو ایوان کا استحقاق سمجھا گیا ہے۔

جناب سپیکر میں بھی آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے بتایا جائے۔ آپ اس کے متعلق کسی رول کا حوالہ دے سکیں گے یا کسی پریسیڈنٹ کا حوالہ دے سکیں گے۔ میاں افضل حیات صاحب آپ کچھ بتا سکیں گے۔

میاں محمد افضل حیات۔ اس سلسلے میں اگر ایک جنرل رول کو مدنظر رکھا جائے تو ایک معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ کیونکہ ریاض حشمت جنجوعہ کے متعلق ان کی یہ شکایت نہیں ہے کہ ان کو جیل میں کیوں ڈالا گیا یا ان کو حراست میں کیوں رکھا گیا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ جب ایک رکن کو حراست میں لیا گیا اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ ایک صوبائی اسمبلی کا ممبر ہونے کی حیثیت سے موزوں نہیں تھا۔

جناب سپیکر: میں واقعات دریافت نہیں کر رہا، میں قواعد کی بات پوچھ رہا ہوں۔

میاں محمد افضل حیات: اس حساب سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے جب ایوان کا استحقاق مجروح ہو تو پھر کوئی بھی رکن اس کے متعلق بات کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر اس میں آپ مجھے کوئی پریسیڈنٹ بتا سکیں گے یا کوئی قواعد کا حوالہ دے سکیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر میں آپ کی توجہ مسئلہ استحقاق میں قاعدہ ۵۳ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں "ہر رکن مجاز ہوگا کہ وہ سپیکر کی رضامندی سے کسی رکن یا اسمبلی یا کسی مجلس کے استحقاق کی پامالی سے تعلق رکھنے والے کسی مسئلے کو اٹھائے"

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر، قائد حزب اختلاف نے جو تشریح کی ہے، مجھے اس پہ افسوس ہوا ہے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بات بڑی واضح ہے کہ اگر کسی ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو وہی تحریک استحقاق پیش کر سکتا ہے۔ جہاں تک دوسرے ممبر کے استحقاق کے مجروح ہونے کا تعلق ہے، وہ ایوان میں موجود ہے اس کا تو کوئی مسئلہ استحقاق نہیں۔ وہ تو بیٹھے ہوئے ہیں ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ لیکن ایک دوسرا شخص یا ایک اور رکن اسمبلی کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے کہ استحقاق مجروح ہوا ہے تو ویسے بھی قانونی طور پر اس کا اطلاق تحریک استحقاق پر نہیں ہوتا اس میں الفاظ بڑے واضح ہیں۔ "Any member" یعنی کوئی رکن جو چاہتا ہے، وہ تحریک استحقاق پیش کرے کوئی ممبر اپنے استحقاق کے متعلق اسمبلی میں کوئی سوال اٹھا سکتا ہے جب وہ ممبر جس کا استحقاق مجروح ہوا ہو، جو ایوان میں بیٹھا ہوا ہے جس کے متعلق استحقاق کی بات ہو رہی ہے تو وہ خود کیوں نہیں کہتا کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے؟ وہ کسی کے ذریعے اپنے استحقاق کی بات نہیں کر سکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ واقعہ ۲۵۔ اگست کا ہے اور انہوں نے یہ تحریک استحقاق ۴ اکتوبر کو پیش کی ہے۔ آپ فیصلہ دے چکے ہیں کہ اس سلسلے میں قانون بڑا sensitive ہے۔ میں اس طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ میرے پیش نظر ہے لیکن اس مخصوص معاملے پر میں جاننا چاہتا ہوں کیونکہ اس کے بعد بھی اس نوعیت کی تحاریک استحقاق آنے کا امکان ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں قواعد خاموش ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ۵۳ پڑھیں:

A member may with the consent of the Speaker raise a question involving a breach of privilege either of a member or the Assembly or of the committee.

اس میں یہ واضح نہیں کہ ممبر کا استحقاق مجروح ہو تو وہ بات کرے گا۔

"Any of the members . . . " "A member may" آپ کی مرضی کے مطابق
اگر اس نے اپنے ہی استحقاق کی بات کرنی ہوتی تو پھر اس میں واضح ہوتا کہ either his
privilege as a member of the Assembly or of the committee.
یہ ضروری نہیں کہ اس کا اپنا ہی استحقاق مجروح ہو تو وہ اس کے متعلق ہی بات کرے۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب، آپ نے یہ تحریک استحقاق ۴۔ اکتوبر کو دی ہے جب کہ اسمبلی کا اجلاس یکم اکتوبر سے شروع ہے آپ کو جو پہلا موقع دستیاب تھا اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ لہٰذا میں آپ کو اس تحریک استحقاق کے پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی اگلی تحریک استحقاق ہے۔ لیکن آپ ایک نشست میں ایک ہی تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں ایک نشست میں دو تحاریک استحقاق قواعد کے مطابق پیش نہیں کی جا سکتیں چنانچہ اگلی تحریک استحقاق نمبر ۱ حاجی سردار خان صاحب کی طرف سے ہے۔

گرلز پرائمری سکول کی تعمیر کی منظوری کی منسوخی

حاجی سردار خان: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ مالی سال ۸۶۔۱۹۸۵ء کے دیہی ترقیاتی پروگرام کے لئے صوبائی اسمبلی کے تمام اراکین کو اپنے اپنے حلقہ نیابت میں عوامی مفاد کے تعمیراتی منصوبوں کی فہرست حکومت کو پیش کرنے کی ہدایت کی گئی جس ضمن میں ضلع قصور سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی کو اپنے اپنے علاقے کے لئے ترقیاتی منصوبے تجویز کرنے کا اختیار دیا گیا اور اس سلسلے میں اراکین اسمبلی ضلع قصور کا اجلاس ضلع کونسل کے دفتر میں زیر صدارت سردار عارف رشید صوبائی وزیر و چیئرمین اے ڈی پی کی صدارت میں ہوا جس میں میری تجویز پر میرے حلقہ نیابت کے علاقے کوٹ جلال دین بشمول موضع شاہدیں گرلز پرائمری سکول کی تعمیر اور اجراء کی منظوری دی گئی اور میں نے مذکورہ دیہہ کے اہالیان کو جا کر خوشخبری بھی سنا دی کہ آپ کے گاؤں میں گرلز پرائمری سکول کا اجراء اور تعمیر کی منظوری دی جا چکی ہے جس پر اہالیان دیہہ و علاقہ نے خوشی کا اظہار کیا اب مجھے پتہ چلا ہے کہ مذکورہ بالا گرلز پرائمری سکول کی تعمیر کی منظوری منسوخ کر دی گئی ہے جب اس امر کا اہالیان دیہہ اور علاقہ کو علم ہوا تو میرے صوبائی اسمبلی و حکومت کے خلاف نفرت کے

جذبات اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے جس کی وجہ سے اس معزز ایوان کے ایک رکن کی حیثیت سے میری عوامی مقبولیت متاثر اور میری شہرت خراب ہوئی ہے

مذکورہ بالا واقعات کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے میری تحریک استحقاق زیر بحث لائی جائے۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب! اس میں آپ کا استحقاق کیا تھا جو مجروح ہوا۔؟

حاجی سردار خان۔ جناب عالی، میں نے گذارش کی ہے کہ چونکہ میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں اور میرا رابطہ عوام کے ساتھ ہے حکومت کی طرف سے جو بھی منصوبے ملتے ہیں وہ عوام کا حق ہوتا ہے۔ میں نے اس کا ذکر اپنے حلقے میں جا کر کیا ہے لوگوں نے اس پر خوشی محسوس کی ہے لیکن جب یہ پتہ چلا کہ منصوبہ نہیں آیا تو وہاں میرے اور ایوان کے خلاف بھی نفرت پیدا ہوئی ہے یہ میرا استحقاق ہے جو مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر:۔ جناب وزیر قانون صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب، حکومت کے ترقیاتی منصوبوں میں کسی ممبر کا کوئی استحقاق نہیں ہوتا۔ کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ وہ فیصلے کرتی ہے۔ اس کمیٹی کے فیصلے کو بھی حکومت رد کر سکتی ہے۔ اس پر حکومت کا استحقاق ہے کہ وہ کس منصوبے کو منظور کرے کون سا منصوبہ قابل عمل ہے اور کون سا نہیں اور پھر یہ ڈیڑھ سال پرانے واقعے کی بات کر رہے ہیں۔ انہیں اس وقت یہ سوال اٹھانا چاہیئے تھا لہٰذا موجودہ صورت حال میں ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب، یہ گرلز پرائمری سکول کا معاملہ تھا اگر وزیر برائے منصوبہ بندی و ترقیات موجود ہوتے تو وہ آپ کی بات مان جاتے۔ اس میں آپ کا استحقاق مجروح ہونا تو بنتا نہیں۔

حاجی سردار خان: جناب والا! یہ بات نہیں ہے ہم نے ان سے از خود یہ درخواست نہیں کی تھی کہ ہمیں بلایا جائے۔ میٹنگ بلائی گئی ہے اور ہمیں میٹنگ میں بلا کر ہم سے منصوبے طلب کئے گئے ہیں وہ نوٹ کئے گئے ہیں اور ان کو منظوری کے لئے بھیجا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ آپ کے یہ منصوبے بن گئے۔ میں نے ابھی پتا کیا ہے کہ منصوبے پر ابھی تک عمل کیوں نہیں ہوا؟ تو معلوم ہوا ہے کہ وہ منصوبہ منظور ہی نہیں کیا گیا۔ میں نے تو علاقے کے عوام کو جا کر

اطلاع دی تھی کہ آپ کا منصوبہ منظور ہو گیا ہے اور یہاں بن جائے گا۔ چونکہ میرا تعلق ہمیشہ عوام سے رہتا ہے، میں ان کے پاس جاتا ہوں یہ بات ضروری ہے کہ میں ان سے ایک بات کہتا ہوں اور مجھے وہ جھوٹا کہتے ہیں کہ یہ جھوٹا آدمی ہے اور یہ اسمبلی کے ارکان سب کے سب جھوٹے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں، میں ایک چیز عرض کرنا چاہتا ہوں۔ استحقاق کا معاملہ ہو یا التواء کار کا، اس میں حقائق اور واقعات کتنے ہی اہمیت کے حامل کیوں نہ ہوں سپیکر کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ فیصلہ کرتے وقت واقعات کی طرف جائے کہ واقعات اہمیت کے حامل ہیں معاملہ جائز ہے لہٰذا اس کو admit کرنا چاہیئے سپیکر نے جو چیز دیکھنی ہے اس میں رولز بھی یہی کہتے ہیں اور precedents بھی یہی کہتے ہیں کہ سپیکر نے صرف میرٹ پر جانا ہے اور اس نے میرٹ دیکھنا ہے کہ قواعد کے مطابق اس کی کیا پوزیشن ہے۔ یعنی کیا قواعد وضوابط اس کی اجازت دیتے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق پیش کی جائے اس میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ معاملہ آپ نے ۵۔ اکتوبر کو پیش کیا جبکہ آپ کو یہ معاملہ یکم اکتوبر کو پیش کرنا چاہیئے تھا۔

حاجی سردار خان: جناب والا مجھے تاریخ کو پتہ چلا ہے کہ وہ منصوبہ نامنظور ہو گیا۔

جناب سپیکر: آپ کو ۴ اکتوبر کو پتہ چلا میں آپ کو واضح کر دینا چاہتا ہوں اس پر پہلے بھی رولنگز آچکی ہیں۔ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے یہ جو ترقیاتی سکیمیں ہیں یہ آئین میں یا کسی قانون میں اس کا اختیار یا استحقاق نہیں دیا یہ معاملات ایک انتظامی آرڈر کے تحت چل رہے ہیں اس لئے ان میں استحقاق کی پامالی کا سوال نہیں ہوتا۔

حاجی سردار خان: جناب والا اگر یہی بات تھی کہ یہ معاملہ انتظامیہ کا ہے تو اس میں ممبران کو کیوں ملوث کیا گیا تھا یہ منصوبے انتظامیہ خود چلاتی رہتی۔ ہمیں بلا کر یہ منصوبے کیوں تقسیم کئے گئے۔

جناب سپیکر: میں انتظامیہ کی بات نہیں کر رہا یہ ایڈمنسٹریٹو آرڈر کی شکل میں یہ معاملہ ہے۔ اس پر میرا فیصلہ یہ ہے کہ یہ تحریک بے ضابطہ ہے میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔

مولانا غیاث الدین احمد: جناب سپیکر میری عرض یہ ہے کہ اگر ہماری ان پر کوئی رائے نہیں ہے تو اس پر ہمیں اعتراض ہے۔ اگر ممبروں کا کوئی حق نہیں تو ہم سے کبھی منصوبے طلب نہ کئے جائیں اس لئے اگر ان میں ہماری رائے کا کوئی دخل نہیں تو اس سے ہماری بدنامی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب اس بات کو کسی اور وقت کے لئے رکھ لیں جناب میاں محمود احمد

صاحب کی تحریک استحقاق ہے میاں صاحب اسکو التواء میں رکھ لیں۔

میاں محمود احمد: اس کو آج کے لئے ملتوی کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کو ملتوی کر دیتے ہیں چوہدری محمد اشرف صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔

چوہدری محمد اشرف: میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلی استحقاق قواعد کے مطابق پیش نہیں کی جاسکتی۔ تحریک استحقاق نمبر ۲۱ مولانا غیاث الدین صاحب کی طرف سے ہے۔

چوہدری محمد اشرف: جناب سپیکر میں نے ۱۹ واپس لی ہے میری ۲۰ نمبر ملتوی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے مجھے پتہ ہے کہ ۱۹ کو واپس لیا ہے ۲۰ ملتوی ہے۔

نشان زدہ سوال نمبر ۱۲۸۲ کے غلط جواب کی فراہمی

مولانا غیاث الدین احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم میں حال ہی میں وقع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ آج میرے سوال نمبر ۱۲۸۲ کا جواب جناب وزیر مواصلات و تعمیرات صاحب نے جو دیا ہے اس کے غلط ہونے کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے مثلاً میرے سوال کی جز (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ یہاں زیر زمین نالیاں بنا رہا ہے تاہم سڑک کی مرمت کا کام جاری ہے بالکل غلط ہے۔ سڑک کی مرمت نہ کی گئی ہے اور نہ مرمت جاری ہے۔

رکن اسمبلی کے استحقاق کی بحالی کی خاطر اسے اسمبلی میں زیر بحث لانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: میں نے بہت عرصے کا یہ سوال شکر گڑھ بائی پاس روڈ کے متعلق پیش کیا تھا ہمارے شکر گڑھ میں لاری اڈہ شہر سے باہر بغیر بائی پاس روڈ کے بنا دیا گیا جس کی وجہ سے اہالیان شکر گڑھ کو یہ تکلیف ہوئی کہ لاری اڈہ تک پہنچنے کے لئے لاریاں شہر میں مصروف ترین سڑکوں سے گزرتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر وقت حادثات کا خطرہ اہالیان شکر گڑھ کے سر پر منڈلاتا رہتا ہے میں نے

وزیر مواصلات کی توجہ سوال کے ذریعے مبذول کرائی کہ فوری طور پر بائی پاس تعمیر کی جائے تاکہ یہ آئے روز کا خطرہ ٹل جائے اس کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا کہ ہمارے پاس چونکہ فنڈز نہیں ہیں جس کی وجہ سے فوری طور پر بائی پاس روڈ بنانا ناممکن ہے اور شہر سے جو سڑک گزر رہی ہے اور شہر کے مین بازار سے ٹریفک جاری ہے۔ اس ٹریفک کو جاری رکھنے کے لئے ہم نے اس کی تعمیر کر دی ہے۔ یہ کہنا کہ تعمیر کر دی گئی ہے یہ بالکل غلط ہے اس سڑک کو جا کر دیکھ لیا جائے وہ بالکل ٹوٹی پھوٹی ہے اور اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے کہ ڈبے میں جامن کو نمک لگا یا گیا ہو جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے اس محکمہ نے اور ہائی ویز کے محکمہ نے وزیر مواصلات کو غلط رپورٹ دی ہے کہ وہ سڑک مرمت کر دی گئی ہے۔ اس وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے میں یہ اپیل کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس سڑک کی تعمیر کرنے کا یا مرمت کرنے کا جو جواب دیا گیا ہے اس کی تحقیق کر لی جائے۔ تحقیق کے بعد پتہ چل جائے گا کہ آیا سڑک بنائی گئی ہے یا آگے سے بھی زیادہ سڑکوں کو اکھاڑ دیا گیا ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر متعلقہ وزیر صاحب بہاولپور دورے پر گئے ہوئے ہیں میری تجویز ہے کہ اس کو ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب متعلقہ وزیر بہاولپور دورے پر گئے ہوئے ہیں موجود نہیں اس کو ملتوی کر لیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

مولانا غیاث الدین احمد: ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر: اس کو ہم ملتوی کرتے ہیں اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر ۹ میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا نے اس تحریک التوائے کار کو ملتوی کر دیا تھا اور میں نے اس پر گزارشات عرض کر دی تھیں اگر جناب والا اس پر دوبارہ گذارشات چاہتے ہیں تو میں دوبارہ اپنی گذارشات پیش کر دیتا ہوں حکومت کی طرف سے اس کا جواب آنا تھا آپ ان سے معلوم کر لیں کہ انہوں نے اس کا جواب تیار کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پیش کر چکے تھے۔

میاں محمد اسحاق: میں اس کو پیش کر چکا تھا اور اپنی گذارشات بھی عرض کر دی تھیں۔

وزیر زراعت: جناب والا میں اس کے متعلق عرض کروں کہ جس کا ذکر میاں صاحب نے کیا ہے یہ باغ جناح میں ہم نے ریل کی پٹڑیاں بچھائیں تھیں اور اس کی ۷۰۰ فٹ لمبی لائن ہے اور اس کی چار بوگیاں ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا بذات خود باغ جناح کی ٹرین کے لئے اور اسے جدید بنانے کے لئے اور دیگر تفریحی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے معائنہ کیا تھا اور ہمیں ہدایات دیں کہ ان کو بہتر بنایا جائے اور بچوں کے کھیلوں کے لئے مختلف سہولتیں مہیا کی جائیں اس میں ریل کی پٹڑی بھی شامل ہے ——— یہ مکینکل ریل نہیں بلکہ اسے بچے پیڈل سے چلاتے ہیں۔ سات آٹھ بچے اس پر بیٹھ جاتے ہیں اور پاؤں پیڈل پر رکھ کر اسے چلاتے ہیں۔ اس کا اتنا وزن نہیں ہوتا اور کسی وقت بھی ایسا امکان موجود ہوتا ہے کہ بچوں کی آپس کی کھینچا تانی میں وہ پٹڑی سے اتر سکتی ہے لیکن میاں صاحب کی شکایت پر میں نے خود اس کا معائنہ کیا ہے وہ صحیح حالت میں ہے۔ اگر کبھی کوئی چھوٹی موٹی معمولی سی شکایت پیدا ہوتی ہے تو مکینک موجود ہوتے ہیں اور وہ اسے درست کر دیتے ہیں پیڈل وغیرہ یا بچوں کی کھینچا تانی میں ایسا ممکن ہے کہ کسی وقت بوگی کو پٹڑی سے اتار لیا گیا ہو یا گر پڑی ہو ورنہ اس میں کوئی نقص موجود نہیں۔ اس پر پیسہ ضائع نہیں ہوا اور اس کی مناسب دیکھ بال ہو رہی ہے اور انتہائی ضروری ہے یہ سہولت بچوں کے کھیل کے لئے مہیا کی گئی ہے اور یہ جناب چیف منسٹر صاحب کی اجازت سے باغ کو خوبصورت بنانے کے لئے لاہور کو مہیا کی گئی ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی مجھے امید ہے کہ یہ بات آپ کو satisfy کرے گی اور آپ اسے پریس نہیں کریں گے۔ بہت شکریہ۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ جو کچھ باغ کے لئے کیا گیا ہے یہ اہل لاہور کے لئے بہتر کیا گیا ہے اور میں مشکور ہوں۔ مگر جہاں تک اس کے کام کی کارکردگی کا تعلق ہے وہ ناقص ہے اور دو مہینے کے بعد بھی یہ چیز نظر آ رہی ہے حالانکہ اس پر ہزاروں روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے اور اخبار کے رپورٹر حضرات نے بھی دیکھا ہے اور جو تصویر اخبار میں شائع ہوئی ہے میرے پاس ہے یہ ریل اور جو پٹڑی بنائی گئی ہے اس میں کافی نقص ہے اور یہ ناقابل استعمال ہے دیکھنا یہ ہے کہ کسی چیز کا اگر ٹھیکہ دیا جائے اور وہ ٹھیک بنے اور

دو مہینے کے بعد ہی وہ خراب ہو جائے تو اس نئی چیز کی کچھ نہ کچھ تو میعاد ہونی چاہیئے۔ سال دو سال یا کچھ عرصہ تو میعاد ہونی چاہیئے۔ وہ تو دو مہینے کے بعد ہی ناقابل استعمال ہو چکی ہے اور ایک طرف علیحدہ ہی پڑی ہے اور استعمال ہی نہیں ہو رہی۔ اس میں یہ دیکھنا ہے کہ جب یہ سڑک بنائی گئی تھی اس کا سپروائزر کون تھا کون اس پر نگران تھا جس کے سامنے اتنا ناقص میٹریل استعمال ہوا اور اس کے نتائج یہاں پر نہیں بتائے گئے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ ٹھیکے داری کا نظام جو چلا آ رہا ہے یہ بہت پرانا ہے اور اس میں یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی ٹھیکے دار دو تین کوٹیشنیں لا کر پیش کر دیتا ہے اور وہ ٹھیکہ لے کر اس میں سے پیسے خورد برد کرتا ہے لہٰذا حکومت کو ایسا طریقہ کار وضع کرنا چاہیئے اور صحیح آدمی کو ٹھیکہ ملنا چاہیئے تاکہ جو بھی پیسہ ہو وہ صحیح استعمال ہو اور عوام کے پیسے کا صحیح مصرف ہو سکے۔ اس میں جو بھی کام ہو رہے ہیں اور میں نے کل بھی ایک سڑک کا ذکر کیا تھا ہم نے تو حکومت کے یہ گوش گزار کرنا ہے کہ عوام کے پیسہ کا صحیح استعمال ہونا چاہیئے اس کا ضیاع نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ کے کاموں کو appreciate کرتے ہیں جو کام کیا گیا تھا ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے۔ ہم یہ عرض کر رہے ہیں کہ جو کام موقع پر ہوا ہے وہ ناقص ہے اور اس میں میٹریل صحیح استعمال نہیں ہوا۔ چہ جائیکہ یہ کچھ دیر کے لئے اہل لاہور کے لئے استعمال کا باعث بنتا اور لوگ اس سے استفادہ کرتے اور آپ کی کارکردگی کو سراہا جاتا اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہوتا یہ ہے کہ جب عوام کا پیسہ لگتا ہے اس کا صحیح مصرف نہیں ہوتا بلکہ یہ حکومت کی بدنامی کا باعث بنتا ہے۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور): جناب سپیکر۔ میاں صاحب نے میری بات شاید غور سے نہیں سنی۔ میاں صاحب ابھی میرے ساتھ چلیں وہ چالو حالت میں ہے

اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ کوئی میٹریل ناقص نہیں ہے وہ چھوٹی چھوٹی بوگیاں بچوں کے استعمال کے لئے ہیں۔ ان کی تصویر اب بھی اتاری جا سکتی ہے بچوں کے کھیلنے سے بوگی کسی وقت بھی گر سکتی ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور نہ ہی ناقص میٹریل ہے۔ میٹریل بہت اچھا استعمال ہوا ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے اس میں پیسہ صحیح استعمال ہوا ہے۔ اس کی صحیح سپروژن کی گئی ہے اور اب بھی سپروژن کی جا رہی ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اس میں کوئی کوتاہی نہ ہوئی ہے نہ ہو گی۔ وہ بوگیاں صحیح حالت میں ہیں اور چالو حالت میں ہیں ویسے تو وہ بوگیاں بچوں کے لئے

ہیں لیکن اگر آپ چلیں تو ہم آپ کو ان پر بیٹھا کر کسی بچے سے پیڈل سے چلوا کر آپ کو سیر کروا سکتے ہیں۔ اس میں کسی قسم کا نقص نہیں ہے۔ آپ کسی وقت میرے ساتھ چلیں میں آپ کو اس کا معائنہ کروا دوں گا اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ ہم آپ کو باقاعدہ اس گاڑی پر بیٹھا کر سیر کرائیں گے اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو پیڈل بھی خود ہی چلائیں اس کا وزن تھوڑا سا کم ہے۔

چوہدری فضل حسین راہی۔ جناب والا میرا خیال ہے کہ پوری کابینہ کو اس گاڑی پر بیٹھا کر چکر لگوا دیا جائے۔

وزیر زراعت: میرا خیال ہے کہ پہلے آپ خود جا کر اس کا تجزیہ کر لیں۔ اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو پھر کابینہ بھی اس کے لئے تیار ہو گی۔

ایک معزز ممبر۔ جناب والا۔ میرا خیال ہے کہ اس کا ٹھیکہ میاں صاحب کو دے دیا جائے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم اس کے نقائص دور کر دیں گے۔ اگر ہم نقائص دور نہ کر سکے تو آپ ہمارے لئے سزا منتخب کریں اور ہم وہ سزا انشاء اللہ بھگتنے کے لئے تیار ہوں گے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب! جناب وزیر زراعت صاحب کی اس بات کے بعد آپ کا کیا ارشاد ہے؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا۔ عرض یہ ہے کہ اگر چوہدری صاحب ہمارے ساتھ وہاں جا کر معائنہ کرنے کے لئے تیار ہوں اور ہمیں بھی وہاں ٹرین میں بٹھائیں تو میں اپنی تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ پہلے پیش کش کر چکے ہیں

وزیر زراعت: جناب والا میں پہلے پیشکش کر چکا ہوں۔

میاں محمد اسحاق۔ ٹھیک ہے جناب۔ تو میں اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ واپس لیتے ہیں۔ یہ میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے تحریک التوا کار ہیں جو واپس ہو گئی ہیں اس کے بعد جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التوا کار ہے جو امن عامہ کی صورت حال میں زیر بحث لائی جا سکتی ہے ان کی اگلی تحریک التوا نمبر ۱۴ ہے یہ بھی امن عامہ کی صورت حال میں زیر بحث لائی جا سکتی ہے ان کی اگلی تحریک التوا نمبر ۱۵ ہے وہ بھی امن عامہ کی صورت حال میں زیر بحث لائی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ یہ ۱۶ نمبر تحریک التوائے کار بھی امن عامہ سے متعلق ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ میری تین تحاریک التوائے کار جو کہ امن عامہ کے متعلق تھیں، وہ جناب نے موقوف کر دی ہیں ان کے متعلق تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن تحریک التوائے کار نمبر ۱۶ ایک مخصوص معاملہ سے متعلق ہے جس میں سیاسی کارکنوں کا بوری کے مقدمات میں ریمانڈ حاصل کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا امن عامہ سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ اپنی نوعیت کا واحد معاملہ ہے۔ ایک ایسی حکومت کے دور میں جو کہ حقوق شرافت اور آزادی کی علمبردار ہے۔ اس لئے میری یہ گذارش ہے کہ تحریک التوائے کار نمبر ۱۶ کو بطور تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

سیاسی مخالفین کی ایذارسانی

جناب سپیکر :۔ جی آپ تحریک التوائے کار نمبر ۱۶ پیش کیجئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ جناب والا، میں ایک ایسے واضح معاملہ پر جو حالیہ واقعات سے متعلق ہے اور فوری اہمیت کا حامل ہے بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی کے التوا کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۱۰ اگست کی شام ایم۔ایس۔ڈی کے چار کارکنوں کو جھنگ میں جلوس نکالنے پر گرفتار کیا گیا۔ ۱۱ اگست کی صبح انہیں ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں جوڈیشل ریمانڈ پر بھیج دیا گیا۔ ۱۳ اگست کو تھانہ صدر پولیس نے چوری کے ایک عدم پتہ مقدمہ میں ان کا جسمانی ریمانڈ حاصل کر کے تھانہ کی حوالات میں اخلاقی مجرموں کے ساتھ بند کر دیا۔ ۱۸ ستمبر تک انہیں تنگ و تاریک حوالات میں رکھ کر اذیت ناک سلوک کیا گیا۔ چوری کے جس مقدمہ میں ان سیاسی کارکنوں کی تذلیل کی گئی اس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے یہ مقدمہ نمبر ۵ بجرم ۳۸۰ ت پ مورخہ ۸۶-۱-۵ کو رورل ڈسپنسری کھیانہ کے ڈسپنسر ملک یوسف علی کی تحریری درخواست پر درج ہوا۔ مدعی کے بیان کے مطابق وہ رورل ڈسپنسری کھیانہ میں بطور ڈسپنسر تعینات ہے مورخہ ۸۵-۱۲-۱۶ کو اس کا تبادلہ ناصر آباد ہو گیا۔ اس نے اپنا سامان ناصر آباد لے جانے کے لئے ایک ٹرالی میں رکھا۔ اپنا لائسنس ریوالور اور ساڑھے تین تولہ سونا ایک تولیہ میں لپیٹ کر بیٹھک میں چارپائی پر رکھ دیا جاتے وقت اسے یہ سامان اٹھانا یاد نہ رہا۔ جب وہ اپنا سامان ناصر آباد پہنچا کر واپس آیا تو اس کا ریوالور اور سونا موجود نہ تھے اس وقت چوکیدار مسمات

نوراں نوکرانی اور اسلم کھوکھر جس کی ڈسپنسری میں زیر علاج تھی موقع پر موجود تھے دریافت کرنے پر انہوں نے ریوالور اور سونا کے متعلق لاعلمی کا مظاہرہ کیا مقدمہ درج ہونے کے بعد تھانہ صدر پولیس نے تفتیش کی۔ چوکیدار، نوکرانی اور اسلم کھوکھر وغیرہ کو شامل تفتیش کیا گیا۔ گو برآمدگی نہ ہو سکی اور مقدمہ کو عدم پتہ قرار دے کر مثل داخل دفتر کر دی گئی۔ اس کے آٹھ ماہ بعد علی آفتاب سیال، صدر پی۔ ایس۔ ایف جھنگ، محمد اسلام سیال، مزدور لیڈر سرفراز سیال اور محمد خان سیال جو کہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے جرم میں گرفتار ہو کر جیل میں تھے ان کا ریمانڈ حاصل کر کے اس مقدمہ کی تفتیش دوبارہ شروع کی گئی۔

عالی جاہ! ان سیاسی کارکنوں سے مال مسروقہ تو برآمد نہ ہو سکا مگر شرافت کا پرچار کرنے والی حکومت کا اصل روپ عوام کے سامنے آگیا جمہوری حقوق اور آزادیوں کی بحالی کا دعویٰ کرنے والوں کے نقاب اتر گئے۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اختلاف رائے کرنے والوں کا چوری کے مقدمات میں جسمانی ریمانڈ لے کر تھانوں کی حوالات میں اذیتیں دینا جمہوریت کا کون سا اصول ہے؟ شرافت کا کون سا ضابطہ ہے؟ اور آزادی کی کتاب کا کونسا باب ہے! سیاسی کارکنوں کے خلاف تشدد، گھٹیا ہتھکنڈے استعمال کرنے کے خلاف عوام میں خوف و ہراس، اشتعال اور غم و غصہ کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے سیاسی کارکنوں کا چوری کے مقدمات میں ریمانڈ حاصل کرنا ایک شرمناک واقعہ ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس واقعہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایم آر ڈی کی تحریک کے دوران نہ صرف ان چار سیاسی کارکنوں کا بلکہ دیگر جھنگ کے بہت سے وکلاء کے خلاف بھی ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۴ کے تحت۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب، یہ آپ کی تحریک التوائے کار ایک self explanatory ہے۔ یہ کافی لمبی ہے آپ نے پڑھ دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے جناب وزیر قانون اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر سب سے پہلے یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار بہت دیر سے دی گئی۔ یہ واقعہ اگست کا بیان کرتے ہیں، اور ۲ ستمبر کو تحریک التوائے کار آتی ہے پھر جناب یہ ایک انتظامی معاملہ ہے کہ مجرم کو پیش کیا گیا ہے اس کا جسمانی ریمانڈ لیا گیا ہے اس میں کسی کا بھی استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ استحقاق کی تحریک نہیں ہے جناب۔

MINISTER FOR LAW: If it relates to action taken by authorities in due administration of law.

اس لئے کوئی استحقاق نہیں بنتا ہے۔ I am sorry جہاں تک تحریک التوا کا تعلق ہے، بات یہ ہے کہ انہیں شبہ ہوا۔ ان کا جسمانی ریمانڈ لیا گیا، ان کی تفتیش ہوئی۔ اس میں کون سی ایڈ حرنمنٹ موشن قابل غور ہے جالیہ واقعہ بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کا یہ مطلب ہے کہ یہ زیر سماعت ہے ..... جنجوعہ صاحب آپ نے وزیر قانون کے ارشادات سنے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جی ہاں، جناب والا سنے ہیں، کچھ سمجھ آئے ہیں کچھ نہیں آئے جو آئے ہیں انکے بارے میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ زیر سماعت ہے معاملہ عدالتی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا۔ اس میں عدالت کا کیا تعلق ہے۔ عدالت اس میں نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ انہوں نے یہ نہیں کہا۔ آپ نے ان کی رہنمائی کی۔

جناب سپیکر۔ نہیں نہیں، انہوں نے کہا ہے۔

وزیر قانون۔ عدالت میں نہیں ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ عدالت میں ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ یہ ایڈمنسٹریشن آف لاء کا معاملہ تھا۔ اب ختم ہو چکا ہے۔ اس پر کوئی تحریک التوائے کار اب نہیں آسکتی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ وہ فرما رہے ہیں کہ یہ عدالتی مسئلہ ہے۔ یہ عدالتی مسئلہ نہیں ہے سراسر انتظامی مسئلہ ہے۔ ان کارکنوں کو ۱۲ اگست کی شام کو جیل میں بھیجا گیا اور اس کے بعد وہ دس دن تک جیل میں رہے اور اس کے بعد جب انتظامیہ کو اور وہاں کے ڈپٹی کمشنر کو یہ پتہ چلا کہ عدالت ان کی ضمانت لینے والی ہے تو اس پر انہوں نے چار کارکنوں کا جسمانی ریمانڈ حاصل کیا اور آٹھ دن تک تھانے میں ان کی تذلیل کی گئی۔ ان پر تشدد کیا گیا اور وہ تمام معزز خاندانوں کے افراد ہیں، ایک پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کا وہاں کا صدر ہے دوسرا مزدور یونین کا پراپیگنڈہ سیکرٹری ہے تیسرا پیپلز پارٹی کا لیڈر ہے اور چوتھا ایک معزز کاشتکار ہے۔

ان کا ریمانڈ حاصل کر کے تھانہ میں چوری کے ایک مقدمہ میں ان کی تذلیل کی گئی۔ اگر یہی قانون ہے جس کا وزیر قانون حوالہ دے رہے ہیں تو پھر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی لاقانونیت میں ہمارے جیسے لوگوں کا زندہ رہنا بڑا مشکل ہے جو اپنے ضمیر کے مطابق بات کرنے کے عادی ہیں، جناب والا! یہ کیا قانون ہے، وزیر قانون کو خود اس بات کا افسوس ہونا چاہیئے کہ جن لوگوں کو جوڈیشل لاک اپ میں بھیجا جا چکا ہے ان کو دوبارہ جیل سے نکلوا کر ان کا جسمانی ریمانڈ حاصل کیا گیا ہے اور آٹھ دن تک تھانے میں ان کی تذلیل کی گئی ہے۔

وزیر قانون (جناب تعزیرات پاکستان ایک قانون ہے جس کے تحت یہ تمام کارروائی کی گئی ہے۔ سی آر۔ پی۔ سی ایک پروسیجرل لا ہے جس کے تحت کارروائی کی گئی ہے یہ قانون کے تحت کی گئی ہے غیر قانونی کوئی حرکت نہیں کی گئی ہے اگر قانون کے تحت کوئی کام کیا جاتا ہے تو اس پر کوئی تحریک التوائے کار نہیں آسکتی ہے۔ کرفیو پر نہیں آسکتی ہے، دفعہ ۱۴۴ پر نہیں آسکتی ہے۔ تو جب ایک مجسٹریٹ کو یہ اختیار ہے کہ کوئی ایکٹ کرے تو اس پر کوئی کسی قسم کی تحریک التوائے کار نہیں آسکتی ہے۔

This is just for the administration of law

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔ راہی صاحب یہ رولز کی بات ہو رہی ہے۔ قواعد کی بات ہو رہی ہے جناب فضل حسین راہی۔ میں وہی عرض کر رہا ہوں، انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ قانون کی بات ہے اور مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ وہ کسی کو ریمانڈ دے، معاملہ یہ نہیں ہے جیسے یہ پیش کر رہے ہیں۔ معاملہ اس طرح سے ہے کہ چار آدمیوں نے گرفتاری پیش کی ہے اور وہ گرفتاری پیش کرنے کے بعد ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کے بعد ۱۸۸ کے تحت ان کے خلاف مقدمات درج ہوئے اور ان کو پکڑ کر ڈسٹرکٹ جیل میں بند کر دیا گیا ہے۔ جو ڈیشل لاک اپ میں بھیج دیا گیا ہے اب اس کے بعد جناب سپیکر، دیکھنے والی جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ یہ پنجاب اسمبلی پنجاب کا ایک اعلیٰ ترین ادارہ ہے اور یہاں پر میں یہ عرض کروں گا کہ آپ بھی اور ہم سب ممبران اسمبلی بھی اور جناب وزیر قانون صاحب بھی اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی ہم سب اس بات پر غور کریں کہ ان کی نیت کیا ہے۔ نیت کا معاملہ ہے۔ جناب سپیکر ان کی نیت یہ ہے جیسا کہ جناب ریاض عشمت مجوکہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ ۱۸۸ کا پرچہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے جناب سپیکر، اس کے تحت دو تین چار دن میں ضمانت ہو جاتی ہے لیکن ان لوگوں کا ریمانڈ چوری کے مقدمات میں حاصل کرنا، اگر حکومت اس

طرح سے چلتی ہے یا اس طرح سے خوف و ہراس پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے، تو اس سے لوگوں میں اضطراب پھیلنا قدرتی امر ہے جب بھی کہیں لاقانونیت ہوتی ہے چاہے وہ حکومت کی طرف سے ہو۔ اختیارات میں تجاوز ہو۔

لوگوں میں اضطراب پیدا ہوتا ہے لیکن اگر کسی واقعہ کی بنیاد پر کسی خطے کے لوگوں میں کوئی اضطراب پیدا ہوتا ہے تو ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس کو زیر بحث لاتے وقت وقوعہ پیدا کرنے والوں کی نیت کو دیکھیں اب سوائے اس کے اور کوئی نیت نہیں ہے کہ ان کو جیل میں رکھنا مقصود ہے اور جیل میں چونکہ وہ دفعہ ۱۸۸ کے تحت نہیں رہ سکتے، لہٰذا پرانی کسی فائل سے جس میں کوئی مقدمہ عدم پتہ ہے اس کے تحت ان لوگوں کو ملوث کیا گیا ان لوگوں کو بھی معلوم ہے۔ جن لوگوں نے انہیں ملوث کیا ہے کہ اس میں ان کا قصور نہیں ہے، ان لوگوں کو پتہ بھی ہے جن لوگوں نے ریمانڈ حاصل کرنے کے لئے کہا ہے کہ ان کا قصور نہیں ہے۔ عدالت کے مجسٹریٹ کو بھی معلوم ہے کہ ان کا قصور نہیں ہے، لیکن میرے خیال میں کسی اور طریقے سے ان کو جیل میں رکھنا ان کے بس میں نہیں تھا۔ کیونکہ جو لوگ جو ڈیشل لاک اپ میں ہیں ان پر وہ نیا پرچہ درج نہیں کر سکتے، یہ تو ہو سکتا ہے کہ اگر آدمی جو ڈیشل لاک اپ سے باہر ہو اور اس پر دو تین اور پرچے درج کر کے ملوث کر دے جناب سپیکر اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک کا کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو جائے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت ختم ہو جائے۔

چوہدری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک)۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ تحریک admit ہو چکی ہے جس کے تحت آپ اس پر عام بحث کی اجازت دے رہے ہیں۔ میرے خیال میں تو ابھی تک یہ تحریک admit بھی نہیں ہوئی اس لئے اس پر عام بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب فضل حسین راہی۔ ابھی تو اس کی admissibility پر بات ہو رہی ہے ابھی عام بحث کا آغاز نہیں ہوا۔ بہرحال یہ اسمبلی کی دخل اندازی کا مسئلہ ہے اور اس میں عقل کا بھی عمل دخل ہے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا! راہی صاحب کو نیتوں کا علم ہو گیا ہے، تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ سپیکر صاحب کی اس وقت کیا نیت ہے۔

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر مجھے تو یوں لگتا ہے کہ یہ پرچہ ایسے ہی درج ہوا ہے جیسے کسی وقت

میں چوہدری ظہور الٰہی مرحوم پر بھینسوں کی چوری کا پرچہ کروایا گیا تھا۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب یہ تو آپ نے واقعات کی بات شروع کر دی ہے۔ اس تحریک التوائے کار پر میں اپنا فیصلہ ملتوی کرتا ہوں تحریک التوائے کار کے لئے وقت ختم ہو گیا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر بحث

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر اس وقت ایک معاملہ ہمارے ایوان میں زیر بحث ہے اور اب میرے خیال میں اس کی باری ہے اور وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ہے جناب سپیکر میں اپنی اطلاع کے لئے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس پر بحث کس لئے کی جا رہی ہے کیا ہم اس رپورٹ میں تبدیلیاں کر سکتے ہیں۔؟ یا پھر ہم کس نقطہ نظر سے اس رپورٹ پر بحث کریں گے اگر ہم اس سلسلے میں تجاویز پیش کریں اور اگر وہ درست ہوں تو کیا آپ انہیں تسلیم کریں گے۔

وزیر زراعت۔ (چوہدری عبدالغفور): جناب والا اس سلسلے میں، میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر۔ فرمائیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر ایوان کی اطلاع کے لئے یہ ایک بہت اچھا پوائنٹ ہے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا ایک آئینی تقاضا ہے ہمارے آئین کے تحت یہ ضروری ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ایوان کے سامنے پیش کی جائے اور فاضل اراکین اگر اس پر اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہیں تو اظہار کر سکیں۔ جناب سپیکر آپ کو علم ہو گا کہ اس رپورٹ کی کاپیاں پچھلے اجلاس میں مہیا کی گئیں تھیں اس رپورٹ کا کافی بڑا حجم تھا جس کی وجہ سے وہ تمام کاپیاں ایوان میں رکھ دی گئی تھیں اور تمام فاضل اراکین سے یہ گزارش کی گئی تھی کہ آپ ان رپورٹ کی کاپیاں حاصل کر لیں اور اگر اس پر اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہیں تو کر سکیں۔ اور اس نظریاتی کونسل کی کارکردگی پر بھی کوئی رائے دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں کیونکہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ حتمی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں فائنل اتھارٹی یہ معزز ایوان ہے۔ جو چیز صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار میں ہے اس کے لئے صوبائی اسمبلی کو کلی اختیار حاصل ہے اور جو چیز قومی اسمبلی کے دائرہ کار میں ہے اس کے لئے قومی اسمبلی کو کلی اختیار حاصل ہے۔ وہ ایک قسم کی مشاورتی کونسل ہے جو حتمی رائے کے لئے آپ کو رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ تو آپ اس نظریاتی کونسل کی رپورٹ

پر اپنے علم اور معلومات کے مطابق اس پر بحث کر سکتے ہیں یا اس کو نظر انداز کر سکتے ہیں لیکن یہ ایک دستور کی ضرورت ہے جس کو پورا کیا گیا ہے یہ اب آپ پر منحصر ہے کہ آپ اس پر جس انداز سے بحث کرنا چاہیں کریں اور اگر نہ کرنا چاہیں تو نہ کریں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت کی طرف سے یہ جو اتنی طویل اور لمبی چوڑی رپورٹیں ہمیں دی گئی ہیں اس بات کی وضاحت کر دی جائے کہ اس رپورٹ کو ایک ہی دفعہ میں wind up کرنا ہے یا ہر سال کی رپورٹ کو علیحدہ علیحدہ زیر بحث لانا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک فرمی کارروائی کی جا رہی ہے۔ اسلام کے ساتھ ہماری جو محبت اور لگاؤ ہے۔ حکومت کی طرف سے یہ ظاہر ہوتا ہے اور میں آپ کی خدمت میں یہ گوش گزار کروں گا کہ یہ رپورٹیں ۱۹۷۸ء۔ ۱۹۷۹ء سے لے کر ۱۹۸۴ء تک کی رپورٹیں یعنی اتنے سالوں کی رپورٹیں ایوان میں بیک وقت پیش کر دی گئی ہیں اور ایوان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ چند منٹ کے اندر اس پر اپنی رائے دیں۔ کیا ایسا ممکن ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا ممکن نہیں ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس پر اچھے طریقے سے بات ہونی چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس طرح اگر بات کریں تو کہیں گنہگار ہونے کا پہلو نہ نکل آئے۔ اتنی لمبی چوڑی رپورٹیں ہمارے سامنے رکھی گئی ہیں اور اور چند منٹوں کے اندر کہا گیا ہے کہ اس پر اپنی رائے دیں، میرے تو خیال میں یہ ناممکن ہے اور اسلام کے ساتھ۔۔۔

جناب سپیکر:۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کے متعلق جو آپ نے پہلی بات کی ہے کہ اس رپورٹ پر بحث صرف اسی اجلاس میں ہو گی یا آئندہ بھی ہو گی؟ کیا آپ یہی پوچھنا چاہتے تھے؟

میاں محمد اسحاق۔ جی میں یہی پوچھنا چاہتا تھا۔

وزیر زراعت:۔ جناب سپیکر اس سلسلے میں یہ عرض کروں اس اجلاس کے لئے جو دن مختص ہوئے تھے وہی رہیں گے، آئندہ اجلاس میں اس پر بحث نہیں ہو گی دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی ساری رپورٹ کو زیر بحث لانا ضروری نہیں ہے۔ قانون کی اور دستور کی ضرورت یہ ہے کہ آپ اس کا معائنہ کر کے اگر مقننہ کوئی قانون بنانا چاہے تو بنا سکے۔ آپ اسے یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ رائے دی ہے کہ فلاں قانون شریعت کے خلاف ہے یا یہ قانون بننا چاہیئے۔ اگر اس ایوان میں سے کوئی صاحب چاہیں تو اپنی طرف سے قانون سازی کر سکتے ہیں۔

یا اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کو موو کر سکتے ہیں کہ گورنمنٹ اس پر قانون سازی کرے یا ترمیم کرے۔ اس لئے اس کے مطالعے کے بعد آپ کے ذہن میں چند نکات ہونے چاہئیں کہ اس نکتہ پر قانون سازی ضروری ہے یا کہ اس مسئلے پر ترمیم ضروری ہے یہ کام گورنمنٹ کرے یا آپ کریں لیکن آپ کے یہ بات علم میں ہونی چاہیئے کہ نظریاتی کونسل نے کس کس میدان میں کتنا کام کیا ہے۔

Now, it is open to you to suggest for any new legislation or amendment in any existing law. There is no requirement before the House If you are satisfied that the present law in existence is in accordance with the Islamic Injunctions, or you cannot improve upon it, or you can suggest to amend the law then the Government can consider that suggestion. That is the requirement of the constitution and that is the whole purpose.

سید حسنات احمد۔ جناب والا اسلامی نظریاتی کونسل کی جو رپورٹ پیش کی گئی ہے اس رپورٹ کے مطالعہ کے لئے دو تین ماہ چاہئیں۔ میں نے تو تین چار روز سے اس کا مطالعہ کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ کم از کم کچھ تو میری سمجھ میں آسکے لیکن یہ رپورٹ اتنی طویل ہے کہ جب تک اس ساری رپورٹ کا باقاعدہ مطالعہ نہ کیا جائے کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ وہ یہاں آکر اس پر بحث کرے یہ اگر ویسے ہی رسمی کارروائی ہے تو علیحدہ بات ہے ورنہ اس رپورٹ کو پڑھنے کے لئے کم از کم دو تین ماہ چاہئیں۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پچھلے اجلاس میں مہیا کی گئی تھی اور اس وقت سے چار ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔

ملک اللہ یار خان۔ جناب والا! یہ درست ہے کہ یہ رپورٹ گذشتہ سیشن میں پیش کی گئی تھی اور ہو سکتا ہے کہ چند ایک اراکین نے اس کا مطالعہ بھی کیا ہو لیکن جناب والا عام طور پر دستور یہ ہے کہ جب بھی کوئی سرکاری بل یا کوئی اہم دستاویز یا رپورٹ ایوان میں سرکاری بنچوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہو تو اس کے لئے کم از کم ۱۵ دن سے ایک مہینے کا نوٹس بہت ضروری ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں کچھ ایسی روایت پڑ گئی ہے

کہ اسمبلی سیشن کے انعقاد کے بارے میں تو ہمیں اطلاع موصول ہو جاتی ہے لیکن اسمبلی سیشن میں جو

کارروائی ہوتی ہے یا جو کام کرنا ہوتا ہے اس کے بارے میں کوئی اطلاع موصول نہیں ہوتی ان تمام اراکین کو بلوں کے بارے میں رپورٹوں کے بارے میں مختلف مسودات کے بارے میں، اس وقت علم ہوتا ہے جب وہ یہاں لاہور پہنچ جاتے ہیں اور سیشن سے ایک یا دو دن قبل بلکہ بعض اوقات تو سیشن والے دن ہی سیشن شروع ہوتے ہی وہ رپورٹیں موصول ہوتی ہیں جناب والا! اس صورت میں یہ ممکن نہیں ہے کہ اتنی اہم دستاویز اور رپورٹوں پر اتنے مختصر سے نوٹس پر اراکین اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں یہ انتہائی اہم نوعیت کی رپورٹ ہے جس کو سالہا سال سے بہت ہی عرق ریزی اور کاوش سے مرتب کیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ان دنوں میں جبکہ ہمیں اس کا نوٹس سیشن کے پہلے دن یا ایک دن قبل موصول ہوا ہو کہ ہم روزمرہ کی کارروائی میں بھی حصہ لیں اور ساتھ ہی ساتھ اس رپورٹ کا بھی دقیق مطالعہ کر سکیں کہ اس پر ہم بحث کے لئے تیار ہو سکیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس رپورٹ کے لئے کوئی مناسب وقت دینا چاہیئے تاکہ ہم اس کا اچھی طرح سے مطالعہ کر سکیں اور اس ایوان میں اس موضوع کو زیر بحث لایا جا سکے تاکہ ہم انتہائی ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں اور اس میں جو خامیاں ہیں، کمزوریاں ہیں یا اس میں جو ترمیمات کرنا چاہتے ہیں ان کے بارے میں ہم نشاندہی کر سکیں۔ جناب والا! ایک اور روایت بھی ہے کہ جب بھی کبھی کوئی اہم دستاویز یا رپورٹ اس ایوان میں پیش کی جاتی ہے تو اس روایت کے مطابق یا اس کمیٹی کے چیئرمین نے پیش کرنا ہوتی ہے اور اس موضوع کو زیر بحث لانے کے لئے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہوتا ہے اس طرح جب اس رپورٹ کو بھی اس ایوان میں پیش کیا جائے تو اس وقت اس موضوع کو زیر بحث لانے کے لئے جو رپورٹ پیش کرنے والے ہیں اگر وہ قائد ایوان ہیں یا کیبنٹ کے کوئی اور رکن ہیں تو ان کو اس رپورٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار ضرور کرنا چاہیئے۔

<u>وزیر زراعت</u>۔ جناب والا کی اجازت سے میں عرض کر دوں کہ یہ میں نے بطور لا منسٹر کے اس ہاؤس میں گذشتہ سیشن سے پیوستہ سیشن جو تھا اس میں جو constitutional requirement کا عرصہ تھا وہ پورا ہو رہا تھا اس لئے یہ رپورٹس ایوان کی میز پر رکھ دی تھیں اس سیشن میں بھی موقع نہ مل سکا اور گذشتہ سیشن میں جناب والا ریکارڈ ملاحظہ فرمائیں گے کہ میں نے یہ assurance دی تھی کہ اگلے سیشن میں اس کو زیر بحث لایا جائے گا اس لئے اس رپورٹ کو پیش کئے ہوئے اب

تقریباً نو یا دس مہینے ہو چکے ہیں اور اگر نو دس مہینے کا عرصہ بھی اس کے مطالعہ کے لئے ناکافی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ نوٹس کیا دیا جا سکتا ہے۔ اس assurance کے compliance کے طور پر اس پر بحث کے لئے اس سیشن میں یہ دن رکھے گئے تاکہ ہم اپنی assurance کو پورا کر سکیں جہاں تک اس بحث کے آغاز کا تعلق ہے میں عرض کر دوں کہ اس پر گورنمنٹ کی طرف سے بحث کا آغاز نہیں ہوگا بلکہ یہ simply constitutional requirement ہے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہاں جو لیجسلیٹر موجود ہیں ان کے مطالعہ کے بعد اگر وہ پوائنٹ pick کرنے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس پر گورنمنٹ لیجسلیشن کرے تو وہ خود پوائنٹ لا سکتے ہیں گورنمنٹ کو suggest کر سکتے ہیں یا اگر وہ چاہتے ہیں کہ کسی existing law میں کوئی ترمیم ہو ان نظائر کی روشنی میں جو ہمارے سامنے نظریاتی کونسل نے رپورٹس کی شکل میں پیش کی ہیں کہ اسی موجودہ قانون میں ایسی ضرورت ہے یہ البتہ صحیح ہے کہ اس میں کافی محنت اور وقت ہوگی لیکن ہمارا یہ فرض ہے کہ ان رپورٹس کو دیکھ کر اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان کو زیر بحث لائیں تو پھر ان سے کچھ پوائنٹس بھی اخذ کریں اور موجود قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر اپنی تجاویز دیں کہ ہم اس میں کچھ ترامیم کرنا چاہتے ہیں نئی لیجسلیشن لانا چاہتے ہیں اور اگر وہ نہیں چاہتے ہیں تو پھر اس پر وہ خاموش رہ سکتے ہیں۔ یہ requirement کوئی ضروری نہیں کہ اس پر وہ ضرور بولیں لیکن گورنمنٹ کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کو وہ ہاؤس کے سامنے رکھے یہ ہاؤس کا استحقاق ہے کہ وہ ان رپورٹس کو پڑھ کر گورنمنٹ کو request کر سکے کہ آیا وہ اس میں کوئی ترامیم کرنا چاہتے ہیں یا نئی لیجسلیشن چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ نو دس مہینے کا sufficient نوٹس موجود ہے۔ یہ کہنا کہ اس میں دن بہت کم ہیں۔ نوٹس بہت دیر سے ملا یہ درست نہیں ہے۔ I thank you

<u>جناب فضل حسین راہی</u>: جناب سپیکر مسئلہ یہ نہیں ہے کہ وقت کم ملا ہے

<u>وزیر زراعت</u>: جناب سپیکر! یہ constitution کی کاپی آگئی ہے آپ کی اجازت سے میں چاہتا ہوں کہ جو constitutioal requirement ہے اس کو پڑھ دیا جائے تاکہ اگر وہ اس پر مزید کچھ کہنا چاہیں تو ایک ہی دفعہ فرما لیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی ارشاد فرمائیے۔

MINISTER FOR AGRICULTURE : Sir, it is Article 230 (4) at page 153 of the Constitution.

It says :-

Art 230 (4) The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and shall submit an annual interim report. The report, whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt, and (Majlis-e-Shoora) (Parliament) and the Assembly, after considering the report, shall enact laws in respect thereof within a period of two years of the final report.

تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب یہ رپورٹس ہاؤس میں law down کر دی جائیں تو دو سال کے اندر اندر اس پر لیجسلیشن کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ اپنے طور پر مطالعہ کر کے لیجسلیشن کرنا چاہتی ہے تو وہ ہم خود کریں گے یہ ہاؤس کی ایک prerogative ہے کہ ہاؤس اگر چاہے تو وہ اپنی طرف سے بھی کوئی suggestion لا سکتا ہے اور اگر کوئی ممبر چاہے تو وہ بھی اپنی طرف سے لیجسلیشن لا سکتے ہیں تاکہ یہ دو سال کا عرصہ ہاتھ سے نہ نکل جائے اور آپ حضرات کو یہ موقع مل سکے کہ اگر آپ چاہیں تو اس کی روشنی میں کوئی suggestion لائیں یا کوئی نئی لیجسلیشن لائیں۔ یہ requirement تھی جس کو ہم نے وقت پر پورا کیا اور ہاؤس کو ہم موقع دے رہے ہیں کہ اس پر بحث کر کے کوئی تجویز دینا چاہیں تو وہ دے سکیں۔

سید حسنات احمد شاہ۔ جناب سپیکر! ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ ہم اس کو ایک یا دو مہینے کے اندر پڑھ کر اس پر کوئی تجویز دے سکیں گے۔

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری غلام رسول صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے

چوہدری غلام رسول۔ جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس میں پانچ چھ موضوعات بڑے اہم ہیں جو ہمارے معاشرے کی قانون سازی سے متعلق ہیں اس لئے میری درخواست ہے کہ یہ جو پانچ چھ موضوعات ہیں ان پر بحث کے لئے دن مقرر کئے جائیں تاکہ ہم اس میں اپنی

تجاویز اور دلائل دے سکیں اس میں ہم موضوعات یہ ہیں۔

۱۔ قانون شفع

۲۔ قانون قصاص اور دیت

۳۔ قانون عشر و زکوٰۃ

۴۔ ہنگامی قانون مسلم عائلی قوانین

۵۔ صدود آرڈی ننس کا نفاذ۔

ان پر صرف ایک دن میں جو مجموعی بحث کرتا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس میں تجاویز بہت ضروری ہیں۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ یہ صرف پانچ بڑے موضوعات ہیں ان کو مختلف پانچ دنوں میں ایک گھنٹے کے لئے یا دو دو گھنٹے کے لئے رکھ لیں تاکہ ان پر الگ الگ بحث ہو سکے مثلاً اگلے دن کے لئے صرف قانون شفع رکھ لیں اس سے اگلے روز قانون زکوٰۃ و عشر اس سے اگلے روز قصاص اور دیت اور پھر اسی طرح اس ترتیب سے اس کو تقسیم کیا جائے۔

چوہدری غلام رسول۔ اس کو پیش کر دینا اور رسمی کارروائی پوری کر کے اس کو پاس کر دینا، اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس ایوان میں ماشاء اللہ بڑے بڑے قابل وکلاء بھی ہیں۔ اس پر بہت اہم تجاویز دی جا سکتی ہیں اس لئے ایک دو دن میں رسمی کارروائی پوری کر دینے سے انصاف نہیں ہوگا اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ رپورٹ جو بڑی محنت سے تیار کی گئی ہے اور بڑے بڑے عالم اور فاضل ارکان نے اس میں حصہ لیا ہے اس میں قانون حق شفع کو ہی لے لیں۔ اس پر چند تجاویز ایسی ہیں۔ مثلاً ایک ایک واٹر کورس پر جو Co-Sharer ہے اس کو حق دیا گیا ہے اگر وہ نہ ہو تو نہر پر جو موگہ جات آتے ہیں ان کے جو حصے دار ہیں ان کو حق شفع دیا گیا ہے یہ بڑا عجیب سا مسئلہ ہے مثلاً دوسرے گاؤں کا آدمی کسی دوسرے گاؤں پر حق شفع کر سکے گا۔ کیونکہ ایک واٹر کورس پر تو کچھ Co-Sharer ہیں۔ یہ۔ اہوں گے یا بیس ہو سکتے ہیں لیکن یہ اسی گاؤں کے ہوں گے اگر ایک نہیں کرے گا تو اس سے اگلا کر سکتا ہے اس میں بہت سی پیچیدگیاں ہیں۔ اس لئے ہیڈ واٹرز اور ایک ایک کر کے، ان پر بحث کی جائے

جناب سپیکر۔ شکریہ! چوہدری صاحب آپ کی بات ہو گئی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! آپ نے ہمیں ویسے ہی دور کر دیا۔ حج کے بعد تو اور قرب ہونا چاہیئے تھا۔ ایک ہم نامی تھی حج بھی ہم نے اکٹھا کیا تھا اب آپ کی نظر ہی نہیں پڑتی۔ میں تو کب سے کھڑا

ہوں۔ سب سے پہلے تو میں عرض کروں گا کہ۔۔۔۔۔۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! مجھے اس پہ اعتراض ہے کہ جس طرح مولانا صاحب کو کارنر کیا گیا ہے یہ اچھی بات معلوم نہیں ہوتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی پشت پناہی میں ہیں۔ جناب سپیکر میں گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے تو میں اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام پر صدر ضیاء الحق صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت خلوص سے ایک عظیم ذمہ داری کو نبھانے کے لئے۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ آپ اس سے بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں اس سلسلہ میں چند تجاویز دینا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر۔ آپ بحث کے لئے تجویز دینا چاہتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ بس ایسا ہی سمجھ لیں۔

جناب سپیکر میری عرض یہ ہے کہ اس پہ بحث تو شروع ہو چکی ہے اور جناب میاں محمد اسحاق کی بات جاری ہے۔ جس وقت بحث ہوگی تو میں میاں محمد اسحاق صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنی بات جاری رکھیں۔ یہ ابھی تو ابتدائی تجاویز ہیں جن کے بارے میں یہاں کچھ دوستوں نے کہا ہے کہ اس کیلئے وقت تھوڑا دیا گیا ہے جناب چوہدری عبدالغفور صاحب نے کہا ہے کہ رپورٹ پیش ہوئے دس مہینے ہو گئے ہیں اگر دس مہینے میں تیاری نہیں کر سکے اگر اور وقت دیا جائے تو کیا تیاری ہو گی اس پہ چوہدری غلام رسول صاحب نے کہا کہ اس کے ایک ایک باب پہ علیحدہ علیحدہ بحث کی جائے ان کے لئے علیحدہ علیحدہ ایام مقرر کئے جائیں تو اس پہ اگر آپ کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں تو وہ دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں پہلے تجویز ہی دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میری تجویز یہ ہے کہ چونکہ یہ سات سال کا ایک بہت بڑا عظیم ریکارڈ ہے اور اس میں تین قسم کے مسائل۔ بعض مسائل ہیں جو مرکز سے تعلق رکھتے ہیں بعض صوبے سے متعلق ہیں اور بعض مشترکہ ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارے سامنے ایک بہترین مثال صوبہ سرحد نے قائم کی ہے صوبہ سرحد اسمبلی نے ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے اس کمیٹی نے ان تمام مسائل کو جو صوبے سے متعلق تھے،

ان کو چھانٹ کر ان کے سامنے پیش کر دیا ہے کہ یہ ہمارے صوبے سے متعلق ہیں اور ان کو ہم قانون کے ضابطے میں لاتے ہیں اس طریقے سے اگر آپ ایک سب کمیٹی مقرر کر دیں تو اس کے ذمہ یہ کام لگایا جائے کہ وہ ان تمام سفارشات کو چھانٹ کر جو سفارشات ہمارے صوبے سے متعلق ہیں اور ہمارے دائرہ اختیار میں ہیں، ان کو تو وہ قانونی شکل میں پیش کریں اس لئے کہ جو سفارشات مرتب ہوئی ہیں جس قدر دینی اور دنیوی علوم کے ماہرین اکٹھے تھے ان سے بہتر ہمارے ہاؤس میں اور کوئی نہیں ہوگا۔ اس لئے ان مسائل کو چھانٹ کر لیجسلیٹو کے اسمبلی میں پیش کیا جائے کیونکہ پہلے بھی چھ سات سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے جو معاملات مرکز کے متعلق ہیں ان کے متعلق سفارشات کی جائیں کہ ان کو جلد از جلد قانونی شکل دے کر نافذ کیا جائے تب تو اس کا کوئی فائدہ ہے۔ ورنہ لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اور سات آٹھ سال کے طویل عرصہ میں جو ہمارے ملک کی دینی اور دنیوی مسائل پر دسترس رکھنے والے نمایاں ماہرین کی کمیٹی تھی۔ اس نے عرق ریزی کی، مغز خوری کی اور محنت کی۔ اس کی داد دینی پڑتی ہے اس پر ہم اگر ایسے ہی بولتے رہیں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا میری تجویز یہ ہے کہ آپ ایک ذیلی کمیٹی قائم کر دیں اور وہ کمیٹی اس پر غور کر کے اپنے ان مسائل کو علیحدہ کرے اور پھر وہ مسائل جو صوبے سے متعلق ہیں ان کو قانونی شکل میں پیش کیا جائے دوسرے مسائل جو مرکز سے تعلق رکھتے ہوں ان کے متعلق سفارشات پیش کی جائیں اگر ہمارے لئے یہ ممکن نہ ہو تو پھر دوسری بات یہ ہے کہ کم از کم ہم سرحد اسمبلی سے استفادہ کر لیں۔ جو محنت انہوں نے کی ہے اور جو سفارشات انہوں نے مرتب کی ہیں، ان سے وہی مسودہ لے کر اس پر غور کر لیا جائے اس میں اگر آپ کو کسی قسم کی ترمیم کرنی ہو تو ترمیم کر لیں اور اگر وہ صحیح ہوں تو ان کو آپ بھی اس اسمبلی میں بطور قانون پیش کر دیں۔ یہ میری تجویز ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب میاں صاحب۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک اہم دستاویز ہے جو اسمبلی میں پیش کی گئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آٹھ نو مہینے کا عرصہ گزر چکا ہے جب یہ ایوان کی میز پر رکھی گئی تھی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم اس پر اپنی پوری دلچسپی اور پورے انہماک کے ساتھ رائے نہیں دیتے تو یہ اسمبلی اور اس ایوان کے اوپر بھی بوجھ ہوگا۔ اس لئے میری یہ گذارش ہے جیسا کہ مہمان آپ سے بار بار عرض کر رہے ہیں کہ اس کے لئے مزید مہلت دے دی جائے کیونکہ اس سے ایک تاویل

یہ نکلتی ہے کہ اس پر بحث کے لئے جب دن مقرر ہوئے ہیں، ان کا نوٹس اتنا زیادہ نہیں تھا یہ ٹھیک ہے کہ یہ کافی دیر سے مشتہر ہو چکی ہے لیکن اس ایوان کو جو وقت دیا گیا ہے کہ فلاں دن اس پر بحث ہوگی وہ نوٹس اتنا زیادہ نہیں ہے کہ معزز اراکین اس کا پورا مطالعہ کر سکتے۔ اس لئے میری یہ گذارش ہے کہ یہ نہایت ضروری ہے اور ہماری ساری لیجسلیشن کا انحصار اس رپورٹ کے اوپر ہے اگر اس کے لئے کوئی زیادہ وقت دے دیا جائے تو اس سے کوئی زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔ میں اپنی چند ایک تجاویز اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنی چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! مجھے سچ بولنے پر فخر ہے۔ ابھی تک میرے کسی بھائی نے یہ نہیں کہا کہ میں نے یہ رپورٹ پڑھی ہے۔ میں نے تو نہیں پڑھی اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اس معزز ایوان میں میرے کتنے بھائی ہیں جنہوں نے یہ رپورٹیں پڑھی ہوں گی جناب سپیکر! جیسے کہ چوہدری عبدالغفور صاحب نے فرمایا ہے، دس مہینے میں رپورٹ نہ پڑھ سکتا۔۔۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب سپیکر! یہ رفیق صاحب نے کیسے کہہ دیا کہ سچ بولنا سیکھیں حالانکہ روایت ہے کہ میں جھوٹ نہیں بولتا دس مہینے ہو گئے ہیں۔ میں نے ساری کتابیں پڑھی ہیں یہ کیسے کہتے ہیں کہ نہیں پڑھیں بغیر تصدیق کے انہیں ایسا کہنا چاہیئے تھا۔

چوہدری محمد رفیق۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے کسی کو نامزد نہیں کیا تھا۔ کہ فلاں میرے بھائی نے نہیں پڑھی ہے میں نے عرض کیا تھا کہ میرے کتنے بھائی ہوں گے جنہوں نے یہ رپورٹیں پڑھی ہوں گی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ بھائیوں نے پڑھی ہوں گی۔ مقصد یہ تھا کہ اکثریت اراکین یہ رپورٹ نہیں پڑھ سکے ہوں گے۔ اس سے میرے معزز بھائی کو یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے اور میں ان سے معذرت چاہتا ہوں۔ اگر انہوں نے اس کو اتنا سنجیدگی سے لیا ہے میرا مقصد ان کی دل آزاری نہیں تھا اس نکتہ پر زور دینے کا مقصد تو یہی تھا کہ اس معزز ایوان میں سے کتنے ایسے میرے بھائی ہیں جنہوں نے یہ پڑھی ہوں گی۔ جناب سپیکر اس کی وجہ یہ ہے کہ اس معزز ایوان کے معزز اراکین اکثر مصروف رہتے ہیں میں یہ دیکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ساری دنیا کے جاگنے سے پہلے یہ میرے بھائی جاگتے ہیں اور ساری دنیا کو سلا کے سوتے ہیں۔ کیا تھانے ہیں کیا انتظامیہ کے دفاتر ہیں۔ سب میں ان کی involvement ہے اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ عوام کو اعتماد ہی

نہیں رہا کہ کام اپنی روٹین سے ہوتے ہیں یا ہو جائیں گے ہر کام میں وہ involvement کرتے ہیں ساتھ سفارش کرتے ہیں اتنی مصروفیت ہے کہ یہ رپورٹیں سات سال کے عرصہ میں تیار ہوئی ہیں اور یہ بہت اہم ہیں اور ان کو دس ماہ کے عرصہ تک بھی نہیں پڑھ پائے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں اور جیسے کہ چوہدری عبدالغفور صاحب نے فرمایا ہے کہ آئینی طور پر اس کے لئے دو سال کا عرصہ مقرر ہے لیکن ابھی تو ایک سال بھی نہیں گزرا۔ اس میں مزید وقت بڑھایا جا سکتا ہے تاکہ ان رپورٹوں کو پڑھا جا سکے اور اس پر بحث کی جا سکے۔ اگر گورنمنٹ کا مقصد ان کو منظور ہی کرانا ہے کر تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ بحث کا ڈرامہ رچانے کی کیا ضرورت ہے جو کچھ وہ چاہتے ہیں وہ کر والیں۔ اگر کوئی ان پر سنجیدگی سے بحث کر رہا ہے تو پھر میں آپ کے توسط سے معزز ایوان کے سامنے یہ عرض کروں گا کہ اس کے لئے مزید وقت بڑھایا جائے ان رپورٹس پر بحث کے لئے جو دو دن مخصوص کئے گئے ہیں وہ امن عامہ پر مخصوص کر دیئے جائیں بھی آئندہ اجلاس میں ان رپورٹس پر بحث کے لئے اس ایوان میں وقت دیا جائے گا اور اس ضمن میں کافی وقت دینا چاہیئے اس میں دو تجاویز آئی ہیں میں ان پر بھی اتفاق کرتا ہوں مولانا چنیوٹی صاحب اور چوہدری صاحب نے جو تجاویز دی ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی آئندہ اجلاس میں وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ جی شکریہ! چوہدری صاحب ہم ایسا کرتے ہیں۔ ہمارے پاس ان صاحبان کے کچھ نام آئے ہیں جو اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس سلسلے میں تیار پاتے ہیں اور اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں ہم یہ بات جاری رکھتے ہیں اور اس دوران ہم یہ کریں گے کہ اگر ٹائم ختم ہو جاتا ہے تو پھر معزز اراکین کی اس رائے کا احترام کرتے ہوئے کہ وہ اس پر مزید اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں یا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں اس پر پھر ایوان کی رائے معلوم کر لی جائے گی اور اگر مزید وقت چاہتے ہوں گے تو اس پر غور کر لیا جائے گا میرا خیال ہے کہ آپ ایوان زراعت کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک ممتاز احمد خان۔ جی ہاں جناب والا میں ایوان زراعت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں میری وزیر زراعت سے گزارش ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری صاحب ملک صاحب ایوان زراعت کی بات کر رہے ہیں تو اس

سلسلے میں ہماری ایک میٹنگ بھی ہوئی تھی لیکن بات آگے نہ بڑھ سکی اور اب یہ احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب وزیر زراعت: جناب والا میں عرض کروں کہ وہ میٹنگ جناب کی موجودگی میں ہو نہیں سکی۔ پچھلی دفعہ بھی اس سلسلے میں کافی کوشش کرتے رہے ہیں پھر چیف منسٹر صاحب سے بھی گفتگو ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ کسی دن میں نے اور چیف سیکرٹری صاحب نے کچھ نکات پر بات چیت کرنی ہے وہ میرے ساتھ فائنل کر لیں تاکہ ہم ہاؤس میں اس کا کوئی جواب دے سکیں۔ میں پہلے ہی چیف منسٹر صاحب سے التماس کر چکا ہوں اور اس کے لئے میں ان سے آج یا کل کسی وقت ٹائم لے رہا ہوں۔ آپ نے پہلے فرمایا تھا کہ آپ کی موجودگی میں ایک میٹنگ کر لی جائے یا جو چیف منسٹر صاحب نے کہا ہے اسے ہم پہلے فائنل کر لیں۔

جناب سپیکر۔ جی بہتر ہوگا کہ آپ پہلے چیف منسٹر صاحب سے میٹنگ کر لیں۔ تو پھر اس کے بعد ہمارے ساتھ میٹنگ کریں۔

جناب وزیر زراعت۔ جی میں ان کو یاد کروا کے انشاءاللہ جلد ہی کوشش کروں گا کہ دو چار دن میں بات کر لوں اور پھر میں عرض کروں گا کہ انہوں نے اس بارے میں کیا فرمایا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کے لئے آپ ایک ہفتہ کی مہلت لے لیں۔

جناب وزیر زراعت۔ انشاءاللہ میں کوشش کروں گا کہ میں اس کو ایک ہفتے کے اندر اندر آپ کے سامنے لے آؤں۔

جناب سپیکر۔ جی ملک صاحب ابھی یہی بات ہو رہی ہے۔

جناب وزیر زراعت۔ جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ اس کی بنیاد اور منطق اتنی الجھی ہوئی ہے کہ وہ واضح نہیں ہو رہی ہے۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا اور اس کا جو منصوبہ ہے اس میں ایسی ایسی چیزیں موجود ہیں جن میں چیف منسٹر صاحب کا فیصلہ ضروری ہے اس لئے ان سے درخواست کی گئی ہے کہ آپ اس بارے میں اپنا فیصلہ دیں تاکہ ہم ہاؤس میں کچھ بنا سکیں۔ وہ میں کوشش کر رہا ہوں کہ جتنی جلدی ممکن ہو ان سے ٹائم لے لیں پھر آپ سے گزارش کروں اور ہاؤس میں لے آئیں۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب اگلی جمعرات سے پہلے انشاء اللہ اپنی میٹنگ ہو جائے گی۔

ملک ممتاز احمد خان۔ جناب والا میں نے تو صرف یہ عرض کرنا ہے کہ Government کئے ہوئے یہ تیسرا اجلاس ہے اس کے متعلق میں اس چیز کا محرک ہوں اور صرف وزیر زراعت نے اس میٹنگ کی صدارت کرنی ہے۔ اور اس میں گورنمنٹ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے اگر آپ یہ ضرور کرنا چاہتے ہیں تو الگ بات ہے اس میں صرف Assurances move یہ ہے کہ First meeting will be presided over by the Agricuiture Minister. That is all Sir. اور اس میں اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر اس کو تین سال لمبا کیا جائے گا تو ہم یہ سمجھیں گے کہ زمینداروں کے ساتھ یہ سراسر زیادتی کی گئی ہے۔

جناب وزیر زراعت۔ جناب والا ان کے ساتھ نہ یہ زیادتی ہے اور نہ ہی یہ سمجھیں ان کو پوری آزادی ہے بلکہ یہ گورنمنٹ کو کیوں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم ہی ایسا کریں یہ تو ان کی پرائیویٹ آرگنائزیشن بھی ہو سکتی ہے۔ میں عرض کروں کہ یہی تو ایک چیز ہے جس کے لئے ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ اس شکل کیا ہونی چاہیئے اس کی فلاسفی میں کافی الجھنیں ہیں ہم اسے دور کرنا چاہتے ہیں

ملک ممتاز احمد خان۔ جناب والا گورنمنٹ نے الیکشن کروا دیئے ہیں شکل بن گئی ہے گورنمنٹ نے سب کچھ کروایا ہے، گورنمنٹ نے سب کچھ کروایا ہے، گورنمنٹ نے آئین بنوایا ہے اب یہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کا کچھ نہیں، صرف یہ اعلان کر دیں کہ میں فلاں دن پریذائڈ کروں گا تاکہ ہم ایوان زراعت بنا لیں ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں آپ کے ایک وزیر نے

He gave assurance on the floor of the House . . . .

۳۱ دسمبر تک یہ assurance دی گئی تھی کہ ایوان زراعت بن جائیگا اب مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کون سی ایسی بات ہے جو ۲۷ فیصد وعدہ دار ہونے کے باوجود ہمیں اکٹھا کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہم کوئی ایسا بہت بڑا طوفان تو نہیں کھڑا کر دیں گے۔

جناب سپیکر۔ جناب ملک صاحب اس میں یہ طے ہو گیا ہے کہ اگلی جمعرات سے پہلے جناب وزیر زراعت کے ساتھ آپ کی اور میری میٹنگ ہو گی۔ اور اس سے پہلے وہ چیف منسٹر صاحب سے فائنل کر لیں گے۔ جناب میاں محمد اسحاق صاحب۔

میاں محمد اسحاق۔ نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر میں نے ان رپورٹوں کا سرسری جائزہ لیا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ جو کام کیا ہے یہ قابل فخر ہے اور قابل تحسین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کتنے جلیل القدر علمائے کرام نے اس پر محنت کی ہے اور چھان بین کرنے کے بعد اپنی رپورٹیں مرتب کی ہیں بدقسمتی یہ ہے کہ جب سے یہ کمیشن مقرر ہوتے رہے ہیں اور اپنی رپورٹیں پیش کرتے رہے ہیں اور ہمارے اس خطہ پاک میں چہ جائیکہ اس وقت سے عمل درآمد ہوتا تو آج ہمارے کچھ نہ کچھ حالات اور ہوتے جناب سپیکر ہوا یہ ہے کہ کمیشن مقرر ہوا رپورٹیں مرتب ہوئیں اور ان کو الماریوں میں بند کر دیا گیا اور کوئی بہانہ تلاش کر کے اس کو التوا میں ڈال دیا گیا، بات یہ ہے کہ اسلام عمل کرنے کا نام ہے بدقسمتی سے ہمارے اس ملک میں ابھی تک کوئی ایسا انسان پیدا نہیں ہوا۔

میاں محمد اسحاق۔ جو پہلے نمونہ بن کر خود عمل کر کے دکھائے اور دوسروں کو عمل کی دعوت دے لیکن سب سے مشکل یہ پیش آتی ہے کہ ہمارے قول اور فعل میں تضاد ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ یہ ہاؤس کے تقدس کے خلاف ہے کہ آپ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف نہیں رکھتے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اسلام کے ساتھ ان کا لگاؤ کیا ہے آپ یہ دیکھیں کہ ہاؤس کا کورم کیا ہے اور کتنی اہم بات کی جا رہی ہے۔ اور وزراء کرام اپنی گفتگو میں مصروف ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے یہ التماس کروں گا وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں وزراء صاحبان بھی تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر اگر یہ حال ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ وقت کا ضیاع ہے اور میں اپنی بات کرنا مناسب نہ سمجھوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا یہاں کوئی سننے والا اور توجہ دینے والا ہی نہیں تو اس اسلام کی بات کو کہاں کیا جائے۔ کیوں اسلام کا مذاق اڑایا جائے آپ کے کہنے کے باوجود ابھی تک کسی نے کوئی توجہ نہیں دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد رفیق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر اتنے اہم موضوع پر بحث جاری ہے اور مجھے تعجب ہے کہ یہ بحث خالی سیٹوں کو سنائی جا رہی ہے۔ اس معزز ایوان کی کارروائی غیر قانونی ہے اور کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے۔۔۔ (گنتی کی گئی)۔ کورم نہیں ہے۔ (گھنٹی بجائی گئی)۔۔۔۔۔۔ کورم پورا ہو گیا ہے۔ میاں صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ یہ ہاؤس کے تقدس کے خلاف ہے۔ وزراء صاحبان بھی تشریف فرما رہیں۔ آپ براہ کرم اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں ایک نہایت ہی اہم موضوع پر بات ہو رہی ہے۔ میاں صاحب آپ فرمائیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ رپورٹیں اسلام کے عین مطابق ہیں ان کے متعلق میں اس دن بھی یہ عرض کر رہا تھا سرکاری استعمال کے متعلق سالانہ رپورٹ ۸۴-۱۹۸۳ء کے صفحہ ۱ پر ہے "ٹی وی پر اذان کے بعد وقفہ برائے اقامت صلوٰۃ۔ دیکھنے والی بات یہ ہے یہاں رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ جو ٹی وی پر اذان دی جا رہی ہے یہ اذان غلط ہے اور ہونا یہ چاہیئے تھا کہ جب علماء کرام نے یہ رپورٹ پیش کی اس دن سے اس پر عمل ہو جانا چاہیئے تھا اور اس پر عمل نہ ہو سکنے کی وجہ سے ہمارے ملک اور عوام پر اسلام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے جو گناہوں کی شامت نازل ہو رہی ہے۔ وہ کم از کم ہماری رحمت میں شامل ہو جاتی۔ ہوا یہ جب سے یہ رپورٹ پیش کی گئی اس میں جناب والا یہ لکھا ہے۔

> "کونسل نے اپنے اجلاس منعقدہ کراچی بتاریخ ۷ تا ۸ جولائی ۱۹۸۳ء میں ٹی وی اور ریڈیو پر کلمات اذان کی ادائیگی پر شرعی زاویہ نظر سے غور کرنے کے بعد حسب ذیل قرار دادیں منظور کیں "پہلے سے ریکارڈ شدہ کلمات اذان نشر کرنا شرعاً اذان نہیں"

جب اذان نہیں ہے اور اس کے مطابق ہم نماز پڑھتے ہیں اب بتایئے ان کی نماز میں جو خلل واقع ہوا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہم ہر محفل میں ہر گھر میں اسلام کی بات کرتے ہیں لیکن جب عمل کی باری آتی ہے تو عمل سے ہم عاری ہوتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ

عمل کرنے کی توفیق دے۔ جب تک ہم عمل کی طرف توجہ نہیں کریں گے ہمارے ملک کی صورتحال نہیں بدلے گی۔ اس میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو کہ ابھی تک اتنی نازک اور اہم ہیں کہ ان پر فوراً عمل کرانا چاہیئے کیونکہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان پر اگر عمل نہ کیا جائے تو درگزر ہو سکتی ہے کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں اگر ان پر عمل نہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں جو ٹی وی پر غلط اذان کی ریکارڈنگ نشر کی جا رہی ہے اگر ہماری حکومت پنجاب کوئی دلچسپی لے اور واقعی اگر یہ سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کے لئے تیار ہے تو اس پر آج ہی سے عمل کرنا شروع کر دینا چاہیئے تاکہ ریکارڈ کی بجائے وہاں پر ذاتی طور پر انسان اذان دے اور صحیح معنوں میں لوگ اپنی نماز اذان کے مطابق پڑھ سکیں۔

جناب والا اس میں اور بہت سی رپورٹیں پیش کی گئی ہیں ان میں یہ ہے کہ جب کوئی ملٹری والا یا پولیس والا سرکاری ڈیوٹی پر فوت ہو جاتا ہے تو اسکو تدفین کرتے وقت جو فائرنگ کی جاتی ہے شرع کے لحاظ سے وہ بالکل ناجائز ہے ابھی تک اس پر عمل نہیں ہو سکا جبکہ علماء کرام نے یہ کہا ہے کہ غلامی دور کے لحاظ سے انگریزوں کا یہ طور طریقہ تھا اور اسی طور طریقہ کو مسلمان ابھی تک اپنائے ہوئے ہیں اب بتایئے صاحب اس دنیا سے جا چکا اس کو دفن کرتے وقت جو غیر شرعی حرکات تھیں۔

میاں محمد رفیق۔ جناب سپیکر۔ یہ ہاؤس کے وقار کے خلاف ہے کہ ایک وزیر صاحب آپ کی طرف کمر کر کے کھڑے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمایئے میاں صاحب

میاں محمد اسحاق: تو انگریزوں کا طریقہ کار مسلمانوں نے بھی اپنایا چہ جائیکہ اسلام میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں ہے کہ جب کوئی فوت ہو، لحد میں اس کو اتارتے وقت فائرنگ کی جائے ہمارے علمائے کرام کے نزدیک یہ گناہ ہے اور اسلامی طریقے کے خلاف ہے مگر ابھی تک یہ کیا جا رہا ہے اب بتایئے جو آدمی فوت ہو گیا۔ وہ قبر میں گیا اور اس پر فائرنگ کی گئی تو اس بے چارے کا کیا قصور ہے کہ اس کو غیر شرعی طور پر دفن کیا جا رہا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے ہاں جو اس پر رحمت ہونی ہے چہ جائیکہ اس کے لئے وہاں قرآن پڑھا جائے اس کو اسلامی طریقے کے مطابق دفن کیا جائے اس کو انگریزوں کے طریقہ کار کے مطابق دفن کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی قابل غور ہے اور ہمیں ایسی

چیزوں کو فوراً ختم کرنا چاہیئے اسی طرح ہم نے دیکھا ہے کہ جب ہمارے گورنر صاحب وزیراعظم صاحب یا وزیراعلیٰ صاحب کا حلف وفاداری ہوتا ہے تو اس کے لئے پورے کا پورا نظام وہی ہے جو انگریزوں کے دور کا تھا وہ دور ہمارے لئے غلامی کا دور تھا ہم نے ابھی تک اس کو ترک نہیں کیا اسی طرح باجے بجائے جاتے ہیں اسی طرح شان و شوکت کے ساتھ حلف لیا جاتا ہے۔ یہ اسلام کے عین خلاف ہے اور اس کو بھی فوراً ختم کرنا چاہیئے ہم عمل کرانے والے ہیں اگر ہم خود ہی عمل نہیں کرتے تو آپ بتائیے کہ اور کون اسلام پر عمل کرے گا۔ یہ چیزیں قابل غور ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان رپورٹوں کو من و عن قبول کرنا چاہیئے ان پر عمل کرانا مقصود ہے ان میں نہ کوئی تضاد ہیں اور نہ ہمارے بس کی بات ہے کہ ہم ان رپورٹوں میں تضاد نکال سکیں۔ جن علمائے کرام نے اتنی محنت کی ہے انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہیئے انہیں بھی ثواب کا جو حصہ ملنا ہے جب یہ عمل شروع ہوگا تو جو لوگ دنیا سے جا چکے ہیں ان کی روح کو بھی ثواب ملنا شروع ہو جائے گا۔ جب ہم عمل ہی نہیں کرتے تو پھر قرآن کو الماریوں میں رکھنا، حدیث کو کونوں میں بالائے طاق رکھنا، اس کا کیا فائدہ ؟ عمل کے لئے ہم دوسروں کو دعوت دیں اور خود عمل نہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ قرآن و حدیث کے ساتھ یہ سراسر مذاق ہے، جناب سپیکر، اسلام کی سچائی کے متعلق آج کل ایک بڑی بات آپ کے سامنے ہوئی ہے جو بہت قابل غور ہے اور ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے۔ باہر کے ملکوں کے لوگوں نے بھی اسلام قبول کرنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے اسلام کو صحیح مذہب تصور کرتے ہوئے یہ سوچا ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو سکون قلب ملتا ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں راہ نجات ہے، معاشرے کی صحیح تشکیل ہو سکتی ہے۔ جناب سپیکر، منگل، ۷ اکتوبر کو پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل کے قبول اسلام سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے اسلام حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا آخری مذہب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ اگر انہیں وزرائے کرام سے اپنی درخواستوں پر دستخط کروانے ہیں تو وہ سیٹوں پر بیٹھ کر کروائیں۔ ایوان میں کھڑے ہونا ایوان کے تقدس کے خلاف ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ میاں صاحب کی تقریر سے ایوان بور ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ تقریر کرنا شروع کر دیں۔

میاں محمد اسحاق: اسلام کی تقریر میں آپ پر فٹ نہیں ہوتیں اس لئے آپ اس سے ذرا لور رہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب آپ براہ کرم اپنی بات جاری رکھیئے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر، پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل کو جب ہارورڈ یونیورسٹی میں ہند و مسلم کلچر کا سربراہ بنایا گیا تھا تو انہوں نے برصغیر کے کلچر کا مطالعہ کیا مطالعے کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے یہ ایک ایسا مذہب ہے جس سے معاشرے کو صحیح کیا جا سکتا ہے۔ اسلام نے آج سے چودہ سال پہلے جو روایات قائم کی تھیں، وہ بالکل صحیح تھیں ہر فرقے اور ہر ملک کو اس کا اتباع کرنا چاہیئے انہوں نے اپنی تحقیق کے بعد اسلام قبول کرنا صحیح اور مناسب سمجھا۔ آج کل کے دور میں اتنے بڑے بڑے فلاسفر اور اتنی قابل ترین ہستیاں اسلام قبول کر رہی ہیں یہ اسلام کے صحیح اور سچا مذہب ہونے کے دلائل ہیں۔ ہم اپنے ملک میں اسلام کو جلد سے جلد نافذ کریں جب تک اسلام نافذ نہیں ہوگا۔ اس وقت تک ہمیں رشوت ستانی اور دوسری غلط کاریوں سے نجات نہیں مل سکتی۔ اس کے ساتھ میں اپنے مسلمانوں اور حکومت سے بھی عرض کروں گا کہ جن خاتون نے اسلام قبول کیا ہے ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ہمیں کوئی نہ کوئی طریقہ نکالنا چاہیئے کیونکہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جب کوئی اسلام قبول کرتا تھا تو اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ اس کو معاشرے میں مقام دیا جاتا تھا اتنی بڑی فلاسفر جرمن خاتون نے ریسرچ کے بعد اسلام قبول کیا ہے تو ہم مسلمانوں کو اور حکومت پاکستان کو انہیں فوراً پاکستانی قومیت دے دینی چاہیئے تاکہ ان کی آخری خواہش بھی پوری ہو سکے کہ انہیں ٹھٹھہ میں دفن کیا جائے۔ جناب والا، ان رپورٹوں میں ذرائع ابلاغ عامہ کے لئے جو تجاویز دی گئی ہیں وہ بھی قابل غور ہیں ہمیں فوراً ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر ہمارے ہاں مکانات کی تعمیر اور شادیوں کا جو طریقہ کار ہے، اگر ہم ان کو منضبط کریں، ان کو صحیح طریقے سے اسلام کے مطابق رائج کریں تو میرا خیال ہے کہ ہمارے ملک میں رشوت کم کی جا سکتی ہے۔ شادیوں اور مکانات پر ہم بڑھ چڑھ کر پیسے خرچ کرتے ہیں، وہ ہمارے لئے باعث رشوت بنتا ہے ہر آدمی اپنے مکانات کو اور شادیوں کو معاشرے میں بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے جس سے

جائز و ناجائز دولت اکٹھی کرنے کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر میری درخواست یہ ہے کہ ان رپورٹوں کو من و عن فوراً نافذ کیا جائے۔ جب تک ہم نافذ نہیں کرتے ہم اس کے "ذمہ دار" ہیں اور پوری حکومت اس کی قصوروار ہے وآخر دعوانا عن الحمدللہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ رانا پھول محمد خان صاحب آپ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پہ تقریر کرنا چاہیں گے؟

رانا پھول محمد خان:۔ یہ صوبائی اسمبلی کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ وقت پورا کرنے کے لئے یہ بحث کی جا رہی ہے اس لئے ان پہ تقریر کرنا میں اپنا قیمتی وقت اور اپنی زندگی کا ایک حصہ ضائع کرنا سمجھتا ہوں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ آپ کے دائرہ اختیار میں ہے، اس لئے یہ رپورٹیں آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ جناب سجاد احمد چیمہ صاحب۔

میاں محمد رفیق:۔ جناب سپیکر، جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے، اس کا کوئی فائدہ نہیں تو خالی کرسیوں کا کیا فائدہ ہے؟ کورم نہیں ہے اور غیر قانونی اجلاس جاری ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ پہلے رانا صاحب سے پوچھیے کہ کون سی چیز صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار سے باہر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ آپ کے دائرہ اختیار میں نہ ہوتی تو آپ کے سامنے پیش کیوں کی جاتی۔

جناب فضل حسین راہی۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار سے باہر ہے آیا اسلام باہر ہے یا نظریاتی کونسل باہر ہے یا اس کی رپورٹ باہر ہے؟ کیا چیز باہر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب کی تمام باتوں پر عمل نہ کیا کریں۔ کورم پورا نہیں ہے (گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے۔ گنتی کرتے پہ کورم پورا نہیں ہے اس لئے اجلاس کی کارروائی ۱۵ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۱۲ بج کر ۱۵ منٹ پہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ چونکہ ایوان میں کورم نہیں ہے اس لئے اجلاس کی کارروائی مورخہ ۱۲ تاریخ

تحریک التوائے کار

بروز اتوار صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔
(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی ملتوی کر دی گئی۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار ۱۲ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
(یک شنبہ ۷۔ صفر ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ ۔ شمارہ ۶

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(اتوار ۱۲ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۳۷۳
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۳۷۴
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) .. ۴۴۴
اراکین اسمبلی کی رخصت ۴۹۵

مسئلہ استحقاق:-

(i) ایم پی اے کی گرفتاری سے سپیکر کو مطلع نہ کرنا ۴۹۷
(ii) ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی طرف سے ایم پی اے کو جیل کے معائنہ کی اجازت نہ دینا ۵۰۰
(iii) سوال نمبر ۱۲۶۱ کے غلط جواب کی فراہمی ۵۰۳

تحاریک التوائے کار:-

بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں رشوت ستانی، بدعنوانی اور دھاندلی ۵۲۱
نارنگ منڈی میں سرکاری گودام کی ناقص تعمیر ۵۲۷
اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر بحث ۵۳۷

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

اتوار ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء
(یک شنبہ ۷ صفر ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹:۳۰ بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝
وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَي الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ آیات ۹-۱۰-۱۱-۸۲-۸۳)

بیشک قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو کے کام بہت ہی اچھے ہیں خوشخبری سناتا ہے کہ ان کے لیے اجر عظیم ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور انسان جس طرح جلدی سے بھلائی مانگتا ہے۔ اسی طرح برائی بھی طلب کرتا ہے اور انسان ہے بڑا عجلت پسند جلد باز۔

اور جو شخص اس دنیا میں جان کر اندھا بنا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ اور نجات کے راستے سے بہت دور۔

اور ہم قرآن کے ذریعہ وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مسلمانوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔ اور جب ہم انسان کو نعمت بخشتے ہیں تو منہ موڑ لیتا ہے اور پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اسے سختی پہنچتی ہے تو ایکدم مایوس ہو جاتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ محترمہ بیگم فرحت رفیق

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ

ٹاؤن شپ میں تعمیر شدہ مساجد کی انتظامیہ سے زمین کی قیمت کی دوہری وصولی

3890 بیگم فرحت خواجہ رفیق: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ نے ٹاؤن شپ سکیم میں ہر بلاک میں تفریحی پارک مہیا کیے ہیں اور ان پارکوں کی قیمت اور ڈویلپمنٹ چارجز پلاٹوں کے الاٹیوں کے ذمہ ڈال دی گئی ہے۔

ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ محکمہ ہذا نے ٹاؤن شپ میں مذکورہ پارکوں میں تعمیر شدہ مساجد کی انتظامیہ کو ۳۵،۰۰۰ روپے فی کنال کے حساب سے جمع کروانے کی ہدایت کی ہے اور عدم ادائیگی ۱۰ فیصد سود ادا کرنے کا حکم بھی جاری کیا ہے۔ حالانکہ مذکورہ پارکوں کی قیمت بمع ڈویلپمنٹ چارجز پلاٹوں کے الاٹیوں پر ڈالی جا چکی ہے۔

ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مساجد کی انتظامیہ سے دوہری وصولی کرنے کا کیا جواز ہے، اور کیا حکومت مساجد کی انتظامیہ کو اس دوہری وصولی سے مستثنیٰ کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس کھوکھر)

الف) جی ہاں۔

ب) ٹاؤن شپ سکیم میں ۴۹ پلاٹ مساجد کے لیے مختص کیے گئے تھے۔ لیکن لوگوں نے بغیر منظوری کے ۲۱ پلاٹوں پر قبضہ کر کے غیر قانونی طور پر مساجد تعمیر کر لیں۔ ان غیر قانونی مساجد میں سے چار سبزہ زاروں میں ایک ہائی اسکول کی زمین پر ایک پرائمری اسکول کی زمین پر ایک رہائشی پلاٹ پر ایک قبرستان کی زمین پر اور ۱۳ مساجد مختص شدہ قطعات پر تعمیر کی گئی ہیں ان کی فہرستیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی پر ان غیر قانونی مساجد کی ضابطہ بندی کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ ان پلاٹوں کی مقررہ قیمت بغیر نفع نقصان ادا کریں۔

دراصل جب لاہور ٹاؤن شپ سکیم بنی تھی اس وقت مروجہ پالیسی یہ تھی کہ مساجد کے قطعات بلا قیمت نمائندہ انجمنوں کو الاٹ کر دیے جائیں اور ان قطعات کی قیمت رہائشی، تجارتی اور صنعتی پلاٹوں پر بحصہ رسدی تقسیم کر دی جائے لیکن ۱۹۷۷ سے اس پالیسی میں تبدیلی آ گئی اور مساجد کے قطعات کے الاٹیوں کے لیے مقررہ قیمت کی ادائیگی لازمی قرار دے دی گئی۔ کیونکہ اس سکیم میں تمام مساجد کے لیے زمین کی الاٹمنٹ اس فیصلے کے بعد ہوئی ہے۔ لہٰذا اس پر قیمت کی ادائیگی لازم آتی ہے۔ شریعت کورٹ کے فیصلے کے مطابق مساجد کے لیے زمین مروجہ قانون کے مطابق حاصل کرنا ضروری ہے۔

ج) ٹاؤن شپ سکیم میں تین قسم کی مساجد تعمیر ہوئی ہیں :

۱ : وہ مساجد جو سکیم کے اس مقصد کے لیے تجویز شدہ پلاٹوں پر ناجائز تعمیر ہوئی ہیں۔

۲ : وہ مساجد جو غیر تجویز شدہ پلاٹوں پر مثلاً تفریح گاہوں یا رہائشی پلاٹوں پر ناجائز تعمیر ہوئی ہیں۔

۳ : وہ مساجد جو مسجدوں کے لیے مختص قطعات پر ہیئتِ مجاز کی منظوری سے تعمیر ہوئیں۔

مندرجہ بالا مساجد کی تفصیل فہرست الف، ب اور ج میں علیحدہ علیحدہ درج ہے۔ مساجد کی الاٹمنٹ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی لاہور بمطابق ایم۔ ایل آئی ۲۳ کرتی ہے۔ جس کے چیئرمین کمشنر لاہور ڈویژن ہیں۔ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی نے اجلاس منعقدہ ۱۸-۱۰-۸۴ کو ۲۱ غیر قانونی مساجد کی ضابطہ بندی کرتے ہوئے مقررہ قیمت پر باقاعدہ الاٹمنٹ کا فیصلہ کیا۔ غیر قانونی مساجد کی زمین کی قیمت وصول کرنے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں :

الف : سبزہ زاروں میں ناجائز قبضے اور مساجد کی غیر قانونی تعمیر کو روکنا۔

ب : اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ انجمن زمین کا صحیح استعمال کرے گی اور وہ مالی طور پر بھی مستحکم ہو گی۔ درخواست دہندہ انجمن کی مالی حیثیت اس کے نمائندہ ہونے کی نشان دہی کرے گی۔

پ : وفاقی شرعی عدالت نے ۱۵ مئی ۱۹۸۲ کو حکومت کو اپنی رائے دی تھی کہ جس اراضی کی ملکیت مسلمہ نہ ہو وہاں مسجد تعمیر کرنا غیر شرعی ہے اور نہ ہی اس مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس فیصلے کی رُو سے ایسی اراضی پر جو حکومت کی ملکیت ہو، اور حکومت نے مسجد بنانے کی اجازت نہ دی ہو، پر مسجد بنانا قانونی اور شرعی طور پر ممنوع ہے۔ بہرحال یہ بھی فیصلہ میں درج ہے کہ اگر حکومت اجازت دے دے اور تمام واجبات ادا ہو جائیں تو وہ شرعی مسجد بن جائے گی اور اگر اجازت نہ دے تو شرعاً اسے مسجد نہیں کیا جا سکتا۔ مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تعمیر کی جاتی ہیں۔ اور یہ از بس ضروری ہے کہ تعمیر کے عمل میں کوئی ناجائز اور خلاف قانون حرکت نہ کی جائے۔

لہٰذا ایسی مساجد جو غیر قانونی طور پر تعمیر کی گئیں ان سے قیمت کی وصولی کرنا بالکل جائز ہے۔ البتہ حکومت اب اس مسئلے پر غور کر رہی ہے کہ آیا ۱۹۷۷ء سے پہلے کی حالت بحال کر دی جائے۔ ایک اسلامی مملکت میں امت مسلمہ کے لیے عبادت کی جگہ کے لیے بلا معاوضہ جگہ مہیا

کرنا ایک احسن قدم ہوگا۔ صوبائی حکومت نے محکمہ منصوبہ بندی کو ہدایت کی ہوئی ہے کہ وہ مفاد عامہ کی عمارتوں کے لیے مختص قطعات کی موجودہ پالیسی پر اپنی سفارشات مرتب کرے۔ اب محکمہ ہذا کو یہ ہدایت بھی کر دی جائے گی کہ وہ رہائشی سکیموں میں مساجد کے لیے مختص زمین کو بلا معاوضہ دینے کی تجویز پر بھی غور کر کے اپنی مکمل سفارشات کابینہ کے سامنے پیش کریں۔

فہرست مساجد جو غیر قانونی طور پر لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں تعمیر کی گئیں

نمبر شمار	نام مسجد	بلاک نمبر	سیکٹر نمبر	رقبہ پر تعمیر ہوئی	کیفیت
				مربع فٹ مرلہ کنال	
۱	مسجد انوارِ مدینہ	۱۱	۱۱ - ۱ اے	۱۰۹ — ۹ — ۰	گراؤنڈ میں تعمیر ہوئی (۱۹۸۳ء)
۲	جامع مسجد حنفیہ قادریہ	۱۱	۱۱ - ۱ اے	۲۰۷ — ۸ — ۲	〃 〃 〃 (۱۹۷۳ء)
۳	جامع مسجد غوثیہ	۴	۱۱ - ۱ اے	۱۸۳ — ۲ — ۲	〃 〃 〃 (۱۹۷۲ء)
۴	مسجد صدیقیہ فاروقیہ دارالانوار	۶	۱ - بی	۱۱۱ — ۱۳ — ۲	گراؤنڈ کی زمین میں تعمیر ہوئی (۱۹۷۶ء)
۵	جامع مسجد دارالحق	۷	۱ - بی	۱۹۵ — ۱۳ — ۲	ہائی سکول کی زمین پر تعمیر ہوئی۔ نیز زمین کا رقبہ بھی محکمہ تعلیم کو دیا جا چکا ہے۔ (۱۹۶۸ء)
۶	جامع مسجد توحید	۹	۱ - بی	۱۵۴ — ۳ — ۲	قبرستان کی جگہ پر تعمیر ہوئی۔ (۱۹۶۶ء)
۷	جامعہ اسلامک	۴	۱۱ -	۱۱۰ — ۱۲ — ۰	رہائشی پلاٹ خرید کر تعمیر ہوئی (۱۹۸۳ء)
۸	مسجد حنفیہ غوثیہ	۱۳	۱ - بی	۱۹۳ — ۶ — ۵	پرائمری سکول کی جگہ پر تعمیر ہوئی۔ (۱۹۷۱ء)

فہرست مساجد جو غیر قانونی طور پر لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں تعمیر کی گئیں

نمبر شمار	نام مسجد	بلاک نمبر	سیکٹر نمبر	رقبہ مطابق نقشہ سکیم	رقبہ جس پر مسجد تعمیر ہوئی	تجاوز شدہ رقبہ	کیفیت
				فٹ مرلہ کنال	فٹ مرلہ کنال		
۱	جامع مسجد قادریہ رضویہ	۶	۱۱ اے ۱۹۸۳	۰ ۱۵ ۴۵	۰ ۱۵ ۴۵		مسجد کے پلاٹ پر بغیر منظوری تعمیر ہوئی۔
۲	مسجد حنفیہ	۳	۱-بی ۱۹۶۶	۰ ۱۲ ۵۰	۱ ۱۶ ۷۶	۱ ۴ ۲۶	مسجد کے پلاٹ پر بغیر منظوری تعمیر ہوئی اور کچھ رقبہ پرائمری سکول کا شامل کر لیا۔
۳	مسجد رضائے حبیب	۵	۱-بی ۱۹۷۲	۰ ۶ ۱۴۲	۰ ۶ ۱۴۲		مسجد کے پلاٹ پر بغیر منظوری تعمیر ہوئی
۴	مسجد منیر	۱۶	۱-بی ۱۹۷۲	۰ ۹ ۱۷۵	۱ ۱۰ ۱۰۲	۱ ۰ ۱۵۲	مسجد کے پلاٹ پر طاہ فیول شمال ۲۰ فٹ چوڑی گلی اور گراؤنڈ کا کچھ رقبہ شامل کر لیا گیا۔

فہرست مساجد جو غیر قانونی طور پر لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں تعمیر کی گئیں

نمبر شمار	نام مسجد	پلاٹ نمبر	سیکٹر نمبر	رقبہ بمطابق نقشہ سکیم	رقبہ جس پر مسجد تعمیر ہوئی	تجاوز شدہ رقبہ	کیفیت
				فٹ مرلہ کنال	فٹ مرلہ کنال		
۵	مسجد دارالسلام	۳	۱۱-بی ۱۹۸۳	۱۳۵ ۹ ۰	۱۳۵ ۹ ۰		بغیر منظوری کے تعمیر ہوئی
۶	جامع مسجد غوثیہ	۴	۱۱-سی ۱۹۸۳	۲۰۶ ۱۳ ۰	۳۷ ۵ ۰ ۱۴		تعمیر مسجد کے پلاٹ پر بغیر منظوری ہوئی۔
۷	جامع مسجد اسلامیہ	۱۱	۱-ڈی ۱۹۸۵	۰ ۱۰ ۰	۱۴۲ ۱۰ ۰	۰-۰-۱۴۲	گراؤنڈ کا کچھ رقبہ بھی مسجد میں شامل ہے۔
۸	جامع مسجد البلال	۱۱۱	۱-ڈی ۱۹۷۸	۰ ۱۰ ۰	۱۱۵ ۱۲ ۰	۰-۲-۱۱۵	گراؤنڈ کا کچھ رقبہ بھی مسجد میں شامل ہے۔
۹	جامعہ مسجد محمدیہ رضویہ	۱۱۱	۱۱-ڈی ۱۹۷۵	۱۵ ۵ ۴	۱۵ ۵ ۴	۰	بغیر منظوری تعمیر ہوئی
۱۰	جامعہ مسجد خضریٰ	۱۱۱	۱۱-ڈی ۱۹۷۷	۵۰ ۱۴ ۰	۵۰ ۱۴ ۰	۰	〃
۱۱	رحمانیہ مسجد	۵	۱۱-ڈی ۱۹۷۷	۴۵ ۱۶ ۰	۴۵ ۱۶ ۰	۰	〃
۱۲	جامعہ مسجد غوثیہ	۵	۱۱-ڈی ۱۹۷۴	۹۰ ۱۷ ۰	۹۰ ۱۷ ۰	۰	〃
۱۳	موتی مسجد	۵	۱-ڈی ۱۹۸۳	۰ ۱۶ ۰	۶ ۱۸ ۰	۰-۲-۶	〃

STATEMENT SHOWING THE POSITION OF MOSQUE CONSTRUCTED ON ORIGINAL SITE IN LAHORE TOWNSHIP SCHEME

S. No.	Block/Sector	Name of mosque	Date of meeting of DHC	Date of agreement	Date of possession	Total cost	Paid	Balance
1	II/AII	Islah-ul-Muslimeen Wa Tarraq-i-Taleem	13.7.82	—	—	Rs. 52500/- (1½ Kanal @ Rs. 35,000/- per Kanal)	Rs. 10937.50	Rs. 41562
2	IV/AII	Ahle-Sunat Wal Jamat	11.1.74	—	—	—	—	—
3	II/CI	Anjuman Zikar-ul-Islam	13.7.82	5.9.82	5.9.82	Rs. 19250/- (11 Marlas & 50 S. Ft @ Rs. 35,000/- per Kanal)	9000/-	9525/-
4	II/CII	Masjid Dar-ul-Salam	18.10.84	20.2.85	20.2.85	Rs. 23878/- (13 Marlas & 145 S. Ft @ Rs. 35,000/- per Kanal)	11939/-	11939/-
5	III/CII	Bahari Masjid	17.6.79	—	—	—	—	—
6	5/DI	Jamia Masjid Noori	18.10.84	—	—	—	—	—
7	5/DII	Al-Kausar Masjid	17.6.79	—	—	Rs. 18000/- (1 Kanal & 50 S. Ft @ Rs. 18,000/- per Kanal)	3640/	14360/-
8	IV/DII	Jamia Masjid Sharia	18.10.84	—	—	—	—	

جناب سپیکر ۔ ضمنی سوال جناب محمد رفیق صاحب ۔

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر۔ یہ سوال پچھلے کئی اجلاسوں سے چلا آرہا ہے ابتدا میرے ہی سوال سے ہوئی تھی ۔ ٹاؤن شپ سکیم میں ایک مسجد کی تعمیر ہوئی تھی جس پر جرمانہ وغیرہ کو ناجائز قرار دیا گیا تھا۔ وزیر موصوف کے اس موجودہ جواب میں بھی بڑا تضاد ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ ایک طرف تو یہ فرمایا گیا کہ ایسی مساجد جن کی قیمت ادا نہ کی گئی ہو وہ ناجائز سمجھی جائینگی اور ان میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہوگا۔ لیکن جواب کے آخر میں فرماتے ہیں کہ حکومت اب اس پر غور کر رہی ہے کہ اگر مساجد کی جگہ بلا معاوضہ دے دی جائے تو یہ احسن قدم ہوگا۔ یہ بہت بڑا تضاد ہے۔ اس پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔ ایک طرف یہ فرماتے ہیں کہ یہ غیر قانونی ہے اور اس میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن دوسری طرف فرماتے ہیں کہ یہ احسن قدم ہوگا۔ بہرحال اگر یہ احسن قدم بھی ہے تو یہ وقت کا تعین کریں کہ یہ کابینہ میں کب تک پیش کر دیا جائے گا ؟

پارلیمانی سیکرٹری (جناب ملک محمد عباس خاں کھوکھر) ۔ پچھلی دفعہ بھی انہوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ مسجد کو غیر قانونی کہنا یا ناجائز کہنا جائز نہیں ہے ۔ تو میں اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا کہ وفاقی شرعی عدالت کا یہ فیصلہ ہے اور فیصلے کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ قیمت حاصل کی جائے ۔ اب بھی کابینہ کے اجلاس میں جو تجویز زیر غور آئے گی اس میں بھی کچھ نہ کچھ قیمت ضرور رکھی جائے گی کیونکہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے تحت ہی یہ فیصلہ بھی کیا جائے گا۔ وقت کے تعین کے بارے میں ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کا معاملہ چل رہا ہے جب فیصلہ ہوگیا تو بتا دیا جائے گا۔

چوہدری محمد رفیق ۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ وفاقی کابینہ میں کب تک اس کیس کو بھیج دیں گے ۔ کوئی وقت کا تعین فرما دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری : وفاقی کابینہ میں نہیں بلکہ صوبائی کابینہ کے اجلاس میں بھیجا جائے گا۔ جب بھی رپورٹ آگئی، کابینہ میں پیش کر دیا جائے گا۔

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو میں نظریاتی کونسل کی طرف سے جاری کی گئی رپورٹ جو اسی موضوع پر ہے جس میں انھوں نے اس بات پہ روشنی ڈالی ہے کہ ایسی مساجد تاریخی حوالوں سے قطعی طور پر ناجائز نہیں ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ حوالے جو نظریاتی کونسل نے دیئے ہیں پیش کر دوں۔

جناب سپیکر: اس میں آپ ایسے کر سکتے ہیں کہ جو جوابات محکمہ کی طرف سے دیے گئے ہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی خلافِ واقعات ہے یا خلافِ حقیقت ہے تو آپ کے پاس ضابطے کی کارروائی موجود ہے اس کے مطابق آپ معاملہ ہاؤس میں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن اس پہ تقریر کی اجازت میں نہیں دے سکتا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ مساجد کے لیے ۹۴ پلاٹ مختص کیے گئے تھے۔ ۱۳ مساجد مختص شدہ قطعات پر تعمیر کی گئی ہیں۔ باقی جو ۳۶ پلاٹ بنتے ہیں ان کی صورت حال کیا ہے۔ کیا وہ کسی کو الاٹ کر دیے گئے ہیں یا خالی پڑے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری: وہ پلاٹ انجمن کے ذریعے الاٹ کر دیے گئے ہیں لیکن ان کی قیمت کے لیے، جیسا کہ جواب میں میں نے عرض کیا ہے۔ کمشنر لاہور ڈویژن جو کمیٹی کے سربراہ ہیں، انھوں نے کہا ہے کہ ان کی قیمت ادا کر دی جائے گی۔ قیمت وصول کیے جانے کے بعد ان کو قانونی حیثیت دے دی جائے گی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس ایوان کو یہ بتانا مناسب سمجھیں گے کہ ان انجمنوں کے نام کیا ہیں جن کو یہ پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری۔ اس کی تفصیل کے لیے تازہ سوال آنا چاہیے۔
جناب سپیکر۔ اگلا سوال، بیگم خواجہ فرحت رفیق

اندرون لاہور سیوریج لائن کی تعمیر

*513 بیگم فرحت خواجہ رفیق: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ورلڈ بینک کی امداد سے اندرون شہر لاہور کی ڈویلپمنٹ کے لیے سیوریج بچھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔
ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیوریج لائن کی تعمیر کے لیے ٹھیکیداروں نے نہایت ناقص میٹریل کا استعمال کیا جس کی وجہ سے بارشوں اور گھریلو نکاسی آب کی وجہ سے پائپوں کے رسنے سے پانی مکانوں کی بنیادوں میں داخل ہو رہا ہے جس کی وجہ سے پیر شیرازی اور محلہ خواجہ رفیق شہید کی گلیوں کے بیشتر مکانات پھٹ گئے ہیں۔
ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی کرنے اور جن مالکان کی عمارات کو نقصان پہنچا ہے اس کا ازالہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟
پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس کھوکھر)
الف) جی ہاں۔
ب) اندرون شہر ترقیاتی کام ایل ڈی اے کی زیر نگرانی مخصوص طرز تعمیر کی مشکلات کی وجہ سے محکمانہ بنیاد پر کروایا جا رہا ہے۔ ٹھیکیداروں کے ذریعے کوئی کام نہیں کروایا گیا۔ ترقیاتی کام میں استعمال ہونے والا میٹریل جس میں سیمنٹ ریت، بجری، مٹی، اینٹیں، سیوریج پائپ اور پانی کا پائپ وغیرہ شامل ہیں تکنیکی معیار کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے۔ اندرون شہر کے مشکل اور پیچیدہ حالات کے باوجود ترقیاتی کاموں کا معیار تسلی بخش ہے اندرون شہر میں سترہ (۱۷) فیصد سے زائد مکانات انتہائی مخدوش حالت میں ہیں اور ہر سال بارشوں

میں کئی مکانات گر جاتے ہیں اور بہت سے مکانوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔
جولائی ۱۹۸۴ء میں محلہ خواجہ رفیق شہید اور مارچ ۱۹۸۵ء میں کوچہ پیرشیرازی کے کچھ مکانات میں دراڑیں پڑ گئی تھیں ان علاقوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی لائنیں چیک کرائی گئیں جن میں کوئی نقص نہ پایا گیا۔ اس امر کی تصدیق متعلقہ کونسلر، ممبر صوبائی اسمبلی اور ممبر قومی اسمبلی نے بھی کیا ہے۔

ج) مذکورہ بالا سوالات کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر ۵۸۶، سید اختر حسین رضوی صاحب۔

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی سکیموں کو عملی جامہ پہنانے کے اقدامات

*586 سید اختر حسین رضوی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی میونسپل کمیٹیوں یا ٹاؤن کمیٹیوں نے حکومت کے مقرر کردہ حصہ کے مطابق اپنے اپنے علاقہ کی سیوریج یا واٹر سپلائی سکیموں کے لیے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے پاس اپنی اپنی سکیموں کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے کافی عرصہ پہلے رقوم جمع کروا رکھی ہیں مگر ان سکیموں پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔

ب) کیا یہ درست ہے کہ بعض کمیٹیاں جنھوں نے مذکورہ محکمہ میں اپنے حصہ کی رقوم بھی جمع نہیں کروائی مگر ان کی سکیمیں منظور ہو چکی ہیں۔

ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چونڈہ ٹاؤن کمیٹی نے مذکورہ بالا سکیموں کے لیے اپنے حصہ کی رقم جمع کروا دی ہے۔ مگر تا حال اس سکیم کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔

د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے زیر اقتدار ان سکیموں کو جن کی رقوم جمع کی جا چکی ہیں جلد از جلد

عملی جامہ پہنانے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس کھوکھر)

الف) یہ درست ہے کہ کئی میونسپل/ٹاؤن کمیٹیوں نے اپنے اپنے علاقوں کے آب رسانی، نکاسی آب منصوبہ جات کے لیے اپنے حصہ کی رقوم جمع کروائی ہیں۔ حکومت اب تک ۸۴ منصوبہ جات کو رواں مالی سال ۸۶—۱۹۸۵ء کے ترقیاتی پروگرام میں شمولیت کی منظوری دے چکی ہے۔

ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں کسی بھی ایسے منصوبہ برائے فراہمی آب یا نکاسی آب پر عمل درآمد کی منظوری نہیں دی گئی جس کی متعلقہ کمیٹی نے اپنے حصہ کی رقم جمع نہ کروائی ہو۔

ج) یہ درست ہے کہ چونڈہ ٹاؤن کمیٹی نے برائے منصوبہ نکاسی آب چونڈہ لاگت ۵۰ء۲۱ لاکھ روپے اپنے حصہ کی رقم مبلغ ۱۵ء۱۲ لاکھ روپے جمع کروا دی ہے۔ منصوبہ مذکورہ کو حکومت نے رواں مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لیا ہے اور اس پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔

د) جیسا کہ جزو ہائے بالا میں بیان کیا ہے کہ منظور شدہ منصوبہ جات پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔

سید اختر حسین رضوی: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ اگر ایک چھوٹی ٹاؤن کمیٹی اپنے حصہ کی رقم ۱۹۸۰ء میں ۲ لاکھ روپے آپ کے محکمہ میں کسی ڈرینیج سکیم یا سیوریج سکیم کے لیے جمع کرا دیتی ہے۔ وہ اپنی یہ رقم اپنے منصوبہ جات میں سے کاٹ کر دیتی ہے۔ اگر یہ رقم ۴ سال تک بینک میں جمع رہے تو اس پر اس غریب چھوٹی ٹاؤن کمیٹی کو کم از کم ۶۰ ہزار روپے منافع کے مل جاتے ہیں۔ لیکن اگر یہ رقم آپ کے پاس رہتی ہے اور آپ وہ منصوبہ چار سال کے بعد شروع کرتے ہیں تو کیا آپ اس ٹاؤن کمیٹی کو کوئی

بھوٹ دیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری : جناب والا ! کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کون سی ٹاؤن کمیٹی ہے جس نے یہ پیسے جمع کرائے ہیں ؟

سید اختر حسین رضوی : کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ ٹاؤن کمیٹی چونڈہ نے اپنے حصے کی رقم کس سال جمع کرائی تھی ؟

پارلیمانی سیکرٹری : یہ نیا سوال ہے ۔

سید اختر حسین رضوی : اگر آپ پہلے سوال کا جواب نہیں دے سکتے تو اسی کا دے دیں کہ کیا آپ ٹاؤن کمیٹی چونڈہ کے بارے میں آپ بتائیں گے کہ جس کے بارے میں آپ نے کہا ہے کہ یہ سکیم شروع ہو چکی ہے' اپنے حصہ کی رقم کس سال جمع کرائی تھی ؟

پارلیمانی سیکرٹری : اس سوال کا جواب اس وقت تو میں نہیں دے سکتا تازہ سوال کر کے اس بارے میں پوچھ سکتے ہیں ۔ بہرحال یہ سکیم ۸۶ - ۱۹۸۵ میں شروع ہو چکی ہے ۔

سید اختر حسین رضوی : تو پھر آپ بتا کیا سکتے ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری : اس سوال میں پہلے آپ نے یہ بات نہیں پوچھی کہ کس سال شروع کیا گیا تھا ۔ اس کے بارے میں بغیر ریکارڈ دیکھے کیسے بتا سکتا ہوں ۔ اگر اسی سوال میں آپ یہ پوچھ لیتے کہ کب جمع کرائی گئی ہے تو میں آپ کو بتا دیتا ۔

جناب سپیکر : میں فاضل رکن اور جناب پارلیمانی سیکرٹری سے کہوں گا کہ براہ راست بات کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔ آپ چیئر کو مخاطب کریں ۔

سید اختر حسین رضوی : جناب سپیکر ۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ ٹاؤن کمیٹی چونڈہ نے میونسپل سکیم کے لیے اپنے حصہ کی رقم کس سال جمع کرائی تھی ۔ کیونکہ انھوں نے یہ بتایا ہے کہ یہ سکیم اب ۸۶-۱۹۸۵ میں شروع ہونے والی ہے یا شروع ہو چکی ہے ۔

جناب سپیکر۔ اس سے آپ کون سا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں ؟

سید اختر حسین رضوی : میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ بعض ٹاؤن کمیٹیاں جن کا بجٹ ہی پانچ چھ لاکھ ہوتا ہے یا ۱۰ لاکھ ہوتا ہے وہ اپنے حصے کی رقم چھ سات سال پہلے اس محکمہ کو جمع کرا دیتی ہیں اور یہ محکمہ اس سکیم کو چھ سال بعد شروع کرتا ہے۔ وہ تو اپنے حصے کا پورا بجٹ ہی ان کو دے دیتی ہیں۔ یہ کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کریں کہ جو ٹاؤن کمیٹی اس سال رقم جمع کروائے، اس کا کام کم از کم اگلے سال ضرور شروع ہو جانا چاہیئے ۔

جناب سپیکر : ملک صاحب ! شاہ صاحب نظام کی بات کر رہے ہیں کہ اس کو کسی نظام کے تحت چلایا جائے ۔ جو کمیٹیاں اپنے حصے کی رقم پہلے ادا کر دیتی ہیں، ان کی باری پہلے آ جائے اور جو بعد میں ادا کرتی ہیں ان کی باری بعد میں آئے۔ ان کا مقصد ہے کہ جن کمیٹیوں نے اپنے حصے کی رقم پہلے جمع نہیں کروائی جیسا کہ جڑوب میں ہے کہ جن کمیٹیوں نے اپنے حصے کی رقم جمع نہیں کروائی ان کی سکیمیں منظور ہو چکی ہیں ۔ جبکہ ان کی متعلقہ کمیٹی چونڈہ ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ چونڈہ کمیٹی نے رقم پہلے جمع کرا دی ہے لیکن ابھی ان کی سکیم منظور نہیں ہوئی ۔

پارلیمانی سیکرٹری : گزارش ہے کہ جو کمیٹی پیسے جمع نہیں کرواتی اس کا کام شروع نہیں کیا جاتا۔ جو کمیٹی پیسے جمع کروائے گی وہ منصوبہ بندی کے تحت دیکھتے ہیں کہ کن کن کا کام شروع کیا جائے ۔ ذرائع کے مطابق ہم اس پر عمل درآمد شروع کرتے ہیں۔ جو کمیٹی پیسے جمع نہیں کروائے گی اس کا کام شروع نہیں ہوگا۔

سید اختر حسین رضوی : جناب والا۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ کسی سکیم کو شروع کروانے کے لیے کتنے سال پہلے پیسے جمع کروانے پڑتے ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) اس کے لیے کوئی ایسا قانون نہیں ہے کہ اتنے سال پہلے کمیٹی پیسے جمع کروائے ۔ جب کمیٹی پیسے جمع کروا دیتی ہے عمل درآمد شروع ہو جاتا ہے ۔

سید اختر حسین رضوی : جناب والا انہیں کوئی تو ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیئے ۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) جناب والا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب کمیٹی پیسے جمع کروا چکی ہے اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں منصوبہ بندی کے مطابق اس کا کام شروع کرنا ہے، ذرائع کے مطابق، پیسے کے مطابق ہم اس پر عمل شروع کیے دیتے ہیں

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاہ صاحب آپ کا relevent question یہ ہے کہ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتا سکیں گے کہ چونڈہ کمیٹی کی سکیم کو وہ کب منظور کریں گے؟

سید اختر حسین رضوی: جناب والا انہیں شاید یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ سکیم منظور ہو چکی ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ کتنے سال تک پیسے جمع رکھتے ہیں۔ مثلاً ٹاؤن کمیٹی چونڈہ ہے اس کا میں چیئرمین ہوں وہاں ہمارا بجٹ ہی آٹھ لاکھ روپیہ ہے۔ دو لاکھ روپیہ میں نے جمع کروایا یہ تو یہی نہیں بتا سکتے کہ دو لاکھ روپیہ میں نے کس سال جمع کروایا تھا۔ جناب والا! میں نے یہ بھی ایک ضمنی سوال کیا تھا۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال ہے مگر آپ کے سوالوں میں یہ بات نہیں ہے کہ کب پیسے جمع کروائے تھے۔

سید اختر حسین رضوی: ہاں جناب والا یہ ضمنی سوال ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ ٹاؤن کمیٹی چونڈہ نے اپنے حصہ کی رقم کس سال جمع کروائی ہے؟

جناب سپیکر۔ اس کے لیے وہ کہتے ہیں کہ تازہ سوال دیں۔

سید اختر حسین رضوی: جناب والا تو پھر صاف ظاہر ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تیاری ہی نہیں کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) جناب والا اس میں تیاری کی کون سی بات ہے اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ چونڈہ کی رقم کب ۸۶-۱۹۸۵ء میں شامل ہوئی۔ اس میں ہم نے کتنی رقم مختص کی ہے یا اس سال میں کتنی کی ہے۔

اس سوال کا جواب میں دے سکتا ہوں، پوچھیں تو سہی، میں بتا سکتا ہوں کہ یہ کب مکمل ہو گی۔ اس پہ کتنا کام ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ یہ سب کچھ پوچھے بغیر ہی بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) جناب والا، وہ کہتے ہیں کہ تیاری کر کے نہیں آئے اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ سوال انھوں نے پوچھا ہی نہیں اور میں جواب دے دوں۔ پھر کہیں کہ تیاری کر کے نہیں آئے۔

چوہدری محمد رفیق: جناب والا، یوں لگتا ہے کہ معزز رکن جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا امتحان لے رہے ہیں۔

چودھری گل نواز خان ڈرائچ: جناب والا، میں اپ کی وساطت سے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ ایک ایسا لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں کہ ایک بلدیہ یا ایک ادارہ رقم جمع کروائے۔ اس کیلئے وہ وقت کی میعاد مقرر کر دیں۔ تاکہ ان کے پیسے جمع نہ رہیں، منجمد نہ رہیں کہ اتنی دیر میں ان کا کام شروع ہو جائے گا۔ یہ اس میں اس قسم کی کوئی ترمیم کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اصل بات یہی ہے کہ معزز اراکین چاہتے ہیں کہ اس میں کیا کسی سسٹم کا یا طریقہ کار تعین کیا جا سکتا ہے کہ کتنے عرصے تک وہ پیسے جمع رہیں اور اس کے بعد اس سکیم کی منظوری ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)۔ جناب والا، ہم نے اسے ذرائع کے مطابق دیکھنا ہوتا ہے کہ ہمارے پاس پیسہ کتنا ہے جو کام ہم شروع کر کے اسے مکمل کر سکیں۔ اس کا ہم لائحہ عمل پہلے تیار کریں اور ذرائع ہمارے پاس نہ ہوں تو اس لائحہ عمل کے اختیار کرنے کا کیا فائدہ۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ دراصل اس میں کچھ اور بھی ترجیحات ہیں۔ پیسے جمع کروانے کے علاوہ بھی اور کوئی criteria ہے جس کے تحت سکیمیں منظور ہوتی ہیں، کیا یہی آپ کہنا چاہتے ہیں؟ کہ صرف پیسے جمع کروا دینا

ہی ایک criteria نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) جناب والا، جب ذرائع میسر آ جاتے ہیں اس کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اس کے مطابق کام شروع کر دیا جاتا ہے۔ جن کمیٹیوں نے پیسے جمع کروائے ہیں ہم نے کافی زیادہ کام شروع کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: اس سلسلہ میں آپ اپنے محکمہ سے اس اجلاس میں پوچھ کر اس کا جواب ہاؤس میں دلوائیے گا۔ کہ کیا اس سلسلہ میں ڈیپارٹمنٹ کوئی فارمولا، کوئی سسٹم وضع کر سکتا ہے کہ یہ ٹاؤن کمیٹیوں کے یا میونسپل کمیٹیوں کے پیسے جمع رہنے کے بعد کتنے عرصے کے بعد ان کی سکیموں کی منظوری ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) ٹھیک ہے جناب والا، میں دریافت کر کے بتا دوں گا۔

حاجی محمد اصغر چودھری: جناب والا میں عرض کروں گا کہ اس میں تھوڑی سی ترمیم اور کر لیں۔ کہ میونسپل کمیٹیاں یا ایک محکمہ پانچ سال میں یہ سیوریج سکیم مکمل کرتا ہے یا چار سال میں مکمل کرتا ہے، یہ پورے کا پورا حصہ ایڈوانس لے لیتے ہیں۔ اگر یہ ہر سال ان کا جتنا حصہ ہے جتنے فنڈز گورنمنٹ دیتی ہے یا جو حصہ میونسپل کمیٹی کا یا ٹاؤن کمیٹی کا بنتا ہے وہ اگر یہ ہر سال وصول کر لیں تو کیا یہ ایسا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: حاجی صاحب اس کے لیے آپ کو تازہ سوال دینا ہوگا۔

حاجی محمد اصغر چودھری: نہیں جناب والا، آپ نے کہا ہے کہ محکمہ کوئی لائحہ عمل تیار کرے۔ تو میں نے اس کے لیے عرض کیا ہے کہ ان الفاظ کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے اور اس کے بارے میں بھی محکمہ کوئی لائحہ عمل تیار کر لے تو اچھی بات ہو جائے۔ یہ سوال نہیں تھا۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں آپ نیا سوال دیجیے اس پر میں آپ کو

جواب دے دوں گا۔

بے گھر ہونے والے مکینوں کی آبادکاری

*592 میاں محمود احمد : کیا وزیر اعلیٰ ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور ترقیاتی ادارہ مینارِ پاکستان سکیم کی توسیع کے لیے متروکہ وقف املاک مندر بھگت رام مندر برآگیاں محلہ لال مسجد مولانا احمد علی روڈ لاہور کی اراضی حاصل کرنا چاہتا ہے جہاں ہزاروں لوگ آباد ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان کچی بستیوں کے بے گھر ہونے والے مکینوں کی آبادکاری کے لیے کوئی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو ابھی تک مالکانہ حقوق تفویض نہیں کیے گئے اگر ایسا ہے تو انہیں کب تک مالکانہ حقوق دیے جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا رقبہ لاہور ترقیاتی ادارہ مینار پاکستان سکیم کی توسیع کے لیے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا رقبہ تعدادی تقریباً ۸۰ کنال ایک مرلہ ۲۷ فٹ سابقہ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے مارشل لاء ضابطہ نمبر ۱۱۲-۱۹۶۲ء کے تحت بعد از ادائیگی مبلغ ۱۹۹۲۷۹/۷۷ روپے متروکہ وقف املاک بورڈ اور محکمہ بحالیات سے خرید کیا تھا۔ اس رقبے پر ۱۹۶۲ء سے لے کر آج تک وقتاً فوقتاً ناجائز تعمیرات بصورت دکانات، موٹر ورکشاپ کچے پکے مکانات ہوتی رہی ہیں مگر مذکورہ رقبہ کو کچی آبادی تسلیم نہیں کیا گیا۔ ان ناجائز قابضین کو بے گھر ہونے سے بچانے کے لیے محکمہ ایل ڈی اے نے ایسے تمام ناجائز قابضین کو نوٹس دیے تھے۔ کہ وہ پراپرٹی اسسمنٹ کمیٹی کی جانب سے مقرر کی جانے والی قیمت ایل ڈی اے کو ادا کریں اور زرِ پیشگی مبلغ

۲۵,۰۰۰ روپے مبلغ رضامندی خرید کرنے رقبہ مقبوضہ جمع کرائیں۔ تاہم کچی آبادیوں کے بارے میں وزیراعظم پاکستان کے ۱۷ اپریل کے اعلان کے مطابق یہ دونوں آبادیاں اب کچی آبادی کے زمرے میں آجائیں گی۔

ب) وزیراعظم کے اعلان کے بعد ان دونوں آبادیوں کا اب سروے کیا جائیگا اور ان آبادیوں کے مکینوں کو بھی کچی آبادیوں کے بارے میں حکومت کی نئی پالیسی کے مطابق مالکانہ حقوق تفویض کیے جائیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا چاہیں گے کہ یہ رقبہ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے مارشل لا ضابطہ نمبر ۱۱۲-۱۹۶۲ کے تحت کب خریدا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری : سوال دہرادیں۔

جناب سپیکر : جنجوعہ صاحب اپنے سوال کو دہرائیے گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا انھوں نے اپنے سوال کے جواب میں فرمایا ہے۔ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے مارشل لا ضابطہ نمبر ۱۱۲-۱۹۶۲ کے تحت بعد از ادائیگی مبلغ ۲۷۹/۰۰ ۱۹۹ روپے مروکہ وقف املاک بورڈ اور محکمہ بحالیات سے خرید کیا تھا۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ رقبہ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے کب اور کس تاریخ کو خریدا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری : جناب والا پہلے سوال میں تو اس کا ذکر نہیں ہے۔ اس لیے یہ نیا سوال دے دیں یا کوئی تاریخ بتا دیں۔ کوئی اور متعلقہ سوال بتائیں اس کا میں جواب دے دوں گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر آپ فرمائیں کہ یہ ضمنی بنتا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر : جنجوعہ صاحب آپ اپنا سوال دہرائیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب کے جزو (الف) میں فرمایا ہے کہ یہ رقبہ تعدادی

تقریباً ۸۸ کنال ایک مرلہ ۳۰۷ فٹ سابقہ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے مارشل لا ضابطہ نمبر ۱۱۲-۱۹۶۲ کے تحت متروکہ وقف املاک بورڈ اور محکمہ بحالیات سے خرید لیا تھا۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ رقبہ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے کب اور کس تاریخ کو خرید کیا تھا۔

جناب سپیکر : جناب ملک صاحب یہ ضمنی سوال بنتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب سپیکر مارشل لا کے دوران جو کام کیے گئے ہیں اس کا ریکارڈ ابھی تک مارشل لا والوں کے پاس ہے۔ ہم نے ان کو کئی دفعہ خطوط لکھے ہیں انھوں نے ان کا ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ریکارڈ واپس دیا ہے۔ جب تک ہم اس کو دیکھ نہ لیں اور وہ ہمیں جو ریکارڈ بھیجیں گے ہم اس کا جواب کیسے دے سکتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : پارلیمانی سیکرٹری صاحب پورے ہاؤس کو اندھیرے میں رکھ رہے ہیں۔ مارشل لا کے ضابطہ کے تحت لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے خریدا ہے۔ مارشل لاء کے دور میں نہیں خریدا گیا۔ وہ اپنے جواب کو ذرا غور سے پڑھیں۔ مارشل لاء ضابطہ کے تحت حاصل اختیارات کے تحت لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے یہ رقبہ خریدا ہے۔ مارشل لا والوں نے یہ رقبہ نہیں خریدا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری : اس میں آپ بھی غور سے دیکھ لیں کہ ۱۹۵۸ کے بعد مارشل لا کا ریکارڈ ہمارے پاس نہیں ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : اب بھی اپنا جواب غور سے پڑھ لیں۔

MR. SPEAKER : No cross talk please.

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ.....

جناب سپیکر : مارشل لاء کے ضابطے کے تحت خریدا کیا گیا ہے اس لیے پارلیمانی سیکرٹری کا جواب میں سمجھتا ہوں To the Point ہے۔

چودھری فضل حسین راہی : جناب سپیکر۔ یہ مارشل لا کے ضابطے کے تحت خریدا ہے۔ مارشل لاء کی کسی خصوصی فوجی عدالت نے نہیں خریدا جس کا ریکارڈ ان کے پاس ہے۔ اس کا ریکارڈ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کے پاس ہوگا جس نے پیسے دیے ہیں اور جس نے یہ رقبہ خریدا ہے۔ یہ کہنا کہ اس کا ریکارڈ مارشل لاء والوں کے پاس ہے جناب والا یہ تو آپ کے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ غلط معلومات دی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر : جنجوعہ صاحب کا ضمنی سوال ہے اس پہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ سوال کا جواب درست نہیں دیا گیا اور جان بوجھ کر درست نہیں دیا گیا تو اس کے لیے آپ کے پاس قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ اس کے مطابق آپ کارروائی کر سکتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے میں جناب پارلیمانی سیکرٹری سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس رقبہ پہ جو لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے مینار پاکستان سکیم کی توسیع کے لیے خریدا ہے۔ جس تاریخ کو خریدا گیا اس سے پہلے اس پہ عمارات، مکانات اور دکانیں وغیرہ موجود تھیں یا بعد میں تعمیر ہوئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری : یہ ایک نیا سوال ہے۔ اگر یہ نیا سوال دیں تو اس کا ہم جواب دے سکتے ہیں۔ مکان بعد میں بھی کچھ بنے کچھ پہلے بھی بنے ہوئے تھے لیکن اس کا مکمل جواب ایک نئے سوال کی صورت میں ہم دے سکتے ہیں۔ اتنا لمبا جواب ہم اس وقت نہیں دے سکتے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : نیا سوال دیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو ہدایت کریں کہ وہ خود تیاری کر کے آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ جناب سپیکر کی وساطت سے میں آپ سے عرض کرتا ہوں .....

جناب سپیکر : ویسے محکمہ کو اس حد تک تیار ہونا چاہیے ایک سوال پر

پر ضمنی سوالات آ سکتے ہیں۔ اس کے سارے امکانات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس سوال کی تیاری کرنی ضروری ہوتی ہے کیونکہ اگر صرف سوال کا جواب ہی دینا ہے تو پھر سوال آگیا اور اس پر جواب لکھ دیا لیکن اس پر جو ضمنی سوالات ہوتے ہیں ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سوال کی پوری طرح چھان بین ہو جائے۔ اس کی تہ تک پہنچنے کے لیے محکمہ کو چاہیے کہ اس سے متعلقہ جتنے بھی سوالات ممکن ہو سکتے ہیں ان کی ساری تیاری ہونی چاہیے۔ مثلاً یہ سوال جو معزز رکن کر رہے ہیں کہ جب مارشل لا کے ضابطے کے مطابق یہ زمین حاصل کی گئی اس وقت اس زمین پر کتنے مکانات پہلے تعمیر شدہ تھے یہ سوال آپ کے محکمے کو معلوم ہونا چاہیئے تھا (نعرہ ہائے تحسین) اس سوال کے جواب کے لیے آپ اپنے محکمہ کو ہدایت کریں کہ وہ ہاؤس کو بتا دے۔ اسی نشست میں اسی سیشن کے دوران اس ضمنی سوال کا جواب ہاؤس کو بتائے۔

پارلیمانی سیکرٹری: کتنے مکان پہلے بنے ہوئے تھے اور کتنے بعد میں بنے۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔

پارلیمانی سیکرٹری: بہت اچھا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کی طرف سے ہے۔

لیاقت آباد میں ہاؤسنگ کالونی کی آبادکاری

*622 ملک غلام شبیر جوئیہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لیاقت آباد میں ہاؤسنگ کی ایک بڑی کالونی ہے جو تقریباً غیر آباد پڑی ہے اگر ایسا ہے تو حکومت اس کالونی کو آباد کرنے کے سلسلے میں کیا اقدام کر رہی ہے۔؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) یہ کالونی غیر آباد نہیں ہے۔ اصل صورت حال حسب ذیل ہے۔

لیاقت آباد میں ٹی ڈی اے کی تعمیر شدہ کالونی میں ۵۸۴ کوارٹرز اور

بنگلے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کو ۱۹۷۰ء میں دیے گئے۔ جن میں سے ۵۵۴ کوارٹرز محکمہ ہاؤسنگ نے ایک معاہدہ کے ساتھ کوہ نور کاٹن ملز کو ۱۹۷۴ء میں کرایہ پر دیے۔

معاہدہ مذکورہ بالا کے تحت ملز کو ۱۲,۰۰۰ روپے ماہوار کرایہ کے عوض جو کوارٹرز دیے گئے اس کی تفصیل درج ذیل ہے :

۱ -	ایچ ٹائپ	—	۲
۲ -	ایل ٹائپ	—	۸
۳ -	جی ٹائپ	—	۶
۴ -	ایل ٹائپ	—	۴۶
۵ -	کیو ٹائپ	—	۱۹۰
۶ -	ایل / ایس ٹائپ	—	۳۰۲
	ٹوٹل		۵۵۴

کوہ نور ملز نے جون ۱۹۸۱ء تک کا کرایہ ادا کر دیا ہوا ہے مگر بعد ازاں مل بند کر دی گئی جو تا حال بند پڑی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کرایہ پہ اٹھائے گئے کوارٹرز بھی بند پڑے ہیں تا حال کوارٹرز ملز کے قبضہ میں ہیں مگر کرایہ کے بقایا جات جو کہ تقریباً ۶,۷۲,۰۰۰ روپے بنتے ہیں۔ ملز انتظامیہ نے محکمہ کو ادا نہیں کیے جن کی وصولی کے لیے محکمہ نے ڈپٹی کمشنر میانوالی سے رجوع کیا ہے تاکہ بقایا جات ریونیو ایکٹ کے تحت وصول کیے جائیں اور اس کے علاوہ کوارٹروں اور بنگلوں کا قبضہ محکمہ کو دلوایا جائے تاکہ ان کی مناسب مرمت اور استعمال میں لانے کا بندوبست کیا جا سکے۔ باقی ماندہ تیس کوارٹرز دوسرے محکمہ جات کے عملہ کو کرایہ پر دیے ہوتے ہیں۔ اور کرایہ کی وصولی ہو رہی ہے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ : کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ جس مل کو

استعمال کے لیے یہ کالونی دی گئی تھی، وہ کتنے عرصے سے بند ہے؟ ان کی مرمت اور دیکھ بھال کوئی نہیں۔ جب کہ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے رجوع کیا ہے کہ اتنے بقایا جات ہیں۔ اگر بقایا جات ہیں تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس میں کوئی آدمی آباد نہیں۔ اس کے لیے آپ نے کیا انتظامات کیے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری: جناب سپیکر! یہ مل ۱۹۸۱ء سے بند ہے اور ۱۹۸۱ سے ہمارا کرایہ ان کے ذمہ بقایا ہے۔ اس کے لیے ہم ڈپٹی کمشنر صاحب سے خط و کتابت کر رہے ہیں کہ وہ ہمیں کرایہ بھی وصول کر کے دیں اور کوارٹروں پر قبضہ بھی دلوائیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! کیا سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے، کہ انھوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کو نوٹ لکھ دیا ہے یا ابھی لکھنا ہے۔ کیونکہ پانچ چھ سال گزر چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری: نوٹ لکھ دیا ہے۔ وہاں کی ڈسٹرکٹ کونسل نے ڈی سی صاحب کو لکھا ہے جس کے مطابق عمل درآمد ہو رہا ہے۔ خط و کتابت جاری ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: نوٹ کب لکھا ہے؟ اس مراسلہ کی تاریخ یا نمبر آپ کے پاس ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری: وہ مراسلہ ہمارے پاس موجود ہے۔ میں وہ پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس کی تاریخ وغیرہ بتا دیں۔ پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری: اس کی تاریخ ۹-۱۰-۱۹۸۶ ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: میرا خیال ہے کہ ٹھیک پانچ سال کے بعد آپ نے یہ نوٹ بھیجا ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے سیکرٹری صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ان کوارٹرز کی مختلف ٹائپس ہیں، مثلاً ایچ ٹائپ، ایل ٹائپ، جی ٹائپ، این ٹائپ وغیرہ۔ ٹائپ کے لحاظ سے ان کی اکاموڈیشن کیا ہے؟

چودھری محمد صدیق سالار: چودھری صاحب کا یہ سوال ہے یا چھیڑ چھاڑ؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جو کوارٹرز کرائے پر دیے ہوئے ہیں، یہ مختلف ٹائپ کے ہیں۔ تو ٹائپ وائز ان کی اکاموڈیشن کیا ہوگی؟ مثلاً ایچ ٹائپ کی اکاموڈیشن کیا ہوگی، ایک بیڈ روم ہوگا یا دو ہوں گے، باورچی خانہ ہوگا۔ صحن ہوگا اگر بتا سکیں تو مجھے پتہ چل جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ واقعی چھیڑ چھاڑ زیادہ ہے، سوال کم ہے۔

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر، چودھری گل نواز صاحب کو سوائے غسل خانوں اور باورچی خانوں کے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ملک غلام شبیر جو تیہ صاحب کے سوال کے جواب میں یہ کہا ہے:

"لیاقت آباد میں ٹی ڈی اے کی تعمیر شدہ کالونی میں ۵۸۴ کوارٹرز اور بنگلے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کو ۱۹۷۰ء میں دیے گئے....."

میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے یہ ۵۸۴ کوارٹرز اور بنگلے کس مقصد کے تحت تعمیر کیے تھے؟

پارلیمانی سیکرٹری: یہ انھوں نے اپنی رہائش کے لیے تعمیر کرائے تھے۔ جب وہ ختم ہوئی تو انھوں نے یہ محکمہ ہاؤسنگ کے سپرد کر دیے۔ اس کے بعد ہم نے ان سب کو کرائے پر دے دیا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی ختم ہو چکی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری : اب وہ وہاں موجود نہیں ہے ۔ ان کو کوارٹر نہیں چاہیئں تھے ۔ چنانچہ انھوں نے محکمہ ہاؤسنگ کے سپرد کر دیے ۔

ترقیاتی ادارہ لاہور کی جانب سے رہائشی و کمرشل پلاٹوں میں دھاندلیوں کا سدّباب

***638** جناب خوشحال محمد ڈوگر : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

الف) آیا یہ درست ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے ایک باہمی گفت و شنید پرائس کنٹرول کمیٹی تشکیل دے رکھی ہے جو کہ عوام کو مارکیٹ ریٹ پر پلاٹس مہیا کرتی ہے ۔

ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی پلاٹس کو مارکیٹ پرائس پر فروخت کرنے کی بجائے اپنی من مانی قیمت پر فروخت کر رہا ہے جس میں محکمہ کا متعلقہ عملہ اور پراپرٹی ڈیلر آپس میں ملی بھگت کر کے ناجائز فوائد حاصل کر رہے ہیں ۔

ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افراد متذکرہ بالا پلاٹس خرید کر ایگریمنٹ رجسٹرڈ ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دیتے ہیں ۔

د) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کمیٹی نے رہائشی پلاٹس کے علاوہ کمرشل پلاٹس بھی براہ راست یا غلط ذرائع سے الاٹ کیے ہیں جبکہ کمرشل پلاٹس قبل ازیں نہ کبھی الاٹ ہوئے ہیں اور نہ ہی کبھی فروخت ہوئے تھے ۔ جبکہ ہمیشہ سے نیلام عام ہوتے رہے ہیں ۔ نیز اتھارٹی نیلام عام اور باہمی گفت و شنید پرائس کنٹرول کمیٹی کی سفارشات پر دیے گئے رہائشی و کمرشل پلاٹس کی فہرست بمعہ تاریخ الاٹمنٹ اور بمع قیمت ایوان میں پیش کرے ۔

ہ) اگر جز (الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بدعنوانیوں کے مرتکب افراد کا محاسبہ کرنے اور آئندہ ناجائز الاٹمنٹ روکنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) ایل ڈی اے نے فی الوقت اپنی نوعیت اور مقاصد کے اعتبار سے دو کمیٹیاں وضع کر رکھی ہیں اولاً کمیٹی استثنیٰ شدہ پلاٹوں میں معمولی زائد رقبہ کو جو ان کی ملکیت کے استحقاق سے زائد ہو کی قیمت کا تعین کر کے اپنی سفارشات ڈائریکٹر جنرل صاحب کو حتمی منظوری کے لیے پیش کرتی ہے۔ یہ کمیٹی ڈائریکٹر لینڈ ڈویلپمنٹ (کنوینر) ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ ٹاؤن پلانر اور ڈائریکٹر فنانس پر مشتمل ہے۔

۲) دوسری کمیٹی حکومت پنجاب کے حکم سے تشکیل دی ہے جس کے ڈپٹی کمشنر (کنوینر) ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ ایل ڈی اے اور ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لاہور ڈویژن ممبران ہیں۔ یہ کمیٹی مندرجہ ذیل پلاٹوں یا املاک کی قیمتوں کا تعین کر کے اپنی سفارشات ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی لاہور کو حتمی منظوری کے لیے پیش کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل املاک جائیداد کی فروختگی کے بارے میں سفارشات پیش کرنا اس کمیٹی کے دائرہ اختیار میں شامل ہے۔

i : ایسے تمام پلاٹ جو منظور شدہ سکیم کی سڑکات، پارکوں اور رفاہ عامہ کے مقاصد کے لیے مختص پلاٹوں میں حائل نہ ہوں اور ان پلاٹوں پر ناجائز قابضین کا تصرف ہو۔

ii : وہ املاک اور جائیدادیں جن کے متعلق ناقص (پی ڈی ٹی) اور (پی ٹی اے) کے حاملین کا مسئلہ درپیش ہو، اور یہ ایل ڈی اے کی ملکیہ ہوں۔

iii : ایسی اراضی جس کے متعلق سابقہ امپروومنٹ ٹرسٹ یا ایل ڈی اے

نے حصول اراضی کی کارروائی مکمل کر لی ہو مگر محکمہ سیٹلمنٹ نے انکے احکاماتِ منتقلی (پی ٹی او) اور دستاویزات منتقلی املاک (پی ٹی ڈی) جاری کر دیے ہوں۔

۳) البتہ جنوری ۱۹۸۴ سے پیشتر ایک تیسری کمیٹی موجود تھی ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ جس کے کنوینر اور ڈائریکٹر فنانس اور ٹاؤن پلانر ممبران تھے مندرجہ ذیل امور کے بارے میں سفارشات کرنا اس کمیٹی کے دائرۂ اختیار میں شامل تھا۔

i : ایسے ناجائز تجاویز شدہ پلاٹ جن پر عرصہ دراز سے تعمیر مکمل ہو چکی تھی اور ایسی تعمیرات کو مسمار کرنا ممکن نہ تھا۔

ii) ایسی تعمیر شدہ املاک جن پر کافی عرصہ سے قابضین نے قبضہ کر رکھا تھا اور ان سے قبضہ حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔

iii) ایسی دکانیں وغیرہ جو کافی عرصہ سے پٹہ پر چلی آ رہی تھیں اور پٹہ داروں کو بے دخل کرنا ممکن نہ تھا۔

iv۔ وہ رہائشی یا کمرشل پلاٹ جو نیلام کی قیمت کے برابر فروخت کرنا ضروری تھا تاکہ ایل ڈی اے کی آمدنی کا ہدف پورا کیا جا سکے۔ یہ کمیٹی وقتاً فوقتاً گفت و شنید کے ذریعے اور ارد گرد کے پلاٹوں کی قیمت کا جائزہ لے کر دکانوں پلاٹوں کی قیمت کے تعین کے بارے میں اپنی سفارشات ڈائریکٹر جنرل کو پیش کرتی تھی۔ یہ امر قابل وضاحت ہے کہ پراپرٹی اسسمنٹ کمیٹی کی تشکیل کے بعد یہ کمیٹی ختم ہو چکی ہے۔ ایسی دکانیں اور پلاٹ جو اس کمیٹی کی سفارشات پر فروخت ہوئے ہیں ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ب) موجودہ پراپرٹی اسسمنٹ کمیٹی کی سفارشات پر ایک بھی پلاٹ فروخت نہیں کیا گیا۔ البتہ سابقہ پراپرٹی کمیٹی کی سفارشات پر جو پلاٹ یا

دکانات فروخت کی گئیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس فہرست کی کیفیت میں فروخت کرنے کے متعلق جواز پیش کیا گیا ہے جیسا کہ ہر پلاٹ کی کیفیت میں فروخت شدہ پلاٹوں اور دکانوں کی قیمت کے تعین کے بارے میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ پراپرٹی ڈیلروں اور محکمہ کے عملے میں ملی بھگت کا اندیشہ حقیقت پر مبنی نہ ہے

ج) وہ پلاٹ جو سابقہ پراپرٹی کمیٹی کی سفارشات پر اس وقت کی مارکیٹ قیمت پر فروخت کیے تھے۔ ایسے پلاٹوں کی بعد از خرید فروختگی/منتقلی کے متعلق کوئی قانونی امر مانع نہ تھا۔ کیونکہ شرائط نیلام معاہدہ فروختگی کے مطابق ماسوائے الاٹ شدہ پلاٹوں کے باقی تمام پلاٹ قابل فروختگی منتقلی تھے۔ ریکارڈ کی چھان پھین کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ۴۵ پلاٹوں میں سے صرف چار پلاٹ کی منتقلی عمل میں لائی گئی جبکہ ماسوائے ایک کھوکھا کے کوئی دیگر کھوکھا دکان وغیرہ کی منتقلی نہیں ہوئی۔

د) اس وقت کی پراپرٹی کمیٹی نے جو اب متروک ہو چکی ہے فیصلہ کیا، کہ کمرشل پلاٹ ہی باہمی گفت و شنید کے ذریعہ فروخت کیے جائیں لیکن ان کی قیمت وہ رکھی جائے جو حلقہ پلاٹوں کی گزشتہ نیلامی سے سامنے آئی ہو۔ چنانچہ بجٹ کے ہدف کو پورا کرنے کے لیے اس سابقہ متروک کمیٹی نے اس وقت ۴۵ پلاٹس نیلام کی قیمت پر فروخت کیے ہیں جنکی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مذکورہ کمیٹی کی سفارشات پر ۱۲ رہائشی ۳۱ کمرشل اور ایک مسجد پلاٹ فروخت کیے گئے۔ البتہ یہ درست ہے کہ کمرشل پلاٹ صرف نیلام عام میں ہی فروخت کیے جاتے رہے ہیں۔ فہرست کا جائزہ لینے سے ظاہر ہے کہ یہ پلاٹس مندرجہ ذیل کیٹگری کے افراد کو فروخت کیے گئے۔

ا) بازاری قیمت کے برابر یا اس سے زائد قیمت پر ۶ رہائشی پلاٹ

۲۱ کمرشل پلاٹ یعنی ۲۷ پلاٹ فروخت کیے گئے۔

iii۔ بیرون ملک پاکستانی جو کہ قانوناً رہائشی پلاٹ اوسط قیمت پر خریدنے کے لیے مارشل لاء ہدایت نمبر ۲۳ کے تحت حقدار تھے کو ۲ رہائشی پلاٹ فروخت کیے گئے تھے اور ایک کمرشل پلاٹ بھی فروخت کیا گیا تھا۔

iii۔ ملحقہ جائیداد کے مالکان کو ۲ رہائشی پلاٹ فروخت کیے گئے۔ مسجد کے لیے ایک پلاٹ دیا گیا۔

ناجائز قابضین کو ۳ رہائشی پلاٹ ۸ پلاٹ اندرون شاہ عالم گیٹ برائے کھوکھاز، دکانات اور ایک پلاٹ گرین مارکیٹ میں فروخت کیا گیا۔

د) جیسا کہ اوپر سوال (ب) میں بیان کیا گیا ہے جنوری ۱۹۸۴ کے بعد پلاٹوں کی فروختگی بذریعہ گفت وشنید بند کر دی گئی ہے اور پراس اسسمنٹ کمیٹی نے آج تک ایک پلاٹ بھی فروخت نہیں کیا جہاں تک سابقہ پراس کمیٹی کے فروخت شدہ پلاٹوں کا تعلق ہے اس میں کسی بدعنوانی کا خدشہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

فہرست گوشوارہ آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر ۶۳۸ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۸۶ کی ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ایوان کی میز پر رکھتی ہے۔

بذریعہ پرائس کمیٹی

نمبر شمار	پلاٹ نمبر/بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۱	۱۱ - بلاک ایل	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۲-۰-۰	۲۷۸۰۰۰-۰۰ فی کنال	۱۲-۱۲-۱۹۸۳	راہ گشی	پلاٹ نمبران ۱۳، ۱۴ بلاک ایل مورخہ ۷-۱۱-۸۳ کی نیلامی میں قیمت بالترتیب ۲،۰۵،۰۰۰/- روپے اور ۲،۰۶،۰۰۰/- روپے فی کنال وصول ہوئی جو کہ کم ہونے کی وجہ سے نامنظور کر دی گئی۔ بدیں وجہ پرائس کمیٹی نے پلاٹ کی قیمت مبلغ

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
							۲۷۸,۰۰۰/- روپے فی کنال دینے کی سفارش کی جو منظور کر لی گئی۔
۲	۴۴-بلاک ایل	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۰-۰-۲	۱,۷۰,۰۰۰/- فی کنال	۲۱-۷-۱۹۸۳	رہائشی	پلاٹ ہذا مورخہ ۱۶-۷-۸۲ء کی نیلامی میں رکھا گیا جس کی قیمت مبلغ ۱,۶۵,۰۰۰/- روپے کنال وصول ہوئی اور بولی منظور کر لی گئی مگر خریدار بوجہ سامنے قبرستان ہونے کے چھوڑ گیا اور پلاٹ دوبارہ بذریعہ پریس کمیٹی ۱,۷۰,۰۰۰/- روپے فی کنال فروخت کر دیا گیا۔

نمبر شمار	پلاٹ نمبر معہ بلاک	سیکم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ / کنال	تاریخ منظوری	فوعیت	کیفیت
۲	۴ - آر	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۰ - - ۱	۱,۷۰,۰۰۰/- فی کنال	۱۹-۱۱-۸۲ء	رہائشی	خریدار نے درخواست گزاری کہ وہ بوجہ بیرون ملک رہائش پذیر ہونے کے نیلامی میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اس کی مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے پلاٹ۔ بلاک پی کی وصول شدہ قیمتوں کے مطابق یعنی پلاٹ نمبران ۴۹، ۵۰، ۶۸، ۱,۶۸,۰۰۰/- ، ۱,۵۸,۰۰۰/- روپے مورخہ ۱-۲-۸۳ء، ۹-۵-۸۲ء دیکھتے ہوئے مبلغ ۱,۷۰,۰۰۰/- روپے فی کنال فروخت کیا گیا۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات

۴۰۷

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ کمال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۴	۵۳۴ ہما بلاک	علامہ اقبال ٹاؤن	۰ — ۲ — ۰	۲۰,۰۰۰/- فی مرلہ	۸ — ۱۰ — ۸۳ء	رہائشی	مالک ملحقہ پلاٹ نمبر ۵۳۲ نے استدعا کی پلاٹ نمبر ۵۳۳ جو کہ اس کے ہمسایہ میں خالی ہے اسے ہی مناسب قیمت پر فروخت کیا جاوے کیونکہ یہ پلاٹ کسی دوسرے آدمی پر فروخت کرنے سے جھگڑا پیدا ہونے کا امکان تھا لہذا پراپرٹی کمیٹی نے مارکیٹ پرائس کو مدنظر رکھتے ہوئے مبلغ ۲۰,۰۰۰/- روپے فی مرلہ فروخت کرنے کی سفارش کی جو کہ منظور کر لی گئی۔

۴۰۹

صوبائی اسمبلی پنجاب

۱۲ر اکتوبر ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۵	۱۶۰ ۔ گارڈن	نیو گارڈن ٹاؤن	۲-۱-۵۷	۲,۲۵,۰۰۰/- روپے	۱۸-۱۱-۸۳ء	لہا کشی	مالک کوٹھی نمبر ۱۶۶ بلاک گارڈن ٹاؤن نے استدعا کی کہ پلاٹ نمبر ۱۶۰ گارڈن بلاک چونکہ خالی پڑا ہے نیز یہ پی۔ یو ٹی سی کی ورکشاپ و کچی آبادی کے نزدیک ہے اور اس کی کوٹھی سے ملحقہ ہے اس لیے اسے ہی فروخت کر دیا جائے پراپرٹی کمیٹی نے بعد از تحقیقات مبلغ ۲۲۵,۰۰۰/- روپے فی کنال فروخت کرنے کی سفارش کی جو منظور کر لی گئی۔

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۶	۱۵۲-شیر شاہ	نیو گارڈن ٹاؤن	۰۰-۱۰-۰۰	-/۱,۲۵,۰۰۰ فی پلاٹ	۲۵-۱۰-۸۳ء	مسجد	شیر شاہ بلاک کی سوسائٹی نے درخواست گزاری کہ بلاک ہذا میں مسجد کی جگہ تنگ ہے اور پلاٹ نمبر ۱۵۲ جو کہ مسجد سے ملحقہ ہے برائے توسیع تعمیر مسجد مناسب قیمت پر برائے تعمیر مسجد فروخت کی جاوے، تو کمیٹی نے موقع ملاحظہ کرنے کے بعد پلاٹ مبلغ -/۱,۲۵,۰۰۰ روپے فی پلاٹ سوسائٹی کو فروخت کر دیا گیا۔

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۷	۲۷۔اے علی بلاک	نیو گارڈن ٹاؤن	۱۱۰ ۱۰ ۲	۴,۰۵,۰۰۰/- فی کنال	۱۶ ۷ ۸۳ء	رہائشی	پلاٹ ہذا بالترتیب دو مرتبہ ۲۴-۴-۸۳ء اور ۲۵-۵-۸۳ء کی نیلامی میں رکھا گیا اور نیلام سے قیمت بوجہ سائز بڑا ہونے، پیمائش صحیح نہ ہونے کے مبلغ ۳,۸۱,۰۰۰/- روپے ۳,۰۵,۰۰۰/- روپے فی کنال بولی وصول ہوئی جو کہ نامنظور کر دی گئی۔ جو کہ بیرونِ ملک پاکستانی نے استدعا کی، کہ پلاٹ اسے فروخت کر دیا جائے

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سکیم	نمبر پلاٹ	قیمت مرلہ و پلاٹ	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۸	۲۴-این بلاک	گلبرگ ۱۱۱	۱-۰۰۰	-/۱۵,۰۰۰ فی مرلہ	۲۶-۹-۸۳ء	رہائشی	کمیٹی نے موقع ملاحظہ کرتے ہوئے سامنے چونکہ کچی آبادی، ڈیوس آبادی لگتی تھی۔ مبلغ -/۴,۰۵,۰۰۰ روپے فی کنال فروخت کرنے کی سفارش کی جو کہ منظور کر لی گئی۔ پلاٹ ہذا پر ملحقہ علاقہ کے مکین ناجائز قبضہ کرنا چاہتے تھے اور جناب ڈی جی صاحب نے بعد از انسپکشن فوری طور پر بذریعہ پراس کمیٹی فروختگی کے احکامات فرمائے اس کے

نمبر شمار	پلاٹ نمبر معہ بلاک	سیکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری	زعیت	کیفیت
							بعد پلاٹ مبلغ ۱۵,۰۰۰/- روپے فی مرلہ فروخت کر دیا گیا۔
۹	۲۲۷ اے-۱۱	گلبرگ ۱۱۱	۰-۱۰-۰	۱۵,۰۰۰/- فی مرلہ	۳-۱۱-۸۳ء	رہائشی	چونکہ خریدار پلاٹ ہذا پر عرصہ دس سال سے ناجائز قابض تھا اور پختہ تعمیر کی ہوئی تھی جس کو بے دخل کرنا بہت مشکل تھا۔ لہذا پلاٹ اس کے ہاتھ مبلغ ۱۵۰۰۰/- روپے میں فروخت کر دیا گیا۔

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سیکم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ وکنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۱۱	۱ — ایل	گلبرگ ۱۱۱	۰ — ۰ — ۱	-/۱۵,۰۰۰ فی مرلہ	۳ — ۱۱ — ۸۳ء	رہائشی	پلاٹ نمبران ۱ — ایل اور ۱ — سی ایل بلاک ایل کے مالکان نے محکمہ سیٹلمنٹ سے پی ٹی اور پی ٹی ڈی حاصل کر رکھا تھا اور عرصہ تقریباً ۱۰ سال سے قابض تھے حالانکہ یہ زمین ایل ڈی اے نے باقاعدہ طور پر ایکوائر کی ہوئی تھی جن کو بیدخل کرنا مشکل تھا۔ کیونکہ پلاٹس پر مکان تعمیر کیے ہوئے تھے۔ لہذا ۱۵ ہزار روپے فی مرلہ فروخت کر کے جھگڑا ختم کر دیا گیا۔
۱۱	۱ سی — ایل	〃	〃	〃	〃	〃	

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۱	۳۶ — سی	شاہ عالمی گیٹ شوماکیٹ	۱۵ — ۰ — ۰۰	۱,۵۰,۰۰۰/۰ فی مرلہ	۳۰ — ۱۱ — ۸۳ء	تجارتی	سیریل نمبران ۱۵ تا ۲۲ مکانات کے مالکان نے درج شدہ رقبہ اپنی دکانات میں شامل کرلیا تھا جن کو بے دخل کرنے کی کوشش کی گئی تو مالکان نے عدالت عظمیٰ کی طرف رجوع کیا۔ چونکہ رقبہ سکیم کی حدلائیں۔ اس لیے فیصلہ کیا گیا کہ ان مالکان کو ۱۵۰,۰۰۰/ روپے فی مرلہ کے حساب سے فروخت کرنے کا فیصلہ کیا گیا جو کہ منظور کرلیا گیا۔
۱	۳۷ — سی						
۱	۳۸ — سی						
۱	۳۹ — سی						
۱	۴۰ — سی						
۱	۴۱ — سی						
۱	۴۲ — سی						
	۴۳ — سی						

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سیکم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۲	۱۶۷	گرین مارکیٹ اداموی باغ	۱۶۷-۲-۰۰	۶۶,۰۰۰/- فی مرلہ	۱۴-۱۰-۸۴ء	کمرشل	خریدار پلاٹ ہذا نمبری ۱۶۷ گرین مارکیٹ پہ عرصہ تقریباً ۲۰ سال سے ناجائز قابض تھا۔ بعد میں اسے یہ اراضی پٹہ پر دی گئی میعاد پٹہ ختم ہونے پر پلاٹ ہذا کو نیلام کے پروگرام میں رکھا گیا لیکن قابض نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ بعد میں مندرجہ بالا حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے قابض کو ہی مبلغ ۶۶,۰۰۰/- روپے فی مرلہ فروخت کرنے کی سفارش کی گئی جو کہ منظور کر لی گئی۔

۴۱۶

صوبائی اسمبلی پنجاب

۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۲۱	۵۵۱-نیلم	علامہ اقبال ٹاؤن	۰-۴-۲۳	۱۶,۰۰۰/- فی مرلہ	۲۵-۸-۸۶ء	رہائشی	خریدار سرکاری ملازم تھا جس نے درخواست گزاری کہ اس کی رہائش پلاٹ نمبر ۵۵۰ نیلم علامہ اقبال ٹاؤن میں ہے جو ناکافی ہے لہذا پلاٹ ہذا اسے بازاری قیمت پر دیا جائے۔ کیس برائے تعین قیمت پرائس کمیٹی میں پیش کیا گیا۔ کمیٹی نے مبلغ ۱۶,۰۰۰/- روپے فی مرلہ دینے کی سفارش کی جو کہ جناب ڈائریکٹر جنرل صاحب نے منظور کر لی۔

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بمعہ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۲۱	۱۱۱۔ ایف ہما	علامہ اقبال ٹاؤن	۰۔۳۔۵۴	۲۰،۰۰۰/- فی مرلہ	۲۶-۱۱-۸۶ء	رہائشی	کیپٹن اظہار احمد قریشی نے ہما بلاک کے ڈسپنسری / کلینک قائم کرنے کے لیے درخواست دی لہذا پلاٹ نمبر ۱۱۱۔ ایف ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن کی کی خرید کے لیے اس نے درخواست میں لکھا۔ چونکہ پلاٹ ہذا تکونی شکل میں تھا کمیٹی نے بحساب بیس ہزار روپے فی مرلہ دینے کی سفارش کی تھی جو کہ جناب ڈائریکٹر جنرل صاحب نے منظور فرمائی۔

شمار	پلاٹ نمبر بعہ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مروجہ فی کنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۲۳	۱۴ این	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۲---۰	۱۵۰۰۰/- فی کنال	۶-۲-۸۲ء	رہائشی	خریدار نے درخواست گزاری ہے کہ وہ نیلام عام میں پلاٹ نہیں خرید سکتا۔ اس لیے پلاٹ ہذا اسے بازاری قیمت پر فروخت کیا جائے کیس پریس کمیٹی کو پیش کیا گیا۔ کمیٹی نے کافی غور وخوض کے بعد مارکیٹ قیمت کو مدنظر رکھتے ہوئے بعوض ۵۰۰۰۰/- روپے فی کنال فروخت کرنے کی سفارش کی جو کہ ڈائریکٹر جنرل صاحب نے منظور کر لی۔

نمبر شمار	پلاٹ بمعہ بلاک	سیکم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ وکنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۲۴	۴۷۱-ای/ایم	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۲۲-۳-۰۰	۲۴۰۰۰/- فی مرلہ	۱۷-۵-۸۳	کمرشل	پلاٹ ہذا مورخہ ۲۶-۵-۸۲ کو پروگرام نیلامی میں رکھا گیا جس کی بولی مبلغ ۲۵ ہزار روپے فی مرلہ آئی۔ جو کہ ڈائریکٹر جنرل صاحب نے منظور فرمائی۔ مگر خریدار نے پلاٹ خریدنے سے انکار کر دیا اور اس کی جمع شدہ رقم بعد کٹوتی (۱۰ فیصد) واپس کر دی گئی۔ اس کے بعد پلاٹ ہذا دو تین مرتبہ پروگرام نیلامی میں رکھا گیا مگر کوئی پیش کش موصول نہ ہوئی۔

۴۲۰

صوبائی اسمبلی پنجاب

۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	پلاٹ بمعہ بلاک	سیکم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ وکنال	منظوری تاریخ	نوعیت	کیفیت
							خریدار نے پلاٹ ہذا خریدنے کے لیے درخواست کی کہ بوجہ ہیرون لاہور رہائش پذیر ہونے وہ نیلامی میں حصہ نہیں لے سکتا لہذا اس کی درخواست کو مدنظر رکھتے ہوئے محقہ پلاٹوں (۴۷۱-۱ی/ ۸۳-۵-۷۱، ۴۷۱ ڈی ۲۹-۵-۸۲، ۴۷۱ ایف/ ۲-۶-۸۲ اور ۴۷۱ جی/ ۶-۸-۸۲ کی قیمتوں جو کہ بالترتیب ۲۴۰۰۰/- فی مرلہ ۲۳۰۰۰/- فی مرلہ ۲۵۰۰۰/- فی مرلہ اور ۵۰۰۰ روپے سامنے رکھتے ہوئے

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

۴۲۱

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ وکنال	تاریخ منظوری	نوعیت	کیفیت
۱	۱۱۱ تا ۱۳۵ (۲۱ پلاٹ)	فرودٹ مارکیٹ ہادی روڈ	۱۰۷-۱-۰ فی پلاٹ	۳۴۰۰۰/- فی مرلہ	۲-۶-۸۲	کمرشل ،،	کمیٹی نے مبلغ -/۲۴۰۰۰ روپے فی مرلہ کی سفارش کی جو کہ ڈائریکٹر جنرل صاحب نے منظور فرمائی۔ ان ہی پلاٹوں میں سے تین پلاٹ نیلام میں رکھے گئے جن کی پیش کش -/۳۰۰۰۰ فی مرلہ سے نہ بڑھ سکی۔ یہ پلاٹ نیلامی سے واپس کر لیے گئے۔ کیونکہ پلاٹس ہائے پر ناجائز تجاوزات تھیں اور خریدار نے یکمشت قیمت پلاٹس دینے اور مبلغ ۳۲۰۰۰ روپے فی مرلہ خریدنے کی درخواست کی تھی

نمبر شمار	پلاٹ بمعہ بلاک	سیکٹر	رقبہ پلاٹ	قیمت مرلہ و کنال	منظوری تاریخ	نوعیت	کیفیت
							بوجہ ناجائز تجاوزات اور بجٹ پورا نہ ہونے کی بنا پر درخواست گزار کی درخواست پر کمیٹی نے ۳۴۰۰۰/- روپے فی مرلہ نرخ کرنے کی سفارش کی جو کہ ڈائریکٹر جنرل صاحب نے منظور کر لی۔

باہمی گفت وشنید (کمرشل)

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بلاک نمبر	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت فی کنال مرلہ	تاریخ	قیمت ملحقہ فروخت شدہ پلاٹس پلاٹ بلاک	بذریعہ نیلام	تاریخ	نوعیت	کیفیت
۱	۲۱۴/ جی ایل	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۸۶-۲-۰	۲۷,۰۰۰ فی مرلہ	۷-۱۶-۸۳	۲۱۴ - ایل کارنر ۲۱۴/اے ایل	۳۵,۰۰۰/- فی مرلہ ۲۹,۰۰۰/- فی مرلہ	۲۲-۶-۸۳	کمرشل	پلاٹ نمبر شمار ۱ تا ۲۰ رہائشی فروخت شدہ پلاٹس بذریعہ نیلام عام کی اوسط سیل پرائس جیسا کہ خانہ میں عیاں ہے کے مدنظر فرد ہوگئے ہیں۔
۲	۲۶-۲۶ بلاک این سیوک سنٹر	ایضاً	۱-۰-۱ فی پلاٹ	۵,۲۵,۰۰۰ روپے فی کنال فی پلاٹ	۱-۸-۸۳	۱۷ ایم	۳۸,۰۰۰/- روپے فی کنال	۱۰-۲-۸۳		
۳	۲۲ بلاک این سیوک سنٹر	ایضاً	ایضاً		۵-۹-۸۳	۱۸ ایم	۴۵,۰۰۰/- روپے فی کنال			

صوبائی آرکیٹیکچرل پنجاب
۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بلاک نمبر	سیکٹر	رقبہ پلاٹ	قیمت کنال مرلہ	تاریخ	قیمت محتہ فروخت شدہ پلاٹس بذریعہ نیلام پلاٹ بلاک	تاریخ
						۱۹-ایم ۴,۳۰,۰۰۰/- روپے فی کنال	۴-۱۱-۸۲ء
						۲۳-ایم ۵,۵۰,۰۰۰/- روپے فی کنال	۱۸-۷-۸۳ء
						۲۴-ایم ۵,۱۳,۰۰۰/- روپے فی کنال	۷-۶-۸۳ء
۳	۲۲ بلاک این سیوک سنٹر	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۱-۰-۰ فی پلاٹ	۵۲۵۰۰۰/- فی کنال. فی پلاٹ	۵-۹-۸۳ء	ایضاً	ایضاً
۴	۲۵- ایضاً	ایضاً	ایضاً	۵,۵۰,۰۰۰/- فی کنال فی پلاٹ	ایضاً	ایضاً	ایضاً
						۱۶ سیوک سنٹر ۳,۹۰,۰۰۰/- روپے فی کنال	۱۳-۳-۸۳
۵	۱۸-۱۹ ایضاً	گلشن راوی	۱-۰-۰	۴,۱۶,۰۰۰/- فی پلاٹ		۱۷ ایضاً ۴,۱۶,۰۰۰/- روپے فی کنال	۱۱-۴-۸۳
						۲۰ " کارنر ۴,۸۱,۰۰۰/-	۱۳-۳-۸۳

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بلاک نمبر	سیکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت کنال/مرلہ	تاریخ	قیمت ملحقہ فروخت شدہ پلاٹس بذریعہ نیلام پلاٹ بلاک	تاریخ
۶	۲۱۴/ ایف-ایل	گلشن راوی	۸۶-۲-۰۰	-/۴۶۰۰۰ روپے فی مرلہ	۱۱-۱۰-۸۳ء	۲۱۴/سی ایل -/۴۶۰۰۰ روپے فی مرلہ ۲۱۴/ڈی ایل -/۴۰۰۰۰ روپے فی مرلہ ۲۱۴/ایف ایل -/۴۱۰۰۰ روپے فی مرلہ	۱۸-۷-۸۳ء // //
۷	۶۹۴-۶۹۵ بلاک عمر	علامہ اقبال ٹاؤن	۰-۱۰-۰۰ فی پلاٹ	-/۳۵۰۰۰ کارنر -/۳۲۰۰۰ روپے کارنر	۱۴-۱۲-۸۳ء	۶۵۲ عمر -/۲۵۰۰۰ روپے فی مرلہ ۶۵۳ عمر -/۲۴۰۰۰ // ۶۵۴ عمر -/۳۹۰۰۰ // ۶۷۴ عمر -/۲۷۰۰۰ // ۶۷۵ عمر -/۳۴۰۰۰ //	۱۳-۱۲-۸۲ ۲۷-۴-۸۳ ۲۸-۱۱-۸۳ ۱۵-۹-۸۳ ۱۵-۹-۸۳
۸	۴ سیوک سنٹر	گلشن راوی	۱-۰-۰۰	-/۴۷۵۰۰۰ فی کنال	۱۴-۱۲-۸۳ء	۱۲ سیوک سنٹر -/۴۶۰۰۰ فی کنال ۱۳ // -/۴۶۰۰۰ // ۱۴ // -/۴۵۰۰۰ //	۷-۱۱-۸۳ ۳-۱۱-۸۳ ۱۸-۱۰-۸۳

صوبائی آکسفورڈ پنجاب
۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	پلاٹ نمبر بلاک نمبر	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت کنال/مرلہ	تاریخ	قیمت ملحقہ فروخت شدہ پلاٹس بذریعہ نیلام پلاٹ بلاک		تاریخ
۹	۳۵ سیوک سنٹر	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۰-۱-۱	۵,۶۲,۰۰۰ روپے فی کنال	۳-۱۲-۸۳	۳۰ سیوک سنٹر	۶,۲۵,۰۰۰/- فی کنال	۵-۲-۸۴
						۳۱ "	۵,۳۰,۰۰۰/- "	۱۲-۱۱-۸۳
						۳۴ "	۶,۵۱,۰۰۰/- "	۶-۱۲-۸۳
						۲۸ " کارنر	۷,۵۱,۰۰۰/- "	۳-۸-۸۳
۱۰	۲۰۹-۱۲۰۹ بلاک ہنزہ	علامہ اقبال ٹاؤن	۰-۳-۱۷۶	۳۰,۰۰۰/- فی پلاٹ	۳-۱۲-۸۲	۴۹۱ جہانزیب	۳۰,۰۰۰/- فی مرلہ	۲۶-۵-۸۲
						۴۹۲ "	۳۰,۰۰۰/- "	۲۶-۵-۸۲
						۴۹۳ "	۳۵,۰۰۰/- "	۱-۲-۸۳
۱۱	۶۵- جہانزیب	"	۰-۱۰-۰	۳۰,۰۰۰/- فی مرلہ	۶-۱۲-۸۳	۶۴ جہانزیب	۲۳,۰۰۰/- فی مرلہ	۲۵-۵-۸۳
						۲۳ "	۳۶,۰۰۰/- "	۲۷-۳-۸۴

باہمی گفت و شنید (رہائشی)

نمبر شمار	پلاٹ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت	تاریخ	قیمت ملحقہ پلاٹ ہائے فروخت شدہ بذریعہ نیلام عام	تاریخ
۱	۲۱-این	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۰-۰-۲	۱,۵۵,۰۰۰/- فی کنال	۱۶-۷-۸۳	۹ این ۱,۵۰,۰۰۰/- روپے فی کنال	۲-۶-۸۲
						۱۰ این ۱,۵۰,۰۰۰/- //	۱۰-۷-۸۲
						۱۴ این ۱,۵۰,۰۰۰/- //	۲-۶-۸۲
۲	۸-این	گیسٹ ہاؤس	۱-۳-۲۰۴	۱۳,۰۰,۰۰۰/-	۲-۸-۸۳	۶ گیسٹ ہاؤس ۱۰,۱۱,۰۰۰/- //	۲۷-۵-۸۳
						۷ ایضاً ۱۲,۸۰,۰۰۰/-	۹-۵-۸۳
۳	۳۶ این	ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم	۰-۰-۲	۱,۷۰,۰۰۰/-	۱۵-۸-۸۳	۳۲ این ۱,۵۹,۰۰۰/- فی کنال	۱۰-۵-۸۳
						۳۴ این ۱,۵۰,۰۰۰/- //	۴-۶-۸۲
						۳۵ این ۱,۵۰,۰۰۰/- //	۲-۶-۸۲
						۴۰ این ۱,۷۰,۰۰۰/-	۴-۸-۸۳
	۴۰ این	//	//	//	۴-۸-۸۳	// //	۷-۸-۸۳

صوبائی اسمبلی پنجاب
۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	پلاٹ، بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت	تاریخ	قیمت ملحقہ پلاٹ ہائے فروخت شدہ بذریعہ نیلام عام			تاریخ
۵	۱۴۰-ایچ،	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۱ — ۰ — ۰	۱,۹۵,۰۰۰/ روپے فی کنال	۲۵-۸-۸۳	۱۳۲-این	۱,۷۷,۰۰۰/	فی کنال	۱۶—۱—۸۳
						۱۳۴-این	۱,۷۳,۰۰۰/	〃	۲۷—۴—۸۳
						۱۳۶-این	۱,۲۹,۰۰۰/	〃	۲—۸—۸۳
۶	۳۷۹-بی	فیصل ٹاؤن	۱ — ۰ — ۰	۱,۹۰,۰۰۰/ فی کنال	۲۸ ۸ ۸۳				
۷	۱۲۵-این	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۱ — ۰ — ۰	۱,۸۵,۰۰۰/	۵ ۱۰ ۸۳	۱۲۲ این	۱,۸۴,۰۰۰/	فی کنال	۱۵—۶—۸۳
						۱۲۳ این	۱,۸۷,۰۰۰/	〃	
						۱۲۶ این	۱,۸۶,۰۰۰/	〃	۲۴—۸—۸۳
۸	۴۰-پی	〃	۲ ۰ ۰	۱,۷۰,۰۰۰/ روپے فی کنال	۳-۱۰-۸۳	۲۸-پی	۱۸۲,۰۰۰/	فی کنال	۱۲—۱۲—۸۲
						۲۹-پی	۱۲۶,۰۰۰/	〃	۱۲—۱۲—۸۲
						۳۰-پی	۱,۵۵,۰۰۰/	〃	۲—۴—۸۳

نمبر شمار	پلاٹ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت	تاریخ	قیمت ملحقہ پلاٹ ہائے فروخت شدہ بذریعہ نیلام عام		تاریخ
						۳۳-پی	۱,۵۵,۰۰۰/- روپے فی کنال	۲۴-۵-۸۳
۹	۱۷۱-این	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۰-۰-۱	۱,۹۰,۰۰۰/- روپے فی کنال	۱۵-۱۰-۸۳	۱۴۷-این	۱,۹۰,۰۰۰/- //	۲۴-۸-۸۲
						۱۵۰-این	۱۹۶۰۰۰/- //	۶-۱۰-۸۳
						۱۷۲-این	۱۷۸۰۰۰/- //	۲۷-۴-۸۳
۱۰	۱۳۷-این	//	//	۱,۹۵,۰۰۰/-	۳-۱۱-۸۳	۱۳۴-این	۱,۷۳,۰۰۰/- فی کنال	۱۱-۴-۸۳
						۱۳۵-این	۱,۹۵,۰۰۰/- //	۲۸-۳-۸۳
						۱۳۶-این	۱,۹۴,۰۰۰/- //	۱۱-۱۰-۸۳
۱۱	۳۰۴-این	//	//	۲,۱,۰۰۰ فی کنال	۱۹-۱۱-۸۳	۱۸۸-این	۲,۱۳,۰۰۰ //	۱۱-۴-۸۳
						۲۰۲ این	۱,۸۰,۰۰۰ //	۲۸-۳-۸۳
۱۲	۱۳-آر ۱۴-آر	//	//	۱,۷۰,۰۰۰/- روپے فی کنال	۱۹ ۱۱ ۸۳	۴-آر	۱۷۰۰۰۰ //	۱۱-۱۰-۸۳

صدر فنانس اکاؤنٹس آفیسر پنجاب
۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	پلاٹ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت	تاریخ	قیمت ملحقہ پلاٹ ہائے فروخت شدہ بذریعہ نیلام عام		تاریخ
۱۳	۱۵-آر	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۱-۰-۰	۱۷۰,۰۰۰/- فی کنال	۱۹-۱۱-۸۳	۴-آر	۱,۷۰,۰۰۰/- روپے فی کنال	۱۱-۱۰-۸۳
۱۴	۳۹ این	″	۲-۰-۰	۲,۰۰,۰۰۰/- فی کنال	۳-۱۱-۸۳	۳۶ این	۱,۷۰,۰۰۰/-	″ 15-8-83
						۳۸ این	۱۸۰,۰۰۰/-	″ 1-10-83
						۴۰ این	۱,۷۰,۰۰۰/-	″ 21-8-83
۱۵	۲۱-آر	″	۱-۰-۰	۱,۷۰,۰۰۰/- روپے فی کنال	۶-۱۲-۸۳	۱۳ آر	۱,۷۰,۰۰۰/-	فی کنال 19-11-83
	۲۲-آر					۱۴ آر	۱۷۰۰۰۰/-	″
						۱۵ آر	″	″
۱۶	۳۹ رچنا	علامہ اقبال ٹاؤن	۲-۰-۰	۱,۷۵,۰۰۰/- روپے فی کنال	۱۹-۱۱-۸۳	۳۹ لے رچنا	۱۶۷۰۰۰/-	″ 10-4-83
						۶۲ رچنا	۱,۷۴,۰۰۰/-	″ 10-4-83

نمبر شمار	پلاٹ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت	تاریخ	قیمت ملحقہ پلاٹ ہائے فروخت شدہ بذریعہ نیلام عام			تاریخ
۱۷	۱۴۴-این	ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم	۰-۰-۲		۸۳-۱۲-	۱۴۲ این	۲,۰۰,۰۰۰/-	فی کنال	۲۱-۸-۸۳
				روپے فی کنال		۱۴۳ این	۱۹۰۰۰۰/-	//	۲۶-۱۱-۸۳
						۱۴۷ این	۱,۹۰,۰۰۰/-	//	۲۴-۸-۸۲
۱۸	۳۶-پی	//	۰-۰-۲	۵۵,۰۰۰/- روپے	۶-۱۲-۸۳	۲۸-پی	۱,۴۲,۰۰۰/-	روپے	۱۲-۱۲-۸۲
						۲۹-پی	۱,۴۶,۰۰۰/-	//	۱۲-۱۲-۸۴
						۳۳-پی	۱,۵۵,۰۰۰/-	//	۲۴-۵-۸۳
۱۹	۹۶ اے	نیو مسلم ٹاؤن	۰-۰-۱	۳,۲۷,۰۰۰/- روپے فی کنال	۱۲-۱۲-۸۳				
۲۰	۱۳۵-این	ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم	۰-۰-۱	۱۹۵,۰۰۰/- فی کنال	۲-۱۱-۸۳	۱۲۹ این	۲,۰۰,۰۰۰/-	روپے فی کنال	۲۷-۱۰-۸۳
						۱۳۲ این	۱,۷۷,۰۰۰/-	//	۱۶-۱-۸۳

صوبائی اسمبلی پنجاب

۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	پلاٹ بلاک	سیکم	رقبہ پلاٹ	قیمت	تاریخ	قیمت ملحقہ پلاٹ ہائے فروخت شدہ بذریعہ نیلام عام			تاریخ
						۱۳۴ این	۱,۷۳,۰۰۰/	روپے فی کنال	۲۷ — ۴ — ۸۳
						۱۳۸ این	۱,۹۴,۰۰۰/	//	۲ — ۸ — ۸۳
۲۱	۱۳۶-این	ماڈل ٹاؤن توسیع سیکم	۱ — ۰ — ۰	۱,۹۵,۰۰۰/ روپے فی کنال	۲ — ۱۱ — ۸۳	//	//		//
۲۲	۱۴۳-این	//	//	۱,۹۰,۰۰۰/ روپے فی کنال	۲۶ — ۱۱ — ۸۳	۱۴۲-این	۲,۰۰,۰۰۰/	روپے	۲۱ — ۸ — ۸۳
						۱۴۰-این	۱,۹۵,۰۰۰/	//	۲۵ — ۸ — ۸۳
						۱۳۹-این	۱۴,۰۰۰/	//	۲۷ — ۱۰ — ۸۳
۲۳	۱۳۸-این	//	//	۱,۶۸,۰۰۰/ روپے فی کنال	۶ — ۱۲ — ۸۳	۴۹-پی	۱,۶۸,۰۰۰/	فی کنال	۱ — ۲ — ۸۴
						۵۰-پی	۱,۵۶,۰۰۰/	//	۹ — ۵ — ۸۴
						۶۴ پی	۱,۶۸,۰۰۰/	//	۳۰ — ۱۱ — ۸۳

نمبر شمار	پلاٹ بلاک	سکیم	رقبہ پلاٹ	قیمت	تاریخ	قیمت ملحقہ پلاٹ ہائے فروخت شدہ بذریعہ نیلام عام			تاریخ
۲۴	۱۳۹-پی	ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم	۱ — ۰ — ۰	۱,۶۸,۰۰۰/- روپے فی کنال	۶-۱۲-۸۳	۴۹-پی	۱,۶۸,۰۰۰/-	روپے فی کنال	۱ — ۲ — ۸۳
						۵۰-پی	۱,۵۸,۰۰۰/-	"	۹ — ۵ — ۸۳
۲۵	۶۴-پی	"	"	"	۳۰-۱۱-۸۳	"	"	"	"
۲۶	۵-آر	ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم	۱ — ۰ — ۰	۱,۹۵,۰۰۰/- روپے فی کنال	۶-۱۲-۸۳	۱-آر	۱,۹۵,۰۰۰/-	فی کنال	۶ — ۱۲ — ۸۳
						۲-آر	۱,۹۵,۰۰۰/-	"	"
						۳-آر	۱,۹۵,۰۰۰/-	"	"
۲۷	۳۷۶-بی	فیصل ٹاؤن	"	۲,۳۰,۰۰۰ روپے فی کنال		۳۷۷-بی	۲,۳۰,۰۰۰/-	فی کنال	۲۶ — ۱۰ — ۸۳
						۳۷۱-بی	۲,۲۵,۰۰۰/-	"	۱۵ — ۹ — ۸۳
						۳۷۲-بی	۲,۲۶,۰۰۰/-	"	۱۵ — ۹ — ۸۳

موسمی حالات کے مطابق تعمیرات کے لیے اقدامات

*649 ملک ممتاز احمد بھچر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ درست ہے کہ مغربی طرز تعمیر ہمارے موسمی حالات کے مطابق ہے۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے تو حکومت ہمارے موسمی حالات کے مطابق نقشہ جات اور تعمیرات کروانے کے لیے کیا اقدامات کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) یہ درست نہ ہے۔

ب) علاقے کے موسمی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اور ادارہ جات ترقیات لاہور۔ ملتان فیصل آباد نے پہلے سے ہی تعمیراتی قواعد و ضوابط منظور کیے ہوئے ہیں جن میں مقامی موسمی حالات کا خاطر خواہ خیال رکھا گیا ہے اور ان قواعد و ضوابط کے مطابق تمام نقشہ جات منظور کیے جاتے ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ نئی عمارات مرغی خانے کے مترادف بن رہی ہیں کیا یہ ہمارے موسم کے مطابق ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ: جو نقشے تیار کیے جاتے ہیں یا پاس کیے جاتے ہیں وہ موسم کو مدنظر رکھ کر پاس کیے جاتے ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب والا، دیکھا یہ گیا ہے کہ جو آج کل عمارات بن رہی ہیں ان کا کوئی روشن دان نہیں ہوتا نہ کھڑکی ہوتی ہے۔ ان کا صرف مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ ایئر کنڈیشنڈ ہے اور بجلی کی یہ حالت ہے کہ بارہ مہینے میں سے ۹ ماہ ہمارے ہاں لوڈ شیڈنگ رہتی ہے۔ کیا واقعی یہ کہہ

سکتے ہیں کہ جو آجکل ہمارے ہاں عمارات بن رہی ہیں کیا وہ ہمارے موسمی حالات کے مطابق ہیں۔ کیا ہوا کے لیے کوئی روشن دان رکھے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ سوال درست ہے کہ کیا موسمی حالات کو مدنظر رکھ کر یہ عمارات بنائی جاتی ہیں۔ اس کی تفصیل انھوں نے یہ بتائی ہے کہ عمارات میں روشن دان نہیں ہیں۔ چھتیں بھی نیچی ہیں۔ کیا یہ عمارات ایئر کنڈیشننگ کو ملحوظ خاطر رکھ کر بنائی جاتی ہیں جبکہ ایئر کنڈیشننگ مہیا نہیں کی جا سکتی۔ آپ کا مطلب یہی ہے؟ آپ کا سوال کیا ہے کہ کیا موسمی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے ڈیزائن میں کوئی تبدیلی لانے کے متعلق متعلقہ محکمہ سوچے گا۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب والا میرا سوال یہی ہے کہ انگریز جب یہاں رہا، ان کی عمارات کی چھتیں دیکھیں اونچی ہیں۔ اب وہ چلے گئے تو عمارات کی چھتیں اتنی نیچی آ گئی ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ محکمہ ہمارے موسمی حالات کو مدنظر رکھ کر سوچے، اس کے مطابق عمارات کا نقشہ تیار کرے۔

جناب سپیکر: انگریز کی تقلید کرنا ہم پر فرض نہیں ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب والا میرا مقصد یہ ہے کہ ہماری آجکل عمارات بالکل یورپی طرز پر بن رہی ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! اگر ہم انگریز کی تقلید نہ کرتے تو جناب آج اس کرسی پر براجمان نہ ہوتے۔ ایک مسلمان صدر کی حیثیت سے ہمارے ساتھ تشریف رکھتے۔ یہ انگریز کی بنائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے اس پوائنٹ کا مناسب طریقے سے نوٹس لے لیا گیا ہے۔

نیو شاد باغ لاہور میں سیوریج کی تعمیر

*818 جناب ظفر اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ علاقہ نیو شاد باغ میں سیوریج بچھتے وقت اس علاقہ کی

بلال سٹریٹ نمبر ۸۰ مسلم سٹریٹ نمبر ۸۰، اور جعفریہ سٹریٹ نمبر ۷۹ میں سیوریج نہیں بچھایا گیا۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ گلیوں میں گندے پانی کا نکاس نہ ہونے کی وجہ سے گندگی اور بیماری عام ہے۔

ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ گلیوں کے مکین مذکورہ گلیوں میں سیوریج بچھانے کے لیے متعدد بار محکمہ کو درخواستیں دے چکے ہیں۔

د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلیوں میں سیوریج بچھانے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس کھوکھر)

الف) یہ درست ہے کہ اس وقت بلال سٹریٹ نمبر ۸۰ مسلم سٹریٹ نمبر ۸۰، اور جعفریہ سٹریٹ نمبر ۷۹ میں زیر زمین سیوریج نہیں ہے۔

ب) یہ درست نہیں ہے۔ درحقیقت اس وقت مذکورہ بالا گلیوں میں گندے پانی کے نکاس کے لیے سطحی نالیاں موجود ہیں جو کہ بخوبی کام کر رہی ہیں۔

ج) یہ درست ہے کہ لاہور کے مختلف علاقوں سے زیر زمین سیوریج بچھانے کے لیے محکمہ کو اکثر درخواستیں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ اس وقت لاہور میں لاتعداد ایسے علاقے موجود ہیں جہاں ابھی سیوریج لگانا درکار ہے لہذا ایسی درخواستوں پر ترجیحی بنیادوں پر مرحلہ وار کام کیا جاتا ہے۔ ریکارڈ چیک کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ گلی نمبر ۷۸، ۷۹ اور ۸۰ کے مکینوں نے کبھی کوئی درخواست نہیں دی۔

د) واسا (ایل ڈی اے) نے لاہور کے مختلف علاقوں کا تفصیلی سروے کرنے کے بعد ایک جامع منصوبہ مالیتی ۸۰۰ ملین روپے بنا کر گورنمنٹ کو پیش کیا ہے جو کہ حکومت کے زیر غور ہے۔ جونہی اس کی منظوری ہو گی بلال سٹریٹ نمبر ۸۰ مسلم سٹریٹ نمبر ۸۰، اور جعفریہ سٹریٹ نمبر ۷۹ میں زیر زمین سیوریج

بچھا دیا جائے گا۔

میاں فضل حق : کیا پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔ انھوں نے کہا کہ حکومت کی ایک سکیم ہے جس کے تحت ۸ سو ملین روپے خرچ ہوں گے جس میں انھوں نے اس ایریا کا بھی حوالہ دیا ہے کہ یہاں بھی سیوریج ڈالا جائے گا۔ لیکن انھوں نے کہا کہ ان کی درخواست موصول نہیں ہوئی۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ واسا والے آٹھ سو ملین روپے کون کون سے علاقے میں خرچ کریں گے۔ جن کے لیے آٹھ سو ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ : یہ فیز تھرڈ کے لیے سکیم بنائی گئی ہے۔ اس میں کافی علاقے موجود ہیں۔ یہاں میں تفصیل کے ساتھ تو عرض نہیں کر سکتا۔ ان کے لیے ورلڈ بنک سے رقم حاصل کی جا رہی ہے۔ یہ گلیاں فیز تھرڈ میں آجائیں گی۔

میاں فضل حق : جناب والا میں اس میں بڑی وضاحت کے ساتھ عرض کروں ایل ڈی اے واسا والوں نے فیز ۱ فیز ۲ فیز تھرڈ۔ فیز ۳ کے اندر جو علاقے ہیں وہ ریکارڈ پہ بھی موجود ہیں اور اس کی تفصیل ہمیں مل جائے تو لاہور کے مختلف ایم پی اے جو ہیں ان کو پتہ چل جائے گا۔ ان کے علاقوں کو بھی ترجیحی بنیادوں پر شامل کیا جائے گا۔ یا کسی خاص علاقہ میں یہ سیوریج بچھایا جائے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں یہ پلاننگ آج نہیں ہو رہی ہے بلکہ اس کو تین چار سال سے تیار کیا جا رہا ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ اس کے اندر کوئی ایسی گنجائش نہیں رہی ہے کہ یہ ہمیں کہیں کہ ہمارے پاس انفارمیشن نہیں ہے۔ یہ بالکل ریکارڈ پہ موجود ہے۔ اگر کہیں تو میں خود بتا دوں کہ یہ کون کون سے ایریا میں کرنا چاہتے ہیں۔ کن علاقوں کو ترجیحی بنیاد پر کیا جائے گا اور وہ علاقے کون کون سے ہیں۔

جناب سپیکر : اس کے لیے نیا سوال درکار ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر): جناب والا، اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ فیز تھری ڈ میں لاہور کی پچاس آبادیاں ہیں۔ اور اہل لاہور کی تمام آبادیوں کا تیس فیصد حصہ اس فیز تھری ڈ میں cover ہوتا ہے اور اس میں معزز رکن کا علاقہ بھی شامل ہے۔

میاں فضل حق: جناب والا۔ اس میں میں ایک وضاحت کرنا چاہوں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو فرمایا ہے کہ میرا علاقہ بھی اس میں شامل ہے۔ میرا علاقہ تو ماشاءاللہ بڑا ڈویلپ ہے۔ کچھ ایریا ایسا ہے کہ جہاں واقعی ضرورت ہے لیکن میں اپنے علاقے کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو لاہور سارے کی عمومی بات کر رہا ہوں۔ اگر میں نے اپنی بات کرنی ہوگی تو وہ میں علیحدگی میں کر لوں گا۔ لیکن میں عمومی طور پر لاہور کے لیے چاہتا ہوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں کہ یہ نیا سوال ہے تو میں نیا سوال کر لوں گا۔

خان ظفراللہ خان: جناب والا۔ آج کل یہی ہو رہا ہے کہ لاہور کے جو اونچے علاقے ہیں جہاں سیوریج اور ڈرینیج کی ضرورت نہیں ہے وہاں کروڑوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور جو نشیبی علاقے ہیں، جہاں لوگ برسات کے دنوں میں گھروں سے بھی نہیں نکل سکتے۔ اور جہاں پانچ پانچ چھ چھ فٹ پانی کھڑا رہتا ہے وہاں آج تک ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وہاں ایک علاقہ بھگت پورہ ہے جہاں آئے دن لوگ پانی میں ڈوبے رہتے ہیں اور سخت پریشان ہیں۔ جب بھی واسا یا ایل ڈی اے سربراہوں سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ورلڈ بینک سے قرضہ آتا ہے اور اس کے تحت آپ کی سکیمیں بنی ہوئی ہیں اور اسی ورلڈ بینک لون کے تحت آپ کے کام ہوں گے۔ حالانکہ وہ لوگ ٹیکس بھی دے رہے ہیں اور سخت پریشانیوں کا سامنا بھی کر رہے ہیں۔ تو کیا پارلیمنٹری سیکرٹری موصوف یہ بتائیں گے کہ ورلڈ بینک کا قرضہ کب آئے گا اور ان علاقوں میں کام کب ہوگا یا ان نشیبی علاقوں میں جسے ہم شمالی لاہور کا نام دیتے ہیں، جہاں برسات کے دنوں

میں ہر وقت پانی ہی کھڑا رہتا ہے۔ ان کے لیے کوئی منصوبہ جات بنائے گئے ہیں یا اگر بنائے گئے ہیں تو ان کے اوپر کام کب شروع ہوگا۔ کیونکہ وہاں پر لوگ سخت پریشان ہیں اور انہیں سخت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لہٰذا اس بارے میں پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب وضاحت سے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) : جناب والا۔ معزز رکن نے جس بھگت پورہ آبادی کا ذکر کیا ہے وہ اس فیز تھری میں شامل ہے۔ ورلڈ بینک سے بات ہو رہی ہے۔ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ ۸۸ - ۱۹۸۷ء میں رقم دے دیں گے۔

خان ظفر اللہ خان : جناب والا۔ یہ بات تو میں تین چار سال سے سن رہا ہوں۔ اسی لیے میں نے یہ سوال کیا ہے کہ یہ قرضہ ورلڈ بینک سے کب آئے گا اور کب کام شروع ہوں گے۔ ہم نے وہاں سے ووٹ لیے ہیں اور لوگ ہمیں پوچھتے ہیں اور ہمیں ہر روز جلسوں اور میٹنگوں میں بلاتے ہیں۔ ہم ان سے کیا وعدہ کریں۔ وہ یہ نام سننا ہی پسند نہیں کرتے کہ ورلڈ بینک سے قرضہ آئے گا اور ہمارے کام ہوں گے۔ وہ بہت پرانی آبادیاں ہیں اور وہاں لوگ بیس بیس پچیس پچیس سال سے آباد ہیں لیکن وہاں کوئی بنیادی سہولت میسر نہیں ہے اور انتہائی گندہ پانی وہاں موجود رہتا ہے۔

جناب سپیکر : آپ یہی دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس کام کے شروع کرنے کے لیے کون سا وقت مقرر کیا گیا ہے۔

خان ظفر اللہ خان : جی ہاں۔ یہی پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ وہاں اتنا گندہ پانی ہے کہ کوئی انسان پی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر : خان صاحب اس کی تفصیل میں نہ جائیں۔ آپ کا سوال ہو گیا ہے۔ اب پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

پارلیمنٹری سیکرٹری : جناب والا، میں نے عرض کیا ہے کہ ۸۸ - ۱۹۸۷ء میں ورلڈ بینک نے ہمیں یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ ہمیں یہ رقم دیں گے جس سے

یہ فیز تھرڈ شروع ہوگا جس میں یہ آبادی شامل ہے۔
جناب سپیکر: ۸۸-۱۹۸۷ء میں یہ کام شروع کر سکیں گے؟
پارلیمنٹری سیکرٹری: جی ہاں۔
خان ظفر اللہ خان: جناب والا، کام کب شروع ہوگا؟
جناب سپیکر: ۸۸-۱۹۸۷ء میں شروع ہوگا۔
خان ظفر اللہ خان: جناب والا۔ اس کے ساتھ میں نے ایک اور سوال کیا ہے کہ شمالی لاہور میں پانی کے اخراج کے لیے کچھ سکیمیں بنائی گئی ہیں۔ برسات کے دنوں میں لوگوں کے گھروں میں پانی آجاتا ہے اور لوگ دوسرے گھروں کی چھتوں پر جاکر پناہ لیتے ہیں۔ شمالی لاہور کے علاقے کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جیسے وہاں سیلاب آیا ہوا ہے۔
پارلیمنٹری سیکرٹری: جناب والا۔ اس میں کچھ سکیمیں ایسی ہیں۔ اگر یہ تفصیل پوچھیں تو میں بتا سکتا ہوں۔ چوک ناخدا میں ایک سکیم چالیس لاکھ روپے سے شروع کی جارہی ہے جو اسی علاقے میں واقع ہے۔
جناب سپیکر: شمالی لاہور میں؟
پارلیمنٹری سیکرٹری: جی ہاں۔ باقی تفصیل اگر یہ نیا سوال پوچھیں تو بتا دی جائے گی۔
خان ظفر اللہ خان: جناب والا۔ ابھی تک مجھے کسی سکیم کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔ پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب اگر مناسب سمجھیں تو میں انھیں علیحدگی میں مل لوں گا۔ لیکن اب مجھے یہ بتا دیں کہ کون کون سی سکیموں پر کام ہو رہا ہے؟
جناب سپیکر: یہی بہتر ہے کہ اس سلسلے میں سکیم کی تفصیلات معلوم کرنے کے لیے آپ ان سے ملیے گا۔ یہ آپ کو تفصیلات دیں گے۔
خان ظفر اللہ خان: جناب والا۔ ایک سوال یہ ہے کہ جہاں سیوریج یا ڈرینج کی ضرورت نہیں ہے وہاں کروڑوں روپیہ کیوں خرچ کیا گیا ہے جو لاہور کے

اونچے علاقے ہیں جہاں پانی نہیں ٹھہرتا۔ جہاں کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔ وہاں آج تک کروڑوں روپیہ خرچ ہو گیا ہے لیکن جو نشیبی علاقے ہیں وہاں آج تک دس روپے بھی خرچ نہیں ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے سوال کا حصہ ہے؟

خان ظفر اللہ خان: جی ہاں یہ حلقہ این اے ۸۱ ہے۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال غیر متعلق ہے۔ آپ کے سوال کا یہ حصہ نہیں بنتا۔ اس سلسلہ میں آپ کو تازہ سوال دینا ہوگا۔

خان ظفر اللہ خان: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: جی جناب راہی صاحب۔ آپ کا ضمنی سوال۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں جناب پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ بلال سٹریٹ ۸۰، مسلم سٹریٹ نمبر ۷۸ اور جعفریہ سٹریٹ نمبر ۹۷ میں سیوریج بچھانے کے لیے انھیں کتنا خرچہ کرنا پڑے گا۔؟ ان تین گلیوں میں سیوریج بچھانے کے لیے محکمہ کو تقریباً کتنا خرچہ برداشت کرنا پڑے گا؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ملک صاحب آپ کو بتانا چاہتے ہیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری: جناب والا، اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ تقریباً ایک لاکھ روپیہ لگے گا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر، میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ ہمارے لیے شرمناک نہیں ہے کہ ہم ایک لاکھ روپے کے خرچے کے لیے ورلڈ بینک کے قرضے کی منظوری کا انتظار کریں۔ کہ ۸۸-۱۹۸۷ء میں اگر وہ منظور ہوا تو تب جا کر تین گلیوں میں یہ سیوریج بچھے گا۔ جناب سپیکر! کیا محکمے کے لیے یہ شرمناک نہیں ہے کہ ایک لاکھ روپے کا خرچہ پورا کرنے کے لیے ورلڈ بینک کے قرضے کا انتظار کیا جائے؟

پارلیمنٹری سیکرٹری: جناب سپیکر! میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ پیسے ہم نے

صرف ایک آبادی کے لیے تو نہیں لیے ہیں۔ وہ رقم کروڑوں میں ہے ہم نے ۸۰ کروڑ روپے لیے ہیں اس میں یہ آبادی بھی شامل ہے، اور آبادیاں بھی شامل ہیں۔ لاہور کے بڑے حصے اس میں شامل ہیں۔ یہ صرف اس ایک آبادی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایسی کئی آبادیاں ہیں جن کے ایسے مسائل ہیں۔

میاں فضل حق: جناب والا، میرا سوال یہ ہے کہ ورلڈ بینک سے جو ۸۰ کروڑ روپے کی بات چیت ہو رہی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اس میں اتنی تاخیر ہے اور اگر یہ تاخیر ہے تو محکمے کی کوتاہی ہے یا اس میں کوئی ایسی وجہ ہے جس سے انھوں نے تاخیر کی ہوئی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق پچھلے تین سال سے اس معاملے میں ورلڈ بینک سے بات چیت ہو رہی ہے تو کیا پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ یہ اب کس سٹیج پر ہے کب تک اس کا حتمی فیصلہ ہو گا۔ اور انھوں نے جیسا ابھی فرمایا ہے کہ یہ ۸۰ کروڑ روپیہ ۸۸-۱۹۸۷ء میں خرچ ہو گا تو کیا انھوں نے اس کی کوئی فیزنگ کی ہے کہ کون کون سے علاقے کو وہ ۸۸-۱۹۸۷ء کے اندر لیں گے اور پورے سال کے اندر ہی ان کا کیا خیال ہے کہ پورے ۸۰ کروڑ روپے خرچ کر سکیں گے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کے یہ کئی سوال ہو گئے ہیں اس میں سے آپکو کون سے سوال کا جواب چاہیے۔

میاں فضل حق: جناب والا، میرا خیال ہے کہ یہ ورلڈ بینک والے سوال کا جواب پہلے دے دیں۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحب فرمائیے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری: جناب والا، میاں صاحب نے کئی سوالات کر دیے ہیں میں گزارش کروں گا کہ پہلے کس سوال کا جواب دوں۔

جناب سپیکر: پہلا جو پورشن ہے کہ ورلڈ بینک سے بات چیت کی کیا صورت حال ہے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری: جناب والا، میں نے عرض کی ہے کہ ۸۸-۱۹۸۷ء میں

انھوں نے پیسے دینے کا وعدہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب والا، میں نے یہ التجا کی تھی کہ کیا یہ ہمارے لیے شرمناک نہیں ہے کہ ہم ایک لاکھ روپے کے تخمینے کو پورا کرنے کے لیے ورلڈ بینک کے قرضے کی انتظار کر رہے ہیں۔ انھوں نے یہ تو بتا دیا کہ کافی ایسی آبادیاں اور بھی ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ شرمناک ہے یا نہیں۔ جناب سپیکر! اگر یہ بتا دیں تو مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ اب آپ بقیہ سوالات کے بارے میں کچھ کہیں گے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری: جناب والا۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ٹھیکیدار کے بل کی ادائیگی میں تاخیر

*836 بیگم نجمہ تابش الوری۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایکسین پبلک ہیلتھ انجینئرنگ بہاول پور نے ڈرینیج سکیم خیر پور تامیوالی کا کام بذریعہ مکتوب نمبر ۴۶۸۶ مورخہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۷۸ء کو خوشی محمد ناصر کنٹریکٹر کو الاٹ کیا تھا۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کام ۵ مئی ۱۹۸۳ء کو مکمل ہو گیا تھا، اور ایس ڈی او متعلقہ نے تسلی بخش کام کا سرٹیفکیٹ دے کر مورخہ ۵ مئی ۱۹۸۳ء ہی کو ۵۰۰۵۲/- روپے کا حقیقی بل مرتب کر کے بھیج دیا تھا۔

ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ فنڈز نہ ہونے کے عذر پر اس بل کی ادائیگی مسلسل

معرض التوا میں رکھی گئی تا کہ متذکرہ بل (Abandon) کے ختم کرانے کے لیے فنڈز کی تحریک کی گئی اور جون ۱۹۸۵ میں حکومت نے اس مقصد کے لیے رقوم فراہم کر دی۔ لیکن اس کے باوجود مذکورہ بل کی ادائیگی نہیں کی گئی اور مذکورہ فنڈز کسی اور مد میں خرچ کرائے گئے۔

د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کام کے سلسلے میں حتمی بل کی رقم ۵۲/۵۰ روپے دس فی صد سیکورٹی کی رقم ۴۴۹۵/۰۰ روپے اور وضع شدہ رقم ۴۰۰۰/۰۰ روپے سمیت کل ۱۰۸۴۷/۰۰ روپے بدستور محکمہ کے ذمہ واجب ادا ہیں ڈھائی سال گزرنے کے باوجود اس کی ادائیگی اب تک کیوں نہیں کی گئی اور آئندہ کب تک ادائیگی کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) درست ہے۔

ب) درست ہے کہ کام ۵ مئی ۱۹۸۳ء کو مکمل ہو گیا تھا لیکن حتمی بل کی رقم مبلغ ۴۲۲۸۵ روپے ہے۔

ج) چونکہ ڈائریکٹر جنرل آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ کی آڈٹ پارٹی نے اپنی سالانہ انسپکشن ۸۲-۱۹۸۱ کے دوران مذکورہ ٹھیکیدار کے ذمہ مبلغ ۸۵۱۴۳ روپے کی رقم واجب الوصول قرار دے دی اور اس مسئلہ کی ایڈوانس پیرا نمبر ۵ کے تحت کارروائی شروع کر دی۔ اس لیے ٹھیکیدار کو مزید ادائیگی روک دی گئی۔ تاہم محکمہ آڈٹ پارٹی کے اعتراض کا دفاع کرتا رہا لیکن ڈائریکٹر جنرل آڈٹ نے محکمہ کی بات تسلیم نہ کرتے ہوئے اس ایڈوانس پیرا کو ڈرافٹ پیرا نمبر ۷۰، ۸۴-۱۹۸۳ء میں تبدیل کر دیا اور ٹھیکیدار سے وصولی کی سفارش کی، جس پر کارروائی ہو رہی ہے۔

د) مذکورہ کام کا حتمی بل مبلغ ۴۲۲۸۵ روپے کا ہے اور ۱۰ فی صد سیکورٹی مبلغ ۴۳۰۶۱/۷۰ روپے ہے جس کا میزان ۷۵۳۴۶/۷۰ روپے بنتا ہے۔ جبکہ ٹھیکیدار سے مندرجہ بالا ڈرافٹ پیرا کے تحت مبلغ ۸۵۱۴۳ روپے کی رقم

واجب الوصول ہے۔ اس طرح ٹھیکیدار کے ذمہ ۹۷۰۹۶/۳۰ روپے واجب الوصول ہیں جہاں تک ۱۴۰۰۰ روپے کا تعلق ہے یہ رقم محکمہ نے ٹھیکیدار کے بل سے محکمہ کی کنکریٹ مشین کے کرایہ کے سلسلے میں منہا کی تھی۔ کیونکہ ٹھیکیدار نے محکمہ کی مشین کام پر استعمال کی تھی۔

ادارہ ترقیات ملتان کے ٹینڈروں میں بے ضابطگیوں کی تحقیقات

942 میاں مختار احمد شیخ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے اگست، ستمبر ۱۹۸۵ء کے دوران سیوریج کی تعمیر کے لیے ٹینڈر طلب کیے تھے۔

ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکیم کے لیے پانچ ٹھیکیداروں نے ٹینڈر دیے اور محکمہ ہذا نے متذکرہ ٹینڈر کو پانچ مساوی حصوں میں پانچوں ٹھیکیداروں کو منظوری کے بعد الاٹ کر دیا۔

ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ ادارہ کے ذمہ دار افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور اگر نہیں کی گئی تو اسکی وجوہات کیا ہیں۔

د) آیا یہ درست ہے کہ حکومت ترقیاتی ادارہ ملتان کے ان افسران کے خلاف جنہوں نے ٹنڈر طلب یا منظور کیے بغیر کروڑوں روپے کے کاموں کی بے ضابطگیاں کی ہیں۔ ان کی تحقیقات کرنے کے لیے آڈیٹروں پر مشتمل کوئی انکوائری کمیٹی تشکیل دی ہے۔

ہ) اگر جزو (د) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی رپورٹ کب تک مکمل ہو جائے گی اور اگر جواب نفی میں ہو تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری : (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) درست ہے۔

ب) یہ درست نہیں ہے۔ متذکرہ سکیم کے ٹینڈر مساوی گروپوں میں دس لاکھ روپیہ تخمینہ پر طلب کیے گئے۔ ان گروپوں میں جن ٹھیکیداروں نے ٹینڈر دیئے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نام گروپ	ٹھیکیدار کا نام	ٹینڈر رقم	زر ضمانت	کیفیت
گروپ نمبر ۱- ۱	حافظ ظفر حسین	۱۱,۱۵,۰۴۴/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۲- محمد انور خان	۱۱,۰۸,۶۷۲/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۳- میسرز اتحاد ٹریڈرز	۱۱,۳۴,۱۵۹/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۴- میسرز مہران بلڈرز	۱۰,۲۵,۸۴۰/-	۲۰,۰۰۰/-	کم ریٹ والا ٹینڈر
	۵- میسرز یونائیٹڈ انجینئرز	۱۱,۱۱,۸۵۸/-	۲۰,۰۰۰/-	
گروپ نمبر (۲)	۱- میسرز یونائیٹڈ انجینئرز	۱۱,۴۶,۸۱۹/-	۲۰,۰۰۰/-	کم ریٹ والا ٹینڈر
	۲- میسرز مہران بلڈرز	۱۲,۷۲,۵۸۲/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۳- میسرز اتحاد ٹریڈرز	۱۲,۷۴,۳۶۴/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۴- حافظ ظفر حسین	۱۲,۸۳,۲۷۶/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۵- میسرز عمران کنسٹرکشن کمپنی۔	۱۲,۷۶,۱۴۶/-	۲۰,۰۰۰/-	
گروپ نمبر (۳)	۱- میسرز مہران بلڈرز	۱۱,۴۰,۵۳۱/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۲- میسرز خدا بخش اینڈ سنز	۱۱,۴۰,۵۳۱/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۳- میسرز یونائیٹڈ انجینئرز	۱۱,۳۴,۱۵۹/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۴- میسرز ظفر اسلام	۱۱,۳۴,۱۵۹/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۵- میسرز رحمت علی اینڈ کمپنی	۱۰,۲۶,۴۷۸/-	۲۰,۰۰۰/-	کم ریٹ والا ٹینڈر

نام گروپ	ٹھیکیدار کا نام	ٹینڈر رقم	زرضمانت	کیفیت
گروپ نمبر(۴)	۱۔ میسرز ظفر اسلام	۴۱۶۰/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۲۔ میسرز مہران بلڈرز	۱۱,۰۵,۴۸۴/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۳۔ میسرز عمران کنسٹرکشنز کمپنی	۱۰,۲۵,۸۴۰	۲۰,۰۰۰/-	کم ریٹ والا ٹینڈر
	۴۔ مہر لال خان اینڈ کمپنی	۱۱,۱۵,۰۴۴/-	۲۰,۰۰۰/-	
گروپ نمبر(۵)	۱۔ میسرز اتحاد ٹریڈرز	۱۱,۴۵,۳۰۳/-	۲۰,۰۰۰/-	کم ریٹ والا ٹینڈر
	۲۔ میسرز ظفر اسلام	۱۲,۵۹,۱۲۱/-	۲۰,۰۰۰/-	
	۳۔ میسرز مہران بلڈرز	۱۲,۷۳,۳۴۹/-	۲۰,۰۰۰/-	

ہر گروپ میں سے کم ترین ٹینڈر دینے والے ٹھیکیدار کو کام الاٹ کر دیا گیا ہے۔

ج) ایسی کوئی بات ادارہ کے علم میں نہیں ہے۔

د) ایسی کوئی بات ادارہ کے علم میں نہیں ہے۔

ہاؤسنگ سکیم کے لیے حاصل شدہ اراضی میں مالکان کا کوٹہ

*964 جناب محمد جاوید اقبال چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:—

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر ۴۶/۴۳ شمالی سرگودھا کے ۱۱۲ خاندانوں کا زرعی رقبہ ہاؤسنگ سکیم کے حصول اراضی ایکٹ ۱۹۷۳ء کے تحت محکمہ ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ نے حاصل کیا جس کے حصول کو مالکانِ اراضی نے خلافِ ضابطہ

ثابت کرنے کے لیے عدالت عالیہ سے رجوع کیا۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عدالت عالیہ نے ڈائریکٹر فیصل آباد کو انکوائری افسر مقرر کیا کہ اگر ۱۸ اگست ۱۹۷۷ء تک مذکورہ اراضی کا عملی قبضہ نہیں ہوا تو مالکان اراضی کو حصول شدہ اراضی کا ۳۰ فی صد پلاٹوں کی صورت میں دیا جائے گا۔

ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عدالت عالیہ اور متذکرہ محکمہ کے ڈائریکٹر جنرل کے باہمی مشورہ سے ایل اے سی کا تقرر کیا گیا جس نے بحیثیت افسر مجاز تقریباً ڈیڑھ سال تک انکوائری کرنے کے بعد فیصلہ مالکان اراضی کے حق میں کر دیا۔ جس کی رُو سے مالکان اراضی ۳۰ فیصد پلاٹوں کے حقدار ہیں۔

د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ نے اس کیس کو ایڈووکیٹ جنرل کے پاس بھیجا جس نے فیصلہ کی توثیق کر دی۔ بعد ازاں سولیسٹر اور پھر محکمہ قانون کے پاس کیس گیا۔ انہوں نے بھی مالکان کے حق میں فیصلہ دیا۔

ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اراضی کے حصول کے وقت سرگودھا میں متعین ڈی سی اس وقت محکمہ مذکورہ کے سیکرٹری ہیں اور وہ محض اس لیے اس کیس کو الٹا رہے ہیں کہ یہ انہی کے حکم پر اثنائے حصول اراضی کے خلاف فیصلہ ہوا ہے۔

و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مالکان اراضی کی پریشانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے متذکرہ فیصلہ پر کب تک عمل درآمد کروانے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) یہ درست ہے محکمہ نے چک نمبر ۴۳/۴۶ شمالی سرگودھا کی اراضی بعوض ہاؤسنگ سکیم زیر حصول اراضی ایکٹ ۱۹۷۳ء حاصل کی تھی مگر

صرف ۲۴ مالکان اراضی نے عدالت عالیہ سے رجوع کیا تھا۔

ب) یہ درست ہے کہ اولاً عدالت نے ڈائریکٹر ہاؤسنگ فیصل آباد کو انکوائری افسر مقرر کیا کہ اگر ۱۸ر اگست ۱۹۷۷ء تک مذکورہ بالا مالکان کی اراضی کا قبضہ قانونی طور پر نہیں ہوا تو ان کی حصول شدہ اراضی کا ۳۰ فیصد پلاٹوں کی صورت میں دیا جائے گا۔

ج) یہ درست ہے کہ محکمہ کے مشورہ سے ایل اے سی لاہور کی تعیناتی عدالت عالیہ نے مورخہ ۲۹-۸-۸۴ بطور انکوائری افسر کی تھی جس نے اپنی رپورٹ مورخہ ۲۹-۳-۸۴ میں فیصلہ کیا کہ جن مالکان نے عدالت عالیہ میں رٹیں داخل کی تھیں ان کے رقبہ کا قانون کے مطابق قبضہ ۱۷-۸-۷۷ء سے قبل حاصل نہ کیا گیا تھا لہٰذا وہ استثنا کے حق دار ہیں۔

د) اس حد تک درست ہے کہ محکمہ نے اس کیس میں سالسٹر اور محکمہ قانون کی رائے طلب کی تھی لیکن کبھی ایڈووکیٹ جنرل پنجاب سے رجوع نہیں کیا گیا تھا۔

ھ) اراضی مذکورہ حصول مورخہ ۶-۶-۷۶ کو ہوا اور اس وقت مسٹر حسن رضا پاشا سرگودھا کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ صاحب موصوف مورخہ ۱۲-۴-۸۵ تا ۱۶-۲-۸۶ سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ رہ چکے ہیں۔ لیکن اب وہ اس محکمہ کے سیکرٹری نہیں ہیں۔ اس محکمہ کو صاحب موصوف نے لٹکائے نہ رکھا تھا بلکہ اس دوران معاملہ کو نمٹانے کے لیے سالسٹر اور محکمہ قانون سے مناسب ہدایات طلب کرتے رہے تھے اور بالآخر جن مالکان نے عدالت عالیہ سے رجوع کیا ان کو ۳۰ فی صد پلاٹوں دیئے جانے کا حکم بھی صادر کر دیا۔

و) جن مالکان نے عدالت عالیہ سے رجوع کیا ان کے حق میں حتمی فیصلہ کر دیا گیا اور ان کو پلاٹ بھی تفویض کر دیے گئے ہیں۔ باقی مالکان کا معاملہ جنہوں نے محکمہ کو درخواستیں دی ہیں کہ ان کو بھی اسی طرح ان کی حصول شدہ

اراضی کا ۳۰ فی صد رقبہ پلاٹوں کی صورت میں الاٹ کیا جائے۔ ایسے درخواست دہندگان کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔

مصری شاہ سے جی ٹی روڈ تک نئی سڑک کی تعمیر

۹۹۹ جناب ظفر اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

الف) یہ امر واقع ہے کہ اکبر روڈ، مصری شاہ لاہور کا وہ حصہ جو جی ٹی روڈ کو ملا تھا چرڑھ منڈی کے چند مفاد پرست عناصر نے امپروومنٹ ٹرسٹ سے سانز باز کر کے اپنے گوداموں میں شامل کر لیا تھا۔

ب) آیا یہ بھی امر واقع ہے کہ مذکورہ علاقے کی تقریباً پندرہ لاکھ نفوس پر مشتمل آبادی کو شہر سے ملانے کے لیے محدود راستوں کی وجہ سے آمد و رفت میں بہت دشواری پیش آ رہی ہے اور کئی مرتبہ مریضوں کو بروقت طبی سہولت فراہم کرنا بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔

ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو براہ راست جی ٹی روڈ سے ملانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان ھوتھر)

الف) درست نہ ہے۔ امپروومنٹ ٹرسٹ نے مورخہ ۱۲-۲-۴۹ کو بذریعہ قرارداد نمبر ۶ یہ سکیم منظور کی تھی اور اس کے بعد حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر ۱۴۰-۱۴-۵۳ سی اینڈ ٹی مورخہ ۱۲-۵-۵۳ اس کی منظوری دی تھی۔ سکیم کا مدعا یہ تھا کہ جی ٹی روڈ کو براہ راست چرڑھ منڈی تاج پورہ، فیض باغ، مصری شاہ، وسن پورہ کو شاد باغ سے ملایا جائے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ موقعہ پر تعمیرات جاری تھیں۔ اس وجہ سے اس علاقے کا سارا نقشہ ہی بدل گیا تھا۔ اور ان حالات میں سڑکیں

بھی ان تعمیرات کی زد میں آ گئی تھیں۔ کھلے قطعات بھی ان تعمیرات سے مار ہو چکے تھے۔ تقریباً ۸۰ فی صد علاقہ پر تعمیرات ہو چکی تھیں۔ لہٰذا امپروومنٹ ٹرسٹ نے بذریعہ قرارداد نمبر ۴۸ مورخہ ۱۹-۷-۵۴ سکیم کا دوبارہ جائزہ لیا اور سکیم ترک (Abandon) کر دینے کا فیصلہ کیا۔ حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر (ایس او-بی-جی-ایل) ۷-۵-۶۷، مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۶۷ء اس سکیم کو ترک کر دینے کی حتمی منظوری دی۔

ب) درست ہے۔ کیونکہ شمالی علاقے میں آنے کے لیے خاطر خواہ سہولتیں نہیں ہیں۔ ناجائز تجاوزات کی بھرمار کی وجہ سے راستے تنگ کر دیے گئے ہیں۔ اور ٹریفک کے بے ہنگم رش کی وجہ سے مریضوں کو طبی امداد فراہم کرنے میں دشواری پیش آتی ہو گی۔

ج) موجودہ حالات میں ایل ڈی اے مذکورہ سڑک کو براہ راست جی ٹی روڈ سے ملانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس وقت صورت حال کافی پیچیدہ ہے۔ جی ٹی روڈ اور سلطان پورہ روڈ کو ملانے کے لیے بہت زیادہ نجی املاک کو زیر آمدہ کرنا ہو گا۔ جبکہ آج سے بیس پچیس سال قبل ایسا نہ کیا جا سکا۔ اس وقت موقعہ پر مکانات، دکانیں، گودام، دفاتر، پاور لومز کی فیکٹریاں موجود ہیں اس لیے ان کو زیر آمد کرنے کے لیے نہ ہی صرف کثیر رقم درکار ہو گی بلکہ کافی وقت بھی۔ مزید برآں رہائش کنندگان سے مزاحمت کا بھی امکان ہے۔

خانیوال شہر میں سیوریج کی تعمیر

*1007 جناب عبدالرزاق۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ خانیوال کے شہر میں سیوریج کا سسٹم نہیں ہے تو جس کی وجہ سے لوگوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ خانیوال کے رہائشیوں نے سیوریج سسٹم کے لیے متعلقہ احکام کو متعدد درخواستیں دیں۔ مگر تا حال ایسا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔

ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خانیوال شہر میں سیوریج سسٹم بنانے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) فی الحال خانیوال شہر میں سیوریج کا سسٹم نہیں ہے۔

ب) رانا اکرام الحق وائس چیئرمین بلدیہ خانیوال اور جناب عبدالرزاق صاحب ایم پی اے نے سکیم مذکورہ کو مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ کے لیے سفارش کی ہے۔ ہی کارروائی شروع کر دی گئی تھی۔

ج) سیوریج سکیم خانیوال کے لیے ۸۰ لاکھ روپے کا تخمینہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے تیار کیا ہے۔ جس کی حکومت نے منظوری دے دی ہے۔ البتہ بلدیہ خانیوال نے اپنے حصے کی رقم مبلغ ۱۶ لاکھ روپیہ (۲۰ فی صد) ابھی تک جمع نہیں کرائی۔ قواعد کی رو سے کمیٹیوں کو اپنا حصہ قبل از منظوری جمع کرانا پڑتا ہے۔ بلدیہ خانیوال اگر اپنے حصے کی رقم جمع کرا دے تو سکیم کی انتظامی منظوری جاری کرنے کے بعد شروع کر دیا جائے گا۔

(مالی فوائد ساتھ لف ہیں)

مالی چارٹ برائے آب رسانی و آب نکاسی

کمیٹی کا مالی درجہ	گرانٹ	قرضہ	کمیٹی کا حصہ
۱ : دو کروڑ کی آمدنی	۔	۵۷٪	۲۵٪
۲ : ایک کروڑ سے دو کروڑ کی آمدنی	۱/۳	۱/۳	۱/۳

کمیٹی کا مالی درجہ	گرانٹ	قرضہ	کمیٹی کا حصہ
۳ : ۲۵ لاکھ سے ایک کروڑ کی آمدنی	۶۰٪	۲۰٪	۲۰٪
۴ : ۲۵ لاکھ سے کم آمدنی	۹۰٪	..	۱۰٪

ایف ڈی اے۔ ایم ڈی اے اور ایل ڈی اے کی سکیموں میں رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ

***1125** میاں مختار احمد شیخ : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

الف) ادارہ ترقیات فیصل آباد ملتان اور لاہور کی سکیموں میں عوام الناس اور سرکاری ملازمین کو رہائشی قطعات زمین کی الاٹمنٹ کی حکمت عملی اور طریقہ کار کیا ہے نیز گورنر، وزیر اعلیٰ ارکان قومی و صوبائی اسمبلی اور سینیٹروں اور عدلیہ دفاع کے عملے کا مخصوص کوٹہ کتنا ہے۔

ب) گریڈ ۱۹ اور اس سے اوپر کے سرکاری ملازمین، دفاع کے عملے، عدلیہ قومی اور صوبائی اسمبلی کے اراکین اور سینیٹروں کے نام کیا ہیں۔ جنہیں جنوری ۱۹۸۲ سے اب تک مذکورہ ترقیاتی ادارہ نے مخصوص کوٹہ سے پلاٹ الاٹ کیے ہیں۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت مذکورہ بالا ترقیاتی اداروں کے سو فی صد رہائشی پلاٹ عوام الناس کو دینے پر غور کر رہی ہے تاکہ ترقیاتی اخراجات کی فوری وصولی اور نئی رہائشی سکیموں کی تیاری اور اجراء کو یقینی بنایا جا سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) ۱۷ر اگست ۱۹۷۷ سے قبل ادارہ جات ترقیات فیصل آباد، ملتان اور لاہور میں ہر سائز کے رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ حکومت کی ترمیم شدہ چٹھی نمبری ۷۰/۱۲-۱۳

ایس۔ او۔ آئی۔ ٹی) مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۷۵ء کے مطابق کی جاتی تھی جس میں مندرجہ ذیل طریق کار دیا گیا تھا۔

کٹیگری		طریقہ الاٹمنٹ
۱ : عوام الناس	۶۰ فیصد	بذریعہ قرعہ اندازی
۲ : حکومت	۱۰ فیصد	حکومت کی صوابدید پر
۳ : سرکاری ملازمین	۱۰ فیصد	〃
۴ : اپر ورمنٹ ٹرسٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی	۱۰ فیصد	بذریعہ قرعہ اندازی
۵ : صحافی، فنکار، ادیب وغیرہ	۵ فیصد	〃
۶ : وکلاء	۵ فیصد	〃

اس حکمت عملی میں گورنر، وزیر اعلیٰ، ارکان قومی و صوبائی اسمبلی، سینیٹر صاحبان اور دفاع کا کوئی علیحدہ کوٹہ نہ تھا۔ حکومتی اور سرکاری ملازمین کے کوٹہ کی الاٹمنٹ حکومت کرتی تھی۔ جبکہ بقایا تمام قسم کے کوٹوں کی الاٹمنٹ ضلعی ہاؤسنگ کمیٹیاں کیا کرتی تھیں۔ ۱۷ اگست ۱۹۷۷ء کے بعد الاٹمنٹ مارشل لاء کی ہدایت نمبر ۲۲ کے تحت کی جاتی تھی جس کا طریقہ کار حسب ذیل تھا۔

کیٹگری	ایک کنال یا زائد	ایک کنال سے کم	طریقہ الاٹمنٹ
۱۔ عوام الناس بشمول برائے غیر ممالک میں مقیم پاکستانی	۶۵ فیصد	..	بذریعہ نیلام عام
۲۔ سرکاری ملازمین بشمول پولیس ملازمین	۱۵ فیصد	۵۰ فیصد	بذریعہ قرعہ اندازی پولیس کوٹہ ایک کنال پولیس کی صوابدید پر۔

کیٹگری	ایک کنال یا زائد	ایک کنال سے کم	طریقہ الاٹمنٹ
۳۔ پیشہ ور افراد بشمول صحافی ادیب، اہل قلم، علماء کھلاڑی	۵ بز	۷ بز	بذریعہ قرعہ اندازی
۴۔ وکلاء حضرات	۲ بز	۳ بز	〃
۵۔ عوام الناس	..	۶۰ بز	〃
۶۔ جج صاحبان	۱ بز	..	چیف جسٹس کی صوابدید پر
۷۔ ملازمین دفاع	۵ بز	۵ بز	جی ایچ کیو کی صوابدید پر
۸۔ صنعتی کارکن	..	۵ بز	بذریعہ قرعہ اندازی
۹۔ مارشل لا ایڈمنسٹریٹر	۷ بز	۵ بز	مارشل لا زون اے کی پنجاب کی صوابدید پر

مارشل لا کی ہدایت نمبر ۲۳ میں وزیر اعلیٰ ارکان قومی و صوبائی اسمبلی اور سینیٹر صاحبان کے لیے کوئی مخصوص کوٹہ نہ تھا۔

مارشل لا اٹھانے جانے کے بعد اب نئی حکمت عملی حکومت کے زیر غور ہے۔

گریڈ 19 اور اس سے اوپر کے سرکاری ملازمین

ترقیاتی ادارہ لاہور کی رپورٹ کے مطابق سرکاری ملازمین کے خطوط الاٹمنٹ میں گریڈوں کا ذکر نہ ہے۔ بہرحال سرکاری ملازمین جن کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں اور فہرست لف ہے۔

ترقیاتی ادارہ ملتان میں گریڈ 19 اور اس سے اوپر کے سرکاری ملازمین جن کو

پلاٹ الاٹ کیے گئے ان کی تعداد ۹ ہے۔
اس طرح ترقیاتی ادارہ فیصل آباد میں گریڈ ۱۹ اور اس سے اوپر کے افسران جن کو پلاٹ کیے گئے کی تعداد ۱۷ ہے۔ مکمل فہرست* ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

* فہرست اس شمارہ کے ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

عملہ دفاع

ترقیاتی ادارہ لاہور نے بلا امتیاز گریڈ ممبران عملہ کو الاٹمنٹ کی۔ اس طرح ترقیاتی ادارہ فیصل آباد نے ۳۱۵ اور ترقیاتی ادارہ ملتان نے ۵۴ ممبران دفاع کو الاٹمنٹ کی ہیں۔ فہرست بصورت ملاحظہ فرمائیں۔

عملہ عدلیہ

جہاں تک عدلیہ کے افسران کا تعلق ہے ترقیاتی ادارہ لاہور نے ۸ افسران عدلیہ ترقیاتی ادارہ فیصل آباد نے ۳۔ افسران عدلیہ کو الاٹمنٹیں کیں جن کی فہرست بصورت تتمہ ج ملاحظہ فرمائیے۔ ترقیاتی ادارہ ملتان نے افسر عدلیہ کو اپنی کسی سکیم میں الاٹمنٹ نہ کی ہے۔

اراکین قومی وصوبائی اسمبلی وسینیٹر صاحبان

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اراکین قومی وصوبائی اسمبلی اور سینیٹروں کا کوئی کوٹہ ہے اور نہ ہی الاٹمنٹ کے خطوط ہیں۔ ترقیاتی ادارہ لاہور کے ریکارڈ میں ایسا ذکر ہے۔ بہرحال ترقیاتی ادارہ لاہور کے غیر سرکاری افراد جن کو الاٹمنٹ کی گئی ہے فہرست بصورت تتمہ (د) لف ہے۔ ترقیاتی ادارہ ملتان نے کسی رکن قومی وصوبائی اسمبلی یا سینیٹر کو الاٹمنٹ نہ کی ہے۔

ترقیاتی ادارہ فیصل آباد کے ریکارڈ کے مطابق کسی سینیٹر صاحب کو الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے۔ بہرحال ادارہ کے ریکارڈ کے مطابق ایک رکن قومی اسمبلی اور دو دو اراکین صوبائی اسمبلی کو الاٹمنٹ کی گئی جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ راجہ مبارز خان۔ ایم این اے
۲۔ ملک غلام عباس گاڈھی۔ ایم پی اے
۳۔ چودھری شوکت علی۔ ایم پی اے

ج) یہ درست ہے بلکہ عوام الناس کے مختلف طبقات کے لیے علیحدہ علیحدہ کوٹہ مقرر کرنے پر غور کر رہی ہے۔ نیز پنجاب حصول اراضی (رہائش) ایکٹ ۱۹۷۳ء کی منسوخی کے بعد ترقیاتی اخراجات کی فوری وصولی کے طریقہ کار پر غور کر رہی ہے۔ تاکہ سکیموں کی تیاری اور اجراء کو یقینی بنایا جا سکے۔

کفری ضلع خوشاب میں واٹر سپلائی پائپ لائن میں خرابیوں کا سدباب

*1175 بیگم شاہدہ ملک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کفری ضلع خوشاب میں پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے واٹر سپلائی پائپ گلیوں میں بچھائے ہیں۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پائپ زمین سے ایک فٹ اونچے ہیں جن کی وجہ سے عوام الناس اور مویشی مشکل میں مبتلا ہیں۔

ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مویشیوں اور انسانوں کو گلیوں سے گزرنا مشکل ہو رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ پائپ انڈر گراؤنڈ بچھانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی گلی میں دو انچ کے پائپ بچھائے گئے اور کسی میں ایک انچ کے اگر ایسا ہے تو حکومت ایک ہی سائز کے پائپ بچھانے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے کہ چند گلیوں میں محکمہ ہیلتھ انجینئرنگ نے پائپ بچھائے ہیں لیکن زیادہ تر گلیوں میں پائپ ضلع کونسل نے لگائے ہیں۔

(ب) محکمہ نے ۱۹۶۴ء میں واٹر سپلائی سکیم کفری بنائی تھی جس کے تحت تمام پائپ زیر زمین بچھائے گئے تھے۔ اس کے بعد ضلع کونسل نے زمینی ٹینک سے گھروں میں کنکشن دینے کے لیے گلیوں میں پائپ بچھائے جو اکثر و بیشتر سطح زمین پر ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں محکمہ نے توسیع سکیم کفری بنائی جس کے تحت گلیوں میں ۸۰۰۰ فٹ لمبی پائپ لائن بچھائی گئی۔ اس میں سے ۶۵۰ فٹ پائپ سطح زمین پر لگانی پڑی کیونکہ لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت فرش بندی کی تھی جس کو توڑنے کی انھوں نے اجازت نہ دی۔ اس سلسلہ میں چیئرمین یونین کونسل کفری۔ کونسلر اور نمبردار کا بیان منسلک کیا جاتا ہے۔ سطح زمین پر بچھائی گئی پائپوں کی وجہ سے عوام الناس اور مویشیوں کو قدرے دشواری کا سامنا ہو سکتا ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ مویشیوں اور انسانوں کو گلیوں سے گزرنے میں قدرے دشواری پیش آتی ہے۔ اس کو دور کرنے کے لیے فاضل رکن اسمبلی کے مطالبے پر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے بچھائے ہوئے پائپوں کو دیواروں کے ساتھ لگا دیا جائیگا تاکہ فرش بندی نہ توڑنی پڑے اور یہ کام دو ماہ تک سرانجام پا جائے گا۔

(د) جہاں تک پائپ کے سائز کا تعلق ہے۔ یہ ڈیزائن کے مطابق لگایا گیا ہے۔ ہر گلی میں ایک ہی سائز کا پائپ نہیں لگایا جاتا بلکہ پائپ

کا سائز پانی کی مقدار اور ضرورت کے مطابق لگایا جاتا ہے۔

واٹر سپلائی سکیم کھڑی ضلع خوشاب

آج مورخہ ۱۷-۵-۸۶ء احمد علی مڑل ایس ای پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل سرگودھا محمد طفیل بھٹی ایس. ڈی. او اور محمد وارث سب انجینئر کھڑی میں تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ بیگم شاہدہ ملک ایم پی اے نے پنجاب گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ کھڑی گاؤں میں واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں گلیوں میں زمین کے اوپر بچھائی گئی ہیں ان کو زمین کے نیچے کر دیا جائے۔ کیونکہ انسانوں اور مویشیوں کو مشکل پیش آ رہی ہے۔

اس ضمن میں مسمی ملک صالح محمد وائس چیئرمین یونین کونسل کھڑی اور ملک حاجی عبدالقدوس کونسلر و نمبردار کھڑی گزارش کرتے ہیں کہ ضلع کونسل نے گزشتہ سالوں میں لوگوں کی فرمائش پر پچھلے سالوں میں بڑی ٹینکی سے لے کر ان کے گھروں تک مختلف سائز کے پائپ یعنی ۱½، ۳/۴ اور ۲" کے مختلف پائپ لگا کر ان کے گھروں تک پہنچائے۔ جو کہ زیادہ تر گلی کی اوپر والی سطح پر لگائے گئے تھے۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ کھڑی گاؤں دامن پہاڑ اور پہاڑی سطح پر واقع ہے اور اس کے علاوہ کچھ گلیوں میں لوگوں نے اپنے خرچ پر فرش بندی کی ہوئی تھی۔ جو کہ یہاں کے عوام اکھاڑنے کی اجازت دینے پر رضامند نہ تھے۔ لہذا پرانی پائپ لائنوں کو ہی زمین کے نیچے دبوانے کی ضرورت نہیں ہے اور جن سے عوام کو تکلیف بھی نہیں ہے

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے ۱۹۸۵ میں سکیم کی توسیع کی ہے جس میں صرف ۳" اور ۲" کے پائپ لگائے گئے۔ اس میں سے ۳" کی ۳۲۰ فٹ پائپ ٹینکی سے گاؤں کی طرف پہاڑی سطح کے اوپر لگائی گئی ہے جس کے دبانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ۲" کی پائپ لائن ایک جگہ پر ۴۰۰ فٹ اور دوسری جگہ ۲۵۰ فٹ گلیوں کے فرش کے اوپر لگائی گئی تھی یہ فرش

ہم نے اس وقت محکمہ کو اکھاڑنے نہ دیتے تھے کیونکہ یہ لوگوں کے اپنے بنائے ہوئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ پائپ اوپر ہی رہے تاکہ ہمیں نظر آتا رہے اور لیک کرنے کی صورت میں اس کو ٹھیک کیا جا سکے۔ ہماری صرف اتنی گزارش ہے کہ یہ "ڈ" کا پائپ جو کہ گلی کے اوپر ہے اس کو نکی دیوار کے ساتھ کر دیا جائے۔

علاوہ ازیں ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ چونکہ ہمارا گاؤں بالکل پہاڑ کے دامن میں ہے اس لیے بارشوں کے دوران گلیوں میں مٹی کا ٹھہرنا تو درکنار پتھر کے روڑے بھی پانی بہا کر لے جاتا ہے جس کی وجہ سے کافی جگہ سے پائپ لائنیں ننگی ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں ضروری ہوتا ہے اس جگہ کو ہم لوگ پتھروں اور مٹی سے ڈھانپ دیتے ہیں۔

ہماری واٹر سپلائی سکیم ٹھیک ٹھاک چل رہی ہے اور ہم حکومت کے شکر گزار ہیں کہ ۱۹۸۵ میں ہماری سکیم کی توسیع کی گئی۔

بہر حال ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ ہمیں ایک ٹینکی محلہ مہردال اور دوسری شمالی محلہ نزد کالونی میں بنا دی جائے۔

سرگودھا میں ترقیاتی ادارہ کا قیام

***1190** ایم جاوید اقبال چیمہ : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

الف) کیا یہ درست ہے کہ جب کسی شہر کی آبادی اور رقبہ بڑھ جائے تو اس کی بلدیہ کو میونسپل کارپوریشن کا درجہ دیا جاتا ہے۔

ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت بڑے شہروں کے ترقیاتی اداروں کے ترقیاتی کاموں پر اربوں روپے خرچ کر رہی ہے۔

ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرگودھا ایک بڑا شہر اور میونسپل کارپوریشن کا درجہ رکھتا ہے مگر اس میں کوئی ترقیاتی ادارہ نہیں ہے۔

د) اگر جواب بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرگودھا شہر میں بھی ترقیاتی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری: (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ (۲) ۶ کی شرائط پوری ہونے پر حکومت کسی بھی بلدیہ کو میونسپل کارپوریشن کا درجہ دے سکتی ہے

ب) یہ درست ہے کہ حکومت لاہور، فیصل آباد، ملتان کے ترقیاتی ادارہ کی ترقیاتی سکیموں پر خطیر رقم خرچ کر رہی ہے۔

ج) یہ درست ہے۔

د) چونکہ سرگودھا میں امپروومنٹ ٹرسٹ قائم ہے اور اسی طرح محکمہ ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ بھی ترقیاتی کام کر رہا ہے اس لیے حکومت سرگودھا میں ترقیاتی ادارہ قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

گلشن راوی کے ساتھ بہنے والے گندے نالے پر پل کی تعمیر

*1199۔ میاں محمود احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ادارہ ترقیات لاہور گلشن راوی سکیم بند روڈ اور شیراکوٹ کے درمیان بہنے والے گندے نالے (میاں میر ڈرین) پر آمدورفت کے لیے پل تعمیر کر رہا ہے۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم اور گندے نالے کے ساتھ ساتھ دوسری جانب آباد نجفان آباد میاں غنی کالونی حسن پارک نیو مسلم پارک نگینہ کالونی وغیرہ جن کی آبادی پچاس ہزار نفوس سے بھی زیادہ ہے کے مکینوں کو آمدورفت کیلئے تقریباً ایک میل کا چکر لگانا پڑتا تھا۔ جبکہ ایل ڈی اے کی طرف سے بنائے جانے والے موجودہ پل سے فاصلہ تقریباً ڈیڑھ میل بڑھ جائے گا۔

د) اگر جزء ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سکیموں کی سہولت کے لیے گلشن راوی ایف بلاک کے قریب گندے نالے پر آمدورفت کے لیے پل بنانے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) ہاں اس پل کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

ب) جی نہیں پہلے سے موجود پل نئے پل سے تقریباً ۱۵۰۰ فٹ کے فاصلے پر ہے۔

ج) نالے پر پہلے سے بنے ہوئے پلوں کے علاوہ مزید ایک پل کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس سے نالے کے آر پار مرجوحہ آبادیوں کے مکینوں کی آمدورفت میں مزید سہولت ہوگی۔ نیا پل بننے سے آبادیوں کے درمیان فاصلہ نہیں بڑھے گا۔

د) نالے پر مناسب فاصلے پر پل موجود ہیں۔ مزید پل تعمیر کرنے کی ضرورت نہیں۔

جوہر ٹاؤن اور لاہور کی دیگر رہائشی سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

1224* - میاں عبدالرشید پگانوالہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف: ستمبر ۱۹۸۵ء سے ۲۵ جنوری ۱۹۸۶ تک جوہر ٹاؤن اور لاہور کی دیگر رہائشی سکیموں میں جن افراد کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں ان کے نام پتہ، پیشہ اور پلاٹ کا رقبہ کتنا ہے۔ نیز متذکرہ پلاٹ کس کے حکم اور کس تاریخ کو الاٹ کیے گئے۔

ب) جزء (الف) میں مندرج کتنے پلاٹ سابق گورنر پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے الاٹ کیے گئے نیز الاٹیوں کے نام پتے پیشہ رقبہ پلاٹ اور

الاٹمنٹ کی تاریخ کیا ہے۔

ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ جن افراد کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ان کے پاس پہلے سے اپنا مکان/پلاٹ موجود تھا۔ اگر ہاں تو اس بے قاعدگی کی وجوہات کیا ہیں۔

د) موجودہ گورنر اور وزیر اعلیٰ کے کوٹہ میں مختص پلاٹوں کی تعداد کیا ہے ہر ایک پلاٹ کا رقبہ کتنا ہے، اور لاہور کی کس سکیم میں یہ پلاٹ موجود ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) ستمبر ۶۵ تا جنوری ۱۹۸۶ تک جن اشخاص کو مجوزہ سکیم اور لاہور کی دیگر سکیموں کی الاٹمنٹ کی گئی۔ ان کی تعداد حسب ذیل ہے:

جوہر ٹاؤن سکیم	۱۰۴
لاہور ٹاؤن شپ سکیم	۱۶۸
ریواز گارڈن	۱
میزان ـــــ	۲۷۳

تفصیل بصورت تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مندرجہ بالا عرصہ کے دوران صرف سابقہ گورنر پنجاب نے اپنے مخصوص کوٹہ میں سے الاٹمنٹ کی ہیں جن کے کوائف فہرست بصورت تتمہ الف میں درج ہے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس عرصہ میں کوئی الاٹمنٹ نہیں کی۔

سابقہ گورنر نے اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے یہ الاٹمنٹیں کی تھیں ان کا ریکارڈ ابھی تک ہیڈ کوارٹر مارشل لاء نے محکمہ کو واپس نہیں کیا ہے اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان الاٹیوں میں سے کسی کے پاس پہلے کوئی مکان یا پلاٹ تھا کہ نہیں۔ بوجہ عدم موجودگی ریکارڈ محکمہ کو ان الاٹمنٹوں میں کسی بے ضابطگی کا علم نہیں ہے۔

مارشل لا کے اٹھائے جانے کے ساتھ ہی مارشل لا ہدایت نمبر ۲۳ منسوخ ہو چکی ہے

اس لیے اب گورنر پنجاب کا کوٹہ نہ رہا ہے۔ نئی الاٹمنٹ پالیسی ابھی تک حکومت کے زیر غور ہے۔ اس لیے وزیر اعلیٰ کے کوٹا کا تعین ابھی تک نہیں کیا گیا۔

چیف انجینئر ساؤتھ کے دفتر کی منتقلی

*1265۔ جناب احمد خان بلوچ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ درست ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے دو چیف بنا دیے گئے ہیں تاکہ کام کی رفتار تیز ہو سکے۔

ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چیف انجینئر ساؤتھ کے پاس بہاولپور، ملتان، ڈیرہ غازی خان اور فیصل آباد ڈویژن ہیں۔

ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چیف انجینئر ساؤتھ کا دفتر ملتان میں ہونے کا فیصلہ ہوا تھا۔ تاکہ مذکورہ بالا ڈویژنوں کے کاموں کی رفتار تیز ہو سکے۔

د) کیا یہ درست ہے کہ چیف انجینئر ساؤتھ نے بھی اپنا دفتر لاہور میں قائم کر لیا ہے۔

ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک چیف انجینئر ساؤتھ کا دفتر ملتان میں شفٹ کرانے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) درست ہے۔

ب) درست ہے۔

ج) درست نہیں۔

د) درست ہے (حکومت کے نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

ہ) دفتر چیف انجینئر ساؤتھ کی ملتان منتقلی کی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ مسئلہ

زیر غور ہے۔

غازی آباد کھوئی والی گلی میں پانی کے نل بچھانے کے لیے اقدامات

*1306 ۔ میاں شہاب الدین اویسی ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ میرے نشان زدہ سوال نمبر ۳۹۱ کے جزو (ب) کے حوالے سے تاج پورہ روڈ غازی آباد لاہور میں واقع کھوئی والی گلی نمبر ۱ اور اس سے ملحقہ مغرب کی جانب والی گلی میں پانی کے نل بچھانے کا کام کب تک شروع کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر): جیسا کہ پہلے جواب میں بتایا گیا ہے کہ اس آبادی میں پانی کے پائپ بچھانے کا کام تیسرے مرحلہ کے تحت شروع کیا جائے گا۔ تیسرا مرحلہ ابھی منظوری کے مراحل میں ہے جونہی اس کا آغاز ہوا' ان علاقوں میں بھی پانی کے پائپ بچھا دیے جائیں گے۔

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے ملازمین کی برطرفی

*1354 ۔ میاں محمد اسحٰق : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۵ء کو محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے چند ملازمین کو بغیر شوکاز نوٹس جاری کیے برطرف کر دیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہے تو ان ملازمین کے نام عہدہ اور الزامات کی تفاصیل مہیا کی جائیں۔

(ب) کیا مذکورہ ملازمین کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت مذکورہ

ملازمین کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

(الف) ۱۔ جی ہال۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۵ء کو محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے ذیلی دفتر ریجنل فزیکل پلاننگ لاہور کے صرف ایک ملازم کو ملازمت سے برطرف کیا گیا

۲۔ ملازم مذکورہ کا نام محمد الیاس محمود ہے اور وہ ڈرائیور تعینات تھا۔ یہ برطرفی ڈیوٹی سے بار بار غیر حاضری کی بنا پر عمل میں لائی گئی۔

۳۔ غیر حاضری کے ہر موقع پر ملازم مذکور کی جواب طلبی کی گئی اور آخری بار ایک افسر کے ذمے ابتدائی تحقیقات کرائی گئی۔ واقعات کی چھان بین اور مذکورہ اہل کار کی سماعت کے بعد اپنی رپورٹ میں تفتیشی افسر نے اہلکار کو ڈیوٹی سے دانستہ غیر حاضر ہونے کا ذمہ دار قرار دیا۔

(ب) ملازم مذکور نے ڈائریکٹر جنرل سے اپنی برطرفی کے خلاف اپیل کی تھی جس پر افسر موصوف نے مذکورہ ملازم کو ذاتی سماعت کے بعد قصوروار ٹھہراتے ہوئے اس کی اپیل مسترد کر دی۔ اور ڈائریکٹر فزیکل پلاننگ سیل کا حکم بحال رکھا۔ لہٰذا ملازم مذکور کی بحالی کا معاملہ محکمہ مذکور کے زیر غور نہیں ہے۔

رہائشی سکیموں میں مساجد کی تعمیر کے لیے بلا معاوضہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*1356۔ میاں محمد اسحٰق۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ :

الف) نشان زدہ سوال نمبر ۳۵۲ (از طرف جناب محمد رفیق ایم۔ پی اے) کے جزو (ج) کے جواب کی روشنی میں بتائیں گے کہ : مساجد کے لیے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے سلسلہ میں ۱۹۷۷ء سے پہلے کی پوزیشن کیا تھی۔ اس کی تفصیلات مہیا کی جائیں اور کیا یہ صورت حال بحال ہو گئی ہے اگر ہو گئی ہے تو کب؟ اور اگر نہیں ہوئی تو کب تک بحال ہو جائے گی۔

ب) آیا محکمہ منصوبہ بندی کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ رہائشی سکیموں میں مساجد کے لیے مختص زمین کو بلا معاوضہ دینے سے متعلق تجاویز بمعہ سفارشات کابینہ کے سامنے برائے منظوری پیش کرے۔ اگر ایسا ہے تو کیا یہ تجاویز و سفارشات کابینہ میں پیش کر دی گئی ہیں اور ان کے متعلق کیا فیصلہ ہوا ہے اگر نہیں تو کب تک پیش کر دی جائیں گی۔ اور ان پر کب تک عمل درآمد متوقع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) مساجد کے مختص کردہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ پالیسی وقتاً فوقتاً بنتی رہی ہے جولائی ۱۹۵۴ء سے نومبر ۱۹۵۹ء تک مختص پلاٹ برائے مساجد سٹیلائٹ ٹاؤن سکیموں میں معمولی کرایہ پر مذہبی رجسٹرڈ انجمنوں کو حکومت مہیا کرتی تھی۔ نومبر ۱۹۵۹ء سے لے کر ۱۹۷۵ء تک مسجدوں کے مختص پلاٹ بغیر قیمت کے دیے جاتے تھے۔ مئی ۱۹۷۵ء میں صوبائی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ امپروومنٹ ٹرسٹ لاہور کی سکیموں میں مساجد کے پلاٹ مقررہ قیمت پر بغیر نفع و نقصان مذہبی انجمنوں کو دیے جائیں۔ ایک دفعہ پھر یہ معاملہ صوبائی کابینہ میں پیش ہوا اور فیصلہ کیا گیا کہ ایسے پلاٹ امپروومنٹ ٹرسٹ ترقیاتی ادارے اور محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کی تمام سکیموں میں (مقررہ قیمت) بغیر نفع و نقصان مذہبی انجمنوں کو دیے جائیں۔ یہ پالیسی پھر مارشل لا ہدایت نمبر ۲۳ میں شامل کر دی گئی۔ اور یہی اب تک رائج ہے۔ پنجاب کی

مختلف رہائشی سکیموں میں مساجد کے پلاٹوں کی نوعیت کے بارے میں تفصیل جائزہ سوال نمبر ۳۵۲ کے ساتھ پہلے بھی پیش کیا جا چکا ہے۔

ب) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اور محکمہ منصوبہ بندی کے درمیان مساجد کے پلاٹوں کی قیمت کے تعین کے متعلق خط و کتابت ہو رہی ہے۔ جس کا حتمی فیصلہ ہونے پر کابینہ کی منظوری حاصل کی جائے گی۔ بعد ازاں ایوان کو مطلع کیا جائے گا۔

خونی برج ڈسپوزل کی تعمیر کے ٹھیکہ میں دھاندلی کی تحقیقات

*1360 حاجی محمد بوٹا ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے خونی برج ڈسپوزل کی تعمیر کا ٹھیکہ دیا تھا۔ اگر درست ہے تو ٹھیکہ کتنی رقم کا تھا۔

ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ کام کروانے کے بعد یہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا تھا اور بقایا کام کے لیے ٹھیکہ کسی اور ٹھیکیدار کو دیا گیا۔ اگر یہ درست ہے تو ایسا کیوں کیا گیا۔ پہلے ٹھیکیدار کو کتنی رقم ادا کی گئی اور بقایا کام کے لیے دوسرے ٹھیکیدار کو کتنی رقم ادا کی گئی۔

ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلی رقم ٹھیکہ اور دوسری رقم ٹھیکہ میں بہت زیادہ تفاوت ہے اگر ایسے ہو تو اس نقصان کا کون ذمہ دار ہے اور یہ کام کس ٹھیکیدار سے کروایا گیا۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر):

الف) جناب یہ حقیقت ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے خونی برج (کچہری جمنداں) ڈسپوزل مع سیوریج لائن لگانے کا ٹھیکہ مبلغ ۱۲ ۲۳ ۵۶۵ روپے میں دیا تھا۔

ب) جناب یہ درست نہ ہے کہ پہلا ٹھیکہ منسوخ کیا گیا۔ بلکہ پہلے ٹھیکیدار نے

اپنی بیماری کی وجہ سے مزید کام کرنے سے معذوری ظاہر کی تھی اور اپنی خواہش سے دوسری فرم کو بقایا کام تفویض کیا۔ ملتان ترقیاتی ادارہ نے صرف اس کی منظوری دی تھی۔ پہلے ٹھیکیدار کو مبلغ ۳۹۲۱۰۴۷ روپے ادا کیے جب کہ دوسرے ٹھیکیدار کو اس کام کی ۴۸/۲۹۳۳۹۹۲ روپے کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ علاوہ ازیں اضافی کام کے لیے مبلغ ۵۸۸۴۷۳۹ روپے ادا کیے گئے ہیں۔ اس طرح دوسرے ٹھیکیدار کو اس کام پر کل ۴۸/۸۸۱۸۷۳۱ کی ادائیگی کی گئی ہے۔

ج) جناب یہ درست ہے کہ پہلے ٹھیکے کی رقم مبلغ ۲۳۱۲ ۵۶۵ روپے تھی اب اسی کام کی تکمیل پر جو رقم صرف ہوگی وہ مبلغ ۴۸/۱۶۷۳۹۷۷۸ روپے کے لگ بھگ ہوگی۔ اس طرح اس ٹھیکے کے کام پر مبلغ ۴۸/۱۱۱۸۷۴۶۶ روپے زائد صرف ہوں گے۔ پہلے ٹھیکہ میسرز فضل دین اینڈ کو کے نام پر تھا جس نے اپنی مرضی سے بقایا کام میسرز حسین کنسٹرکشن کمپنی لمیٹڈ کو تفویض کیا۔ جیسے جزو (ب) بالا میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی نقصان ثابت نہیں ہوا۔

پانی کی ٹینکیاں تعمیر کرنے کے لیے ٹھیکہ

*1361 ۔ حاجی محمد بوٹا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے مختلف سکیموں میں پانی کی ٹینکیاں بنوائی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کہاں کہاں بنوائی گئیں اور ٹھیکے کتنی رقم کے دیے گئے۔

ب) آیا یہ درست ہے کہ بعد میں بعض ٹینکیوں کے ٹھیکے منسوخ کر کے کافی زیادہ رقم پر دیے گئے۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تفصیل بتائی جائے اور اس نقصان کا کون ذمہ دار ہے۔

ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شیڈول کے مطابق سڑکات کی تعمیر کے لیے پتھر نزدیک ترین پہاڑوں سے لانے کی اجازت ہے مگر اس کے برعکس ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے پتھر کی زیادہ لیڈ دی ہے اور وہ پہاڑی سکھان والی کے لیے ادا کی گئی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو اس طرح سے ساری سکیموں پر کتنا زیادہ خرچ ہوا ہے اور اس نقصان کا کون ذمہ دار ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) جناب یہ درست ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے مختلف سکیموں کے تحت پانی کی ٹونٹیاں ہنوائی ہیں۔ جن کی تفصیل بمع رقم ٹھیکہ و اصل ادائیگی درج ذیل ہے

رقم ٹھیکہ روپے	رقم اصل ادائیگی روپے
۲۴۷۵۰۰۰/	۲۲۳۳۳۱۰ / ۱۹

(جس میں سے ۲۴۷۵۰۰ روپے پبلک ہیلتھ نے ادا کیے)

۹۲۵۰۰۰	۱۰۳۰۶۲۶ / ۱۸
۹۱۵۰۰۰	۱۰۲۷۵۰۳ / ۵۷
۹۲۸۵۰۰	۱۰۳۴۲۹۵ / ۸۴
۲۴۸۹۰۰۰	۲۳۳۰۱۵۵
۱۳۶۵۰۰۰۰	۱۲۰۱۸۲۷ / ۰۶
۷۰۰۰۰	۷۰۱۱۷۴
۱۶۲۵۵۰۰	۲۴۳۸۲۵
۳۲۵۱۰۰۰	۱۹۷۹۰۱۲

ب) یہ درست نہیں ہے۔ ملتان ترقیاتی ادارہ نے کسی ٹینکی کا ٹھیکہ منسوخ نہیں کیا اور نہ ہی بعد میں کسی کو دیا۔ لہٰذا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

ج) ہاں یہ درست ہے کہ شیڈول کے مطابق سڑکات کی تعمیر کے لیے پتھر نزدیک ترین

منظور شدہ Quarry سے لیا جانا چاہیے۔ یہ بھی درست ہے کہ ترقیاتی ادارہ ملتان نے پتھر سکھانوالی Quarry سے لینے کے لیے ٹنڈر طلب کیے اور منظور کیے۔ سکھانوالی Quarry سے پتھر خریدنے کا فیصلہ شیڈول آف ریٹس والیم ایک اور پتھر کی بہتر کوالٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے چیف انجینئر ملتان ترقیاتی ادارہ نے کیا۔ آمدہ اطلاعات ازاں مہتمم شاہرات ملتان ترقیاتی ادارہ سے ۲۹,۲۲,۸۹۰/- روپے کی زائد ادائیگی ہوئی ہے جس کی تفصیل منسلک ہے مذکورہ بالا بیان کردہ واقعات سے ظاہر ہے کہ یہ ادائیگی زیر حکم چیف انجینئر ملتان کا ہے۔

ٹاؤن شپ لاہور میں پلاٹوں کی قرعہ اندازی میں تاخیر کی وجوہات

***1408** ۔ چوہدری عبدالرشید: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے جولائی ۱۹۸۵ء میں ٹاؤن شپ سکیم میں مختلف سائز کے رہائشی پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کرنے کی غرض سے عوام سے درخواستیں طلب کی تھیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو اس سلسلے میں کتنی درخواستیں موصول ہوئیں اور بطور زر بیعانہ کس قدر رقوم جمع ہوئیں۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مارچ ۱۹۸۶ء تک مذکورہ پلاٹوں کی قرعہ اندازی نہیں ہوئی اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں نیز حکومت کب تک قرعہ اندازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر): (الف) درست ہے ساڑھے چار مرلہ کے ۵۵۰ اور ۱۰ مرلہ کے ۴۰ رہائشی پلاٹوں واقع

لاہور ٹاؤن شپ کے لیے درخواست ہائے ماہ ۱-۷-۸۵ء سے ۱۴-۸-۸۵ء تک عوام سے وصول کی گئی تھیں۔

ب) ساڑھے چار مرلہ کے پلاٹوں کے لیے ۳۵۹۶۸ اور ۱۰ مرلہ کے پلاٹوں کے لیے ۴۳۶۵۵ (کل ۷۹۶۲۳) درخواستیں وصول کی گئیں۔ یہ درخواست دہندہ سے ۵۰ روپے فی مرلہ کے حساب سے بذریعہ کال ڈیپازٹ رقوم مختلف بنکوں میں جمع کروائی گئیں۔ ساڑھے چار مرلے کے عوض ۸۹,۹۲,۰۰۰ اور ۱۰ مرلے کے عوض ۲,۱۸,۲۷,۵۰۰ روپے کی رقوم بذریعہ کال ڈیپازٹ بنکوں میں درخواست دہندگان نے جمع کروائیں۔ اس طرح کل رقم ۳,۰۸,۱۹,۵۰۰ مختلف بنکوں میں جمع ہوئیں مگر یہ رقم محض امانت کی شکل میں مختلف بنکوں میں محفوظ رہی اور اس سے محکمہ ہاؤسنگ کو قطعی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

ج) قرعہ اندازی مورخہ ۱۸-۹-۸۶ کو کامیابی سے اختتام پذیر ہو چکی ہے۔ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی جس کے سربراہ جناب بخشی صاحب لاہور ڈویژن ہیں نے پہلی بار ۳۱-۸-۸۶ برائے قرعہ اندازی بذریعہ کمپیوٹر مقرر کی تھی مگر کمپیوٹر میں فنی خرابی اور کمپیوٹر کمپنی کے عملہ کی غلطی کی وجہ سے اس تاریخ کو قرعہ اندازی کامیابی سے نہ ہو سکی۔ قرعہ اندازی میں تاخیر بدیں وجہ سے ہوئی کہ ڈسٹرکٹ آفس کا عملہ جو درخواستوں کی چھان بین کے لیے مقرر کیا گیا تھا، نہایت قلیل تھا۔

جوہر ٹاؤن میں پلاٹوں کی قرعہ اندازی میں تاخیر کی وجوہات

*1409 چوہدری عبدالرشید: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ لاہور ترقیاتی ادارہ نے ماہ دسمبر ۱۹۸۵ء میں

محمد علی جوہر ٹاؤن سکیم فیز نمبر ا میں مختلف سائز کے رہائشی پلاٹ تقسیم کرنے کے لیے ۲ فروری ۱۹۸۶ء تک عوام سے درخواستیں طلب کی تھیں۔

ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں کتنی درخواستیں موصول ہوئیں۔

ج) جز (ب) کی روشنی میں مندرجہ ذیل تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔

۱: درخواستوں کے فارم کی فروخت سے کس قدر آمدنی ہوئی۔

۲: کل درخواستوں کے ہمراہ وصول شدہ زرِ بیعانہ کتنا ہے اور اس پر بنک سے کس قدر منافع وصول ہوا۔

د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ترقیاتی ادارہ لاہور نے واضح کیا تھا کہ متذکرہ پلاٹوں کی قرعہ اندازی ماہ مارچ ۱۹۸۶ء میں ہوگی۔

ہ) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو مارچ میں قرعہ اندازی نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔ نیز حکومت کب تک قرعہ اندازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) درست ہے۔

ب) مختلف رقبہ کے پلاٹوں کے لیے کل ۲۸،۶۲ درخواستیں موصول ہوئیں۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے۔

کیٹگری	درخواستوں کی تعداد
۲۵۰ مربع میٹر	۱۸۱۹
۱۶۰ مربع میٹر	۳۳۹۷
۱۰۵ مربع میٹر	۵۱۹۳
۷۲ مربع میٹر	۱۳۶۳
کل میزان	۲۸،۶۲

ج) درخواستوں کے فارم کی فروخت سے جو رقم وصول ہوئی ۳,۱۷,۶۹۵ روپے زر بیعانہ کی رقم جو وصول ہوئی۔

۴۱,۱۴,۲۰,۳۱۲ روپے

کل منافع ۸۲,۲۸,۴۰۶ روپے

د) درست ہے۔

ہ) عوام الناس کے مخصوص کوٹہ کی قرعہ اندازی اور درخواستوں کی چھان بین کا کام نیشنل بنک آف پاکستان کو تفویض کیا گیا تھا۔ اخبارات میں درخواستیں طلب کرتے وقت ہمیں صحیح صورت حال کا اندازہ نہیں تھا کہ کتنی درخواستیں وصول ہوں گی۔ اس لیے ہم نے واضح طور پر یہ وضاحت کر دی ہے کہ قرعہ اندازی ماہ مارچ میں متوقع ہو گی۔ چھان بین کا کام جو کافی طویل تھا ممکن ہونے پر ایل ڈی اے نے فوری طور پر قرعہ اندازی ۳۰ اپریل ۱۹۸۶ء کو مکمل کر دی تھی۔

میاں میر ڈرین کے پلوں کی مرمت

*1421 - جناب غلام فرید چشتی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی لاہور کے ساتھ بہنے والے گندہ نالہ (میاں میر ڈرین) پر بنائے گئے پل گلشن راوی اور ملحقہ چھوٹی پلیوں کی حالت ناگفتہ بہ ہیں۔ اور جب سے بنائے گئے ہیں۔ اس وقت سے اب تک حکومت نے ان کی مرمت اور دیکھ بھال کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی اور یہ اپنی خستہ حالی کی وجہ سے آئے دن جانی اور مالی حادثات کا سبب بنتے رہتے ہیں۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کا سدباب کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات

کیا ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) یہ حقیقت نہیں ہے کہ گلشن راوی کے ساتھ بہنے والے گندے نالے پر پلوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ تمام ٹھیک ٹھاک حالت میں ہیں اور ان پر سے رات دن ٹریفک گزرتی ہے صرف ایک پل جو کہ پیدل چلنے والے حضرات استعمال کرتے ہیں اور یہ پل فردوس کالونی کے قریب ہے اور قابل مرمت ہے لیکن کسی حادثے کا موجب نہیں بن سکتا۔ ضروری مرمت کا کام وقتاً فوقتاً استعمال کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر موسم برسات سے پہلے ہر قسم کی صفائی اور مرمت کی جاتی ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ پلوں کی وجہ سے کوئی جانی یا مالی نقصان ہوا ہے علاوہ ازیں لوگوں کی سہولت کے لیے حال ہی میں ایک نیا پل تعمیر کیا گیا ہے۔

ب) میاں میر پل ڈرین پر سے پیدل چلنے والوں کے پل کی مرمت اگلی سہ ماہی میں کر دی جائے گی۔

میاں میر ڈرین کے ساتھ سڑک کی تعمیر

*1423 ۔ جناب غلام فرید چشتی : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی لاہور کے ساتھ بہنے والے گندے نالے (میاں میر ڈرین) پر بنے ہوئے بڑے پل سے پل گلشن راوی تک گندے نالے کے کنارے پختہ نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی سڑک ہے جس سے اس علاقے کے مکینوں کو جن کی آبادی پچاس ہزار نفوس سے بھی زائد ہے۔ متذکرہ علاقہ میں آمدورفت کے سلسلہ میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بڑے پل سے پل گلشن راوی تک گندے نالے کے کنارے پختہ کرنے کے ساتھ ساتھ

سڑک تعمیر کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)۔

(الف) یہ درست ہے کہ میاں میر ڈرین کے کچھ کنارے پختہ نہیں ہیں اور نہ ہی یہاں کوئی سڑک بنائی گئی ہے۔ دراصل میاں میر ڈرین کا وہ حصہ جس کی لمبائی ۲۲۰۰۰ فٹ ہے اس میں سے ۱۷۰۰۰ فٹ تک کنارے پختہ کیے جا چکے ہیں۔ یہ تمام کام حکومت سے رقوم ملنے پر مرحلہ وار کیا گیا ہے لہٰذا بقایا کام کے لیے جو نئی رقوم حکومت سے حاصل ہوں گی۔ یہ حصہ بھی پختہ کر دیا جائے گا۔ میاں میر ڈرین کے کناروں کی پختگی کا مقصد پانی کے بہاؤ کو تیز کرنا ہے نہ کہ سڑک کے لیے حفاظتی دیوار بنانا ہے۔ علاوہ ازیں سڑک کی تعمیر واسا (ایل ڈی اے) کے فرائض میں شامل نہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ ۱۷ ہزار فٹ تک کنارے پختہ کیے جا چکے ہیں جبکہ باقی کے حصہ کا کام کرنا باقی ہے جو کہ حکومت سے رقم ملنے پر مکمل کیا جائے گا۔ جہاں تک سڑک تعمیر کرنے کا سوال ہے اس کی وضاحت اوپر کی جا چکی ہے جس کے مطابق یہ کام واسا کے فرائض میں شامل نہیں ہے اس لیے میونسپل کارپوریشن سے رجوع کیا جائے۔

جوہر ٹاؤن اور سبزہ زار کے مالکانِ اراضی سے ترقیاتی اخراجات کی وصولی

* 1924 ۔ بیگم بشریٰ رحمان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ترقیاتی ادارہ لاہور نے جوہر ٹاؤن اور سبزہ زار رہائشی سکیموں کی تیاری کے لیے جن مالکانِ اراضی سے بخی اراضی حاصل کی ہے وہ

عرصہ پندرہ بیس سال سے وہاں آباد تھے۔

ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا سکیموں میں مالکان اراضی کی اکثریت کاشت کاروں اور کم آمدنی والے طبقے پر مشتمل ہے اور یہ اراضی ہی ان کا ذریعہ معاش تھی۔ جس کے زیر آمد آنے سے وہ مالی مشکلات کا شکار ہو چکے ہیں۔

ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ افراد نے زیر آمد اراضی کے مالکان کو صرف تیس فی صد حصہ پلاٹوں میں دینے کا فیصلہ کیا ہے جن پر ترقیاتی اخراجات پچاس ہزار روپے فی کنال مقرر کیے ہیں اور جن کی ادائیگی چھ ہفتوں کے اندر واجب الادا ہو گی۔ جب کہ عدم ادائیگی کی صورت میں پندرہ فی صد شرح سے سود وصول کیا جائے گا۔

د) کیا یہ بھی درست ہے کہ نجی زمینوں پر مالکان اراضی کی رضامندی اور معقول معاوضے کے بغیر قبضہ کرنا بذات خود ایک جمہوری اور غیر اسلامی فعل ہے۔

ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مالکان اراضی کو ایک تہائی کے عوض پلاٹوں کے نمبر الاٹ کرنے اور ترقیاتی اخراجات دس سالانہ آسان اقساط میں وصول کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) درست نہ ہے۔ کیونکہ سکیم ہذا میں ایل ڈی اے کے قبضہ حاصل کرنے سے پہلے ہی مالکان اراضی اپنا رقبہ فروخت کر چکے تھے بمطابق ملکیتی ریکارڈ ماسوائے چند ایک بڑے مالکان (اصل) کے سکیم ہذا میں دیگر مالکان اپنا اپنا رقبہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں یعنی ۲۰ مرلہ، ۳۳ مرلہ، ۳۴، اور ۶۷ مرلہ کی شکل میں صرف حصول پلاٹ کی خاطر مشتریان کے ہاتھ بازاری قیمت پر فروخت کر چکے تھے۔ ایل ڈی اے کے جون ۸۱ء

یں قبضہ اراضی مالکان/مشتریان حاصل کیا تھا۔

ب) جیسا کہ اوپر جزو الف میں بیان کیا گیا ہے کہ سکیم ہذا میں ایل۔ڈی۔اے کے قبضہ حاصل کرنے سے پہلے ہی مالکان اراضی اپنا رقبہ بازاری قیمت پر مشتریان کے ہاتھ فروخت کر چکے تھے۔ اور مطابق پالیسی مشتریان/مالکان پلاٹ اور معاوضہ کے حق دار ہیں۔ اس طرح ان کی کسی مالی مشکلات کا شکار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اراضی مذکورہ ان کا ذریعہ معاش نہ تھی۔

ج) ہاؤسنگ ایکٹ ۱۹۷۳ء کی رو سے مرتب شدہ پالیسی کے مطابق زیر آمد اراضی کے مالکان کو ۳۰ فی صد پلاٹ دیے جائیں گے ان پر ترقیاتی اخراجات ۵۰,۰۰۰ روپے فی کنال ہوتے ہیں جس کا پچاس فی صد ترقیاتی کام شروع ہونے پر وصول کیا جاتا ہے جب کہ بقایا واجبات ترقیاتی کام مکمل ہونے پر پلاٹ مستثنیٰ کرنے کے بعد چھ ہفتے کے اندر وصول کیے جاتے ہیں گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ترقیاتی اخراجات کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں ۱۵ فی صد سرچارج وصول کیا جاتا ہے۔

د) حصول اراضی بمطابق حصول اراضی ایکٹ ۱۹۷۳ء جو اسمبلی سے پاس شدہ تھا کی گئی ہے اور مالکان کو معاوضے کے طور پر ۳۰ فی صد پلاٹ کی صورت میں اور ۷۰ فی صد کا معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔

ہ) چونکہ ترقیاتی ادارہ لاہور نے تمام ترقیاتی کام اپنے وسائل سے مکمل کرنے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ترقیاتی اخراجات کی وصولی کی صورت میں تساہل برتنے کی صورت میں ترقیاتی کام رک جائیں گے اور لاہور کے رہائشی مسائل مزید پیچیدہ ہو جائیں گے اس لیے ترقیاتی اخراجات دس آسان قسطوں میں وصول کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

جہاں تک نمبر الاٹ کرنے کا تعلق ہے اگر کوئی مالک اراضی اس امر کی یقین دہانی کرائے کہ وہ پلاٹ نمبر الاٹ ہونے کے بعد مقررہ مدت میں

جملہ ترقیاتی اخراجات یکمشت ادا کر دے گا تو ایل۔ ڈی۔ اے نہر الاٹ کرنے پر غور کر سکتا ہے۔

واٹر سپلائی سیکم کی غیر معیاری منصوبہ بندی

1426* ۔چوہدری محمد اصغر : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع برنالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں لاکھوں روپے سے حکومت نے واٹر سپلائی سکیم شروع کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکیم سے نلکوں میں پانی کی ترسیل شروع ہو چکی ہے مگر پانی کا ذخیرہ کرنے کے لیے جو واٹر ٹینک بنایا گیا تھا وہ ناقص اور غیر معیاری ہونے کی وجہ سے کام نہیں کر رہا، اور ٹیوب ویلوں سے ڈائریکٹ پانی صارفین کو مہیا کیا جا رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گاؤں میں نصب شدہ پائپوں پر کوئی والو اور ڈھکنا نہیں لگایا گیا جس کی وجہ سے پانی ضائع ہوتا رہتا ہے اور نکیوں محلوں میں پانی کے ضائع ہونے اور بہنے سے لوگوں کے مکانات کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس غیر معیاری اور ناقص تعمیر کے ذمہ دار افسران کے خلاف کوئی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ۔

(ہ) کیا حکومت اس گاؤں میں سیوریج بھی مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) یہ حقیقت ہے کہ موضع برنالی میں ساڑھے چودہ لاکھ روپے کی لاگت سے واٹر سپلائی سکیم بنائی گئی ہے جو جون ۱۹۸۴ میں مکمل ہوئی۔

ب) یہ درست ہے کہ پانی کی ترسیل شروع ہو چکی ہے۔ دس ہزار گیلن کا ٹینک آج کل کام کر رہا ہے۔ ٹیوب ویل سے پانی ٹینکی کے راستہ مہیا کیا جا رہا ہے۔

ج) گاؤں میں مناسب جگہ پر والو لگائے گئے ہیں اور ان پر ڈھکنے بھی نصب ہیں۔ ان دنوں کوئی والو لیک نہیں کر رہا ہے۔

د) جیسا کہ جزو الف، ب اور ج میں بیان کیا ہے سکیم تسلی بخش طریقہ سے کام کر رہی ہے۔ پائپوں میں لیکج کے اِکا دکا واقعات کبھی کبھار رونما ہوتے ہیں جو کہ عمومی دیکھ بھال کا لازمی جزو ہیں۔ محکمہ ان کو ٹھیک کر دیتا ہے نہ تعمیر غیر معیاری ہے اور نہ ہی دیکھ بھال میں کوئی کوتاہی ہے۔ مئی ۱۹۸۶ میں محکمہ نے سکیم کا تفصیلی معائنہ کیا۔ اہالیانِ گاؤں نے دو جگہ پانی کی لیکیج کی نشان دہی کی۔ سطح زمین ہرگز گیلی نہیں تھی۔ لیکن جب کھلوایا گیا تو معمولی پانی رستا ہوا نظر آیا۔ دونوں جگہ پر پائپ درست کر دیا گیا ہے۔

ر) گورنمنٹ کی مروجہ پالیسی کے مطابق دیہی علاقوں میں سیوریج سکیموں کی تعمیر نہیں کی جاتی اسے نکاسی آب کے لیے کھلی نالیاں تعمیر کی جاتی ہیں۔ گاؤں مذکورہ میں نکاسی آب کا انتظام کرنے کے لیے حکومت وسائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے غور کرے گی۔

ماڈرن ویلفیئر سوسائٹی سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کو پلاٹ ۔ کی منتقلی

1535* ۔ بیگم بشریٰ رحمان: کیا وزیر اعلےٰ از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:—

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماڈرن ویلفیئر سوسائٹی رجسٹرڈ سیٹلائٹ ٹاؤن

گوجرانوالہ کے زیر اہتمام محلہ آبادیوں کی نادار خواتین اور مفلس بچیوں کو سلائی، کشیدہ کاری، نیٹنگ وغیرہ کی تربیت کے علاوہ عربی اور مذہبی تعلیم کے لیے ویمن انڈسٹریل اکیڈمی سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کی تنظیم کی رہائشی کوٹھی نمبر ۳۶۴ سی کے ایک پورشن میں قائم ہے تاکہ خواتین ہنر حاصل کر کے اپنے بال بچوں اور لواحقین کا پیٹ پال سکیں۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ ادارہ حکومت پنجاب نظامت سماجی بہبود سے منظور شدہ ہے اور حکومت کی امداد سے چل رہا ہے۔

ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں پلاٹ نمبر ۹۲/۹۳ سی محلہ کی مسجد کے لیے مختص تھے۔ لیکن چونکہ محلہ میں قریب پہلے سے ایک مسجد آباد تھی۔ لہذا حکومت نے ۱۹۶۰ء میں انہی پلاٹوں میں مدرسہ دارالقرآن قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور ان پلاٹوں کو اسی غرض سے سیٹلائٹ ٹاؤن ایسوسی ایشن کے نام الاٹ کر دیا۔ لیکن اس ایسوسی ایشن نے ان پلاٹوں کا قبضہ لے کر مدرسہ دارالقرآن قائم کرنے کے لیے کوئی اقدام نہ کیے۔

د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ویمن انڈسٹریل اکیڈمی (سابقہ ویمن انڈسٹریل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ چٹاگانگ مشرقی پاکستان) نے پلاٹ نمبر ۹۲/۹۳ سی اپنی اکیڈمی کے لیے الاٹمنٹ کی درخواست دی تھی جس کی مسٹر محمود علی چیئرمین نیشنل کونسل آف سوشل ویلفیئر اسلام آباد وزیر مملکت حکومت پاکستان اور جناب ڈائریکٹر مسز عطیہ عنایت اللہ مشیر جناب صدر نے پُرزور سفارش کی تھی۔

کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈائریکٹر جنرل ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے اپنے مراسلہ نمبر SG 40/81 GDH/TPS مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۸۴ء کو معتمد ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کو سفارش کی کہ مذکورہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ مدرسہ دارالقرآن سے منسوخ کر کے ان کو ویمن انڈسٹریل اکیڈمی سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کے نام الاٹ کر دی جائے۔

ز) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سفارش کو منظور کرنے کی بجائے پلاٹ نمبر ۹۲ سی ایک شخص چوہدری ابراہیم نقشہ نویس نے اپنے سسر شاہ محمد کے نام الاٹ کروالیا اور اب اسے اپنی لڑکی (زوجہ ابراہیم) کے نام منتقل کرا کے اس کو فروخت کرنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے۔

ح) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم اور فلاحی مقاصد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مذکورہ پلاٹ نمبر سی ۹۳ گورنر صاحب کے کوٹہ میں ڈال کر کسی بڑے افسر کی خالہ زاد بہن کو الاٹ کروا دیا گیا۔

د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مندرجہ بالا حقائق کی تحقیق کروانے کے لیے تیار ہے اور اگر یہ درست ثابت ہو جائیں تو پھر ان غلط بخشیوں کو منسوخ کر کے مذکورہ دونوں پلاٹ فلاحی اداروں کو الاٹ کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) مذکورہ سوسائٹی کے اغراض و مقاصد اور مصروفیات کے سلسلہ میں کوئی بات حتمی طور پر معلوم نہیں تاہم یہ درست نہیں ہے کہ عمارت نمبر سی ۲۶۴ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں کوئی ویمن اکیڈیمی سرگرم عمل ہے۔ موقع پر عمارت مذکور بالکل خالی پڑی ہے اور اس میں کوئی سامان وغیرہ بھی نہیں ہے۔

ب) اس جزو کا صحیح جواب نظامت سماجی بہبود حکومت پنجاب سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ج) اس جزو کے مندرجات درست تسلیم ہیں۔

د) اس جزو کے مندرجات درست تسلیم ہیں۔

ہ) اس جزو کے مندرجات درست تسلیم ہیں۔

و) اس جزو میں اٹھائے گئے نکتہ کے اصل حقائق یوں ہیں کہ اس شخص نجم الحسن ترمذی نے کوارٹر نمبر ۹۲، بی سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم گوجرانوالہ کی الاٹمنٹ غلط

حقائق پیش کر کے حاصل کر لی۔ ایک دیگر شخص شاہ محمد ولد غلام محمد نے ان حقائق کے بارے میں ٹھوس ثبوت پیش کیے اور درخواست کی کہ اس کوارٹر کی الاٹمنٹ نجم الحسن ترمذی کے نام سے بوجہ غلط بیانی منسوخ کر کے اس (شاہ محمد ولد غلام محمد) کے ثبوت پیش کرنے کے صلہ میں اس کے نام کر دی جائے۔ ان ثبوتوں کے پیش نظر نجم الحسن ترمذی کے نام سے الاٹمنٹ ماہ جون ۱۹۶۹ء میں منسوخ کر دی گئی۔ تاہم کوارٹر مذکور کی الاٹمنٹ بحق شاہ محمد کا فیصلہ ڈسٹرکٹ الاٹمنٹ کمیٹی گوجرانوالہ کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا۔ شاہ محمد نے الاٹمنٹ میں انتظار کرنے کے بعد جنوری ۱۹۷۴ء میں عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کر دیا جو کہ عرصہ دراز تک مختلف عدالت ہائے معزز میں زیر سماعت رہا۔ ہر مرحلہ پر حکومت کی طرف سے دعویٰ کا دفاع بطریق احسن کیا گیا۔ ماہ جولائی ۱۹۸۳ء میں شاہ محمد نے حکومت کو یہ درخواست دی کہ غلط بیانی کرنے والے سابقہ الاٹی کے خلاف ثبوت مہیا کرنے کے علاوہ محکمہ کی عائد کردہ تمام شرائط برائے الاٹمنٹ پر بھی پورا اترتا ہے۔ اس لیے اگر اسے کوارٹر زیر مقدمہ الاٹ کر دیا جائے تو وہ عدالت سے اپنا دعویٰ واپس لے لے گا۔ حکومت نے اس کے استحقاق کی تصدیق کرنے کے بعد سالہا سال سے جاری مقدمے بازی ختم کرنے کے لیے اس کی اس درخواست کو منظور کرنے کا فیصلہ کیا۔ تاہم کوارٹر مذکور کی الاٹمنٹ شاہ محمد کے نام کرنے میں ایک اور امر مانع تھا کہ ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران بے گھر ہونے والی ایک بیوہ مسمات سرور جہاں بیوہ سید اخلاق حسین شاہ اس کوارٹر میں آباد ہو گئی تھی اور کوارٹر مذکور کی الاٹمنٹ کی دعویدار تھی۔ یہ بیوہ حکومت کے مقرر کردہ تمام واجبات ادا کرنے کو بھی تیار تھی۔ چونکہ مذکورہ بیوہ بھی ہمدردی کی مستحق تھی اور شاہ محمد نے بھی اپنا استحقاق ثابت کر دیا تھا لہٰذا دونوں کی حق رسی کے لیے حکومت پنجاب نے مورخہ ۵-۱۱-۸۳ء کو فیصلہ کیا۔ کہ کوارٹر نمبر ۷۹۲ بی مذکورہ بیوہ مسمات سرور جہاں کے نام الاٹ کر دیا جائے

اور پلاٹ نمبر ۹۲ سی جو کہ سوال زیر تبصرہ کے جزو (ج) میں بیان کردہ حقائق کی وجہ سے بغیر استعمال پڑا تھا۔ شاہ محمد کو الاٹ کر دیا جائے۔ ہر دو افراد نے حکومت کے مقرر کردہ جملہ واجبات ۱۹۸۳ میں سرکاری سکیموں میں رائج الوقت نرخ کے مطابق اندر میعاد ادا کر دیے۔ یاد رہے کہ پنجاب میں سیٹلائٹ ٹاؤن سکیمیں ۱۹۵۲ء میں قائم کی گئی اور اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد ان سکیموں میں اکا دکا پلاٹ ہی باقی تھے۔ چنانچہ ایسے باقی ماندہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ حکومت ہی کرتی تھی لہٰذا پلاٹ ۹۳ سی کو گورنر کوٹہ میں شامل کیا جانا خلاف ضابطہ نہیں ہے۔ پلاٹ نمبر ۹۲ سی برقبہ ۵۵/۴۰ فٹ کے لیے محکمہ ہذا سے معاہدہ شاہ محمد نے مورخہ ۱۳-۱۲-۸۳ء کو خود تکمیل کیا اور پلاٹ کا قبضہ اسے مورخہ ۱۲-۱۲-۸۳ء کو موقع پر دے دیا گیا۔ اس کی درخواست پر پلاٹ مذکورہ اس کی حقیقی بیٹی مسمات شریف بیگم زوجہ محمد ابراہیم کے نام منتقل کر دیا گیا۔ حقیقی اولاد کے نام ایسی جائیداد کا انتقال پالیسی چھٹیاں مورخہ ۱۲-۱-۵۸ء مورخہ ۱۵-۶-۵۹ء اور مورخہ ۳۰-۵-۶۰ (فوٹو نقول دستاویز ایوان کی میز پر رکھ دی ہیں) کی رو سے جائز اور باضابطہ ہے۔ مسمات شریف بیگم مذکورہ نے موقع پر مکان کے ضروری حصہ Necleus Portion کی تعمیر کر کے مورخہ ۲۲-۸-۸۴ء کو اس کے مکمل مالکانہ حقوق بھی حاصل کر لیے۔ یہ علم نہیں ہے کہ وہ اس مکان کو فروخت کرنا چاہتی ہے یا نہیں۔ تاہم مالکانہ حقوق حاصل کر لینے کے بعد اسے اس مکان کو فروخت کرنے کا قانونی حق حاصل ہے۔

ف) پلاٹ نمبر ۹۳ سی کا رقبہ صرف ۵۵×۳۵ ہے اور کسی ادارے کے لیے یہ رقبہ بالکل ناکافی ہے لہٰذا اس کی الاٹمنٹ رہائشی مقاصد کے لیے منظور کر کے حکومت نے کوئی فلاحی مقاصد نظر انداز نہیں کیے۔ یہ درست ہے کہ اس پلاٹ کی الاٹمنٹ اس وقت کے گورنر صاحب پنجاب کے حکم

سے ایک خاتون مسمات صفیہ جعفر (زوجہ جعفر حسین) کے نام کی گئی۔ تاہم اس الاٹمنٹ پر عمل درآمد سے قبل مسمات مذکورہ نے اپنے حلفیہ بیان مورخہ ۱۰-۷-۸۴ء میں یہ ثابت کیا کہ اسے اس کے خاوند یا زیر کفالت بچوں کو پورے پاکستان کی کسی ہاؤسنگ سکیم میں کوئی پلاٹ الاٹ نہیں ہے اس بیان حلفی میں خاتون مذکورہ نے محکمہ کی تمام شرائط بشمول ادائیگی اضافی قیمت کی پابند رہنے کا بھی اقرار کیا۔ مذکورہ خاتون نے ادائیگی واجبات کے بعد حکومت سے مجوزہ معاہدہ مورخہ ۱۱-۷-۸۴ء کو تحریر و تکمیل کیا اور اسے موقع پر قبضہ پلاٹ مورخہ ۱۱-۷-۸۴ء کو ہی دے دیا گیا۔ مذکورہ خاتون کی کسی بڑے افسر سے رشتہ داری کا علم نہیں ہے۔

ح) مندرجہ بالا حقائق سے ثابت ہے کہ ان دونوں پلاٹوں کے بارے میں کوئی بے ضابطگی سرزد نہیں ہوئی۔ مزید برآں مابین فریقین (حکومت فریق اول اور الاٹی فریق دوم) معاہدوں کی تحریر و تکمیل کے بعد حکومت قانوناً یکطرفہ طور پر الاٹیان کے خلاف کوئی کارروائی بسلسلہ منسوخی الاٹمنٹ وغیرہ کرنے کی مجاز نہیں ہے۔

ترقیاتی ادارہ فیصل آباد کے Mobilization ایڈوانس کی وصولی میں تاخیر کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی

1614* ۔ میاں ریاض حشمت بسجوعہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

الف) ایڈیٹر جنرل کی رپورٹ بابت ۸۴-۱۹۸۳ء کے مطابق فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے بلڈنگ ڈویژن نے mobilization ایڈوانس کی کٹوتی بمطابق معاہدہ نہ کی جس کے باعث مبلغ ۳۰،۶۲،۳۶۹ روپے کی خطیر رقم متعلقہ ٹھیکیدار سے واجب الوصول چلی آ رہی ہے۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کٹوتی نہ کرنے کے ذمہ دار افسر

کے خلاف کیا انضباطی کارروائی کی گئی ہے۔ متذکرہ ٹھیکیدار سے رقم کی وصولی کا کب تک امکان ہے۔ ٹھیکیدار کا نام کیا ہے۔ اور کٹوتی نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) یہ درست ہے کہ ایڈیٹر جنرل کی رپورٹ بابت سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے مطابق ۰/ ۳۹۹،۶۲،۳ روپے کی رقم موبلائزیشن ایڈوانس کی مد میں میسرز نیشنل کنسٹرکشن لمیٹڈ کی طرف سے ایف ڈی اے کو واجب الادا ہے۔ جہاں تک معاہدہ کے مطابق کٹوتی نہ کرنے کا تعلق ہے۔ اس کی وضاحت نیچے "ب" کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

ب) میسرز نیشنل کنسٹرکشن لمیٹڈ کو آٹھ ہزار کوارٹرز کی تعمیر بحساب ۰/ ۱۱۰۰۰ روپے فی کوارٹر کا ٹھیکہ بعوض ۰۰،۸۸ لاکھ روپے دیا گیا تھا۔ اس معاہدہ کی کل قیمت کا ۵۰ فی صد جو کہ مبلغ ۴۴۰ لاکھ روپے بنتا ہے فرم کو بطور موبلائزیشن ایڈوانس دیا گیا۔ اس موبلائزیشن ایڈوانس کی رقم کی کٹوتی بحساب ۵۰ فی صد قیمت فی کوارٹر کی جانا مقصود تھی۔ اس طرح سے آٹھ ہزار کوارٹرز کی تعمیر پر ۰۰،۴۴۰ لاکھ روپے کی کٹوتی ہو جاتی۔ ایف ڈی اے بحساب ۵،۵۰۰ روپے فی کوارٹر کٹوتی کرتا رہا۔ لیکن چونکہ بعد میں کوارٹرز کی تعداد آٹھ ہزار سے کم کر کے چھ ہزار کر دی گئی۔ جس سے موبلائزیشن کی کل رقم سے ۰۰،۱۱۰ لاکھ روپے کی کٹوتی معاہدہ کے تحت ناممکن ہو گئی۔ فرم مذکورہ اس رقم کو یکمشت واپسی پر تیار نہ تھی۔ فرم کا مؤقف یہ تھا کہ ایف ڈی اے معاہدہ کے مطابق فرم سے آٹھ ہزار کوارٹرز تعمیر کروانے کا پابند ہے مزید برآں فرم کے ایف ڈی اے خلاف ایک کروڑ روپے سے زیادہ کے کلیم تھے۔ جن پر معاہدہ کی رُو سے ثالثی کارروائی ہو رہی ہے اس لیے فیصلہ کیا گیا ہے کہ بقایا رقم فرم سے اسی کام اور دوسرے کاموں کی ادائیگیوں سے بتدریج منہا کی جائے۔

جس وقت آڈٹ نے اپنی ۸۰-۱۹۷۹ء کی رپورٹ میں یہ اعتراض اٹھایا تھا اس وقت فرم کے ذمہ مبلغ ۸۰,۸۷,۸۳۱/- روپے کی رقم واجب الادا تھی جو کہ بتدریج کٹوتی کی وجہ سے کم ہو کر ۸۴-۱۹۸۳ء میں جب ایڈیٹر جنرل نے ۱۹۸۴ء کی رپورٹ تیار کی تو یہ رقم مبلغ ۳۰,۶۲,۳۶۹/- روپے رہ گئی تھی۔ اس طریقہ کار کے مطابق مزید کٹوتی جاری ہے جس کی تصدیق آڈٹ وقتے وقتے کے بعد کرتا رہتا ہے۔

درج بالا حقائق سے ظاہر ہے کہ کٹوتی کم ہونے کی وجہ معاہدہ کے سکوپ کا کم ہو جانا ہے نہ کہ معاہدہ کی کوئی خلاف ورزی۔

گورنر کے مخصوص کوٹہ سے الاٹوں کی الاٹمنٹ کی تحقیقات

***1615** ۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:—

الف) نومبر، دسمبر ۱۹۸۵ء میں لاہور اور راولپنڈی میں گورنر کے Discretionery کوٹہ میں کتنے کتنے پلاٹ تھے۔ اور ان کا الگ الگ رقبہ کیا تھا۔

ب) گورنر نے نومبر، دسمبر ۱۹۸۵ میں اپنے Discretionery کوٹہ میں سے سرکاری ملازمین کو کتنے پلاٹ دیے اور ان کا الگ الگ رقبہ کیا تھا۔

ج) گورنر کے مخصوص کوٹہ سے پلاٹ حاصل کرنے والے سرکاری ملازمین کے نام اور عہدے کیا ہیں۔

د) جوہر ٹاؤن، نیو گارڈن ٹاؤن اور ملتان روڈ توسیعی سکیم لاہور میں پلاٹ حاصل کرنے والے سرکاری ملازمین کے نام کیا ہیں۔

ع) کیا مذکورہ سرکاری ملازمین سے ایسے ملازمین بھی شامل ہیں جن کو مختلف سکیموں کے تحت لاہور میں کئی پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں۔

و) کیا اس امر کی تحقیقات کی گئی ہے کہ الاٹیوں میں سے ایسے سرکاری ملازمین شامل نہ ہوں جن کے بیوی بچوں کے نام پہلے سے پلاٹ الاٹ ہیں۔

ز) جوہر ٹاؤن کے الاٹی سرکاری ملازمین کو نیو گارڈن ٹاؤن میں پلاٹ کس ضابطہ کے تحت الاٹ کیے گئے ہیں۔

ح) پلاٹوں کے غیر قانونی تبادلہ کی ذمہ داری کن پر عاید ہوتی ہے۔

ط) پلاٹ حاصل کرنے والے سرکاری ملازمین میں ایسے ملازمین کے نام کیا ہیں جن کے خلاف بدعنوانیوں کے الزامات میں تحقیقات ہو رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) لاہور اور راولپنڈی کی ہاؤسنگ سکیموں میں نومبر دسمبر ۱۹۸۵ء میں سابقہ گورنر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے مخصوص کوٹہ میں مندرجہ ذیل پلاٹ مختص تھے۔

نام سکیم	رقبہ پلاٹ	تعداد
۱۔ محمد علی جوہر ٹاؤن لاہور	۱۔ کنال	۳۹
〃	۱۰ مرلہ	۷۳
〃	۷ 〃	۱۶
〃	۵ 〃	۲۴
〃	۳ 〃	۷
۲۔ لاہور ٹاؤن شپ سکیم	۴½ مرلہ	۲۰۶
۳۔ رہائشی سکیم راولپنڈی	۱ کنال	۵
〃	۳ 〃	۔

ب) محمد علی جوہر ٹاؤن سکیم لاہور کے الاٹمنٹ لیٹرز میں درج شدہ کوائف سے الاٹیان کے سرکاری ملازم ہونے کا تعین ہو سکا ہے اور اسی طرح لاہور ٹاؤن شپ اور راولپنڈی کی رہائشی سکیموں میں سرکاری ملازم الاٹیان کی تعداد اور رقبہ پلاٹ حسب ذیل ہے۔

نام سکیم	رقبہ پلاٹ	تعداد الاٹیان
۱۔ محمد علی جوہر ٹاؤن لاہور	۲۔ کنال	۷۳
ایضاً	۱۔ کنال	۲۱
ایضاً	۱۰۔ مرلہ	۱۰
ایضاً	۷ مرلہ	۲
ایضاً	۷ مرلہ	۴
۲۔ لاہور ٹاؤن شپ سکیم	۱۲½ مرلہ	۹۷
۳۔ رہائشی سکیم راولپنڈی	۱۔ کنال	۲
″	۳۔ مرلہ	۳

ج) جیسا کہ اوپر جزو ب میں بیان کیا گیا ہے کہ جن الاٹمنٹ لیٹرز کے کوائف سے سرکاری ملازم ہونے کا پتہ چل سکا ہے ان کی لسٹ بصورت تتمہ الف ہے دیگر الاٹیان جن کو گورنر کے مخصوص کوٹہ سے پلاٹ الاٹ ہوئے ان کی فہرست بصورت تتمہ ب ہے۔ لاہور ٹاؤن شپ سکیم لاہور اور رہائشی سکیم راولپنڈی کے ایسے الاٹیوں کی فہرست بصورت تتمہ ج ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

د) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ محمد علی جوہر ٹاؤن اور نیو گارڈن ٹاؤن کے وہ الاٹیان جن کے سرکاری ملازم ہونے کا تعین ہو سکا ہے ان کی فہرست بصورت تتمہ لف ہے۔ جہاں تک ملتان روڈ توسیعی سکیم کا تعلق ہے۔

ایل ڈی اے میں اس نام کی کوئی سکیم نہیں ہے۔

ھ) لاہور ترقیاتی ادارہ الاٹمنٹ کے وقت الاٹیان سے بیان حلفی مصدقہ مجسٹریٹ فرسٹ کلاس اور تھ تحشر وصول کرتا ہے۔ جس میں اس چیز کا ذکر موجود ہوتا ہے کہ الاٹی یا اس کے زیر کفالت افراد کے پاس مذکورہ الاٹمنٹ سے پہلے کوئی پلاٹ/مکان یا فلیٹ کسی شہری علاقہ میں موجود نہیں ہے لیکن گورنر پنجاب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے اپنے خصوصی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے الاٹیان کو اس شرط سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں محکمہ کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ تعین کیا جا سکے۔ سرکاری ملازمین کو مختلف سکیموں کے تحت لاہور میں کئی پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں۔ لاہور ٹاؤن شپ سکیم لاہور اور راولپنڈی رہائشی سکیم کے الاٹیوں کے متعلق ابھی تک ایسی کوئی شکایت یا علم نہ ہے۔

و) چونکہ اصل ریکارڈ ابھی تک مارشل لا کے ہیڈ کوارٹر کی تحویل میں ہے جو کہ محکمہ کو موصول نہیں ہوا ہے اس لیے یہ معلوم نہیں کہ الاٹمنٹ سے قبل کوئی ایسی تحقیقات کرائی گئی تھی یا نہیں۔

ز) جوہر ٹاؤن کے بدلے نیو گارڈن ٹاؤن میں الاٹمنٹ گورنر پنجاب/مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون اے نے اپنے مخصوص اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے کیں۔ ایک پلاٹ کی تبدیلی کی منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے دی تھی۔

ح) گورنر پنجاب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون اے اور وزیر اعلیٰ نے ضابطہ کے تحت اپنے خصوصی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے سکیم کے تبادلہ کے احکام صادر کیے۔ یہ تبادلے غیر قانونی نہیں ہیں۔

ط) محکمہ کو ایسی کسی تحقیقات کا علم نہیں ہے۔

وحدت کالونی میں گرین پٹی کی تزئین و آرائش

*1629 ۔ میاں عبدالرشید بگا نوالہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ملازمین کی رہائشی کالونی وحدت کالونی کے آخر میں آئی بلاک اور گورنمنٹ پالیٹ سکول سے ملحقہ دونوں سڑکوں کے درمیان ترقیاتی ادارہ' لاہور نے علاقہ کی تزئین و آرائش کے لیے ایک گرین پٹی بنائی جس کے گرداگرد سیمنٹ کے تیار کیے گئے کھمبے اور خاردار تار لگانے پر لاکھوں روپے خرچ کیے گئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دراز گزرنے کے باوجود مذکورہ بالا پٹی پر محکمہ کی جانب سے پھولدار پودے یا گھاس وغیرہ نہیں لگائی گئی اور اس جگہ کو ارد گرد کی آبادیوں کے لوگ کوڑا کرکٹ کے لیے استعمال کر رہے ہیں جس کی وجہ سے علاقے میں تعفن اور بدبو پھیلی ہوتی ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا جگہ کی تزئین و آرائش کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

(الف) گورنمنٹ ملازمین کی رہائشی کالونی (وحدت کالونی) کے آخر میں آئی بلاک اور پالیٹ سکول سے ملحقہ دونوں سڑکوں کے درمیان گرین پٹی محکمہ پی ڈبلیو ڈی نے بنائی تھی اور سیمنٹ کے پول اور خاردار تار بھی انھوں نے نصب کیے تھے ۔

(ب) چونکہ یہ گرین پٹی محکمہ پی ڈبلیو ڈی نے بنائی تھی لہٰذا اس کی دیکھ بھال بھی انہی کی ذمہ داری ہے ۔ ایل ڈی اے کا اس گرین پٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ۔ اس گرین پٹی کی دیکھ بھال ایل ڈی اے کے دائرہ کار میں نہ ہے ۔

ترقیاتی ادارہ لاہور کی جانب سے گلبرگ میں پلاٹ کی غیر قانونی الاٹمنٹ

***1656** جناب طاہر احمد شاہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

الف) کیا یہ درست ہے کہ ترقیاتی ادارہ لاہور نے سولہ کنال رقبہ کا ایک کمرشل پلاٹ نمبر ۸۶ - ۸۵/۱۱۱ بی گلبرگ لاہور حکومت پاکستان کے ایک سابق بااثر افسر خاندان کو جس میں ایل ڈی اے کا ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر بھی شامل ہے غیر قانونی طور پر صرف پانچ لاکھ روپے میں الاٹ کر دیا، جب کہ متذکرہ پلاٹ کی مارکیٹ میں قیمت تقریباً اسی لاکھ روپے بنتی ہے ۔

ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ غیر قانونی الاٹمنٹ پر ایل ڈی اے کے خلاف ہائیکورٹ میں رٹ بھی دائر کی گئی مگر اسسٹنٹ ڈائریکٹر مذکور نے ایل ڈی اے کے دفتر سے اصل فائیل ہی غائب کرا دی ہے ۔

ج) کیا یہ بھی درست ہے متذکرہ پلاٹ پر ایک پرائیویٹ سکول موسوم کانونٹ انگلش میڈیم سکول تعمیر کیا گیا ہے جس کی پرنسپل جو کہ سکول ھذا کی مالکہ بھی ہیں ۔ ایک سرکاری کالج سے بھی تنخواہ وصول کرتی ہیں ۔

د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے مذکورہ بالا پلاٹ میں سے تین کنال رقبہ پر الاٹمنٹ کی شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک کوٹھی بھی بنا لی ہے مگر اس کے خلاف تاحال کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی ہے ۔

(ہ) سکول ہذا کے چیئرمین بورڈ آف مینجمنٹ اور ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبران کے نام بتائے جائیں اور یہ بھی معلومات فراہم کی جائیں کہ ان کی آپس میں کیا رشتہ داری ہے اور وہ کس کس سرکاری ادارے میں ملازم ہیں۔

(ز) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جن متعلقہ افسران نے مجرمانہ فعل کا ارتکاب کرتے ہوئے ایل ڈی اے کو مبلغ -/۷۵،۰۰۰ روپے کی خطیر رقم سے محروم کر دیا ہے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے یا حکومت ان کے خلاف اب کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر)

الف) درست نہ ہے۔ پلاٹ نمبر ۸۵/۸۶ بی ۱۱۱ گلبرگ ۱۱۱ جس کا رقبہ ۱۱ کنال ۱۶ مرلہ ۳۷ فٹ ہے اور جو سکیم پلان کے مطابق پرائمری سکول کے لیے مختص کیا گیا تھا۔ سکول ہی کے لیے الاٹ کیا گیا۔ یہ پلاٹ سکول الاٹمنٹ کمیٹی نے اپنے باضابطہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے سکول کے لیے الاٹ کیا۔ کمیٹی نے سارے کوائف کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ یہ پلاٹ جونیئر انگلش مسلم سکول کو دیے جائیں۔ جہاں تک اسسٹنٹ ڈائریکٹر کا تعلق ہے اس کی تعیناتی الاٹمنٹ کے بعد ہوئی۔

ب) آنرز کنڈرگارٹن سکول والوں نے رٹ ۱۹۸۰ء میں الاٹمنٹ سے قبل دائر کی جو بعد میں انھوں نے خود ہی واپس لے لی۔ دفتر سے فائل غائب نہیں کی گئی بلکہ مثل دفتر میں موجود ہے۔

ج) پلاٹ متذکرہ سکول کی تعمیر کے لیے ہی مخصوص کیا گیا تھا۔ پلاٹ بذریعہ پرنسپل مسز زیڈ خان جو کہ سوسائٹی کی ممبر بھی ہیں الاٹ کیا گیا۔ جہاں تک کسی سرکاری کالج سے تنخواہ حاصل کرنے کا تعلق ہے ایل ڈی اے کے علم میں نہ ہے۔

د) پلاٹ نمبران ۸۵/۸۶ بی ۱۱۱ گلبرگ سکیم کا پلاٹ ہے جس پر سکول کی عمارت

کھڑی ہے جسے جونیئر انگلش سکول کی انتظامیہ نے قواعد وضوابط کے مطابق ٹاؤن پلانر سے سکول کا نقشہ منظور کروا کے تعمیر کیا ہے اور بلڈنگ مکمل کرنے کے بعد ٹاؤن پلانر کے دفتر سے تکمیلی سرٹیفکیٹ بھی حاصل کر لیا ہے۔ بعد ازاں سکول کی انتظامیہ نے Additional/Alteration پلین بابت تعمیر ہوسٹل داخل کیے جو ٹاؤن پلانر نے منظور کیے۔ ہوسٹل کی عمارت تقریباً ایک کنال رقبہ پر ہے نہ کہ تین کنال رقبہ پر، یہ عمارت منظور شدہ نقشے کے مطابق تعمیر ہوئی۔

ج) بورڈ آف مینجمنٹ اور ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبران کی لسٹ کی فوٹو کاپی جو کہ سکول کی انتظامیہ نے بوقت درخواست الاٹمنٹ فراہم کی تھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ جاننا کہ ان کی آپس میں کیا رشتہ داری ہے اور یہ کس کس سرکاری ادارہ میں ملازم ہیں ایل ڈی اے کی ذمہ داری نہیں ہے۔

د) سکول کے لیے پلاٹ کی الاٹمنٹ ایل ڈی اے مروجہ قواعد وضوابط کے تحت ہوئی تھی اور ادارہ کو کوئی مالی نقصان بھی نہ ہوا۔ لہٰذا کسی کے خلاف کارروائی کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں کی جائیں گی۔

جناب منور حسین منج

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب منور حسین منج صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

میں ۲-۱۰-۸۶ء اور ۷-۱۰-۸۶ء کو بوجہ بیماری ہاؤس میں نہیں آسکا ہوں۔ مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کر لی گئی)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصیر احمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصیر احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I cannot attend the Session due to some domestic problems on 12.10.1986. I, therefore, request that I should be granted leave of absence for one day i.e. 12.10.1986.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:
کہ مطلوبہ درخواست منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی ہے)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق جناب فضل اللہ خاں دریشک کی ہے۔ انھوں نے مجھے یہ لکھ کر بھیج دیا ہے کہ وہ اپنی تحریک استحقاق نمبر ۸ کو پریس نہیں کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ معاملہ پہلی ایک تحریک میں زیر بحث آچکا ہے لہذا وہ اس کو پیش نہیں کرتے تو It will be considered as withdrawn. اب تحریک استحقاق نمبر ۱۲ ہے جناب ریاض حسنت جنجوعہ صاحب کی، یہ ان کی طرف سے پیش کی جا چکی ہے۔ متعلقہ وزیر کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے یہ ملتوی کر دی گئی تھی۔ لیکن آج بھی میری اطلاع کے مطابق وہ موجود نہیں ہیں۔ وزیر اعظم صاحب کے لاہور آنے کی وجہ سے تو وہ چاہتے ہیں کہ یہ آج بھی ملتوی کر دی جائے۔ جناب جنجوعہ صاحب آپ کی کیا رائے ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب سپیکر : جی ٹھیک ہے، اس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر، روایات یہ رہی ہیں کہ اگر وزیر متعلقہ نہ ہوں تو اس بنا پر ایک دفعہ تو تحریک استحقاق کو ملتوی فرما دیں لیکن اگر روزانہ اس آڑ میں تمام تحاریک استحقاق کے دوران متعلقہ وزیر موجود نہ ہوں تو دوسرے وزراء یا سینئر منسٹر یا وزیر قانون کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اس کا جواب دے اور اس کا فیصلہ کیا جائے، میں جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی حمایت نہیں کر رہا ہوں، میں تو ایک اصول کی بات کر رہا ہوں کہ تحریک استحقاق پر یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کو روزانہ ملتوی کر دیا جائے، یہ اصول اور روایات کے خلاف ہے اس سے تو یہ اچھا ہے محرک واپس لے لے۔

جناب سپیکر : لیکن اگر وجہ معقول ہو اور محرک کو بھی اعتراض نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر، رانا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ میں جنجوعہ صاحب کی حمایت نہیں کر رہا ہوں ۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہماری حمایت کی توفیق دے اور ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اپنی تحریک واپس لے لیں گے۔ ہم وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنی تحریکیں واپس لیتے ہیں۔

جناب سپیکر : اب یہ تحریک استحقاق نمبر ۱۵ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

ایم پی اے کی گرفتاری سے سپیکر کو مطلع نہ کرنا

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب سپیکر، میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو پیش کرنے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ کی شام کو ۴ بجے جھنگ میں

ایم آر ڈی کی تحریک کے دوران حکومتی تشدد کا نشانہ بننے والوں کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد ۱۹۷۳ کے متفقہ آئین کی بحالی اور جماعتی بنیادوں پر فوری انتخابات کے مطالبہ کی حمایت میں ایک جلوس نکالا گیا۔ جلوس کے اختتام پر مجھے اور دیگر ۴ کارکنوں کو گرفتار کر کے تھانہ کوتوالی میں محبوس کر دیا گیا اور ساڑھے چھ گھنٹے تک زیر حراست رکھنے کے بعد مجھے رہا کر دیا گیا۔ مگر میری اس حراست اور رہائی کی اطلاع جناب سپیکر پنجاب اسمبلی کو حسب ضابطہ نہ دی گئی، جس سے نہ صرف میرا بلکہ پنجاب اسمبلی کا استحقاق پامال ہوا ہے۔ جناب والا، اسمبلی کے ایک رکن کو کسی مقدمہ میں گرفتار کیے بغیر ساڑھے چھ گھنٹے تک حبس بے جا میں رکھنا ایک ایسا معاملہ ہے جو کہ اسمبلی کی مداخلت کا تقاضا کرتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو تحقیقات کے لیے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، ۲۰ر اگست ۸۶ء کی شام کو ان لوگوں کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی جو کہ ایم آر ڈی کی حالیہ تحریک میں حکومت کے تشدد کا نشانہ بنے اور اس کے بعد سینکڑوں لوگوں نے جھنگ کی سڑکوں پر یہ مطالبہ کیا، کہ ۱۹۷۳ کے متفقہ آئین کو بحال کیا جائے اور از سر نو جماعتی بنیاد پر انتخابات کروائے جائیں۔ اس کے بعد ایوب چوک پر پولیس نے اس جلوس پر ہلکا لاٹھی چارج کیا اور میرے سمیت چار پانچ آدمیوں کو گرفتار کر کے ایک ویگن میں بٹھایا اور تھانہ کوتوالی میں لے کر ایک کمرے میں بٹھا دیا۔ اس کے بعد رات ساڑھے دس بجے باقی چار لوگوں کو تو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا گیا لیکن ساڑھے چھ گھنٹے تک بغیر کسی وجہ کے مجھے گرفتار کیے بغیر تھانہ کوتوالی میں بٹھائے رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کو چاہیے تھا کہ وہ فوراً قانون کے مطابق آپ کو میری گرفتاری اور حراست کی اطلاع دیتے مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے

سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب وزیر قانون: جناب والا۔ واقعاتی جواب تو وزیر متعلقہ دیں گے لیکن مجھے اس پہ technical objection ہے کہ یہ legally feasible نہیں ہے جبکہ ممبر موصوف خود اس معاملہ کو فوری نہیں سمجھتے ہیں، تو یہ ایوان بھی اس کو ضروری نہیں سمجھتا ہے۔ جناب والا یہ واقعہ ۲۰ راگست ۱۹۸۶ء کا ہے اگر ان کو اس کی ایمرجنسی کا، اس کی ارجینسی کا خیال ہوتا تو یہ پہلے ہی دن آکر اس پر اعتراض کرتے۔ یہ واقعہ ۲۰ راگست کو ہوتا ہے اور ۴ راکتوبر ۱۹۸۶ء کو آکر یہ تحریک استحقاق داخل کرتے ہیں، اس لیے جناب والا یہ technically feasible نہیں ہے۔ باقی واقعات متعلقہ وزیر بیان فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: مجموعہ صاحب کی یہ تحریک استحقاق قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں بنتی۔ باقی باتوں کے علاوہ جو سب سے اہم بات ہے، وہ یہ ہے کہ اس تحریک استحقاق کی اہمیت کا انہوں نے خود احساس نہیں کیا اور یہ تحریک انھوں نے ۴ راکتوبر کو پیش کی، جبکہ اجلاس یکم اکتوبر کو شروع ہو چکا تھا۔ It is ruled out of order. اور اس قسم کی تحریک ہائے استحقاق کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آئندہ اس بات کا خیال کیا جائے اور میں بھی یہ کوشش کروں گا کہ جو تحریک استحقاق بالکل ہی قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں ہے آئندہ میں اسے پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دوں گا۔ فاضل رکن اسمبلی جس تحریک کو خود اہمیت نہ دیتے ہوں۔ ایوان اس پہ اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا، آپ کی یہ رولنگ ہمارے لیے ایک قانون کی حیثیت اختیار کر لے گی۔ آپ تحریک کو پڑھنے کی اجازت ضرور دے دیا کریں۔ لیکن اسے ملتوی کر دیا کریں۔ ہمیشہ یہ روایت رہی ہے، کہ جب کسی رکن کو کوئی تکلیف ہو تو وہ اپنا مسئلہ ایوان میں پیش کر سکے تاکہ قوم کو پتہ چل سکے اور اگر وہ تحریک قاعدہ کے مطابق نہ ہو تو آپ بے شک

اسے نامنظور فرما دیا کریں۔ لیکن آپ یہ حق نہ چھینیں کہ ہم آپ کے سامنے اپنا رونا نہ رو سکیں۔ آپ ہی اگر یہ کہہ دیں کہ ناجائز روتے ہو تو پھر ہمیں تو خاموش ہونا پڑے گا۔ آپ کا حکم ہمارے لیے حکم ہی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر، اس مسئلے پر آپ رولنگ دے چکے ہیں۔ یہ رونا تو مگر مجھ کے آنسو ہیں۔ (قہقہے)

رانا پھول محمد خان: جناب والا، کبھی جناب گل نواز خان کا استحقاق مجروح ہو تو پھر انہیں پتہ چلے، مگر بات تو یہ ہے کہ ان کا استحقاق ہے ہی نہیں ؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: جناب ریاض حشمت جنجوعہ تحریک استحقاق نمبر ۱۶

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی طرف سے ایم پی اے کو جیل کے معائنہ کی اجازت نہ دینا

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے اہم اور فوری معاملے پر، جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو پیش کرنے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے، کہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ کی انتظامیہ کے متعلق یہ شکایات زبان زد خاص و عام ہیں کہ جیل میں قیدیوں اور حوالاتیوں کے ساتھ انتہائی انسانیت سوز سلوک کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً سزائے موت پانے کے منتظر قیدی مقامی جیل حکام کی چیرہ دستیوں سے بے حد پریشان ہیں۔ قیدیوں اور حوالاتیوں کی خوراک خورد برد کر لی جاتی ہے اور انہیں انتہائی ناقص خوراک دی جاتی ہے۔ جیل کے اندر قیدیوں کو اذیت دے کر جیل کے باہر ملاقات کے وقت قیدیوں کے عزیز و اقارب سے رشوت لی جاتی ہے۔ جیل کا عملہ جیل کے اندر عادی مجرموں کو

منشیات تک فراہم کرتا ہے اور ہسپتال کی دوائیں فروخت کر دی جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے ۱۸ ستمبر کو دن کے گیارہ بجے فون پر جیل کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع دی کہ میں بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی جیل کا معائنہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ جیل کے متعلق موصولہ شکایات کا ذاتی طور پر جائزہ لے سکوں۔ مگر جیل کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ چونکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب دو تین روز کی چھٹی پر ہیں۔ اس لیے ان کی عدم موجودگی میں آپ کو جیل کے معائنہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ میں نے ان کو اپنے قانونی استحقاق کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ میں دفتری اوقات میں جیل کا معائنہ کرنے کا مجاز ہوں اور یہ معائنہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی موجودگی میں بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سپرنٹنڈنٹ کی عدم موجودگی میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہی جیل کا انچارج ہوتا ہے۔ مگر انہوں نے مجھے جیل کا معائنہ کروانے سے انکار کر دیا۔ جس سے میرا استحقاق پامال ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو چھان بین کے لیے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں اس تحریک استحقاق کے متعلق بھی مسئلہ وہی ہوگا، اپنی کم علمی کی بنا پر مجھ سے جو فنی غلطی ہوئی ہے، مجھے اس کا احساس ہے چونکہ رولز میں کوئی ایسی بات نہیں لکھی ہوئی تھی اور بعد میں میں نے اس مسئلے پر بات بھی کی ہے تو انھوں نے مجھے بتایا ہے کہ May's Parliamentary Practice. اور پارلیمانی روایات اس طرح کہتی ہیں جس طرح سے سپیکر صاحب نے رولنگ دی ہے۔ یہ معاملہ تو میں نے پیش کر دیا ہے لیکن وزیر قانون کی جانب سے یقیناً جواب بھی یہی آئے گا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں خود ہی اس تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: یہ نہایت ہی احسن طریقہ ہے۔ (قہقہے)

مجموعہ صاحب اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے۔ اس کے بعد میاں محمود صاحب کی ایک تحریک استحقاق زیر التوا ہے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق زیر التوا تو ہے لیکن اب اس

پر کچھ فیصلہ کر ہی لینا چاہیے ورنہ یہ ایوان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر : آپ کی بات ہوئی تھی اور اسی کے نتیجہ میں یہ تحریک استحقاق ملتوی ہو گئی تھی ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : تاکہ میاں صاحب کے کام ہوتے رہیں ۔

جناب سپیکر : چودھری محمد اصغر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۱۹ واپس لے لی گئی تھی ۔ لیکن ابھی ۲۰ نمبر پیش ہونی ہے ۔ جناب چوہدری محمد اصغر صاحب ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :

جناب والا قواعد و ضوابط کی رُو سے ہر ممبر اس بات کا پابند ہے کہ وہ ایک دوسرے پر آوازیں نہ کسے ۔ مگر میرے بزرگ محترم چوہدری گل نواز صاحب نے میاں محمود صاحب پر یہ آواز کسی ہے کہ میاں محمود صاحب نے اپنی تحریک استحقاق اس لیے زیر التوا رکھ دی ہے تاکہ ان کے کام نکلتے رہیں ، یہ ایک انتہائی نازیبا بات ہے ۔ آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہیے ۔

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر ! میرا تو اس بات پر استحقاق مجروح ہوا ہے کہ یہ معزز رکن پر سنگین الزام ہے ۔ کیا اس کی میاں محمود صاحب وضاحت فرمائیں گے ۔

ایک آواز : یہ ہمارے گھر کی بات ہے ۔

جناب سپیکر : بے شک آپ کے گھر کی بات ہو ، لیکن گھر میں اور ایوان میں فرق ہے ۔

میاں محمود احمد : جناب والا ، میں چوہدری گل نواز صاحب کے منہ سے ایک بار پھر سننا چاہوں گا ۔

جناب سپیکر : میاں صاحب یہ آپ کے جواب دینے کی بات نہیں ہے ۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا گھر کی ساری باتیں ایوان میں ہی کریں گے ؟

گھر پہ بھی کچھ کریں گے۔

سوال نمبر ۱۲۶۱ کے غلط جواب کی فراہمی

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر ۲۰ چودھری محمد اصغر صاحب۔

چودھری محمد اصغر: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ وزیر بلدیات نے بیان محمد افضل حیات ایم پی اے کے نشان زدہ سوال نمبر ۱۲۶۱ جس کا جواب ایوان میں مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دیا گیا ہے غلط اطلاع فراہم کرکے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔

وزیر موصوف نے متذکرہ سوال کے جواب کے جزو (ب) میں فرمایا ہے کہ وہ حکم امتناعی جاری کرنے کے مجاز تھے۔ حالانکہ صورت حال اس کے بالکل الٹ ہے۔ کیونکہ کسی قانون یا قواعد کے تحت وہ حکم امتناعی جاری کرنے کے مجاز نہیں تھے۔ بلکہ یہ اقدام انھوں نے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے ناجائز طور پر کیا ہے۔

علاوہ ازیں ان کے اس اقدام سے عدالتوں کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہے کیونکہ انھوں نے یہ احکامات عدالتوں کے حکم کے برعکس جاری کیے۔ مزید برآں جزو (ج) کے جواب کی روشنی میں اگر انتظامی لحاظ سے تھوڑے نیلام کرنے سے بقول وزیر موصوف نقص امن کا خطرہ تھا تو اس خطرہ سے قانون نافذ کرنے والے ادارے احسن طور پر نپٹ سکتے تھے۔ مگر اس خیالی خطرہ کے پیش نظر قوانین اور قواعد کی خلاف ورزی سے بلدیہ کو شدید مالی نقصان تقریباً دس لاکھ روپے اٹھانا پڑا ہے۔

لہٰذا مسئلے کی سنگینی کے پیش نظر میری اس تحریک استحقاق پر غور فرما کر اسے تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ صحیح صورت حال واضح

ہو سکے۔

جناب والا، صورت حال یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی لالہ موسے نے ۱۹۸۵ء میں ۲۵ تھڑے تعمیر کیے جن پر کچھ لوگوں نے قبضہ کر لیا اور پھر قبضہ کرنے کے بعد انھوں نے عدالت سے سٹے آرڈر حاصل کیا۔ اس کے بعد میونسپل کمیٹی اپنے کیس کی پیروی کرتی رہی اور پھر میونسپل کمیٹی، سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ نے انہیں ناجائز قابضین قرار دیا۔ اس کے باوجود جناب وزیر بلدیات صاحب نے سٹے آرڈر جاری کیا ہے۔ حالانکہ رولز میں یہ موجود ہے کہ صرف کمشنر صاحب پندرہ دن کے لیے سٹے دے سکتے ہیں۔ وزیر بلدیات کو یہ اختیارات نہیں ہیں یا پھر انھوں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ وہاں پر نقص امن کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اور صرف یہ سوچ کر ناجائز قابضین کو یہ حق دے دیا جائے کہ نقص امن کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ادارے کے ساتھ زیادتی ہے اس طرح ایک رواج بن جائے گا۔ ایک ریت بن جائے گی۔ لوگ ناجائز قبضہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور حکومت یہ سہارا لے گی کہ اس سے نقص امن کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ جہاں تک رولز کا تعلق ہے، بزنس رولز میں بھی ان کا خانکشن موجود ہے۔ میں آپ کو یہ کا پیاں پیش کر سکتا ہوں کہ وزیر موصوف یہ سٹے آرڈر جاری نہیں کر سکتے تھے اور اس سٹے کی وجہ سے میونسپل کمیٹی لالہ موسیٰ کو تقریباً دس لاکھ روپے کا نقصان ہو چکا ہے۔ میونسپل کمیٹی بیشمار reminders یاد دہانیاں بھیج چکی ہے کہ اس کا فیصلہ کریں۔ دس مہینے گزرنے کے باوجود محکمے نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب والا، فاضل رکن نے جو ابھی تحریک پیش کی ہے جس میں سب سے پہلے یہ کہا گیا ہے کہ سٹے آرڈر دینا وزیر کے دائرہ اختیار میں نہ تھا۔ سب سے پہلے اس کو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ رولز آف بزنس ۷۴(۶)

"A Minister shall be responsible for policy matters and for the conduct of business of his department."

اس کے بعد مقامی حکومت کے آرڈیننس ۱۹۷۹ کی دفعہ ۱۵۳ کے تحت وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کو یہ پورے اختیارات حاصل ہیں کہ وہ صوبہ بھر میں واقع تمام لوکل کونسلوں کی کارروائی کی نگرانی کرے اور یہ تسلی کرے کہ ان کی کارروائی آرڈیننس کی دفعات کے مطابق ہے۔ دفعہ نمبر ۱۵۳ یہ ہے کہ ....

Supervision of local councils -

> Government shall exercise general supervision and control over the local council in order to ensure that their activities conform to the provisions of the Ordinance

جناب والا! بلدیہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات صوبہ پنجاب میں ایک لوکل کونسل ہے۔ مجھے یہ پورا اختیار حاصل تھا اور ہے کہ میں ایسے معاملات جس میں کہ مفاد عامہ میں کوئی اقدام کرنا پڑے تو ایک وزیر کو اس کا پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ حکم امتناعی جاری کرے اور اس کا ابھی کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا۔ رپورٹ منگوا لی گئی ہے۔ اور جب وہ رپورٹ آجائے گی تو اس کا حتمی فیصلہ بھی جلد سے جلد کر دیا جائے گا۔

دوسرا نکتہ جو اٹھایا گیا نقص امن کے خطرے کے بارے میں انہوں نے کہا۔ جناب والا! یہ بات حکومت کے فرائض میں شامل ہے نہ کہ فاضل رکن کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ محسوس کرے کہ کب نقص امن کا خطرہ ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۳ - انہوں نے جو بات کہی ہے کہ یہ معاملہ چونکہ عدالت میں ہے اس لیے یہ عدالت کی توہین ہوئی ہے تو اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ معاملہ عدالت میں ہے تو پھر یہ مسئلہ اس ہاؤس میں آ ہی نہیں سکتا۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ میں نے کوئی ایسا حکم جاری کیا ہے کہ جس سے عدالت کی توہین کا پہلو نکلتا ہے تو اس کا جناب والا فورم یہ ہے۔ وہ عدالت ہے۔ عدالت مجھے اس توہین عدالت کا نوٹس دے سکتی ہے نہ کہ فاضل رکن۔ تو اس سلسلے میں میں یہ

عرض کروں گا کہ موجودہ ہاؤس کے فورم میں عدالت کے بارے میں یا اس کے ایسے کسی بھی حکم کی توہین کے بارے میں وہ جو عدالت ہے وہی اس بارے میں فیصلہ کر سکتی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے۔ انھوں نے جو کہا ہے، کہ ۱۰ لاکھ روپے کا نقصان بلدیہ کو ہو گیا ہے۔ جناب والا محکمہ کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ اس بات کو دیکھے کہ کسی بھی جگہ کہیں بھی کوئی لوکل کونسل ایسا کام تو نہیں کر رہی جس سے کسی کو ناجائز تنگ کیا جا رہا ہو یا کوئی ایسا ناجائز مسئلہ کھڑا کیا جا رہا ہو جس میں کوئی ذاتی وجوہات ہوں۔ یہ بات تو حکومت کے اپنے فرائض میں شامل ہے نہ کہ کسی لوکل کونسل کے دائرہ اختیار میں ہے کہ وہی جو چاہے یا جس بات کو محسوس کرے اس پر عمل کرے۔ یہ ہم نے دیکھنا ہوتا ہے کہ وہاں کے جو مقامی لوگ ہیں کہیں وہ ان کے ایسے اقدامات سے تنگ تو نہیں ہیں اور ان میں کہیں ایسا خدشہ تو پیدا نہیں ہو رہا جس سے بعد میں حکومت کے مسائل میں اضافہ ہو۔ تو ایسی قطعاً کوئی بات نہیں ہے۔ ابھی اس امر کی رپورٹ آنے والی ہے۔ جب رپورٹ آجائے گی تو اس کے جو حقائق ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ لہٰذا میری فاضل رکن سے یہ گزارش ہو گی کہ رپورٹ کے آنے تک اس کے حقائق سامنے نہیں آجاتے وہ اپنی تحریک واپس لے لیں۔ جب اس کے حقائق آئیں تو وہ میرے پاس بیٹھیں اور ہم دیکھیں گے کہ کس طرح ہم اس معاملے کو طے کرتے ہیں۔ انھوں نے جو تین نکات سامنے رکھے ہیں اس سلسلے میں میں نے آپ کے سامنے گزارش کر دی ہے۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب اب آپ کیا فرماتے ہیں۔

چودھری محمد اصغر: جناب سپیکر جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے اور انھوں نے جو بزنس رولز ۱۹۷۴ کی شق (۶) پڑھی ہے۔ انھوں نے یہ نصف پڑھی ہے پوری نہیں پڑھی۔ میں اس میں یہ اضافہ کروں گا...

Provided that in important political, economic or administrative matters the Minister shall consult the Chief Minister . . . . .

اس میں درج ہے کہ چیف منسٹر کے ساتھ یہ مشورہ کریں اور اس امر میں stay کا کوئی بھی پہلو نہیں نکلتا کہ یہ stay جاری کر سکتے ہیں۔ انھوں نے دفعہ ۱۵۳ کا جو حوالہ دیا ہے وہ بھی صرف یہ ہے کہ یہ سپروائز کر سکتے ہیں۔ اگر ہم کوئی غیر قانونی کام کر رہے ہیں یا کوئی بھی لوکل کونسل غیر قانونی کام کرے گی تو یہ نگرانی کریں گے اور اس کے خلاف تادیبی کارروائی کریں گے۔ جب قانون کے مطابق ایک عمل ہو رہا ہے اس عمل کو روکا گیا ہے۔ میرا جو سوال ہے وہ یہ ہے کہ قانون کے مطابق عمل ہو رہا تھا جس کو ناجائز طور پر روکا گیا ہے اور ان لوگوں نے جن لوگوں کے متعلق انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے انھیں ناجائز تنگ کرنے کے لیے اٹھانا چاہا ہے انھوں نے اپنا حق عدالتوں میں طلب کیا تھا اور عدالتوں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ ناجائز قابض ہیں اور جب وہ ناجائز قابض قرار دے دیے گئے ہیں تو اس کے بعد میونسپل کمیٹی نے قانون کے مطابق اخبار میں اشتہار دیا ہے اور اشتہار دینے کے بعد انہیں lease out کر رہے تھے۔ میونسپل کمیٹی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ کرایہ حاصل کرے اور یہ قانون میں موجود ہے۔ میں آپ کو یہ پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب، اس میں سوال جو ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا breach of privilege اس شکل میں بنتا ہے کہ اس سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ تو مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ آیا سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے یا نہیں۔ اس میں آپ کا سوال جو میاں افضل حیات صاحب کے سوال کے جواب میں تھا جس کا جز (ب) زیر بحث ہے کہ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متعلقہ وزیر نے تھڑے نیلام کرنے سے متعلق حکم امتناعی جاری کر دیا تھا اور وہ قانون کے مطابق ایسا کرنے کے مجاز نہیں تھے . . . . .

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب محکمہ نے یہ دیا ہے کہ "یہ درست ہے کہ وزیر بلدیات نے مورخہ ۶ر جنوری ۱۹۸۶ء کو ایک درخواست منجانب ٹھٹھہ ایسوسی ایشن پر نیلام رد کیے جانے کے متعلق حکم امتناعی جاری کیا تھا جس کے وہ مجاز تھے" اس میں غلطی جو آپ سمجھتے ہیں کہ اس سوال کا جواب غلط دیا گیا وہ کون سی بات ہے۔

چوہدری محمد اصغر: وہ یہی ہے جی کہ یہ مجاز نہیں تھے۔ یہی تو میں نے کہا ہے کہ قاعدہ ۱۵۶ پڑھ لیں۔ یہ میں پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے جو جواب دیا ہے کہ وزیر موصوف سٹے آرڈر جاری کرنے کے مجاز تھے۔ اس سے مجھے اختلاف ہے کہ یہ مجاز نہیں تھے۔ انہوں نے بزنس رولز کا سہارا لیا ہے۔ وہ میں نے آپ کو پڑھ کر سنائے ہیں اور یہ باقاعدہ گورنمنٹ کا نوٹیفکیشن quote کرتا ہوں

(i) In exercise of the powers conferred by Section 170 of the Punjab Local Council Ordinance, 1979, the Governor of the Punjab is pleased to delegate the powers of Government for the quashment of the proceedings of Local Council under Section 156 (a) of the said Ordinance.

(ii) The Divisional Commissioner in respect of Municipal Committee or Town Committee in the respective Division and Deputy Commissioner in respect of Union Council in the respective District . . . . .

یہ صرف کمشنر صاحب کو اختیارات حاصل ہیں جو گورنر صاحب نے انہیں تفویض کیے ہوئے ہیں۔ یہ اختیارات صرف گورنر صاحب کے پاس ہیں اور انھوں نے صرف کمشنر صاحب کو تفویض کیے ہیں اور اب میں آپ کو ۱۵۶ پڑھ کر سناتا ہوں

قاعدہ ۱۵۶

If in the opinion of Government any thing done or intended to be done by or on behalf of a Local Council or Committee is not in conformity with law or is in any way against public interest, Government for reasons to be recorded may quash the proceedings . . . . .

وزیر صنعت و معدنی ترقی : جناب سپیکر فاضل رکن نے ۱۵۶ کا حوالہ دیا ہے اس کے حوالے سے بات شروع کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی ارشاد فرمایئے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی : جناب سپیکر، میرے فاضل بھائی کی بات یہ ہے کہ وزیر بلدیات نے جو یہ جواب دیا تھا کہ "وہ ایک سٹے آرڈر جاری کرنے کے مجاز تھے" کیا یہ بات درست ہے یا نہیں۔ اس مقصد کے لیے میرے فاضل بھائی نے اپنی بات کی تائید میں "لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس" کی دفعہ ۱۵۶ کا حوالہ دیا ہے تو میں دوبارہ پڑھتا ہوں کہ یہی بات تو وزیر کو سٹے آرڈر جاری کرنے کا اختیار دیتی ہے۔

It speaks like that :-

> If in the opinion of the Government any thing done or intended to be done by or on behalf of a Local Council or a Committee is not in conformity with law or is in any way against public interest Government for reasons to be recorded may :-
>
> (a) Quash the proceedings
>
> (b) Suspend the execution of any resolution passed or an order made by the Local Council or Committee ; and
>
> (c) Prohibit the doing of anything proposed to be done. This Section 156 (c) of Local Council Ordinance completely empowers the Government to stay any sort of proceeding which in the eye of the Govt. is against public interest or against the conformity of law.

اس لحاظ سے لوکل گورنمنٹ کو کسی ایسے معاملے میں، جو وہ بات کر رہے ہیں وہ قاعدہ کے مطابق نہیں ہے یا مفاد عامہ میں نہیں ہے۔ اس میں گورنمنٹ کو سٹے آرڈر اور اس کی تمام کارروائی معطل کرنے یا اس کو روکنے کا پورا پورا اختیار ہے۔ اس لحاظ سے میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے فاضل بھائی کو غلط فہمی ہوئی

ہے۔ لہٰذا ان کی یہ تحریک استحقاق، تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اسے خلاف قاعدہ قرار دیا جائے۔

چودھری محمد اصغر: جناب والا! وزیر موصوف نے جو کچھ فرمایا ہے، وہی میں نے کہا ہے۔ رول ۱۵۶ میں کمشنر صاحب کو یہ اختیارات حاصل ہیں وہ حکم امتناعی جاری کر سکتے ہیں نہ کہ وزیر صاحب۔ اور اس کا میں نے حوالہ بھی دیا ہے کہ:

In exercise of the powers conferred by the Section 170 of the Punjab Local Council Ordinance, 1979, the Governor of the Punjab is pleased to delegate the power of Government for the quashment of the proceedings of Local Council under Section 156 (a) of the said Ordinance.

وزیر موصوف نے ۱۵۶ کا سہارا لیا ہے ۱۵۶ میں جو اختیارات تفویض کیے گئے ہیں وہ صرف کمشنر صاحب کو ہیں نہ کہ وزیر کو۔

وزیر زراعت: جناب والا! میرا خیال ہے کہ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ رول ۱۵۶۔اے میں اختیارات تفویض کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

Quashment of proceedings or resolutions.

باقی جو کلاز "بی" اور "سی" پڑھی گئی ہے، اس کے متعلق اختیارات تفویض نہیں ہوتے:

That is still with the Government.

Or suppose all the powers are delegated to any person, still the person who delegates the power is invested with the powers by exercising the same. It doesn't mean that I give any power of attorney to some body and I can't exercise the powers regarding my own property. The person who delegates the power, can exercise his own powers.

اس لیے یہ بات جس کا ذکر انہوں نے کیا ہے وہ ۱۵۶۔اے کے متعلق ہے اور جس کے تحت Quashment of Proceedings. ہے۔ جہاں تک "بی اور "سی" کے Prohibit کرنے کا تعلق ہے So that he should not

do any thing which is not in conformity with the provisions of law . .

اس کو گورنمنٹ کسی وقت بھی روک سکتی ہے ۔

And the Minister is very much the Government.

اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے ۔ تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ : That is quite in order جو جواب دیا گیا اس میں کوئی غلط بیانی نہیں کی گئی ۔ شکریہ ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی : جناب سپیکر ! وزیر زراعت جناب عبدالغفور صاحب نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ اختیارات تفویض کرنے سے inheritory pwoer کے حقوق سلب نہیں ہوتے ۔ اس کا اسے ہمیشہ اختیار رہتا ہے کہ وہ جس وقت چاہے استعمال کرے ۔

چوہدری محمد اصغر : میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اس میں قانونی نکات اٹھائے گئے ہیں آپ اسے مجلس استحقاق کے سپرد کر دیں ۔ وہاں ایڈووکیٹ جنرل صاحب سے بھی رائے لے لی جائے ۔

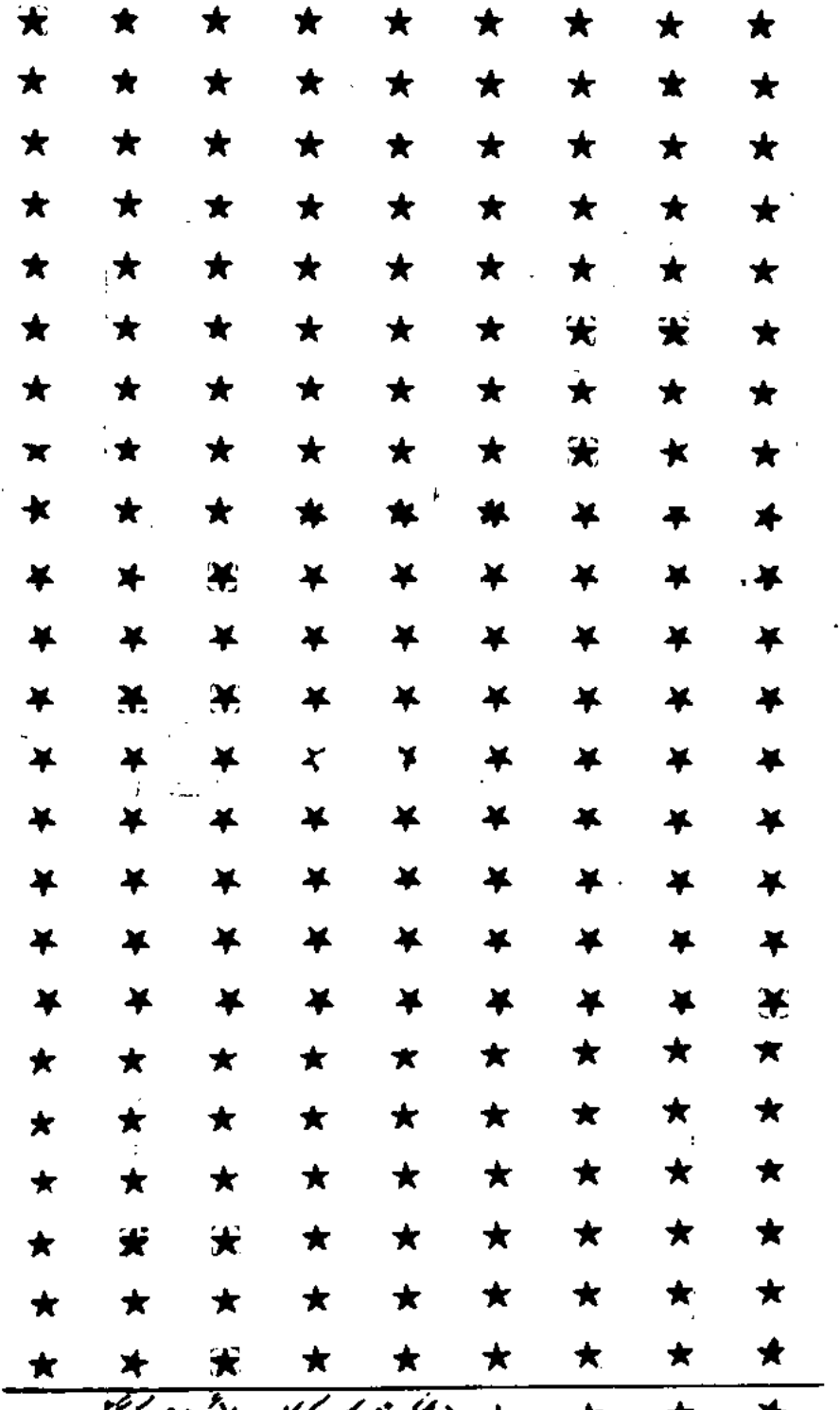
جناب سپیکر : ابھی اس کی admissibility یہ فیصلہ ہونا ہے اس کا فیصلہ میں pending کرتا ہوں ۔ فیصلہ دینے کے بعد باقی کارروائی ہو سکتی ہے ۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر ! میں بھی اپنی رہنمائی جناب سے چاہتا ہوں ۔

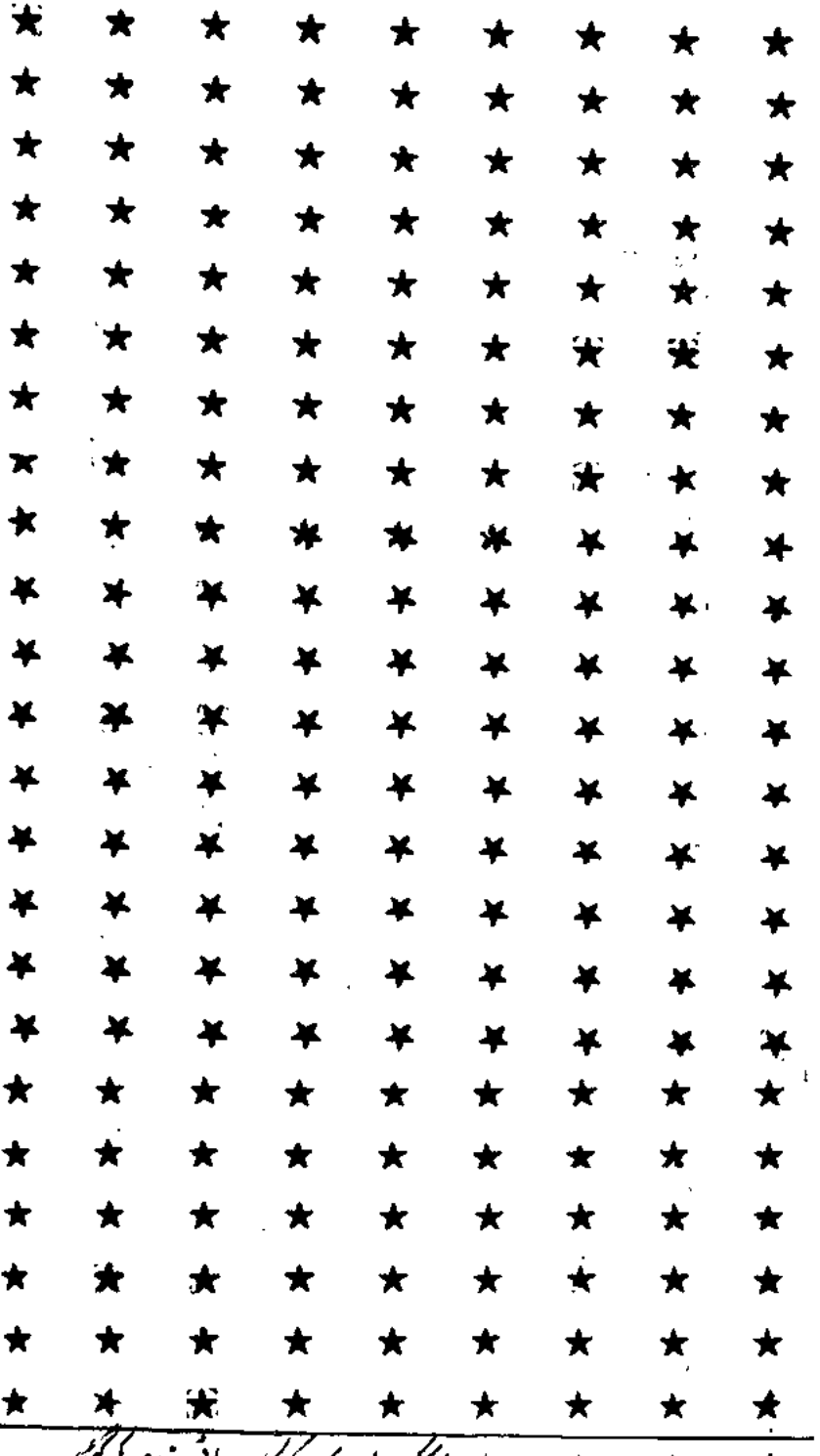
* * * * * * * *
* * * * * * * *
* * * * * * * *
* * * * * * * *

---

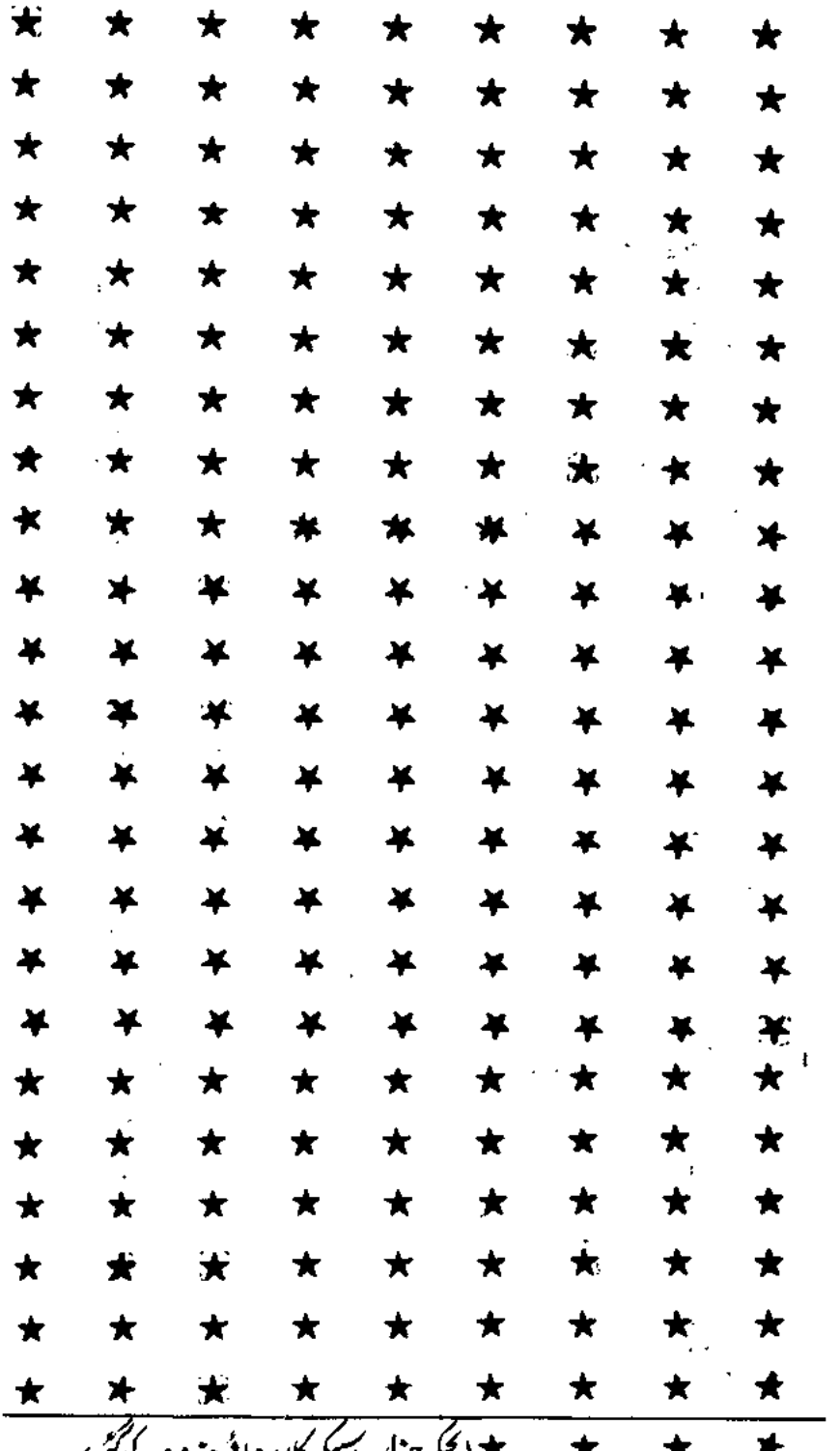
* * * * (بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)



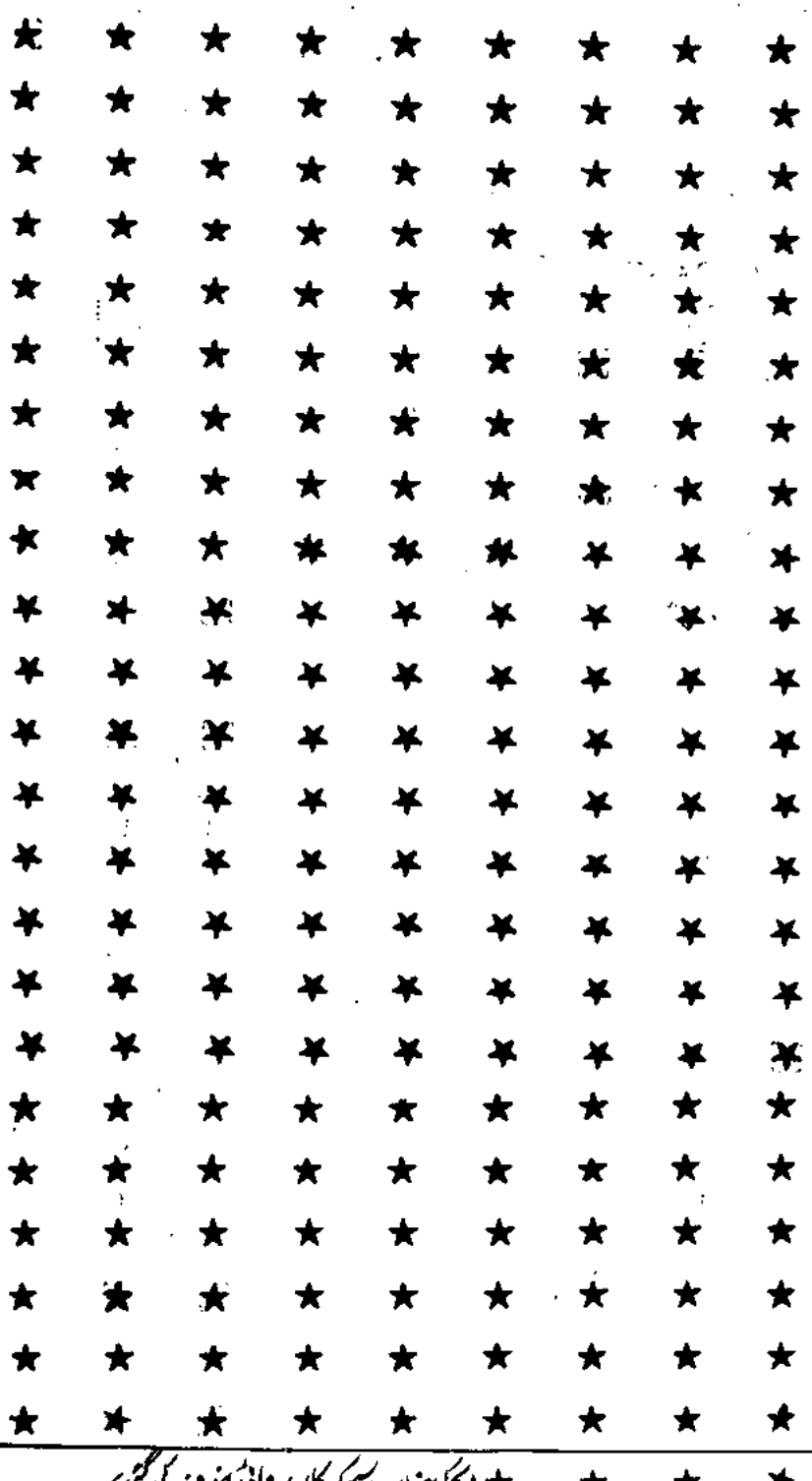
(بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)



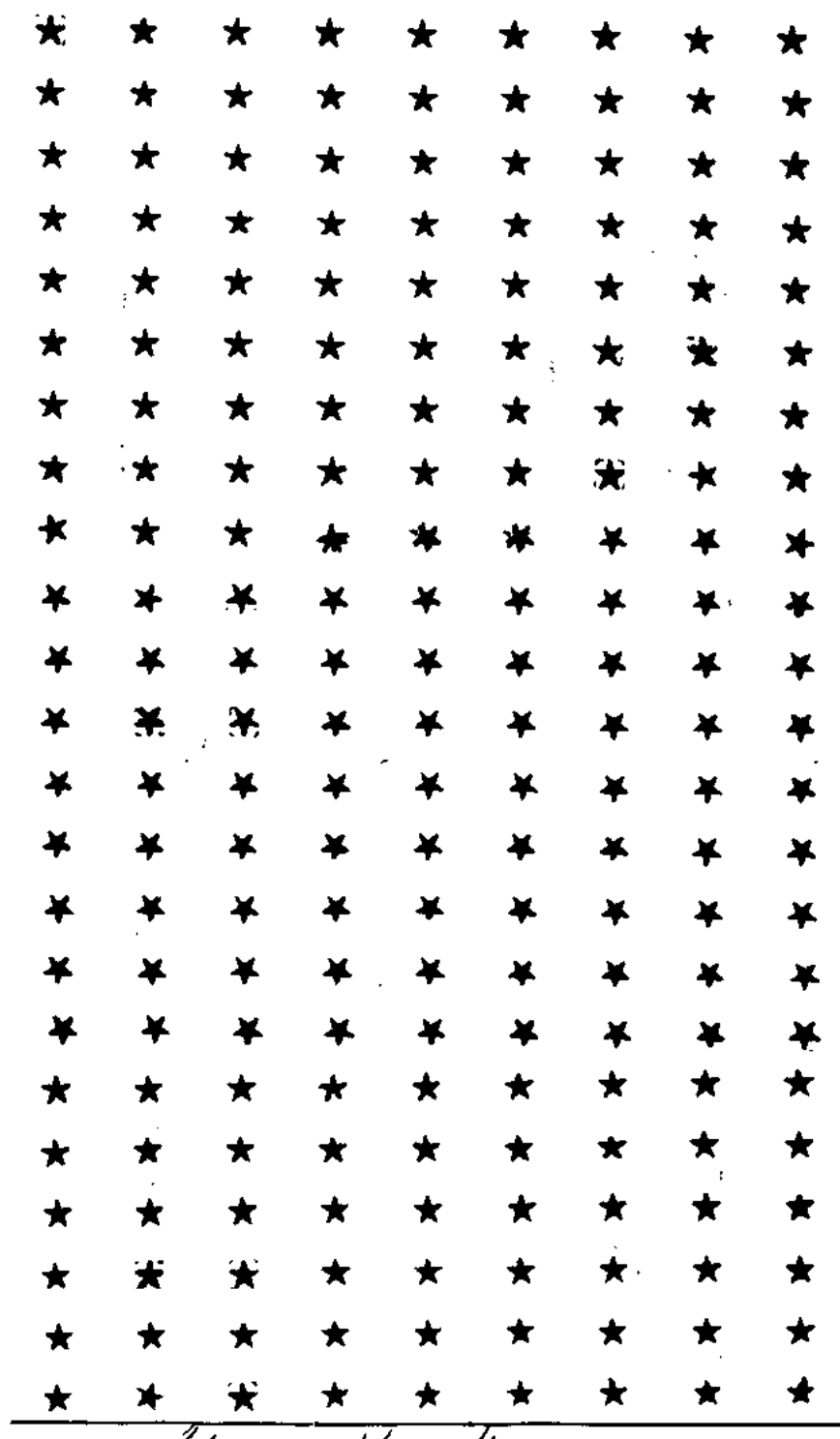
(بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)



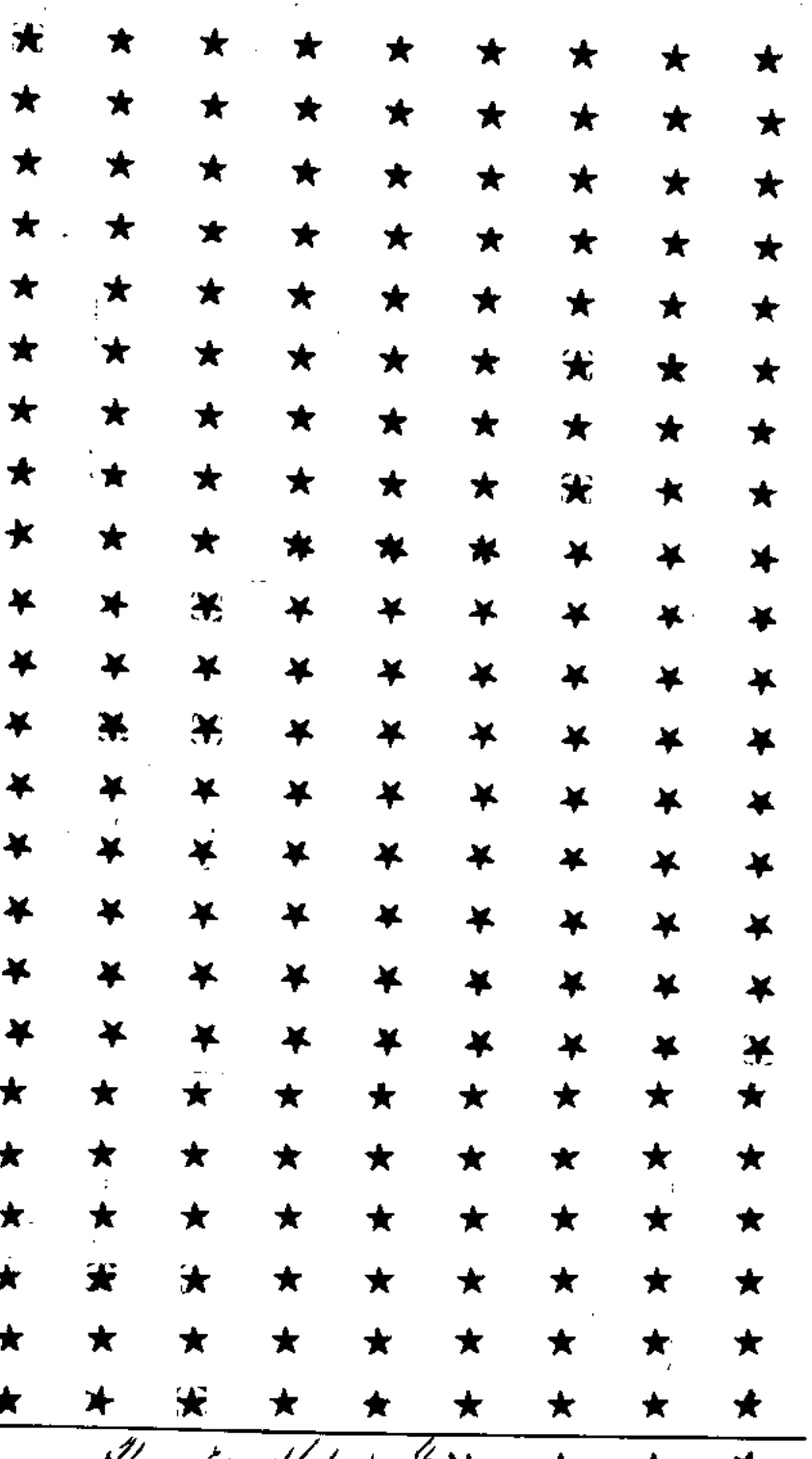
★ (بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)



★ (بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)



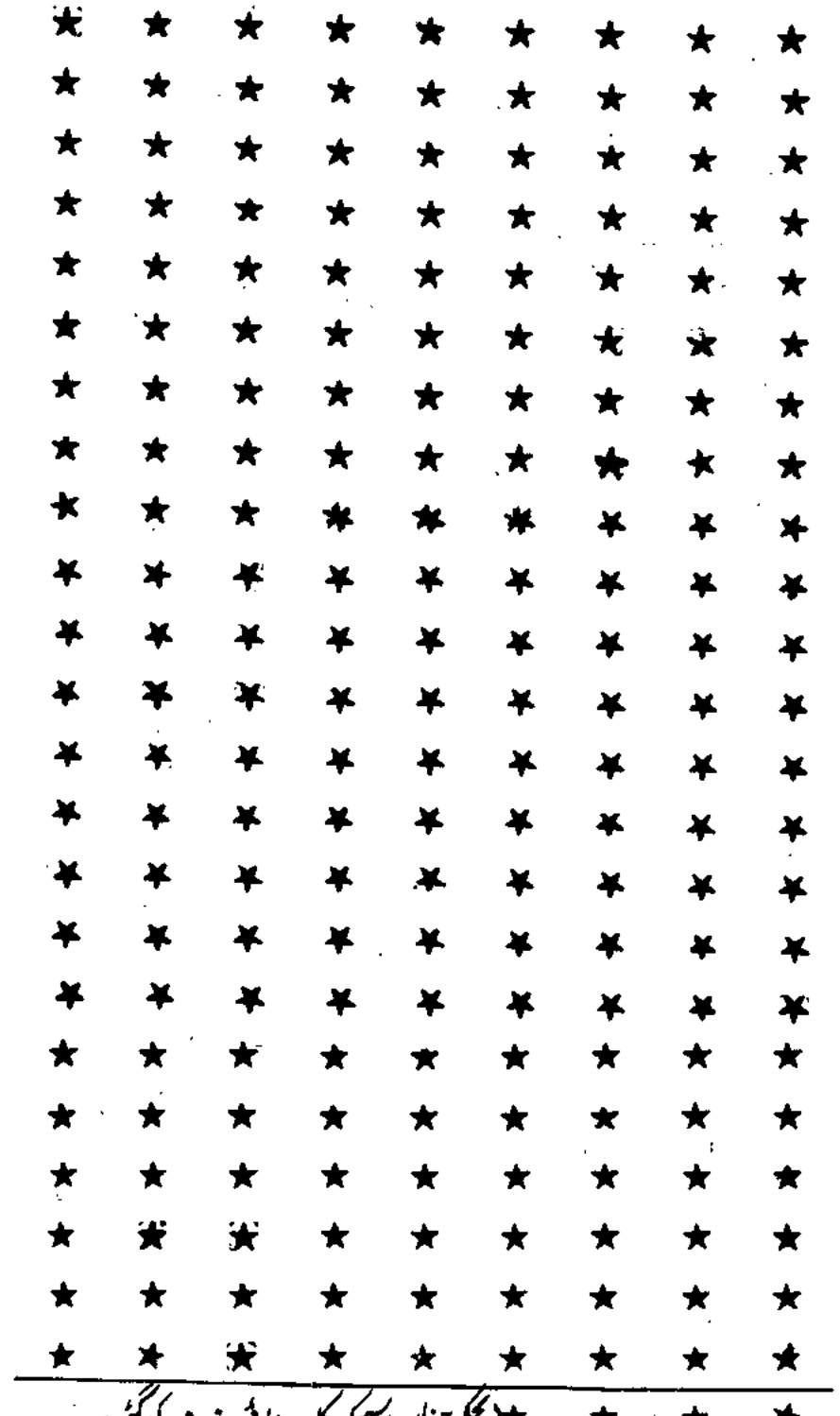
★ (بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)



★★ (بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

★ بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی۔



★(بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)

جناب سپیکر : میں نے expunge کرنے کے بارے میں کہہ دیا ہے۔ میں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ان کو expunge کر دیا جائے۔

(قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان : نہ والے زیادہ ہیں اور ہاں والے کم ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا کہ اس معاملہ میں دو گروپ ہیں۔ اس میں رائے ہاں میں بھی ہے اور نہ میں بھی ہے۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ آپ ووٹنگ کروائیں یا تو آپ ووٹنگ کروائیں یا اس کو جانے دیں۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیے گا۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ! اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ تو میں اسے بے ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر، میری گزارش ہے کہ نوٹ فرمالیں کہ تحریک التوائے کار کا وقت اب شروع ہو رہا ہے۔ میری تحریک التوائے کار شروع ہونے سے وقت کا تعین کریں۔ کیونکہ کافی سارا وقت ضائع کر دیا گیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر : تحریک التوائے کار کا وقت اب شروع ہو رہا ہے۔ جس وقت یہ پہلی تحریک التوائے کار شروع ہوگی۔ اس سے تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہوگا۔

وزیر قانون : پہلی تحریک التوائے کار شروع ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر : وہ ایک غیر متعلقہ بحث کی نذر ہو گیا۔ وہ کسی تحریک التوائے کار پر بحث نہیں ہو رہی تھی۔

وزیر زراعت : پہلے تحریک التوائے کار زیر بحث آ چکی ہے۔

جناب سپیکر : کوئی تحریک التوائے کار زیر بحث نہیں آئی، وہ تحریک

استحقاق بھی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر قبل اس کے میں اپنی تحریک التوائے کار نمبر ۱۷ اس ایوان میں پیش کروں۔ میری ۱۶ نمبر تحریک التوائے کار پر فیصلہ آپ کا محفوظ تھا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی یہ تحریک التوائے کار کو پیش کیجیے۔ اس پر فیصلہ میں نے دینا ہے مجھے یاد ہے۔

بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن پنجاب میں رشوت ستانی بدعنوانی اور دھاندلی

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک واقعہ پر بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ جو زبردست اہمیت عامہ کا حامل ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن پنجاب میں فنی تعلیم کے فروغ کے لیے متعدد ادارے رواں مالی سال میں کھولے ہیں۔ ان اداروں کو چلانے کے لیے سیکڑوں آسامیاں پیدا کی گئی۔ ان آسامیوں پر ملازمین کی بھرتی میں سنگین دھاندلیاں کی جا رہی ہیں۔ ملازمت کے متلاشی افراد سے ہزاروں روپے رشوت لی جا رہی ہے۔ اہلیت اور استحقاق کو جانچے بغیر سودا طے ہو جانے پر تقرری کی جاتی ہے اور اس بارے میں بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے چیئرمین کے ایجنٹ دفتر کے باہر سودا طے کر کے امیدواروں کو چیئرمین سے دفتر میں ملواتے ہیں۔ اور ملازمت کی یقین دہانی کرا دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں کسی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کے ذریعے تحقیقات کا تقاضا کرتی ہیں۔ بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں رشوت ستانی، بدعنوانی اور دھاندلی کے خلاف پنجاب کے عوام سخت بے چینی اور اضطراب کا شکار ہیں۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ بورڈ آف ٹیکنیکل میں نئی آسامیوں کے تقرر کے معاملہ میں اسمبلی میں زیر بحث لائے جانے کے لیے

کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کی توجہ سب سے پہلے اس بات کی طرف دلاؤں گا کہ یہ کاغذ انہی کی طرف سے پیش کردہ ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے چیئرمین کے ایجنٹ دفتر کے باہر سودا طے کرکے امیدواروں کو چیئرمین سے ملوایا جاتا ہے۔

جناب والا، چیئرمین بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی تقرری کا کسی قسم کا کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ بورڈ کا کام امتحان لینا ہے، بورڈ کا کام تقرری کرنا نہیں ہوتا۔ اس کے بعد جہاں تک ان تقرریوں کا تعلق ہے جن کی طرف معزز ممبر نے اس ایوان کی توجہ دلائی ہے وہ بورڈ کا نہیں ہے ڈائریکٹوریٹ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کا مسئلہ ہے وہاں لوگوں نے درخواستیں دی ہیں۔ ایک گورنمنٹ کی جو وضع کردہ پالیسی ہے اس کے تحت ان کی درخواستیں جو وہاں پیش ہوئی ہیں۔ ان کی تعلیمی قابلیت کے مطابق انہیں نمبر ملیں گے۔ اس کے بعد جو وہاں پیش ہو کر انٹرویو دیں گے اس کے نمبر ملیں گے۔ ابھی تک حتمی فہرست تیار نہیں ہوئی۔ ابھی تک ایک تقرری بھی نہیں ہوئی۔ آج تک تقرری ہوئی ہی نہیں تو اس میں بے ضابطگی کا پہلو اس وقت سامنے آ ہی نہیں سکتا۔ جب تقرریاں ہو جائیں اس کے بعد اگر اس میں کوئی بے ضابطگی ہے تو ان کو پورا اختیار ہے وہ اس بات پر اعتراض کریں اور اس کو اسمبلی کے سامنے پیش کریں۔ آج تک کوئی تقرری ہوئی ہی نہیں ہے۔ وہ میرٹ لسٹیں تیار ہو رہی ہیں تو بے ضابطگی کا پہلو اس وقت ہمارے سامنے نہیں آتا۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! مخدوم صاحب۔ چیئرمین کے متعلق بات کر رہے ہیں جب کہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن کے متعلق بات کر رہے ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا، یہاں "چیئرمین بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن" لکھا ہوا ہے۔ اس میں چیئرمین صاحب کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بورڈ کا کام امتحان لینا ہوتا

ہے۔ بورڈ کا کام کالج چلانا نہیں ہوتا۔

جناب فضل حسین راہی: میں جناب وزیر صاحب کی درستگی کروانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ اس میں انھوں نے کہا ہے کہ ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن کے دفتر کے باہر اور جناب منسٹر صاحب ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ چیئرمین تعلیمی بورڈ کے دفتر کے باہر، حالانکہ انہوں نے ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن کے دفتر کے باہر بات کی ہے۔ انہوں نے چیئرمین بورڈ کے دفتر کے باہر کی بات نہیں کی ہے۔ انھوں نے جتنا بھی جواب دیا ہے اس میں انہوں نے چیئرمین کا حوالہ دیا ہے۔

وزیر خزانہ: میں عرض کروں گا کہ جناب راہی صاحب کو ایک کاپی پیش کی جائے اور وہ اپنی آنکھوں سے خود پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب اپنی بات کی وضاحت کریں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میری تحریک التوائے کار ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن کے متعلق ہے۔ اس میں اگر غلطی سے چیئرمین لکھا گیا ہے تو میں نے اسی وقت دفتر والوں کو اس کی درستگی کروا دی تھی۔

وزیر خزانہ: میں پھر عرض کروں گا کہ چیئرمین یا وائس چیئرمین کی بات نہیں ہے۔ بات بورڈ کی ہے۔ اور بات ڈائریکٹوریٹ کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ انھیں اپنی بات مکمل کرنے دیں۔ اس کے بعد آپ فرمائیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا، میں نے یہ تحریک ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن کے متعلق پیش کی ہے۔ اگر اس میں چیئرمین لکھا گیا ہے تو متعلقہ دفتر کو میں نے اسی وقت درستگی کروا دی تھی۔ اگر دفتر والوں نے وزیر موصوف کو اس کی اطلاع نہیں دی تو اس کا ذمہ دار میں نہیں ہوں۔ جناب والا، انھوں نے فرمایا ہے کہ آج تک بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں کوئی تقرری نہیں کی گئی۔ یکم جولائی سے لے کر آج تک بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں متعدد تقرریاں کی گئیں۔

جناب محمد صدیق انصاری : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! قواعد کی دفعہ ۶۷ "بی" میں لکھا ہے :

The motion shall relate to a single specific matter of recent occurence.

جو تحریک التوا یا تحریک استحقاق قانون کے مطابق نہ ہو وہ ایوان میں پیش نہیں کی جائے گی۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ ایوان کے وقت کا ضیاع ہے ....

جناب سپیکر : انصاری صاحب ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جس وقت میں آپ سے قواعد کے بارے میں دریافت کروں تو آپ ضرور بتائیے گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : میں گزارش کر رہا تھا کہ آج تک تقرری نہیں کی گئی! انہیں ایوان کو اعتماد میں لے کر یہ بات بتانی چاہیے۔ بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں یکم جولائی سے لیکر آج تک جتنی بھی تقرریاں ہوئی ہیں بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ڈائریکٹر نے رشوت لے کر کی ہیں۔ حتیٰ کہ کسی طالب علم نے اپنا مضمون بھی تبدیل کرنا ہو تو بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ڈائریکٹر ایک ہزار روپیہ رشوت لیتے ہیں۔ اس کے لیے انھوں نے بدنام ٹاؤٹ رکھا ہوا ہے جس کا کام یہ ہے کہ ڈائریکٹر بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے متعلق جتنے کام ہوتے ہیں، ان کے لیے وہ لوگوں سے پیسے لیتا ہے ....

جناب سپیکر : آپ اپنی تحریک التوائے کار سے باہر نکل رہے ہیں۔ آپ نے اپنی تحریک میں جس مسئلے کی نشان دہی کی ہے، اپنے آپ کو اسی مسئلے تک محدود رکھیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : میں نے یہ تحریک التوائے کار اس لیے نہیں دی تھی کہ میں معزز ایوان کا وقت ضائع کروں۔ میں نے آج تک کبھی مفروضوں پر مبنی تحریک التوائے کار پیش نہیں کی۔ میں اس ایوان میں پورے یقین اور پورے انسانی وقار کے ساتھ بات کرتا ہوں۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ اگر وزیر موصوف یہ کہتے ہیں کہ بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں کوئی تقرری ہی نہیں تو پھر اسی بات کی تحقیقات کروائی جائے، کہ یکم جولائی سے لے کر آج تک بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں کتنی تقرریاں ہوئی ہیں

کہتا ہوں کہ جس کمیٹی کی وہ بات کر رہے ہیں اس کمیٹی کا تعین فرمائیں اور تحقیقات کروائیں۔ اگر میں ثابت نہ کر سکا تو پھر ایوان میرے لیے جو سزا تجویز کرے گا میں وہ بھگتنے کے لیے تیار ہوں گا۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! اب آپ بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں تقرریوں کے بارے میں فرمائیے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے درخواستیں مانگی گئی تھیں۔ لوگوں نے وہاں درخواستیں دی ہیں۔ جب اس کمیٹی کے سامنے درخواست دی جاتی ہے تو وہ کمیٹی ہر آدمی کے سرٹیفکیٹ، میٹرک، ایف اے اور بی اے وغیرہ کے مطابق گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق اور تعلیمی معیار کو مدنظر رکھ کر نمبر لگائے جاتے ہیں۔ انٹرویو کے نمبر علیحدہ ہوتے ہیں۔ یہ فہرستیں ابھی تیاری کے مراحل میں ہیں۔ ابھی تک اس کمیٹی یا اس دفتر کے ذریعے کوئی تقرری نہیں ہوئی۔ جب یہ فہرستیں مکمل ہو جائیں گی اس کے بعد وہ حکومت کو منظوری کے لیے بھیجی جائیں گی۔ جب کہ وہ فہرستیں ابھی تیاری کے مراحل میں ہیں تو تقرری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب وہ مکمل ہو جائیں گی، وہ حکومت کو بھیجی جائیں گی، حکومت منظور کرے گی۔ اس کے بعد ان لوگوں کو تقرری کے مراسلات جاری ہوں گے چونکہ ابھی تقرری ہوئی ہی نہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ قبل از وقت اسمبلی کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب! وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ وہاں تقرری ہوئی ہی نہیں۔ درخواستیں مانگی گئی ہیں۔ اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ یکم جولائی سے لے کر آج تک بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں تقرریاں ہوئی ہیں جناب وزیر موصوف صرف وہی بات کر رہے ہیں جو انہیں محکمے کی طرف سے بتائی گئی ہیں اور اصل صورت حال کا انہیں بھی علم نہیں۔ میں اسی بات پر کہتا ہوں کہ وہ

مجھے یقین دہانی کروا دیں کہ اس بات کی وہ تحقیقات کروانے کے لیے تیار ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں اپنی تحریک پریس نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب تقریروں کے بارے میں جو ان کا خیال ہے، آپ اس کے بارے میں مزید تحقیقات کروانے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر خزانہ: اس میں انھیں غلط فہمی ہو رہی ہو گی۔ تقریریاں دو قسم کی ہو سکتی ہیں۔ ایک جو نئے ادارے کھولے گئے ہیں، اُن میں نئی آسامیاں ہوں گی۔

جناب سپیکر: اس پر مزید چھان بین کے لیے آپ تیار ہیں؟

وزیر خزانہ: میں مزید وضاحت کر دیتا ہوں۔ شاید انہیں میری بات کی سمجھ آ جائے۔ کچھ نئی آسامیاں نئے اداروں کے لیے ہوں گی۔ کچھ آسامیاں ہیں جو پرانے اداروں کے لیے موجود ہیں۔ اگر وہ آسامیاں پُر ہوئی ہیں اور اس کے لیے انھیں غلط فہمی ہوئی ہے تو وہ کچھ وزیر اعلیٰ صاحب اور کچھ وزیر تعلیم کے احکامات کے تحت پُر ہوئی ہوں گی۔ جہاں تک نئے اداروں کی بات ہے جو اس سال کھولے گئے ہیں، ان میں جو سٹاف مقرر ہونا ہے اس سلسلے میں ابھی تک کسی کو مقرر نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: اس کو چیک کرنے پر آپ کو کوئی اعتراض ہے؟

وزیر خزانہ: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چیک کرا لیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میری اس ضمن میں گزارش ہے، کہ انھوں نے کچھ نئی باتیں کہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ مجھے غلط فہمی ہوئی ہے میرا خیال ہے کہ وزیر صاحب کو یہ خوش فہمی ہوئی ہے کہ محکمے والوں نے انھیں ہر بات سچ سچ بتا دی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آسامیاں پُر کی گئی ہیں خالی آسامیوں پر بھی لوگوں کی تقرری کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب یا وزیر تعلیم کے احکام سے ہوئی ہوں گی۔ میں کہتا ہوں کہ قواعد و ضوابط کی موجودگی میں وزیر اعلیٰ یا وزیر تعلیم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ لوگوں کی اہلیت اور استحقاق جانچے

بغیر ایک حکم دے کر لوگوں کی وہاں تقرری کروا دیں ؟

جناب سپیکر : آپ پھر اپنی بات سے ہٹ رہے ہیں۔ بات آپ کے کہنے کے مطابق طے ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اس کی مزید تحقیقات کروا دیں۔ انھوں نے کہہ دیا ہے کہ وہ تحقیقات کے لیے تیار ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : یکم جولائی سے آج تک جتنی تقرریاں ہوئی ہیں ان کی تحقیقات کروالیں۔ اگر وہ استحقاق کے مطابق ہوئی ہیں تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر : انھوں نے کہہ دیا ہے کہ میں تحقیقات کے لیے تیار ہوں۔ تو آپ پریس نہیں کرتے ہیں ؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جی ہاں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا : اس بات میں بھی کوئی حرج نہیں کہ اگر بہاولپور میں چپراسی کی ضرورت ہوتی ہے تو یہاں سے وزیر اعلیٰ صاحب ہی حکم جاری کریں گے تبھی وہ وہاں بہاولپور میں چپراسی ہوگا ؟ اگر اس پر بھی باتیں ہو جائیں تو وہ غیر متعلقہ نہیں بنتیں۔

جناب سپیکر : یہ غیر متعلقہ بات ہے۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر، لوگوں میں تشویش تو ہے۔

جناب سپیکر : راہی صاحب، فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر : اگلی تحریک التوا بھی ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔ جس کا نمبر ۱۸ ہے۔

نارنگ منڈی میں سرکاری گودام کی ناقص تعمیر

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر ! میں ایک ایسے واضح معاملہ پر جو حالیہ واقعات سے متعلق ہے اور فوری اہمیت کا حامل ہے۔ بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی کے التوا کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ ۲۷ جولائی کے روزنامہ

جنگ لاہور میں آخری صفحہ پر ایک خبر شائع ہوئی ہے جس کے مطابق نارنگ منڈی میں تعمیر ہونے والے سرکاری گوداموں میں ناقص میٹریل استعمال کر کے سرکاری خزانے کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچانے کا انکشاف ہوا ہے۔ اس جرم میں مبینہ طور پر محکمہ تعمیرات کے متعدد افسران کے علاوہ ایک تعمیراتی کمپنی بھی شامل ہے۔ ڈائریکٹر انسداد رشوت ستانی لاہور ریجن کی ہدایات پر اینٹی کرپشن پولیس نے ٹھیکیدار اور سرکاری عملہ کے خلاف انسداد رشوت ستانی ایکٹ اور تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق نارنگ منڈی میں غلہ کے گوداموں کی تعمیر میں ٹھیکیدار نے مجاز افسران کی ملی بھگت سے مبینہ طور پر سریا سیمنٹ کم مقدار میں استعمال کیا چھتوں اور دیواروں کی موٹائی مقررہ حد سے کم رکھی اور پرانی عمارت کی چالیس ہزار اینٹیں بھی بنیاد میں استعمال کیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گوداموں میں اس قدر گھٹیا میٹریل استعمال کیا گیا ہے کہ عمارت کے کسی وقت بھی زمین بوس ہونے کا خطرہ ہے۔

جناب والا! یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہمارے صوبہ میں ترقیاتی بجٹ میں سے اربوں روپے عمارات اور سڑکوں کی تعمیر پر خرچ ہوتے ہیں مگر چند دنوں بعد عمارات کی بنیادیں بیٹھ جاتی ہیں۔ دیواروں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور چھتیں لرزنے لگتی ہیں۔ اسی طرح سڑکیں بھی توڑ پھوڑ کے عمل سے دوچار ہوتی ہیں اور پلیں گر جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ ٹھیکیدار اور انجینئر کے درمیان ملی بھگت اور بقائے باہمی کے معاہدے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس معزز ایوان میں یقیناً کوئی ایسا شخص موجود نہ ہوگا جو اس بات سے انکار کرے کہ ہمارے صوبہ میں کسی بھی ترقیاتی منصوبہ کے زر تخمینہ کا تقریباً ۲۰ فیصد حصہ کمیشن اور ایوارڈ منی کے نام پر سب انجینئر سے لیکر چیف انجینئر تک کی جیب میں چلا جاتا ہے۔ ٹھیکیدار کا منافع اس کے علاوہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری عمارات اور سڑکیں تکمیل کے فوراً بعد شکست و ریخت کا شکار ہو جاتی ہے۔ مسئلہ اگر صرف نارنگ منڈی کے گوداموں کی ناقص تعمیر کا ہو تو سہہ لیتے ہم مگر حال یہ ہے

کہ وزیر تعمیرات مجھے پنجاب میں کوئی ایسی سڑک کوئی ایسی عمارت دکھا دیں جس میں غیر معیاری میٹریل استعمال نہ ہوا ہو اور وہ مقررہ معیار کے مطابق ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ موجودہ صدی کا سب سے بڑا نادر سمجھوتہ ہوگا۔ عمارات اور سڑکوں کی تعمیر میں ناقص میٹریل کا استعمال اور ٹھیکیدار اور انجینئر کی ملی بھگت سے صوبہ میں جو صورت حال پائی جاتی ہے اور نارنگ منڈی میں گوداموں کی تعمیر میں ناقص میٹریل کے استعمال کی خبر کی اشاعت کے بعد پنجاب کے عوام میں زبردست ہیجان اور اضطراب کا شکار ہو گئے ہیں۔

لہٰذا میری اس معتبر ایوان سے گزارش ہے کہ اس قومی مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو کچھ وقت کے لیے ملتوی کیا جائے تو اہل پنجاب کے لیے بہت بڑی خدمت ہوگی۔

جناب سپیکر: متعلقہ وزیر جناب وزیر اعظم کی تشریف آوری کے سلسلے میں بڑے مصروف ہیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر یہ کیس زیر سماعت ہے۔ اس میں کیس رجسٹر ہو چکا ہے اور اس کے متعلق قانونی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ بحث نہیں ہو سکتی اور غالباً یہ جنجوعہ صاحب کے علم میں بھی ہوگا۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اس کو یہیں ختم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ کا کیا خیال ہے ان کو آنے دیا جائے پھر اس کو کر لیں گے۔ جنجوعہ صاحب آپ کا کیا خیال ہے۔ اس کو ملتوی کر دیتے ہیں متعلقہ وزیر صاحب کو آنے دیا جائے اور یہ ۱۹ نمبر بھی جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں ایک ایسے واضح معاملہ پر حالیہ واقعات سے متعلق جو فوری اہمیت عامہ کا حامل ہے بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی کے التواء کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ وقت لاہور کے ۲۵ ستمبر ۱۹۸۶ کے شمارے میں صفحہ ۲ پر ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ متن یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں مبینہ طور پر قیدیوں سے جبری خون لیا جا رہا ہے اور انکار کرنے کی صورت میں ان پر تشدد کیا جاتا

ہے۔ اس سلسلہ میں جسمانی طور پر کمزور قیدیوں اور حوالاتیوں کو بھی معاف نہیں کیا جاتا اور خون حاصل کرنے کے بعد ان کو کوئی ایسی خوراک بھی نہیں دی جاتی جس سے ان کی کمزوری دور ہو سکے۔

جناب والا ہمارے صوبہ میں جیلوں کا تصور اصلاح گھروں کا کبھی نہیں رہا۔ بلکہ یہ ایسے عقوبت خانے ہیں جنہیں جیل کے عملہ کی ایک ایسی آزاد ریاست کہا جا سکتا ہے جہاں سپرنٹنڈنٹوں کی زبان قانون کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب تک جیلوں کے متعلق یہ شکایات عام رہی ہیں جو کہ حقیقت پر مبنی ہیں کہ قیدیوں اور حوالاتیوں کی خوراک خورد برد کر لی جاتی ہے۔ اور جو خوراک مہیا کی جاتی ہے وہ انتہائی ناقص ہوتی ہے جیل کے اندر مقید قیدیوں کو ہراساں کر کے اور تشدد کا نشانہ بنا کر جیل کے باہر ان کے لواحقین سے رشوت لی جاتی ہے حتیٰ کہ جیل کے عملہ کی ملی بھگت سے جیل کے اندر منشیات فروشی کا دھندا بھی چلتا ہے۔ جیل کے ہسپتال کی دوائیں فروخت ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ جیلوں کے اندر قیدیوں اور حوالاتیوں اور جیلوں کے باہر ان کے لواحقین کو جس اطلاع نے خوف و ہراس میں مبتلا کیا ہے وہ ان کے جبری طور پر خون کا حصول ہے جیل کا حصول ہے جیل کی ناقص خوراک کھانے والے انسانوں کے ناتواں جسموں سے خون نکالنا ایک ظالمانہ فعل ہے اور اس خبر کی اشاعت سے عوام الناس میں غم و غصہ، اضطراب و اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر، وزیر جیل خانہ جات جواب دے رہے ہیں۔ وہ یہ بھی جواب دے دیں کہ یہ خون کہیں مسلم لیگ کے لیے تو حاصل نہیں کیا جا رہا۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر، جیلوں کی چیکنگ کے لیے ایک مہینے میں ہمارے ڈی سی، ایس پی، سیشن جج، ڈی آئی جی ہفتہ میں دو دو دفعہ ہر جیل کا معائنہ کرتے ہیں اور یہ معائنہ خوراک کے لیے، جرائم کو روکنے کے لیے،

کچن دیکھنے کے لیے، ڈسپنسری دیکھنے کے لیے کرتے ہیں، اور جس حد تک یہ خون کی بات کر رہے ہیں جیل حکام کو خون کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے ڈاکٹر آتے ہیں اور جو لوگ یا قیدی بخوشی خون دینا چاہیں وہ خون لے لیتے ہیں اور ہم انھیں ۱۵ دن کی رعایت دیتے ہیں۔ قیدی اپنی مرضی سے مریضوں کے لیے خون دے دیتے ہیں۔ جیل میں خون لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا، جو قیدی اپنا خون دیتے ہیں انہیں کوئی مذاہی دی جاتی ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے ڈاکٹر آکر خون لیتے ہیں اور خون دینے کے عمل کی جو نگرانی کرتا ہے کیا ان کو مناسب خوراک بھی مہیا کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی اس پر بحث کا آغاز نہیں ہوا ہے۔ جب تک اس تحریک التوائے کار پر فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ اور ایوان کی رضا مندی اس کو حاصل نہیں ہو جاتی۔ اس پر بحث نہیں کی جا سکتی۔

وزیر صنعت (غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر میں اس کی admissibility پر کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ میرے فاضل بھائی نے اپنی تحریک التوائے کار میں ایک سے زائد باتوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں مبینہ طور پر قیدیوں سے جبری خون لیا جا رہا ہے۔ دوسرا یہ کہ خون حاصل کرنے کے بعد ان کو کوئی ایسی خوراک نہیں دی جا رہی ہے جس سے ان کی کمزوری دور ہو۔ اچھی خوراک نہ دینا دوسرا مسئلہ ہے۔ خون فراہم کرنا ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ اور تیسری یہ بات جو خوراک مہیا کی جاتی ہے انتہائی ناقص ہوتی ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جیل کے قیدیوں کو جو خوراک دی جا رہی ہے وہ مناسب اور معیاری نہیں ہے اور ناقص ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ قیدیوں کو ہراساں کر کے اور تشدد کا نشانہ بنا کر جیل کے باہر ان کے لواحقین سے رشوت لی جاتی ہے۔ اب چوتھی بات یہ ہے کہ جو قیدیوں کو ملنے کے لیے آتے ہیں، ان سے رشوت لی جاتی ہے۔ میرے بھائی نے تحریک التوائے کار میں بیک وقت چار

موضوعات کو اس میں پیش کیا ہے اس سلسلے میں قاعدہ ۶۷ یہ کہتا ہے :

The matter shall relate to a single specific matter of recent occurrar.

تو انہوں نے یہ ایک مخصوص واقعہ کی طرف نشان دہی نہیں کی بلکہ کئی ایک واقعات کو شامل کر دیا ہے ۔ اس لیے فنی لحاظ سے یہ تحریک التوا پیش کرنے کے قابل نہیں ہے لہذا اسے خلاف قاعدہ قرار دیا جائے۔

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر : میں اس تحریک التوا کی admissibility پر عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب آپ قواعد و ضوابط کی بات کرنا چاہتے ہیں؟

چوہدری محمد رفیق : جی ہاں

جناب سپیکر : ارشاد فرمائیے !

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر ! ابھی وزیر موصوف صاحب نے جو بیان فرمایا ہے کہ یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی اور قواعد و ضوابط کے مطابق انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ ایک سے زائد واقعات پر مشتمل ہے ۔ تو میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ واقعات جو ایک سے زائد جناب مجموعہ صاحب نے اپنی تحریک میں بیان فرمائے ہیں وہ لازم و ملزوم ہیں خون دینے سے ، کیونکہ خون دینا یا تو رضاکارانہ ہو سکتا ہے یا وہ زبردستی بھی ہو سکتا ہے ۔ پھر اگر خون ان کی رضا و رغبت سے بھی لیا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جیل کے حکام کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ وہ جیل میں اچھی خوراک مہیا کریں ۔ کیونکہ جن کے جسم سے خون نکالا جاتا ہے انہیں اچھی خوراک دینا بھی ضروری ہے ۔ اس لیے یہ خوراک کا ذکر کرنا بھی قواعد کے خلاف نہیں ہے یہ خون دینے سے لازم و ملزوم ہے ۔ اگر جیل کے حکام پہلے سے ہی اپنے قیدیوں کو اچھی خوراک مہیا نہیں کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ اس بات کے مجاز ہرگز نہیں ہیں کہ وہ ان سے خون ان کی رضامندی سے لیں یا پندرہ دن کی چھٹی کے عوض لیں۔

اس لیے میں نے عرض کیا ہے کہ خون کے لینے دینے والا جو معاملہ ہے یہ لازم و ملزوم ہے اور ان کے ساتھ یہ خوراک کا ذکر اور ان کی مرضی کا ذکر یا اچھی خوراک مہیا نہ کرنے کا ذکر یہ بھی لازم و ملزوم ہے۔ یہ ایک سے زائد واقعات نہیں بنتے بلکہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اس کو ثابت کرنے کے لیے سہارا لیا گیا ہے جو اس امر کے متقاضی تھے کہ ان کا ذکر لازم تھا اس لیے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اس تحریک کو اس معزز ایوان میں پیش کیا جائے تاکہ اس پر بحث ہو سکے تاکہ اس میں جو الزامات عاید کیے گئے ہیں ان کی اصلاح ہو اور کوئی مداوا ہو۔

جناب سپیکر: جمجوعہ صاحب اس میں یہ درست ہے کہ آپ نے پہلے جو اس میں بات تحریر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ "جب بھی قیدیوں سے خون لینا" لیکن اس کے علاوہ آپ نے اس میں کئی اور باتیں کی ہیں جن کی نشاندہی وزیر صنعت نے کی ہے کہ یہ تحریک التوا مجموعہ ہے کچھ مسائل کا جن کی نشاندہی آپ کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں قیدیوں کو ہراساں کرنا، تشدد کا نشانہ بنانا، قیدیوں اور حوالاتیوں کی خوراک خورد برد کرنا اور اسی طرح قیدیوں کے لواحقین کے بارے میں کچھ بات کی گئی ہے یعنی ان کی پریشانی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس طریقے سے ایک تحریک التوا میں تین چار معاملات آپ کیسے پیش کر سکتے ہیں۔ رولز اور قواعد کے حوالے سے آپ ذرا بات کیجیے۔

میاں ریاض حشمت جمجوعہ: جناب والا۔ میں قواعد کے حوالے سے بات کرتا ہوں کہ میں نے ذکر صرف یہ کیا ہے کہ جھنگ میں قیدیوں سے جبراً خون لیا جا رہا ہے۔ باقی میں نے اس خبر کا جو اخبار میں شائع ہوئی ہے متن نیچے تحریر کیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ نے زیب داستان کے لیے تحریر کیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جمجوعہ: نہیں جناب۔ میں نے تو اس خبر کا متن جو اخبار میں

شائع ہوئی ہے وہ نیچے تحریر کیا ہے یعنی جس خبر کو بنیاد بنا کر میں نے تحریک پیش کی ہے اس کا متن تحریر کیا ہے۔ اور جہاں تک باقی شکایات کا تعلق ہے وہ میں اس ایوان میں زیر بحث نہیں لانا چاہتا۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ یہ شکایات پہلے بھی عام تھیں لیکن ان کو چھوڑ کر جس اطلاع نے یا جس خبر نے سب سے زیادہ خوف و اضطراب لوگوں میں پیدا کیا ہے وہ یہ ہے کہ ان سے جبراً خون لیا جا رہا ہے۔ میرا مقصد زیر بحث لانے کا یہ ہے کہ صرف جبراً خون لیے جانے کے واقعہ کو اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے باقی کو تو میں زیر بحث نہیں لانا چاہتا۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک التوا کا جو پہلا حصہ ہے جو ایک ایسے واقعہ سے لے کر کمزوری دور ہو سکے تک ہے"۔ یہ آپ کی تحریک التوا کے لیے کافی ہے۔ تو اس پر جو آپ نے باقی نشاندہی کی ہے وہ آپ کے اس پہلے حصے کو ختم کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس لیے یہ اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ آپ نہایت اچھے پارلیمنٹیرین بنے ہیں اور آپ کی تحریک میں جو فنی نقائص ہیں ان کی نشاندہی میں خاص کرتا چلا جاؤں اور آپ اپنی تحریک التوا کو جو غیر ضروری طور پر لمبا کر دیتے ہیں جیسے ایک پوری داستان بیان کر دیتے ہیں۔ یہ ایک داستان نہیں بلکہ آپ کی ایک ایک تحریک التوا میں کئی داستانیں ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا، وہ میں stress کرنے کے لیے کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں۔ میں اسے خلاف قاعدہ قرار دیتا ہوں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا، میں تو یہ stress کرنے کے لیے کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پریس نہیں کرتے ہیں۔ کسی کو پریس نہیں کرتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا ، میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں جو کچھ تحریک التوائے کار کے متن میں لکھتا ہوں وہ اپنی بات کو stress کرنے کے لیے لکھتا ہوں ۔

جناب سپیکر : stress کرنے کے لیے ؟ اس کے لیے آپ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دے سکتے ہیں ۔ اس پر ہم بات کرتے ہیں ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا ! بعض اوقات آپ تحریک التوا پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی اجازت نہیں دیتے ۔

جناب سپیکر : لیکن عموماً میں short statement دینے کی اجازت دیتا ہوں ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : بہرحال جناب میری گزارش یہ ہے کہ وزیر جیلخانہ جات نے بھی یہ فرمایا ہے کہ خون لیا جا رہا ہے لیکن رضا کارانہ طور پر ، حالانکہ یہ بات حقائق کے برعکس ہے ۔ میں خود اس جیل میں رہا ہوں ۔

جناب سپیکر : جناب ریاض جنجوعہ صاحب ! اس کی حقیقت سے میں انکار نہیں کر رہا ۔ میں تو فنی لحاظ سے اس تحریک کو غلط سمجھتا ہوں ۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر ! بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ لڑکی کی صرف آنکھیں پسند ہوتی ہیں اور شادی پوری لڑکی سے کرنی پڑتی ہے اور یہ معاملہ بھی کچھ اسی قسم کا ہے کہ جس میں ایک specific matter تو انہوں نے بتا دیا ۔ باقی رپورٹ میں جو کچھ کہا ہے وہ انہوں نے اس میں شامل کر لیا ہے بہرحال This is all right

جناب سپیکر : تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے

میاں محمد اسحٰق : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! پچھلے سیشن میں میں نے آپ سے مشیروں کے متعلق ایک درخواست کی تھی ۔ اس سلسلے میں آپ کا فیصلہ سنتے سنتے ہمارے قائد حزب اختلاف بھی اس دنیا فانی

سے کوچ کر گئے اور آپ کا فیصلہ ابھی تک ایوان میں نہیں آیا۔ لہٰذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ نے جو میثروں کے متعلق کہا تھا۔ میں کچھ دنوں کے بعد فیصلہ دوں گا۔ تو ہم اس فیصلے کا بے قراری سے انتظار کر رہے ہیں۔ کیا آپ فرما سکیں گے کہ اس کے متعلق آپ کب حتمی فیصلہ دیں گے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کس بارے میں فرما رہے ہیں۔

میاں محمد اسحٰق: جناب والا، میری درخواست پر آپنے میثروں کے متعلق فیصلہ صادر فرمانا تھا۔ آپ تو بھول چکے ہوں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وہ اعتراض آپ کی طرف سے اٹھایا گیا تھا، یا جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی طرف سے!

میاں محمد اسحاق: جناب والا میری طرف سے تھا۔

جناب سپیکر: آپ کی طرف سے تھا؟

میاں محمد اسحاق: جناب والا۔ میری طرف سے تھا۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں ابھی اس پر ہماری بات ہونی باقی ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا، اگلے سیشن میں یا اسی سیشن میں ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ ابھی اسی سیشن میں ہم ایک نشست کر لیتے ہیں اور اس پر مزید بحث کر لیتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: مہربانی۔ جناب والا۔ میں نے تو صرف یاد دہانی کے لیے عرض کیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ! ہم اس پر بات کر لیتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب۔ آپ اس سلسلے میں سنجیدہ ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ میں اسی طرح سنجیدہ ہوں جس طرح یہ

حکومت اسلام کے نفاذ کے بارے میں سنجیدہ ہیں۔ یہ ان کا دعوٰے کہ ہم اسلام کو نافذ کرنے کے سلسلہ میں سنجیدہ ہیں اور اراکین اسمبلی جو مسلم لیگ پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور جب اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ زیر بحث آتی ہے تو وہ سب گھروں کو چلے جاتے ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر بحث

جناب سپیکر : جناب سجاد احمد چیمہ اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔

جناب سجاد احمد چیمہ : جناب سپیکر، میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے نظریاتی کونسل کی رپورٹ کے بارے میں اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا، ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ یہ پنجاب کے عوام کو، بلکہ پاکستان کے عوام کو پتہ چلنا چاہیے کہ ہماری اسمبلی کا کورم اس وقت ختم ہوتا ہے جب اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ زیر بحث آتی ہے۔

جناب سپیکر : گنتی کی جائے۔ کورم نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹی بجائی گئی)

جناب سپیکر : اب میرے خیال میں ہاؤس کورم میں ہے۔ جناب چیمہ صاحب۔

جناب سجاد احمد چیمہ : جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے آج تیسری مرتبہ یہ موقع مجھے فراہم کیا ہے، اس سے پہلے بھی تقریر میں نے شروع کی تھی تو کورم نہ ہونے کی وجہ سے تقریر نہ ہو سکی۔ جس طرح معزز ایکن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ بعض مواقع پر کہا جاتا ہے کہ پنجاب اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میرے خیال میں یہ سارے صوبہ پنجاب کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اور

ان لاکھوں فرزندانِ توحید کا جنہوں نے نظام مصطفےٰ کی تحریک چلائی ۔۔ مارشل لاء لگا اور اس کے بعد ہم یہاں پہنچے ہیں ان کے ساتھ اس لیے زیادتی ہو رہی ہے کہ یہاں پر ایک بہت اہم موضوع کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر۔ تحریک پاکستان کا مقصد ایک ایسا خطہ حاصل کرنا تھا کہ جہاں پر خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق ہم اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ پاکستان کا مطلب کیا، "لا الہ الا اللہ" جس کی آواز بھی ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے فوراً بعد ملک دستور سازی میں، مہاجرین کی آبادکاری اور دیگر سنگین قسم کے ...

(اس مرحلہ پر جناب چودھری اکرام الحق کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوتے ہیں)

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر، میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ خود یہاں تشریف فرما رہیں، جب بھی آپ اس ایوان سے چلے جاتے ہیں تو آپ کے جانے کے بعد اس ایوان میں کورم کبھی پورا نہیں ہوتا ہے اور ایوان برخاست ہو جاتا ہے۔ اگر آپ دلچسپی رکھتے ہیں اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں، تو میں گزارش کروں گا کہ آپ خود تشریف فرما ہوں ابھی دیکھ لینا کہ جب بھی جناب چیئرمین تبدیل ہوتے ہیں اس کے بعد کورم نہیں ہوتا ہے۔

جناب سجاد احمد چیمہ: جناب سپیکر، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے فوراً بعد ہم ایسے مسائل میں الجھ گئے اور ہم اپنا اصل مقصد جو کہ نظریہ پاکستان تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ الا اللہ" اس سے دور بھٹکتے چلے گئے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس پاکستان کے حصول کا مطلب بھلا بیٹھے۔ جناب سپیکر! اسلامی نظریاتی کونسل ایک دستوری ادارہ ہے جس کو ۱۹۵۶ کے دستور کے تحت

اور ۱۹۶۲ء میں اور اس کے بعد ۱۹۷۳ کے دستور میں کچھ اختیارات سونپے گئے ہیں۔ قومی اور صوبائی اسمبلی کے ریفرنس کا جواب دینا الگریز کے بتائے ہوئے قوانین کی پڑتال کرنا اور اس سلسلہ میں اپنی سفارشات مرتب کرنا اور اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً "گورنمنٹ کی راہنمائی کرنا اور ایسے قوانین وضع کرنا جو کہ اسلام کے اور قرآن کے مطابق ہوں۔ جناب سپیکر، مارشل لاء کے فوراً بعد ۱۹۷۳ء میں پہلی مرتبہ اسلامی نظریاتی کونسل کی از سر نو تشکیل کی گئی اور ہمہ وقتی چیئرمین بنا دیا گیا اور بہت سے معزز علمائے کرام جس میں حضرت قمرالدین سیالوی صاحب، مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا انصاری اور مولانا تقی عثمانی جیسے بزرگان دین نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود اپنی بہت سخت محنت سے (ان میں ایسے بزرگان دین شامل تھے جن کو صحت اجازت نہیں دیتی تھی) لیکن انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور انہوں نے شب و روز کی محنت کے بعد وہ رپورٹ مرتب کی جو کہ آج اس ایوان کے سامنے پیش ہے اور جس پر آج اس ایوان میں بحث ہو رہی ہے۔ جناب والا گزشتہ بہت سی حکومتوں نے اسلام کا نام تو لیا، مگر پہلی مرتبہ ۱۹۷۷ء میں، جس کا کریڈٹ مارشل لا کے حکمرانوں کو جاتا ہے۔ انھوں نے پہلی مرتبہ اسلامی نظریاتی کونسل کو نئے سرے سے تشکیل دیا اور اس نظریاتی کونسل نے بہت تھوڑے عرصہ میں بہت سی سفارشات پیش کیں جو کہ ہمارے سامنے ہیں جس میں نظام صلوٰۃ، نظام زکوٰۃ، امتناع شراب، حدود آرڈیننس، اسلامی شرعی عدالت کا نفاذ اور اس قسم کی بے شمار سفارشات مرتب کیں جن پر عمل درآمد ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر، ایک معاشرے میں انقلاب لانے کے دو ہی طریقے ہوتے ہیں یا ارتقائی یا انقلابی۔ انقلاب میں قوم اور ملک کو خون اور آگ کے سیلاب سے گزرنا پڑتا ہے۔ موجودہ حکومت نے اس لیے ارتقائی طریقہ کار کو اختیار کیا اور بتدریج اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد شروع کیا۔ جناب سپیکر بہت سی سفارشات پر تو عمل درآمد کیا گیا جس کا ذکر ابھی میں کچھ دیر پہلے کر رہا تھا۔

یعنی شرعی عدالت کا قیام، حدود آرڈیننس کا نفاذ۔ یہ کوئی بہت آسان کام نہیں ہے یا کوئی چھوٹی باتیں نہیں ہیں۔ ان باتوں پر حکومت کو جتنا بھی ہدیہ تبریک پیش کیا جائے کم ہے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ بہت سی سفارشات ایسی بھی تھیں جنہیں سرد خانے میں ڈال دیا گیا۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ حکومت فوری طور پر ان کو اس ایوان پیش کرے تاکہ اس ایوان میں زیر بحث لایا جا سکے اور ان پر بھی عمل درآمد کیا جائے۔ جس طرح بہت عرصہ پہلے نظریاتی کونسل نے قصاص اور دیت کا قانون بنا دیا تھا۔ بہت سے علماء کرام جس میں ہر مسلک کے علمائے کرام شامل تھے انھوں نے قصاص و دیت کے قانون کو نافذ کرنے کے لیے اپنی سفارشات کے ساتھ حکومت کو پیش کر دیا۔ لیکن پانچ سال گزرنے کے باوجود ابھی تک حکومت نے اس پر عمل درآمد نہیں کیا۔ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں روزمرہ زندگی میں بے شمار افراد قتل ہو رہے ہیں۔ کوئی دیہات اس سے محفوظ نہیں ہے۔ قصاص و دیت کا یہ قانون لاگو کر دیا جاتا تو نسل در نسل جو قتل کے مقدمات چلتے ہیں اور قتل کا سلسلہ چل پڑتا ہے ممکن ہے قصاص اور دیت کے ذریعہ اس پر کچھ کنٹرول کر سکتی۔ اور آئندہ نسلوں کو اس لمبے سلسلے سے بچا سکتی۔

جناب سپیکر! نظریاتی کونسل جس کا ایک سلسلہ چل رہا تھا اس کو بھی التواء میں ڈال دیا گیا۔ اور ڈیڑھ دو سال کے بعد اب دوبارہ نظریاتی کونسل کو تشکیل دیا گیا۔ ہماری یہ خواہش ہے اس اسمبلی کی یہ خواہش ہے کہ وہ قوانین جن پر ابھی تک نظریاتی کونسل اپنی رپورٹیں مرتب نہیں کر سکی ان کو یہ موجودہ نظریاتی کونسل کم از کم مدت میں اپنی سفارشات پیش کرے اور صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کا یہ فرض ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے دوسرے بزنس کو چھوڑ کر باقی مصروفیات کو چھوڑ کر اسلامی دفعات کے بارے میں بحث کرے اور اس ملک میں ایک ایسے قانون کی حکمرانی قائم کرے جو اسلام کے بالکل مطابق ہو

جو معاشرہ انصاف پر مبنی ہو اس کے قیام کے لیے ہم نظریاتی کونسل کے ساتھ اور اچھے طریقے سے تعاون کے لیے تیار ہیں جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے، کہ ارتقائی اور انقلابی دو ہی طریقے ہوتے ہیں جس سے کسی ملک میں انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ میں نے جس طرح عرض کیا ہے ارتقائی طریقہ کار کو اختیار کیا گیا اور ایک سرخ انقلاب کی طرح ایک اور خونی انقلاب سے ہمیں بچایا گیا لیکن اس کام کی رفتار اتنی سست ہو گئی ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ کام ہی رک گیا ہے۔

جناب والا، اس کی بھی دو وجوہات ہیں ایک فکری اور دوسری عملی۔ اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ مارشل لاء ایک عبوری دور حکومت تھا۔ اس دور کو عوام کی پذیرائی حاصل نہیں تھی کیونکہ لوگ اسے عبوری اور عارضی دور حکومت سمجھتے تھے جس کی وجہ سے عوام میں اتنا اعتماد نہیں تھا۔ عوام اور حکومت کے درمیان اعتماد کی وہ فضا بحال نہ ہو سکی جس کی وجہ سے نظریاتی کونسل پر بھی اس کا بہت گہرا اثر ہوا۔ روایات پسندی ایک قانون کو دوسرے قانون میں منتقل کرنے سے پہلے ہر آدمی ڈرتا ہے، ایک نئے طرز کو اپناتے ہوئے ہر آدمی کے دل میں یہ خوف پیدا ہوتا ہے اس لیے روایات پسندی بھی ایک وجہ تھی۔ گزشتہ حکومتوں سے ورثے میں جو کچھ حاصل کر چکے تھے یا انگریزوں کے قوانین جو ہم ورثے میں حاصل کر چکے تھے اس کی وجہ سے ہم نے کونسل کی سفارشات پر اتنی جلدی عمل نہیں کیا جتنا ہمیں عمل کرنا چاہیئے تھا۔ اس کے علاوہ ہمارے جج صاحبان، ہمارے وکلاء صاحبان، اسلام کے عقہ سے اسلام کی تعلیمات سے ناآشنا تھے، یہی وجہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے قاضی کورٹ کا جو ذکر کیا جا رہا تھا، ابھی تک وہ قائم نہیں کی گئیں ہماری یہ خواہش ہے کہ قاضی کورٹس کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اب تو کافی زیادہ کورسز کے ذریعے جج صاحبان، وکلا صاحبان اور ہمارے سول آفیسرز اس ٹریننگ کے ذریعے واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر، ہمارا مذہب اسلام عالمگیر اخوت کا درس دیتا ہے مگر چند علمائے کرام نے اس ساری قوم کو فقہی اختلافات اور فرقہ واریت کی ایسی کش مکش میں ڈال دیا ہے کہ قوم دن بدن انتشار کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ فقہ جعفریہ کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا مگر جناب وہ ایک مکمل فقہ جعفریہ کے نفاذ کے خواہاں ہیں۔ حالانکہ مسلم پرسنل لاء میں ان کو پہلے ہی ہر قسم کی مکمل آزادی دے دی گئی ہے۔ ہمارے معاشرے میں مغرب زدہ افراد کی بھی کمی نہیں جو بے راہ روی، مادر پدر آزادی، بے پردگی اور اسی قسم کی پینے پلانے کی عادتوں میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ اب وہ اسلام کے نام سے ہی ڈرتے ہیں۔ اسلام کا تصور کرتے ہی وہ کانپ اٹھتے ہیں کہ جن حالات میں اس وقت وہ زندگی بسر کر رہے ہیں اسلامی معاشرے میں ایسی زندگی بسر کرنا مشکل اور ناممکن ہے جناب سپیکر، ان حالات میں اس وقت ہمارے علمائے کرام اور ہمارے قانون دان، شریعت بل اور نویں ترمیم بل کے چکروں میں پھر عوام کو پریشان کر رہے ہیں۔ قوم کو ایک ایسی کش مکش میں ڈال رہے ہیں۔ ایک عام سادہ لوح مسلمان سمجھ نہیں پا رہا کہ میں کس طرف جاؤں اور کس کی بات سنوں، کس طرف اپنے کان دھروں۔

جناب سپیکر شریعت بل کے نام پہ بہت سے علمائے کرام رائے عامہ کو منظم کرنے میں مصروف ہیں، دوسری طرف حکومت یعنی مسلم لیگی حکومت نویں ترمیمی بل کی تیاری میں مصروف ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اسلام کے نام پہ ہمارے علمائے کرام آپس میں دست و گریبان ہیں۔ اسی کے متعلق میں عرض کروں گا، فارسی میں جس طرح کہا گیا ہے کہ،

"تو کعبہ از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

جناب سپیکر، قانون ایک اہم رول ادا کرتا ہے لیکن قانون کے ذریعے ہم عملی طور پر وہ سب کچھ نہیں کر گزرتے جو قانون میں وضع کیا گیا ہو، اس کے لیے گھر کا ماحول، تعلیم و تربیت، صوم و صلوٰۃ کی پابندی، نظام تعلیم

میں کوئی تبدیلیاں اور ملحدانہ نظریات کے حامل لوگوں کو جب تک ہم اس مقام تک نہیں پہنچائیں گے جن کا وہ تقاضا کرتے ہیں تو ہم کس طرح ایک اسلامی معاشرے کو قائم کر سکتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں دہریے نظریات کے حامل لوگ سوشلزم کے حامی لوگ بھرے پڑے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح انگریز کے دور میں مقابلے کے امتحان میں لوگوں کی قابلیت کے علاوہ ان کی وابستگی دیکھتے تھے کہ یہ نیشنلسٹ آدمی ہے یہ سوشلسٹ آدمی ہے اور اس نظریے کے مطابق ہی اس کو سول سروس میں داخل کیا جاتا تھا۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ نظریاتی کونسل ایک ایسی سفارش مرتب کرے، میرے خیال میں ساری اسمبلی اس معاملے میں میری تائید کرے گی کہ وہ لوگ جو نظریہ پاکستان کے مخالف ہیں اس نظریہ کے حامی نہیں ہیں مختلف نظریات کا پرچار کرتے ہیں ان کو بالکل کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اہم منصب پہ قائم رہیں اور لوگوں کو گمراہ کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر ہم اپنے اپنے حلقہ نیابت میں الیکشن مہم کے دوران اسلام کا نام لیتے رہے ہیں، اور لوگوں میں یہ وعدہ کر کے آتے رہے ہیں کہ ہم ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیں گے، ایک ایسی فضا قائم کریں گے جو بالکل اسلام کے مطابق ہو گی لیکن ہمیں یہ بہت دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری وہ کارکردگی نہیں رہی گزشتہ ڈیڑھ سال میں عملی طور پر ہم نے یہ ثابت نہیں کیا۔ ہمارے وزراء صاحبان، ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان، اور ہمارے ممبران اسمبلی نے عملی طور پر وابستگی اس نظریے کی حمایت کا وہ اظہار نہیں کیا کہ ان کی چال ڈھال سے ان کے انداز سے قطعاً یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ایک اسلامی ملک کے عہدے دار ہیں اور یہ ایسے لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہیں جنہوں نے نظریہ پاکستان کی بنیاد پہ یہ ملک حاصل کیا، نظام مصطفیٰ کی تحریک چلائی، انہوں نے گولیاں کھائیں صرف اس لیے کہ وہ اس ملک میں اس صوبہ میں ایک ایسا نظام چاہتے تھے جو انصاف پر مبنی ہو۔ یہ نظام اور معاشرہ ہم اسی وقت حاصل کر سکتے ہیں جب ہم اسلام کے مطابق عمل کریں۔ میں یہ بہت دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہم ڈیڑھ سال کے

کچھ بھی نہیں کر سکے جو ہمیں کرنا چاہیئے تھا۔

جناب سپیکر، میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح ایک نومسلم کلمہ پڑھنے سے مسلمان نہیں ہو جاتا، اسے ہم ایک مومن نہیں کہہ سکتے، اسی طرح صرف اسلام کا نام لینے کی وجہ سے ہم مسلمان کہلانے کے حقدار نہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے اور ہم ایک ایسے ادارے میں بیٹھے ہیں جس کا کام قانون سازی ہے۔ ہمیں یہ چاہیے کہ ہم سب سے پہلے اپنی اولین فرصت میں ان معاملات کی طرف توجہ دیں لیکن یہاں پر حال بالکل الٹ ہے جب بھی کبھی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر غور کرنے کا آغاز ہوا فوراً اس ایوان کا کورم ٹوٹ جاتا رہا۔

جناب سپیکر، اس ملک میں جتنی بھی برائیاں، جتنی بھی خامیاں قانون کے اندر یا قانون سے باہر موجود ہیں۔ اس میں ہماری نوکر شاہی کا بہت زیادہ عمل دخل ہے۔ یہ افراد جو اسلام کے نام سے خائف ہیں۔ یہ اسلام کا نام سننے کے لیے تیار نہیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ایسے افراد جو بہت اہم کلیدی آسامیوں پہ مقرر ہیں اگر وہ نظریہ پاکستان کی حمایت نہیں کرتے تو ان کو فوری طور پر برطرف کیا جائے۔ میں اسمبلی کے معزز ارکان سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس معاملے میں زیادہ دلچسپی لیں۔ اس پر اور زیادہ اپنا ٹائم صرف کریں تاکہ وہ اسے اور بہتر انداز میں پیش کر سکیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔

چودھری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری) جناب سپیکر، آج ہمارے سامنے وہ رپورٹ پیش ہے جس پہ بحث ہونی ہے۔ اس رپورٹ کے وہ حصے جو کہ پنجاب کے دائرہ اختیار میں ہیں انہیں چاہیے کہ وہ ان میں سے نوٹ لے کر اس کی حمایت کریں اور اپنے صوبہ پنجاب کے اندر اسے نافذ کریں۔

جناب چیئرمین: سالار صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہے ہیں یا کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب میں اس پہ بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : ابھی یہ پوائنٹ آف آرڈر تو آپکا بنتا نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں
چودھری محمد صدیق سالار : میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہا ہوں۔
جناب چیئرمین : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جب آپ کی باری آئے گی تو آپ کھل کر اس پر اظہار خیال فرمایئے گا۔
چودھری محمد صدیق سالار : جناب میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہا ہوں، کہ میرے فاضل دوست نے یہ کیسے کہہ دیا کہ صوبائی اسمبلی کے ممبر اور پارلیمانی سیکرٹری یا وزراء اسلام سے لگاؤ نہیں رکھتے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں....
جناب چیئرمین : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب میاں افضل حیات صاحب قائد حزب اختلاف۔
میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف) جناب سپیکر! اسلامی نظریاتی کونسل ۱۹۷۳ کے آئین کے تحت وجود میں آئی۔ اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ ۷۸-۱۹۷۷ جو کہ اس کی پہلی رپورٹ تھی اس میں یہ درج ہے کونسل کے لیے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ وہ قوانین کو اسلامی بنانے کے متعلق اپنی رپورٹ زیادہ سے زیادہ سات سال میں مکمل کر کے حکومت کو پیش کر دے۔ اور اس دوران ہر سال ایک عبوری رپورٹ پیش کرتی رہے جس کی وصولیابی سے چھ ماہ کے اندر اندر اسمبلی کے لیے اس پر غور کر کے اس کے بارے میں مناسب قوانین وضع کرنا لازم ہوگا۔
جناب والا! ۱۹۷۳ کے آئین کے تحت یہ بالکل واضح کر دیا گیا، کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو سات سال کے عرصہ کے اندر یعنی ۱۹۸۳ء تک تمام قوانین اسلام کے مطابق ڈھال دینے چاہئیں تھے اور ان کے متعلق رپورٹ دے دینی چاہیے تھی۔ یہ ہدایات ان کو ۱۹۷۷ء میں دی گئیں لیکن اس ملک کی بدقسمتی کہ ۱۹۷۷ میں مارشل لاء لگایا گیا اور مارشل لا لگنے کے بعد بار بار اسلام نافذ کرنے کے متعلق زور دیا جاتا رہا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا پروپیگنڈا اپنی حکومت کو دوام بخشنے کے لیے کیا گیا۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہا جاتا رہا کہ مارشل لا کو اس

لیے طویل کیا جا رہا ہے تاکہ اسلام نافذ ہو سکے اور اس کے بعد بھی یہ کہا جاتا رہا ہے کہ یہ اسمبلیاں اسلام نافذ کرنے میں اتنی مخلص نہیں ہیں جتنی کہ مارشل لا کی حکومت مخلص تھی۔

جناب والا! میرا یہ سب کچھ کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر مارشل لا کی حکومت اسلام نافذ کرنے میں مخلص ہوتی تو کم از کم ۱۹۷۳ء کی وہ شق جس کے تحت ۱۹۸۳ تک اسلام نافذ ہو جانا چاہیے تھا اس کو برقرار رکھتی اور اس کے مطابق عملدرآمد جاری رہتا لیکن ایک طرف یہ کہا جاتا رہا کہ اسلام نافذ کیا جائے گا اور دوسری طرف کسی نہ کسی وجہ سے اس میں رکاوٹ ڈالی جاتی رہی۔ جناب والا! بار بار یہ خوشخبری دی جاتی رہی کہ ہم نے اسلام نافذ کرنے میں بے انتہا پیش رفت کی ہے لیکن اگر آپ ملک کی صورت حال پر غور فرمائیں تو آپ کسی طرح بھی اس سے مطمئن نہیں ہوں گے۔ امن عامہ کی صورت حال جو کہ دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے اور پچھلے نو سال سے اس میں کسی قسم کی بہتری پیدا نہیں ہوئی۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ اسلام نافذ کرنے سے امن عامہ کی صورت حال خراب ہوتی جا رہی تھی۔ جناب والا، اصل بات یہ ہے کہ خلوص سے اسلام نافذ کیا ہی نہیں جاتا رہا۔ وگرنہ کسی صورت بھی امن عامہ کی صورت حال ایسی نہ ہوتی جو آج ہے۔ اس طریقے سے جہاں یہ کہا جاتا رہا کہ اسلام نافذ کیا جا رہا ہے، وہاں معاشرتی برائیاں بھی فروغ پاتی رہیں۔ اور معاشی طور پر بھی جس کو آپ معاشی نظام کہتے ہیں اس کے متعلق بھی اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی ایک جامع رپورٹ پیش کی ہے۔ لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جو نظام اس وقت رائج ہے اس کو کسی طریقہ سے بھی اسلامی معاشی نظام نہیں کہا جا سکتا۔ جس میں امیر امیر تر ہو رہے ہیں۔ غریب غریب تر ہو رہے ہیں۔ اس کو آپ کس طریقہ سے اسلامی نظام کہیں گے۔ جبکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسے رحمۃ للعالمین لائے ہیں، جو کہ ہر ایک کے لیے ہے، جو کہ غریبوں کے لیے ہے جب ہم صرف چند قوانین میں اس طریقے سے ترمیم کرتے ہیں جیسے کہ قانون شہادت ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی غیر ضروری ایکٹ ہے لیکن قانونِ شفع میں ترمیم کرنے سے ایک غریب جس کا اپنا کوئی اثاثہ ہی نہیں ہے اسے اس کا کیا فرق پڑے گا۔ اس لیے ضروری امر یہ تھا کہ ایسی بنیادی چیزوں کی طرف توجہ دی جاتی جس کا تعلق عوام الناس سے تھا نہ کہ ایک مخصوص طبقہ سے جنھوں نے صرف اپنی جائیداد اپنے مفاد کو تحفظ دینے کے لیے اسلام کا بار بار نعرہ لگایا۔ ضرورت اس چیز کی تھی کہ ایسے قوانین بنائے جاتے جن سے لوٹ کھسوٹ کی دولت اس کے اصل حقداروں کے پاس پہنچتی۔ بدعنوانی ختم ہوتی، رشوت کا قلع قمع ہوتا۔

وزیر زراعت: جناب والا، پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا خیال ہے کہ مجھے آپ کی وساطت سے اپنے فاضل دوست سے یہ عرض کرنی چاہیے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس یہاں رکھنے کا مقصد اس پر عام بحث کرنا نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ جواز پیش کیا جا رہا ہے کہ شاید وہ رپورٹ نہیں پڑھی گئی اس لیے اس پر کوئی تقریر کر لی جائے ہمیں یہ تجویز دی جائے کہ اس میں جن قوانین کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ ان کے مطابق قوانین بنائے یا اگر کچھ نہیں بن سکے تو ان میں ترمیم کرے۔ اسلام نافذ کرنے والی بات تو اپنی جگہ بجا لیکن یہ ان پر عام بحث نہیں ہو رہی بلکہ آپ کی طرف سے کوئی مثبت تجاویز چاہئیں کہ کس قانون سے آپ کو اختلاف ہے اور کس سے اتفاق ہے اور ان رپورٹس کی روشنی میں آپ کون سا نیا قانون چاہتے ہیں کہ موجودہ معاشرے کے لیے اسے بنایا جائے تاکہ اسمبلی اس پر کچھ کام کر سکے۔ آپ کی تقریر ماشاء اللہ بہت اچھی ہے لیکن عوامی تقریر کی بجائے آپ اگر ہمیں کچھ مثبت تجاویز دیں تو یہ بہتر ہوگا تاکہ ہم اس سے کچھ استفادہ کر سکیں کہ کن رپورٹس اور کن سفارشات کی روشنی میں کون سا قانون آپ چاہتے ہیں کہ ہم اس کو از سرِ نو نافذ کریں۔ شکریہ۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا، یہ سات سال کی اکٹھی رپورٹیں ہیں۔ اگر ہر قانون کے متعلق بحث کی جاتی تو اس کے لیے کم از کم ایک مہینہ چاہیے اور میری پہلی گزارش صرف یہ تھی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی جو رپورٹیں آئی

ہیں اور ان کو جو مسائل refer کیے گئے وہ بنیادی مسائل نہیں تھے اور جو بنیادی مسائل تھے ان کو تو refer ہی نہیں کیا گیا۔

جناب والا! میں یہ اسلامی معاشی نظام کی بابت عرض کر رہا تھا جس کے متعلق میرے محترم دوست نے مجھے ٹوک دیا ہے۔

مولوی محمد غیاث الدین: میرے فاضل دوست فرما رہے ہیں کہ جو مسائل اسلامی نظریاتی کونسل کو دیے گئے وہ ضروری نہیں تھے۔ میں فاضل دوست کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ انہیں دیت، قصاص، قانون شہادت اور قانون اور تعلیم اور معاشرے کی بہتری کے لیے جو چیزیں اس کے حوالے کی گئی ہیں کیا یہ ضروری نہیں ہیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں جو اسلامی نظریاتی کونسل نے رپورٹ دی ہے اگر اس میں سے قانون شہادت پر ہی عمل ہو جائے تو پورے ملک کا نظام بہتر ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! آپ یہ باتیں اپنی تقریر میں کریں۔ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔

مولوی محمد غیاث الدین: پوائنٹ آف آرڈر کسی اختلافی بات پہ ہوتا ہے۔ مجھے اختلاف ہوا ہے تب ہی میں نے عرض کیا ہے کہ یہ غلط بات ہے۔

جناب چیئرمین: میاں افضل حیات صاحب کسی قاعدہ قانون کی خلاف ورزی نہیں کر رہے اس لیے میں یہ کہہ چکا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ان باتوں کا ذکر آپ اپنی تقریر میں کر سکتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک رپورٹ پیش کی ہے "اسلامک اکنامک سسٹم" اس میں انھوں نے واضح طور پر لکھا ہے۔ یہاں سوال معاش یا دولت کا نہیں ہے بلکہ اس کی غیر منصفانہ تقسیم کا ہے۔ تو جناب والا اگر میری بات میرے محترم دوست سن لیتے تو شاید ان کو اس قسم کی شکایت پیدا نہ ہوتی۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جیسے انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ پاکستان کی دولت

کو کس طرح تقسیم کرنا ہے۔ اس میں کمی یا بڑھانے کا سوال نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کو تقسیم کیسے کرنا ہے۔ میں ان سے پوری طرح متفق ہوں لیکن ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے جو قوانین یا پالیسیاں مرتب کی ہیں وہ ایسی نہیں ہیں کہ جن کے مطابق منصفانہ تقسیم کی جاتی رہی ہو اس رپورٹ کے بعد ایسی پالیسیاں ہونی چاہئیں تھیں کہ جن میں مساوات پیدا ہوتی نہ کہ عدم مساوات پیدا ہوتی۔

جناب والا، اس سلسلہ میں میں یہ مثال دوں گا کہ پچھلے بجٹ میں گین ٹیکس ختم کر کے اس کی جگہ سیمپ ڈیوٹی بڑھا دی گئی۔ اس کا کیا اثر ہوا کہ ایک مخصوص طبقے کو تحفظ دیا گیا اور عام آدمی کے اوپر اس کا بوجھ ڈالا گیا اور دوسری طرف اس مخصوص طبقے کو اپنا کالا دھن سفید کرنے کا موقع دیا گیا۔ کیا یہ اقدام اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کی روشنی میں کیا گیا۔ میں صرف یہی عرض کرنے کے لیے مثال دینا چاہتا تھا۔

جناب والا! اس طریقے سے اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹ میں واضح طور پر ہر قسم کا سود اور ہر طریقے سے سود کو حرام قرار دیا ہے اور زکوٰۃ پر زور دیا ہے لیکن یہ آپ کے سامنے واضح ہے کہ سود کو ختم نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کو ایک نیا نام دے دیا گیا ہے اور جہاں تک بنکوں سے قرضہ جات اور دوسری جگہوں سے قرضہ جات ہیں ان میں ویسے ہی سود وصول کیا جا رہا ہے۔ کیا جو چیز حرام قرار دی جا چکی ہے اسے حلال کہا جا سکتا ہے یا اس کو جاری کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اسلامی معاشی نظام میں "زکوٰۃ" ایک خاص جزو ہے۔ زکوٰۃ صرف بنک کے کھاتوں میں سے سود پر وصول کی گئی یعنی سود کا ایک فی صد زکوٰۃ کاٹی گئی۔ کیا اس سے زکوٰۃ لینے کا طریقہ پوری طرح رائج ہو گیا ہے۔

جناب والا! ایک بات جو میں جب بھی کرتا ہوں تو میرے کئی دوستوں کو کھٹکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسا طریقہ رائج کیا جائے اسلامی

نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں، جس سے دولت کی منصفانہ تقسیم ہو۔ ایک عام غریب آدمی کو اس طریقے سے مواقع حاصل ہوں اور اسے یہ یقین ہو کہ اس کے بچوں کا مستقبل اچھا ہوگا۔ اور اسے یہ پتہ ہو کہ کل انہیں معاشی اور معاشرتی انصاف پوری طرح ملے گا۔ اگر آج ہم اس غریب آدمی کو یقین نہیں دلا سکتے اور یہ گارنٹی نہیں دے سکتے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ان رپورٹوں کا جن کے اوپر ہم عمل نہیں کر رہے، کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب والا! اسی طریقہ سے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا، میں سمجھتا ہوں چند بنیادی چیزوں کے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی توجہ دلانی نہایت ضروری ہے ان کے لیے سب سے جو پہلی چیز ہے وہ ہمارا طرز حکومت ہے۔

جناب والا! ہم نے ساڑھے سات سال مارشل لا میں گزارے ہیں۔ اس سے پہلے بھی دو مارشل لا ہم پر مسلط رہے ہیں۔ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ ہماری طرز حکومت یہی ہے۔ اور اگر اسے جان چھڑانی ہے تو یہ ضروری ہے کہ ہم اسلامی نظریاتی کونسل سے اس سے متعلق سفارشات مانگیں، کہ کیا مارشل لاء جو ایک شخصی حکومت کا ایک نمونہ ہے۔ وہ اسلام کے مطابق ہے یا نہیں۔ کیا جو اسلامی نظریاتی کونسل مارشل لا کے تحت کام کرتی رہی ہے اس کا کام کہاں تک جائز اور ٹھیک تھا؟ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ چند ایک بنیادی مسائل معاشی، معاشرتی، تعلیمی اور طرز حکومت ان کے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کی طرف بھی توجہ دی جائے اور جو چیزیں تشنہ رہ گئی ہیں ان کے متعلق صوبائی اسمبلی سفارشات کرے کہ وہ ان کے متعلق اپنی ادا دے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ،

اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ۔ صدق اللہ العلی العظیم۔ جناب سپیکر، میں شکر گزار ہوں کہ جناب نے مجھے وقت مرحمت فرمایا۔ آج اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر تبصرے کا آخری دن ہے شاید اس کے بعد موقع ملے یا نہ ملے۔ تو میں جناب سے بھی گزارش کروں گا اور معزز ایوان کے ممبران سے بھی کہ وہ اسلام کی خاطر میری چند باتیں سننے کی تکلیف گوارا کریں۔ سب سے پہلے تو میں اسلامی نظریاتی کونسل کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جتنا میں نے مطالعہ کیا ہے اور جتنے اہم مسائل پر انہوں نے بحث کی ہے، اگر ان کو عملی طور پر نافذ کر دیا جاتا تو آج ہمارا پاکستان جنت نظیر ہوتا، اور یہ صحیح اسلامی مملکت ہوتی۔ اس کے اندر ہر قسم کی وہ خامی اور وہ خرابیاں جس کے یہاں ہم ہر روز تذکرے کرتے رہتے ہیں ان تمام کے علاج بتائے گئے تھے لیکن افسوس کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی محنت کو سرد خانے میں رکھ دیا گیا۔ اس پہ کئی سال، ملک کے جید علماء جو دین کے بھی ماہرین تھے اور دنیاوی علوم کے ماہرین تھے۔ جج صاحبان اور وکلاء صاحبان پر مشتمل جو ملک کی کریم اکٹھی کی گئی تھی انہوں نے جو محنت کی اس محنت کا کوئی ثمرہ قوم نے نہیں دیکھا۔ کروڑوں روپے اس پر خرچ ہوئے اور تقریباً سات سال کا عرصہ اس پر لگایا گیا لیکن اسے سرد خانے میں ڈال دیا گیا۔ اب مقام مسرت ہے کہ یہ آپ کی اسمبلیوں میں بھیجا گیا تاکہ ان میں سے دیکھ کر جو قوانین ہماری اسمبلیوں کے دائرہ اختیار میں ہیں ان کو قانونی شکل دے کر ان کو نافذ کیا جائے۔ مارشل لاء کا طویل عرصہ گزرا اور اس طویل عرصے کے اندر سوائے اس کے کہ اسلام کا نام لیا گیا اور چند ایک ناقص احکام جو فرائض کا درجہ رکھتے تھے ان کو نافذ کیا گیا اور ان کی تشہیر کر کے اپنی حکومت کو دوام دیا گیا۔ ان سفارشات میں جو سات سال پر مشتمل ہیں اور بیسیا یات، معاشیات، اعتقادات، عبادات مسلمان کی زندگی کے لیے تقریباً جتنے مسائل ہیں ان تمام مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ میں جناب

میاں افضل حیات صاحب قائد حزب اختلاف کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ اس میں اہم مسائل پیش نہیں کیے گئے۔ اگر انہوں نے بغور اس کا مطالعہ کیا ہوتا تو کوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں ہے جو انہیں بھیجا گیا ہو اور اس پر انہوں نے محنت کر کے اپنی سفارشات مرتب نہ کی ہوں۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ان پر عمل نہیں کیا گیا بلکہ میں عرض کروں گا کہ ان سفارشات کو جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے تین حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک حصہ تو وہ ہے جس پر سرے سے عمل نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی غور کیا گیا ہے اور وہ ان سفارشات کی اکثریت ہے تقریباً نوے فیصد سفارشات ہیں جن کو سرے سے touch ہی نہیں کیا گیا۔ بعض سفارشات ایسی ہیں جن پر جزوی طور پر عمل کیا گیا ہے ان پر مکمل عمل نہیں ہوا۔ اور بعض سفارشات ایسی ہیں کہ جن کے برعکس عمل کیا گیا ہے یعنی طرفہ تماشا یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ان سفارشات پر عمل کیا جاتا اسلامی نظریاتی کونسل کی ان سفارشات کے خلاف عمل کیا گیا ہے۔ میں ان تینوں کی مثالیں بڑے اختصار کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلی مثال جو اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات تھیں ان کے خلاف عمل کیا گیا اور اسلامی نظریاتی کونسل نے اس تلخ حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ مجموعی سفارشات ہیں اسلامی نظام معیشت، اس میں جو ہماری معیشت جو ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے کسی ملک کے لیے اس کے لیے اتنی بہترین سفارشات تھیں جن میں سے صرف زکوٰۃ اور عشر کو لیا گیا اور اس کو بھی ناقص طور پر نافذ کیا گیا ہے۔ اس میں کئی قسم کی خامیاں ہیں اس کو بھی درست نہیں کیا گیا لیکن چونکہ زکوٰۃ اور عشر نے گورنمنٹ کے خزانے میں آنا تھا اور اسے وصول کرنا تھا اس لیے ان سفارشات کو تو جزوی طور پر لیا گیا۔ باقی جو سفارشات تھیں اس کے اندر موجود ہیں ان کو ایسا نظر انداز کیا کہ انہیں اس تلخ حقیقت کا اظہار کرنا پڑا۔ حالانکہ اس اسلامی نظام معیشت پر ایک سیمینار ہوا ہے۔ ۶ جنوری سے ۱۱ جنوری ۱۹۸۱ء تک اس بین الاقوامی مالیاتی سیمینار

میں تمام بیرونی دنیا کے اسلامی ممالک سے جو مندوبین آئے تھے انہوں نے اس کو خراج تحسین پیش کیا ہے کہ اتنی بہترین سفارشات نظام معیشت پر مرتب کی گئی ہیں۔ انھوں نے اس کی تمنا کی کہ اس کا انگریزی اور عربی میں ترجمہ کیا جائے اور اسے عربی اور انگریزی میں منتقل کرکے دوسرے اسلامی ممالک تک بھی بھیجا جائے۔ تمام نے اس کو خراج تحسین پیش کیا لیکن ہمارے ہاں عمل کیا ہوا اس کی ایک مثال میں جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اس کا صفحہ ۵۳، ۵۴ ہے۔ اس میں سود کے متعلق بہت عمدہ اور تفصیلی بیان ہے کہ ہماری بینکاری کا نظام اور ہمارے ملک کی معیشت کا نظام سود جیسی لعنت سے پاک ہو جائے۔ اور آپ جانتے کہ سود وہ برائی ہے جو تمام برائیوں سے بڑھ کر ہے اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو سود لیتا ہے اور سود نہیں چھوڑتا۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اس کا اعلان جنگ ہوتا ہے۔ ہمارا ملک جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اور آج ۴۰ سال ہونے والے ہیں ابھی تک سود کی لعنت سے پاک نہیں ہے اور سارا کاروبار ہمارا سود پر چل رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق خدا اور اس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ جو قوم خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اعلان جنگ کرتی ہو وہ اللہ کی مدد اور نصرت کی کیسے مستحق ہو سکتی ہے۔ اس پر نظریاتی کونسل نے جو سفارشات پیش کی تھیں اس میں وہ تحریر کرتے ہیں کہ خاتمہ سود کے سلسلہ میں اب تک کیے جانے والے اقدامات کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت نے کونسل کی پیش کردہ مندرجہ بالا شرائط بنیادی کو یکسر پس پشت ڈال دیا ہے یعنی جو انہوں نے محنت کرکے تجاویز اور سفارشات پیش کی تھیں حکومت نے اسے پس پشت ڈال دیا ہے۔ کونسل نے اپنی سفارشات میں خاتمہ سود کے لیے ایسا تدریجی لائحہ عمل اختیار کیا تھا جو نہ صرف حقیقت پسندانہ تھا بلکہ اصولی طور پر خطرہ بھی تھا۔ چنانچہ کونسل نے سفارش کی تھی کہ سب سے پہلے سرکاری سطح پر لین دین کے معاملہ میں سود کا خاتمہ کر دیا جائے۔ پس نظریہ تھا کہ اس شعبے میں

سُود کا خاتمہ سہل ہے اور اس کے لیے کسی لمبی چوڑی تیاری کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ نیز یہ کہ حکومت کے اس اقدام سے لوگوں کو حکومت کے خلوص نیت اور عزم صمیم کے بارے میں بھی یقین دلانا ممکن ہوگا۔ اس سفارش کے برعکس یہ ذرا غور سے سننے کی بات ہے کہ اس سفارش کے برعکس حکومت نے کام کا آغاز بینکوں میں غیر سُودی کاؤنٹر سے کیا اور سرکاری لین دین میں ہر جگہ سود کو برقرار رکھا، جس کی حکمت اور مصلحت کونسل کے لیے ناقابل فہم ہے۔ یعنی اس انداز میں کونسل شکوہ کر رہی ہے کہ ہماری ان سفارشات کا کیا حشر کیا گیا۔ کونسل نے واضح الفاظ میں سود کے یکسر خاتمے، مثالی بینک کے قیام اور غیر سودی کاؤنٹر کھولنے کی شدت سے مخالفت کی تھی اور ماہرین معاشیات اور بینکاری کے قومی دلائل کے پیش نظر ایسے کسی بھی اقدام کو حصول مقصد کے لیے نقصان دہ قرار دیا تھا۔ پیرانہ ایک ۳۲ تا ۳۴ تک کونسل کو یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ حکومت نے وہی لائحہ عمل اختیار کیا جو کونسل کے نزدیک غیر سودی نظام کو ناکام بنانے اور سودی نظام کو ہمیشہ جاری و ساری رکھنے میں معاون ہو سکتا ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ کونسل کے نزدیک غیر سودی نظام کو ناکام بنانے کو ہمیشہ جاری و ساری رکھنے میں معاون ہو سکتا ہے اس پر مستزاد یہ کہ اس لائحہ عمل میں بھی وہ طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے جس سے کونسل نے اپنی سفارشات میں جگہ جگہ محتاط رہنے یا باز رہنے کی تاکید کی تھی۔ میں ایک حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ نظریاتی کونسل والوں کو یہ شکایت ہے کہ ہم نے جن باتوں کی سفارشات کی تھیں اور انہیں تاکید کی تھی کہ یہ کام نہ کرنے چاہئیں وہی کام کیے گئے۔ اس اسلامی نظام معیشت کے سلسلے میں میں ایک مثال پیش کر رہا ہوں، اس کے بعد دوسری مثالیں کہ جن بعض چیزوں کو لیا گیا ہے ان کو مکمل طور پر نہیں لیا گیا اور وہ بھی باعث بدنامی اور خرابی ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا زکوٰۃ اور عشر کے نظام کی اسلامی نظام معیشت کے اندر اس کی بڑی تفصیل موجود ہے اس کو نظر انداز کر کے اپنے طور طریقے کے ساتھ اس نظام کو جاری کیا جس کے اندر بیشمار خامیاں ہیں اور وہ نظام بھی صحیح طور پر کامیاب ہونے کے بجائے بدنامی کا ذریعہ

ان دنوں ہے۔ اس طرح غیر مسلموں کے لیے ان میں چند سفارشات دی گئی تھیں۔ یہ سن ۸۴-۱۹۸۳ کی سفارشات ہیں۔ اس میں غیر مسلم اور خاص کر قادیانیوں کے لیے سفارشات تھیں چونکہ وہ غیر مسلم ہیں اسلیے وہ مسلمانوں کے شعائر استعمال نہیں کر سکتے۔ اذان نہیں دے سکتے اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے، مسجد کے نام سے اپنی عبادت گاہ کو تعمیر نہیں کر سکتے۔ اور بنی ہوئی مسجد کو وہ استعمال نہیں کر سکتے۔ یہاں پر سنہ ۱۹۸۳ میں آرڈیننس نافذ ہوا۔ ان سفارشات کی روشنی میں لیکن افسوس ہے کہ بعض باتیں لی گئیں اور بعض باتوں کو چھوڑ دیا گیا۔ جو آجکل وجہ نزاع ہے۔ قادیانیوں کو اس بات سے تو روکا گیا کہ وہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے لیکن ان کی عبادت گاہ کی شکل وصورت ہماری مسجد کی طرح بحال رہی اس سے انہیں نہیں روکا گیا۔ حالانکہ اس سفارش کے اندر صاف اور واضح الفاظ میں یہ موجود ہے۔

دیکھیے صفحہ ۷ - ۸۴-۱۹۸۳ کی سفارشات کا

"کوئی شخص جو خود کو احمدی کہتا ہو، خواہ وہ قادیانی گروپ سے تعلق رکھتا ہو یا لاہوری گروپ سے، اپنی عبادت گاہوں کا نام نہ مسجد رکھے گا نہ ان کی شکل مسجد جیسی بنائے گا۔ ایسا جو دفعہ ہذا کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا یا ایسی عبادت گاہ کو استعمال کرے گا وہ کسی ایک قسم کی سزا کا مستوجب ہوگا جو ایک سال تک قید ہو سکتی ہے یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستحق ہوگا۔"

جناب والا یہ سفارشات تھیں لیکن ان میں سے صرف مسجد کے نام سے تو روک دیا گیا اور مسجد کی شکل وصورت جو باعث نزاع بھی ہے اور باعث دھوکا بھی ہے۔ اگر ایک قادیانی مسجد کی شکل پر عمارت بنا لیتا ہے اور اس پر نام چاہے کچھ ہی لکھ دے جو آدمی واقف نہیں وہ تو مینار اور محراب دیکھ کر مسلمانوں کی مسجد ہی سمجھ کر وہاں جائے گا اور اپنی نماز ان کے پیچھے پڑھے گا۔ اور اسی ناقص قانون کی وجہ سے آپ کے علم میں ہوگا کہ کوئٹہ کے اندر بہت بڑا فساد ہوا ہے۔ مسلمانوں نے

کہا یہ مسجد مسلمانوں کی ہے اس کی شکل و صورت مسجد کی ہے لہٰذا قادیانی اس میں داخل نہیں ہو سکتے اس پر ایک ہنگامہ ہوا اور اس کو سربمہر کر دیا گیا

جناب والا، یہ وہ مسائل ہیں جن کو اگر لیا گیا ہے تو وہ جزوی طور پر لیا گیا ہے ناقص طور پر لیا گیا ہے ان کو پورے طور پر نہیں لیا گیا۔ وہ سفارشات جن کو سرے سے نظر انداز کیا گیا اور ان کو ہاتھ تک نہیں لگایا گیا۔ اگر ان سفارشات پر عمل کیا جاتا تو آج ملک کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ ان میں سے چند مثالیں پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

مسئلہ ارتداد: اس پر مستقل تین رپورٹوں کے اندر مسلسل اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی سفارشات کی ہیں کہ ارتداد اسلام کے اندر بہت بڑا جرم ہے اور یہ وہ جرم ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد سب سے پہلا فتنہ ارتداد کا ہوا تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اول نے اس جرأت ایمانی کے ساتھ اس فتنہ ارتداد کا قلع قمع کیا اور تمام مسائل کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سب سے پہلے ارتداد کے دروازے کو بند کیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آنے والی نسلوں کو ایک مثالی نمونہ پیش کر دیا۔ کہ انھیں بھی مسلمان حکمرانوں کو اسی طرح کرنا چاہیے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار کی روشنی میں اور قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی سفارشات میں لکھا ہے۔ یہ مئی ۱۹۸۴ کی رپورٹ ہے اس کا صفحہ ۸۷ اور ۸۸ ہے۔

جناب فضل حسین راہی: کسی نے تیاری کرائی ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب بڑے اچھے انداز میں تقریر فرما رہے تھے۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: راہی صاحب کو شوق ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی لطیفہ چھوڑا جائے۔ لیکن کم از کم یہ تیاری میرا اپنا موضوع ہے۔ اسلامی تعلیمات کا میں ایک طالب علم ہوں۔ یہ میں نے تیاری خود کی ہے۔ میں تو دوسروں کو تیاری کرواتا ہوں۔ آپ اس کو سننے کا ذرا حوصلہ رکھیں اور ذرا حوصلے سے سنیں، اگر آپ کو

تکلیف ہو رہی ہے کسی بات سے تو اس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں۔ میں تو بحوالہ باقاعدہ اسلئے ساتھ لایا ہوں تاکہ جو بات میں کہوں وہ میں حوالے کے ساتھ پڑھ کر بتلاؤں۔

جناب سپیکر میرے پاس مئی ۱۹۸۴ کی رپورٹ ہے۔ اس میں ارتداد پر جو انھوں نے سفارشات کی ہیں ان میں سے ایک پیرا میں جناب کی خدمت میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ یہ اس کا صفحہ ۸۸ ہے۔

"کونسل کی رائے میں دستور پاکستان کے ترمیمی آرڈی ننس نمبر ۲۰ ستمبر ۱۹۷۴ سے قبل احمدی/قادیانی (بشمول لاہوری گروپ) سب غیر مسلم قرار دیے گئے تھے اور اس ترمیمی آئین آرڈیننس کے بعد جو کوئی مسلمان احمدی/قادیانی (بشمول لاہور گروپ) ہو جائے وہ از روئے قرآن و سنت اور اجماع امت مرتد ہوگا۔

اس قانون کے بعد جو کوئی قادیانی ہو گیا یا لاہوری ہو گیا وہ مرتد ہو جائے گا۔

"مرتد باتفاق امت واجب القتل ہے۔ چنانچہ کونسل سفارش کرتی ہے، اگر کوئی مسلمان اپنا مذہب تبدیل کرتا ہے تو اسے ارتداد سے توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا۔ اگر وہ نہ مانے اور نہ توبہ کرے تو اس کو تین دن کی مہلت دی جائے گی۔ اس دوران اسے اسلام کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دی جاتی رہے گی اور اس کو اسلام کے بارے میں کوئی شبہ ہو تو اس کے ازالے کی بھی کوشش کی جائے گی۔ اگر پھر بھی وہ اپنے ارتداد سے توبہ نہ کرے تو شرع اسلامی میں اس کا خون حلال ہے اور اس کو سزائے موت دی جائے گی۔

کونسل مذکورہ بالا ریفرنس کے تعلق سے مزید سفارش کرتی ہے کہ تاآنکہ اسلامی قانون ارتداد نافذ ہو۔ مرتد بن کر فوری طور پر سرکاری ملازمت سے علیحدہ کرنے کا اہتمام کیا جائے اور کسی مرتد کو سرکاری ملازمت میں نہ رہنے دیا جائے۔"

جناب والا! یہ ہیں سفارشات۔ لیکن اس کے مطابق عمل کیا ہے۔ مرتد کی جو شرعی سزا ہے اس کے بارے میں ابھی تک ہماری حکومت نے کوئی قانون نہیں بنایا۔ ان سفارشات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تمام مرتدین کو فوری طور پر ملازمت سے ہٹا دیا جائے۔ اس پر بجائے اس کے کہ ہٹایا جاتا، کلیدی عہدوں، ملک کے اہم عہدوں پر ان قادیانیوں کو لگایا گیا ہے اور وہ اپنی من مانی کارروائی کرتے ہیں۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا پنجاب کے متعلق جو میں نے سوال کیا تھا محکمہ وار قادیانی افسر ۱۷ گریڈ یا اس سے اوپر جو ہیں ان کی فہرست مہیا کی جائے۔ تو پنجاب کی گورنمنٹ نے فہرست مہیا کی ہے اس میں ۲۷۸ قادیانی ۱۷ گریڈ اور اس سے اوپر کے ہیں اور یہ بھی وہ کوائف ہیں جو گورنمنٹ کو مہیا ہو چکے ہیں، حالانکہ میری معلومات کے مطابق ان سے بہت زیادہ قادیانی ہیں جو کہ ابھی ان کے شمار میں نہیں آئے۔ ۲۷۸ قادیانی اتنے عظیم عہدوں پر اور ان میں سب سے زیادہ محکمہ تعلیم میں ۱۵۵ قادیانی موجود ہیں۔ کیا یہ انصاف کا تقاضا ہے اگر قادیانی اس ملک کے باشندے ہیں تو انہیں حق ہے رہنے کا۔ وہ اپنی آبادی کے تناسب سے تو ملازمتیں لے سکتے ہیں قطع نظر اس کے ان کا اسلامی ملک میں کیا مقام ہے کیا نہیں، اگر انہیں غیر مسلم اقلیت کہا جائے جس طرح دوسری غیر مسلم اقلیتیں ہیں ان کو اپنی آبادی کے تناسب سے ملازمتیں ملنی چاہئیں۔ لیکن اتنے عظیم اور اہم عہدوں پر وہ فائز ہیں، جب کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات یہ ہیں کہ جب تک ارتداد کا قانون نہیں بنتا اس وقت تک فوری طور پر مرتدوں کو سرکاری عہدوں سے ہٹا دینا چاہیئے۔

دوسری مثال میں جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی ۸۴-۱۹۸۳ کی سالانہ رپورٹ کے صفحہ ۲۸۷ پر ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے لیے اور اس کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے اور اسلامی نظام کو کامیاب کرنے کے لیے ضرورت ہے کہ معاشرے کی اصلاح کی

جائے اس سلسلہ میں اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی ہے کہ :

رقص اور موسیقی کی محافل کی حوصلہ افزائی کی ممانعت

نومبر ۱۹۸۳ کے آخر میں ترکی کی ایک مغنیہ کا رنگا رنگ پروگرام لیاقت میموریل ہال راولپنڈی میں منعقد ہوا جس میں روزنامہ نوائے وقت کی اطلاع کے مطابق صدر مملکت کے علاوہ وفاقی وزیروں، سیکرٹریوں اور دوسرے اعلیٰ حکام اور سفیروں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ملک کے بڑے شہروں میں اس قسم کی تقریبات آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ یہ ملک جہاں اسلامی آئین کے نفاذ، اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کا غلغلہ بلند ہے عملی طور پر اسلام سے کتنا دور ہوتا جا رہا ہے۔ اس کا اندازہ ملک میں رقص و موسیقی کی ان محفلوں سے لگایا جا سکتا ہے جن کا تذکرہ وقتاً فوقتاً اخبارات میں آتا رہتا ہے۔

جناب والا، اس چیز کو انہوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور افسوس ہے اب بھی آپ نے اخبارات میں دیکھا ہوگا کہ ترکیہ کی مغنیہ اس سال بھی آئی ہے اور چین کے بھی ثقافتی طائفے آئے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے وہ کون سا اسلام ہے یا کس اسلام کے اندر وہ جائز ہے۔ ہماری تو سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے۔ ایک طرف اسلام اسلام کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ اسلامی نظام نافذ کرنے کے دعوے کیے جاتے ہیں۔ مارشل لا صاحب آئے تھے تو وہ بھی اسلام کے نام پہ آئے تھے، موجودہ حکومت مسلم لیگ آئی ہے تو یہ بھی اسلام کے نام پر آئی ہے۔ لیکن نام اسلام کا ہوتا ہے اور عمل سارا اسلام کے خلاف کیا جاتا ہے۔ یہ ابھی حال ہی میں جو چینی طائفہ اور ترکیہ کی مغنیہ آئی ہے ان کے اخبارات میں جو فوٹو آئے ہیں وہ آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

تجاویز برائے انسداد فحاشی۔ فحاشی جو دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور

نوجوانوں کو گھن کی طرح کھاتی جا رہی ہے۔ اس کے متعلق بھی سفارشات ہیں :

" نوجوانوں کے اخلاق کے تحفظ کے پیش نظر یہ بہت ضروری ہے کہ وڈیو گیمز، وی سی آر اور نیم عریاں فلمی اشتہارات پر مکمل پابندی عاید کی جائے "....

اسی طرح :

.... اسلامی نظریاتی کونسل ملک میں روز افزوں اخلاقی انحطاط کے تحت وڈیو گیمز اور وی سی آر پر مکمل پابندی لگانے کا پرزور مطالبہ کرتی ہے۔ جو اسی کھیل کا زہریلا پودے میں سرایت کر رہا ہے یہ ایک میٹھا نشہ ہے جو بچوں میں بے کاری، قمار بازی اور ان کے قیمتی وقت کے ضیاع کا سبب بن رہا ہے۔ وڈیو گیمز کے علاوہ وی سی آر پر مخرب اخلاق فلموں اور بلیو پرنٹ دکھانے کا دھندہ بھی اندر ہی اندر گھن کی طرح معاشرے کی اخلاقی اقدار کو کھوکھلا کر رہا ہے اگر ایسے کاروبار کی روک تھام نہ کی گئی تو ہمارے شہر مغرب جیسی بے راہ روی کی مسموم فضا کی زد میں آ جائیں گے۔ ضرورت ہے کہ جرأت مندانہ اقدام کر کے اس برائی کا قلع قمع کر دیا جائے....

ایک مسلم ملک میں تشہیری مقاصد کے لیے ٹی وی اور سائن بورڈوں پر عورت کی تصویر کا استعمال ہماری معاشرتی، دینی اور اخلاقی قدروں کو پامال کر دیتا ہے "...

اسی طرح مخرب اخلاق ثقافتی پروگراموں پر پابندی عائد کی جائے۔ اس کے بارے میں بھی سفارشات ہیں۔ تعلیم گاہوں میں اسلامی تعلیمات کی پامالی کا سدباب کیا جائے۔ اس کے بارے میں بھی سفارشات ہیں لیکن ان تمام سفارشات کو سرے سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ بلکہ ہمارے ملک میں اس کے برعکس

عمل درآمد ہو رہا ہے۔

اب خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں ایک مستقل رپورٹ ہے اس خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق پوری تحقیق کے بعد یہ مفصل رپورٹ دی گئی ہے جس پر کروڑوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں۔ میں جناب سے اس رپورٹ کا صرف آخری پیرا پڑھنے کی اجازت چاہوں گا تاکہ آپ کے نوٹس میں آجائے۔

"ضبط تولید کا جسے خاندانی منصوبہ بندی (اور اب آبادی کی منصوبہ بندی) کہا جاتا ہے۔ ریاست کی باقاعدہ پالیسی کے طور پر اپنانا اسلامی شریعت کی رُوح کے خلاف ہے۔ ضبط تولید کی وجہ سے معاشرہ اعتقادی ارتداد، بے حیائی قومی سطح پر، جنسی بے راہ روی، ملکی دفاع اور اقتصادی ترقی کے لیے درکار افرادی قوت میں کمی کا شکار ہو جاتا ہے نیز اس سے نفسیاتی و اعصابی تناؤ کے سبب بسا اوقات ماؤں اور بچوں کی صحت بھی متاثر ہوتی ہے۔

کونسل نے اس دلیل کو رد کرتے ہوئے کہ آبادی میں اضافے سے قومی وسائل کم پڑ جائیں گے، رائے ظاہر کی کہ یہ دلیل اعداد و شمار کی رُو سے غلط ثابت ہو چکی ہے لیکن مغرب کی پراپیگنڈہ باز اپنی بدنیتی کے باعث اسے تیسری دنیا کے ممالک و اقوام کے سامنے برابر پیش کیے جا رہے ہیں۔

لہٰذا کونسل سفارش کرتی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو حکومتی سطح پر ترک کیا جائے۔

یہ ان کی سفارشات ہیں۔ یہ اس کا آخری پیرا ہے۔ آخر میں میں آپ سے دو باتوں کی اجازت چاہوں گا۔ ایک تو شناختی کارڈ کے متعلق سفارشات ہیں۔ یہ ۷۸-۱۹۷۷ کی رپورٹ ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا! آپ اندازاً بتا سکیں گے کہ کتنا وقت لیں گے، کیونکہ

میرے پاس ابھی تین مقرروں کے نام باقی ہیں۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی : صرف ایک نکتہ اور ہے اور اس کے بعد دو تجاویز ہیں۔
میں جناب کا بہت شکر گزار ہوں۔ میں بہت اختصار کے ساتھ عرض کروں گا۔
رپورٹ بابت ۷۸-۱۹۷۷ کا صفحہ ۱۵۲۔
ہمارے انٹرنیشنل پاسپورٹ پر پہلے مذہب کا اندراج نہ تھا ہمارے شدید تقاضے کے بعد اس پر مذہب کا اضافہ کیا گیا ہے لیکن انٹرنیشنل پاسپورٹ کی بنیاد شناختی کارڈ ہوتی ہے۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا کوئی خانہ نہیں ہے چنانچہ اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی کہ شناختی کارڈوں پر دین کا خانہ بڑھایا جائے۔ یہ اضافہ اس لیے تجویز ہوا کہ بعض موجودہ اور مجوزہ قوانین کے نفاذ کے لیے شہریوں کے دین کا جاننا بھی ضروری ہے۔ مثلاً زکوٰۃ اور عشر کی وصولیابی، حدود کا نفاذ وغیرہ۔"
اس لیے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ ہونا چاہیئے شناختی کارڈ کے رنگ علیحدہ ہونے چاہییں۔ ہم نے یہ تجویز اپنی وزارت مذہبی امور کو بھی دی تھی۔ جس طرح سعودی عرب میں مسلم اور غیر مسلموں کے کارڈوں کے رنگ علیحدہ ہیں تو مسلمانوں کے شناختی کارڈوں کا رنگ اور ہو اور غیر مسلموں کے شناختی کارڈوں کا اور ہو۔ یا ان میں مذہب کے ایک خانے کا اضافہ کیا جائے۔ اس کے بھی بین الاقوامی طور پر بڑے اثرات ہیں۔ اس کی بڑی ضرورت ہے لیکن اس سفارش کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے۔
آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ معلمین السنہ شرقیہ کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں بھی اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی سفارشات دی ہیں جو معلمین عربی، اردو، فارسی کی زبانیں پڑھاتے ہیں، جو ہماری قومی اور مذہبی زبانیں ہیں ان کے ساتھ بالکل سوتیلے پن کا سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ بھی اپنی کلاسوں یعنی نویں دسویں کو پڑھاتے ہیں اور انگریزی والے بھی انہی ہائی کلاسوں کو پڑھاتے ہیں لیکن ان کا گریڈ ۹ ہے اور اُن کا گریڈ ۱۵ ہے۔ یہ تفاوت اتنک

جارہی ہے۔ بدیشی زبان پڑھانے والوں کو گریڈ ۱۵ ملتا ہے، قرآن اور حدیث کی زبان پڑھانے والے، اسلام پڑھانے والے، قومی زبان اردو پڑھانے والے کو گریڈ نمبر ۹ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں سفارش ہے کہ

معلمین السنہ شرقیہ کے گریڈ :

"اس وقت یونیورسٹی گریجویٹوں اور السنہ شرقیہ کے فارغ التحصیل لوگوں کے مابین غیر مساویانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ موخرالذکر کو کم درجہ (سکیل) دینے سے عربی فارسی اور قومی زبان اردو کی طرف طلبہ کی رغبت کم ہوتی جارہی ہے۔"

جب استاد کو گریڈ ۹ ملے گا تو طالب علم کیسے سوچے گا کہ اسے عربی، فارسی یا اردو پڑھنی چاہیے۔

"... اس سوتیلے پن کے سلوک کا کوئی جواز نہیں۔ لہٰذا اسلامی کونسل نے حکومت سے سفارش کی کہ السنہ شرقیہ اور انگریزی کے اساتذہ کے مابین موجودہ تفاوت اور امتیاز کو ختم کیا جائے۔ ان کے تنخواہ کے مدارج قیام پاکستان سے پیشتر کی طرح برابر کیے جائیں اور دوسرے معاملات میں بھی انہیں انگریزی گریجویٹوں کے برابر تسلیم کیا جائے۔"

لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک ہمارے پنجاب میں اس پر عمل درآمد نہیں ہوا جبکہ سندھ میں السنہ شرقیہ کے اساتذہ کو وہی گریڈ مل رہا ہے جو انگریزی والوں کو ملتا ہے یعنی گریڈ ۱۵۔ میں نے اس سلسلہ میں جناب وزیر اعلیٰ کو ایک درخواست بھی پیش کی تھی۔ السنہ شرقیہ کے اساتذہ کی درخواست اور اپیل بھی مختلف طریقوں سے پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے۔ انہیں بھی وہ گریڈ ملنا چاہیے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی یہ سفارش کی ہے۔ یہ میں نے چند ایک مثالیں پیش کی ہیں کہ بہت اہم مسائل تھے جن کو نظر انداز کیا گیا ابھی تک ان کی طرف کسی قسم کی توجہ نہیں دی گئی۔

اب میں آخر میں جناب کی خدمت میں دو تجویزیں پیش کرتا ہوں۔

سفارشات تین قسم کے مسائل پر مشتمل ہیں۔ ایک مسائل وہ ہیں جو ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں، وہ مرکز کے دائرہ اختیار میں ہیں۔ ایک وہ مسائل ہیں جو ہمارے صوبے کے دائرہ اختیار میں ہیں اور تیسرے وہ مسائل ہیں جو صوبے اور مرکز کے درمیان مشترک ہیں۔ ہمیں ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینی چاہیے جو کمیٹی ان سفارشات پر غور کرے اور وہ مسائل اور سفارشات جو صوبے سے متعلق ہیں ان کو علیحدہ چھانٹ کر اور قانون کی شکل دے کر ان کو اپنے صوبے میں فوری طور پر نافذ کیا جائے۔ اس سلسلے میں سرحد اسمبلی نے قابل تقلید مثال پیش کر دی ہے اگر ہم خود محنت نہیں کر سکتے تو کم از کم اس میں عار نہ ہونی چاہیے اور سرحد اسمبلی کی کمیٹی نے جو رپورٹ اور سفارشات اپنی اسمبلی میں پیش کی ہیں کہ یہ سفارشات ہمارے صوبے سے متعلق ہیں، ان کو قانون کی شکل دی جائے۔ کم از کم انہی سے استفادہ کر لیا جائے۔ اول تو ہماری اپنی ایک کمیٹی ہونی چاہیے جو کمیٹی غور کر کے ان سفارشات کو علیحدہ کرے اور پھر ان کو قانون کی شکل دے کر اپنے صوبے میں نافذ کیا جائے۔ اور وہ سفارشات جو مرکز سے تعلق رکھتی ہیں یا مشترک ہیں، ان کے بارے میں میری یہ تجویز ہے کہ ہماری اسمبلی اپنی طرف سے سفارش کرے کہ سفارشات اتنی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ تیار کی گئی ہیں۔ ہم مرکز کو سفارش کرتے ہیں کہ ان کو قانون کی شکل دے کر فوری طور پر نافذ کیا جائے یہ میری دو تجویزیں ہیں۔ میں جناب کا شکر گزار ہوں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

مختار اے شیخ: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے آج مجھے اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس کے بارے میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ جناب والا! سب سے پہلے میری گزارش یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام ۱۹۶۲ میں عمل میں لایا گیا تھا۔ اس وقت سے لیکر آج تک اسلامی نظریاتی کونسل نے تقریباً ۳۵۳ قوانین کا جائزہ لیا۔ اور محنت وزارتوں کی آسانی کے لیے ۵۶ قوانین کے متعلق ترمیمی آرڈیننس تیار کر کے حکومت کو پیش کیے۔

وفاقی شرعی عدالت کے چھوڑے ہوئے مندرجہ ذیل قوانین کا بھی انہوں نے جائزہ لیا۔ نہ صرف شخصی قوانین ۶ بیمہ ۱۱ قوانین محاصل ۱۹ .....

بیگم نجمہ حمید : جناب چیئرمین، کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : گنتی کی جائے۔ (گنتی کرنے کے بعد گھنٹیاں بجائی گئیں۔ گھنٹیاں بجانے کے بعد کورم پورا ہو گیا اور کارروائی اجلاس دوبارہ شروع ہوئی۔

جناب چیئرمین : جی میاں صاحب!

میاں مختار اے شیخ : مالیت کے متعلق قوانین ۲۴ متفرق قوانین ۶۶ ہیں اور اور جو جائزہ اسلامی نظریاتی کونسل نے لیا اور میرے فاضل دوستوں نے جو گزارشات کی ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے کوئی ایسا کام سرانجام نہیں دیا جس سے کہ صحیح معنوں میں حق ادا کیا ہو۔ وفاقی شرعیت کے بارے میں یہ جو کہا جا رہا ہے، انھوں نے ایسے مسائل کے حل کے لیے کوئی نمایاں کوشش نہیں کی۔ یہ سراسر غلط ہے۔ گزشتہ ۲۴ برسوں میں جو کام سرانجام دیے ہیں وہ بڑے قابلِ قدر ہیں اور ان میں سے سب سے پہلے جس پر حکومت پاکستان نے عمل کیا ہے وہ زکوٰۃ اور عشر کا نظام ہے جس میں اسلامی نظریاتی کونسل نے جو ان کو رائے دی تھی اس پر عمل کرتے ہوئے گزشتہ کئی برسوں سے اربہا روپیہ کاٹا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں جو اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ تو میں اس سلسلے میں عرض کروں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ جو ہے اس میں اسلامی نظام محاصل کے سلسلے میں انہوں نے یہ لکھا ہے۔ نظامِ زکوٰۃ کے سلسلہ میں موجودہ آرڈیننس سے یہ بات واضح ہے کہ چھوٹی چھوٹی بچت کرنے والوں کے جمع شدہ سرمایے یا انکم ٹیکس سے سہولت حاصل کرنے کے پیش این آئی ٹی یونٹ اور دوسرے اثاثے خریدنے والوں سے زکوٰۃ جبراً وضع کی جاتی ہے۔ مگر بڑے بڑے سرمایہ دار، تاجر یا صنعت کار اس قانون کے جبری اطلاق سے قطعاً آزاد ہیں۔ یہ بات بھی قابلِ اعتراض ہے کہ ۵ برس سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے والا کاشتکار

تو عشر کی ادائیگی کرے مگر لاکھوں اور کروڑوں کے مالک صنعت کار اس قانون کی زد سے باہر ہیں۔ گویا محنتی کسان اور چھوٹا زمیندار عشر کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے مگر ذخیرہ اندوزی اور بلیک کرنے والے تاجر صنعت کار حضرات کو تحفظ حاصل ہے۔ تو انہوں نے اس سلسلے میں یہ گزارش کی ہے کہ انکم ٹیکس کا جو قانون رائج ہے اس میں ریلیکس کر دیا جائے اور اس کے نفاذ کے طریقہ کار کو بدل دیا جائے۔ انکم ٹیکس اسلامی نظریاتی کونسل کے خیال میں اسلامی آئین کے تحت نہیں آتی۔ اگر اسے ختم کر دیا جائے تو زکوٰۃ ملک کے ہر باشندے اور تمام لوگوں پر اسی طرح سے نافذ العمل ہو جس طرح کہ آج نافذ العمل ہے۔ تو اس سے جو اربوں روپیہ ہمیں انکم ٹیکس میں وصول ہوتا ہے زکوٰۃ کے ذریعے ہم اس سے زیادہ رقومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ جو لوگ زکوٰۃ سے اپنے آپ کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں وہ استثنیٰ کے ذریعے نہیں بچ سکیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ مرکزی حکومت کو ہم اپنے صوبے کی طرف سے یہ گزارش کریں کہ وہ انکم ٹیکس کے قوانین کو تبدیل کریں اور انہیں ایسا ریلیکس کریں جو شخص جو تاجر یا صنعت کار یا زمیندار جو انکم ٹیکس ادا کرتا ہے اس پر انکم ٹیکس کے قوانین اس طرح سے نافذ نہ ہوں جس طرح سے آج کل ان پر نافذ کیے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ دیت کا قانون جو اسلامی نظریاتی کونسل نے بنا کر حکومت پاکستان کو دیا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے نافذ کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے اور اسے اس ملک کی ضروریات کے پیش نظر فی الفور نافذ کرنا چاہیے۔ اسی طرح حکومت پاکستان نے کچھ عرصہ پہلے قاضی کورٹس کے قیام کا فیصلہ کیا اور بے شمار لوگوں کو اس سلسلے میں تربیت بھی دی گئی لیکن ابھی تک اس کا نفاذ عمل میں نہیں لایا گیا تو میں اس ایوان کی طرف سے یہ استدعا کروں گا کہ ان قاضی کورٹس کے قیام کو فوری طور پر عمل درآمد کیا جائے اور اس کے قیام کو تیز تر کیا جائے تاکہ جو انصاف ہمیں بڑی مشکلوں سے مہیا ہوتا ہے اور بڑا مہنگا ہوتا ہے۔ ہم لوگوں کو اتنے آسان اور سستے طریقے

سے مہیا کر دیں جو قاضی کورٹس کے قیام کا طریقہ کار بنایا گیا ہے۔ اسی طرح سے حدود آرڈیننس ہے۔ اور حدود آرڈیننس کو ہم نے پوری طرح نافذ نہیں کیا۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ اسے بھی فوری طور پر نافذ کیا جائے اسی طرح بیمہ کے قوانین ہیں، جہاں جہاں یہ فلاحی کاموں کے لیے استعمال ہو رہے ہیں، اسلامی نظریاتی کونسل نے اسے جائز قرار دیا ہے لیکن اس نے یہ دیکھا ہے کہ بیمہ کی پالیسیوں پر کچھ روپے انسان اقساط میں ادا کرتا ہے تو اسلامی نظریاتی کونسل اسے جُوا قرار دیتی ہے اور اسے جائز قرار نہیں دیتی۔ تو جہاں جہاں بھی بیمہ فلاحی کاموں کے لیے ہے وہاں اسلامی نظریاتی کونسل نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح سے میرے دوست جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے بڑے عمدہ دلائل کے ساتھ اس کی وضاحت کی ہے اور انہوں نے اس پر کافی ریسرچ کی ہے۔ میں انہیں اس بات پر مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑے عمدہ طریقے سے اس کی وضاحت کی ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کو اسلامی نظریاتی کونسل نے قطعاً غیر اسلامی قرار دیا ہے اور اس پر کروڑہا روپے خرچ کیے جا رہے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ آپ اس منصوبہ بندی کو ہمیشہ کے لیے ترک کریں اور اس سلسلے میں جو کروڑوں اور اربوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں وہ سراسر غلط ہیں اور ان کا استعمال بھی بعض جگہوں پر غلط ہو رہا ہے۔ اور اسلامی نظریاتی کونسل سے پوری طرح سے مترد کر چکی ہے، لہٰذا اسے فوری طور پر پاکستان سے ہٹا دینا چاہیے اور اسے نافذ العمل نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح سے قانون حق شفع ہے۔ اس کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل نے پورا پری ایمپٹ اسلام کے مطابق بنا کر حکومت پاکستان کو دیا ہے اور اس رپورٹ میں بھی وہ شامل ہے۔ اسے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں بھی چیلنج کیا گیا تھا۔ شریعت بنچ میں جناب جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب نے اس کا فیصلہ اسلامی نظریاتی کونسل کے مطابق دیا اور پھر سپریم کورٹ نے بھی۔ پھر مئی میں حق شفع کے قانون کے بارے میں جو اسلامی نظریات ہیں۔ ان کے مطابق اس کا فیصلہ دے دیا ہے موجودہ

قانون حق شفع ۱۹۱۳ء خلاف آئین ہے اور آئین ۱۹۷۳ء کی ۲۰۳ کلاز کی وہ صریحاً خلاف ورزی کرتا ہے۔ لہٰذا جس طرح اسلامی نظریاتی کونسل اور سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے اسے بھی فی الفور نافذ ہونا چاہیے۔ اس میں جو انہوں نے شفع کرنے والے کے حقوق متعین کیے ہیں کہ وہ ہمسایہ ہو اور اس کے ذرائع آبپاشی مشترک ہوں (Co-Share) ہو اور اس کے جو حقوق ہیں اس طرح سے اسے انھوں نے نافذ العمل کیا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے مطابق اس قانون کو بھی حکومت پاکستان یا وہ پنجاب حکومت کے دائرہ کار میں بھی آتا ہے تو میں یہ استدعا کروں گا کہ حکومت پنجاب اسے اسی طرح سے عمل میں لائے۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ مسلم عائلی قوانین کے بارے میں آج کل بڑا غوغا ہے۔ خواتین اور مردوں کے درمیان قومی اسمبلی میں یہ مسئلہ کافی زیر بحث آیا ہوا ہے اور غالباً اسی وجہ سے یہ شریعت بل نیشنل اسمبلی میں مؤخر کیا گیا ہے۔ تو مسلم عائلی قوانین کے بارے میں بھی جو مناسب فیصلے ہیں اور جو آج کی ضرورت ہے اور جو ہمارے طرز عمل میں لانے ضروری ہیں انہیں بھی اور اسلامی نظریاتی کونسل کے بنائے ہوئے قوانین پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور اس میں خواتین کو بھی شامل کیا جائے اور مسلم عائلی قوانین کے جو متعلقہ احکامات اور طریقہ کار ہیں ان میں ترمیم کر کے انہیں بہتر طریقہ سے نافذ العمل کیا جائے۔ آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے جو یہ کام کیا ہے یہ قابل تحسین ہے۔ ہم ان تمام ججوں کو اور ان تمام سکالرز کو اور تمام ان علمائے کرام کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایسا کام کر دکھایا ہے جو ہمارے لیے آج جس کام کے لیے ہم نے پاکستان بنایا تھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حکومت ہو گی اور یہاں پاکستان میں اسلامی آئین کو نافذ کریں گے انہوں نے اس کے راستے میں جتنی بھی رکاوٹیں تھیں انہیں دور کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے خیالات اور نظریات کو جلد از جلد نافذ العمل کریں اور اس ملک کو پوری طرح سے اسلامی قوانین کے تابع چلانے کی کوشش

کریں ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین : فضل حسین راہی صاحب ۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر ! میں اسلامی نظریاتی کونسل کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ اس رپورٹ کا جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اراکین اسلامی نظریاتی کونسل نے بعض معاملات پر بڑی واضح تشریح کی ہے مثلاً جن میں انہوں نے کہا ہے کہ بیرونی قرضے جو ہم غیر ممالک سے حاصل کرتے ہیں وہ ہمارے اپنے اقتصادی نظام کو تباہ کرتے ہیں ۔ نہ صرف اقتصادی نظام کو تباہ کرتے ہیں بلکہ ہمارے اقتصادی نظام کے ساتھ ساتھ ہمارا دین جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا ہوا ہے اس دین میں بھی یہ خلل اندازی کرتے ہیں ہم ان کے ساتھ جس سطح پر dealing کرتے ہیں ہم مسلمان نہیں رہتے مجھ سے بہتر یہاں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب یا دیگر دوست یہ سمجھتے ہوں گے کہ اسلام کے بارے میں ہمیں کتنا راسخ العقیدہ رہنے کے لیے کہا گیا ہے مثال کے طور پر یہ واضح حکم ہے کہ سود لینا اور دینا خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ لڑنے کے مترادف ہے ۔ جناب سپیکر ! ہم نے کتنی سادگی سے اقتصادی نظام میں سود کو داخل کیا ہوا ہے اور سب کے سامنے ہے اس لحاظ سے ہمیں کچھ تھوڑی بہت میں سمجھتا ہوں کہ شرم نہیں آتی کہ ہم سود میں سے زکوٰۃ کو کشید کر رہے ہیں ۔ ہمارا نظام سودی نظام ہے اور بینکوں کے کھاتوں میں رقم جمع ہوتی ہے اس میں سے جو زکوٰۃ منہا کی جاتی ہے اس میں یہ کیا جاتا ہے کہ ۱۲ فیصد اس پر سود ہے اور ۱۲ فی صد میں سے وہ اڑھائی فیصد نکال دیے گئے ہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے اور جس طرح سود میں سے زکوٰۃ کشید کرتے ہیں یا زکوٰۃ کا جو نظام ہے اور یا لوگ

ہم اپنے رزقِ حلال میں سے زکوٰۃ نہیں دیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف جنگ لڑنے کے مترادف ہے ۔

جناب سپیکر ! دوسری بات یہ ہے کہ فنِ مصوری کو یا مجسمہ سازی کو اسلامی نظریاتی کونسل غیر دینی مضمون قرار دے کر ان پر پابندی لگانے کا مطالبہ کرتی ہے

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں اگر ہم ایسی آراء پر عمل کریں گے تو اس سے ہم اسلام اور دین کی کوئی خدمت نہیں کر رہے ہوتے بلکہ ایک سٹیٹ کو theocratic state میں ہم تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر، اسلام کسی حوالے سے بھی theocracy کا حامی نہیں ہے۔ ہم ملوکیت، شہنشاہیت یا theocracy کو بحیثیت مسلمان ناپسند کرتے ہیں اور اسلام بھی ناپسند کرتا ہے۔ جناب سپیکر ایک بڑی عجیب بات ہے کہ جب اسلامی نظریاتی کونسل کو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ نجی ملکیت کے بارے میں اپنی رائے دے تو اسلامی نظریاتی کونسل بلا دھڑک اپنی رائے کا اظہار کرتی ہے کہ نجی ملکیت ہر طرح سے جائز ہے۔ لیکن جناب سپیکر، یہ خوشحال طبقوں کا اسلام ہے۔ اگر نجی ملکیت اسلام میں جائز ہوتی تو قرآن حکیم میں کبھی یہ ارشاد نہ ہوتا کہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اور تم کون ہو جو اس کے گرد لکیریں کھینچتے ہو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اسلام میں نجی ملکیت کو جائز قرار دیا جاتا اور مختلف ذرائع سے کمائی جانے والی آمدنی جس کی بنیاد میں حرام ہے اس دولت کو یا اس جائیداد کو یا اس ملکیت کو ہم جائز قرار دیتے ہوں گے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کی کوئی خدمت نہیں کر رہے ہوتے۔ جناب سپیکر، نجی ملکیت اسلام میں کسی حوالے سے بھی جائز نہیں ہے بلکہ اسلام میں یہ ارشاد ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر آپ کے پاس ضرورت سے زائد ہے تو وہ لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ جناب سپیکر، یہاں میں ایک واقعہ کا حوالہ دوں گا کہ افطاری کا وقت تھا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضؓ کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اور افطاری کے وقت حضرت بلال حبشی رضؓ نے اپنی جیب سے چند کھجوریں نکالیں.....

مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، میں عرض کروں گا کہ جناب راہی صاحب اگر اپنے نظریات پیش کرنا چاہتے ہیں تو وہ ضرور کریں لیکن اسلام کا نام لیکر اسلام سے غلط بات مت منسوب کریں کہ اسلام میں نجی ملکیت نہیں ہے۔ اگر اسلام میں نجی ملکیت نہ ہو تو نہ عشر کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ زکوٰۃ کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف احادیث ہیں جو میں گزشتہ اجلاس میں بتا چکا ہوں۔ مَنْ اَحْیَا

ارضاً میتاً فھی لہٗ ۔ اگر کوئی بنجر زمین آباد کرتا ہے تو وہ اس کا مالک بن جاتا ہے ۔ نجی ملکیت سے سرے سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ جو جاگیریں انگریز دے گیا ہے یا جو جاگیریں غلط طریقہ سے حاصل کر کے یا قبضہ کر کے مالک بن چکے ہیں ان کے متعلق تحقیق کی جائے کہ ان کی اصل ملکیت ہے یا نہیں ہے لیکن اصل ملکیت، نجی ملکیت جو بھی کی جائز طریقہ سے ہے، اس کی قرآن اور حدیث اور نبی کریم کی سنت اور صحابہ کا عمل اس کی اجازت دیتا ہے لہذا یہ نہ کہیں کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا ہے، اپنا نظریہ وہ جو پیش کرنا چاہتے ہیں وہ کریں، اسلام کا نام نہ لیں۔

جناب فضل حسین راہی : ..... جناب والا ! قرآن حکیم میں یہ ارشاد ہے زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اور تم کون ہو جو اس کے گرد لکیریں کھینچتے ہو۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر ۔ یہ ایسے نہیں، ان کو چاہیے کہ آیت پڑھ دیں تاکہ سارے ایوان کے ممبران کو اس کا پتہ چل جائے کہ وہ کون سی آیت ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ خط نہ کھینچے، وہ کون سی آیت ہے۔ یہ آیت قرآن ہے کہ "اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ" کہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ جس کو چاہتے ہیں وارث بنا دیتے ہیں۔ یہ تو آیت ہے لیکن جو یہ فرما رہے ہیں کہ اس کے آگے خط نہ کھینچے یا اس کا کوئی مالک نہیں ہے۔ یہ جس پارے کی آیت ہے۔ اس کا پارہ اور رکوع بھی بتا دیں ....

جناب چیئرمین : مولانا، آپ ان کی تقریر کے دوران مخل نہ ہوں، تقریر کے بعد اگر آپ جواب دینا چاہیں گے تو دے دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر، یہ ایک بات غلط کر رہے ہیں اور اسلام کی طرف اور قرآن کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ میں تو تقریر کر چکا ہوں، بعد میں تو مجھے موقع نہیں ملے گا، میں تو صرف پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ان کی غلط بات کی نشان دہی کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر - میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاشرے میں تضاد سخت ناپسند تھا اور جناب مولانا صاحب اس بات کی تصدیق کریں گے ، کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے اپنا ایک مکان بنایا اور وہ مکان باقی تمام مکانوں سے مختلف بنایا تو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا تو آں حضرت نے دریافت کیا کہ یہ کس کا مکان ہے تو صحابہ نے بتایا کہ یہ فلاں صحابی کا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی سے سخت ناراض ہوئے ، صرف اس لیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ تھا کہ تم اس امت کے درمیان تفریق پیدا کر رہے ہو ، امتیاز پیدا کر رہے ہو ، جس امت کو میں مساوات کی تعلیم دیتا ہوں ، ایسی مثالیں جیسا کہ میں پہلے عرض کرنے والا تھا کہ افطاری کے وقت حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جیب سے کھجوریں نکالیں اور افطاری ہوئی ۔ جب افطاری ہو چکی اور کھجوریں باقی بچیں تو ان کو حضرت بلال نے اپنی جیب میں رکھ لیا ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ بلال یہ تم نے کیوں رکھی ہیں ، تو بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ، انہیں میں صبح سحری کے وقت کھالوں گا ، جناب سپیکر ، اب کسی عالم دین سے اس بات کی تصدیق کروائی جائے ۔ اگر یہ بات درست ہے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک تھا کہ دو چیزوں پر آپ کا اعتقاد کمزور ہو جاتا ہے ۔ اگر آپ اپنے لیے بچا کر رکھیں گے اور رکھ کر سو جائیں گے پھر آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے یہ طے کر لیا ہے کہ آپ صبح اٹھیں گے اور ضرور اٹھیں گے اور وہ چیز کھائیں گے ۔ جب کہ اللہ تعالیٰ آپ کی جان کسی بھی لمحے آپ کے جسم سے جدا بھی کر سکتے ہیں ۔ جناب سپیکر پھر ان کا ارشاد تھا کہ جو باری تعالیٰ کی ذات آپ کو صبح تک زندہ رکھے گی ، وہ آپ کو صبح کھانے کو نہیں دے گی ، جو آپ کو صبح تک زندگی دے گی ؛ جو ذات آپ کو زندگی عطا کرتی ہے وہ آپ کو صبح کا کھانا بھی فراہم کرے گی ۔ تو جناب والا ، یہ سنا تھا کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام کی تمام کھجوریں نکالیں اور دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیں ، یہ ہے اسلام ۔ اور اس میں کوئی امتیاز نہیں ہے

ہر ایک کی حیثیت برابر ہے۔ جناب سپیکر، یہ نجی ملکیت کا جو تصور ہے یہ معاشرے کے اندر تضاد پیدا کرتا ہے۔ آپ اس بات سے اندازہ لگائیے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقع پر جو خطبہ دیا۔ اس خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا تھا کہ کسی گورے کو کالے پہ فوقیت نہیں ہے اور کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی امیر کو غریب پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہم سب برابر ہیں اور ہم سب مسلمان ہیں، ہم سب ایک ہی امت ہیں، جناب سپیکر، اگر کسی بھی شخص کو کسی پر امتیاز کا حکم نہیں ہے۔ تو یہ اسلام کے اندر نہیں ہے۔ اسلام کے علاوہ اگر کوئی سماج قائم کرکے آپ لوگوں کو امتیازی حیثیت دے دیتے ہیں تو یہ آپ کی حکومت چاہے آپ اس کو اسلامی کہیں یا غیر اسلامی کہیں، لیکن میرے نقطۂ نظر سے وہ حکومت غیر اسلامی ہے جو امتیاز پیدا کرتی ہے اور جو تفریق پیدا کرتی ہے کسی بھی سماج کے اندر، اور کسی بھی معاشرے کے اندر۔ جناب سپیکر، اب آپ اندازہ کیجیے کہ نجی ملکیت کے نام پہ کتنی کتنی جائیدادوں کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اس بات سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا ہے کہ موجودہ دور میں جو بھی جرائم ہو رہے ہیں، جو بھی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں، وہ صرف اور صرف اس لیے ہیں کہ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم جو ہے اس نے ہماری سماجی قدروں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ جناب والا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ضرورت سے زائد دولت اپنے پاس جمع رکھیں گے، قیامت کے دن وہی دولت ان کی پشتوں پر داغی جائے گی۔ اب جناب والا! اگر دولت اتنی کشش والی چیز ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسے جمع کرنے کا حکم ہوتا۔ خداوند تعالیٰ کی ذات سے اسے جمع کرنے کا حکم ہوتا۔ جناب میں یہ کہتا ہوں کہ تمام خرابیوں کی بنیادی جڑ جو ہے وہ دولت کا نظام ہے۔ اگر ہم دولت کو حاصل کرکے لوگوں میں برابری کی بنیاد پر ہم تقسیم کر دیتے تو یہاں صورت حال بدل سکتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پاکستان کے تمام جرنیل، پاکستان کے تمام سیاست دان، پاکستان کے تمام علمائے کرام اور پاکستان کے وہ تمام ممتاز افراد جو کہ اس معاشرے کو چلانے کے دعویدار ہیں، میں

کہتا ہوں کہ وہ صرف اور صرف اپنی جائیدادیں عوام کے نام پر منتقل کر کے پھر اس ملک کو چلا کر دیکھیں، تو میں دیکھوں گا کہ کہاں اس ملک میں مسائل باقی رہتے ہیں، یہ مسائل صرف اس لیے پیدا ہوتے ہیں کہ ایک آدمی محروم ہو جاتا ہے اور دوسرا آدمی اس کا حصہ لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جب انسان کو زمین پر پیدا کرتی ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کا رزق بھی زمین پر اتار دیا جاتا ہے۔ اس میں اضافہ کر دیا جاتا ہے لیکن جناب سپیکر، میں ایک بے گھر شخص ہوں۔ زمین میرے پاس نہیں ہے، اب میرے حصے کا اناج میرے گھر کی چھت پر نہیں اگے گا، وہ میری بیٹھک میں نہیں اگے گا وہ زمین میں اگے گا لیکن وہ زمین کسی ٹوانے کی ہوگی یا کسی سہگل کی ہوگی، یا کسی داؤد کی ہوگی۔ اور میرے حصے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا میرے حصہ کا جو رزق ہے وہ بھی وہ اپنے ساتھ لے جائے گی، پھر جناب والا، اسلام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زور دیا گیا ہے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد پر ہے اور یہ فرما دیا گیا ہے کہ میں حقوق اللہ تمہیں معاف کر سکتا ہوں لیکن حقوق العباد معاف نہیں کر سکتا۔ اب جناب والا، آپ اس کا تعین کریں۔ کہ حقوق العباد کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی ذات جس نے ہمیں معافی دینی ہے، جس نے ہمارے لیے جنت اور دوزخ کا فیصلہ کرنا ہے، اس کی ذات بھی یہ فرماتی ہے کہ اگر تم میری خوشنودی کے لیے، میری رضا کے حصول کے لیے یا مجھے راضی کرنے کے لیے کوئی بھی عمل کرتے ہو اور ان اعمال کا تعلق صرف اور صرف میری ذات سے ہی ہے اور اگر تم میری ذات کے لیے وہ عمل نہیں بھی کرتے تو میں تمہیں معاف کر سکتا ہوں، لیکن تمہیں میں حقوق العباد کی صورت میں معاف نہیں کر سکتا ہوں۔ اب جناب والا! اس کا تعین کر کے دیکھ لیجیے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ملتا ہے کہ اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا مر گیا تو قیامت کے دن تم سے حساب لیا جائے گا۔ ہم اب اس کا تعین اس طرح سے کرتے ہیں کہ اگر ہم حکمران ہیں تو حکمران کے ذمہ یہ چیز عائد ہو جاتی ہے کہ وہ روٹی، کپڑا، مکان تعلیم اور علاج معالجہ کی تمام سہولتیں اور عزت نفس اور عدل و انصاف ہر شخص کو مہیا کرے اور وہ ہر

شخص کو روزگار مہیا کرے۔ اصل اور صحیح معنوں میں اسلام کی جو روح ہے وہ یہ ہے۔ جناب سپیکر، اسی حوالے سے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اسلام کے بارے میں جو رپورٹ پیش کی ہے اس کو پڑھنے کے بعد یہ انداز ہوتا ہے کہ یہ خوشحال طبقوں کا اسلام ہے۔

جناب سپیکر! نظریاتی کونسل خوشحال طبقوں کے اسلام کی بات کرتی ہے اگر نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹ میں یہ کہا ہوتا کہ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو اور کسی کی صلاحیت کے مطابق اس سے کام لو اور کام کے مطابق اس کو معاوضہ دو ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ رپورٹ مزدوروں اور عام لوگوں کے حق میں جاتی ہے۔

جناب سپیکر، یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ آپ ایک طرف تو دولت کو جمع کرنے کے اختیارات دیے جارہے ہیں۔ آپ اگر ایسا نظام قائم کرتے ہیں، آپ اگر ایسی حکومت قائم کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کی حکومت اسلامی ہوجائے گی۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ عالم اسلام کے اندر تفریق پیدا کرتے ہیں۔ جناب سپیکر، میں یہ پوچھنا چاہوں گا، بلکہ آپ پر بھی واضح ہے، سب پر واضح ہے کہ اسلام بنیادی طور پر اتحاد اور مساوات کا درس دیتا ہے۔ لیکن جناب والا، ہو یہ رہا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے وہ اراکین اپنے اپنے فرقہ کے نمائندہ مولوی ہونے کی حیثیت سے نامزد کیے گئے ہیں۔ اسلام کے شیدائی ہونے کی حیثیت سے نامزد نہیں کیا گیا۔ اب ہم اپنی مسجد کے لاؤڈ سپیکر کا منہ دوسرے کی مسجد کے لاؤڈ سپیکر کی طرف کرکے ہم اس کے خلاف جو بکواس کرنا چاہیں کرتے چلے جائیں اور پھر ہم یہ کہیں کہ ہم دینی فریضہ ادا کر رہے ہیں جو امت رسول میں تفرقہ پیدا کرتا ہے، تفریق پیدا کرتا ہے وہ کسی لحاظ سے بھی مسلمان نہیں ہے اور یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جناب سپیکر، اگر آپ فرقے بھی قائم رکھنا چاہیں کہ دیوبندی بھی قائم رہے، بریلوی بھی قائم رہے اور اہل حدیث بھی قائم رہے تو پھر جناب سپیکر، یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ آپ کس کا اسلام

چاہتے ہیں ؛ اگر آپ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرتے ہیں تو پھر اُمت اسلام میں تفریق کی گنجائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اس وقت ہمارے اپنے سماج کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ جس دن سے پاکستان کی تخلیق ہوئی ہے اس دن سے لے کر آج تک کا آپ اندازہ کریں ان حقائق کو سامنے لائیں کہ ہمارے ملک کے قانون نافذ کرنے والے ادارے وہ کس کے خلاف متحرک رہے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک کا نظام نہ اسلامی ہے نہ سوشلزم پر مبنی ہے بلکہ یہ کسی قسم کا نظام نہیں ہے۔ میرے بزرگ دوست سید طاہر احمد شاہ نے ٹھیک کہا تھا کہ پاکستان میں لوٹ کھسوٹ کا نظام نافذ ہے۔

ایک معزز رکن : جناب سپیکر، اس میں تجاویز آنی چاہییں تھیں۔ ترامیم آنی چاہییں تھیں۔ یہ تو امن عامہ پر تقریر ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین : راہی صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ پاکستان میں قانون نافذ کرنے والے ادارے کس کے خلاف متحرک رہے ہیں؟ تخلیق پاکستان سے لے کر آج تک ہم تمام وہ افراد جن کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں وہ بے گناہ ہیں یا گنہگار ہیں یا وہ ملزم یا مجرم ہیں۔ ہم ان کی اگر طبقاتی حیثیت کا جائزہ لیں گے تو آپ کو خال خال ہی پاکستان کا کوئی سرمایہ دار یا پاکستان کا جاگیردار سال میں ایک آدھ دفعہ کسی پرچے میں ملوث ہوا ہوگا بلکہ اس کا نتیجہ بھی یہ نکلا ہوگا کہ وہ اگر حقیقت میں مجرم بھی ہوگا تو تب بھی وہ بری ہو چکا ہوگا۔ اس لیے کہ ہمارے ملک پاکستان کا نظام ہی ایسا ہے۔ اس کی بنیاد دولت پر ہے جن کے پاس دولت ہے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، وہ ٹیلی فونوں پر اپنے مقدمات ختم کروا لیتے ہیں۔ اگر آپ اس قسم کے نظام کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اور پھر اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اسے اسلامی نظام بھی کہا جائے اس لیے اسے حکومت بھی کہا جائے۔ اور یہ بھی کہا جائے کہ ہمارے حکمران

اسلام کے نفاذ میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں تو پھر جناب سپیکر یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی۔ جناب سپیکر، آپ خود اندازہ کیجیے کہ ایک شخص اپنے خون پسینہ کی کمائی سے پیسہ کماتا ہے اور اس پیسے کے عوض وہ روٹی لاتا ہے۔ اسلامی نظام کے اندر وہ شخص اس وقت تک روٹی نہیں کھا سکتا جب تک وہ اپنے اردگرد کے چالیس گھروں کا دروازہ نہیں کھٹکھٹا لیتا اور ان سے پوچھ نہیں لیتا کہ یہاں کوئی بھوکا تو نہیں ہے۔ جناب سپیکر اگر اس کے اردگرد کوئی شخص بھوک سے مر رہا ہے تو اس کے خون اور پسینے سے حاصل کی جانے والی روٹی اس شخص پر حرام ہو جاتی ہے جس نے محنت کر کے اسے حاصل کیا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، یہاں تک تو حقوق العباد ہیں۔ یہاں میں ایک اور مثال پیش کرنا چاہوں گا، اور میرا خیال ہے کہ یہ درست ہوگی۔ اگر اس میں کوئی غلطی بھی ہو تو مجھے اسکی معافی دے دی جائے کیونکہ میں اتنا عالم نہیں ہوں۔ ایک دفعہ سر سپرو کے ساتھ جو کہ ایک ہندو وکیل تھا۔ حضرت قائداعظم محمد علی جناح اور ہندو وکیل کا کیس کسی عدالت میں پیش ہو گیا۔ ایک ہندو تھا جس کی بہت بڑی جائیداد تھی اور وہ مر گیا۔ اس کا ایک مسلمان نوکر تھا جو اس کا بڑا وفادار تھا۔ اس کی اپنی اولاد جو کہ ہندو تھی وہ اس کے ساتھ وفادار نہیں تھی۔ اس ہندو نے اپنی وصیت میں یہ لکھا کہ میری تمام کی تمام جائیداد مسلمان نوکر کو دے دی جائے، لیکن اپنے بچوں کو اس نے عاق کر دیا۔ اب جناب سپیکر، یہ مقدمہ عدالت میں زیر بحث ہے اور سر سپرو صاحب عدالت میں دلیلیں دے رہے ہیں اور گھنٹوں کے حساب سے تقریریں کر رہے ہیں۔ اس کے بعد تیسرے یا چوتھے دن قائداعظم محمد علی جناح اٹھ کر کھڑے ہوتے ہیں تو وہ محض یہ کہتے ہیں کہ جناب مائی لارڈ یہ کتاب کا فلاں صفحہ ہے اور اس میں یہ بات درج ہے کہ یہ مقدمہ جو آپ سن رہے ہیں آپ کے اختیار سماعت سے باہر ہے۔ آپ اس مقدمے کو سن نہیں سکتے اس لیے کہ یہ زیادہ رقم کا مسئلہ ہے۔ آپ کے جو اختیارات ہیں اس کے تحت آپ کم مالیت کا مقدمہ سن سکتے ہیں۔ پھر انہوں نے اتفاق کیا کہ

ٹھیک ہے بات تو آپ کی درست ہے لیکن آپ نے پہلے دن اس کی نشاندہی کیوں نہیں کی۔ قائداعظم نے فرمایا کہ اگر میں اس بات کی پہلے دن نشان دہی کر دیتا تو میں سر سپرو کے دلائل کیسے سنتا۔ مجھے کیسے پتہ چلتا کہ یہ کیا کہنے والے ہیں شکر ہے میں نے ان کے سارے دلائل بھی سُن لیے اور ان کی تقریر بھی سُن لی۔ اب یہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ جب خدا کے پاس ہمارا معاملہ پیش ہوگا تو اللہ تعالےٰ قرآن حکیم میں یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں آپ کو حقوق اللہ معاف کر دوں گا لیکن حقوق العباد معاف نہیں کروں گا۔ ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جس بات میں آپ کے لیے کوئی معافی نہیں ہے آپ اس کمیں کو تیار کریں۔ آپ ایک ایسے کیس پر اپنی توانائی استعمال کریں جس میں آپ کے بچنے کے مواقع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی رحم دل ہے۔ اقتدار کی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں اقتدار میں تو یہ ہوتا ہے کہ جو حکمران ہوتا ہے۔ ان کی حمایت کرنے کے لیے علمائے سُو ہمیشہ میدان میں رہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی علمائے حق بھی ہوتے ہیں جو زندانوں میں بیٹھ کر کال کوٹھڑی میں بھی بیٹھ کر کسی کی اطاعت نہیں کرتے۔

جناب سپیکر، یہ میرے عقیدے کا پتہ نہیں مسلہ ہے یا نہیں ہے ذہنی طور پر میرا صرف ایک عقیدہ ہے کہ میں مسلمان ہوں، بس اس کے علاوہ میرا کوئی عقیدہ نہیں۔ جناب سپیکر ۱۲ امام ہیں اب پتہ نہیں کون سا فرقہ ان کو مانتا ہے اور کونسا ان کو نہیں مانتا، ان کو ماننا ضروری ہے یا نہیں یہ مجھے پتہ نہیں۔ مولانا صاحب تشریف رکھتے ہیں ان کو معلوم ہوگا کہ ۱۲ اماموں میں سے سات شہید ہوئے، پانچ طبعی موت مرے ہیں اور اگر آپ ان بارہ اماموں کی زندگیوں کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سالہا سال تک ان کو جیلوں میں رکھا گیا اور ان کی داڑھیاں بڑھ کر ان کے گھٹنوں تک آگئیں۔ جیلوں کے اندر بڑے بڑے طوق ان پر ڈالے گئے اور بڑے بڑے وزنی لوہے کی زنجیریں ان پر ڈالی گئیں اور ان کو شہید کروایا گیا۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ علمائے حق کا یہ مسلہ ہوتا ہے کہ انہیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ حکمران وقت

ان کے ساتھ ناراض ہوتے ہیں یا نہیں کیونکہ ان کی خوشنودی ان کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ اب اگر کوئی آدمی حکمرانوں کو بھی مدنظر رکھتا ہے، مسلم لیگ کو بھی مدنظر رکھتا ہے، ضیاء الحق صاحب کو بھی مدنظر رکھتا ہے، جونیجو صاحب کو بھی مدنظر رکھتا ہے، نواز شریف صاحب کا بھی قرب حاصل کرنا چاہتا ہے پھر وہ آدمی اسلام کے مطابق صحیح راہ نمائی حاصل نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین : راہی صاحب بہت بہت شکریہ۔ میں اجلاس پرسوں ۱۴۔ اکتوبر تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بروز منگل ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۶ء صبح ۹ بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی۔)

ضمیمہ

(دیکھیں سوال نمبر ۱۱۲۵)

علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

گورنر/وزیراعلیٰ

نمبر شمار	نام الاٹی بمعہ پتہ	رقبہ	بلاک	پلاٹ نمبر
۱	ڈاکٹر عبدالسلام اختر - ۵ لٹن روڈ، لاہور	۲ کنال	کالج	۱
۲	جسٹس گلباز خان - لاہور ہائی کورٹ	۲ - ۱ کنال	کالج	۱۶
۳	مسٹر غلام نبی - ۲۸، کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔	۲ - ۳ کنال	کالج	۲۸
۴	مسٹر نجم الثاقب - ۲۹، کالج بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	۲ کنال	کالج	۲۹
۵	میجر جنرل مجیب الرحمان - ۳۱ کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور -	۲ کنال	کالج	۳۱
۶	ڈاکٹر بشارت جذبی - ۴۷ کالج بلاک،	۲ کنال	کالج	۴۷
۷	مسٹر اشرف کمال - ۵۶ کالج بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور -	۲ کنال	کالج	۵۶
۸	مسمات بدرالنسا - ۵۷ کالج بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	۲ کنال	کالج	۵۷
۹	مسمات رضیہ بیگم ۵۸ کالج بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور -	۲ کنال	کالج	۵۸
۱۰	میجر جنرل سید منور حسین، جی ایچ کیو، راولپنڈی۔	۲ کنال	کالج	۶۸

۱۱	ایس ایم بی علوی ۱۰۵ - پشاور روڈ، راولپنڈی	۲ کنال	کالج	۷۹
۱۲	مسمات رابعہ سردار ۸۳ - کالج بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔	۲ کنال	کالج	۸۳
۱۳	پاکستان رائیٹرز گلڈ، ۱ - منٹگمری روڈ، لاہور۔	۲ کنال	جہانذیب	۴۳۹
۱۴	مسمات خورشید بیگم، ۱۷ پاک بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔	۲ کنال	پاک	۱۷

ایم اے جوہر ٹاؤن سکیم

گورنر کوٹہ

نمبر شمار	نام الاٹی معہ پتہ	بلاک	رقبہ
۱	آئی آر پاشا، سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل، لاہور	اے	انسٹھ یو کنال
۲	مسٹر اے - زیڈ کے شیر دل، کمشنر، فیصل آباد	//	//
۳	شہریار احمد شیخ، ۱۳۹ گلبرگ، لاہور - شادمان ۱۱، لاہور	//	//
۴	مسٹر شفقت ایزدی، سیکرٹری، سروسز، ایس اینڈ جی اے ڈی	//	//
۵	مسٹر امتیاز سرور سیکرٹری، لوکل گورنمنٹ۔	//	//
۶	مسٹر امین اللہ چودھری کمشنر، فیصل آباد	//	//
۷	مسٹر پرویز مسعود کمشنر راولپنڈی ڈویژن	//	//
۸	مسٹر نعیم طاہر، ۹۸ ڈی ماڈل ٹاؤن، لاہور	//	//
۹	بیگم حجاب امتیاز علی ۹۸ - ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور	//	//
۱۰	مسٹر محمود علی خواجہ، عبدالی روڈ، کرسٹن نگر، لاہور	//	//
۱۱	ڈاکٹر راجہ ممتاز علی، ۲۲ - ای ریہاڑ پور ہاؤس، جی او آر ۱۱، لاہور۔		

۱۳	مسٹر سعد اللہ خان، ڈی۔آئی۔جی۔ سپیشل پولیس پنجاب، لاہور	۱۷	ایس کیو ایم
۱۳	سردار شجاع الدین، گلی نمبر ۲، بلال گنج، لاہور	〃	〃
۱۴	مسٹر فاروق ہارون، ریجسٹرار، کوآپریٹو سوسائٹیز، لاہور	〃	〃
۱۵	مسٹر یوسف کمال، ڈائریکٹر آف انڈسٹری اینڈ فرل ڈویلپمنٹ، لاہور۔	〃	〃
۱۶	ڈاکٹر ظفر الطاف، سیکرٹری، زراعت، حکومت پنجاب، ۴۔کالج روڈ، لاہور	〃	〃
۱۷	میاں عبدالقیوم، ایڈیشنل آئی جی، ۳/۱ اے ٹولنٹن روڈ لاہور	〃	〃
۱۸	مسٹر نوید آصف، مینیجنگ ڈائریکٹر، سمال انڈسٹری کارپوریشن، لاہور۔	〃	〃
۱۹	مسٹر محمد حنیف، سابقہ سیکرٹری، اطلاعات	〃	〃
۲۰	مسٹر حمید اسلم، معرفت بریگیڈئر (ریٹائرڈ) محمد اقبال، مکان نمبر ۲۱۰ - اے سٹریٹ نمبر ۵، کیولری گراؤنڈ، لاہور۔	〃	〃
۲۱	مسز اسد اللہ، ۸۷ آر، ماڈل ٹاؤن، لاہور	〃	〃
۲۲	مسز شوکت خان، معرفت ۱۱۹-بی۔نیو مسلم ٹاؤن، لاہور	〃	〃
۲۳	حیاتن خاتون مائی، معرفت مجید خالد، مکان نمبر ۱۳۴، سٹریٹ نمبر ۳ کیولری گراؤنڈ، لاہور۔	〃	〃
۲۴	مسماۃ اختر بیگم معرفت رحمانی حق محمود، ۱ حق سٹریٹ، چیٹر جی روڈ، لاہور۔	〃	〃
۲۵	مسماۃ نیلہ گل، ۸۷ آر، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔	〃	〃
۲۶	مسٹر ایل آر نیلبٹ، ڈی آئی جی، ہیڈ کوارٹر، لاہور	〃	〃
۲۷	مسٹر اے ٹی چودھری، ۱۳۵-۱-اے، ماڈل ٹاؤن لاہور	〃	〃

۲۸	ڈاکٹر ضیاء الدین، ۷۔اے لوئر مال، لاہور	اے	۴۲۰ ایس کیو ایم
۲۹	مسٹر بشیر قریشی وحید، ۹۰۔اے / ۱ کینال پارک، گلبرگ ۱۱، لاہور۔	〃	〃
۳۰	مسٹر بشیر بخش ۱۴۔کمرشل زون، لبرٹی مارکیٹ، لاہور	〃	〃
۳۱	کرنل (ریٹائرڈ) سردار علی امام، ۹/۳۷، سرور روڈ، لاہور کینٹ۔	〃	〃
۳۲	کیپٹن ریٹائرڈ داؤد احمد، ۱۵۱۔پی، گلبرگ ۱۱، لاہور	〃	〃
۳۳	ڈاکٹر عذرا عفت ملک، پروفیسر ایستھیالوجسٹ ۲، میو ہسپتال، لاہور۔	〃	〃
۳۴	لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ ملک احمد اقبال خان۔ پارلیمانی سیکرٹری، ۲۲۳۔سٹریٹ نمبر ۵، کیولری گراؤنڈ، لاہور۔	〃	〃
۳۵	بیگم راحت چودھری، ۵۰۶۔ایف، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی۔	〃	〃
۳۶	مسز عتیقہ رحمان معرفت مسز ڈاکٹر فضل الرحمان، ۳۲ سی، گلبرگ ۱۱۱، لاہور۔	〃	〃
۳۷	مسٹر فرخ رضا خان۔ بی / ۱۴، علی سٹریٹ، عقب مقدس پارک، گلشن راوی، لاہور۔	〃	〃
۳۸	لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ شوکت سلطان، ۱۷، پشاور کلب، پشاور کینٹ۔	〃	〃
۳۹	مسٹر اعجاز احمد خان، این۔ ۵، ماڈل ٹاؤن، لاہور	〃	〃
۴۰	مسٹر عثمان خان، ۳۔بی سی ایس، ۱۴۸۵۔ بدرالدین روڈ، لاہور۔	〃	〃
۴۱	مسٹر مسرت خان، ۸۵۵۔این، سمن آباد، لاہور	〃	〃
۴۲	مسٹر عادل خان، ۷۵۔اے، سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	〃	〃

۴۳	مسماۃ عالیہ خان، ۷۴-اے، سٹیلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ	اے	ایس کیوارٹر
۴۴	مسٹر جاوید اختر، ڈائریکٹر جنرل، پی آر، پنجاب، ۲۱- ایبٹ روڈ، لاہور۔	〃	〃
۴۵	مسماۃ روبینہ محسن، ۶۴- پونچھ روڈ، سمن آباد، لاہور	〃	〃
۴۶	مس ایس کے جان، او۔ ایس۔ ڈی، پلاننگ و ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ آف پنجاب، لاہور۔	〃	〃
۴۷	مہرداد خان، ۳۳- ایل قادر رسول لائنز، سرگودھا	〃	〃
۴۸	مسٹر جوزف ڈی میلو، چیف سٹیورڈ، گورنر ہاؤس، لاہور۔	〃	〃
۴۹	مسٹر محمد سعید مہدی، کمشنر، لاہور ڈویژن۔	〃	دو کنال
۵۰	بریگیڈیئر ظفر اقبال قریشی، سابقہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، لاہور سرور رفیق روڈ، لاہور کینٹ۔	〃	ایک کنال
۵۱	مسٹر خالد جاوید، چیئرمین، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ گورنمنٹ آف پنجاب	〃	دو کنال
۵۲	مسٹر علی کاظم، سیکرٹری گورنر، ۸۵- اورنگ زیب بلاک، گارڈن ٹاؤن، لاہور	〃	ایک کنال
۵۳	مسز نصرت اعجاز معرفت بیگم زاہد عمر، ۶- کالج روڈ، لاہور	〃	〃
۵۴	مسٹر ہمایوں فیض رسول، ڈائریکٹر جنرل، ایل ڈی اے۔ لاہور	〃	دو کنال
۵۵	مسز رفعت کوثر، احمد سٹریٹ نمبر ۱، رحمان پورہ، اچھرہ، لاہور۔	〃	ایک کنال
۵۶	مسماۃ لویزا خاتون، ۶- شامی روڈ، شیخوپورہ۔	〃	〃
۵۷	مسٹر رفعت مہدی، ڈائریکٹر فارن آفس، ۸ میسن روڈ، لاہور	〃	〃
۵۸	مسماۃ محمودہ سعید ملک، ۶۰- بی- شادمان کالونی ۱۱۱، جی او آر، لاہور۔	〃	〃
۵۹	کرنل ریٹائرڈ احسن قادر، معرفت ایواری ہوٹل لمیٹڈ، دفتر اندرون ہلٹن ہوٹل، لاہور۔	〃	〃

				۴۲۰
۶۰	مس فرزانہ سلیم، ۵۰۴ - شادمان کالونی، لاہور	اے	ایس کیو ایم	
۶۱	حاجی محمد اکرم، سیکرٹری ایجوکیشن، پنجاب، لاہور	〃	〃	
۶۲	مسماۃ فاطمہ صغریٰ، معرفت حسین ریڑ اینڈ سنز، ۶ منٹگمری روڈ - لاہور۔	سی	۲۵۰	ایس کیو ایم
۶۳	حافظ قاریہ روبینہ، وطن بلڈنگ اسمر کلر روڈ - لاہور	〃	〃	
۶۴	میجر مشتاق احمد، ڈی آئی جی، پولیس رینج، لاہور	〃	۲۵۰	〃
۶۵	صوبیدار نصیر اللہ خان، معرفت اسٹیشن ہیڈ کوارٹر، لاہور کینٹ	ایل	۱۰	مرلہ
۶۶	ڈاکٹر خیرات ابن رسا، سابقہ وائس چانسلر، نیو کیمپس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔	سی	۲۵۰	۲ ایس کیو ایم
۶۷	مسٹر ابرار احمد، معرفت جسٹس ریاض احمد، جی او آر ۱، لاہور۔	〃	〃	
۶۸	سرفراز حسن، ممبر پنجاب پبلک سروس کمیشن، لاہور	〃	۲۵۰	ایس
۶۹	کرنل ریٹائرڈ راجہ خان، ۷۳/۶ جیل روڈ، سول لائنز، سرگودھا۔	〃	〃	
۷۰	کرنل بشیر احمد معرفت ڈی ایس ۱، ایف ڈی ڈی سی ٹی، لاہور۔	〃	۲ ۲۵۰	ایس
۷۱	مسٹر محمد اصغر، ۹۲-۱ اے ہما بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	〃	۲۵۰	〃
۷۲	ڈاکٹر اویس یونس، ۱۶۰ - ملت پارک، فیروز پور روڈ، لاہور	〃		〃
۷۳	مسٹر نسیم اختر، ۳۷۶ سرفراز رفیق روڈ، لاہور	〃	۲۵۰	۲ 〃
۷۴	مسز عزالہ اشرف - ۱۹۲ - اے ایل سی سی ایچ ایس، لاہور۔	〃	۲۵۰	— 〃
۷۵	مسٹر ضمیر علی، ۴ - لٹن روڈ، لاہور۔	〃		〃
۷۶	ڈاکٹر شہزاد افضل، اسمبلی چیمبرز، لاہور	〃		〃
۷۷	مسز لبنیٰ شیر دل، ۲۸۱ - فیروز پور روڈ، لاہور۔	〃		〃
۷۸	مسز نجم علیم، سی ایم اے او، ۴۶ - کالونی، لاہور کینٹ	〃		〃
۷۹	مسز شمع پروین، مکان نمبر ۱۹ - ایف، پیر غازی روڈ، لاہور	〃		〃
۸۰	مسز شمیم ۴۲ - ایچ، گلبرگ III لاہور	ڈی	۱۶۰	〃

۸۱ دلدار پرویز بھٹی - ۱۷- ایس، وحدت کالونی، لاہور۔ ڈی ۱۶۰ ۳ سی

۸۲ خورشید بیگم، مکان نمبر ۱۶، گرین روڈ ہومز، بلاک سی، نیو مسلم ٹاؤن، لاہور۔ سی ۲۵۰ ۲

۸۳ مسماۃ رضیہ بیگم، ۱۱۴- پی، گلبرک III، لاہور۔ ڈی ۱۶۰ ۳ ″

۸۴ مسٹر عنایت پائلٹ گورنر ہاؤس، لاہور ″ ۱۶۰ — ″

۸۵ مسٹر منشی خان معرفت ایچ کیو ۴ سی او آر پی ایس، لاہور کینٹ۔ ″ ″ ″

۸۶ مسماۃ بشریٰ نصیر، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، چونہ منڈی لاہور۔ ″ ″ ″

۸۷ مسٹر عبدالمتین، معرفت ایچ کیو، ۴ سی او آر پی ایس، لاہور کینٹ۔ ″ ″ ″

۸۸ مسٹر اے ایم سمیع صابری معرفت ایچ کیو، ۴ سی او آر پی ایس، لاہور کینٹ۔ سی ۱۵۰ — ″

۸۹ مسٹر نور محمد ایوبی، امام خطیب جامع مسجد گورنر ہاؤس لاہور۔ ″ ۱۰۵ ۲ ″

علامہ اقبال ٹاؤن سکیم، لاہور

گورنر اور وزیر اعلیٰ کوٹہ

نمبر شمار	نام الاٹی بمعہ پتہ	رقبہ مرلے	رقبہ کنال	بلاک	پلاٹ نمبر
نمبر شمار	مسٹر مقصود احمد بٹ ۱۸۹ - راوی روڈ، لاہور	۲	۱	ہنزہ	
۲	سید مشتاق حسین، پوسٹ بکس نمبر ۵۱۰۵، کوالالمپور، ملائشیا۔		۱	ہنزہ	

۳	ملک عبدالسلام خان، ڈائریکٹر ایگریکلچرل	۱	ہنزہ	۱۱
۴	محمد ذوالچہ ہدری، اے۔سی۔لاہور	۱	ہنزہ	۲۱
۵	بشرا پروین بالمقابل لیڈی ولنگٹن ہسپتال۔	۱	ہنزہ	۸
۶	عذرا بیگم بالمقابل لیڈی ولنگٹن ہسپتال	۱	ہنزہ	۹
۷	امجد اقبال بالمقابل لیڈی ولنگٹن ہسپتال	۱	ہنزہ	۱۰
۸	ملک جہانگیر خان، ۲۹۸/ڈی پیپل کالونی فیصل آباد	۱	ہنزہ	۱۲
۹	احتشام احمد، ۴۱۶۔ پاک بلاک، اے آئی ٹی لاہور۔	۲ — ۱	پاک	۴۱۶
۱۰	شوکت علی شاہ، سیکرٹری ٹرانسپورٹ اتھارٹی	۱	پاک	۴۱۲
۱۱	محمد انیس صادق، اسسٹنٹ چیف کمشنر، چنیوٹ۔	۱	پاک	۴۱۴
۱۲	آصف اقبال حسین بھٹی، ۲ فریدکورٹ روڈ لاہور۔	۱۷ —	پاک	۴۰۶
۱۳	ریاض احمد، ۴۲/کے، ایچ بی کوارٹرز۔	۱	پاک	۴۱۶
۱۴	مسماۃ وحیدہ احمد، اے/۶، گلبرگ ۳، لاہور	۱۹ —	نظام	۴۴
۱۵	مسز پی۔ برکشین، ۴/اے پاک بلاک ۱، اے آئی ٹاؤن۔	۱۹ —	نظام	۴
۱۶	اصغر علی بھٹی، ۱۱۷/۲۷ ولسٹن سٹریٹ نسبت روڈ، لاہور	۱	کامران	۲۹
۱۷	ثروت اقبال، ۱۰۔ مزنگ روڈ، لاہور۔		استاذ، نرگس	۲۰
۱۸	ایم اے ٹون، ڈپٹی سیکرٹری، ایس اے جی ڈی لاہور		نرگس	۱۳

۱۹	مسماۃ فارس رحمان، منسٹری آف کمیونیکیشنز اسلام آباد۔	۱	نرگس	۱۰
۲۰	منصور علی، ریٹائرڈ کرنل ۳۶/نرگس بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔	۱	نرگس	۱۴
۲۱	مسز قاسم علی، ۲۵۔ گلشن بلاک (اے آئی ٹاؤن) لاہور۔	۱	گلشن	۲۵
۲۲	اے رشید ٹون، ۱۷۔ گلشن بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن	۱	گلشن	۱۷
۲۳	مسز زرینہ اختر، ۵۔ گلشن بلاک علامہ اقبال ٹاؤن۔	۱	گلشن	۲۵
۲۴	ڈاکٹر جی۔ ایس باجوہ، ۲۱۔ گلشن بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔	۱	گلشن	۲۰
۲۵	محمد اعظم گھمن، ۲۱۷۔ نیلم بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن	۱	نیلم	۲۱۷
۲۶	مولوی ہدایت اللہ، غوثیہ منزل ۲۰ شاہ عالم مارکیٹ، لاہور۔	۱	نیلم	۱۳
۲۷	مسز جاوید اقبال، ۲۰۶/سی، گلبرگ، لاہور۔	۱	رضا	۱۹
۲۸	محمد فاروق، ۶۰/آر، مکان نمبر ۱ دھرم پورہ، لاہور۔	۱	نیلم	۱۵
۲۹	ونگ کمانڈر امتیاز احمد، پی اے ایف سکول، پشاور۔	۱	جہانذیب	۱
۳۰	بریگیڈیئر اعجاز حسین، ۴/جہانذیب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔	۱	جہانذیب	۴
۳۱	ملک محمد شیر زمان انٹرنیشنل ہوٹل، لاہور	۱	جہانذیب	۶
۳۲	شمسہ پرویز ملک، ۳۵۵/کشمیر بلاک،			

	علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	۱۹	کشمیر	۳۵۵
۳۳	کیپٹن ریٹائرڈ افتخار خان، ۸/سی ریواز گارڈن لاہور۔	۱	کشمیر	۳۴۶
۳۴	مقصود حسین، رسول نگر، شاہدرہ، لاہور	۱۹	کشمیر	۳۵۶
۳۵	شمیم نیازی، مکان نمبر ۶، گلی نمبر ۳۔ مصری شاہ لاہور۔	۱۹	کشمیر	۳۶۰
۳۶	تحصیل قادرپور، ضلع ملتان	۱۹	کشمیر	۳۵۹
۳۷	مسماۃ شوکت ذاکرہ ۱۳۲۱/جی۔ٹی روڈ، لاہور	۱۹	کشمیر	۳۵۸
۳۸	ثروت ایچ۔ ملک، ۱۰/بی گلبرگ ۳۷، لاہور	۱۹	کشمیر	۳۶۱
۳۹	کرنل اکرام اللہ خان، ۶۸، غازی روڈ، لاہور	۱	کشمیر	۳۶۳

گلشن راوی سکیم، لاہور

گورنر/وزیراعلیٰ کوٹہ

نمبر شمار	نام الاٹی بمعہ پتہ	رقبہ	بلاک	پلاٹ نمبر
۱	استاد محمد شریف پونچھ والے، ۷۔ شاہ مارکیٹ، لاہور،	اکنال	اے	۱۶۲
۲	بیوہ میجر محمد احمد آرٹ پی اے نمبر ۱۲۸۲ وہ دیا تیہ سٹریٹ، راجگڑھ، لاہور۔	اکنال	اے	۱۶۴
۳	مولانا سید عبدالقادر آزاد، خطیب بادشاہی مسجد، لاہور۔	اکنال	اے	۱۷۰
۴	احسان دانش، نیو انارکلی، لاہور	اکنال	اے	۱۷۱
۵	میجر اعجاز آفندی، سکنہ فتح پور، ضلع سوات صوبہ سرحد	اکنال	کشمیر علامہ اقبال ٹاؤن	۳۵۱

۶	الطاف حسین قریشی، ۳۵۴ کشمیر بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔	الاٹمنٹ	کشمیر، علامہ اقبال ٹاؤن	۳۵۴

نوٹ۔ پلاٹ نمبر ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۴

۱۔ کشمیر بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن گورنر کوٹہ میں سے گلشن راوی کے متبادل الاٹ کئے گئے۔

۲۔ گلشن راوی سکیم میں ۳، ۵، ۷ اور ۱۰ مرلے گورنر/وزیر اعلیٰ پنجاب کوٹہ مختص نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی الاٹمنٹ درج بالا کیٹیگری میں نہ کی گئی ہے

شادمان کالونی

گورنر کوٹہ

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ نمبر	رقبہ
۱	مسٹر جسٹس ذکی الدین پال ۳۵ شادمان ۱۱، لاہور۔	۳۵، بی	۲ کنال
۲	مسٹر جسٹس منیر فاروق، ۱۴۰۔ شادمان ۱۱، لاہور۔	۱۴۰ "	"
۳	مسٹر جسٹس محمود الرحمان، ۱۴۹ شادمان نمبر ۱۱، لاہور	۱۴۹ "	"
۴	جسٹس عطاء اللہ سجاد ۵۴ شادمان ۱۱، لاہور۔	۵۴ "	"
۵	مسٹر جسٹس سلیم مظہر ۲۷ شادمان ۱۱، لاہور۔	۲۷ "	"
۶	مسٹر جسٹس عبداللہ خان جج ہائی کورٹ، لاہور۔	۸۷ "	"
۷	مسٹر آئی اے امتیازی۔ چیئرمین پلاننگ۔	۱۴۰ اے	"
۸	مسٹر خالد احمد سابقہ ڈی سی لاڑکانہ۔	۱۴۱ بی	"
۹	مسٹر اے جی رضا سابقہ لان کمشنر۔	۱۳۴ "	"
۱۰	مسٹر نذیر احمد اختر سابقہ آئی جی جیل، لاہور۔	۲۳۰ "	"
۱۱	ڈاکٹر ارشد ملک سابقہ سیکرٹری پلاننگ اینڈ فزیکل پلاننگ۔	۱۱۹ "	"

۱۲	ڈاکٹر خالدہ فاطمہ جناح کالج / لاہور	۱۹۲	بی	۲ کنال
۱۳	ہمایوں فیض رسول سابقہ کمشنر ملتان ڈویژن -	۱۹۳	〃	〃
۱۴	مسٹر اے کے خالد سابقہ ممبر بورڈ آف ریونیو، لاہور	۵۲	اے	〃
۱۵	کیپٹن نصیر احمد ہوم سیکرٹری، لاہور	۶۵	〃	〃
۱۶	مسٹر امتیاز احمد خان - سیکرٹری گورنمنٹ آف پاکستان	۶۷	〃	〃
۱۷	کرنل حق نواز ۲/۲ سرفراز رفیق لاہور کینٹ	۱۹۰	〃	〃
۱۸	صاحبزادہ رؤف علی انسپکٹر جنرل پولیس	۱۹۶	〃	〃
۱۹	سید آصف ہاشمی او ایس ڈی سابقہ چیف منسٹر پنجاب	۱۲۱	〃	ڈیڑھ کنال
۲۰	پروفیسر محمد عثمان - نیو کیمپس، لاہور	۲۸۲		ایک کنال
۲۱	پروفیسر ڈاکٹر اسلام شفیع - وائس چانسلر انجینئرنگ یونیورسٹی -	۲۸۴		〃
۲۲	مسٹر اسلم نیاز ممبر پبلک کمیشن، لاہور -	۲۸۵		〃
۲۳	سردار محمد حیات ٹمن سابقہ مشیر وزیر اعظم پاکستان -	۳۹۴		۲ کنال
۲۴	مسٹر شاہد حامد سابقہ ڈائریکٹر جنرل، ایل ڈی اے -	۲۶۹-۲۷۰		〃
۲۵	مسٹر خالد جاوید چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ،	۲۶۸		ڈیڑھ کنال
۲۶	پنجاب، لاہور -			
۲۷	ریٹائرڈ کرنل سلطان امیر ۲۲ ملٹر پولیس برر ڈ روڈ لاہور -			〃
۲۸	بریگیڈیر منظفر سابقہ چیف سیکرٹری پنجاب	۲۲۸		ایک کنال
۲۹	راجہ حامد مختار چیئرمین متروکہ املاک گورنمنٹ آف پاکستان -	۴۰۲		〃
۳۰	سید وہاب الدین شاہ چیئرمین پی آئی ڈی سی -	۴۰۳		〃
۳۱	شیخ محمد اسد اللہ سابقہ سیکرٹری صوبائی اسمبلی لاہور	۱۹۷		〃
۳۲	مسٹر پرویز مسعود سابقہ ایڈیشنل سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی۔	۱۷۲		〃

۳۳	مسٹر ظہور اظہر سیکرٹری تجارت گورنمنٹ آف پاکستان	۲۱۵	ایک کنال
۳۴	مسٹر حامد جلال سابقہ ایڈیشنل سیکرٹری پرائم منسٹر ہاؤس، راولپنڈی۔	۲۱۰	〃
۳۵	مسٹر نسیم احمد سابقہ سیکرٹری مواصلات گورنمنٹ آف پاکستان۔	۱۶۰	〃
۳۶	سید اسد علی شاہ سابقہ ہوم سیکرٹری پنجاب، لاہور	۲۶۹	〃
۳۷	ڈاکٹر محمد نسیم سابقہ سیکرٹری، زراعت گورنمنٹ آف پاکستان	۲۱۶	〃
۳۸	مسٹر اقبال مسعود سابقہ ایڈیشنل سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب۔	۲۶۱	〃
۳۹	مسٹر حسن رضا پاشا سابقہ سیکرٹری ہاؤسنگ	۲۷۳	〃
۴۰	پروفیسر ڈاکٹر جی اے یزدانی سابقہ پرنسپل ڈینٹل کالج، لاہور۔	۵۰۸	۱۰ مرلہ
۴۰	اے۔ قدسیہ نیازی دختر مولانا کوثر نیازی	۲۶۲-۲۶۴	۲ کنال

گورنر کوٹہ
فیصل ٹاؤن سکیم

نمبر شمار	نام الاٹی بمعہ پتہ	پلاٹ نمبر	بلاک	رقبہ
۱	جسٹس ابراسب خان ہائی کورٹ لاہور	۲۵	سی	ایک کنال
۲	جسٹس رستم ایسی سندھو ہائی کورٹ لاہور	۲۷	〃	〃
۳	ملک سردار محمد منڈی کنگن پور تحصیل چونیاں ضلع قصور۔	۳۱	〃	〃
۴	مسمات گلزار بیگم ہرن روڈ کرشن نگر لاہور	۳۲	〃	〃
۵	مسمات زبیدہ سلیم ۳۸ جی چوبرجی گارڈن لاہور	۳۳	〃	〃

۶	ڈاکٹر مس کنیز فاطمہ یوسف وائس چانسلر اسلام آباد یونیورسٹی	۳۴	سمہ	ایک کنال
۷	عبدالمجید عثمان محلہ داتا گنج بخش لاہور مکان نمبر ۱۹	۳۵	〃	〃
۸	حبیب الرحمان ۱۹ دیوسماج روڈ کرشن نگر لاہور	۳۶	〃	〃
۹	ڈاکٹر عبداللطیف پرنسپل میڈیکل کالج راولپنڈی۔	۳۷	〃	〃
۱۰	مس عابدہ حیات ۱۰۱ چوہری پارک لاہور	۳۸	〃	〃
۱۱	مس رضیہ زمان ۳۸ نیشنل ٹاؤن لاہور	۳۹	〃	〃
۱۲	مسمات مریم بی بی ۱۶ کرشن نگر لاہور	۴۰	〃	〃

ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن سکیم

گورنر کوٹہ

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ و بلاک نمبر		رقبہ
۱	بیگم رفعت زمان، بیوہ خان زمان درانی ۴۰۶۔ شادمان کالونی نمبر ۱، لاہور	۴۶	ایل	۲ کنال
۲	ایس ایم نسیم، ولد ایس مبارک حسین بورڈ آف ریونیو، پنجاب، لاہور	۵۲	〃	〃
۳	عبدالرؤف خان ولد شیخ علی احمد ۲۵ روڈ جی او آر نمبر ۱، لاہور۔	۲۴	این	〃
۴	شیخ عبدالوحید ولد شیخ عبدالرحیم، رجسٹرار لاہور ہائی کورٹ، لاہور	۲۷	〃	〃
۵	مسز امتیاز احمد ساہی، بیوہ امتیاز احمد ساہی، ڈپٹی کمشنر، رحیم یار خان	۵۵	ایل	۱ کنال

۶	مسٹر عبدالرؤف خان ولد محمد شریف سٹریٹ نمبر ۱، جی ۶۱/۳، اسلام آباد	۱۳	۵۶	این	ایک کنال
۷	مسٹر محمد اشرف ولد علیم الدین، ۸۲۔ علاؤالدین روڈ، جان پارک، لاہور کینٹ۔		۶۱	〃	〃
۸	مسمات مقصودہ جاوید بیوہ محمد جاوید اقبال، طفیل روڈ، لاہور۔		۶۲	〃	〃
۹	نسرین نذیر احمد بیوہ چوہدری نذیر، ۳۴۔ شیر شاہ بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور		۶۳	〃	〃
۱۰	مسٹر محمد اعظم قاضی ولد محمد قاسم ۲/اے، برڈن روڈ، لاہور۔		۶۸	〃	〃
۱۱	سید سبطین حسین شاہ ولد امام الحسن شاہ ۱۸۔ ایکمن روڈ، جی او آر۔ لاہور		۶۹	〃	〃
۱۲	محمد شفیع ولد نواب دین، ۱۵۔ چرخ روڈ براہ انارکلی، لاہور۔		۷۲	〃	〃
۱۳	مسٹر محمد ایوب ولد منظور حسین، رحمانپورہ سلطان احمد روڈ، لاہور۔		۷۳	〃	〃
۱۴	طفیل ہوشیارپوری ولد میاں رحمت علی پونچھ روڈ، لاہور		۱۸۹	〃	〃
۱۵	شمیم نواز ملہی بیوہ محمد نواز ملہی ایل ایم سی آفیسرز کالونی، ہارون روڈ، لاہور		۱۹۰	〃	〃
۱۶	عبدالرحمان ظفر بیوہ عبدالرحمان، ۶۔ بی بکبر روڈ، لاہور		۱۹۱	〃	〃
۱۷	مسٹر انور سعید، ڈپٹی سیکرٹری قانون، اسلام آباد		۱۹۲	〃	〃

۱۸	ڈاکٹر شمیم محمود زیدی، پی او ۳ ۲۷ ۳ تہران، ایران	۱۹۳	〃	اکنان
۱۹	شمیم زمان فیڈرل گورنمنٹ لاج گلف روڈ۔ لاہور	۱۹۴	ایل	〃
۲۰	مسماۃ رضیہ بیگم بیوہ ملک عبدالجبار ۴ وحدت کالونی۔ لاہور۔	۱۹۵	〃	〃
۲۱	مسٹر مرتضیٰ حسین ولد سید علی حسین ۲۔ طارق بلاک نیو گارڈن ٹاؤن۔ لاہور	۱۹۶	〃	〃
۲۲	ڈاکٹر ایس اے غوری ولد ایم رفعت اللہ غوری ۱۸۔ ڈیفنس پور لائن ۱، جی او آر ۱، لاہور	۲۰۳	〃	〃
۲۳	مسمات صوفیہ پروین زوجہ کمال مصطفیٰ بخاری	۲۰۵	〃	〃
۲۴	رضیہ عباس ۶ ۹۔ جی۔ ۱، ماڈل ٹاؤن لاہور	۵۴	〃	〃
۲۵	پروفیسر عبدالقیوم، وائس چانسلر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور۔	۵۷	〃	〃
۲۶	محمد رفیق گورایہ، نیوز ایڈیٹر، پاکستان ٹیلی ویژن، کوئٹہ	۶۶	〃	〃
۲۷	چودھری محمد حنیف، ۶۹۴۰۔ شادمان کالونی لاہور	۷۴	〃	〃
۲۸	چودھری غلام حسین، ۱۱۹۰۔ جی، ماڈل ٹاؤن لاہور	۷۷	〃	〃
۲۹	خالد مسعود نیازی۔ ۴۸۔ طفیل روڈ، لاہور کینٹ	۱۸۸	〃	〃
۳۰	شوکت حسین شوکت (منسوخ شدہ گورنر پنجاب کو سمری ارسال کی ہوئی ہے)	۵۸		〃

گریڈ ۱۹ اور اس کے اوپر کے سرکاری ملازم کی فہرست جن کو ترقیاتی ادارہ جات کی رہائشی سکیم میں پلاٹ الاٹ کئے گئے

ترقیاتی ادارہ ملتان

نمبر شمار	نام
۱	ڈاکٹر افتخار علی راجہ، پروفیسر نشتر میڈیکل کالج

۲ ظہور احمد ترین ایڈیشنل لینڈ کمشنر
۳ ۔ چودھری غلام احمد اصغر، چیف انجینئر، آب پاشی
۴ ۔ ڈاکٹر عبدالخالق قریشی، ریجنل ڈائریکٹر، ہیلتھ
۵ ڈاکٹر محمد حیات ظفر، پرنسپل الشریف میڈیکل کالج ۔
۶ سعد اشرف، جائنٹ سیکرٹری
۷ ڈاکٹر جاوید انور عزیز، پروفیسر، پبلک ہیلتھ
۸ محمد اقبال، ریجنل ڈائریکٹر، برقیات
۹ حاجی محمد رشید، ڈائریکٹر پبلک ہیلتھ

ترقیاتی ادارہ، فیصل آباد

۱ ڈاکٹر محمود علی خان ولد سکندر علی خان ۔
۲ محمد ایوب ولد محمد یوسف ۔
۳ اے ۔ ایچ ۔ زیدی ولد رحیم حسین زیدی
۴ مسز ظفر اللہ خان زوجہ چودھری ظفر اللہ ۔
۵ مسز ظفر عباس ولد عبدالحکیم
۶ اصغر علی
۷ فضل کریم خان
۸ رانا محمد سلیم
۹ ڈاکٹر حافظ عبدالقیوم ۔
۱۰ ڈاکٹر سردار ریاض احمد خان
۱۱ مسعود احمد
۱۲ ڈاکٹر محمود ایاز واہلہ
۱۳ ڈاکٹر الطاف حسین
۱۴ بریگیڈیئر میر اعجاز محمود ۔

۱۵ حامد فاروق مرزا ولد الطاف علی
۱۶ ڈاکٹر احمد سعید ولد محمد سعید۔
۱۷ عبدالرحمن ولد محمد بخش ۔

تتمہ ب

ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ و بلاک نمبر		رقبہ
۱	منزہ پرویز	۱۵۴	بی بلاک	ایک کنال
۲	شیخ الطاف قمر	۱۵۵	〃	〃
۳	زیب النساء آصفہ	۱۵۶	〃	〃
۴	مدثر رعنا	۱۵۷	〃	〃
۵	بریگیڈیر محمد شریف	۱۵۸	〃	〃
۶	بریگیڈیر محمد شعیب خان	۱۵۹	〃	〃
۷	بریگیڈیر اختر اقبال ملک	۱۶۰	〃	〃
۸	بریگیڈیر محمد شریف	۱۶۱	〃	〃
۹	کرنل شیر بہادر	۱۶۲	〃	〃
۱۰	کرنل محمد سلیم	۱۶۳	〃	〃
۱۱	محبوبہ فاروقی	۱۶۴	〃	〃
۱۲	چودھری نذیر احمد	۱۶۵	〃	〃
۱۳	لیفٹیننٹ کرنل فیروز خان	۱۶۶	〃	〃
۱۴	کرنل جہاں زیب خان	۱۶۷	〃	〃
۱۵	کرنل محمد صدیق	۱۶۸	〃	〃
۱۶	ملک غلام جیلانی	۱۶۹	〃	〃
۱۷	بشیر احمد حاجزادہ	۱۷۱	〃	〃

۱۸	کرنل سید عبدالمجید	۱۷۲	پی بلاک	ایک کنال
۱۹	بریگیڈیر عبدالرحمان	۱۷۳	〃	〃
۲۰	لیفٹیننٹ کرنل عبدالرزاق	۱۷۴	〃	〃
۲۱	میجر محمد اسحاق ضیاء	۱۷۵	〃	〃
۲۲	میجر خان محمد	۱۷۶	〃	〃
۲۳	میجر محمد بشیر	۱۷۷	〃	〃
۲۴	مرزا اکرم علی بیگ	۱۷۸	〃	〃
۲۵	میجر ثناء اللہ بخاری	۱۸۰	〃	〃
۲۶	میجر منظور احمد	۱۸۱	〃	〃
۲۷	لیفٹیننٹ کرنل محمد حسین چودھری	۱۸۲	〃	〃
۲۸	میجر دلال خان	۱۸۳	〃	〃
۲۹	کیپٹن ایم شریف	۱۸۴	〃	〃
۳۰	یوسف اختر	۱۸۵	〃	〃
۳۱	یاسمین قدیر	۱۸۶	〃	〃
۳۲	خورشید احمد	۱۸۸	〃	〃
۳۳	مسمات زبیدہ افتخار	۵۰	این بلاک	〃
۳۴	مسٹر ابرار حسین	۵۱	〃	〃
۳۵	مسٹر محمد امین	۵۲	〃	〃
۳۶	میجر مبارک احمد	۵۳	〃	〃
۳۷	مسمات زہرہ انیس	۵۴	〃	〃
۳۸	مسمات اعجاز بیگم	۵۵	〃	〃
۳۹	مسمات فہمیدہ بیگم	۵۶	〃	〃
۴۰	بریگیڈیر اعجاز احمد	۵۷	〃	〃
۴۱	شہزاد احمد خان	۵۸	〃	〃

۴۲	مسٹر محبوب خاں	۴۲۸	ایم ملک	۱۰۰ مربعہ
۴۳	مسٹر عبدالرزاق	۴۲۹	〃	〃
۴۴	ملک محمد حسین	۴۳۰	〃	〃
۴۵	مسٹر شفیع الرحمان	۴۳۱	〃	〃
۴۶	مسٹر محمد صدیق	۴۳۲	〃	〃
۴۷	مسٹر محمد اسلم	۴۳۳	〃	〃
۴۸	مسٹر عبدالمجید	۴۳۴	〃	〃
۴۹	مسٹر شیر عالم	۴۳۵	〃	〃
۵۰	مسٹر محمد یوسف	۴۳۶	〃	〃
۵۱	مسمات انتھونیا	۴۳۷	〃	〃
۵۲	مسٹر محمد یعقوب	۴۳۸	〃	〃
۵۳	مسٹر محمد ابراہیم	۴۳۹	〃	〃
۵۴	مسٹر غلام نبی	۴۴۰	〃	〃
۵۵	مسٹر عنصر خاں	۴۴۱	〃	〃
۵۶	مسٹر رحمت حسین	۴۴۲	〃	〃
۵۷	مسٹر فضل احمد	۴۴۳	〃	〃
۵۸	مسٹر محمد اسلم	۴۴۴	〃	〃
۵۹	مسٹر محمد اشرف	۴۴۵	〃	〃
۶۰	مسٹر محمد الیاس	۴۴۶	〃	〃
۶۱	مسٹر برکت علی	۴۴۷	〃	〃
۶۲	مسٹر بشیر احمد	۴۴۸	〃	〃
۶۳	مسٹر محمد اشرف	۴۴۹	〃	〃
۶۴	مسٹر حق نواز خاں	۴۵۰	〃	〃
۶۵	مسٹر محمد نجیب خان	۴۵۱	〃	〃

۶۶	میجر ظفر خان	۴۵۲	ایم بلاک	۱۰ مرلہ
۶۷	مسٹر محمد صادق	۴۵۳	〃	〃
۶۸	مسٹر غلام علی	۴۵۴	〃	〃
۶۹	سید اکبر	۵۱۳	ایم بلاک	۱۰ مرلہ
۷۰	سید باقر حسین	۵۱۴	〃	〃
۷۱	مسٹر محمد انور	۵۱۵	〃	〃
۷۲	سیدہ خبیر فاطمہ	۵۲۶	〃	〃
۷۳	مسمات عائشہ بیگم	۵۲۷	〃	〃
۷۴	مسٹر محمد صادق	۵۲۸	〃	〃
۷۵	مسٹر محمد صادق	۵۲۹	〃	〃
۷۶	مسٹر ثناء اللہ	۵۶۱	〃	〃
۷۷	مسٹر خاکسار احمد	۵۶۲	〃	〃
۷۸	مسٹر محمد رمضان	۵۶۳	〃	〃
۷۹	مسمات خالدہ بیگم	۵۶۴	〃	〃
۸۰	مسٹر برہان الدین	۵۶۵	〃	〃
۸۱	مسٹر نذیر احمد	۵۶۶	〃	〃
۸۲	مسٹر غلام عباس	۵۶۷	〃	〃
۸۳	مسٹر بشیر احمد	۵۶۸	〃	〃
۸۴	مسٹر محمد اصغر	۵۶۹	〃	〃
۸۵	مسٹر فضل الٰہی	۵۷۰	〃	〃
۸۶	مسٹر غلام شبیر	۵۷۱	〃	〃
۸۷	رشیدہ بیگم	۵۷۲	〃	〃
۸۸	مسمات روبینہ نبی	۵۷۳	〃	〃
۸۹	ملک لال دین	۵۷۴	〃	〃

۹۰	مسٹر مسرور	۵۷۵	ایم بلاک	۱۰ مرلہ
۹۱	مسٹر محمد اسماعیل	۵۷۶	//	//
۹۲	ایم نذیر	۵۷۷	//	//
۹۳	مسٹر محمد حمید قریشی	۵۷۸	//	//
۹۴	مسٹر محمد رفیق	۵۷۹	//	//
۹۵	مسٹر محمد اسلم	۵۸۰	//	//
۹۶	محمد اشرف	۴۹۵	کیو بلاک	۵ مرلہ
۹۷	محمد صدیق	۴۹۶	//	//
۹۸	احمد یار	۴۹۷	//	//
۹۹	مظفر حسین	۴۹۸	//	//
۱۰۰	محمد شفیع	۴۹۹	//	//
۱۰۱	محمد یونس	۵۰۰	//	//
۱۰۲	منظور عالم	۵۰۱	//	//
۱۰۳	عبدالخالق	۵۰۲	//	//
۱۰۴		۵۰۳	//	//
۱۰۵	غلام دستگیر	۵۰۴	//	//
۱۰۶	اکبر خان	۵۲۳	//	//
۱۰۷	مسمات انیس بیگم زوجہ فتح علی خان	۵۲۴	//	//
۱۰۸	کریم داد	۵۲۵	//	//
۱۰۹	مسٹر محمد شفیع	۵۲۶	//	//
۱۱۰	محمد بشیر	۵۲۷	//	//
۱۱۱	الطاف حسین	۵۲۸	//	//
۱۱۲	الطاف حسین	۵۲۹	//	//
۱۱۳	محمد حنیف	۵۳۰	//	//

۱۱۴	نذیر حسین	۵۳۱ کیو بلاک	۵ مرلہ
۱۱۵	محمد بخش	۵۳۲ //	//
۱۱۶	شریف احمد	۵۳۳ //	//
۱۱۷	محمد یوسف	۵۳۴ //	//
۱۱۸	عبدالستار	۵۳۵ //	//
۱۱۹	فتح محمد	۵۳۶ //	//
۱۲۰	عبدالستار	۵۳۷ //	//
۱۲۱	محمد حفیظ	۵۳۸ //	//
۱۲۲	امیر حسین شاہ	۵۳۹ //	//
۱۲۳	بشیر حسین	۵۴۰ //	//
۱۲۴	زینب بی بی	۵۴۱ //	//
۱۲۵	محمد ایوب	۵۴۲ //	//
۱۲۶	ثریا بیگم	۵۹۸ //	//
۱۲۷	محبوب شاہ	۵۹۹ //	//
۱۲۸	غلام حسین صابر	۶۰۰ //	//
۱۲۹	محمد اسلم	۶۰۱ //	//
۱۳۰	مسمات طاہرہ سلطانہ	۶۰۲ //	//
۱۳۱	سید فیروز حسین	۶۰۳ //	//
۱۳۲	مظفر علی شاہ	۶۰۴ //	//
۱۳۳	محمد ایوب	۶۰۵ //	//
۱۳۴	راجہ محمد آزاد	۶۰۶ //	//
۱۳۵	بہادر علی	۶۰۷ //	//
۱۳۶	نور محمد	۳۳۹ //	۴ مرلہ
۱۳۷	اختر حسین	۳۴۰ //	//

۱۳۸	بشیر احمد	۳۴۱ کیو بلاک	۴ مرلہ
۱۳۹	سخی محمد	۳۴۲ "	"
۱۴۰	مسمات شوکت حبیب	۲۸۰ "	۳ مرلہ
۱۴۱	مسز عبدالغنی	۲۸۱ "	"
۱۴۲	مسز مظلوم حسین شاہ	۲۸۲ "	"
۱۴۳	مسز عاشق حسین	۲۸۳ "	"
۱۴۴	مسز محمد شریف	۲۸۴ "	"
۱۴۵	حفیظن بیگم زوجہ راؤ اکرام	۲۸۵ "	"
۱۴۶	اظہر خان	۲۸۶ "	"
۱۴۷	محمد اصغر	۲۸۷ "	"
۱۴۸	صدیق مسیح	۲۸۸ "	"
۱۴۹	محمد حسین	۲۸۹ "	"

دفاع کالونی

فیصل ٹاؤن

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ و بلاک نمبر	رقبہ
۱	گروپ کیپٹن حشمت بخش اعوان ایئر ہیڈ کوارٹر پشاور	۱ پی بلاک	ایک کنال
۲	مس یاسمین جنگ بیوہ کیپٹن مصطفیٰ جنگ ۱۹۷۲ء مال راولپنڈی	۲ "	"
۳	کیپٹن ایچ رضا مرزا نیول ہیڈ کوارٹر اسلام آباد	۳ "	
۴	بریگیڈیر محمد اکرم مظفر ۶۲ لالہ زار راولپنڈی کیمپ	۴ "	"

۵	بریگیڈیر عبدالمجید جی ایچ کیو راولپنڈی	۵	پلاٹ پی بلاک	ایک کنال رقبہ
۶	میجر سید احتشام رضا نقوی ۴۸ سی بلاک اے نارتھ ناظم آباد کراچی	۶	//	//
۷	لیفٹیننٹ کرنل حبیب محمود ہاشمی ساکن ۵۰ - اے ڈیفنس کراچی	۷	//	//
۸	لیفٹیننٹ جی۔ وائی صدیقی ۶۵ اے لالہ رخ واہ کینٹ	۸	//	//
۹	بریگیڈیر محمد حسین خان ۲۸ خیابان غازی ڈیفنس سوسائٹی کراچی	۹	//	//
۱۰	لیفٹیننٹ کرنل یوسف محمود سیالکوٹ کینٹ	۱۰	//	//
۱۱	میجر عنایت اللہ اصغر سیالکوٹ کینٹ	۱۱	//	//
۱۲	میجر احمد حلیم ۱۶ اعزیز بھٹی روڈ لاہور کینٹ	۱۲	//	//
۱۳	میجر غازی الدین لاہور لائ ایئریا لاہور	۱۳	//	//
۱۴	میجر ہیر نثار احمد سرگودھا کینٹ	۱۴	//	//

دفاع کا کوٹہ

(علامہ اقبال ٹاؤن سکیم)

نمبر شمار	نام بعہدہ	رقبہ / بلاک	پلاٹ نمبر
۱	کموڈور احمد ولی اللہ پورٹ قاسم کراچی	۲ کنال کالج	۶۴
۲	بریگیڈیر سید مصطفےٰ انور حسین مکان نمبر ا ڈریالہ روڈ نبولالہ زار راولپنڈی	// //	۶۷
۳	میجر جنرل ایس ایم بخاری ۶۸ کالج بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔	// //	۶۸

۴	میجر جنرل محمد سعید خان پاکستان ٹول فیکٹری لانڈھی کراچی	۲ کنال کالج	پلاٹ نمبر ۶۹
۵	لیفٹیننٹ جنرل محمد فہیم احمد خان سرجن جنرل ہیڈ کوارٹر راولپنڈی۔	〃 〃	۷۰
۶	کرنل ریٹائرڈ ایس۔ ایم۔ بی علوی ۷۹ کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	〃 〃	۷۹
۷	مسمات بدالنساء بیوہ مفتی محمد حسن معرفت اٹارنی جنرل۔ پاکستان	〃 〃	۵۷
۸	پروفیسر ڈاکٹر بشارت جنرل ۱۹۔ سول لائنز راولپنڈی۔	〃 〃	۴۸
۹	مسمات رضیہ بیگم بیوہ چودھری سردار احمد مکان نمبر ۱۳ سٹریٹ نمبر ۶ محلہ دانا نگر بادامی باغ لاہور۔	〃 〃	۵۸
۱۰	بریگیڈیر ایس اے خواجہ ۴۷۔ کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	〃 〃	۴۷
۱۱	ریٹائرڈ ایئر مارشل شیخ محمد سعید ۶۱۔ کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	〃 〃	۶۱
۱۲	بریگیڈیر شجاعت علی بخاری آئی۔ آئی۔ ڈی ڈائریکٹوریٹ جنرل ہیڈ کوارٹر راولپنڈی	〃 〃	۵۵
۱۳	لیفٹیننٹ کرنل توقیر علی شاہ ۵۱۳ نیلم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	〃 〃	۵۱۳

(علامہ اقبال ٹاؤن سکیم)

۱	مسمات شمشاد ۸۳ جے سٹریٹ نمبر ۱۰ آریہ		

	محلہ راولپنڈی۔	۱۷ رضا بلاک	ایک کنال
۲	لیفٹیننٹ کرنل زاہد علی خان نظام الدین سٹریٹ ۸-ای-۱ اسلام آباد	۱۳ ظ "	"
۳	کرنل انوار الحق مکان نمبر ۳ بی سٹریٹ نمبر ۲۷ ۸/۳ ایف اسلام آباد	۱۵ "	"
۴	لیفٹیننٹ کرنل محمد اشرف چوہدری ایچ۔او۔ایم۔ایل۔اے۔پی۔اے ۶۲۰۷ زون اے پنجاب لاہور	۱۸ "	"
۵	لیفٹیننٹ کرنل دلبر حسین ۱۱ رضا بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔	۱۱ "	"
۶	میجر فضل حسین ۹ رضا بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	۹ "	"
۷	لیفٹیننٹ کرنل علم دوست چک نمبر ۸ ایل ۱۱ ساہیوال	۱۷ "	"
۸	میجر شاد احمد خان النواز سوسائٹی کراچی نمبر ۳۸۔	۴ "	"
۹	میجر ظفر اقبال بلوچ ۱۲ رضا بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	۱۲ "	"
۱۰	لیفٹیننٹ کرنل توقیر احمد خان ۵۱۳ نیلم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	۵۱۳ نیلم بلاک	"
۱۱	بریگیڈیر اعجاز حسین ڈسٹرکٹ ریماؤنٹ آفیسر۔ساہیوال	۴ جہاں زیب	"
۱۲	ونگ کمانڈر ایس ایم یوسف ۱۰۲ میں روڈ سمن آباد۔لاہور۔	۱۸ پاک	"

۱۳	میجر امجد شعیب رائس ۱۱۱/۷۶ طارق روڈ لاہور کینٹ لاہور ۔	۲۳ کشمیر	ایک کنال //
۱۴	ونگ کمانڈر امتیاز احمد اجہاں زیب بلاک اقبال ٹاؤن لاہور	اجہاں زیب	//
۱۵	کیپٹن ریٹائرڈ انتظار احمد ۳۴۶ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔	کشمیر بلاک	//
۱۶	کیپٹن ممتاز ملک ۱۷۳ جہاں زیب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۔	۱۷۳ جہاں زیب	//
۱۷	فلائٹ لیفٹیننٹ ایس ایم اقبال ۱۔ ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	۱۔ ستلج بلاک	//

دفاع کا کوٹہ

گلشن راوی سکیم

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ و بلاک	رقبہ
۱	مسماۃ قمر اشفاق معرفت چودھری نثار احمد محلہ مشرقی کھاریاں شہر	۷۔ جی	ایک کنال
۲	کرنل ولی محمد خان ٹریننگ سنٹر مری	۹ جی	//
۳	میجر محمد یاسین خان والی ہیڈ کوارٹر اے جی راولپنڈی ۔	۱۰ جی	//
۴	میجر محمد ناصر خان نیازی جنرل ہیڈ کوارٹر راولپنڈی	۱۱ جی	//
۵	لیفٹیننٹ کرنل غلام رسول ۸۵۲/اے اللہ آباد کالونی راولپنڈی ۔۔	۱۲ جی	//
۶	این اے مغل بلوچ ساکن بی/۱۲۰۶ ممتاز آباد ملتان	۸ جی	//

نوٹ ۔ گلشن راوی سکیم میں عدلیہ کوٹے میں کوئی پلاٹ اکنال ۔ ۱ مرلہ ۔ ۷ مرلہ ۔ ۵ مرلہ ۴ مرلہ الاٹ شدہ نہ ہے۔

ڈیفنس کوآپریٹو ترقیاتی ادارہ فیصل آباد (ملت ٹاؤن)

نمبر شمار	نمبر بلاک	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ
۱	۱ اے	محمد حسین بھٹی ۔ پاک ۵۸۸۴ ایم ڈبلیو او ۔	۴ مرلہ
۲	۲ ″	مسعود انور ۔ پاک ۶۰۴۰ ایم ڈبلیو ڈی	″
۳	۳ ″	محمد اسلم ۔ پی اے ایف ۶۳/۱۷۶ ایم ڈبلیو ڈی	″
۴	۴ ″	محمد طفیل ۔ پاک ۶۰۷۸۰ ″	″
۵	۵ ″	مشتاق احمد ۔ پاک ۸۶۱۱۱ ″	″
۶	۶ ″	محمد سرور ۔ سید محمد ۔	″
۷	۷ ″	صغیر احمد ۔ مرزا لفت حسین ۔	″
۸	۸ ″	زیتون بیگم زوجہ محمد اقبال ۔	″
۹	۹ ″	محمد صفدر ظفر ۔ چودھری عطا محمد ۔	″
۱۰	۱۰ ″	محمد سعید ۔ سی پی او ۔ ای ایکس ۱۴۳۴۱ ۔	″
۱۱	۱۱ ″	ایم شفیق ۔ پی او (آر) ۔ ۶۳۰۴۶ ۔	″
۱۲	۱۲ ″	محمد جسیم ۔ ڈی نمبر ۴۴۴۶۳ ۔	″
۱۳	۱۳ ″	عبداللہ خان ۔ پی جے او ۷۲۹۸	″
۱۴	۱۴	بشیر احمد ۔ پی ۔ جے او ۔ ۷۲۱۴	″
۱۵	۱۵	بشیر احمد مرزا ۔ محمد بوٹا ۔	″
۱۶	۱۶	سراج محمد ۔ پی جے او ۴۸۳۲۲	″
۱۷	۱۷	محمد انور ۔ پی جے او ۳۴۳۲۳	″
۱۸	۱۸	آصف مسعود پی جے او ۳۴۱۱۱	″
۱۹	۱۹	صادق علی ″ ۱۰۵۱	″

نمبر شمار	نمبر	بلاک	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ
۲۰	۲۰	//	محمود احمد پی جے او ۶۵۷۳	//
۲۱	۲۱	//	عبدالرحمٰن۔ ایچ اے وی ۷۰۲۰۹۸۴	//
۲۲	۲۲	//	محمد بشیر // ۷۰۲۸۴۳	//
۲۳	۲۳	//	نذیر احمد ۔ قادر بخش	//
۲۴	۲۴	//	سپاہی محمد سعید۔ محمد دین	//
۲۵	۲۵	//	محمد علی ۔ اللہ دتہ	//
۲۶	۲۶	//	بشیر احمد ۔ ایچ اے وی ۷۰۲۷۱۰۶	//
۲۷	۲۷	//	محمد منیر۔ // ۴۷۹۴۵۵	//
۲۸	۲۸	//	حوالدار محمد بشیر // ۱۲۵۴۱۳۴	//
۲۹	۲۹	//	بشیر احمد // ۶۲۶۶۹۵۱	//
۳۰	۳۰	//	عبدالرحمٰن // ۶۷۹۵۹۵۰	//
۳۱	۳۱	//	علی احمد // ۷۰۲۹۷۱۰	//
۳۲	۳۲	//	اختر ۔ پی ایم سیکھ ۔	
۳۳	۳۳	اے	فقیر حسین مہدی حسن ۔	۵ مرلہ
۳۴	۳۴	//	محمد ایوب ۔ ایچ اے وی ۱۳۱۷۶۳۹	//
۳۵	۳۶	//	محمد علی // ۲۴۴۳۶۷۸	//
۳۶	۳۷	//	محمد افضل ۔ حسین بہادر	//
۳۷	۳۸	//	انور علی ۔ ایچ اے وی ۱۲۵۸۹۱۵	//
۳۸	۳۹	//	ارشاد محمد ۔ سلطان علی	//
۳۹	۴۰	//	محمد رفیق نسیم ۔ جھنڈے خان	//
۴۰	۴۱	//	محمد شفیق ۔ ایس یو بی ۱۳۰۰۱۱۱	//
۴۱	۴۲	//	عالم دین ریٹائرڈ حوالدار ۳۱۲۱۳۶	//
۴۲	۴۳	//	محمد عثمان ایل ۔ ایچ اے وی ۶۲۶۶۳۸۲	//

نمبر شمار	نمبر	بلاک	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ
۴۳	۴۴	//	صادق علی سلیمی ایل - ایچ اے وی ۱-۲۲۶۹۰۰	۵/۲
۴۴	۴۵	//	عبدالغنی - این کے ۶۸۵۹۲۷۰	//
۴۵	۴۶	//	عبدالحمید - خدا بخش -	//
۴۶	۴۷	//	فضل حسین - ایل ایچ اے وی ۲-۶۲۶۷۵۴۲	//
۴۷	۴۸	//	عزیز الرحمن - این کے ۶۷۹۸۵۷۱	//
۴۸	۴۹	//	محمد فیروز - نواب علی - جسر	//
۴۹	۵۰	//	محمد انور - جھنڈے خان	//
۵۰	۵۱	//	محمد رفیق - این کے ۵۲۷۳۴۴۵	//
۵۱	۵۲	//	محمد یونس - این کے ۶۷۹۹۶۷۶	//
۵۲	۵۳	//	محمد یعقوب - نور محمد -	//
۵۳	۵۴	//	محمد حسین - این کے ۱۳۳۱۰۲۴۰۴	//
۵۴	۵۵	//	محمد نصرت - احمد دین -	//
۵۵	۵۶	//	عنایت حسین - ایل ایچ اے وی ۲۲۴۵۸۵۴	//
۵۶	۵۷	//	محمد اکبر - این کے ۷۱۳۱۷۲۷	//
۵۷	۵۸	//	عبدالرحیم - // ۲۶۷۰۵۸۶	//
۵۸	۵۹	//	مسعود علی - ایل ایچ اے وی ۱۲۸۰۰۹۶	//
۵۹	۶۰	//	بشیر احمد این کے ۶۸۰۱۷۴۵	//
۶۰	۶۱	//	محمد صادق // ۱۳۲۶۰۷۲	//
۶۱	۶۲	//	نیاز دین - علی بخش -	//
۶۲	۶۳	//	محمد منیر این کے ۶۲۶۳۰۸۸	//
۶۳	۱۲۱	ڈی	معراج بی بی بیوہ غلام محمد شہید	//
۶۴	۱۲۵	//	بلقیس بیگم بیوہ محمد صادق شہید -	//
۶۵	۱۲۸	//	رشید احمد - محمد بخش -	//

نمبر شمار	نمبر پلاٹ	بلاک	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ
۶۶	۱۲۹		عبدالغفور۔ رشید احمد	۵ مرلہ

دوسو بارہ پارٹ II (ڈیفنس کوٹہ)

۱	۲۱		مسمات عزیز اختر والدہ کلیم محمود خان	ایک کنال

ڈیفنس کوٹہ گلفشاں کالونی

۱	۲۹۹	اے	شاہدہ منیر بیوہ منیر احمد شہید	ایک کنال
۲	۲۵۶	"	صوبیدار میجر محمد عظیم الدین ولد غلام شبیر خان	۱۰ مرلہ
۳	۲۵۷		صوبیدار میجر شوکت علی ولد مولا بخش	"
۴	۲۵۸	"	فقیر محمد صوبیدار ولد محمد دین	"
۵	۵۸	"	محمد یعقوب ولد عمر دین	ساڑھے تین مرلہ
۶	۵۹	"	حوالدار محمد صالح ولد عبدالشکور	"
۷	۶۰	"	راجہ شیر باز خان ولد راجہ شاکر مہدی خان	"
۸	۶۱	"	عبدالرشید	"
۹	۶۲	"	محمد جمیل ولد نور محمد	"
۱۰	۶۳	"	حوالدار سلیم ولد نذیر احمد	"
۱۱	۶۴		نائیک محمد دین ولد جھنڈا	"
۱۲	۶۵	"	افتخار شاہ ولد اکرم شاہ	"
۱۳	۶۶	"	گلزار احمد غلام دین	"
۱۴	۶۷	"	شکوراں بی بی دختر چودھری عبداللہ	"
۱۵	۶۸	"	عمر بی بی والدہ نائیک محمد ایوب شہید	"
۱۶	۶۹	"	فاطمہ بی بی بیوہ احمد علی شہید	"
۱۷	۷۰	"	صفیہ بیوہ اللہ رکھا رستم شہید	"

نمبر شمار	نمبر	خانہ	نام الاٹی		رقبہ پلاٹ
۱۸	۷۱	〃	صفیہ بیوہ اللہ رکھا رتم شہید		۱۰ مرلہ
۱۹	۷۲	〃	بشیراں بیوہ محمد رفیق شہید		〃
۲۰	۷۳	〃	مسمات حاکم بی بی زوجہ غلام حسین والدہ مختار شہید		〃
۲۱	۷۴	〃	صبحانی بیگم بیوہ نور محمد شہید		〃
۲۲	۷۵	〃	منظوراں بیگم بیوہ نذیر حسین شہید		〃
۲۳	۷۶	〃	حفیظ احمد محمد اسماعیل		〃
۲۴	۷۷	〃	غلام سرور ولد میر داد		〃
۲۵	۷۸	〃	محمد اکرم علوی ولد نعمت علی		〃
۲۶	۸۱	〃	نذیر احمد ولد چودھری اللہ بخش		〃
۲۷	۸۲	〃	چودھری ناظر حسین	حاجی نور محمد	〃
۲۸	۸۳	〃	عبدالرشید	محمد افضل خاں	〃
۲۹	۸۴	〃	غلام نبی	فتح دین	〃
۳۰	۳۸۵	〃	ڈی محمد شفیع	دین محمد	〃
۳۱	۳۹۶	〃	غلام یسین	محمد خاں	〃
۳۲	۳۹۷	ڈی	اللہ داد خان	صدرت خان	〃
۳۳	۳۹۸	〃	محمد اختر	چنن حسین	〃
۳۴	۳۹۹	〃	رفیق محمد	عبدالغفور	〃
۳۵	۴۷۰	〃	سارنگ خاں	فتح محمد	〃
۳۶	۴۷۱	〃	محمد شریف	یوسف علی	〃
۳۷	۴۷۲	〃	محمد حمید	اکبر خان	〃
۳۸	۴۷۳	〃	غلام حسین	چودھری حیات محمد	〃
۳۹	۴۷۴	〃	سید شبیر حسین زیدی		〃
۴۰	۴۷۵	〃	بشیر علی	نواب دین	〃

نمبر شمار	نمبر	بلاک	نام الاٹی		رتبہ پلاٹ
۴۱	۳۷۶	ڈی	غلام رزاق	احمد دین	۱/۲ ۳ مرلہ
۴۲	۳۷۷	〃	شیر افضل	تاجسن خان	〃
۴۳	۳۷۸	〃	روشن دین	محمد بوٹا	〃
۴۴	۳۷۹	〃	زمان علی خان	وزیر محمد خاں	〃
۴۵	۳۸۰	〃	سید اکبر علی	قائم دین	〃
۴۶	۳۸۳	〃	علی شان	علی اکبر خان	〃
۴۷	۳۸۴	〃	فاطمہ بی بی بیوہ	عبدالعزیز	〃
۴۸	۳۸۵	〃	بشیر احمد	محمد بخش	〃
۴۹	۳۸۶	〃	عمر حیات اختر	غلام محمد	〃
۵۰	۳۸۷	〃	محمد شریف	نور محمد	〃
۵۱	۳۸۸	〃	سردار محمد شاہد	محمد نتھا	〃
۵۲	۳۸۹	〃	محمد اسماعیل	خوشی محمد	〃
۵۳	۳۹۰	〃	محمد اسلم	دلاور خاں	〃
۵۴	۳۹۱	〃	محمد امین	قطب الدین	〃
۵۵	۳۹۲	〃	محمد انور	نذیر احمد	〃
۵۶	۳۹۳	〃	حق نواز	فتح محمد	〃
۵۷	۳۹۴	〃	صفدر علی	خوشی محمد	〃
۵۸	۳۹۵	〃	محمد قربان	علی حیدر	〃
۵۹	۳۹۶	〃	گل جہان	حافظ محمد خان	〃
۶۰	۳۹۷	〃	ریاض حسین	محمد خان	〃
۶۱	۳۹۸	〃	شہزاد اختر	ملک احمد خان	〃
۶۲	۳۹۹	〃	عبدالحمید	محمد بشیر	〃
۶۳	۴۰۰	〃	امانت حسین	عدالت حسین	〃

نمبر شمار	نمبر بلاک	نام الاٹی		رقبہ پلاٹ
۶۴	۴۰۱ ڈی	غلام رسول	علی محمد	۳½ مرلہ
۶۵	۴۰۲ ″	نذر محمد	نواب خان	″
۶۶	۴۰۳ ″	نذیراں بی بی بیوہ	عبدالغفور رشید	″
۶۷	۴۰۴ ″	محمد نذیر	مرزا شاہ ولی	″
۶۸	۴۰۵ ″	محمد خالد	صادق علی	″
۶۹	۴۰۶ ″	محمد مالک	فقیر محمد	″
۷۰	۴۰۷ ″	عظمت بی بی بیوہ	سلیمان شہید	″
۷۱	۴۰۸ ″	تاج محمد	مہر خان	″
۷۲	۴۰۹ ″	محمد سعید	محمد دین	″
۷۳	۴۱۰ ″	قاضی احمد نبی		″

مدینہ ٹاؤن (ڈیفنس کوٹہ)

۱	۴۳	ایکس	۱۰۱	کرنل چودھری محمد اسلم سلیمی	کنال
۲	۴۶	ایکس	۲	بشیر احمد مرزا ولد فیض علی	دس مرلہ
۳	۶۴	ایکس	۱	سید منظور احمد ولد فلائیٹ لیفٹیننٹ سعید احمد شہید	کنال

گلستان کالونی نمبر ۱ (ڈیفنس کوٹہ)

۱	۲۲	کے	بہادر خان	اے کے پیر خان	۱۰ مرلہ
۲	۷۰۷	″	سید سلامت حسین	سید حبیب حسین	۵ مرلہ
۳	۷۰۸	″	محمد بخش	فضل محمد	″
۴	۷۰۹	″	ریاض محمد ولد	محمد سلیم	″

نمبر شمار	نمبر پلاٹ	نام الاٹی		رقبہ پلاٹ
۵	۷۱۰ سکے	نذیر احمد	محمد صدیق	۵ مرلہ
۶	۷۱۱ "	بشیراں بی بی زوجہ محمد اصغر		"
۷	۷۳۲ "	اللہ دتہ	رستم علی	"
۸	۷۳۳ "	غلام حیدر شاہ ولد غلام نبی شاہ		"
۹	۲۶۲ جی	گلشاد بیگم زوجہ عبدالستار		۱/۲ ۳ مرلہ
۱۰	۸۰۳ "	سخی محمد علی ولد سردار خاں		"
۱۱	۸۲۷ "	عبدالرحمن	محمد خان	"
۱۲	۸۲۸ "	محمد ظفر	غلام محمد	"
۱۳	۸۲۹ "	احمد دین	اللہ دین	"
۱۴	۸۳۰ "	شریف خان زوجہ	محمد نواز	"
۱۵	۸۳۱ "	عبدالحمید ولد	عثمان خان	"
۱۶	۸۳۲ "	عبدالرزاق	قائم دین	"
۱۷	۸۳۳ "	ملک محمد حیات	محمد دین	"
۱۸	۸۳۴ "	نذیر احمد	نور محمد	"
۱۹	۸۳۵ "	محمد اسلم	سجاول خان	"
۲۰	۸۸۲ "	پروین اختر بیوہ	احمد خان	"
۲۱	۸۴۶ "	یوسف علی ولد	نور محمد	"
۲۲	۸۴۸ "	خان محمد	باغ علی	"
۲۳	۸۵۰ "	محمد ابراہیم	ڈاڈی خان	"
۲۴	۸۵۹ "	برہان خان	جری خان	"
۲۵	۸۶۴ "	عبدالجلیل	شاہ دین	"
۲۶	۸۷۰ "	احمد خاں	علی محمد	"
۲۷	۸۷۱ "	میاں محمد	غلام محمد	"
۲۸	۸۸۹ "	منظور حسین	غلام حیدر	"

ڈیفنس کوٹ ملت ٹاؤن، فیصل آباد ڈیولپمنٹ اتھارٹی فیصل آباد

نمبر شمار	پلاٹ	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ	کیفیت
۱	۴۹۶ اے	محمد اکبر	ساڑھے تین مرلہ	
۲	۴۹۷ "	ساجدہ بی بی	"	
۳	۴۹۸ "	رخسانہ بی بی	"	
۴	۴۹۹ "	حسن الدین	"	
۵	۵۰۰ "	محمد صدیق	"	
۶	۵۰۱ "	محمد شفیع	"	
۷	۵۰۲ "	ریداد خان	"	
۸	۱۳۴۵ "	محمد صدیق	"	
۹	۱۳۴۶ "	عزیز احمد	"	
۱۰	۱۳۴۷ "	غلام مصطفیٰ	"	
۱۱	۱۳۴۸ "	عبداللطیف	"	
۱۲	۱۳۴۹ "	محمد سلیم	"	
۱۳	۱۳۵۰ "	علاؤالدین	"	
۱۴	۱۳۵۱ "	محمد عثمان	"	
۱۵	۱۳۵۲ "	نواب خان	"	
۱۶	۱۳۵۳ "	محمد اسماعیل	"	
۱۷	۱۳۵۴ "	خوشی محمد	"	
۱۸	۱۳۵۵ "	محمد رفیق گوہر	"	
۱۹	۱۳۵۶ "	عبدالغفور	"	
۲۰	۱۳۵۷ "	محمد یعقوب	"	
۲۱	۱۳۵۸ "	شاہ سوار علی	"	

نمبر شمار	پلاٹ نمبر	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ	کیفیت
۲۲	۱۳۵۹ اے	محمد شفیع	ساڑھے تین مرلے	
۲۳	۱۳۶۰ "	محمد ریاض	"	
۲۴	۱۳۶۱ "	محمد اکرم	"	
۲۵	۱۳۶۲ "	عبدالرحمان	"	
۲۶	۱۳۶۳ "	غلام علی	"	
۲۷	۱۳۶۴ "	صدرالدین	"	
۲۸	۱۳۶۵ "	محمد مقبول	"	
۲۹	۱۳۶۶ "	علی محمد	"	
۳۰	۱۳۶۷ "	انور علی	"	
۳۱	۱۳۶۸ "	خان محمد	"	
۳۲	۱۳۶۹ "	گلزار احمد	"	
۳۳	۱۳۷۰ "	گل امیر بلوچ	"	
۳۴	۱۳۷۱ "	محمد ریاض قریشی	"	
۳۵	۱۳۷۲ "	عبدالقیوم	"	
۳۶	۱۲۶ الف	علی شان	دس مرلہ	
۳۷	۱۲۷ "	صفدر خان	"	
۳۸	۱۲۸ "	محمد اشرف	"	
۳۹	۱۲۹ "	غلام سرور	"	
۴۰	۱۳۰ "	محمد اشرف	"	
۴۱	۱۳۱	عبدالرشید	"	
۴۲	۱۳۲ "	عطا محمد	"	
۴۳	۱۳۳ "	محمد معروف خان	"	
۴۴	۱۳۴ "	عبدالکریم	"	

نمبر شمار	پلاٹ نمبر	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ	کیفیت
۴۵	۱۳۵ اے	محمد رفیق	دس مرلہ	
۴۶	۱۳۶ "	محمد زمان	"	
۴۷	۱۳۷ "	غلام رسول	"	
۴۸	۱۳۸ "	محمد شریف	"	
۴۹	۱۳۹ "	منظور حسین	"	
۵۰	۱۴۰ "	محمد علی	"	
۵۱	۳۸۰ "	ایم۔اے۔کے بھٹی	ساڑھے	
۵۲	۳۸۱ "	محمد یونس	"	
۵۳	۳۸۲ "	ملک ایم عبداللہ	"	
۵۴	۳۸۳ "	غلام مصطفیٰ کھوکھر	"	
۵۵	۳۸۴ "	اصغر علی	"	
۵۶	۳۸۵ "	نور محمد	"	
۵۷	۳۸۶ "	غلام حسین	"	
۵۸	۳۸۷ "	لال محمد	"	
۵۹	۳۸۸ "	انوار الحق	"	
۶۰	۳۸۹ "	محمد اکرم	"	
۶۱	۳۹۰ "	علی اصغر	"	
۶۲	۳۹۱ "	غلام رسول	"	
۶۳	۳۹۲ بی	مختار خان	"	
۶۴	۳۹۳ "	محمد حنیف	"	
۶۵	۳۹۴ "	مختار احمد	"	
۶۶	۳۹۵ "	غلام حسین	"	
۶۷	۳۹۶ "	شیر محمد	"	

نمبر شمار	پلاٹ نمبر	نام الاٹی	رقبہ پلاٹ	کیفیت
۶۸	۳۹۷ بی	عبدالرحمان	سات مرلہ	
۶۹	۳۹۸ "	محمد نصر اللہ	"	
۷۰	۳۹۹ "	عبدالستار ناز	"	
۷۱	۱۱۴۰ الیف	انوار احمد خان	ایک کنال	
۷۲	۴۱ "	محمد اختر حسین	"	
۷۳	۴۲ "	حفیظ احمد	"	
۷۴	۴۳ "	ظہیر الدین	"	
۷۵	۴۴ "	افتخار احمد	"	
۷۶	۴۵ "	مسز کنیز فاطمہ	"	
۷۷	۴۶ "	محمد اسلم چیمہ	"	
۷۸	۴۷ "	محمد انور چیمہ	"	
۷۹	۴۸ "	ظہیر احمد	"	
۸۰	۴۹ "	ابوالحسن شاہ	"	
۸۱	۵۰ "	[illegible]رت محمد	"	
۸۲	۵۲ "	سلطان علی محمود		

ڈیفنس کوٹ پلاٹ ی فیصل (ترقیاتی ادارہ ملتان)

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ نمبر	رقبہ پلاٹ	کیفیت
	ہاؤسنگ سکیم شاہ رکن عالم فیز ۱			
۱	پی اے - ۵ - ۳۶۰ لفٹیننٹ کرنل اعجاز احمد الیف اے الیف (ریٹائرڈ) -	اے - ۲۳۶	۱ کنال	
۲	۸۵۹۲، میجر غلام احمد آرٹلری (ریٹائرڈ	ڈی - ۴۴	۱۵ مرلے	
۳	لیفٹیننٹ ایم چودھری ابن الیف آر او،			

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ نمبر	رقبہ پلاٹ	کیفیت
		ڈی ۴۷-۴	۵ مرلے	
۴	ڈبلیو جی سی ڈی آر عاصم رشید (پاک ۴۳۲۵)	// ۴۸	//	
۵	مسٹر محمد منیر (او آر ڈی)	// ۴۹	//	
۶	پی اے ۶۳۱۸ لیفٹیننٹ کرنل پرویز ولی، اے ایس سی۔	// ۵۰	//	
۷	پی جے او-۱۷۱۲۲۲ ہنی ایل ٹی حق داد خان بلوچ۔	بی ۱۸۸	۱۰ مرلے	
۸	پی جے او ۱۷۴۷ ریس محمد یعقوب اے بی سی۔	سی ۳۹۷	//	
۹	ایم ایس ٹی بسم اللہ بیگم پی جے او ۱۳۹۳-۲۴۹۳۔ آر ائی ایس عبدالقیوم، اے سی۔	ڈی ۲۰۳	//	
۱۰	پی جے او ۵۹۵۱۴ سب محمود احمد، اے سی سی۔	// ۲۰۴	//	
۱۱	پی جے او ۱۲۴۸۳ سب عبدالحمید بلوچ۔	// ۲۰۵	//	
۱۲	پی جے او ۱۱۶۷ ہنر وایل ٹی حافظ محمد اے سی۔	// ۲۰۶	//	
۱۳	ایم ایس ٹی، ذولیخاں بیگم پی سی او (بیوہ)، ۱۵-۳۳۵	// ۵۱۹	//	
۱۴	۱۱-۶۷، ایف سی پی او اے بی بھکر	// ۵۲۰	//	
۱۵	پاک/۶۲۳۷۶ ایم ڈبلیو او محمد شریف	// ۱۹۰	//	

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ نمبر	رقبہ پلاٹ	کیفیت
۱۶	پی جے اور ۸۴-۱۳۴ این۔ سب طفیل محمد، اے۔ سی۔	سی-۳۶۱	۷ مرلے	
۱۷	۱۰۵۳۔ ایم اور یس (این ٹی ایس پی ایس	" ۳۶۲	"	
۱۸	پاک/۱۷-۶۲ ایم ڈبلیو او حسن الدین۔	" ۳۶۳	"	
۱۹	۹۳۷۲۔ مسٹر محمد اشرف	" ۳۰۴	"	
۲۰	۶۲۶۵۲۷۹ ایچ اے وی غلام محمد سنگھ	" ۳۶۵	"	
۲۱	۷۲۶۸۸۴ ایچ اے وی، محمد یعقوب، ای ایم ای،	" ۳۶۶	"	
۲۲	۷۰۲۲۰۲۴ ایچ اے وی۔ عنایت اللہ، ای ایم ای۔	" ۳۶۷	"	
۲۳	ایم ایس ٹی سکینہ بی بی۔ ۲۳۹۸۳۶ (بیوہ)	" ۳۶۸	"	
۲۴	۱۰۲۸۰۹۱ ایل ڈی محمد حنیف، اے سی۔	اے ۴۴۵	۵ مرلے	
۲۵	۳۱۷۹۲۷۔ این کے الطاف حسین، انجینئر۔	" ۴۴۶	"	
۲۶	۹۳۰۶۸۳۔ این کے کنور عبدالمنان آرٹلری	" ۴۴۷	"	
۲۷	۶۵۶۹۲۷ این کے احمد خان سنگھ	" ۴۴۸	"	
۲۸	پاک/۸۶۱۵۲ ایم ڈبلیو او محمد اکرم اللہ	" ۴۴۹	"	

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ نمبر	رقبہ پلاٹ	کیفیت
۲۹	پاک /۵۶۳۳۷۔ڈبلیو او عبدالستار،	اے ۵۱م	۵ مرلے	
۳۰	ایم حسین پی او ممبر ۱۳۔۵۱۲۰۶۲ پی این ایس۔	// ۵۲م	//	
۳۱	۳۲۳۹۱۵۹ ایچ اے وی (ریٹائرڈ) عبدالوحاب اے کے	//۔۵۳م	//	
۳۲	۶۸۰۳۸۴۹۔ایل این کے نواب علی، اے ایم سی	//۔۷۱م	۲ مرلے	
۳۳	۱۲۹۰۰۳۸۔ایل این کے خدا بخش، آرٹلری۔	// ۷۲م	//	
۳۴	۲۲۷۸۲۶۶، ایل این کے نذیر احمد پنجاب	// ۷۳م	//	
۳۵	۲۲۶۸۸۱۳، ایل این کے غلام رسول، پنجاب۔	// ۷۴م	//	
۳۶	۳۰۔ اے ایل ڈی محمد یوسف اے سی۔	// ۷۵م	//	
۳۷	۲۲۷۵۵۹۸۔ایل این کے غفار، پنجاب	// ۷۶م	//	
۳۸	۱۰۱۷۱۵۵ ایس ڈبلیو آر محمد شریف اے سی (ریٹائرڈ)	// ۷۷م	//	
۳۹	۷۰۵۰۵۰۵ ایل این کے بشیر حسین، ای ایم ای۔	// ۷۸م	//	
۴۰	۷۱۳۰۳۰۴۲ ایچ اے وی محمد ایوب اے سی سی۔	// ۷۹م	//	
۴۱	اور آر ڈی۔۵۰۶ مسٹر محمد حنیف، ایچ/سی	// ۸۲م	//	
۴۲	ایم اصغر آئی/ایس نمبر ۶۶۔۱۷م،			

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ نمبر	رقبہ پلاٹ	کیفیت
	پی این ایس۔	اے ۴۸۳	۳ مرلے	
۴۳	بیوہ سابقہ پاک/۵۵۷۵۷ سی			
	ایچ ایف (ٹی سی ایچ) محمد صدیق۔	" ۴۹۶		"
۴۴	۱۰۱-۳۳۱-سب میجر پیر بخش، اے			
	ایم سی (ریٹائرڈ)	اے ۳۰۰	۱۰ مرلے	
۴۵	پی بے او-۲۳۵-۱۶ این ایس			
	شاہ جان، اے سی۔	" ۱۰۰	۷	
۴۶	پی اے-۵۰۶۰ لیفٹیننٹ کرنل			
	محمد اکبر خان۔ آرٹلری	۲۶۰	۱ کنال	
۴۷	پی بے او-۱۷۱۷۴ سب میجر			
	آئی ڈی محمد، ایم پی۔	۱۰۲	۱۰ مرلے	
۴۸	۴۸۴۰-۳۱-ایچ اے وی محمد انوار الحق			
	انجینئر۔	۱۵۸	۷ "	
۴۹	۳۰۷۴۳-۷-ایچ اے وی۔			
	محمد عابد، ای ایم ای	۴۰۳	۷ "	
۵۰	ایم ایس ٹی پروین اختر ڈبلیو/			
	او لیسٹ-۴۴۵-۶۲۶-ایچ اے			
	وی۔ ثناء اللہ خاں	۳۴۹	۵ "	
۵۱	۱۳۲۲۲۵۰-این کے/ایچ محمد اقبال،			
	انجینئر۔	۳۹۶	۵ "	
۵۲	۱۵۹۷۷۷۶-این/ایچ اے وی،			
	مقبول احمد سنگھ	۳۹۷	۵ "	
۵۳	او آر ڈی-۳۷۹-ایچ/اسی			

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ نمبر	رقبہ پلاٹ	کیفیت
	ایل کے سید محمد سراج	۳۹۸	۵ - ۰	
۵۴	۹۸-۲۴۲۹، این کے محمد عیسیٰ بلوچ ریٹائرڈ)	۳۹۹	۵	〃

فہرست جج صاحب جن کو پلاٹ الاٹ کئے گئے

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ نمبر	نام سکیم	رقبہ
۱	**فیصل آباد ترقیاتی ادارہ**			
۱-	خواجہ احسان الحق	۳۷ - الیف	ملت ٹاؤن	ایک کنال
۲-	مسٹر افضل سہیل	۳۸ - الیف	〃	〃
۳-	مسٹر نفیس احمد باوجوہ	۳۹ - الیف	〃	〃
۲	**ملتان ترقیاتی ادارہ**			
۳	**لاہور ترقیاتی ادارہ**			
	جسٹس ملک گل باز خان			
۱	۷ ایکین روڈ جی او آر لاہور	۴۰ - رچنا بلاک	علامہ اقبال	دو کنال
۲	جسٹس شفیع الرحمان ۱۹ ایکین روڈ جی او آر I لاہور،	۴۵ - رچنا بلاک	〃	〃
۳	مسٹر غلام رسول شیخ جج قصور	۷ - رضا بلاک	〃	ایک کنال
۴	جسٹس محمد مظفر اللہ ہائیکورٹ لاہور	۷ - نرگس بلاک	〃	〃
۵	جسٹس محمد الیاس۔	۲۵ این بلاک	ماڈل ٹاؤن توسیعی	دو کنال
۶	مسٹر جسٹس منظور الٰہی رانا۔	〃	〃	〃
۷	مسٹر جسٹس عبدالوحید	۲۷، این بلاک	〃	〃
۸	مسٹر جسٹس عبدالرحمان	۲۸ - این 〃	〃	〃

ضمیمہ نشان زدہ سوال نمبر ۱۱۲۵

(تتمہ د)

فہرست آراکین ممبران صوبائی و قومی اسمبلی و سینٹر صاحبان جن کو ترقیاتی ادارہ جات سے رہائشی سکیم میں پلاٹ الاٹ کئے گئے

نمبر شمار	نام الاٹی	پلاٹ نمبر	رقبہ
	ترقیاتی ادارہ، لاہور (شادمان)		
۱	۔ رائے احمد حیات کھرل۔ سابقہ ایم پی اے، فیصل آباد	۲۳۲	۲ کنال
۲	۔ رفیق احمد شیخ، سابقہ ایم پی اے۔ لاہور	۵۲	//
۳	۔ افضل وٹو، سابقہ ایم پی اے پنجاب	۵۴، اے	//
۴	ملک خالق داد خان، سابقہ ایم پی اے سرگودھا	۳۸	//
۵	شیخ محمد رشید، سابقہ ایم این اے	۱۸۹	//
۶	ملک معراج خالد، سابقہ ایم این اے	۱۳۵-اے	//
۷	۔ مسٹر شمیم احمد خان، سابقہ ایم پی اے فیصل آباد	۲۲۸-پی	ایک کنال
۸	۔ محمد افضل رندھاوا، سابقہ ایم این اے، فیصل آباد	۴۰۸	//
۹	۔ ایس ایم مسعود، سابقہ ایم این اے۔	۴۰۴	//
۱۰	۔ راجہ تری دیو رائے، سابقہ ایم این اے	۲۰۷	//
۱۱	۔ شیخ اشفاق احمد، ایم پی اے	۲۲۹	//
۱۲	۔ غلام حیدر بھروانہ، سابقہ ایم این اے، جھنگ۔	۵۴۳ سی	۱۰ مرلہ
۱۳	۔ سید فدا حسین ممبر صوبائی اسمبلی حافظ آباد	۵۴۷	//
۱۴	۔ چودھری منظور احمد گوندل، سابقہ ممبر صوبائی اسمبلی گجرات	۶۵۳	//
۱۵	۔ سید مہتاب احمد شاہ، سابقہ ایم پی اے منظفر گڑھ	۵۶۷	//
۱۶	۔ ملک حاکمین خان، سابقہ ایم پی اے پنجاب	۱۴۴	ڈھائی کنال
۱۷	مہر مشیر علی ہرل، سابقہ ایم پی اے، فیصل آباد	۵۰۰	۱۰ مرلہ
۱۸	۔ صوفی نذر محمد، سابقہ ایم پی اے، سیالکوٹ	۵۱۱	//
۱۹	۔ مسٹر قیوم نظامی، سابقہ ایم پی اے۔	۷۰۴	//

ترقیاتی ادارہ، فیصل آباد

۱۔ راجہ مبارز خان، ایم این اے ۔
۲۔ ملک غلام عباس گاڈی، ایم پی اے۔
۳ چودھری شوکت علی، ایم پی اے ۔

ترقیاتی ادارہ، ملتان

کوئی الاٹمنٹ نہ کی گئی ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
(سہ شنبہ ۹۔ صفر ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ ۔ شمارہ ۷

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(منگل ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۶۲۷
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۶۲۸
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ۶۸۶

مسئلہ استحقاق :۔

تحاریک التوائے کار :۔

(i) جم خانہ کلب میں جوا خانہ کی موجودگی ۷۳۸
(ii) لاہور کے سینئر افسران کو شراب کی فراہمی کا الزام ۷۴۲
(iii) ٹریفک کے حادثات میں اضافہ ۷۴۸

مسودہ قانون :۔

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء ... ۷۵۳
قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق) ۷۵۹
حلقہ نمبر ۱۷ فیصل آباد کی آبادیوں کو سوئی گیس کی فراہمی ۷۵۹
جیلوں میں کتب خانوں کا قیام ۷۶۶
فصلوں کی موجودہ شرح آبیانہ میں اضافہ کرنا ۷۶۸
ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ اور تحصیل چونیاں لاہور کو بجلی ڈیوٹی فری زون قرار دینا ۷۷۱
ملکی صنعت کو تحفظ ۷۷۶

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

منگل ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۶ء

(سہ شنبہ ۹ صفر ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰۗىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

(س النساء پ۶ - آیت ۱۳۶-۱۴۹-۱۵۲)

اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب اور اس نے اپنے آخری رسول پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس نے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ اور جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور روز قیامت سے انکار کرے وہ راستے سے بھٹک کر دور جا پڑا۔

اگر تم لوگ بھلائی کھلم کھلا کرو گے یا چھپا کر یا برائی سے درگزر کرو گے پس اللہ بھی معاف کرنے والا ہے اور صاحب قدرت ہے۔

اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی میں فرق نہ کیا (سب کو تسلیم کیا) ایسے لوگوں کو وہ عنقریب نیکیوں و اچھائیوں کے حصے عطا کرے گا۔ اور اللہ تو بخشنے والا اور مہربان ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ سوال نمبر ۴۹۲

وزیر صحت : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر، اس سے پہلے کہ میں محکمہ صحت کی کارکردگی کے بارے میں فاضل اراکین کے سوالات کے جوابات عرض کروں، ایک وضاحت ضروری سمجھتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جوابات کی جو کاپیاں اس وقت آپ کے پاس ہیں، یہ سوالات فاضل اراکین کی طرف سے گزشتہ اجلاس سے بھی پہلے ارسال کئے گئے تھے جن کے جوابات گزشتہ اجلاس میں کسی نامعلوم وجوہ کی بنا پر پیش کرنے کا موقع مجھے نہ ملا۔ کچھ سوالات کے جوابات اس وقت کے حالات اور حقائق کے مطابق ہیں حالانکہ اس کے بعد محکمہ صحت پنجاب کے ترقیاتی کاموں اور کارکردگی میں بہتر پیش رفت ہوئی ہے اور اس سال کے بجٹ میں بجٹ برائے صحت میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔ آپ کے سوالات کے جوابات جو میں عرض کروں گا اس میں اس اضافی عرصہ کی کارکردگی بھی شامل ہے اور تازہ اعداد و شمار کے مطابق پچھلے جوابات اور موجودہ جوابات میں اصولی فرق فاضل اراکین کو محسوس ہوگا۔ وہ محض ایک اتفاقی فرق سمجھا جائے۔ میں اس کی وضاحت اس لیے بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے کسی معزز فاضل رکن کا استحقاق مجروح نہ ہو۔

سوال نمبر ایک دفعہ پھر دہرا دیں

جناب سپیکر : سوال نمبر ۴۹۲

ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاولنگر میں امراض قلب کے یونٹ کا قیام

مراتب علی خان۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ :

الف : کیا یہ امر واقع ہے کہ ضلع بہاولنگر کے کسی ہسپتال میں بھی امراض قلب کا یونٹ موجود نہیں ہے

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بہاو سے بہاولپور اور ملتان کی مسافت ۱۰۰ میل سے زائد ہے ۔ کسی بھی مریض کو دل کا دورہ پڑنے کی صورت میں اتنی مسافت طے کرنے سے پہلے ہی موت واقع ہو سکتی ہے ۔

ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ امراض قلب کا یونٹ قائم کرنے پر کم و بیش ارتھائی لاکھ روپے کے اخراجات ہوتے ہیں ۔

د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع بہاولنگر کے پسماندہ ترین علاقہ کے لاکھوں انسانوں کی آبادی کے لیے ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتال بہاولنگر میں متذکرہ یونٹ قائم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) جی ہاں یہ درست ہے ۔

ب) جی ہاں ۔ یہ بہاولنگر سے بہاول پور اور ملتان کی مسافت ۱۰۰ میل سے زائد ہے ۔ البتہ کسی بھی مریض کو دل کا دورہ پڑنے کی صورت میں میڈیکل سپیشلسٹ جو کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاول نگر میں موجود ہے اور امراض قلب کے مریضوں کا خاطر خواہ علاج کر سکتا ہے کے زیر علاج وہ کو موت سے بچ سکتا ہے ۔

ج) جی نہیں ، امراض قلب کا یونٹ قائم کرنے پر تقریباً ۱۲٫۴۵ لاکھ روپے کے اخراجات ہوتے ہیں جن میں ۶٫۵۰ لاکھ روپے ضروری آلات پر اور ۵٫۹۵ لاکھ روپے سالانہ عملہ کی تنخواہ اور ادویات پر خرچ ہوتے ہیں ۔

د) جب بھی وسائل اجازت دیں گے ۔ حکومت ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال

میں امراض قلب کا یونٹ قائم کرنے پر غور کرے گی اور پسماندہ علاقوں کو ترجیح دی جائے گی۔ مثال کے طور پر رحیم یار خان، سرگودھا، ساہیوال اور گوجرانوالہ میں عملہ تعینات کر دیا ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر، ضمنی سوال، وزیر موصوف نے فرمایا ہے، کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر میں جب محسوس کیا جائے، امراض قلب کا یونٹ قائم کرنے پر غور کیا جائے گا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا بہاول نگر کے ضلعی ہیڈ کوارٹر میں اب دل کے مریض نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو تعمیر کرنے کی کیوں ضرورت محسوس نہیں کی جا رہی ہے

جناب سپیکر: میاں صاحب، اس سوال کا جواب اب تبدیل ہو چکا ہے آپ نے ترمیم شدہ جواب پر غور نہیں فرمایا ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! ہمارا یہ استحقاق ہے جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کچھ تبدیلیاں آچکی ہیں۔ کیا اس معزز ایوان کے ممبران کو موجودہ حالات کے مطابق جوابات نہیں چاہئیں۔ جو نشستیں جوابات کی ہمیں مہیا کی گئی ہیں۔ ہم اس کے مطابق تیاری کر کے آتے ہیں، اور یہاں پر آتے ہیں تو جواب تبدیل ہو چکا ہوتا ہے کیا ہمیں تازہ ترین جوابات نہیں ملنے چاہئیں؟

جناب سپیکر: نہیں اس میں کچھ باتیں تو ایسی ہیں جو کہ تبدیل نہیں ہو سکتی ہیں لیکن کچھ پیش رفت ہو جانے کی وجہ سے یا حالات تبدیل ہو جانے کی وجہ سے سوال کا جواب تبدیل ہو سکتا ہے۔

میاں محمد اسحاق: مثال کے طور پر ہمیں جو معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ اگر یہ ساری تبدیل ہو چکی ہوں تو اس بارے میں ہم جو بھی ضمنی سوال کریں گے تو پھر ظاہر ہے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ جواب تبدیل ہو چکا ہوگا۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ جیسے وزیر موصوف نے جواب دیا ہے۔ اس

جواب کی روشنی میں آپ ضمنی سوال کریں گے۔

بہاولنگر کے ہسپتالوں میں جنریٹر کی فراہمی

*493- راؤ مراتب علی خان۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ضلع بہاولنگر کے کسی بھی ہسپتال میں عارضی طور پر بجلی کی فراہمی کے لیے حکومت کی جانب سے کوئی جنریٹر مہیا نہیں کیا گیا ہے۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ طویل لوڈ شیڈنگ کے سبب مریضوں اور خصوصی طور پر آپریشن کے دوران ڈاکٹروں کو انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال بہاولنگر، چشتیاں، ہارون آباد، فورٹ عباس، منچن آباد اور تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں جنریٹر فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ):

الف) بہاول نگر کے ضلعی ہسپتال میں ۱۹۷۷ کے دوران ایک برقی جنریٹر فراہم کیا گیا تھا جو کہ اب ناکارہ ہو چکا ہے۔ لوڈ شیڈنگ کی موجودہ صورتحال کے پیش نظر حکومت پنجاب تمام ہسپتالوں میں جنریٹر فراہم کرنے کے ایک جامع منصوبہ پر غور کر رہی ہے اس منصوبے کی عددی و مالی تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔ اس منصوبے میں ضلع بہاولنگر کے تمام تحصیل کی سطح تک کے ہسپتال شامل ہوں گے۔

ب) لوڈ شیڈنگ کے دوران ڈاکٹروں اور مریضوں کے لیے مشکلات کا پیدا ہونا امر واقعی ہے تاہم آپریشن کے دوران اپریشن تھیٹر میں ہنگامی روشنیوں

کا انتظام موجود ہے۔
ج) جیسا کہ جواب (الف) سے ظاہر ہے۔ حکومت تحصیل کی سطح تک کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں گورنر صاحب کی ہدایات کے مطابق ایک جامع منصوبہ تیار کر رہی ہے۔ امید ہے کہ موجودہ مالی سال کے دوران اس منصوبے پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔

سرگودھا میں میڈیکل کالج کا قیام

*495۔ چوہدری محمد جاوید اقبال چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ سرگودھا۔ شہر استقلال، ڈویژنل ہیڈ کوارٹر، پاکستان ایئر فورس کا سب سے بڑا اڈہ اور گنجان آبادی کا شہر ہے لیکن وہاں ابھی تک میڈیکل کالج قائم نہیں کیا گیا اور میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے طلبا کو پنجاب کے دوسرے اضلاع میں جانا پڑتا ہے۔
ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب میں پانچ نئے میڈیکل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو میڈیکل کالج کے اجرا کے لیے حکومت کی پالیسی کیا ہے اور کیا یہ کالجز ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں کھولے جا رہے ہیں۔
ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں تو کیا حکومت سرگودھا میں میڈیکل کالج کھولنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت: (سید افضال علی شاہ)
الف) درست ہے۔
ب) جی نہیں۔
ج) فی الحال صوبے میں کسی جگہ بھی نیا میڈیکل کالج کھولنے کی تجویز حکومت کے

زیر غور نہیں ہے۔ پچھلے چند سالوں میں تین نئے کالج کھولے گئے تھے۔ اس وقت صوبے میں کل سات میڈیکل کالج کام کر رہے ہیں جو موجودہ ضروریات کے لیے کافی نہیں۔

بنیادی ہیلتھ یونٹ چک نمبر ۱۸/ایل ضلع اوکاڑہ میں ایکسرے پلانٹ کی تنصیب

*549 ۔ چوہدری ارشاد علی : کیا صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

کیا یہ حقیقت ہے کہ بنیادی ہیلتھ یونٹ چک نمبر ۱۸/ا ایل ضلع اوکاڑہ میں ایکسرے پلانٹ موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے مریضوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ سنٹر میں ایکسرے پلانٹ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر صحت : (سید افضال علی شاہ)

حکومت کی پالیسی کے مطابق ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت صرف دیہی مراکز صحت میں ایکسرے پلانٹ نصب کیے جا رہے ہیں۔ سردست حکومت بنیادی مراکز صحت میں ایکسرے پلانٹ نصب کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ اس لیے فی الحال بنیادی مرکز صحت چک نمبر ۱۸/ا ایل ضلع اوکاڑہ میں ایکسرے پلانٹ کی فراہمی ممکن نہیں ہے۔

دیہی علاقوں میں تعینات ڈاکٹروں کو شہری علاقہ میں تعینات ڈاکٹروں کے برابر الاؤنس اور مراعات دینا

*550 چوہدری ارشاد علی : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تا حال صوبہ پنجاب میں بہت سے ڈاکٹر محکمہ صحت میں ملازمت حاصل نہیں کر سکتے اور بے روزگار ہیں لیکن اس کے باوجود کئی بنیادی ہیلتھ یونٹ ایسے ہیں جہاں کوئی ڈاکٹر تعینات نہیں ہے۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دیہی علاقہ میں تعینات ہونے والے ڈاکٹروں کے الاؤنس اور مراعات شہری علاقہ میں تعینات ڈاکٹروں سے کم ہیں اور اس وجہ سے ڈاکٹر دیہی علاقہ میں جانا پسند نہیں کرتے۔

اگر جزو (الف اور ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیہی علاقوں میں تعینات ڈاکٹروں کے الاؤنس اور مراعات شہری علاقہ میں تعینات ڈاکٹروں کے برابر کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک ؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) جی نہیں، یہ حقیقت نہیں ہے

فروری مارچ ۱۹۸۵ء میں محکمہ صحت پنجاب نے صوبہ بھر میں میڈیکل آفیسر ۸۴۴ وومن میڈیکل آفیسرز ۲۳۱ مستقل بنیاد پر بھرتی کیے گئے تھے۔ علاوہ ازیں ۱۹۸۵ء ہی میں ۷۱۶ ڈاکٹروں کی مزید آسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ارسال کی گئیں کمیشن

کی سفارشات آنے پر کامیاب ہونے والے ڈاکٹروں کو بھرتی کر لیا جائے گا۔ اس دوران محکمہ صحت ڈاکٹروں کو ایڈہاک بنیاد پر بھی بھرتی کر رہا ہے جن کی کثیر تعداد دیہی علاقوں میں متعین کی جا رہی ہے۔ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں بنیادی ہیلتھ یونٹس میں صرف ۱۸۰ آسامیاں اور رورل ہیلتھ سنٹرز میں ۸۶ آسامیاں خالی ہیں جنہیں ایڈہاک بنیاد پر پُر کیا جا رہا ہے۔

ب) جی نہیں۔ ماسوائے لاہور کے صوبہ کے دیگر شہروں میں ہاؤس رینٹ کی شرح ۲۰ فی صد ہے جبکہ لاہور میں ۴۵ فی صد ہے۔ یہ شرح تمام سرکاری ملازمین کے لیے یکساں ہے اور ڈاکٹروں کے ساتھ کوئی تخصیص نہیں کی جا سکتی۔ لاہور کے علاوہ سواری الاؤنس کہیں بھی کسی سرکاری ملازم کو نہیں دیا جاتا۔ علاوہ ازیں ڈاکٹروں کو شہری اور دیہی علاقے کی تخصیص کے بغیر ۵۰۰ روپے نان پریکٹس الاؤنس ملتا ہے جبکہ دیہات میں متعین ڈاکٹر اگر پریکٹس کرے تو بھی میڈیکل آفیسرز کو ۳۰۰ روپے ماہوار کو منٹری الاؤنس ملتا ہے۔

سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کا تعین وفاقی سطح پر ہوتا ہے اور حکومت پنجاب وفاقی حکومت کی مقرر کردہ تنخواہوں اور الاؤنسوں کو بغیر یا معمولی ترامیم کے ساتھ اپنا لیتی ہے۔ لہٰذا شہروں اور دیہات میں یکساں الاؤنسوں کا کوئی معاملہ اس وقت حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

سرکاری ملازمت میں شمولیت پر خواتین کا طبی معائنہ

*574 جناب حاجی جمشید عباس بھیم: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمت کے حصول کے لیے میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔

ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ملازمت حاصل کرنے والی خواتین کا مکمل معائنہ ڈاکٹر حضرات سے کروایا جاتا ہے۔

ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ سرکاری ملازمت حاصل کرنے والی خواتین کے طبی معائنہ کے لیے لیڈی ڈاکٹر مقرر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمت کے حصول کے لیے میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔ سول سروس رول باب ۴ شق ۲-۴ کے تحت کیونکہ کوئی شخص بھی بنیادی طور پہ پاکستان میں کسی مستقل سرکاری ملازمت پہ اس وقت تک تعینات نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ اس کا طبی ملاحظہ نہ کیا گیا ہو، سوائے ان لوگوں کے جو شق نمبر ۳-۴ کے تحت مستثنیٰ قرار دیے گئے ہوں۔ (رول کی نقل لف ہے۔)

ب) نہیں۔ سول سروس رول کے ۴-۵ کے تحت خاتون امیدوار کا طبی سرٹیفکیٹ امیدوار کی صوابدید پہ منحصر ہو گا۔

ج) جزو "ج" کا جواب اوپر جزو ا اور ب کے جوابات میں موجود ہے۔

Note 2-(i) Medical certificates should ordinarily be required from candidates on first appointment to Government service if they are likely to officiate or to hold temporary posts for any period exceeding six months.

(ii) Re-employ persons who, during their previous term of service under the Government had produced the required medical certificates need not be required to produce a fresh certificate unless the period between their discharge from their old posts and their appointment to the new posts is in excess of three months.

(iii) A temporary Government servant who has already produced the required medical certificate in one office, should not, if transferred to another office without a break in his service, be required to produce a fresh certificate. The person concerned should however obtain a certificate from the Head of Office from which he is transferred to the effect that he had already produced the requisite medical certificate of health.

Note 3-Medical certificates obtained under note 1 and clause (i) of note 2 shall be retained by heads of offices and submitted to the Accountant-General only with the first pay bill in which less the pay of the Government servants concerned as substantive holders of permanent posts is drawn.

Note 4-The Accountant-General, Punjab is authorised to accept certified copies of medical certificates of the Medical Board, attached to the office of the High Commissioner for Pakistan in England, in the case of officers of Provincial Services and holders of Specialist posts recruited in England through the High Commissioner for Pakistan instead of the original medical certificates required under this rule.

3.3. A competents authority may, in individual cases, dispense with the production of a medical certificate and may by general order exempt any specified class of Government Servants from the operation of rule 3.2,

3.4. The following classes of Government Servants are exempted from producing a medical certificate of health :-

(1) A Govercment Servant appointed by the High Commissioner for Pakistan.

(2) Government Servants, other than those serving under the High Court whose service is classed as inferior.

Note 1-The production of a medical certificate is necessary in the case of a Government servant promoted from non-qualifying service paid from a local fund to a post in superior Government service.

Note 2-No medical certificate is necessary upon a Government servant being promoted from inferior to superior service, even though while in inferior he may have been paid from a local fund.

Note 3-Lady teachers should produce a medical certificate of fitness within one year from the date of appointment.

Note 4-Government servants referred to in clause (2) above and candidates for inferior service under Government, whether temporary, officiating or permanent shall either :-

(i) Produce a certificate that have been vaccinated within the last 12 months or have been re-vaccinated within the last 12 months or have already had smallpox and show obvious scars thereof, or,

(ii) in the case of candidates for inferior service under Government shall satisfy a responsible official of the department in which they seek employment, that one of other of the conditions mentioned in the certificate required under clause (i) is satisfied.

جناب محمد صدیق انصاری : جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ جناب وزیر صحت کافی دنوں سے ممبران کو مل نہیں سکے ہیں، میں وزیر صحت سے یہ

پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر صحت آج تمام دن ممبران سے ملاقات کرینگے اور اگر کرینگے تو ان کے جوابات ٹھیک ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جناب سید اقبال احمد شاہ صاحب۔

سول ہسپتال سیالکوٹ میں ڈاکٹروں کے لیے مزید کمروں کی تعمیر

سید اقبال احمد شاہ: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:—

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سول ہسپتال سیالکوٹ میں تعینات ڈاکٹروں کے لیے کمروں کی کمی ہے اور تین چار ڈاکٹروں کے لیے صرف ایک کمرہ ہوتا ہے۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں صفائی کا بھی معقول انتظام نہیں ہے۔

ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈاکٹروں کے لیے مزید کمرے تعمیر کرنے اور صفائی کا معقول انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت: (سید افضال علی شاہ)

الف) یہ درست ہے کہ علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں ڈاکٹر صاحبان کے دفاتر کی کمی ہے اور ایک کمرے میں دو یا تین ڈاکٹر اکٹھے رہتے ہیں لیکن چونکہ انہیں شفٹوں میں ڈیوٹی کرنا ہوتی ہے اس لیے ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ دو ڈاکٹر بیٹھتے ہیں۔ اس سلسلے میں تفصیل یوں ہے کہ ۱۹۶۶ء میں مذکورہ ہسپتال کی تعمیر و تکمیل پر ۱۲۵ بستروں کے لیے ڈاکٹروں

کی کُل تعداد ۱۲ تھی، یعنی ایک میڈیکل سپرنٹنڈنٹ، ۷ سپیشلسٹ، ۳ میڈیکل آفیسرز اور ایک ڈینٹل سرجن کی گنجائش تھی۔ اس وقت تعمیر شدہ دفاتر کی تعداد ان ڈاکٹروں کے لیے کافی تھی۔ لیکن جب ہسپتال ہذا کی توسیع کی گئی تو ۱۹۷۵ء میں بستروں کی تعداد بشمول ٹی بی بلاک ۲۹۳ کر دی گئی اور ڈاکٹروں کی تعداد بھی بڑھا دی گئی جو اب تک ۱۲ سے بڑھکر ۲۹ ہو گئی ہے۔ یعنی یہ تعداد اب ایک ایم ایس، ۱۰ سپیشلسٹ، ۱۵ میڈیکل آفیسرز اور ۳ ڈینٹل سرجن ہو گئی ہے لیکن دفاتر کی تعداد وہی رہی ہے جو کہ ۱۹۶۶ میں ہسپتال تعمیر کرنے کے وقت تھی۔ البتہ ڈاکٹر صاحبان کو مزید دفاتر مہیا کرنے کے لیے برآمدوں میں چار کمرے بنائے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر صاحبان کی تعداد موجودہ دفاتر سے زیادہ ہے، یعنی موجودہ دفاتر کی کل تعداد ۱۶ ہے۔

ب) صحیح صورت حال یہ ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں مناسب اور تسلی بخش انتظام ہے اس وقت ہسپتال میں ۳۳ وارڈ سرونٹس، ۱۸ خاکروب، ۴ مالی تعینات ہیں اور اس کے علاوہ ایک سینٹری انسپکٹر کی آسامی منظور ہو چکی ہے۔ نیز خاک روبوں کی مزید آسامیاں مہیا کرنے کے لیے لکھا جا چکا ہے انتظامیہ اپنے وسائل سے صفائی کا انتظام بہتر بنانے کے لیے کوشاں ہے اور کوشاں رہتی ہے۔

ج) الف اور (ب) کے مندرج جواب کی روشنی میں حکومت یقیناً ڈاکٹروں کے لیے مزید کمرے تعمیر کرتے اور صفائی کا انتظام بہتر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں نیا بلاک برائے بیرون مریضاں تعمیر کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ جس میں ڈاکٹر صاحبان کے دفاتر کی وافر گنجائش ہو گی۔ نیز عملہ صفائی کی مزید آسامیاں مہیا کرنے کی بھی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس طرح صفائی کا بہتر بندوبست کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر: جناب خوشحال محمد ڈوگر۔

ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں ادویات کی جانچ پڑتال

*643 - جناب خوشحال محمد ڈوگر : کیا وزیر صحت از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

الف) گزشتہ دو سالوں میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور میں ایلوپیتھی ادویات کے کتنے نمونہ جات حاصل کیے گئے ہیں۔ ان میں کتنے پاس کیے گئے کتنے فیل یا مسترد کیے گئے اور کتنے ایکسپائر ہوئے۔

ب) درج بالا مسترد شدہ نمونہ جات میں سے کتنے نمونے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد کو ارسال کیے گئے ان میں سے کتنے پاس ہوئے اور کتنے دوبارہ مسترد ہوئے۔

ج) کل لیے گئے نمونہ جات میں سے کتنی تعداد طبی ادویات کی تھی اور ان میں سے کتنے ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور میں پاس کیے گئے اور کتنے فیل یا مسترد کیے گئے۔

د) فیل شدہ طبی نمونہ جات میں سے کتنے نمونے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد کو ارسال کیے گئے اور ان میں سے کتنے دوبارہ پاس اور کتنے دوبارہ مسترد کیے گئے۔

ہ) صوبائی ٹیسٹنگ لیبارٹری میں کتنے ایسے افراد ہیں جو طبی ادویات کی ٹیسٹنگ میں ماہر ہیں؟

جناب سپیکر : باقی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہیں تو پوچھ سکتے ہیں۔

وزیر صحت : (سید افضال علی شاہ)

۱۔ صوبائی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں ٹیسٹ کیے جانے والے نمونہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے :

سال	موصول شدہ نمونہ جات	سابقہ نمونہ جات	کل نمونہ جات	پاس نمونہ جات	فیل نمونہ جات	زیر تجزیہ
۱۹۸۴	۶۲۹۹	۸۵۵ (۱۹۸۳)	۷۱۵۴	۶۳۸۳	۴۰۶	۳۶۵

۳۶۵ نمونہ جات ۱۹۸۵ کے موصول ہونے والے نمونہ جات میں جمع ہو گئے اور ۱۹۸۵ء کے کل نمونہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے

۱۹۸۵	۵۸۰۷	۳۶۵ (۱۹۸۴)	۶۱۷۲	۵۷۴۸	۳۷۷	۴۷

۴۷ نمونہ جات کی جو زیر تجزیہ ہیں تفصیل درج ذیل ہے :

۱۳*

* ناقابل تجزیہ نمونہ جات (شکستہ حالات میں موصولی/ ناکافی مقدار/ فقدان سہولت

مسترد شدہ نمونہ جات ۳۰ میں سے ۸ نمونہ جات ضروری کارروائی کے لیے ڈرگ کورٹ میں بھیج دیے گئے ہیں اور باقی ماندہ پر کارروائی under process کی جارہی ہے۔

صوبائی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں طبی نمونہ جات ٹیسٹ نہیں کیے جاتے تاہم ایسے طبی نمونہ جات جن میں ایلوپیتھی ادویہ کے پائے جانے کا امکان ہو وہ صرف ایلوپیتھی اجزا کی موجودگی معلوم کرنے کے لیے ٹیسٹ کیے جاتے ہیں ایسے نمونہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	موصول شدہ سیمپل	پاس سیمپل	فیل سیمپل
۱۹۸۴	۵۵	۱۰۰	۵۵
۱۹۸۵	۸۲	۷۰	۱۲

۵ نمونہ جات نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد تجزیہ کے لیے ارسال کیے گئے جن میں سے تین پاس کر دیے گئے اور باقی دو نمونہ جات کی رپورٹیں تا حال موصول نہیں ہوئیں۔

صوبائی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں ایلوپیتھی ادویات اور طبی ادویات میں

ایلوپیتھی اجزا کی موجودگی ٹیسٹ کرنے والے ماہرین کی تعداد درج ذیل ہے۔

۱) آفیسر گریڈ (۱۷) تعداد : :
۲) سپورٹنگ سٹاف (لیبارٹری) اسسٹنٹ تعداد : ۱۴
لیبارٹری اسسٹنٹ تعداد : ۷

میاں محمد اسحاق : جناب سپیکر صحت ایک اتنا اہم معاملہ ہے اور یہ ضروریات زندگی میں شامل ہے مگر ایران اس پر سنجیدہ نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ صحت پر پہلی مرتبہ سوالات کیے جا رہے ہیں۔ اس لیے ہمیں اس پر سوال کرنے کا حق ملنا چاہیے اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم سوال نہیں کرتے۔

جناب سپیکر : آیئے میاں صاحب، ارشاد فرمایئے، آپ کو کون روکتا ہے بسم اللہ کیجیے :

میاں محمد اسحاق : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ۱۹۸۳ کی نسبت ۱۹۸۴ء میں زیادہ نمونہ جات ٹیسٹنگ لیبارٹری میں فیل ہوئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟ اور آپ نے اس کے لیے کوئی اقدام کیا ہے تاکہ دوائیوں کا معیار جو دن بدن گر رہا ہے وہ بہتر کیا جائے۔

وزیر صحت : جناب والا اس کے لیے ایک نیا سوال پیش کیا جائے۔

میاں محمد اسحاق : آپ نے سوال کو پوری طرح پڑھا نہیں تو سمجھ کیا آئے گی۔

جناب سپیکر : میاں صاحب آپ کس نمونے کی بات کر رہے ہیں اس جواب میں کئی نمونہ جات ہیں۔ ؟

میاں محمد اسحاق : یہ نمونہ جات جو حاصل کیے گئے اور لیبارٹری میں بھیجے گئے ان میں جو نمونہ جات فیل ہوئے ان کی ۱۹۸۳ء میں تعداد زیادہ تھی اور ۱۹۸۴ میں نمونہ جات جو فیل ہوئے ان کی تعداد کم ہو گئی۔

جناب سپیکر : پہلے تو سوال یہ ہے کہ آپ کون نمونہ جات کی بات کر رہے ہیں ؟

میاں محمد اسحاق : جو دوائیوں کے نمونہ جات حاصل کیے گئے۔

جناب سپیکر : اس میں کئی قسم کے نمونہ جات ہیں، ایک تو وہ جو موصول ہوئے دوسرے وہ ہیں جو سابقہ نمونہ جات ہیں۔ ایک وہ ہیں جو پاس ہوئے اور ایک وہ ہیں جو فیل ہوئے۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ فیل شدہ نمونہ جات ۴۰۶ اور اس کے نیچے لکھا ہوا ہے ۳۷۷ -

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت : جناب والا، میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جس سال کی یہ بات کر رہے ہیں اس وقت تو منتخب حکومت قائم ہی نہیں ہوئی تھی۔ اور اب منتخب حکومت اس پر کافی کام کر رہی ہے اس سلسلے میں کمیٹی بھی مقرر ہوئی ہے۔ انشاء اللہ جتنا بھی ہو سکا ہم دوائیوں کا معیار بلند کرنے کی کوشش کریں گے۔ ابھی تو منتخب حکومت کو صرف ایک سال کا عرصہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر : لیکن اس میں تو آپ کو گھبرانے کی بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت : بات گھبرانے کی نہیں ہے۔ ان کے بار بار سوال کرنے پر میں بات کر رہی ہیں، وہ کہتے ہیں سوال کرنے دیں۔ وہ اگر یہ سوچ رہے ہیں کہ پچھلے سالوں کا بھی ہم حساب کتاب دیں تو پچھلے سالوں میں ہم لوگ موجود نہیں تھے۔

جناب سپیکر : لیکن پچھلے سالوں کی حالت بھی .....

بیگم نجمہ حمید : اس سے تو بہت بہتر ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مزید بہتر ہو گی۔

وزیر صحت : جناب سپیکر ! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ عرض کروں۔

جناب سپیکر : جناب وزیر صحت صاحب ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر صحت : جناب والا، جو سوال پوچھا گیا ہے وہ پچھلے دو سالوں کا پوچھا گیا ہے۔ یعنی ۸۵ - ۱۹۸۴ کے متعلق پوچھا گیا ہے۔ اس کے مطابق اگر یہ

سوال پوچھنا چاہیں تو ضرور کریں۔ لیکن یہ تو ۱۹۸۳ کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ ۱۹۸۳ کے متعلق تو سوال پوچھا ہی نہیں گیا۔

جناب سپیکر : ٹھیک بات ہے ۱۹۸۳ کا تو اس میں ذکر ہی نہیں ہے۔ ۱۹۸۳ کے متعلق تو اس سارے سوال میں کہیں ذکر ہی نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۱۹۸۳ء والی بات درست ہے۔ آپ جواب کو دوبارہ پڑھیں۔ تیسرے کالم میں جہاں سابقہ نمونہ جات کا ذکر کیا گیا ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ سابقہ نمونہ جات (۸۵۵) سال ۱۹۸۳ء لکھا ہوا ہے۔ میاں اسحٰق صاحب نے اس کا ذکر کیا ہے۔

وزیر صحت : جناب والا یہ اگر اس کے نیچے ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۵ء کو دیکھیں تو اس میں نمونہ جات کم ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر : میاں صاحب آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ یہ نمونہ جات کم ہو گئے ہیں ۱۹۸۴ کی نسبت ۱۹۸۵ء میں محکمہ صحت کی کارکردگی بہتر ہو رہی ہے اس لیے کہ نمونہ جات کم فیل ہوئے۔

وزیر صحت : جناب والا! اگر آپ مجھے مزید تفصیل پیش کرنے دیں تو میں یہ عرض کروں کہ سال ۱۹۸۵ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۴۷ نمونہ جات جو زیر تجزیہ تھے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۹۸۵ میں پاس نمونہ جات : ۲۸

فیل نمونہ جات : ۶

اور نمونہ جات زیر تجزیہ : ۱۳

باقی نمونہ جات جو موصول ہوتے تھے وہ شکستہ حالت میں موصول ہوتے تھے یعنی یا تو کسی کی شیشی ٹوٹی ہوئی تھی یا وہ نمونہ جات اس قابل نہیں تھے کہ ان کا تجزیہ کیا جا سکے۔ باقی جو قابل تجزیہ نمونہ جات شکستہ حالت میں موصول ہوئے یعنی یا تو کسی کی شیشی ٹوٹی ہوئی تھی یا وہ اس قابل نہیں تھے کہ ان کا تجزیہ کیا جا سکے

لہٰذا یہ اس کی تفصیل ہے :

جناب سپیکر : اگلا سوال جناب انوار الحق پراچہ صاحب

سول ہسپتال بھیرہ کی بحالی

*651 جناب انوار الحق پراچہ : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سول ہسپتال بھیرہ کی بحالی کا حکم اگست ۱۹۸۵ء میں جاری فرمایا تھا کہ اگر ایسا ہے تو اس پر کس حد تک عمل ہوا ہے۔

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ) : جی ہاں ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سول ہسپتال بھیرہ کو جاری رکھنے کا حکم صادر فرمایا تھا اور اس پر مکمل عمل ہو رہا ہے کیونکہ یہ ہسپتال کبھی بھی بند نہیں کیا گیا۔

مزید مطلع کیا جاتا ہے کہ یہ ہسپتال پہلے میونسپل کمیٹی بھیرہ کی ملکیت تھا جو کہ ۱۹۷۵ء میں صوبائی حکومت کی تحویل میں لیا جا چکا ہے۔ اس کی عمارت کا کافی حصہ گر چکا ہے۔ اور جو عمارت باقی ہے وہ بھی گرنے والی ہے، کچھ عرصہ قبل ایک پارٹی جو کراچی میں کاروبار کرتی ہے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر ہمیں یہ یقین دلایا جائے کہ ہسپتال بند نہیں کیا جائے گا تو ہم پانچ لاکھ روپے اس کی عمارت کی تعمیر نو کے لیے خرچ کر دیں گے۔ گورنمنٹ کے حکم کے مطابق جب وزیر اعلیٰ نے ہسپتال کے جاری رکھنے کا حکم صادر فرمایا تو ڈی۔ ایچ۔ او نے اس پارٹی سے بوساطت چیئرمین میونسپل کمیٹی بھیرہ ممبر صوبائی اسمبلی جناب انوار الحق پراچہ جنہوں نے اس پارٹی سے رابطہ قائم کیا تو انھوں نے انکار کر دیا کہ ہم رقم کسی اور جگہ خرچ کر چکے ہیں لہٰذا اس عمارت کی تعمیر نو بھی گورنمنٹ کو کرنا ہو گی جن کے لیے ایس۔ ڈی۔ او بلڈنگ تحصیل بھلوال کو ساتھ لے کر موقع ملاحظہ کیا گیا۔ اور ڈی۔ ایچ۔ او سرگودھا اس کا تخمینہ بنا سکیں تاکہ یہ سکیم آئندہ سال ۸۷-۱۹۸۶ کے ترقیاتی پروگرام کے لیے

بھجوائی جا سکے۔

مزید اطلاعاً عرض ہے کہ گورنمنٹ نے ایک رورل ہیلتھ سینٹر بھی بھیرہ میں تعمیر کروایا ہے جو کہ سول ہسپتال بھیرہ سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر شہر کے مضافات میں واقع ہے اور گزشتہ دو سال سے کام کر رہا ہے جس میں ایک ایکسرے پلانٹ کی بھی منظوری ہو چکی ہے اور یہ خدمت خلق پر مامور ہے۔

میڈیکل اسسٹنٹ اور دیگر چھوٹا عملہ کام کر رہا ہے اور ڈاکٹر بھی آ جائیں گے۔

بھیرہ ہسپتال کا تخمینہ تیار ہو گیا ہے۔ یہ ہسپتال تقریباً ۱۸ لاکھ روپے کی لاگت سے بنے گا۔ محکمہ رسمی کارروائی مکمل کر رہا ہے اور مجاز ادارے کی منظوری کے بعد کام شروع ہو جائے گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر۔ اگر آپ مجھے اجازت فرمائیں تو میں ایک ضمنی سوال کروں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب، اب تو آپ اگلے سوال پر ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

جناب انوار الحق پراچہ صاحب

بنیادی طبی مراکز میں ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹروں کی تعیناتی

*652 جناب انوار الحق پراچہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں کل کتنے بنیادی طبی مراکز ہیں اضلاع میں کتنے ایسے ہیں جن میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر تعینات ہیں اور بقایا میں کب تک ایم بی بی ایس ڈاکٹر تعینات کر دیے جائیں گے۔

وزیر صحت: صوبہ میں اس وقت ۱۹۷۲ بنیادی مراکز صحت منظور کیے

جا چکے ہیں جن میں ۱۳۷۳ بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں۔ بنیادی مراکز صحت میں ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی تعیناتی کر دی گئی ہے۔

موجودہ مالی سال کے دوران تمام بنیادی مراکز صحت کے لیے ڈاکٹروں کی آسامیاں منظور کی گئی ہیں۔ کل آسامیوں کی تعداد ۱۴۴۹ ہے۔ بنیادی مراکز صحت کے لیے عملہ منظور کیا گیا ہے ان میں ۱۳۷۳ مراکز نے مکمل طور پر کام شروع کر دیا ہے جبکہ بقایا ۷۶ بنیادی مراکز صحت تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں۔ جیسے جیسے یہ مراکز مکمل ہوں گے ان میں عملہ بشمول ڈاکٹرز تعینات کر دیے جائیں گے۔

وزیر مال : جناب سپیکر، یہ جو مجھے جوابات دیے گئے ہیں ان میں ۶۵۲ نہیں لکھا ہوا ہے ۶۵۵ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر : یہ آپ کے پاس کیا لکھا ہوا ہے۔

وزیر مال : میرے پاس یہ ۶۵۵ لکھا ہوا ہے جسے آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

معزز ایوان : یہ ۶۵۲ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر : یہ ایک کیوں غلط پرنٹ ہوا ہے اور بھی یہ کسی کے پاس غلط لکھا ہوا ہے۔ کیا یہ ۶۵۲ ہی لکھا ہوا ہے۔

معزز ایوان : جی ہاں۔

جناب سپیکر : تو یہ سردار صاحب کے پاس کیوں غلط پہنچ گیا۔

میاں محمد اسحاق : میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ۱۳۲۹ بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں ان میں سے ۹۴۵ بنیادی مراکز صحت میں ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی تعیناتی ہے باقی ماندہ بنیادی مراکز صحت میں کون لوگ کام کر رہے ہیں۔

وزیر صحت : جناب سپیکر، یہ اپنا سوال ذرا دہرا دیں۔

جناب سپیکر : میاں صاحب سوال دہرائیے گا۔

میاں محمد اسحاق : جناب سپیکر، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کل ۱۳۲۹ بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں ان میں سے ۹۴۵ میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر تعینات ہیں۔ باقی ماندہ بنیادی مراکز صحت میں کون لوگ کام کر رہے ہیں یا کہ وہ خالی پڑے ہیں۔

وزیر صحت : جناب سپیکر : اس وقت ۱۴۴۹ بنیادی مراکز صحت کا عملہ منظور کیا گیا ہے۔ ان میں ۱۳۷۳ مراکز نے مکمل طور پر کام شروع کر دیا ہے جب کہ ۷۶ بنیادی مراکز صحت تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں جیسے جیسے وہ مراکز مکمل ہوں گے ان میں بشمول ڈاکٹرز عملہ تعینات کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر : جناب وزیر صحت ان کا جو ضمنی سوال ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے جواب میں یہ درج ہے کہ "جن میں سے ۱۳۲۹ بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں۔ جو کام کر رہے ہیں ان میں سے ۹۴۵ بنیادی مراکز صحت میں ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی تعیناتی کر دی گئی ہے"۔ باقی جو بنیادی مرکز صحت کام کر رہے ہیں جن میں ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی تعیناتی نہیں کی گئی ہے ان میں کون کام کر رہے ہیں۔

وزیر صحت : اس ضمن میں گزارش ہے کہ جہاں ابھی تک ڈاکٹروں کی تعیناتی نہیں کی گئی ہے۔ وہاں پر میڈیکل اسسٹنٹ اور دیگر چھوٹا عملہ کام کر رہا ہے۔

میاں محمد اسحاق : جناب سپیکر، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جہاں ایم بی بی ڈاکٹرز نہیں ہیں وہاں پر جو باقی عملہ ہے کیا وہ ان کی کمی کو پورا کر رہا ہے۔ وہاں پر مستند ڈاکٹر نہیں ہیں۔ کیا ایک مستند ڈاکٹر کی جگہ پر میڈیکل اسسٹنٹ یا دوسرا عملہ اس کی کمی کو پورا کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر : میاں صاحب یہ تو سوال ہو گیا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ ایم بی بی ایس

ڈاکٹر کی کمی ایک ڈسپنسر تو پوری نہیں کر سکتا۔

وزیر صحت: جی ہاں، لیکن ابھی تک تو محکمہ کو میڈیکل اسسٹنٹ کے متعلق کوئی ایسی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ تاحال ہمارے پاس بنیادی مراکز صحت کے لیے ڈاکٹرز اور نرسز کی سیٹیں آئی ہیں اور نئے ڈاکٹر بھی بھرتی کیے جا رہے ہیں۔ یہ کمی تو پوری کی جائے گی۔ اگر آپ کو کوئی شکایت ہے تو مجھے بتائیے، جہاں میڈیکل اسسٹنٹ کام کر رہا ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب مجھے کوئی ذاتی شکایت نہیں ہے میں تو پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ۱۳۲۹ بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کے سوال کا جواب آگیا ہے۔

میاں محمد اسحاق: آپ کہتے ہیں تو آگیا ہے۔ یہ آپ کے رحم و کرم پر ہے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر، جہاں یہ مراکز کام نہیں کر رہے ہیں، ان کی کیا وجہ ہے جبکہ عمارتیں موقع پر تیار کھڑی ہیں ان میں کہیں لوگ اپنے مویشی باندھتے ہیں اور کہیں پولیس بیٹھی ہیں۔ ان کی کیا وجہ ہے، وہاں پر کیوں نہیں اسٹاف اور عملہ لایا جا رہا ہے جیسا کہ میرے حلقہ میں دو ہسپتال تیار کھڑے ہیں۔ ایک میں پولیس بیٹھی ہے اور ایک میں لوگوں کے جانور بندھے ہوتے ہیں۔

وزیر صحت: جناب والا! آج انھوں نے ایسی بات کی ہے اس سے پہلے ایسا اتفاق نہیں ہوا ہے کہ انھوں نے مجھے بتایا ہو۔ حالانکہ ان سے روز ملاقات ہوتی ہے اور آج تک انھوں نے مجھے یہ بات نہیں بتائی۔ انشاء اللہ اس پر نوٹس لیا جائے گا اور دوسرا یہ کہ یہ مرحلہ وار پروگرام ہیں جیسے جیسے یہ مکمل ہوتے جائیں گے وہاں پر ڈاکٹر تعینات کیے جائیں گے۔ میں اپنے تمام

معزز اراکین سے یہ گزارش کروں کہ ہم تو ڈاکٹرز تعینات کر رہے تھے لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر وہ وہاں نہیں جاتے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کو وہاں پر جانے میں کوئی ایسی دقت پیش آتی ہو، یا وہ اپنی سہولت کے مطابق وہاں پر نہیں رہنا چاہتے ہوں تو انشاء اللہ یہ مرحلہ وار پروگرام ہے ان کی جو دقت ہے وہ بھی دُور کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ضمنی سوال؛

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! سب سے پہلے تو میں وزیر صحت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ وہ آج ایوان میں تشریف لائے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سے ایک ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ بنیادی مراکز صحت جن میں ابھی تک ایم بی بی ایس ڈاکٹرز کی تقرری کے لیے محکمہ صحت نے کیا معیار مقرر کر رکھا ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس سوال کا تو جواب میرا خیال ہے کہ میں دے چکا ہوں شاید جنجوعہ صاحب دیر سے پہنچے ہیں

جناب سپیکر: ہاں جنجوعہ صاحب اس سے پہلے جناب وزیر صحت یہ کہہ چکے ہیں کہ نئے ڈاکٹرز کی بھرتی کی جا رہی ہے اور جونہی مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان کی تقرری ہو جاتی ہے ان کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر، مرحلہ وار پروگرام جس کے تحت ڈاکٹروں کی تقرری ہونی ہے اس کے لیے محکمہ صحت نے کون سا معیار مقرر کر رکھا ہے کہ پہلے کن ہسپتالوں میں تقرری ہو گی اور بعد میں کن ہسپتالوں میں تقرری ہو گی۔ میں نے یہ سوال پوچھا ہے۔

وزیر صحت: یہ تو ایک نیا سوال ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب حاجی ملک غلام سبحیر جوئیہ صاحب

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کے لیے متعدد مرتبہ کھڑا ہوا ہوں آپ نے مجھے موقع ہی نہیں دیا۔

جناب سپیکر : جناب شاہ صاحب آپ کب کھڑے ہوتے ہیں
سید طاہر احمد شاہ : جناب اگر آپ کی نظرِ کرم ہی مجھ پر نہیں پڑتی تو اس میں میرا تو قصور نہیں ہے اور اگر آپ پھر بھی حکم دیتے ہیں تو میں آپ کے ارشاد کی تعمیل میں بیٹھ جاتا ہوں۔
جناب سپیکر : آپ اس سوال پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔
سید طاہر احمد شاہ : جی ہاں۔
جناب سپیکر : آپ ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کے سوال پر ضمنی سوال کرنا پسند کریں گے۔
سید طاہر احمد شاہ : نہیں جناب، یہ جو جناب انوار الحق پراچہ صاحب کا سوال ہے اس پر میں ضمنی سوال کرنا چاہوں گا اور اگر آپ نہیں چاہتے تو میں ضمنی سوال نہیں کرتا مگر میں دو تین مرتبہ کھڑا ہوا ہوں۔
جناب سپیکر : اس سوال کے اوپر میں سب سے پہلے آپ کو ضمنی سوال کرنے کی اجازت دوں گا۔
سید طاہر احمد شاہ : عالی جاہ ! یہ جو پہلا سوال تھا اس پر ہی کم از کم آپ ادھر نظرِ کرم کر لیتے۔
جناب سپیکر : جناب شاہ صاحب۔ میں اس سوال پر ضمنی سوال کی اجازت آپ کو دوں گا۔۔۔
جناب ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب

تھانہ پیلاں میں بنیادی صحت مرکز کی تعمیر

*698 ۔ حاجی ملک غلام شبیر جوئیہ : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :
الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تھانہ پیلاں کی آبادی ایک لاکھ سے زائد نفوس پر مشتمل ہے اس کے لیے صرف ایک مرکز صحت ہے جو کہ سارے عوام کو بہتر

طبی سہولیات بہم پہنچانے سے قاصر ہے۔
ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مہر نوی ٹاؤن کمیٹی کے لوگوں کے تیس کنال رقبہ اراضی رورل ہیلتھ سینٹر کی تعمیر کے لیے عطیہ دیا ہے۔
ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا بنیادی ہیلتھ سنٹر کے اجراء پر غور کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) پپلاں ٹاؤن کی موجودہ آبادی تقریباً ۲۷,۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے جب کہ مذکورہ ٹاؤن کمیٹی اور گرد و نواح کی یونین کونسلوں کی کل آبادی تقریباً ۷۶,۰۰۰ ہے۔
اس وقت پپلاں ٹاؤن میں ایک دیہی ڈسپنسری کام کر رہی ہے۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق ایک دیہی ترقیاتی مرکز میں صرف ایک ہی مرکز صحت قائم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ پپلاں مرکز میں حافظ والا کے مقام پر پہلے ہی ایک دیہی مرکز صحت کام کر رہا ہے۔ یہ مرکز چھ یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔ ان یونین کونسلوں میں فراہم کردہ طبی سہولتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1 - یونین کونسل آلووالی

(الف) ذیلی مرکز صحت آلووالی۔
ب) بنیادی مرکز صحت نصیر والا
ج) سرکاری دیہی ڈسپنسری چک ۴-۳/ ایم ایل سی

۲ - یونین کونسل دوآبہ

ن) ذیلی مرکز صحت دوآبہ

3- یونین کونسل مہربان شاہ

الف) بنیادی مرکز صحت گاماشاہ

ب) ذیلی مرکز کچھا گجرات

4- یونین کونسل ڈاب

الف) دیہی مرکز صحت حافظ والا

ب) بنیادی مرکز صحت چک نمبر ۷- ۵/ایم ایل سی

ج) ذیلی مرکز صحت ڈاب

د) سرکاری دیہی ڈسپنسری چک نمبر ۱۶/ایم ایل

- یونین کونسل بالا

الف) بنیادی مرکز صحت بالا

ب) سرکاری دیہی ڈسپنسری چک نمبر ۱۹/ڈی بی

- یونین کونسل ہرنولی

الف) دیہی ڈسپنسری ہرنولی

مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر یہ کہنا درست نہیں کہ پپلاں مرکز میں صرف ایک دیہی مرکز صحت تمام آبادی کو طبی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ بلکہ صورت حال یہ ہے کہ اس مرکز میں ایک دیہی مرکز صحت ۴ بنیادی مراکز صحت، ۴ ذیلی مراکز صحت اور ۴ ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں اور یہ ادارے دیہی ترقیاتی مراکز پپلاں میں خاطر خواہ طبی سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔

ب) محکمے کو اس بارے میں کوئی علم نہیں۔

ج) چونکہ دیہی ترقیاتی مرکز پپلاں میں پہلے ہی ایک دیہی مرکز صحت حافظ والا کے مقام پر کام کر رہا ہے۔ اس لیے موجودہ پالیسی کے مطابق اس مرکز میں مزید دیہی مرکز صحت کا قیام قابل عمل نہیں۔

جناب سپیکر: جناب فخر الدین شاہ صاحب۔ سوال نمبر ۷۶۹۔

بنیادی طبی مراکز میں مستند ڈاکٹروں کی تعیناتی اور ادویات کی فراہمی

★۷۶۹۔ جناب فخر الدین شاہ سید: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں بنیادی طبی مراکز میں مستند ڈاکٹروں کی تعیناتی نہیں کی جاتی اور نہ ہی ادویات وافر مقدار میں موجود ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہاں کے عوام کو بہتر طبی سہولت میسر نہیں آتی۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ طبی مراکز میں مستند ڈاکٹروں کی تعیناتی اور وافر مقدار میں ادویات فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) جی نہیں۔ مرحلہ وار پروگرام کے تحت حکومت BHU میں اب ڈاکٹر تعینات کر رہی ہے۔ جہاں تک ادویات کا تعلق ہے ان کے منظور شدہ بجٹ کے مطابق مہیا کی جاتی ہیں اور عوام کو طبی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔

ب) حکومت ہر سال تمام طبی مراکز کے سالانہ بجٹ میں اپنے وسائل کے مطابق اضافہ کرتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: جناب چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب۔ سوال نمبر ۷۷۰۔

میڈیکل اسسٹنٹ کی تنخواہوں میں تفاوت

*779 - چوہدری محمد اعظم چیمہ : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۷۹ سے محکمہ صحت میں میڈیکل اسسٹنٹ کو گریڈ نمبر ۱۲ کے مطابق تنخواہ اور دیگر مراعات دیے جاتے ہیں۔

ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ میڈیکل اسسٹنٹ جو محکمہ لوکل گورنمنٹ میں بطور اے۔ ایم۔ او کام کرتے ہیں کو گریڈ نمبر ۵ دیا جاتا ہے۔

ج) اگر جز (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب کے تحت دو محکموں میں کام کرنے والے میڈیکل اسسٹنٹ کی تنخواہوں میں تفاوت کی کیا وجوہ ہیں۔ اور کیا حکومت اس تفاوت کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر صحت : (سید افضال علی شاہ)

الف) جی ہاں۔

ب) یہ محکمہ لوکل گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہے۔

ج) - ایضاً ،،

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے اعظم چیمہ صاحب کے سوال کا جو جواب پڑھا ہے کیا یہ اسی طریقے سے ہے۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب یہ آپ کے سامنے ہے۔ جیسے تفصیل ہے ویسے انہوں نے پڑھی ہے۔

جناب سپیکر : جناب۔ میاں محمود احمد صاحب۔ سوال نمبر ۸۲۸

بیرون ملک علاج معالجہ کی سہولت کی فراہمی

*838 میاں محمود احمد: کیا وزیر صحت ازراہِ کرم ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو ایوان میں دیے گئے میرے نشان زدہ سوال نمبر ۳۴۶ (الف) کے جواب کی روشنی میں بیان فرمائیں گے کہ:

الف) ۸۵-۱۹۸۴ کے دوران جن ۲۹ افسران اور ان کی بیگمات و بچوں کو سرکاری طور پر بیرون ملک علاج کرانے کی اجازت دی گئی تھی اُن کے نام و عہدے کیا ہیں۔ نیز ہر ایک مریض کی بیماری کیا تھی۔

ب) متذکرہ بالا سوال کے جواب کے جزو (ب) کے مطابق چونکہ اندرون ملک ڈاکٹر صاحبان کم قابلیت کے ہیں اور جزو (الف) میں مندرج مریضوں کا علاج نہیں کر سکتے تھے، تو کیا حکومت مہلک امراض میں مبتلا کم درجہ کے سرکاری ملازمین کا علاج بھی بیرون ملک کرانے کے لیے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ):

الف) ۱۹۸۴ میں ۲۱ اور ۱۹۸۵ میں ۲۸ سرکاری ملازمین کو بیرونِ ملک علاج کرانے کی اجازت دی گئی تھی۔ ان کے نام و عہدے اور بیماری کی تفصیل لف ہے۔

ب) حکومت مہلک امراض میں مبتلا مریض کی کم یا بالا درجہ کی تخصیص نہیں کرتی بلکہ بیرونِ ملک علاج کرانے کے لیے ضروری ہے کہ سپیشل میڈیکل بورڈ ان کے بیرون ملک علاج کی ضرورت محسوس کرے اور محکمہ خزانہ اس کے لیے زرِ مبادلہ فراہم کرے اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب ملازمین کے طبی امداد کے قانون مجریہ ۱۹۷۹ء کو RELAX کرنے کی منظوری دیں، کیونکہ قواعد کے مطابق بیرونِ ملک علاج کا ذمہ حکومت پر نہیں ہے۔

زرمبادلہ کی تفصیل دی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ ٹکٹ کا خرچہ دیا جاتا ہے جس کی تفصیل ممبر صاحب کو پہنچا دی جائے گی ۔ زرمبادلہ کی مجموعی مالیت ممبر صاحب خود کرا سکتے ہیں۔ امید ہے کہ ممبر صاحب اتنا حساب جانتے ہیں

GOVT. SERVANTS PROCEEDED ABROAD AT GOVT. EXPENSES FOR MEDICAL TREATMENT FROM 1984

S. No.	Name & Designation	Country	Amount	Disease
1.	Mr Waheed Akbar, Deputy Secretary, Excise & Taxation Deptt. Lahore.	U.K	£ 13000/-	Ischemic Heart Disease
2.	Mr. Muhammad Akram Soofi, Admn. Officer, D.H.O. Office, Rawalpindi.	U.S.A.	$ 22500/-	Retinal Detachment both eyes.
3.	Prof. Abdur Rehman Malik, Prof. of Sanitary, College of Community Medicine Lahore.	U.K.	$ 20,000/-	Ischemic Heart Disease
4.	Mr. Bilal Yousaf S/O Mr. Muhammad Saleem Amjad, Assistant Statistician, Faisalabad.	U.S.A.	$ 863/-	Heart Disease
5.	Dr. Khalid Bashir Farooqi, Chief Engineer, L.D.A. Lahore.	UK/USA	$ 23,000/-	By-pass Surgery
6.	Mrs. Najama Mohyuddin, Wife of Syed. Ikram Mohyuddin, (BPS-18) Model Town Co-op. Society, Lhr.	U.S.A.	$ 39,246/-	Vertigo and vomiting
7.	Mr. Altaf Hussain, Chief, P & D Department.	U.K.	£ 7000/-	Liver Cirrhosis

S. No.	Name & Designation	Country	Amount	Disease
8.	Dr. Mrs. Shamim Bokhari, Prof of Anatomy, Fatima Jinnah Medical College, Lahore.	U.S.A.	$ 7500/- $ 10837-19	Secondary Deposits Right Eye (Lymphoma)
9.	Ch. Muhammad Younis, Addl. & Session Judge, Lahore.	U.K.	$ 7500/-	Hypertensive Blood Vessels of the Retina (Occlusion)
10.	Mr. Muhammad Siddique, Lecturer, Govt. College, Lahore.	U.K.	£ 4100/-	Ischaemic Heart Disease
11.	Dr. Waseem Akhtar, Assistant Project Director, Asian Dev. Bank, Lahore.	U.K.	£ 7800/-	Severe Uncontrolled Angina Pectoris
12.	Ahmad Naseer S/O Syed Naseer Ahmad, Home Secretary, Punjab.	U.S.A.	$ 5000/-	Congenital complete cleft lip and plate
13.	Mian Muhammad Hafeez Humayun, Budget and Accounts Officer, Directorate of Health Services, Punjab.	U.K.	£ 7000/-	Diabetic Retinopathy with Glaucoma
14.	Mrs. Shahida Shahzad Qaiser, W/O Mr. Shahzad Qaiser, Addl. D. C. Multan.	U.K.	£ 4200/- £ 2212-32/- £ 322-70	Extensive Retinal Detatchment.
15.	Abdul Hamid Khan Addl. Secretary Health.	U.S.A.	$ 8778-14/-	Pain in Spine (Thoracic) with gasteritis

S. No.	Name & Designation	Country	Amount	Disease
16.	Brig. (Rtd.) Muhammad Shafi Khan, Director General, Social Welfare, Punjab, Lahore.	U.K.	£ 8000/-	Myocardial Infarction
17.	Miss Farida Mehmood Ali D/O Prof. Dr. Ismat Qazi, Prof. of Ghyae. F. J. Medical College, Lahore.	U.K.	£ 13,000/-	Intra Cranial Space Occupying Lesion with Pressure on Optic Nerve
18.	Dr. Muhammad Zafar Ch. Prof of Paediatrics, P. Med. College, Faisalabad.	U.K.	£ 10,000/-	Ischaemic Heart Disease
19.	Mr. Riaz Ul Hassan, E.A.C. Lahore.	U.K.	£ 7000/-	Ischaemic Heart Disease
20.	Dr. Mrs. Maqsooda Rian Bhatti, Senior Women Medical Offices, Lahore Gen. Hospital.	U.K.	£ 5000/-	Chronic aggressive Hepatitis
21.	Syed Muhammad Khalid, Prof. of Geography, Govt. College of Science, Lahore.	U.K.	£ 7000/-	Congenital atrial septal defect (open heart surgery)
22.	Syed Iqbal Hussain Shah, Tehsildar, Sheikhupura.	U.K.	£ 10,000/-	Angina on efforts with Ischaemic Heart Disease

S. No.	Name & Designation	Country	Amount	Disease
23.	Mr. Shemsher Khan Bhatti, Supdt. Engineer, Irrigation & Power Deptt. Moghalpura, Lahore.	U.K.	£ 3073-86/-	Atrial Fibrillation
24.	Mrs. Maseem Zahid W/O Mr.M Zahid Hassan, Assistant Director (Labour), Lahore.	U.K.	£ 7575/-	Severe Valvular Pulmonary Stenosis (for surgery)
25.	Mrs. M. Kaleem, Nursing Sister, Services Hospital, Lahore.	U.K.	£ 8000/-	Angina on effort with left venticular failure (by pass surgery)
26.	Mr. H.R. Pasha, Secretary Health.	U.S.A.	$ 25000/-	Ischaemic Heart Disease
27.	Mr. Khalid Mehmood H/O Mrs. Tasnee Khalid, Asstt : Prof. of Queen Marry College, Lahore.	U.K.	£ 25000/-	Kidney Transplant
28.	Mr. Ejaz Ahmad, Lecturer, Govt. College of Science, Faisalabad.	U.K.	£ 7500/-	Ankylosing Spondylitis
29.	Justice Abdul Waheed, Lahore.	U.K.	£ 10,000/-	Ischaemic Heart Disease
30.	Mr. Muizuddin Ahmad, Secretary Industries.	West Germany	£ 250/-	Kidney Infection
31.	Dr. Amjad Zaman, House Physician, Mayo Hospital, Lahore.	U.S.A.	$ 20,000/- £ 5120/-	Acute Peritonitis and resection of total Illium and total collectomy.

GOVT. SERVANTS PROCEEDED ABROAD AT GOVT. EXPENSES FOR MEDICAL TREATMENT FOR THE YEAR 1985

S. No:	Name & Designation	Country	Amount	Disease
1.	Mr. Zafar Abbas Shah, Deputy Superintendent of Police, Sihala, Rawalpindi	U.K.	£ 8000/-	Aortic Valve replacement coronary artery surgery
2.	Dr. Anwar Mohyud Din Ch. District Health Officer, Sargodha.	West German	$ 10,000/-	Recurrent Calculas Right Kidney
3.	Mr. Justice Sardar Mohammad Dogar, Lahore High Court.	U.K.	£ 15,000/-	Ischaemic Heart Disease
4.	Dr. Ibrar Ellahi Malik, Registrar, Services Hosp. Lahore.	U.S.A.	$ 25,000/-	Tripple Vessel Coronary Artery Disease
5.	Mohammad Siddique Ch. Chief Secretary, Punjab.	U.S.A.	£ 30,000/-	Ischaemic Heart Disease
6.	Mr. Muhammad Azim, (wife) Section Officer, Health Department.	U.K.	£ 19,600/-	Ovarian Carcinoma
7.	Dr. Mrs. Shamim Qureshi, Associate Prof. of Anatomy, F.J. Medical College Lahore.	U.S.A.	$ 7500/-	Retinal complications & Uveitus (Systemic lymphoma Uveitus)

S. No.	Name & Designation	Country	Amount	Disease
8.	Mr. Javed Iqbal Chohan, Lecturer, Govt. College Asghar Mall, Rawalpindi.	U.K.	£ 7500/-	Right eye retinal detaechment, left eye High Myopia with lenticular changes
9.	Wasim Maqsood S/O Maqsood Ahmad Headmaster Sulmania School, Lahore.	U.K.	£ 9100/-	Heart disease
10.	Mr. Asad Bashir S/O Dr. Capt. Muhammad Bashir, Medical Officer, Mayo Hospital, Lahore.	US.A.	$ 15,000/-	Acute Lymphoblastic laeukaemia
11.	Master Kashif Sattar, S/O Abdus Sattar Chouhan, Asstt : Director, Highway Department, Punjab, Lahore.	U.S.A.	$ 7500/-	Post encephelits seizures with behavioural changes.
12.	Master Javed Akhtar, S/O Dr. Akhtar Ali Tahir, Nishter Hosp. Multan	U.S.A.	$ 15,000/-	Acute lymphoblastic Leukemia.
13.	Dr. Mehmood - ul - Hasan Medical Superintendent, B. V. Hospital, B. pur	U.K.	£ 8,800/-	Myocardial Infarction (by pass surgery)
14.	Mr. Ashfaq Qureshi, Superintending Engineer (Building), Rawalpindi.	U.K.	$ 7500/-	Diabetic Retinopathy
15.	Mr. Ahmad Yar, MPA.	India	$ 13,000/-	Renal Transplant

S. No.	Name & Designation	Country	Amount	Disease
16.	Ch. Abdul Ghafoor, Minister for Law, Punjab.	U.S.A.	$ 30,000/-	Ischaemic Heart Disease and Angina Pectoria
17.	Mr. Sana Ullah Khan, Sr. Civil Judge, Bahawalpur.	U.S.A.	£ 6000/-	Coronary Disease (by pass surgery)
18.	Mrs. Rashida Muzaffar-ud-Din M/O Dr. Naeem ud Din. M/O Civil Secretariat Dispensary, Lahore.	U.S.A.	$ 11,000/-	Myocardial Infarction (coronary by Pass)
19.	Dr. Muhammad Aslam Sheikh, Addl. Medical Superindent, Sh. Zayed Hosp. Lahore.	U.K.	£ 6000/-	Myocardial Infarction (Coronary By Pass)
20.	Mr. Muhammad Raza s/o Dr. Sayyid Muhammad Akram, Principal, Oriental College, Lahore.	U.K.	£ 10,000/-	Myasthemia Gravis
21.	Mr. Asghar Ali, MPA, Layyah.	U.K.	£ 6000/-	Ischaemic Heart Disease
22.	Mr. Ahtisham Ali Akhtar S/O. M.H. Akhtar, Secretary (Colonies) Board of Revenue, Lahore.	U.K.	$ 7500/-	Haematuria
23.	Qazi Ibrar Hussain, Naib Tehsildar, Bhera Distt : Sargodha.	U.K.	£ 22,500/-	Cervical Spine Injury with Tetraphlegia

S. No.	Name & Designation	Country	Amount	Disease
24.	Mr. Ikram Tahir, Private Secretary to Chief Minister, Pb.	U.K.	£ 6000/-	Ischaemic Heart Disease (By pass Surgery)
25.	Mrs. Shamim Akram, W/O Haji Muhammad Akram, Secretary Education, Punjab.	U.K.	£ 5000/-	Endometriosis, cholethiosis, hypertension and bilateral unolethiosis
26.	Ch. Ghulam Ahmad Asghar, Chief Engineer (Irrigation), B. pur.	U.K.	£ 7800/-	Ischaemio Heart Disease
27.	Mr. Umer Farooq S/O Mrs. Khalida Farooq, Deputy Directress (Colleges) DPI, Lahore.	U.K.	£ 30,000/-	Bone Marrow Transplant
28.	Muhammad Ishaq Chief of Section, P&D Department.	U.K.	£ 20,000/-	Renal Transplant

میاں فضل حق: جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کے علاج معالجہ کے لیے باہر بھیجا گیا ہے ان کے ناموں کی فہرست ساتھ دے دی گئی ہے۔ ہمارے پاس تو وہ لسٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہاں سے آپ دیکھ سکتے ہیں۔

میاں فضل حق: لیکن جناب اگر اس کوئی سوال کرنا چاہیں کہ کون کون باہر گئے ہیں تو وہ کیسے کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جو تفصیلات ہوتی ہیں وہ بعض اوقات ایوان میں پیش کرنی مشکل ہو جاتی ہیں۔ وہ ایوان کی میز پر رکھ دی جاتی ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو دیکھ سکتے ہیں اور اس پر ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ فرمایا کہ سوال کا وہ حصہ جو ان حضرات سے متعلق تھا جو علاج معالجہ کے لیے بیرون ملک بھیجے گئے، ان کی فہرست میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ایوان کی میز پر رکھنے سے ہم کیا سمجھیں کہ شاید اس میں چند پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔ جناب سپیکر اس سوال کا جواب ایوان میں پیش ہونا چاہیے تھا، جو کہ پیش نہیں کیا گیا۔ اس کو دانستہ طور پر مخفی رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کتنی لمبی فہرست ہے؟

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر! چاہے کتنی لمبی ہوتی۔ جب سوال بھیجا گیا ہوگا کم از کم پندرہ دن تو ہوں گے ممکن ہے اس سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا ہو، شاید دو چار مہینے ہی گزر چکے ہوں۔ ہو سکتا ہے اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آتے ہوں جن کو مخفی رکھنا زیادہ بہتر سمجھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: میں محکمہ سے کہوں گا کہ سوالات کے سلسلے میں جو بھی فہرستیں

ہوں یا تفصیلات ہوں وہ بروقت مہیا کی جائیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دفتر سے بھی آئندہ اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں ہوگی ۔ یہ فہرستیں آپ کو بروقت مہیا کی جائیں گی ۔

میاں محمد اسحاق : کیا اس سوال کو از سر نو کرنے پر یہ فہرستیں مہیا کر دیں گے ۔ کیونکہ یہ معزز ایوان کے تمام اراکین کا استحقاق ہے اور یہ فہرستیں سب کو مہیا ہونی چاہئیں ۔

جناب محمد صدیق انصاری : یہ اپنی بات کریں ۔ باقی ممبران خود کہہ سکتے ہیں ۔

وزیر صحت : جناب والا ، ان کو فہرستیں مہیا کر دی جائیں ۔ اگر یہ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ جناب خان صاحب ضمنی سوال کریں گے ۔

مہر ظفر اللہ خان : صرف گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف صاحب یہ بتا دیں کہ اس فہرست میں کلرک اور نائب قاصدوں کی تعداد کتنی ہے جن کو علاج معالجے کے لیے باہر بھیجا گیا ہے ۔

جناب وزیر صحت : ۱۹۸۴ء میں دو کم درجہ ملازمین علاج کے لیے باہر گئے اور ۱۹۸۵ء میں بھی کم درجہ کے دو ملازمین علاج معالجے کے لیے باہر گئے ۔

مہر ظفر اللہ خان : جناب والا اگر دیکھا جائے کلرک اور نائب قاصد حضرات جو غریب لوگ ہیں ان میں زیادہ تر ایسی بیماریاں ہوتی ہیں ان کو ہی ایسی تکلیفیں پیش آتی ہیں ۔ ان کو ہی علاج معالجہ کی زیادہ پریشانیاں ہوتی ہیں تو پھر ان کی تعداد اتنی کم کیوں ہے ۔

جناب سپیکر : خان صاحب اس کو ذرا سوال کی شکل میں لائیے ۔

مہر ظفر اللہ خان : سوال یہی ہے کہ یہ بیماریاں تو غریب لوگوں کو لگتی ہیں ان کی تعداد اتنی کم کیوں ہے ان کو بیرون ممالک علاج کے زیادہ مواقع

کیوں فراہم نہیں کیے جاتے؟

جناب سپیکر : ہاں اب ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیے۔ جناب وزیر صحت صاحب۔

وزیر صحت : جناب والا انہوں نے سوال تو نہیں کیا لیکن انھوں نے اعتراض ضرور کیا ہے۔ میں گزارش کیے دیتا ہوں۔ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ تمام سہولتیں عوام کو اندرون ملک مہیا کرے۔ اس سلسلے میں میو ہسپتال میں (Unit Transplant) کے کامیاب آپریشن کیے جا چکے ہیں اور بائی پاس کے لیے ایک انجوگرافی کا مکمل انتظام ہو چکا ہے اور جلد ہی بائی پاس سرجری میو ہسپتال کے Cardiac Centre میں شروع ہو جائے گی۔ حکومت امراض قلب کے لیے Cardiac Centre تعمیر کروا رہی ہے جو انشاء اللہ اس مالی سال تک کام شروع کر دے گا۔ اس میں آپ یہ بھی دیکھ لیں گے کہ اس مرض میں خواہ شیکر کڑی مبتلا ہو یا چھوٹے درجے کا ملازم مبتلا ہو، حکومت سب کے لیے یہاں پر علاج کی سہولت فراہم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب یہ سب کام کرنے لگ جائیں گے تو پھر باہر بھیجنے کی ضرورت محسوس نہیں ہو گی۔ کیوں کہ یہاں پر ہر قسم کے علاج کی مراعات حاصل ہوں گی۔

مہر ظفر اللہ خان۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ.....

جناب سپیکر۔ جناب ظفر اللہ خان صاحب کیا آپ جواب سے مطمئن نہیں ہیں۔

مہر ظفر اللہ خان : ان امیر لوگوں کے ساتھ غریب لوگوں کو بھی برابر کے حقوق کیوں نہیں دیے گئے۔ ان کی تعداد ہمارے افسران کے برابر کیوں نہیں ہے جب کہ غریب لوگوں کی بیماریاں زیادہ ہوتی ہیں اور ان میں زیادہ پریشانیاں ہوتی ہیں۔

جناب وزیر صحت : جناب والا، سوالات کی ایک کاپی انہیں بھی عطا فرمائی جائے

اسے پڑھنے کے بعد ہی یہ محسوس کریں گے ان میں کتنے گنہ یڈڈ اور کون سے سیکل کے لوگوں کو باہر بھیجا گیا ہے

جناب سپیکر: خان صاحب آپ بھی ذرا اس کاپی کو ملاحظہ فرمالیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر کر سکتے ہیں کہ کیا اس درجے کا کوئی مریض تھا کہ جسے باہر بھیجنے سے انکار کیا گیا۔ اگر انہوں نے ہر کسی کو بجراً بیمار کرنا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جناب سید حسنات احمد شاہ صاحب۔

سید حسنات احمد شاہ: جناب والا، میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اب تک کتنے مریضوں کی انجوگرافی ہو چکی ہے اور ان میں سے کتنے مر چکے ہیں۔

جناب وزیر صحت: جناب والا، میں نے وہاں پر ابھی انجوگرافی کے شروع ہونے کے بارے میں بتایا ہے۔

جناب سپیکر: یہ اس سوال کے متعلقہ سوال نہیں ہے۔

سید حسنات احمد شاہ: جناب والا میں گذارش کرتا ہوں کہ انجوگرافی ابھی شروع نہیں ہوئی بلکہ شروع ہونے والی ہے لیکن اس کا casualty rate کتنا ہے اور باہر کے ممالک میں یہ کتنا ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال سے متعلقہ یہ ضمنی سوال نہیں ہے، شاہ صاحب اس سوال کو ملاحظہ فرمائیے اور پھر اس سے متعلقہ سوال کیجیے۔ جناب چودھری محمد رفیق صاحب ضمنی سوال۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! یہ فہرست مہیا کرنے کا بہت بہت شکریہ! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں نام اور ان کی بیماریاں اور ان پر خرچ کی رقم درج ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ بیرونی ممالک علاج معالجے کے لیے جانے والے افسران پر جو رقم خرچ کی گئی ہے یہ حکومت کے خزانے سے خرچ کی گئی ہے یا ان کو زرمبادلہ کے طور پر دی گئی ہے یا انہوں نے اپنی رقم خود اپنے

پر خرچ کی ہے ؟

جناب سپیکر : چودھری صاحب آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کوئی سوال ہے۔

چوہدری محمد رفیق : سوال تو ہے جناب والا' سوال کیسے نہیں ہے جناب والا میں سوال دہرائے دیتا ہوں۔ سوال میرا یہ ہے کہ جن افسران بالا کو باہر علاج کے لیے بھیجا گیا ہے ان پر جو رقم خرچ ہوئی وہ قومی خزانہ سے خرچ ہوئی ہے یا زرمبادلہ کی شکل میں انہیں رقم دی گئی ہے۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب یہ تو ظاہر ہے کہ قومی خزانے سے خرچ کی گئی ہے۔

جناب وزیر صحت : یہ بات کہ زرمبادلہ کی شکل میں رقم خرچ کی گئی ہے یہ سوال تو محکمہ خزانہ کو کیجیے نہ کہ محکمہ صحت کو۔

جناب سپیکر : جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب ضمنی سوال۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ۸۵ - ۱۹۸۴ء میں جتنے افسران یا سرکاری ملازمین کو بیرون ملک علاج کی غرض سے بھیجا گیا' ان پر زرمبادلہ کی صورت میں جو اخراجات ہوئے ہیں اس کی کل رقم غیر ملکی کرنسی میں ہے لہذا اس کے مساوی پاکستانی کرنسی میں کتنی بنتی ہے ؟

جناب وزیر صحت : اس کی تفصیل بعد میں بتائی جائے گی۔

جناب سپیکر : جناب سعید اکبر خان پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سعید اکبر خان : جناب والا شاہ صاحب نے سوال میں اعداد و شمار کی بات کی ہے۔ یہ اگر الگ سوال کریں تو ان اعداد و شمار کو صحیح معنوں میں مہیا کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اعداد و شمار کی بات ہے شاہ صاحب کا اتنا حافظہ نہیں ہے کہ تمام اعداد و شمار انہیں یاد رہیں۔

جناب سپیکر : خان صاحب، آپ یہ وزیر صحت کی تائید کر رہے ہیں

یا مخالفت کر رہے ہیں۔

سعید اکبر خان : جناب والا یہ تائید کی بات نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اعداد و شمار کی بات ہے اور حساب کی بات ہے۔ اعداد و شمار کو یاد رکھنا بڑی مشکل سی بات ہے۔ اگر یہ تازہ سوال دیں تو تفصیل ان کو مہیا کر دی جائے گی۔

سید طاہر احمد شاہ : آپ رولنگ فرمائیے کہ میرا ضمنی سوال حسب قاعدہ ہے یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا ضمنی سوال بالکل حسب قاعدہ ہے اور اس سوال سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب آپ ذرا اپنے سوال کو دہرائیے گا۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا میں نے یہ عرض کیا ہے " تسی کی سمجھدے او کہ وزیر صحت دی طرح میرا دی حافظہ کمزور اے "

جناب وزیر صحت : جناب والا میں عرض کروں گا کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں

جناب سپیکر : شاہ صاحب کیا حافظہ کمزور ہونا غیر پارلیمانی لفظ ہے؟

جناب وزیر صحت : جناب والا میں نہیں مانتا کہ میرا حافظہ کمزور ہے انہوں نے کیوں کہا کہ میرا حافظہ کمزور ہے۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں اور اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر : میرے خیال میں "حافظہ کمزور ہونا" غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں جناب شاہ صاحب آپ ضمنی سوال فرما رہے تھے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب والا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو (Superior) ظاہر کیا ہے کہ میرا حافظہ کمزور نہیں ہے، تو کیا جناب والا یہ نقص کی بنا پر کہا گیا ہے۔ ویسے تو یہ ٹھیک ہیں۔

جناب وزیر صحت : جناب والا یہ کیا گیا تھا کہ وزیر صحت کا حافظہ کمزور

ہے یہ بات واضح کی جائے ۔ یہ بات پریس گیلری میں جائے گی ۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ بات ان کے اخباروں میں مشہور ہو اور میرا یہ استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: جناب غلام حیدر وائیں صاحب اس پر ذرا وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

جناب وزیر صنعت: جناب والا اصل بات یہ ہے کہ آپ اس بات کے لیے ارشاد فرما دیں کہ اگر غیر واقعاتی بات کی جائے تو وہ درست ہے یا نادرست ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میرا حافظہ بھی وزیر صحت کے حافظے کی طرح کمزور نہیں ہے۔ جناب وزیر صحت نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرا حافظہ غلط نہیں ہے درست ہے۔ اس پر آپ ارشاد فرمائیں کہ اگر انہوں نے کوئی بات کی ہے تو وہ درست ہے یا غلط ہے۔

جناب سپیکر: ہاں اس پر میں عرض کر چکا ہوں کہ جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب نے جو حافظے کی بات کی ہے وہ انہوں نے اپنی طرف سے نہیں کی، وہ انہوں نے سعید اکبر خان کی بات کے حوالے سے بات کی ہے۔

وزیر صحت: میرا نام کیوں استعمال کیا گیا ہے

جناب سپیکر: آپ کا کوئی اس میں قصور نہیں ہے۔

وزیر صحت: قصور بنتا ہے۔ میرا نام لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: نہ آپ کا حافظہ کمزور ہے اور نہ آپ کا قصور ہے۔

وزیر زراعت: یہ ناجائز الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

چوہدری محمد رفیق: میں ارسطو کے ایک اقتباس کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے یہ ارسطو کا ایک اقتباس ہے

جناب سپیکر: کیا میاں افضل حیات صاحب اس بات کی تشریح کر سکیں گے کہ جناب چوہدری رفیق صاحب سوال اور جواب کے درمیان پوائنٹ آف آرڈر کے بغیر بھی بول سکتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: وہ کہتے ہیں کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

چودھری محمد رفیق: میں کیسے کہوں کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ میرا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو ایک اقتباس پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر کیا مجھے وزیر صحت کے اعتراض پر ذاتی وضاحت کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا۔

سید طاہر احمد شاہ: شکریہ! جناب سپیکر، میں نے یہ ضمنی سوال کیا تھا، کہ ۱۹۸۴ اور ۱۹۸۵ کے دوران جتنے بھی سرکاری افسران یا سرکاری ملازمین کو علاج کی غرض سے بیرونی ممالک سرکاری خرچے پر بھجوایا گیا ان پر کل کتنا زرمبادلہ خرچ کیا گیا اور پاکستانی روپوں میں وہ کتنی رقم بنتی ہے۔ یہ جناب والا میرا ضمنی سوال ہے۔ یہ چونکہ اعداد و شمار دیئے ہوئے ہیں اب بعد میں ہمیں یہ اعداد و شمار مہیا کیے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں میرا یہ ضمنی سوال بالکل متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس جو فہرست ہے اس میں رقومات بھی درج ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ: رقومات بھی درج ہیں۔ لیکن اس کے نیچے کوئی میزان درج نہیں ہے کہ کتنے یو۔ایس ڈالرز ہیں اور کتنے یو۔کے سٹرلنگ پونڈز ہیں۔

وزیر صحت: گو یہ ایک نیا سوال ہے۔ شاہ صاحب ماشاء اللہ خاصے منجھے ہوئے پارلیمنٹرین ہیں اور بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں زرمبادلہ کی تفصیل دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ٹکٹ کا خرچ دیا جاتا ہے جس کی

تفصیل ممبر صاحب کو پہنچا دی جائے گی۔ زرمبادلہ کا ٹوٹل ممبر صاحب خود کر سکتے ہیں۔ امید ہے کہ ممبر صاحب اتنا حساب جانتے ہوں گے۔

سید طاہر احمد شاہ : ٹوٹل تو میں اللہ کے فضل سے کر سکتا ہوں۔ یہ کوئی مشکل نہیں ہے مگر میں اس ایوان کے ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں، کہ چند ایک سرکاری افسران اور سرکاری ملازمین کے علاج معالجہ کی غرض سے ہمارا کتنا اہم قیمتی زرمبادلہ خرچ کیا گیا۔ جو ہمارے پاکستان میں ہمارے صوبہ میں کتنے ہی غریب لوگوں کے علاج معالجہ کے لیے خرچ کیا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر : مسٹر انصاری پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری : جناب سپیکر آپ کی وساطت سے میں شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ شاہ صاحب ضمنی سوال نہیں فرما رہے بلکہ وہ تقریر فرما رہے ہیں۔ اور یہ وقفہ سوالات ہے۔

جناب سپیکر : ان کا یہ پوائنٹ آف آرڈر relevant ہے۔ شاہ صاحب ضمنی سوال کر سکتے ہیں تقریر نہیں کر سکتے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ایسی کون کون سی انسانی بیماریاں ہیں جن کے علاج معالجے کے لیے پاکستان کی میڈیکل سروسز میں ڈاکٹر موجود نہیں ہیں۔ اس کی تفصیل وزیر موصوف بتائیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ : اگر مجھے اجازت فرمائیں تو میں شاہ صاحب کی خدمت میں کچھ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر : میں آپ کو کیوں اجازت دوں۔ وزیر صحت صاحب یہ شاہ صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

وزیر صحت: اس کو دہرا دیں۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب دوبارہ دہرائیے گا۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر، میں تو نہیں کہوں گا کہ وزیر صحت کا

حافظہ کمزور ہے مگر میرا خیال ہے، وہ دھیان سے ضمنی سوال نہیں سن رہے تھے۔

جناب والا، میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ ایسی کون کون انسانی بیماریاں ہیں جن کے علاج معالجہ کے لیے پاکستان کی میڈیکل سروسز میں ڈاکٹر موجود نہیں ہیں۔

وزیر زراعت: یہ سوال مبہم ہے۔ The question must be specific. آپ کسی ایک بیماری کا پوچھ سکتے ہیں کہ اس کے لیے یہاں کوئی علاج موجود ہے یا نہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ دنیا جہان کی بات کر کے بیٹھ جائیں۔ یہ تو مبہم سوال ہے۔

This is not a specific question. Therefore, specific answer cannot be given unless a separate question is given.

ان کو اپنا سوال ایک مخصوص انداز میں put کرنا چاہیے۔

وزیر صحت: اس کے باوجود وہ چاہتے ہیں تو ہم اس کا جواب دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو بہت اچھی بات ہے۔

وزیر صحت: میرے فاضل ممبر شاید یہ بھول گئے ہیں کہ میں ایک ڈاکٹر نہیں ہوں نہ ہی مجھے ایسی امراض کا زیادہ پتہ ہے۔ بہر حال اس کے باوجود میں یہ عرض کر دوں کہ ڈاکٹر تو ہمارے موجود ہیں لیکن ہمارے پاس Cardiac Centre نہیں ہے۔ انشاء اللہ یہ جلدی بنے گا اس کے لیے ہمارے پاس ڈاکٹر پہلے ہی موجود ہیں تو اس کے بعد علاج کے لیے باہر جانے کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہو گی۔

پھر اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ ماہرین کے جو سپیشل بورڈ ہیں وہ یہ تجویز کرتے ہیں اور وہ اس کی منظوری دیتے ہیں کہ کس کو باہر جانا چاہیے کس

کا علاج یہاں ہو سکتا ہے۔ اس کو باہر جانے کی وہ اجازت نہیں دیتے اور جس کا علاج یہاں نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ باہر جاتے ہیں۔ میڈیکل کونسل کا جو سپیشل میڈیکل بورڈ ہے اس کی منظوری دیتا ہے اس کے ممبران کے متعلق اگر یہ پوچھنا چاہیں تو وہ بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ پروفیسر خواجہ صادق حسین۔ پرنسپل کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج۔ پروفیسر آلیس آر گرویزی۔ پرنسپل علامہ اقبال میڈیکل کالج اور ایم۔ ایس سروسز ہسپتال۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر جن امراض کے بارے میں شاہ صاحب نے پوچھا ہے کہ کون کون سے امراض کے مریض علاج کے لیے باہر جا سکتے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق اس کے لیے بورڈ بیٹھتا ہے اور جو امراض آخری مراحل میں ہوتی ہیں ان ہی امراض کے مریض باہر جا سکتے ہیں جن کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہوتا وہی غریب لوگ باہر جا سکتے ہیں۔ یہ ضروری بات نہیں ہوتی کہ جن امراض کا یہاں علاج ہو سکتا ہے وہ مریض باہر جائیں لیکن یہ بورڈ فیصلہ کرتا ہے۔

If there is no treatment for the patients in Pakistan then these patients are referred to the foreign countries.

جناب سپیکر: شکریہ ڈاکٹر صاحب، لیکن یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جناب سید طاہر احمد شاہ نے پوچھا ہے کہ کون کون سی بیماریاں ایسی ہیں جن کے ڈاکٹر یہاں پر ہیں یا موجود نہیں ہیں۔ وزیر موصوف کو ایک تو یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ حافظے کی کمزوری کا علاج کرنے کے لیے یہاں ڈاکٹر نہیں ہے۔ اس کے لیے مریضوں کو باہر بھیجا جاتا ہے۔

جناب والا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے....

جناب سپیکر: اس کے لیے آپ کن کو تجویز کرتی ہیں کہ ان کو باہر بھیجا جا سکتا ہے۔!

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا اگر میں نے فہرست پیش کی تو بہت سی گستاخیاں ہو جائیں گی جو آپ کی نظر میں قابلِ معافی نہیں ہوں گی۔ اس لیے میں اس وقت نام پیش نہیں کر سکتی۔ ابھی وزیر موصوف کہہ دیں گے کہ یہ نیا سوال نہیں ہے تو اس کے جواب میں عرض کروں گی کہ وزراء کرام معذرت کے ساتھ ہر چیز نئی پسند کرتے ہیں سوال نیا کیوں پسند نہیں کرتے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر، نکتہ وضاحت

جناب سپیکر: کیا آپ نکتہ دانی و وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر آبپاشی: جی ہاں

جناب سپیکر: تو گویا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بات آپ کے بارے میں کی گئی ہے۔ (قہقہے)

وزیر آبپاشی: میں جناب کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کو کن کے متعلق شکایت ہے۔ ان کا نام تو لیں؟ (قہقہے)

جناب محمد رفیق: ایک محاورہ ہے "چور کی داڑھی میں تنکا"۔

جناب محمد صدیق انصاری: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر، وزیر صحت اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کی صحت بہت اچھی ہے ان کے مقابلے میں دیگر وزراء اور پارلیمانی سیکرٹریز صاحبان کی صحت بہت کمزور ہے۔ میں شاہ صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ دیگر وزراء صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کی صحت کا خیال کرتے ہوئے کیا ان کے لیے کوئی خاص ادویات منگوا رہے ہیں؟ نیز ان کی اپنی صحت کا کیا راز ہے؟

وزیر صحت: جناب والا، ہماری صحت دیکھ کر ان کا استحقاق تو مجروح نہیں ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری صحت (بیگم نجمہ حمید): کہیں ہم دونوں بہن بھائیوں کو نظر نہ لگ جائے، اس لیے ساتھ "ماشاء اللہ" بھی کہیں۔ جنھوں نے سوال اٹھایا ہے

ان کی صحت بھی ماشاء اللہ بہت اچھی ہے

ڈاکٹر محمد ابراہیم کے خلاف کارروائی کی وضاحت

*849 ۔ جناب عبدالرشید: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

سوال نمبر ۳۰۴ جزو (ہ) کے جواب کی روشنی میں ڈاکٹر محمد ابراہیم کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ۔ جس کی ایران میں یقین دہانی کرائی گئی تھی ۔

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

ڈاکٹر ابراہیم کو تادیبی کارروائی کے نتیجے میں ماڈل چیسٹ کلینک میں تبدیل کر دیا گیا ہے جہاں کوئی میڈیکو لیگل کام نہیں ہوتا ۔

راولپنڈی میڈیکل کالج کے زیر التوا پراجیکٹس

*851 چوہدری مشتاق حسین : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کے ہوسٹل نمبر ۲ کا ڈیڑھ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والا موٹر سائیکل سٹینڈ تکمیل کے آخری مراحل میں تھا جو پرنسپل صاحب کے حکم پر گرا دیا گیا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کے تین پراجیکٹس یعنی آڈیٹوریم نیو ہوسٹل اور موٹر سائیکل سٹینڈ کی تکمیل کی تاریخ کو گزرے ہوئے ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ بیت چکا ہے لیکن کالج انتظامیہ اور ٹھیکیداروں کی ملی بھگت کی وجہ سے مذکورہ تعمیر رکی ہوئی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ کالج کے ہوسٹل کے سائیکل سٹینڈ کو گرانے اور میڈیکل کالج کے تین پراجیکٹس جن کی

' اب تک تعمیر کی ہوئی ہے' کے سلسلے میں تحقیقات کر رہی ہے ۔ اگر ہاں تو یہ تحقیقات کب تک مکمل ہو جائے گی ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ موٹر سائیکل سٹینڈ تکمیل کے آخری مراحل میں تھا اور اسے پرنسپل صاحب کے حکم سے گرا دیا گیا ۔

مذکورہ موٹر سائیکل سٹینڈ پر کام محکمہ تعمیرات کے تحت ہو رہا تھا جس کا عملہ پرنسپل کے ماتحت نہیں ہے

درحقیقت کالج انتظامیہ نے ابتدائی مراحل میں یہ محسوس کیا کہ مذکورہ موٹر سائیکل سٹینڈ نامناسب اور غیر منظور شدہ جگہ پر تعمیر کیا جا رہا ہے جسے محکمہ تعمیرات کے نوٹس میں لایا گیا اور محکمہ تعمیرات نے پرانی جگہ پر کام روک دیا اور نئی جگہ پر شروع کر دیا جو کہ اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہے ۔

ب) تینوں منصوبوں پر کام نہیں رہ گیا اور یہ بھی حقیقت نہیں ہے کہ کالج انتظامیہ کا ٹھیکیداروں سے کوئی تعلق ہے ۔ درحقیقت تعمیراتی کام محکمہ صحت کی بجائے محکمہ تعمیرات کے تحت ہوتا ہے ۔ مذکورہ تینوں منصوبوں پر کام تکمیل کے قریب ہے ۔ اور ماضی میں ان پر مختص شدہ رقوم استعمال میں آ چکی ہیں ۔

ج) جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں نہیں ہے اور مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں محکمہ صحت تحقیقات کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ۔

راولپنڈی میڈیکل کالج کی تعمیر

*852 ۔ چوہدری مشتاق حسین :۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ :——

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کے چار میڈیکل کالج یعنی علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور، پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد، قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور اور میڈیکل کالج راولپنڈی یکے بعد دیگرے معرض وجود میں آئے۔ ان کالجوں میں سے پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد اور قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور کے عظیم الشان کمپلیکس مکمل ہو چکے ہیں جبکہ لاہور میڈیکل کالج کا شاندار کمپلیکس زیر تعمیر ہے جبکہ راولپنڈی میڈیکل کالج کے کمپلیکس کا ماسٹر پلان حکومت نے تقریباً ایک سال قبل منظور کیا تھا اور اس کے لیے ۴۵ کروڑ روپے بھی مختص کیے تھے۔ لیکن مذکورہ میڈیکل کالج کے کمپلیکس کی تعمیر تا حال التواء کا شکار ہے۔

ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ فیصل آباد، لاہور، ملتان اور بہاول پور کے ہوسٹلوں میں تقریباً سات سو سے ایک ہزار تک طلباء کی رہائش کی گنجائش ہے اور مذکورہ کالجوں میں ہر طالب علم کو تیسرے سال سے ایک علیحدہ کمرہ دیا جاتا ہے جب کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کے پہلے تین سال کے طلباء کو سرے سے رہائش ہی نہیں دی جاتی۔ اور چوتھے اور پانچویں سال کے طلبا کو ایک کمرے میں تین سال سے پانچ سال تک رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج کے کمپلیکس کی تعمیر کی تاخیر کی کیا وجوہ ہیں اور مذکورہ کالج کے ہوسٹل کے سلسلے میں طلباء کو جن پریشانیوں کا سامنا ہے۔ کیا حکومت انہیں دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

راولپنڈی میڈیکل کالج کمپلیکس کا ماسٹر پلان ECNEC نے اکتوبر ۱۹۸۳ء کو ۴۵ کروڑ ۲۳ لاکھ روپے کی لاگت پر منظور کیا تھا لیکن یہ حقیقت نہیں کہ اس اس مقصد کے لیے ۴۵ کروڑ روپے مختص یا جاری بھی کر دیے گئے۔ مخصوص شدہ رقوم کم تھیں اور ECNEC کی منظور شدہ مالی درجات (Financlal Phasing) کے مطابق نہ ہیں۔ مختص شدہ رقوم اور منظور شدہ درجات (Phasing) کا سالانہ تقابلی جائزہ درج ذیل ہے:

سال	منظور شدہ درجات (Approved Phasing)	(کروڑ روپے) مختص شدہ رقوم
۸۴ — ۱۹۸۳	۴	۰٫۷۵
۸۵ — ۱۹۸۴	۷	۱٫۳۰
۸۶ — ۱۹۸۵	۸	۳

ایس ای محکمہ تعمیرات صاحب کے مطابق مختص شدہ رقوم کیپٹل ہیڈ میں پوری طرح استعمال کی گئی ہیں جبکہ دوسرے میڈیکل کالجز جو ۷۴ - ۱۹۷۳ میں قائم کیے گئے تھے اور اب تعمیر کے اگلے مرحلوں پر ہیں۔ راولپنڈی میڈیکل کالج کے ماسٹر پلان پر کام آگے اس لیے نہیں بڑھ سکا کہ سٹاف کالونی اور ہوسٹل کے لیے زمین تاحال نہیں ملی اسے ECNEC کے منظور شدہ مالی درجات کے مطابق سکیموں کی تکمیل کے لیے رقوم فراہم کر کے اس نقصان کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم موجودہ کالج کی عمارت میں ۱۹ لیکچر ہال اور کمرے میں ایک بڑا معائنہ ہال ۱۰ لیبارٹریاں ۵ عجائب گھر کھلے ڈائسکشن ہال (Diasection Halls) لائبریری کالج کونسل کا کمرہ کافی تعداد میں دفاتر اور سٹاف کالج کینٹین اور مسجد میسر ہیں۔ تمام بنیادی شعبہ جات عمارت میں ہیں تمام جراحی و طبابت (clinical) کے شعبہ جات کالج کے تین تدریسی ہسپتالوں میں ہیں جب کالج کے ماسٹر پلان کی تکمیل کے

بعد یہ کالج دنیا کے اس حصے میں ایک نمایاں میڈیکل سنٹر ہو گا۔

ب) ہوسٹل میں رہائش تمام کلاسوں کے طلبا کو دی جاتی ہے جس میں ترجیح اونچے درجہ (Seinor) کے طلبا کے لیے ہوتی ہے۔ اس وقت ہوسٹل میں ۵، ۴ طلبا کے لیے اقامت گاہیں ہیں (۴۲۵ طلبا اور ۵، طالبات) اس میں ۵۰ طلبا کے لیے کرائے پر لی گئی عمارت بھی شامل ہے۔ ان ہوسٹلوں میں ایک کمرے میں تین طلبا رہتے ہیں۔ ایک ہوسٹل برائے طلبا جس میں ۲۰۰ طلبا کے لیے اقامت گاہیں ہیں تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور چند ہفتوں میں الاٹمنٹ شروع ہو جائے گی۔ اس ہوسٹل میں ۱۵۲ انفرادی اقامت گاہیں اور ۱۶ اجتماعی اقامت گاہیں ۴۸ طلبا کے لیے میسر ہیں۔ اب سے ایک سال کے عرصے تک ۳۰۰ مزید طلبا کو ہوسٹل میں رہائش میسر ہو سکے گی جس میں اکثر کے لیے انفرادی اقامت گاہ ہو گی۔ تب کالج کے پانچوں کلاسوں کے طلبا کے لیے ہوسٹل میں خاصی رہائش گاہیں میسر ہوں گی۔

ج) ایضاً

ہسپتالوں اور رورل ہیلتھ سنٹروں میں ایکسرے پلانٹس کی فراہمی

*881 چوہدری نذیر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں اور رورل ہیلتھ سنٹروں میں ایکسرے پلانٹ مہیا نہیں کیے گئے۔

ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کو ملڈرن لیبارٹریز مہیا نہیں کی گئی اور دیہاتوں کی ۸۰ فی صد آبادی

علاج معالجہ کے لیے بڑے شہروں میں جانا پڑتا ہے۔

ج) کیا یہ درست ہے کہ ہسپتالوں میں مریضوں سے ۱۰ روپے یومیہ بیڈ فیس وصول کی جاتی ہے۔

د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ہسپتالوں میں ایکسرے پلانٹ و ماڈرن لیبارٹریز مہیا کرنے اور بیڈ فیس کی وصولی ختم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) یہ درست نہیں ہے۔ تمام تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ایکسرے پلانٹ موجود ہیں نیز رورل ہیلتھ سنٹروں میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت ایکسرے پلانٹ مہیا کیے جا رہے ہیں۔ مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ میں تقریباً ۹۰ رورل ہیلتھ سنٹروں میں ایکسرے پلانٹس کے لیے فنڈز مہیا کر دیے گئے ہیں۔

ب) تمام ضلعی ہسپتالوں اور تحصیل ہسپتالوں میں لیبارٹریز موجود ہیں۔ جہاں تمام قسم کے ٹیسٹ مثلاً خون، پیشاب اور تھوک وغیرہ کا معائنہ کیا جاتا ہے

ج) ماسوائے نادار اور غریب مریضوں کے

د) (الف) اور (ب) کے متعلق اوپر وضاحت کر دی گئی ہے۔ جہاں تک (ج) کا تعلق ہے حکومت اس بارے میں وضاحت کریں۔

ضمنی سوالات پر سوال نمبر ۸۸۱ :

چودھری نذیر احمد: ضمنی سوال۔ میں نے سوال یہ کیا تھا کہ دس روپے بیڈ فیس لی جاتی ہے، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ آج سے تقریباً پانچ چھ ماہ پہلے ختم کر دی گئی ہے۔ لیکن یہ جواب تازہ ترین نہیں ہے مجھے ہدایت کی جائے کہ تازہ ترین جواب دیا کرے۔

جناب سپیکر: غالباً آپ تشریف نہ رکھتے تھے۔ بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اس میں کچھ نئے جوابات شامل کیے گئے ہیں، اس کی وضاحت وزیر موصوف پہلے فرما چکے ہیں۔

چودھری نذیر احمد: شکریہ جناب!

سید طاہر احمد شاہ: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جن ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں ایکسرے پلانٹ مہیا کیے جا چکے ہیں۔ عرجینکہ جہاں جہاں ہسپتالوں میں ایکسرے پلانٹ موجود ہیں۔ کیا وہاں ریڈیالوجسٹ کی تقرری کی گئی ہے یا وہاں ٹیکنیشنز کام کر رہے ہیں؟

وزیر صحت: جناب والا، جہاں جہاں ایکسرے پلانٹ لگائے جائیں گے جیسے جیسے ریڈیالوجسٹ ملتے جائیں گے، وہاں تعینات کر دیے جائیں گے۔ بہرحال جہاں اس وقت ریڈیالوجسٹ میسر نہیں ہو سکے اور ہم تعینات نہیں کر سکے وہاں ٹیکنیشنز موجود ہیں لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہاں بھی ریڈیالوجسٹ تعینات کیے جائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں یہ سوال کرنا چاہوں گا، کہ کتنے ہسپتال ایسے ہیں جہاں پر ایکسرے پلانٹ ہیں، مگر وہاں ریڈیالوجسٹ نہیں ہیں اور کتنے ایسے ہیں جہاں ریڈیالوجسٹ ہیں؟

جناب سپیکر: اس کے لیے تو تازہ سوال آنا چاہیے۔

سید طاہر احمد شاہ: لیکن محکمہ صحت کو اس قسم کے ضمنی سوالات کے جوابات کے لیے وزیر صاحب کو بریفنگ کرنی چاہیے تھی جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بالکل متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: سارے پنجاب کے لیے بتانے کے لیے انہیں بہت تفصیلات چاہئیں۔

سید طاہر احمد شاہ: صرف کُل تعداد بتا دیں۔

جناب محمد صدیق انصاری : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ کی رولنگ کے بعد شاہ صاحب کو اپنی بات دہرانی نہیں چاہیے۔ آپ رولنگ دے چکے ہیں نیا سوال دیں۔

جناب سپیکر : آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔

مولوی محمد غیاث الدین : ضمنی سوال : جناب والا، کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ہسپتالوں میں کتنی ایکسرے فیس وصول کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر : میرے خیال میں مختلف چیزوں کے ایکسرے کی مختلف فیس ہوتی ہے آپ کس ایکسرے کی فیس دریافت کرنا چاہتے ہیں۔

مولوی محمد غیاث الدین : جناب والا، مختلف نہیں ہے۔ ایک طرح لی جاتی ہے

جناب سپیکر : ایک ہی طرح لی جاتی ہے؟

وزیر صحت : مختلف قسم کے ایکسرے کی مختلف فیس ہوتی ہے۔ ویسے عام قسم کے ایکسرے کی وہی فیس ہوتی ہے جو ہسپتالوں میں نارمل لی جاتی ہے لیکن میں گزارش کرتا ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں ایکسرے پلانٹس مہیا کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ فیس کی تو بات ہی نہیں ہو رہی۔ اگر انہیں فیس کے بارے میں پوچھنا ہے تو نیا سوال پیش کریں۔

جناب سپیکر : یہ درست بات ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صحت : باقی سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر : بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

دادی سون میں صحت کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی

*1155 بیگم شاہدہ ملک : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عوام کی صحت کا خیال رکھنا ہر فلاحی مملکت کا اولین فرض ہے اگر وادی سون جو کہ ضلع خوشاب کا پہاڑی و بارانی علاقہ ہے کثیر آبادی صحت کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پورے علاقے میں ایک بھی لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں ہے۔ نیز تمام آبادی کے لیے ایک بھی ایمبولنس کا انتظام نہیں تاکہ ایمرجنسی کے وقت اس سے کام لیا جا سکے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقے کے ہسپتال میں ادویات کی قلت رہتی ہے۔ ایکسرے کا کوئی انتظام نہیں اور ٹیسٹ لیبارٹری بھی برائے نام ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت وادی سون کی جغرافیائی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے صحت کی بنیادی سہولتیں جلد از جلد فراہم کرنے اور عوام کی سہولت کی خاطر سب تحصیل نوشہرہ کے ہسپتال کو Provincialize کرنے پر آمادہ ہے تاکہ اس ہسپتال سے وادی سون کے ہزاروں غریب عوام زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں۔ نیز مندرجہ بالا سوالات کی روشنی میں حکومت فوری طور پر اس سلسلے میں کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) یہ حقیقت ہے کہ صحت کا خیال رکھنا حکومت کا فرض ہے، وادی سون ضلع خوشاب میں مندرجہ ذیل صحت کے ادارے کام کر رہے ہیں۔ جس سے کثیر آبادی ہر ممکن فائدہ اٹھا رہی ہے۔ لہذا حکومت اپنے فرائض سے غافل نہیں ہے۔

۱ : سول ہسپتال نوشہرہ

۲ : بنیادی مرکز صحت۔ کھوڑہ

۳ : بنیادی مرکز صحت۔ سوڈی جے والی۔

۴: بنیادی مرکز صحت، کفری
۵: بنیادی مرکز صحت۔ اوچھالا
۶: بنیادی مرکز صحت، انگہ
۷: بنیادی مرکز صحت، اوچھالی
۸: بنیادی مرکز صحت، جابہ
۹: عبدالکریم میموریل زنانہ ہسپتال کھتہ والی
۱۰: بنیادی مرکز صحت، بھالنہ (زیر تعمیر)
۱۱: دیہی مرکز صحت۔ پڈھوارڑہ

ب) یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقہ میں کوئی لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں ہے۔ کیونکہ اس ڈویژن میں لیڈی ڈاکٹروں کی اشد کمی ہے۔ تاہم زچہ کی نگہداشت کے لیے مندرجہ ذیل لیڈی ہیلتھ وزیٹرز اور لیڈی میڈیکل ٹیکنیشن کام کر رہی ہیں۔

۱: کھوڑہ ۲: پیل
۳: کھبے کی ۴: نوشہرہ
۵: کھٹوائی ۶: اچھالا

وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق مرحلہ وار پروگرام کے تحت ۱۹۹۰ تک تمام دیہی مراکز صحت بشمول پڈھوارڑہ میں ایمبولنس فراہم کر دی جائیں گی اس طرح تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال نوشہرہ جس کی تکمیل موجودہ مالی سال کے دوران متوقع ہے، میں بھی ایمبولنس فراہم کر دی جائے گی۔

ج) نوشہرہ ہسپتال ۱۲ بستروں پر مشتمل تھا۔ اسے Provincialised کر کے حکومت نے اس کا درجہ بڑھا کے تحصیل ہیڈکوارٹر کے مرتبے کا کر دیا ہے اور اس ہسپتال میں ۶۰ بستروں کے علاوہ ایمبولنس ایکسرے پلانٹ اور جدید لیبارٹری کی سہولتیں بھی فراہم کی جا رہی ہیں اور یہ ہسپتال مالی سال ۸۷-۱۹۸۶ کے دوران مکمل ہو جائے گا۔ جہاں تک ادویات کی فراہمی

کا تعلق ہے ۔ یہ بجٹ اور مریضوں کی تعداد کے مطابق فراہم کی جا رہی ہیں۔

وادی سون ضلع خوشاب میں زچہ بچہ سنٹروں کی تعداد

*1162 ۔ بیگم شاہدہ ملک : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

الف) صوبہ میں دیہی ڈسپنسریوں کی کل تعداد کتنی ہے اور ان میں سے کتنی ڈسپنسریوں میں مستند ڈاکٹر متعین ہیں ۔

ب) صوبہ کے مختلف قسم کے دیہی علاقوں میں کتنے زچہ بچہ سنٹر کام کر رہے ہیں نیز وادی سون ضلع خوشاب کے علاقے میں زچہ بچہ سنٹر کہاں کہاں واقع ہیں اور ان کی کل تعداد کتنی ہے ؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) صوبہ میں حکومت کے زیر نگران ۱۷۲ دیہی ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں تقریباً تمام ڈسپنسریوں میں مستند ڈاکٹر کام کر رہے ہیں ۔

ب) صوبہ میں ۱۰۱ زچہ بچہ سینٹر دیہی علاقوں میں کام کر رہے ہیں ۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

۱	گورنمنٹ	ـــــ	۳۷
۲	لوکل باڈی	ـــــ	۵۲
۳	پرائیویٹ	ـــــ	۱۲
	میزان		۱۰۱

ضلع خوشاب میں ۷ زچہ بچہ سنٹر کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل منسلک گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ۔

زچہ بچہ ہسپتالوں میں مرد ڈاکٹر کی تعیناتی کا سدباب

1198 - چودھری محمد اصغر : کیا وزیر صحت از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ کے ہسپتالوں میں بچوں کی پیدائش کے وقت لیڈی ڈاکٹر کے علاوہ مرد ڈاکٹر بھی موجود ہوتے ہیں۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جن ہسپتالوں میں لیڈی ڈاکٹر موجود ہوتی ہیں وہاں بھی اس سلسلہ میں مرد ڈاکٹروں کی خدمات ہی سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مرد ڈاکٹروں کی موجودگی پر بعض مریض خواتین اعتراض کرتی ہیں۔

د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت بچہ کی پیدائش کے وقت صرف لیڈی ڈاکٹروں کی موجودگی کو یقینی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) ہاں۔

ب) جی ہاں۔ بعض مستورات، مرد ڈاکٹروں سے ان کے تجربے اور مہارت کی وجہ سے مشورہ کرتی ہیں۔

ج) یہ مریض کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ کس ڈاکٹر کو دکھانا چاہتے ہیں۔

د) حکومت اس بارے میں لیڈی ڈاکٹروں کی موجودگی کو یقینی بنانے کا سنجیدگی سے ارادہ رکھتی ہے لیکن فی الحال ماہر لیڈی ڈاکٹروں کی

کمی کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں۔

نگینہ کالونی لاہور میں سرکاری ڈسپنسری کا قیام

*1200 - میاں محمود احمد: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ حقیقت ہے کہ نگینہ کالونی نیو مسلم پارک، حسن پارک غنی کالونی اور شیرا کوٹ بند روڈ لاہور جن کی آبادی تقریباً ساٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے میں علاج معالجہ کے لیے کوئی بھی سرکاری ڈسپنسری نہیں ہے بدیں وجہ ان آبادیوں کے مکینوں کو مریضوں کے علاج معالجے کے لیے شہر لے جانے میں سخت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کو نگینہ کالونی میں سرکاری ڈسپنسری قائم کرنے کے لیے وقف پلاٹ حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہو گی۔

ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نگینہ کالونی میں سرکاری ڈسپنسری قائم کر کے ان علاقے کے مکینوں کو طبی سہولتیں میسر کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

ا) بند روڈ پر تقریباً ۱۲۵ بستروں کے میاں محمد منشی ٹرسٹ ہسپتال جو کہ میاں محمد منشی صاحب نے عطیہ پیش کرنا ہے، کے چلانے کی منظوری مل چکی ہے۔ اس وقت اس ہسپتال کو سرکاری تحویل میں لینے کی کارروائی کی جا رہی ہے۔

جس کے بعد نگینہ کالونی اور بند روڈ پر مشتمل تمام آبادیوں کو طبی سہولتیں میسر آجائیں گی۔

ب) ایضاً
ج) ایضاً

راولپنڈی کے دیہی علاقوں کے لیے میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لیے سیٹوں کا تعیّن

*1250 ۔ جناب محمد یامین : کیا وزیر صحت از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

الف) راولپنڈی کے دیہی علاقہ کے لیے میڈیکل کالجوں میں کوئی سیٹیں مختص کی گئی ہیں، اگر کی گئی ہیں تو ان کی تعداد کتنی ہے ۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ سیٹیں اس سال کن طلبا اور طالبات کو دی گئیں ۔ ان کے مکمل کوائف بمع حاصل کردہ نمبر مہیا کیے جائیں۔

ج) مندرجہ بالا طلباء و طالبات کی فہرستیں کس نے مہیا کیں ۔

د) اس سال میڈیکل کالجوں میں داخلے کا میرٹ کتنے نمبروں پر ختم ہوگا؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) راولپنڈی کے ضلع میں تحصیل مری کہوٹہ اور گوجر خان کے دیہی علاقے کے طلبا کے لیے مندرجہ ذیل سیٹیں مخصوص ہیں ۔

(۱) لڑکے : ۴ (۲) لڑکیاں : ۲

ب) اس سال مندرجہ ذیل طلبا و طالبات کو ان سیٹوں پر داخلہ دیا گیا ہے اور ان کے مکمل کوائف درج ذیل ہیں :

نمبر شمار	نام طالب علم	
۱	ریاض احمد ولد جمیل افضل خان	۱۱۰۰/۷۹۸، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور

نمبر شمار	نام طالب علم و طالبہ	حاصل کردہ نمبر	کالج جس میں داخلہ ملا
۲	محمد سعید ولد محمد یوسف	۷۱۸/۱۱۰۰	راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی
۳	ملک محمد عمر ولد ملک اسرار الحق	۷۰۳/۱۱۰۰	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد
۴	راجہ محمد تیمور خان ولد راجہ محمد امین خان	۷۱۴/۱۱۰۰	قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور
۵	مس رضوانہ اکبر دختر راجہ اکبر حسین	۸۰۲/۱۱۰۰	راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی
۶	مس تجمہ عزیز کیانی دختر اے ٹی کیانی	۸۰۲/۱۱۰۰	ایضاً

ج) مندرجہ بالا طلبا و طالبات نے براہِ راست چیئرمین ایڈمشن بورڈ کو داخلہ کے لیے درخواستیں دی تھیں اور ان کی فہرست بلحاظ ڈومیسائل و میرٹ ایڈمشن بورڈ کے دفتر میں تیار کی گئی۔

د) اس سال میڈیکل کالجوں میں مختلف سیٹوں پر مندرجہ ذیل نمبروں پر خاتمہ ہوا۔

نمبر شمار	نام کالج	اوپن میرٹ		ڈویژنل میرٹ		پسماندہ اضلاع کا میرٹ	
		لڑکے	لڑکیاں	لڑکے	لڑکیاں	لڑکے	لڑکیاں
۱	کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	۸۰۳	۸۶۲	۸۰۱	..	۷۹۵	..
۲	علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور	۷۵۶	۸۱۷	۷۵۵	۷۷۱	۷۳۸	..
۳	نشتر میڈیکل کالج ملتان	۷۳۹	۸۲۱	۷۳۷	۷۹۱	۷۳۱	۷۴۰
۴	راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی	۷۲۸	۸۲۵	۷۲۶	۸۱۱	۷۱۸	۷۹۹
۵	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد	۷۲۳	۸۱۵	۷۱۸	۷۵۴	۷۰۳	۷۵۷

نمبر شمار	نام کالج	اوپن میرٹ		ڈویژنل میرٹ		پسماندہ اضلاع کا میرٹ	
		لڑکے	لڑکیاں	لڑکے	لڑکیاں	لڑکے	لڑکیاں
۶	قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور	۷۱۸	۷۹۴	۷۱۵	۷۶۱	۷۱۰	۷۵۸
	فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	..	۸۰۱	..	۷۹۳	..	۷۶۴

میڈیکل کالجوں میں گورنر/چیف منسٹر کے کوٹہ سے داخلہ

*1310 . سردار الطاف حسین : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

الف) تعلیمی سال ۸۵ - ۱۹۸۴ء اور ۸۶ - ۱۹۸۵ء میں میڈیکل کالجز میں گورنر اور چیف منسٹر کے سپیشل کوٹہ میں داخلے کے لیے کتنے طالب علموں کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئیں - نیز ان کے نام پتہ اور حاصل کردہ نمبر کیا تھے -

ب) جزو (الف) میں بتائے گئے ناموں میں سے کتنے طالب علموں کو گورنر/چیف منسٹر کے سپیشل کوٹہ میں داخل کیا گیا اور ان کے نام پتہ اور حاصل کردہ نمبر کیا تھے؟ مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے -

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) تعلیمی سال ۸۵ - ۱۹۸۴ء اور ۸۶ - ۱۹۸۵ کے دوران گورنر/مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کو ایم بی بی ایس کورس میں داخلے کے لیے بالترتیب ۷۱۴ اور ۸۵۲ درخواستیں موصول ہوئیں اور ان درخواستوں پر مختلف

اوقات میں داخلوں کا فیصلوں کا کیا گیا۔ چونکہ درخواستوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لیے مطلوبہ تفصیلات کی تیاری کے لیے کافی وقت درکار ہے۔ تاہم یہ تفصیلات مختلف کالجوں سے اکٹھی کی جا رہی ہیں جنہیں فاضل رکن اسمبلی کو فراہم کر دیا جائے گا۔

ب) ۸۵-۱۹۸۴ء اور ۸۶-۱۹۸۵ میں ہر میڈیکل کالج میں ۲۰۰ مقررشدہ نشستوں کے علاوہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب نے بالترتیب ہر میڈیکل کالج میں ۲۱ اور ۲۲ اضافی سیٹیں منظور کیں اور ان پر داخلہ کے احکامات جاری کیے جیسا کہ جز الف میں بیان کیا گیا ہے۔ داخل شدہ طلباء کی تفصیلات ہر کالج سے علیحدہ علیحدہ اکٹھی کی جا رہی ہیں اور فاضل ممبر کو فراہم کر دی جائیں گی۔

مزید یہ بتانا مناسب ہوگا کہ ۸۵-۱۹۸۴ اور ۸۶-۱۹۸۵ء کے پراسپیکٹس کے تحت گورنر/MLA پنجاب اس بات کے مکمل طور پر با اختیار تھے کہ وہ ہر میڈیکل کالج میں منظور شدہ نشستوں کے علاوہ جتنی چاہیں نشستیں بڑھا سکتے تھے اور جسے چاہیں ان نشستوں پر داخلہ کے لیے نامزد کر سکتے تھے۔

قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان میں ہسپتالوں کی مرمت

*1335 ۔ سردار فتح محمد خان : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) آیا قبائلی علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہسپتالوں کی مرمت کے لیے گزشتہ سال کوئی رقم خرچ کی گئی تھی۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کتنا؟ اور نفی میں ہے تو اس

کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) جی نہیں۔

ب) ضلعی آفیسر صحت ڈیرہ غازیخان نے مالی سال ۸۵-۱۹۸۴ کے اواخر میں قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان میں واقع گورنمنٹ دیہی ڈسپنسریوں کی خصوصی مرمت کے لیے ذاتی طور پر منتظم انجینئر پراونشل بلڈنگ ڈویژن ڈیرہ غازی خان سے "تخمینہ سرسری لاگت" حاصل کرنے کے لیے انتہائی کوشش کی مگر منتظم انجینئر مالی سال ۸۵-۱۹۸۴ کی اختتام پذیری اور کام کی زیادتی کی وجہ سے "تخمینہ سرسری لاگت" تیار نہ کر سکا تاہم موصوف نے زبانی ڈیڑھ لاکھ روپے فی ڈسپنسری کی خصوصی مرمت کے لیے "تخمینہ لاگت" کا اہتمام کرنے کے لیے کہا جو درست تخمینہ کے فقدان کے باعث عملی شکل اختیار نہ کر سکا اور اس طرح مالی سال ۸۵-۱۹۸۴ کے دوران مرمت طلب ڈسپنسریوں کا کام جوں کا توں رہا۔

بعدازاں بتاریخ ۸۶-۱-۱۵ یعنی مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ کے دوران ضلعی آفیسر صحت ڈیرہ غازی خان مندرجہ ذیل ڈسپنسریوں کا تخمینہ سرسری لاگت بھجوایا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱	گجن تھل	۱٫۷۰ لاکھ
۲	مبارکی	۱٫۶۶ لاکھ
۳	چانڑ واٹا	۱٫۶۰ لاکھ

مگر فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ بالا ڈسپنسریوں کی خصوصی مرمت کا کام پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ تاہم ۸۶-۱۹۸۵ مالی سال کے دوران مندرجہ ذیل ڈسپنسریوں کی معمولی سالانہ مرمت کے لیے فنڈ تخصیص کیے گئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

الف : بارتھی ۷۱۲۰ روپے

ب) مبارگی ۷۷۱۰ روپے
ج) چاٹرروانا ۱۰۲۹۰ روپے

بہرکیف منتظم انجینئر نے متذکرہ بالا ڈسپنسریوں کی سالانہ مرمت کے لیے کوٹیشنز طلب کیے ہیں علاوہ ازیں نائب ناظم صحت ڈیرہ غازی خان قسمت ڈیرہ غازی خان نے جواباً کہا ہے کہ اگلے ماہ متذکرہ بالا ڈسپنسریوں بشمول ہنگلون کچ Hunglun Kach کی خصوصی مرمت پر عمل درآمد کی انتظامی منظوری دے دی جائے گی اور ان کے لیے فنڈز برائے آئندہ مالی سال ۸۷-۱۹۸۶ کی فراہمی کے لیے گورنمنٹ سے رجوع کیا جائے گا اور اس سلسلے میں نائب ناظم صحت ڈیرہ غازیخان ڈویژن ڈیرہ غازی خاں پہلے ہی ضلعی آفیسر صحت کو ہدایات جاری کر چکے ہیں۔

محکمہ صحت کے ماہرین خوردبین کے تبادلے

*1414 ۔ میاں محمد اسحاق : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ نظامت صحت پنجاب کی نظرثانی شدہ پالیسی کے تحت محکمہ صحت کے امتناع وبائیہ کے ہسپتالوں کی ضلع لیبارٹریوں میں ۲۵ سال تک کام کرنے والے ماہرین خوردبین کا تبادلہ فوری طور پر دُور دراز کے دیہاتی علاقہ جات میں کر دیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ایسے تبادلہ کردہ اشخاص کے مکمل کوائف ایوان میں پیش کیے جائیں۔

ب) کیا حکومت ان تبادلہ کردہ اشخاص کی قابل تصور مشکلات اور مالی بوجھ سے آگاہ ہے جس کا انھیں سامنا کرنا پڑا ہے اور کیا حکومت اس صورت حال پر دوبارہ ہمدردانہ غور کے لیے تیار ہے ۔ خاص طور پر ان ملازمین کے بارے میں جو اپنی ملازمت کے آخری حصے میں ہیں اور مستقبل قریب میں ریٹائر ہونے والے ہیں ۔ اگر نہیں تو ان کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) یہ امر واقع نہیں ہے کہ محکمہ صحت کے امتناع امراض وبائیہ کے ہسپتالوں سے ماہرین خوردبین کو دور دراز علاقوں میں تبدیل کیا گیا ہے۔ بلکہ امر واقع یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کے دفتر میں واقع لیبارٹریز کے ماہرین خوردبین کو دیہی مراکز صحت میں تعینات کیا گیا ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ حسب ذیل ہے۔

انسداد ملیریا مہم کے کارکنان تمام ضلع کے دیہی علاقوں میں پھیلے ہوتے ہیں اور گھر گھر جا کر بخار میں مبتلا مریضوں کے خون کے نمونہ جات حاصل کرتے تھے اور پھر انہیں ضلعی دفتر میں برائے معائنہ بھیجتے تھے۔ یہاں ماہرین خوردبین ان کا تجزیہ کر کے اپنی رپورٹ افسر مجاز کو پیش کر دیتے تھے۔ ملیریا مریض ثابت ہونے کی صورت میں افسر مجاز ملیریا مریض کے کوائف اور ادویات برائے مکمل علاج علاقہ کے کارکن کو جاری کرتے تھے۔ اس تمام عمل میں تقریباً ۲ تا ۳ ماہ کا عرصہ لگ جاتا تھا۔ یہ طریقہ کار ملیریا پروگرام کے آغاز سے ہی رائج العمل تھا۔ اس طریقہ کار کی وجہ سے مریض کو صحیح وقت پر علاج کی سہولت میسر نہیں آتی تھی۔

جولائی ۱۹۸۰ء میں ملیریا پروگرام کو محکمہ صحت میں ضم کر دیا گیا، اور وقت کے ساتھ ساتھ ملیریا کی کارکردگی کو مربوط بنانے کے لیے مختلف تبدیلیاں عمل میں لائی گئیں جن میں سے ایک تبدیلی ماہرین خوردبین کی ضلعی دفتر سے دیہی مراکز صحت میں عمل میں آئی۔ اس تبدیلی کی وجہ سے اب خون کے نمونہ جات برائے تجزیہ برائے ضلعی دفتر کے نزدیک ترین دیہی مرکز صحت میں وصول کیے جاتے ہیں، جہاں یہ ماہرین خوردبین سے ان کا تجزیہ کرتے ہیں۔

اس دیہی مرکز کا ڈاکٹر مریض کے مکمل علاج کے لیے ادویات و ہدایات جاری کرتے ہیں۔ اس تبدیلی کی وجہ سے اب خون لینے اور علاج مہیا کرنے کا

عرصہ ۲ تا ۳ ماہ سے کم ہو کر ۱۰ تا ۱۵ دن ہو گیا ہے۔ اس عرصہ کو مزید کم کرنے کی کوشش جاری ہے۔ ان جیسے اقدام کی وجہ سے اب ملیریا کی وبائی صورت پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا گیا ہے۔

انسداد ملیریا میں کُل ۲۱۹ ماہرین خوردبین ملازم ہیں ضلعی سطح پر ایک سینئر اور دو جونیئر ماہرین خوردبین کو رکھ کر باقی ماندہ کو دیہی مراکز صحت میں تعینات کر دیا گیا ہے۔ دیہی مراکز صحت کے ماہرین خوردبین کے تجزیہ شدہ خون کے نمونہ جات کا ضلعی سطح پر مزید تجزیہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کی کارکردگی کا مسلسل جائزہ لیا جاتا ہے۔

یہ تمام عمل عوام الناس کی بہبود اور انہیں وقت پر اپنے گھروں میں علاج معالجہ کی سہولت بہم پہنچانے کے لیے کیا گیا ہے۔

ب) تبادلہ کرتے وقت اس امر کو مدنظر رکھا گیا تھا کہ کسی ملازم کے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔ ماہرین خوردبین کی اکثریت ضلع کے دیہی علاقوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے تعیناتی کرتے وقت حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ انھیں ان کے اپنے علاقہ یا نزدیک ترین دیہی مرکز صحت میں تعینات کیا جائے۔ کسی بھی ماہر خوردبین کی بنیادی تنخواہ میں اس تبدیلی کی وجہ سے فرق نہیں پڑا۔ اگر کوئی کمی ہوئی ہے تو وہ صرف کرایہ مکان الاؤنس میں ہے۔ محکمہ کی ہر ممکن کوشش ہے کہ ان ملازمین کو دیہی مراکز صحت میں سرکاری رہائش مہیا کی جائے اگر کوئی ملازم اپنی مدت ملازمت کے آخری حصے میں ہے اور اسے اس تبدیلی کی وجہ سے کوئی مشکل پیش آئی ہے تو محکمہ اس درخواست پر ہمدردانہ غور کرنے کو تیار ہے۔

یونین کونسل برنالی میں مرکز صحت کی تعمیر

*1427 چوہدری محمد اصغر: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:—

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت ہر یونین کونسل میں مرکز صحت قائم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موضع برنالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں ایک سول ڈسپنسری قائم ہے۔

ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یونین کونسل برنالی ضلع گجرات میں کوئی مرکز صحت نہیں ہے۔

د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ علاقہ کے عوام نے چوہدری افتخار احمد خان سکنہ برنالی کے ذریعہ ایک درخواست جناب گورنر پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو ۱۵ اپریل ۱۹۸۶ء کو دی تھی کہ مذکورہ یونین کونسل میں مرکز صحت قائم کیا جائے۔

ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ درخواست میں اس امر کی نشان دہی کی گئی تھی کہ گاؤں میں کافی رقبہ سرکاری موجود ہے جس پر مرکز صحت تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس یونین کونسل میں مرکز صحت قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) جی ہاں۔ حکومت ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت قائم کر رہی ہے۔

ب) جی ہاں۔ برنالی میں ضلع کونسل کی ڈسپنسری کام کر رہی ہے۔

ج) جی ہاں۔

د) تاحال یہ درخواست محکمہ صحت میں موصول نہیں ہوئی۔

ہ) مراکز صحت کی جگہوں کے انتخاب اور منظوری کے اختیارات متعلقہ اضلاع کے انچارج وزراء کے پاس ہیں مالی سال ۸۷-۱۹۸۶ء کے دوران موضع برنالی میں ایک بنیادی مرکز صحت قائم کیا جا سکتا ہے۔

بشرطیکہ اس کی منظوری ضلع گجرات کے انچارج کے وزیر دے دیں۔

بنیادی مرکز صحت ارسال میں تعینات عملہ کے تبادلہ کی تحقیقات

*1433 - جناب غلام احمد خاں: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

بنیادی مرکز صحت ارسال تحصیل نارووال میں ڈسپنسر ہارون اور مسز ہارون ایل ایچ وی کب تعینات ہوئے اور ان کا تبادلہ ارسال سے کب اور کن وجوہات کی بنا پر کیا گیا۔ نیز میڈیکل ٹیکنیشن کتنے عرصہ سے ارسال میں تعینات ہے۔ کیا حکومت اس ضمن میں تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

مسٹر محمد ہارون ڈسپنسر اور اس کی بیوی شاہانہ فضیلت (ایل ایچ وی) کی تعیناتی ۸۵-۱۲-۲۹ کو بیک وقت ہوئی تھی اور دونوں میاں بیوی کا تبادلہ بنیادی مرکز صحت دو سال سے دیہی مرکز صحت کالیاں بتاریخ ۸۶-۴-۱ سے متعلقہ علاقہ کے باشندوں کی شکایات کے پیش نظر کیا گیا دونوں اہلکار تب سے دیہی مرکز صحت میں کام سرانجام دے رہے ہیں۔

میڈیکل ٹیکنیشن مسٹر محمد صدیق بنیادی مرکز صحت دو سال میں ۱۲-۶-۸۳ سے تعینات ہے مذکورہ اہل کار کے خلاف چیئرمین یونین کونسل لنگر نے شکایت کی تھی، جس پر ضلع افسر صحت نے انکوائری کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ محمد ہارون اور شاہانہ فضیلت کے ایماء پر محمد صدیق کے خلاف شکایت کی گئی۔ اب بہرحال محمد صدیق کو وہاں سے عرصہ پورا ہو جانے پر تبدیل کرنے

کی ہدایت کر دی گئی۔

مختص شدہ رقم سے طبّی سازوسامان کی خریداری میں غفلت کی وجوہات

*1506 ۔ جناب نصراللہ خان دریشک : کیا وزیر صحت ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

الف) سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء کے بجٹ میں طبی سازوسامان اور دوائیوں کی خرید کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی۔

ب) مذکورہ رقم میں سے اپریل ۱۹۸۶ کے اختتام تک کتنی رقم خرچ کی گئی ہے اگر کل مختص کردہ رقم ابھی تک استعمال نہیں کی گئی ہے تو ان اہم ضروریات کی خرید میں تاخیر اور غفلت کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) سال ۸۶ - ۱۹۸۵ کے بجٹ میں طبی سازوسامان اور دوائیوں کی خرید کے لیے مبلغ ۴۲,۰۴,۴۰,۵۱۰ روپے مختص کیے گئے تھے۔

ب) محکمہ صحت کے ذیلی اداروں کے فراہم کردہ اعداد وشمار کے مطابق مذکورہ رقم میں سے اپریل ۱۹۸۶ء تک مبلغ ۲۶,۵۰,۴۵,۳۰۰ روپے خرچ کیے گئے چونکہ پورے پنجاب میں نیا طریقہ خریداری رائج کیا گیا ہے۔ اس لیے ان اہم ضروریات کی خرید میں کچھ تاخیر ہوئی۔ امید کی جاتی ہے کہ رواں مالی سال کے دوران اس قسم کی تاخیر نہیں ہوگی۔

ڈاکٹروں کو روزگار کی فراہمی

*1573 ۔ بیگم شاہین منور : کیا وزیر صحت ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ اس وقت ڈاکٹروں کی ایک بڑی تعداد بیروزگار ہے اور اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہے۔

ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ ان کی طبی تعلیم پر اٹھنے والے بھاری اخراجات کے باوجود سود مند ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے ان بیروزگار ڈاکٹروں اور ان کے گھرانوں میں بہت بے چینی اور محرومی کا احساس پایا جاتا ہے۔

ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت انہیں سود مند ملازمت دینے کے سلسلے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) جی نہیں، یہ درست نہیں ہے کہ ڈاکٹروں کی ایک بڑی تعداد بے روزگار ہے۔ آج سے دو سال پہلے ڈاکٹروں کی بے روزگاری کا مسئلہ کچھ مختلف تھا جیسا کہ ۱۹۸۳ء میں ہمارے محکمہ صحت میں ۹۶۶ آسامیاں تھیں جس کے برعکس پنجاب پبلک سروس کمیشن کے پاس ۲۱۵۹ درخواستیں وصول ہوئیں بعد ازاں ۸۵-۱۹۸۴ میں ۱۰۷۵ آسامیاں پیدا کی گئیں۔ اسی طرح ۸۶-۱۹۸۵ء میں بھی تقریباً ۲۳۰۰ آسامیاں پیدا کی جا چکی ہیں۔ اور وزیر اعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق مزید ۲۰۰۰ آسامیاں رواں مالی سال میں پیدا کی جانے کی امید ہے۔ جو آسامیاں اس وقت پنجاب پبلک سروس کمیشن کے پاس ڈاکٹروں کی تقرری کے لیے بھیج دی گئی ہیں اس کے لیے تقریباً ۴۶۰۰ درخواستیں وصول کی گئیں۔ اس لحاظ سے ہمارے پاس ایک آسامی کے لیے دو درخواستیں ہیں۔

اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ ضروری نہیں کہ ہر طالب علم ڈاکٹر بننے کے بعد پنجاب میں ہی ملازمت کرنے کا خواہشمند ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اکثر ڈاکٹر بیرون ملک حصول ملازمت و اعلیٰ تعلیم کے لیے چلے جاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ بہت سے ڈاکٹر صاحبان، وفاقی حکومت، واپڈا، ریلوے، پی آئی اے، ایل ڈی اے سوشل سیکورٹی۔ لوکل گورنمنٹ میں ملازمت حاصل

کر لیتے ہیں. بعض ڈاکٹر سی ایس ایس کا امتحان پاس کر کے سول سروسز میں چلے جاتے ہیں. ڈاکٹروں کی خاصی تعداد گورنمنٹ کی ملازمت کی بجائے رائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں۔

پچھلے سالوں کی نسبت موجودہ سال میں صورت حال بہت بہتر ہو چکی ہے۔ لیکن حقیقت میں ڈاکٹروں کا مسئلہ بے روزگاری صرف اور صرف بڑے بڑے شہروں تک محدود ہے کیونکہ ایم بی بی ایس پاس کرنے والے کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ لاہور یا دوسرے بڑے شہروں میں ملازمت حاصل کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس دیہی علاقوں میں موجود آسامیوں کی نصف تعداد خالی پڑی ہوئی ہے اور کوئی ڈاکٹر جانے کے لیے تیار نہیں۔ اس کے باوجود کہ حکومت اب ہر RHC-BHU کے ساتھ رہائشی سہولت دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ رورل ایریا میں دیہی الاؤنس کی تجویز بھی حکومت کے زیر غور ہے۔ علاوہ ازیں پنجاب میں آمدورفت کی بھی بہتر سہولت ہے۔ اگر ہم ڈاکٹر صاحبان کی تقرری دیہی علاقوں میں کر دیتے ہیں تو اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر بڑے بڑے شہروں میں کرا لیتے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے پاس شہروں میں اتنی زیادہ آسامیاں نہیں ہوتیں کہ ہم تمام ڈاکٹروں کو شہروں میں تعینات کر سکیں. نتیجتاً ڈاکٹر صاحبان اپنے آپ کو بیروزگار تصور کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارے دیہی علاقوں کے لوگ طبی سہولتوں سے محروم ہیں۔

(ب و ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

سرکاری ہسپتالوں میں بستر فیس کی آمدنی کی تفصیلات

*1618 ۔ جناب ریاض عشمت جنجوعہ : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ : ——

الف) صوبہ میں سرکاری ہسپتالوں میں بستر فیس کے نفاذ سے صوبہ پنجاب میں ۳۰ر اپریل ۱۹۸۶ تک کتنی آمدنی ہوئی۔
ب) صوبہ میں سرکاری ہسپتالوں میں یکم مئی ۱۹۸۵ سے ۳۰ر اپریل ۱۹۸۶ء تک کتنے اِن ڈور مریض داخل ہوئے۔
ج سرکاری ہسپتالوں میں یکم مئی ۱۹۸۴ سے ۳۰ر اپریل ۱۹۸۵ تک کتنے اِن ڈور مریض داخل ہوئے۔
د) صوبہ کے ہر سرکاری ہسپتال میں مذکورہ بالا عرصہ میں اِن ڈور مریضوں کی مجموعی تعداد کیا ہے۔ ہسپتال کی تعداد الگ الگ فراہم کی جائے۔

سرکاری ہسپتالوں کے ادویات کی خورد بُرد میں ملوث ملازمین کے خلاف کارروائی

*1619 ۔ جناب حشمت جنجوعہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
الف) آیا یہ درست ہے کہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ بابت سال ۸۴-۱۹۸۳ کے صفحہ نمبر ۸۱ پر آئیٹم نمبر ۳۸ میں پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں اور دیگر اداروں میں مبلغ ۴،۶۶،۷۵۶ روپے مالیت کی ادویات اور سامان کی خورد بُرد کی نشاندہی کی گئی ہے۔
ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اصلاح احوال کے لیے کیا اقدام کیے ہیں خورد بُرد کے ذمے دار یا اس میں ملوث ملازمین کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ سرکاری نقصان کی تلافی کی موجودہ صورت کیا ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) درست ہے۔
ب) یہ سوال محکمہ صحت کے سات ذیلی دفاتر اور ہسپتالوں پر بے ضابطگیوں کی نشان دہی کے متعلق ہے۔ یہ معاملہ پہلے ہی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی جو کہ ارکان

صوبائی اسمبلی پر مشتمل ہے، کے زیر غور ہے۔ تاہم ان بے ضابطگیوں کی تفصیل بمع جوابات درج ذیل ہے۔

۱: آڈٹ رپورٹ کے مطابق مبلغ ۳,۲۶,۱۱۶ روپے کی دوائی میو ہسپتال لاہور کے مرکزی سٹور سے یکدم ریڈیم وارڈ کو بھیج دی گئی اور اس کی روزانہ کھپت کا ریکارڈ آڈٹ کو پیش نہیں کیا گیا۔ چونکہ مرکزی سٹور میں ان دوائیوں کے رکھنے کا مناسب انتظام نہیں تھا اس لیے یہ سوچتے ہوئے کہ یکدم وہاں پر خراب نہ ہو جائیں ساری کی ساری ریڈیم وارڈ کو ایشو کر دی گئیں جن کا ہر طرح کا وہاں ریکارڈ موجود ہے۔ اور آڈٹ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس ریکارڈ کو چیک کر لے۔ لہٰذا یہ ادویات خورد برد کے زمرے میں نہیں آتیں۔

۲: مبلغ ۳۲,۵۰۰ روپے کے کیمیکلز کی خورد برد کی نشان دہی ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر فیصل آباد کے دفتر میں کی گئی ہے۔ اصل قیمت مبلغ ۳۲,۰۰۰ روپے آتی ہے نہ کہ ۳۲,۵۰۰ روپے، جن میں مبلغ ۹۰۰۰ روپے وصولی کر کے سرکاری خزانہ میں جمع کروا دیے گئے ہیں۔ مبلغ ۷۵۰۰ روپے کا سٹور موجود ہے اور مبلغ ۱۵۵۰۰ روپے کے کیمیکلز سٹینگ کی وجہ سے خراب ہو گئے تھے جن کی قیمت حذف کر دی گئی ہے اور یہ تمام ریکارڈ ڈسٹرکٹ آڈٹ آفیسر فیصل آباد نے تصدیق کر لیا ہے اور اپنی رپورٹ اے۔جی پنجاب کو بھیج دی ہے۔

۳: مبلغ ۸۴۷۵۲ روپے کی بے ضابطگی کا تعلق پنجاب ڈینٹل کالج ہسپتال لاہور کے تین کیسوں کے متعلق ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ آڈٹ کو ریکارڈ پیش نہیں کیا گیا۔ ریکارڈ پیش نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت کا ریکارڈ محکمہ انسداد رشوت ستانی نے اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ کالج کے ایک سابقہ خزانچی کے خلاف محکمہ رشوت ستانی نے ایک کیس درج کیا تھا اور اس کیس کا فیصلہ ہائی کورٹ سے ہو چکا ہے جس میں محمد رمضان مذکورہ خزانچی کو ہائی کورٹ سے مبلغ ۹۶,۵۰۰ روپے جرمانہ ہوا اور اس لے

یہ رقم سرکاری خزانہ میں جمع کروا دی ہے۔ اب ریکارڈ محکمہ رشوت ستانی سے واپس آچکا ہے۔ اور آڈٹ کو برائے تصدیق پیش کر دیا جائے گا۔

۴ : مبلغ ۲۴۳۸۷/- روپے کی بے ضابطگی کا تعلق ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر بہاولنگر سے ہے۔ یہ رقم ذمہ دار افراد سے وصول ہو چکی ہے اور آڈٹ سے اس کی تصدیق بھی ہو چکی ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ محکمہ ان بے ضابطگیوں سے غافل نہیں ہے۔ بلکہ مناسب کارروائی کی جا رہی ہے۔

کہروڑ پکا میں ہسپتال کی تعمیر

*1633 . ملک شاہ محمد خان جوئیہ : کیا وزیر صحت از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ بجٹ اجلاس منعقدہ مئی جون ۱۹۸۵ء کے دوران کہروڑ پکا ضلع ملتان کے لیے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی منظوری ہوئی تھی۔ لیکن تاحال ہسپتال مذکورہ کی تعمیر کا کام شروع نہیں کیا گیا۔

ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ء کو کہروڑ پکا کے جلسہ عام میں وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر میں متذکرہ ہسپتال کی فوری تعمیر شروع کرنے کی یقین دہانی کرائی تھی۔

د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہسپتال کی فوری تعمیر کے لیے اقدامات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) جی ہاں، مورخہ ۲۵ جون ۱۹۸۵ء کو پراونشل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی کہروڑ پکا ہسپتال کو تعمیر کرانے کے منصوبے پر متفق ہوئی۔ کیونکہ ۳۰ جون

۱۹۸۶ کو مالی سال ختم ہو گیا۔ اس لیے ہسپتال کی تعمیر ۱۹۸۶ء۔ ۱۹۸۵ء میں شروع نہ ہو سکی۔

ب) اس بارے میں دفتر ہذا کو کوئی علم نہیں۔

ج) مذکورہ بالا ہسپتال کی تعمیر کے لیے مالی رواں سال ۱۹۸۶-۱۹۸۷ میں ۲۰ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ حکومت پنجاب نے ہسپتال کی تعمیر کے لیے منظوری دے دی ہے اور عنقریب اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

ضلع لیہ کی یونین کونسل کوٹلہ حاجی میں موضع سمرا نشیب شمالی میں بنیادی ہیلتھ یونٹ کی تعمیر

*1671 ملک غلام حیدر تھند: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:—

الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لیہ کی یونین کونسل کوٹلہ حاجی میں موضع سمرا نشیب شمالی میں ایک بنیادی ہیلتھ یونٹ کی تعمیر آج سے تقریباً چار سال قبل شروع ہوئی تھی جس کی چھت بھی ڈال دی گئی تھی لیکن اس کے بعد ہر سال یہ سکیم unfunded چلی آ رہی ہے جب کہ ہر سال دیگر کئی Basic Health Unit مکمل ہوتے ہیں۔

ب) مذکورہ سکیم کو ہر سال unfunded رکھنے کی کیا وجوہات ہیں۔

ج) اس سال حکومت اس منصوبہ کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ):

الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ ضلع لیہ کی یونین کونسل کوٹلہ حاجی شاہ موضع سمرا نشیب شمالی میں ایک بنیادی مرکز صحت کی تعمیر چار سال قبل شروع کی گئی تھی۔ ایک عمارت کا ایک بڑا حصہ مکمل کر دیا گیا تھا۔ مالی سال

۸۵-۱۹۸۴ اور ۸۶-۱۹۸۵ء کے دوران یہ بنیادی مرکز صحت (unfunded) رہا لیکن اب اس کے لیے ایک لاکھ ۹۶ ہزار روپے فراہم کیے جا رہے ہیں۔ یہ بنیادی مرکز صحت موجودہ مالی سال ۸۷-۱۹۸۶ کے دوران مکمل ہو کر کام شروع کر دے گا۔

ب) بعض مالی دشواریوں کی وجہ سے اس سکیم کے لیے فنڈ فراہم نہیں کیے جا سکے۔

ج) حکومت اس منصوبے کو اس سال مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس مقصد کے لیے ایک لاکھ ۹۶ ہزار روپے فراہم کیے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ مذکورہ بنیادی مرکز صحت موجودہ مالی سال کے دوران مکمل ہو کر کام شروع کر دے گا۔

فیصل آباد میں میٹرنٹی ہسپتال کی تعمیر

*1707 جناب فضل حسین راہی : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شہر میں ابھی کوئی میٹرنٹی ہسپتال قائم نہیں کیا گیا۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جلد از جلد فیصل آباد میں ایک مکمل میٹرنٹی ہسپتال برائے زچہ بچہ قائم کرنا چاہتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)

الف) جی نہیں۔ فیصل آباد شہر کے مختلف ہسپتالوں میں ۲۶۱ زچہ و بچہ بستروں کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ۲۳ میٹرنٹی چائلڈ ہیلتھ سنٹر فیصل آباد ڈویژن میں کام کر رہے ہیں۔ جو کہ ضرورت کے مطابق کافی ہیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : میں درخواست کرتا ہوں کہ شاہ صاحب ممبران کو چار بجے تک ضرور وقت دیں۔

میاں عطا محمد قریشی : جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انھوں نے نہایت خوش اسلوبی سے جوابات دیے ہیں۔ میں ان سے استدعا کروں گا کم از کم اسمبلی کے دنوں میں تو دفتر میں بیٹھ جایا کریں۔ تمام اراکین اسمبلی کی یہ استدعا ہے۔

وزیر صحت : انہیں ڈھونڈنے میں وقت ہوتی ہے۔ میں تو موجود ہی ہوتا ہوتا۔ اسمبلی میں آنا اور دفتر میں بیٹھنا ان کے لیے نہیں ہوتا، اسمبلی کی کارروائی کے لیے ہوتا ہے۔ وہ تو میں روزانہ آکر حاضری دیتا ہوں۔

مسئلۂ استحقاق

جناب سپیکر : یہ تحریک استحقاق نمبر ۱۲ ہے جو جناب غلام حیدر وائیں صاحب کی عدم موجودگی کی وجہ سے زیر التوا ہے۔

وزیر معدنی ترقی و صنعت : جناب سپیکر، میرے فاضل رکن نے اپنی اس تحریک میں آئین کے حوالے سے بات کی ہے اور انہوں نے اپنی اس تحریک استحقاق میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ وہ باتیں جن کا ذکر انہوں نے اس تحریک میں کیا۔ ان کی وجہ سے وزیر اعلیٰ آئین کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ جناب سپیکر، میں بھی اس کا جواب آج آئین ہی کے حوالے سے دینا چاہتا ہوں۔ اور یہ بات جس بات کو میرے بھائی نے استحقاق کہا ہے یہ قاعدہ ۵۵ کے مطابق اور قاعدہ ۵۵ (۱) کے مطابق کسی رکن کا آئین اور قانون کے مطابق کوئی حق نہیں ہے۔ جس کے لیے انہوں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے انہوں نے اس میں تین چار باتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ انسداد رشوت ستانی کمیٹیوں میں ان کو شامل نہیں کیا گیا اور انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ سات مرلہ سکیم کی الاٹمنٹ کمیٹیوں میں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔ اور دیہی برق رسانی پروگرام کے تحت ان کو اس معاملہ میں نہیں پوچھا گیا اور اس کے آگے انہوں نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ انہوں نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے، کہ

* * * * * * * * * *

* * * * * * * * * *

ان تمام باتوں کی تردید کرنے کے لیے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک صوبے کی ترقیاتی پروگراموں کا تعلق ہے حکومت اللہ کے فضل وکرم سے ایسے پروگرام کی رواں دواں ہے جس کی مثال ۲۸ سالہ دور میں کبھی نہیں ملتی۔ آج پنجاب میں جس تیزی کے ساتھ ترقیاتی پروگرام جاری کیا گیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر، فاضل وزیر صاحب کو آپ تلقین کریں کہ وہ سیاسی تقریر نہ فرمائیں اور اپنے آپ کو میری تحریک استحقاق کے قابل پذیرائی ہونے یا نہ ہونے تک محدود رکھیں۔ اگر وہ سیاسی تقریر فرمائیں گے تو مجھے یہ فخر ہے کہ پورے ایوان میں مجھ جیسی تقریر کوئی نہیں کر سکتا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی ــ: جناب سپیکر جن ترقیاتی مسائل کا تذکرہ میرے فاضل بھائی نے کیا ہے۔ میں اس ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ تمام ترقیاتی پروگرام تمام پنجاب کے لیے ہیں اور پنجاب کے تمام علاقوں کے لیے ہیں اور اس میں کوئی فرق نہیں رکھا جائے گا۔ جہاں تک انٹی کرپشن کمیٹیوں میں اراکین کی شمولیت کا تعلق ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انٹی کرپشن رولز کے مطابق یہ اختیار ہے کہ وزیر اعلیٰ اپنی مرضی کے مطابق ان علاقوں میں انٹی کرپشن کمیٹیوں کے اراکین کی نامزدگی فرمائیں اور اسی ضلع کے ایم۔ پی۔ اے، ایم۔ این۔ اے اور سینیٹرز میں سے ان کمیٹیوں کے ارکان کا چناؤ کریں۔ اور پھر میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کمیٹیوں کے چیئرمین کی میعاد ۶ ماہ متعین کر دی گئی ہے اور وہ rotate ہوتی ہے لہٰذا جن قواعد کا تذکرہ میرے فاضل بھائی نے کیا ہے۔ میں ان قواعد کا حوالہ دیتے ہوئے

(بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے) * * * *

کہتا ہوں کہ کیا وہی قواعد جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ ضلعی انٹی کرپشن کمیٹیوں کے لیے اسی ضلع کے ایم پی اے ، ایم این اے اور سینیٹرز میں سے اراکین کی نامزدگی کرے۔ اور جہاں تک سات مرلہ سکیم کا تعلق ہے اس کے متعلق بھی میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پنجاب جناح آبادی رولز کے مطابق وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی ایریا کے لیے کسی بھی شخص کو بطور چیئرمین نامزد فرمائیں اور اس میں ایم این اے، ایم پی اے اور سینیٹرز کے علاوہ اس علاقے کی کوئی اور شخصیت بھی ہو سکتی ہے۔ ان حالات میں قواعد نے وزیر اعلیٰ کو یہ اختیارات دیے ہیں اور اس میں کسی آئین یا کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی۔ میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل بھائی کی یہ بات بھی درست نہیں کہ سات مرلہ سکیم میں حزب اختلاف کے اراکین کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس لیے کہ اس ایوان میں ہمارے ایسے فاضل بھائی اور اراکین جو حزب اختلاف میں بیٹھے ہوتے ہیں ان کو ان کمیٹیوں میں شامل کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ آئین کے قاعدہ ۵۵ لے کے مطابق میرے بھائی جو حق مانگ رہے ہیں وہ کسی آئین اور کسی رول کے تحت حق نہیں ہے۔

کرنل محمد یامین : جناب والا! میری آپ سے استدعا ہے کہ اگر آپ وزراء کرام کو نصیحت فرمائیں کہ وہ دفتری کام کو دفتر میں ہی نمٹائیں اور اسمبلی کی کارروائی کا جو شیڈول ہے اس کے خلاف کام کرنا میرے خیال میں خلاف قاعدہ بھی ہے اور جو اراکان ان سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں وہ بھی اس کارروائی میں مخل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر : کرنل صاحب یہ تو سب پر منحصر ہے اور معزز اراکین بھی اس کو ملحوظ خاطر رکھیں کہ وہ اجلاس کے دوران ذاتی کاموں کے لیے اسمبلی کے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی : جناب سپیکر میں اس کی admissibility پر گزارش

کر رہا ہوں کہ قاعدہ ۵۵ کے مطابق تحریک استحقاق میں بیک وقت ایک مسئلہ زیر بحث لایا جا سکتا ہے میں اس سلسلے میں قاعدہ ۵۵-۲ کا حوالہ دے رہا ہوں۔ فاضل بھائی نے اپنے تحریک استحقاق میں ۶، ۷، ۸ آئٹمز اکٹھے کیے ہیں۔ ایک مسئلہ انسداد رشوت ستانی کمیٹیوں کا ہے۔ دوسرا مسئلہ سات مرلہ سکیم کا ہے۔ تیسرا مسئلہ ترقیاتی فنڈز کی تقسیم چوتھا مسئلہ (VILLAGE ELECTRIFICATION) سکیم کا ہے۔ صوبائی انتظامیہ کے رویہ کے مطابق یوں معلوم ہوتا ہے کہ حزب اختلاف کے ارکان کو منتخب نمائندے تسلیم نہیں کیا جا رہا۔ یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ یوں کہنا بہتر ہوگا کہ پنجاب کی صوبائی انتظامیہ کی نگاہوں میں حزب اختلاف کے ارکان کے حلقہ ہائے نیابت پنجاب کا حصہ ہی نہیں یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے اور ارکان اسمبلی کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے لاکھوں روپے سیاسی رشوت کے طور پر دیے جا رہے ہیں یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے قاعدہ ۵۵-۲ کے زمرے کے تحت یہ تحریک استحقاق پیش رفت کے قابل نہیں لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے کہ حکومت اراکین اسمبلی کو لاکھوں روپے کی رشوت دے کر اپنے ساتھ رکھنے کی کوشش کر رہی ہے تو نہ صرف میں اس کی پُرزور تردید کرتا ہوں بلکہ میں اظہار افسوس بھی کرتا ہوں اور فاضل رکن کو خود بھی علم ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اور ترقیاتی کاموں میں اگر وزیر اعلیٰ صوبے کے انتظامی سربراہ کی حیثیت سے کسی سے کوئی رائے طلب کرتے ہیں، یہ ان کا آئینی حق ہے اور ہمیں ایسی بات کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ چوتھی بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قاعدہ ۵۵-۳ کے تحت یہ کوئی حالیہ واقعہ بھی نہیں رہا This not at all a matter of recent occurrence یہ کوئی حالیہ وقوعہ نہیں ہے۔ یہ تو قاعدے کے مطابق جاری عمل ہے جس کے مطابق یہ سب کام چل رہے ہیں اور اس موضوع پر اس سے پہلے بھی کئی ہمارے بھائی اس اسمبلی میں نکات اٹھا چکے ہیں۔ اور اس کا جواب دیا جا چکا ہے اور جناب سپیکر آپ کی طرف سے ایسی تحاریک استحقاق خلاف قاعدہ قرار دی جا چکی ہیں۔ اس لیے اس

بات کا پھر اعادہ کرتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کسی کے ساتھ کوئی بھی غیر منصفانہ سلوک نہیں کرنا چاہتی۔ جناب والا، ترقیاتی منصوبے علاقائی ہوتے ہیں افراد کے لیے نہیں ہوتے اور اس سلسلے میں حکومت اپنے پروگرام خوش اسلوبی سے چلا رہی ہے۔ لیکن میرے بھائی نے آئینی حوالہ دیا، قاعدہ کا حوالہ دیا اس کے مطابق یہ تحریک استحقاق پیش ہونے کے قابل نہیں۔ اسے مہربانی کر کے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ

چوہدری محمد صدیق سالار : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔

* * * * * * * *

* * * * * * * *

* * * * * * * *

میاں عطا محمد قریشی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، میں آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ آج اپنے لفظ "سیاسی رشوت" پر فیصلہ بھی دینا ہے۔ کہ یہ الفاظ پارلیمانی تھے یا غیر پارلیمانی تھے۔

جناب سپیکر : میاں صاحب! آپ کیا یاد دلانا چاہتے ہیں؟

میاں عطا محمد قریشی : جناب والا، جب یہ بات ہوئی کہ ارکان کو سیاسی رشوت دی جا رہی ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ میں اس پر فیصلہ دونگا کہ یہ الفاظ پارلیمانی ہیں یا غیر پارلیمانی۔

جناب سپیکر : یہ صحیح ہے کہ آپ نے مجھے یاد دلایا۔ میں اس پر فیصلہ دونگا سوال جو زیر بحث ہے وہ تحریک استحقاق نمبر ۱۲ ہے جو جناب ریاض حشمت

---

* * * * بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے۔

جنجوعہ صاحب کی طرف سے پیش شدہ ہے اور وہ پیش کر چکے ہیں اور متعلقہ وزیر صاحب اس پر جواب دے چکے ہیں اس کی [illegible] پر غور ہے۔ اس پر اعتراض یہ لگایا گیا ہے کہ یہ نہ تو Single specific matter ہے۔ اس پر جناب جنجوعہ صاحب اپنے بے شمار معاملات یکجا کر دیے ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ اس پر First available opportunity آپ نے avail نہیں کی۔

سید حسنات احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں نے بھی ایک گزارش کرنی تھی۔ لیکن آپ نے مجھے اجازت نہیں دی۔ میں اس تحریک استحقاق کے متعلق بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: کس تحریک استحقاق کے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں؟

سید حسنات احمد شاہ: جناب اس تحریک استحقاق کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ irrelevant کیا ہے اور کیا چیز ہے۔ میرا کافی تجربہ ہے۔ میں کوئی غلط بات نہیں کروں گا۔ اور اس کے متعلق بات کروں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ذرا میری بات تو سنیں۔ اس سلسلے میں اگر مجھے ضرورت محسوس ہوئی ہو کہ میں آپ کی رائے طلب کروں تو میں آپ کی رائے طلب کروں گا اور اگر مجھے ضرورت نہیں تو پھر میں آپ سے کیوں رائے طلب کروں۔

سید حسنات احمد شاہ: جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس چیز پر بہت دیر سے بحث ہو رہی ہے جو کہ ساری خلاف قانون ہے۔ میں اپنی ناقص رائے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ۵۵ (۱) کو پڑھیں۔

جناب سپیکر: آپ procedural matter پر جنرل بات کرنا چاہتے ہیں؟

سید حسنات احمد شاہ: جناب والا! میں اس تحریک استحقاق کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ تحریک استحقاق کے پروسیجرل میٹر پر جنرل بات کرنا

چاہتے ہیں؟

سید حسنات احمد شاہ : جناب والا، میں یہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو تحاریک استحقاق آج تک یہاں آئی ہیں ان میں سے ۹۰ فیصد ایسی ہیں جو قانون کے مطابق یہاں نہیں آسکتیں۔

جناب سپیکر : آپ یہی کہنا چاہتے ہیں تو بات کیجیے۔ آپ جنرل بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیے۔ میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دیتا ہوں لیکن آپ جو اس privilege motion کا خاص طور پر ذکر کرتے ہیں۔ میں اس کی بات کر رہا تھا اگر پروسیجرل میٹر پر جنرل بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیے۔

سید حسنات احمد شاہ : جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ سارے صاحبان مہربانی کرکے ۵۵-(۱) کو ذرا پڑھیں۔ یہ صفحہ ۵۴ پر ہے۔

The question shall relate to a privilege granted by the Constitution.

یعنی جو بھی پریولج موشن ہو اس کی آئین کی طرف سے اجازت ہونی چاہیئے۔

Any law or rule made under the law.

اب یہ ہے کہ کوئی تحریک استحقاق اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک اس specific law نہ ہو۔ اب یہ کہہ دینا کہ میں فلاں آدمی کو ملنے کے لیے گیا اور وہ مجھے نہیں ملا۔ ایسی باتیں یہاں بہت سی ہوتی رہی ہیں۔ یہ کس کلاز میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی مجرجائے تو وہ افسر اسے کس طریقہ سے ملے گا یا کس طریقہ سے نہیں ملے گا۔ میں تو یہی گزارش کر رہا ہوں کہ ابھی تک جو تحاریک استحقاق یہاں پیش ہوئی ہیں ان میں سے اکثر ان چیزوں کے تحت نہیں آتیں۔ نہ وہ آئین کے تحت آتی ہیں اور نہ ہی ایسا کوئی تحریری طور پر قانون بنا ہوا ہے۔ یہ قانون نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے کوئی ہدایات جاری کی ہیں۔

Instruction is something very different and law is something very different.

تحریک استحقاق یا تو آئین کے تحت ہو سکتی ہے یا قانون یا رولز جو باقاعدہ اس سلسلے میں ہیں ان کے تحت ہو سکتی ہے۔ بس یہی میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر : شکریہ!

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ جہاں تک جنجوعہ صاحب کا یہ مطالبہ ہے کہ

* * * * * * * * *

لیکن تحریک استحقاق اس وقت پیش ہونے کے قابل نہیں رہتی جب اس سے تمام معزز ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہو۔ ان کی تقریر میں میں نے وہ الفاظ بھی سنے ہیں جس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

تو جناب والا! ان الفاظ سے اس معزز ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ یہ تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں۔ اگر بنے گی تو کل بنے گی جب ہم ان کے خلاف دیں گے کہ انہوں نے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ ایک رکن کا استحقاق اس وقت مجروح ہوتا ہے جب اس ہاؤس کا استحقاق بھی اس کے ساتھ مجروح ہوتا ہو۔ اور ان تمام معزز اراکین کو بددیانت کہنا میں سمجھتا ہوں کہ جنجوعہ صاحب جیسے عالم مقرر اور دیانت دار آدمی کے لیے موزوں ہی نہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا Please sit down Shah Sahib. (قہقہہ) جناب والا۔ ہم نہایت شرافت کے

---

* * * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے)

ساتھ ان کی ہر تنقید کو دل کی گہرائیوں سے قبول کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ایک استاد کا کام کر رہے ہیں۔ یہ میں جانتا ہوں کہ ان کو کچھ حقوق نہ ملے ہوں گے۔ وہ ان کی اپنی اہلیت کی وجہ ہے۔ نااہل تو میں ان کو کہہ نہیں سکتا کیونکہ یہ معزز رکن کی توہین ہے۔ لیکن اس معزز ہاؤس کا استحقاق جو انہوں نے آج مجروح کیا ہے وہ اپنے الفاظ واپس لیں ورنہ اس ہاؤس کی روایات اچھی نہ ہوں گی اور ہم بے غیرت نہیں ہیں کہ ہمیں کوئی بددیانت کہنے والا خود کو دیانت دار ثابت کرے جو بازاروں میں چھابڑی والوں سے بھی پیسہ لیتا ہو۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ وہ ایک اپوزیشن کے رکن ہیں۔ اس ہاؤس کے تمام ارکان کو سیاسی رشوت لینے والے کہنا اچھا نہیں ہے۔ ہم کوئی اتنے گرے ہوئے لوگ نہیں ہیں۔ ہم اپنی قوم کے لیے اپنی جیب سے خرچ کر سکتے ہیں۔ اگر تعمیر و ترقی کے لیے کسی علاقے کے لیے کوئی گرانٹ ملتی ہے اس کو * * * کہنا بالکل بے جا ہے۔ اور میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق کو واپس لیں یا پھر چونکہ وقوعہ آج ہوا ہے جب انہوں نے ہم سب کو * * * کہا ہے تو ہم ان کے خلاف تحریک پیش کریں گے۔ اگر ایک رکن اسمبلی کے خلاف تحریک استحقاق آ سکتی ہے۔ سارے ہاؤس کے خلاف آ سکتی ہے تو ایک رکن اس سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ کہہ چکے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! انہیں اپنے شیشے کا مکان دیکھ لینا چاہیے کہ وہ پتھر کن پر پھینک رہے ہیں۔ ان پر کہ جو ان کی دل سے قدر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا ہم مورتیاں نہیں ہیں، ہم انسان ہیں منتخب نمائندے

---

* * * * * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے)

ہیں۔ ہم ایسی چیزیں برداشت نہیں کر سکتے جو ہم پر براہِ راست ڈالی جاتی ہیں۔
جناب سپیکر: یہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہے ہیں؟
رانا پھول محمد خان۔ جی ہاں۔
جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب! آپ کی تحریک استحقاق پر اعتراض فنی نوعیت کا ہے۔
میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر کچھ آئین کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا۔
جناب سپیکر: فنی نوعیت کا اعتراض آپ کی تحریکِ استحقاق پر ہے۔ آپ چاہیں گے کہ آپ رانا صاحب کی تقریر کا جواب دیں۔
میاں ریاض حشمت جنجوعہ: نہیں جناب۔ رانا صاحب کی باتوں کا جواب میں نہیں دوں گا۔
جناب سپیکر: میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو اس حد تک محدود رکھیں کہ قواعد و ضوابط کی بات کریں۔ اس میں ایک اعتراض یہ ہے کہ آپ نے ۵ر اکتوبر کو یہ پیش کی۔ آپ تاریخ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے اس پہ تاریخ ۵ر اکتوبر لکھی ہے۔
آپ کو ۵ر اکتوبر کو First opportunity available تھی اور اس روز آپ نے اس کی اہمیت کا نوٹس نہیں لیا۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ تحریکِ استحقاق ایک مخصوص واقعہ سے متعلق نہیں بلکہ اس میں بہت سی چیزیں گڈمڈ کر دی گئی ہیں۔ یہ ایک مخصوص معاملہ سے متعلق ہونی چاہیے جو تحریکِ استحقاق کے لیے ضروری ہے۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔
میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا، میری گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے تو میں اس ہاؤس کے فاضل اراکین سے اس امر پر معذرت خواہ ہوں کہ میں نے جو الفاظ رشوت کے بارے میں استعمال کیے ہیں۔ میرا مقصد یہ نہ تھا کہ میں کسی بھی فاضل رکن کی دل شکنی کروں یا اس کے احساسات کو، اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچاؤں۔

اور میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔ اور میں معذرت کے ساتھ واپس لیتا ہوں ۔
(نعرہ ہائے تحسین) اور ایک بات جو کہ رانا صاحب نے کہی ہے اگر وہ انہوں نے میرے بارے میں کہی ہے تو میں رانا صاحب کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ ابھی میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر میں چلیں اور وہ بھی اس بات کا حلف اٹھائیں کہ انہوں نے آج تک * * * * * * * * *

* * * * * * * * * *

اور میں بھی اس بات کا حلف اٹھاتا ہوں کہ جب سے میں نے سیاسی زندگی میں قدم رکھا ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں جس دن اپنے اس ہاتھ سے رشوت لوں گا یا رشوت دوں گا، تو اس ہاتھ کو زندہ سلامت رہنے کا حق نہیں ہے۔ اسے ٹوٹ جانا چاہیے۔ میرا ہاتھ زندہ سلامت ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ میں نے آج تک بددیانتی نہیں کی ہے۔

اب جناب والا، میں اپنی تحریک استحقاق کی طرف آتا ہوں۔ محترم وزیر باتدبیر نے اپنی تقریر دلپذیر میں میری تحریک استحقاق کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں اس تحریک استحقاق کے ذریعہ سے بہت سے مسائل، بہت سے معاملات اور بہت سے واقعات کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔ جناب والا۔ رولز میں یہ چیز موجود ہے۔

چوہدری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا قانون یہ کہتا ہے کہ کوئی معزز ممبر کسی معزز رکن کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * *

* * * * * * * * * *

---

* * * * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے)

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر، سالار صاحب وہ الفاظ دھرا دیں ۔ جن سے ان کو تکلیف پہنچی ہے ، کیا وہ یہ الفاظ دھرادیں گے انہیں ایک لفظ کا پتہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب سالار صاحب کی خدمت میں یہ شعر عرض کروں گا۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

جناب سپیکر : جناب جنجوعہ صاحب، آپ اس میں خصوصاً رولز کی بات کریں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا میں نے اس پہ بھی نہیں دی ہے۔ اور میں آئین کے حوالے سے عرض کروں گا ، رولز کی بات کروں گا جناب والا ، لیکن آخر اس کے لیے کسی تمہید کی ضرورت تو ہوتی ہے، تو جناب والا ان واقعات کو الگ الگ پیش کرنے کی انھوں نے کوشش کی ہے ۔ دراصل وہ واقعات میں نے شہادت کے طور پر پیش کیے ہیں کہ آئین پاکستان کے تحت صوبہ کے وزیر اعلیٰ نے جو حلف اٹھایا ہے۔ اس کی وہ حلف شکنی کر رہے ہیں اور اس کے لیے جناب والا ' میں بڑے ادب اور احترام کے ساتھ اپنی اس استحقاق کا ذکر کروں گا جو آئین پاکستان کے تحت مجھے حاصل ہیں ۔ تو جناب والا ، سب سے پہلے میں جناب وزیر اعلیٰ کے حلف کی طرف آتا ہوں جس میں انہوں نے حلفاً یہ اقرار کیا ہے کہ ....

جناب گل نواز ڈرائیچ : جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق ہے یا یہ تقریر کر رہے ہیں کبھی چیف منسٹر پیٹر کے خلاف کر رہے ہیں کبھی کسی ممبر کے خلاف کر رہے ہیں۔ تو جناب والا مجھے ان کا بڑا ہی احترام ہے ۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اپنے آپ کو اپنی تحریک استحقاق تک ہی محدود رکھیں ، نہ کہ کسی کے اختیارات کو دیکھیں ، جو آئین اور قواعد ہیں اس کے ماتحت چلیں ، اس ایوان میں اگر اسی طرح سے ایک ایک ممبر کا کچا چٹھا کھولنا

شروع کریں گے تو پنجابی دی گل اے کہ " لیراں ای نکلدیاں نے جناب" چھڈو ایس گل نوں، سارے معزز ممبر اتھے عزت والے نے : اے ہاؤس دی بے عزتی اے جناب، اگر اسی اکو دائرے وچ بہہ کے مخول اک دوجے نال کرن لگ پئے ۔ ،

جناب سپیکر : اس میں جناب وزیر صنعت اس تحریک کے جن پہلوؤں کو زیر بحث لائے ہیں اور جن پر انہوں نے یہ انحصار کیا ہے کہ معزز ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے ۔ ان پہلوؤں پر جناب جنجوعہ صاحب بھی بات کر رہے ہیں ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : تو جناب سپیکر، اپنے حلف کی رُو سے جناب وزیر اعلیٰ اس بات کے پابند ہیں اور انہوں نے یہ اقرار کیا ہے

Protect and defend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

جناب والا ۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ آئین مجھے کون سے حقوق عطا کرتا ہے ۔ جن کی یہ حکومت خلاف ورزی کر رہی ہے ، تو جناب والا ۔ میں سب سے پہلے بنیادی حقوق کی طرف آتا ہوں ۔ اس کے آرٹیکل نمبر ۲۵ میں Equality of Citizens کے بارے میں آئین یہ کہتا ہے کہ :

Article 25 (1) All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.

جناب والا ۔ اب میں قرار داد مقاصد کا ذکر کروں گا جسے آئین کے آرٹیکل نمبر ۲ کے تحت آئین کا مستقل حصہ قرار دیا جا چکا ہے ۔ اور یہ قرار داد مقاصد ملک کے ۲۲ جید علمائے کرام نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ تیار کی تھی ۔ قرار داد مقاصد میں جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ

Wherein the principles of democracy, freedom, equality; tolerance, and social justice are enunciated by Islam shall be fully obs[illegible]

اسی طرح سے جناب والا، اس قرار داد مقاصد میں یہ بات بھی تحریر کی گئی ہے کہ

The State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people.

یہ قرار دادِ مقاصد جسے آئین کا حصہ قرار دیا گیا ہے، اس میں یہ صاف طور پر لکھا ہوا ہے کہ کوئی بھی ریاست اپنے اختیارات کو اس علاقہ کے منتخب نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے گی۔ جناب والا، یہ ہے وہ حقوق اور وہ استحقاق جو کہ اس ملک کا آئین مجھے عطا کرتا ہے۔ اب میں ایک بار پھر جناب وزیر اعلیٰ کے حلف کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا جو کہ اپنے اس حلف میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں :

That I will stand to preserve the Islamic Ideology which is the basis of creation of Pakistan.

وہ اس امر کے پابند ہیں اس حلف کی رُو سے کہ وہ اسلامی اصولوں اور اسلامی نظریات اور اسلامی تعلیمات پر سختی سے کاربند رہیں گے جو کہ قیام پاکستان کی اصل بنیاد ہیں۔ اسلام جس قدر مساوی حقوق کا علمبردار ہے، دنیا کا کوئی نظریہ دنیا کا کوئی فلسفہ اس کی مثال بھی پیش نہیں کر سکتا ہے۔ جناب سپیکر، لیکن جو کچھ ہم ارکان اسمبلی کے ساتھ کیا جا رہا ہے، وہ ہمیں اسلامی طرز حکومت کی طرف لے جانے کی بجائے فسطائیت، ملوکیت اور مطلق العنانی کی طرف دھکیل رہا ہے۔

جناب چوہدری گل نواز خان وڑائچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، یہ تحریک استحقاق نہیں، یہ تو تقریر کر رہے ہیں۔ اسلامی آڈیالوجی کہاں ہے اور ایک ممبر کی تحریک استحقاق کیا ہے؟ یہ تو تقریر کر رہے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ تحریک استحقاق پر رہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جنجوعہ صاحب، اس کے قانونی پہلوؤں پر

قواعد وضوابط کی روشنی میں محدود رکھیں۔

میاں ریاض حسنت جنجوعہ : جناب والا! میں ان کے حلف کا حوالہ دے رہا ہے جس آئین کے تحت وہ اس حلف کے پابند ہیں، کیونکہ انہوں نے اس حلف کے ذریعہ سے جن باتوں کا اقرار کیا ہے۔ ان باتوں کا تذکرہ کر رہا ہوں اور اسلام جو کہ ہمارا فلسفہ حیات ہے۔ میں اس کے حوالے سے یہ بتا رہا ہوں کہ اسلامی طرز حکومت اس طرح سے ہوتی ہے۔

جناب محمد رفیق : پوائنٹ آف آرڈر۔ میں جناب سپیکر، آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے سامنے اسمبلی کے قواعد وضوابط یعنی رولز آف پروسیجر کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئین سے زیادہ sovereign کوئی چیز نہیں ہے۔ آئین سب سے زیادہ sovereign ہے اور باقی تمام قواعد وضوابط آئین کے تابع ہیں۔

جناب رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر، تحریک استحقاق پر تقریر ہو چکی ہے۔

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

جناب سپیکر : آپ رانا صاحب، پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

---

* * * * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے)

رانا پھول محمد خان : جی میں پوائنٹ آف آرڈر پہ اپنا جواب دے رہا ہوں اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے کبھی کسی سے کوایہ نہیں لیا۔ * * *

MR. SPEAKER : Rana Sahib please take your seat.

آپ تشریف رکھیے رانا صاحب۔

رانا پھول محمد خان : آپ فاضل رکن بنیں، آپ معزز رکن بنیں، آپ مولوی بنیں لیکن * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

جناب سپیکر : رانا صاحب آپ تشریف رکھیے۔ میں رانا صاحب سے کہوں گا کہ رانا صاحب کے الفاظ غیر پارلیمانی ہیں، رانا صاحب اپنے الفاظ واپس لیں۔

رانا پھول محمد خان : میرے الفاظ تو غیر پارلیمانی ہیں۔ لیکن ان سے آپ نے نہیں کہا کہ اپنے الفاظ واپس لیں ....

جناب سپیکر : میں جنجوعہ صاحب سے بھی کہوں گا۔

رانا پھول محمد خان : پہلے انہوں نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کیے ہیں اور میں یہ الفاظ برداشت نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر : آپ بھی اپنے الفاظ واپس لیں اور جنجوعہ صاحب بھی اپنے الفاظ واپس لیں۔

رانا پھول محمد خان : آپ کو پہلے چاہیے تھا کہ آپ پہلے ان کو حکم دیتے۔ حضور والا آپ کا طریقہ کار درست نہیں۔ جو آدمی کسی کے لیے غلط الفاظ استعمال کرے تو جناب کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ از خود محسوس کرتے ہوئے آپ ان سے کہیں کہ آپ یہ الفاظ واپس لیں۔ اگر وہ پہلے اپنے الفاظ واپس لیں گے تو پھر آپ مجھ سے بات کریں۔ ورنہ میں اپنے الفاظ واپس نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر : میں ان کی بات پر ان کو ....

رانا پھول محمد خان : میں آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا، جب تک آپ پہلے ان سے .... سے الفاظ واپس نہیں کروائیں گے۔ یہ طریقہ کار غلط ہے' یہ ہاؤس

---

* * * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے)

ہے اور معزز ہاؤس ہے، صوبے کا نمائندہ ہاؤس ہے اس وہ الفاظ استعمال کرنے چاہئیں جو غیر شائستہ نہ ہوں آپ اس ایوان کے custodian ہیں، آپ پر فرض ہے اور آپ نے سب کے حقوق کی حفاظت کرنی ہے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، مجھے اپنے ایک سینئر ساتھی کی اس بات سے انتہائی افسوس ہوا ہے۔ کیونکہ اگر ہم آپ کی ذات کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ اور سلوک کریں گے تو ہم آپس میں پھر ایک دوسرے کا کیا حشر کریں گے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ لہذا میں اپنے دوست سے یہ گزارش کروں گا کہ سپیکر صاحب کے متعلق انھوں نے جو بات کہی ہے وہ اپنے الفاظ فوری طور پر واپس لیں اور ہم اس ایوان میں یہ بات برداشت نہیں کریں گے کہ اس ایوان کی Chair کے ساتھ کوئی غلط بات کی جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میں نے Chair کے خلاف کوئی الفاظ استعمال نہیں کیے۔ میں تو سپیکر صاحب کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ سپیکر صاحب جو مرضی حکم دیں۔ میں نے تو ان کے متعلق کوئی الفاظ استعمال نہیں کیے۔ میں تو سپیکر صاحب کی عزت کرتا ہوں اور ان کو اس ایوان کا custodian سمجھتا ہوں اور اپنا پریذیڈنٹ سمجھتا ہوں اور ان کی اجازت کے بغیر ہم حرکت بھی نہیں کر سکتے اگر مجھ سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہوئی ہے تو میں جناب سپیکر کے سامنے گستاخی نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ یاد دلا سکتا ہوں کہ آپ اپنے فرائض میں کوتاہی فرما رہے ہیں۔ کیونکہ پہلے ان سے الفاظ واپس کروانے چاہئیں اور پھر مجھ سے مطالبہ کرنا چاہیئے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے رانا صاحب سے دست بستہ عرض کروں گا کہ وہ تقریر کرتے ہوئے ..... (ڈیش ڈیش) نہ چھوڑ دیا کریں۔ خدا کے لیے اس ایوان کے تقدس کو مدنظر رکھیں۔ اس طرح سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ میں ان دونوں معزز ارکان سے استدعا کروں گا کہ خدا کے لیے اپنے اپنے الفاظ واپس لیں اور ہر ممبر کو معزز

ممبر سمجھیں۔

وزیر صنعت: جناب والا، اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر، میں اس بات پر افسوس کرتا ہوں کہ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے وقت میرے دونوں فاضل بھائیوں نے عام انداز کو چھوڑ کر جذباتی انداز اختیار کیا۔ اگرچہ اس سے دونوں صاحبان کے جذبات مجروح ہوئے اور یہ بھی درست بات ہے کہ پہلے جناب جنجوعہ صاحب نے جذباتی انداز میں باتیں کیں اس سے رانا پھول محمد خان صاحب کے جذبات مجروح ہوئے لیکن میں رانا پھول محمد خان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ بہت پرانے پارلیمنٹرین ہیں، سپیکر صاحب کی ذات ایسی باتوں سے بالکل مبرا ہوتی ہے اور جب تک اس Chair کا اور اس حیثیت کا ہم خود احترام نہیں کریں گے اس وقت تک یہ باتیں ہوں گی۔ اس لیے میں رانا پھول محمد خان کی خدمت میں استدعا کروں گا انہوں نے سپیکر صاحب کے متعلق جو باتیں کی ہیں وہ الفاظ واپس لیں کیونکہ سپیکر صاحب کا احترام غیر مشروط ہے اور وہ سب باتوں سے بالا ہے....

رانا پھول محمد خان: جناب والا مجھے یاد نہیں کہ میں نے ان کے متعلق کوئی بات کی ہو۔ اگر میں نے ایسی کوئی بات سپیکر صاحب کے متعلق کہی ہے تو میں صرف اپنے الفاظ ہی واپس نہیں لوں گا۔ بلکہ معافی بھی مانگوں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب ڈپٹی سپیکر جناب مناظر علی رانجھا: جناب سپیکر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ رانا صاحب نے جوش خطابت میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انہیں وہ الفاظ واپس لینے چاہئیں، وہ الفاظ انہوں نے واپس لے لیے ہیں۔ ان الفاظ کو بھی کارروائی سے بھی حذف کروا دینا چاہیے۔

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر، میری اس سلسلے میں صرف اتنی گزارش

ہے کہ جب سپیکر کی کوئی رولنگ آتی ہے تو اس رولنگ کے مطابق چلنے کے لیے کسی معزز رکن کو کوئی شرط نہیں لگانی چاہیے، کیونکہ یہ رولنگ غیر مشروط ہوتی ہے اور اس پر عمل کرنا ہم سب کا فرض ہے، اس لیے یہ کہنا کہ یہ ہو گا تو میں یہ کروں گا اور یہ نہیں ہو گا اور یہ نہیں کروں گا۔ میں نہایت ادب کے ساتھ اور خاص طور پر رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا جو کہ میرے بڑے بھائی ہیں اور بڑے سینئر پارلیمینٹرین ہیں، روز ہی کوئی نہ کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے جس سے الفاظ واپس لینے پڑتے ہیں یا انہیں حذف کرنا پڑتا ہے۔ میں رانا صاحب سے نہایت ادب سے درخواست کروں گا کہ اگر کسی معزز رکن سے ایسی کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو اسے وہ درست کریں نہ کہ اس میں زیادہ ابھار پیدا کریں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں ذاتی طور پر قائد حزب اختلاف کا بیحد احترام کرتا ہوں اور ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ قائد ایوان کے بعد دوسرے نمبر پر ہم قائد حزب اختلاف کا احترام کریں لیکن انہیں اپنی صفوں کو درست کرنا چاہیے اور اپنے ساتھیوں کو کنٹرول کرنا چاہیے، اگر

* * * * * * * * * *

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں قائد حزب اختلاف کے الفاظ کی قدر کرتا ہوں، ان کے حکم کی تعمیل جائز طور پر بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں لیکن چاہیے انہیں یہ تھا کہ وہ پہلے اپنے فاضل رکن میرے بھائی

* * * * * * * * * *

ان سے وہ درخواست کرتے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ میں نے تو سپیکر صاحب

---

* * * * بحکم جناب سپیکر صاحب کارروائی حذف کی گئی)

کہ صرف یاد دلایا ہے کہ میرے متعلق جو کلمات کہے گئے ہیں آپ کا فرض تھا کہ آپ ان سے کہتے کہ یہ الفاظ واپس لو، میں نے تو صرف یاد کروایا ہے اور میں جناب کی شان میں کبھی گستاخی نہیں کر سکتا۔ حزب اختلاف کے ہر رکن کی عزت میں اپنی ذات سے زیادہ کرتا ہوں، وہ ہمارے استاد ہیں، وہ ہماری رہبری فرماتے ہیں لیکن وہ اگر راستے سے بھٹک جائیں تو ان کو یاد دلانا بھی ہر رکن کا حق ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر، اگر اجازت ہو تو....

جناب سپیکر: اس بحث کو ختم ہونا چاہیے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا، اس بحث کو اس لیے ختم نہیں ہونا چاہیئے کہ پہلے یہ بحث جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے ختم کر دی تھی، اس کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے بھی گزارش کی۔ لیکن رانا صاحب نے بات پھر شروع کر دی ہے اور سارے ہنسے ہیں سارے وزراء بھی ہنسے ہیں، انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ رانا صاحب نے کیا کہا ہے۔ انہوں نے ایک بات تو یہ کی ہے کہ

* * * * * * * * * *

آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس پہ بات ہونی چاہیئے یا نہیں۔ اگر ہم اسے نظر انداز کرتے ہیں تو اتنا ضرور کہوں گا کہ ذرا اپنی حیثیت کو دیکھ لیں

* * * * * * * * *

حشمت جنجوعہ صاحب نوں جملی تے دو جی تیجیاں گلاں کر دے نیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو فرمایا ہے کہ یہ کارروائی جو آپ خود فرما رہے ہیں یہ رویہ آپ کا صحیح نہیں ہے اور اپنے فرائض سے آپ غفلت برت رہے ہیں۔ ایسی باتیں ریکارڈ پر نہیں آنی چاہئیں۔ آپ کے متعلق

---

* * * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے)

ریکارڈ میں اگر ایسی باتیں آئیں گی تو آنے والے یہ سوچیں گے کہ سپیکر صاحب اپنے فرائض میں غفلت برتتے رہے ہیں، اس کو حذف کرنا چاہیے اس کو کارروائی سے کاٹنا چاہیئے اور دوسرا رانا صاحب پہلے بے عزتی کر لیتے ہیں اور پھر معافی مانگ لیتے ہیں ہمارے بزرگ ہیں، واجب الاحترام ہیں۔ ہم پہلی دفعہ ممبر بن کر آئے تھے۔ یہ ہمیں ایسی روایات دے رہے کہ ہم ان کو اپناتے لیکن انہوں نے اسمبلی کو اکھاڑہ بنا رکھا ہے۔ ہمیں باہر کوئی ملنے والا اگر کوئی بات کرتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ رانا صاحب کی کسی روایت کو نہ اپنانا۔ یہ قابل برداشت نہیں ہے کہ آپ کی بے عزتی کی جائے اور پھر معافی مانگ لی جائے۔ یہ کئی دفعہ ایسا ہو چکا ہے۔

میاں مختار احمد شیخ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: ۔ میاں صاحب اس بات کو ختم کریں (قطع کلامیاں) میاں صاحب آپ اس سلسلے میں کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ: ۔ جناب سپیکر میں نے گزارش یہ کرنی ہے کہ اس دن آپ نے یہ فرمایا تھا کہ جو بھی تحریک استحقاق یا تحریک التوا آئے گی تو اس کا آپ چیمبر میں یہ فیصلہ کریں گے کہ آیا یہ قانون کے دائرے میں ہے یا نہیں۔ اگر آپ وہیں اس کا فیصلہ کر لیتے اور اگر یہ قانون کے دائرے میں نہیں آتی تو یہ وہاں پر ہی نامنظور کر دی جاتی تو یہاں یہ اسمبلی کا ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ ضائع نہ ہوتا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب، میں آپ کی اس بات کو مسترد کرتا ہوں اور میں آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ آپ یہاں ہاؤس میں سپیکر کے رویہ پر تنقید کریں جب تک میں اس چیئر پر بیٹھا ہوں یا کوئی بھی بیٹھا ہے۔ یہ اس چیئر کا تقدس ہے۔ کہ اس کے رویہ پر تنقید نہیں کی جا سکتی۔ نہ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں نہ کسی اور کو اجازت دیتا ہوں۔

میاں مختار احمد شیخ: ۔ جناب والا، میں اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ دوسری

گزارش یہ ہے ....

MR. SPEAKER : Please take your seat I don't allow you.

سپیکر اپنے رویہ کی وضاحت نہیں کرتا کہ اس نے یہ فیصلہ کیوں دیا ہے ۔ یہ precedents ہیں اور یہ روشنگر ہیں اور میں بھی اپنے رویہ کی وضاحت نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو سارا سلسلہ ہوا اس میں جناب رانا پھول محمد خان صاحب نے جنجوعہ صاحب کی تحریک استحقاق کے الفاظ پر اعتراض کرتے ہوئے اپنی تقریر میں ان کے خلاف پہلے نازیبا الفاظ استعمال کیے اور میں نے ان کو الفاظ واپس لینے کے لیے نہیں کہا کیونکہ جنجوعہ صاحب نے مہلت نہیں دی کہ میں اس پہ اپنی بات کرتا ۔ جنجوعہ صاحب نے اُٹھ کر اپنی بات شروع کر دی اور انھوں نے نازیبا الفاظ استعمال کیے ۔ اس کے بعد جناب رانا پھول محمد خان صاحب نے ان نازیبا الفاظ کے جواب میں نہایت ہی نازیبا الفاظ بغیر چیئر سے بات کرنے کی اجازت لیے انہوں نے فرمائے تو میں نے اُن کو کہا کہ آپ یہ الفاظ واپس لیں ۔ اس لیے نہیں کہ میں جنجوعہ صاحب کو بعد میں کہنا چاہتا تھا اور رانا صاحب کو پہلے کہنا چاہتا تھا ۔ یہ مقصد نہیں بلکہ مقصد یہ تھا کہ رانا صاحب نے جوش خطابت میں بہت زیادہ نا واجب باتیں کہہ دی تھیں ۔ میرا مقصد یہ تھا کہ رانا صاحب بھی ان کو واپس لے لیں اور جنجوعہ صاحب بھی واپس لے لیں ۔ اس بات میں میرے نزدیک پہلے اور پیچھے کا کوئی فرق نہیں تھا ۔ اس میں میرے بارے میں جو بات ہوئی ہے وہ ختم ہو گئی ہے ۔ اس لیے کہ رانا صاحب نے اس کو واپس لے لیا ہے اور یہ بھی ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ میرے بارے میں انہوں نے نا روا بات کر دی ہے ۔ میں ان کا دلی طور پہ احترام کرتا ہوں ، انہیں اپنا بزرگ بھی سمجھتا ہوں ۔ اور اس ہاؤس کا بہت ہی پرانا پارلیمینٹرین سمجھتا ہوں ۔ بہرصورت آج کی ان باتوں سے مجھے دلی طور پر دکھ پہنچا

ہے۔ جس کا اظہار میں کر رہا ہوں۔ میں دونوں صاحبان سے کہوں گا کہ وہ اپنے الفاظ غیر مشروط طور پر واپس لیں اور یہ رانا صاحب اپنے الفاظ پہلے واپس لیں اس لیے کہ میں ان کو پہلے کہہ چکا ہوں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! مجھے سخت صدمہ پہنچا ہے کہ آپ کو میری بات سے دکھ ہوا۔ میں اپنی جان قربان کر سکتا ہوں لیکن آپ کو دکھ نہیں پہنچا سکتا۔ میں موت کو ترجیح دیتا ہوں اس بات پر کہ جس سے آپ کو دکھ پہنچے۔ آپ سے جس قدر مجھے پیار ہے جس قدر آپ کی عزت میرے دل میں ہے شاید ہی اس ہاؤس کے کسی رکن کے دل میں ہو۔ اگر آپ میرا سینہ چاک کر کے دیکھیں تو آپ کو میرا دل آپ کی محبت سے بھرپور ملے گا۔ لیکن میں اس معزز ایوان کے استحقاق کو مجروح ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ ایک رکن کا استحقاق برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا نہیں دیکھا جا سکتا۔ چونکہ آپ نے حکم مجھے دے دیا ہے ورنہ الفاظ تو پہلے جنجوعہ صاحب کو میرے بھائی کو واپس لینے چاہئیں تھے۔ اب میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے اپنی عزت سے اپنے منہ کو ڈھانپتے ہوئے میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب، اب آپ اس پر مزید کوئی بات کیے اپنے الفاظ واپس لیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! جناب رانا صاحب نے میرے خلاف بہت سی غلط باتیں کہی ہیں۔ اب کم از کم میرا یہ حق بنتا ہے اور میرا یہ حق آپ کے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: جناب میں آپ کو بالکل اجازت نہیں دیتا۔ صرف الفاظ واپس لینے کے لیے عرض کرتا ہوں۔ آپ صرف الفاظ واپس لیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا، میں اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ رانا صاحب کے متعلق کوئی نازیبا الفاظ کہوں۔

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

* * * * * * * * * * * * * *

جناب والا! میں نے جو الفاظ رانا صاحب سے متعلق کہے ہیں وہ میں آپ کے احترام میں واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ یہ الفاظ بھی واپس لیں جو ابھی آپ نے کہے ہیں۔

میاں ریاض حسمت چنجوعہ: جناب والا! واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ تمام الفاظ آج کی کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔

اور یہ پریولیج موشن in time نہیں دی گئی۔ ۵ر اکتوبر کو یہ پریولیج موشن پیش کی گئی اس میں بہت سے مسائل یکجا کر دیے گئے ہیں یہ Single specific matter. نہیں۔ میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں .... (نعرہ ہائے تحسین)

اب ہم تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

سردار نصر اللہ خاں دریشک: اجازت ہے جناب والا!

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر ۱ جو کہ میں نے اس دن ایوان کے اجلاس پر اور قائد ایوان کی یقین دہانی پر واپس لی تھی جس میں قائد ایوان نے یہ فرمایا تھا کہ اس کو اس انتقامی کارروائی کا کوئی پتہ نہیں ہے اور ان کی یقین دہانی پر میں نے یہ تحریک استحقاق واپس لی تھی۔ جناب والا، وہ انتقامی کارروائی کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اور زیادہ زور سے جاری ہے۔ میں جناب کی اجازت چاہتا ہوں، جناب کی رہنمائی چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں آپ کیا اجازت دیتے۔ میں اس کا تحریری ثبوت یہاں لایا ہوا ہوں۔ کیسز نا جائز رجسٹرڈ

(بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کیے گئے)

ہو رہے ہیں۔ آدمیوں کو پکڑا جا رہا ہے۔ جناب والا، لینڈ ریفارمز کیسز کے نوٹس دیئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس کے متعلق آپ ضابطے کے مطابق بات کر سکتے ہیں۔ ابھی میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ کو اس پہ بات کرنے کی اجازت دوں۔ تحاریک التوائے کار کو ہم take up کر رہے ہیں۔ آپ رولز کی طرف رجوع کریں اور دیکھیں کہ آپ کیسے ہاؤس کی توجہ اس کی طرف مبذول کرا سکتے ہیں۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب سپیکر، میں نے ۱۲ نمبر تحریک استحقاق دی تھی جو وزیر مواصلات کے ہاؤس میں نہ ہونے کی وجہ سے مؤخر کر دی گئی تھی۔ چار پانچ دن گزر چکے ہیں ابھی تک اس کو ہاؤس میں نہیں لایا گیا۔ آج وزیر مواصلات تشریف فرما ہیں میں گزارش کروں گا کہ میری تحریک کو ہاؤس میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ ایک تحریک استحقاق وزیر بلدیات سے متعلق بھی تھی وہ بھی ابھی تک ہاؤس میں پیش نہیں کی گئی۔ پتہ نہیں کیا بات ہے ہم یہاں بزرگوں سے سبق سیکھنے آئے ہیں۔ بزرگ یہاں باتیں کر لیتے ہیں لیکن ہماری باتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔

جناب سپیکر: مولانا غیاث الدین صاحب کی تحریک استحقاق ہے لیکن اسے آج اس وجہ سے take up نہیں کیا جا سکتا کہ آج ایک ہی تحریک استحقاق پر کافی وقت گزر گیا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اس کے بعد تحریک التوائے کار بھی ہونی ہیں۔ اس کے بعد غیر سرکاری کارروائی ہے۔ کچھ ممبران کے بل ہیں کچھ قراردادیں ہیں۔ اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کو کل take up کیا جا سکتا ہے۔ تحاریک استحقاق میرے پاس کوئی زیادہ نہیں ہیں۔ چند ایک ہیں جو باقی رہ گئی ہیں۔

مولانا محمد غیاث الدین: ٹھیک ہے جناب۔ یہ ہو جانی چاہئیں۔ کیونکہ یہ پبلک کے فائدے سے متعلق ہیں۔ اس لیے یہ جلد ہو جائیں تو اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر : جلد ہو جائیں گی ۔

سید اقبال احمد شاہ : جناب سپیکر ! ایک مسئلہ پر میں وضاحت چاہتا ہوں۔ پرسوں ۱۲ر اکتوبر کو اجلاس ۲ بجے ختم ہوا تھا ۔ مگر ریڈیو پاکستان نے پنجابی خبروں میں یہ کہا ہے کہ کورم نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس ملتوی ہوا ہے ۔ حالانکہ پورے دو بجے اجلاس ختم ہوا تھا ۔ اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ رپورٹنگ صحیح نہیں کی گئی ۔

جناب سپیکر : یہ آپ کی بات درست ہے کہ کورم نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس ملتوی نہیں ہوا تھا بلکہ ٹھیک دو بجے اجلاس ملتوی ہوا تھا اس کی رپورٹنگ کے بارے میں احتیاط سے کام لیا جائے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر ! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث کے لیے تین دن رکھے گئے تھے اور ۱۲ر اکتوبر آخری دن تھا ۔ دو دن پہلے جو بحث ہوئی تھی وہ آپ کے سامنے ہے اور تیسرے دن بھی بارہ اور چودہ ممبران تشریف فرما تھے ۔ بہرحال اس دن بحث بارہ بجے کے قریب ختم ہوئی ۔ ایک تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا اس کی اہم سفارشات پر مزید بحث کا وقت دیا جائے گا یا نہیں ۔ اور دوسری بات یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا یہ بحث جو ہوئی ہے اور اس میں چند ممبران نے حصہ لیا ہے ۔ کیا اس طرح ہماری ذمہ داری ادا ہو گئی ہے یا کچھ اور ذمہ داری باقی ہے ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر کچھ آگے قدم بڑھائیں ۔ اس بارے میں جو تجاویز تھیں ان کے بارے میں میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ایوان نے اس بارے میں کوئی رائے یا تجویز طے کی ہے کہ سب کمیٹی بنا کر اس معاملہ کو اس کے سپرد کر دیا جائے ۔ یا مرکز کو یہ تجویز بھیج دیں کہ ان سفارشات پر جلد عمل کیا جائے ۔ یا جو ہمارے صوبے سے متعلق ہیں کیا وہ ان پر عمل کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ اور وہ اس کے لیے کوئی لائحہ عمل تیار کرتے ہیں یا نہیں ۔ یہ اتنی اہم سفارشات ہیں کہ ان پر دو چار ممبران کا بات کر لینا اور دس بارہ ممبران کا

سُن لینا کافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر : اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے پاس اسلامی نظریاتی کونسل سے متعلق رپورٹوں کا جو بزنس ہے وہ گورنمنٹ بزنس ہے اور اسے گورنمنٹ بزنس سمجھتے ہو۔ تب ہم بزنس لسٹ پر لاتے ہیں تو اس سلسلہ میں وزیر قانون صاحب سے یہ کہوں گا کہ اس پر مزید بحث ہو گی یا نہیں اور اس کی سفارشات پر صوبائی سطح پر اور مرکزی سطح پر عمل درآمد کی کیا صورت ہو گی یا باقی معاملات جو مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے اٹھائے ہیں ہیں ان کے بارے میں سوچ کر اور mind apply کر کے ہاؤس میں statement دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر ۱۸ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ آپ نے پڑھ دی تھی؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جی ہاں میں نے یہ پیش کر دی تھی۔

جناب سپیکر : یہ تحریک التوائے کار وزیر مواصلات و تعمیرات کی عدم موجودگی کی وجہ سے مؤخر کر دی گئی تھی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار نارنگ منڈی میں غلہ گوداموں کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کرنے کے بارے میں تھی۔ اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ پولیس کی کارکردگی سے قبل محکمہ مواصلات و تعمیرات نے اس پر ایکشن لے لیا تھا۔ غالباً ۷ اپریل ۱۹۸۶ء کو ہمیں اس بات کا علم ہوا تھا کہ وہاں ناقص میٹریل استعمال ہو رہا ہے۔ ہم نے اس وقت ان کی ادائیگی روک دی تھی۔ اور ضمانت بھی روک دی تھی۔ انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ اس کیس کی تفتیش کر رہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں جب

جب ایک ادارہ اس کی تفتیش کر رہا ہے اور محکمہ نے اس پر علیحدہ اپنی کارروائی کی ہے ۸۰ ہزار روپے جو کہ ٹھیکیدار کے بقایا تھے، وہ ہم نے روک لیے ہیں اور انٹی کرپشن کی کارروائی کے بعد جو بھی فیصلہ ہوگا ہم اس کے مطابق اس پر عمل کریں گے۔ اگر فاضل رکن یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی علیحدہ انکوائری کی جائے تو اس کے لیے بھی محکمہ تیار ہے اور علیحدہ انکوائری بھی کرائی جا سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جب انٹی کرپشن محکمہ کی کارروائی بھی ہو رہی ہے اور محکمہ بھی انکوائری کرانے کے لیے تیار ہے تو میں اس سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو واپس لے لیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: وزیر موصوف کی یقین دہانی کے بعد کہ انہوں نے محکمانہ ایکشن بھی لے لیا تھا اور اس کے بعد آئندہ بھی وہ تحقیقات کرانے کے لیے تیار ہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس معاملے میں خاصے سنجیدہ ہیں۔ اس لیے میں اپنی تحریک التوا واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ اس کو پریس نہیں کہتے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر ۲۰ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

جم خانہ کلب میں جوا خانے کی موجودگی

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں ایک ایسے واضح معاملہ پر جو حالیہ واقعات سے متعلق ہے اور فوری اہمیت عامہ کا حامل ہے۔ بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی کے التوا کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۲۸ اگست کے روزنامہ جنگ لاہور کے تیسرے صفحہ پر ایک کالم "سیاسی باتیں" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کا موضوع رشوت بذریعہ قمار بازی ہے، کالم نویس رقمطراز ہے کہ لاہور کے جم خانہ کلب میں بھی ایک جوا خانہ موجود ہے اسے گارڈن روم کہا جاتا ہے جہاں پنجاب کے ایک ترقیاتی ادارہ کا

افسر ہر ماہ اڑھائی لاکھ روپے ہار جاتا ہے۔

جناب والا! اسلام کے دعویداروں کے دورِ حکومت میں ایک اسلامی ملک کے سب سے بڑے صوبہ کے صدر مقام پر قانون کے نفاذ کے ذمہ دار اعلیٰ سرکاری حکام کی ناک کے نیچے جوا خانہ کا وجود کس قدر شرمناک ہے۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ میرے وطن عزیز میں اسلام کے مقدس و متبرک نام کو صرف شخصی اقتدار کو طول دینے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ میرے ملک میں احتساب و انصاف کا یکساں معیار موجود نہیں ہے اور اسلام نے جن سماجی برائیوں کو حرام قرار دیا ہے پورے زور شور کے ساتھ پروان چڑھ رہی ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں اسلام اپنی تمام تر سماجی معاشی اور سیاسی رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا تو پھر کوئی پولیس افسر جم خانہ کلب کے جوا خانہ پر بھی چھاپہ مار کر آئی جی پنجاب کو پریس کانفرنس میں خطاب کرنے کا ایک موقع فراہم کرتا۔ اور وہ کہتے کہ پولیس نے پنجاب کے مراعات یافتہ طبقہ کی تفریح گاہ پر چھاپہ مار کر کئی بڑے سرکاری افسروں اور متعدد امراء کو گرفتار کر لیا ہے۔ ملک کے معروف کالم نویس کا یہ کالم جو ملک کے بہت بڑے جریدہ کی زینت بنا ہے۔ اس کی اشاعت کے بعد ملک کے عوام میں بالعموم اور صوبہ پنجاب کے عوام میں بالخصوص بے چینی، اضطراب اور اشتعال کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پچھلے سال حکومت پنجاب نے پنجاب کے عوام کی خون پسینہ کی کمائی میں سے ۷ لاکھ روپیہ جم خانہ کی تزئین و آرائش پر خرچ کیے تھے۔ اندریں حالات استدعا ہے کہ ایک اسلامی ملک کے تفریحی کلب میں جوا خانہ کی موجودگی کو زیر بحث لائے جانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس پر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

جناب وزیر قانون: جناب والا، مجھے سب سے پہلے اس تحریک التوا پر

آئینی اعتراض ہے۔ انہوں نے اپنی تحریک میں دلائل دیئے ہیں تبصرہ بھی کیا ہے اور تنقید بھی کی ہے۔ جو طریقہ کار تحریک التواء کے سلسلہ میں ہے اس کے مطابق نہ کوئی تنقید کی جائے نہ اس پر تقریر لکھی جائے، نہ اس پر دلائل دیئے جائیں نہ اسے تضحیک کا نشانہ بنایا جائے اور نہ اس پر ایسے کوئی الفاظ لکھے جائیں جس سے کسی کی کسی صورت میں کوئی تضحیک ہوتی ہو۔ اس سلسلے میں جناب والا میں یہ کہوں گا کہ یہ تحریک التواء کار حسب قاعدہ نہیں ہے۔ میرے فاضل ممبر نے اس تحریک کو جس طرح ایک تقریر بنا دیا ہے وہ قواعد کے خلاف ہے۔ نمبر ۲ جناب والا، ویسے بھی یہ حالیہ واقعہ نہیں ہے جو باتیں انہوں نے اخبار میں لکھی ہیں جناب والا، نہ جانے ان کے ذہن میں یہ بات کب سے تھی کہ انہوں نے اس شمارے میں اسے درج کر دیا۔

جناب والا! جم خانہ کلب کے بارے میں جو لکھا گیا ہے وہ ایک اچھے معیار کا اور پرانا منظور شدہ کلب ہے اس میں صوبے کے گورنر اور اس کے صدر ہیں۔ اس طرح نائب صدر جی او سی لاہور ہیں، اس میں باقاعدہ ممبر ہیں جو بڑے سلجھے ہوئے پڑھے لکھے اور اچھے لوگ ہیں ان کی تعداد تقریباً پندرہ سو کے قریب ہے جہاں تک جوئے خانے کا تعلق ہے قطعی طور پر ایسا کوئی کمرہ نہیں جس میں کوئی جوا خانہ قائم ہو۔ بلکہ براج ضرور ہے جہاں مختلف اوقات میں آکر لوگ براج کھیلتے ہیں۔ ایسی کلبیں یہاں بھی ہیں، کوئٹہ میں بھی ہیں اور کراچی میں بھی ہیں بلکہ ملک کے ہر حصہ میں ہیں۔ جناب والا، میں اپنے معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اس کلب میں جوا ہوتا ہو یا کبھی جوا ہو، اس سلسلے میں ہم نے احتیاطاً وہاں پر پولیس مقرر کر دی ہوئی ہے۔ آج تک ہمیں اس سلسلے میں کوئی شکایت نہیں ملی کہ وہاں پر جوا ہوتا ہے۔ اگر کبھی ایسا واقعہ ہوا تو ہم انشاء اللہ ضرور کارروائی کریں گے۔ شکریہ!

جناب فضل حسین راہی : جناب والا ، یہ صفاً کہہ دیں ہم اپنی تحریک واپس لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر : جنجوعہ صاحب آپ وزیر صاحب کے بیان کے بعد کیا فرماتے ہیں ؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا ، میرے ایک ساتھی نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ وزیر قانون اگر اس ایوان میں پورے انسانی وقار کے ساتھ خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ بات کہہ دیں کہ جمخانہ کلب میں جوا نہیں ہوتا تو پھر میں اپنی تحریک بھی واپس لوں گا اور اس بات کے لیے اس ایوان سے بھی معذرت کروں گا کہ میں نے ان کا وقت ضائع کیا ہے۔

جناب وزیر قانون : اس سے بڑی اور کیا بات ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ جو کہا گیا ہے بڑے وثوق سے کہا گیا ہے اور بڑی ذمہ داری سے کہا گیا ہے اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ بات مذاقاً نہیں کہی گئی۔

چودھری اصغر علی گجر : جناب والا کیا حکومت کسی ممبر کو اجازت دے گی کہ وہ وہاں جا کر دیکھ سکے۔ کہ واقعی جم خانہ کلب میں جوا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔

جناب وزیر قانون : جناب والا یہ ایک پرائیویٹ کلب ہے کوئی غیر شخص اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔

جناب وزیر صنعت : جناب والا ، میں اس تحریک التوائے کار کے فنی پہلو پر بات کرنے سے پہلے ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کا مقصد قمار بازی جیسے معاملات پر پردہ پوشی کرنا نہیں ہے اور نہ ہی اس کی حوصلہ افزائی کرنا ہے بلکہ ان کی حوصلہ شکنی کرنا ہے۔ اس لیے اگر کوئی بات کسی جگہ پر آپ کے خیال کے مطابق غلط ہے تو ہم اس کی قطعاً کوئی حمایت نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا کیا یہ تحریک واپس لے لی گئی ہے ؟

جناب سپیکر : جنجوعہ صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ اگر جنجوعہ صاحب اسے پریس

نہ کریں تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا، محترم وزیر قانون اور دوسرے وزراء صاحبان کے رویے سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جم خانہ کلب میں جوا ہو رہا ہے لیکن وہ یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اس لیے وہ صرف اس ایوان میں اتنی بات کہہ دیں کہ ہم بحیثیت انسان پورے انسانی وقار کے ساتھ کہتے ہیں کہ جم خانہ کلب میں جوا نہیں ہو رہا۔ جو بات وہ کہنا نہیں چاہتے وہ ظاہر ہے اور دوسرے لفظوں میں وہ اسے تسلیم کر رہے ہیں۔ جناب والا، میرا یہی مقصد تھا کہ انہیں اس معاملہ کی اہمیت کا احساس ہو اور وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں پر نظر رکھنے کے لیے پولیس متعین کر دی ہے۔ ایک طرف وہ یہ کہتے ہیں کہ وہاں کوئی پرائیویٹ آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف کہتے ہیں کہ پولیس متعین کر دی ہے یہ تضاد بیانی کم از کم میری سمجھ سے بالا ہے بہرحال حکومت کی اس مسئلے میں بے بسی ظاہر ہے کیونکہ وہاں پر مراعات یافتہ طبقہ کے لوگ جوا کھیلتے ہیں اور حکومت اس کو ایسا فعل کرنے سے روکنے میں بے بس ہے اس لیے جناب والا، میں اپنی اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتا۔ میں حکومت کی بے بسی کو دیکھتے ہوئے اپنی تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ جناب جنجوعہ صاحب اس تحریک کو واپس لیتے ہیں۔

لاہور کے سینئر افسران کو شراب کی فراہمی کا الزام

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر ۲۱۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور ضروری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے

کہ ۴ ستمبر کے روزنامہ جنگ لاہور کے صفحہ اول پر یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے کہ راولپنڈی کے کسٹم حکام نے ایک ایسے شخص کو شراب کی بھاری مقدار سمیت گرفتار کر لیا ہے جس کا کہنا ہے کہ وہ یہ شراب لاہور انتظامیہ کے سینئر افسران کو فراہم کرنے کے لیے لے جا رہا تھا۔ تفصیل کے مطابق کسٹم کے حکام کو اپنے خفیہ ذرائع سے یہ اطلاع ملی تھی کہ ایک منظم گروہ وسیع پیمانے پر صوبہ سرحد سے شراب لاہور پہنچانے کا کاروبار کر رہا ہے اور چونکہ یہ لوگ بالعموم افراد کو شراب فراہم کرتے ہیں اس لیے ان کا کاروبار بغیر روک ٹوک کے جاری ہے۔ چنانچہ کسٹم کے حکام نے مندرہ کے قریب ایک گاڑی روک کر اس کی تلاشی لی تو کار کے خفیہ خانوں اور نشستوں کے عقب میں چھپائے ہوئے متعدد بیگ برآمد ہوئے جن میں اعلیٰ قسم کی غیر ملکی شراب جو پاکستان میں نایاب ہے برآمد ہوئی۔ گروہ کا ہر رکن مزید تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ لاہور کی انتظامیہ سے خصوصی مراسم رکھنے کا بھی دعوے دار ہے۔ عالی جاہ! ہمارے مذہب میں شراب حرام ہے اور اسے خباثتوں کی ماں کہا گیا ہے۔ ہمارے وطن عزیز میں گزشتہ چند برسوں سے اسلام کے بڑے چرچے ہیں۔ شراب کو حکماً بند بھی کر دیا گیا ہے مگر جس حکومت کے اعلیٰ حکام شراب کے رسیا ہیں اور اپنے سرکاری اثر و رسوخ کو عمدہ اور نایاب غیر ملکی شراب منگوانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس حکومت کے اسلامی مزاج اور اطوار کا اندازہ اسی ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ حکومت شراب پر بظاہر پابندی لگا دے اور عمّال حکومت شراب پینے سے تائب نہ ہوں، اسلام کے ساتھ اس سے بڑا مذاق اور کیا ہو سکتا ہے۔ ایک قومی اخبار میں اس خبر کی اشاعت سے صوبہ کے عوام میں تشویش اور اشتعال پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس زبردست مذہبی اہمیت کے حامل معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مجھے اس تحریک التوائے کار پر قانونی

اعتراض ہے۔ یہ مقدمہ زیر سماعت ہے اور متعلقہ عدالت میں باقاعدگی سے یہ کیس رجسٹر ہو چکا ہے اور اس کی کارروائی ہو رہی ہے۔ حکومت نے پوری طرح اس کے خلاف کارروائی کی ہے۔ مقدمہ نمبر ۱۳۵ مورخہ ۸۶-۹-۱۰ کو درج ہو چکا ہے جو کسٹمز ایکٹ کے تحت بھی ہے اور حدود آرڈیننس کے تحت بھی ہے۔ لہٰذا کسی قسم کی کوتاہی حکومت کی طرف سے نہیں ہوئی مقدمہ زیر غور ہے لہٰذا زیر سماعت ہونے کی وجہ سے یہ تحریک التوا نہیں بنتی ہے۔

جناب والا، ویسے بھی جس طرح انہوں نے دلائل دیے ہیں اور تبصرہ کیا ہے وہ بھی ایک دفعہ فیصلہ کر لیں کہ ایسی تحریک التوا یا استحقاق جس میں تبصرہ ہوتا ہے یا جس میں تقریر لکھی ہوتی ہے۔ جس میں طنز ہوتی ہے۔ آیا رولز کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ہیں تو پھر ایسی تحریک التوا کار کو مسترد کرنا چاہیے۔ میری یہ آپ سے درخواست ہے۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار میرے خیال میں ملزم کے بیان پر ہے کہ وہ افسران کو اور انتظامیہ کو فراہم کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! راہی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے۔ میرا اصل مقصد بھی یہی تھا اور میں اس تحریک التوا کو پیش کر کے اسے زیر بحث لانا چاہتا تھا۔ کہ ملزم نے گرفتاری کے وقت یہ بیان دیا کہ وہ یہ شراب لاہور انتظامیہ کے سینئر افسران کو سپلائی کرنے کے لیے لے جا رہا تھا۔ اس صورت حال سے پنجاب کے مذہبی خیالات رکھنے والے اور اسلام کے شیدائی لوگوں کو اس سے سخت حیرت ہوئی ہے کہ ایک ایسے ملک میں، ایک ایسے صوبہ میں جہاں اسلام کا نام بڑی شد و مد کے ساتھ لیا جاتا ہے وہاں اس حکومت کے سینئر افسران اور عمال حکومت غیر ملکی شراب منگوا کر پیتے ہیں۔ جناب والا! اصل صورت حال جسے میں زیر بحث لانا چاہتا تھا وہ یہی تھی کہ اس صورت حال کے

خلاف پائی جانے والی بے چینی کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں جناب وزیر قانون بیان دے چکے ہیں کہ یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ ملزم گرفتار ہو چکے ہیں۔

جناب ریاض حسمشت جنجوعہ: جناب والا، عدالت میں معاملہ کہاں پہنچا ہے۔ ابھی تو کیس رجسٹرڈ ہوا ہے۔ تفتیش ہو گی۔ ان افسران کو بھی پکڑا جائے گا جن کو شراب سپلائی کرتا تھا۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں کو وہ شراب سپلائی کرتا تھا۔ ان کے نام اس نے لازماً بتائے ہوں گے۔ کیا پولیس نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے۔ اب تک چالان مرتب ہو کر عدالت میں نہیں پہنچا، پولیس کے پاس زیر تفتیش ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ زیر سماعت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: قواعد کی رو سے اس میں خامی یہ ہے کہ یہ معاملہ زیر سماعت ہے۔ جن کے بیان کو آپ نے اپنی تحریک التوائے کار کی بنیاد بنایا، وہ آدمی گرفتار ہو چکا ہے اور اس کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس لیے اس پر تحریک التوائے کار نہیں آ سکتی اس لیے میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر، میں نے نہایت ہی اہم معاملہ پر تحریک التوا دی تھی۔ نمبر تو اس کا ۴۵ لگا ہے۔ آج کے اخبار میں لاہور کی سب سے بڑی خبر یہ تھی کہ راج گڑھ اور مغل پورہ میں ہڑتال ہوئی مظاہرہ ہوا اور وا فرگرفتاریاں ہوئیں۔ دو نوجوان جنھیں ایک ڈی ایس پی نذیر ظفر نے گھر میں داخل ہو کر گولی مار کر ہلاک کیا تھا۔ اس سلسلے میں اس علاقے کے جتنے مسلمان اور وہاں کے عوام ہیں وہ اپنے جذبات میں بڑے مشتعل ہیں۔ آج کے جنگ اخبار میں یہ خبر آئی ہے کہ اگر ہمارا مطالبہ نہیں مانا گیا تو ہم پھر ہڑتال کریں گے۔ مطالبات تسلیم نہ ہونے پر رام گڑھ کے تاجروں نے بھی دوبارہ ہڑتال کی دھمکی دی ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب کی تحریک التوا ہمارے پاس ہے اور اس کا نمبر ۴۵ ہے اور ہم اس وقت نمبر ۲۱ کو take up کر رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا گزارش یہ ہے کہ جیسے کہتے ہیں کہ:

تا تریاق از عراق آوردہ شود
مار گزیدہ مردہ شود

جس وقت وہ آئے گی اس وقت حالات اور سنگین ہو جائیں گے۔ لاہور میں ابھی چہلم آنے والا ہے۔ یہ محرم کے واقعات ہیں، جو صحیح مظلوم ہیں ان کی داد رسی نہ کی گئی اور ان کو مطمئن نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ حالات مزید نہ بگڑ جائیں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب اس میں ضابطے کی جو کارروائی ہے وہ یہی ہو سکتی ہے کہ میں اس کو اس ترتیب سے چلاؤں جس ترتیب سے یہ ہمارے پاس آئی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، رولز معطل بھی کیے جا سکتے ہیں۔ آپ نے رانا صاحب کے فرمانے پر ایک تحریک التوا پر رولز معطل کیے ہیں۔ رولز معطل کر کے آپ نے اس واقعہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کو پیش کیا تھا۔ یہ صرف لاہور کا مسئلہ نہیں ہے۔ پنجاب کی اکثر جگہوں پر فسادات ہوئے ہیں۔ ناحق بعض لوگ شہید ہوئے۔ قتل ہوئے علماء شہید ہوئے بعض عبادت گاہوں کو آگ لگی۔ فسادات میں آگ بھڑک گئی۔ اب جبکہ کہ چہلم نزدیک ہے۔ اس لیے ان فسادات پر بات ہونی چاہیے تاکہ آئندہ چہلم پرامن گزر جائے اور کسی قسم کا اور واقعہ رونما نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: یہ مولانا صاحب اسی صورت میں ممکن ہے کہ سارا ہاؤس اس بات کی اہمیت کا خیال کرتے ہوئے اس پر آمادہ ہو کہ رول کو معطل کر دیا جائے اور باقی تحریک التوائے کار کی بجائے ایک تحریک التوا کو سب سے پہلے take up کر لیا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ

ہوگا۔ یہ بھی ہمارے ہاں پریکٹس ہے اور یہی اس کی روایات ہیں۔ ہم اس وقت ۱۲ نمبر پر ہیں۔ اس میں تحاریک التوائے کار جنجوعہ صاحب، جاوید اقبال چیمہ صاحب، میاں اسحاق صاحب، میاں محمود احمد صاحب، سردار حسن اختر موکل صاحب، راجہ محمد خالد خان صاحب، میاں محمود احمد صاحب اور چودھری شوکت حیات چیمہ صاحب کی ہیں۔ ان سب کی تحریک التوائے کار کے بعد آپ کی تحریک التوا ہے۔ یہ آپ تحریک پیش کر سکتے ہیں۔ ہاؤس اگر اس کو چاہے کہ رولز معطل ہو تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور اس پر تیاری کے لیے ہمیں کم از کم دو دن چاہئیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: تو اس کو کل کے لیے رکھ لیا جائے اور یہ تیاری کر لیں میرا مقصد یہ ہے کہ حالات زیادہ بگڑ نہ جائیں۔

جناب سپیکر: یا تو وہ اپنی باری پر آئے گی یا اس کے لیے قواعد کو معطل کرنا پڑے گا اور یہ ایوان کی مرضی سے ہی کیا جا سکتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اس طرح تو میری تحریک بہت دیر کے بعد آئے گی تمام ممبران سے میری درخواست ہے کہ حالات کے پیش نظر قواعد معطل کر کے اس تحریک کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! یہاں خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم تھے وہ ایک ممبر اسمبلی کے پاس گئے، ان دنوں کپاس کا بھاؤ بہت کم ہو گیا تھا اس سے انہوں نے پوچھا کہ سناؤ، ملک کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اگر کپاس کا ریٹ نہ بڑھایا گیا تو ملک نہیں بچے گا۔ جناب سپیکر، ان کی بات ایسی ہی ہے۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس میں دو چار دن لگیں گے۔ اگر یہ تحریک اپنے وقت پر آئے تو اس میں ایسی کوئی بات نہیں۔ قواعد معطل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری خوراک (چودھری محمد صدیق سالار): جناب سپیکر! کل ہی سے

دو تین دن کے لیے اس ایوان میں امن و امان پر بحث ہونے والی ہے۔ اس میں سب کی بات آ جائے گی۔ اس میں جو کچھ ایک معزز ممبر کہنا چاہے وہ کہے مگر ایک بات کا خیال ضرور رکھیے کہ یہ ملک آپ کا ہے۔ آپ کی تقریروں سے خوف و ہراس پھیل کر بُرائیاں نہ بڑھ جائیں۔

جناب فضل حسین راہی : ؎

یہ تیرا پاکستان ہے نہ میرا پاکستان ہے
یہ اس کا پاکستان ہے جو صدر پاکستان ہے

ٹریفک کے حادثات میں اضافہ

جناب سپیکر : تحریک التواء نمبر ۲۲ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

مسئلہ یہ ہے کہ ۵ ستمبر کے روزنامہ "جنگ" لاہور میں صفحہ اول پر ایک المناک خبر سات انسانوں کی مسخ شدہ لاشوں کی تصاویر کے ساتھ شائع ہوئی ہے جس کے مطابق ننکانہ صاحب کے قریب تیز رفتار بس الٹ گئی اور سات افراد لقمۂ اجل بن گئے۔

اس حادثے کے جو اسباب منظر عام پر آئے ہیں ان کے مطابق یہ حادثہ تیز رفتاری کے سبب پیش آیا ہے حکومت تیز رفتاری کو کنٹرول کرنے اور ٹرانسپورٹ کی فنی خرابیوں پر کڑی نگاہ رکھنے کے لیے لاکھوں روپے ماہانہ سرکاری خزانے سے خرچ کرتی ہے۔ ہر ضلعی صدر مقام پر موٹر وہیکل انسپکٹر تعینات ہے اور ہر ضلع میں تین سے پانچ تک موٹر موبائیل پولیس انسپکٹر لگا دیے گئے ہیں جو ضلع کی کسی بھی شاہراہ پر اپنے شکار کو بچ کر نہیں نکلنے دیتے۔ یہ

لوگ کرپشن اور لوٹ مار کی علامت بن گئے ہیں۔ ہوس زر نے ان کا قومی احساس سلب کر لیا ہے۔ احتساب کے خوف سے بے نیاز یہ لوگ سارا دن شاہراہوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ سڑک سے گزرنے والی بھاری گاڑیوں سے اپنی طے شدہ ماہانہ رشوت جسے یہ لوگ اپنی زبان میں نمبر وصول کرنا کہتے ہیں۔ ہر وقت سیٹھے نظر آتے ہیں اور جب شام کو گھر لوٹتے ہیں تو ان کے وزن میں کئی کلو کا اضافہ ہو چکا ہوتا ہے یہ اضافہ کرنسی نوٹوں کے بوجھ کے باعث ہوتا ہے جو یہ سارا دن سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر بغیر کسی انٹی کرپشن کمیٹی کے خوف کے بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ وصول کرتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ قانون کے ان رکھوالوں کو پنجاب کے لوگ اب ہائی وے رابرز کے نام سے پکارتے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق صوبہ میں دس لاکھ روپے رشوت روزانہ ٹریفک کا عملہ اکٹھی کرتا ہے۔ جناب والا، اگر کوئی مجرم پولیس کی جعلی وردی پہن کر ارتکاب جرم کرتا ہے تو قومی اخبارات چیخ اٹھتے ہیں اور اس خبر کو جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جو پولیس کی اصل وردیاں پہن کر دن کی روشنی میں اور رات کی تاریکی میں پنجاب بھر کی شاہراہوں پر ڈاکہ زنی کرتے ہیں نہ تو اخبارات میں ان کی تصویر چھپتی ہے، نہ ہی ان کی دلیرانہ وارداتوں کا کوئی تذکرہ ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ایف آئی آر ان کے خلاف درج ہوتی ہے۔ ٹرانسپورٹ کے بے رحم پہیے روزانہ لاتعداد معصوم انسانوں کی تکہ بوٹی کر دیتے ہیں مگر ٹریفک کے عملے سے کوئی باز پرس نہیں ہوتی صوبے میں جان لیوا حادثات کی تعداد میں آئے دن اضافہ سڑکوں پر بہنے والے انسانوں کے خون ٹریفک کے عملے کی شرمناک رشوت ستانی اور ٹریفک کے اعلیٰ حکام کی چشم پوشی کے سبب صوبے کے عوام میں تشویش، نفرت، ہیجان اور اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ اس لیے اس زبردست عوامی اہمیت کے کے حامل واقعے کو جو بنکانہ صاحب کے قریب پیش آیا زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو معطل کیا جانا بے حد ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر، مجھے اس تحریک التوا کے الفاظ پر اعتراض ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس پر ضرور فیصلہ دیں کہ جس تحریک میں حکومت پر تنقید کی جاتی ہے، طنز کی جاتی ہے وہ تحریک التوا میں نہیں آسکتی۔ اسی بنیاد پر یہ قابل اعتراض ہے۔ اس سلسلے میں میں آپ کی خدمت میں رولنگ پیش کرنے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔ قواعد کا حوالہ دیجیے۔

وزیر قانون: اس میں دوسری قابل اعتراض بات یہ ہے کہ یہ معاملہ زیر سماعت ہے۔ اس کا کیس رجسٹر ہو چکا ہے۔ مقدمہ نمبر ۲۴۷، مورخہ ۸۶-۹-۴ زیر دفعہ ۳۰۴ جو اس سلسلہ میں سب سے سخت دفعہ ہے۔ کارروائی باقاعدہ جاری ہے۔ لہٰذا چونکہ یہ معاملہ زیر سماعت ہے۔ اس پر تحریک التوا نہیں آسکتی۔ جناب والا، میرے پاس رولنگز بھی ہیں کہ کسی حادثے کے بارے میں، ریلوے، ٹرانسپورٹ یا ہوائی جہاز کے حادثے کے بارے میں کوئی جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہو یا کیس رجسٹر ہو چکا ہو تو اس سلسلہ میں کوئی تحریک التوا نہیں آسکتی۔ ویسے میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے پوری احتیاط کی جا رہی ہے، کہ ہم نے موبائل پولیس انسپکٹروں کی آسامیوں کی تعداد بڑھا دی ہے اور انہیں ہر سڑک پر کھڑا کر دیا ہوا ہے۔ یہ اگر کوئی خاص کیس بتائیں کہ کسی افسر نے رشوت لی ہے تو انشاء اللہ ہم اس کے خلاف سخت کارروائی کریں گے۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔ آپ اس افسر کی نشان دہی کریں جس نے وہاں رشوت لی ہے۔ اگر اس کا ثبوت ملا تو انشاء اللہ ہم اس کو سخت سے سخت سزا دیں گے۔ یہ میری آپ سے commitment ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر، جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ میں کسی آدمی کا نام لوں جو ٹریفک میں تعینات ہو اور اس نے رشوت لی ہو۔ میں یہی سوال ان کے الفاظ میں انہی سے کرتا ہوں کہ وہ ٹریفک کے کسی

ایسے افسر کا نام لیں جو رشوت نہ لیتا ہو؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں اس تحریک التوا کے متعلق technically گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ میرے فاضل بھائی نے وضاحت کی ہے بیشتر تحاریک استحقاق اور خاص طور پر تحاریک التوائے کار جو جنجوعہ صاحب کی طرف سے آتی ہیں ان میں انھوں نے ایک کی بجائے کئی ایک واقعات درج کیے ہوتے ہیں اس موجودہ تحریک التوا میں بھی کم از کم دس امور زیر بحث آئے ہیں۔ اس معاملے میں قواعد واضح ہیں کہ It should be a single specific matter میں قاعدہ نمبر ۶۷ (ی) کا واضح طور پر حوالہ دے رہا ہوں۔ دوسرے یہ کہ recent occurence بھی نہیں ہے۔ یہ واقعہ ۴ ستمبر کا ہے اور میرے فاضل بھائی نے اسمبلی کو اپنی یہ تحریک التوا ۲۷ ستمبر کو بھجوائی ہے۔ میرے فاضل بھائی بڑے پارلیمنٹرین ہیں اور قواعد وضوابط پر ان کی بڑی گہری نظر ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ ہمیں اپنا وقت بچانا چاہیے اور قواعد کے مطابق یہ تحریک التوائے کار بالکل پیش رفت کے قابل نہیں ہے۔

It is not a single specinc matter and it is not of recent occurrence.

اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جانا چاہیے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر، مجھے اپنی راہنمائی کے لیے آپ سے عرض کرنا ہے کہ ایک وقوعہ ۲۷ ستمبر کو رونما ہوتا ہے لیکن جناب سپیکر، یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ۲۷ ستمبر کو ہی یا ۲۸ ستمبر کو ہمارے علم میں آجائے یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ وقوعہ ہی ہمارے علم میں اکتوبر کی ۳ تاریخ کو آتا ہے اور ہم ۴ تاریخ کو اسمبلی میں پیش کر دیتے ہیں۔ یہ بھی تو جناب سپیکر ہو سکتا ہے۔ یہ درست ہے، کہ آپ ٹیکنیکل اعتراضات لگاتے ہیں اور وہ درست ہو جاتے ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان کو ممکن بنائیں۔ ایسی تحریک التوائے کار جو ہمارے دوست پیش کرتے ہیں۔ اگر اس میں تھوڑی بہت خامی بھی ہے اس کو بھی نظر انداز کیا

جا سکتا ہے۔ اس کا جو مقصد ہے کہ محکمہ کے نوٹس میں لانا مقصود ہے اور اس کی کسی پر ذمہ داری عائد کرنا ہوتی ہے تاکہ آئندہ ایسی باتیں نہ ہوں۔ یہ ٹال تو سکتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہم سے ٹیکنیکل غلطی ہوئی ہے اس غلطی کی تو ہم سزا اب تک بھگت رہے ہیں اور تمام تحاریک التوائے کار جو ہمارے دوست نے پیش کی ہیں اسی ایک خامی کی وجہ سے کوئی منظور نہیں ہوئی ہے۔ اخلاقی بنیادوں پر تو ان کو رعایت دی جا سکتی ہے ان کے نوٹس میں ایک معاملہ آجاتا ہے۔

چودھری محمد رفیق : جناب سپیکر، اس وقوعہ کے بعد یہ پہلا اجلاس تھا اس پر یہ کہنا .....

جناب سپیکر : آپ تحریک التوائے کار کے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں ابھی تو اس کی admissibility پر بات ہو رہی ہے۔

چوہدری محمد رفیق : جناب سپیکر میں بھی Admissibility پر بات کر رہا ہوں اور جو وزیر موصوف نے فرمایا ہے اس کے جواب میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ Time barred نہیں ہے۔ یہ پہلا اجلاس ہو رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پہلے موقع ہی میں پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک تحریک استحقاق کے حسب ضابطہ ہونے کا تعلق ہے اس کو محرک پیش کرتے ہیں۔ اس میں حکومت کی طرف سے یا متعلقہ وزیر جس کے محکمے سے متعلقہ وہ تحریک ہو وہ اس کا جواب دیتے ہیں اور اس کی حسب ضابطہ ہونے کے بارے میں اگر کوئی جھگڑا ہو تو پھر اگر ضرورت محسوس ہو تو ایوان کے کسی ممبر سے رائے طلب کی جا سکتی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر صاحب رائے دینا ضروری سمجھیں اور میں نہیں سمجھتا کہ مجھے مزید راہنمائی کی ضرورت ہے۔ میں اس تحریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب غیر سرکاری کارروائی ہو گی۔ چوہدری خادم حسین کا مسودہ قانون ہے۔

مسوّدات قانون

مسوّدہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶

چودھری خادم حسین: بسم اللہ الرحمٰن۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر مال: I oppose

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ چودھری صاحب آپ اس کے متعلق کچھ فرمانا چاہیں گے۔

چودھری خادم حسین: جناب سپیکر اس وقت جس قانون میں ترمیم کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے وہ مفاد عامہ سے تعلق رکھتا ہے اور حکومت کی بھی یہ پالیسی ہے کہ عوام کو سستا اور جلد انصاف فراہم کیا جائے۔ اس وقت پرانا ۱۸۶۷ء کا قانون چل رہا ہے۔ اس میں اگر تھوڑی بہت اپیل کرنا پڑتی ہے۔ مثلاً "گرداوری کی صحت کرانا پڑے یا کسی انتقال کی درستگی کرانا پڑے تو لوگوں کو عدالتوں کے چکر لگانا پڑتے ہیں۔ میں اس کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو ترمیم کر کے کچھ وقت کا تعین کر دیا جائے۔ اے سی کے حکم کے بعد سات دن کے اندر یا جتنا بھی ایوان مناسب سمجھے اس کا کلکٹر پر لازم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ سات دن کے اندر اندر اس کیس کا فیصلہ کرے۔ اسی طرح اس کے بعد کسی نے اپیل کرنا ہے وہ کمشنر صاحب کے پاس جب جائے تو وہ ۹۰ دن یا جس طرح بھی ایوان مناسب سمجھے اس میعاد کے اندر اس کیس کا فیصلہ ہونا چاہیے اور اس کے بعد اسی طرح جب بورڈ آف ریونیو کے پاس کوئی کیس جائے تو بورڈ آف ریونیو پابند ہو کہ وہ

۴/۵ مہینے یا جس طرح بھی ہاؤس جتنا عرصہ مناسب سمجھے وہ اس کے اندر اس کا فیصلہ کرنے کا پابند ہو۔ اسی طرح جناب والا، نہ تو کوئی حکومت کا خرچ ہوگا اور نہ ہی حکومت کو کوئی عملہ رکھنا پڑے گا۔ صرف ایک چھوٹی سی ترمیم سے اتنا بڑا کام لوگوں کے لیے آسانی پیدا ہو جائے گی اور وہ ان کو حکومت کے منشور کے مطابق سستا اور جلد انصاف مہیا ہو جائے گا۔

وزیر مال: جناب سپیکر، میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا۔ قانون مالیہ ۱۸۶۷ء اور ضابطہ دیوانی کے تحت فریق مخالف کو طلب کرنے کے لیے مختلف طریقے اپنانا پڑتے۔ سب سے پہلے سمن جاری کیے جاتے ہیں اگر سمن کی تعمیل نہ ہو تو اس کے بعد اس کے گھر پر اشتہار چسپاں کیا جاتا ہے اگر پھر بھی وہ حاضر نہ ہو تو پھر گاؤں میں منادی کرائی جاتی ہے اور پھر بھی حاضر نہ ہو تو پھر اخبارات میں اشتہارات دینے پڑتے ہیں۔ اسی طرح جس شخص کی تعمیل نہ ہو پھر وہ حاضر نہیں ہوتے ہیں اور اس دوران عدالت عالیہ سے حکم امتناعی جاری ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے ان مقدمات میں خود بخود تاخیر ہوتی ہے اور خاص طور پر میں نے یہ حکم دیا ہوا ہے اور اسمبلی میں سوال آرہا ہے جس میں یہ پوچھا گیا ہے جتنی یہ درخواستیں ہیں خسرہ گرداوری کی۔ اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ میں سخت ایکشن لے رہا ہوں اور ایک سال کے اندر جتنے بھی مقدمات ہیں، ان سب کا فیصلہ جلد ہو جائے گا۔ اگر ان کی ۶۰ دن کے اندر تعمیل ہونی ناممکن ہے اگر یہ نہ ہو سکیں تو یہ تمام مقدمات لیونیو بورڈ میں آجائیں گے۔ ایک آفیسر وہ تمام مقدمات نبٹا نہیں سکے گا۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس قانون میں ترمیم نہ فرمائی جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ میں جو اعتراض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دراصل میرے فاضل دوست نے جو یہ بل پیش کیا ہے ہم اس کی مخالفت تو نہیں کر سکتے لیکن شاید وزیر مال صاحب کو بھی یہ علم نہ ہو کہ اس وقت پنجاب میں کوئی مالیہ اراضی موجود نہیں ہے۔ عشر لاگو ہونے کے بعد مالیہ اراضی شرعی طور پر وصول

نہیں کیا جا سکتا۔ جب وہ عاید ہی نہیں ہے اس کی وصولی کے طریقے میں کسی چیز کو زیر بحث لانا۔ میں سمجھتا ہوں ایسے ہی ہے کہ جیسے کسی وجود کے بغیر کسی چیز کو تسلیم کر لیا جائے۔ عشر لاگو ہو جانے کے بعد صوبے سے مالیہ اراضی ختم ہو چکا ہے۔ اس کی وصولی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں اگر آبیانہ اور عشر کا لفظ اس میں ہوتا تو درست تھا۔ قاعدے کی رُو سے وہ مالیہ ختم ہو چکا ہے وصولی کس بات کی کریں گے، سہولتیں کس بات کی لیں گے اور وہ ترمیم کس بات کی پیش کر رہے ہیں۔ اس میں وضاحت نہیں ہے کہ اس میں کونسی دفعہ کو وصولی کے لیے حذف کیا جائے یا اسے زیر بحث لایا جائے۔ اس میں یہ وضاحت بھی نہیں ہے۔ فاضل رکن نے اپنے بیان میں وضاحت فرمائی ہے لیکن جناب والا، اگر میری معلومات غلط نہ ہوں تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ جس زمین پر عشر لاگو ہو چکا ہے اس پر مالیہ وصول نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: یہ آپ پہلے بھی فرما چکے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا، چونکہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک کے چھوٹے مالکان پر عشر عائد نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان پر مالیہ پہلے ہی معاف ہے۔ اس لیے یہ تو کوئی ترمیم نہیں ہے۔

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میرے فاضل دوست رانا پھول محمد جس چیز کو لے رہے ہیں وہ اس قانون میں نہیں ہے۔ یہ جو دیوانی مقدمات ہیں یا خسرہ گرداوری وغیرہ کی درستگی کے لیے یا دوسری چیز ہے ان کے لیے قانون ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جناب چوہدری صاحب! آپ اس پر کچھ مزید کہنا چاہتے ہیں۔

چودھری خادم حسین: جناب والا، جناب رانا صاحب نے مالیہ کے متعلق فرمایا ہے۔ میں نے جو بل پیش کیا ہے اس کو اگر وہ پڑھیں تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ یہ مالیے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ بات اور ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ آپ اس بات کا جواب دیں۔

چودھری خادم حسین: جناب والا، آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ اس کے بعد اگر گورنمنٹ مناسب سمجھے گی تو از خود اس کو اپنا لے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: یہ تو ہاؤس کی رضامندی سے کمیٹی کے سپرد ہو سکتا ہے۔

چودھری خادم حسین: جی ہاں۔ آپ ہاؤس سے پوچھ لیں۔

وزیر مال: جناب والا، اگر میرے فاضل دوست کو اس کے متعلق کچھ غلط فہمی ہے تو وہ میرے پاس تشریف لائیں۔ ہم آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کریں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وزیر مال یہ فرما رہے ہیں کہ اس سلسلے میں آپ کو اگر کوئی وضاحت مطلوب ہے تو آپ ان سے رجوع کیجیے وہ آپ کی تسلی کرا دیں گے۔

چودھری خادم حسین: جناب والا، آپ کمیٹی کے سپرد کر دیں اگر وہ مناسب سمجھیں گے تو اس کو مسترد کر دیں گے۔ آپ کوئی بل کمیٹی کے پاس جانے بھی دیں۔

جناب سپیکر: کمیٹی کے پاس بل رائے شماری کے بعد ہاؤس کی رضامندی سے جا سکتا ہے۔

چوہدری خادم حسین: جناب والا، آپ رائے شماری کرا لیں۔ یہ بات مفاد عامہ کی بات ہے۔ اس کی تو سب تائید کریں گے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون! کیا آپ اس پر کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! فاضل ممبر سے میں نے رابطہ قائم کیا ہے وہ فرما رہے

ہیں کہ وہ بل واپس لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب! جناب وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ آپ بل واپس لینا چاہتے ہیں۔ جناب میاں فضل حق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں فضل حق : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، اگر آپ اس طرح غور فرمائیں گے تو اور بات ہو جائے گی۔ کیونکہ جس معزز ممبر نے تحریک پیش کی ہے وزیر صاحب ان کے پاس جا کر ان پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ہاؤس کی رائے لے لی جائے۔ اگر ہاؤس اسے کمیٹی کے سپرد کرنا چاہتا ہے تو کر دیا جائے۔

جناب سپیکر : جناب چودھری صاحب، آپ اپنی تحریک کے بارے میں حتمی طور پر کیا فرما رہے ہیں؟

چودھری خادم حسین : جناب والا۔ جس طرح ہاؤس کی مرضی ہے کر لے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر : جناب لغاری صاحب، آپ کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔

سردار رفیق حیدر خاں لغاری : جی ہاں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ محرک نے اپنا اظہار خیال کر لیا ہے اور اس پر وزیر صاحب نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا ہے۔ معزز ممبر نے زمینداروں کے مفاد کی بات کی ہے اور اس لیے یہ تحریک پیش کی ہے میری گزارش ہو گی کہ آپ اس پر زیادہ انتظار نہ فرمائیں اور ووٹنگ کرائیں تاکہ قانون کے مطابق اس کی باقی تکمیل کرائی جا سکے۔

جناب سپیکر : جناب چودھری خادم حسین صاحب! اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

چودھری خادم حسین : جناب والا۔ ہاؤس کی تو یہی خواہش ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر : اب میں اس ہاؤس کی منشا معلوم کرنا چاہوں گا کہ جو اس تحریک کے حق میں ہیں کہ اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے وہ "ہاں" کہیں گے۔

آوازیں : ہاں۔

جناب سپیکر : جو اس تحریک کے مخالف ہیں کہ اسے کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے، وہ "نہ" کہیں گے۔

آوازیں : نہ

جناب سپیکر : میرے خیال میں فیصلہ نہ والوں کے حق میں ہے۔

سردار نصراللہ خاں دریشک : جناب والا ووٹنگ کرالیں۔

جناب سپیکر : آپ کو اعتراض ہے؟

سردار نصراللہ خاں دریشک : جی جناب۔

جناب سپیکر : جو لوگ اس تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ تشریف رکھیے اور اب جو اس تحریک کی مخالفت میں ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(گنتی کی گئی)

جناب سپیکر : فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے۔

جناب سپیکر : چوہدری خادم حسین صاحب، بل پیش کریں۔

چودھری خادم حسین : جناب سپیکر، میں

"مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب ۱۹۸۶ء پیش کرتا ہوں"

جناب سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ بل متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ ۳۰ دن کے اندر اس ایوان میں پیش کرے گی۔ چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جناب سپیکر، میں یہ بل قانونی خامیوں کے پیش نظر

ایوان میں پیش نہیں کرنا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر : جناب چیمہ صاحب آپ واپس لیتے ہیں ؟
چودھری محمد اعظم چیمہ : جی ہاں جناب والا۔
جناب سپیکر : تو یہ withdraw تصور ہوگا۔

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

اب ہم ریزولیشن کو لیتے ہیں، جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کی طرف سے ریزولیشن ہے۔ سید طاہر احمد شاہ۔

حلقہ ۱۷ فیصل آباد کی آبادیوں کو سوئی گیس کی فراہمی

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے یہ قرارداد اس ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ :
"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ صوبائی اسمبلی کے حلقہ نمبر ۱۷ فیصل آباد کی جن آبادیوں کو ابھی تک سوئی گیس مہیا نہیں کی گئی ہے وہاں منصوبہ بندی کرکے جلد از جلد ترجیحی بنیادوں پر سوئی گیس کی پائپ لائن بچھانے کا انتظام کیا جائے۔
جناب سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ :
"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ صوبائی اسمبلی کے حلقہ نمبر ۱۷ فیصل آباد کی جن آبادیوں کو ابھی تک سوئی گیس مہیا نہیں کی گئی ہے وہاں منصوبہ بندی کرکے جلد از جلد ترجیحی بنیادوں پر سوئی گیس کی پائپ لائنیں بچھانے کا انتظام کیا جائے۔"

وزیر صنعت : جناب سپیکر ! میری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سوئی گیس ہمیں ملے۔ اس سے تو کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں ایک قرارداد جو ایک وفاقی حکومت کو جانی ہے یہ اتنی باوقار ہونی چاہیے، اسے اتنا محدود نہ کیا جائے جس سے ایسا محسوس ہو کہ ہاؤس نے ایک ریزولیشن کرتے ہوتے اس کے تمام پس منظر کو نہیں دیکھا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ بجائے اس کے ایک کچی آبادی کے متعلق پنجاب کا ایک سب سے بڑا ہاؤس یہ قرارداد پیش کرے کہ یہاں پر سوئی گیس آنی چاہیے، یہ بات اس ہاؤس کے وقار کے تقاضوں کو پورا کرتی دکھائی نہیں دیتی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہم اس قرارداد کے لیے بیٹھ کر اس کا متن تیار کریں اور ایک متفقہ قرارداد پیش کریں جس کا مفہوم یہ ہو کہ پنجاب کو سوئی گیس دینے کے لیے ترجیحی بنیادوں پر ترجیح دی جائے اور اس میں اس معاملہ کو بھی شامل کر دیا جائے تاکہ قرارداد اتنی باوقار ہو کہ جب وہ وفاقی حکومت کے پاس جائے تو اسے پتہ چلے کہ پاکستان کے سب سے بڑے قانون ساز ادارے نے اس پر سنجیدگی سے غور کیا ہے۔ تو یہ میری گزارش ہے۔ اس میں یہ اجازت دیں کہ اس ایوان سے پتہ کر لیا جائے کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے کہ ہم اس کا متفقہ متن تیار کر لیں۔ اور اسے ہم متفقہ طور پر دیں اور اس کا مفہوم یہ رکھیں بجائے اس کے کہ ہم اس کچی آبادی کے متعلق پنجاب کا ہاؤس ایسی قرارداد پیش کرے۔ جیسا کہ ہم یہ کہیں کہ ایک پٹواری کو لگا دیا جائے۔ یہ بات اتنی باوقار دکھائی نہیں دیتی ہے۔ یہ میری گزارش تھی۔

جناب سپیکر : جناب شاہ صاحب، آپ کی کیا رائے ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر، میں جہاں تک جناب وزیر صنعت کے خیالات سے اخذ کر سکا ہوں، وہ میری قرارداد کو ایک ترمیمی شکل میں ایوان میں لانا چاہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب میں نے اور اس معزز ایوان

کے ہر رکن نے ۱۹۸۵ء کے عام انتخابات جو کہ غیر جماعتی بنیادوں پر منعقد ہوئے تھے، اس میں ہم نے جب حصہ لیا تھا تو ہمارے پاس کوئی سیاسی منشور نہیں تھا بلکہ چونکہ ۱۹۷۷ء کے بعد لمبے عرصے تک ہمارے ملک میں مارشل لا کا تسلط رہا اور مارشل لا کے دور میں ۱۹۸۵ کے عام انتخابات سے قبل دو مرتبہ بلدیاتی انتخابات گورنمنٹ نے کرائے اور جب ۱۹۸۵ کے انتخابات ہو رہے تھے تو عوام کی پذیرائی اور حمایت حاصل کرنے کے لیے ہم جس حلقہ میں بھی ان سے رابطہ قائم کرتے تھے تو وہ بے شمار مسائل حل کرنے کے لیے ہمارے پاس شرائط پیش کرتے تھے۔ جن میں پینے کا پانی، گندے پانی کا نکاس، سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر، گندے پانی کے نکاس کے لیے پختہ نالیوں کی تعمیر اور خاص طور پر سوئی گیس، یعنی قدرتی گیس کا جو سستا ایندھن ہے اس کی فراہمی کے لیے ہمارے پاس مطالبات پیش کیے جاتے رہے تھے اور ہم نے بجا طور پر اور میں نے خاص طور پر اپنے حلقہ انتخاب کے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ سوئی گیس کی فراہمی میری براہ راست دسترس سے تو باہر ہوگی مگر اس کے باوجود اگر میں صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب ہو گیا تو میں اپنے آئینی اور قانونی تقاضوں کے تحت آپ کے مطالبات و جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے قانونی طریقے سے آپ کے مسئلے کو اس فورم میں پیش کروں گا جس کے لیے آپ مجھے منتخب کریں گے۔ چونکہ سوئی گیس یعنی سستے ایندھن کی فراہمی کا مسئلہ خالصتاً مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے...

جناب سپیکر: شاہ صاحب، میں آپ کی تقریر میں interrupt کر رہا ہوں۔ کیونکہ جو مسئلہ اس وقت زیر بحث تھا کہ آپ کی قرارداد کی مخالفت نہیں کی جا رہی۔ اس قرارداد پر جناب علام حیدر وائیں صاحب نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اس قرارداد کو زیادہ سے زیادہ جامع بنانے کے لیے، اسی قرارداد کا مسودہ از سر نو تیار کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنا دی جائے اور وہ کمیٹی از سر نو اس کا مسودہ تیار کر کے ایک جامع قرارداد اس ایوان میں پیش کرے اور اسے

ہم منظور کریں۔ آپ صرف اس بات پہ رائے دیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر، معذرت کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ مجھے غلام حیدر وائیں صاحب کی اس تجویز سے اتفاق نہیں ہے۔ اس لیے کہ ماضی میں بھی آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے فیصل آباد میں ڈرائی پورٹ کے قیام کے لیے ایک قرارداد پیش کی تھی جس کے لیے ایوان نے جناب وزیر اعلیٰ کو یہ اختیارات دیے تھے کہ وہ ایک خصوصی کمیٹی کی تشکیل دیں۔ لیکن اسمبلی کے اگلے اجلاس تک وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی مصروفیات یا نامعلوم وجوہ کی بنا پر کمیٹی کی تشکیل ہی نہیں کی تھی اور پھر میں نے جب یہ مسئلہ دوبارہ اٹھایا تو بعد ازاں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

جناب سپیکر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوامی مفاد کا یہ ایک اہم مسئلہ ہے عوام کا مطالبہ ہے، ہم عوام کے نمائندے ہیں میں نے اپنی قرارداد میں کوئی ایسے الفاظ درج نہیں کیے جو مبہم ہوں، بلکہ واضح الفاظ ہیں اور عوام کے مفاد کا مسئلہ ہے، اور میری یہ قانونی، اخلاقی آئینی ذمہ داری ہے کہ اپنے رائے دہندگان کے مطالبے کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسمبلی کے سامنے اپنی قرارداد پیش کروں۔ اگر جناب وائیں صاحب یا وزراء صاحبان، سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والے معزز ارکان، کسی اور حلقہ نیابت کے لیے یا دیگر حلقہ نیابت کے لیے پیش کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔

جناب سپیکر : آپ اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتے۔

سید طاہر احمد شاہ : نہیں، میں اس سے اتفاق نہیں کرتا بلکہ بس آپکی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک قرارداد ہے جو مرکزی حکومت کو جانی ہے اس کے لیے میں آپ کی وساطت سے تمام معزز اراکین اسمبلی سے بھی استدعا کروں گا کہ میری اس قرارداد کی حمایت کریں تاکہ یہ قرارداد پاس ہو کر مرکزی حکومت کے پاس سفارش کے لیے جا سکے۔

جناب سپیکر : شکریہ۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک) : جناب سپیکر، شاہ صاحب نے اپنی قرارداد میں ایک حلقہ کے لیے جو کچھ کہا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ واقعی یہ عوام کی ایک اہم ضرورت ہے لیکن اس قرارداد کو اگر فیصل آباد شہر کے لیے کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس طرح یہ قرارداد جامع بھی ہو جائے گی اور ایک شہر مکمل بھی اس میں آ جائے گا اور پھر وہ شہر جسے آپ پاکستان کا تیسرا بڑا شہر کہتے ہیں وہاں پر سوئی گیس کی سخت ضرورت ہے۔ وہاں پر عوام، مزدور اور غریب لوگ کافی تعداد میں ہیں اور وہاں پر اس کی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے یہ گیس پورے شہر میں مہیا کی جائے۔ ہم شاہ صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتے ہیں اور گزارش کرتے ہیں کہ اس قرار کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب اس پر اب آپ کی رائے کیا ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے چوہدری صدیق سالار صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر میں ان سے یہ مؤدبانہ عرض کروں گا کہ وہ نہ صرف شہر کے لیے بلکہ پورے صوبہ پنجاب کے لیے ایک نئی قرارداد پیش کر دیں۔ اور میں ان سے یہ گزارش کروں گا بلکہ ہر معزز رکن سے گزارش کروں گا کہ میرا بدقسمتی سے یا خوش قسمتی سے اس وقت تعلق حزبِ اختلاف سے ہے اور جیسا کہ تحریک ہائے استحقاق پیش کی جا رہی ہیں کہ حزبِ اختلاف کے ارکان کو حکومتی سطح پر نامزدگیاں کرتے وقت نہ صرف نظر انداز کیا جا رہا ہے بلکہ ان کو ان کے حق سے بھی محروم کیا جا رہا ہے۔ اگر میں ان کی اس تجویز سے اتفاق کر لیتا ہوں تو پھر یہ ہوگا کہ میرے حلقہ نیابت کو محروم کر دیا جائے گا، نظر انداز کر دیا جائے گا۔ اور حکومتی پارٹی سے تعلق رکھنے والے میرے اس استحقاق کو استعمال کریں گے۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ چودھری صدیق سالار صاحب جب بھی اس قسم کی قرارداد پیش کریں گے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو ان کی حمایت کروں گا۔ میری پھر آپ کی وساطت سے

جناب وائیں صاحب سے اور اس معزز ایوان کے ہر رکن سے عوام کے نام پر اور عوام کے حقوق کے نام پر یہ استدعا ہے کہ میری اس قرارداد کو جیسا کہ میں نے پیش کیا ہے اسے پاس کر دیا جائے تاکہ میرے حلقہ نیابت کے محروم عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب شکریہ۔ اس قرارداد میں جناب میاں عطا محمد قریشی کی طرف سے ایک ترمیم پیش کی گئی ہے۔ میاں عطا محمد قریشی تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی ترمیم واپس سمجھی جائے گی۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اس مسئلے کو شاید ہم احسن انداز میں آگے بھیج سکیں، سید طاہر احمد شاہ صاحب جو کہ ایک پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، میں نے ان سے یہ گزارش کی ہے کہ ہم نے ان کی قرارداد کی مخالفت نہیں کی، لیکن خدا کے لیے ہمیں اس بات پر سوچنا چاہیے کہ اگر ایک حلقہ کے لیے ایک تجویز کو ایوان سے بطور قرارداد پاس کر کے وفاقی حکومت کو بھیج دیا، تو میرے خیال میں ہر فاضل رکن کی اپنے اپنے حلقے کے لیے کم از کم پچاس قراردادیں ایوان میں آنی چاہئیں، مجھے تو یہ بات کچھ احسن دکھائی نہیں دیتی بلکہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ شاہ صاحب جو کہنا چاہتے ہیں اگر اسی صورت میں قرارداد جائے گی تو یہ بے وزن ہو جائے گی، ہمیں اس کو باوزن بنانا چاہیے اور اس بات کا احساس کریں کہ یہ قرارداد جب مرکزی حکومت کے پاس جائے گی تو مرکزی حکومت کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ قرارداد کو بھیجنے سے پہلے اس پر سنجیدگی سے غور کیا گیا ہے۔ اس لیے میں شاہ صاحب سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ برائے مہربانی اس بات پر ضد نہ کریں کیونکہ یہ بات آپ کے ایوان کے وقار کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی کہ ہم ایک محلے کے لیے، ایک تجویز وفاقی حکومت کو بھجوائیں۔ بے شک آپ اس کو بھی شامل کریں لیکن اس کو از سر نو مرتب کر کے ایسی جامع قرارداد بنائیں کہ جس سے یہ قرارداد وزنی بن جائے۔ اس لیے میں پھر آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس

بات پر فیصلہ کریں اور ہم اس کا مسودہ از سر نو تیار کرتے ہیں اور ایک باوقار قرارداد بنا کر جس کا مفہوم یہ ہو کہ پنجاب کو سوئی گیس فراہم کرنے کے سلسلے میں ترجیح دی جائے۔ مرکزی حکومت کو بھجوا دیتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ایوان بھی اس بات پر سنجیدگی سے غور کرے گا۔

It is too small a thing to be submitted by this House to the Central Government. I am very sorry.

ملک طیب خان اعوان : جناب سپیکر، ہم وزیر صنعت کی حمایت کرتے ہیں۔ سوئی گیس پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ کئی جگہیں ایسی ہیں جن کے قریب سے گزر رہی ہے لیکن وہاں پر سوئی گیس میسر نہیں ہے۔ اس لیے یہ تمام صوبے کے لیے قرارداد ہونی چاہیے نہ کہ ایک حلقے کے لیے۔ اس کے لیے وقت آنے سے پہلے ایوان پر شبہ کرنا یا شبہ کے الفاظ استعمال کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ میں معزز رکن سے یہ بھی استدعا کروں گا کہ وقت سے پہلے کسی پر شبہ نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی ایسے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری قرارداد قطعی طور پر اس ایوان کے وقار کے منافی نہیں ہے بلکہ میرے حلقہ نیابت کے عوام کا ایک جائز مسئلہ ہے جس کو اس معزز ایوان میں پیش کر کے منظور کروانا، ان کے مطالبے کو پذیرائی بخشوانا یہ میرا فریضہ ہے۔ اگر باقی معزز ارکان ضرورت محسوس کرتے ہیں تو اپنی اپنی قراردادیں پیش کر سکتے ہیں۔ اگر میں اپنی قرارداد کو ترمیم کی شکل میں دے دوں، جناب سپیکر، میں یقین سے کہتا ہوں کہ میرے حلقہ نیابت میں سوئی گیس فراہم نہیں کی جائے گی۔ Truth is always bitter. جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے، جو ناانصافیاں کی جا رہی ہیں، جو امتیازی سلوک ہمارے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے وہ اس بات کا شاہد ہے کہ ہمارے خدشات درست ہیں۔ میں لمبی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ اگر یہ معزز ایوان ایک عوامی اور جائز مطالبے سے اتفاق نہیں کرتا تو مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے، بلکہ

بات یہ ہے کہ میرے حلقہ نیابت کے عوام سے اگر یہ ایوان اتفاق نہیں کرتا تو وہ یہ سوچنے سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ حکومتی پارٹی کے برسر اقتدار وزراء اور ارکان صوبائی اسمبلی کے ایک ایسے رکن سے جس کا تعلق حزب مخالف کی صفوں سے ہے اس کے علاقہ کی تعمیر و ترقی میں دخل انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب یہ ان کی صوابدید پہ ہے، ایک مسئلہ جس کی ہم نے صرف سفارش کرنی ہے تو اس لیے میرا پھر بھی یہ اصرار ہے، یہ اتفاق کریں نہ کریں، میں خدا کے نام پر عوام کے نام پر ان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ میری اس قرارداد کو اسی طریقے سے پاس کر کے مرکزی حکومت کے پاس بھجوا دیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کی قرارداد یہ ہے کہ:

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے، کہ صوبائی اسمبلی کے حلقہ نمبر ۱، فیصل آباد کی جناح آبادیوں کو ابھی تک سوئی گیس مہیا نہیں کی گئی وہاں منصوبہ بندی کر کے جلد از جلد ترجیحی بنیادوں پر سوئی گیس کی پائپ لائنیں بچھانے کا انتظام کیا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جیلوں میں کتب خانوں کا قیام

جناب سپیکر: اگلی قرارداد محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی طرف سے ہے۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا میں محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی مخالفت تو نہیں کر رہا لیکن میرے الفاظ پہ بھی اعتراض ہو گا۔ یہ کارروائی بے ترتیب ہو رہی ہے۔ ایک قرارداد جو پہلے سے زیر التوا ہو وہ نمبر ایک پر آتی ہے۔ جناب والا، آبیانہ کے متعلق اس معزز ایوان نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ پہلے اس کمیٹی کے کنوینر کو رپورٹ پیش کرنے کی اجازت ہوتی اور بعد میں ایجنڈا میں شامل قرارداد پیش ہوتیں۔

کمیٹی نے اس قرارداد کی رپورٹ بھی تیار کر دی ہے۔ پہلے اس کی اجازت دی جانی چاہیے۔ حالانکہ اس ایجنڈا میں ایک قرارداد میری بھی ہے۔ لیکن پہلے اس قرارداد کو اصولاً پیش ہونا چاہیے، اگر جناب بہتر سمجھیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، آپ تشریف رکھیے۔ بیگم صاحبہ۔

محترمہ بشریٰ رحمٰن: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت اراکین اسمبلی اور انتظامیہ پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی تشکیل دے جو صوبے کے تمام جیل خانہ جات میں کتب خانوں کے قیام اور اخراجات کا جائزہ لے اور جیل خانہ جات میں موجود لائبریریوں کا جائزہ لے کر ان میں مزید معیاری اور افادی کتب کے سلسلے میں تجاویز پیش کرے اور اس پر عمل درآمد کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت اراکین اسمبلی اور انتظامیہ پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی تشکیل دے جو صوبے کے تمام جیل خانہ جات میں کتب خانوں کے قیام اور اخراجات کا جائزہ لے اور جیل خانہ جات میں موجود لائبریریوں کا جائزہ لے کر ان میں مزید معیاری اور افادی کتب کے سلسلے میں تجاویز پیش کرے۔"

آوازیں: منظور ہے منظور ہے۔

جناب سپیکر: اس پر اب آپ کو مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے یا آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گی؟

محترمہ بشریٰ رحمٰن: جناب والا! اگر اراکین اسمبلی اتنے دُور اندیش اور بصیرت افروز ہیں کہ انہوں نے اجتماعی طور پر اس کو منظور فرما لیا ہے تو جناب میں ان کی بے حد مشکور ہوں اور مزید کچھ کہنا نہیں چاہتی۔

وزیر قانون : اب تو آپ کو کوئی گلہ نہیں رہا ہوگا۔
محترمہ بشریٰ رحمٰن : جناب گلہ تو ہم نے آپ کی ستم ظریفیوں کا پہلے بھی نہیں کیا۔ (قہقہہ)
جناب سپیکر : اس میں بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ کی ایک ترمیم ہے۔ کیا آپ اسے واپس لیتی ہیں۔
بیگم نجمہ تابش الوری : میں اپنی معزز رکن بہن کی قرارداد کے متفقہ طور پر منظور ہونے پر اس کو واپس لیتی ہوں۔
جناب سپیکر : تو اس قرارداد پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

فصلوں کی موجودہ شرح آبیانہ میں اضافہ کرنا

جناب سپیکر : جناب وزیر آبپاشی
وزیر آبپاشی : جناب سپیکر، میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اس معزز ایوان کی رائے میں :

" پنجاب میں آبیانہ کی موجودہ شرح نہری علاقہ میں اس وقت اس سطح پر ہے کہ کاشت کاروں کے لیے اس کی ادائیگی خاصا بوجھ ہے۔ نہروں اور ساجھوں کو چلانے اور درست حالت میں رکھنے کے لیے مطلوبہ رقم آبیانہ کی وصولی سے پوری ہو جاتی ہے۔ جس علاقہ میں سرکاری ٹیوب ویل نصب ہیں وہاں آبیانہ کی شرح عام نہری پانی کے مقابلہ میں دوگنا ہے جس کا بوجھ پہلے ہی کاشت کاروں کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ آبیانہ کی موجودہ شرح میں کوئی اضافہ اس وقت نہروں کا نظام چلانے کے لیے غیر ضروری ہے۔ فلڈ بند سیم نالیوں اور ٹیوب ویل چلانے کا خرچہ کسی صورت میں بھی نہروں کے چلانے کے خرچہ میں شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ بند، نالیاں

اور ٹیوب ویل کاشت کا رقبہ ہی نہیں بلکہ جملہ شہروں اور آبادیوں اور دیہات کو بھی سیم تھور اور فلڈ سے محفوظ رکھتے ہیں۔ عام کاشتکار کی زمین کی ملکیت بہت کم ہے اور اس کی گزر اوقات پیٹ کاٹ کر ہی ممکن ہے۔ آبیانہ میں کوئی اضافہ اس کے لیے ناقابل برداشت بوجھ ہوگا۔ سکارپ والے علاقوں میں جہاں آبیانہ کی شرح دوگنی ہے وہاں تو غریب کاشت کار کی کمر ہی ٹوٹ جائے گی۔

جناب والا! پنجاب اسمبلی متفقہ طور پر اس قرارداد کے ذریعے حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ مختلف فصلوں کی موجودہ شرح آبیانہ میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔ یہ اضافہ غیر ضروری ہے اور زراعت اور کاشتکاروں کے لیے تباہ کن ہوگا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ میں اس امر کی تائید کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ ایک اخباری خبر پر میں جناب سے اس کے پیش کرنے کی اجازت چاہی جو جناب نے مہربانی فرمائی۔ اس کی اصل صورت حال یہ ہے کہ مرکزی حکومت کو آبیانہ کی شرح میں اضافہ کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے اور وہ خبر جو لگی ہے وہ بالکل ایسی ہے کہ جیسے ہم پر مرکز کوئی حملہ کردے۔

جناب والا! ہماری حدود کو پھاند کر مرکز کو یہ اختیار نہیں کہ وہ آبیانہ کی شرح میں کوئی اضافہ کرسکے۔ یہ صوبائی معاملہ ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت آبیانے کی جو شرح ہے اس سے لوگوں کو ذبح کیا جارہا ہے۔ آبیانہ نہر کا ہی نہیں بلکہ جس ذریعہ سے بھی زمینداروں کو پانی مہیا کیا جائے اس کو آبیانہ کہتے ہیں۔

جناب والا جو سرکاری ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں وہ بند پڑے ہیں۔ ان کے بور بیٹھ چکے ہیں لیکن آبیانہ لوگوں پر ڈالا جارہا ہے۔ ان سے وصول کیا جارہا ہے۔ ان کے ساتھ ظلم کیا جارہا ہے۔ اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو بھیج دینے کے بعد جناب وزیر آبپاشی کو ایک کمیٹی بنانی چاہیے

جو یہ دیکھے کہ صوبے میں کتنے ٹیوب ویل بند پڑے ہیں جن کا آبیانہ زمیندار ادا کرتے ہیں اور کتنے خراب پڑے ہیں۔ خراب ٹیوب ویلوں اور بند ہو جانے والے ٹیوب ویلوں کو جلد از جلد چالو کیا جائے اور ان زمینداروں پر آبیانہ معاف کر دیا جائے جن سے بطور جرمانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ اس لیے اس قرار داد کو متفقہ طور پر منظور کر کے مرکزی حکومت کو بھیجا جائے کہ مرکزی حکومت اس میں کوئی اختیار نہیں رکھتی۔ یہ قرارداد ضرور بھیجنی چاہیئے تاکہ ہم پر وہ کوئی غلط بات نہ ٹھونس دیں۔ کیونکہ حکومت میں بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کو قانون کا پتہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی کہ:

"پنجاب میں آبیانہ کی موجودہ شرح نہری علاقہ میں اس وقت اس سطح پر ہے کہ کاشت کاروں کے لیے اس کی ادائیگی خاصا بوجھ ہے۔ نہروں اور راجباہوں کو چلانے اور درست حالت میں رکھنے کے لیے مطلوبہ رقم آبیانہ کی وصولی سے پوری ہو جاتی ہے۔ جس علاقہ میں سرکاری ٹیوب ویل نصب ہیں وہاں آبیانہ کی شرح عام نہری پانی کے مقابلہ میں دوگنا ہے جس کا بوجھ پہلے ہی کاشت کاروں کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ آبیانہ کی موجودہ شرح میں کوئی اضافہ اس وقت نہروں کا نظام چلانے کے لیے غیر ضروری ہے۔ فلڈ بند، سیم نالیوں اور ٹیوب ویل چلانے کا خرچہ کسی صورت میں بھی نہروں کے چلانے کے خرچہ میں شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ بند، نالیاں اور ٹیوب ویل کاشت کار قبہ ہی نہیں بلکہ جملہ شہروں اور آبادیوں اور دیہات کو بھی سیم تھور اور فلڈ سے محفوظ رکھتے ہیں۔ عام کاشت کار کی زمین کی ملکیت بہت کم ہے اور اس کی گزر اوقات بیٹے کاٹ کر ہی ممکن ہے۔ آبیانہ میں کوئی اضافہ اس لیے ناقابل برداشت بوجھ ہوگا۔ سکارپ والے

علاقوں میں جہاں آبیانہ کی شرح دوگنی ہے وہاں تو غریب کاشتکار کی کمر ہی ٹوٹ جائے گی۔"

جناب والا! پنجاب اسمبلی متفقہ طور پر اس قرارداد کے ذریعے حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ مختلف فصلوں کی موجودہ شرح آبیانہ میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔ یہ اضافہ غیر ضروری ہے اور زراعت اور کاشت کاروں کے لیے تباہ کن ہوگا۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ اور تحصیل چونیاں لاہور کو ٹیکس و ڈیوٹی فری زون قرار دینا

جناب سپیکر: اگلی قرارداد جناب مختار احمد شیخ صاحب کی طرف سے ہے۔

میاں مختار احمد شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"پنجاب صنعتی ترقی سے محروم چلا آرہا ہے کیونکہ پنجاب میں ماسوائے ضلع ڈیرہ غازی خان کے کسی علاقے میں ٹیکس فری اور ڈیوٹی فری زون نہیں بنائے گئے۔ لہذا صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ اور تحصیل چونیاں لاہور کو ٹیکس و ڈیوٹی فری زون قرار دیا جائے تاکہ پنجاب کو صنعتی طور پر ترقی یافتہ بنایا جاسکے۔ اور بڑھتی ہوئی بیروزگاری کا خاتمہ کیا جاسکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب صنعتی ترقی سے محروم چلا آرہا ہے۔ کیونکہ پنجاب میں ماسوائے ضلع ڈیرہ غازی خان کے

کسی علاقہ میں ٹیکس فری اور ڈیوٹی فری زون نہیں بنائے گئے لہذا ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ اور تحصیل چونیاں لاہور کو ٹیکس ڈیوٹی فری زون قرار دیا جائے تاکہ پنجاب کو صنعتی طور پر ترقی یافتہ بنایا جا سکے اور بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا خاتمہ کیا جا سکے۔"

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں اس کی تائید کرتا ہوں اور سارے ہاؤس کو اس سے اتفاق بھی ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صنعت اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر صنعت: مجھے کچھ گزارش کر لینے دیں۔ میرے خیال میں جہاں تک اس قرارداد کے.....

جناب محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! پہلے کچھ لوگوں کو سن لیتے، وزیر صنعت کو بولنے کے لیے بعد میں کہتے۔ کچھ ہماری فریاد بھی سُن لیتے۔ فیصل آباد میں جڑانوالہ بھی ڈیوٹی فری و ٹیکس فری زون ہو جاتا۔

جناب سپیکر: میں سب سے پہلے وزیر صنعت کو بولنے کی اجازت دے چکا ہوں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں بے حد شکر گزار ہوں کہ اس قرارداد پر مجھے اظہار خیال کا موقع عنایت فرمایا۔ میاں مختار احمد شیخ نے جس مفہوم کی بات کی ہے، اصولی طور پر پنجاب کا کوئی فرد اس سے اختلاف نہیں کر سکتا۔ اس وقت پاکستان میں بیروزگاری اور صنعت کی جو صورت حال ہے اس کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر اس وطن میں بیروزگاری سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی صنعت کی بے حد حوصلہ افزائی کرنا ہو گی۔ میرے بھائی نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہم مرکزی حکومت سے یہ سفارش کریں کہ ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ اور لاہور میں چونیاں دو علاقوں کو فری زون ایریا قرار دیا جائے۔

مہربانی کر کے اس کے ایک عملی پہلو کی طرف بھی توجہ فرمائیے وہ یہ کہ جناب وزیر اعظم جب لاہور تشریف لائے تھے تو ان سے چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری نے یہ گزارش کی تھی کہ ہمارے لیے لاہور کے نزدیک چونیاں میں فری زون ایریا کی منظوری دی جائے۔ یہ کیس تقریباً ایک سال سے چل رہا ہے۔ کل ہی وزیر اعظم صاحب لاہور میں تشریف فرما تھے اور اس موضوع پر چیف منسٹر صاحب نے خصوصی طور پر یہ کہا تھا کہ جناب وزیر اعظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کی فوری پیروی کے لیے یہاں سے اپنی ایک ٹیم اسلام آباد بھجوائیں تاکہ اس میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو جلد از جلد دور کیا جائے۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس وقت جبکہ پنجاب کو ایک فری زون مل رہی ہے۔ اس میں اگر ہم یہ قرارداد بھجوا کر دو کر دیں تو کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس بات پر آپ سنجیدگی سے غور کریں کہ پنجاب کو ایک فری زون مل رہی ہے اس کو حاصل کر لیجیے اس کے بعد ہم آگے دیکھیں گے۔ اب ایک کی بجائے ہم دو بھیج دیں تو ان کا تو موقف ہی یہی ہے کہ اگر ہم ایک کریں گے تو اور بھی بہت سے مانگیں گے۔ اس بات پر وہ رکاوٹ پیدا کر رہے ہیں ہم یہ قرارداد پاس کر کے فی الحقیقت ان کے موقف کی تائید کر دیں گے۔ اور ایک بھی فری زون جو آپ کو مل رہی ہے شاید نہ ملے۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اس بات پر ہم اصولی طور پر اتفاق کرتے ہیں کہ صنعتی ترقی کے لیے ترغیبات اور سہولتیں لینی ہیں لیکن سہولتیں لینے کے انداز کو اس طرح سے نہ الجھا دیں کہ جو مل رہا ہے وہ بھی چلا جائے۔ میں اپنے بھائی مختار اے شیخ سے گزارش کروں گا کہ انشاء اللہ ملتان کو ہم یقینی طور پر ترجیح دیں گے۔ اس کے لیے ہم علیحدہ قرارداد دے دیں گے۔ لیکن ایک چیز مل رہی ہے اس کو لینے دیجیے۔ وہ مسئلہ کافی آگے جا چکا ہے اس لیے سارا ہاؤس اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرلے۔ اس کا مطلب خدانخواستہ ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم ملتان کو اس سے محروم رکھنا چاہتے لیکن میں یہ

خیال کرتا ہوں کہ جو مل رہا ہے اس قرارداد سے ہم اس سے بھی محروم نہ ہو جائیں۔ میں مختار اے شیخ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس پہ زور نہ دیں۔ اسے ملتوی رکھیں۔ پہلی بات کو مکمل ہو لینے دیجیے انشاءاللہ اس کے بعد ہم ملتان کے لیے بھی سفارش کریں گے۔

جناب سپیکر: میں یہاں مختار اے شیخ صاحب سے اس سلسلہ میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب میں اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ کو بنے ہوئے ۲۰ برس ہو گئے ہیں اور بیس برسوں سے ملتان کے علاقے میں یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ وہاں پر ٹیکس فری اور ڈیوٹی فری زون قرار دیا جائے۔ وزیر اعظم صاحب بھی ۱۷ اپریل کو ملتان تشریف لائے تھے۔ وہاں بھی انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں وزیر خزانہ سے مشورہ کر کے چند دنوں تک اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ کروں گا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک تحصیل چونیاں کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں جب وزیر اعظم کل یا پرسوں کراچی تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پر صنعتکاروں کی ان سے بات چیت ہوئی ہے۔ تحصیل چونیاں کے بارے میں انہوں نے وہاں فرمایا ہے کہ صوبائی حکومت نے انہیں جو تجویز بھیجی ہے وہ ہے چار لاکھ ایکڑ کی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے کہا ہے کہ تحصیل چونیاں میں مخصوص علاقہ کی نشان دہی کریں۔ کیونکہ چار لاکھ ایکڑ کی تمام تحصیل کو ہم ڈیوٹی فری اور ٹیکس فری زون ایریا قرار نہیں دے سکتے۔ تو میں اس سلسلہ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس میں وزیر صنعت کی قیادت میں ایک ایسی خاص کمیٹی تشکیل دی جائے جو مرکز میں اس سلسلہ میں گفت و شنید کرے اور ان معاملات کو طے کرے۔ کیونکہ وزیر اعظم نے لاہور میں ایوان صنعت و تجارت کو یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ آپ لاہور کے قریب ایک زون مقرر کریں تاکہ اس کو ٹیکس فری اور ڈیوٹی فری قرار دے دیا جائے۔ تو جناب میں گزارش کروں گا کہ پنجاب

اس وقت لازمی طور پر کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ صنعت اور زراعت دونوں کی ترقی یکساں اور متوازن ہونی چاہیے۔ اگر ہم نے زرعی طور پر ترقی کرنی ہے تو صنعت ضروری ہے۔ اگر صنعت کو ہم نے ترقی دینی ہے تو زراعت ضروری ہے۔ یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ لیکن گزشتہ کئی برسوں سے ہمیں پنجاب میں ٹیکسٹائل زون نہیں دیے جا رہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایک معمولی سی بات کے لیے اگر ہم ملتان کے انڈسٹریل زون کو نکال دیں اور چونیاں کے لیے ہم لگے رہیں۔

جناب سپیکر: سید طاہر احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! اس قرارداد کے متعلق میاں مختار اسے شیخ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ یہ ایک معمولی سی بات ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ مجھے بھی اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقع دیا جائے یہ معمولی بات نہیں ہے یہ ایک کافی بحث طلب مسئلہ ہے جس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہیے اور پھر اس قرارداد کو ایوان کے سامنے منظوری یا نامنظوری کے لیے پیش کرنا چاہیے۔

میاں مختار اے شیخ: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی کہ یہ معمولی بات ہے۔ اگر یہ اہم معاملہ نہ ہوتا تو میں اسے لاتا ہی کیوں؟ یہ اہم نوعیت کا ہی معاملہ ہے۔ بیس برس سے ملتان انڈسٹریل ایریا قائم ہے اور وہ محروم چلا آ رہا ہے۔ تیرہ سو ایکڑ زمین ہے اور ویران پڑی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم پنجاب کو صنعتی طور پر ترقی نہیں دیتے تو ہم زراعت میں بھی ترقی نہیں کر سکتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ ہمیں صنعتی ترقی کے لیے محروم رکھا جا رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ دیدہ دانستہ ہو رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہاؤس میں وزیر صنعت کی قیادت میں ایک ایسی سب کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ مرکز کے ساتھ وقتاً فوقتاً گفت و شنید کر کے ان

رکاوٹوں کو دور کرکے۔ کیونکہ یہ پہلے ہی بڑے التواء میں بات کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: اس میں جناب ملک اللہ یار خان صاحب کی ایک ترمیم ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی ایک ترمیم ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتی ہیں۔ تو اب ہم اصل قرارداد کی طرف آتے ہیں۔ قرارداد کہ :—

"پنجاب صنعتی ترقی سے محروم چلا آرہا ہے کیونکہ پنجاب میں ماسوائے ضلع ڈیرہ غازی خاں کے کسی علاقے میں ٹیکس فری اور ڈیوٹی فری زون نہیں بنائے گئے۔ لہذا صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے امر کی سفارش کرے کہ ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ اور تحصیل چونیاں لاہور کو ٹیکس و ڈیوٹی فری زون قرار دیا جائے تاکہ پنجاب کو صنعتی طور پر ترقی یافتہ بنایا جاسکے اور بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا خاتمہ کیا جاسکے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

ملکی صنعت کو تحفظ

جناب سپیکر: اگلی قرارداد سردار الطاف حسین صاحب کی طرف سے ہے۔

سردار الطاف حسین: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ :

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ درآمد پر انحصار کرنے کی پالیسی تبدیل کی جائے۔ کاروں اور دیگر اشیائے تعیش کی درآمد پر کلیتاً پابندی عائد کرکے ملکی صنعت کو تحفظ دیا جائے۔"

جناب سپیکر: جناب سردار صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

سردار لطاف حسین: جناب والا! ہم نے آزادی حاصل کرنے کے بعد ملکی صنعت کو تحفظ دینے کی بہت کم کوشش کی ہے جبکہ ہمارے ساتھ آزادی حاصل کرنے والے ممالک نے بظاہر عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے غیر ملکی اشیاء کی برآمد پہ پابندی عائد کر کے ملکی صنعت کو تحفظ دیا آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ملک اس قسم کی چیزیں نہ صرف اپنے ملک کے اندر تیار کر رہے ہیں بلکہ وہ اشیاء برآمد کرنے کے قابل ہو چکے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ہمارے بعد جن ممالک نے آزادی حاصل کی وہ صرف برآمد پر پابندی عائد کر کے اور ملکی صنعت کو تحفظ دے کر آج ہم سے کہیں آگے نکل چکے ہیں۔ میں یہی دعا کروں گا کہ یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے ملکی صنعت کو تحفظ دیا جائے تب ہی ہم درآمد سے نجات حاصل کر سکیں گے۔ ورنہ ہمیں مدت تک غیر ملکی اشیاء کی درآمد پر انحصار کرنا پڑے گا۔ اور جس پہ ہمیں بہت زیادہ زرمبادلہ خرچ کرنا پڑے گا اور ملک کی اہم ضروریات سے ہم غافل ہوتے رہیں گے۔ تو میں اپنے قابل احترام ممبران سے اپیل کروں گا کہ وہ اس پر غور فکر کریں، توجہ دیں بالآخر ملکی صنعت کو تحفظ دے کر ان کی درآمد کو بند کرنا پڑے گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میں نے اس کی مخالفت بھی کی ہے اور اس میں ترمیم بھی آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: جناب میاں مختار احمد شیخ صاحب کی ترمیم ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا ترمیم بعد میں ہو گی آپ پہلے اسکی مخالفت کرنے والے کو موقع دیجیے۔

جناب سپیکر: جی آپ فرمائیے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ملک کا ہر شہری یہ چاہتا ہے کہ ہمارا ملک ہر چیز میں خود کفیل ہو اور ہمارا پیسہ باہر نہ جائے۔ میں ان کی اس قرارداد کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہا بلکہ میں نے اس کی

مخالفت اس لیے کی ہے کہ جبتک ملک میں کارخانے اتنی کاریں تیار نہ کر دیں کہ جو اس صوبے کے اس ملک کے عوام کی ضرورت کو پورا کر سکتی ہوں اس وقت تک درآمد کو ممنوع قرار دینا عوام کے بنیادی حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والی بات ہے۔ جناب والا ضرورت کے تحت اگر دیکھیں تو بہت ساری چیزیں باہر سے منگوائے بغیر ہم گزارا نہیں کر سکتے۔ ملک کی کاریں اگر بیرون ملک کی کاروں سے نصف قیمت پر بھی ملیں اور ان کے پرزہ جات ایک ہفتے سے زیادہ کام نہ کریں تو یہ لوگوں کے کاروبار میں ایک رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ اس کی بجائے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ کاروں کے کارخانے لگیں اور کاریں یہاں پر بننے لگیں اس کے پرزہ جات بنائے جائیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے اور قوم کی کامیابی ہے اور ملک اس بات سے ترقی کرے گا اگر ہر چیز یہاں پر تیار ہو۔

(اور اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

لیکن اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک شخص کار خریدنا چاہتا ہے اور جس کی ضرورت ہے، اور اسمبلی کے اجلاس میں تین سو میل کا سفر کر کے وقت پر پہنچنا جس کے لیے مشکل ہے، دفتر میں جانے کے لیے مشکل ہے۔ مریض کو ہسپتال لے جانے والے کے لیے مشکل ہے ان کو اتنی مہنگی کاریں خریدنی پڑتی ہیں۔ اس لیے میں نے اس میں ایک ترمیم پیش کی ہے کہ ملک کو خود کفیل ہونے تک کاروں کے لیے ڈیوٹی میں پچاس فی صد کمی کر دی جائے تاکہ لوگوں کو اپنی ضرورت پورا کرنے کے لیے کم قیمت پر یہ کاریں مل سکیں۔ جناب والا، اگر اس ڈیوٹی کو پچاس فیصد کم کر دیا جائے تو یقیناً ان کاروں کی قیمت میں بہت بڑی کمی واقع ہو جائے گی اور ایک وہ آدمی جو معمولی کاروبار کرتا ہے اس کا بھی حق ہے۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: رانا صاحب آپ کی ترمیم یہاں ریکارڈ پر تو موجود نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا، میں نے پیش کی ہے اور ابھی بھیجی ہے۔ اور مجھے حق ہے کہ قرار داد پیش ہونے سے پہلے میں اس میں ترمیم بھیجوں اگر آپ اس کو مسترد فرما دیں تو پھر میں بے بس ہوں۔ میں نے ترمیم بھیجی ہے، میں نے ان کی مخالفت نہیں کی، صرف یہی الفاظ کہے ہیں کہ باہر سے گاڑیاں منگوانے پر پابندی عائد نہ کی جائے بلکہ پچاس فی صد ڈیوٹی کم کر دی جائے۔ اور ان سرکاری محکموں کی لوٹ کھسوٹ اور ان کی دولت جو معمولی ڈنٹ ڈال کر ان کی ڈیوٹی کم کروا کے ہمیں پوری قیمت پر فروخت کر رہے ہیں۔ ان کی اس چور بازاری کو روکنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جب تک ملک خود کفیل نہ ہو جائے اس وقت تک کے لیے اس ڈیوٹی میں پچاس فی صد کمی کر دی جائے "تاکہ لوگ اس کی خرید میں پریشان نہ ہوں۔ اب آپ ایک زمیندار ہیں۔ میں ایک معمولی زمیندار ہوں لیکن ہو کیا رہا ہے، زمیندار ٹریکٹر خریدتا ہے ایک لاکھ ۶۸ ہزار روپے کا۔ اور وہ ایک لاکھ ۳۸ ہزار روپے میں وہیں پر بیچ دیتا ہے کیونکہ اس کے بچے مجبور کرتے ہیں کہ ہم کچھ پڑھ چکے ہیں ہمیں کار کی ضرورت ہے۔ اور وہ قرضے ان کی آئندہ نسلیں بھی ادا نہ کر سکیں گی کہ ان پر اتنا بوجھ پڑتا ہے اور یہ محض ڈیوٹی کی وجہ سے ہے۔ اب یہ کہا جائے گا کہ اس ملک کا کاروبار چلانے کے لیے اس بجٹ کو پورا کرنے کے لیے ہمیں ڈیوٹی لگانی پڑتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ کی قرارداد آگے آئے گی اور آپ سارا زور اس پر لگا رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا، وہ میری دوسری قرار داد ہے۔ میں تو عرض کر رہا ہوں میں کوئی زور تو نہیں لگا رہا، میں کوئی پہلوان جی تو نہیں ہوں کہ کشتی کر رہا ہوں۔ جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ جات بہت سارے ناجائز اخراجات بند کر کے اس کی ڈیوٹی کو نصف کر کے لوگوں کو سستی قیمت پر کاریں مہیا کریں۔ اور بہتر یہ ہوتا کہ سردار صاحب یہ تجویز پیش کرتے کہ اس

ملک کے وزیروں کو سوزوکی کار میں سفر کرنا چاہیے۔ جب تک وزراء حضرات اس کام کو شروع نہ کریں گے تو لوگ بھی اس کو نہیں اپنائیں گے۔ میری یہ تجویز تھی اور میں نے ایک دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب سے کہا تھا کہ قومی جذبہ پیدا کرنے کے لیے۔ قومی مال کو ترجیح دینے کے لیے سوزوکی کاریں ہمارے وزراء کو بھی استعمال کرنی چاہئیں۔ اور ارکان اسمبلی کو بھی استعمال کرنی چاہئیں لیکن ہم جن قیمتوں پر خرید رہے ہیں وہ قیمتیں اس قدر ناجائز ہیں کہ دیگر ممالک میں آپ جائیے جہاں ڈیوٹی نہیں ہے وہی کار یہاں چار لاکھ روپے کی ملتی ہے وہ آپ کو سوا لاکھ روپے میں ملے گی۔ جناب والا، اس ڈیوٹی کی وجہ سے مہنگائی ہے۔ اگر وہ مہنگائی کم ہو جائے۔ ڈیوٹی کم ہو جائے۔ ہمارے کارخانے کام کرنا شروع کر دیں تو پھر ہمیں باہر سے کاریں منگوانے کی ضرورت نہ ہو گی۔ لیکن فوری طور پر پابندی عائد کرنے سے جو موجودہ پرانی گاڑیاں اس ملک میں موجود ہیں ان کی قیمت آدھ گنا بڑھ جائے گی۔ اس لیے وہ لوگوں کے لیے مشکل بن جائے گی۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اگر اس پہ پابندی عائد کر دی گئی تو ان سیکنڈ ہینڈ گاڑیوں کی قیمت گنی گنا بڑھ جائے گی۔ اس پر ڈیوٹی میں کمی کی جائے یعنی ۵۰ فی صد کمی کی جائے اور یا کارخانے لگائے جائیں۔ اس بات کے متعلق میں سردار صاحب کا ہم خیال ہی نہیں بلکہ تائید بھی کرتا ہوں کہ اس ملک کو ترقی دینے کے لیے صنعت کو بڑھایا جائے۔ اس ملک میں ڈیوٹی میں کمی کیے بغیر پابندی عائد کر دی گئی تو اس ملک کے لوگوں کے لیے ماسوائے ان لوگوں کے جو صنعت کار ہیں۔ جو کارخانے دار ہیں۔ جو سرمایہ دار ہیں یا جو رشوت خور ہیں۔ چونکہ رشوت خور افسروں کو عام طور پر باہر لگایا جاتا ہے اور دیانتداروں کو کھڈے میں لکھا جاتا ہے اس لیے وہ لوگ مستفید ہو سکیں گے عام آدمی اور دیانت دار آدمی کے لیے کار خریدنا بالکل مشکل ہو جائیگا۔ اور قوم کا پیسہ ان دکانداروں، ان ڈیلروں کی جیب میں چلا جائے گا جو آپ، جھوک سے مر رہے ہیں۔ اس لیے اس ترمیم کے ساتھ اگر اس کو منظور کر لیں تو میرا

کوئی اصرار نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب جہاں تک آپ کی ترمیم کا تعلق ہے قواعد انضباط کار کے مطابق اس چیز کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ میاں مختار احمد شیخ۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب والا! میں نے اس سلسلہ میں ترمیم پیش کی ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا کن رولز کے تحت یہ ترمیم نہیں آسکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ترمیم پیش کرنے کے لیے دو دن کا نوٹس دیا جاتا ہے۔ آپ یہ ترمیم اس وقت دے رہے ہیں ۱۰ اس لیے یہ قواعد انضباط کار کے مطابق نہیں ہے اس لیے اس کو نامنظور کیا جاتا ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہاں کی روایات یہ رہی ہیں کہ قرارداد پیش ہو جانے کے بعد بھی ایک چٹ کے ذریعے ارکان اسمبلی کسی قرارداد میں ترمیم پیش کرنے کی اجازت لے سکتے ہیں اور جناب سپیکر ہاؤس سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا اس ترمیم کو شامل کرنے کی ہاؤس اس وقت اجازت دیتا ہے۔ طریقہ کار یہ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب اس اسمبلی کا یہ طریقہ کار بھی رہا ہے کہ جب سپیکر کسی بات پر اپنا فیصلہ دے دے تو اس کے بعد اس کی نفی نہیں کی جا سکتی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میاں مختار احمد شیخ صاحب آپ کی اس قرارداد میں ترمیم ہے وہ پیش کریں۔

صاحبزادہ سید مظہر الحسن عرف چن پیر: جناب والا کورم کا بھی خیال رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر آپ نے اپنی رولنگ میں اس رول کا حوالہ نہیں دیا کہ کس رول کی رُو سے ترمیم نہیں آسکتی۔ میں تو چونکہ اَن پڑھ ہوں اب چونکہ کورم کا مسئلہ ہے اس لیے آپ فرما دیں کس دفعہ کے تحت میں ترمیم نہیں دے سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میاں مختار احمد شیخ : جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

" مذکورہ قرارداد میں وارد ہونے والے الفاظ " کلیتاً پابندی عائد کرکے ملکی صنعت کو تحفظ دیا جائے " کی بجائے الفاظ " کلیتاً پابندی اس وقت تک عائد کرکے ملکی صنعت کو تحفظ دیا جائے جس وقت تک کرولا، مورس اور ہنڈا سوک کاروں کے ملک میں پلانٹ چالو نہ ہو جائیں۔ نیز سوزوکی کار کی قیمت کم کرکے صرف ۵۰ ہزار روپے مقرر کی جائے " ثبت کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس قرارداد میں یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

" مذکورہ قرارداد میں وارد ہونے والے الفاظ " کلیتاً پابندی عائد کرکے ملکی صنعت کو تحفظ دیا جائے " کی بجائے الفاظ " کلیتاً پابندی اس وقت تک عائد کرکے ملکی صنعت کو تحفظ دیا جائے جس وقت تک کرولا، مورس اور ہنڈا سوک کاروں کے ملک میں پلانٹ چالو نہ ہو جائیں۔ نیز سوزوکی کار کی قیمت کم کرکے صرف ۵۰ ہزار روپے مقرر کی جائے " ثبت کیے جائیں۔

یہ ترمیم جو انھوں نے پیش کی ہے گورنمنٹ کی طرف سے اس کی مخالفت نہیں کی جائے گی۔

میاں محمد رفیق : جناب سپیکر! میں نے اس ترمیم کی مخالفت کی ہے۔

میاں مختار احمد شیخ : جناب والا، ملک میں صرف اس وقت سوزوکی کاریں بنانے کا ایک ہی کارخانہ ہے۔ وہ سوزوکی کمپنی نے گورنمنٹ کے اشتراک کے ساتھ قائم کیا ہوا ہے۔ اس کی اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی ایڈوانس پیسے جمع کرادے تو اس کو ۱۲ مہینے سے لیکر ۱۸ مہینے تک اس کی ڈیلوری ملتی ہے اگر آج ہم اس بات پر پابندی لگا دیں کہ باہر سے کاریں برآمد نہ ہوں۔ یہاں جس طرح میرے فاضل دوست نے رانا صاحب سے کہا ہے کاروں کی کئی گنا قیمتیں بڑھ جائیں گی۔ حکومت پاکستان نے کرولا، مورس اور ہنڈا سوک کاروں کے پلانٹ

لگانے کی اجازت مختلف نجی اداروں کو دی گئی ہے۔ وہ پلانٹ باہر کے ملکوں سے منگوائے جا رہے ہیں اور وہ ابھی تک لگے نہیں ہیں۔ ملک میں کاروں کی زبردست کمی ہے اور اس کمی کی وجہ سے ایک چھوٹا سا پلانٹ سوزوکی نے لگایا ہوا ہے اس کی ڈیلیوری بھی ممکن نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت تک جب تک کاروں کے پلانٹ ملک کے اندر نہ لگ جائیں اگر درآمد پر ہم نے پابندی لگا دی تو ملک میں جو کاریں اس وقت اتنی مہنگی ہیں کوئی شخص بھی ان کاروں کو خرید نہیں سکے گا۔ میں تو یہ کہوں گا جس طرح رانا صاحب نے تجویز کی ہے کہ ۵۰ فی صد ڈیوٹی بھی کم کی جائے اور سوزوکی کاروں کی قیمت اس وقت پہلے ۵۰ ہزار روپے رکھی گئی تھی اس وقت ۷۵ ہزار روپے تک چلی گئی ہے۔ حکومت نے خود اس کی قیمت ۵۰ سے ۷۵ ہزار کر دی ہے۔

چودھری فضل حسین راہی : پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب سپیکر معزز رکن نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہنڈا سوک اور موریس کے پلانٹ یہاں پاکستان میں لگ رہے ہیں۔ میں اپنی اطلاع کے لیے جناب سپیکر ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ ہنڈا سوک کے پلانٹ کون لگا رہے ہیں اور دوسرے پلانٹ کون لوگ لگا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : راہی صاحب، اس کے لیے آپ الگ سوال پیش کر سکتے ہیں۔

چودھری فضل حسین راہی : نہیں جناب، پیش کرنے کی بات نہیں۔ یہ میں صرف اپنی معلومات کے لیے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ انہیں پتہ ہے اور مجھے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ آپ ان سے ہاؤس کے باہر جا کر پوچھ سکتے ہیں۔ میاں صاحب، فرمائیے۔

میاں مختار احمد شیخ : جناب سپیکر، گزارش یہ ہے کہ وہ سوزوکی کار جو پہلے

حکومت پچاس ہزار روپے میں دیتی تھی۔ اس کی قیمت بڑھ کر ۷۵ ہزار روپے ہو گئی ہے متوسط طبقہ کا آدمی یہ کار بڑی آسانی سے خرید لیتا تھا لیکن ہماری بدقسمتی کہ اس کی قیمت پچاس ہزار روپے سے بڑھا کر ۷۵ ہزار روپے کر دی گئی۔ میں گزارش کروں گا کہ اس قرارداد میں جس طرح میں نے ترمیم پیش کی ہے، اس کو اس طرح سے منظور کیا جائے، ورنہ یہاں کاروں کا تصور بھی ناممکن ہو جائے گا۔ شکریہ۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے سردار الطاف حسین صاحب کی طرف سے پیش کردہ اہم اور انتہائی ضروری قرارداد کی حمایت میں اور اس میں رانا پھول محمد خان صاحب اور جناب مختار اے شیخ صاحب کی طرف سے پیش کردہ ترامیم کی مخالفت میں چند معروضات دلائل کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! تاریخ شاہد ہے کہ جس ملک نے اپنے وسائل پر کلی طور پر انحصار نہیں کیا، اس ملک کی کبھی ترقی نہیں ہوئی۔ میں نے ایک تحقیقی مقالہ کا مطالعہ کیا ہے جس کا نام ہے: "Miseries of the Third World"۔ محقق نے اس میں تقریباً پچاس ملکوں کا موازنہ کیا ہے جن میں سے ہندوستان اور پاکستان کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس لحاظ سے کہ ان میں بہت مماثلت ہے۔ ایک ہی مٹی پہ ایک ہی طرح کے لوگ اس پار اور اُس پار بستے ہیں۔ وہ محقق امریکی سکالر ہے۔ یہ کتاب ۱۹۸۵ء میں چھپی ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ ہندوستان جس کے پاس اپنی ایک متعین حکمت عملی ہے اور جو ترقی کی راہ پہ رواں دواں ہے۔ اس کو امریکہ کے اس معیار پر پہنچنے کے لیے دو سو سال چاہئیں جس معیار پر امریکہ ۱۹۸۵ء میں تھا۔ اس نے پاکستان کے بارے میں لکھا ہے کہ پاکستان کے بارے میں ہم کسی وقت کا تعین ہی نہیں کر سکتے کیونکہ پاکستان کے پاس کوئی سمت ہی متعین نہیں ہے۔ جناب سپیکر، یہ ایک المیہ ہے اور نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آزادی کے ۴۰ سال کے بعد ترقی

پر گامزن ہونے کی بجائے ہر لحاظ سے ترقی معکوس کی طرف اس کا ہر قدم بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ جن ممالک نے پاکستان کے بعد ترقی حاصل کی ہے جن میں ہم چین اور کوریا کی مثال دے سکتے ہیں۔ وہ صنعتی میدان میں بھی اس قدر آگے بڑھ چکے ہیں کہ ان کی برآمد کی ہوئی اشیاء ہم درآمد کرتے ہیں۔ جناب سپیکر، ان اسباب کا بغور جائزہ لیا جائے جن کی وجہ سے ہم صنعتی ترقی نہیں کر سکے، یا درآمدات میں کوئی کمی نہیں ہو سکی، یا ہم اپنی برآمدات کو آگے نہیں بڑھا سکے۔ اس پر مستزاد یہ المیہ ہے کہ ہمارے جو بھائی باہر محنت مزدوری کرنے کے لیے گئے ہوتے ہیں، ہم ان کا کمایا ہوا زرمبادلہ برباد کرتے ہیں۔

صاحبزادہ سید مظہر الحسن عرف جن پیر: جناب سپیکر، میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی۔ کورم نہیں ہے۔ اس کا فیصلہ کیجیے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے، گھنٹیاں بجائی جائیں (گھنٹیاں بجائی گئیں) کورم پورا نہیں ہے، اس لیے اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر (ڈیڑھ بجے) کورم نہ ہونے کے باعث اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

ہاؤس کی کارروائی پندرہ منٹ کے وقفے کے بعد ۱ بجکر ۴۸ منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ شروع ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کورم نہیں ہے اس لیے اجلاس کی کارروائی کل صبح ۹ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ہاؤس کی کارروائی ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۶ صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہو گئی)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
(چہارشنبہ ۱۰ر صفر ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ — شمارہ ۸

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(بدھ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۷۸۷
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۷۸۸
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ۸۲۴
غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۸۳۵
مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی ۸۳۶

مسئلہ استحقاق :-
(i) سوال نمبر ۱۲۸۲ کے غلط جواب کی فراہمی ۸۴۷
(ii) سوال نمبر ۱۶۱۵ کے غلط جواب کی فراہمی ۸۴۳
(iii) وزیر اعلیٰ سے ملاقات کے دوران اراکین اسمبلی سے نامناسب سلوک ۸۴۶
چینیوٹ کے لئے رکھے گئے ۳۰ لاکھ روپے کے فنڈز غیر اراکین اسمبلی کو دینے کے لئے صوبائی مشیر کا بیان ۸۵۴

تحاریک التوائے کار :-
(i) جناب ریاض حشمت جنجوعہ ایک تحریک التوائے کار پر جناب سپیکر کی رولنگ ۸۵۵
(ii) ضلع جھنگ میں سماجی برائیوں میں روز افزوں اضافہ ۸۵۶
(iii) جی ٹی ایس کے کارکنوں میں معاشی عدم تحفظ کا احساس ۸۵۷

مسوّدہ قانون :-
مسوّدہ قانون (ترمیم) صنعتی ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء ۸۶۵

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

بدھ ، ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۸۶ء
چہار شنبہ، ۱۰ صفر سنہ ۱۴۰۷ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ساڑھے نو بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۗ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(حٰمٓ سجدہ ۴۱ آیات ۴۶ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶)

جو شخص بھی اچھے کام کرے گا تو اپنے ہی فائدے کیلئے کریگا اور برے کام کریگا تو اسی کا نقصان بھی اسی کو ہوگا اور تمہارا پروردگار بندوں پر کبھی ظلم نہیں کرتا۔

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے بتائے ہوئے بھلائی کے راستوں کی طرف بلائے اور کام بھی اچھے کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں اور اچھائی و برائی برگز برابر نہیں ہو سکتی تم سخت کلامی کا کچھ ایسے طریقے سے جواب دو جو بہت ہی اچھا ہو ایسا کرنے سے تم دیکھو گے کہ جس سے تمہاری عداوت چلی آرہی تھی وہ تمہارا گہرا دوست بن گیا ہے۔ اور یہ بات انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو صبر و برداشت سے کام لیتے ہیں اور خاصکر ان ہی کو نصیب ہوتا ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔ اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو بیشک وہ سب کچھ سنتا و جانتا ہے۔ (وما علینا الا البلاغ)

جناب سپیکر ۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ امداد باہمی کو آپریٹو سوسائٹی کے فنڈز کی تقسیم

*526 پیر محمد شاہ کھگہ ۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کوآپریٹو سوسائٹیز کے لئے فنڈز صوبائی حکومت کی جانب سے مہیا کئے جاتے ہیں یا مرکزی حکومت کی جانب سے۔ نیز اس کی تقسیم کا طریق کار کیا ہے نیز ضلع ساہیوال تحصیل پاکپتن کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس کی تفصیل کیا ہے۔

وزیر امداد باہمی ۔ (ملک سلیم اقبال)

کوآپریٹو سوسائٹیز کو فنڈز صوبائی یا مرکزی حکومتیں مہیا نہیں کرتیں البتہ ہر فصل پر فیڈرل بنک برانچ کوآپریٹو ز اسلام آباد سے پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک صوبائی حکومت کی ضمانت پر قرضہ حاصل کر کے کوآپریٹو سوسائٹیز کے لئے فنڈز فراہم کرتا ہے۔

جو قرضہ فیڈرل بنک سے حاصل کیا جاتا ہے اس کی ضلع وار تقسیم ہر فصل پر کی جاتی ہے ربیع (۸۶۔۱۹۸۵ء) کے لئے ضلع ساہیوال کے لئے دس کروڑ روپیہ مختص ہے جس میں سے تحصیل پاکپتن کا حصہ ۳ کروڑ روپیہ ہے۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب سپیکر آپ کی وساطت سے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ بتا سکیں گے کہ مرکزی حکومت کوآپریٹو بنک سے قرضہ حاصل کر کے صوبائی حکومت کو دیتی ہے تو اس پر کتنا سود وصول کرتی ہے۔ یا پھر کوئی سود وصول نہیں کرتی۔

جناب سپیکر ۔ میاں صاحب سوال کو دہرائیے گا اور اسے سوال کی شکل دیجئے گا۔

میاں محمد اسحاق ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ فیڈرل بنک برانچ کوآپریٹو اسلام آباد

پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کوآپریٹو سوسائیٹیز کے لئے جو فنڈز فراہم کرتا ہے اس پر کتنا سود لیتا ہے۔ یا بغیر سود کے قرضہ مہیا کرتا ہے؟

جناب سپیکر۔ آپ کی مراد یہ ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک، فیڈرل کوآپریٹو بنک کو کتنا سود ادا کرتا ہے۔؟

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال) جناب والا چھوٹے کاشت کار جن کا رقبہ ساڑھے بارہ ایکڑ ہے ان میں یہ قرضہ تقسیم کرتے ہیں۔ اور اس پر قطعاً کوئی سود وصول نہیں کیا جاتا۔ پنجاب کوآپریٹو بنک ہماری ضمانت پر فیڈرل کوآپریٹو بنک سے قرضہ حاصل کرتا ہے اور پھر یہ رقم ہر فصل کے موقع پر چھوٹے کاشت کاروں میں تقسیم کرتا ہے۔ مرکزی حکومت کی جانب سے اس سلسلے میں کوئی قرض نہیں ملتا۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب سوال یہ تھا کہ فیڈرل کوآپریٹو بنک، پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو جو قرضہ حکومت پنجاب کی ضمانت پر فراہم کرتا ہے، اس کو کتنے فی صد سود ادا کیا جاتا ہے۔ یعنی پنجاب پراونشل بنک فیڈرل کوآپریٹو بنک کو کتنے فی صد سود ادا کرتا ہے۔؟

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال) ۳ فی صد سود ادا کیا جاتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں جب کہ اسلامی نظام رائج کیا جا رہا ہے، سود لینا اور دینا اسلام میں حرام ہے تو کیا سود کا کاروبار اب بھی چل رہا ہے۔

وزیر امداد باہمی۔ mark up وصول کیا جاتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا کان کو اس طریقے سے پکڑا جائے یا کسی اور طریقے سے پکڑا جائے بات ایک ہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ mark up سود کا ہی دوسرا نام ہے۔ بلکہ شرح سود mark up کی شکل میں بڑھا دیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا mark up سود کا دوسرا نام نہیں۔؟

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا یہ صرف سروسز چارجز ہیں، اس لئے اسے سروسز چارجز کہا جاتا ہے۔

پیر محمد شاہ کھگہ۔ جناب والا میں ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ فصل ربیع کے سلسلے میں ضلع ساہیوال کے لئے دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ فصل خریف کے لئے کتنے روپے رکھے گئے تھے۔؟

جناب سپیکر۔ ذرا سوال دھرایئے گا۔

پیر محمد شاہ کھگہ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ فصل ربیع کے سلسلے میں ضلع ساہیوال کے لئے ۱۰ کروڑ روپیہ رکھا گیا، جن میں سے تحصیل پاکپتن کا حصہ ساڑھے تین کروڑ روپے بنتا تھا، تو کیا آپ فرمائیں گے کہ فصل خریف کے لئے کتنا روپیہ رکھا گیا تھا۔؟

جناب سپیکر۔ کونسی فصل خریف کے لئے۔؟

پیر محمد شاہ کھگہ۔ گذشتہ سال کی فصل خریف کے لئے۔

جناب سپیکر۔ ابھی یہ جو فصل تیار ہو رہی ہے۔؟

پیر محمد شاہ کھگہ۔ جی نہیں پچھلے سال کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ۸۶-۱۹۸۵ء خریف کی فصل کے متعلق بات کر رہے ہیں۔؟

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب اس کے لئے تو آپ کو نیا سوال کرنا ہوگا۔

پیر محمد شاہ کھگہ۔ ٹھیک ہے۔

جناب اقبال احمد شاہ۔ کیا وزیر موصوف کو آپریٹو سوسائٹیز کے متعلق یہ بتائیں گے کہ پنجاب میں کتنی سوسائٹیاں one man ہیں اور کتنی اصل سوسائٹیاں ہیں۔

جناب سپیکر۔ کیا فرمایا ہے۔؟

جناب اقبال احمد شاہ۔ جناب والا ایک اصل سوسائٹیاں ہوتی ہیں جو کہ صحیح طریقے سے بنتی ہیں ایک one man society ہوتی ہے جو ایک آدمی بناتا ہے اور دوسری سوسائٹیاں تیس یا پچاس ممبروں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ میں ان کی تعداد پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب یہ تو کوئی سوال نہیں ہے۔

جناب اقبال احمد شاہ۔ جناب والا یہ one man سوسائٹیاں تو بے اندازہ ہیں، وہ تو بنی ہوئی ہیں اور ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے، کیونکہ ان کی ممبر شپ زیادہ نہیں ہے وہ فرضی

سوسائٹیاں ہیں، چلیں میں یہ پوچھ لیتا ہوں کہ فرضی سوسائٹیاں کتنی ہیں۔

وزیر امداد باہمی۔ (جناب سلیم اقبال) جناب والا فرضی سوسائٹیوں کے اعداد و شمار نہیں ہوتے اگر میرے فاضل دوست کو کسی سوسائٹی کے بارے میں کوئی شکایت ہے تو وہ نشاندہی کر سکتے ہیں، میں فوری طور پر انکوائری کروا کر اس کے خلاف کارروائی کروں گا۔

جناب سپیکر۔ چوہدری نذیر احمد صاحب۔

کھاد بیج اور کرم کش ادویات کی خریداری پر بلاسود قرضوں کی فراہمی

*886 چوہدری نذیر احمد۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چھوٹے زمینداروں کو کھاد، بیج اور کرم کش ادویات کی خریداری کے لئے چھ ہزار روپے تک بلاسود قرضہ دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع وہاڑی میں مذکورہ چھ ہزار روپے قرضہ کی رقم پر سود وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ضلع کے عوام کو بھی بلاسود قرضے فراہم کرنے کو تیار ہے؟

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) جی نہیں۔ بلاسود قرضہ کی رقم خریف ۱۹۸۵ء چھ ہزار روپے سے بڑھا کر دس ہزار روپے کر دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) جی نہیں بلاسود قرضے پہلے ہی چھوٹے زمینداران کو تمام اضلاع میں دیئے جا رہے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر آپ کی وساطت سے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ چھوٹے کاشتکاروں کی حد ملکیت کیا ہے۔؟ چھوٹے زمیندار سے کیا مراد ہے؟

وزیر امداد باہمی۔ ساڑھے بارہ ایکڑ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں انہوں نے فرمایا ہے کہ بلاسود قرضہ کی رقم فصل خریف پر ۱۹۸۵ء سے چھ ہزار روپے

سے بڑھا کر چھ ماہ کے لئے دس ہزار روپے کر دی گئی ہے اور اس میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ قرضہ بلا سود دیا جاتا ہے اور اگر چھ ماہ گزر جائیں تو اس کے بعد کتنا سود وصول کیا جاتا ہے۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا اگر کوئی سوسائٹی یا ممبر فضل پر قرضہ ادا نہ کر سکے تو پھر اس پر mark up وصول کیا جاتا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا یہ نہیں بتایا گیا کہ کس شرح سے mark up وصول کیا جاتا ہے۔

وزیر امداد باہمی۔ ۱۴ فی صد کے حساب سے mark up وصول کیا جاتا ہے۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چھوٹے کاشت کاروں/زمینداروں کو بلا سود قرضہ دیا جاتا ہے تو کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ عملی طور پر کتنے چھوٹے کاشت کار اس سے استفادہ کرتے ہیں، اور چھوٹے زمینداروں کے نام پر کتنے بڑے زمیندار اس قرضے سے استفادہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ مولانا غیاث الدین۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب والا میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ بلا سود قرضہ چھ ہزار روپے سے بڑھا کر دس ہزار روپے تک کر دیا گیا ہے۔ اگر دس ہزار روپے سے اُوپر قرض لیا جائے تو کیا اس پر سود وصول کیا جاتا ہے۔؟

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا ہم دس ہزار روپے سے اُوپر قرضہ دیتے ہی نہیں لہٰذا mark up کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر وزیر موصوف چھوٹے کاشت کاروں کی تعداد نہیں بتا سکتے کیونکہ اس کے لئے نئے سوال کی ضرورت ہوگی لہٰذا یہ صرف اتنا بتا دیں کہ اس قرضے سے چھوٹے زمیندار استفادہ کرتے ہیں یا بڑے زمیندار۔؟

آوازیں۔ آپ خود زمیندار ہیں آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر اس کی عملی شکل یہ ہے کہ یہ قرضے جو چھوٹے زمینداروں کے

نام پر دیئے جاتے ہیں۔ ان کو بڑے زمیندار چھوٹے زمینداروں کے نام پر جعلی ناموں سے حاصل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب اس کو ذرا سوال کی شکل دیجئے، یہ سوال جو آپ نے پہلے کہا ہے یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ آپ اس پر تھوڑا سا ہوم ورک کیا کریں اور سوالوں کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا کریں اس کے علاوہ پھر آپ یہ بھی دیکھیں کہ آپ کے کتنے سوال entertain ہوتے ہیں۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر یہ سوال تو بنتا ہے اور relevant بھی ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب میاں افضل حیات صاحب بتائیں گے کہ کیا یہ ضمنی سوال بنتا ہے۔؟

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف)۔ جناب والا یہ تو لفظوں کی بات ہے کیونکہ وہ جو کہنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ بات تو لفظوں کی ہی ہوتی ہے... (قہقہے)

میاں محمد افضل حیات۔ اصل میں وہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ قرضہ دیا تو چھوٹے زمینداروں کو جاتا ہے لیکن اس سے فائدہ عام طور پر بڑے زمیندار اٹھاتے ہیں کیا اس پر کوئی پابندی لگائی جا سکتی ہے۔

جناب محمد رفیق۔ اصل میں یہ قرضہ جن لوگوں کے لیئے جاری کیا جاتا ہے اس سے وہ لوگ محروم رہ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ بات آپ کی درست ہو سکتی ہے لیکن یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب نواب زادہ مظفر علی خان صاحب۔

نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن لمیٹڈ گجرات کا خرید کردہ رقبہ اراضی

*941 جناب نواب زادہ مظفر علی خان۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن لمیٹڈ گجرات نے گجرات شہر میں رحمان شہید روڈ نزد پاک سویڈیش انسٹی ٹیوٹ پر واقع کچھ رقبہ چند سال قبل ایک معاہدہ کے تحت خرید کیا تھا اگر ایسا ہے تو یہ رقبہ کتنا تھا اور کن شرائط کے تحت خرید گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب مالکان اراضی مذکورہ کارپوریشن کو نیا معاہدہ کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو نیا معاہدہ کرنے سے کارپوریشن کو نقصان ہوگا یا فائدہ ہوگا اگر نقصان ہوگا تو کتنا اگر فائدہ ہوگا تو کس قدر ہوگا

وزیر امداد باہمی۔ (جناب سلیم اقبال)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن نے ۳۹۹ کنال زمین میسرز "الکوثر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کارپوریشن" گجرات کی معرفت معاہدہ کی درج ذیل شرائط کے تحت خرید کی تھی۔

(۱) یہ کہ مذکورہ کارپوریشن اپنی خرید کردہ زمین "الکوثر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کارپوریشن" کی معرفت فروخت کرے گی۔

(۲) یہ کہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن الکوثر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کارپوریشن" کو زمین فروخت کرنے کے معاوضہ کے طور پر کل منافع کے ۵۰ فی صد کے برابر حصہ دے گی۔ مگر منافع کی کل رقم کا تعین کارپوریشن کی کسی بھی مد پر صرف کردہ سرمایہ پر ۲۰ فی صد سالانہ کے حساب سے سود کی رقم وضع کرنے کے بعد کیا جائے گا۔

(۳) جیسا کہ " الکوثر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کارپوریشن اور اصل فروخت کنندگان چوہدری محمد اسلم، چوہدری ظہور الٰہی۔ چوہدری منظور الٰہی اور چوہدری تجمل حسین کے درمیان طے پایا ہے کہ مذکورہ الکوثر کارپوریشن اصل فروخت کنندگان کے خرچ پر زمین پر ترقیاتی کام کے کرنے اور انہیں پایہ تکمیل تک پہنچانے کے

کے پابند و ذمہ دار ہوں گے۔

(ب) جی نہیں۔ مالکان اراضی نے ایسا کوئی قدم نہیں اُٹھایا البتہ الکوثر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کارپوریشن" نے نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن سے درخواست کی ہے کہ خرید اراضی پر صرف شدہ رقم کی شرح سود ۲۰ فی صد سے کم کرکے ۱۴ فی صد کر دی جائے۔

(ج) اس معاہدہ سے کارپوریشن مذکورہ کو مبلغ چوہتر لاکھ ستاسی ہزار نو صد اسی روپے کا نقصان ہوگا۔

جناب سپیکر۔ نواب زادہ صاحب آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہیں گے۔

جناب زابزادہ مظفر علی خان۔ جناب والا کیا یہ درست ہے کہ زمین کے اصل فروخت کنندگان اور الکوثر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کارپوریشن گجرات کے اصل حصہ داران، اور نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن لمیٹڈ کے صدر یا چیئرمین کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔ اور الکوثر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کارپوریشن گجرات کے جس نمائندہ نے فنانس کارپوریشن کے اجلاس میں مذکورہ معاملہ میں نمائندگی کی وہ فنانس کارپوریشن کے صدر یا چیئرمین کا بیٹا ہے نیز یہ بھی بتایا جائے کہ زمین کے اصل فروخت کنندگان الکوثر ہاؤسنگ کارپوریشن کے چوہدری تیمور اور فنانس کارپوریشن مذکورہ کے صدر یا چیئرمین کا وزیر اطلاعات و نشریات چوہدری شجاعت حسین اور وزیر بلدیات پنجاب چوہدری پرویز الٰہی کے ساتھ کیا رشتہ ہے۔؟

جناب سپیکر۔ جناب زابزادہ صاحب یہ کیا سوال ہوا۔؟ ضمنی سوال کا مطلب ہے کہ ایک سوال۔ آپ نے ایک سوال میں کئی سوال کر دیئے۔

زابزادہ مظفر علی خان۔ جناب یہ ایک ہی ضمنی سوال کے اجزاء ہیں جس طرح کہ تحریری طور پر پوچھے گئے سوال کے جز ہیں بالکل اسی طرح اس ضمنی سوال کے بھی علیحدہ علیحدہ جز ہیں۔ اس کے جز کے طور پر یہ جواب دے دیں اور یہ بالکل relevant ہے۔ کیونکہ سوال میں جز کو علیحدہ علیحدہ ظاہر کیا گیا ہے۔ زمین فروخت کنندگان، وہ ہاؤسنگ کارپوریشن جس کے ذریعے یہ زمین فروخت ہوئی اور وہ فنانس کارپوریشن کی انتظامیہ دونوں ایک

ہی چیز ہیں۔

جناب سپیکر۔ لیکن اس میں آپ کو حق ہے کہ آپ کئی ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ تو آپ کیوں نہیں الگ الگ اپنے سوالات کرتے۔

نوابزادہ مظفر علی خان۔ جناب میں نے یہ سوال کئی اجزا پر مشتمل تھا۔ میں اسے علیحدہ کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ اسے علیحدہ کر دیں۔ ایک ضمنی سوال کیجئے۔

نوابزادہ مظفر علی خان۔ میں اسے پھر دہرا دیتا ہوں۔ سوال نمبرا اور جز نمبرا کیا درست ہے کہ زمین کے اصل فروخت کنندگان اور الکوثر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کارپوریشن گجرات کے حصہ داران اور نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن کے صدر یا چیئرمین کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔؟

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا! مجھے ایک خاندان ہونے کا علم نہیں ہے۔ لیکن میرے محترم چوہدری ظہور الٰہی (مرحوم) کے صاحبزادوں کو جانتا ہوں۔ وہ میرے ساتھی بھی ہیں۔ میرے دوست بھی ہیں۔ وہ حصہ دار بھی ہو سکتے ہیں۔ کسی کو حصہ دار بننے میں کوئی ایسی ممانعت بھی نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک ان کی شکایت کا تعلق ہے۔ اگر ان کو کوئی شکایت ہے تو یہ مجھے لکھ کر دیں یا میرے چیمبر میں میرے ساتھ بیٹھ کر بات کریں۔ ہم اس بات کو دیکھ لیں گے اور انکوائری کریں گے۔ اور اگر واقعی کوئی ایسی غلط بات ہوئی ہے تو میں اس کی انکوائری کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ نے جو سوال کیا ہے اس پر انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ میرے علم میں نہیں ہے کہ ان کی آپس میں کوئی عزیز داری ہے۔ اب آپ اپنا دوسرا ضمنی سوال کیجئے۔

نوابزادہ مظفر علی خان۔ جناب ضمنی سوال کے جز نہیں ہو سکتے۔

آواز یہ۔ نہیں جی نہیں

نوابزادہ مظفر علی خان۔ جی میں علیحدہ سوال عرض کرتا ہوں۔ الکوثر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کارپوریشن کے جس نمائندہ نے فنانس کارپوریشن کے اجلاس میں مذکورہ

معاملہ میں نمائندگی کی وہ فنانس کارپوریشن کے صدر یا چیئرمین کا بیٹا ہے۔
وزیر امداد باہمی۔ جناب یہ تو جواب خود ہی دے رہے ہیں کہ ان کا بیٹا ہے۔
جناب سپیکر۔ آپ تسلیم کرتے ہیں۔
وزیر امداد باہمی۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔
جناب سپیکر۔ وہ آپ سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ ان کا بیٹا ہے۔؟
وزیر امداد باہمی۔ یہ نیا سوال دے دیں میں اس کا پتہ کر کے جواب دے دوں گا۔
جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ اس پر نیا سوال دیں۔
نوابزادہ منظفر علی خان۔ ازراہ کرم یہ بھی بتایا جائے کہ زمین کے اصل فروخت کنندگان ایکو ٹریڈنگ کارپوریشن کے چوہدری نیاز اور فنانس کارپوریشن مذکورہ کے صدر یا چیئرمین کا وزیر اطلاعات ونشریات چوہدری شجاعت حسین اور وزیر بلدیات پنجاب چوہدری پرویز الٰہی کے ساتھ کیا رشتہ ہے۔؟
وزیر امداد باہمی۔ جناب والا! ان کا شجرہ نسب تو میرے پاس ہے نہیں کہ فلاں کا فلاں کے ساتھ کیا رشتہ ہے۔ اس کا بیٹا ہے یا نہیں ہے۔ اور نہ یہ میرے فرائض میں ہے کہ ہر حصہ دار کی ولدیت اور سکونت میرے پاس موجود ہو۔
جناب سپیکر۔ درست جواب ہے۔ نوابزادہ صاحب آپ کے تین ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔
نوابزادہ منظفر علی خان۔ ہو چکے ہیں جی۔
جناب سپیکر۔ تین سوال ہو چکے ہیں۔
نوابزادہ منظفر علی خان۔ جناب والا! میں اس لئے تو ان کے جز بیان کر رہا تھا۔ میرا تو ابھی اصل سوال باقی ہے۔
مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر امداد باہمی نے اس سوال کے جز (ب) کا جواب دیتے فرمایا۔

> درجی نہیں۔ مالکان ارامنی نے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا البتہ الکوثر ہاؤسنگ اینڈ پلاننگ کارپوریشن نے نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن سے درخواست کی ہے کہ خرید ارامنی پر صرف شدہ رقم کی شرح

سود ۲۰ فی صد سے کم کر کے ۱۶ فی صد کر دی جائے۔"

میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ کیا اسلامی ریاست میں جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں اس میں سود کا مطالبہ کرنا بجا ہے۔ ؟ کیا اس لعنت سے ہم چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔؟ جب کہ اس بارے میں صریحًا قرآن پاک میں بھی موجود ہے...

آوازیں۔ یہ کوئی سوال ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ یہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب سوال کیجئے۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ سوال میں نے یہ کیا ہے کہ ۲۰ بز سے کم کر کے ۱۶ بز کا سود کا مطالبہ کرنا کیا جائز ہے۔؟

جناب سپیکر۔ کچھ فرمائیں گے جناب وزیر امداد باہمی۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا! مالیاتی ادارے شیڈول بینک اپنے کاروباری نقطۂ نگاہ سے عموماً اپنے قرضوں کی mark up کی شرح بڑھا بھی سکتے ہیں اور کم بھی کر سکتے ہیں اس میں کوئی قانون مانع نہیں ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب سپیکر! میرا جو سوال ہے وہ سود سے متعلق ہے میں تو سود کے متعلق سوال کر رہا ہوں کہ کیا آپ اجازت دے سکتے ہیں کہ کوئی ادارہ اسلامی ریاست میں سود کا مطالبہ کرے۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب یہ سردست چار رجز ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب عبدالرزاق صاحب اگلا سوال۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ میں نے عرض کیا ہے کہ سود کا مطالبہ کرنا کیا جائز ہے۔؟ میری تسلی نہیں ہوئی۔ یا تو یہ لفظ سود یہاں سے کاٹ دیں اور یہاں نفع نقصان لکھیں اور اگر سود لکھا ہے تو شرعی طور پر سود جو ہے وہ حرام ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب عبدالرزاق صاحب اگلا سوال۔

کوآپریٹو ٹیکسٹائل مل خانیوال کی نیلامی

*998 جناب عبدالرزاق۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کوآپریٹو ٹیکسٹائل مل خانیوال کو نیلام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو مذکورہ نیلامی کب ہو گی؟

وزیر امداد باہمی (ملک سلیم اقبال) کوآپریٹو ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ خانیوال کے اجراء پر ۱۹۸۲ء کو روپیہ کی رقم خرچ ہوئی تھی۔ مل کی کل ملکیتی اراضی ۸۔۱۰۳ ایکڑ ہے مل کو فروخت کرنے کے لئے پہلی دفعہ مورخہ ۸۵۔۹۔۳۰ کو ٹینڈر طلب کئے گئے تھے اور صرف ایک پیشکش مالیتی ۱۱/۲ کروڑ روپیہ موصول ہوئی تھی جو ناکافی ہونے کی وجہ سے ڈسپوزل کمیٹی نے نامنظور کر دی۔ مابعد مل کے مختلف یونٹوں یعنی (۱) ٹیکسٹائل ملز مشینری بمعہ اراضی جس پر مل تعمیر شدہ ہے بنگلہ جات اور لیبر کالونی۔ (۲) ماڈل جننگ فیکٹری بمعہ اراضی جس پر فیکٹری ہذا نصب ہے (۳) بقایا حال رقبہ جو مل کی حدود کے باہر ہے۔ اور (۴) پوری مل بطور سنگل یونٹ کے لئے پیشکش ۸۶۔۷۔۳۱ کو طلب کی گئیں۔ مختلف پارٹیوں کی طرف سے چار پیشکش موصول ہوئیں تین پیشکش برائے پوری مل بطور سنگل یونٹ اور ایک برائے ماڈل جننگ فیکٹری سب سے زیادہ پیشکش کی مالیت ۱۰۷۷ کروڑ کی تھی جو پوری مل کے لئے تھی۔ ماڈل جننگ فیکٹری کے لئے پیشکش کی مالیت ۳۳ لاکھ روپیہ تھی: بموجب شرائط ٹینڈر پیشکش کی ادائیگی یکمشت ہوگی بشرطیکہ تشکیل شدہ ڈسپوزل کمیٹی پیشکش منظور کرے۔ مورخہ ۸۶۔۶۔۳۰ کو مل کے ذمہ مبلغ ۲۰۸۶ کروڑ روپیہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ لاہور کا قرضہ بقایا تھا۔ دیگر واجبات کو شامل کر کے مل کی کل ذمہ داریاں مبلغ ۳۰۹۸ کروڑ روپیہ بنتی ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ ضمنی سوال۔ جناب سپیکر کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اس مل کی نیلامی کے لئے اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے۔

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال) جناب والا۔ سب اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے۔

ملک طیب خاں اعوان۔ آخری بولی کتنے پر ختم ہوئی۔

جناب سپیکر۔ ملک طیب خاں آخری بولی کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا صورت حال یہ ہے کہ یہ سوال بہت پرانا ہے۔ اس کے بعد کچھ پیش رفت ہوئی ہے آخری بولی ایک کروڑ تیس لاکھ کی ہوئی۔ جب میں نے وزارت

سنبھالی تو میں نے دوبارہ اس کے ٹینڈر طلب کیے۔ اور وہ بھی آچکے ہیں۔ جن میں دو کروڑ تک کی پیشکش آچکی ہے لیکن ہم ابھی تک گفت وشنید کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ وصولی ہو۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا! وضاحت نہیں ہو سکی۔ کیا یہ صرف جننگ فیکٹری کا ایک کروڑ تیس لاکھ روپیہ ہے یا اس میں مل بھی شامل ہے۔؟

جناب سپیکر۔ جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب۔ ضمنی سوال۔

سید طاہر احمد شاہ۔ کہ آپریٹو ٹیکسٹائل ملز خانیوال پر کل کتنی لاگت آئی تھی۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا! یہ تازہ سوال ہونا چاہیئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میں عرض کروں گا اس پر تازہ سوال کی ضرورت نہ ہے۔ یہ متعلقہ سوال پر ضمنی سوال ہے اور اس کے لئے وزیر صاحب کو متعلقہ محکمہ سے بریفنگ کرنا چاہیئے تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اگر یہ جواب نہیں دے سکتے تو ان کا عملہ وہاں موجود ہوگا یہ ان سے پوچھ کر بتا دیں کہ کہ آپریٹو ٹیکسٹائل ملز خانیوال پر کل کتنی لاگت آئی تھی تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ اس پر کتنے کروڑ یا اربہ روپے لگے تھے اور اب حکومت پنجاب کی نااہلی کی وجہ سے کتنا خسارہ ہو رہا ہے۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا! اگر فاضل ممبر میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو اس پر جتنی لاگت آئی ہے وہ میں ان کو بتا دوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میں دوبارہ عرض کروں گا کہ یہ بات ایوان کے سامنے بتائی جائے کہ اس پر کتنی لاگت آئی ہے۔ یہ اپنے عملے سے ابھی پتہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ میں دیکھ رہا تھا کہ وقفے وقفے سے آفیسرز گیلری سے ان کے پاس چٹیں پہنچ رہی تھیں۔ اس لئے یہ ایک اور مسئلہ بھی ان سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر۔ جناب ملک طیب خاں صاحب

ملک طیب خان اعوان۔ جناب سپیکر! میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ اس کی دو کروڑ روپے میں بولی ہوئی ہے۔ اس پر بنکوں کا کتنا قرضہ ہے۔ اور کیا بقایا خریدار کو ادا کرنا پڑے گا۔ تاکہ ہر آدمی سوچ سکے کہ بنکوں کو ادا کرنے کے لئے میرے پاس سرمایہ ہے تو میں خریدار بنوں۔

جناب سپیکر۔ غالباً آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ اور سید طاہر احمد شاہ صاحب بھی یہی پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس مل پر کل کتنا خرچ آیا تھا اور آج یہ کتنے میں فروخت کی جا رہی ہے۔ اس پر بنکوں کا قرضہ کتنا ہے، اس کی کل زمین کتنی ہے اور اگر اب یہ دو کروڑ روپے میں فروخت کی جا رہی ہے تو اس کی ڈاؤن پیمنٹ کتنی ہے۔ اس پر میں یہ کہوں گا کہ وزیر امداد باہمی اس سوال کا جواب اپنے محکمہ سے پوچھ کر ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

ملک طیب خان اعوان۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ مگر میرا مقصد پورا نہیں ہوا۔ میں یہ چاہتا کہ ایک کروڑ روپیہ تو ہم نے بنکوں کو دینا ہے۔ بقایا ایک کروڑ روپیہ ہمیں نقد ادا کرنا پڑے گا۔ تو ہر آدمی کو علم ہونا چاہیئے کہ کتنا روپیہ اس کے پاس ہو کہ وہ خریدار بن سکے تاکہ اس کے خریدار بڑھیں۔ جب تک یہ قرضہ جات سامنے نہیں آئیں گے لوگوں کو کیسے پتہ چلے گا۔ دو کروڑ تو میرے پاس نہیں ہے۔ اگر میرے پاس دس لاکھ ہو تو کیا میں خریدار بن جاؤں گا۔ یہ وضاحت ابھی پبلک کو ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ جو وضاحت محکمہ سے طلب کی گئی ہے وہ جواب کی شکل میں ایوان میں آئے گی۔ اور اگر آپ مناسب خیال کریں تو ہم سے اس کی کاپی لے سکتے ہیں۔ اور آپ اسے پریس کو بھی دے سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! کیا آج ہی ایوان کی میز پر اس کا جواب رکھ دیا جائے گا یا کچھ وقت لگے گا۔؟

جناب سپیکر۔ وزیر امداد باہمی کیا فرماتے ہیں۔؟

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا! اس پر کچھ وقت لگے گا۔ مجھے یہ سب کوائف محکمہ سے منگوانے پڑیں گے۔

جناب سپیکر۔ کتنا وقت لگے گا۔

وزیر امداد باہمی۔ تین دن لگ جائیں گے۔

سوال نمبر ۱۲۷۵

جناب سپیکر۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ سوال نمبر ۱۲۷۵

محکمہ امداد باہمی کے ملازمین کے سکیل

*1275 (الف) جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹی جو بی اے اکنامکس اور تربیتی کورس پندرہ ماہ اور نائب تحصیلدار ضلع دار محکمہ انہار جو ایف۔اے اور تربیتی کورس چھ ماہ کے حامل ہوتے ہیں، ہر دونوں نشیل پے سکیل اجراء سے قبل گریڈ ۹ میں تعینات تھے لیکن نشیل پے سکیل کے اجراء سے اوّل الذکر کو گریڈ ۱۱ اور موخر الذکر کو گریڈ ۱۴ دیا گیا ہے اس طرح سب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز کو گریڈ ۵ جس کے پاس دو تین یونین کونسلز کا کام ہوتا ہے لیکن فیلڈ اسسٹنٹ جو صرف ایک یونین کونسل میں کام کرتا ہے اس کو گریڈ ۷ دیا گیا

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کوآپریٹو بنکوں کے ملازمین کو قرضہ حسنہ ریلوے کوارٹر زعلاقہ میں دورہ کے لیے گاڑی کی سہولیات حاصل ہیں لیکن کوآپریٹو سوسائٹیز کے ملازمین ان سہولیات سے محروم ہیں جب کہ ان کی تمام تر ڈیوٹی فیلڈ میں ہوتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست کہ عشر زکوٰۃ آڈٹ کی ذمہ داری کوآپریٹو سوسائٹی کے ملازمین کے ذمہ ہے جب کہ دیگر کسی بنک کا کوئی ملازم یہ ڈیوٹی نہیں دیتا نہ صوبہ بھر میں اس اہم مد کے حسابات کی جانچ پڑتال کے لئے علیحدہ عملہ متعین نہیں کیا گیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسسٹنٹ رجسٹرار (تحصیل انچارج) کو تو گریڈ ۱۶ اور زراعت آفیسر مرکز (تھانہ انچارج) کو گریڈ ۱۷ دیا گیا ہے بعض اوقات اس حلقہ میں اسسٹنٹ رجسٹرار تو ایک لیکن زراعت آفیسر دو دو ہوتے ہیں۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ امداد باہمی کے ملازمین کو دیگر محکمہ کے ملازمین کے برابر گریڈ اور دیگر مراعات دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔؟

وزیر امداد باہمی (ملک سلیم اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ بنیادی پے سکول کے اجراء سے قبل انسپکٹر کو آپریٹو سوسائٹیز نائب تحصیلدار اور ضلعدار محکمہ انہار تینوں ایک ہی گریڈ NPS-9 میں تھے نیز یہ بھی درست ہے کہ نیشنل پے سکیل کے اجرا کے بعد انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز کو BS-11 میں رکھا گیا جبکہ نائب تحصیلدار اور ضلع دار کو گریڈ ۱۴ دیا گیا ہے۔
یہ بھی درست ہے کہ سب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز اور فیلڈ اسسٹنٹ محکمہ زراعت نیشنل پے سکیلوں کے اجراء سے قبل ایک ہی گریڈ (۵) میں کام کرتے تھے۔ لیکن NPS کے اجرا کے بعد سب انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز کو NPS-5 میں رکھا گیا گیا۔ جب کہ ۶۶ فی صد فیلڈ اسسٹنٹس کو سکیل نمبر ۶ دیا گیا اور ۳۳ فی صد کو سلیکشن گریڈ دے کر گریڈ نمبر ۹ میں رکھا گیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ کوآپریٹو بنکوں کے ملازمین کو قرضہ جات وصولی کوارٹرز اور علاقہ میں دورہ کے لئے گاڑی کی سہولیات حاصل ہیں۔ البتہ ملازمین بنک کو کرایہ مکان مندرجہ ذیل شرح سے ادا کیا جا رہا ہے۔ تنخواہ کا ۴۵ فی صد جہاں تک سفری سہولیات کا تعلق ہے بنک نے جنرل مینیجر و ڈویژنل چیفوں کو جو کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر تعینات ہیں برانچوں کا معائنہ وغیرہ کرنے کے لئے سہولت فراہم کی گئی ہے۔
البتہ دیگر بنک ملازمین کو مندرجہ ذیل شرح سے سفری الاؤنس ادا کیا جا رہا ہے
نمبر ۱۔ جن ملازمین کی تنخواہ ۱۲۵۰ سے کم ہے ۷۰ روپے ماہوار۔
نمبر ۲۔ ملازمین جن کی تنخواہ ۳۵۰ روپے سے زیادہ اور ۱۲۵۰ روپے سے کم ہے اور وہ موٹر سائیکل اور سکوٹر کے مالک ہیں ۱۰۰ ماہوار
محکمہ امداد باہمی کے فیلڈ عملہ میں سے ڈپٹی اور رجسٹرار سرکل رجسٹرار کو ٹرانسپورٹ برائے سرکاری ڈیوٹی فراہم کردہ ہیں۔ دیگر تمام فیلڈ عملہ کو گورنمنٹ کے مروجہ الاؤنس دیئے جاتے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ کوآپریٹو فیلڈ سٹاف عشر اور زکوٰۃ کمیٹیوں کا آڈٹ کرتا ہے ماسوائے شہری علاقہ جات کی زکوٰۃ کمیٹیوں کے۔ کوآپریٹو بنک کا عملہ اس آڈٹ

کی کوئی ڈیوٹی سرانجام نہیں دیتا۔ کوآپریٹو عملہ کو آڈٹ کے کام کے لیے مشاہرہ دیا جاتا منظور شدہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ رجسٹرار تحصیل کی سطح پر تعینات ہوتا ہے اور نیز یہ بھی درست ہے کہ وہ گریڈ ۱۶ میں کام کرتا ہے۔ جبکہ زراعت افسر BPS ۱۷ میں ہوتا ہے۔

(ج) محکمہ امداد باہمی کے اہل کاروں کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے کچھ تجاویز محکمہ کے زیر غور ہیں جن کو آخری شکل دینے کے لئے مزید وقت درکار ہے۔ کیونکہ دیگر محکمہ جات اور دوسرے صوبوں سے بھی ضروری اعداد و شمار اکٹھے کرنا مطلوب ہیں۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال بولا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ برائے چوہدری محمد اصغر۔ سوال کا نمبر ۱۳۱۲ بولا گیا۔

گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے تحت رہائشی سکیم کے ترقیاتی کام کی رفتار

*1312 چوہدری محمد اصغر۔ کیا وزیر امداد باہمی نشان زدہ سوال نمبر ۸۰ کے جز (ح) کے جواب کی بابت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی رجسٹرڈ لاہور کے تحت منظور شدہ رہائشی سکیم پر اب تک مندرجہ ذیل کتنے فی صد ترقیاتی کام ممکن ہو چکا ہے

۱۔ سوئی گیس
۲۔ واٹر سپلائی
۳۔ سٹریٹس
۴۔ سیوریج
۵۔ بجلی

(ب) اگر مذکورہ ترقیاتی کام کی رفتار شیڈول کے مطابق نہیں ہے تو حکومت اس ضمن میں کیا اقدام کر رہی ہے تاکہ کام اپریل ۱۹۸۶ء تک جو کہ آخری حد ہے ختم ہو جائے!

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال) (الف) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور کے تحت منظور شدہ رہائشی سکیم پر اب تک تقریباً اٹھائی فی صد تک ترقیاتی کام مکمل

(i) سوئی گیس۔

نادرن سوئی گیس کمپنی لمیٹڈ نے ابھی تک سوسائٹی کو سوئی گیس مہیا کرنے کی منظوری نہیں دی۔ تاہم اس بارہ میں کوشش جاری ہے۔

جناب والا! یہ چلتے چلتے تین سوال ایک ہی مسئلے کے متعلق ہیں۔ جو جواب میں دے رہا ہوں یہ خاصا پرانا ہے اب اجازت دیں جو جواب نیا آیا ہے میرے خیال میں فاضل ممبر کے لئے وہ بہتر رہے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یا تو سوال اٹھایا نہیں جانا چاہیئے تھا۔ اگر سوال کا نمبر پڑھا جا چکا ہے تو پھر روایتی طور پر اس کا جواب آنا چاہیئے۔ اگر آپ پھر بھی یہ محسوس کرتے ہیں یا ایوان اس بات پر رضامند ہے کہ ایک جیسے سوالوں میں سے کسی ایک کا جواب یہ دے دیں تو پھر ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ذرا روایات کو اپنے سامنے رکھیں۔

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی صاحب کیا آپ کو اس میں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟ کیونکہ آپ کا اس میں سوال ہے اور یہ ملتا جلتا سوال ہیں ان کے نمبر ۱۳۱۲، ۱۴۰۵ اور ۱۵۳۷ ہیں تو کیا یہ ان کا جواب اکٹھا پڑھ دیں۔ آپ اس پر اکٹھا جواب دے سکتے ہیں اور اب بے شک تازہ ترین جواب دیں۔

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور کے تحت منظور شدہ رہائشی سکیم پر اب تک تقریباً اٹھائی فی صد تک ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہے۔

(i) سوئی گیس۔

نادرن سوئی گیس کمپنی لمیٹڈ نے ابھی تک سوسائٹی کو سوئی گیس مہیا کرنے نہیں دی تاہم اس بارہ میں کوشش جاری ہے۔

(ii) واٹر سپلائی۔

سکیم میں زیر زمین پانی کے پائپ بچھانے کا کام ۱۰۰ فی صد، تنصیب ٹیوب ویل فیصد پانی کی سپلائی کے لئے ہاؤس کنکشن کا کام ۹۵ فی صد اور تعمیر اور ہیڈ ٹینک کا کام پچاسی فی صد سے زائد مکمل ہو چکا ہے۔

(iii) سڑکیں۔

سڑکوں کی تعمیر کل کام کا ستاسی فی صد (۸۷ فی صد) سے زائد مکمل ہو چکا ہے توقع ہے کہ یہ کام ۱۵ جون ۱۹۸۶ء تک مکمل ہو جائے گا۔

(iv) سیوریج۔

زیر زمین سیوریج پائپ بچھانے کا کام ۱۰۰ فی صد مکمل ہو چکا ہے جب کہ سیوریج کی نکاسی کے لئے پمپنگ سٹیشن کی تعمیر کا کام ۸۵ فی صد سے زائد مکمل ہو چکا ہے بقیہ کام ۱۵ر جون ۱۹۸۶ء تک مکمل ہو جائے گا۔

(v) بجلی۔

بجلی کی تنصیب فراہمی کے لئے واپڈا کی طرف سے ڈیمانڈ نوٹس مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۸۵ء کو موصول ہو چکا ہے۔ جس کے مطابق سوسائٹی کو واپڈا کی نئی پالیسی کے تحت اخراجات ادا کرنے کو کہا گیا ہے۔ یہ پالیسی جنوری ۱۹۸۵ء کے بعد نافذ العمل ہے جب کہ سوسائٹی کی انتظامیہ نے یہ مسئلہ واپڈا کے اعلیٰ حکام کے نوٹس میں لا کر اس کے مناسب حل کی کوشش کی۔ سوسائٹی کی انتظامیہ کی کئی ماہ کی کاوشوں کے بعد بالآخر واپڈا نے اپنی چھٹی نمبری GMD/DW/327/L 5384-95 مورخہ ۸۶-۴-۳ کے تحت جملہ ایسی ہاؤسنگ سکیمز کو پرانی پالیسی کے تحت بجلی مہیا کرنے کا فیصلہ کیا جنہوں نے یکم فروری ۱۹۸۵ء سے قبل پلاٹ الاٹمنٹ کے لئے درخواستیں طلب کر لی تھی۔ اس فیصلہ سے سوسائٹی کے ممبران کو کم از کم چالیس فی صد کے برابر کم اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے۔ مذکورہ چھٹی کے مطابق اب مزید کارروائی کی جا رہی ہے۔ توقع ہے کہ آئندہ مالی سال کے شروع ہوتے ہی فراہمی بجلی اور اس کی تنصیب کا کام شروع ہو جائے گا۔

(ب) سوسائٹی کی انتظامیہ کو توقع ہے اور ہر ممکن کوشش بھی کی جا رہی ہے۔ کہ حلقہ ترقیاتی کام

ماسوائے بجلی کے انشاء اللہ ۱۵ جون ۱۹۸۶ تک مکمل ہو جائیں گے۔ الاٹی ممبران کو پلاٹس کا قبضہ رمضان المبارک کے ماہ بعد دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ دوسرے کون سے ملتے جلتے سوالات ہیں۔؟

وزیر امداد باہمی۔ جناب ۱۴۰۵ اور ۱۷۵۳۔ تازہ ترین سوال ۱۷۵۳ جس کا جواب آگیا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ تینوں ایک جیسے سوالات ہیں۔

وزیر امداد باہمی۔ جی ہاں یہ تینوں ملتے جلتے سوالات ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ کیونکہ سوال اٹھایا جا چکا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف کو اس سوال کا جواب دینا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ اگر یہ Identical ہیں تو اس پر اکٹھا جواب آجائے تو کسی کو کیا اعتراض ہے۔ کوئی اعتراض نہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر ان کا اکٹھا جواب آجائے۔

گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کی رہائشی سکیم پر ترقیاتی کام کی تفصیل

*1405 جناب فضل حسین راہی۔ کیا وزیر امداد باہمی نشان زدہ سوال نمبر ۸۰ کے جزو (ج) کے جواب کی بابت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی رجسٹرڈ لاہور کے تحت منظور شدہ رہائشی سکیم پر اب تک مندرجہ ذیل کتنے فی صد پر ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہے۔

۱۔ سوئی گیس
۲۔ واٹر سپلائی
۳۔ سٹریٹس
۴۔ سیوریج

۵۔ بجلی۔

(ب) اگر مذکورہ ترقیاتی کام کی رفتار شیڈول کے مطابق نہیں ہے تو حکومت اس ضمن میں کیا اقدامات کر رہی ہے تاکہ کام اپریل ۱۹۸۶ء تک جو کہ آخر حد ہے ختم ہو جائے؟

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) پنجاب گورنمنٹ (سیلاٹز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور کے تحت منظور شدہ رہائشی سکیم پر اب تک تقریباً اٹھاسی فیصد تک ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہے۔

(۱) سوئی گیس۔

نادرن سوئی گیس کمپنی لمیٹڈ نے ابھی تک سوسائٹی کو سوئی گیس مہیا کرنے کی منظوری نہیں دی، تاہم اس بارہ میں کوشش جاری ہے۔

(۱۱) واٹر سپلائی۔

سکیم میں زیر زمین پانی کے پائپ بچھانے کا کام ۱۰۰ فی صد تنصیب ٹیوب ویل ۱۰۰ فی صد پانی کی سپلائی کے لئے ہاؤس کنکشن کا کام ۹۵ فی صد اور تعمیر اوور ہیڈ ٹینک کا کام پچاسی فی صد سے زائد مکمل ہو چکا ہے۔

(۱۱۱) سڑکیں۔

سڑکوں کی تعمیر کل کام کا ستاسی فی صد (۸۷ فی صد) سے زائد مکمل ہو چکا ہے۔ توقع ہے کہ یہ کام ۱۵ر جون ۱۹۸۶ء تک مکمل ہو جائے گا۔

(۱۷) سیوریج۔

زیر زمین سیوریج پائپ بچھانے کا کام ۱۰۰ فی صد مکمل ہو چکا ہے جب کہ سیوریج کی نکاسی کے لئے پمپنگ سٹیشن کی تعمیر کا کام ۸۵ فی صد سے زائد مکمل ہو چکا ہے بقیہ کام ۱۵ر جون ۱۹۸۶ء تک مکمل ہو جائے گا۔

(۷) بجلی۔

بجلی کی تنصیب / فراہمی کے لئے واپڈا کی طرف سے ڈیمانڈ نوٹس مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۸۵ء کو موصول ہو چکا ہے۔ جس کے مطابق سوسائٹی کو واپڈا کی نئی پالیسی کے تحت اخراجات ادا کرنے کو کہا گیا ہے۔ یہ پالیسی جنوری ۱۹۸۵ء کے بعد نافذ العمل ہے جبکہ سوسائٹی نے

اس سے بہت پہلے فراہمی بجلی کے لئے واپڈا سے ضروری خط و کتابت شروع کر دی ہوئی تھی۔ ڈیمانڈ نوٹس موصول ہونے کے بعد سوسائٹی کی انتظامیہ نے یہ مسئلہ واپڈا کے اعلیٰ حکام کے نوٹس میں لاکر اس کے مناسب حل کی کوشش کی۔ سوسائٹی کی انتظامیہ کی کئی ماہ کی کاوشوں کے بعد بالآخر واپڈا نے اپنی چٹھی نمبر GMD/DW/327/L 5384-95 مورخہ ۸۶-۴-۲ کے تحت جملہ ایسی ہاؤسنگ سکیمز کو پرانی پالیسی کے تحت بجلی مہیا کرنے کا فیصلہ کیا جنہوں نے یکم فروری ۱۹۸۵ء سے قبل پلاٹ الاٹمنٹ کے درخواستیں طلب کرلی تھیں اس فیصلہ سے سوسائٹی کے ممبران کو کم از کم چالیس فی صد کے برابر کم اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے۔ مذکورہ چٹھی کے مطابق اب مزید کارروائی کی جارہی ہے توقع ہے کہ آئندہ مالی سال کے شروع ہوتے ہی فراہمی بجلی اور اس کی تنصیب کا کام شروع ہوجائے گا۔

(ب) سوسائٹی کی انتظامیہ کو توقع ہے اور ہر ممکن کوشش بھی کی جارہی ہے کہ جملہ ترقیاتی کام ماسوائے بجلی کے انشاء اللہ ۱۵ جون ۱۹۸۶ء تک مکمل ہوجائیں گے الاٹی ممبران کو پلاٹس کا قبضہ رمضان المبارک کے معاً بعد دے دیا جائے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ وزیر موصوف اب کون سے سوال کا جواب پڑھنا شروع کررہے ہیں۔

وزیر امداد باہمی۔ جی میں سوال نمبر ۱۷۵۳ کا جواب پڑھ رہا ہوں۔ جو کہ شوکت حیات چھڑ صاحب والا ہے۔

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی رجسٹرڈ کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینے کیلئے فوری اقدامات

*1753 جناب شوکت حیات چھڑ۔ کیا وزیر امداد باہمی نشان زدہ سوال نمبر ۸۰ کے جز (ج) کے جواب کے حوالہ سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی رجسٹرڈ لاہور کے تحت منظور شدہ رہائشی سکیم پر اب تک مندرجہ ذیل ترقیاتی کام مکمل ہو چکا ہے۔

۱۔ سوئی گیس
۲۔ واٹر سپلائی۔
۳۔ سیوریج۔
۴۔ سڑکیں۔
۵۔ بجلی۔
۶۔ ٹیلی فون۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب نفی میں ہو تو کونسا ترقیاتی کام زیر تکمیل ہے اس کی ابھی تک تکمیل نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں ذمہ دار اہلکاران و افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور نامکمل کام کو مکمل کروانے کے لئے اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گا پوری تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ جن سرکاری ملازمین نے پلاٹوں کی قیمت بمعہ ترقیاتی چارجز مکمل طور پر ادا کر دی ہے ان کو ابھی تک پلاٹوں کا قبضہ نہیں دیا گیا

(د) اگر جزو (ج) کا جواب نفی میں ہو تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک پلاٹوں کا قبضہ مذکورہ سرکاری ملازمین کو دے دیا جائے گا۔

وزیر امداد باہمی (ملک سلیم اقبال)

(الف) سوئی گیس

(۱) سوئی گیس مہیا کرنے کے لئے ابھی تک سوئی ناردرن گیس پائپ لائنز لمیٹڈ سے فیصلہ موصول نہیں ہوا مذکورہ ادارہ نے اپنی چٹھی نمبر ایل۔ ایم۔ ایس/ایس ایس۔ سی۔ ایچ۔ ایل ۲۸۶۷ مورخہ ۱۱ر اگست ۱۹۸۶ء کے تحت کالونی کے نقشہ کی تین عدد کاپیاں مزید کارروائی کے لئے طلب کی ہیں۔ جو انہیں ہمارے مشیر انجینئر نے مہیا کر دی ہیں۔ اب مذکورہ ادارہ سے کالونی کا سروے وغیرہ

کرنے کے لئے استدعا کی گئی ہے جس کے بعد ان کی طرف سے مزید ہدایات موصول ہونے پر کارروائی اختیار کی جائے گی۔

(ii) واٹر سپلائی کی تعمیر کا کام سو فی صد مکمل ہو چکا ہے۔

(iii) سوریج کی تعمیر کا کام بھی سو فی صد مکمل ہو چکا ہے۔

(iv) سڑکیں، سڑکوں کا کام سو فی صد مکمل ہو چکا ہے۔

(v) بجلی کا کام ابھی تک شروع نہیں ہو سکا کیونکہ سوسائٹی کے مطالبہ کل لاگت میں شراکت کی بنیاد پر اخراجات کی ادائیگی کا فیصد ہو چکا ہے۔ مگر ابھی تک واپڈا کی طرف سے اس بنیاد پر ڈیمانڈ نوٹس موصول نہیں ہوا۔ جونہی ڈیمانڈ نوٹس موصول ہو گیا، رقم واپڈا کو ادا کر دی جائے گی اور ترسیل بجلی کا کام شروع ہو جائے گا۔ تاہم یہ کام مرحلہ وار ہو گا اور اس کی تکمیل میں کچھ عرصہ لگے گا۔ سوسائٹی اس کام کو جلد از جلد مکمل کروانے کے لئے واپڈا حکام سے رابطہ قائم کیے ہوئے ہے۔

پنجاب گورنمنٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے طلقہ واپڈا ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی نے ٹیلی فون ایکسچینج کے لئے اپنی کالونی میں رقبہ مختص کر رکھا ہے اور اس کی تعمیر کے لیے محکمہ ٹیلی فون سے ضروری کارروائی اختیار کر رکھی ہے۔ تاہم سوسائٹی نے بھی اس ضمن میں متعلقہ محکمہ سے رابطہ قائم کر رکھا ہے اور اس کوشش میں ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو کالونی میں ٹیلی فون کی سہولت ممبران کو بہم پہنچائی جا سکے۔ سوسائٹی نے اس غرض کے لئے ٹیلی فون ڈکٹس پہلے ہی زیر زمین مہیا کر رکھے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) کے جواب سے ظاہر ہے کہ بجلی، سوئی گیس اور ٹیلی فون کے علاوہ جملہ ترقیاتی کام سو فی صد مکمل ہو چکے ہیں۔ ترسیل بجلی کے کام میں تاخیر کی وجوہات جز الف کے سب جز (۵) کے ضمن میں بیان کر دی گئی ہیں توقع ہے کہ بجلی کی ترسیل کا کام اسی مالی سال کے دوران شروع ہو جائے گا اور

سوسائٹی اس کوشش میں ہے کہ اسے جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔
اسی طرح سوئی گیس اور ٹیلی فون کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے متعلقہ یعنی جزائف کے سب جز (۱) اور (۶) کے جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ یہ تینوں محکمے مرکزی حکومت کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں، اس لئے حکومت پنجاب تاخیر کی صورت میں ان محکموں کے اہلکاران کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتی۔

(ج) چونکہ سوسائٹی کا ترقیاتی کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اس لئے ایسے سرکاری ملازمین جنہوں نے اپنے واجبات ادا کر دیئے ہیں کو پلاٹس کا قبضہ دینے کے لئے بالکل تیار ہیں اور ممبران اپنے پلاٹوں کا قبضہ حاصل کر رہے ہیں۔

(د) جز (ج) کے جواب کی روشنی میں اس جز کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا یہ ۱۷۰۵ اور ۱۷۵۳ کے درمیان جو سوالات ہیں ان کا کیا ہوگا۔؟

جناب سپیکر۔ جی بیگم صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

ایک خاتون رکن۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا آج ہماری سیٹیں تبدیل کر دی گئی ہیں۔ اور اگر ہم کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو کیا ان سیٹوں سے کر سکتے ہیں۔؟

جناب سپیکر۔ معزز اراکین خواتین کی سیٹیں خالی کر دیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! یوں بھی کیا جا سکتا ہے کہ معزز اراکین ہمیشہ کے لئے ان ہی سیٹوں پر رہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ سوال نمبر ۱۷۵۳ سے پہلے سوال نمبر ۱۶۱۲ اور دیگر سوال ہیں ان کا کیا ہوگا۔؟

جناب سپیکر۔ جی بالکل! ان کو بھی پیش کیا جائے گا۔ جناب وزیر امداد باہمی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ یہ سوال نمبر ۱۷۵۳ سے پہلے سوال نمبر ۱۶۱۲ آنا چاہیئے تھا۔ اُس کا کیا ہوگا۔؟

جناب سپیکر۔ جی بالکل اُس کو بھی پیش کیا جائے گا۔ جناب وزیر امداد باہمی۔

جناب وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال) (الف) سوئی گیس۔ سوئی گیس مہیا کرنے کے لئے ابھی تک سوئی ناردرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ سے حتمی فیصلہ موصول نہیں ہوا۔

مذکورہ ادارہ نے اپنی چٹھی نمبری ایل او ایس / این ۔ ایس ۔ سی ۔ ایچ ۔ ایل ۲۸۶۷ مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۸۶ء کے تحت کالونی کے نقشہ کی تین عدد کاپیاں مزید کارروائی کے لئے طلب کی ہیں۔ جو انہیں ہمارے مشیر انجینئرز نے مہیا کردی ہیں ۔ اب مذکورہ ادارہ سے کالونی کا سروے وغیرہ کرنے کے لئے استدعا کی گئی ہے۔ جس کے بعد ان کی طرف سے مزید ہدایات موصول ہونے پر کارروائی اختیار کی جائے گی۔

(ii) واٹر سپلائی کا تعمیر کا کام سو فی صد مکمل ہو چکا ہے۔

(iii) سیوریج کی تعمیر کا کام بھی سو فی صد مکمل ہو چکا ہے۔

(iv) سڑکوں کا کام سو فی صد مکمل ہو چکا ہے۔

(v) بجلی کا کام ابھی تک شروع نہیں ہو سکا کیونکہ سوسائٹی کے مطالبہ کل لاگت میں شراکت کی بنیاد پر اخراجات کی ادائیگی کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔ مگر ابھی تک واپڈا کی طرف سے اس بنیاد پر ڈیمانڈ نوٹس موصول نہیں ہوا۔ جونہی ڈیمانڈ نوٹس موصول ہوگیا۔ رقم واپڈا کو ادا کردی جائے گی اور ترسیل بجلی کا کام شروع ہو جائے گا۔ تاہم یہ کام مرحلہ وار ہوگا اور اس کی تکمیل میں کچھ عرصہ لگے گا۔ سوسائٹی اس کام کو جلد از جلد مکمل کرانے کے لئے واپڈا حکام سے رابطہ قائم کئے ہوئے ہے۔ پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے ملحقہ واپڈا ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی نے ٹیلی فون ایکسچینج کے لیے اپنی کالونی میں رقبہ مختص کر رکھا ہے اور اس کی تعمیر کے لئے محکمہ ٹیلی فون سے ضروری کارروائی اختیار کر رکھی ہے۔ تاہم سوسائٹی ہذا نے بھی اس ضمن میں متعلقہ محکمہ سے رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ اور اس کوشش میں ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو کالونی میں ٹیلی فون کی سہولت ممبران کو بہم پہنچائی جا سکے۔ سوسائٹی نے اس غرض کے لئے ٹیلی فون ڈکٹس پہلے ہی ڈیزرمین مہیا کر رکھے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) کے جواب سے ظاہر ہے کہ بجلی، سوئی گیس اور ٹیلی فون کے علاوہ جملہ ترقیاتی کام سو فی صد مکمل ہو چکے ہیں۔ ترسیل بجلی کے کام میں تاخیر کی وجوہات جزو (الف) کے پیرا (۵) کے ضمن میں بیان کردی گئی ہیں۔ توقع ہے کہ بجلی کی ترسیل کا کام اس مالی سال کے دوران شروع ہو جائے گا۔ اور سوسائٹی

اس کوشش میں ہے کہ اسے جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے۔
اس طرح سوئی گیس اور ٹیلی فون کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے متعلقہ یعنی جز (الف) کے پیرا (۱) اور (۲) کے جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ یہ تینوں محکمے مرکزی حکومت کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔ اس لئے حکومت پنجاب تاخیر کی صورت میں ان محکموں کے اہل کاران کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتی۔

(ج) چونکہ سوسائٹی کا ترقیاتی کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اس لئے ایسے سرکاری ملازمین جنہوں نے اپنے واجبات ادا کر دیئے ہیں کو پلاٹس کا قبضہ دینے کے لئے بالکل تیار ہیں اور ممبران اپنے پلاٹوں کا قبضہ حاصل کر رہے ہیں۔

(د) جزو (ج) کے جواب کی روشنی میں اس جزو کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب راہی صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! اس منصوبے پر کل لاگت کا تخمینہ کیا تھا۔ اور اس میں سے کتنی رقم خرچ ہوئی یا اضافی کتنی تھی۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا اس کے متعلق عرض ہے یہ نیا سوال ہے لیکن اگر ممبر چاہیں تو اس کا کل تخمینہ ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! یہ اس سوال کی بنیاد ہے۔ اگر اس پر جناب سپیکر نیا سوال مانگیں گے تو اس سوال پر مزید ضمنی سوال ہو سکتا ہے۔

وزیر امداد باہمی۔ اگر جناب والا یہ اصرار ہی کرتے ہیں تو کل لاگت کا تخمینہ تقریباً ۵ کروڑ ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر سوال یہ تھا کل لاگت کا تخمینہ کیا ہے؟ اور اس پر کتنا خرچ آیا تھا۔؟

جناب سپیکر۔ کیا وزیر موصوف اس کے متعلق کچھ بتا سکیں گے۔؟

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا کل لاگت کا تخمینہ تقریباً ۵ کروڑ ہے۔ اور اس پر ۴ کروڑ ۲۵ لاکھ روپیہ خرچ آ چکا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ شراکت کی بنیاد پر الاٹی اخراجات ادا کریں گے۔ جناب سپیکر اس میں الاٹیوں کو پلاٹ کب الاٹ ہوئے تھے اور انہوں نے بطور ایڈوانس کتنی رقم جمع کروائی تھی۔

جناب سپیکر۔ جناب راہی صاحب اس سوال کو دہرائیے گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! الاٹیوں کو کب پلاٹ الاٹ ہوئے اور اس کے عوض انہیں کتنی رقم ایڈوانس کے طور پر جمع کروانی مقصود تھی اور انہوں نے کتنی رقم جمع کروائی تھی۔

جناب سپیکر۔ جناب منسٹر صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا یہ ایک نیا سوال ہے۔ اگر یہ اس کا نوٹس دیں تو میں اس پر دوبارہ عرض کر دوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! اگر ہر ضمنی سوال نیا سوال ہے تو پھر ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ضمنی کون سا سوال ہے۔ آپ براہ مہربانی یہ رولنگ دیجئے کہ یہ نیا سوال بنتا ہے یا یہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب آپ اپنا ضمنی سوال دہرائیے

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر سوال یہ ہے کہ الاٹیوں کو کب پلاٹ الاٹ ہوئے تھے اور انہوں نے اس کے عوض بطور ایڈوانس کتنی رقم جمع کروائی تھی۔

جناب سپیکر۔ ایک ایک الاٹی نے کتنی رقم جمع کرائی تھی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جی ہاں۔ فی الاٹی۔ شراکت کی بنیاد پر انہوں نے کہا ہے کہ اخراجات کل لاگت کے شراکت کی بنیاد پر تقسیم ہوں گے۔

جناب سپیکر۔ مخدوم الطاف احمد صاحب میری طرف رحم طلب نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ معزز ارکین سے درخواست ہے کہ وہ ہاؤس کے اندر کارروائی کو جاری رکھنے میں مدد فرمائیں اور مخدوم صاحب کی حالت زار پر رحم فرمائیں۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا! میں جناب کا بڑا ممنون و مشکور ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کا بنیادی سوال اس طرح بنتا ہے کہ ان لوگوں نے کچھ رقم جمع کروائی ہوگی اور اس کے برعکس انہوں نے تخمینہ لگا کر کام کے لئے ٹھیکے دار کو آفر دیا ہوگا۔ اور اس میں سے رقم خرچ ہوتی رہی ہوگی اور

یہ جمع کرتے رہے ہوں گے۔ یہ جناب سپیکر بنیادی سوال بن جاتا ہے کسی میں منصوبے میں فی الاٹی سے آپ کو کیا قیمت موصول ہوئی۔

جناب سپیکر۔ اس کی تفصیل جو آپ جواب کی صورت میں چاہتے ہیں وہ آپ کو مہیا کروا دیتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر یا آپ یہ کہیں یہ ضمنی سوال نہیں بنتا اور میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ضمنی سوال تو یہ بنتا ہے اس لحاظ سے یہ اسی ملڈ سنگ سوسائٹی کے متعلق سوال ہے۔ اور اس کی شرائط و قیود کے بارے میں ضمنی سوال بنتا ہے۔ جناب ملک صاحب کیا اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا آغاز میں ۵ ہزار روپیہ اور بقیہ ۲۷ ہزار روپیہ فی کنال اقساط میں اب تک ادا ہو چکا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میں نے یہ پوچھا ہے کہ یہ پلاٹ الاٹیوں کو کب الاٹ کئے گئے تھے اور ان سے بطور ایڈوانس کتنی رقم لی گئی تھی۔ یہ پہلی قسط کی بات ہے اس کے بعد کی بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ بعد میں آپ کیا لیتے ہیں۔ جناب والا ایک الاٹی اور ان کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر اگر یہ تاریخ نہیں بتا سکتے تو پھر مہینہ، سال بتا دیں۔ اگر یہ مہینہ نہیں بتا سکتے سال بتا دیں۔

وزیر امداد باہمی۔ ۱۹۸۳ء

جناب فضل حسین راہی۔ ۱۹۸۳ء میں آپ نے لوگوں کے بطور ایڈوانس پیسے جمع کئے ہیں یہ ذرا تصدیق کروائیں میرے پاس ۱۹۷۹ء کی رسیدیں ہیں۔ لوگوں نے پیسے جمع کروائے ہوئے ہیں۔ یہ اس سے پہلے کا فیصلہ ہے یہ دیکھیں کر کیا رہے ہیں۔ ابھی میں ان کو دکھا دوں گا۔ میں ان کو موقع دیتا ہوں۔ یہ تصدیق کر لیں یہ فیصلہ گھر میں جواب دے رہے ہیں۔ ۸۳ء

وزیر امداد باہمی۔ یہ ٹھیک ہے ۷۹ سے لیکر اب تک اقساط ادا ہو رہی ہیں۔ جون ۱۹۸۳ء میں اقساط جمع کروا دی تھیں جو ۱۹۷۹ء سے لے کر اب تک ادا ہوتی ہیں۔ آغاز میں آٹھ ہزار

روپیہ اور بقیہ ۳۷ ہزار روپیہ فی کنال اقساط میں اب تک جمع ہو رہی ہیں آغاز سے مراد ہے ایڈوانس۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ بعد میں دیکھیں گے یہاں بھی ہو جائے گا۔ میں نے پہلے جو غلطی کی ہے اسکو کور کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے آٹھ ہزار آغاز میں جمع کروائے گئے ہیں۔ اب میرا خیال ہے یہ الاٹیز لاکھوں کی تعداد میں ہیں گے۔ ۱۹۷۹ء سے لے کر اب تک انہوں نے ان کی رقم جو استعمال کی ہے اس کے مقابلہ میں اس کا کوئی معاوضہ الاٹیز کو دیا گیا ہے یا نہیں ۱۹۷۹ء سے لے کر ۱۹۸۶ء تک ان الاٹیوں کا پیسہ استعمال کیا ہے۔ اس پر انہوں نے ان کو کوئی معاوضہ دیا ہے یا نہیں۔

وزیر امداد باہمی۔ سوال ذرا دوبارہ دہرا دیجئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ ۱۹۷۹ سے لے کر ۱۹۸۶ء تک انہوں نے الاٹیوں کی رقم جو استعمال کی ہے۔

وزیر زراعت۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا بار بار لفظ "انہوں نے" استعمال ہو رہا ہے۔ This is not a proper way to address,

انہوں نے" کیا مطلب ہے انہوں نے" انہوں نے" کس کو ایڈریس کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر زراعت نے یہ ٹھیک پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ یہاں ہاؤس کے اندر الفاظ کے استعمال میں ہمیں احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ سوال آپ کا یہ ہے کہ ۱۹۷۹ء سے لے کر ۱۹۸۶ء تک جن لوگوں نے رقمات جمع کروائی تھیں اب تک ان کو کیوں کمپنسیشن نہیں ملی۔

جناب فضل حسین راہی۔ رقوم استعمال کرنے کے عوض انہوں نے کوئی کمپنسیشن ان کو دی۔

جناب سپیکر۔ محکمہ نے۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا جو mark up حاصل ہوتا ہے وہ ممبران میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ جو رقمات جمع ہوتی ہیں اس پر جو mark up وصول ہوتا ہے وہ ممبران

میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر یہ جو سوال کیا گیا ہے یہ ایک محدود سوال ہے۔ جو بار بار اس کی تفصیل پوچھی جا رہی ہے۔ یہ بہت لمبا چوڑا مسئلہ ہوتا ہے معزز ممبر کو علم ہونا چاہیئے کہ کوآپریٹو سوسائٹی لا کے تحت جب بھی ایک سوسائٹی کو منافع آتا ہے تو اس کے فنڈز علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اس کا ۲۰ فی صد مشترکہ فنڈ میں چلا جاتا ہے۔ باقی ۸۰ فیصد ممبران میں تقسیم ہو جاتا ہے ممبر صاحب جو بار بار سوال پوچھ رہے ہیں یہ اتنا لمبا چوڑا مسئلہ ہے کہ کم از کم اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے ایک ہفتہ لگ جاتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک وزیر فوری طور پر اتنے لمبے چوڑے سوال کا جواب دے سکے یا اس کے پاس اس کا جواب کیسے ہو سکتا ہے۔ جب تک سوال میں اس کا اشارہ نہ ہو۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میرا خیال ہے کہ وزیر اور مشیر کا آپس میں تبادلہ کر دیا جائے۔ جناب سپیکر میرا اگلا سوال یہ ہے کہ کیا انہوں نے الاٹیوں کو دیر سے پیسے جمع کرانے کے عوض کوئی جرمانہ عائد کیا ہے۔؟

جناب سپیکر۔ اگلا سوال پیش کیا جائے۔ دیوان عاشق حسین بخاری۔

کوآپریٹو سوسائٹی سے حاصل کردہ قرضوں کا مصرف

*1449 دیوان عاشق حسین بخاری۔ کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کوآپریٹو سوسائٹیز نے امداد باہمی کے تحت سال رواں میں کس قدر قرضہ جات دیئے اور اس کا معیار کیا تھا۔ کیا محکمہ اس امر کا اہتمام کرتا ہے کہ جس مقصد کے لئے قرضہ لیا گیا اسی مقصد کے لئے خرچ کیا گیا ہے اس امر کا جائزہ لینے کے لیے محکمہ کے پاس کیا لائحہ عمل ہے وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال)

کوآپریٹو سوسائٹیز نے امداد باہمی کے تحت سال رواں میں ۹۳۵۵۰۳۷ لاکھ کا قرضہ دیا گیا ۱۲½ ایکڑ تک کے کاشت کاروں کو بغیر "مارک اپ" کے قرضہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ ۱۲½ ایکڑ سے زائد کے کاشت کاروں سے "مارک اپ" وصول کیا جاتا ہے۔ محکمہ ہذا نے اس قرضے کی صحیح افادیت کو جانچنے کے لئے انسپکٹر اسسٹنٹ رجسٹرار سرکل رجسٹرار اور ڈپٹی

رجسٹرار صاحبان کو پابند کیا ہے کہ وہ ۱۰۰ فی صد ۲۵ فی صد ۱۵ فی صد اور ۱۰ فی صد سوسائٹیز برترتیب جن کو قرضہ دیا گیا ہے کی پڑتال کیا کریں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر، ضمنی سوال ہے، ساڑھے بارہ ایکڑ سے زائد کے مالکان کو حکومت کی طرف سے کتنا قرضہ جاری کیا گیا ہے اور ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم کے مالکان کو کتنا قرضہ جاری کیا گیا ہے؟ انہوں نے کل قرضہ بتایا ہے کہ اتنا جاری کیا گیا ہے۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا! اس سے پہلے بھی ایک سوال کے جواب میں بتا چکا ہوں کہ ساڑھے بارہ ایکڑ پر دس ہزار روپے۔

جناب سپیکر۔ وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ پنجاب پراونشل بنک نے کاشت کاروں کو جو کل قرضہ دیا ہے۔ اس میں دو زمرے ہیں ایک وہ زمرہ ہے جن کی ساڑھے بارہ ایکڑ سے زاید ملکیت ہے اور ایک وہ ہے جن کی ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم ملکیت ہے۔ تو پنجاب پراونشل بنک نے ان کاشت کاروں کو جو تمام قرضہ دیا ہے اس میں ساڑھے بارہ ایکڑ سے زاید ملکیت والوں کو کتنا دیا ہے اور اس سے کم ملکیت والوں کو کتنا دیا ہے۔

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ۔ پنجاب سپیکر، اس ضمن میں، میں گذارش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیے۔

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جناب والا! معزز ممبر نے جو سوال پوچھا ہے یہ اتنا لمبا چوڑا ہے کہ پنجاب بھر سے اس کی تفصیلات اکٹھی کرنے کے لئے بہت وقت چاہیئے۔ اس کے علاوہ میں جناب کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہی ایک کوآپریٹو کا محکمہ ہے جو چھوٹے کاشت کاروں کو بلا سود قرضہ دیتا ہے۔ اس کے مقابلے میں کوئی اور لانگ ایجنسی اتنا قرضہ نہیں دیتی۔ پھر اس کی بازیابی بھی اتنی بہتر ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ مجھے افسوس ہے مہر صاحب یہ اعداد و شمار واقعی بہت لمبے چوڑے ہیں۔ اگر آپ اس وقت نہیں دے سکتے تو ایوان کی میز پر رکھ دیجئے گا۔

وزیر امداد باہمی۔ میں ایوان کی میز پر رکھ دوں گا۔

میاں ممتاز احمد متیانہ ۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کوآپریٹو بنک فیڈرل بنک سے تین فی صد شرح پر قرضہ حاصل کرتا ہے۔ جب کہ پنجاب کوآپریٹو بنک اپنی سوسائٹیوں کو ۱۴ فی صد پر دیتا ہے۔ کیا وزیر موصوف بتانا پسند کریں گے کہ اس تفاوت کی وجہ کیا ہے۔؟

وزیر امداد باہمی ۔ جناب والا! ہم جو قرضہ دیتے ہیں وہ "مارک اپ" کے بغیر ہوتا ہے۔ لیکن فصل اُٹھانے کے بعد جو قرض ادا کرسکے، ہم اس سے واقعی ۱۴ فی صد سروس چارجز لیتے ہیں۔

جناب سپیکر ۔ وزیر امداد باہمی نے سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ پنجاب کوآپریٹو بنک فیڈرل بنک سے جو قرض حاصل کرتا ہے، اس کی شرح واقعی تین فی صد ہے۔ وہ اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور پنجاب پراونشل بنک سوسائٹیوں کے ذریعے کاشت کاروں کو جو قرضہ دیتا ہے، اس کی شرح سود، جس کو وہ "مارک اپ" کہتے ہیں، ۱۴ فی صد ہے۔ اس سلسلے میں وہ فرماتے ہیں کہ یہ ۱۴ فی صد سروس چارجز ہیں۔ یعنی یہ سود نہیں ہے یہ سروس چارجز ہیں۔ فاضل ممبر اس تفاوت کی وجہ پوچھنا چاہتے ہیں کیونکہ تین فیصد اور چودہ فی صد میں تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ تو پنجاب پراونشل بنک غریب کاشتکار سے اتنا منافع کس وجہ سے کماتا ہے۔؟

وزیر امداد باہمی ۔ جناب والا! ہم فیڈرل بنک سے جو قرضہ لیتے ہیں، وہ اگر وقت پر واپس نہیں کرتے اور ہم زمیندار سے وصول نہیں کرسکتے تو ہمیں بھی وہاں دوگنا مارک اپ دینا پڑتا ہے۔

مویشی پال اور پولٹری فارم سکیموں پر قرضہ جات

*1482 ۔ چوہدری محمد اصغر ۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔ حکومت نے مویشی پال سکیم اور پولٹری فارم وغیرہ کے لئے سال ۸۶۔۱۹۸۵ء میں بلاسود کتنا قرضہ دیا تھا۔ جن افراد اور کوآپریٹو سوسائٹیز کو قرضہ دیا گیا تھا۔ ان کی تفصیل کیا ہے کیا کل رقم واپس ہوچکی ہے اگر نہیں تو نادہندگان کے نام اور پتہ کیا ہیں اور

ان کے خلاف محکمہ نے ابھی تک کیا کارروائی کی ہے۔

وزیر امداد باہمی (چوہدری سلیم اقبال):

محکمہ امداد باہمی نے محکمہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ کے اشتراک سے نافذ کردہ ایک سکیم پنجاب میں فارمرز کوآپریٹو سوسائٹیز کے لئے مویشی چننگ یونٹ اور ٹرانسپورٹ وین کی خریداری کے لئے بلاسود قرضہ جات مہیا کرنے کی سکیم کے تحت ڈیری فارم کی ترقی کے لئے ۸۲۔ ۱۹۸۵ء میں درج ذیل کوآپریٹو سوسائٹیز کو بلاسود قرضہ جات جاری کئے گئے۔

نمبر شمار	نام کوآپریٹو سوسائٹی	رقم قرضہ	رقم واپسی	کیفیت
۱۔	لائیو سٹاک بریڈر ڈیری ڈویلپمنٹ چھچھرا تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ	۱،۰۰،۰۰۰	—	ابھی وصولی واجب نہ ہوئی ہے۔
۲۔	ڈیری فارم ڈویلپمنٹ کوآپریٹو سوسائٹی موضع بہار بستی احمد دین گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ	۲،۵۰،۰۰۰		ایضاً

مذکورہ سکیم کی شرائط کے تحت پہلے سال ان قرضوں کی وصولی نہیں کی جائے گی بلکہ ان قرضوں کی وصولی دوسرے سال سے ۲۴ برابر ماہانہ اقساط میں کی جائے گی لہٰذا جہاں تک وصولی کا تعلق ہے ابھی واجب نہیں ہوئی۔

پولٹری فارم کے لئے محکمہ نے دوران سال ۸۲۔ ۱۹۸۵ء کوئی قرضہ جاری نہیں کیا

انجمن ہائے امداد باہمی کے قرضہ جات کی وصولی میں تاخیر کے اسباب

*1612 - جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیا

فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں انجمن ہائے امداد باہمی کے قابل وصول قرضہ جات کی مالیت کیا ہے

(ب) ۳۰ر جون ۱۹۸۴ء کو قابل وصول قرضہ جات کی مالیت کیا تھی۔

(ج) حکومت وصولی کو ممکن بنانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے اور ان کے نتیجہ میں قرضہ جات وصول ہو جانے کا کب تک امکان ہے۔

(د) صوبہ میں انجمن ہائے امداد باہمی کے باقیدہ افراد کے ناموں کی تفصیل ضلع وار بتائی جائے اور ہر ایک کے خلاف وصولی کے لئے اب تک کی گئی کارروائی کی تفصیل سے بھی آگاہ کیا جائے؟

وزیر امداد باہمی۔ (جناب سلیم اقبال)

(الف) خریف ۱۹۸۵ء تک قابل وصول قرضہ جات کی رقم ۱۰۳۹.۳۲ لاکھ ہے۔

(ب) ۳۰ر جون ۱۹۸۴ء تک قابل وصول قرضہ کی رقم ۶۵۳.۹۱ لاکھ تھی۔

(ج) کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ ۱۹۲۵ اور رولز ۱۹۲۷ کے تحت قرضے کی وصولی کے لئے اسسٹنٹ رجسٹرار صاحبان سرکل رجسٹرار صاحبان اور ڈپٹی رجسٹرار صاحبان کو کلکٹر کے اختیارات تفویض کیے گئے ہیں نادہندگان سے قرضہ کی وصولی کے لئے ان کی جائیداد کو قرق اور نیلام کر کے وصولی کی جاتی ہے محکمہ ہذا کوشش کر رہا ہے کہ نادہندگان سے جلد از جلد قرضے کی وصولی کی جا سکے تاہم اس کے لئے کوئی حتمی تاریخ یا وقت دیا جانا ممکن نہ ہے کیونکہ یہ ایک مسلسل عمل ہے اور زرعی قرضہ کبھی بھی مکمل طور پر وصول نہیں ہوتا۔

(د) سردست ان باقیداروں کی فہرست جن کے قرضہ کی رقم ۳۰۰۰ روپے سے زیادہ ہے۔ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کے خلاف کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ ۱۹۲۵ء کے تحت کارروائی جاری ہے۔

ڈپٹی رجسٹرار امداد باہمی کی تعیناتی

*1683 ۔ جناب عثمان ابراہیم۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان

فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مارچ ۱۹۸۵ء میں محکمہ امداد باہمی کے ۱۹۸۵ء ریکروٹمنٹ رولز منظور ہو چکے ہیں جس کے مطابق ڈپٹی رجسٹرار کی اسامیاں صرف محکمہ سرکل رجسٹرارز کی ترقی کے ذریعہ پر ہوں گی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ رولز کے اطلاق کے بعد دو سابقہ پی سی ایس افسران کو ڈپٹی رجسٹرار تعینات کیا گیا ہے۔

اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ پی سی ایس افسران کو تبدیل کر کے محکمہ امداد باہمی کے ڈپٹی رجسٹرارز جن کی تعداد بہت کم ہے کی حق تلفی کا ازالہ کرنے کو تیار ہے اور کیا کوآپریٹو کے افسران کو بھی ایگزیکٹو یونٹوں میں بھیجا جا رہا ہے؟

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں ان کی تقرری محکمہ سروسز جنرل اینڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ نے کی تھی۔

(ج) محکمہ امداد باہمی ان پی سی ایس افسران کو تبدیل کرنے کے لیے تیار ہے اس سلسلہ میں کم از کم ایک افسر کو تبدیل کرنے کے لئے محکمہ نے پہلے ہی سروسز اینڈ جنرل ڈیپارٹمنٹ سے درخواست کر رکھی ہے کوآپریٹو افسروں کو دوسرے ایگزیکٹو یونٹوں میں نہیں بھیجا جا رہا۔

میاں ممتاز احمد متیانہ۔ کیا یہ موزوں نہ ہوگا کہ صرف ان کاشت کاروں سے ۴ء۱ فی صد لیا جائے جو وقت پر ادائیگی نہ کر سکیں۔؟ کیا اس سکیم پر وزیر صاحب غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ؟

جناب سپیکر۔ یہ بڑا متعلقہ سوال ہے کہ یہ ۴ء۱ فی صد، یا یہ جو زائد سود ہے۔ ان کاشت کاروں سے وصول کیا جا سکتا ہے جو وقت پر ادائیگی نہیں کرتے۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا، یہ بڑی اچھی تجویز ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر دوست بھی جو تجاویز بھیجنا چاہیں، ہم انشاء اللہ ان پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر۔ اس پر آپ غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔؟

وزیر امداد باہمی۔ جی ہاں۔

میاں ممتاز احمد منہاس۔ وزیر موصوف ایوان کو یقین دلادیں کہ ہمارا یہ کہا مان لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ وزیر امداد باہمی اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ نہایت اچھی بات ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر امداد باہمی۔ جناب والا، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور سوشل ویلفیئر سے متعلق سوالات دہرائے جائیں گے۔

سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کوآپریٹو سوسائٹیوں کی جانب سے نقد قرضہ دینے کے اقدامات

*1810۔ جناب شوکت حیات چھڑ۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ صوبہ میں زمینداروں کو کوآپریٹو سوسائٹیوں کی معرفت قرضہ عام طور پر بجائے نقدی کے کھاد کی صورت میں دیا جاتا ہے

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ زمینداروں کی کھاد کے علاوہ اور بھی ضروریات ہوتی ہیں جو نقدی کی صورت میں قرضہ نہ ملنے کی وجہ سے پوری نہیں ہو سکتیں اور زمیندار ہی کھاد سستے داموں ڈیلر کے پاس بیچ کر اپنی کھاد کے علاوہ دوسری ضروریات پوری کرتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سوسائٹی کی وساطت سے زمینداروں کو قرضہ بجائے کھاد کے نقدی کی صورت میں دینے کا ارادہ

رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر امداد باہمی۔ (شیخ سلیم اقبال)

(الف) جی ہاں

(ب) یہ درست ہے کہ زمینداروں کو کھاد کے علاوہ اور بھی ضروریات ہوتی ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی زمیندار کھاد بیچ کر اپنی دوسری ضروریات پوری کرتا ہے۔

(ج) محکمہ امداد باہمی نے حکومت پنجاب کی وساطت سے فیڈرل بنک برائے کوآپریٹوز اسلام آباد کو تجویز کیا ہے کہ کل قرضہ کا ۲۰ فی صد نقدی کی صورت میں دیا جائے اور بقایا زرعی ضروریات کے لئے حسب سابق جنس کی صورت میں یعنی کھاد، بیج، کرم کش ادویات اور چھوٹے سپرے پمپ کی صورت میں دیا جائے اس پر ابھی تک حکومت کی طرف سے کوئی فیصلہ موصول نہیں ہوا۔

نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن کی جانب سے دیئے گئے قرضہ کی تحقیقات

*1821 - چوہدری محمد اسلم کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن لاہور نے ایک شخص محمد حیات کو ایک کروڑ روپے کا قرضہ منظور کیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بنک رولز کے مطابق کسی کو بھی قرضہ دینے سے پہلے اس کی جائیداد کے کاغذات بنک میں رہن رکھے جاتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی محمد حیات مذکور نے رولز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کاغذات رہن نہیں رکھے اور اگر کسی جائیداد کے کاغذات رہن رکھے گئے تھے تو ان کاغذات کی نقول ایوان میں پیش کی جائے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محمد حیات ایک بنک آفیسر بنک افعال کا رشتہ دار ہے۔

(ہ) اتنی بھاری رقوم بغیر کاغذات رہن رکھے قرض دینے کی کیا وجوہات ہیں اور اس خلاف

دری اور غلط کارروائی کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔؟

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) یہ حقیقت نہیں ہے کہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن لاہور نے محمد حیات کو ایک کروڑ روپیہ قرضہ منظور کیا۔ بلکہ کارپوریشن نے مسمی مذکور کو ۵۶,۰۸,۰۰۰ روپے کا قرضہ منظور کیا۔

(ب) یہ حقیقت نہیں ہے کہ کارپوریشن کے رولز کے مطابق کسی کو بھی قرضہ دینے سے پہلے اس کی جائیداد کے کاغذات کارپوریشن میں رہن رکھے جاتے ہیں بلکہ بڑی رقوم کے قرضہ جات دیتے وقت کارپوریشن کوئی جائیداد رہن یا کوئی دوسری ضمانت حاصل کرتی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ مسمی محمد حیات مذکور نے رولز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کاغذات رہن نہیں رکھے بلکہ اس کے برعکس اس قرضہ کے عوض مختلف جائیدادوں کے کاغذات رہن رکھے گئے ہیں اور جائیدادوں کا قبضہ بھی کارپوریشن کے پاس ہے اور ان کے فروخت کرنے کی کارپوریشن مکمل مجاز ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ محمد حیات کارپوریشن مذکورہ کے ایک بلک آفیسر ملک محمد افضال کا رشتہ دار ہے۔

(ہ) چونکہ اس قرضہ کے اجرا کے عوض مختلف جائیدادوں کے کاغذات کارپوریشن میں رہن رکھے گئے ہیں۔ اس لئے کاغذات رہن نہ رکھنے کی بات درست نہیں۔ مزید یہ چونکہ اس قرضہ کے اجراء میں کوئی خلاف ورزی اور غلط کارروائی نہیں ہوئی۔ اس لئے کوئی آفیسر ذمہ دار ٹھہرایا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا کسی کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں۔

نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن کی جانب سے زمین خریدنے کی وجوہات

*1822 چوہدری محمد اسلم۔ کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن نے موضع لکی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں کچھ رقبہ خرید کیا ہے۔؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ رقبہ کتنا ہے اس کی کل کتنی قیمت ہے اور اس رقبہ کو خریدنے کی وجوہات کیا ہیں اور یہ رقبہ کارپوریشن نے کس مقصد کے لئے خریدا ہے۔

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) یہ حقیقت نہیں ہے کہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن نے موضع لکی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں کوئی رقبہ خرید کیا ہے۔

(ب) جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ لہذا سوال کے بقیہ حصہ کا جواب ندارد۔

محکمہ آبکاری و محصولات

پنجاب میں تفریحی ٹیکس کی شرح دوسرے صوبوں کے مساوی کرنا

*490 میاں محمود احمد۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تفریحی ٹیکس کی شرح بسلسلہ دوسرے صوبوں کے پنجاب میں بہت زیادہ ہے مثلاً سندھ میں تفریحی ٹیکس دس فی صد کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے لیکن اس کے برعکس پنجاب میں تفریحی ٹیکس کی شرح بہت زیادہ ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت پنجاب میں تفریحی ٹیکس دوسرے صوبوں کے مساوی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات۔ (ملک سلیم اقبال)

یہ درست نہیں ہے کہ پنجاب میں تفریحی ٹیکس کی شرح دوسرے صوبوں کی بسبت زیادہ ہے۔

بی کلاس گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس میں کمی کا مطالبہ

*1376 ۔ چوہدری ارشاد علی کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یہ درست ہے کہ ۸۵۔ ماڈل بس ۵۲ سیٹ کا ٹوکن ٹیکس ۲۱۴۲/ روپے اور انکم ٹیکس ۲۵۵/ روپے ہے اور دس سال بعد انکم ٹیکس اس لئے معاف ہو جاتا ہے کہ بس منافع دینے کے قابل نہیں رہتی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ۱۹۸۵ء ماڈل بسیں لمبے روٹ مثلاً لاہور تا پشاور، لاہور تا صادق آباد لاہور تا رحیم یار خان وغیرہ حاصل کرتی ہیں جب کہ پرانی گاڑیاں اوکاڑہ سے چوچک اوکاڑہ سے دریا محمد غوث بالا پیر اوکاڑہ سے حجرہ شاہ مقیم دس سے بیس میل کے اندر کچی اور ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر چلتی ہیں لیکن ان سے بھی وہی ٹوکن ٹیکس یعنی ۲۱۴۲/ روپے وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ صوبہ سرحد میں نئی گاڑیوں کو اے کلاس اور پرانی گاڑیوں کو بی کلاس روٹ پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں، اور اسی طرح ٹوکن ٹیکس فیس بھی اے کلاس کی زیادہ اور بی کلاس کی کم ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب بھی پرانی گاڑیوں کو بی کلاس روٹ پرمٹ جاری کر کے فیس ٹوکن کم کرنے کو تیار ہے اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ ۸۵ ماڈل بس میں ۵۲ سیٹ کا ٹوکن ٹیکس ۲۱۴۲/ روپے ہے اور انکم ٹیکس ۲۵۵/ روپے ہے۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بسوں سے انکم ٹیکس وفاقی حکومت کے محکمہ انکم ٹیکس کی ہدایات کے مطابق وصول کرتا ہے اور اس لحاظ سے ان بسوں سے انکم ٹیکس نہیں لیا جاتا جنہوں نے دس سال تک کا انکم ٹیکس ادا کر رکھا ہو۔ انکم ٹیکس کے محکمہ سے جو ہدایات وصول ہوئی ہیں ان میں یہ درج ہے کہ

انکم ٹیکس نہ وصول کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بس دس سال کے بعد منافع دینے کے قابل نہیں رہتی۔

(ب) سوال کے پہلے حصہ کا تعلق محکمہ ٹرانسپورٹ سے ہے۔ اس لئے کہ روٹ پرمٹ صوبائی و ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی جاری کرتی ہوں۔ یہ درست ہے کہ موٹر ٹیکس بڑی اور کچی سڑکوں پر چلنے والی بسوں کے لئے یکساں ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ صوبہ سرحد میں موٹر بسوں پر ٹیکس روٹ پرمٹ کی قسم سے منسلک کیا گیا ہے۔

(د) حکومت پنجاب کے زیر غور ایسی کوئی تجویز نہیں۔ پنجاب میں وہ بسیں جن کے روٹ کا ۷۰ فی صد حصہ کارپوریشن میونسپل کمیٹی یا کانونی کی حدود میں ہو اس کا ٹیکس کم ہے بہ نسبت ان بسوں کے جو لمبے روٹوں پر چلتی ہیں حکومت نے اپنے طور پر اس شکل میں رعایت دی ہوئی ہے۔

زرعی استعمال میں آنے والے ٹریکٹروں کی رجسٹریشن فیس میں کمی کا مطالبہ

*1377 - چوہدری ارشاد علی کیا وزیر آبکاری و محصولات اور اہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارچ ۱۹۸۵ء تک زرعی اغراض کے لئے استعمال ہونے والے ٹریکٹر کی رجسٹریشن فیس مبلغ ۱۰/- روپے اور کمرشل مقاصد کے لئے استعمال ہونے والے ٹریکٹر کی رجسٹریشن فیس ۵۰/- روپے تھی اور اب ہر دو اقسام کی رجسٹریشن فیس ۷۵/- روپے کر دی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کمرشل مقاصد کے لئے استعمال ہونے والے ٹریکٹروں کو کئی سو من وزن لوڈ کر کے بڑے شہروں تک مال پہنچانے کی اجازت ہے جبکہ زرعی مقاصد کے لئے زمینداروں اور کاشتکاروں کو صرف دیہات میں اپنے

کھیتوں تک جانے کی اجازت ہوتی ہے اور بڑی شاہراہوں پر نہیں چل سکتے ہیں اور اس طرح کاشت کاروں پر ظلم و زیادتی کی گئی ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت ٹریکٹروں پر سابقہ فیس برائے زرعی مقاصد بحال کرنے کو تیار ہے اور اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (ملک سلیم اقبال)

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹریکٹر کی رجسٹریشن فیس پر صرف مبلغ دس (۱۰) روپے رجسٹریشن فیس وصول کی جاتی ہے اب چونکہ ٹریکٹر کو موٹر وہیکل کی تعریف میں کر دیا گیا ہے اور یہ نہیں بلکہ ٹریکٹر کو ٹرانسپورٹ وہیکل بھی قرار دے دیا گیا ہے لہٰذا فیس رجسٹریشن یکساں طور پر ۱۵۰ روپے عائد کر دی گئی ہے باوجود اس حقیقت۔ کے جو ٹریکٹر صرف زرعی مقاصد کے لئے رجسٹر ہوں ان پر کوئی رجسٹریشن فیس واجب الادا نہیں ہے مگر یہ ثابت کرنا کہ ٹریکٹر صرف اور صرف زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہوگا۔ مالکان ٹریکٹر پر لازمی ہے اور ایسی صورت میں کوئی رجسٹریشن فیس واجب الادا نہیں۔

(ب) یہ درست نہیں۔ ٹریکٹر رجسٹریشن کے بعد کہیں بھی چلایا جا سکتا ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے ٹریکٹر موٹر وہیکل کی حیثیت میں رجسٹریشن سے مستثنیٰ نہیں ہے اور وہ ٹریکٹر جو صرف زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہوں ان پر بروئے قاعدہ ۱۳ موٹر وہیکل رولز ۱۹۷۹ء کوئی رجسٹریشن فیس لاگو نہیں ہے۔

ایکسائز اینڈ ٹیکشین کی آمدن سے ضلع ملتان کی ترقیاتی سکیموں پر خرچ کرنے کے اقدامات

*1454۔ دیوان عاشق حسین بخاری۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع ملتان سے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی مد سے ایک ارب پچیس کروڑ روپیہ فیڈرل گورنمنٹ کے خزانہ میں سالانہ جمع ہوتا ہے لیکن اس علاقے کی ترقیاتی سکیموں پر اس کا عشر عشیر بھی خرچ نہیں کیا جاتا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آمدنی کے تناسب سے ضلع ہذا کی ترقیاتی سکیموں پر مذکورہ مد سے رقم صرف کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔؟

وزیر آبکاری و محصولات (جناب سلیم اقبال)

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ ضلع ملتان میں محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن نے دوران سال ۸۶-۱۹۸۵ء مختلف مدات سے مبلغ ۱۱۶،۰۵۲،۳۹۳ روپے وصول کیے۔

(ب) جواب طلب نہ ہے۔

محکمہ سماجی بہبود

قبائلی علاقہ ڈیرہ غازیخان و راجن پور میں سوشل ویلفیئر کا اجرا

*459 ۔ سردار نصر اللہ خان دریشک: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں عوامی بہبود کا کوئی ادارہ کام کر رہا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت مستقبل قریب میں ان پسماندہ ترین علاقوں میں سوشل ویلفیئر سکولز کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔

وزیر سماجی بہبود۔ ملک سلیم اقبال)

ڈیرہ غازی خان کے بعد قبائلی علاقوں میں جن میں کھر اور بھائی شامل ہیں

خواتین کی بہبود کے دستکاری مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ اس طرح حال ہی میں ایک قبائلی گاؤں بارتھی میں رضا کار فلاحی انجمن قائم ہو چکی ہے۔ جہاں پر دستکاری سکولز کا عنقریب اجرا کر دیا جائے گا۔ ضلع راجن پور میں تاحال کوئی مرکز قائم نہیں ہو سکا جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

(i) قبائلی آبادی بکھری ہوئی ہونے کی وجہ سے ابھی تک کسی فعال انجمن کا قیام ممکن نہیں ہو سکا۔

(ii) قبائلی علاقے کی خواتین ان اداروں سے استفادہ کرنے سے گریزاں ہیں۔

(iii) مقامی طور پر کوئی تربیت یافتہ استانی دستیاب نہیں۔

(iv) رہائش اور دیگر سہولیات کی کمی کے باعث باہر کے علاقوں اور شہر سے تربیت یافتہ استانیاں ان علاقوں میں جانے کے لئے مشکل آمادہ ہوتی ہیں۔

محکمہ معاشرتی بہبود بہرحال ترجیحی بنیادوں پر قبائلی علاقوں میں رضا کار فلاحی انجمنیں قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور انشاء اللہ اس کام میں جلد پیش رفت ہو سکے گی۔

بھکاریوں کے لئے روزگار کی فراہمی

*829 جناب چوہدری مشتاق حسین۔ کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ راولپنڈی میں صوبے کے دوسرے شہروں کی طرح گداگری کی لعنت کو ختم کرنے بھکاریوں کو مناسب روزگار فراہم کرنے اور معذور و محتاج مانگنے والوں کے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔؟

وزیر سماجی بہبود (ملک سلیم اقبال)

راولپنڈی میں بھی سطح پر اندراد گداگری کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن ان کو قانونی تحفظ نہ ہونے کی باعث خاطر خواہ کامیابی نہیں ہو رہی ہے۔ اسی طرح لاہور شہر میں

قانون انسداد گداگری محدود سطح پر محکمہ پولیس نے نافذ کیا ہے۔ مگر ایک مکمل معلومات آمدنی مشینری اور عوام کی طرف سے عدم تعاون کی وجہ سے سودمند نتائج برآمد نہیں کیونکہ عوام انفرادی طور پر خیرات، صدقات فقرا میں تقسیم کرتے ہیں۔ جس کی بنا پر حکومت کی طرف سے جاری کردہ اپیلوں کی نفی ہو جاتی ہے۔ صوبے کے دوسرے شہروں میں ابھی کوئی اقدامات نہیں کیے گئے۔ اس سلسلے میں ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی کی زیر نگرانی ایک جامع منصوبے کی تیاری پر کام جاری ہے۔ جس میں گداگری کے تمام سماجی، معاشی اور مذہبی پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھا جا رہا ہے اور عوام کے تعاون کے لئے بھی مناسب اقدامات تجویز کیے جا رہے ہیں۔ اور ایک مرحلہ وار منصوبہ اس لعنت کی روک تھام کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ جس میں مستحق گداگروں کی مناسب دیکھ بھال، تربیت اور فراہمی روزگار کو بھی خاص اہمیت دی جا رہی ہے۔

معاشرے میں اخلاقی اقدار کی سربلندی کے لئے اقدامات

*1173 ۔ بیگم شاہدہ ملک کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت کے ان قانونی اور ٹھوس اقدامات کی تفصیلات کیا ہیں، جو وہ معاشرے میں اخلاقی اقدار کی سربلندی کے لیے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود (جناب سلیم اقبال)

محکمہ سماجی بہبود اپنے محدود وسائل کو بروئے کار لا کر ایسے اقدام کر رہا ہے جن کا تعلق معاشرہ میں اخلاقی اقدار کی سربلندی سے ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ کے کارکنوں کو ہدایات ہیں کہ عوام کے اخلاق سنوارنے اور ان کے اعمال کی اصلاح پر خصوصی توجہ دیں اور لوگوں کو رغبت دیں کہ وہ سماجی برائیوں کی روک تھام کے لئے ممکنہ کوشش کریں۔ اس ضمن میں وہ رضاکار فلاحی اداروں کے تعاون سے مختلف موضوعات مثلاً منشیات کے مضر اثرات، بے جا رسوم کی بیخ کنی، خوردنی اشیاء میں ملاوٹ، جہیز کی لعنت اور دوسری سماجی برائیاں کے متعلق ترجمی لٹریچر تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے

علاوہ سیمینار، مباحثوں اور کانفرنسوں کے ذریعہ رائے عامہ ہموار کرنے اور عوام کو ان کے خلاف عملاً جہاد کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ نیز ابلاغ عامہ کے ذرائع مثلاً ریڈیو ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ بھی رائے عامہ ہموار کرنے کی ممکن حد تک کوشش کی جاتی ہے۔ یہ سب اپنی جگہ پر درست ہے لیکن معاشرہ میں اخلاقی اقدار کی سربلندی ایک نہایت کٹھن اور وقت طلب کام ہے۔ اور یہ کام عوام کے وسیع تر عملی تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔

جہاں تک اس سلسلہ میں قوانین کا تعلق ہے وزارت مذہبی امور اسلامی نظریاتی کونسل اور دیگر ادارے حکومتی سطح پر گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے۔ لیکن اس کا براہ راست محکمہ سماجی بہبود سے تعلق نہیں ہے۔

ڈپٹی ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر راولپنڈی کے ماتحت دفاتر میں خالی آسامیوں پر تعیناتی

*1551 ۔ جناب محمد یامین۔ کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔ ڈپٹی ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر راولپنڈی کے پاس مختلف گریڈوں میں مرد و خواتین کی کتنی آسامیاں خالی ہیں اور وہ انہیں کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کیا ان آسامیوں پر راولپنڈی ضلع کے علاوہ دوسرے اضلاع کے امیدواروں کو بھی بھرتی کیا جائے گا۔ جب کہ متعلقہ آسامیوں کے لئے موزوں امیدوار راولپنڈی میں موجود ہیں۔

وزیر سماجی بہبود۔ (جناب سلیم اقبال)

محکمہ معاشرتی بہبود کے راولپنڈی ڈویژن میں اس وقت مختلف گریڈوں میں خالی آسامیوں کی کل تعداد ۵۲ ہے جنہیں ۳۱ مردوں کے لئے ۵ خواتین کے لئے اور ۱۶ دونوں کے لئے ہیں۔ ان میں ۱۶ گزیٹڈ اور ۳۶ نان گزیٹڈ ہیں۔

رائج العمل محکمانہ قواعد و ضوابط کے تحت گریڈ ایک سے ۶ تک کے ملازمین

عام طور پر اسی ضلع سے اور ۷ سے ۱۵ تک کے اسی ڈویژن سے بھرتی کئے جاتے ہیں یہاں پر یہ آسامیاں موجود ہوں۔ ان ملازمین کا انتخاب ان کی تعلیمی قابلیت تجربہ اور فنی مہارت کو مدنظر رکھ کر ڈویژنل کمیٹی میں میرٹ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے جس کی بنیاد انٹرویو اور ٹسٹ میں حاصل کردہ نمبر ہوتے ہیں جس میں ڈویژن بھر کے امیدواروں کو مساوی مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔

گزیٹڈ آسامیوں پر تقرری پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارش سے ہوتی ہے جس کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن نے حال ہی میں درخواستیں طلب کر لی ہیں جس میں صوبہ بھر سے پنجاب کے تمام اضلاع سے تعلق رکھنے والے امیدواروں کو درخواست دینے کا حق حاصل ہے۔

نان گزیٹڈ ۱۱ تا ۱۵ کی ۳۶ خالی آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اخبارات میں اشتہار کے ذریعے درخواستیں طلب کر لی گئی ہیں۔ ڈویژنل کمیٹی امیدواروں کا چناؤ کرنے کے بعد ستمبر کے آخری ہفتہ تک ان آسامیوں پر بھرتی کا کام مکمل کرے گی۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

محکمہ امداد باہمی

کیمیاوی کھاد کی زائد قیمت وصول کرنے کا سدباب

*178۔ جناب رئیس مشتاق احمد: کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ امداد باہمی سوسائٹیاں کاشت کاروں کو کیمیاوی کھاد یوریا بحساب مبلغ ۱۲۸/- روپے فی بوری فراہم کرتی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مارکیٹ میں وہی کھاد بحساب مبلغ ۱۱۰/- روپے فی بوری میسر ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کاشتکاروں

کے زائد قیمت وصول کرنے کا سدباب کرنے کو تیار ہے۔؟

وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال)

(الف) جی ہاں۔ انجمن طرفے امداد باہمی کاشت کاروں کو کیمیاوی کھاد گورنمنٹ کے مقرر کردہ نرخ مبلغ ۱۲۸ روپے فی بوری پر مہیا کرتی ہے۔ لیکن ۸۰۵۰ روپے فی بوری کمیشن جو کھاد کمپنی سے وصول ہوتا ہے وہ ممبران کے حساب میں جمع کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح درصل کاشت کار کو کھاد گاؤں میں پہنچ کر ۱۱۹۰۵۰ روپے کے حساب سے ملتی ہے۔

(ب) ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شرح نرخ مختلف مقامات پر مختلف ہو لیکن محکمہ کا اس سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ج) امداد باہمی کی انجمنیں گورنمنٹ کی منظور شدہ نرخوں پر کھاد زمیندار کے گاؤں میں مہیا کرتی ہے۔ اور ممبران انجمن کو کمپنیوں سے وصول شدہ کمیشن بھی ادا کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح سارا کاروبار قانون کے مطابق کیا جاتا ہے۔

مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر، میں اس امر کی اجازت چاہتا ہوں کہ ملتان سے ہمارے ایوان کے فاضل رکن سید احسن شاہ صاحب کے والد بزرگوار اور درگاہ حضرت شیر شاہ کے سجادہ نشین مخدوم سید علمدار حسین شاہ صاحب رحلت فرما گئے ہیں۔ یہ ایوان اس کے لئے فاتحہ خوانی کرے۔

میاں محمد افضل حیات۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ اس کے علاوہ میرے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ ہمارے فاضل رکن ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ان کے ایصال ثواب کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

وزیر اوقاف۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ تو فاتحہ خوانی کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر وقفہ سوالات کے متعلق ہے۔ میرے ایک سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے جو کم از کم دو تین سو صفحات پر مشتمل ہے اس میں جو خبر سیں فراہم کی گئیں ہیں ان میں سے کوئی بھی فہرست ایسی نہیں ہے جو پڑھی جا سکے۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں کہ ایوان کی میز پر جن سوالات کے جوابات رکھے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ جتنی بھی دستاویزات ہوتی ہیں ان کی نقول اس ایوان کے ہر رکن کو فراہم کی جانی چاہئیں۔ نہ کہ صرف سوال دینے والے کو اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف مجھے ہی فراہم نہ کی جائے۔

جناب سپیکر۔ اس بات کا اہتمام کریں گے کہ محکمہ آپ کو اچھی کاپی فراہم کرے جو پڑھی جا سکے۔

مسئلہ استحقاق

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا یہ تمام ہاؤس کو فراہم کرنا چاہئے یا صرف مجھے

جناب سپیکر۔ جی نہیں یہ ایوان کی میز پر رکھ دی جاتی ہیں جن صاحبان کو ضرورت ہو وہ لے سکتے ہیں۔ میاں محمود احمد صاحب کی ایک تحریک استحقاق پنڈنگ چلی آ رہی تھی کیا آپ اس کو واپس لے چکے ہیں۔

میاں محمود احمد۔ جی ہاں۔

جناب فضل حسین راہی۔ بالآخر وہ واپس کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر۔ مولانا غیاث الدین صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۱۲ ہے سوالنمبر ۱۲۸۲ کے غلط جواب کی فراہمی۔

مولانا غیاث الدین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج میرے

سوال نمبر ۱۲۸۲ کا جواب جناب وزیر مواصلات و تعمیرات نے جو دیا ہے وہ غلط ہونے کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے مثلاً میرے سوال کے جزو (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ یہاں زیر زمین نالیاں بنا رہا ہے تاہم سڑک کا کام مرمت کا کام جاری ہے۔ بالکل غلط ہے۔ سڑک کی مرمت نہ تو کی گئی ہے اور نہ ہی یہ کام جاری ہے۔ رکن اسمبلی کے استحقاق کی بحالی کی خاطر اسے اسمبلی میں زیر بحث لانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

شکر گڑھ شہر کے اندر مرکز میں لاریوں کا ایک اڈہ تھا۔ اہلیان شکر گڑھ کا یہ دیرینہ مطالبہ تھا کہ لاریوں کا اڈہ باہر منتقل کیا جائے جو بالآخر شہر سے باہر منتقل کر دیا گیا لوگوں کو خوشی ہوئی کہ اندرون شہر لاریوں کا جو اژدھام ہوتا تھا جس کی وجہ سے شہر کے لوگ خطرہ میں رہتے تھے وہ خطرہ ٹل گیا۔ لیکن بعد میں ان کا یہ خدشہ کم ہونے کے اور زیادہ بڑھ گیا کہ لاری اڈہ بغیر بائی پاس روڈ بنائے شہر سے باہر منتقل کیا گیا ہے اور لاریاں پہلے سے زیادہ شہر کی معروف ترین سڑک پر سے گذر کر لاری اڈہ تک پہنچنے لگی ہیں۔

جناب سپیکر! اس معروف ترین سڑک پر سے لاریاں گذرنے کی وجہ سے کئی حادثے ہو چکے ہیں جس سے کئی قیمتی جانیں بھی تلف ہو چکی ہیں۔ اور اب جہاں سے لاریاں گذر رہی ہیں اس سڑک کی حالت یہ ہے کہ اندرون شہر ہونے کے باوجود یہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور ہر وقت وہاں پر پانی کھڑا رہتا ہے۔ کئی مرتبہ بلدیہ شکر گڑھ نے محکمہ ہائی وے سے یہ مطالبہ کیا کہ اگر آپ اس سڑک کو نہیں بنا سکتے۔ تو کم از کم یہ سڑک بلدیہ شکر گڑھ کو دے دی جائے تاکہ وہ اپنے فنڈ سے اس سڑک کو بنا سکے لیکن محکمہ ہائی وے اس پر تیار نہ ہے۔ نہ ہی یہ سڑک بنائی گئی ہے اور نہ ہی بلدیہ کے سپرد کی گئی ہے میں نے اس کے متعلق سوال دیا میرے اس سوال کا جواب بجائے اس کے کہ تسلی بخش دیا جاتا محکمہ نے وزیر متعلقہ کو غلط جواب مہیا کر کے میرا استحقاق مجروح کیا ہے کہ ہم نے اس سڑک کی جہاں سے لاریاں گذر رہی ہیں قابل استعمال رکھنے کے لئے مرمت جاری رکھی ہے کوئی مرمت نہیں

کی گئی ہے سڑک بالکل ٹوٹی ہوئی ہے۔ بائی پاس روڈ تعمیر نہیں کیا گیا لوگ ہر وقت خطرات میں گھرے رہتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں لہذا جب رقم ہوگی بائی پاس روڈ تعمیر کر دی جائے گی۔ میں محکمہ ہائی وے سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں جب کہ وہ لاری اڈہ شہر سے باہر منتقل کر دیا گیا ہے۔ اور اس لاری اڈے کی آمدنی بلدیہ شکر گڑھ کو لاکھوں کے حساب سے سالانہ ملتی ہے۔ یہ انڈین شہر سڑک کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتے اور یہ بلدیہ کو کیوں نہیں دے دی جاتی۔ اگر یہ نہیں بنا سکتے تو بلدیہ اسے اپنے خرچ سے بنا لے۔ اگر یہ بلدیہ کو نہیں دیتے تو پھر میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس کی مرمت کی جائے اور وہ جو بائی پاس روڈ ہے وہ بھی بنایا جائے۔ نیز میرے سوال کا انہوں نے جو غلط جواب دیا ہے کہ کام جاری ہے اس کا بھی نوٹس لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ آپ کی اس تقریر میں آخری بات ہی متعلقہ ہے۔ کیونکہ آپ کی تحریک استحقاق یہ تھی کہ میرے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے باقی آپ کے مطالبات اپنی جگہ پر درست ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب سپیکر فاضل رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے سوال کے جواب میں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ اس سڑک پر کام ہو رہا ہے۔ فاضل رکن نے یہ سوال مئی ۸۶ء کو دیا تھا۔ اس پر اس وقت کام ہو رہا تھا اور ویسے بھی محکمہ شاہرات تقریباً تمام سال ہی مرمت کا کام جاری رکھتا ہے۔ اور مختلف اوقات میں جب بھی ضرورت ہوتی ہے وہ پیچ ورک کرتے رہتے ہیں اور جہاں رینگ ہوتے ہیں ان کو بھی ٹھیک کرتے ہیں تو اس لحاظ سے میرا خیال ہے کہ فاضل رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کیے دیتا ہوں کہ ہم نے اس سڑک کے اس ٹکڑے پر تقریباً ۲۰ ہزار روپے گذشتہ سال خرچ کیے تھے۔ اور یہ سڑک کا وہی ٹکڑا ہے جس کے بارہ میں فاضل رکن نے سوال کیا تھا۔ میرے خیال میں انہیں کچھ غلط فہمی ہے مرمت سے مراد محکمہ شاہرات سالانہ مرمت لیتا ہے۔ جبکہ فاضل رکن اسے شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ۔

raising & strengthning کردی گئی ہے raising & strengthning واقعی نہیں کی گئی تھی لیکن اس کے لئے ۲۱ر لاکھ روپے کا تخمینہ بنایا گیا تھا جسے وسائل کی کمی کی وجہ سے موجودہ اے۔ ڈی۔ پی میں شامل نہیں کیا جا سکا۔ جہاں تک مرمت کا تعلق ہے میں نے ان سے گذارش کر دی ہے کہ اس سال تقریباً ۲۰ ہزار روپے مرمت پر خرچ ہوئے تھے۔ میرے خیال میں میری اس بات سے فاضل رکن کو مطمئن ہو جانا چاہیئے اور میں ان سے گذارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک کو مزید پر بس نہ کریں۔ اور جو raising and strengthning کی بات ہے اس کے لئے جیسے میں نے گذارش کی ہے کہ تخمینہ ۲۱ لاکھ روپے کا بنایا گیا تھا لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے اس پر مزید کارروائی نہیں کی جا سکی۔ انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ اے ڈی پی میں اسے شامل کیا جائے شکریہ۔

جناب سپیکر۔ جناب مولانا صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف صاحب نے میری تحریک استحقاق کے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ سوال بڑی دیر پہلے دیا گیا تھا اور اس کا جواب بھی اس وقت دیا گیا تھا۔ ایک رکن اسمبلی اپنے سوال کا جواب تو اسی وقت سمجھتا ہے جب وہ اسمبلی میں آئے اور اگر یہ جواب اسمبلی میں تاخیر سے آیا ہے تو اس کے تاخیر سے جواب آنے کی وجہ سے اسے موقع محل کے مطابق ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جب میرے پاس جواب پہنچا ہے تو اس میں یہی لکھا تھا کہ مرمت جاری ہے۔ یہ تو فعل حال ہے مستقبل نہیں۔ یہ ماضی بھی نہیں۔ فعل حال تھا تو اس نے حال کو دیکھنا تھا۔ اس حال کے مطابق میں نے اعتراض کر دیا ہے کہ وہاں مرمت جاری نہیں ہے۔ باقی جو وزیر موصوف صاحب نے ۲۰ ہزار روپے کے متعلق فرمایا ہے کہ بیس ہزار روپیہ لگا دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک رقم کا ضیاع ہے کہ جب ایک سڑک پر بیس ہزار یا ایک لاکھ روپیہ لگا دیا جائے اور اس پر پانی کھڑا رہے تو اس پانی کے کھڑے ہونے کی وجہ سے وہ پیسہ ضائع ہو جائے گا۔ پھر یہ مگرمچھ کے آنسو بہانے اور لوگوں کو عارضی طور پر تسلی دینے کا کوئی فائدہ نہیں جب تک کہ اس کی مکمل تعمیر نہ

ہو۔ دوسرا یہ کہ اگر وزیر موصوف صاحب مجھے یہ یقین دلا دیتے ہیں کہ آئندہ اے ڈی پی میں اسے یقیناً شامل کرلیا جائے گا تو پھر میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر۔ اسے اے ڈی پی میں شامل کرنے کے بارے میں وہ بات کر چکے ہیں۔ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب والا میں نے پہلے بھی یہ گذارش کی ہے کہ اس کا ۲۱ لاکھ روپے کا ایک تخمینہ تیار کیا گیا تھا لیکن جس روز میں نے سوالات کے جوابات دیئے تھے اس روز میں نے یہ واضح کیا تھا۔ ہماری ترجیحات ہوتی ہیں۔ ہم نے ترجیحات کے مطابق تمام پنجاب کو deal کرنا ہوتا ہے۔ صرف ایک سڑک کو deal نہیں کرنا ہوتا۔ انشاء اللہ ہم اس پر انشاء اللہ غور کریں گے اور priorities wise اس پر غور کریں گے۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب والا! کریں گے" جو ہے یہ غیر یقینی بات ہے میں یقینی طور پر وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ اگر یہ کریں گے تو کریں گے تو بڑی دیر ہے پتا نہیں کب کریں گے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب! اب ہمارے پاس یہی صورت رہ گئی ہے کہ ہم اسے فنی نقطۂ نگاہ سے دیکھیں کہ آپ کی یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں۔ آپ وزیر موصوف کی یقین دہانی پر کچھ decision لیں یا پھر ہم اس کو دیکھیں کہ یہ قواعد کے مطابق بنتی ہے یا نہیں بنتی۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب والا۔ آپ یہ دیکھ لیں۔ میں نے تو عرض کیا ہے کہ اگر مرمت جاری ہے تو وہاں جا کر دیکھ لیں کہ کوئی مرمت جاری ہے۔ میں نے جمعرات کو یہ سوال کیا تھا۔ محکمہ نے عارضی طور پر چند آدمی وہاں کھڑے کر دیئے کہ چلو "جاری ہے" کا معاملہ دکھا دیا جائے اور اس طرح سڑک کی پیمائش شروع کر دی جو کہ پہلے کوئی نہیں تھی۔

جناب سپیکر۔ اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔؟

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب والا۔ میں نے عرض کی ہے کہ وزیر موصوف مجھے

یہ یقین دلا دیں کہ آئندہ اے ڈی پی میں اسے یقینی شامل کر لیا جائے گا تو پھر میں اپنی تحریک پر زور نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر۔ وہ آپ کے سامنے بات کر چکے ہیں۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب والا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ "کر دیں گے"۔ اس سے کوئی یقینی اعتماد نہیں۔

جناب سپیکر۔ ہمارے پاس اس قسم کی کئی تحاریک استحقاق آئی ہیں۔ اس پر میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں اور اسی پر میں اپنی رولنگ دینا چاہتا ہوں کہ

If any statement is made by any member or a Minister which another member believes to be untrue, incomplete or incorrect then there is no breach of privilege.

یہ قومی اسمبلی کے صباحات مورخہ ۶۴ ۔ ۸ ۔ ۲۰ میں ہے۔ اس میں سے میں نے رولنگ کا حوالہ دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ۔

A breach of privilege can arise only when the Minister makes a false, incorrect statement wilfully, deliberately and knowingly.

اس کے بغیر لیڈر نے ایک بیان ہاؤس میں دے دیئے استحقاق کی پامالی واقع نہیں ہوتی جس وقت تک کوئی بیان wilfully, deliberatelv or knowingly اور غلط نہ دیا جائے۔ تو اس سوال کے جواب میں، میں نہیں سمجھتا کہ یہ بیان wilfully, knowingly اور deliberately غلط دیا گیا ہے اس لئے میں اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر۔ آپ کی رولنگ ان پڑھ وزراء کو تحفظ دینے کے لئے بہت زیادہ مفید ہے یہ ان کا دفاع کرے گی۔ اب ڈھونڈنا پڑے گا کہ یہ knowingly کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب راہی صاحب! یہ آپ نے بہت سخت لفظ کہہ دیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! I am sorry, Sir.

وزیر زراعت۔ جناب والا۔ ہمیں یہ اعتراف ہے کہ جتنی تعلیم الحاد کے پاس ہے ہمارے

پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اب جناب مولانا محمد غیاث الدین صاحب کی اگلی تحریک استحقاق نمبر ۲۲ ہے آپ کی یہ تحریک آج take up نہیں ہو سکتی کیونکہ دو تحاریک التواء ایک ہی ممبر کی ایک ہی روز take up نہیں ہو سکتیں۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب والا۔ وہ تو پہلے کی ملتوی شدہ تھیں۔

جناب سپیکر۔ بے شک ملتوی شدہ تھی لیکن یہ قواعد و ضوابط میں ہے کہ ایک دن کسی ایک ممبر کی دو تحریک استحقاق نہیں آسکتیں۔ اس کے بعد یہ وہ ملتی جلتی تحاریک استحقاق ہیں۔ ایک جناب میاں محمد رفیق صاحب کی طرف سے اور دوسری میاں عمر علی سیال صاحب کی طرف سے ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! چوہدری محمد رفیق صاحب ذرا کام گئے ہیں لہٰذا ان کی تحریک کل تک موخر کر دی جائے۔

جناب سپیکر۔ دوسری تحریک استحقاق میاں عمر علی سیال صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ دونوں موجود نہیں ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ دونوں تحاریک زیر التوا رکھ لیں۔

جناب سپیکر۔ ان دونوں تحاریک کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر ۲۵ جناب میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

سوال نمبر ۱۶۱۵ کے غلط جواب کی فراہمی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر، میں آپ کی اجازت سے حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے پارلیمانی سیکرٹری کی طرف سے جن سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے ان میں میرا ایک سوال نمبر ۱۶۱۵ بھی شامل تھا۔ میرے سوال کے مختلف اجزاء کے جوابات غیر واضح مبہم، اور ایک دوسرے سے متضاد دیئے گئے ہیں۔ مثلاً میرے سوال کے جزو (الف)

کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ محمد علی جوہر ٹاؤن میں ایک کنال کے ۳۹، ۱۰ مرلہ کے ۳، ۷ مرلے کے ۱۶، ۵ مرلہ کے ۲۴ اور ۳ مرلہ کے ۷ پلاٹ لاہور ٹاؤن شپ میں ۴ مرلے کے ۲۰۶ اور رہائشی سکیم راولپنڈی میں ایک کنال کے ۵ اور ۳ مرلے کے ۴ پلاٹ گورنر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے مخصوص کوٹہ میں موجود تھے جب کہ سوال کے جزو (ب) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ گورنر مارشل لا ایڈمنسٹریٹر نے جن سرکاری ملازمین کو پلاٹ الاٹ کیے، ان کی تعداد کچھ اس طرح ہے کہ محمد علی جوہر ٹاؤن میں ۲ کنال کے ۳، پلاٹ الاٹ کیے گئے، ایک کنال کے ۲۱ پلاٹ ۱۰ مرلہ کے دس پلاٹ اور تین مرلہ کے تین پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ سوال کے جزو (ج) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ جن سرکاری ملازمین کو پلاٹ الاٹ ہوئے، ان کی فہرست بصورت تتمہ (الف) دی گئی ہے۔ تتمہ (الف) کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس فہرست میں ان ۳، الاٹیوں کا ذکر موجود نہیں ہے جنہیں جزو (ب) کے جواب کے مطابق ۲ کنال کے پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ میرے سوال کے جزو (ھ) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ لاہور کا ترقیاتی ادارہ الاٹمنٹ کرتے وقت الاٹیاں سے بیان حلفی مصدقہ مجسٹریٹ فرسٹ کلاس اوتھ کمشنر وصول کرتا ہے کہ الاٹی یا اس کے زیر کفالت افراد کے پاس مذکورہ الاٹمنٹ سے پہلے کوئی پلاٹ / مکان یا فلیٹ کسی شہری علاقہ میں موجود نہیں ہے۔ لیکن گورنر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے اپنے خصوصی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے الاٹیاں کو اس شرط سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا، لیکن جواب میں یہ نہیں بتایا گیا کہ گورنر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو یہ خصوصی اختیارات کس قانون کے تحت حاصل ہیں اور اس طرح سے اس مقتدر ایوان کو دانستہ طور پر اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میرے سوال کے جزو (ز) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ جوہر ٹاؤن کے بدلے نیو گارڈن ٹاؤن میں الاٹیز گورنر / مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون اے نے اپنے خصوصی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے کیں اور ایک پلاٹ کے تبادلہ کی منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی دی، مگر ایوان کو یہ بتانے کی زحمت نہیں کی گئی کہ گورنر پنجاب اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ مخصوص اختیارات

کسی قانون کے تحت حاصل تھے۔ جزو (د) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ محکمہ کو سرکاری ملازمین کے خلاف ہونے والی تحقیقات کا علم نہ ہے۔ اسی طرح سے اس ایوان کو جان بوجھ کر ایسے سرکاری ملازمین کے نام بتانے سے پہلو تہی کی گئی ہے جن کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہے اور ان کو پلاٹ بھی الاٹ کیے گئے ہیں۔

درج بالا واقعات کی روشنی میں یہ بات صاف ظاہر ہے کہ میرے سوال کے جواب میں حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس طرح سے اس مقتدر ایوان کی توہین کی گئی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق پامال ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو تحقیقات کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ (ملک محمد عباس خان کھوکھر) جناب والا۔ یہ تحریک استحقاق مجھے ابھی موصول ہوئی ہے۔ اس کا پورا ریکارڈ محکمہ سے منگوا کر اور پورا جواب محکمہ سے حاصل کر کے ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ دوسرا انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ کن اختیارات کے تحت یہ ہوا۔ گورنر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بھی تھے۔ انہوں نے اپنے مارشل لاء کے تحت یہ پلاٹ الاٹ کئے ہیں اور جو ریکارڈ مارشل لاء دور کا ان کے پاس ہے وہ ابھی تک ہمیں نہیں ملا ہے، ہم نے ان سے خط و کتابت بھی کی ہے، لیکن انہوں نے ہمیں جواب نہیں دیا ہے۔ یہ خصوصی اختیارات انہیں مارشل لاء کے تحت حاصل تھے، اس کا ہمیں کوئی علم نہ ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ نے پہلے کیا ارشاد فرمایا ہے! کہ اس کو تفصیلی جواب کے لئے پینڈنگ کر دیں۔ جناب جنجوعہ صاحب، جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کی تفصیلات سے پوری آگاہی حاصل کرنے کے لئے اس کو پینڈنگ کر لیا جائے۔ تو کیا آپ اس پر رضامند ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ لیکن جناب والا، اس بارے میں میری ایک درخواست ہے کہ اسے مخصوص وقت کے لئے پینڈنگ کیا جائے۔ تاکہ یہ رواں اجلاس میں زیر بحث آئے۔

جناب سپیکر۔ اسے اگلے ورکنگ ڈے کے لئے پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ اب رفیق حیدر لغاری صاحب اپنی تحریک پیش کریں گے۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری۔ جناب سپیکر، میرے خیال میں بہتر ہوتا کہ ہمارے قائد ایوان بھی یہاں ہوتے تو اس وقت مجھے یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جاتی۔

جناب سپیکر۔ آپ تحریک پیش کیجئے۔

وزیر اعلیٰ سے ملاقات کے دوران اراکین اسمبلی سے نامناسب سلوک

سردار رفیق حیدر خاں لغاری۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں چند روز پہلے جناب وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی غرض سے چیف منسٹر ہاؤس گیا جہاں پر اور ممبران صوبائی اسمبلی بھی موجود تھے۔ میری طرح سے وہ بھی وقت ملاقات لے کر آئے ہوئے تھے مگر جس طریقہ سے ملاقات ہوئی۔ اس سے ممبران کا نہ صرف استحقاق مجروح ہوا بلکہ انا بھی مجروح ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی باضمیر ممبر آئندہ ملاقات کی خواہش نہیں کرے گا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ مجھے ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دوپہر ۲۰۔۱۲ کا وقت دیا گیا۔ میں ٹھیک پانچ منٹ پہلے پہنچا۔ اس توقع پر کہ وقت مقررہ پر ملاقات ہو جائے گی مگر وہاں پہنچ کر مجھے یہ دیکھ کر دکھ ہوا کہ ایک کمرہ میں سب ممبران کو بٹھایا جا رہا تھا اور کہا جا رہا تھا کہ یہاں پر ہی ملاقات ہو گی۔ جب کہ وقت ملاقات علیحدہ علیحدہ تھے۔ ممبر کا استحقاق بھی ہے اور پرانا طریق کار بھی کہ ملاقات جب مانگنے پر دی جاتی ہے تو وہ انفرادی اور پرائیویٹ ہوتی ہے، پھر مزید زیادتی یہ ہوئی کہ ملاقات مقررہ وقت سے کوئی دو گھنٹے بعد ہوئی اس دوران باقی ممبران کی ملاقات کا جو منظر دیکھنے میں آیا وہ بہت ہی ذلت آمیز تھا۔ وزیر اعلیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری مسٹر قمر باری باری ہر ممبر کو اشارہ کرتے تھے اور ممبر اپنی سیٹ سے اٹھ کر وزیر اعلیٰ کے پاس جا بیٹھتے تھے جو کہ سامنے ایک صوفہ پر تشریف فرما تھے۔ مسٹر قمر سائل ممبر اور

وزیر اعلیٰ کے پیچھے ٹھہرے ہوئے تھے اور جیسے ایک دو منٹ بعد ممبر مذکورہ کے کاندھے سے پکڑ کر اُٹھنے کے لئے جھنجھوڑنا شروع کر دیتے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے انگریز کی بادشاہی کا وقت یاد آگیا اور تصور میں وزیر اعلیٰ ایک انگریز کمشنر کی جگہ نظر آرہے تھے اور ممبر ایک برصغیر کا دیہاتی سائل یہ طریقہ ملاقات نہایت افسوسناک اور ذلت آمیز ہے جس سے نہ صرف میرا اور ملاقاتی ممبران کا بلکہ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اس پر بحث کی اجازت

جناب سپیکر، جس طرح سے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جب ملاقات مانگنے پر دی جاتی ہے تو وہ انفرادی اور پرائیویٹ ہوتی ہے۔ یہ تو ایک جمہوری دور ہے جب ممبر صوبائی اسمبلی جا کر چیف منسٹر کو ملتے ہیں، مگر میں آپ سے مارشل لاء دور کی بات کرتا ہوں، جب گورنر بھی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھا اور اس کے تحت جتنے وزراء تھے وہ مارشل لاء کے وزراء تھے۔ میں بھی اس وقت کیبنٹ میں موجود تھا۔ میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ایک عام سائل بھی جب ایک وزیر کے پاس جاتا تھا تو وزیر کو یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ سائل کو پوری طرح سنے بغیر وہاں سے چلا جائے یا اس کو ادھورا چھوڑ جائے اور میں آپ کو اس کی مثالیں دے سکتا ہوں کہ کم از کم دس جگہ پر میں خود ویٹ پہنچا ہوں۔ صرف اس لئے کہ میرے پاس کچھ سائل آئے ہوئے تھے، تو اب ایک جمہوری دور میں اس طریقہ سے ممبران سے ملاقات کی جائے۔ میرے خیال میں اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور ممبر کی انا اور استحقاق مجروح ہوتا ہے، لہٰذا اس معاملہ کو جس طرح سے میں نے گذارش کی ہے زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھئے۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا جب کوئی رکن اسمبلی کھڑے ہوتے ہیں تو درانی صاحب بیٹھے بیٹھے کہتے ہیں "ادے بیٹھ" میرا اس بات پر احتجاج ہے کسی معزز رکن کے لئے "ادے بیٹھ" کا لفظ استعمال کرنا اس کی توہین ہے۔

سردار نصر اللہ خان درانی۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ معزز رکن جس نے یہ تحریک

استحقاق پیش کی ہے وہ ابھی کھڑے ہیں اور وہ اس پر ابھی مزید کچھ کہنا چاہیں گے۔ اس کے بعد متعلقہ وزیر اس کا جواب دیں گے۔

ملک طیب خان اعوان۔ ہمیں نظر آرہا ہے کہ وزیر صاحب جواب دینے کے لئے کھڑے ہیں۔

سردار نصراللہ خان دریشک۔ جناب والا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ جب کوئی تحریک استحقاق پیش کی جاتی ہے تو حکومت کی طرف سے وزیر موصوف اس کا خود جواب دیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ دریشک صاحب آپ تشریف رکھئے، ملک صاحب آپ بھی تشریف رکھیں جناب غلام حیدر وائیں صاحب اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر آب کاری و محصولات۔ (چوہدری اختر رسول) جناب والا اسمبلی کے قواعد وضوابط کو چلانا سپیکر صاحب کی ذمہ داری ہے نہ کہ دریشک صاحب کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ صحیح ہے (قطع کلامی) آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔

وزیر صنعت۔ (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر میرے فاضل رکن نے جو آج جو تحریک یہاں پیش کی ہے اس کے خدوخال ہم نے پڑھ لئے ہیں۔ میں نہایت احترام کے ساتھ یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہمارے فاضل اراکین اسمبلی کے استحقاق کا تعلق ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں ایک چیز میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب یا دوسرے وزراء کرام اگر اس تحریک استحقاق پر فنی نقطہ نگاہ سے بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ جہاں تک اس پر وضاحت کرنے کا سوال ہے وہ اگر چاہیں تو جناب وزیر اعلیٰ بھی اس کی وضاحت کر سکتے ہیں۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر آپ کے ارشاد کے مطابق میں اس تحریک استحقاق کے فنی پہلوؤں پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر۔ جی فرمایئے۔

وزیر صنعت:۔ جناب والا میں یہ پہلی گذارش تو یہ کروں گا کہ میرے فاضل بھائی نے ۵ اکتوبر کے جس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے وہ واقعہ ہی غلط ہے۔ ۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب لاہور میں موجود ہی نہیں تھے، وہ اسلام آباد میں تھے اور وہ ۶ تاریخ کو شام ساڑھے چھ بجے عوامی گاڑی کے ذریعے لاہور تشریف لائے۔ ۵ اکتوبر کو لاہور میں ان کی کوئی مصروفیات نہیں تھیں۔ یہ بات جس کا تذکرہ میرے فاضل بھائی نے کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی اسمبلی میں دی ہوئی تاریخ بالکل غلط ہے۔ فنی نقطہ نگاہ سے میں یہ گذارش کروں گا کہ اس تمام استحقاق اور احترام کے باوجود جو کہ ہمیں تمام ممبران اسمبلی کو حاصل ہے۔ یہ بات کئی بار ایوان میں زیر بحث لائی جا چکی ہے کہ ہمیں قواعد وضوابط اور قوانین کو آئین کے مطابق زیر بحث لا کر عمل کرنا ہے۔ میں نہایت ہی احترام کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی نجی محفل میں میرے کسی فاضل بھائی کی ملاقات علیحدہ ہونے کی بجائے مشترکہ دوستوں میں ہوگئی یا کوئی بالمشافہ ملاقات کچھ منٹ پہلے یا دیر سے ہوگئی یا کسی جائز وجوہات کی بناء پر اس روز نہ ہو سکی اور کسی وجہ کی بنا پر وہ بات کسی علیحدہ کمرے میں ہونے کی بجائے مشترکہ کمرے میں ہوگئی تو اس سے میرے کسی فاضل بھائی کا یا اس ایوان کا، یا اس ایوان کے کسی فاضل رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ جس بات کا حق ہمیں آئین نے دیا ہو قوانین نے دیا ہو۔ یا قوانین کے تحت بنائے گئے کسی رول نے دیا ہو تو پھر استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ میں اس سلسلے میں قاعدہ ۵۵ کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

قاعدہ ۵۵ بڑا واضح ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ

Rule 55 (i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law.

واضح صورت حال کے پیش نظر میں اس کی تفصیل بیان کئے بغیر جس کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ میں صرف فنی نقطہ نگاہ سے گزارش کروں گا کہ یہ صورت حال جو میرے فاضل دوست نے بتائی ہے، اگر اس ملاقات میں ایسی

صورت پیش ہوئی بھی ہو تب بھی یہ معاملہ ، آئین، رولز کے تحت استحقاق مجروح ہونے کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر، میں یہ گذارش بھی ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل بھائی اس معزز ایوان کے رکن ہونے کے علاوہ سیاسی طور پر ایک اور بندھن میں بھی ہمارے رفیق اور شفیق ہیں اور رفیق اور شفیق ہونے کی حیثیت سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک سیاسی سٹیج پر اگر جائز طور پر بھی کوئی گلہ اپنے کسی فاضل سینئر رکن سے ہو تو اس کا سب سے احسن طریقہ یہ ہے کہ مل کر اس بات کو دیکھیں، یا اس سیاسی ڈھانچے میں جو کہ روایتی طریقہ کار ہے، ہم اس مسئلے کو اپنے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں زیر بحث لائیں اور دوسری بات جناب سپیکر میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایسی باتیں لاتے وقت اپنے انداز کو اور انداز تحریر کو اتنا شائستہ اور اتنا محترم ہم ہیں اور جتنا کہ شائستہ اور محترم ہم اپنے فاضل اراکین کو سمجھتے ہیں۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس کا حوالہ دیئے بغیر میرے فاضل بھائی نے جس انداز سے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ وہ ان کے اپنے ہی اس احترام کے تقاضوں کو شاید پورا نہیں کرتی جس کے کہ وہ مستحق افراد پاتے ہیں اور ان حالات میں گزارش کروں گا کہ اگر کوئی بات ہوئی بھی ہو تو ہم آپس میں بیٹھ کر احسن انداز میں اس کو حل کر سکتے ہیں۔ اس کی تصحیح کر سکتے ہیں، ترمیم کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ بات جو کہ ہم نے اندر بیٹھ کر کرنی ہے اسے اسی فورم میں نہیں لانا چاہیئے۔ جہاں تک اس فورم کا تعلق ہے۔

With all the respect and regards, I would again request that this Privilege Motion does not come under any constitutional rule or regulation, provision etc. Hence it may kindly be ruled out without having any further debate on it.

جناب سپیکر۔ جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ پنجاب (میاں نواز شریف)۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر! ہمارے فاضل رکن جناب رفیق حیدر بخاری صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اور آپ نے بھی چونکہ یہ فرمایا تھا کہ اگر کچھ وضاحت کرنا ہو تو میں

خود کروں میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ جناب رفیق حیدر جس دن میرے پاس تشریف لائے اس دن ہمارے اور بھی بہت سے ممبران اسمبلی موجود تھے۔ جناب والا ایک جمعرات کا دن ایسا ہوتا ہے جو کہ open day ہوتا ہے۔ اس میں بہت سارے ممبران تشریف لاتے ہیں۔ جس دن رفیق حیدر لغاری صاحب تشریف لائے اس دن یعنی جمعرات کو ممبران اسمبلی کی تعداد عام طور پر کم از کم پچاس ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے اُوپر کر ہوتی ہے کم نہیں ہوتی۔ یہ ٹھیک بات ہے کہ وقت بہت قلیل ہوتا ہے اور ہر ایک معزز رکن سے مجھے ملنا پڑتا ہے اور ان کی بات سُننا پڑتی ہے تو اس میں وقت کا تعین کرنا خاصا ضروری ہوتا ہے۔ اگر وقت کا تعین نہ کیا جائے تو آخری ملاقات کے لئے آنے والے رکن کو تو رات بھی وہاں پر پڑ سکتی ہے۔ تو یہ First come first serv basis. پر باری آتی ہے۔ جو معزز رکن پہلے آتے ہیں وہ پہلے ملتے ہیں، جو جس طرح آتا جاتا ہے اس طرح ملاقات ہوتی جاتی ہے رفیق حیدر لغاری صاحب تشریف لائے جس طرح دوسرے صاحبان وہاں پر موجود تھے۔ اسی طرح یہ بھی وہاں پر تشریف فرما ہوئے۔ ان کی جب باری آئی تو ان کو بتایا گیا کہ آپ آئیں اور میرے ساتھ ملاقات کریں۔ انہوں نے کہا نہیں میں آخر میں ملاقات کروں گا۔ جب سب فارغ ہو جائیں گے۔ یہ ان کی اپنی خواہش تھی۔ ہم نے ان کی خواہش کے احترام میں کہا ٹھیک ہے جس وقت سب فارغ ہو جائیں گے تو آپ تشریف لے آئیں تب بات کریں۔ لہٰذا انہوں نے خود ہی فرمایا اور ہم نے ان کی خواہش کی تکمیل کی اور ان سے آخر میں بیٹھ کر ملاقات ہوئی۔ ساری باتیں ہوئیں، اور جو ان کے مسائل تھے وہ بھی ان کے ساتھ زیر بحث آئے۔ اس وقت اگر ان کے جذبات مجروح ہوئے تو انہوں نے اس وقت میرے ساتھ اس کا ذکر نہیں کیا۔ اگر یہ ذکر کرتے تو میں اسی وقت ان سے معذرت کرتا، اگر ایسی بات تھی تو ان کو یقین دلاتا کہ آئندہ (نعرہ ہائے تحسین) اور جہاں تک میرا تعلق ہے۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کسی قسم کی کوئی کوتاہی کی ہو یا ان سے کوئی زیادتی کی ہو، یہ میرے پرانے ساتھی رہے ہیں۔ ہم دونوں پچھلی مارشل لاء کی حکومت میں اکٹھے

وزیر بھی رہے ہیں اور یہ تب سے مجھے جانتے ہیں کبھی آج تک ایسا موقع نہیں ملا ہم ساتھی رہے ہیں، یہ میرے پاس آتے جاتے رہے ہیں، میں بھی ان کے پاس آتا جاتا رہا ہوں اور ہمیشہ ہمارے درمیان بڑے اچھے تعلقات رہے ہیں۔ اور آج مجھے ایسی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ مجھ سے کوئی زیادتی سرزد ہوئی ہو۔ آج انہوں نے چونکہ یہاں ابھی یہ تحریک پیش کی ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ میرے پاس تشریف لائیں۔ میں ان کو satisfy کروں گا اور جب بھی یہ تشریف لائیں گے میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آتا رہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان تمام ممبران صاحبان کی عزت و تکریم کرنا میرا فرض ہے کیونکہ انہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں آج چیف منسٹر ہوں اور انہوں نے مجھے ووٹ دے کر چیف منسٹر بنایا ہے۔ ان کا احترام کرنا میرا دین فرض ہے جس میں انشاء اللہ کبھی بھی کوتاہی نہیں ہوگی۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین) وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر! میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں یہ معاملہ جیسا کہ تحریک استحقاق میں ہے یہ ۵۔ اکتوبر کا نہیں ہے۔ یہ ۶۔ اکتوبر کی بات ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ فرما چکے ہیں۔ جناب لغاری صاحب۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری۔ جناب سپیکر! جیسا کہ وائس صاحب نے کچھ نکات کے بارے میں تفصیلی بتایا ہے۔ جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے یہ misprint بھی ہو سکتا ہے کیونکہ چیف منسٹر صاحب ہمارے قائد ایوان نے اس چیز کو تسلیم کیا ہے کہ ہماری ملاقات ہوئی ہے تو وائس صاحب کا یہ کہنا میرے خیال میں اب کچھ معنی نہیں رکھتا جب خود قائد ایوان نے اس ملاقات کو تسلیم کیا ہے۔ جہاں تک اس ملاقات کا تعلق ہے۔ میرے خیال میں ہمارے قائد ایوان اس چیز کا پورا احساس رکھتے ہیں جس کا انہوں نے خود یہاں اظہار بھی کیا ہے۔ اور یہ خود اس چیز سے سمجھ سکتے تھے۔ کہ میں نے دو گھنٹے یا ڈھائی گھنٹے انتظار کرنا کیوں پسند کیا؟ اور آخر میں ملاقات کرنا کیوں پسند کیا؟ اس لئے کہ جس طریقے سے ملاقات

ہو رہی ہے کم از کم میں یا میرا ضمیر مجھے اس چیز کی اجازت نہیں دے رہا تھا کہ میں اس طریقے سے ملاقات کروں اور یہ میرے خیال میں قائد ایوان خود اس کو تسلیم بھی کر چکے ہیں اور خود مانیں گے کہ میں مستقل وہاں بیٹھا رہا۔ جہاں تک جمعرات کا تعلق ہے۔ جمعرات کے دن مختلف ڈویژنوں کو بلایا جاتا ہے۔ مختلف ڈسٹرکٹ کو بلایا جاتا ہے اور ملاقات اکٹھی ہوتی ہے، اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میرا اعتراض وقت مانگنے کے اوپر ہے، اس دفعہ وقت مانگنے پر دیا گیا اور جتنے ممبران وہاں موجود تھے اب وہ چاہے اپنا اظہار خیال کریں یا نہ کریں مگر میرے خیال میں وہ دل میں ضرور اس چیز کے گواہ ہوں گے کہ جو انہوں نے وہاں کا ماحول سمجھا اور جو مجھے انہوں نے بتایا کیونکہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ہی بیٹھا تھا اور ہر کوئی ہر ممبر اس کے اوپر اعتراض کر رہا تھا مگر چونکہ اب قائد ایوان نے اس چیز کی یقین دہانی کرائی ہے اور میں ان کا مشکور ہوں کہ جب سے میری یہ تحریک استحقاق آئی ہے ان ممبران کو جن کو چھ چھ مہینوں میں ملاقات کا وقت نہیں دیا جاتا تھا کل اور آج ملاقات کا وقت دیا گیا۔ اور یہ بات اس چیز کی نشاندہی کرتی ہے کہ ان کو اس کا احساس ہو گیا ہے۔ میں اپنی اس تحریک کو اس لئے نہیں press کرتا۔ میں ٹیکنیکلی اس کو prove کر سکتا ہوں لیکن اگر یہ کمیٹی کے پاس جائے گی تو مقصد صرف لگے کو احساس دلانا ہوتا ہے اور اگر ان کو احساس ہو گیا ہے تو میں اس کو press نہیں کرنا چاہتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ لغاری صاحب اپنی اس پریویلج موشن کو press نہیں کرتے ہیں۔

لہٰذا۔ It will be taken as withdrawn.

جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۲۷ ہے۔

چنیوٹ کے لئے رکھے گئے ۳۰ لاکھ روپے کے فنڈز غیر اراکین اسمبلی کو دینے کے لئے صوبائی مشیر کا بیان

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۱۹۸۶ء ۱۰۔ ۱۲ کی شام مجھے اپنے حلقہ انتخاب سے متعدد رائے دہندگان کے ٹیلی گرام موصول ہوئے جن کے مطابق میری ملک سے غیر موجودگی کے دوران جب کہ بندہ حجاز مقدس کے سفر پر تھا۔ صوبائی وزیر اعلیٰ کے مشیر سردار زادہ ظفر عباس نے چنیوٹ شہر میں وارڈ نمبر ا میں مسلم لیگ کے دفتر کا افتتاح کیا اور تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوئے جس وجہ سے چنیوٹ کے لئے رکھے گئے ۳۰ لاکھ روپے کے فنڈز چیئرمین بلدیہ اور مسلم لیگی کونسلروں کو دے دیئے جائیں گے اور اس کثیر رقم کو وہ استعمال کریں گے۔ صوبائی مشیر کا یہ بیان اخبار میں شائع ہوا ہے۔ جس کا تراشہ لف ہذا ہے۔ صوبائی مشیر کے اس بیان سے بطور منتخب رکن اسمبلی چنیوٹ شہر میرا استحقاق پامال ہوا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ یہ میری اس تحریک استحقاق کو تحقیقات کے لئے اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب جن کے بارے میں آپ نے یہ تحریک استحقاق دی ہے یعنی جناب سردار زادہ ظفر عباس صاحب، وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! ان کا یہاں حاضر ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر۔ ان کا یہاں حاضر ہونا ضروری ہے۔ کسی فاضل رکن کے بارے

میں اگر تحریک استحقاق ہے تو ان کی موجودگی میں اس پر بحث ہو سکتی ہے۔

سید حسنات احمد شاہ۔ جناب سپیکر! جس وقت کوئی تحریک استحقاق آتی ہے تو آپ مہربانی فرما کر اس پر رولنگ دے دیا کریں کہ آیا یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں بنتی۔ یہ کس قاعدے کے مطابق تحریک استحقاق بنتی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب اس طرح سردار زادہ ظفر عباس صاحب اپنی وضاحت نہیں کر سکتے کیونکہ اس وقت وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں یہ وہی بتا سکیں گے کہ انہوں نے یہ بات کی ہے یا نہیں کی جو آپ ان کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ ہم کس کو یہاں unheard condemn کر دیں جبکہ وہ موجود نہیں ہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں کیسے ان کے خلاف کوئی بات ہو سکتی ہے۔ اس کو ان کی تشریف آوری تک پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ بہتر ہے۔ اس تحریک استحقاق کو ان کی تشریف آوری تک پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر۔ اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ یہ ایک تحریک التوائے کار جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے جس کا decision pending تھا اس پر میں اپنا فیصلہ دینا چاہتا ہوں۔

Mr. Riaz Hashmat Janjua, MPA moved an adjournment motion No. 16 on 27-9-1986 when the Assembly was not in Session. The adjournment motion was taken up on 9-10-1986. It was alleged that on 20-8-1986, four MRD workers were arrested for taking out a procession. On 21-8-1986, they were sent to judicial Lock-up. On 30-8-1986, the Police Saddar Jhang involved them in a theft case FIR No. 5 under Section 380 Cr. P.C. which had since been confined to record and got their physical remand. They were kept under Police Lock up till 8-9-1986. As alleged these political workers had been

victimised by initiating false case against them.

To my mind the matter raised seeking adjournment of the House was not sub-judice at the time the Adjournment Motion was given notice of. The Government has not raised any objection of its being sub-judice. The matter appears to be a case of ordinary administration and the redress of the grievance is available under the existing law. It cannot, therefore, be a subject of an Adjournment Motion, Besides, the case reported in the Adjournment Motion is about two months old, I cannot safely hold that it is a matter of such recent occurrence on which the Adjournment Motion can be successfully moved, I therefore, hold this motion out of order.

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر دفعہ ۱۴۴ کے تحت جو گرفتاریاں ہوئی ہیں یہ اس کے متعلق ہے ۔ بہرحال آپ کی روشنی کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ راہی صاحب ! آپ اچھا یہ بات ہیں کر گئے ۔

جناب سپیکر ۔ تحریک التوائے کار نمبر ۱۴۳ ۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ

ضلع جھنگ میں سماجی برائیوں میں روز افزوں اضافہ

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ معاملہ یہ ہے کہ پندرہ ستمبر کے روزنامہ "جنگ" لاہور کے دوسرے صفحہ پر موجودہ حکومت کے حامی طلباء کی تنظیم "مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن" کے رہنماؤں کا ایک بیان شائع ہوا ہے جو اس امر کا شاہد ہے کہ جھنگ میں کلبوں کی آڑ میں وی سی آر پر عریاں فلمیں چلائی جا رہی ہیں ۔ منشیات فروشی کا مکروہ دھندے بندوں ہو رہا ہے اور جوئے کے اڈے بغیر کسی خوف کے چل رہے ہیں ۔ یہ تلخ حقائق جو طالب علم راہنماؤں نے بیان کئے ہیں قانون نافذ کرنے والے ادارہ کی پشت پناہی کا نتیجہ اور مقامی پولیس کی نااہلی ، فرائض سے غفلت اور ایسے با اثر لوگوں سے

یا راز کا تجزیہ ہے جو نہ صرف جوتے بانٹوں اور ناخواندہ فورمینوں کے سرپرست بنے ہوئے [redacted] اور ان کی بدولت اضطراب اور اشتعال پایا جاتا ہے اور وہ سراپا سوال بنے ہوئے ہیں کہ ہماری نئی نسل کو حیا سوز فلموں منشیات اور جوئے کے ذریعے تباہ و برباد کرنے والے سماج دشمن عناصر قانون کے لمبے اور سخت گیر ہاتھوں سے کب تک محفوظ رہیں گے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ضلع جھنگ میں ان سماجی لعنتوں میں روز افزوں اضافہ اور ان کے سدباب میں قانون نافذ کرنے والے ادارہ کی ناکامی کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب جنجوعہ صاحب یہ ۱۵ ستمبر کا واقعہ ہے اور ۱۵ ستمبر کے جنگ اخبار کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ لیکن یہ تحریک التوائے کار ۲۷ ستمبر کو آپ نے پیش کی ہے۔ تو آپ چاہتے ہیں کہ یہ بڑا ہی اہم معاملہ ہے جس کے لئے آپ کو ہاؤس کی ساری کارروائی معطل کرتے ہوئے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ آپ تو خود اس کو اہم نہیں سمجھتے۔ یہ ۱۵ ستمبر کے جنگ کا آپ نے حوالہ دیا ہے اور پھر ۲۷ ستمبر کو آپ نے اسے پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ اگلی تحریک التوائے کار نمبر ۲۴ بھی جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب ایک دن میں کتنی تحاریک التوائے کار ایک رکن دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے

جی ٹی ایس کے کارکنوں میں معاشی عدم تحفظ کا احساس

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ جی ٹی ایس کے کارکنوں کی نمائندہ تنظیم پیام [illegible]

(سی بی اے) کی طرف سے ایک پوسٹر شائع کیا گیا ہے جس میں پنجاب کے چھ کروڑ عوام کے منتخب نمائندے ہونے کا دعویٰ رکھنے والوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ یہ پوسٹر جس کی شہ سرخی، حکمرانو جواب دو" ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ جی ٹی ایس پنجاب کو صوبہ سندھ و سرحد کی نئی بسیں لینے کی بجائے اُلٹا عوام کے اس با اعتماد ادارے کو مرحلہ وار پرائیویٹ ٹرانسپورٹروں کے سپرد کیا جا رہا ہے۔ اس بارے میں مزدوروں کی تنظیم کا استدلال یہ ہے کہ جی ٹی ایس پنجاب کو ۱۹۷۴ء میں نئی بسیں دی گئی تھیں۔ ان بسوں کی عمر سات سال مقرر کی گئی تھی۔ سات سال کے دوران جی ٹی ایس کے کارکنوں کی محنت کے صلہ میں چودہ نئے یونٹ تیار ہوئے جس کی وجہ سے ادارہ کے اثاثہ میں کروڑوں روپے کا اضافہ ہوا۔ اور ہزاروں بے روزگاروں کو روزگار کے مواقع میسر آئے۔ ۱۹۷۴ء میں مہیا کی جانے والی بسیں سات سال کی بجائے بارہ سال سے زیر استعمال ہیں...

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔ قاعدہ ۵۵ میں درج ہے مسئلہ استحقاق کی اجازت کی شرائط جناب والا میں یہ گذارش کروں گا...

جناب سپیکر۔ تحریک التوائے کار پر بحث ہو رہی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ ایک ممبر ایک دن میں کتنی دفعہ تحاریک التوائے کار پیش کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ بتائیں کہ کتنی پیش کر سکتا ہے۔

رانا پھول محمد خان! میں تو جناب سے راہنمائی چاہوں گا۔ میں تو جانتا ہی نہیں۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھئے۔ تحریک التوائے کار پر کوئی پابندی نہیں ہے.....

جناب جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ اور بے حد پرانی اور ناکارہ ہو چکی ہیں۔ صوبہ سندھ اور سرحد میں ٹرانسپورٹ کو نئی بسیں دے دی گئی ہیں۔ لیکن پنجاب میں پہلے تو لیز پر پرائیویٹ بسوں کو سروس میں شامل کیا گیا اور اب اس ادارہ کو مکمل طور پر پرائیویٹ ٹرانسپورٹروں کی تحویل میں دیا جا رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں پنجاب کے بہت سے اضلاع میں جی ٹی ایس کے ڈپوؤں کو بند کر دیا گیا ہے۔ جن میں ضلع جھنگ کا ڈپو بھی شامل

ہے۔ جی ٹی ایس پنجاب میں اس طرح کے حالات پیدا کر دے گئے ہیں کہ ان کی وجہ سے جی ٹی ایس کے کارکنوں میں معاشی عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو رہا ہے اور وہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹروں کے رحم وکرم پر زندہ رہنے کے لئے تیار رہیں۔ علاوہ ازیں پبلک سیکٹر کو بدنام کر کے پرائیویٹ سیکٹر کو رعایت دے کر مضبوط بنانے کی حکومتی پالیسی کی وجہ سے پنجاب کے عوام میں بھی بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس زبردست معاشی و سیاسی اہمیت کے حامل معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب، قاعدہ ۶۷ پر غور فرمالیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ ایک سے زائد تحریک التوائے کار ایک رکن ایک دن میں پیش نہیں کر سکے گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائیے۔

میاں محمد افضل حیات۔ میرے خیال میں پہلے اس سلسلہ میں نکتہ اٹھایا جا چکا ہے۔ اور آپ کی رولنگ آچکی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! میں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ ایک رکن ایک دن میں صرف ایک تحریک التوائے کار دے سکتا ہے۔ اگر وہ اگلے دن پر ملتوی ہو جائے پھر شاید دو پیش ہو سکتی ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ یہ رول پڑھیئے۔ کون سے رول کی بات کر رہے ہیں۔؟

رانا پھول محمد خان۔ تحریک التوا پیش کرنے کے حق پر قیود۔

جناب سپیکر۔ یہ صفحہ کونسا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ یہ صفحہ نمبر ۳۷ ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کا قاعدہ کونسا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ قاعدہ نمبر ۶۷ ہے۔

۶۷۔ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے اور فوری اہمیت عامہ کے حامل کسی واضح معاملہ پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کے التوا کی تحریک پیش کرنے کے حق پر

مندرجہ ذیل قرارداد عائد ہوں گی۔

(الف) کسی دن ایک سے زائد تحاریک التوائے کار پیش نہیں کی جائیں گی۔ لیکن ایسی تحاریک (اگر کوئی ہوں) جنہیں پیش کرنے کی اجازت کے بارہ میں غور نہ ہوا ہو اگلے روز تک ملتوی کر دی جائیں گی اور ان پر ان تحاریک سے پیشتر جن کے نوٹس بعد میں موصول ہوئے ہوں۔ اس ترتیب سے غور کیا جائے گا جس ترتیب سے موصول ہوئے ہوں۔

(ب) تحریک کا تعلق ایک واحد متعین معاملہ سے ہونا چاہیئے جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہو۔

(ج) تحریک کا تعلق کسی ایسے معاملے سے ہو جو براہ راست حکومت سے یا حکومت کے زیر اہتمام از روئے قانون تشکیل کردہ ادارہ سے متعلق ہو یا ایسے معاملے سے ہو جس سے حکومت کا کافی حد تک مالی مفاد وابستہ ہو۔"

جناب سپیکر۔ بس رانا صاحب جو آپ نے پڑھ دیا ہے وہی کافی ہے جو اس کا متعلقہ باب تھا۔ وہ آپ نے پڑھ دیا ہے اس پر میں پہلے تفصیل رولنگ دے چکا ہوں۔ یہ صفحہ ۲۷ کا قاعدہ ۶۷ ہے اور انگریزی کی کتاب میں بھی اس کا رول ۶۷ اور صفحہ ۲۷ ہے انگریزی متن اس کی ایسے ہے کہ

not more than one such motion shall be made on any one day.

اس پر میں بڑی تفصیل رولنگ دے چکا ہوں اور یہ تحریک التوائے کار کے بننے پر ہے کہ تحریک التوائے کار بنتی اس وقت ہے جس وقت وہ پیش کر دی جائے۔ اس کو سپیکر کی طرف سے باضابطہ قرار دیا جائے ہاؤس اس پر اپنی اجازت دے دے تو پھر تحریک التوائے کار بنتی ہے۔ ایسی تحریک التوائے کار ایک روز میں ایک ہی بن سکتی ہے زیادہ نہیں بن سکتی۔ اسے پیش کرنے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ جناب جنجوعہ صاحب کیا آپ پڑھ چکے ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا اس پر میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں

کہ آج ہم جناب سپیکر کے بے حد شکر گزار ہیں کہ ہمیں بہت زیادہ تجزیے کے لئے وقت دینے کے بعد آپ نے یہ درست طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کی پہلے technicality اور اس کی legal position کو discuss کرنے کے بعد اس کو لیا ہے۔ میں اس ہاؤس کی جانب سے جناب کی اس شفقت کا بے حد شکر گزار ہوں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس سے ہاؤس کا بہت قیمتی وقت بچ سکے گا اور ہم اس پنجاب کے عوام کی زیادہ خدمات انجام دے سکیں گے۔ میری استدعا ہے کہ اب کافی عرصہ گزرنے کے بعد آج جناب نے جو ارشاد فرمایا ہے اس طریقہ کار کی ہم سے پوری طرح پابندی کروائی جائے اور کسی تحریک استحقاق اور تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کی admissibility کو فوری طور پر طے کر لیا جایا کرے اس سے ہمارا بہت سا وقت بچ جائے گا۔ یہ جو اس وقت تحریک التوائے کار زیر بحث ہے اس سے پہلے اس کی admissibility دیکھ لیں۔

جناب سپیکر۔ جی اس پر میں آپ کو یہی دعوت دوں گا کہ اگر آپ میں سے کوئی صاحب اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا میں اس کی تفصیلات میں جائے بغیر گذارش کروں گا کہ یہ معاملہ قاعدہ ۶۷ ۔ بی کے تحت نہ تو recent ہے اور نہ ہی specific ہے۔ اس کے لئے میں نے دونوں باتیں دیکھ لی ہیں۔ اس تحریک میں جس اشتہار کا ذکر کیا گیا ہے اس کی تاریخ ہی کوئی نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ وہ اشتہار ساتھ ملف نہیں ہے۔ تیسری بات یہ کہ یہ specific نہیں ہے اس میں کم از کم بارہ باتوں کا تذکرہ ہے لہذا this is neither pertinent nor specific اور جس اشتہار کا ذکر کیا گیا ہے اس میں نہ تاریخ ہے نہ ہی اشتہار ساتھ موجود ہے اس لئے یہ تحریک admissibility میں نہیں آتی لہذا اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب جنجوعہ صاحب اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمائیں گے۔ فی الفور نگاہ سے اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ نہ تو یہ recent occurrence ہے اور نہ ہی یہ specific ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب والا وزیر ٹرانسپورٹ اس وقت ایوان میں موجود ہیں اگر اس بارے میں وہ کچھ کہنا چاہیں تو پہلے ان کو اجازت دے دیں اس کے بعد میں کچھ عرض کر سکوں گا۔

جناب سپیکر ۔ نہیں، اس پر فی نقطہ نگاہ سے اعتراض کوئی صاحب بھی کر سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف انفارمیشن ۔

جناب سپیکر ۔ جناب شاہ صاحب، پوائنٹ آف انفارمیشن پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ پچھلے دنوں جناب قائد ایوان نے مجھے یاد فرمایا تھا تو میں نے وہاں پر ان کے چیمبر میں ٹرانسپورٹ کے مسئلے پر ان سے بات کی تھی۔ جناب قائد ایوان نے یہ فرمایا تھا کہ میں نے تو بڑی فراخدلی سے میاں اسحاق صاحب کو یہ دعوت دی تھی کہ اگر آپ اب بھی چاہتے ہیں تو میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لانے کے لئے تیار ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں اپنے چیمبر میں یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ اگر ٹرانسپورٹ کے مسئلے پر ایوان بحث کرنا چاہتا ہے۔ تو ان کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب والا جو مسٹر وائن برگر صاحب نے اعتراض کیا ہے۔

I am sorry اوہ

وزیر صنعت و معدنی ترقی ۔ جناب والا اصل میں یہ پتہ چل گیا ہے کہ جناب راہی صاحب اوپر سے کیا ہیں اور نیچے سے کیا ہیں۔ عام طور پر یہ وائن باتیں کیا کرتے ہیں آج ان کے من کی بات کا پتہ چل گیا کہ فی الحقیقت یہ وائن میں ہیں باقی فراکشن کرتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب والا مسئلہ یہ ہے کہ مسلم لیگ اینٹی وائن، برگر سمجھتی ہے اس لئے میں نے یہ کہا تھا ۔ جناب والا معاملہ یہ ہے کہ جو انہوں نے اعتراض کیا ہے کہ یہ معاملہ recent occurrence نہیں ہے جو ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے پیش کیا ہے۔ ابھی جناب والا روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے کارکنوں کو اس معاہدہ کا علم ہی نہیں ہے جو حکومت نے پرائیویٹ شخص کے ساتھ کیا ہے۔ بنی شعبہ میں منتقل کرنے کے لئے جو معاہدہ ہوا ہے اگر آپ اسے منظر عام پر لائیں، اگر آپ اسے منظر عام

پر لائیں۔ اگر آپ اس کو شائع کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اس انڈسٹری سے اور اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے یہ مزدور ہیں جو آپ کے لئے رکاوٹیں کھڑی کریں گے۔ آپ بتائیں تو سہی آپ تو ابھی تک declare ہی نہیں کرتے کہ آپ نے جی ٹی ایس کو بھی شعبہ کو دے دیا ہے اس دن آپ کہہ رہے تھے کہ ہم اس سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت پیچھا چھڑوا چکی ہے اور ان کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ اور یہ معاہدہ ایک سنیٹر کے بیٹے کے ساتھ ہوا ہے اور سنیٹر کی سسٹر کے ساتھ ہوا ہے۔ اب جناب والا یہ اپنا معاہدہ منظر عام پر لائیں اور پھر دیکھیں کہ recent occurrence بنتی کیسے ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب کو میں یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب آپ کے مرحوم قائد حزب اختلاف تقریر کر رہے ہوتے تھے تو اس دوران اگر کوئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے تھے تو ان کو یہ یاد نہیں دلانا پڑتا تھا کہ کوئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں وہ خود بخود اپنی نشست سنبھال لیتے تھے۔ اب سردار عارف رشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر جنگلات و سیاحت۔ جناب والا ابھی تو تحریک التوا کی admissibility پر بات ہو رہی ہے۔ اور یہاں تقریریں شروع ہو گئی ہیں۔ پہلے admissibility کی تو بات ہو۔ پھر اس کے اوپر کوئی بحث ہو یہاں تو پہلے ہی بحث شروع ہو گئی ہے۔

Let us discuss the admissibility of the Adjournment Motion and stick to that.

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میں admissibility پر بات کرتے ہوئے recent occurrenee بتا رہا ہوں کہ یہ اس طرح ہے recent occurrence declare تو کریں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ declare کریں تب آپ کو پتہ چلے گا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر یہ سیدھی سی بات ہے کہ اگر یہ وقوعہ recent ہے یا نہیں ہے۔ اس کا حق تو میرے فاضل بھائی جنہوں نے اس تحریک التوا کو

پیش کیا ہے ان کو ہے۔ لہٰذا آپ نے جنجوعہ صاحب سے ارشاد بھی فرمایا ہے میرے خیال میں جنجوعہ صاحب ارشاد فرمائیں اگر یہ تحریک admit ہو جائے گی تو پھر ہر ایک کی باری آئے گی۔ میرے خیال میں یہ رولز اور قواعد کو سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ مہربانی کریں اور اپنا وقت بچائیں۔

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے۔ ان کے بعد اگر کوئی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں اور میں اپنی راہنمائی کے لئے اپنی مدد کے لئے کسی سے رائے لیتا ہوں تو پھر وہ اپنی رائے دیں جناب جنجوعہ صاحب آپ اس پر ارشاد فرمائیے گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا میں نے جو تحریک التواء ایک پوسٹر کے حوالے سے اس ایوان میں پیش کی ہے جو مزدوروں کی نمائندہ یونین کی طرف سے شائع کر کے حال ہی میں دیواروں پر چسپاں کیا گیا ہے۔ اس پوسٹر کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ پورے چھ کروڑ روپے عوام کے منتخب نمائندوں کی نمائندہ حیثیت کو زیر بحث لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس اسمبلی میں جتنے بھی اراکین موجود ہیں ان سب کو مخاطب کیا گیا ہے کہ محکمانہ جواب دہ یہ حال ہی میں شائع ہوا ہے اور اس میں باقی دوسری جتنی باتوں کا ذکر ہے جنہیں جناب وائس صاحب نے مختلف واقعات کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے وہ الگ الگ معاملات ہیں اصل میں وہ اس مزدور یونین کی شکایات ہیں جو انہوں نے ایک پوسٹر کی شکل میں شائع کیئے ہیں۔ چونکہ یہ پوسٹر مزدور یونین کی طرف سے جو کہ مزدوروں کی نمائندہ یونین ہے۔ حال ہی میں شائع کیا گیا ہے۔ اور اس کو دیواروں پر چسپاں کیا گیا ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوا اس لئے بھی بنتی ہے کہ یہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک واقعہ سے متعلق ہے اور یہ واقعہ ابھی تک وقوع پذیر ہو رہا ہے۔ حکومت کی پوری کوشش ہے کہ اس ادارہ کو تباہ و برباد کرنے کے لئے مزدوروں کا معاشی قتل عام کرنے کے لئے اسے پرائیویٹ ٹرانسپورٹروں کے سپرد کر دیا جائے، اس لئے جناب والا میری یہ تحریک التواء قابل پذیرائی ہے شکریہ۔

مسودہ قانون

جناب سپیکر۔ اس کی admissibility کے decision کو pending کرتا ہوں۔ اور اب تحاریک التوائے کار ایک جز منٹ موشن کا ٹائم ختم ہوتا ہے۔ اب ہم لیجسلیشن کی طرف آتے ہیں۔ وزیر صنعت

The Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986.

پیش کریں گے۔

مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء

MR. SPEAKER : Now we take up the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986.

MINISTER FOR INDUSTRIES : I beg to move :-

> That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Industries & Mineral Development, be taken into consideration at once.

MR. SPEAKER : The motion is :-

> That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Industries & Mineral Development, be taken into consideration at once.

MIAN MUHAMMAD AFZAL HAYAT :)
MIAN MUHAMMAD ISHAQ :) Opposed.
SYED TAHIR AHMED SHAH)

MR. SPEAKER : First amendment is by Mian Muhammad Afzal Hayat. Please move it.

MIAN MUHAMMAD AFZAL HAYAT : Sir, I beg to move :-

That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Industries & Mineral Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 12th November, 1986.

MR. SPEAKER : The motion :-

That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Industries & Mineral Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 12th November, 1986.

MINISTER FOR INDUSTRIES : Opposed.

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ ۱۹۷۳ء سے کام کر رہا ہے اور اس کے دائرہ کار میں مختلف صنعتیں لگانا، ان کو چلانا اور اس قسم کے دیگر کام ہیں۔ لیکن یہ چیز سب کے سب عیاں ہے کہ جتنی بھی صنعتیں پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ نے لگائیں وہ سب کی سب بیمار صنعتیں ثابت ہوئیں اور سب کی سب گھاٹے میں چلیں۔ پھر وقتاً فوقتاً ان میں سے بیشتر کو خسارے میں بورڈ کو بیچنا پڑا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صنعتی ترقیاتی بورڈ کی کارکردگی ناقص رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی بورڈ حکومت کے لئے ایک سفید ہاتھی ثابت ہوا ہے کیونکہ اس کا Over Head Expenditure ہمیشہ زیادہ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے نجی شعبہ میں جو صنعتیں کامیاب ہوتی ہیں جب وہ بورڈ کے زیر انتظام آئیں تو وہ خسارے میں گئی ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بورڈ کی جتنی بھی صنعتیں لگیں ان پر Over Head Expenditure منافع سے زیادہ رہا یا اس کی مینجمنٹ خراب رہی۔ اب اس کو بہتر بنانے کے لئے وائس چیئرمین کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس کے لئے ہماری یہ تجویز ہے کہ کم از کم عوام کو پتہ چلے کہ یہ صنعتی ترقیاتی بورڈ کس طریقے سے کام کرتا ہے۔ کیا اس میں نقائص ہیں اس لئے یہ تجویز پیش کی

گئی ہے کہ اس کو اخبارات کے ذریعے اور دوسرے ذرائع سے مشتہر کیا جائے تاکہ اس کے متعلق رائے عامہ کا صحیح اندازہ ہو سکے اس کے مطابق گورنمنٹ اپنے کام چلانے اور صنعتی ترقیاتی بورڈ بہتر طریقے سے کام کرے کیا اس کے لئے وائس چیئرمین کی بنا دینا کافی ہے یا اس کے لئے اور بھی اقدامات کرنے چاہئیں جس سے یہ بہتر کام کر سکے۔

جناب سپیکر: جناب میاں محمد اسحاق صاحب۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر، ترمیم کے لئے یہ جو بل پیش کیا گیا ہے۔ جس میں حکومت پنجاب وائس چیئرمین کا اضافہ کرنا چاہتی ہے۔ اس ضمن میں، میں آپ کی وساطت سے ان کی توجہ آرٹیکل ۱۶، سب سیکشن (۱) کی طرف دلانا چاہوں گا۔

The Board of Directors may associate with itself, in such manner, on such terms and for such period as it may deem fit, any person whose assistance or advice it may desire in carrying out of the provisions of this Act.

جناب سپیکر اس سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ اگر وہاں چیئرمین موجود نہ ہو تو یہ ڈائریکٹوریٹ خود وہاں پر وائس چیئرمین بنا سکتا ہے اور چن سکتا ہے۔ جب ڈائریکٹوریٹ کو اتنے وسیع اختیارات ہیں اور چیئرمین صاحب کی غیر موجودگی میں یہ مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں وائس چیئرمین کو لانا اور ایک اور چیز کا اضافہ کرنا بورڈ آف ڈائریکٹوریٹ پر ایک بوجھ ہے۔ یہ اخراجات میں مزید اضافہ کرنا ہے۔ جبکہ ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز پہلے ہی اتنے خسارے میں جا رہا ہے۔ انہوں نے جو بھی اقدامات کئے ہیں، جتنی ملیں اور فیکٹریاں بنائی ہیں، ان کو خسارے میں فروخت کرنا پڑا ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ کو جتنا بھی خسارہ برداشت کرنا پڑا ہے اگر اس کے اعداد و شمار عام کے سامنے رکھیں تو وہ ہم سمجھیں گے کہ یہ عوام کے پیسے کا ضیاع ہے۔ جناب سپیکر، آرٹیکل ۱۶ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس کی مخالفت کروں گا کہ حکومت کی طرف سے بل وائس چیئرمین کی آسامی کا اضافہ واپس لیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اس سطح پر ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں تو

کوئی بھی وزیر وہاں جا کر شمولیت کر سکتا ہے۔ اور وہاں بطور چیئرمین صدارت کر سکتا ہے۔ جناب سپیکر! اگر اس کا ہونا واقعی ضروری ہے تو پھر کچھ عرصہ یعنی ۱۲ر نومبر ۱۹۸۶ء تک کے لئے اس کی اخبارات کے ذریعے تشہیر کرائی جائے تاکہ عام کی آراء سے یہ ایوان مستفید ہو اور اس بل کے نقائص اور خواص ظاہر ہوں۔ آئندہ کے لئے دانش وروں کی مفید آراء کو پیش نظر رکھ کر اس بل کے متعلق فیصلہ کیا جائے۔ آرٹیکل ۱۶، سب سیکشن (۱) کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ دانش چیئرمین کے لئے جو تجویز کیا گیا ہے، اس کو واپس لیا جائے۔ اور وہاں سے ہی ایک دانش چیئرمین بنایا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ جناب سردار غلام عباس صاحب۔

میاں ریاض حسین جنجوعہ۔ جناب سپیکر، ایوان میں اس وقت کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے۔ کورم نہیں ہے، گھنٹیاں بجائی جائیں۔

جناب سپیکر۔ کورم پورا ہے سردار غلام عباس اور عثمان ابراہیم صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ وزیر صنعت کیا آپ اس ترمیم کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر۔ میں ان فاضل ارکان جنہوں نے اس مسودہ بل کو منظور کرنے سے پہلے عوام کی رائے حاصل کرنے کے لئے مشتہر کرنے کے لئے کہا ہے ان کی مخالفت کرتے ہوئے مختصراً یہ گذارش کروں گا کہ پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ، پنجاب میں صنعتی رفتار کو تیز تر کرنے اور پنجاب میں بھاری صنعتیں لگانے کے لئے تشکیل دیا گیا تھا۔ اور اس ادارہ کی مینجنگ باڈی میں آج تک چیئرمین اور سیکرٹری ٹو دی گورنمنٹ آف دی پنجاب فنانس انڈسٹری کمیونیکیشن اور محکمہ صنعت کے سیکریٹریز یا ان کے نمائندوں کو اس کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں نمائندگی دی گئی تھی مارشل لاء کے اختتام کے بعد چیئرمین صاحب کے فرائض جمہوری روایت کے مطابق اور ان کو آگے بڑھانے کے لئے جناب گورنر صاحب نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو تفویض فرما دیئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر وزیر موصوف نے سیکرٹری صنعت چیئرمین پلاننگ

اینڈ ڈیولپمنٹ اور اس کے علاوہ سیکرٹری محنت کا بھی ذکر کیا ہے۔ میرے پاس یہ پنجاب کوڈ موجود ہے اس کے سیکشن ۵ کے سب سیکشن (۱) کے تحت جنہوں نے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا ذکر کیا ہے اس میں سیکرٹری محنت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ میں اس کو دوبارہ پڑھ دیتا ہوں کہ اس وقت بورڈ آف ڈائریکٹرز جو ہیں اس میں کن کن کا ذکر ہے۔

Secretaries to the Covernment of the Punjab, Finance, Industries, Communication and Works and Labour Departments or their nominee not below the rank of Deputy Secretaries and Members Planning and the Development and the Managing Directors of the PIDB . . .

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر یہ ایکٹ کی کونسی دفعہ کا حوالہ دے رہے ہیں کیونکہ مجھے جو اسمبلی نے ایکٹ دیا ہے وہ یہ ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ اس میں آپ کو واضح ہو جائے گا۔ میرا اس بات کو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت پی آئی ڈی بی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں تمام نمائندگی جو ہے وہ سرکاری افسران کی ہے مارشل لاء کے بعد اور جمہوری دور کے آغاز کے ساتھ ہی جناب گورنر جو اس بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین تھے انہوں نے اپنے اختیارات جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے سپرد کر دیئے اور اس وقت زیر بحث مسئلہ مختصراً یہ ہے کہ اس میں عوامی نمائندگی اور بورڈ کی کارکردگی کو تاخیر سے بچانے کے لئے ایک وائس چیئرمین کے عہدہ کا اضافہ کیا جائے اور وزیر صنعت بلحاظ عہدہ اس بورڈ کے وائس چیئرمین ہوں گے یہ مختصر سی ترمیم ہے جس کا مقصد اس میں عوامی نمائندگی کو بڑھانا ہے اور جمہوری روایات کا اضافہ کرنا ہے۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس مختصر سی ترمیم کو لانا نہ صرف بے ضرر بھی ہے بلکہ جمہوری روایات کو آگے بڑھانے کا احسن ذریعہ بھی ہے اسے محض مشتہر کر کے اس میں تاخیر نہ کیا جائے اور یہ ایوان جو یقینی طور پر پنجاب کے عوام کا منتخب

ایوان ہے جس کو آئین نے دستور بندی قانون سازی کے اختیارات دے ہوئے ہیں یہ ایوان اس ترمیم پر غور کرے اور اسے منظور فرمائے۔ یہ ترمیم جو پیش کی گئی ہے اسے عوام کی رائے حاصل کرنے کے لئے مشتہر نہ کیا جائے کیونکہ ایسا کرنے سے وقت ضائع ہوگا اور کوئی مقصد بھی حاصل نہیں ہوگا اس ترمیم کو اس قانون میں اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ اسے مزید عوامی نمائندگی حاصل ہو۔ لہذا میں اس ایوان سے استدعا کروں گا کہ وہ فاضل اراکین کی اس ترمیم کو رد فرمائیں اور اصلی مسودہ قانون کو منظور کریں اور اس کے لئے جو یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے اسے مشتہر کیا جائے اس کو نامنظور فرمایا جائے میں جناب سپیکر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میرا نکتہ جو ہے اس کا جواب ابھی تشنۂ تکمیل ہے۔ وزیر موصوف مجھے پی آئی ڈی بی ایکٹ ۱۹۷۳ء اس دفعہ اور ذیلی دفعہ کا حوالہ دیں کہ جس میں سیکرٹری، لیبر ڈیپارٹمنٹ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں اس قانون کے تحت شامل کیا گیا ہے۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر اس وقت یہ بات زیر بحث نہیں ہے۔ بہرحال اس میں یہ کہ یں صنعتی ترقیاتی بورڈ ۱۹۷۳ء میں گو نمائندگی ہے اس کو سمجھتے ہوئے آگے جائیں اور اس بحث میں آپ کا وقت بچالیں۔ کہ لیبر کے نمائندے ہیں یا نہیں ہیں یہ مسئلہ اس وقت زیر بحث نہیں ہے۔ مسئلہ زیر بحث اس وقت یہ ہے کہ اس مسودہ قانون کو عوام کی رائے حاصل کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے یا نہیں اور آپ نے اس پر ترمیم دی ہے میں نے اس پر اپنا رائے دے دی ہے۔ جو بات آپ فرما رہے ہیں۔ جو قانون میں ہے وہی اس میں نمائندگی ہے اور اس میں مزید پبلک نمائندگی نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میرا نکتہ اٹھانے کا مقصد یہ تھا جس طریقے سے ہمارے صوبے کی نوکر شاہی اپنے اللے تللے میں ہمارے فنڈز کو خواہ مخواہ ضائع کر رہی ہے۔ اس طریقے سے وزیر موصوف کو انہوں نے بریفنگ کرتے وقت بورڈ آف ڈائریکٹرز کی صحیح تشکیل کے بارہ میں نہیں بتایا ہے اور یہ فرماتے ہوئے وزیر

موصوف کی معلومات غلط تھیں۔ انہوں نے اس ایوان میں ایک ایسی بات کہہ دی جو حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔

MR. SPEAKER : The amendment moved and the question is :-

That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 12th November, 1986.

(The Motion was lost)

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر میری سیٹ پر نا جائز قبضہ ہو گیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں یہیں سے عرض کر دوں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر اب ایوان میں بھی نشستوں پر ناجائز قبضہ کی نوبت آگئی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ کل آپ نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے متعلق ہدایت دی تھی انہوں نے کیا اس پر کوئی فیصلہ کیا ہے کیا وہ اس پر کوئی تجویز لائے ہیں کہ اس پر بحث ہو گی یا کوئی کمیٹی بنے گی یا کوئی اس کا ریزولیشن ہو گا۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب! پہلے اس بل کو ختم کرتے ہیں۔ اگلی ترمیم سید طاہر احمد شاہ صاحب کی طرف سے ہے اور میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب، مسٹر محمد رفیق صاحب۔ جناب فضل حسین راہی صاحب، چودھری محمد اسلم صاحب اور جناب غلام سرور خاں صاحب کی طرف سے ہے۔ جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب اپنی ترمیم پیش کریں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا۔ میں نے عرض کی تھی کہ ہاؤس میں کورم نہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ سنجیدگی سے فرما رہے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ کورم نہیں گھنٹی بجائی جائے (اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر۔ ۵ منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر۔ چونکہ کورم نہیں لہذا ہاؤس کی کارروائی ۱۵ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی ۱۵ منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! ہاؤس اس وقت کورم میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اجلاس کل صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس مورخہ ۱۶۔ اکتوبر صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات ۱۶ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
(پنج شنبہ ۱۱ر صفر ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ ۔ شمارہ ۹

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(جمعرات ۱۶ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۸۷۳

اراکین اسمبلی کی رخصت ۸۷۴

مسئلہ استحقاق :-

(i) ۷ مرلہ سکیم کی الاٹمنٹ کمیٹیوں کی تشکیل میں جانب داری ۸۸۰

(ii) رکن اسمبلی کے خلاف انتقامی کارروائی ۸۹۷

(iii) سوال نمبر ۴۳۳ کے غلط جواب کی فراہمی ۹۱۱

تحاریک التوائے کار :-

(i) شیڈولڈ بنکوں کا کسان دشمن رویہ ۹۱۳

(ii) جھنگ میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں حکومت کی بے حسی ۹۱۹

(iii) ٹریکٹروں کی قیمت میں اضافہ ۹۲۳

مسوّدہ قانون :-

مسوّدہ قانون (ترمیم) صنعتی ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء ۹۲۸

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس

جمعرات ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء

(پنجشنبہ ۱۱ صفر ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر زلاہور میں صبح ۳۰ - ۹ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیق نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ط اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (سورۃ انعام ع ۶ - ۵۰ اور ۵۴)

اے پیغمبر! آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں علم غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے اللہ کی طرف سے آتا ہے۔ آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ بھلا اندھا اور آنکھ والا برابر ہوتا ہے تو تم اس پر غور کیوں نہیں کرتے۔

اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر کئے جائیں گے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے سوا ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا ان کو اس قرآن کے ذریعے نصیحت کریں تاکہ وہ برائیوں سے پرہیز کریں۔

اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے السلام علیکم کہا کرو اللہ نے اپنی ذات خاص پر رحمت کرنے کو لازم کر لیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانستہ طور پر کوئی برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کر لے بیشک وہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

(وما علینا الا البلاغ)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب نذر محمد خان جتوئی

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب نذر محمد خاں جتوئی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں ۱۱/۱۰/۸۶ سے بوجہ بیماری میو ہسپتال لاہور میں داخل ہوں اس لئے استدعا کی جاتی ہے کہ ۱۴/۱۰/۸۶ تک رخصت منظور فرمائی جائے ازحد نوازش ہوگی۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سردار خضر حیات سیال

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار خضر حیات سیال صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ ۸۶/۱۰/۵ کو بوجہ نزلہ زکام اجلاس میں شامل نہ ہو سکا۔

براہ مہربانی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ملک غلام حیدر تھند

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام حیدر تھند صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ ۹/۱۰/۸۶ کو بوجہ ناسازی طبع اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا برائے مہربانی ۹/۱۰/۸۶ کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد افضل گجر

ڈپٹی سپیکر اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد افضل گجر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ ۱۰/۸۶ ۹ کو بیماری کی وجہ سے اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔

مہربانی فرما کر ہاؤس سے رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید محمد احسن

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل خط ازاں پرائیویٹ سیکرٹری گورنر پنجاب لاہور بابت رخصت جناب مخدوم زادہ سید محمد احسن صاحب رکن صوبائی اسمبلی موصول ہوا۔

I have been desired to request you that Makhdoom-zada Syed Muhammad Ahsan, MPA (PP-165), Sher Shah, Multan, may kindly by granted leave from the Punjab Provincial Assembly on 13th, 14th, 15th, 16th, 17th, and 18th October, 1986, due to the demise of his father Makhdoom Alamdar Hussain Sahib at Multan.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل خط ازاں پرائیویٹ سیکرٹری، گورنر پنجاب لاہور بابت رخصت مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی موصول ہوا۔

I have been desired to request you that Makhdoom-zada Shah Mahmood Hussian Qureshi, MPA, (PP-164) may kindly be granted leave from the Punjab Provincial Assembly on 13th, 14th, 15th, and 16th October, 1986. due to the demise of Makhdoom Alamdar Hussain Sahib of Sher Shah Multan. father of Makhdoomzada Syed Muhammad Ahsan MPA-165).

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

شیخ محمد یوسف صاحب

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد یوسف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Humbly submit that due to sudden death of one of my close relative, I am unable to attend the Assembly Session today. Therefore, it is requested to please grant me one day leave for 14-10-86 and oblige.

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

It is submitted that I am not feeling well. It is requested that leave for today 12th October, 1986 only may kindly granted to me and oblige.

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ رخصت منظور کر دی جائے۔ (تحریک منظور کی گئی)

محمد ضرغام خاں خاکوانی

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محمد ضرغام خان خاکوانی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گذارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں اپنے حلقہ میں جا رہا ہوں میں شاید ۱۴ اکتوبر کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا مہربانی فرما کر ۱۴ اکتوبر کی رخصت عطا فرمائیں۔

شکریہ

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے:۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میجر ڈاکٹر سموئیل صاحب

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست میجر ڈاکٹر سموئیل صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

ابھی ابھی ٹیلی فون پر میجر ڈاکٹر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ مورخہ ۱۰/۸۶ ۱۲ کو ضروری کام کی وجہ سے ملتان میں ہوں میری طرف سے درخواست رخصت دی جاوے۔ مہربانی فرما کر رخصت فرما دیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

ملک محمد الطاف خان صاحب

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد الطاف خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

بعنوان بالا قلم ہے کہ قریبی رشتہ دار کی فوتیدگی کی وجہ سے اجلاس میں حاضر ہونے

سے قاصر ہوں براہِ کرم رخصت اتفاقیہ از ان ۱۰/۸۶ ۱۲ تا ۱۰/۸۶ ۱۳ دو یوم کی منظور فرمائی جاوے

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اللہ یار چشتی صاحب

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب اللہ یار چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

بندہ ۱۰/۸۶ ۹ کے اجلاس میں اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکا رخصت منظور فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

اسلام وعلیکم!

بندہ مورخہ ۱۰/۸۶ ۷، ۱۰/۸۶ ۹، ۱۰/۸۶ ۱۲ کے منعقدہ اجلاسوں میں حاضر نہیں ہو سکا رخصت منظور فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فضل حسین راہی

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب فضل حسین راہی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

میں طبیعت کی خرابی کی بنا پر ۵ اکتوبر اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا تھا۔ براہ کرم

رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر۔ ایوان میں کورم نہیں ہے

جناب سپیکر۔ میاں صاحب، اس بارے میں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور اب بھی میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ وقفہ سوالات، تحاریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کے دوران ممبران کی کارروائی ہوتی ہے اور یہ سرکاری کارروائی تصور نہیں ہوتی ہے اور روایات یہ رہی ہیں کہ حزب اقتدار یا حزب اختلاف کے ممبران وقفہ سوالات، تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کے دوران کورم کا سوال نہیں اٹھاتے ہیں

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر۔ سوالات تو اگلے روز نہیں آ سکتے ہیں تحاریک استحقاق یا التوائے کار تو دوسرے روز آ سکتی ہیں۔ اگر کورم نہ ہو تو آپ یہ بتائیں کہ یہ جملہ کارروائی حسب قاعدہ ہے یا خلاف ضابطہ ہے غلط یا صحیح ہے اگر کورم ہی نہ ہو تو ہم یہاں پر جو بھی فیصلہ کریں گے تو کیا وہ حسب ضابطہ ہو گا۔ صحیح ہو گا۔

جناب سپیکر۔ ہاں بالکل۔ پارلیمانی روایات جو ہیں ان کی پاسداری ہمارے لئے لازم ہے اور پارلیمانی روایات یہ ہیں کہ جہاں ممبرز کی کارروائی ہو گی۔ پرائیویٹ ممبرز کی کارروائی ہو گی اس میں ان چیزوں کا سوال نہیں اٹھایا جائے گا۔

جناب ممتاز احمد عنایانہ جناب سپیکر۔ ہمیں جو شیڈول پہلے دیا گیا تھا اس کے مطابق ۱۶ اکتوبر کو سرکاری کارروائی آتی تھی اور امن عامہ پر بحث ۲۰ اکتوبر سے شروع ہوتی تھی لیکن آج جو ہمیں نوٹس دیا گیا ہے۔ اس میں آج سے امن عامہ پر بحث شروع کر دی گئی ہے اس کے لئے ہم تیار نہ تھے۔ اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ اس کی وضاحت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ آج چونکہ ہم یہ محسوس کرتے تھے کہ سرکاری کارروائی جلد ختم ہو جائے گی۔ اس لئے معزز اراکین کے فائدے کے لئے کہ وہ امن عامہ کی بحث میں حصہ لیں سکیں۔ ہم نے آج بھی باقی وقت اس بحث کے لئے رکھ دیا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ

آپ اس پر ضرور آج بحث کریں آپ چاہیں تو اس میں حصہ لیں نہ چاہیں تو اس میں حصہ نہ لیں ابھی تک ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اس سے کوئی دن کم ہو جائے گا۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: جناب مولانا محمد غیاث الدین صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۲۲ ہے

وزیر قانون: جناب والا۔ یہ تحریک لوکل گورنمنٹ سے متعلق ہے اور آج جناب وزیر دیہی ترقی و لوکل گورنمنٹ ایوان میں تشریف فرما نہ ہیں۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ ان کی آمد تک یہ ملتوی کر دی جائے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب یہ آپ کی تحریک استحقاق وزیر لوکل گورنمنٹ سے متعلق ہے وہ آج ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے کیا آپ ان کی آمد تک اس کو ملتوی رکھنا پسند کریں گے؟

مولانا محمد غیاث الدین۔ جی ہاں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: تو اس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ یہ ہمارے پاس دونوں ایک جیسی تحاریک استحقاق ہیں نمبر ۲۳ اور نمبر ۲۴۔ ایک جناب محمد رفیق صاحب کی طرف سے اور دوسری جناب عمر علی سیال کی طرف سے ہے۔

سات مرلہ سکیم کی الاٹ منٹ کمیٹیوں کی تشکیل میں جانبداری

جناب محمد رفیق۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی دخل اندازی کی متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۱۱ اکتوبر کے قومی اخبارات "دی مسلم" "نوائے وقت" اور "امروز" میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے، مرلہ سکیم کی الاٹمنٹ کمیٹیوں کے چیئرمین نامزد کرنے کی خبریں شائع ہوئی ہیں جن کے مطابق ڈیرکٹ انتخاب پی پی ۸۹ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مسٹر محمد اظہر کو بطور چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی نامزد کیا گیا ہے جو کہ ۱۹۸۵ء کے عام انتخابات میں مجھ سے شکست کھا گئے تھے یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب مسلم لیگ میں شمولیت نہ اختیار کرنے والے اراکین اسمبلی کو نظر انداز کر کے ان کی نمائندہ حیثیت کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس طرح سے جناب وزیر اعلیٰ غیر

آئینی اقدام کا ارتکاب کر رہے ہیں حالانکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے آئین کے تحت حلف اٹھاتے ہوئے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری فیصلوں پر ہرگز اثر انداز نہ ہونے دیں گے۔ علاوہ ازیں جناب وزیر اعلیٰ اس امر کے بھی آئینی طور پر پابند ہیں کہ وہ ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلا خوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کریں گے۔ اور مساوی سلوک کریں گے اور ان کا کوئی اقدام اسلامی تعلیمات کے منافی نہیں ہوگا۔ مگر ان کے مذکورہ بالا اقدام سے صاف ظاہر ہے کہ وہ صوبائی انتظامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے ایسے فیصلے کرتے ہیں جن سے آئین پاکستان کی مسلسل خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب پورے صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہیں اور اس بات کے پابند ہیں کہ وہ آئین کے تحت عطا کردہ منصب اور اسلامی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے فیصلے کریں گے۔ مگر، مرلہ سکیم کی الاٹمنٹ کمیٹیوں کا اعلان کرتے ہوئے میرے ساتھ جو امتیازی سلوک برتا گیا ہے جس سے رغبت و عناد اور بغض صاف واضح ہے جو آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ اس سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ میرے حلقہ انتخاب کے رائے دھندگان کے اس فیصلہ کی بھی توہین ہوئی ہے جو انہوں نے ۱۹۸۵ء کے انتخابات میں صادر کیا تھا۔ اس صورت حال نے میری شہرت کو بھی نقصان پہنچایا ہے جس سے میرے حلقہ انتخاب کے عوام میں زبردست اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو شرف پذیرائی بخشا جائے اور تحقیقات کے لئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر:۔ لودھی صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔؟

وزیر کالونیز (محمد ارشد خان لودھی) جناب سپیکر میں اس تحریک استحقاق کی فنی و قانونی وجوہات کی بنا پر مخالفت کرتا ہوں کیونکہ فاضل رکن کو قانون یا قانون کے تحت بنائے گئے رولز کے تحت یہ استحقاق حاصل نہیں ہے کہ انہیں چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی بنایا جائے جہاں تک ان حقائق کا تعلق ہے جو میرے فاضل دوست نے آئین کے بارے میں یا وزیر اعلیٰ کے بارے میں بیان دیا ہے میں ان کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آئین کے تحت وزیر اعلیٰ نے جو حلف اٹھایا ہے اس کے تحت پنجاب میں ہر آدمی کے ساتھ انصاف کرنا وزیر اعلیٰ کا حق ہے اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ ہم پنجاب میں ہر آدمی کے ساتھ انصاف کر رہے ہیں اور اسی قانون اور ضابطے نے جناب وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار دیا ہے

کہ وہ کسی بھی آدمی کو چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی مقرر کرسکے جس طرح میرے فاضل دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو آئین نے اور قانون نے یہ حق دیا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ان کو آئین یا قانون نے اس قسم کا کوئی حق نہیں دیا۔ اس لئے ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا جہاں تک وزیر اعلیٰ کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں، جناح آبادی کے رول نمبر ۵ کا حوالہ دوں گا اس قانون کے تحت جناب وزیر اعلیٰ کو یہ حق حاصل ہے کہ

An Allotment Committee for a revenue estate shall consist of the Chairman who shall be nominated by the Chief Minister or by any other person so authorised by him from amongst public representatives and other respectables.

لہٰذا میں یہ گذارش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ منتخب نمائندوں میں سے یا کسی اور کو یعنی جس کو وہ چاہیں چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی مقرر کرسکتے ہیں جہاں تک ان کے حلقے کے عوام کا تعلق ہے، حقوق کا تعلق ہے

وزیر اعلیٰ اور یہ حکومت ان کا پورا پورا تحفظ کر رہی ہے اور ان کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا جائے گا۔ لیکن جہاں تک قانون اور ضابطوں کا تعلق ہے اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی آدمی کو، کسی بھی حلقے میں چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی مقرر کرسکتے ہیں۔ اس لئے جناب سپیکر یہ تحریک استحقاق کسی طرح بھی قانون اور ضابطے کے مطابق پوری نہیں اترتی۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر مجھے اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد مختصر بیان دینے کا حق حاصل تھا، میں نے ابھی وہ حق بھی استعمال نہیں کیا تھا۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب آپ کی بات سے پہلے میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کی تحریک استحقاق کو وزیر کالونیز نے فنی وجوہات کی بنا پر defective قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہ آپ کا استحقاق نہیں بنتا کہ آپ کو لازمی اس کمیٹی کا کنوینر مقرر کیا جائے یا اختیار رولز کے تحت جناب وزیر اعلیٰ کو حاصل ہے۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ پیشتر اس کے کہ آپ کوئی رولنگ دیں مجھے اس بات کا موقع ملنا چاہیئے کہ میں بھی آئینی اور قانونی طور پر یہ ثابت کروں

کہوں کہ اس پر میرا حق تھا۔ جناب وزیر موصوف نے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں تو صرف آپ کے نوٹس میں لا رہا تھا، کہ آپ اپنے بیان کو اس بات تک محدود رکھیں کہ فنی نقطۂ نگاہ سے اس پر جو اعتراض کیا گیا ہے اس پر آپ بات کریں۔ میں ابھی رولنگ نہیں دے رہا تھا اور نہ ہی میں آپ کی بات سنے بغیر رولنگ دوں گا۔ اب فرمائیے۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر وزیر کالونیز صاحب نے یہ فرمایا کہ کسی قانون اور آئین نے مجھے یہ حق نہیں دیا کہ میں چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی بناؤں۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ کو رولز نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ کسی کو بھی چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی مقرر کر سکتے ہیں جناب سپیکر میں ان دونوں دلائل کو رد کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ قرآن پاک کے بعد جو سب سے زیادہ مقدس کتاب میں سمجھتا ہوں وہ آئین پاکستان ہے، جس پر عمل کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ جس کی خلاف ورزی نہ صرف اخلاقی بلکہ قانونی طور پر بھی ایک تعزیر بنتی ہے۔ جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ نے حلف اٹھاتے ہوئے ان دو باتوں کا خاص طور پر ذکر کیا۔

That I will strive to preserve the Islamic Ideology which is the basis for the creation of Pakistan.

That I will not allow my personal interest to influence my official conduct or my official decisions.

That I will preserve, protect and defend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

And that, in all circumstances, I will do right to all manner of people, according to law, without fear or favour, affection or ill-will.

جناب سپیکر آئین کے تحت جناب وزیر اعلیٰ کا قانونی اور اخلاقی فرض بنتا تھا کہ جس وقت انہوں نے یہ الاٹمنٹ کمیٹیاں بنائیں، یا اس سے پہلے یہ رولز بنائے جن کے بارے میں تھوڑی دیر بعد عرض کروں گا وہ رولز بھی void ہیں ultravires ہیں اور انہوں نے اس بات کا قطعی طور پر خیال نہیں کیا کہ وہ سارے صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں میں یہ عرض کروں کہ اپنے حلقہ سے منتخب ہو کر آیا ہوں تو میں محض اپنے ووٹروں کا ہی نہیں بلکہ پورے حلقہ نیابت کا خیال رکھنے کا پابند ہوں۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ جناب سپیکر میرے فاضل دوست admissibility پر بات نہیں کر رہے بلکہ تقریر فرما رہے ہیں اور جناب سپیکر آپ یہ رولنگ دے چکے ہیں کہ اس تحریک کی admissibility پر بات کی جائے بجائے اس کے کہ رول ۵۵ اور آئین کو prove کریں کہ اس کے تحت ان کا استحقاق بنتا ہے یا نہیں یہ تو اس پر تقریر فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب انصاری کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے میں جناب میاں محمد رفیق سے یہ گذارش کروں گا کہ وہ اس تحریک استحقاق کی admissibility پر بات کریں۔

جناب سید اقبال احمد شاہ۔ جناب سپیکر ایسی تحریکیں پچھلے اجلاس میں بھی پیش ہو چکی ہیں اور ان پر رولنگ آ چکی ہے۔ یہ سات مرلہ الاٹمنٹ کمیٹی کے چیئرمینوں کے بارے میں ہے۔ کیا اب یہ دوبارہ تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس بات کی نشاندہی جناب وزیر کانونیز نے تو نہیں کی۔

وزیر کانونیز۔ جناب سپیکر اس سلسلہ میں ایک تحریک استحقاق جو اکٹھی پیش ہوئی تھی جس کے تین حصے تھے یہ سات مرلہ سکیم۔ الندا در شورت سٹانی کی کمیٹیاں اور سالانہ ترقیاتی پروگرام سے متعلق تھیں اس ضمن میں آپ کی رولنگ آ چکی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں سات مرلہ سکیم کا مسئلہ شامل تھا۔

وزیر کانونیز۔ جناب وہ speeifically سات مرلہ کی الاٹمنٹ کمیٹیز کے بارے میں تھی۔ جس میں فاضل ممبر نے فرمایا تھا کہ نہ مجھے سات مرلہ کمیٹی میں ممبر بنانا ہے نہ مجھے اسے ڈی۔پی دیا ہے اور نہ مجھے انٹی کرپشن کمیٹی میں بطور ممبر شامل کیا تھا۔ اسی پر جناب والا کی ایک رولنگ تھی اور وہ تحریک استحقاق reject ہوئی تھی۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! اس کی admissibility کے بارے میں تو میں بعد میں عرض کروں گا جب آپ موقع دیں گے۔ اس رولنگ کے متعلق میں صرف اتنی گذارش ہے کہ وہ تحریک استحقاق بعض فنی وجوہ کی بناء پر مسترد ہوئی تھی کہ اس میں ایک سے زیادہ امور تھے اور وہ مقررہ وقت کے بعد دی گئی تھی یہ اخبارات کی خبروں پر مبنی تھی۔

جناب سپیکر۔ میں وہ مباحث ابھی دیکھ لیتا ہوں۔ چوہدری محمد رفیق۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر ابھی جناب وزیر کالونیز صاحب نے آپ کی جس رولنگ کی طرف آپ کی توجہ دلائی ہے وہ تحریک استحقاق اور نوعیت کی تھی جس میں کئی مسائل کا ذکر کیا گیا تھا۔ جس کی بنیاد پر آپ نے اسے خلاف ضابطہ قرار دیتے ہوئے نامنظور کیا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ وہ کسی ایک مخصوص معاملہ پر نہیں تھی۔ جناب سپیکر میری تحریک استحقاق جو ہے اس کا تعلق ایک مخصوص حالیہ واقعہ سے ہے جس میں مجھے الاٹمنٹ کمیٹیوں میں شمولیت سے محروم کیا گیا اور یہ بہت سارے مسائل کا مجموعہ نہیں ہے۔ اس لئے وزیر موصوف نے جو پچھلی رولنگ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اس کو بھی خلاف قاعدہ قرار دیا جائے۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں یہ قطعی طور پر درست بات نہیں ہے۔ جناب سپیکر یہ ۱۱ اکتوبر کی اخبارات میں شائع شدہ خبروں سے پتہ چلا کہ مجھے الاٹمنٹ کمیٹیوں کے چیئرمین منتخب ہونے سے یا نامزد ہونے سے محروم کیا گیا۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر میرا جو پہلا پوائنٹ آف آرڈر تھا اس کے مطابق ہمارے فاضل دوست بات نہیں کر رہے یہ technically اور admsssibility پر بات نہیں ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ بجا فرماتے ہیں۔ چوہدری صاحب سات رکنی سکیم پر جو اسمبلی نے رولز بنائے ہیں وہ آپ نے ملاحظہ فرمائے ہیں۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میں نے وہ رولز ملاحظہ فرمائے ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ مختصر بیان میرا حق تھا میں اپنے اس حق کی پھر اپیل کرتا ہوں کہ مجھے مختصر بیان دینے کی اجازت دی جائے۔ اس کے بعد میں admissibility پہ یا جیسے میرے محترم بھائی انصاری صاحب بار بار مجھے اس بات پر ٹوک رہے ہیں میں ان کی بھی تسلی کر دوں گا۔

جناب سپیکر۔ تو آپ اس پر مختصر بیان دے رہے ہیں۔

جناب محمد رفیق جناب سپیکر اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو پھر میں مختصر بیان دینا چاہتا ہوں اور اگر آپ اجازت نہیں دیتے ہیں تو پھر میں اس کی admissibility پر آتا ہوں

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب مختصر بیان سے تو بات بڑھ گئی ہے۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر بات میں نے تو نہیں بڑھائی ہے یہ تو نمبر بنانے والے بڑھا رہے ہیں جن کو شاید اس بات کی توقع ہو کہ ہماری مخالفت کر کے ان کے کوئی نمبر بن جائیں گے۔

جناب سپیکر۔ یہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ تو اسے نہیں بڑھانا چاہتے لیکن یہ یونہی بڑھ رہی ہے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب سپیکر! یہ نمبر بڑھانے والی بات کرنا زیادتی ہے ہم تو سچ بات کرتے ہیں اور غلط بات نہیں کرتے۔ ان کو ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب تشریف رکھیئے۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جناب انصاری صاحب آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے میں نے اسے admit کیا ہے اس کے مطابق بات ہو رہی ہے۔

اسکے مطابق معاملات چل رہے ہیں۔ اب آپ بات بات پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر اپنے پوائنٹ آف آرڈر کی اہمیت کو ضائع کر رہے ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ جناب سپیکر یہ نمبروں والی بات جو ہے کہ دوبارہ پوائنٹ آف آرڈر کو دعوت دیتی ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ یونہی ہوا میں بات ہے کسی نے کھڑے ہو کر اسے اٹھایا نہیں جناب چوہدری محمد رفیق صاحب۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میں اپنی تائید کے لئے اس مقدس کتاب کو جس کو میں قرآن پاک کے بعد سب سے زیادہ مقدس مانتا ہوں اس کا حوالہ دیتا ہوں آرٹیکل نمبر ۲ اے۔

The principles and provisions set out in the objectives resolution reproduced in the Annex are hereby made substantive part of the Constitution and shall have effect accordingly.

جناب سپیکر میں اب اس ریزولیشن کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو کہ اس آئین کا substantive part اور اس کی حیثیت بالکل ایسی ہے جیسے یہ آئین ہے۔ آئین کا صفحہ ۲۰۱۔

Wherein the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people;

جناب سپیکر یہ mandatory ہے اور آئین میں واضح طور پر یہ درج کر دیا گیا ہے جس سے ہم کسی بھی صورت میں انحراف نہیں کر سکتے۔

. . . . the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people ;

جناب سپیکر یہ معزز ایوان منتخب ایوان ہے اور آئین نے بھی واضح طور پر یہ حد مقرر کر دی ہے کہ حکومت کا جو کاروبار بھی ہوگا وہ اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعہ سے چلائے گی اور اس سے باہر نکلنا میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔

Wherein the principle of democracy. freedom, equality, tolerance and social justice as enunciated by Islam shall be fully observed ;

جناب سپیکر! اس اصول اور قانون کی طرف بھی توجہ نہیں دی گئی ہے اور اس کی بھی یہ صریحاً خلاف ورزی ہے کہ tolerance and social justice . . . . . اور اسلامی تعلیمات کے مطابق قوانین بنائے جائیں یا فیصلے کئے جائیں۔ اسلام میں تو یہ صاف طور پر واضح ہے کہ کسی کو کسی پر فوقیت نہیں ہے ماسوائے تقویٰ کے۔

Wherein shall be guaranteed fundamental rights including equality of status, of opportunity and before law, social, economic and political justice, and freedom of thought, expression, belief, faith, worship and association, subject to law and public morality ;

جناب سپیکر! ان قانونی دفعات کے بعد جو کہ اس آئین کا بہت ہی اہم حصہ ہیں۔ اس کے مطابق ہی آئین نے مجھے fundamental rights عطا کئے ہیں اور میں اب آرٹیکل ۴۲ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا جس میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ۔

According to Article 42 (a) my non inclusion in the various Committees has already affected my reputaiton, because under Article 25, I was entitled to equal treatment with other M.P. As. and was entitled to equal protection of law The rules framed by the Government are not in keeping in view the spirit of the Constitution and under Article 8 of the Constitution all laws, rules which are inconsistent and derogatory of fundamental rights shall be void.

جناب سپیکر! چند ہی لمحات پیشتر وزیر موصوف نے یہ فرمایا تھا کہ جناب وزیر اعلیٰ کو رولز کے مطابق یہ حق حاصل تھا کہ وہ الاٹمنٹ کمیٹیوں کے چیئرمین نامزد کر سکتے تھے میں ان رولز کو بھی اس آئین کے تحت چیلنج کرتا ہوں کہ ان میں بغض اور جانبداری صاف طور پر نظر آتی ہے۔

وزیر جنگلات و سیاحت۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ابھی فاضل رکن نے یہ فرمایا ہے کہ میں ان رولز کو چیلنج کرتا ہوں۔ وہ رولز ایکٹ کے طور پر اس اسمبلی نے پاس کئے ہیں جس میں یہ شامل تھے۔ کیا وہ اسمبلی کے ایکٹ کو چیلنج کر رہے ہیں؟ اگر وہ ایسا کر رہے ہیں تو اس سے پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور جو یہ آئین کی بات کر رہے ہیں۔ آئین کے بعد جب اسمبلی میں قانون پاس ہو جاتا ہے یا ایکٹ پاس ہو جاتا ہے اور اس ایکٹ کے تحت اس اسمبلی نے جناب چیف منسٹر کو یہ اختیارات دے دیئے ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے کسی کو بھی نامزد کر دے تو پھر آئین کے حوالہ دینے کا جواز پیدا نہیں ہوتا

جناب سپیکر۔ سردار صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے یہ درست ہے۔ اور اسمبلی میں پاس کئے گئے کسی ایکٹ کو انفرادی طور پر اس انداز میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر۔ میں نے رولز کو چیلنج کیا ہے۔ وزیر موصوف کو شاید علم نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ کو صرف اتنا اختیار دیا تھا کہ ... Government may make rules یہ اس ایکٹ میں لکھا ہوا ہے اگر آپ اجازت دیں میں آپ کو پڑھ کر سنا سکتا ہوں اس ایکٹ نے یہ اختیار دیا ہے کہ

Government may make rules for the purpose of this Act.

اس میں اتنا درج ہے اب رولز گورنمنٹ نے بنائے ہیں۔ میں ان رولز کو چیلنج کر رہا ہوں کہ وہ رولز void ہیں۔ اور آئین کی روح کے مطابق نہیں ہیں۔

وزیر کالونیز۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر۔ جناب لودھی صاحب، میاں صاحب کو اپنی بات ختم کرنے دیجیئے۔ جناب میاں صاحب۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو قانون سازی کی گئی ہے اس میں یہ decision ہے کہ Government may make rules. تو اس قانون کی رو سے جو پنجاب اسمبلی نے بنایا ہے، گورنمنٹ کو رولز بنانے کا اختیار دیا گیا ہے لیکن آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ

گورنمنٹ نے رولز ایسے بنائے ہیں جو آئین کی دفعات سے متصادم ہیں۔ یہی آپ کہنا چاہتے ہیں؟

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! آئین کی دفعات اور آئین کی روح کے خلاف ہیں جناب میں آئین کے آرٹیکل ۸ (۲) میں دیئے گئے بنیادی حقوق کا حوالہ دیتا ہوں۔ آرٹیکل ۸ (۲) میں مجھے یہ حق دیا گیا ہے

MR. SPEAKER : Let him finish.

وزیر کانونیز۔ سر یہ ضروری ہے اور میری عرض یہ ہے کہ اگر وہ آئین کی روح کے خلاف تھے تو پھر اس وقت پوائنٹ آؤٹ کیوں نہیں کیا گیا جب یہ رولز فریم ہو رہے تھے یا جب یہ ایکٹ پاس ہو رہا تھا کہ یہ رولز آئین کے تحت نہیں ہیں۔ یہ infructuous ہیں time barred ہیں اور اب یہ نکتہ اٹھا نہیں سکتے۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! جناب وزیر موصوف کو کچھ تو علم رکھنا چاہیئے۔ جس بات کا وہ دعویٰ کرتے ہیں اس کا انہیں علم ہونا چاہیئے چونکہ یہ ایسی پریکٹس ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی تاریخ میں ایک المیہ ہے۔ ہمیشہ ہی اندرون خانہ ایسے اختیارات دے کر ایسے قوانین بنائے جاتے ہیں جن سے دوسروں کو محروم کرنا مقصود ہوتا ہے اور جناب سپیکر آرٹیکل ۸ میں دیئے گئے بنیادی حقوق میں واضح طور پر درج ہے۔ میں یہ آرٹیکل پڑھنے کی اجازت چاہوں گا۔ آرٹیکل ۸ (۱) میں یہ دیا گیا ہے کہ

Art 8 (1) Any law, or any custom or usage having the force of law, in so far as it is inconsistent with the rights conferred by this Chapter, shall, to the extent of such inconsistency, be void.

اور آرٹیکل ۸ (۲) میں ہے کہ

(2) The State shall not make any law which takes away or abridges the rights so conferred and any law made in contravention, be void.

جناب سپیکر! قرارداد مقاصد جو آئین کا حصہ ہے، کو چند ہی لمحات پیشتر پڑھ کر پیش کیا گیا ہے:۔

The State shall rule and exercise its powors through the chosen respresentatives . . . .

یہ ایک بنیادی اصول ہے جس سے باہر قانون سازی نہیں کی جا سکتی۔ اور آرٹیکل (۸) نے مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ ایسے قانون جو void ہیں، ان کے ذریعے مجھے محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ جناب سپیکر آرٹیکل ۲۵ کے تحت

Article 25 (1) All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.

قانون کے تحت بھی میرا یہ حق ہے کہ میرے ساتھ مساوی سلوک کیا جائے۔ اور جس طرح سے دوسرے اراکین کی اکثریت ان کمیٹیوں میں ہے۔ اور یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ چند اراکین کو ہی نظر انداز رکھنا یا باہر رکھنا مقصود تھا جس کے لئے یہ قوانین بنائے گئے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ قوانین ناانصافی پر مبنی ہیں۔ اس آئین کی روح کے خلاف ہیں۔ جناب سپیکر آرٹیکل ۴ کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آرٹیکل ۴ (۲-اے)

Article (2) (a) In Particular :-
no action detrimental to the life, liberty, body, reputation or property of any person shall be taken except in accordance with law ;

(b) no person shall be prevented from or be hindered in doing that which is not prohibited by law ; and

(c) no person shall be compelled to do that which the law does not require him to do

جناب سپیکر! ہمارا گناہ صرف یہ ہے کہ ہم نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار نہیں کی ہے اور اسی گناہ کی پاداش میں ہمیں ان کمیٹیوں سے باہر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ میاں صاحب۔ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب آپ اس کی admissibility پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ فرمائیں، آپ کو میں اجازت دیتا ہوں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں تین چیزوں کا

حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ پہلا آئین دوسرا آئین، دوسرا رولز اینڈ ریگولیشن اور تیسرا کنونشن جس کے متعلق آپ نے آج صبح بھی ذکر کیا تھا یعنی اس ہاؤس کی روایات جو اتنی ہی ضروری ہیں جتنے رولز اینڈ ریگولیشن۔ جہاں تک آئین کا تعلق ہے اس کے متعلق میاں صاحب بہت کچھ عرض کر چکے ہیں۔ میں صرف آرٹیکل (۲۔اے) کا ہی حوالہ دینا چاہتا ہوں۔

Article 2A. The Constituent Assembly representing the people of Pakistan resolves to frame a constitution for the sovereign independent State of Pakistan.

Wherein the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people ;

اس میں یہ صاف ظاہر ہے کہ اپنی اتھارٹی کن کے ذریعے انہوں نے استعمال کرنی ہے۔ اس پر پہلے بھی بات ہو چکی ہے اس پر چاہے جتنی لمبی بات کرنا چاہیں کی جا سکتی ہے لیکن سمجھنے کے لئے صرف پڑھنا ہی کافی ہے۔ جناب والا! دوسرا رولز کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں چیف منسٹر صاحب کے اختیارات ہیں۔ یہ رولز ایکٹ کے تحت بنائے گئے ہیں جو کہ گورنمنٹ نے بعد میں فریم کئے۔ اس میں بھی پہلی فوقیت پبلک کے نمائندوں کو دی ہے اور اس کے بعد اور بھی معزز شہری آتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی روح یہ ہے کہ اگر کہیں پہ عوامی نمائندے کسی اور وجہ سے، جیسے کہ کئی دفعہ ہوتا ہے کہ کوئی منسٹر صاحب ہیں کسی حلقے سے۔ وہ اپنی دوسری مصروفیات کی وجہ سے اپنے حلقے میں کام نہیں کر سکتے تو اس وقت کسی اور معزز شہری کو کمیٹی کا رکن بنایا جا سکتا ہے۔ میں اس کی تشریح اس طرح سے کرتا ہوں۔ تیسری بات روایات کی کرنا چاہتا ہوں۔ اس معزز ایوان میں میرے کئی دوست پچھلی اسمبلیوں کے ممبران بیٹھے ہیں پہلے بھی ایسے ہوتا رہا ہے کہ کئی کام قانون سازی کے علاوہ ممبران کو تفویض کئے جاتے رہے ہیں۔ ۱۹۷۰ء کی اسمبلی میں یونین کونسل کام نہیں کر رہی تھی، لوکل باڈیز کام نہیں کر رہی تھی اور اس میں عائلی قوانین تھے جن میں ثالثی کی بھی ایک شق تھی۔ اور اس کا چیئرمین جو ہے وہ چیئرمین یونین کونسل ہوتا تھا۔ لیکن ان کی غیر موجودگی میں سب ممبران کو اپنے اپنے حلقے کی تمام یونین کونسلوں کا چیئرمین نامزد کر دیا گیا۔ اگر کوئی رکن صوبائی اسمبلی وہ کام نہیں کر سکتا تھا یا کوئی منسٹر کام نہیں کر سکتا تھا تو پھر رکن قومی اسمبلی

کو دوسرے وقت میں چیئرمین بنالیا جاتا تھا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو روایات ہیں وہ یہ کہ اگر ممبران ہیں تو پہلے ان کو موقع دیا جائے اگر وہ قانون سازی، انتظامی فرائض یا دیگر کسی مصروفیت کی وجہ سے کام نہیں کر سکتے تو پھر کوئی قابل احترام شہری جس کی اپنے حلقے میں نمائندہ حیثیت کسی وجہ سے ہو تو اسے وہ کام دے دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کئی دفعہ کئی اہم مسائل پر بھی رولنگ آنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ تو میں آپ سے عرض کروں گا کہ یہ صرف سات ممبر کی بات نہیں ہے اس میں کمی اور باتیں بھی نکل آئیں گی اس لئے اس کے متعلق زیادہ تفصیل سے غور و خوض کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ اس پر بات کر چکے ہیں۔ جناب وزیر قانون بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب وزیر قانون۔ جناب والا میرے معزز رکن نے دو باتیں کی ہیں ایک بنیادی حقوق اور ایک اسمبلی کے ممبر کا استحقاق۔ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ بنیادی حقوق جو وہ مانگتے ہیں اس کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ یہاں اگر کوئی ان کا بنیادی حق مجروح ہوا ہے۔ تو وہ عدالت میں جائیں کیونکہ اسمبلی نے جو ایکٹ پاس کیا ہے وہ بقول ان کے، بنیادی حقوق کے خلاف ہے دوسری بات جناب عالا جیسا کہ میرے معزز رکن نے کہا ہے کہ اسمبلی جو کہ ایک منتخب ادارہ ہے نے اپنے وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ جس طرح چاہے رولز بنائے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ یہ اس اسمبلی نے رولز بنائے ہیں اور وہ ایکٹ بھی بنایا ہے۔ اگر آپ کسی کو اختیار دیتے ہیں تو پھر اسے چیلنج نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آپ نے جو بات کہی ہے کہ آئینی طور پر اور قانون کے مطابق میرا استحقاق تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے دفعہ ۴ کا حوالہ دیا ہے۔ اس میں مجھے وہ بات یاد آ گئی ہے کہ نماز کے نزدیک مت جائیں جبکہ آپ نشے کی حالت میں ہوں۔ آپ نے آرٹیکل ۴ کی دو دفعات اور نہیں پڑھی اگر وہ آپ پڑھ لیتے تو یہ چیز آپ پر واضح ہو جاتی۔

جناب محمد رفیق۔ پوائنٹ آف سر، میں معزز وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اور بھی پڑھی ہے۔

جناب وزیر قانون۔ جناب نہیں پڑھی۔

جناب محمد رفیق۔ جناب میں نے پڑھی ہے آپ کی توجہ کسی اور طرف ہو گی۔

جناب وزیر قانون ۔ میں معذرت خواہ ہوں، اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ

Article 4 (b) (c) -

(b) no person shall be prevented from or be hindered in doing that which is not prohbited by law ; and

(c) no person shall be compelled to do that which the law does not require him to do ;

اس سلسلے میں جناب والا بڑے واضح احکامات ہیں Act کے مطابق ہم نے جو اختیارات جناب چیف منسٹر کو دیئے ہیں وہ ایسے اختیارات ہیں کہ آپ ان کو مجبور نہیں کر سکتے کہ اگر آپ کا کوئی استحقاق مجروح ہو رہا ہے تو وہ اسے دور کر دیں کیونکہ وہ وہی بات کریں گے جس کا اختیار ان کو دیا گیا ہے ان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ نامزدگی کریں اس میں آپ بھی آ سکتے ہیں کوئی اور معزز ممبر بھی آ سکتا ہے اس میں کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا اس کے علاوہ اس میں ارا کین قومی اسمبلی بھی ہیں اور ارا کین صوبائی اسمبلی بھی ہیں کسی خصوصی وجوہ کی بناء پر آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں مسلم لیگ کا ہوں میرا استحقاق بنتا تھا یا میں مسلم لیگ کا نہیں ہوں میرا استحقاق نہیں بنتا تھا اور مجھے نامزد نہیں کیا گیا قطعی طور پر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بات اختیارات کی ہے کہ چیف منسٹر صاحب جس حلقے میں جس کو چاہیں اس کا انتخاب کر لیں ۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ وزیر قانون صاحب ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کافی آراء آ چکی ہیں اور اب میں اپنا فیصلہ دینا چاہتا ہوں اور اس سے پہلے میں تحریک استحقاق کے بارے میں قومی اسمبلی کی ایک رولنگ آپ کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں یہ بڑی اہم رولنگ ہے اور یہ ۶۳-۶۲ کی ہے

"What is the duty of the Speaker when a Privilege Motion is sought to be moved. He has not to decide whether there has been a breach of privilege. He is not to decide whether the Privilege Motion contains something which is very serious for the prestige and dignity of the House. He is only to decide whether the whole thing is in order according to the Rules of Procedure.

اور اس کے بعد میرا اس پر فیصلہ یہ ہے کہ آئین نے اس ایوان کو یہ اختیار دیا ہے کہ یہ قانون سازی کرے ۔ اس اسمبلی نے جو قانون سازی کی ہے اس کے مطابق یہ سات مرلہ سکیم کا ایکٹ بنا ہے اور اس ایکٹ کی رو سے حکومت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ رولز بنائے چنانچہ گورنر پنجاب نے

یہ رولز بنائے ہیں اس Notification کے ذریعے جن کا حوالہ وزیر کالونیز نے دیا ہے اس کو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

The Chairman, who shall be nominated by the Chief Minister or by any other persons so authorised by him from amongst public representatives or other respectables.

تو اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب کو واضح طور پر یہ اختیار دیئے گئے ہیں کہ وہ کسی کو بھی اس کمیٹی کا چیئرمین نامزد کر سکتے ہیں اس لئے میں اس تحریک استحقاق کو باضابطہ نہیں سمجھتا۔

جناب محمد رفیق۔ جناب والا نے جس انداز میں ابھی فیصلہ فرمایا۔ مجھے اس فیصلے پر افسوس نہیں بلکہ افسوس تو اس معزز ایوان کے طرز عمل پر ہے اس کے اس رویے پر ہے کہ جو سچ کو سچ کہنے کی بھی اپنی طاقت نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر۔ جناب اس سلسلے میں بہتر ہوگا کہ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد رفیق۔ جناب والا میں اب احتجاجاً واک آؤٹ کر رہا ہوں کہ اس ایوان نے یہ کہہ کر کہ جو لوگ ہارے ہوئے ہیں جن کو عوام نے مسترد کر دیا وہ عزت کے قابل سمجھے گئے اور جن کو عوام نے منتخب کر کے اس معزز ایوان میں بھیجا وہ معزز نہیں سمجھے گئے۔ عزت کے قابل وہ لوگ ہیں جو ہارے ہوئے ہیں۔ اور وہی لوگ ہم پر مسلط کئے گئے اور چیئرمین بنائے گئے یہ بھی آئین و قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز،

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب والا آپ کی رولنگ کے بعد کسی ممبر کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ بات کرے اگر انہوں نے واک آؤٹ کرنا ہی تھا تو پہلے کرتے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب تشریف رکھیئے تحریک استحقاق جناب نفراللہ خاں دریشک صاحب کی ہے

جناب وزیر صنعت۔ جناب والا تحریک استحقاق نمبر ۲۳ اور ۲۴ ایک جیسی تھیں۔

جناب سپیکر۔ جی وہ دونوں ہی نمٹ گئی ہیں۔

سردار نفراللہ خان دریشک۔ جناب والا میری تحریک استحقاق کا تعلق براہ راست قائد ایوان کے ساتھ ہے اس وجہ سے میں آپ سے گذارش کروں گا کہ میری تحریک استحقاق اس وقت لی جائے جب

جناب لوزیر اعلیٰ بھی ایوان میں موجود ہوں۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر یہ کوئی ضروری نہیں جس وقت کوئی تحریک استحقاق پیش کی جائے اس وقت مخصوص ممبر ایوان میں موجود ہو وہ تشریف لے آئیں گے لیکن یہ اپنی بات شروع کریں۔ انکا نہ ہونا نہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا میں عرض کروں گا کہ اس میں چیف منسٹر پر کوئی الزام نہیں لگایا گیا اگر کوئی الزام ان پر ہوتا تو ان کی حاضری یہاں ضروری تھی۔ اس تحریک استحقاق میں ان پر کوئی الزام نہیں ہے کہ انہوں نے یہ کیا وہ کیا کسی تحریک استحقاق کے متعلق انہوں نے بات کی اس صورت میں جب ان پر الزام لگایا گیا ہو کہ یہ تمام کارروائی ان کی وجہ سے ہو رہی ہے تو پھر ان کا یہاں رہنا ضروری ہے ورنہ نہیں۔

ملک اللہ یار خان۔ جناب سپیکر میرا خیال ہے جناب وزیر قانون نے تحریک استحقاق کے الفاظ نہیں پڑھے اس میں الفاظ درج ہیں کہ جس امر کے بارے میں محرک یہ تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں وہ ان یقین دہانیوں کے بارے میں ہے جو وزیر اعلیٰ نے اس ایوان میں کروائی تھیں اور تمام ایوان کے اراکین کو یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ کسی بھی رکن اسمبلی یا اس کے رشتہ داروں کو ناجائز طور پر ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی اور ان کو victimize نہیں کیا جائے گا۔ اس صورت میں چونکہ یہ تحریک استحقاق بنیادی طور پر ان یقین دہانیوں کے ہی بارے میں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں ان کی تشریف آوری اور ان کا ایوان میں موجود رہنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب سردار صاحب آپ اس کو پیش کرنا چاہیں گے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا مجھے بہت ہی دکھ سے یہ بات کرنی پڑتی ہے کہ وزیر قانون صاحب نے میری تحریک استحقاق کو پڑھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی۔ جناب والا ایک سطر میں پڑھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ ایک سطر نہ پڑھیں ساری پڑھ دیں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ نہیں ساری نہیں پڑھوں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان کے ساتھ منسلک ہے۔ وہ کیوں اتنی جلدی میدان چھوڑ گئے ہیں وہ میدان میں آکر بات کریں۔

جناب سپیکر۔ یہ بات اس سلسلے میں relevant نہیں ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ ان کی موجودگی کے متعلق میں

اصرار کرتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق ان کی موجودگی میں پیش ہونی چاہیئے کیونکہ اس کا براہ راست ان کے ساتھ تعلق ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیئے۔

وزیر صنعت۔ جناب والا میرے بھائی نے جو قائد ایوان کے متعلق یہ الفاظ فرمائے ہیں کہ وہ اتنی جلدی کیوں میدان چھوڑ گئے ہیں یہ حقائق کے بالکل خلاف اور غلط ہیں اور میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں کیونکہ یہ بالکل حقائق اور واقعات کے خلاف ہیں۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب میری رائے یہ ہے کہ جو تحریک استحقاق آپ پیش کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب کی حاضری بہت ضروری نہیں ہے۔ اگر آپ پیش کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ کیجیئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر آپ اسی قسم کے مسئلہ پر رولنگ دے چکے ہیں۔ میری تحریک استحقاق پر جو سردار زادہ ظفر عباس صاحب کے متعلق تھی چونکہ وہ ہاؤس میں موجود نہ تھے آپ نے اسے زیر التوا رکھا اس لئے میں ملک اللہ یار خان صاحب اور نصر اللہ دریشک صاحب کی تائید کروں گا چونکہ وہ مسئلہ وزیر اعلیٰ سے متعلق ہے ان کی موجودگی تک آپ اسے زیر التوا رکھیں۔ کل آپ کی رولنگ آئی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں ضروری نہیں ہے کہ سپیکر اپنے رویہ کی وضاحت کرے یا اپنی رولنگ کو justify کرے یا مولانا صاحب رولنگ پر تنقید کریں۔ نہ اس بات کی اجازت ہے۔ اس پر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ معزز ایوان میں قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کو کچھ مراعات حاصل ہیں جو دوسرے اراکین کو حاصل نہیں ہیں۔ ان کو فرائض کی بجا آوری کے لئے ان کے معاملات کو چلانے کے لئے ان کو کچھ مراعات حاصل ہیں۔ جو بھی قائد ایوان ہوں گے جو بھی قائد حزب اختلاف ہوں گے اس لئے سردار صاحب سے میں کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا میں جناب کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ آپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے۔ اگر ان کو بھی بلا لیا جائے تو بہتر ہو گا کسی کو نامزد کر دیں تاکہ وہ تشریف لے آئیں اور ہاؤس کی کارروائی جاری رہ سکے۔

جناب سپیکر۔ اچھی بات ہے۔ جناب ملک صاحب آپ خود تکلیف کیجیے۔
ایک معزز ممبر۔ جناب سپیکر اپوزیشن ہاؤس سے ناراض ہو کر نہیں گئی وہ آپ سے ناراض ہو کر گئے ہیں۔ آپ نے ان کے خلاف رولنگ دی ہے اس لئے آپ انتظام خود کریں۔
جناب سپیکر۔ جناب میاں رفیق نے اسی ہاؤس میں یہ ارشاد فرمایا ہے وہ میری رولنگ سے ناراض ہو کر نہیں گئے بلکہ وہ ہاؤس کے رویہ سے ناراض ہو کر گئے ہیں وہ ریکارڈ میں موجود ہے۔ آپ سب نے سنا ہو گا۔ مجھ سے وہ ناراض ہو کر نہیں گئے۔
وزیر صنعت۔ بچو صاحب آپ تشریف لے جائیں اور مہربانی کر کے ان کو واپس لائیں
جناب سپیکر۔ میرے خیال میں کارروائی جاری رکھی جائے جناب نصراللہ خان دریشک۔
سردار نصراللہ خان دریشک۔ ان کو آجانے دیجئے۔
جناب سپیکر۔ آپ چاہتے ہیں کہ ان کے آنے تک کارروائی ملتوی رکھی جائے
سردار نصراللہ خان دریشک جیسے آپ کی رائے ہو۔
جناب سپیکر۔ میری رائے تو یہ ہے کہ کارروائی جاری رکھی جائے۔

رکن اسمبلی کے خلاف انتقامی کارروائی

سردار نصراللہ خان دریشک۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ سات اکتوبر ۱۹۸۶ء کو اس معزز ایوان میں میری تحریک استحقاق زیر بحث آئی تھی جس کے جواب میں قائد ایوان نے یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ اس معزز ایوان کے ممبران کے استحقاق کو کسی قیمت پر پامال نہیں ہونے دیں گے اور اس قسم کی حرکت کرنے والے افسران اس علاقہ میں رہنے کا کوئی حق نہیں اور یہ کہ وہ اس سلسلہ میں کسی آفیسر کو کسی قسم کی رعایت کا مستحق نہیں سمجھتے میری تحریک کے دوران رانا بھول محمد خان نے اپنے اظہار خیال کے دوران فرمایا تھا کہ میں قائد ایوان کی یقین دہانی کے بعد اپنی تحریک استحقاق واپس لے لوں اور اگر انتقامی کارروائی کا سلسلہ بند نہ ہوا اور اس قسم کی کارروائی کرنے والے افسران کا محاسبہ نہ کیا گیا تو یہ سارا معزز ایوان اس بات کا سختی سے نوٹس لے گا۔

جناب والا! انتقامی کارروائی کا سلسلہ مزید تیز ہو گیا ہے۔ کمشنر صاحب کھلے طور پر اعلان کر رہے ہیں کہ ضلع کونسل راجن پور کو Dissolve کرنے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ میرے بھائی سردار غلام مجتبیٰ خان چیئرمین ضلع کونسل کے خلاف جو جھوٹا مقدمہ بنایا گیا تھا اس میں چوہدری کرامت علی ایکسین کو پہلے اس شرط پر نکالا جا رہا ہے کہ وہ میرے بھائی چیئرمین ضلع کونسل کے خلاف گواہی دیں۔

ہمارے آدمیوں کے خلاف جھوٹے مقدمات بنائے جا رہے ہیں۔ ہمارے صحیح مقدمات درج کرنے سے صاف انکار کر دیا جاتا ہے دو دن قبل میرے مینجر واحد بخش کو گرفتار کر لیا گیا۔ میرے ایک اور دوست خورشید ناز فریدی کو گرفتار کیا گیا۔ میرے ایک ورکر منگن چانک کو گرفتار کیا گیا۔

ہمیں زرعی اصلاحات کا نوٹس ۱۹۸۶-۱۰-۱۱ کو دیا گیا ہے یہ کارروائی زرعی اصلاحات کے رقبہ جات کی چھان بین کی تمام پنجاب میں ہو رہی ہے۔ ضلع کونسل کی چیکنگ تمام صوبے میں ہو رہی ہے۔ یا یہ مہربانی صرف ہمارے ساتھ کی جا رہی ہے۔

اس قسم کے اور بھی ان گنت واقعات ہیں جو انتقامی کارروائی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

جناب والا! ان تمام واقعات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وزیر اعلیٰ بیوروکریسی کے سامنے بے بس ہو چکے ہیں اور ان کا کنٹرول ختم ہو گیا ہے۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ سب کچھ وہ خود مجھے انتقامی کارروائی کا نشانہ بنانے کے لئے کرا رہے ہیں۔

جناب والا! اس معزز ایوان کے سامنے قائد ایوان کا واشگاف الفاظ میں یقین دہانی کرانا اور اس پر عملدرآمد نہ ہونے سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کے ہر معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

معاملہ فوراً دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ ایوان کی کارروائی معطل کر کے زیر بحث لایا جائے۔

جناب والا، میں نے اپنی تحریک استحقاق میں جو نکات اٹھائے ہیں سب سے پہلے میں ان کو تفصیل سے بیان کروں گا۔ جناب والا، آپ خود بھی ضلع کونسل کے چیئرمین ہیں ان قوانین اور اس طریقہ کار کو آپ سے بہتر کون جانتا ہے؟ جب کوئی کام دیا جاتا ہے تو سب سے

پہلے اس کے لئے ٹنڈر طلب کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد جب کام شروع ہوتا ہے تو ٹیکنیکل لوگ موقع پر جاکر چیکنگ کرتے ہیں۔ جب ادائیگی کا وقت آتا ہے تو ٹیکنیکل لوگ خود لکھ کر یہ دیتے ہیں کہ اتنا کام ہو چکا ہے، اتنی ادائیگی کر دی جائے۔ اور ادائیگی کراس چیک کے ذریعے ہوتی ہے۔ لیکن یہاں یہ ہو رہا ہے کہ ایک صاحب ہیں، ظہور الدین ولد عبدالرحمٰن قوم کلاسرہ سکنہ بستی رندان۔ یہ ایک ڈسمس کیا ہوا کنسٹیبل ہے۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے اراکین ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

۱۹۸۳ء کے لوکل گورنمنٹ الیکشنز میں اس کے پیپر ریٹرننگ آفیسر نے اس بنیاد پر مسترد کئے تھے کہ اس کی شہرت خراب ہے اور یہ بہت سے مقدمات میں ملوث ہے۔ وہ آدمی ہمارے اس کیس کا مدعی ہے۔ جناب والا! چوہدری کرامت علی ایکسین، جس کے بارے میں میں نے اپنی پہلی تحریک استحقاق میں گذارش کی تھی، اس کی کمیٹی جو کمشنر نے بنائی تھی وہ توڑ کر ڈی سی نے ایک اور کمیٹی بنا دی ہے، لسٹ ریکارڈ تحویل جناب اسسٹنٹ کمشنر افسر مال انکوائری آفیسر کمشنر کے آرڈر کو ڈی سی نے supersede کر دیا ہے۔ مختلف قسم کی کوئی پچیس تیس فائلیں ہیں جو ای اے سی صاحب ڈسٹرکٹ کونسل کی لے کر گئے ہیں تاکہ وہ ڈسٹرکٹ کونسل کو توڑنے کی کوئی بنیاد پیدا کر سکیں۔ جناب والا، اس دن وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی فراخدلی سے فرمایا تھا کہ جونہی انہیں پتا چلا کہ میرے بھائی، چیئرمین کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے انہوں نے فوری طور پر احکامات دے دیئے کہ اس وقت تک انہیں نہ چھوا جائے، جس وقت تک ان کے خلاف یہ مقدمہ اور یہ جرم ثابت نہیں ہو جاتا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مقامی انتظامیہ نے ان کی بات سمجھی نہیں۔ ہائی کورٹ میں ان کا جو نمائندہ گیا ہے اس نے جا کر یہ کہا ہے:۔

In view of the statement made by Sher Muhammad Dafadar, Border Military Police, that he does not intend to arrest Ch. Karamat Ali for the present. The learned counsel has not pressed this petition. Disposed of accordingly

وہ ایکسین جس کو میرے بھائی کے خلاف وعدہ معاف گواہ بنانا چاہتے ہیں، اس کے سر کے اوپر تلوار بھی لٹک رہی ہے کہ For the present، اگر وہ میرے بھائی کے خلاف گواہی دے گا اس کو ناجائز ملوث کرائے گا تب اس کی جان چھوٹے گی ورنہ یہ تلوار لٹکتی رہے گی۔ جناب والا!

اس کے علاوہ ۱۹۸۶ء-۱۰-۱۱ کو یہ نوٹس دیا گیا ہے۔

"از سرشتہ ڈپٹی لینڈ کمشنر، ضلع راجن پور

ہرگاہ آپ کو بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ مطابق مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۱۱۵ سال ۷۲-۱۹ء آپ کے خلاف کارروائی کی جائے۔"

جناب والا! ۱۹۸۴ء میں اس وقت کے گورنر جیلانی صاحب وہاں تشریف لائے تھے۔ ان سے ایک سائل نے وہاں فریاد کی تھی کہ فلاں زمیندار نے ایک سو مربع زمین غصب کر رکھی ہے۔ جس پر اس نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ مزارعین کے ساتھ اس نے بہت ظلم کیا ہے ایک مزارع کو اس نے قتل بھی کروا دیا ہے۔ اس کی انکوائری کی جائے۔ گورنر صاحب نے موقع پر انکوائری کا آرڈر کیا۔ اس زمیندار نے تحصیل دار پر، جو انکوائری آفیسر تھا، زبردست دباؤ ڈالا کہ آپ میرے خلاف اس قسم کی کارروائی رپورٹ نہ کریں۔ وہ تحصیل دار میرے پاس آیا۔ میں نے کہا کہ آپ حق کی رپورٹ کریں۔ اس نے حق کی رپورٹ کی۔ اس زمیندار کے متعلق آج تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب، مختصر بیان دیں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں ایک موازنہ پیش کر رہا ہوں کہ ہمارے صوبے میں دو قسم کے قوانین ہیں۔ ایک قانون ہے خوشامدیوں کے لئے جو خوشامد کرتے ہیں، چاپلوسی کرتے ہیں۔ ایک قانون ہے بامیمر لوگوں کے لئے۔ خوشامدی آدمی اس صوبے میں جو جی چاہے کر سکتا ہے بامیمر آدمی صرف حق کی آواز بھی بلند نہیں کر سکتا۔

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمیں اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ خوشامدی اور بے میمر اس کا مطلب ہے کہ میمر صرف دریشک صاحب کا ہے۔ باقی تمام ہاؤس کا میمر نہیں ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: آپ کے بارے میں بات نہیں ہوئی۔

ملک طیب خان اعوان۔ ہمیں اس پر سخت احتجاج ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ خوشامدی کی بات ہو رہی ہے۔ میں نے ہاؤس کی تو بات ہی نہیں کی۔

جناب سپیکر۔ ہاؤس کے بارے میں بات نہیں ہوئی۔

ملک طیب خان اعوان۔ اگر ہاؤس کے بارے میں بات نہیں ہے تو پھر ہاؤس میں کیوں ہو رہی ہے۔ پھر ہاؤس سے باہر جا کر کریں۔ ہاؤس میں جو بات ہوگی، وہ ہاؤس کے بارے میں ہوگی۔

جناب سپیکر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب کو اپنی بات ختم کرنے دیں۔

جناب محمد رفیق۔ اس معزز ایوان میں کوئی بھی بات کی جا سکتی ہے۔

ملک طیب خان اعوان۔ اس کا مطلب ہے کہ معزز ایوان میں گالی بھی دی جا سکتی ہے؟ کوئی بھی بات سے مراد تو یہی ہے۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب، تشریف رکھیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ دریشک صاحب نے فرمایا ہے کہ اس وقت دو طرز کے قانون ہیں۔ یہ تو حملہ کیا گیا ہے۔ حکومت پر، کہ جو برسر اقتدار ہے اس نے دو قسم کے قانون بنا رکھے ہیں۔ اس لئے یہ ہم پر حملہ ہے جو برسر اقتدار ہیں۔ یہ حملہ اس پر ہے جو برسر اقتدار ہے۔ یعنی برسر اقتدار حکومت نے دو طرز کے قانون بنا رکھے ہیں۔ ایک ان کے لئے ہے جو خوشامدی ہیں جو اقتدار کی ہوس میں سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں جناب والا، اگر حکومت پر حملہ کیا جائے تو یہ ان ممبران پر حملہ ہے جو برسر اقتدار ہیں اور جنہوں نے یہ قانون بنایا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ دریشک صاحب! اپنی بات مکمل کیجئے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب سپیکر! آپ مختصر بیان پر اصرار کر رہے ہیں لیکن اب چونکہ یہ بات کی گئی ہے، مجھے اپنی بات کی وضاحت کے لئے ایک گذارش ضرور کرنی پڑے گی۔

جناب سپیکر۔ آپ رولز کے مطابق مختصر بیان دے سکتے ہیں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب والا، درمیان میں مداخلت ہوتی ہے۔ ایک نکتہ ایسا آیا ہے کہ میں جناب کی اجازت سے اس کی ضرور وضاحت کرنا چاہتا ہوں تاکہ غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

جناب سپیکر۔ میری کوشش یہ ہے کہ مداخلت نہ ہو اور آپ مختصر بیان مکمل کریں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب والا! گذارش یہ ہے کہ میں نے تو اس معزز ایوان کے بارے میں بات نہیں کی تھی۔ پتہ نہیں کہ میری بات کا میرے بھائیوں نے کیوں برا منایا ہے۔ میں تو کسی

بات کی طرف نشان دہی کر رہا تھا اور میں اس بات کا چند لفظوں میں ذکر کر دوں جناب والا ہمارے ایک معزز رکن نے ایک میٹنگ میں جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ گذارش کی کہ ہمیں جناب ۶/۶ مہینے تک جناب وزیر اعلیٰ سے ملاقات کا وقت نہیں ملتا اور جب وقت ملتا ہے جناب لاہور ڈویژن میں چپڑاسی، چوکیدار کا تبادلہ اس کی تعیناتی بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن۔ کیا یہ موضوع سے متعلق ہیں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک جناب والا جس موضوع پہ انہوں نے بات کی ہے تو مجھے بھی اس کا جواب دینے کا حق ہے۔ اس ممبر صاحب نے یہ گذارش وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت کی ہے انہوں نے یہ کہا کہ میں نے ہاؤس کے ممبران۔۔۔۔

جناب سپیکر جناب نصر اللہ خان دریشک صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے مختصر بیان دے سکتے ہیں اور آپ اس کو مکمل کیجیے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب سپیکر میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ یہی تو میرے مختصر بیان کی روح ہے بعض لوگوں کے ساتھ سوتیلی ماں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ بعض blue-eyed boys ہیں یہی تو بات ہے اس وجہ سے یہاں پہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے جناب والا میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ایک ہمارے معزز بھائی نے گذارش کی کہ ہمیں چار ماہ کے بعد ملاقات کا وقت ملتا ہے۔ اس ملاقات کے دوران جو آپ کو درخواست دیتے ہیں آپ سیکرٹری صاحب کو یا شہزادہ قیصر صاحب کو دے دیتے ہیں ہمیں اس کا پھر پتہ نہیں چلتا لیکن اس کے مقابلہ میں۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب کیا یہ متعلقہ بات ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا میں تو اس بات کی وضاحت کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب کہاں راجن پور کا قصہ اور کہاں یہ ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا جیسے جناب کا حکم ہوا اس دن جس دن میری تحریک استحقاق پیش ہوئی اس دن یہاں سے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ایک اہلکار کا ٹیلی فون راجن پور گیا۔ وہاں ڈی سی موجود نہیں تھا اس نے اسے سی سے بات کی کہ کیا غلام مجتبیٰ دریشک کو گرفتار کر لیا ہے اگر اس کو گرفتار نہیں کیا تو فی الحال رک جائیں جناب والا اس کے علاوہ میرے سینئر واحد بخش کو گرفتار

کیا گیا جناب والا ہمارے ایک چیئرمین یونین کونسل ہیں ان کو ایک سال پرانے مقدمے میں ملوث کیا جاتا ہے۔ جس کا فیصلہ ڈی ایس پی نے کیا تھا اب ایک سب انسپکٹر جس کے خلاف وہ درخواستیں دیتے رہے وہ رشوت خور تھا اس کو انکوائری دے دی گئی ہے تاکہ وہ ہر قیمت پر اس کو پھنسائے جناب والا یہ بات بھی میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں یہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ موجود ہیں ہمارے آدمی شدید مضروب ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ میڈیکل سرٹیفکیٹس موجود ہیں ان کا کیس نہیں لیا گیا ان کے خلاف جن کو سرٹیفکیٹس نہیں ملا۔ ان کو ۳۲۴ کا ملا۔ ہمارے آدمی کے خلاف ۳۰۷ کا کیس ہے۔ اور وہ مضروب ہیں جن کو ضرب خفیف کا سرٹیفکیٹ ملا ہے وہ مدعی ہیں یہ انصاف ہو رہا ہے جس انصاف کا چرچا یہاں کیا جا رہا ہے جناب والا میں آپ کی خدمت میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ اس ۷۶ ہزار کے کیس پر اتنی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے کل سارا دن ہمارے علاقہ میں پولیس ہمارے گاؤں کا گھیراؤ کرتی رہی اس یقین دہانی کے باوجود بی ایم پی وہاں پھرتی رہی۔ پچھلے دنوں وہاڑی میں کروڑوں روپے کا غبن ہوا ہے اس کا کسی نے نوٹس نہیں لیا۔ ایک ہمارے معزز رکن نے نشان دہی وزیر اعلیٰ صاحب کو کی تھی کہ ایک عطا محمد ملک نامی آدمی ہے وہ ۵ ہزار روپے لیتا ہے اور دوسرے دن آپ سے کام کرا کر دے دیتا ہے۔ اس کے خلاف تو کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر۔ یہ متعلقہ بات نہیں ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا میں تو مواز نہ کر رہا ہے جناب والا ہم یہ بات کہاں کریں۔

جناب سپیکر۔ آپ کی تحریک استحقاق کی جو بنیاد ہے وہ اس بات پر ہے یہاں آپ نے جو تحریک استحقاق دی تھی اس کی یقین دہانی بھی کرائی گئی اس پر عملدرآمد نہیں ہوا بات صرف اتنی ہے۔ اس کو ایک منٹ میں ختم کر دیجئے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک۔ جناب والا اگر آپ کا یہی ارشاد ہے تو میں صرف اتنی گذارش کروں گا کہ اسی ایوان میں آج سے ۱۳ سال پہلے۔۔۔۔۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے محترم بھائی سردار نصر اللہ خان دریشک کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ صوبے میں کئی عطا محمد ہیں جو وزیر اعلیٰ کے نام پر یہ کاروبار کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سردار نصراللہ خان دریشک۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس ایوان میں اس وقت میں بھی اس ایوان کا ممبر تھا۔ ہمارے دو معزز بھائیوں کے ساتھ اس طرح انتقامی کارروائی ہوئی تھی۔ یعقوب خان مرحوم کے خلاف اور ایم کے خاکوانی کے خلاف میں گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا تاریخ اپنے آپ کو دہراتو نہیں رہی۔ جناب والا اس کا باغ کاٹا گیا تھا میرا باغ ڈبویا گیا ان کا سامان اٹھوایا گیا تھا میرا جو نہری آبپاشی ہے اس کو بالکل درہم برہم کر دیا گیا۔ جناب والا بدبختی یہ ہے کہ ہم تاریخ سے سبق نہیں لیتے ہم نوشتہ دیوار کو نہیں پڑھتے ہمیں اتنا پتھر ماریں جتنا ہم سہ سکیں آخر میں ان بھائیوں کے پاس اپیل نہ کروں تو کہاں جاؤں جناب والا میں تو اپنے پریس والے بھائیوں سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ ہماری صحیح آواز یہ بھی نہیں پہنچاتے اگر ہم یہاں بھی گذارش نہ کر سکیں پھر آپ یہ بتائیں کہ ہم کہاں جائیں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ سردار صاحب

سردار نصراللہ خان دریشک۔ جناب سپیکر میں ایک سیکنڈ میں گذارش کرتا ہوں۔

ہمارے قتل پہ جو آج ہیں خاموش کل والے
بہت آنسو بہائیں گے بہت داد وفا دیں گے

سردار رفیق حیدر خان لغاری۔ دریشک صاحب نے اپنے ایک قصے کی بات کی ہے اور اس پر تحریک استحقاق دی ہے مگر یہاں ایسے ممبران اس ایوان میں موجود ہیں میں اس لئے یہ گذارش کر رہا ہوں تاکہ ہمارے وزراء بھائی جنہوں نے صرف اس چیز کا عہد کر رکھا ہے۔ کہ وہ اس حکمت عملی کا دفاع کریں گے چاہے وہ صحیح ہوں یا غلط ہوں۔ انہوں نے تحریک استحقاق کو ایڈمٹ نہیں ہونے دینا میں ان سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ وقت کبھی رکتا نہیں ہے وقت میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ انفارمیشن چاہ رہے ہیں۔ یاد دے رہے ہیں۔

سردار فاروق حیدر خان لغاری۔ جناب سپیکر دے رہا ہوں تو مجھے تو نہیں چاہیئے۔ آپ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر، نکتۂ ذاتی وضاحت۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیئے۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر بات بہت ضروری ہے کیونکہ جب میں نے واک آؤٹ کیا ایک معزز رکن نے میرے نام سے منسوب کر کے ۔۔۔۔۔۔۔۔ جناب یہ میرا حق بنتا ہے کہ میں اس کی وضاحت کر دوں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب تشریف رکھیے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر میرے فاضل رکن جناب سردار نصر اللہ خان دریشک کی اس تحریک استحقاق کے متعلق، میں سب سے پہلے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے آج سے چند روز پیشتر اس ہاؤس میں خطاب فرماتے ہوئے جن خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔ اور اس ہاؤس کے ہر رکن کے استحقاق کا تحفظ اس حکومت، آئین، قانون اور قائد ایوان کی ذمہ داری ہے اور انشاء اللہ اس کو پوری سنجیدگی اور متانت کے ساتھ پورا کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے میں سب سے پہلے اس کے قانونی پہلو پر گذارش کروں گا کہ میرے فاضل بھائی نے جن باتوں کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے کوئی بات قاعدہ ۵۵ (۱) کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ اور وہ تمام واقعات جن کا indirectly تذکرہ یہاں پر کیا گیا ان کا کوئی آئینی حق یا قواعد اور رولز کے مطابق کوئی ایسا حق نہیں بنتا جو اس تحریک استحقاق کی پیش رفت کا ذریعہ بن سکے۔ دوسری باتیں یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ قاعدہ ۵۵ (۳) کے مطابق فاضل رکن نے حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے کسی مخصوص واقعہ کا تذکرہ نہیں فرمایا بلکہ اپنی اس تحریک استحقاق میں کم از کم نو واقعات دہرائے ہیں جن کا براہ راست فاضل رکن سے کوئی تعلق نہیں اور یہ وہ واقعات ہیں جن میں فاضل رکن کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اس قانونی admissibility پر گذارش کرنے کے بعد میں یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ میرے فاضل بھائی نے یہ کہا ہے کہ ضلع کونسل راجن پور کے متعلق کمشنر صاحب کھلے طور پر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ضلع کونسل راجن پور کو توڑنے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ یہ بات نہ صرف واقعہ کے لحاظ سے غلط ہے بلکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل راجن پور کے ساتھ میرے فاضل بھائی کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ضلع کونسل راجن پور کے متعلق کسی کارروائی کے ہونے یا نہ ہونے سے میرے کسی فاضل رکن کا آئینی استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ دوسری بات جناب سپیکر یہ کہنا کہ کمشنر صاحب کھلے عام یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع

کونسل راجن پور کو توڑنے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔

سردار نصر اللہ خاں دریشک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ دکھ تو اس بات کا ہے کہ میری سزا میرے بھائی کو مل رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر کیسے ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر تو ہاؤس کے طریق کار سے متعلق امور پر ہو سکتا ہے۔ اور آپ اس پر بات کر چکے ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر! میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ تحریک استحقاق میں یہ الزام لگانا کہ کشنر یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع کونسل راجن پور کو توڑنے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ غلط ہے۔ اور یہ بات اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے مطابق کشنر کو کسی ضلع کونسل توڑنے کا اختیار ہی نہیں ہے یہ اختیار حکومت کو ہے اور حکومت کے پاس اس وقت ضلع کونسل راجن پور کو توڑنے کا کوئی معاملہ زیر غور نہیں ہے۔ اور میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں اور جناب دریشک صاحب آپ کو بھی جناب سپیکر کی وساطت سے یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ ہر ضلع کونسل میں قانون کے مطابق عوام کے مفادات اور اس کے فنڈز کے تحفظ کے لئے بالکل پوری طرح سے اس بات کا خیال رکھا جائے اور اگر کوئی ضلع کونسل اس بات پر پائی گئی کہ انہوں نے عوام کے فنڈز کے ساتھ کھیلا کیا ہے تو قانون کے مطابق انشاء اللہ کارروائی کی جائے گی۔ اور اس میں کسی قسم کی کوئی ناانصافی نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر! ایک اور بات جس کا تذکرہ میرے فاضل بھائی نے اپنی تحریک استحقاق میں کیا کہ چودھری کرامت علی ایکس ای این کو پرچہ سے نکالا جا رہا ہے اس شرط پر کہ چیئرمین ضلع کونسل کے خلاف گواہی دے۔ یہ بھی واقعات کے خلاف ہے۔

چوہدری محمد رفیق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ ابھی وزیر موصوف صاحب نے فرمایا اور انصاف کا ذکر کیا تو میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ جس انصاف کا وہ ذکر فرما رہے وہ کہاں ہے؟

MR. SPEAKER : Chaudhary Sahib, this is not a point of order. I would request you not to interrupt.

MNISTER FOR AGRICULTURE : This is a point of disorder.

MR. SPEAKER : Of course this is a point or disorder.

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر! میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ میرے فاضل بھائی نے موضوع سے ہٹ کر دوسری بات کا تذکرہ کیا کہ چوہدری کرامت علی ایکس ای این کو پرچہ سے نکالا جا رہا ہے کہ وہ میرے بھائی چیئرمین ضلع کونسل کے خلاف گواہی دیں یہ بھی واقعات کے خلاف بات ہے ایک بات میں اس کی admissibility ساتھ ساتھ کئے جا رہا ہوں کہ یہ کتنے واقعات ہیں جن میں ایک واقعہ بھی specific نہیں ہے اور اس کے ساتھ ہی ان واقعات کی بھی بات عرض کر رہا ہوں کہ ایکس ای این کا معاملہ اور محکمہ انہار میں وہاں کے موگے توڑنے اور ناجائز پانی حاصل کرنے کے متعلق کارروائی حالیہ نہیں ہے اور اس کارروائی کی انکوائری کے بعد یہ بات تحقیق پر آئی ہے کہ اس میں ایکس ای این کا کوئی قصور نہیں لہٰذا اس میں اگر کوئی آدمی گنہگار نہیں ہے اور بے گناہ آدمی اگر کسی الزام میں ملوث کر دیا گیا اور اس کی اگر انکوائری کرائی گئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے بھی پورا انصاف ملنے کا حق ہے اور اگر کوئی بھی بے گناہ شخص زیر الزام ہوگا اس کی تحقیق ہوگی۔ اگر وہ بے گناہ پایا جائے گا تو اس کو انشاء اللہ یہ حکومت ان الزامات سے بری قرار دے گی۔ اور اسے ان الزامات میں ملوث نہیں ہونے دے گی۔ یہ آئین کا تقاضا ہے۔ یہ قانون کا تقاضا ہے اور یہ واقعات کا تقاضا ہے اور انشاء اللہ قانون اور قواعد کے خلاف ورزی اور روگردانی کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی جائے گی۔

سردار نصر اللہ خاں دریشک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ گذارش یہ ہے کہ کورٹ کے stay order کے باوجود ہمارے آدمیوں کے خلاف کیس بنایا گیا اور ان کے ایکس ای این کے خلاف کل ہائی کورٹ میں سماعت ہونے کے بعد پرچہ درج کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ ہماری بات نہیں سنتے تھے۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

سردار نصر اللہ خاں دریشک۔ sorry, Sir,

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر! میں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ اگر کوئی کورٹ اور ہائی کورٹ کوئی حکم دے گی تو انشاء اللہ ان کے احکامات کی پوری تعمیل کی جائے۔ جناب سپیکر! میں آگے یہ گذارش کر رہا ہوں کہ میرے فاضل بھائی نے اپنی تحریک استحقاق میں یہ ارشاد فرمایا

ہے کہ ہمارے آدمیوں کے خلاف جھوٹے مقدمات بنائے جا رہے ہیں میں پھر مخصوص معاملہ کی بات کر رہا ہوں کہ یہ معاملہ پہلے تو عمومی ہے اسے Specify نہیں کیا گیا کہ ہمارے آدمیوں کے خلاف جھوٹے مقدمات بنائے جا رہے ہیں۔ this is not specific ۔اور اس کے ساتھ ہی جناب سپیکر! اگر ایک شخص چوری کرتا ہے یا ڈاکہ مارتا ہے اور وہ میرا کسی لحاظ سے تعلق واسطہ بھی ہے اس کے خلاف اس لحاظ سے کارروائی نہ کی جائے کہ وہ میرا دوست ہے یہ بات نہ قانون کہتا ہے نہ انصاف کہتا ہے اور نہ قواعد کہتے ہیں۔ لہٰذا کوئی شخص اگر قانون کو ہاتھ میں لے گا۔ اگر وہ زیادتی کرے گا تو قانون کے مطابق اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ اس میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی پر یہ بات ہو جائے تو اس سے میرے فاضل بھائی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آئین کسی فاضل بھائی کو یہ حق نہیں دیتا کہ جو آئین میں ایک فاضل رکن کا حق ہے یہ حق ان کے تمام لواحقین کو اور اس کے تمام ملنے والوں کو اور اس کے تمام دوستوں کو اور اس کے تمام ماحول کو بھی فراہم کیا جائے۔ the Constitution does not give this right. اس لحاظ سے میرے فاضل بھائی کی یہ بات بھی خلاف واقعہ اور نامناسب ہے۔

جناب سپیکر۔ وائیں صاحب! آپ اپنے آپ کو اس کی admissibility تک محدود رکھیں۔

وزیر صنعت۔ جناب والا، میں نے ایڈمیسیبلٹی پر بات کر دی ہے لیکن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جن باتوں پر میرے بھائی نے بات کی ہے چونکہ انہوں نے مختصر تقریر کی بجائے بہت لمبی بات کی ہے، اگر آپ ارشاد فرماتے ہیں تو میں آگے نہیں جاتا اور میں اس کی admissibility پر رہتے ہوئے، باقی باتوں کا تذکرہ نہ کرتے ہوئے، اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں اٹھائے گئے تمام نکات میں کسی جگہ پر بھی میرے فاضل رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے اور جو یقین دہانی وزیر اعلیٰ فرمائی تھی، انشاء اللہ اس پر پوری طرح سے عمل کیا جائے گا۔ لیکن جناب سپیکر میں یہ بات مزید گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پنجاب کے سب سے بڑے محترم ایوان، منتخب ایوان میں اس وقت یہاں تشریف فرما ہیں اور یہاں پر ہم نے ان باتوں کا جائزہ لینا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ بات حقائق کے مطابق ہے یا نہیں ہے۔ یہ بات جناب سپیکر استحقاق کے دائرہ کار میں تو نہیں آ رہی ہے لیکن اگر کوئی شکایت مجھے ہوتی ہے جس کا تذکرہ میں نے اس تحریک استحقاق میں کیا ہے تو اس کا تو تقاضا یہ ہے کہ ہم تمام ایک ٹیم کے رکن ہیں میرے

فاضل بھائی اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس تشریف لے جاتے، ان سے وقت لے کر ان کو یہ تفصیلات بتاتے کہ مقامی انتظامیہ کی طرف سے ان کو یہ شکایات ہیں، اور اس کا یہی ایک سب سے احسن ذریعہ ہے کہ اگر ہم ان کو حل کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو یہ یقین دلاتا چاہتا ہوں کہ قائد ایوان انشاء اللہ آپ کی ان جائز شکایات کو سنجیدگی سے سنیں گے اور کو حل کرنے کی کوشش بھی کی جائے گی لیکن جناب سپیکر کیا یہ بات قرین انصاف بھی ہے کہ کوئی بات، کوئی شکایت اگر مجھے ہو تو میں اپنے متعلقہ احباب کے پاس جانے کی بجائے اس بات کو اپنا استحقاق بنا کر کھڑے ہو جاؤں جن کا نہ کوئی استحقاق بنتا ہے اور نہ جس کا اس معاملہ میں کوئی دخل ہے۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ میرے فاضل بھائی پرانے پارلیمینٹیرین ہیں، آپ کا اپنا ایک مقام ہے بجائے اس کے کہ ان معاملات کو الجھائیں، ہم ان کو سلجھائیں اور سلجھانے کا احسن اور باوقار جو ذریعہ ہے اس کو استعمال کریں میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ احسن استعمال کیا ہوا ذریعہ خوشگوار نتائج برآمد کرے گا اور اس میں مثبت نتائج ضرور نکلیں گے۔ لہٰذا اپنی بات ختم کرتے ہوئے، میں پھر اس کو دہراتا ہوں کہ یہ جو تحریک استحقاق ہے اس ضمن میں میرا ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی کی ایک بات جو کہ اس میں زرعی اصلاحات سے متعلق ہے، اس میں انہوں نے اپنے آپ کو ملوث کرنے کی کوشش کی ہے جو شاید اس میں زیر بحث آنے کے امکانات پیدا کر سکے لیکن میں اس سلسلہ میں یہ جواب دینا چاہتا ہوں کہ زرعی اصلاحات سے متعلق جو چھان بین ہوئی ہے، اس میں جناب دریشک صاحب کی ذات بالکل صاف ہے لہٰذا اس میں، میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ کہ زرعی اصلاحات جہاں تک آپ کی اپنی ذات کا مسئلہ ہے اس میں حکومت نے چھان بین کی ہے۔ اس میں ان کا کوئی معاملہ نہیں ہے البتہ اس میں کوئی دوسرے صاحب جن کے تقریباً ۱۲۰۰ ایونٹ بقایا تھے زائد تھے اس کے متعلق کارروائی ہو رہی ہے اور وہ آپ کے استحقاق میں نہیں آتی اور اس کے متعلق آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں بھی انشاء اللہ برگز ناانصافی نہیں ہوگی۔ میں جناب سپیکر، آپ کا شکر گزار ہوں اور میں صرف admissibility پر گذارش کر رہا ہوں کہ یہ تحریک اس دائرہ کار میں نہیں آتی ہے لہٰذا اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے شکریہ۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک استحقاق جو کہ سردار مظہر اللہ خان دریشک صاحب نے پیش کی ہے بنیادی طور پر ان کی پہلی تحریک استحقاق جو کہ اس ایوان میں آئی تھی۔ اس کے context میں

ہے اور اس تحریک استحقاق پر جناب چیف منسٹر نے جو یہاں اس ایوان میں یقین دہانی کرائی تھی کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے تو اس سلسلہ میں انہوں نے یہ نشاندہی کی ہے کہ اس یقین دہانی پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ تو اس موجودہ تحریک استحقاق کا تعلق Assurance سے ہے۔ کہ جناب وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی پر عمل نہیں ہو رہا ہے اس میں جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے اس تحریک استحقاق کو فنی لحاظ سے درست قرار نہیں دیا ہے اور اس میں انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ یہ ایک مخصوص واقعہ کی نشاندہی نہیں کرتی ہے بلکہ اس میں کئی معاملات اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔ میں جناب وائیں صاحب کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ یہ Single specific matter نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ single specific matter ہے ایک ہی issue کے بارے میں ہے Assurance کے بارے میں ہے اس میں کافی چیزیں آگئی ہیں۔ لیکن یہ Assurance کے بارے میں ہے لیکن اس میں میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جہاں تک کسی منسٹر، کسی پارلیمانی سیکرٹری یا چیف منسٹر کی اس ایوان میں دی گئی انشورنس کا تعلق ہے۔ ان کی قانونی پوزیشن یہ ہے کہ ہمارے قواعد وضوابط کے مطابق اس ایوان میں ایک انشورنس کمیٹی بنی ہوئی ہے اس سلسلے میں قواعد میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ

Rules of Procedures Page 54

(E). Committee on Government Assurances :

(3) Any member who feels that an assurance or a promise given to him or an undertaking made by a Ministe or a Parliamentary Secretary has not been implemented within a reasonable time, he may in writing propose that the matter may be referred to the Committee by the Speaker. If the Speaker is satisfied that a reasonable time has elapsed and that the matter should be gone into by the Committee on Assurances, he may refer the matter to the Committee.

اس کے علاوہ انڈین پارلیمنٹری پریکٹس میں یہ دیا گیا ہے کہ

Indian Parliamentary Practice :

Non-implementation of an Assurance given by a

Minister on the floor of the House is neither a breach of Previleges nor a contempt of the House. For the Proeess of the implementation of a policy matter is conditional on a number of factors contributing to such policies. In the Import Licences case the Speaker ruled that the House has various remedies available to it to call the Government to account and secure compliance of an assurance or delay in its fulifilment will not constitute a breach of privilage.

پس جناب چیف منسٹر کی ایوان میں جو Statement ہے۔ اور اس کی اگر compliance نہیں ہوئی تو یہ کسی فاضل رکن breach of Privilages نہیں ہوتا ہے اس لئے میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر، میں یہ بات ریکارڈ پر لے آنا چاہتا ہوں کہ جب میں نے احتجاجاً اس ایوان سے واک آؤٹ کیا۔ اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن نے میرے بعد ایک آواز لگائی۔ میں اس کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ میں نے واک آؤٹ آپ کے فیصلے کے خلاف ہرگز نہیں کیا تھا بلکہ واک آؤٹ سے پہلے میں نے اس بات کی وضاحت کر دی تھی کہ آپ کا فیصلہ ہمیں تسلیم ہے اور میرا احتجاج اس معزز ایوان کے رویے کے خلاف تھا جنہوں نے یہ کہا کہ ایک ہارے ہوئے آدمی کو معزز تسلیم کیا گیا اور جیتے ہوئے آدمی کو غیر معزز تسلیم کیا گیا جناب سپیکر میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ کہ گو مجھے انصاف نہیں ملا ہے، میں قانون کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تاکہ یہ تاریخ کا حصہ بنے کہ مجھے انصاف۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ یہ بات غیر متعلقہ ہے۔ جو ساری کی ساری بات میاں رفیق صاحب نے کی ہے یہ تمام غیر متعلقہ ہے۔ اس کا کوئی جواز نہیں تھا اور یہ کسی بھی نکتہ پر بات نہیں تھی۔ جناب غلام احمد صاحب اپنی تحریک پیش کریں گے۔

سوال نمبر ۱۴۳۳ کے غلط جواب کی فراہمی

جناب غلام احمد خان۔ جناب والا آپ کی اجازت سے حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی

دخل اندازی کا متقاضی ہے، معاملہ یہ ہے کہ میرے سوال نمبر ۱۴۳۳ کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ متعلقہ علاقہ کے لوگوں کی شکایت پر تبادلہ کیا گیا ہے۔ یہ حقائق کے منافی ہے، لوگوں کی شکایت کی بجائے دو ارکان اسمبلی کی شکایت پر تبادلہ کیا گیا ہے جس کا ثبوت میرے پاس موجود ہے اگر اجازت ہو تو میں ایک رپورٹ جس میں یہ سارے واقعات درج ہیں۔

From one officer to the other officer. I should be allowed to read it.

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا اس وقت وزیر صحت ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لئے میں معزز رکن سے گذارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو اگلے دن پر ملتوی کر دیا جائے

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب آپ کی تحریک استحقاق کا کوئی سر پیر بنتا نہیں آپ خود ہی اسے ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تحریک استحقاق کس کے خلاف ہے

جناب غلام احمد خان۔ جناب والا جس نے جواب دیا ہے یہ اس کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر۔ کس نے جواب دیا ہے؟

جناب غلام احمد خان۔ وزیر صحت نے۔

جناب سپیکر۔ اور آپ نے اپنی تحریک استحقاق میں کہاں لکھا ہے کہ وزیر صحت نے جواب دیا ہے۔؟

جناب غلام احمد خان۔ جی ہاں تحریک استحقاق میں تو نہیں لکھا ہوا یہ لیکن ہیں میں ترمیم بھی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری صاحب کیا آپ زبانی تحریک استحقاق ملاحظہ فرمائیں گے اس میں یہ بات کہیں لکھی ہوئی ہے؟

جناب غلام احمد خان۔ جناب سپیکر جہاں تک اس تحریک استحقاق پر فنی اعتراض کا تعلق ہے۔ میں آپ سے متفق ہوں۔ لیکن اگر آپ مجھے اس پہ بات کرنے کی اجازت دیں تو میں عرض کروں گا کہ میرے پاس جو کاغذات ہیں یہ تو کسی نے خود نہیں بنائے بلکہ یہ تو دو افسروں کی رپورٹ ہے اس کو دیکھنے سے آپ کو حقائق کا پتہ چل جائے گا۔

جناب سپیکر۔ اس میں صورت یہ ہوتی ہے کہ جب آپ تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں تو

Prima facie سپیکر کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ آیا یہ تحریک پیش کرنے کے قابل ہے یا نہیں جب یہ تحریک استحقاق میرے سامنے آئی تو میں نے یہ دیکھا کہ رولز کے مطابق یہ پیش کرنے کے قابل نہیں تھی۔ میں نے محض آپ کے احترام میں ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی۔ لیکن اب چونکہ آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کر چکے ہیں لہٰذا میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ۲۵

شیڈولڈ بنکوں کا کسان دشمن رویہ

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اعلیٰ وارفع زرعی مقاصد کے حصول اور بے وسیلہ کاشت کاروں کی مالی معاونت کے لئے بلاسود قرضوں کی پالیسی بڑی خوش کن اور انقلاب آفرین نتائج کی حامل ہو سکتی ہے۔ مگر حکومت کی واضح ہدایات کے برعکس صوبہ کے تمام شیڈول بنکس چھوٹے کاشت کاروں کو شخصی ضمانت پر بلاسود قرضہ جاری کرنے میں لیت ولعل سے کام لے رہے ہیں اس طرح چھوٹے کاشتکار جن کے پاس فصل کاشت کرتے وقت ذاتی ذرائع نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں، پریشانی کا شکار ہیں جس کے نتیجہ میں فصل ربیع کی کاشت کی مہم شدید متاثر ہو رہی ہے جو بالآخر قومی پیداوار پر اثر انداز ہوگی۔ شیڈولڈ بنکوں کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ چھوٹے زمینداروں کو قرضے دینے کی بجائے بڑے بڑے زمینداروں اور بااثر کاروباری لوگوں کو جعلی و فرضی کاشتکاروں کے ناموں پر زرعی قرضہ جاری کر کے حکومت کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں اور چھوٹے کاشتکار ہفتوں بنکوں کے دروازوں پر دھکے کھا کر ناکام و نامراد گھروں کو واپس لوٹ جاتے ہیں اور اس طرح پنجاب کا کاشتکار عملی طور پر حکومت کی اس اعلان کردہ سہولت سے محروم ہو رہا ہے اور یہ بات تحقیقات سے ثابت بھی کی جا سکتی ہے کہ شیڈولڈ بنکوں کے اس کسان دشمن رویہ کی وجہ سے

کاشتکاروں میں زبردست تشویش اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا میری یہ درخواست ہے کہ اس زبردست اہمیت عامہ رکھنے والے مخصوص عامہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ وزیر زراعت اس مسئلے پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا اور اس کی technicalities پر بعد میں عرض کروں گا۔ جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے کہ شیڈولڈ بنکس چھوٹے کاشتکاروں کو قرضہ مہیا کرتے ہیں جس کی حد اب ۱۲ ہزار روپے تک ہے۔ اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ ایک تو یہ تحریک التوائے کار عمومی واقعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش کی گئی ہے۔ اس میں معین اور مخصوص واقعہ کی طرف کوئی نشاندہی نہیں کی گئی اور نہ ہی یہ تحریک کسی جاریہ واقع کے دائرہ کار میں آتی ہے۔ شیڈولڈ بنکس چونکہ مرکزی حکومت کے ماتحت ہیں لیکن چھوٹے کاشتکاروں کو قرضے پنجاب کی حکومت مہیا کرتی ہے اور یہ قرضے ہدایات کے تحت جاری کئے جاتے ہیں۔ اس بارے میں، میں یہ عرض کروں کہ نہ صرف یہ کہ وفاقی سطح پر ایک کمیٹی اس بارے میں مقرر ہے جو اس بات کا جائزہ لیتی ہے کہ چھوٹے کاشتکاروں کو جو زرعی قرضہ جات مہیا کئے جاتے ہیں انہیں حاصل کرنے میں کاشتکاروں کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کروں گا کہ صوبائی سطح پر وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق، وزیر زراعت کے ماتحت بھی ایک کمیٹی مقرر ہے جس کے دائرہ کار میں یہ ہے کہ چھوٹے کاشتکاروں کے لئے قرضہ جات کی تفصیل بنکوں سے حاصل کر کے، بنکنگ کونسل کے چیئرمین اور ان کے نمائندوں کے ساتھ مختلف اجلاس کر کے ان کی مشکلات کا جائزہ لیا جائے۔ اب ہم نے ایسی ہدایات مرتب کی ہیں جس کے تحت آئندہ اس بارے میں مشکلات پیش ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہے۔ اور کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ قرضہ جات اصل میں چھوٹے کاشتکاروں کو ہی ملیں اس سے قبل بنک جو چھوٹے کاشتکاروں کو قرضہ دیتے تھے اس کی تفصیل اور کوائف مہیا نہیں کرتے تھے لیکن اب بنکنگ کونسل کے نمائندوں سے جو میٹنگز ہوئی ہیں اس کے تحت وہ ہمیں مسلسل کئی مہینوں سے کوائف مہیا کر رہے ہیں جو چھوٹے کاشتکاروں کو قرضے دیتے ہیں۔ بلکہ وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت بھی ہر ضلع میں ایک نئی کمیٹی بنا دی گئی ہے جس کے تحت ہر ضلع کے سینیٹرز اور اراکین قومی و صوبائی اسمبلی

اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ ڈپٹی کمشنر اس کے سیکرٹری ہیں۔ علاوہ ازیں بنکوں کے تمام نمائندوں اور ان کے منیجروں کو چاہیئے کہ وہ کمیٹی کی ہر ماہانہ میٹنگ میں شامل ہوں اور تمام کوائف اس کے سامنے رکھیں۔ اس کمیٹی کا کام ہے کہ اگر کسی رکن قومی و صوبائی اسمبلی کو، کسی سینیٹر کو، بنکوں کے مہیا کردہ کوائف کی روشنی میں یہ محسوس ہو کہ کسی چھوٹے کاشتکار کو قرضے مہیا نہیں کیے گئے تو اس پر ایکشن ہو سکتا ہے اور ہمیں جو شکایت بھی موصول ہوتی ہے ہم اسے بنکنگ کونسل اور بنکوں کے نمائندوں کو بھجوا دیتے ہیں۔ جس کا وہ خاطر خواہ نوٹس لیتے ہیں اور اس کا ہمیں جواب دیتے ہیں میں آپ کو یہ چیزیں تو واقعاتی طور پر بتا رہا ہوں کہ اب ہم نے اس بارے میں ہدایات جاری کر دی ہیں اور اس قسم کا انتظام کر دیا ہے کہ جس وقت بھی کوئی ایم پی اے، ایم این اے یا کوئی سینیٹر صاحب چاہیں اس وقت اس میٹنگ میں ان مہیا کردہ کوائف کی روشنی میں ایکشن لیا جا سکتا ہے اور اس بات کو ensure کیا جا سکتا ہے کہ یہ قرضے صحیح طور پر چھوٹے کاشتکاروں کو ہی مل رہے ہیں اس لئے یہ ایک عمومی بات کی گئی ہے۔ قاعدہ ۶۵ کے تحت کسی مخصوص واقع کی جو شرط ہے قاعدہ ۶۵ میں درج ہے کہ

Rule 65. A motion for an adjournment of the business of the Assembly for the purpose of discussing a definits matter of recent and urgent public importance may be made with the consent of Speaker.

میں سمجھتا ہوں کہ بے شک یہ اہمیت عامہ کا معاملہ ہے میں اس کی تردید نہیں کرتا لیکن نہ تو یہ ایک مخصوص معاملہ ہے اور نہ یہ حالیہ واقع ہے۔ ویسے میں نے جو بات عرض کی ہے اس کے لئے کہ اب اتنے انتظامات کر دیئے گئے ہیں کہ یہ اب ہمارے نمائندوں کے اپنے بس میں ہے کہ وہ ہر میٹنگ میں شامل ہوں اور ڈپٹی کمشنر، بینکوں کے نمائندے جو ان کے اپنے ضلع میں ہیں جو قرضہ جات جاری کرتے ہیں وہ اپنی نگرانی میں قرضہ جات جاری کروائیں اور اگلا کمیٹی اس کی صحیح پیروی نہیں کر رہے تو اس کی شکایت صوبائی سطح پر اور فیڈرل گورنمنٹ کے پاس کریں بلکہ یہ بات ان کے اپنے دائرہ اختیار میں بھی ہے کہ ضلعی سطح پر جو میٹنگ ہوتی ہے اس میں وہ اس کا جواب طلب کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کا کوئی جواز نہیں ہے ویسے میں فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اس کی روشنی میں اگر وہ کوئی ایک مثال مجھے دے سکیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ فوری طور پر اس پر ایکشن ہوگا۔ ہم

بنکنگ کونسل اور متعلقہ نمائندوں کو اس پر ایکشن کے لئے کہیں گے تاکہ ان کو کوئی شکایت باقی نہ رہے لیکن چونکہ تحریک میں کسی مخصوص واقعہ کا ذکر نہیں کیا گیا ایک عمومی بات کی گئی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ تحریک التوائے کار کے زمرے میں نہیں آتا اس لئے کہ اس میں حالیہ واقع اور مخصوص معاملہ والی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے فاضل رکن اب اس کو پریس نہیں کریں گے اس کے لئے یہ ٹیکنیکلی admissible نہیں ہے شکریہ۔

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ۔ جناب سپیکر اس ضمن میں میری گذارش یہ ہے کہ معزز ممبر نے جو تحریک پیش کی ہے اس کے متعلق اس حکومت میں یہ ایک مثال قائم ہوئی ہے ....

جناب سپیکر۔ اس پر کوئی بحث تو نہیں ہو رہی۔ اس پر جناب وزیر زراعت بات کر چکے ہیں

مہر ظفر اللہ خاں بھروانہ۔ جناب ایک دو نکات رہتے ہیں میں ان کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ ضلع جھنگ میں اتنی سہولیات دی گئی ہیں کہ اس سال ضلع جھنگ گندم کی پیداوار میں صوبہ بھر میں اول آیا ہے۔ میرے خیال میں کسی بھی آدمی کو کوئی شکایت نہیں ہے کہ اس کو قرضہ نہیں مل رہا۔ صرف اتنا فرق ہے کہ معزز ممبر کے حلقہ میں کچھ علاقہ ایسا ہے جو ضلع ٹوبہ کے بینکوں سے منسلک ہے۔ چمرالوالی میں ایک حبیب بنک ہے اس کا دائرہ کار معزز ممبر کے حلقہ تک جاتا ہے۔ ٹوبہ کے مینیجر کو بھی میں نے ہدایت کی ہے کہ وہاں بھی کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے ہر آدمی کو قرضہ ملے۔

جناب سپیکر۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب، جناب وزیر زراعت کے اس بیان کے بعد اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا! وزیر زراعت نے یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں فاضل اراکین قومی اسمبلی، سینیٹر اور صوبائی اسمبلی کو شامل کیا گیا ہے یا تو ہمارے ضلع میں ایسی کوئی کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی۔ یا اس کمیٹی کا ہمیں ممبر نامزد نہیں کیا گیا یا اگر ایسا کیا گیا ہے تو کم از کم آج تک اس کمیٹی کا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ نہ ہی یہ بات ہمارے علم میں ہے کہ حکومت کی طرف سے ایسی کوئی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ جناب والا! اس ایوان کے تمام ارکان وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ یہ حکم انہوں نے کب جاری کیا ہے اور ان کمیٹیوں کی کتنی میٹنگز ہو چکی ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انہوں نے یقین دلایا ہے تو

جناب والا میں ان کے یقین پر اس لئے اعتماد کرتا ہوں کہ پچھلی دفعہ بجٹ سیشن میں میں نے ان کو یہاں چیلنج کیا تھا کہ میرے ضلع میں کپاس کا بیج بلیک میں فروخت ہو رہا ہے۔ کھاد میں ملاوٹ ہو رہی ہے لیکن انہوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا اس کے بعد وہاں پر چھاپے پڑے اور ان لوگوں کو پکڑا گیا جو کپاس کا بیج بلیک میں فروخت کر رہے تھے یہ بات بھی غالباً وزیر زراعت کے علم میں ہوگی۔ بہرحال ان کی یقین دہانی اس لحاظ سے تو کوئی اہمیت نہیں رکھتی لیکن پھر بھی ان کے وعدوں پر زندہ رہنے کی عادت ہے۔ اس لئے میں ان کی اس یقین دہانی کو بھی قابل قبول سمجھتا ہوں لیکن اس میں سب سے بڑی شکایت اور جو مخصوص معاملہ ہے جسے میں زیر بحث لانا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ بڑے بڑے زمیندار چھوٹے کاشتکاروں کے نام پر بینکوں سے قرضہ حاصل کرتے ہیں اور اس کے بعد وہ اس قرض کو اپنی ضرورت کے تحت استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ قرض ان کاشتکار بیچاروں کے سر پر سوار رہتا ہے جن کے نام پر قرضہ حاصل کیا جاتا ہے جناب والا! لوگوں کو کم از کم اس بات کی یقین دہانی ہونی چاہیئے اور بینکوں کو یہ یقین ہونا چاہیئے کہ جس شخص کو وہ قرض دے رہے ہیں وہی اس کو استعمال کرے گا۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا نکتہ وضاحت۔ جناب والا بینکوں کے قرضہ جات صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں اس کا مرکز سے تعلق ہے۔ کوآپریٹو بنک کے قرضے بھی وفاق کے تابع ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار نہ اس صوبائی اسمبلی کے قرضے بھی وفاق کے تابع ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار نہ اس صوبائی اسمبلی میں پیش ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس پر بحث ہو سکتی ہے ہمیں اس بات کا بھی اختیار نہیں ہے کہ ہم اس کی تحقیقات کر سکیں۔ یہ معاملہ مرکز سے متعلق ہے۔ بینک مرکز کے تابع ہیں اس لئے ہمیں یہ اختیار نہیں ہے کہ ہم اس تحریک پر بحث کریں۔

وزیر زراعت۔ جناب والا! میں اس چیز کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات غلط ہے۔ یہ پنجاب کا اپنا معاملہ ہے یہ قرضہ جات پنجاب مہیا کرتا ہے۔ یہ جو پیسے وفاقی حکومت سے آتے ہیں یہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں اور حکومت پنجاب چھوٹے کاشتکاروں کو یہ قرضہ مہیا کرتی ہے اور اس پر جو interest بنتا ہے وہ پنجاب گورنمنٹ اپنے کریڈٹ سے فیڈرل گورنمنٹ کو ادا کرتی ہے۔ میں اس سے قطعاً فرار نہیں چاہتا کہ یہ صوبائی مسئلہ نہیں

ہے۔ یہ صوبائی مسئلہ ہے۔ یہ صوبائی قرضہ ہے اور صوبائی گورنمنٹ اپنے چھوٹے کاشتکاروں کو فیڈرل گورنمنٹ کے تحت چلنے والے شیڈول بنکوں کے توسط سے یہ قرضے مہیا کرتی ہے۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ فاضل رکن نے کتنے کمال شفقت سے یہ تسلیم کیا ہے کہ پچھلی دفعہ انہوں نے جو بیج کے متعلق شکایت کی اس پر فوری طور پر ایکشن نہ ہوا بلکہ چھاپے پڑے اور وہاں اگر کوئی غلط کاری تھی تو اس کو چیک کیا گیا۔ اور اب بھی میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس بارے میں کوئی ایک مثال دے سکیں تو اس پر فوری طور پر ایکشن ہوگا۔ اور اب جو ہر ضلع میں کمیٹیاں بنی ہیں جن میں سینیٹر، ایم این اے، ایم پی اے شامل ہیں وہ خود بھی اس کے ممبر ہیں اگر وہ چاہیں تو اس بارے میں مجھ سے نوٹیفکیشن لے سکتے ہیں۔ اگر ان کے علاقہ میں کوئی ایسی میٹنگز نہیں ہوئی ہیں تو اس بارے میں ہدایات جاری کر دی جائیں گی۔ چند دن پہلے میں نے خود بھی بینکنگ کونسل کے چیئرمین سے میٹنگ کی ہے اور ان کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ تمام بینک چھوٹے کاشتکاروں کے قرضہ جات کے مکمل کوائف مہیا کریں گے اور میں جب خود ہر ضلع میں جاؤں گا تو وہاں اپنی موجودگی میں بھی ڈپٹی کمشنر اور نمائندوں پر مشتمل ایک میٹنگ کیا کروں گا۔ یہ واقعی اہمیت عامہ کی بات ہے کہ جن قرضہ جات کو پنجاب گورنمنٹ بڑی مشکل سے وفاقی حکومت سے حاصل کرتی ہے اور پھر اس پر پنجاب گورنمنٹ خود interest ادا کرتی ہے ان کو ہم چاہتے ہیں کہ یہ صحیح طور پر چھوٹے کاشتکاروں میں ہی تقسیم ہوں اس کو ہم انشاءاللہ اپنے فاضل ارکان کے توسط سے ensure کریں گے میں سب کو عرض کروں گا۔ کہ اپنے اپنے ضلع میں اس بات کا نوٹس لیں اور اس کو ensure کریں کہ چھوٹے کاشتکاروں کو یہ قرضہ جات مل سکیں۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف ذرا اس بات کی وضاحت فرما دیں کہ شیڈول بینک کتنے کتنے کیس sanction کرنے کے مجاز ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ وقفہ سوالات نہیں ہے۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا! قرضہ جات کے متعلق بات ہو رہی تھی کہ زمینداروں کو زراعت پر قرضے دیئے جا رہے ہیں اس کے متعلق میں وضاحت چاہوں گا کہ ایک بینک زمینداروں کو فصل ربیع کے لئے کتنا قرضہ sanction کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ وضاحت میں آپ کو کروا دوں گا۔ آپ علیحدہ ان سے وضاحت کیجئے گا۔
جناب جنجوعہ صاحب اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف سے صرف اتنا دریافت کیا تھا کہ وہ کمیٹی جس کا وہ بار بار ذکر کر رہے تھے وہ کب تشکیل دی گئی تھی اس کی آج تک کہیں میٹنگ نہیں ہوئی۔ اور سارے ارکان جو اس ایوان میں موجود ہیں یہ پوچھنے کے متمنی ہیں جناب وزیر موصوف سے کہ وہ کمیٹی کب تشکیل دی گئی ہے۔ کب انہوں نے حکم دیا اور اس کی کتنی میٹنگز ہوئی ہیں اور کہاں ہوئی ہیں۔ اس کا تو ہمیں وجود ہی کہیں نظر نہیں آتا۔ صرف مجھے اتنی یقین دہانی کرا دیں اور یہ بتا دیں تو جناب والا آپ کے حکم کے مطابق اور ان کے احترام میں میں پریس نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر۔ جناب ملک صاحب تشریف رکھیئے۔ وزیر زراعت بات کر رہے ہیں۔

وزیر زراعت۔ میں عرض کر رہا تھا کہ فاضل رکن متوجہ نہیں تھے۔ یہ ان میٹنگز کا نوٹیفکیشن لے لیں اگر کسی ضلع میں میٹنگز نہیں ہو سکی تو میں پتہ کروں گا کہ آپ کے ضلع میں کیوں نہیں میٹنگ ہو سکی۔ اور ہر ایم این اے، ایم پی اے اور سینیٹر اس کے ممبر ہیں آپ چاہیں تو مجھ سے نوٹیفکیشن لے سکتے ہیں۔ اب انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ باقاعدگی سے میٹنگ ہوا کرے اور آپ بھی ensure کرائیں اور اس میٹنگ میں شامل ہوں تاکہ آپ کی تسلی کرائی جا سکے کہ چھوٹے کاشتکار حکومت کی ان مراعات سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ سب لوگ برابر ہیں۔ ڈپٹی کمشنر اس کے سیکرٹری ہیں، ہر جگہ پہ یہ ensure کیا جائے گا کہ یہ ترغیبات صحیح آدمیوں تک پہنچ رہے ہوں اس پر اگر آپ کوئی شکایت کرتے ہیں یا کسی ایسی چیز کا حوالہ دیتے ہیں تو اس پر باقاعدہ ایکشن لیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ آپ پریس نہیں کرتے ہیں It will be taken as withdrawn جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کا نمبر ۲۶ ہے۔

جھنگ میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں حکومت کی بے حسی

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کروں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو معطل

کیا جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع جھنگ پنجاب کا واحد ضلع ہے جسے دو دریا چناب اور جہلم کئی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ دونوں دریاؤں میں حالیہ سیلاب نے ضلع کے وسیع رقبہ کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ ہزاروں ایکڑ رقبہ پر کپاس کی فصل پانی میں ڈوب کر ناپید ہو گئی ہے۔ چارہ کی فصلیں اور بھوسہ کے ذخائر پانی میں بہہ گئے ہیں۔ ہزاروں مکانات لہروں کی زد میں آئے ہیں۔ قیمتی مویشی لاپتہ اور متعدد انسانی جانیں سیلاب کی نذر ہو گئی ہیں مگر صوبائی حکومت ضلع جھنگ میں کروڑوں روپے کے نقصان پر خاموش ہے حکومت کی طرف سے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں نہ تو مالیہ کی معافی کا اعلان ہوا ہے اور نہ ہی واجبات کی وصولی کو معطل کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی کاشتکاروں کے لئے کسی قسم کی مراعات یا خصوصی تقاوی قرضہ جات کے اجراء کا اعلان ہوا ہے اب جبکہ ربیع کی کاشت شروع ہو رہی ہے۔ سیلاب سے متاثر ہونے والے تہی دست کاشتکار مالی پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے جھنگ کی ایک تہائی آبادی میں حکومت کی بے حسی اور عدم توجہی کے خلاف زبردست اشتعال پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ سیلاب سے متاثر ہونے والی ضلع جھنگ کی چھ سات لاکھ نفوس پر مشتمل آبادی کے مسائل اور مشکلات پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب سردار محمد عارف صاحب۔

وزیر مال۔ جناب والا! یہ درست ہے کہ امسال موسم برسات کے دوران دریائے جہلم اور چناب میں طغیانی رہی۔ جس کے نتیجہ میں ضلع جھنگ کے ۳۲۴ مواضعات متاثر ہوئے۔ اس سلسلے میں ریلیف کمشنر اور دیگر اعلیٰ سرکاری حکام کا ضلعی اور ڈویژنل سطح کی انتظامیہ کے ساتھ مسلسل رابطہ رہا تاکہ سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو امداد بہم پہنچائی جائے۔ ضلعی انتظامیہ کے مطابق کسی متاثرہ دیہات میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کسی مویشی کے ضائع ہونے کی اطلاع ملی ہے جبکہ بیمار ہونے والے ڈھور ڈنگر کو طبی امداد فراہم کی گئی۔ اس کے علاوہ ۳۱۴۵ کچے مکانات سیلاب سے متاثر ہوئے جبکہ ۳۳۶ کچے مکانات منہدم ہو گئے۔ فصلات کو پہنچنے والے نقصان کا تخمینہ لگایا جا رہا ہے جس کے بعد سرکاری واجبات مثلاً مالیہ عشر اور آبیانہ وغیرہ کی معافی حسب قانون عمل میں لائی جائے گی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ متاثرہ دیہات دریائی علاقہ میں واقع ہیں۔ ایسے علاقہ جات میں مکینوں کو سیلاب جیسی آفات کا بخوبی علم اور تجربہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ

سے وہ لوگ جھونپڑوں جیسے کچے مکانات بناتے ہیں جو سیلاب کے معمولی پانی سے بھی بہہ جاتے ہیں۔ سیلاب کے دوران ضلع جھنگ میں کسی پشتہ یا بند کو نقصان نہیں ہوا ہے اور نہ ہی انتظامیہ کی طرف سے دباؤ ڈال کر آبادی کا انخلاء کیا گیا ہے۔ متاثرہ علاقوں میں زرعی بنک یا دیگر کمرشل بنک چھوٹے زمینداروں، کاشتکاروں کو ضرورت کے مطابق زرعی قرضہ جات مہیا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری طرف سے گورنمنٹ کو استدعا کی گئی ہے کہ ۳۳ لاکھ روپے ریلیف کے لئے ان مواضعات کو دیا جائے پھر سے پاس فاضل رکن نے یہ شکایت کی تھی کہ وہاں پر کچھ اموات واقع ہوئی جس کے متعلق میں نے ڈی سی جھنگ کو لکھا کہ وہ اس کی تحقیقات کر کے مجھے رپورٹ دیں۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں مجھے لکھا ہے کہ وہاں پر کوئی موت واقع نہیں ہوئی بلکہ ایک بچہ جوہڑ میں ڈوب کر مر گیا تھا۔ جس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اجلاس کے فوراً بعد میں خود جھنگ جاؤں گا اگر ان کی شکایت درست ثابت ہوئی کہ وہاں پہ جانی نقصان ہوا ہے اور ڈی سی نے لکھا ہے کہ جانی نقصان نہیں ہوا تو میں اس کے خلاف سخت ایکشن لوں گا۔ اس کے علاوہ انشاء اللہ تعالیٰ قرضہ جات کی معافی یعنی آبیانہ کی معافی کا وہاں اعلان کریں گے اور روپیہ لوگوں میں تقسیم کریں گے شکریہ!

جناب سپیکر۔ جناب جنجوعہ صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ وزیر مال نے جو بیان یہاں پڑھ کے سنایا ہے اس میں صرف ایک بات سے مجھے اختلاف ہے کہ میں نے ان سے یہ عرض کیا تھا کہ ضلع جھنگ میں بہت سی اموات واقع ہوئی ہیں۔ انہوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے رابطہ قائم کیا۔ وہ اب بھی اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ ضلع جھنگ میں اموات ہوئی ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ صرف اس بات کی انکوائری کرانے کے لئے کمیٹی بنا دیں۔ میں یہ ثابت کر دوں گا کہ جھنگ میں کم از کم چھ آدمی سیلاب میں ڈوب کر مرے ہیں۔ اس کے علاوہ اس وقت انتظامیہ کیا کر رہی تھی جب وہ وزیر اعظم کے مجوزہ ۱۴ اگست کے جلسہ کے لئے بسیں پکڑ رہی تھی۔ جناب والا اس وقت انتظامیہ بسیں پکڑنے میں مصروف تھی۔ اس کو سیلاب میں گھرے ہوئے لوگوں کے دکھوں سے کسی قسم کی ہمدردی نہیں تھی۔ ان کے سر پر یہ مسئلہ تھا کہ انہوں نے ۱۴ اگست کو ہونے والا جلسہ، جو منسوخ بھی ہوا کامیاب کرنا تھا اور اس کے لئے وہ بسیں پکڑ رہی تھی۔ ان کے نوٹس میں بار بار لایا گیا کہ ہمارے لوگ

پانی میں گرے ہوئے ہیں اور ڈوب رہے ہیں لیکن وہ کہتے تھے کہ ہم اپنی نوکریاں بچائیں بسیں پکڑ کر آدمیوں کو لاہور لے جائیں یا سیلاب میں گھرے ہوئے لوگوں کو بچائیں۔ جناب والا مسئلہ صرف یہ ہے کہ وہاں جو لوگ مرے ہیں ان کی تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائیں اور میں ثابت کروں گا اور اگر میں ثابت نہ کر سکا تو جناب والا جو سزا تجویز کریں میں بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔

وزیر مال۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ میں اجلاس کے فوراً بعد جھنگ جاؤں گا۔ اور ان کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہاں پر یہ ثابت کر دیں تو ڈی سی نے جو کچھ لکھ کر بھیجا ہے کہ وہاں پہ کوئی اموات واقع نہیں ہوئی ہم ان کے خلاف سخت سے سخت ایکشن لیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ۲۱ لاکھ روپے کی امداد کے لئے انہوں نے حکومت کو تجویز کیا ہے جہاں لاکھوں روپے کے نقصانات ہوئے ہیں وہاں ۲۱ لاکھ روپے کی امداد کا تجویز کرنا۔۔۔۔۔ یا تو وہ اعلان فرما دیں کہ ہم ۲۱ لاکھ روپے کی امداد بھی دیں گے۔ اور لوگوں کے ذمہ جو مالیہ وغیرہ ہیں وہ بھی ہم معاف کریں گے اور وہاں پر جو سرکاری واجبات ہیں ان کی وصولی کو بھی معطل کریں گے کم از کم اس علاقے کے لئے مراعات کا کچھ اعلان تو فرمائیں۔

وزیر مال۔ جناب والا میرے فاضل رکن نے جو گذارش کی ہے یہ پوری طرح میری بات سن نہیں سکے ۲۱ لاکھ نہیں بلکہ ۳۲ لاکھ روپے کی رقم مانگی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے گذارش کی ہے کہ آبیانہ جیسی چیزیں ہم معاف کریں گے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا دریائی علاقوں میں آبیانہ تو ہوتا ہی نہیں مالیہ ہوتا ہے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ میں اپنے معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ مالیہ حکومت نے پہلے ہی معاف کر دیا ہوا ہے۔ کسی زمیندار پر اب مالیہ نہیں آبیانہ ہے۔ عشر کی وجہ سے مالیہ معاف ہو چکا ہے۔

رانا بھول محمد خان۔ جناب والا اگر دریائی علاقے میں آبیانہ بھی معاف کر دیا جائے گا تو پھر جنجوعہ صاحب کو یہ تحریک واپس لینی پڑ جائے گی کیونکہ وہ سیلاب زدہ علاقہ ہے اس لئے وہاں نہر کا پانی نہیں لگتا۔ اس لئے آبیانہ معاف۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا فائدہ یہ بات ان کے علم میں نہیں ہے کہ جو لوگ عشر ادا کرتے ہیں وہ مالیہ ادا نہیں کرتے۔ ایک فرقہ جو اس علاقہ میں غالب اکثریت میں ہے اور وہ عشر ادا نہیں کرتے بلکہ مالیہ ادا کرتے ہیں اس لئے میں نے مالیہ کا لفظ استعمال کیا ہے میں ان کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں ان سے زیادہ اچھا کاشتکار ہوں، ان کی فصلوں سے زیادہ عمدہ

میری فصلیں ہوتی ہیں ان سے زیادہ میرے پاس رقبہ ہے اگر یہ میرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو آ کر کر لیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ شیعہ ہیں ورنہ میں نہ کہتا میں نے یوں ہی عام طور پر کہا تھا۔ جہاں تک مالیہ کا تعلق ہے جو شیعہ برادری ہے وہ مالیہ ادا نہیں کرتی۔ عشر ادا کرتی ہے ان پر مالیہ ہوگا ورنہ تو حکومت نے مالیہ معاف کر دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب بات تھوڑی سی الجھ گئی ہے بہرحال جناب وزیر مال نے جس قدر خلوص کے ساتھ مجھے یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ سیلاب زدہ علاقوں کے لوگوں کے ساتھ مہربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ ان کے حقوق اور ان کی مراعات ان کو دینے کے لئے تیار ہیں تو اس صورت میں میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ میں اپنی یہ تحریک واپس لیتا ہوں ان کی اس یقین دہانی پر مجھے اعتماد ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

(اور اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب میاں صاحب آپ کی تحریک التوائے کار نمبر ۲۷ ہے۔

ٹریکٹروں کی قیمت میں اضافہ

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والی ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے حال ہی میں ٹریکٹروں کی قیمت میں دس ہزار روپے کا اضافہ کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے زرعی معیشت جو پہلے ہی زبوں حالی کا شکار تھی اس ناقابل برداشت بوجھ تلے دب کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ زراعت جو غلط زرعی پالیسیوں کی وجہ سے ایک غیر منفعت بخش پیشہ بن کر رہ گئی ہے۔ اسے سہارا دیتے اور خود کفالت سے روشناس کرانے کے لئے کاشتکار حکومت کی طرف سے مراعات دیئے جانے کی توقع کر رہے تھے مگر حکومت کی طرف سے کسی رعایت

کے اعلان کے برعکس ٹریکٹروں کی قیمت میں ایک بار پھر گراں قدر اضافہ کاشتکاروں کے لئے تشویش کا باعث بن گیا ہے اور کاشتکار یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ موجودہ حکومت کی طرف سے دیہی معیشت کو ترقی کی راہ پر ڈالنے کے نعرے ایک فریب تھے جن سے حقیقت کا کوئی تعلق نہ ہے ایسا لگتا ہے کہ پاکستان میں زراعت کو تباہ کرنے کے لئے کوئی خفیہ ہاتھ کام کر رہا ہے۔ جس کے اشارے پر زرعی معیشت کو دی گئی بعض رعائتیں بھی بیک جنبش قلم واپس لے لی گئی ہیں اور ٹریکٹروں کی قیمت میں حالیہ اضافہ بھی اس سازش کی ایک کڑی ہے۔ لہٰذا التجا ہے کہ ٹریکٹروں کی قیمت میں حالیہ اضافہ کے خلاف نہ صرف صوبہ پنجاب بلکہ ملک بھر کے کاشتکاروں میں معاشی عدم تحفظ خوف و اضطراب اور تشویش کی جو لہر دوڑ گئی ہے اسے زیر بحث لانے کے لئے اس معزز ایوان جو کہ صوبہ کے کاشتکاروں کا نمائندہ فورم بھی ہے، کا اجلاس ملتوی کیا جانا بے حد ضروری ہے تاکہ اس اہم نوعیت کی اور زبردست اہمیت عامہ رکھنے والے معاملہ کو زیر بحث لایا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب وزیر زراعت کچھ بیان کرنا چاہیں گے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! میرے دوست کے فرمودات سر آنکھوں پر، لیکن ٹریکٹروں کی درآمد ملک میں تیاری، ان کی تقسیم کے بارے میں حکمت عملی وفاقی حکومت کا کام ہے صوبائی حکومت اس بارے میں کوئی اختیار نہیں رکھتی اور نہ یہ اس کے کنٹرول میں ہے۔ یہ کلیتاً مرکزی حکومت کا معاملہ ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو اس میں اپنا مؤقف بیان کرنا چاہیئے اور اس کی قیمتیں deregulate ہوئیں تو حکومت پنجاب کا مؤقف اس پر بڑا واضح رہا ہے کہ ابھی تک اس کی تیاری میں اتنا مقابلہ نہیں ہے اس لئے اس کی قیمتیں deregulate نہ کی جائیں، ہمارا موقف اپنی جگہ موجود ہے اور اب بھی ہم انشاء اللہ اس میں کچھ نہ کچھ کرتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز، میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔

وزیر زراعت۔ جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ ٹریکٹروں کی تیاری درآمد یا ان کی تقسیم یہ تمام تر مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے اور صوبائی حکومت کا اس پر کنٹرول نہیں ہے۔ میں فاضل ممبر کی توجہ رول ۷۰ کی طرف دلاؤں گا

Rule 67 (c) The motion shall relate to a matter which is primarily the concern of Government or a statutory body under the control of Government or to a matter in which the Government have a substantial financial interest ;

اس لئے اس پر ہمارا کنٹرول نہیں ہے۔ اگر آپ چاہیں تو بجائے اس کے کہ آپ تحریک التوائے کار دیں بلکہ کسی قرار داد کے ذریعے مرکزی حکومت کی توجہ اس طرف دلا سکتے ہیں، ہماری جہاں تک ذمہ داری ہے ہم اپنے طور پر اس معاملے کو take up بھی کر رہے ہیں اور پہلے بھی take up کیا ہے۔ ان ٹریکٹروں کی قیمتیں دراصل ڈالرز کے ساتھ منسلک ہیں کیونکہ ڈالر کی قیمت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ As compared to Pakistan rupee. ان ٹریکٹروں کے جو پرزہ جات یہاں پر تیار ہوتے ہیں چونکہ ان کی قیمتیں بڑھتی رہتی ہیں۔ اس لئے ٹریکٹروں کی قیمتوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ تاہم میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ زمیندار اس بات سے نالاں اور سخت پریشان ہیں کہ ان کے in-puts کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں اور اس بارے میں ہمیں توجہ دینی چاہیئے۔ میں عرض کروں گا یہ چونکہ مرکزی حکومت کا معمولہ ہے آپ اس تحریک التوائے کار کو قرارداد کی شکل میں یہاں لائیں تاکہ آپ کی آواز کے ساتھ مل کر ہم بھی مرکزی حکومت کو درخواست کر سکیں اور مناسب اہتمام کریں کہ ٹریکٹر کی قیمتیں نہ بڑھنے پائیں اور اسے اسی سطح پر رکھا جائے۔ جناب سپیکر میں آپ کی توجہ اس معاملے کی طرف دلاؤں گا کہ میں اپنے معزز رکن سے عرض کر رہا تھا کہ ویسے تو یہ مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے لیکن اگر وہ چاہیں تو کسی قرارداد کی شکل میں لا سکتے ہیں اور ہم انشاءاللہ اس کی تائید کریں گے کیونکہ یہ زمینداروں کی دلچسپی کی بات ہے اور ان کی قیمتیں زیادہ ہو رہی ہیں اور ہم اپنی آواز کو مضبوط بنا کر مرکزی حکومت کو کہہ سکیں کہ ان کی قیمتوں کو کنٹرول کیا جائے۔ کیونکہ یہ مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے اس لئے یہ حسب ضابطہ نہیں ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کا اس سے کوئی تعلق نہ ہے مجھے امید ہے کہ میرے فاضل رکن اس سے اتفاق کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا وزیر زراعت نے میری اس تحریک التوائے کار کے جواب میں جو کچھ فرمایا ہے یہ امر واقع ہے کہ یہ مسئلہ صوبائی حکومت کے کنٹرول میں نہیں ہے۔ اس

کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے لیکن انہیں یاد ہوگا ایک بار گذشتہ سے پیوستہ اجلاس میں اسی ایوان نے ایک متفقہ قرارداد وفاقی حکومت کو منظور کر کے بھیجی تھی کہ ٹریکٹروں پر ایکسائز ڈیوٹی لی جاتی ہے اس میں کم از کم ۵۰ فیصد کمی کر دی جائے۔ وفاقی حکومت نے ملک کے سب سے بڑے صوبے کے مقتدر ایوان کی متفقہ قرارداد کو یہ اہمیت دی کہ بجائے اس کے کہ وہ ڈیوٹی میں کمی کرتی اس نے ٹریکٹروں کی قیمت میں کم از کم دس پندرہ ہزار روپے کا اضافہ کر دیا ہے اگر ایک اور قرارداد ہم پاس کریں گے تو وقت ضائع کرنے کے علاوہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ وفاقی حکومت پنجاب اسمبلی اور پنجاب کے لوگوں کو کوئی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جو حشر اس سابقہ قرارداد کا کیا گیا ہے آئندہ جو قرارداد ہم بھیجیں گے اس کا بھی وہ وہی حشر کریں گے۔ اس لئے جناب والا میری گزارش ہے کہ اگر وزیر موصوف یہ چاہتے ہیں کہ ہم قرارداد ٹریکٹروں کی قیمت کے بارے میں کریں تو میرکلان سے یہ گزارش ہے اگلے ہفتے جو پرائیویٹ ممبرز ڈے آ رہا ہے اس میں وہ خود قرارداد پیش کریں ہم سب لوگ اس کی حمایت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیا آپ جناب وزیر زراعت کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس کے لئے ایک الگ قرارداد پیش کی جائے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا اگر وزیر موصوف خود سرکاری طور پر قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں آئندہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی پر تو میں جناب والا اس کو پریس نہیں کرتا کیونکہ میرا مقصد یہ ہے کہ کاشتکاروں کی شکایات حکومت کے علم میں لائی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیا آپ اپنی تحریک التوائے کار واپس لیتے ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا پہلے وزیر موصوف کی طرف سے جواب آجائے تو اس کے بعد میں گزارش کروں گا۔

وزیر زراعت۔ جناب والا بات تو بڑی واضح ہے کسی یقین دہانی کی بات نہیں ہے۔ ہماری وفاقی حکومت کے ساتھ میٹنگ بھی ہو چکی ہے۔ یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کی بات کر رہے ہیں یہ ان کی اپنی صوابدید پر ہے وہ قرارداد لانا چاہیں تو لے آئیں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ہم اس کی مخالفت نہیں کریں گے ورنہ ہم تو پہلے ہی اس معاملہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ پہلے ہی وزارت پیداوار

کے ساتھ میٹنگ بھی کر چکا ہوں۔ یہ مزید کارروائی کرنا چاہیں تو کریں یہ تحریک حسب ضابطہ نہیں ہے یہ معاملہ وفاقی حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔

میاں ریاض حشمت جھنجوعہ۔ جناب والا میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے لئے آپ قرارداد دے دیں جو کہ متفقہ طور پر ہاؤس میں پاس ہو جائے گا یہی اس کا ایک بہتر حل ہے۔

میاں ریاض حشمت جھنجوعہ۔ جناب والا یہ ہاؤس اس وقت decorum میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں میں معزز ممبران سے درخواست کرونگا کہ وہ ہاؤس کے تقدس اور اس کی عظمت کا خیال رکھیں۔ یہ آپ کا اپنا ہاؤس ہے یہ آپ کا اپنا وقار ہے یہ آپ کی اپنی عظمت ہے کہ اس کا آپ خیال رکھیں۔

مسوّدہ قانون

اب ایڈجرنمنٹ موشن کا وقت ختم ہوتا ہے اب ہم لیجسلیشن کو لیتے ہیں جس میں پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ (امنڈمنٹ) ۱۹۸۶ء زیر غور ہے یہ ترمیم سید طاہر احمد شاہ میاں ریاض حشمت جھنجوعہ، میاں محمد رفیق، چوہدری فضل حسین راہی۔ چوہدری محمد اسلم اور مسٹر غلام سرور خان کی طرف سے ہے شاہ صاحب آپ اپنی ترمیم پیش کریں۔

MINISTER OF INDUSTRIES : We have opposed the amendment.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ ابھی پیش کریں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ وزیر موصوف نے کیا فرمایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ فرما رہے ہیں کہ ہم اس ترمیم کی مخالفت کرتے ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ جب وہ پیش کریں گے آپ اس کی مخالفت کر سکتے ہیں۔

وزیر زراعت۔ جناب والا وہ کل پیش ہو چکی ہے اس پر بحث ہو چکی ہے اور اس کی ہم نے مخالفت کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ دوسری ترمیم ہے۔ پہلی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر کورم پورا نہیں ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا ہے شاہ صاحب فرمائیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء

SYED TAHIR AHMED SHAH : I beg to move :-

That the Punjab Industrial Development (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Industries & Mineral Development, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report by 12th November, 1986 :-

(1) Nawabzada Muzaffar Ali.
(2) Ch. Naeem Hussain Chatha.
(3) Mian Fazal Haq.
(4) Sardar Muhammad Abbas Naswana.
(5) Begum Shaheen Munawar Ahmed.

MR. DEPUTY SPEAKER : The motion is :-

That the Punjab Industrial Development (Amendment) Bill, 1986. as recommended by the Standing Committee on Industries & Mineral Development, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report by 12th November, 1986 :-

(1) Nawabzada Muzaffar Ali.
(2) Ch. Naeem Hussain Chatha.
(3) Mian Fazal Haq.
(4) Sardar Muhammad Abbas Naswana.
(5) Begum Shaheen Munawar Ahmad.

MINISTER FOR INDUSTRIES : I oppose it.

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ ایکٹ ۱۹۷۳ء جس دور حکومت میں بنایا گیا تھا اس کا مقصد یہ ہی اسمبلی میں یہ دیا گیا تھا۔

Whereas it is expedient to make provisions for the establishment of an Industrial Development Board in the Punjab to establish, manage, control and run industries in the public sector.

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے یہ التماس کروں گا کہ یہاں درخواست بازی کا چکر ختم ہونا چاہیئے ایک اہم قانونی نکتہ پر بات ہو رہی ہے۔ ایک معزز ممبر نے انتہائی اہم بل میں ترمیم پیش کی ہے حاجی بوٹا صاحب آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر جناب نے جو فرمایا کہ ارکان اسمبلی ایوان میں وزراء کو درخواستیں نہ پیش کریں۔ یا تو آپ وزراء صاحبان کو پابند کر دیں کہ وہ اس ہاؤس کے بعد ایک گھنٹہ اپنے دفتر میں رہیں اور درخواستیں نپٹائیں۔ ان کو اگر ہاؤس میں بیٹھنا پڑتا ہے پھر ہاؤس کے بعد جانا بھی پڑتا ہے۔ دفتری کام بھی ہوتے ہیں۔ یہ درخواستیں لوگ قومی اسمبلی میں بھی کرتے ہیں۔ یہ آپ کا حکم جائز نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ کا احترام ہے گذارش یہ ہے کہ آپ یہاں پر ایک خاص مقصد کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ ہاؤس میں کام کچھ اور ہوتا ہے لیکن آپ اگر اس مقصد کو اس فرض کو بھول جائیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ ہم نے تو اس کی نشاندہی کرنی ہوتی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب، ممبروں کی حالت آپ دیکھیں کہ دو ٹرڈ انگیں لے کر ان کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ ہم کیا کریں؟ آپ حاجی بوٹا صاحب جیسے ہلکے پھلکے آدمی کو اگر کہیں کہ دفتروں کے چکر کاٹیں تو یہ کتنے دفتروں میں جا سکتے ہیں؟ یہاں تو وزیر قریب مل جاتے ہیں تو ہمارا کام چل جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب، تشریف رکھیں۔ فرمایئے شاہ صاحب

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ آپ براہ کرم معزز ممبران کو یہ ہدایت جاری کریں کہ وہ صرف اپنی ہی مخصوص نشستوں پر تشریف رکھیں اور دوسروں کی نشستوں پر قبضہ بالجبر نہ کریں۔ اگر آپ یہ ہدایت دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو ہدایت دی ہے، اس کی تکمیل ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ محترم شاہ صاحب، میں پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ تمام معزز ممبران

اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ہم لوگ یہاں ایک خاص مقصد کے لئے آتے ہیں۔ خاص طور پر جب ہم ایوان میں ہوتے ہیں تو ہمارے اوپر بہت سی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اب ماشاءاللہ ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ تمام لوگ تجربہ کار ہو چکے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ بار بار انہیں اس بات کی نشاندہی کرنا معزز ممبران کے استحقاق کے خلاف بات ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ باشعور ہیں۔ وہ ہر بات سے خود واقفیت رکھتے ہیں میں ان سے توقع کرتا ہوں کہ وہ خود بخود انشاءاللہ ایوان کے تقدس کو بحال رکھیں گے۔ اور قواعد وضوابط کے مطابق ایوان کی کارروائی اختتام تک پہنچانے میں آپ لوگ تعاون فرمائیں گے فرمایئے شاہ صاحب۔

رانا بھول محمد خان۔ آپ نے رولز کا حوالہ دیا ہے وہ کون سا رول ہے جس کے تحت کوئی ممبر کسی وزیر سے جا کر بات نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں شاہ صاحب، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر، جیسا کہ اصل قانون کے پری ایمبل میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت کی نگرانی میں پبلک سیکٹر میں صنعتیں لگانا، ان کو چلانا اور ان کے انتظام وانصرام کو بہتر بنانا شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ کے زیر اہتمام اس وقت تک ہڑپہ ٹیکسٹائل مل ساہیوال، غازی ٹیکسٹائل ملز ڈیرہ غازی خان، پارس ٹیکسٹائل مل بہاولپور، پتوکی شوگر مل، کمالیہ شوگر مل، اور پسرور شوگر مل کے علاوہ کمالیہ پک پیپر مل جو کہ شوگر کی بیگاس سے کاغذ بنانے کے لئے تقریباً، میری اطلاع کے مطابق، تین ارب روپے کی کثیر سرمایہ کاری سے لگائی جا رہی ہے اب اس موجودہ ترمیمی بل کے اغراض ومقاصد میں، جو ایوان میں پیش کیا گیا ہے، وزیر موصوف نے بیان کیا ہے اس میں انہوں نے یہ ذکر کیا ہے۔

With a view to enlarging the representation of the elected representatives on the Board of Directors of PIDB to enable him to preside over meeting in the absence ot Chairman, PIDB, who is the Chief Minister of Punjab, of course, it is expedient to appoint Minister for Industries & Mineral Development Punjab as Vice Chairman, PIDB.

جناب والا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس ترمیمی بل کو ایوان میں پیش کرنے کے سلسلے میں اغراض ومقاصد درست ہیں۔ اگر حکومت کی نیت صاف ہے تو پھر پہلے سے موجود

پی آئی ڈی بی ۱۹۷۳ء ایکٹ میں، سیکشن ۵ کی سب سیکشن (۳) میں یہ ہے۔

Government may, by notification in the official gazette, alter the membership of the Board or increase or decrease the number of Directors.

وزیر صنعت۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، اس وقت جو ترمیم زیر بحث ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کو سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ میں قاعدہ ۷۲ کا حوالہ دوں گا کہ فاضل رکن اپنی اس ترمیم کے اندر رہتے ہوئے فرمائیں۔ وہ جس طرف جا رہے ہیں وہ اس ترمیم سے متعلق نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبر سے التماس کروں گا کہ وہ اپنی ترمیم کے مطابق اپنی تقریر کو محدود رکھیں۔

جناب ظاہر احمد شاہ: جناب سپیکر، میں اپنے خیالات کے اظہار میں بالکل متعلقہ بات کر رہا ہوں، کیونکہ میں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کے علاوہ میں نے اس ترمیمی بل کی مخالفت بھی کی ہے۔ بل کی مخالفت کرنے کی حیثیت سے میں اس بل کی مخالفت اور اپنی ترمیم کی حمایت میں دلائل دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس وقت آپ کی ترمیم زیر بحث ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، پہلے ایک نکتہ اٹھایا گیا تھا اور وہ ابھی تک جاری ہے۔ میں اس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

Rules to be observed by the members :

Whilst sitting in the House a member-

(i) shall not read any book, newspaper or letter except in connection with the business of the House ;

کوئی ممبر یہاں اور کوئی کام نہیں کرے گا جس کا تعلق اس وقت اس ایوان کی کارروائی سے نہ ہو۔ مانا صاحب نے اس کے متعلق بات کی تھی۔ اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اسی سلسلے میں پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں جناب وزیر صحت، آپ مہربانی سے ان معزز ممبران کو یقین دہانی کرا دیں کہ آپ ہاؤس کے بعد انہیں دفتر میں مل لیں

گے شاہ صاحب، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں یہ دلائل دے رہا ہوں کہ ہم نے کیوں یہ ترمیم پیش کی ہے۔ ہم نے کیوں اس امر کی ضرورت محسوس کی ہے کہ اس بل کو فوری طور پر ایوان میں زیر غور لانے کی بجائے ہمارے دلائل کی روشنی میں متبادل تجاویز کے پیش نظر سیلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ اگر اس مسودہ قانون کے ساتھ دیئے گئے اغراض و مقاصد میں حکومت مخلص ہے تو حکومت کے پاس پہلے سے ہی ایک سیکشن موجود ہے جس کے ذریعے ایک سرکاری نوٹیفیکیشن جاری کرنے سے نہ صرف وزیر صنعت کو، بلکہ میں تو یہ کہوں گا، میری تجویز یہ ہے کہ اگر عوامی نمائندگان کو پی آئی ڈی بی میں زیادہ سے زیادہ نمائندگی دینی ہے تو ہر ایک ڈویژن سے اس متعلقہ ڈویژن کے منتخب ارکان اسمبلی سے انتخاب کے ذریعے ایک ایک رکن اسمبلی کو پی آئی ڈی بی کا ممبر نامزد کیا جا سکتا ہے۔ اس طریقے سے عوامی نمائندوں کو اس میں زیادہ شرکت دی جا سکتی ہے۔ اب جناب والا میں بورڈ کی کارکردگی پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں راہوالی شوگر مل جو کہ میرے وزیر صنعت۔ جناب سپیکر دوبارہ معزز رکن اس ترمیم کے دائرکار سے باہر جا رہے ہیں ان سے گذارش کیجئے کہ یہ اس ترمیم تک محدود رہیں اس وقت مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ اس بل کو بقول ترمیم کے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیئے۔ ایوان کے سامنے اس وقت یہ مسئلہ ہے اس پر متعلقہ ممبر کو اظہار خیال کرنا چاہیئے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔ گنتی کرالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے (گنتی کی گئی کورم نہیں ہے) گھنٹیاں بجائی جائیں (دوبارہ گنتی کی گئی) کورم پورا ہے شاہ صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ میں معزز ایوان سے پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ انہوں نے وزراء کرام سے درخواستوں پر دستخط کرانے ہیں اپنی اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہوں۔ اس طرح سپیکر کی طرف کمر کر کے کھڑا ہونا یہ اچھی بات نہیں ہے۔ خدا کیلئے اب تو آپ لوگوں کو سمجھ جانا چاہیئے۔ آپ پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں آپ کے اوپر بہت بھاری ذمہ داری ہے۔ اور لاکھوں لوگوں کی آنکھیں آپ کے اوپر مرکوز ہیں۔ کچھ تو احساس ذمہ داری کا ثبوت دیں۔ شاہ صاحب تقریر فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ وزیر صنعت سے فرمائیں کہ وہ بار بار جو پوائنٹ اٹھاتے

ہیں وہ درست نہیں ہے جب تک میں پی آئی ڈی کی ناقص کارکردگی ایوان کے سامنے پیش نہیں کروں گا تو وہ صحیح صورت حال کو سمجھ نہیں پائیں گے اس لئے ایک تو میں نے صرف ترمیم ہی پیش نہیں کی بلکہ میں نے اس بل کی مخالفت بھی کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب اس وقت آپ کی ترمیم زیر بحث ہے آپ جو کچھ فرمانا چاہتے ہیں وہ اپنی ترمیم کے ذریعہ سے بات کریں۔ اس کے دائرہ اختیار کے اندر رہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں بورڈ کی ناقص کارکردگی کو ان کے غلط کام کو جس سے قوم کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ میں ارکان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں تو اس میں کونسی برائی ہے یہ ۳۵ کروڑ روپے کے ایک ایک یونٹ کو ۲ کروڑ روپے میں بیچنا چاہتا ہے۔

وزیر خوراک۔ جناب سپیکر یہ بڑی آسان سی بات ہے۔ میرے فاضل ممبر اپوزیشن بہت ہی ذہین اور سمجھدار ہیں۔ لیکن اس کا یہ طریقہ کار نہیں ہے یہ چھوٹی سی ترمیم ہے اس میں زیادہ تر سرکاری آدمی ہیں۔ اس میں اس ایوان کے ایک نمائندے کو شامل کیا جائے اس میں اگر آپ کو کوئی شکایت ہے اس میں اگر آپ کو کوئی دقت ہے اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ ان سب اداروں میں سرکاری افسران حاوی رہیں تو پھر اس کی آپ شوق سے مخالفت کریں۔ ورنہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اور آپ کو مل کر یہ چاہیئے کہ جس قدر ان اداروں کو نان آفیشل بنا سکیں بنائیں قصہ یہ نہیں کہ یہ کوئی نیا بل ہے یہ بہت بڑا معصوم اور مفید بل ہے اس کو آپ اپوز کیجئے یا پھر اس کی حمایت کیجئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر خوراک نے میرے بارے میں جو کلمات کہے ہیں ان کے لئے میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں دوسرا یہ کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا ترمیمی بل ہے بظاہر تو یہ معمولی سی ترمیم ہے مگر اس کے اثرات بہت بڑے اور گہرے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ جو کچھ پی آئی ڈی بی میں ہو رہا ہے وہ میں اس ایوان کے سامنے پیش کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اپنے جو ترمیم دی ہے اس کے دائرہ کے اندر رہ کر آپ اپنی بات جاری رکھ سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر، میں اپنی ترمیم کے دائرہ میں رہ کر بات کر رہا ہوں۔ مجھے اس ترمیمی بل پر دلائل دے کر اپنی بات کو ایوان کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اور یہ میرا استحقاق ہے ڈپٹی سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں آپ ان سے یہ رولنگ لے لیجئے اور ازراہ کرم پڑھ لیجئے۔ پھر مجھے حکم دیجئے۔ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ مگر سچ بات کڑوی ہوتی ہے۔ اور میں حق بات کہنے سے گریز نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ شاہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب! آپ بات تو کرنے نہیں دیتے میں کیسے بات کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی آپ کچھ کریں تو سہی۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ویسے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر وزیر صنعت بے شک اسے oppose کرنا چاہتے ہیں اور بورڈ میں عوامی نمائندوں کی زیادہ شمولیت چاہتے ہیں عوام کے مفاد میں تو اس میں جو پہلے سے ان کے پاس پروویژن سیکشن ۵ کی ذیلی سیکشن ۳ میں ہے تو بورڈ آف ڈائریکٹرز میں گورنمنٹ کی طرف سے ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے ہر ڈویژن سے جو بھی اضافہ کرے گا تو اسے کون روکتا ہے۔ آج ماشاءاللہ جناب غلام حیدر وائیں صاحب وزیر صنعت کی حیثیت سے موجود ہیں۔ جناب! یہ لافانی نہیں ہے۔ یہ حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ آج وزیر صنعت وائیں صاحب ہیں۔ وہ رہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر یہ کوئی عجب بات نہیں ہے کہ کل وائیں صاحب کی جگہ کوئی اور ہو ہم قانون سازی کر رہے ہیں۔ ہم قوانین میں عوام کے مفاد میں ترمیم کر رہے ہیں اب ہم نے ترمیم کو دیکھنا ہے کہ کیا یہ عوام کے حق میں جاتی ہیں۔ کیا یہ صوبے کے مفاد میں ہیں؟ کیا یہ عوام کے محاصل سے اکٹھے کئے گئے ٹیکسوں کی حفاظت میں جاتی ہیں۔ اس لئے جناب والا۔ مجھے کہنے دیجئے اور میں وزیر صنعت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو راہوالی شوگر مل ہے اس پہ کتنے کروڑ روپے کی لاگت آئی تھی؟ یہ کب بنی تھی؟

وزیر صنعت ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ اس پہ رولنگ بھی ارشاد فرما چکے ہیں۔ میں یہ بڑے افسوس سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے واضح طور پر رول کا حوالہ دیا ہے۔

I again quote rule 172 which says :

An amendment shall be within the scope and relevant to the subject matter of the motion to which it is proposed.

جناب سپیکر! تحریک اس وقت زیر بحث یہ ہے کہ اس بل کو مجلس قائمہ کے سپرد کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ میں یہ گذارش کر رہا ہوں کہ فاضل رکن کو زیر بحث ترمیم تک محدود کیا جائے۔ کہ وہ وقت کو بچائیں۔ وہ وقت کا ضیاع کر رہے ہیں اور جس بات پر وہ اظہار خیال فرما رہے ہیں وہ غیر متعلق ہے وہ قاعدہ ۱۷۲ کے دائرہ کار میں نہیں آ رہا۔ بات صرف یہ ہے انہوں نے یہ کہنا ہے کہ اسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا نہیں۔ ان کی تقریر کا موضوع اس سے باہر نہیں جانا چاہیئے کہ اسے مجلس قائمہ کے سپرد ہونا ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں پہلے بھی محترم شاہ صاحب سے عرض کر چکا ہوں کہ انہوں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کے اندر رہ کر اس کا جو مقصد ہے اسے پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی بات کریں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ میں تو ترمیم پر ہی بول رہا ہوں۔ میں اسے سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کرنے کے حق میں ہوں۔ اگر میں بورڈ کی کارکردگی کو ایوان کے سامنے پیش نہیں کرتا اور ایسی کارکردگی کو جس سے کہ بورڈ حکومت کے عوام کے خزانوں کو کروڑوں روپے کے خسارے سے ہمکنار کر رہے ہیں۔ تو جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں بالکل relevant ہوں۔ رولز میرے سامنے ہیں۔ میں اپنی ترمیم کے دلائل میں، اس کی تائید میں یہ باتیں عرض کر رہا ہوں کہ فاضل ارکان کو یہ پتا چلے کہ بورڈ میں کیا ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا۔ کہ میں نے آج تک سپیکر کی طرف سے حکم تو کیا اشارہ بھی ملا ہے تو میں نے تعمیل کی ہے۔ چونکہ میں قومی مفاد پر بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت نہیں دیں گے تو پھر مجھے احتجاجاً واک آؤٹ کرنا پڑے گا اور میں اپنی تقریر کو منقطع کر دوں گا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے گذارش کی ہے کہ فاضل رکن بالکل اس وقت اپنی ترمیم کے دائرہ کار میں رہ کر اپنے خیالات کا اظہار نہیں فرما رہے۔ اور جناب نے بار بار ارشاد فرمایا ہے لیکن وہ اس پر توجہ نہیں دے رہے۔

What ever he is talking it is totally irrelevant. The

performance of that PIDB is not under discussion. The only point under discussion is the motion whether this Bill may be referred to the Select Committee or not. He should very kindly remain within the scope. This is the law and the rule.

تو میری التجا ہے کہ اس معزز ایوان کا وقت بچایا جائے۔ اور یہ جو احتجاج کی بات کر رہے ہیں یہ نامناسب کر رہے ہیں۔ لہٰذا مہربانی کر کے یہ اصل بات کر کے اپنی تقریر ختم کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ میں پہلے بھی ان سے کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ آپ نے جو اپنی ترمیم دی ہے اس پر قانون کے اندر رہتے ہوئے بات کر سکتے ہیں۔ جنرل پالیسی پر آپ اس وقت بحث نہیں کر سکتے۔ جی شاہ صاحب فرمائیے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں پھر مودبانہ یہ عرض کروں گا کہ آپ میری گذارشات پر غور کریں۔ اور جناب وزیر موصوف بار بار پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر مجھے interrupt کر رہے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ میں اس بورڈ کے اندر ہونے والی دھاندلیوں کو بے نقاب کروں اور اس ایوان کے ریکارڈ پر لے آؤں۔ اس ترمیمی بل کا نام دی پنجاب انڈسٹریل ڈیولپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل ۱۹۸۶ء ہے۔ یعنی صنعتوں کی ترقی لیکن عالی جاہ! ترقی نہیں ہو رہی ہے یہ تو ترقی معکوس ہو رہی ہے۔ یہ کروڑوں روپے قوم کے سرمائے سے لگائی جانے والی صنعتیں ہیں۔ یہ میں چند سکوں کے حوالے یا چند ٹکوں کے حوالے سے نہیں بلکہ چند کروڑ روپے کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا عنوان دیکھئے کہ "پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ (امنڈمنٹ) بل ۱۹۸۶ء" اس میں پبلک سیکٹر میں صنعتی ترقی کی بات کر رہا ہوں۔ تو یہ ڈویلپمنٹ اور Non-development۔ اس کا عنوان ہی یہی ہے اس لئے اس کی جو Non-Development ہو رہی ہے میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس باقاعدہ precedents موجود ہیں میرے پاس حقائق ہیں جو میں اس ایوان کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ حکومت تنقید سے کیوں گھبراتی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ہماری حزب اختلاف بہت چھوٹی سی ہے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنا قانونی آئینی اور جمہوری کردار احسن طریقے سے ادا کرتے رہیں گے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ اگر اپنی اکثریت کی بنیاد پر ہماری اچھی بات کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو ٹھیک ہے یہ جمہوریت کے تقاضے ہیں کہ اگر حزب اقتدار اکثریت میں

ہے جیسے کہ ہوتا ہے تو وہ ترمیم کو مسترد کر سکتے ہیں مگر یہ نہیں ہے کہ آپ مجھے اس کے حقائق پر بولنے کی اجازت نہ دیں۔

وزیر خوراک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جناب سردار عبدالحمید خاں دستی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔ جی فرمائیے۔

وزیر خوراک۔ جناب والا میں یہ گذارش کروں گا۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں؟

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہاں جی۔ فرمائیے۔

وزیر خوراک۔ جناب سپیکر، میں جناب یہ گذارش کروں گا کہ یہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے اکثریت کے زور پر ہر بات منواتے ہیں، ہم تو آپ کی اتنی قدر کرتے ہیں کہ جب آپ روٹھ جاتے ہیں تو آپ کو منانے کے لئے آپ کی اتنی منت کرتے ہیں کہ ہم کسی معشوق کی بھی اتنی قدر نہیں کرتے ہیں۔ (دعوہ ہائے تحسین)

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا یہ وضاحت چاہوں گا کہ جناب وزیر خوراک کی کتنی معشوقائیں ہیں جناب والا وہ اگر ہمیں مناتے ہیں تو یہ پارلیمانی پریکٹس ہے This is the tradition of the parliament. اگر اپوزیشن اصولوں کی بنیاد پر واک آؤٹ کرتی ہے تو traditionally کرتی ہے۔ ہم پر یہ احسان نہیں کرتے ہیں، اگر ہم باہر چلے جاتے ہیں اور واک آؤٹ کرتے ہیں اور یہ ہمیں مناتے ہیں تو احسان نہیں کرتے ہیں، اگر یہ ہمیں نہیں منائیں گے تو پھر ہم اس ایوان میں نہیں آسکیں گے۔

وزیر مال۔ جناب سپیکر، جو کچھ دستی صاحب نے فرمایا ہے، شاہ صاحب اس کا مطلب ہی نہیں سمجھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب اپنی ترمیم کے دائرہ میں رہ کر آپ مہربانی کر کے اپنی بات

جاری رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ اس وقت جناب سپیکر، میری معلومات کے مطابق راہوالی شوگر مل غازی ٹیکسٹائل ملز ڈی جی خان ہڑپہ ٹیکسٹائل مل ساہیوال اور پارسن ٹیکسٹائل مل بہاولپور ان کو disinvest کیا جا رہا ہے اور پبلک سیکٹر سے واپس پرائیویٹ سیکٹر میں دیئے جانے کی منصوبہ بندی ہو چکی ہے اور اس کے علاوہ پسرور شوگر مل اس سے قبل disinvest کر دی گئی ہے اور وہ پرائیویٹ سیکٹر میں چلی گئی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ راہوالی شوگر ملز کو پچھلے دنوں بورڈ نے پرائیویٹ سیکٹر میں بیچنے کے لئے ٹینڈر طلب کئے تھے تو گوجرانوالہ کی ایک پارٹی نے تقریباً ۴ کروڑ ۱۹ لاکھ روپے کی پیشکش کی تھی ۶۰ لاکھ روپے انہوں نے ڈاؤن پے منٹ بھی کر دی تھی اور تقریباً ۶ ماہ تک ۶۰ لاکھ روپیہ حکومت کے پاس رہا چونکہ یہ اقساط پر دینی طے ہوئی تھی اور اس کی اقساط دس سال میں ادا ہونی تھیں تو ۶۰ لاکھ روپیہ ۶ ماہ تک پڑا رہنے کے بعد ان کی پیشکش کو نظر انداز کر دیا گیا انہوں نے کہا کہ ہم پوری اور حتمی ادائیگی پر یہ مل فروخت کرنا چاہتے ہیں، تو اسی پارٹی نے یکمشت ادائیگی کرنے کی شرائط پر تقریباً ۳ کروڑ اور ۴۰ لاکھ روپے کی حکومت کو پیشکش کی۔ اور اب ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ۴ کروڑ دس لاکھ روپے کی پیشکش کو سرد خانہ میں ڈال دیا گیا ہے اور میری مصدقہ معلومات کے مطابق یہی مل تقریباً دو کروڑ روپے میں پنجاب کے ایک سینیٹر جس کا بنیادی طور پر پنجاب سے تعلق نہیں ہے جو ہمارے صوبہ کے ماضی کے حکمران اعلیٰ کے عزیز ترین ہیں اور موجودہ حکومت کو بھی ان پر خاص نوازشات ہیں وہ مل دو کروڑ روپے میں ان کا گروپ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اس مل کے اوپر اس وقت ۳۵ کروڑ روپے کا میری معلومات کے مطابق مختلف بنکوں کا اور مختلف مالیاتی اداروں کا قرضہ اس کے ذمہ ہے۔ یہ میں نے جناب والا! ایک مثال دی ہے۔ آپ دیکھیں یہ کیا ہو رہا ہے۔ کروڑوں روپے کا سرمایہ لگا کر پبلک سیکٹر میں صنعتیں لگائی جاتی ہیں اور پھر کتنا کمایا ان ملوں نے؟ ان پر انتظامی اخراجات کتنے آئے۔ کتنا نقصان ہو رہا ہے میری اطلاع کے مطابق کہ یہ ٹیکسٹائل مل کے ایک یونٹ سے تھوڑی سی آمدن ہوئی ہے اور باقی تمام ادارے خسارے میں جا رہے ہیں۔ اس لئے جناب سپیکر، میں یہ استدعا کروں گا کہ پی آئی ڈی بی ایکٹ ۱۹۷۳ء کی سیکشن ۵ کی سب سیکشن (۳) کے تحت حکومت کو عوامی نمائندوں کی تعداد بڑھانے کے

اختیارات ہیں اور پھر بورڈ کے تمام ڈائریکٹرز کو ووٹ کے مساوی اختیارات ہیں اور چیئرمین کی عدم موجودگی میں ایک ووٹ وائس چیئرمین کو یہ دینا چاہتے ہیں، میری تجویز یہ ہے کہ عوامی نمائندوں کی بیوروکریٹ پر بالادستی قائم کرنے کے لئے اس سب سیکشن کے تحت ہر ڈویژن سے پی آئی ڈی بی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں صوبائی اسمبلی کے ممبر کو نامزد کرے اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس ڈویژن کے منتخب ارکان اسمبلی کی رائے حاصل کر کے نامزد کرے تاکہ بیوروکریٹ جو کہ غریب عوام کے اکٹھے کئے گئے محاصل کو ہمارے خزانے کو اپنی عیاشیوں کی نذر کرتے ہیں اور کروڑوں روپے کے نقصانات کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ قوم کے مفاد میں، صوبے کے مفاد میں، حکومت کے مفاد میں، اگر حکومت عوام کے محاصل کے ساتھ، عوام کے ٹیکسز کے ساتھ اور خزانے کے ساتھ مخلص ہے تو میں عوام کے نام پر صوبے کے نام پر آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ یہ ترمیمی بل واپس لے لیں بلکہ ایک وائس چیئرمین کے علاوہ وہ ہر ڈویژن سے عوام کا ایک ایک نمائندہ اس میں شامل کرے۔ اس لئے جناب سپیکر میں نے یہ ترمیم دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے دلائل بڑے ٹھوس ہیں اور اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کے لئے اسے ایک سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے جس کے ممبران کے اسمائے گرامی ہم نے ترمیم میں دیئے ہیں اور اسے ہدایت کی جائے کہ وہ اپنی رپورٹ ۱۲ نومبر تک پیش کرے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر، میں نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ ۱۹۸۶ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے صنعت و معدنی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے کہ اس ہدایت کے ساتھ مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ ۱۲ نومبر ۱۹۸۶ء تک اپنی رپورٹ پیش کرے۔ جن اراکین کا نام میں نے اس مجلس منتخبہ کے لئے تجویز کیا ہے، ان میں نوابزادہ مظفر علی خان چوہدری نعیم حسین چٹھہ، میاں فضل حق، سردار محمد صادق خان ملک غلام عباس نسوانہ اور بیگم شاہین منور کے نام شامل ہیں۔

جناب سپیکر، پنجاب کا صنعتی ترقیاتی بورڈ جو کہ گذشتہ دور حکومت میں صنعتوں کے

فروغ کے لئے قائم کیا گیا تھا، اس کی کارکردگی پہ اور اس کی افادیت پر جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور ان کی مفصل تفصیل اور تقریر کے بعد میں یہ ضروری نہیں سمجھتا ہوں کہ اس بورڈ کی کارکردگی پہ کچھ تنقید کروں لیکن اپنی اس بات پہ کرتا ہوں کہ اسے اس مجلس متعینہ کے سپرد کر کے اس ترمیم کا جائزہ لینے کے لئے ۱۲ نومبر تک اس پہ غور کیا جائے اور اس کے بعد دوبارہ اسے ایوان میں پیش کیا جائے اور اس ایوان کو یہ حق دیا جائے کہ اس پر پوری تفصیل کے ساتھ بحث کرے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب محمد رفیق۔ جناب فضل حسین راہی۔ چوہدری محمد اسلم۔ جناب غلام سرور خان (تشریف نہیں رکھتے)۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں)۔ جناب والا میں پہلے بھی اس سلسلے میں گذارش کر چکا ہوں کہ اس وقت جو ترمیمی بل زیر بحث ہے اس میں ایک مختصر سی ترمیم پیش ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے اور اس میں عوامی نمائندگی کا اضافہ کرنے کے لئے اس میں وائس چیئرمین کے عہدے کا اضافہ کیا جائے جس میں وزیر صنعت بلحاظ عہدہ اس کے ممبر ہوں گے۔ یہ عوامی نمائندگی کو بڑھانے اور اس کارکردگی کو بہتر بنانے کا بل ہوگا اور اس میں کوئی اضافی خرچ نہیں ہوگا اور اس بورڈ کی کارکردگی میں اضافہ ہوگا۔ لہٰذا میری آپ سے یہ گذارش ہے کہ اس بل کو اب ایوان میں پیش کیا جائے اور میں ایوان سے یہ گذارش کروں گا کہ ان تمام ترامیم کو نامنظور کیا جائے اور اصل بل کو منظور فرمایا جائے شکریہ۔

MR. DEPUTY SPEAKER : The motion moved and the question is :-

> That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report by 12th November, 1986 :

(1) Nawabzada Muzaffar Ali.
(2) Ch. Naeem Hussain Chatha.
(3) Mian Fazal Haq.
(4) Sardar Muhammad Sadiq Khan.
(5) Malik Ghulam Abbas Naswana.
(6) Begum Shaheen Munawar Ahmad.

MINISTER FOR INDUSTRIES : Sir, I move :-

That the Punjab Industrial development Board (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral development, be taken into consideration at once.

MR. DEPUTY SPEAKER : Motion moved and the question is :-

That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Industries and Mineral Development, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER : Now, we take up Bill clause by clause.

Clause 2 of the Bill is under consideration. Since no amendment has been received in it.

The question before the House is :-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. ince no amendment has been received in it -

The question before the House is :-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it -

The question before the House is :-

That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it forms part of the Bill.

MINISTER FOR INDUSTRIES : Sir, I move :-

That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986, be passed.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کی مخالفت نہیں کی گئی۔ وزیر صنعت صاحب۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر اس پر پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں اور معزز ممبران بھی اس پر اظہار خیال کر چکے ہیں۔ اس میں کوئی ترمیم بھی نہیں لہٰذا میں یہ گذارش کروں گا کہ اس بل کو ایوان میں منظوری کے لئے پیش کیا جائے۔

MR. DEPUTY SPEAKER : Motion moved and the question is :-

That the Punjab Industrial Development Board (Amendment) Bill, 1986, be passed.

(The motion was carried)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب امن عامہ پر بحث ہو گی اور جو حضرات اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں براہ کرم اپنے نام مجھے پہنچا دیں۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب سے ہی شروع کر لیتے ہیں۔ آپ تیار ہیں۔؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب میں تو اگلے دن بحث میں حصہ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کوئی اور صاحب جو امن عامہ کی صورت حال پر تقریر فرمانا چاہیں تو تقریر کر سکتے ہیں۔؟

وزیر قانونی و پارلیمانی امور ۔ جناب والا صدر ۔ اس وعامہ کی صورتحال تسلی بخش ہے اس لئے کوئی معزز رکن اس پر بحث کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اجلاس کی کارروائی مورخہ ۱۹ اکتوبر صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی ملتوی کردی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار ۱۹ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
(یکم شنبہ ۱۴ر صفر ۱۴۰۷ھ)
جلد ۷ - شمارہ ۱۰

سرکاری رپورٹ



مندرجات

(اتوار ۱۹ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۹۴۵
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۹۴۶
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ۹۹۳
غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۱۰۲۰
اراکین اسمبلی کی رخصت ۱۰۲۹

مسئلہ استحقاق:-
رشوت کی وجہ سے عوام میں مایوسی ۱۰۳۳

تحاریک التوائے کار:-
(i) صوبائی سول سرونٹس کے ملازمین میں اضطراب کی لہر ۱۰۴۳
(ii) ملکیت اراضی کی کسانوں اور کاشتکاروں میں تقسیم ۱۰۴۴
(iii) "ایگرو بیڈ" انڈسٹری کے لئے منصوبہ بندی کا فقدان ۱۰۵۰
(iv) سرگودھا میں میڈیکل کالج اور یونیورسٹی کا قیام ۱۰۵۵
(v) سرگودھا شہر میں اودھیڈ برج کی خستہ حالی ۱۰۵۸
امن عامہ کی صورت حال پر بحث ۱۰۵۹

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

اتوار ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء

(یک شنبہ ۱۴ صفر ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۳۰ - ۹ بجے منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی لاتجھا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ (س اعراف ۸

(س اعراف : آیات ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶)

مسلمانو! اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو جائے تو اللہ سے پناہ مانگ لیا کرو بیشک وہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ جو برائیوں سے بچنے والے لوگ ہیں جب انکو شیطان کی طرف سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور دل کی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگتے ہیں۔

اور جب قرآن پڑھا جائے تو پوری توجہ سے سنا کرو اور بالکل خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے اور تم اپنے پروردگار کو دل میں دل میں عاجزی سے ڈرتے ہوئے اور دھیمی آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہا کرو اور (اس سے) غافل نہ ہونا۔ بلاشبہ جو لوگ تمہارے پروردگار کے قریب ہیں وہ اس کی عبادت سے روگردانی نہیں کرتے اور اسی پاک ذات کو یاد کرتے اور اس کے آگے سجدے کرتے رہتے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سردار صاحب! آپ سوالات کے جوابات دینے کے لئے تیار ہیں ؟

وزیر مال۔ جناب والا۔ میں بالکل تیار ہوں لیکن مجھے وزیر اعظم صاحب نے بلایا ہوا ہے۔ بہر حال میں حاضر ہو گیا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں وہاں جا سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ واپس کس وقت تشریف لا سکتے ہیں ؟

وزیر مال۔ جناب والا۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا جس وقت وہاں سے فارغ ہوں گا واپس آ سکتا ہوں کیونکہ وزیر اعظم صاحب نے بلایا ہوا ہے۔ اگر آپ نے جواب لینا ہے تو میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ سوالات کے جوابات دینا شروع کریں۔ سوال نمبر ۹۰ چودھری صفدر علی صاحب۔

پنجاب میں کل متروکہ سینما گھروں اور رجسٹرڈ کارخانوں کی تعداد

*90 چودھری صفدر علی ڈیال۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں کل متروکہ سینما گھروں اور رجسٹرڈ کارخانوں کی کل تعداد کیا ہے نیز ان میں کتنے (اول) الاٹیوں کو منتقل کئے گئے اور (دوم) کتنے عام نیلام کے ذریعے فروخت کئے گئے۔

(ب) متروکہ سینما گھروں اور رجسٹرڈ کارخانوں کے منتقل علیہان کی تعداد کیا ہے جنہیں منتقل انتقال نامے جاری ہو چکے ہیں۔

(ج) سینما گھروں اور رجسٹرڈ کارخانوں کے منتقل علیہان کی تعداد کیا ہے جن کے

ذمے ابھی تک نیلامی کی بقایا رقم واجب الادا ہے۔
(د) مذکورہ سینما اور رجسٹرڈ کارخانوں کے نام اور محل وقوع

(ا) ان کے منتقلی علیہان کے نام اور پتے۔

(ا ا) منتقلی یا نیلامی کی تاریخ مع قیمت

(ا ا ا) بقایا واجب الادا رقم اور مقررہ میعاد کے اندر رقم کی وصولی کی کوئی کوشش نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور نادہندگان سے مکمل ادائیگی کی متوقع تاریخ کیا ہے۔ نیز جعلی کلیموں کے ذریعے منتقل شدہ سینما گھروں کے کوائف بھی مہیا کریں ؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) ۱۔ کل متروکہ سینما گھر ۔ ۶۸
۲۔ کل رجسٹرڈ کارخانے ۔ ۶۱۹
۳۔ اول الاٹ شدہ ۔ ۲۸۹
۴۔ نیلام شدہ ۔ ۳۹۸

(ب) ۵۷۷

(ج) ۱۲۰

(د) * فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی — دستیاب شدہ ریکارڈ سے جو کوائف دستیاب ہوئے ہیں ان کے بنیاد پر فہرستیں مرتب کردی ہیں۔
۱ " " "
۲ " "

۳۔ بقایا جات کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں۔
۱۔ عدالتوں میں مقدمات زیر سماعت ہیں۔ جس کی وجہ سے حکم امتناعی

---

* براہ کرم فہرست آخر میں گوشوارہ اول میں ملاحظہ فرمائیں

جاری ہیں۔

۲۔ بقایا صورتوں میں وصولی کے لئے نوٹس جاری کئے جا رہے ہیں۔ جعلی کلیموں کے ذریعے منتقل شدہ سیتما گھروں کی کوئی باضابطہ اطلاع دفتر بورڈ آف ریونیو کو ہم نہیں پہنچائی گئی۔ ماسوائے ریگل سینما جس کی الاٹمنٹ بوجہ بوگس کلیم منسوخ کی جا چکی ہے اور ڈپٹی کمشنر کو لکھا جا چکا ہے کہ اس کا قبضہ حاصل کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صفدر علی۔

محکمہ بحالیات کی کارکردگی

*91 چودھری صفدر علی ڈیال۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ بحالیات کے دفتر کو ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے ختم کرا دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو محکمہ بحالیات نے ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے لیکر ۳۰ اپریل ۱۹۸۵ء تک کے عرصے کے متروکہ جائیداد کی بقایا رقم کتنے لوگوں سے وصول کی ہے اور کتنے ایسے لوگ ہیں جن کو محکمہ نے ملکیت کے ٹی او جاری کئے ہیں۔ نیز ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے اب تک کتنے مقدمات کا فیصلہ کیا گیا اور کتنے مقدمات عدالتوں میں زیر التواء پڑے ہوئے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ بحالیات میں کروڑوں روپے کی مالیات کی جائیداد کی ناجائز الاٹمنٹ کی نشاندہی کی تھی اگر ایسا ہے تو یہ کس عدالت میں زیر سماعت ہیں اور محکمہ نے ناجائز الاٹی افراد کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے نام بتہ مالیت جائیداد از قسم سکنی زرعی اور سینما و فیکٹری وغیرہ بتائے جائیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے قبل محکمہ بحالیات سے حکومت کو تقریباً ہر ماہ ۲۵ یا ۳۰ لاکھ روپے ماہوار آمدن ہوتی تھی جو اب بند ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔ عدالت عالیہ میں محکمہ بحالیات کے کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں اور محکمہ نے ان کے جلد فیصلہ کے لیا

اقدام کئے ہیں۔

(ہ) محکمہ بحالیات میں قبل ازیں کتنے افسر تعینات تھے اور اب موجودہ افسران اور دیگر عملہ کی تعداد کتنی ہے۔

(و) کیا موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ شاہراہ قائداعظم پر جو دفتر بحالیات کے ہیں وہ ابھی تک بند ہیں لوگوں کو کافی عرصہ سے محکمہ بحالیات نے نقول جاری کیں ہیں اور اس کے علاوہ فرید کوٹ ہاؤس میں ڈیڑھ بجے کے بعد محکمہ بحالیات کا تمام دفتر بند کر کے چلا جاتا ہے۔ گر ایسا ہے تو اس معاملہ کی چھان بین کرنے کو تیار ہے۔

(ز) محکمہ بحالیات کے صدر دفتر میں پہلے کتنے آفسر تعینات تھے ان کی تعداد کیا تھی اور اب موجود افسران اور سٹاف کی تعداد کیا ہے؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) محکمہ بحالیات ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے ختم کر دیا گیا ہے متروکہ جائیداد کی نیلامی اور زیر سماعت مقدمات کے فیصلہ جات اور بقایا جات کی وصولی کے لئے اضلاع اور ڈویژنوں میں نوٹیفائیڈ افسران مقرر کر دیے گئے ہیں۔ ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ سٹیلمنٹ کے تمام مقدمات ۳۰ جون ۱۹۸۶ء تک فیصلہ کر دیں اضلاع اور ڈویژنوں میں زیر سماعت مقدمات کی تعداد ۵۶۷ ہے۔ بقایا جات کی وصولی تعداد جاری کردہ ڈی۔او اور تفصیل منفصلہ مقدمہ جات کے کوائف اضلاع اور ڈویژنوں سے طلب کئے جا رہے ہیں۔

(ب) کوئی ایسی تفصیل محکمہ کے پاس موجود نہ ہے۔

(ج) پہلے کی طرح اب بھی تمام اضلاع میں وصولی جاری ہے۔ عدالت عالیہ لاہور میں اس وقت ۲۸۳۸ مقدمات زیر سماعت ہیں ان کے جلدی فیصلہ کے لئے جناب گورنر صاحب نے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس صاحب سے میٹنگ کی تھی اور مقدمات کا جلد فیصلہ کرنے کے لئے خصوصی طور پر ججوں کے تقرر کی تجویز پیش کی تھی۔ اب عدالت عالیہ میں مقدمات کی سماعت پہلے سے

زیادہ تیزی سے ہو رہی ہے۔

(د) محکمہ بحالیات میں پہلے گزٹڈ افسران ۳۰ تھے اور نان گزٹڈ ۳۲۲ تھے۔ اب یہ محکمہ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۶ء سے معرض وجود میں نہیں رہا۔

(و) ان دو دفاتر میں پرانا ریکارڈ محفوظ ہے جو کہ نئی عمارت فرید کوٹ ہاؤس میں منتقل ہونا ہے۔ اس ریکارڈ کے سابقہ عملہ سے چارج لینے کا انتظام کیا جا رہا ہے جس کے بعد ریکارڈ فرید کوٹ ہاؤس کی عمارت میں منتقل ہو گا۔ نقول جاری کی جا رہی ہیں۔

ایسی کوئی شکایت نوٹس میں نہیں آئی۔ تاہم ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ بورڈ کا عملہ جو کہ فرید کوٹ ہاؤس کام کرتا ہے وہ وقت کی پابندی کرے ورنہ تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ اس کے علاوہ اس معاملہ کی چھان بین کے لئے حکومت تیار ہے۔

(ذ) اس سوال کا جواب شق (د) میں اوپر دیا جا چکا ہے۔

جناب غلام سرور خان۔ ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جس طرح سے انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ سیٹلمنٹ کے تمام مقدمات کا ۳۰ جون ۱۹۸۶ء تک فیصلہ کر دیا جائے گا۔ کیا تمام مقدمات کا فیصلہ اب تک ہو چکا ہے یا نہیں؟

وزیر مال ۔ جناب سپیکر جس وقت یہ سوال آیا تھا۔ یہ تاریخ اس وقت دی گئی تھی اب اسی کی میعاد ۳۱ دسمبر ۱۹۸۶ء بڑھا دی گئی ہے اور انشاء اللہ یہ توقع ہے کہ تمام مقدمات کا فیصلہ اس تاریخ تک ہو جائے گا۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا۔ زیر سماعت جتنے مقدمات ہیں وہ کن کن عدالتوں میں زیر التوا ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے لئے آپ نیا سوال دیں۔

جناب غلام سرور خان۔ کن عدالتوں میں یہ مقدمات زیر سماعت ہیں۔ یہ متعلقہ سوال بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے لئے آپ نیا سوال دیں۔ چوہدری محمد عبداللہ ورک۔

موضع ہردو دیورائے میں جعلی الاٹمنٹ کی تحقیقات

*816 چوہدری محمد عبداللہ ورک ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چوہدری شفقت محمود ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نے ظفر علی سکنہ موضع ہردو دیوی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کی درخواست پر فصیح الدین ولد سعید الدین شیخ سکنہ موضع ہیگر تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کے حقوق ملکیت کے بارے میں انکوائری کی تھی اور ۲۳-۱۱-۱۹۸۳ء کو ایک رپورٹ پیش کی تھی۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ انتقال نمبر ۱۳۶۸ سے ۱۳۷۶ کا اندراج اور تصدیق جعلی دیتے ہوئے حکم دیا کہ مذکورہ انتقال کا دوبارہ جائزہ لیا جائے۔

(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر مذکور نے یہ رائے قائم کی تھی کہ موضع ہردو دیو رائے میں دو اشخاص کے نام پر جعلی الاٹمنٹ حاصل کی گئی ہے اور اس الاٹ شدہ رقبہ کے سلسلے میں تمام کاروبار اور تبادلہ وکیل خاں نمبردار کا مونکے رانا نذیر احمد ایڈووکیٹ اور میر احمد افضل ایڈووکیٹ گوجرانوالہ کر رہے ہیں اور اس طرح دھوکہ دہی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

(د) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے اسسٹنٹ کمشنر کو ہدایت کی تھی کہ وہ اس معاملے کی چھان بین کرے اور اس معاملہ میں عبدالستار نمبردار قلعہ دیدار سنگھ رانا وکیل خان سکنہ کامونکے اور رانا نذیر احمد ایڈووکیٹ اور میر افضل ایڈووکیٹ گوجرانوالہ کی ذمہ داری کا تعین کرے۔

(ہ) اگر جزو (د) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ اسسٹنٹ کمشنر نے تحقیقاتی رپورٹ پیش کر دی ہے۔ اگر پیش کر دی ہے تو اس کی ایک نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔ اگر پیش نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کی رپورٹ مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۸۵ء پر کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مال۔ (سردار محمد عارف)

(الف) ڈپٹی کمشنر صاحب نے مورخہ ۲۳-۱۱-۱۹۸۳ء کو کوئی رپورٹ نہ کی تھی بلکہ مورخہ ۲۳-۱۱-۱۹۸۴ء کو اس بارہ میں مفصل عدالتی حکم صادر فرمایا ہے۔ سوال میں تاریخ درستی طلب ہے۔

(ب) ڈپٹی کمشنر صاحب نے اپنے حکم میں مورخہ ۲۳-۱۱-۱۹۸۳ء میں ان انتقالات نمبر ۱۳۶۸ تا ۱۳۷۶ کو فرض کاری نمائش اور خلاف حقائق قرار دیتے ہوئے ان پر نظر ثانی کا حکم صادر فرمایا۔

(ج) ڈپٹی کمشنر صاحب کے روبرو ریکارڈ پر یہ بات سامنے آئی تھی کہ انتقالات تبادلہ اراضی موضع ہردو ڈیوڑھی ہمراہ موضع ہیگر کے سلسلہ میں وکیل خان نمبردار کا مولکی رانا نذیر احمد ایڈووکیٹ اور میر افضل خان ایڈووکیٹ کا عمل دخل ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) اسسٹنٹ کمشنر صاحب کی طرف سے تاحال رپورٹ موصول نہ ہوئی تاہم ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم مورخہ ۲۳-۱۱-۱۹۸۴ء کی تعمیل میں انتقالات نمبر ۱۳۶۸ تا ۱۳۷۶ پر نظر ثانی کرتے ہوئے رقبہ زیر بحث بذریعہ انتقالات نمبر ۱۵۵۷ تا ۱۵۶۱ بحق مرکزی حکومت منتقل ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری محمد عبداللہ ورک۔

رانا تجمل احمد خان۔ جناب والا، گزشتہ سوال پر میرا ایک ضمنی سوال ہے جناب والا۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ انکوائری رپورٹ کب تک مل جائے گی؟

وزیر مال۔ اس سلسلہ میں میں نے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو لکھ دیا ہے کہ فوری طور پر اپنی تمام کارروائی مکمل کریں اور ایک مہینہ کے اندر اندر مجھے رپورٹ کریں۔ ورنہ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چوہدری محمد عبداللہ ورک

موضع کامونکے کے انتقال نمبر ۲۲۲۳، ۲۲۲۸ اور ۲۷۴۵ میں جعلسازی

*817 چوہدری محمد عبداللہ ورک۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نے انکوائری کے بعد یہ حکم دیا تھا کہ کہ موضع کامونکے کے انتقال نمبر ۲۲۲۳، ۲۲۲۸، ۲۷۴۵ کا دوبارہ جائزہ لیا جائے۔
(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء کو ای۔اے۔سی (آر) نے ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کو یہ رپورٹ پیش کی تھی کہ مذکورہ ریکارڈ جعلسازی سے تیار کیا گیا ہے۔ اور مذکورہ بالا انتقال میں ملوث قصوروار اشخاص کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے۔
(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ محمد شریف بلھر رانا نذیر احمد ایڈووکیٹ، عبدالوکیل نمبردار کامونکے نے مسٹر رشید کے ساتھ ساز باز کر کے کامونکے کے کھاتہ نمبر ۱ کے آر این ۱۱ کا ایک جعلی کھاتہ تیار کیا اور انہوں نے جعلسازی کا ارتکاب کیا جیسا کہ متذکرہ ریونیو اسسٹنٹ نے ڈپٹی کمشنر کو رپورٹ کی تھی۔
(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نے اس معاملہ میں کیا کارروائی کی ہے اور آیا مذکورہ بالا اشخاص کے خلاف کوئی مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور اگر مقدمہ درج کیا گیا ہے تو وہ کس مرحلہ میں ہے؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)
(الف) انتقال نمبر ۲۲۲۳ اور ۲۲۲۸ موضع کامونکے پر نظر ثانی کی کارروائی ہو کر خارج ہو چکے ہیں۔ جبکہ انتقال نمبر ۲۷۴۵ پر نظر ثانی کی کارروائی عدالت عالیہ کے حکم امتناعی دوبارہ رٹ پٹیشن نمبر ۱۱۷۵۸ آف ۱۹۸۰ء بعنوان

محمد شریف وغیرہ بنام اسلام الٰہی وغیرہ کی وجہ سے ہنوز معرض التواء میں ہے۔

(ب) ای اے سی (آر) کی مورخہ ۲۳-۳-۱۹۸۰ء کی کوئی رپورٹ نہ ہے غالباً یہ افسر مال نگرانی کمیشن پنجاب کی مورخہ ۲۰-۳-۱۹۸۰ء کی رپورٹ ہے جس میں ملوث افراد کے خلاف مناسب کارروائی عمل میں لانے کی سفارش کی گئی ہے۔ ان سفارشات کی روشنی میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کے احکام جاری کئے جا رہے ہے

(ج) کھاتہ نمبر ۱ رجسٹر آر ایل ۱۱ (اربن) کے موضع کامونکے کے بارہ میں کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے۔ البتہ یہ کھاتہ نمبر ۱۰۱ ہے۔ جس کے متعلق کارروائی ہوئی تھی جس کے متعلقہ فائل دفتر ہذا میں دستیاب نہ ہے۔ سال ۱۹۸۳ء میں منشی محمد ریاض سابقہ محرر نے اسے وصول کیا تھا اس کے بعد اس مثل کا کوئی سراغ نہ مل سکا ہے۔ اس مثل کی تلاش جاری ہے۔ بصورت دیگر قصوروار کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

(د) معاملہ بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر ۱۱۷۵۸ سال ۱۹۸۰ء بعنوان محمد شریف وغیرہ بنام اسلام الٰہی وغیرہ عدالت عالیہ میں زیر غور ہے۔ اور حکم امتناعی صادر ہو چکا ہے۔ لہٰذا کارروائی معرض التواء میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری نذیر احمد۔

زمینداروں سے لوکل ریٹ کی وصولی

*891 چوہدری نذیر احمد۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زمینداروں سے دو روپے فی ایکڑ کے حساب سے لوکل ریٹ وصول کیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ طریقہ کے حساب سے ایک مرلہ کے مالک سے بھی دو روپے ہی لوکل ریٹ وصول کیا جاتا ہے حالانکہ ایک ایکڑ اور ایک مرلہ کی پیداوار میں بہت فرق ہے۔

اگر جزء ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت غریب کاشتکاروں کو اس زیادتی سے بچانے کے کوئی اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر مال ۔ (سردار محمد عارف)

(الف و ب) ربیع ۷۹ ۔ ۱۹۸۰ء سے لوکل ریٹ نافذ ہے۔ اراضی کی قسم اور تعداد کے مطابق شرح مقرر کی گئی ہے ۔ جو درج ذیل ہے

(۱) نہری اراضی پچیس ایکڑ تک دو روپیہ فی ایکڑ اور ایکڑ سے کم
۲ ۔ غیر نہری اراضی زائد از پچیس ایکڑ پچاس پیسے فی ایکڑ اور ایکڑ سے کم
۳ نہری اراضی زائد از پچیس ایکڑ تشخیص شدہ مالیہ کا ۶۰٪
اور غیر نہری اراضی زائد از پچاس ایکڑ ۔

ج اس میں زیادتی کا کوئی پہلو نہیں ہے ۔ یہ رقم کلیتاً اہل دیہہ کی فلاح پر خرچ ہوتی ہے ۔ اور اس لحاظ سے سب مالکان سے اس کی وصولی خواہ وہ کم سے کم رقبہ کے مالک ہوں ۔ جائز ہے ۔

جناب غلام سرور خان ۔ جناب سپیکر کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے ۔ کہ یہ لوکل ریٹ کن اداروں کے ذریعہ عوام کی فلاح پر خرچ ہوتا ہے ۔

وزیر مال ۔ لوکل ریٹ ضلع کونسل وصول کرتی ہے اور ضلع کونسل ہی اپنے علاقہ کی ترقی کے لئے یہ رقم خرچ کرتی ہے ۔ اس میں سے گورنمنٹ کوئی رقم وصول نہیں کرتی یہ تمام رقم ضلع کونسل کے پاس جاتی ہے ۔

جناب غلام سرور خان ۔ جناب والا یہ کس شرح سے وصول کیا جاتا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ شرح تو جواب میں لکھی ہوئی ہے ۔ ؟

جناب غلام سرور خان ۔ جس شرح سے وصول کیا جاتا ہے وہ جواب میں نہیں لکھا ہوا ۔

وزیر مال ۔ جناب والا جتنا لوکل ریٹ وصول کیا جاتا ہے ۔ وہ سارا کا سارا ضلع کونسل کو چلا جاتا ہے اس میں سے گورنمنٹ کوئی رقم وصول نہیں کرتی ۔

جناب غلام سرور خان ۔ جناب والا میرا یہ سوال تھا کہ لوکل ریٹ کس شرح

سے وصول کیا جاتا ہے ؟ یہ تو انہوں نے بتا دیا ہے کہ ایک ایکڑ سے اوپر ۲ روپے وصول کیا جاتا ہے۔ اور ایک ایکڑ سے کم کے بھی ریٹ انہوں نے بتا دیے ہیں۔ وزیر موصوف یہ بھی بتا رہے ہیں کہ یہ رقم ضلع کونسل خرچ کرتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لوکل کونسلیں کس تناسب سے یہ رقم خرچ کرتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے لئے آپ نیا سوال پیش کریں۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا میرا سوال ہے، کیونکہ انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ رقم کلیتاً اہل دیہہ کی فلاح پر خرچ ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے لئے آپ نیا سوال پیش کریں۔

جناب غلام احمد خان۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا عشر کی موجودگی میں لوکل ریٹ وصول کرنے کا کوئی جواز ہے، کیونکہ شرعی طور پر جب عشر اور زکوٰۃ کا نظام رائج ہو جاتا ہے تو اس قسم کے واجبات وصول کرنا غیر شرعی ہے اس لئے میں وزیر موصوف کی یہ وضاحت چاہوں گا کہ لوکل ریٹ جائز بھی ہیں یا نہیں ہیں۔

وزیر مال۔ جناب والا یہ تو اسلامک کونسل نے فیصلہ کرنا ہے کہ آیا یہ جائز ہے یا ناجائز ہے ؟ یا پھر اسمبلی نے فیصلہ کرنا ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز، اس پر میں از خود فیصلہ نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری محمد اعظم چیمہ

پٹواریوں اور قانونگوؤں کی تعیناتیوں میں بے ضابطگیوں کی تحقیقات

*893 چودھری محمد اعظم چیمہ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پٹواری اور قانون گو وغیرہ کے تبادلہ و تعیناتی کے بارے میں بورڈ آف ریونیو پنجاب نے بذریعہ چٹھی نمبر ۳۱۶۔۳۷/۶۹م۔ای (الف)

وی مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۷۳ء خاص ہدایات جاری کی ہیں جس کی رو سے پٹواری اور قانون گو تین سال سے زائد ایک ہی حلقہ میں تعینات نہیں رہ سکتے اور تبادلہ کی صورت میں ملحقہ حلقہ میں بھی تعینات نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اربن ایریا میں تعینات اہلکار کو دوبارہ رورل ایریا میں تعینات کیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل وزیر آباد و ضلع گوجرانوالہ میں پٹواریوں اور قانون گو کی تعیناتی میں کافی بے ضابطگیاں کی گئی ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہر ضلع کے ایسے کلیکٹروں کے خلاف جو بورڈ آف ریونیو کے احکامات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

قدیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) یہ درست ہے۔ کہ پٹواریوں اور قانونگوؤں کی تعیناتی اور تبدیلی کے متعلق بورڈ آف ریونیو نے بذریعہ گشتی مراسلہ نمبر ۴۹۶/۷۳-۵۱۰۷ ای (الف) ۵ مورخہ ۷ فروری ۱۹۷۳ء ڈپٹی کمشنر اور کمشنروں کو سوال میں مندرجہ ہدایات دی تھیں۔

(ب) ان ہدایات کی نوعیت Advisory ہے۔ قانونگوؤں اور پٹواریوں کے تبادلے تمام اضلاع میں بشمول ضلع گوجرانوالہ عام حالات میں حکومت کی ہدایات کے مطابق کئے جاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات کارسرکار کے پیش نظر یا اہلکاروں کی جائز تکالیف کے مدنظر انسانی ہمدردی کی بناء پر مندرجہ بالا ہدایات سے معمولی انحراف بھی کیا جا سکتا ہے مثلاً الیکشن کی وجہ سے یا ناگہانی قدرتی آفات کے وقوع پذیر ہونے کی صورت میں بورڈ آف ریونیو کی ان ہدایات پر حتمی اور کلی عمل درآمد سے بعض اوقات کارسرکار کو عوض اسلوبی سے سرانجام دینے میں وقت پیش آسکتی ہے۔ ایسے حالات میں بورڈ آف ریونیو کی مندرجہ بالا ہدایات پر عمل نہ کرنا مستحسن ہوگا۔ جب تک کوئی خاص مثال سامنے نہ ہو یہ حتمی طور پر نہیں کیا جا سکتا کہ بورڈ آف ریونیو کی

مندرجہ بالا ہدایات کی دیدہ دانستہ خلاف ورزی کی گئی ہے۔
(ج) چونکہ جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ لہٰذا کسی ڈی سی کلکٹر کے خلاف اس بنا پر کارروائی نہ کی جاسکتی ہے۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا جو پٹواری کسی بے ضابطگی کی وجہ سے ایک ضلع میں dismiss قرار دیے جاتے ہیں۔ ان کی دوسرے ضلع میں تعیناتی کس قانون کی بناء پر کی جاتی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اپنا سوال دھرایئے گا۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ جو پٹواری کسی بے ضابطگی کی وجہ سے کسی ضلع میں معطل کر دیے جاتے ہیں ان کی تعیناتی دوسرے ضلع میں کس قانون کے تحت کی جاتی ہے۔

وزیر مال۔ جناب والا میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو پٹواری جس ضلع میں بھرتی ہوتے ہیں اس ضلع سے دوسرے ضلع میں نہیں جاسکتے اور نہ ہی ان کی وہاں پر تعیناتی ہوسکتی ہے۔ اگر فاضل رکن کے پاس کوئی ایسی مثال موجود ہے تو میرے نوٹس میں لائی گئی میں فوری طور پر اسی پر کارروائی کروں گا۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا میرے ضلع راولپنڈی میں ضلع جھنگ کے چار پٹواری جو کہ اپنے ضلع میں dismiss ہوئے، ان کی تعیناتی ضلع راولپنڈی میں کس قانون کے تحت کی گئی ہے۔ اس کی وزیر موصوف وضاحت فرمائیں۔

وزیر مال۔ جناب والا یہ مجھے لکھ کر دے دیں تو میں اس پر تحقیقات کروا کر اس پر کارروائی کروں گا۔ اور اس معزز ایوان کو اطلاع بھی فراہم کروں گا

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

نمبرداروں کے اختیارات

*915 ملک صلاح الدین ڈوگر۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نمبرداروں کو مزید اختیارات دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی تفصیل کیا ہے اور کب تک اس پر عمل درآمد متوقع ہے؟

وزیر مال۔ (سردار محمد عارف)

(الف) حکومت نمبرداروں کے اختیارات میں اضافہ کے متعلق کسی تجویز پر غور نہیں کر رہی ہے۔ تاہم نمبرداری کے ادارہ کو مستحکم کرنے کے لئے نمبرداروں کو مندرجہ ذیل مراعات دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے چیدہ چیدہ امور درج ذیل ہیں۔

۱۔ درخواست دینے پر نمبرداروں کو بندوق یا ریوالور کا لائسنس مفت دیا جائے گا۔

۲۔ تمام ریونیو آفسران نمبرداروں سے وقتاً فوقتاً میٹنگ کرتے رہیں تاکہ محکمہ مال اور نمبرداروں کے درمیان رابطہ مضبوط ہو۔

۳۔ چوکیداروں کا کنٹرول نمبرداروں کے پاس ہی رہے۔

۴۔ نمبرداروں کو بعض معاملات میں تصدیقی سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے اختیارات تفویض کئے جائیں۔

۵۔ محکمہ مال کے افسران مالیہ کی وصولی میں نمبرداروں کی مؤثر اعانت کریں۔

۶۔ کوئی رجسٹری یا انتقال منظور کرتے وقت متعلقہ نمبردار کی تصدیق یا شناخت کو ترجیح دی جائے۔

(ب) تفصیلات جزو (الف) میں آچکی ہیں۔

ڈی سی آفس خانیوال کے عملہ کے لئے رہائشی کوارٹروں کی تعمیر

۹۹۰۔ جناب عبدالرزاق۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ نے ڈپٹی کمشنر ملتان اور ڈپٹی کمشنر وہاڑی کے عملہ کو رہائشی کوارٹر الاٹ کر رکھے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت ڈی سی آفس خانیوال کے عملہ کے لئے

بھی رہائشی کوارٹر بنانے پر غور کر رہی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ڈی سی آفس خانیوال کے عملہ کے لئے کب تک کوارٹر تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) یہ درست ہے کہ ملتان اور وہاڑی دونوں اضلاع میں ڈی سی آفس کے کچھ اہلکاروں کو سرکاری کوارٹر ملے ہوئے ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) کوارٹر کی تعمیر شروع ہو چکی ہے۔

بوگس کلیموں پر الاٹمنٹ کی تحقیقات

*1000 جناب قاضی عبدالحکیم۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ مسمیان محمد حیات باغ علی ولد سردار علی، گلزار خان ولد غلام قادر حاکم علی ولد باغ و حاکم علی بھٹی لیٹن ڈوگر، محمد شریف اچھرہ والے وغیرہ نے دھوکا دہی اور جعلسازی سے محکمہ بحالیات اور بورڈ آف ریونیو کے اہلکاران کی ملی بھگت سے بوگس کلیموں پر مواضعات جیڑہ، امرسدھو گوندوا، چوہنگ خورد، کبیر خورد، پھیکے والا، اجودھیا پور، دھنا سنگھ والا۔ اچھرہ بیگم کوٹ شاہدرہ، جیا موسیٰ، بابو صابو بستی میلہ رام ہربنس پورہ شیخوپورہ ماڈل ٹاؤن ضلع قصور میں چونیاں کالوکھارہ، ملتان، صادق آباد لیہ، راولپنڈی جھنگ اور گوجرانوالہ میں شہری اور زرعی اراضی اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے نام الاٹ کرائی تھی اگر ایسا ہے تو اس کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ افراد کے خلاف ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر ہوئی تھی اگر ایسا ہے تو اس کمیٹی کی مکمل رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں تحریر کیا تھا کہ متذکرہ افراد ۔۔۔ ۱۰۱ کنال اراضی ناجائز طور پر الاٹ کرانے کے مرتکب ہوئے ہیں۔

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چودھری محمد حسین اے سی (ایس) نے عرصہ ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۳ء کے دوران متذکرہ فراڈی گروہ کے خلاف مسلیں تیار کی تھیں۔

(ہ) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں تو ان مسلوں پر کیا کارروائی کی گئی اور اگر نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) مواضعات امرسدھو، بھیکے والی دھنا سنگھ والا اور چرڑ وغیرہ میں جعلسازی اور فراڈ سے متروکہ اراضی کی الاٹمنٹ حاصل کرنے کے جن مقدمات کی نشان دہی کی گئی تھی۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے ان کی فہرست اور ہر مقدمہ کی صورت حال فراہم کی ہے جو برائے ملاحظہ لف ہے۔ اضلاع قصور، ملتان، صادق آباد، لیہ، راولپنڈی جھنگ اور گوجرانوالہ میں جعلی الاٹمنٹ کے کوائف دفتر ہذا میں نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو مراسلات جاری کر دیے ہیں۔ کہ وہ ضروری تفصیلات فراہم کریں اور ہمیں یہ بتائیں کہ مسمات محمد حیات اور باغ علی وغیرہ یا ان کے عزیز و اقارب نے اگر جعلسازی یا فراڈ سے زرعی اراضی حاصل کی ہو تو ان کی نشان دہی کریں۔

(ب) ۔ یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر صدر نے ۸۱ - ۱۹۸۲ء میں بوگس
(ج) ۔ الاٹمنٹ کے مقدمات کے بارے میں نشان دہی کی تھی اور اس کی
(د) ۔ بنیاد پر ڈپٹی کمشنر کی طرف سے موصول شدہ فہرست اور ہر مقدمہ کی مختصر
(ہ) ۔ صورت حال لف کر دی گئی ہے۔

(الف) اسسٹنٹ کمشنر (صدر) لاہور نے سال ۱۹۸۱ء ۱۹۸۲ء میں بوگس الاٹمنٹ کے مقدمات کے بارے میں نشاندہی کی تھی۔

(ب) نشاندہی کردہ الاٹمنٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) رقبہ تعدادی ۱۰ — ۲۲ K M موضع دھنا سنگھ والا الاٹمنٹ بنام آستبا بی بیگم وغیرہ (زیر تفتیش انٹی کرپشن)

(۲) رقبہ تعدادی ۱۰ — ۲۲ K M موضع دھنا سنگھ والا الاٹمنٹ بنام اعجازی بیگم وغیرہ (انٹی کرپشن)

(۳) رقبہ تعدادی ۱۰ — ۲۲ K M موضع دھنا سنگھ والا الاٹمنٹ بنام ظفر النساء بیگم وغیرہ (انٹی کرپشن)

(۴) رقبہ تعدادی ۳۰ — ۶۷ K M موضع امرسدھو الاٹمنٹ بنام کریم بخش ولد قطب دین وغیرہ (فیکٹری ایریا) رٹ پٹیشن ۸۰ / ۳۱۷۱ عدالت عالیہ ہائی کورٹ زیر سماعت ہے۔

(۵) رقبہ تعدادی ۰۰ — ۲۲ K M مواضعات چرڑ امرسدھو باغانوالہ چاہ میراں سادھو کی بنام ماہرہ پروین صلاح الدین وغیرہ سمات شمیم اختر وغیرہ فاطمہ بی بی بلقیس اختر (انٹی کرپشن) رٹ پٹیشن 81-R-594-81-R-586-R-81-X-597-81-V-99-5 عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہیں۔

(۶) رقبہ تعدادی ۳۰ — ۳۰ K M موضع کھاڑک بنام ڈاکٹر عبدالرؤف وغیرہ (نواں کوٹ) عدالت میں زیر سماعت ہے۔

(۷) رقبہ تعدادی ۰۰ — ۱۹۲ موضع چرڑ بنام محمد ملوک وغیرہ (فیکٹری ایریا) مقدمہ عدالت سے فیصلہ ہو کر ملزمان بری ہو چکے ہیں۔

(۸) رقبہ تعدادی ۱۰ — ۱۹ K M موضع مزنگ بنام عبدالشکور فضل الرحمن وغیرہ (تھانہ مزنگ) رٹ عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔

K M

(۹) رقبہ تعدادی ۴ - ۶ موضع امرسدھو بنام بشیرالدین وغیرہ (تھانہ لوئر مال) رٹ پٹیشن ۸۱ - آر - ۶۱۱ عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔

K M

(۱۰) رقبہ تعدادی ۱۵ - ۱۹۷ موضع امرسدھو - خادم حسین بنام محمد اسماعیل وغیرہ (فیکٹری ایریا) سول جج کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔

K M

(۱۱) رقبہ تعدادی ۰ - ۳۰۳۱ موضع چرڑ بنام شرف دین مسمات رابعہ وغیرہ محمد اقبال وغیرہ محمد ادریس وغیرہ رٹ پٹیشن نمبر ۸۰ - آر - ۱۶۹ - ۸۰ - آر - ۱۵۸ - ۸۰ - آر - ۸۲۲ - ۸۱ - آر - ۴۰۴ - ۸۱ - آر - ۱۱۲۷ - ۸۱ - آر - ۶۰۲ عدالت عالیہ ہائی کورٹ زیر سماعت ہے۔

(۱۲) رقبہ تعدادی ۵ - ۸۴ موضع پیکھے وال بنام محمد اشرف وغیرہ (انٹی کرپشن)

(۱۳) رقبہ تعدادی ۱۹ - ۱۲۳، امرسدھو بنام محمد حسین ولد مختار احمد رٹ پٹیشن ۸۱ - آر ۳۸۱ عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔

K M

(۱۴) رقبہ تعدادی ۰ - ۸ موضع پیکھے وال بنام ضیاالحسن خان (وحدت کالونی) عدالت میں زیر سماعت ہے۔

K M

(۱۵) رقبہ تعدادی ۱۱ - ۱۹۳ موضع اجودھیا پور بنام مناظرالدین صدیقی (انٹی کرپشن رٹ پٹیشن عدالت عالیہ ہائی کورٹ زیر سماعت ہے

K M

(۱۶) رقبہ تعدادی ۰ - ۲۲ موضع اجودھیا پور بنام محمد بشیر ولد ابراہیم وغیرہ (انٹی کرپشن)

(۱۷) رقبہ تعدادی ۰ - ۲۴ K M موضع روڑانوالہ بنام علی خاں (تھانہ برکی)

(۱۸) رقبہ تعدادی ۰-۱۷-۶ K M موضع اجودھا پور حسین ولد سومار - رٹ پٹیشن نمبر ۱۱۹ - آر - ۷۷ عدالت عالیہ ہائی کورٹ بنچ جناب جسٹس گل محمد خان، جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ بحق حسین ولد سومار فیصلہ ہو چکا ہے جس کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل ا-سی-اے of 1901 CPSLA No. 917. دائر شدہ ہے۔

(۱۹) رقبہ تعدادی ۰-۷-۱۸۵ K M موضع دھنا سنگھ والا بنام محمد حسین ولد عطا محمد (انٹی کرپشن) سول ڈویژن ۱۹۸۰ آف ۱۸۲۸ وسول ڈویژن ۱۹۸۰ - ڈی ۱۹۱۹ - عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہیں۔

(۲۰) رقبہ تعدادی ۲-۹-۱۰۱ K M موضع اجودھیا پور - گوہاوا بیکھے وال دھنا سنگھ والا بنام محی الدین محمد خاں ولد یوسف محمد خاں (انٹی کرپشن) رٹ پٹیشن نمبر ۱۱۱ - آر، ۷۷ عدالت عالیہ ہائی کورٹ - ڈبل بنچ جناب جسٹس گل محمد خان و جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ سے بحق الاٹی فیصلہ صادر ہو چکا ہے جس کے خلاف اپیل ا-سی - اے نمبری 918 of 1981 CPSLA-No. عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ میں دائر شدہ ہے۔

(۲۱) رقبہ تعدادی ۱۳-۰-۱۹۲ K M موضع چڑڑ بنام محمد اسماعیل وغیرہ (فیکٹری ایریا) مقدمہ زیر سماعت بعدالت جناب خالد بشیر صاحب سول جج - لاہور۔

(۲۲) رقبہ تعدادی ۰-۰-۲۰۶ K M عباس علی خان (فیکٹری ایریا) انتقالات واراضی پر ہو خارج ہو چکے ہیں۔

(ج) ان الاٹمنٹ ہائے کے بارے میں مقدمات زیر تفتیش ہیں ہر مقدمہ کی صورت حال پیرا بالا میں درج کی گئی ہے۔

(د) دیگر کسی مقدمات کا علم دفتر ہذا کو نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر - چودھری مشتاق حسین۔

صوبہ میں تحصیلداروں کی تعیناتی

*1047 چوہدری مشتاق حسین - کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ کے مختلف ڈویژنوں میں یکم جنوری ۱۹۸۵ء سے ۱۲ دسمبر ۱۹۸۵ء تک نائب تحصیلداروں کی کتنی آسامیاں خالی تھیں اور ان میں سے کتنی آسامیاں ۲۲ دسمبر ۱۹۸۵ء تک پر کی گئی۔ نیز مذکورہ آسامیوں کو پر کرنے کے لئے کیا قواعد مقرر ہیں۔

(ب) ایسے اشخاص کے ڈویژن وار نام اور پتے کیا ہیں جن کی مذکورہ آسامیوں پر تقرری کی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آسامیوں پر گرداوروں کو بھی ترقی دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو ان کی ضلع وار تفصیل نیز ان کے نام اور پتے کیا ہیں؟

وزیر مال۔ (سردار محمد عارف)

(الف) مورخہ یکم جنوری ۱۹۸۵ء سے ۲۲ دسمبر ۱۹۸۵ء تک صوبہ کے مختلف ڈویژنوں میں نائب تحصیلداران کی خالی آسامیوں کی تعداد اور ان میں سے جتنی اس دوران پر کی گئیں کی تعداد کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

آسامیاں پنجاب تحصیلداری و نائب تحصیلداری قوانین مجریہ ۱۹۶۲ء کی رو سے مندرجہ ذیل تناسب سے پر کی جاتی ہیں۔

(۱) کل آسامیوں کا ایک تہائی یعنی ۳۳ فیصد براہ راست بھرتی سے۔

(۲) ۱۷ فیصد محکمہ مال کے دفتری اہلکاران سے۔

(۳) ۵۰ فیصد قانوگویاں کو ترقی دیکر۔

(ب) ڈویژن وار نام اور پتے کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

* براہ کرم فہرست گوشوارہ دوم پر ملاحظہ فرمائیں

(ج) یہ درست ہے کہ قواعد کی رو سے گرداوروں کی بھی نائب تحصیلداران کی آسامیوں پر ترقی دی گئی ہے۔ ایسے اشخاص کے نام اور پتے کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ چودھری مشتاق حسین۔

صوبہ میں زیر کاشت دریائی رقبہ

1048* چودھری مشتاق حسین۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) صوبہ میں کل کتنے ایکڑ دریائی رقبہ ہے اور اس میں سے کتنا رقبہ زیر کاشت ہے۔

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) صوبہ پنجاب میں دریائی رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کل دریائی رقبہ (ایکڑوں میں)	زیر کاشت (ایکڑوں میں)	غیر کاشتہ (ایکڑوں میں)
۴۰۳۶۷۶۲	۱۶۷۸۴۳۳	۲۳۵۸۳۲۹

ضلع وار تفصیل منسلک نقشہ میں ہے۔

صوبہ میں دریائی رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اضلاع	کل دریائی رقبہ ایکڑ	زیر کاشت رقبہ ایکڑ	غیر کاشت رقبہ ایکڑ
۱	لاہور	۵۰۲۱۴	۳۵۳۹۷	۱۴۸۱۷
۲	قصور	۱۴۸۴۳۶	۵۸۳۷۷	۹۰۰۵۹
۳	شیخوپورہ	۱۰۰۸۵۳	۶۷۶۸۲	۳۳۱۷۱
۴	اوکاڑہ	۶۷۹۴۳	۱۳۶۵۳	۵۴۲۹۰
		۳۶۷۴۴۶	۱۷۵۱۰۹	۱۹۲۳۳۷

نمبر شمار	نام اضلاع	کل دریائی رقبہ ایکڑ	زیر کاشت رقبہ ایکڑ	غیر کاشت رقبہ ایکڑ
۵	سرگودھا	۴۳۵۸۵	۱۷۲۰۵	۲۶۳۸۰
۶	میانوالی	۳۰۱۶۵۷	۸۶۸۷۸	۲۱۴۷۷۹
۷	بھکر	۱۶۶۰۴۹	۶۹۹۴۹	۹۶۱۰۰
۸	خوشاب	۳۴۶۱۰	۱۰۵۸۹	۲۴۰۲۱
		۵۴۵۹۰۱	۱۸۴۶۲۱	۳۶۱۲۸۰
۹	فیصل آباد	۱۰۱۶۵	۱۱۲۴	۹۰۴۱
۱۰	جھنگ	۱۷۱۶۲۳	۷۲۸۳۴	۹۸۷۸۹
۱۱	ٹوبہ ٹیک سنگھ	۳۳۵۳۴	۲۰۷۸۴	۱۲۷۵۰
		۲۱۵۳۲۲	۹۴۷۴۲	۱۲۰۵۸۰
۱۲	گوجرانوالہ	۱۰۸۸۵۷	۵۱۱۶۳	۵۷۶۹۴
۱۳	سیالکوٹ	۱۵۹۴۹۲	۷۴۳۹۷	۸۵۰۹۵
۱۴	گجرات	۷۹۳۴۵	۱۳۴۸۴	۶۵۸۶۱
		۳۴۷۶۹۴	۱۳۹۰۴۴	۲۰۸۶۵۰
۱۵	ملتان	۳۶۳۲۱۱	۲۷۸۰۹۷	۸۵۱۱۴
۱۶	ساہیوال	۹۴۳۵۹	۴۴۹۵۷	۴۹۴۰۲
۱۷	وہاڑی	۸۰۷۳۲	۴۳۰۹	۳۷۶۴۱

نمبر شمار	نام اضلاع	کل دریائی رقبہ ایکڑ	زیر کاشت رقبہ ایکڑ	غیر کاشت رقبہ ایکڑ
۱۸	خانیوال	۳۰۰۳۶	۱۹۴۵۸	۱۰۵۷۸
	کل میزان	۵۶۸۳۳۸	۳۸۵۶۰۲	۱۸۲۷۲۵
۱۹	بہاولپور	۱۷۱۳۰۸	۱۱۰۴۴۲	۶۰۸۶۶
۲۰	رحیم یار خاں	۱۸۷۷۳۰	۱۱۶۲۳۵	۷۱۴۹۵
۲۱	بہاولنگر	۱۴۹۰۰۷	۷۴۹۷۴	۷۴۰۳۳
	کل میزان	۵۰۸۰۴۵	۳۰۱۶۵۱	۲۰۶۳۹۴
۲۲	ڈیرہ غازی خاں	۳۴۰۳۳۵	۸۲۸۰۱	۲۵۷۵۳۴
۲۳	مظفر گڑھ	۵۸۵۳۳۸	۲۵۶۲۵۲	۳۲۹۰۸۶
۲۴	لیہ	۱۲۳۰۴۹	۴۱۶۰۴	۸۱۴۴۵
۲۵	راجن پور	۱۸۶۳۳۶۸	۵۹۲۱۰۷	۱۲۷۱۲۶۱
	کل میزان	۲۹۱۲۰۹۰	۹۷۲۷۶۴	۱۹۳۹۳۲۶
۲۶	راولپنڈی	———	———	———
۲۷	چکوال	———	———	———
۲۸	جہلم	۳۸۷۸۹	۱۸۴۱۵	۲۰۳۷۴
۲۹	اٹک	۹۵۰۰	———	۹۵۰۰
		۴۸۲۸۹	۱۸۴۱۵	۳۹۸۷۴

چودھری گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے استدعا کر سکتا ہوں کہ جو رقبہ دریا برد ہو رہا ہے ۔ وہاں پر حکومت کا پشتے بنانے کا ارادہ ہے کیونکہ دریا برد گی سے سیالکوٹ اور گجرات کے اضلاع کا سارا رقبہ دریا برد ہو رہا ہے لیکن حکومت اس پر کوئی کارروائی نہیں کر رہی ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان زمینوں کو دریا برد گی سے بچانے کے لئے حکومت کوئی اقدامات کر رہی ہے یا نہیں ۔

وزیر مال ۔ جناب والا یہ میرا سوال نہیں ہے وزیر آبپاشی اس کا جواب دے سکتے ہیں ۔

جناب سجاد احمد چیمہ ۔ جناب سپیکر ! وزیر موصوف نے ابھی سوال نمبر ۱۰۸۴ کے جواب میں جو اعداد و شمار مہیا کئے ہیں ۔ وہ کب تیار کئے گئے تھے ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ! یہ ابھی تیار کی گئی ہیں اور اگر ان کی صحت پر آپ کو کوئی شک ہے تو آپ ثبوت دے دیں اس کے لئے میں کارروائی کرنے کے لئے تیار ہوں ۔

سید اقبال احمد شاہ ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جو زمینیں دریا برد ہوئی ہیں ان کے متبادل ان زمینوں کے کاشتکاروں کو کوئی زمین دی گئی ہے ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے حکومت کی یہ پالیسی تھی کہ ایسے مالکان جن کی چار ایکڑ سے کم زمین بچتی تھی ان کو زمین دی جاتی تھی لیکن ۷۹ ۔ ۱۹۸۰ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایسے زمیندار اور کاشتکار ان جن کی اراضی چار ایکڑ سے کم رہ جائے جن کی جائیداد یا زمین دریا برد ہو چکی ہو صرف وہی اشخاص گورنمنٹ کی زمین کی نیلامی میں حصہ لے سکتے ہیں ۔ گورنمنٹ ایسی اور کوئی اضافی زمین مہیا نہیں کر رہی ۔

جناب غلام سرور خان ۔ جناب سپیکر ! سیلابی رقبے کا جو یہ نقشہ دیا گیا ہے اس میں ضلع راولپنڈی کا کوئی رقبہ ظاہر نہیں کیا گیا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ خسرہ گرداوری میں رقبے کے اندراج کے خانے میں جہاں سیلابی لکھا ہوتا ہے کیا وہ بھی دریائی سیلابی زمین ہوتی ہے ۔

وزیر مال - جناب والا! راولپنڈی اور چکوال میں کوئی رقبہ دریا برد نہیں ہوا ہے اس لئے وہاں پر رقبہ لکھنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب غلام سرور خان - میرا سوال یہ تھا کہ خسرہ گرداوری کے خانہ کاشت میں جو سیلابی رقبہ لکھا ہوتا ہے وہ سیلابی رقبہ کونسا ہوتا ہے؟۔

جناب ڈپٹی سپیکر - آپ کا مسئلہ جو ہے وہ دریا برد زمین کا ہے اس کے لئے آپ نیا سوال دے دیں۔

جناب غلام سرور خان - جناب میرا سوال بھی یہی ہے۔ یہ نیا سوال نہیں بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر - اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

چودھری غلام احمد خان - جناب والا میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو اراضی ندی نالوں یا دریاؤں کی وجہ سے برد ہو جاتی اس کا مالیہ ختم کیا جاتا ہے یا کہ نہیں کیا جاتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر - اس کے لئے آپ نیا سوال دیں۔

جناب غلام سرور خان - جناب سپیکر اگر آپ ان سے ہمیں کوئی سوال پوچھنے نہیں دینا چاہتے تو بیشک آپ انہیں اجازت دے دیں کہ یہ چلے جائیں۔ ہمارے جو سوال بھی ہوں گے وہ relevant ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر - آپ جو سوال relevant پوچھیں گے یقیناً اس کا جواب دیا جائے گا۔ آپ relevant سوال پوچھیں۔ اور بیشک پوچھیں۔

چودھری گلزار خان وڑائچ - جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ استدعا کرونگا۔ کیا کسی جگہ پر لفظ 'دریا' کی تعریف کی گئی ہے کہ دریا کسے کہتے ہیں یا ہر نالہ جو زمین کو برد کرتا ہے یا ضائع کرتا ہے اسے بھی دریا میں شمار کریں گے۔ کیونکہ ہمارے گجرات ضلع میں بہت سارے موسمی نالے ہیں جس کی وجہ سے ہزاروں ایکڑ رقبہ برد ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر - چوہدری صاحب آپ کو دریا اور نالے کا فرق معلوم نہیں ہے؟

چوہدری گلزار خان وڑائچ - جناب جس میں پانی ہو اور جو سب کچھ بہا کر لے جائے میں تو اسے دریا ہی سمجھتا ہوں۔ جو طاقتور ہو وہ دریا ہے اور جو کمزور ہو وہ نالہ

ہے ۔ میں تو دریا اسے سمجھتا ہوں کہ بہا کر لے جائے ۔ ہمارا بہت سارا رقبہ وہ موسمی نالہ بہا کر لے گیا ہے۔ اور وہ دریا ہی ہے۔ پانی میں لکھا نہیں ہوتا کہ یہ دریا ہے اور یہ نالہ ہے ۔ جو پانی نقصان کرے اور رقبہ تباہ کرے وہ دریا ہے۔ اس لئے میں تو یہی سمجھتا ہوں ۔ وہ بھی اس میں شمار کیا گیا ہے یا نہیں ؟

وزیر مال ۔ میں چودھری صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ پڑھیں کہ اصل سوال انہوں نے مجھ سے کیا پوچھا ہے ! اصل سوال یہ ہے کہ صوبہ میں کل کتنے ایکڑ دریائی رقبہ ہے" میں نے دریائی رقبہ کا ذکر کیا ہے۔ باقی نالوں وغیرہ کا اگر آپ پوچھ لیں تو اس کے متعلق بھی میں وضاحت کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جناب نذیر احمد

میٹرک پاس تحصیلداروں کو ترقی دینا

*1094 جناب نذیر احمد کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیلداروں کو ترقی دیکر مجسٹریٹ بنایا جاتا ہے اور اس سے آگے بھی ترقی دی جاتی ہے اگر ایسا ہے تو پھر پرانے میٹرک پاس تحصیلداروں کو کیوں ترقی نہیں دی جاتی حالانکہ وہ بھی تجربہ کار ہوتے ہیں اور اہلیت رکھتے ہیں۔

وزیر مال (سردار محمد عارف)

یہ صحیح ہے کہ تحصیلداروں کو مجسٹریٹ کے عہدہ پر ترقی دی جاتی ہے اور انہیں اس سے آگے بھی ترقی کے مواقع میسر آتے رہتے ہیں۔ تاہم مطابق قاعدہ نمبر ۷ قواعد مغربی پاکستان سول سروس (ایگزیکٹو برانچ) مجریہ ۱۹۶۴ء ان تحصیلداروں کو ترقی کے اہل تصور کیا جاتا ہے۔ جو کہ گریجوایٹ ہوں البتہ ۱۹۸۵ء سے جناب گورنر صاحب کے حکم سے تحصیلداروں کی تعلیمی شرط کو کچھ نرم کر دیا گیا تھا جس کے نتیجے میں ایف۔ اے پاس تحصیلداران کو بھی ترقی دی جانے لگی ہے۔

میٹرک پاس تحصیلداروں کو ترقی نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ صرف میٹرک تک تعلیم یافتہ تحصیلدار ترقی کے بعد اعلیٰ عہدوں کی ذمہ داریاں نبھانے سے قاصر رہیں گے کیونکہ

تحصیلدار بطور مجسٹریٹ ترقی پانے کے بعد اے سی اور ڈی سی کے عہدہ تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔

جناب سجاد احمد حیمہ ۔ جناب سپیکر وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ میٹرک پاس تحصیلداروں کو ترقی نہیں دی جاسکتی ۔ یہ انہوں نے اپنے قانون کا حوالہ دیا ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جب ہمارے وزراء انڈر میٹرک ہو سکتے ہیں۔ تو نائب تحصیلداروں کو جو میٹرک پاس ہیں انہیں ترقی کیوں نہیں دی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ سردار صاحب آپ ان کا یہ سوال سمجھے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سجاد احمد حیمہ ۔ میرا سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ جو میٹرک پاس نائب تحصیلداریں ان کو ترقی دینے کے کچھ رولز ہیں تو میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جب ہمارے وزراء انڈر میٹرک ہیں ۔ تو میٹرک پاس لوگوں کو ترقی کیوں نہیں دی جاتی۔ کیا یہ اس سلسلے میں قانون سازی کے لئے کچھ غور فرما رہے ہیں یا کہ نہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے لئے آپ نیا سوال دیں ۔

وزیر مال ۔ جناب والا اس کے لئے میں بھی تیار ہوں۔ میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں ۔ .... (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیے سردار صاحب ۔ میاں مختار احمد شیخ صاحب ۔

قانون وراثت میں خواتین کے حقوق کی حفاظت

*1130 ۔ میاں مختار احمد شیخ ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بیٹیاں اپنے والدین کی جائیداد میں سے باقاعدہ قانونی حصّہ کی حقدار ہوتی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت ان والدین اور دیگر ایسے افراد کے خلاف جو کہ اپنی بیٹیوں کو جائیداد میں مقررہ اور متعینہ حصّہ سے محروم رکھتے ہیں کوئی ایسا قانون نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جس سے آئندہ خواتین کے جائیداد

کے قانونی حصہ سے محرومی کے اسباب کا سدباب ہو سکے۔

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) جی ہاں۔

(ب) جہاں تک جزو ب کا تعلق ہے والدین کی حیات میں اولاد ان کی جائیداد کی حق دار نہ ہے۔ جب تک کہ والدین خود اپنی رضامندی سے اولاد کو اپنی جائیداد میں سے حصہ ہبہ کر دے۔

شق ج والدین کے ترکہ (وراثت) میں سے اس کی اولاد حصہ دار ہے۔ جس میں بیٹی کا حصہ بیٹے کے حصہ کا ½ ہے اور اگر بیٹی ہو ترکہ (وراثت) میں اپنے حصہ کے بارے میں کوئی شکایت ہو تو وہ اپنے حق کی خاطر مجاز عدالتوں سے رجوع کر سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں محمود احمد صاحب

وزیر مال۔ جناب سپیکر اس سلسلے میں گزارش ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے جو یہ لکھ کر دیا تھا کہ وہاں پر پٹواری نہیں بیٹھتے ہیں۔ اس کے متعلق میں نے فوری طور پر ایکشن لے لیا تھا اور اگر میاں صاحب یہاں موجود ہوتے تو وہ ہاؤس کو بتاتے۔ کہ اس پر فوری طور پر کارروائی کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ سوال کا جواب پڑھ دیں۔

پٹواریوں کو متعلقہ حلقوں میں بیٹھنے کی ہدایت

*1315 میاں محمود احمد۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اہالیان ملن سکھ۔ بیگم کوٹ۔ جیا موسیٰ اور ملحقہ آبادیوں کے مکینوں نے ایک درخواست وزیر مال کو دی تھی کہ ہمارے حلقہ جات کے پٹواری صاحبان ہمارے حلقوں میں نہیں بیٹھتے بلکہ کوئی پٹواری ضلع کچہری لاہور میں بیٹھتے ہیں۔ اور دوسرے مستی گیٹ لاری اڈہ میں بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ قانوناً پٹواری صاحبان کو اپنے متعلقہ حلقہ جات میں بیٹھنا چاہیے۔ جس پر وزیر مال نے ڈی سی لاہور

کو احکام جاری کئے اور واپسی رپورٹ بھی مانگی۔ مگر ابھی تک پٹواری صاحبان نے اپنے دفتر شفٹ نہیں کئے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ پٹواریوں کو متعلقہ علاقہ میں شفٹ کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز وزیر مال نے احکامات کے اجراء کے بعد ڈپٹی کمشنر کی جانب سے جو رپورٹ مانگی تھی اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) یہ درست ہے کہ اہالیان مین سکھ و بیگم کوٹ۔ حیا موسیٰ نے بوساطت میاں محمود احمد صاحب ایم۔پی۔اے ایک درخواست وزیر مال و بحالیات پنجاب کی خدمت میں گذاری کہ اس کے حلقہ جات کے پٹواریوں اپنے حلقوں میں نہ بیٹھتے ہیں۔ بلکہ کوئی ضلع کچہری لاہور ہیں اور کوئی مستی گیٹ لاری اڈہ میں بیٹھتے ہیں۔ جس سے علاقہ کے لوگوں کو پریشانی کا سامنا ہے۔ پٹواریوں کو ہدایت کی جاوے کہ وہ اپنے حلقہ جات میں بیٹھیں۔ جس پر جناب وزیر مال نے ڈپٹی کمشنر کو احکام جاری کئے اور واپسی رپورٹ مانگی۔ جس پر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب نے احکام جاری فرمائے اور ہر دو پٹواریان مین سکھ کے پٹواری نے مین سکھ میں اور پٹواری مواضعات حیا موسیٰ و بیگم کوٹ نے موضع حیا موسیٰ برلب سڑک شیخوپورہ لاہور روڈ نزد رستم سہراب فیکٹری اپنے اپنے پٹوار خانہ جات منتقل کر لئے ہیں۔

(ب) ہر دو پٹواریان پہلے سرکلری کوارٹر واقع ضلع کچہری اور سرکاری پٹوار خانہ واقعہ مستی گیٹ واقعہ موضع بیلہ مستی رام میں عرصہ سے رہتے تھے۔ اب کرایہ کے مکانوں میں انہوں نے اپنے دفتر پٹوار خانہ جات اپنے اپنے حلقہ جات میں منتقل کر لئے ہیں اور پٹواریان کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ ہمہ وقت اپنے اپنے دفتر پٹوار خانہ جات میں حاضر رہا کریں اور بصورت حاضری عدالت ہائے دفتر پٹوار خانہ کے باہر نوٹس بورڈ پر اطلاع درج کر کے جایا کریں تاکہ علاقہ کے لوگوں کو آئندہ کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔

اس سے متعلق پہلے بھی آگاہ کر دیا گیا ہے۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ جناب سپیکر یہ جو وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اب کرایہ کے مکانوں میں انہوں نے اپنے پٹوار خانہ جات اپنے اپنے حلقہ جات میں منتقل کر لئے ہیں۔ اس سلسلے میں میری عرض ہے کہ چونکہ ان کرائے کے مکانوں میں زیادہ تر پٹواریوں نے اپنی رہائش رکھی ہوئی ہے نہ کہ دفتر، تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنا دفتر کسی ایسے مقام پر منتقل کریں جہاں پہلے ہی دفاتر ہوں۔ جیسے ضلع کچہری کے اندر تحصیل کے اندر یا کسی ایسی جگہ جہاں پر وہ صرف دفتری فرائض سرانجام دے سکیں۔

وزیر مال۔ جناب والا یہ ممکن نہ ہوگا اور میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ اگر ان کا پٹواری ضلع ہیڈ کوارٹر پر یا تحصیل ہیڈ کوارٹر پر چلا جاتا ہے تو پھر پٹواری نہ رہا تحصیلدار بن گیا اس کو تو اپنے حلقہ میں رہنا ہے۔ اور اس پر خاص طور پر میں نے جب سے وزیر بنا ہوں یہ ہدایت کی ہے کہ پٹواری متعلقہ صرف تین دن کے لئے یکم تاریخ سے تین تاریخ تک تحصیل میں جا سکتا ہے اس کے بعد وہ اپنے متعلقہ حلقے میں رہے گا اگر اس نے کسی جانا ہے۔ تو یونین کونسل ہیڈ کوارٹر پر وہ اطلاع دے کر جائے گا کہ میں فلاں گاؤں میں ہوں وہاں مجھے ملا جا سکتا ہے۔ اس چیز پر سختی سے عملدرآمد کرا رہا ہوں۔ اگر میرے دوست کو یہ چیز پسند نہیں ہے تو جیسے مناسب سمجھتے ہیں میں ویسے کرنے کو تیار ہوں۔

سید اقبال احمد شاہ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ پٹواریوں کے لئے پٹوار خانے بنا لئے جائیں گے۔؟

وزیر مال۔ ہمیں جیسے جیسے فنڈز مل رہے ہیں۔ ہم پٹوار خانے بنوا رہے ہیں۔ انشاء اللہ ہماری کوشش ہوگی کہ جلد از جلد سب پٹوار خانے بنا دیے جائیں۔

جناب محمد اعظم بھٹی۔ میں ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حلقہ پٹواری کو کوئی اسسٹنٹ بھی allow ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر مال۔ ایسا کوئی حکم نہیں ہے۔ اگر کسی نے اسسٹنٹ رکھا ہوا ہے تو آپ میرے نوٹس میں لائیں۔ میں فوری طور پر کارروائی کروں گا۔

جناب محمد اعظم بھٹی ۔ اگر ایسا نہیں ہے تو آپ واضح طور پر ہدایات جاری کریں۔ کسی بھی پٹواری کے دفتر میں جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ دو تین منشی کام کرتے ہیں اور وہ زمینداروں کو بھی دھوتس دیتے رہتے اور اپنی جیبیں بھی گرم کرتے ہیں۔

وزیر مال ۔ جناب والا! یہ مجھے اس سلسلہ میں نشاندہی فرمائیں تو میں انشاء اللہ ضرور بندوبست کروں گا۔

جناب محمد اعظم بھٹی ۔ میں پنڈی سے تعلق رکھتا ہوں ۔ میں پنڈی کے متعلق کم از کم بتا سکتا ہوں ۔ آپ کسی بھی حلقہ پٹواری کے پاس جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ضمنی سوال کہہ کے بیٹھ جایا کریں تاکہ وزیر صاحب جواب دیں۔ اگر کسی جواب کی تصحیح چاہتے ہوں تو دوبارہ ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

جناب محمد اعظم بھٹی ۔ بہر حال میں التماس کروں گا کہ انہوں نے نشاندہی کی بات کی ہے تو میں پنڈی کے لئے ان سے کہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے لئے آپ لکھ کر دیدیں ۔ یہ بہتر ہوگا۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر ضمنی سوال ہے۔ اک عورت ڈپٹی کمشنر دے کول گئی تے اوس توں کہنی لگی، پتر میرا ایہ کم کر دے۔ ڈپٹی کمشنر نے اوہدا کم کر کے کاغذ اوہنوں دے دتا تے اوہ عورت کہن لگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر یہ ضمنی سوال ہے ؟

جناب فضل حسین راہی ۔ ضمنی سوال میں کرن لگاں جی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ کہانی نہ سنائیں۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر صاحب! میری گل تے سن لو۔ عورت ڈپٹی کمشنر توں کہن لگی .....

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ راہی صاحب! اگر آپ کا ضمنی سوال ہے تو کریں۔

جناب فضل حسین راہی ۔ ویسے خاصے بور نہیں ہو رہے ۔ میں انہاں توں سوال ایہ کرنا ں چاہندا سی کہ جدوں اوس مائی نے ڈپٹی کمشنر نوں کہیا ناں کہ اللہ کرے توں پٹواری

لگ جاویں ۔ اوہ کہندا میں تاں اگے ای ڈپٹی کمشنر آں ۔ اوہ کہندی فیر توں جا ندا نہیں پٹواری کی ہندا اے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

ایک معزز ممبر ۔ جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ راہی صاحب ایوان کو کیا سمجھتے ہیں کہ یہ یہاں قصے کہانیاں سنانا شروع کر دیتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ راہی صاحب کبھی کبھی ہاؤس میں مزاح پیدا کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں ۔ ان کی ان باتوں پر آپ زیادہ توجہ نہ دیا کریں ۔

چوہدری گلاب نواز خاں وڑائچ ۔ آپ کی وساطت سے ایک استدعا کروں گا کہ وہ براہ راست قرار نہ کیا کریں ۔ کسی خوددار آدمی کو ایسے نہیں کہا جاتا کہ فلاں آدمی نہیں بیٹھا آپ بیٹھ جائیں ۔ خودداری دنیا میں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ درست فرما رہے ہیں

سوال نمبر ۱۳۵۳

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ سردار الطاف حسین ۔ سوال نمبر ۱۳۵۳ ۔

جعلی رجسٹری کروانے والے نمبرداروں کے خلاف تحقیقات

*1353 سردار الطاف حسین ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا درست ہے کہ چک نمبر ۳۷ آر ۔ بی تحصیل جڑانوالہ کے ایک شخص مقبول احمد کے خلاف اپنے نابالغ بھائی کی اراضی اپنے نام رجسٹری کروانے کی انکوائری فیصل آباد کے ایک مقامی اخبار کی آواز پر ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ انکوائری افسر نے اپنی رپورٹ میں اخبار میں لگائے گئے الزامات کو درست قرار دیا تھا ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس رجسٹری کی تصدیق مقبول احمد کے ماموں محمد شریف نمبردار نے کی تھی جو کہ غلط تصدیق تھی ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس انکوائری پر کیا کارروائی

ہوئی اگر کارروائی نہیں ہوئی تو اس کی وجہ کیا ہے اور کیا حکومت ان ہر دو نمبرداروں کے خلاف کارروائی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ غلط ہے۔ انکوائری افسر نے اپنی رپورٹ میں صرف یہ تحریر کیا کہ اصغر علی کے یکے از یالغان بروئے قومی شناختی کارڈ بوقت رجسٹری بالغ نہ تھا۔

(ج) یہ درست ہے کہ اصغر علی کی شناخت محمد شریف نمبردار نے کی تھی۔ جو قانون کی رو سے درست تھے۔

(د) اس واقعہ کی تحقیقات اے۔ سی۔ جڑانوالہ نے کی جس کے مطابق اصغر علی نے ۱۹۷۷ء میں اپنی مرضی سے اپنی اراضی اپنے بھائی مقبول احمد نمبردار کے نام منتقل کی تھی۔ بوقت رجسٹری اصغر علی کی عمر ۱۸ سال بنتی تھی۔ چونکہ نابالغ اپنی اراضی فروخت نہ کر سکتا تھا۔ دوران انکوائری پردری نے فریقین کے درمیان تصفیہ کروا دیا جس کے نتیجہ میں مقبول احمد رقبہ تعداد ۱۰ کنال ایک مرلہ بذریعہ رجسٹری اصغر علی کے نام ہبہ کیا۔ بمطابق رپورٹ انکوائری اے۔ سی جڑانوالہ اصغر علی کی حق رسی ہو چکی ہے۔ اور اس کو زمین مل چکی ہے انکوائری برخلاف ہر دو نمبرداران داخل دفتر کر دی گئی ہے۔

ضمنی سوال

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف مطمئن ہیں کہ انکوائری ایمانداری اور انصاف کی بنیاد پر کی گئی۔

وزیر مال۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ میں نے نمبرداروں کو مدعی اور ملزم کو بھی اپنے پاس بلایا تھا اپنے پاس بلانے کے بعد میں نے ان کے خود بیانات لکھے تھے۔ بیانات لینے کے بعد اور تمام عدالتی کارروائی کے بعد شکایت کنندہ کو اس کی زمین اسے واپس مل گئی ہے۔ مزید انکوائری کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا جس زمین کی انکوائری کی گئی ہے وہ کتنی ہے؟

وزیر مال۔ یہ اراضی ۵ کنال ۱ مرلہ تھی

سودی کاروبار کے لئے لائسنسوں کا اجراء

*1366 میاں محمود احمد کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت سود کا کاروبار کرنے والے لوگوں کو لائسنس جاری کرتی ہے اگر ایسا ہو تو یہ لائسنس جاری کرنے کا اختیاری کس کے پاس ہے

(ب) پنجاب میں اور صرف لاہور کے حلقہ پی پی نمبر ۹۴ میں بالترتیب کتنے لوگوں کو لائسنس جاری کئے گئے ان کی فہرست کیا ہے ان میں پٹھان کتنے ہیں۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ لائسنسوں کو منسوخ کرنا چاہتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات ہیں؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

پنجاب لاہور

(الف) جی ہاں۔ لائسنس جاری کرنے کا اختیار ضلع کا کلکٹر کو ہے۔

(ب) پنجاب میں ضلع۔

(ا) فیصل آباد میں پانچ لائسنس جاری کئے گئے ہیں سب لائسنداروں کا تعلق پٹھان قوم سے ہے۔

(اا) لاہور میں چھتیس (۳۶) لائسنس جاری کئے گئے ہیں جن میں چونتیس کا تعلق پٹھان قوم سے ہے۔ لاہور کے حلقہ پی پی نمبر ۹۴ میں متعلقہ ڈپٹی کمشنر کی رپورٹ کے مطابق کسی کو سودی کاروبار کے لئے لائسنس جاری شدہ نہ ہے۔

لائسنداروں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) معاملہ اب دوبارہ زیر غور ہے اس سے پہلے ۱۹۸۴ء میں پنجاب حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ جب تک سودی نظام کے متعلق واضح اور حتمی فیصلہ نہیں ہو جاتا اس محدود مسئلہ پر مروجہ قانون ۱۹۶۰ء West Pakistan Money Lenders Ordinance 1960 میں ردوبدل کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا۔ تاوقتیکہ مرکزی حکومت حتمی فیصلہ نہ کرے Money Lenders Ordinance 1960 کی موجودگی میں لائسنسوں کو بالکل منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔

LIST OF MONEY LENDERS LICENCE HOLDERS

LAHORE DISTRICT

S. No.	Lic. No.	Name and Addresses of the Money lenders.
1.	10	Ain-ud-Din Khan son of Juma Khan caste Pathan r/o 24-Brandreth Road Lahore Now at H. No. 13, Ram Gali No. 13, Johar Street, Lahore.
2.	18.	Adam Khan son of Karim caste Pathan r/o 15-Shah Abu ul Maali Road Lahore.
3.	22.	Mir Dad son of Zamiri Khan caste Pathan r/o 36 Dil Muhammad Road, now at House No. 3 Ibrar street No. 1, Pir Ghazi Road Ichhra, Lahore.
4.	35.	Bazu Khan son of Noor Muhammad Khan caste Pathan r/o 24-Brandreth Road Lahore.
5.	39.	Feroze ud Din Khan son of Mehboob Ali caste Kakey Zai, r/o H. No. 25 Arjat Street No. 28, Ram Gali No. 6 Lahore.
6.	45.	Amir Khan son of Wali Khan Pathan H. No. 2, Gali No. 11 Ganj Mughalpura, Lahore.
7.	46.	Leoli Khan son of Haji Abdullah Khan caste Pathan H. No. 37, Gali No. 11 Ganj Mughalpura, Lahore.
8.	58.	Jan Gull Khan son of Haji Sharif ud Din caste Pathan r/o 156 Shah Abul Maali, Lahore.
9.	59.	Khan Gull son of Aeed Muhammad Khan Pathan r/o H. No. 14, Gali No. 6, Bostan Colony, Amer Sadhu, Lahore.

S. No.	Lic. No.	Name and Addresses of the Money lenders.
10.	60.	Nek Muhammad Khan son of Dost Muhammad Khan Pathan r/o H. No 14, Gali No. 6, Bostan Colony Amer Sadhu, Lahore.
11.	63.	Feroze Khan son of Foru Khan Pathan r/o H. No. 20, Gali No. 50 New Dharampura, Lahore.
12.	83.	Fozi Khan son of Mauzullah Khan caste Pathan r/o Plot No. 4, Ijaz Market Ram Gali No. 2, Lahore.
13.	86.	Fetch Khan son of Shahab ud Din caste Pathan r/o 52 Dil Muhammad Road, Lahore.
14.	98.	Baha ud Din Khan son of Muhammad Afzal Khan caste Pathan H. No. 3, Ibrar Street, Pir Ghazi Road. Ichhra, Lahore.
15.	99.	Ghaus ud Din son of Shuja Khan Pathan 15-Shah Abul Maali Road, now St. No. 2 Haji Lal Street 98 Temple Road, Lahore.
16.	108.	Baz Muhammad Khan son of Ahmad Khan caste Pathan, r/o H. No. 2 Street No. 2, Muslim Ganj Lytton Road, Lahore.
17.	109.	Adam Khan son of Muhammad Noor Khan Pathan r/o H. No. 2, Gali No. 2, Muslim Ganj Lytton Road, Lahore.
18.	111.	Sardar Khan son of Umar Khan caste Pathan r/o H. No. 13, Gali No. 33 Ram Gali now at Alfazal Market 89 Circular Road, Lahore.
19.	123.	Gul Khan son of Jan Gull Khan caste Pathan r/o room No. 7-B, Riaz Building 2nd Floor Rang Mahal, Lahore.

S. No.	Lic. No.	Name and Addresses of the Money lenders.
20.	124.	Said Khan son of Painda Khan caste Pathan r/o 89-Circular Road, outside Mochi Gate, Lahore.
21.	128.	Seth Muhammad Iqbal son of Muhammad Yaqub Kashmiri, r/o 56-Main Samanabad, Proprietor Seth Brothers, 34 Chamber Lain Lahore.
22.	132.	Bismillah Khan son of Painda Khan caste Pathan r/o 89 Circular Road, O/S Mochi Gate, Lahore.
23.	134.	Khuca Dost son of Dil Baz caste Pathan, r/o Plot No. 9, H. No. 4 Firdous Street Garhi Shahu, Lahore.
24.	135.	Kamal Khan son of Ismail Khan caste Pathan, r/o H. No. 2. Gali No. 34 Iqbal Street Garhi Shahu, Lahore.
25.	137.	Sher Khan son of Muhammad Yar Khan caste Pathan r/o 72-New Road, Lahore.
26.	136.	Ghulam Shah son of Muhammad Sharif caste Pathan r/o 87-Circular Road, Lahore.
27.	138.	Jalat Khan son of Yasin Khan caste Pathan r/o H. No. 4, Flate No. 9 Firdaus Street Mayo Road, Lahore.
28.	140.	Farooq Bux son of Kh. Bashir Bux caste Kashmiri r/o 109-Mira Khan Road, Lahore Cantt.
29.	142.	Nadar Khan son of Abdul Hameed Khan r/o H. No. 3, Ibrar Street No. 3, Pir Ghazi Khan Road Ichhra, Lahore.
30.	143.	Khashi Khan son of Ghazi Khan caste Pathan r/o H. No. 3 Ibrar Street No. 1 Pir Ghazi Ichhra, Lahore.

S. No.	Licence No.	Name and Addresses of the Money Lenders.
31.	144.	Ghulam Rasool Khan son of Dad Khan caste Pathan r/o Dr. Riaz Building 2nd Floor Room No. 7-B, Rang Mahal Lahore.
32.	145.	Hussain Shah Khan son of Ghulab Shah caste Pathan r/o H. No. 3, Gali No. 5 Ikram Park Grumangat, Gulberg, Lahore.
33.	146.	Feroze Khan son of Karim Khan caste Pathan r/o 49-Shah Muhammad Ghos Circular Road, Lahore
34.	147.	Zatu Khan son of Allah ud Din caste Pathan r/o 49-Shah Muhammad Ghous Circular Road Lahore
35.	148.	Fazal Khan son of Mir Azam Khan caste Pathan r/o H. No. 14, Gali No. 31, Canal Park, Gulberg, Lahore.
36.	150.	Abdul Khaliq son of Abdul Aleem Khan caste Pathan r/o H. No. 72 neer Taj Cinema Garhi Shahu, Lahore.

FAISALABAD DISTRICT

37.	2 (27) upto 19-1-86	Jam Muhammad son of Akbar Khan Jhal Khanunawala Faisalabad.
38.	4 (20) upto 5-4-87	Naik Muhammad son of Muhammad Gul Pathan Chiniot Bazar Faisalabad.
39.	8 (77) upto 26-5-86	Sher Zaman Khan son of Balooch Khan 276-B, Nazima-Abad Faisalabad.
40.	9 (78) upto 26-5-86	Khan Shiri Khan son of Lahore Khan 276-B Nazima-Abad Faisalabad.
41.	10 (64) upto 5-5-87	Barat Khan son of Ahmad Khan Street No. 8 Mohallah Fateh Abad Thal Khanunawala Faisalabad.

جناب سجاد احمد چیمہ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ سودی کاروبار کے لئے لائسنسوں کی جو تعداد بتائی گئی ہے وہ گزشتہ سال سے کم ہیں یا زیادہ؟ اگر زیادہ ہوئی ہیں تو اس اسلامی اسمبلی کا یا ہم لوگوں کا یہ فرض نہیں بنتا تھا کہ ہم اس کو بتدریج کم کرائیں گے۔

وزیر مال۔ جناب والا جو فہرستیں مہیا کی گئی ہیں ان کے مطابق میں نے عرض کر دیا ہے۔ جتنی دیر تک آپ قانون میں ترمیم نہیں کریں گے۔ اس کاروبار سے ہم ان کو منع نہیں کر سکتے۔ اگر قومی اسمبلی یہ قانون منظور کر دے تو اس کے بعد یہ کاروبار کم ہو سکتا ہے۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ ہمارا فرض نہیں ہے یہ قومی اسمبلی کا فرض ہے۔ اس سودی کاروبار میں اگر ہم اپنا کردار ادا کریں تو کیا یہ کوئی حرج کی بات ہے۔

وزیر مال۔ جناب والا میں نے جو یہ جواب دیا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ سارے پنجاب میں کتنے لائسنس ہیں۔ فیصل آباد میں صرف پانچ جاری کئے گئے۔ سب لائسنسداروں کا تعلق پٹھان قوم سے ہے۔ لاہور کے حلقہ پی پی ۹۴ میں کسی بھی سودی کاروبار کے لئے لائسنس جاری شدہ نہیں ہے اور لائسنسداروں کی فہرست لف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب

دریا برد گی کی روک تھام

*1399۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے چنیوٹ کے جنوب مغرب دریائے چناب کے مشرق کنارے پر آباد دیہات مثلاً جسرت کھڑکن وغیرہ وغیرہ ہر سال موسم گرما کی طغیانی سے دریا برد ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ جسرت کا ۳/۴ حصہ طغیانی کی نذر ہو گیا ہے اور اس گاؤں کی ۸۰ مربعہ قابل کاشت زمین کا دریا برد ہونا بہت بڑا قومی نقصان ہے یہی صورت حال دیگر گاؤں اور دیہات کی ہے۔

(ب) کیا حکومت نے مذکورہ نقصان کا جائزہ کیا ہے اگر لیا ہے تو اس وقت تک زمین مکانیت اور دیگر نقصان کا تخمینہ کیا اور آفت زدہ لوگوں کو کس کس

مد میں سے کتنا کتنا معاوضہ دیا گیا ہے۔ اگر اب تک نہیں دیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا متذکرہ بالا علاقہ میں دریا برد گی کی مکمل روک تھام کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے اگر ہے تو اس پر کب سے عمل درآمد کا پروگرام ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ موضع جبرت کی عالیشان مسجد میں بھی کٹاؤ کی وجہ سے دریا برد ہو چکی ہے اگر ایسا ہو تو اس کی تلافی کے لئے حکومت نے اہل دیہہ کی کیا مدد کی ہے۔

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) یہ درست نہ ہے کہ موضع کھروکن و جبرت ہر سال موسم گرما کی طغیانی سے دریا برد ہو رہے ہیں کیونکہ دریا چناب نے گذشتہ تقریباً چھ برس سے راستہ تبدیل کر لیا ہوا ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا گاؤں کے سیلاب سے متاثر ہونے کا کوئی خدشہ نہ ہے۔ اس ضمن میں ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ۱۹۷۳ء کے سیلاب کی وجہ سے مندرجہ بالا گاؤں کی بالترتیب ۱۴ ایکڑ ۹۱۳ ایکڑ دریا برد ہو گئی تھی لیکن بعد میں دریا کے رخ موڑ لینے کی وجہ سے مذکورہ بالا رقبہ دریا برد گی سے نکل آیا اور اب یہ رقبہ قابل کاشت ہے اور اب اس کی دریا برد گی کا کوئی خطرہ نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ نقصانات کی تفصیلات تیار کی گئی تھیں متاثرہ کاشتکاروں کو بغیر قیمت کھاد مہیا کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ آفت زدہ لوگوں کو مخیر حضرات کی امداد سے ضروریات زندگی بھی مہیا کی گئی تھیں۔ اس سلسلہ میں سرکاری طور پر کوئی رقم فراہم نہ کی گئی تھی۔

(ج) متذکرہ بالا علاقہ کو دریا برد گی کا کوئی خطرہ نہ ہے۔ کیونکہ دریا نے اپنا رخ تبدیل کر لیا ہے۔ اندریں حالات دریا برد گی کی روک تھام کا کوئی منصوبہ فی الحال حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ موضع جبرت میں واقع مسجد کا ایک حصہ سیلابی پانی سے

متاثر ہوا تھا یہ حصہ اسی حالت میں ہے۔ حکومت نے اس سلسلہ میں کوئی مدد نہ کی ہے۔ اگر علاقہ کے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت کام شروع کریں تو انتظامیہ بھی ہر ممکن امداد فراہم کرے گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا میرا ضمنی سوال ہے۔ جناب وزیر موصوف نے (الف) جزو کا جو جواب دیا ہے کہ دریائے جناب نے گذشتہ ۶ برس سے اپنا راستہ تبدیل کر لیا ہوا ہے۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ جواب صحیح نہیں ہے اور یہ معلومات انہیں غلط فراہم کی گئی ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس کے لئے تیار ہیں۔ کہ پچھلے ۶ سال کا جو ریکارڈ ہے اس کی تحقیق میری موجودگی میں کروانے کا بندوبست کریں گے۔ میں پچھلے سال کا بھی ثبوت دوں گا کہ پچھلے سال موضع حسرت میں جو زمین دریا برد ہوئی ہے اور ہر سال ہوتی ہے دریا نے ابھی تک کوئی رخ نہیں بدلا۔ اس چھ سال کے عرصے میں کتنے ہی مربعے زمین دریا برد ہو چکی ہے۔ جس مسجد کا ذکر ہے اس مسجد کا تین تہائی حصہ دریا برد ہو چکا ہے اور صرف ایک چوتھائی حصہ باقی ہے انہوں نے جو جواب دیا ہے۔ کیا وہ اس کے لئے تیار ہیں کہ وہ اس کی تحقیق کروائیں اور ثابت کریں کہ ان چھ برسوں میں کوئی زمین دریا برد نہیں ہوئی۔

وزیر مال۔ جناب والا میں جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کو یہ دعوت دوں گا کہ وہ کسی دن میرے ساتھ چلیں اور مجھے موقعہ دکھائیں اگر یہ جواب غلط ہوا تو ان کے سامنے لائیں تو افسران کے خلاف میں فوری طور پر کارروائی کرونگا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں جناب کی اس مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ سے اس کے لئے وقت چاہتا ہوں جو بھی آپ اس کے لئے وقت مقرر کرنا چاہیں کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا صاحب آپ اس سلسلے میں ان سے خود ملاقات کر لیں اور وقت بھی خود طے کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ بہتر جناب۔ جناب والا جزو (ب) میں جناب وزیر

موصوف نے فرمایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ابھی آپ کی تسلی نہیں ہوئی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ نہیں یہ (ب) جزو کا اور مسئلہ ہے اس میں یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ نقصانات کی تفصیلات فراہم کی گئی تھیں اور کاشتکاروں کو بغیر قیمت کے کھاد مہیا کی گئی تھی اس کے علاوہ مخیر حضرات کی امداد سے آفت زدہ لوگوں کو ضروریات زندگی بھی مہیا کی گئی تھیں۔ یہ جو جناب وزیر نے فرمایا ہے کہ متاثرہ کاشتکاروں کو بغیر قیمت کے کھاد مہیا کی گئی تھی۔ تو کیا جناب وزیر مال یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ کن زمینداروں کو دی گئی ہے اور اس کی کوئی فہرست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے لئے آپ الگ سوال دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا سوال تو وہی ہے صرف اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں مولانا صاحب اس کے لئے آپ نیا سوال دیں۔ کیا اور کوئی صاحب اس پر ضمنی سوال کریں گے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا جزو (د) کے بارے میں میرا ایک ضمنی سوال ہے۔ یہ درست ہے کہ موضع حسرت میں واقع مسجد کا ایک حصہ سیلابی پانی سے متاثر ہوا تھا یہ حصہ اسی حالت میں ہے۔ حکومت نے اس سلسلہ میں کوئی مدد نہ کی ہے۔ اگر علاقہ کے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت کام شروع کریں تو انتظامیہ بھی ہر ممکن امداد فراہم کرے گی۔" میں جناب وزیر صاحب سے عرض کروں گا۔ کہ وہ علاقہ جو خود متاثر ہے ان کے باشندے جن کی کئی مربعے زمین دریا برد ہو چکی ہے وہ اپنی مدد آپ کیا کریں گے۔ لہٰذا جناب اس خانہ خدا کی امداد کے لئے کچھ اوقاف سے یا کسی اور مد سے کچھ مدد کی جائے۔ اس کے تین حصے دریا برد ہیں اور چوتھا حصہ تھوڑا سا قائم ہے۔

وزیر مال۔ جناب والا اس سلسلے میں جناب وزیر اوقاف ہی فرما سکتے ہیں کہ وہ مسجد کے لئے رقم دے کر دے سکتے ہیں یا نہیں۔

گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا میں استدعا کروں گا کہ جو انہوں نے فرمایا ہے وہاں پر بردگی نہیں ہوئی اور گورنمنٹ کی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ بردگی کے لئے حکومت کوئی امداد یا کچھ کرے۔ میں عرض کروں گا کہ ندی نالے بھی دریا کا حصہ ہیں اور ان کا پانی بھی دریا میں جاتا ہے کیا ان جگہوں پر جہاں دریا اور نالوں نے بردگی کی ہے اور مختلف زمینیں تباہ کر دی ہیں وہاں پر دوسرے اضلاع میں بھی ان کا کچھ دینے کا ارادہ ہے؟

جناب وزیر مال۔ میں اپنے فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ جب بھی یہ سیلاب آتے ہیں اور جہاں پر کوئی نقصان وغیرہ ہوتا ہے اس کی تلافی کے لئے حکومت فوری طور پر اقدامات کرتی ہے۔ مثلاً پچھلے دنوں (یہاں پر) جھنگ میں طغیانی کی وجہ سے جو نقصانات ہوئے ہیں وہاں پر ہم نے مالیہ اور حکومت کے دیگر ٹیکس معاف کر دیے ہیں اور قرضہ جات کی وصولی کی معیاد ایک سال اور بڑھا دی ہے اور اس کے علاوہ وہاں پر جو بھی نقصانات ہوئے ہیں حکومت ان نقصان زدہ لوگوں کو امدادی رقوم مہیا کرتی رہتی ہے۔ جیسے جیسے ہمارے علم میں یہ بات آتی ہے اور جہاں جہاں سیلاب آتے ہیں وہاں پر ہم لوگوں کو امدادی رقوم مہیا کرتے ہیں۔

گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا اس ایوان میں میرا کوئی فاضل رکن، کوئی دوست کوئی بھائی ایسا نہیں ہے کہ جس کے کانوں میں یہ بات نہ پڑی ہو کہ گجرات میں ندی نالے اور دریا زمین برکر رہے ہیں اور پارٹی میٹنگ میں بھی یہ بات ہوئی ہے۔ اب جناب والا مجھے وہ طریقہ بتائیں کہ میں کس طریقے سے ان کے نوٹس میں لاؤں کہ وہاں پر بھی تباہی ہو رہی ہے۔

وزیر مال۔ جناب والا میرے فاضل رکن کو چاہیئے کہ ندی نالوں اور دریاؤں کی زمین بردگی کے لئے محکمہ انہار سے رابطہ قائم کریں۔ ندی نالوں اور دریاؤں کے پانی کے رخ کو موڑنا محکمہ مال کے اختیار میں نہیں ہے وہ محکمہ انہار کے اختیار میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گل نواز صاحب اس کے لئے بہتر ہو گا کہ آپ چودھری صاحب

کے چیمبر میں مل لیں اور جو اپنے علاقے کے مسائل ہیں وہ انہیں دیں۔ جتنا وہ انہیں حل کر سکتے ہیں کریں گے۔

وزیر مال۔ جناب والا جو میرے دائرہ اختیار میں ہے میں وہ ضرور کروں گا اور جو ان کے دائرہ اختیار میں ہے یہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب آپ کے علاقہ جو بھی مسائل ہیں وہ آپ لکھ کر سردار صاحب کو دیں۔

گل نواز خان وڑائچ۔ میں نے متعدد بار عرض کیا ہے پھر عمل کیوں نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں یہ بات ہو گئی ہے اب آپ لکھ کر دیں۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب والا چودھری صاحب سے پالیسی پوچھی ہے کہ جو زمین دریا برد ہو جاتی ہے اس کے بدلے میں کوئی اور زمین دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے متعلق انہوں نے جواب دے دیا ہے

چوہدری غلام احمد خان۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ جو اعداد و شمار یہ بتا رہے ہیں۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ ریونیو ریکارڈ میں نہ بردگی کا اور نہ ہی برآمدگی کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے اس کی یہ وضاحت فرما سکیں گے؟

وزیر مال۔ جناب والا میں اپنے فاضل دوست سے استدعا کروں گا کہ یہ میرے پاس تشریف لائیں میں نے جو اعداد و شمار بتائے ہیں میں ان کی وضاحت کر دوں گا۔

چودھری غلام احمد خان۔ اگر وزیر موصوف وہاں پر تشریف لے جائیں تو بچشم خود میں ان کو دکھا سکوں گا کہ جو زمین برد ہوئی ہے وہ بھی موجود ہے اور جو برآمد ہوئی ہے وہ بھی موجود ہے۔ ریونیو ریکارڈ میں اس کے متعلق کوئی اندراجات نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ اس کے لئے تازہ سوال دیں یا اسے مل کر طے کریں۔

چودھری غلام احمد خان۔ جناب والا ملنے کا سب سے بہتر موقع تو یہی ہے اور یہ بڑا relevant سوال ہے اور سردار صاحب کے جواب سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں یہاں پر جن موضعات کے بارے میں بات ہو رہی ہے اگر آپ ان کے بارے میں بات کریں تو relevant ہو گی لیکن ضلع سیالکوٹ کی بات relevant نہیں ہو گی۔

چودھری غلام احمد خاں۔ جناب والا یہ ایوان تو سارے پنجاب کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ تو ٹھیک ہے لیکن سوال جس موضع کے بارے میں ہوا ہے آپ اس کے متعلق بات کر سکتے ہیں۔ اگر آپ نے اپنے سیالکوٹ کی کوئی بات پوچھنی ہے تو اس کے لئے آپ نیا سوال دیں۔

گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا محکمہ مال کا قانون ہے کہ پٹواری ہر سال جو بھی رقبہ برآمد ہو اس کا اندراج کرے اور جو دریا برد ہو جائے اس کا بھی اندراج کرے معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے وہ ان ہی کے گاؤں میں ہو گا۔ انہی موضعات میں ہو گا۔ اس لئے وزیر موصوف کو چاہیئے کہ وہ حکم کریں کہ جو رقبہ دریا برد ہوا ہے اور جو برآمد ہوا ہے اس کی فہرست بنائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب تشریف رکھئے یہ باتیں ان کے نوٹس میں آ گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ یہ بات ان کے نوٹس میں آ گئی ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا میں عمل کے لئے ان سے عرض کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے لئے آپ ان سے ملاقات کریں۔ وہ آپ سے کہہ رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر چونکہ یہ میرا سوال تھا۔ میں نے ابھی ضمنی سوال کرنے تھے۔ میری کال آ گئی جس کی وجہ سے میں چلا گیا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں ایک اور سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اس سلسلے میں یہ طے ہو چکا ہے آپ کو اگر اس سلسلے میں کوئی شکایت تو آپ وزیر مال سے جا کر مل

سکتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی - جناب والا جواب غلط ہے۔ موقع پر جب جناب تشریف لے جائیں گے تو میں ثابت کروں گا کہ ۲ سال کے اندر دریا نے راستہ تبدیل کر لیا ہے۔ جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ دریا برد کے سلسلے میں گورنمنٹ کا کوئی پروگرام اس کی روک تھام کیلئے نہیں ہے اور نہ ہی کوئی پروگرام فی الحال حکومت کے زیر غور ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ابھی تک وہاں دریا برد ہو رہی ہے تو اس کے روک تھام کے لئے کیا حکومت کو انتظام کرے گی کہ یا نہیں۔

وزیر مال - جناب والا میں نے پہلے بھی گذارش کی ہے کہ میں آپ کے ساتھ موقع پر جانے کے لئے تیار ہوں۔ آپ اسمبلی کے اجلاس کے بعد میرے پاس تشریف لے آئیں میں آپ کو ساتھ لے کر چلوں گا۔ آپ مجھے وہاں حالات دکھا دیں۔ ایک تو میں اسی وقت کارروائی کروں گا۔ اور دوسرے محکمہ نہر سے استدعا کروں گا اس کے لئے ہمیں کچھ رقوم مہیا کی جائیں تاکہ دریا کا رخ تبدیل کیا جا سکے۔

سٹیمپ ڈیوٹی سے حاصل شدہ ڈویژن وار آمدن اور اخراجات کا تعین

1444* - دیوان عاشق حسین بخاری - کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب کو سٹیمپ ڈیوٹی سے ڈویژن وار کتنی سالانہ آمدنی ہوتی ہے اور اس مد سے ہونے والی آمدنی کے ڈویژن وار اخراجات کیا ہیں۔ کیا اخراجات کے تعین کے وقت آمدنی کی شرح کا لحاظ رکھا جاتا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

حکومت پنجاب کو سٹیمپ ڈیوٹی سے کل سالانہ آمدنی سال ۸۴ - ۱۹۸۵ء کے مطابق مبلغ ۹۲،۴۵،۱۷،۷۷،۵۱ روپے ہوئی ہے اس کی ڈویژن وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ڈویژن	آمدن
۱ - راولپنڈی	۷،۲۵،۳۶،۳۴۶
۲ - گوجرانوالہ	۸،۴۸،۷۰۰،۱۸
۳ - لاہور	۱۷،۷۲،۸۳،۳۴۸
۴ - ملتان	۶،۸۵،۷۰،۷۱۱
۵ - فیصل آباد	۵،۶۹،۵۲،۶۵۹
۶ - سرگودھا	۱،۳۹،۷۶،۲۴۲
۷ - ڈی - جی - خان	۱،۵۴،۱۹،۷۹۱
۸ - بہاولپور	۲،۸۱،۴۶،۳۷۷
کل آمدنی	۵۱،۷۷،۴۵،۴۹۲

اس سال اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(الف) کل خرچہ چھپائی وغیرہ

اشٹام ہائے نان جوڈیشل۔	۲۹،۲۵،۰۰۰
(ب) نان جوڈیشل اسٹامپ ہائے کی فروختگی پر کمشن کی ادائیگی۔	۵۶،۳۰،۵۰۰
ج نگران عملہ پر خرچ۔	۴،۵۲،۲۷۱/۲۶
کل خرچ	۸۷،۰۷،۷۷۱/۲۶

اخراجات کے تعین کے وقت محض آمدنی کی شرح کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ جوں جوں آمدنی بڑھتی ہے۔ اشٹام ہائے کی چھپائی وغیرہ اور ان کی فروختگی پر کمیشن کا خرچ اسی حساب بڑھتا جاتا ہے۔ البتہ نگران عملہ پر خرچ صرف ضرورت کے تحت حکومت کی طرف سے تفویض کردہ سکیل کے مطابق ہی کیا جاتا ہے۔ اس کا آمدنی

کی شرح سے کوئی تعلق نہیں۔

چونکہ اسٹامپ ہائے کی چھپائی کا خرچہ مرکزی طور پر بورڈ آف ریونیو برداشت کرتا ہے اور اسٹامپ ڈیوٹی کا نگران عملہ بھی بورڈ آف ریونیو کے تحت کام سرانجام دیتا ہے۔ اخراجات کا ڈویژن وار حساب نہیں رکھا جاتا۔ اضلاع میں اسٹامپ ڈیوٹی کی وصولی کلکٹر صاحبان اور دوسری عدالتیں اضافی طور پر سرانجام دیتے ہیں۔

اسٹامپ ڈیوٹی دستاویزات پر بطور ٹیکس اسٹامپ کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ چونکہ اسٹامپ ڈیوٹی دستاویزات پر خود بخود وصول ہوتی ہے اس کے لئے اضلاع میں علیحدہ عملہ متعین نہ ہے۔ اس واسطے اسٹامپ ڈیوٹی مقرر کرتے وقت اخراجات کی حد کا خیال نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ باقی سوالات کے جوابات سردار صاحب آپ ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

وزیر مال۔ جناب والا میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں

نشان زدہ سوالات اور ان کی جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ریگل سینما فیصل آباد میں کھوکھوں کی تاجائز تعمیر کی تحقیقات

***1457** - رانا پھول محمد خان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بحالیات کے ممبر بورڈ آف ریونیو کے حکم سے عطا محمد وغیرہ کی ریگل سینما فیصل آباد کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے کے بعد ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر جنرل با اختیار ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر فیصل آباد نے ۱۷ جون ۱۹۸۵ء کو بورڈ آف ریونیو کے حکم سے ریگل سینما فیصل آباد کو سیل کیا تھا اور دکان کھوکھے اور سینما کی تمام حدود کو سیل کر دیا تھا اور چوکیدار نگرانی کے لئے مقرر کیا تھا

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیلدار فیصل آباد کی رپورٹ پر مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء

کوالیس ایچ او پولیس تھانہ فیکٹری ایریا فیصل آباد نے مقدمہ نمبر ۵۹ زیر دفعہ ۱۴۸ ۱۴۹ جن لوگوں نے سینما دکانات اور کھوکھوں کی سرکاری سیل توڑی تھی ان کے خلاف مقدمہ درج کیا تھا اگر ایسا ہو تو پولیس نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے سیل توڑنے والوں کے نام کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایڈیشنل کمشنر جنرل فیصل آباد چوہدری سلیم نے ممبر بورڈ آف ریونیو کی بغیر کسی اجازت کے اپنی طرف سے کھوکھوں والوں کو اجازت دیکر سینما حدود کے اندر کھوکھے تعمیر کرنے دیئے ہیں سات کھوکھے اوپر اور دو سینما بکنگ کی جگہ پر ناجائز قبضہ کر کے جن لوگوں نے کاروبار شروع کیا ہے ان کے نام ولدیت کیا ہے اور کیا وجہ ہے کہ اے ڈی سی (جی) نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جبکہ سینما میں سرکاری چوکیدار بھی مقرر ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ریگل سینما کے اندر جو کھوکھے لگوائے گئے ہیں ان میں فقیر حسین کا کھیر کا کھوکھا بھی ہے کیا اے ڈی سی (جی) کو کھوکھے تعمیر کرنے کی اجازت دینے کا اختیار تھا۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو اے ڈی سی (جی) کے کارپوریشن مجسٹریٹ اور پولیس کا عملہ ساتھ لیکر سینما حدود کے اندر جو ناجائز کھوکھے تعمیر کئے تھے۔ ان کو اٹھا کر لے گئے اور تمام کو تحصیل ہیڈ کوارٹر فیصل آباد میں ضبط کر کے ڈال دیا تھا۔ یہ کھوکھے کس کی اجازت سے لوگوں کو واپس کئے تھے۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر فیصل آباد نے مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۸۴ء سے مذکورہ ریگل سینما کا لائسنس اس وجہ سے منسوخ کر رکھا ہے کہ لوگوں نے کچھ ناجائز کھوکھے غیر قانونی طور پر تعمیر کئے تھے۔ جن کی وجہ سے عطا محمد وغیرہ کو لائسنس جاری نہ کیا تھا۔

(ز) جن لوگوں نے سینما کے اندر کھوکھے تعمیر کئے اور سرکاری سیل توڑی ہیں ان کے خلاف حکومت نے کیا کارروائی کی ہے اور یہ ناجائز کھوکھے

اٹھانے کے لئے حکومت نے کیا اقدام کیا ہے۔ ایوان کو مطلع فرمایا جائے؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو کی ہدایت کے مطابق تحصیل ریونیو سٹاف نے مورخہ ۱۶-۶-۱۹۸۵ء کو ریگل سینما سربمہر کر دیا تھا۔ اور اس کارروائی کے بارہ میں روزنامچہ واقعاتی میں اس روز باقاعدہ رپٹ کا اندراج کیا تھا اس کے ساتھ ہی سینما کی حدود میں جو تاجائز کھوکھے موجود تھے انہیں بھی سربمہر کر دیا گیا تھا۔ یہ بھی درست ہے کہ مورخہ ۱۱-۷-۱۹۸۵ء کو سینما کی حفاظت کے لئے جناب چیف سیٹلمنٹ کمشنر صاحب کے حکم کے تحت ایک چوکیدار مقرر کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ تحصیلدار فیصل آباد کی رپورٹ پر مورخہ ۱۱-۱۰-۱۹۸۵ء کو تھانہ فیکٹری ایریا فیصل آباد میں مقدمہ نمبر ۵۹۴ زیر دفعہ ۴۴۷ ت پ درج کیا گیا جو تاحال زیر سماعت ہے۔ ملزمان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ عطا محمد ولد عظیم بخش۔
۲۔ پرویز اختر ولد محمد دین۔
۳۔ رحمت علی ولد جھنڈا۔
۴۔ ضمیر احمد ولد میر احمد۔
۵۔ محمد حنیف ولد عبدالرشید۔
۶۔ فقیر حسین ولد ولی محمد
۷۔ محمد بشیر ولد کریم بخش
۸۔ منیر احمد ولد حسین
۹۔ بشیر احمد

(ج) صحیح صورت حال یہ ہے کہ مورخہ ۲۸-۳-۱۹۸۶ء کو جناب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب کی طرف سے بوساطت مسٹر شہزاد قیصر صاحب ڈپٹی سیکرٹری ڈپٹی کمشنر صاحب فیصل آباد کو احکامات وصول ہوئے تھے کہ ریگل سینما کی حدود

سے جن کھوکھے والوں کو ہٹایا گیا تھا۔ ان کو فوری طور پر ان کی سابقہ جگہ پر بحال کر دیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل میں تحصیل دار فیصل آباد نے مورخہ ۳-۴-۱۹۸۶ء کو جملہ مالکان کو ان کے کھوکھے واپس کر دیے جو انہوں نے اپنی سابقہ پوزیشن میں رکھ لیے۔

(د) یہ درست ہے کہ ضمن (ج) کے جواب کی روشنی میں جو کھوکھے سابقہ پوزیشن پر بحال کیے گئے ہیں۔ ان میں فقیر حسین کا کھوکھا بھی شامل ہے۔ کھوکھے کی تعمیر کی اجازت دینے کے بارہ میں ضمن (ج) میں پہلے ہی عرض کیا جا چکا ہے۔

(ر) اصل صورت حال یہ ہے جناب چیف سیٹلمنٹ کمشنر صاحب کے احکامات کی روشنی میں مورخہ ۳-۱۰-۱۹۸۵ء کو پٹواری حلقہ تحصیل دار صاحب کارپوریشن مجسٹریٹ صاحب اور علاقہ مجسٹریٹ صاحب کی موجودگی میں ریگل سینما کی حدود سے تمام ناجائز کھوکھا جات اٹھوا دیے گئے تھے۔ اس بارہ میں روزنامچہ واقعاتی میں رپٹ نمبر ۶۶۵ مورخہ ۳۱-۱۰-۱۹۸۵ء موجود ہے یہ غلط ہے کہ اس کارروائی کے دوران ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) بھی موقعہ پر موجود تھے۔

(ز) ریکارڈ کی روشنی میں مورخہ ۲۱-۷-۱۹۸۳ء کو اس سینما کا لائسنس منسوخ کر دیا گیا تھا۔

(و) اس بارہ میں ضمن (ج) کا جواب ملاحظہ ہو۔

۱۹۸۵-۸۶ء میں کورٹ فیسوں سے حاصل شدہ آمدنی اور اخراجات کی تفصیل

1494* دیوان سید عاشق حسین بخاری۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت عدالتوں میں دعوے دائر کرنے کے لئے کورٹ فیس لگایا جاتا ہے اور اس طرح عدالتوں کو لامحدود آمدنی

ہوتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس ضمن میں مالی سال برائے ۸۵ - ۱۹۸۶ء کی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

وزیر مال - (سردار محمد عارف)

(الف) جی ہاں - یہ درست ہے کہ عدالتوں میں دعویٰ دائر کرنے کے لئے کورٹ فیس لگایا جاتا ہے جس کی شرح فیس ۷½ فیصد ہے۔ لیکن ۲۵۰۰ روپے تک کی مالیت کے دعووں پر کورٹ فیس معاف ہے علاوہ ازیں کورٹ فیس کی حد -/۱۵۰۰ روپے مقرر کی گئی ہے اور اس طرح -/۲،۰۰،۰۰۰ (دو لاکھ) روپے یا اس سے زائد مالیت کے دعووں پر کورٹ فیس ۱۵۰۰ روپے ہی لگتی ہے۔ لیکن اس سے عدالتوں کو کوئی آمدنی نہیں ہوتی البتہ حکومت کو اس (مد) میں آمدنی ہوتی ہے جس کا مالی سال ۸۵ - ۱۹۸۶ء میں تخمینہ -/۸۹۰،۳۰،۶۸،۵ روپے تھا۔

(ب) کورٹ فیس سے آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے۔ سال ۸۵ - ۱۹۸۶ء کل تخمینہ آمدنی ۸۹۰،۳۰،۶۸،۵ روپے جہاں تک اخراجات کی تفصیل کا تعلق ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہے۔

سال ۸۵ - ۱۹۸۶ء	روپے
چھپائی وغیرہ کورٹ فیس	۸،۷۵،۰۰۰
کمشن اسٹام فروشاں	۱،۹۰،۲۹۰
خرچہ عدالت ہائے دیوانی	۱۱،۹۴،۸۳،۲۹۰
کل خرچ	۱۲،۰۵،۴۸،۵۸۰

مندرجہ بالا تفصیل سے ظاہر ہے کہ کورٹ فیس سے آمدنی عوام کو انصاف مہیا کرنے کے سلسلہ میں عدالتی اخراجات کی نسبت بہت قلیل ہے۔

خسرہ گرداوری کے غلط اندراج کا سدباب

*1607 جناب ریاض عشمت جنجوعہ ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں ۱۹۸۵ء کے دوران درستگی اندراج خسرہ گرداوری کے تحت ڈپٹی کمشنر صاحبان کو کتنی درخواستیں پیش کی گئیں ان کی ضلع وار تعداد کیا ہے

(ب) صوبہ میں تصحیح اندراج خسرہ گرداوری کی کتنی درخواستوں کا تصفیہ ۱۹۸۵ء کے دوران ہوا ان میں کتنی درخواستوں کو درست قرار دیکر منظور کیا گیا۔

(ج) غلط اندراج گرداوری کے ذمہ دار پٹواریوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ایسے پٹواریوں کی ضلع وار تفصیل کیا ہے۔ اور غلط اندراج گرداوری کے سدباب کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) صوبہ پنجاب میں سال ۱۹۸۰ء کے دوران رجسٹر گرداوری کے اندراجات کی درستگی کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو ۱۷۴۹ درخواستیں پیش کی گئی جن کی ضلع وار تعداد نقشہ ضمیمہ (الف) میں درج ہے۔

(ب) سال مذکور کے دوران ۱۲۶۲ درخواستوں کا تصفیہ کیا گیا اور ان میں سے ۵۵۹ درخواستوں کو درست قرار دے کر منظور کیا گیا۔

(ج) قصور وار پٹواریوں کے خلاف محکمانہ انضباطی کارروائی کی گئی ہے جس کے نتیجہ میں ایک پٹواری کو ملازمت سے جبری ریٹائر کیا گیا ہے۔ دو پٹواریوں کی سالانہ ترقیاں روک دی گئی ہیں۔ ایک پٹواری کے خلاف محکمانہ افراد رشوت ستانی میں مقدمہ درج کرایا گیا ہے۔ چھ پٹواریوں کو معطل کیا گیا ہے ایک پٹواری کو تنبیہ کی گئی ہے۔ اور باقی پٹواریوں کے خلاف کارروائی زیر عمل ہے اس بارہ میں ضلع وار تفصیل نقشہ ضمیمہ الف کے خانہ نمبر ۵ میں درج ہے۔ غلط اندراجات گرداوری کے سدباب کے لئے حکومت ہر

ممکن اقدامات کر رہی ہے ۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں ۔

(۱) نگران عملہ مال کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے وہ دوران گرداوری موقع پر جاکر بموجودگی حاضر آمدہ مالکان و کاشتکاران اندراجات گرداوری کی پڑتال کیا کریں اور عمل کو یقینی بنائیں کہ اندراجات گرداوری مطابق صورت موقعہ درست قائم ہوں ۔

(۲) عملہ فیلڈ کو یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ کام گرداوری شروع کرنے سے پہلے یا پیشتر فرد رفتار گرداوری کی ایک ایک کاپی متعلقہ دفتر یونین کونسل کو ارسال کی جایا کرے اور اس طرح مالکان و کاشتکاران کو بھی ترغیب دی جارہی ہے کہ وہ بوقت گرداوری موقعہ پر حاضر رہا کریں ۔ تاکہ ان کے حقوق بابت کاغذات مال میں صحیح اندراجات قائم ہوں ۔

(۳) عملہ فیلڈ کو ہدایت کی گئی ہے ۔ کہ گرداوری کے دوران جن تمیران خسرہ تغیرات قبضہ کاشت و لگان و قوع پذیر ہوں ان کے متعلق فریقین کو فوری طور پر پرچہ گرداوری جاری کیا جایا کرے تاکہ اعتراض کی صورت میں وہ مناسب چارہ جوئی کر سکیں ۔

(۴) ہر فصل میں قبضہ کاشت ولگان کے متعلق تبدیلیوں کے اندراج کے لئے رجسٹر گرداوری کے علاوہ ایک اور رجسٹر تغیرات قبضہ کاشت ولگان وضع کیا گیا ہے ۔ تاکہ رجسٹر گرداوری میں قبضہ و کاشت وغیرہ کی تبدیلیوں سے متعلق اندراجات قائم ہونے سے پہلے پٹواری ایسے تغیرات کا اندراج رجسٹر تغیرات میں کرے قانونگو اور ریونیو افسر حلقہ کی جانب سے رجسٹر تغیرات کے اندراجات کی تصدیق ہو جانے کے بعد ان کا عمل رجسٹر گرداوری میں کیا جاوے ۔

(۵) نگران عملہ/افسران یعنی قانونگویاں اور ریونیو افسران حلقہ نائب تحصیلدار، تحصیلداران یا افسران (اکتمال) کے لئے یہ امر لازمی بنا دیا گیا ہے کہ وہ تغیرات قبضہ و کاشت کے اندراجات کی سو فیصد تصدیق کریں ۔ اس کے علاوہ اعلیٰ

نگران اقسران اسسٹنٹ کمشنران - پولیٹیکل ایجنٹ اقسران آبادی/ نائب مہتمم بندوبست ڈپٹی کمشنر و کمشنر صاحبان کے لئے پڑتال گرداوری کا کم از کم معیار مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ گرداوری کے غلط اندراجات کا موثر سدباب کیا جا سکے۔

ضمیمہ الف

۱	۲	۳	۴	۵
نام ضلع	۱۹۸۵ء کے دوران درستگی اندراج خسرہ گرداوری وصول شدہ درخواستوں کی تعداد	۱۹۸۵ء میں تصفیہ شدہ درخواستوں کی تعداد	۱۹۸۵ء میں منظور شدہ درخواستیں کی تعداد	غلط اندراج گرداوری کے ذمہ دار پٹواریوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اور غلط اندراج گرداوری کے سدباب کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے
راولپنڈی	۵	۴		چونکہ اس معاملہ میں پٹواریوں کے خلاف کوئی الزام نہ تھا۔ اس لئے کسی کارروائی کی ضرورت محسوس نہ ہوئی

۱	۲	۳	۴	۵
جہلم	۴۶	۴۶	۳۴	دو پٹواریوں کے خلاف محکمانہ

				کارروائی عمل میں لائی جا گئی۔ دو، دو سالانہ ترقیاں بطور سزا روک دی گئیں
اٹک	۷۶	۳۲	۲۲	ایک پٹواری کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔
چکوال	۴۷	۴۵	۱۲	درخواستوں کی سماعت کے دوران معلوم ہوا۔ کہ پٹواریوں نے دانستہ طور پر غلطی نہ کی ہے۔ اس لئے ان کے خلاف کارروائی نہ کی گئی ہے۔
سرگودھا	۷۹	۶۷	۴۰	ایک پٹواری کے خلاف محکمہ انسداد رشوت ستانی میں کیس درج کرایا گیا ہے۔
میانوالی	۳۸	۳۸	۴	چار ذمہ دار پٹواریوں کو غلط اندراج کاشت کرنے کی بنا پر معطل کیا گیا۔ اور ان کے خلاف انضباطی قوانین ملازمین سرکار کے تحت کارروائی کی گئی ہے
خوشاب	۶۸	۶۳	۹	غلط اندراج گرداوری کی بنا پر تین پٹواریوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ (۱) ایک پٹواری کو جبری ریٹائر کیا گیا ہے۔ (۲) ایک پٹواری کو تنبیہہ کی گئی (۳) ایک پٹواری کے خلاف محکمانہ کارروائی زیر کار ہے۔
بھکر	۸۴	۸۴	۳۶	ایک پٹواری کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔ بوقت گرداوری بوجہ عدم حاضری مالکان اکثر اندراج سہواً

				غلط ہو جاتے ہیں۔
فیصل آباد	۳۲	۳۲	۱۸	ایسا کوئی واقعہ افسران بالا کے نوٹس میں نہ آیا ہے۔ جہاں پٹواری نے دانستہ رجسٹر گرداوری میں غلط اندراج کرتے کی بنا پر کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے
جھنگ	۶۷	۲۹	۱۰	سہواً اندراج کی وجہ سے کوئی پٹواری قصوروار ثابت نہ ہوا ہے۔
ٹوبہ ٹیک سنگھ	۲۱	۱۴	۳	پٹواریان دوران گرداوری موقع پر حاصل شدہ اطلاع پر اندراجات کرتے کرتے ہیں۔ جبکہ تفصیلی تحقیقات پر بعض اوقات صورت حال مختلف ثابت ہوتی ہے۔ اگر پٹواریوں کی بدنیتی ثابت ہو جائے تو لازماً کارروائی کی جاتی ہے۔
گوجرانوالہ	۱۰۴	۹۱	۳۷	چار پٹواریوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ جن میں سے ایک پٹواری کو معطل کیا گیا ہے۔
گجرات	۴۳	۴۱	۲۱	ایک پٹواری دوران سماعت قصوروار گردانتے ہوئے اسسٹنٹ کمشنر منڈی بہاؤالدین نے معطل کیا۔ جس کی تحقیقات ہو رہی ہے۔
سیالکوٹ	۶۲	۶۲	۱۶	غلط اندراج گرداوری کے ذمہ دار ایک پٹواری کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے

کا حکم دیا گیا ہے۔

شیخوپورہ	۱۰۴	۷۵	۵۰	غلط اندراج گرداوری کی بنا پر چھ پٹواریوں کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔
قصور	۹۵	۱۰	—	غلط اندراج گرداوری کی بنا پر ایک پٹواری کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔
اوکاڑہ	۲۶	۱۷	۶	تصحیح اندراج گرداوری کے فیصلوں میں عدالت متعلقہ نے کسی اہلکار کو ذمہ دار نہ ٹھہرایا تھا۔ لہٰذا کسی پٹواری کے خلاف کارروائی نہ کی گئی ہے۔
ملتان	۱۸۲	۹۹	۵۶	چھ پٹواریان کے خلاف کارروائی کا حکم دیا گیا ہے۔
ساہیوال	۶۸	۴۱	۲۸	غلط اندراج گرداوری کی بنا پر چار پٹواریوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔
وہاڑی	۴۵	۳۴	۱۱	جہاں کہیں بھی یہ ثابت ہو جائے کہ متنازعہ اندراج رجسٹر خسرہ گرداوری میں پٹواری حلقہ نے کسی بددیانتی کی نیت سے کسی فریق کو نقصان پہنچانے کی غرض سے کیا ہے۔ تو پٹواری متعلقہ کے خلاف انضباطی

کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔
البتہ جہاں یہ پایا جائے کہ بروقت
پڑتال اندراج خسرہ گرداوری پٹواری
حلقہ کو موقع پر غلط کوائف مہیا کرنے
کی وجہ سے غلط اندراج قائم
ہو گیا ہے جس کی درستی کی جانی ضروری
ہے۔ تو اجازت درستی دے دی
جاتی ہے۔ لیکن پٹواری کے حلقہ
خلاف بادی النظر میں جب تک
ارتکاب جرم کا کوئی عنصر واضح نہ
نہ ہو اس کے خلاف کارروائی عمل
میں نہ لائی جاتی ہے۔

خانیوال	۵۷	۴۸	۱۱	تصحیح اندراج گرداوری کے فیصلوں میں عدالت متعلقہ نے کسی پٹواری کو ذمہ دار نہ ٹھہرایا تھا۔ لہٰذا تھا۔ لہٰذا کسی پٹواری خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

۱	۲	۳	۴	۵
بہاولپور	۴۷	۶	۲	اب تک سماعت شدہ درخواستوں میں متعلقہ پٹواریاں کو عدالت ہائے متعلقہ نے قصوروار نہ ٹھہرایا ہے۔ اس لئے ان کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہ

کی گئی ہے۔

بہاولنگر	۵۵	۵۵	۳	دوران سماعت درخواست ہائی پٹواریان کو تنبیہہ کر دی گئی تھی۔ چونکہ عدالت نے کسی پٹواری کو دانستہ غلطی کا ذمہ دار نہ ٹھہرایا۔ لہٰذا کسی پٹواری کے خلاف کارروائی نہ کی گئی ہے۔
رحیم یار خاں	۵۶	۴۵	۲۱	ضلع ہذا میں ۱۹۸۵ء کے دوران کسی پٹواری کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔ تصحیح اندراج گرداوری کے فیصلوں میں عدالت متعلقہ نے کسی اہلکار کو ذمہ دار نہ ٹھہرایا تھا۔ لہٰذا کسی پٹواری کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔
ڈی جی خان	۴۵	۱۶	۱۶	ایک پٹواری کو چارج شیٹ کیا گیا۔
راجن پور	۳۲	۱۵	۱۵	ایک پٹواری کو چارج شیٹ کیا گیا۔
لیہ	۱۳۲	۹۰	۱۰	غلط اندراج گرداوری کے سلسلہ میں دو پٹواریان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی تھی۔
مظفر گڑھ	۴۳	۳۵	۱۲	تین پٹواری قصوروار پائے گئے۔ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی باقی دو پٹواریوں کی انکوائریز زیر سماعت ہیں۔
لاہور	۲۸	۲۸	۱۸	غلط اندراج کرنے والے ذمہ داران میں دو پٹواریان کو معطل کیا جا چکا ہے۔ جبکہ چھ پٹواریاں کے خلاف محکمانہ کارروائی زیر کار ہے۔

چہار سالہ رجسٹر (جمع بندی) کی تدوین کے لئے اقدامات

*1608 - جناب ریاض حشمت جتوعہ - کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں ایسے مواضعات کے ضلع وار نام کیا ہیں۔ جہاں چہار سالہ رجسٹر حقداران مرتب نہیں ہوا۔

(ب) چہار سالہ رجسٹر مرتب نہ ہونے کی وجوہ موضع وار کیا ہیں۔

(ج) رجسٹر مذکورہ مرتب نہ کرنے کے ذمہ دار عملہ کے خلاف کیا انضباطی کارروائی کی گئی ہے اس کی ضلع وار تفصیل کیا ہے۔

(د) حکومت چہار سالہ رجسٹر (جمع بندی) کی تدوین کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

الف) پنجاب کے کل ۲۷،۰۲۵ مواضعات میں سے ۳۰ مواضعات ایسے ہیں۔ جن کی اسلہ میعادی (چار سالہ رجسٹر حقداران زمین) مرتب نہیں ہوئیں۔ ان کے نام نقشہ ضمیمہ الف کے خانہ جات نمبر ۱-۲ میں ضلع وار درج ہیں۔ ان میں وہ مواضعات شامل نہیں جو زیر اشتمال / بندوبست ہیں۔ کیونکہ مروجہ قواعد کے تحت مواضعات زیر اشتمال / بندوبست کی تکمیل تک اسلہ میعادی (چار سالہ رجسٹر حقداران زمین) کی تیاری کا کام التواء میں رہتا ہے۔

(ب) پنجاب کے جن مواضعات کی اسلہ میعادی (چار سالہ رجسٹر حقداران زمین) مرتب نہیں ہوئی۔ ان کے بارہ میں موضع وار مروجہ مرتب نہ ہونے اسلہ میعادی نقشہ ضمیمہ الف کے خانہ نمبر ۳ میں متعلقہ مواضعات کے محاذ درج ہے۔

(ج) قصوروار عملہ کے خلاف تادیبی کارروائی زیر عمل ہے جس کی ضلع وار تفصیل نقشہ ضمیمہ الف کے خانہ نمبر ۴ میں درج ہے۔

(د) اسلہ میعادی کی تدوین کے لئے حکومت ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔ جن

میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

(۱) موجودہ قواعد کے تحت امسلہ میعادی (چار سالہ رجسٹر حقداران زمین) پٹواریان مرتب کرتے ہیں۔ قانونگویان ان کی سو فیصد پڑتال اور تصدیق کرتے ہیں۔ جبکہ ریونیو افسران (تحصیلدار/نائب تحصیلداران اپنے اپنے حلقہ کے دیہات کی امسلہ میعادی کے کم از کم ۲۰ فیصد اندراجات کی پڑتال اور تصدیق کرتے ہیں۔ ان ہدایات پر سختی سے عمل کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ امسلہ میعادی کی بروقت تیاری کو یقینی بنایا جا سکے۔

(۲) عملہ مال پر کام تیاری دستاویزات اراضی کا بوجھ کم کرکے میعاد کام بہتر بنانے کی غرض سے صوبہ میں گزشتہ دو سالوں کے دوران ۱۸۶ آسامیاں قانونگویان کا اضافہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں گزشتہ ۱۰ سالوں کے دوران چار اقساط کی صورت میں ۱۸۳۹ آسامیاں پٹواریان ایزاد کی گئی ہیں۔ جس سے امسلہ میعادی کے کام کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔

(۳) ضلعی کلکٹر صاحبان تحصیل/سب ڈویژنل ریونیو افسران کے ہمراہ ماہ بہ ماہ اضلاع میں تیاری امسلہ میعادی کے کام کا باقاعدگی سے جائزہ لیتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ماہوار نقشہ جات کارگزاری ڈویژنل کمشنر صاحبان اور نظامت کاغذات زمین پنجاب کو ارسال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں صوبائی ڈائریکٹر کاغذات زمین اور اسسٹنٹ ڈائریکٹران کاغذات زمین بھی وقتاً فوقتاً مختلف اضلاع میں امسلہ میعادی کی تیاری اور تحصیل/ضلعی محافظ خانہ میں ان کے داخلہ سے متعلق امور کی پڑتال کرتے ہیں۔ اور اس کام میں عملہ فیلڈ/ریونیو افسران کی جانب سے پائی گئی کوتاہیوں (اگر کوئی ہوں) کے بارہ میں بورڈ آف ریونیو اور متعلقہ ضلعی حکام و ڈویژنل حکام کی وساطت سے کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ضمیمہ "الف"

۱	۲	۳	۴
نام ضلع	نام مواضعات جن کی امسلہ میعادی (چار سالہ رجسٹرڈ حقداران نہ بن) مرتب نہیں ہوئیں۔	امسلہ میعادی مرتب نہ ہونے کی وجوہات	امسلہ میعادی مرتب نہ کرنے کے ذمہ دار عملہ کے خلاف کی گئی انضباطی کارروائی کی تفصیل۔
مظفرگڑھ	(۱) بیٹ قائم شاہ (۲) مندو (۳) کندی بلوچاں (۴) گرام بگڑاؤ (۵) دائرہ دین پناہ (۶) بیٹ مستقل درمیانی (۷) احمد پور مستقل (۸) بجرائی مستقل شرقی (۹) جنوں مستقل (۱۰) چوہدری (۱۱) پرہاڑ نہری غیر مستقل شرقی (۱۲) پتی تانگ۔	عملہ فیلڈ۔ کام تیاری چھانٹ رقبہ غیر مسلم اور سیلاب ڈیوٹی میں مصروف رہا ہے اور اس سبب کام تیار امسلہ میعاد ۱۲ مواضعات میں مکمل نہیں ہوئی ہے تاہم ڈائریکٹر کاغذات زمین پنجاب نے مذکورہ وجوہات کو ناکافی قرار دیتے ہوئے ضلعی حکام مظفرگڑھ کو قصوروار عملہ کے خلاف انضباطی کارروائی کے لئے ہدایت جاری کی ہے	قصوروار عملہ کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جاری ہے۔
بھکر	موضع ڈگر اوکھ	۱۹۵۰-۹۴ء میں اس موضع کا اشتمال ہوا۔ اشتمال کے دوران شاملات دیہہ کی تقسیم	واقعات مندرجہ محکمانہ نمبر ۳ کے پیش نظر کسی کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا ہے۔

		کے خلاف بورڈ آف ریونیو پنجاب میں اپیل ہائے دائر ہوئیں۔ اس کے فیصلہ کے متعلقین نے عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن دائر کی جس میں حکم امتناعی جاری شدہ ہے اور حکم امتناعی کی موجودگی میں مثل میعادی مرتب نہیں ہے۔	
لاہور	(۱) کھارک (۲) شاہدرہ (۳) بھیا موسے (۴) باغانوالا (۵) نولکھا (۶) بھیکے وال (۷) کوٹ لکھپت (۸) بھوبتاں (۹) چوڑا (۱۰) چوہنگ خورد (۱۱) کیرخورد (۱۲) کوھاڑ (۱۳) امرسدھو (۱۴) ساندہ۔	سالم رقبہ اندر حدود میونسپل کارپوریشن لاہور ہے بیشتر رقبہ زیر آبادی ہے جس کی وجہ سے ملکیت ہائے مختص ہو کر تعداد میں بڑھ گئی ہیں۔ اور پیچیدگی حصص کا موجب بنی ہیں۔ تعداد	۲ پٹواری کو معطل کیا گیا ہے ایک ایڈیشنل پٹواری تعینات کیا گیا ہے نیز ایک قانونگو کو چارج شیٹ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اسی

۱	۲	۳
(۱۵) میاں میر	مالکان اور کھیوٹ ہائے اضافہ ہونے سے حجم کام میں غیر معمولی اضافہ ہو	بارہ میں ڈائریکٹر کاغذات زمین کی تحریک پر ممبر

گیا ہے ۔ لوگس الاٹمنٹ کے بہت سے کیسوں اور مختلف عدالت ہائے سے جاری شدہ حکم امتناعی کی وجہ سے ریکارڈ تیار نہیں کیا جا سکتا۔ عرصہ ۵، ۶ سال ریکارڈ مال ایک مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت عظمیٰ اسلام آباد میں جا چکا۔ واپسی ریکارڈ کے لئے عدالت عظمیٰ کو تحریک کی جا رہی ہے جس کے بعد ریکارڈ بلا تاخیر تیار کیا جائیگا۔

(ریونیو) بورڈ آف ریونیو نے کمشنر لاہور ڈویژن کو ۴ تحصیلداران اور ایک نائب تحصیلدار کے خلاف انضباطی کارروائی کی ہدایت کی ہے مذکورہ ریونیو افسران کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے ہے۔ وجوہات مندرجہ خانہ نمبر ۴ کے پیش نظر کوئی اہلکار ذمہ دار نہیں ہے ۔

بہاولپور (۱) کرنا
(۲) خانیوال

(۱) مواضعات کرنا خانیوال اندر حدود بلدیہ ہیں ۔ چھوٹی ملکیت پر مشتمل ہیں۔ جن کی وجہ سے حصص پیچیدہ ہو چکے تھے اور میلان کرنا مشکل تھا۔

(۲) آر ایل ٹو بوسیدہ اور دریدہ ہو چکے تھے احکام کا پڑھنا اور

قاصر اہلکاران اور ریونیو افسران کے خلاف انضباطی کارروائی کی گئی تھی ایک گرداور کو مانع روزگار سزا دی جا چکی ہے۔ ایک پٹواری بقضائے الٰہی سے فوت ہو چکا ہے چار ریونیو افسران چارج شیٹ ہو چکے ہیں ۔

تتمہ شجرہ جات کا مرتب مزید کارروائی جاری
کرمشکل اور وقت درکار ہے۔
تھا کھتونی ہائے بھی
دستیاب نہ تھیں ۔
(۳) دستاویزات رجسٹری
ہائے کا عمل درآمد
بروقت نہ کرایا جاتا
رہا ہے ۔ اب رجسٹر
حقداران زمین موضع کرنا
تیار ہوکر داخل تحصیل ہو
چکے ہیں ۔ بقیہ کام انشاءاللہ
ماہ مکمل ہو جائے گا

ضلع میانوالی میں تیسری تحصیل بنانے کے لئے اقدامات

*1639 ۔ ملک غلام سرور جوئیہ ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانوالی اور بھکر کے اضلاع کی آبادی تقریباً برابر ہے۔
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بھکر کی تین تحصیلیں ہیں ۔ جبکہ ضلع میانوالی دو تحصیلوں پر مشتمل ہے اور ضلع بھکر میں منکیرہ اور کلورکوٹ کی تحصیلیں ایک ایک تھانہ پر مشتمل ہیں ۔ جبکہ تحصیل میانوالی آٹھ تھانوں پر مشتمل ہے ۔
(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تھانہ پیلان تھانہ کندیاں اور تھانہ واں بھچراں کے علاقے کو ملا کر ضلع میانوالی کی تیسری تحصیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ضلع میانوالی کی آبادی ۷۰۹۰۰۰ اشخاص پر مشتمل ہے ۔ جبکہ اسی سال کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق ضلع بھکر

کی کل آبادی ۶۶۶۰۶۶ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ میانوالی ضلع دو تحصیلوں (میانوالی عیسیٰ خیل) پر مشتمل ہے اور ضلع بھکر کی تین تحصیلیں (بھکر کلورکوٹ منکیرہ) ہیں۔ یہ بات درست نہیں کہ تحصیل منکیرہ اور تحصیل کلورکوٹ صرف ایک ایک تھانہ پر مشتمل ہے بلکہ یہ دونوں تحصیلیں دو دو تھانوں پر مشتمل ہیں البتہ میانوالی تحصیل دس تھانوں پر مشتمل ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی میں مزید ایک اور تحصیل بنانے کی تجویز حکومت کو موصول ہوئی ہے اور اس پر غور بھی کیا جائے گا مگر کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبے میں مزید نئے انتظامی یونٹ بنانے پر اس وقت تک کے لئے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ جب تک کہ ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۰ء کے نو تشکیل شدہ انتظامی یونٹ صحیح اور مستحکم بنیادوں پر کام کرنا شروع نہیں کر دیتے اس لئے بظاہر ضلع میانوالی میں تیسری تحصیل بنانے کی تجویز پر فوری عمل کے امکانات محدود ہیں۔

سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری کے پاس تصفیہ طلب مقدمات کی تعداد

*1763 - جناب طاہر احمد شاہ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری کے پاس اس وقت بہت سے مقدمات ان کے فیصلہ نہ کرنے کی وجہ سے التواء میں پڑے ہیں جن میں سینما فیکٹری اور بڑی بڑی عمارات وغیرہ شامل ہیں۔ جس سے حکومت کو لاکھوں روپے کی آمدن ہو سکتی ہے مگر ان کے فیصلہ نہ کرنے کی وجہ سے حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات ہے تو اس وقت سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری کے پاس جو انڈسٹری کے مقدمات التواء میں پڑے ہیں اور جس میں ابھی تک محکمہ بحالیات نے ٹی او جاری نہیں کئے ان میں ملوث فیکٹری سینما

وغیرہ کے نام اور ان کے مالکان کے نام کیا ہیں۔

(ج) سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری کے پاس کتنے ایسے مقدمات پینڈنگ ہیں جس میں عدالت عالیہ اور ایم پی آر کی طرف سے حکم جاری ہو چکا ہے کہ مالکان کوٹی ۔او۔ جاری کر دیا جائے مگر اس کے باوجود متذکرہ احکامات پر ابھی تک عمل درآمد نہیں کیا ہے ایسے تمام مقدمات کی تفصیل کیا ہے اور انہیں معرض التوا میں رکھنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر اسلم لون سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری کے خلاف کئی مرتبہ انکوائری ہو چکی ہے۔

(ہ) اگر جزو (د) کا جواب اثبات میں ہے تو ان کے خلاف کتنے مقدمات میں انکوائری ہوئی ہے کیا اس وقت بھی ان کے خلاف کوئی درخواست وغیرہ ہے اگر ہے تو اس کی بھی تفصیل بتائی جاوے اور سروس ریکارڈ کے مطابق تفاصیل مہیا کی جائیں۔

(ش) سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری نے ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے ۳۱ اگست ۱۹۸۶ء تک کتنے مقدمات کا فیصلہ کیا ہے اور کتنی رقم سینما فیکٹری اور بک مشن کے مالکان سے وصول کی ہے ان کے نام بتائے جائیں۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری نے بہت سے مالکان کو اصل رقم کے علاوہ سود کی رقم وصولی کے لئے بھی نوٹس جاری کئے ہیں اگر ایسا ہو تو جن لوگوں کو نوٹس جاری کئے ہیں ان کے نام بتائے جائیں۔

(ز) کیا یہ درست ہے کہ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے پہلے محکمہ بحالیات نے کس مالک سے اصل رقم کے علاوہ سود کی رقم کبھی وصول نہ کی تھی۔

(ح) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بحالیات کے قانون میں کسی جگہ یہ تحریر نہیں ہے کہ مالک سے اصل رقم کے علاوہ سود بھی وصول کیا جائیگا اگر ایسا ہے تو کیا وجہ ہے کہ غیر قانونی طور پر لوگوں کو پریشان کرنے کے لئے نوٹس جاری کئے جاتے ہیں نیز حکومت نے انڈسٹری کے بقایا پینڈنگ مقدمات

کا جلد فیصلہ کرنے کے لئے کیا قدم اٹھایا جا رہا ہے؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

جناب سردار محمد عارف نکئی۔ وزیر مال و ریلیف پنجاب۔

(الف) درست نہ ہے کافی مقدمات فیصلہ ہو چکے ہیں۔ اور ٹی۔او بھی جاری ہو چکے ہیں۔ صرف چند جوڈیشل مقدمات بعدالت جناب سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری پنجاب زیر سماعت ہیں۔

جن پر حسب ضابطہ قانونی کارروائی کی جا رہی ہے۔ یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔

(ب) محکمہ ہذا لیات ختم کر دیا گیا ہے اور جملہ تصفیہ طلب مقدمات مختلف افسران بورڈ آف ریونیو و فیلڈ کے سپرد کر دیے گئے ہیں۔ جو کام ان کے فرائض کے علاوہ ہے۔ ابھی تک سیٹلمنٹ فائلوں کا چارج مکمل نہیں ہوا کیونکہ سابقہ افسران و اہلکاران کو قطعی طور پر فارغ کر دیا گیا ہے۔ بہر حال جو مقدمات جوڈیشل سائیڈ پر زیر تجویز ہیں۔ وہ صرف چار ہیں ان پر حسب ضابطہ مناسب کارروائی ہو رہی ہے۔ یہ تمام مقدمات بعد سماعت فریقین و ان کے وکلاء فیصلہ کر دیے جائیں گے۔ بعد ازاں قابل ادا واجبات کی وصولی پر ٹی۔او جاری کر دیے جائیں گے۔ لسٹ لف ہذا ہے۔

(ج) ایسا کوئی مقدمہ زیر سماعت نہیں ہے جس میں عدالت عالیہ یا ممبر بورڈ آف ریونیو کے جوڈیشل احکامات کے باوجود ان پر عمل درآمد نہ ہوا ہو۔

(د) و (ہ) یہ کہنا درست نہ ہے کہ سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری کے خلاف کئی مرتبہ انکوائری ہو چکی ہے۔ ان کے خلاف کسی جوڈیشل معاملہ یا سیٹلمنٹ کے متعلق کوئی انکوائری نہ ہوئی ہے۔

(س) ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے ۱۸۔۱۱۔۱۹۸۰ء تک شیخ حمید الٰہی سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری تھے۔ اس عرصہ میں کسی فیکٹری یا انڈسٹری کا فیصلہ نہ ہو سکا موجودہ سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری کو یہ اختیارات ۱۸۔۱۱۔۱۹۸۰ء کو تفویض ہوئے

ہیں ۔ جنہوں نے ۸ مقدمات کا فیصلہ کیا جس کی لسٹ لف ہذا ہے ۔

(و) موجودہ سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری نے کسی مالک کے خلاف سود کی رقم وصول کرنے کا نوٹس جاری نہیں کیا ۔

(ز) یہ غلط ہے ۔ حقیقت یہ کہ بمقدمہ پریم سنگھ دیوی دتہ مل کاٹن فیکٹری گوجرہ جو ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے پہلے فیصلہ ہوا میں بھی اصل رقم کے علاوہ تاوانی سود (Penal interrst) وصول کیا گیا یہ فیصلہ ہائی کورٹ میں بھی بحال رہا

(غ) (ا) چونکہ باتیداران عرصہ سے محکمہ کے بقایا جات ادا نہیں کر رہے ہیں اس لئے حسب الحکم جناب چیف سیٹلمنٹ کمشنر پنجاب سابقہ سیٹلمنٹ کمشنر نے ان سے منسوخی الاٹمنٹ کی بجائے بطور تاوان پینل انٹرسٹ وصول کرنے کے احکامات جاری کئے ۔

(۱۱) جہاں تک مقدمات کے جلد تصفیہ کا تعلق ہے ۔ حکومت انہیں جلد از جلد نمٹانے کے لئے حسب ضابطہ تمام ممکن اقدامات کر رہی ہے

فہرست مقدمات جن کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔

نمبر شمار	نام انڈسٹریل کنسرن	وصول رقم	تاریخ فیصلہ اجرا ٹرانسفر آرڈر
۱	انڈس ہوٹل ۔ دی مال لاہور ۔	۰۰ — ۴ — ۲۱،۰۰	۶-۱-۸۶
۲	پریم سنگھ دیوی دتہ مل کاٹن فیکٹری گوجرہ ۔	۴۴ — ۰،۷۸۳۷۰	۴-۳-۸۶
۳	پلازہ سینما لاہور (۳۰ فیصد حصص)	۰۹ — ۴۶۱،۰	۴-۲-۸۶
۴	رائل ہوٹل انارکلی لاہور ۔	۰۰ — ۱۰۰۲۰۰	۳-۳-۸۶
۵	کیپٹل سینما لاہور	۹۴ — ۳۸۸۱۱۰۰	۱۹-۳-۸۶
۶	دھن پت مل جوالا داس کاٹن فیکٹری فیصل آباد	۰۰ — ۸۴۹۰۷۶	۱۷-۶-۸۶

۷	اموبلک انڈسٹری کاٹن فیکٹری ٹوبہ ٹیک سنگھ	۳۴۱۷۰۰۰	۱۷-۹-۸۶
۸	ریگل سینما فیصل آباد	ادائیگی ابھی باقی ہے	۲۰-۹-۸۶

فہرست جوڈیشل مقدمات جو زیر سماعت ہیں

نمبر شمار	نام انڈسٹریل کنسرن
۱	پائیز فلور ملز شاہدرہ لاہور
۲	پریم ٹاکسیز جڑانوالہ
۳	مالوارام کاٹن فیکٹری ڈیرہ غازیخاں
۴	نیشنل سیٹل ملز۔ لاہور کینٹ۔

ریگل سینما فیصل آباد کے حکم کی منسوخی

1775* ۔جناب طاہر احمد شاہ ۔کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عدالت عالیہ نے ۷ جون ۱۹۸۶ء کو ریگل سینما فیصل آباد کے مالکان عظیم بخش کے وارثان عطا محمد وغیرہ کا کلیم ۱۲ ستمبر ۱۹۸۴ء کو کلیم کمشنر چوہدری منظور حسین صاحب نے منسوخ کیا تھا اور جائیداد ریگل سینما ضبط کی تھی بحال کر دیا ہے اور اس کلیم میں سے صرف ۷۰ ہزار روپے کی رقم کاٹنے کا حکم دیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ریگل سینما محکمہ نے کلیم کمشنر چوہدری منظور حسین کے فیصلہ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۴ء کے فیصلہ کی وجہ سے ۱۶ جون ۱۹۸۵ء کو سیل کیا تھا اور مالکان کو واپس قبضہ نہیں دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ عطا محمد وغیرہ نے محکمانہ بحالیات کو ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء

کو معاوضہ بک سے مبلغ ۰۰ر۹۴۷ر۰۰ر۲ روپے کی رقم ادا کی تھی۔ جبکہ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۶۲ء کو محکمہ بحالیات نے سینما کی کل قیمت ۰۰ر۳۵۳ر۱۲۸۳ روپے مقرر کی تھی اور اب سینما مالکان کے ذمہ کوئی رقم بقایا نہیں ہے لیکن پھر بھی سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری نے سینما کو سیل رکھا ہوا ہے۔ جس سے سینما مالکان کی بلڈنگ کا نقصان ہو رہا ہے اور سینما بند رہنے کی وجہ سے اب تک حکومت کو لاکھوں روپے کی آمدنی جو ٹیکس کی صورت میں ہونی تھی اس کا بھی نقصان ہو چکا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ عدالت عالیہ نے ۷ جون ۱۹۸۶ء کو حکم فرمایا تھا کہ عظیم بخش کے وارثان عطا محمد کا سینما میں حصہ ۵۳ فیصد ہوگا اور عمر دراز خان کے وارثان سکندر حیات خان وغیرہ کا سینما میں حصہ ۴۷ فیصد ہوگا۔ لہٰذا ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے ۳۱ اگست ۱۹۸۶ء تک جن سینما مالکان وغیرہ کو محکمہ نے ٹی او جاری کئے ہیں ان کے نام کیا ہیں۔

(ز) کیا وجہ ہے کہ سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری نے عدالت عالیہ کے حکم کے باوجود دونوں فریقین کو ابھی تک قبضہ نہیں دیا ہے اور کیا حکومت مذکورہ سینما کا قبضہ مالکان کو دلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مال (سردار محمد عارف)

جناب سردار محمد عارف نکئی وزیر مال ریلیف پنجاب

(الف) درست ہے

(ب) (۱) درست ہے۔

(۲) عدالت عالیہ نے ریگل سینما کی سیل شکنی کا کوئی حکم نہیں دیا قانونی پوزیشن یہ ہے۔ منتقل علیہم کے ذمہ واجبات واجب الادا ہیں۔ اس لئے انہیں تا ادائیگی واجبات قانوناً طور پر قبضہ نہیں دیا جا سکتا۔

(ج) کتب ہائے معاوضہ بک کی تصدیق بوجہ مقدمہ زیر سماعت عدالت عالیہ

نہ ہو سکی تھی۔ اب عدالت عالیہ نے ۷ جون ۱۹۸۶ء کو فیصلہ کیا ہے۔ جس کی تعمیل بذریعہ فیصلہ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۸۶ء ہو چکی ہے اس فیصلہ کی رو سے عظیم بخش کے وارثین کو کہا گیا ہے وہ مطابق فیصلہ سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری اپنے حصے کی رقم نقد جمع کرا دیں جب کتب معاوضہ تصدیق ہو جائے گی۔ تو وہ رقم انہیں مروجہ قانون کے تحت واپس کر دی جائیں گی نیز وارثین عمر دراز خان سے سے بھی واجبات کی ادائیگی بقایا ہے۔ یہ تصدیق ادائیگی واجبات متعلقہ فریقین کو قبضہ سینما حسب ضابطہ دلایا جائے گا۔

(د) یہ درست ہے کہ عدالت عالیہ نے ۷ جون ۱۹۸۶ء کو حکم فرمایا تھا کہ عظیم بخش کے وارثین عطا محمد کا سینما میں حصہ ۵۳ فیصد ہو گا اور عمر دراز خان کے وارثین سکندر حیات خان وغیرہ کا سینما میں حصہ ۴۷ فیصد ہو گا۔

(ہ) مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے ۳۱ اگست ۱۹۸۶ء تک صرف کیپٹل، پلازہ سینما کے مالکان نے جملہ واجبات ادا کر دیے۔ اس لئے ان کے نام ٹرانسفر آرڈر جاری کئے ہیں۔ بقیہ کسی سینما کے مالک نے ابھی تک مکمل واجبات ادا نہیں کئے گئے۔ اس لئے ان کے حق میں ٹرانسفر آرڈر جاری کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔

(و) نام سینما — نام منتقل علیہان

کیپٹل سینما — مسمات کشور سلطان بیگم وغیرہ

پلازہ سینما — حاجی مرزا محمد اقبال بیگ (حصص ۵۳ فیصد)

(ز) اعتراض درست نہ ہے حسب الحکم عدالت عالیہ سیٹلمنٹ کمشنر انڈسٹری نے فیصلہ مقدمہ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۸۶ء کو کر دیا ہے۔ اب یہ فریقین کی ذمہ داری کہ وہ حسب الحکم واجبات ادا کریں اور سینما کا قبضہ حاصل کریں۔

"اوجھال" اور کھنگی کے متاثرین کو معاوضہ کی ادائیگی

*1828 بیگم شاہدہ ملک۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واوی سون ضلع خوشاب میں اوسہال اور کھینگی جھیلوں کی وجہ سے یہاں کے غریب باشندوں کی متعدد زمین زیر آب آگئی ہیں۔
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے اب تک ان متاثرہ افراد کو کسی بھی قسم کی کوئی امداد نہیں دی اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان متاثرہ افراد کو متبادل زمین یا معاوضہ ادا کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) یہ درست ہے۔ لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ دونوں جھیلیں آزادی سے پہلے سے ہی موجود ہیں۔
(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ متاثرہ افراد کو معاوضہ وغیرہ ادا کرنے کا معاملہ سول عدالت جوہر آباد میں زیر سماعت ہے۔ فیصلہ ہونے پر حکم عدالت کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

پبلک سروس کمیشن کی جانب سے تحصیلداروں کی بھرتی

*1837 ۔ حاجی سردار خان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) پبلک سروس کمیشن نے تحصیلداری کے لئے ماضی قریب میں کتنے امیدوار کامیاب قرار دیے تھے کیا ان کی تعیناتی ہو چکی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں۔
(ب) اس کے علاوہ کتنے تحصیلدار بھرتی کئے گئے ہیں اور وہ کس بنیاد پر کئے گئے ہیں ان کے ناموں سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) پنجاب پبلک سروس کمیشن نے تحصیلداروں کی ۲۰ آسامیوں کے لئے ۲۰ امیدواروں کو تعینات کرنے کی سفارش کی تھی قواعد کے تحت ان تمام امیدواروں کو طبی معائنہ اور چال چلن کی تصدیق کے بعد بھرتی کر لیا گیا ہے۔ ۲ سال کی تربیت اور محکمانہ امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ان امیدواروں کو تعینات

کیا جائے گا۔

(ب) مندرجہ بالا ۲۰ تحصیلداروں کے علاوہ ایک آفیسر دوسرے محکمے سے بطور تحصیلدار لیا گیا۔

پٹوار سکول میں میرٹ پر داخلہ

*1838 ۔حاجی سردار خان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی ہے کہ داخلہ میرٹ کی بنیاد پر کئے جائیں گے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس سال پٹوار سکول میں داخلہ میرٹ پر کئے گئے ہیں؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ مزید برآں داخل کئے گئے امیدواروں کے نام اور پتے کیا ہیں۔

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) ہاں۔

(ب) ابھی تک پٹوار سکولوں میں داخلہ کے لئے امیدواروں کا حتمی انتخاب عمل میں نہیں لایا گیا۔ چونکہ پٹوار سکولوں میں داخلہ کے لئے درخواستیں مقررہ تعداد سے بہت زیادہ موصول ہوئی ہیں۔ اس لئے اہلیت اور علاقائی ضروریات کی بناء پر ان کی چھان بین کی جا رہی ہے جس کے بعد منتخبہ امیدواروں کی فہرست جاری کی جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مالیہ اور ٹیکس کی وصول

37۔چوہدری محمد اعظم جیمہ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ ملک میں عشر ایکٹ کے نفاذ کی بنا پر زمینداروں سے

عشر باضابطہ طور پر ہر فصل پر وصولی کیا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ۱۲ ایکڑ سے کم ملکیت کے مالکان کو معاملہ قانونی طور پر معاف ہے مگر لوکل ریٹ وصول کیا جا رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانونی طور پر عشر کے لاگو ہونے کی بنا پر عشر دہندگان سے معاملہ یا دیگر کسی قسم کا کوئی ٹیکس وصول کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ۱۲ ایکڑ سے زائد مالکان اراضی سے عشر کی ادائیگی کے باوجود معاملہ اور دیگر ٹیکس بدستور ناجائز وصول کیا جا رہا ہے بلکہ اس سے زیادہ حد کے مالکان اراضی کو شرح مالیہ اور زرعی ٹیکس بھی زبردستی وصول کیا جا رہا ہے جو کہ غیر قانونی ہے

اگر سوالات مندرجہ بالا (الف تا د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غیر قانونی طور پر مالیہ اور دیگر ٹیکس کی وصولی ختم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

(الف) درست ہے۔

(ب) لینڈ ریونیو ایکٹ کی ترمیم مجریہ ۱۹۸۳ء کے مطابق صرف ۲½ ایکڑ تک مالکان اراضی کو معاملہ معاف ہے۔

جہاں تک لوکل ریٹ کی وصولی کا تعلق ہے یہ تمام مالکان اراضی سے وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) عشر دہندگان کو معاملہ اور ترقیاتی ٹیکس معاف ہے۔

(د) یہ درست نہیں ہے عشر گذار سے معاملہ وصول نہیں کیا جاتا۔ اور اس سلسلہ میں تمام ڈپٹی کمشنروں کو واضح ہدایات جاری کر دی گئی ہیں

ریگل سینما فیصل آباد کا قبضہ

40 ۔ چوہدری صفدر علی ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بحالیات کے ممبر بورڈ آف ریونیو کے حکم سے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر فیصل آباد نے عطا محمد اور منیر احمد سے بوجہ بوگس حکم ریگل سینما فیصل آباد کا قبضہ واپس لے لیا تھا اور تحصیلدار فیصل آباد نے ۱۶ مئی ۱۹۸۵ء کو سینما اور سینما کی حدود کے اندر تمام دوکانوں اور کھوکھوں کو سیل کر کے اس کی نگرانی کے لئے کوئی چوکیدار مقرر کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ۱۶ مئی ۱۹۸۵ء کو عطا محمد اور کھوکھا قابضین نے سیل توڑ کر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

ج اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے سیل توڑنے کے جرم میں ان لوگوں کے خلاف کوئی مقدمہ درج کروایا ہے اور جن لوگوں نے دوبارہ قبضہ کیا ہے ان کے نام کیا ہیں اور اگر کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مال ۔ (سردار محمد عارف)

(الف) یہ درست ہے کہ ریگل سینما فیصل آباد اور کھوکھا جات جو سینما کی حدود کے اندر تھے ۔ انہیں سیل کر دیا گیا تھا ۔ لیکن کوئی چوکیدار مقرر نہیں کیا گیا ۔

(ب) چند کھوکھا جات کے مالکان نے سیل توڑ دی تھیں ۔

(ج) سیل توڑنے کے جرم میں ان لوگوں کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے لئے تحریر کر دیا گیا ہے ۔ جن لوگوں نے سیلیں توڑی تھیں ان کے نام یہ ہیں ۔

۱ ۔ رحمت علی ولد جھنڈا
۲ ۔ منیر احمد ولد محمد حسین
۳ ۔ بشیر احمد ولد غلام محمد
۴ ۔ امیر احمد ولد ضمیر احمد
۵ ۔ بشیر احمد ولد کریم بخش
۶ ۔ پرویز ولد مہر دین

۷۔ محمد حنیف ولد محمد حسین
۸۔ فقیر حسین ولد ولی محمد

دھوکہ دہی سے سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ

41 ۔چوہدری صفدر علی ۔کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے سوال نمبر ۸۷ کا جواب ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء کو ایوان میں نامکمل دیا گیا ہے ۔کیونکہ وہ سابقہ صوبائی کونسل پنجاب میں راؤ خضر حیات خان کے نشان زدہ سوال نمبر ۱۳۹ کے جواب سے مطابقت نہیں رکھتا جو کونسل میں ۲۶ ۔ ۵ ۔ ۱۹۸۶ء کو دیا گیا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان افراد کے نام اور مکمل پتے کیا ہیں ۔جو دھوکہ دہی کے مرتکب نیز ان کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیل معہ مالیت جائیداد زرعی و شہری تیار کی جائے ؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

الف) سوال نمبر ۸۷ کا جواب نامکمل نہیں تھا ۔بوگس الاٹمنٹ کے متعلق جو کوائف اور تفصیلات ڈپٹی کمشنر لاہور نے فراہم کئے تھے وہ من وعن ایوان میں پیش کر دیے گئے تھے متعلقہ افراد کے نام ۔رقبہ کی تعداد اور رقبہ کا محل وقوع وغیرہ بھی اس جواب میں فراہم کر دیے گئے تھے ۔ڈپٹی کمشنر لاہور سے موصول شدہ فہرست کی نقل دوبارہ لف ہے ۔

(ب) جواب (الف) میں دے دیا گیا ہے ۔

شق وار جواب درج ذیل ہے ۔

(الف) یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر (صدر) لاہور نے سال ۸۱ ۔ ۱۹۸۲ء میں بوگس الاٹمنٹ کے مقدمات کے بارے میں نشاندہی کی تھی

(ب) نشاندہی کردہ الاٹمنٹ کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

۱ - رقبہ تعدادی	K M ۱۰ - ۲۲	موضع دھنا سنگھ والا الاٹمنٹ بنام انجابی بیگم وغیرہ (زیر تفتیش انٹی کرپشن)
۲ - رقبہ تعدادی	K M ۱۰ - ۲۲	موضع دھنا سنگھ والا الاٹمنٹ بنام اعجازی بیگم وغیرہ (انٹی کرپشن)
۳ - رقبہ تعدادی	K M ۱۰ - ۲۲	موضع دھنا سنگھ والا الاٹمنٹ بنام ظفر انساء بیگم (انٹی کرپشن)
۴ - رقبہ تعدادی	K M ۳ - ۷۶	موضع امرسدھو الاٹمنٹ بنام کریم بخش ولد قطب دین وغیرہ (فیکٹری ایریا) رٹ پٹیشن نمبر ۸۰/۷۱۳۱ عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے)۔
۵ - رقبہ تعدادی	K M ۰ - ۲۲	مواضعات چرڑ امرسدھو باغانوالہ چاہ میراں سادھوکی بنام ماہرہ پروین صلاح الدین وغیرہ مسمات شمیم اختر وغیرہ فاطمہ بی بی و معین اختر (انٹی کرپشن رٹ پٹیشن) ۵۹۹-آر-۸۱، ۵۹۸-آر-۸۱، ۵۹۷-آر-۸۱، ۵۹۶-آر-۸۱، ۵۹۴-آر-۸۱- عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہیں۔
۶ - رقبہ تعداد	K M ۴ - ۳۴	موضع کھارک بنام ڈاکٹر عبدالرؤف وغیرہ (نواں کوٹ)
۷ - رقبہ تعدادی	K M ۲۰ - ۱۹	موضع چرڑ بنام محمد ملوک وغیرہ (فیکٹری ایریا)

۸ - رقبہ تعدادی ۱۴ - ۱۹ کنال ۸ مرلہ — موضع مرنگ بنام عبدالشکور فضل الرحمٰن وغیرہ (تھانہ مرنگ) (رٹ پٹیشن ۶۵۵۷ آر - ۷۹ عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت)

۹ - رقبہ تعدادی ۴ - ۴۶ کنال ۸ مرلہ — موضع امرسدھو بنام بشیر الدین وغیرہ (تھانہ لوئر مال) - رٹ پٹیشن نمبر ۶۱۱ - آر - ۸۱ عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے -

۱۰ - رقبہ تعدادی ۱۵ - ۱۹۷ کنال ۸ مرلہ — موضع امرسدھو خادم حسین بنام محمد اسماعیل وغیرہ (فیکٹری ایریا)

۱۱ - رقبہ تعدادی ۰ - ۳۰۳۱ — موضع چوڑہ بنام شرف الدین مسمات رابعہ وغیرہ محمد اقبال وغیرہ، محمد ادریس وغیرہ رٹ پٹیشن نمبر ۱۶۹ - آر - ۸۰ - ۱۵۸ - ۸۰ - ۸۲۲ - آر - ۸۰ - ۴۴۰ - آر - ۸۰ - ۱۱۲۷ - آر - ۸۱، ۶۰۲ - آر - ۸۱ عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت -

۱۲ - رقبہ تعدادی ۵ - ۸۴ کنال ۸ مرلہ — موضع بیکھے وال بنام محمد اشرف وغیرہ (انٹی کرپشن)

۱۳ - رقبہ تعدادی ۱۹ - ۱۲۳ کنال ۸ مرلہ — موضع امرسدھو بنام محمد حسین ولد مختار احمد رٹ پٹیشن ۱۸۳ - آر - ۸۱ عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے -

۱۴ - رقبہ تعدادی ۱۱ - ۱۹۳ کنال ۸ مرلہ — موضع اجودھیا پور بنام ضیاء الحسن (وصولی کانی)

۱۵	رقبہ تعدادی	۸۱ — ۱۹۳ کنال	موضع اجودھیا پور بنام مناظر الدین صدیقی (انٹی کرپشن) رٹ پٹیشن نمبر ۴۸۴۸-آر/۸۴ ۳۰۴۰-آر-۸۱ عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔
۱۶	رقبہ تعدادی	۱۰ — ۴۳ کنال	موضع اجودھیا پور بنام محمد بشیر ولد ابراہیم وغیرہ (انٹی کرپشن)
۱۷	رقبہ تعدادی	۰ — ۲۴	موضع روڑانوالہ بنام علی خاں (تھانہ بریٹ)
۱۸	رقبہ تعدادی	۰ — ۶۱۷	موضع اجودھیا پور حسین ولد سومار۔ رٹ پٹیشن نمبر ۱۱۹-آر-۷۷ عدالت عالیہ ہائی کورٹ بنچ جناب جسٹس گل محمد خاں و جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ بحق حسین ولد سومار فیصلہ ہو چکا ہے۔ جس کے خلاف PSLA No 917 of 1981 سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر شدہ ہے۔
۱۹	رقبہ تعدادی	۰ — ۱۸۵۷	موضع دھنا سنگھ والا بنام محمد حسین ولد عطا محمد (انٹی کرپشن) سول ڈویژن ۱۸۲۸-آف ۱۹۸۰ء سول ریویژن ۱۹۱۹-ڈی-۱۹۸۰ء عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہیں۔
۲۰	رقبہ تعدادی	۷ — ۱۱۰۹	واقعہ موضع اجودھیا پور-گوھاوا۔ بیکھے وال دھنا سنگھ والا بنام محی الدین محمد خاں ولد یوسف خاں (انٹی کرپشن) رٹ پٹیشن نمبر ۱۱۸-آر-۷۷ عدالت

عالیہ ہائی کورٹ ڈویژن بنچ جناب جسٹس گل محمد
خان جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ سے
بحق الاٹی فیصلہ صادر ہو چکا ہے جس کے
خلاف اپیل ع ۸۰- ما نمبری
CISLA NO. 918 OF 1981
عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ میں دائر شدہ ہے

۲۱ - رقبہ تعدادی ۱۳-۱۹۲- موضع چڑڑ بنام محمد اسماعیل وغیرہ (ٹیکری ایریا)
مقدمہ زیر سماعت بعدالت جناب خالد الشبیر
صاحب سول جج لاہور

۲۲ - رقبہ تعدادی ۰-۰-۲۰۶ عباس علی خان (ٹیکری ایریا) انتقالات و
ارانی ہر دو خارج ہو چکے ہیں۔

(ج) ان الاٹمنٹ والے کے بارے میں مقدمات زیر تفتیش ہیں ہر مقدمہ کی صورت حال پیرا بالا میں درج کی گئی ہے۔

(د) دیگر کسی مقدمات کا علم دفتر ہذا کو نہ ہے۔

ناجائز اور فرضی کلیموں کی الاٹ منٹ

114 جناب محمد افضل گجر۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

صوبہ میں ناجائز اور فرضی کلیموں کی الاٹ منٹ کا سلسلہ جاری ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کے سدباب کے لئے کیا اقدام کئے جا رہے ہیں اور آر ایل او کے علاوہ کلیموں کے اندراج کے لئے کیا کوئی دستاویزات بطور ریکارڈ بنائی گئی ہے یا نہیں؟

وزیر مال (سردار محمد عارف)

ناجائز اور فرضی الاٹمنٹوں کا سلسلہ جاری نہیں ہے۔ اراضی کی الاٹ منٹ ۱۹۷۳ء سے بند ہو چکی ہے۔ اگر کوئی ٹھوس ثبوت موجود ہو تو جانچ پڑتال کی

جاسکتی ہے۔ محترم ممبر اگر نشان دہی کریں تو یقیناً مؤثر اقدام بروئے کار لائے جائیں گے۔ آر۔ ایل۔ ٹو کے متعلق استفسار مبہم ہے۔ مختلف قسم کی دستاویزات رائج ہیں۔ اگر کسی دستاویز میں ترمیم یا اضافے کی ضرورت کی نشاندہی کی جائے تو اس پر غور کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

آبیانہ و مالیہ کی شرح میں رعایت

۔ جناب رئیس مشتاق احمد۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں تحصیل لیاقت پور سب سے زیادہ سیم زدہ علاقہ ہے مگر وہاں کے کاشتکاروں کو پنجاب کے دیگر اضلاع سے زائد آبیانہ و مالیہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل لیاقت پور کے کاشتکاروں سے صوبہ کے دیگر اضلاع میں رائج آبیانہ و مالیہ وصول کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال ۔ (سردار محمد عارف)

الف، یہ درست ہے کہ تحصیل لیاقت پور کا علاقہ ضلع رحیم یار خان میں سب سے زیادہ سیم زدہ ہے۔ لیکن اس تحصیل کے زمینداران کو دیگر اضلاع کے زمینداروں کے مقابلہ میں زائد آبیانہ ادا نہیں کرنا پڑتا۔

البتہ ایسے مالکان کو جن کی اراضی واپڈا سکارپ ایریا میں واقع ہے دوگنا آبیانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو پنجاب کے دوسرے ایسے علاقوں کے مطابق ہے جو زیر واپڈا سکارپ ہیں ہر ایسا رقبہ جو سکارپ کے ٹیوب ویلوں سے سیراب ہوتا ہے۔ خواہ وہ لیاقت پور میں ہو یا پنجاب کی کسی اور تحصیل میں ہو اس پر دگنا آبیانہ قائم ہوتا ہے۔ اس معاملے میں کسی علاقہ سے امتیازی برتاؤ نہیں کیا جاتا۔

مالیہ کے سلسلے میں عرض ہے کہ نظام عشر کے نفاذ کے بعد عشر گزاروں

پر مالیہ عائد نہیں ہوتا۔ تحصیل لیاقت پور میں چونکہ رقبہ سیم زدہ ہے پیداوار کم ہے اور عشر پیداوار پر ہی قائم ہوتا ہے۔ لہٰذا تحصیل لیاقت پور میں ضلع رحیم یار خان کی دیگر تحصیلوں کے مقابلہ میں عشر کم قائم اور وصول ہوتا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر آبیانہ اور مالیہ کی شرح میں کمی کی ضرورت نہ ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب سپیکر میں وزیر مال صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جس اعتماد کے ساتھ انہوں نے سوالات کے جوابات دیے ہیں لیکن جناب والا وہ میرے ضلع میں ضرور جائیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

صاحبزادہ سید منظر الحسن المعروف چن پیر

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ سید منظر الحسن المعروف چن پیر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب سپیکر اسلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ،

میں چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ ۵ اور ۱۲ اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا اور نہ ہی مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو شرکت کر سکوں گا۔ لہٰذا ان تین ایام کے لئے میری رخصت منظور فرمائی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب مہدی حسن بھٹی

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب مہدی حسن بھٹی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ بیماری مورخہ $\frac{۱۰}{۸۶}$ ۱ سے $\frac{۱۰}{۸۶}$ ۶ اور $\frac{۱۰}{۸۶}$ ۸ سے $\frac{۱۰}{۸۶}$ ۱۶ اسمبلی

کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا تھا۔ برائے کرم میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد گلفام اشرف

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد گلفام اشرف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ ۵/۱۰/۸۶ کو بوجہ بیماری اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا تھا۔ لہٰذا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

جناب نذیر احمد

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب نذیر احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں گذشتہ جمعرات مورخہ ۹/۱۰/۸۶ کو ضروری کام کی غرض سے اسلام آباد گیا ہوا تھا۔ اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا۔ مذکورہ دن کی چھٹی عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب لالہ مہر لال بھیل

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب لال مہر لال بھیل صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب عالی مودبانہ گذارش ہے کہ سائل کے ایک عزیز کی فوتگی کی وجہ سے مورخہ ۱۲-۱۰-۱۹۸۶ء کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ لہٰذا درخواست ہے کہ مورخہ ۱۲-۱۰-۱۹۸۶ء کی چھٹی عنایت فرمائی جاوے نوازش ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عبدالمجید

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالمجید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ ۵-۱۰-۱۹۸۶ء اور ۱۲-۱۰-۱۹۸۶ء کو بوجہ ضروری کام حاضر نہیں ہو سکا۔ براہ مہربانی ان دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری لیاقت علی

ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل نوٹ پی اے ٹو منسٹر امداد باہمی بابت رخصت جناب چوہدری لیاقت علی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

I have been verbally directed by Minister for Cooperative to inform your good honour that Ch. Liaquat Ali, MPA, has an urgent peace of work at home today and is unable to attend the Assembly session. Therefore, he has requested to allow him one day's leave for today the 19th October, 1986.

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل ۔ جناب سپیکر میں ایک چھوٹی سی گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ محکمہ مال سے متعلق جو سوالات کی کارروائی ہوئی ہے اس کے بارے میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اس وقت آپ نے سوال کیوں نہیں کیا تھا۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل ۔ اس وقت میں کھڑا ہوا تھا آپ نے فرمایا بیٹھ جائیں میں بیٹھ گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اس وقت تو وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل ۔ میں اس وقت صرف اطلاع کے طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں گذارش یہ ہے کہ ایک سال کا عرصہ گذر گیا ہے میں نے محکمہ مال کے متعلق ایک سوال کیا ہوا ہے ۔ آج سے دو مہینے پیشتر مجھے آپ کے دفتر سے ایک چٹھی سوال منظور ہو گیا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ کسی کارروائی میں اس سوال کا جواب نہیں آرہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ وہ اپنی باری پر آجائے گا ۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل ۔ جناب والا اس کو تقریباً ڈیڑھ سال ہو گیا ہے جب آپ نے حکم کر دے دیا ہے کہ یہ سوال منظور ہو گیا ہے اس کے بعد مجھے توقع ہونی چاہئے کہ اگلے سیشن میں اس کا جواب سامنے آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جب اس کی باری آجائے گی کارروائی میں ضرور آجائے گا آپ فکر نہ کریں آپ تشریف رکھیں۔

مسئلہ استحقاق

اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں مولانا غیاث الدین صاحب کی یہ تحریک استحقاق ہے۔

مولانا غیاث الدین ۔ جناب سپیکر وزیر متعلقہ یہاں تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ وزیر بلدیات یہاں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس کو اگلے یوم کار کے لئے ملتوی کر دیں۔

مولانا غیاث الدین۔ ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ تحریک استحقاق نمبر ۲۵ میاں ریاض حشمت مجوعہ کی طرف سے ہے۔ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری موجود نہیں ہیں اگر اس کو بھی آپ مناسب سمجھیں تو ملتوی کر دیتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت مجوعہ۔ ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔

مولانا صاحب، آپ کی تحریک استحقاق نمبر ۲۷ ہے سردار زادہ ظفر عباس صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ تو اس کو ملتوی کر دیا جائے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری غلام رسول صاحب، تحریک استحقاق نمبر ۳۰

رشوت کی وجہ سے عوام میں مایوسی

چودھری غلام رسول۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہوئے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی داخل اندازی کی متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مجھے اور اس معزز ایوان کے اراکین کو ممبر انٹی کرپشن تعینات کیا گیا تھا اور مابعد جیسے ہی انٹی کرپشن کمیٹی منتخب ہوئے تھے جن کے ذمے ملک سے رشوت کا خاتمہ تھا۔ مگر ان کمیٹیوں کے ذمے رشوت کو ختم کرنے کیلئے کوئی کام نہیں سونپا گیا رشوت ختم ہونے کی بجائے اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ لوگ نچلی سطح پر بغیر رشوت کے کوئی کام نہیں کروا سکتے۔ مزید برآں رشوت کا ریٹ بھی اس قدر بڑھ گیا ہے جو ناقابل برداشت ہے۔ جس وجہ سے عوام میں اس قدر

مایوسی پھیل گئی ہے کہ وہ تمام محکمہ جات میں بغیر رشوت کے کام کروانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن سمجھتے ہیں۔ جس سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اس مسئلے کو زیر بحث لاکر اس کے حل کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

جناب سپیکر، جیسا کہ تمام ایوان جانتا ہے، ہمیں انٹی کرپشن کمیٹی کا ممبر نامزد کیا گیا تھا اور اس کے بعد ہر ضلع میں ایک چیئرمین منتخب ہونا تھا اور ان کے ذمے رشوت کو کنٹرول کرنا تھا۔ الیکشن کے دوران ہم نے لوگوں سے یہی وعدے کئے تھے کہ ہم انشاء اللہ تعالےٰ کرپشن کو روکیں گے ترقیاتی کام کروائیں گے اور ہر کام کو صحیح سمت میں چلائیں گے۔ یہ ہمارے خاص نعرے تھے۔ ترقی تو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے پچھلے اڑتیس سال کے مقابلے میں اس عرصے میں زیادہ ہوئی ہے۔ لیکن جہاں تک رشوت کا مسئلہ ہے۔ میرے تمام بھائی، یہ معزز ایوان اور سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ کس طرح پانی سر سے گزر چکا ہے۔ پچھلے سال بھی میں نے یہ گزارش کی تھی کہ کم از کم رشوت خور افسروں کے لئے ممبروں کو اختیارات دیے جائیں اور ان کی سالانہ خفیہ رپورٹ حلقے کا نمائندہ تصدیق کرے۔ لیکن اس کے باوجود کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ ہمیں ممبر بنے ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ کسی ممبر کے پاس کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ تمام معزز ایوان جانتا ہے۔ میرے بھائی میری تائید کریں گے کہ کسی بھی محکمے کو لے لیجیے۔ بجلی کے محکمے کو لے لیجیے، پولیس اور مال کے محکمے لے لیجیے، علیٰ ہذا القیاس۔ تمام محکمہ جات میں اس قدر حالت خراب ہے کہ لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ بغیر رشوت کے کوئی کام کروا سکیں گے۔

جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں التجا کروں گا کہ انٹی کرپشن کمیٹیوں کے چیئرمین منتخب کئے جائیں اور ان کے ذمے یہ کام فوری طور پر لگایا جائے کہ وہ اپنے اپنے حلقے میں تمام محکمہ جات پر کڑی نظر رکھیں اور ان سے رشوت خور افسران کی فہرستیں طلب کی جائیں۔ کیونکہ جب کبھی ہم اخبارات

میں یہ پڑھتے ہیں کہ ان کی فہرستیں تیار کی جا رہی ہیں، ان کے متعلق چھان بین ہو رہی ہے تو ہم سوچتے ہیں کہ اگر نمائندگان سے نہ پوچھا جائے گا تو کون ان کی فہرستیں تیار کرے گا۔ چنانچہ میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے اور حکومت پنجاب اس ضمن میں فوری طور پر احکامات صادر کرے۔ بہت بہت شکریہ۔

وزیر قانون - جناب سپیکر، مجھے تو اس تحریک میں کسی قسم کے استحقاق کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا۔ جو بھی کارروائی ہو رہی ہے، وہ ایک تسلسل سے چل آ رہی ہے۔ یہ عمل جاری اور ساری ہے۔ نہ تو اس میں کوئی فوری اہمیت کا مسئلہ ہے۔ نہ انہوں نے کسی خاص واقعہ کا ذکر ہے۔ لہٰذا کوئی استحقاق نہیں بنتا ویسے بھی قواعد و ضوابط کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔ جناب چیف منسٹر صاحب اس پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے جو مطالبہ پیش کیا ہے، آئندہ اس پر کلی طور پر عمل ہوگا۔ اور بہت جلد چیئرمین وغیرہ کا انتخاب ہو جائے گا۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ آپ مطمئن رہیں۔ آئین اور قواعد کے مطابق کارروائی ہو رہی ہے۔

چودھری غلام رسول - جناب سپیکر، جہاں تک ٹیکنیکل اعتبار سے اس تحریک کا تعلق ہے تو یہ بہت واضح استحقاق ہے۔ میرا اور تمام معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ ڈیڑھ سال کا عرصہ ایک کافی عرصہ ہوتا ہے۔ وزیر قانون صاحب اس عرصے میں مجھے بتائیں کہ ہمیں حکومت نے کریشن روکنے کے لئے کہاں تک اعتماد میں لیا ہے؟ جہاں تک استحقاق مجروح ہونے کا مسئلہ ہے، میں قواعد انضباط کار کے ۵۳ کا حوالہ دوں گا۔

"A member may with the consent of the Speaker raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

تو تقریباً تمام ممبران اس کمیٹی کے ممبر نامزد کئے گئے اور پبلک میں یہ تاثر دیا گیا کہ اب

یہ کام نمائندگان کو سونپا جا رہا ہے اور وہ بہت جلد کرپشن کو کنٹرول کریں گے۔ جہاں تک وزیر قانون صاحب نے استحقاق مجروح ہونے کے بارے میں فرمایا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں قاعدہ ۵۳ بڑا واضح ہے۔ یہ مسئلہ جاری ہے۔ یہ نہیں کہ یہ کوئی پرانا مسئلہ ہے یا استحقاق میں نہیں آتا۔ اس سے بڑھ کر معزز ایوان کا اور ایک ممبر کا استحقاق کس طرح مجروح ہو سکتا ہے کہ اخبارات کے ذریعے ہمیں ایسی ذمہ داریاں دی جا رہی ہیں جن کا ہمیں اختیار نہیں دیا گیا۔

جناب سجاد احمد جیمہ۔ جناب سپیکر، یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح دو روز پہلے ڈریشک صاحب کی تحریک التواء زیر بحث تھی اور یہ معاملہ زیر غور تھا۔ جب قائد ایوان یہ یقین دلا چکے ہیں اور اس کے باوجود کچھ بھی نہیں ہو سکا۔ "کمیٹیاں قائم کر دی جائیں گی اور انٹی کرپشن کمیٹیوں کی ہم تائید کریں گے۔ الیکشن کروائے جائیں گے"، گزشتہ ڈیڑھ دو سال سے ہم یہی سنتے آ رہے ہیں اور اس کے باوجود کچھ نہیں ہوا۔ قائد ایوان اس ایوان کے اندر بارہا یہ بتا چکے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کیوں نہ اس مسئلے کو بھی ایشورنس کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر! آپ تشریف رکھیں۔ یہ تحریک استحقاق ہے

چودھری گل نواز خان وڑائچ:۔ جناب سپیکر، میری عرض یہ ہے۔ استحقاق معزز ایوان کے علاوہ غریب عوام کا بھی ہے۔ عوام کا بھی استحقاق مجروح ہو رہا ہے آپ زمیندار ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک غریب آدمی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس کی دستگیری کریں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ایسا قانون بنائیں ایسا انتظام کریں کہ غریب عوام کو انصاف ملے۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے، یہ بجا ہے کہ یہ ہو جائے گا۔ لیکن یہ کہنا کہ استحقاق نہیں، تو استحقاق تو سب کا ہے۔ سب کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ ایک غریب آدمی کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے جس کے ہم نمائندے ہیں۔

وزیر زراعت (چودھری عبدالغفور)، جناب والا یہ بڑی افسوسناک صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ جہاں تک رشوت کا تعلق ہے اس کا ایک الگ معاملہ ہے

اور جس کا میرے فاضل رکن کے استحقاق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

This may be a matter or subject for discussion in an adjournment motion. But it is not a specific matter under Rule 53 raed with Rule 55 of the Rules of Procedure which entitles the member under the Constitution, any rules, or act or any rule made thereunder to raise a question of privilege.

So far as the law on the Anti Corruption Committee is concerned, that has been promulgated and the committees have been constituted. Tney can work under that law. But I fail to understand as to what privilege of the Hon'ble member has been breached under any particular law, rule or the Constitution. That has not been pointed out.

اگر وہ اس کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں کہ یہ اہمیت عامہ کا معاملہ ہے۔

Then they can bring it before the House as an adjournment motion.

لیکن یہ کہنا کہ اس سے استحقاق پیدا ہوتا ہے۔ اور استحقاق کے لئے قانون بڑا واضح ہے اور میں تو سمجھتا ہوں کہ جناب کو اس تحریک استحقاق کو ایوان میں پیش ہی نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس کو تو چیمبر میں ہی رد کیا جا سکتا تھا۔ معاملہ یہ ہے کہ مجھے اور معزز ایوان کے اراکین کو ممبرانٹی کرپشن تعینات کیا گیا تھا بعد میں چیئرمین انٹی کرپشن منتخب ہوئے تھے۔ جن کے ذمے ملک سے رشوت کا خاتمہ تھا مگر ان کمیٹیوں کے ذمے سے رشوت کو ختم کرنے کے لئے کوئی کام نہیں سونپا گیا۔

Law is there. They can proceed under the law.

قانون کی اگر کوئی violation ہو رہی ہے تو وہ بتائیں کہ یہ violation ہو رہی ہے۔

Is there any specific privelege granted by any particular law, the Constitution or rules made thereunder ? No specific reference has been given.

اور جہاں تک یہ بات ہے کہ ملک میں رشوت اور رشوت کے خاتمے کے

لئے اس کو زیر بحث لانا چاہیئے۔

This is no question of privilege.

اور یہ بات کہنا کہ عام آدمی کا استحقاق ہے ۔ تو میری عرض ہے کہ

Here we are talking of the privileges of the Members of the Assembly under the Rules of Procedure. Other citizens can go the court of law under ordinary law, but not under the special privileges granted by the Rules of Business of the Assembly. Therefore, I shall submit that even, prima facie, no prlvilege is made out from the motion or its wording.

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ چودھری صاحب اب آپ کا کیا خیال ہے ؟

چودھری غلام رسول ۔ جناب والا جہاں تک اس کو واپس لینے کا سوال ہے ۔ جناب ڈپٹی سپیکر اس کی admissibility کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ؟ ۔

چودھری غلام رسول ۔ جناب والا admissibility کے بارہ میں عرض کرتا ہوں کہ قاعدہ ۵۵ ہے اس کو آپ ملاحظہ فرمائیں جس طرح چودھری صاحب نے فرمایا ہے ۔

Rule 55 says :-

"The right to raise a question of privilege shall be governed by the followings, namely :-

(i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;

اب جو باقاعدہ نوٹیفیکیشن ہوا ہے اس میں ہر معزز رکن کو nominate کیا گیا ہے۔

Under the notification we have been nominated as the members of the Anti Corruption Committee.

لہٰذا قاعدہ ۵۵ (۱) کی رو سے رکن اسمبلی کو یہ حق ہے کہ وہ استحقاق کا مسئلہ اٹھا سکتا ہے اور ہمارے متعلق لوگوں کو یہی تاثر دیا گیا ہے کہ یہ انٹی کرپشن

کمیٹیاں ہی رشوت کو کنٹرول کریں گی۔ اس کے بعد جناب ہمارے ذمہ کوئی کام نہیں لگایا گیا ہے اور نہ ہی ہمیں کوئی ایسے اختیارات دیے گئے ہیں۔ جن کے ذریعے ہم کسی پر چھاپہ مار سکیں اور رشوت کا سدباب کر سکیں۔ اس لئے ایک وزیر کا یہ فرض نہیں ہے ایک واضح بات کے متعلق بھی وہ اٹھ کر یہ کہہ دے کہ یہ نہیں بنتا وہ نہیں بنتا۔ اس سے بڑھ کر میرا یا اس ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہو سکتا ہے۔ آپ خود بتائیں کہ ہمارا یا اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر admissibility پر بات کریں۔

چوہدری غلام رسول۔ جناب والا یہ میں گذارش کرونگا کہ یہ ۵۳ میں آتا ہے۔ جس طرح میں نے ابھی کہا ہے۔

"A member may with the consent of the Speaker raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

رشوت کے سدباب کی کام ممبر کے بھی ذمے لگایا گیا ہے اور انٹی کرپشن کمیٹی کے بھی ذمے لگایا گیا ہے اور پھر قاعدہ ۵۵ ہے اس کے تحت یہ بھی ہے قاعدہ (۱) ۵۵ میں درج ہے کہ

55 (i) The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law;

اس میں ان رولز کے تحت حکومت پنجاب نے نوٹیفیکیشن کے ذریعے رولز specify کئے ہیں اور میران اسمبلی کو انٹی کرپشن کمیٹی میں نامزد کیا ہے اس کے تحت میں یہ گذارش کرونگا کہ ممبران اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

There is no doubt about it. کہ اس معزز ایوان کا ہمارا اور ہماری اس انٹی کرپشن کمیٹی ہے ان سب کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لئے میں یہ گذارش کرونگا کہ اس کو زیر بحث لایا جائے

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے معزز دوست نے یہ فرمایا ہے کہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے میں یہ

جاننا چاہونگا کہ پورے ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے جبکہ ہم کو خصوصاً ان پنجوں کو اس ایوان کا رکن ہی نہیں سمجھا جاتا اس کی وضاحت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چوہدری صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تشریف رکھیں

MINISTER FOR AGRICULTURE: If you allow me to be very clear on this point, I would say that the law on the Anti Corruption Committees has been made, but no specific provision of that law has been brought before this House in support of the said breach of the privilege.

Which law actually empowers my learned friend to raise this privilege and who has breached that privilege? That has not been read out before the House. The Anti Corruption law or rules made thereunder have not been read out before the House nor they have been attached with this Privilege Motion. Moreover, it is not a matter of recent occurrence or of specific nature. The question is, what is the law of Anti Corruption Committees. The Committees referred under Rule 53 of Rules of procebure are the Committees of this particular House and not the Anti Corruption Committees. I think my learned friend has not understood the whole matter. The question is, if at all any breach has occurred under any specific law, that must have been brought before the House. That must have been read out. Which provision of law is the privilege on my learned friend that has not been brought to the notice of the Chair or to the House.

That particulary has not been referred, before the House. صرف یہ کہہ دینا ہی کافی نہیں ہے کہ اگر ایکٹ کی کوئی بات ہے تو ایکٹ کا حوالہ دیں اس کے تحت ہم آگے چل سکتے ہیں۔

The powers have been given under that Act.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب آپ اپنی بات کر چکے ہیں اب اس پر فیصلہ

ہونا چاہیے۔

چوہدری غلام رسول ۔ جہاں تک میرے فاضل دوست نے یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے خاص طور پر متعلقہ قانون کا حوالہ نہیں دیا اس میں ایک جوڈیشل نوٹس بھی ہوتا ہے مثلاً میں کہوں کہ وزیر صاحب کے پاس اپنی منسٹری کا کیا ثبوت ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر بات کا ثبوت ہم اپنے پاس رکھیں۔

چودھری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر ابھی تک آپ نے رولنگ نہیں دی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ کس کے متعلق رولنگ چاہتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق ۔ جناب والا یہ فرمایا گیا ہے کہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے میں نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ سارے ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے۔ جبکہ ہمیں اس معزز ایوان کا رکن ہی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اور ہم انٹی کرپشن کمیٹی میں شامل بھی نہیں ہیں۔ تو پورے ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہو گیا ہے اس پر میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اس معزز ایوان کے رکن ہیں اور میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کے ضمن میں کہہ چکا ہوں کہ وہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

چودھری محمد رفیق ۔ یا تو یہ ہے کہ ہم اس ایوان کے رکن ہی نہیں ہیں اور اگر ہیں تو ہم ان کمیٹیوں سے باہر ہیں اگر باہر ہیں تو سارے ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہو گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ ہمارے اس معزز ایوان کے معزز رکن ہیں۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر۔ اس پر کافی بحث ہو گئی ہے آپ اپنا فیصلہ پڑھیں جو لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جناب! آپ کس کے متعلق فرمانا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد رفیق - جناب والا۔ اسی معاملے پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پورے ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے - جب ہم ان کمیٹیوں میں شامل نہیں ہیں تو پھر اس ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں - اگر آپ اس ہاؤس کی ملکیت نہیں ہیں تو پھر آپ کو بولنے کا حق نہیں دیا جاتا۔

چودھری محمد رفیق - جناب والا - یا تو میرے دوست یہ ذکر کریں کہ صرف مسلم لیگیوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور ایوان کا ذکر نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

چودھری غلام رسول - جناب والا - جہاں تک میرے دوست کا یہ اعتراض ہے تو اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں ان کو بھی شامل کریں، جو اختیارات ہم استعمال کر رہے ہیں یہ بھی کریں۔

جناب فضل حسین راہی - جناب سپیکر! میرا یہ دوست صوبائی اسمبلی کا ممبر ہے اور اختیارات کی بات کرتا ہے۔ میں انہیں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے رائے عبدالرزاق صاحب وزیر ہیں انہیں ایک چپڑاسی چاہیے تھا۔ لیکن وہ اپنی مرضی سے ایک چپڑاسی نہیں رکھ سکے تھے اور انہوں نے وزیر اعلیٰ سے لیا تھا۔ یہ ایسا نہ کہیں کیونکہ وزیر بے اختیار ہیں - یہ بیچارے ایسے ہی اختیارات مانگ رہے ہیں۔ انہیں آپ ذرا پارٹی میٹنگ میں سمجھایا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر - آپ تشریف رکھیں۔

چودھری غلام رسول - جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ چونکہ یہ ایک بڑا اہم قومی مسئلہ ہے اس لئے اسے assurance کمیٹی کے پاس بھیجا جائے تاکہ اس سلسلے میں کوئی تجاویز سامنے آئیں اور ساتھ ہی اسے expedite کیا جائے - بجائے اس کے کہ اتنے اہم معاملے کو یہ رولز کے چکر میں ڈال کر یہ کہہ دیں کہ یہ معاملہ بنتا ہی نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جہاں تک لاء کا تعلق ہے یہ صاف طور پر breach of privilege

ہوتا ہے۔ میرا اور اس معزز ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اس لئے اسے Assurance کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب! جہاں تک آپ کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے وہ اس کے متعلق میرا نقطہ نگاہ یہ کہ انٹی کرپشن کمیٹیاں Administrative point of view تحت قائم ہوئی تھیں۔ اس میں کسی رول یا قانون کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس میں آپ کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے اس لئے آپ کی تحریک استحقاق خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوا تھی جس پر جناب سپیکر نے فیصلہ ملتوی کر دیا تھا۔ کیا آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے متعلق انہوں نے رولنگ reserve کی ہوئی ہے وہ ہی رولنگ دے دیں گے۔

صوبائی سول سروسز کے ملازمین میں اضطراب کی لہر

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ ٹھیک ہے جناب۔ اب جناب والا میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اسمبلی کے گذشتہ سے پیوستہ اجلاس میں صوبائی سول سروسز کے ملازمین کا مسئلہ ایک کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا اور وہ کمیٹی اس امر کی پابند تھی کہ اگلے اجلاس میں اس پر ایک مفصل رپورٹ پیش کرے گی مگر گذشتہ اجلاس میں اس کمیٹی نے یہ دوبارہ عہد کیا تھا کہ اس اجلاس میں اپنی رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دے گی۔ اب یہ اجلاس بھی ختم ہونے والا ہے لیکن آج تک اس

کمیٹی نے وہ رپورٹ ایوان میں پیش نہیں کی جس کی وجہ سے صوبائی سول سروسز کے ملازمین میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ چونکہ یہ بہت زیادہ حساس مسئلہ ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ اس رپورٹ کو اسی اجلاس میں اسمبلی کے سامنے پیش کر کے زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میرے خیال میں اس کے کنوینر ملک سے باہر گئے ہوئے تھے اب وہ تشریف لا چکے ہیں۔ اور اس کے متعلق جلدی کوئی فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب ریاض حشمت جتوعہ۔ جناب والا۔ کنوینر صاحب کو ملک سے باہر بھیجا گیا ہے۔؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تو مفروضے والی بات ہے۔ جی چودھری صاحب!

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا۔ سب سے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر میرا نام صحیح نہیں لکھا ہوا۔ اس پر محمد اقبال چیمہ لکھا ہوا ہے۔ جبکہ میرا پورا نام محمد جاوید اقبال چیمہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کی تصحیح کر لی جائے۔ چیمہ صاحب! آپ سے معذرت خواہ ہیں۔ تحریک التواء نمبر ۲۸۔ جی چیمہ صاحب۔

کسانوں اور کاشتکاروں میں سرکاری اراضی کی تقسیم

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق حصول پاکستان سے لیکر اب تک پنجاب میں مختلف سکیموں کے تحت بیالیس لاکھ چورانوے ہزار نو سو تینتیس ایکڑ زمین کاشتکاروں کو تقسیم کی گئی جبکہ اس وقت بشمول بچھر ہزار ایکڑ زمین کمرشل لائیو سٹاک سکیم کے تحت مختص کی گئی تھی۔ تقریباً ایک کروڑ آٹھ لاکھ اٹھارہ ہزار تین سو چوہتر ایکڑ زمین پنجاب میں ملکیت سرکار کا باقی ہے۔ اس وقت

بے زمین کاشتکاروں میں جو کہ پچھتر ہزار ایکڑ زمین کی تقسیم کی جا رہی یہ انتہائی ناکافی ہے۔ میں مثال سے واضح کرتا ہوں کہ سرگودھا ضلع میں کل چالیس لاکھ تقسیم کے لئے رکھی گئی ہیں۔ جبکہ درخواست دہندگان کی تعداد ساڑھے بائیس ہزار سے زیادہ ہے۔ اس طرح بہت سے جائز حقدار اراضی کے حصول سے محروم رہ جائیں گے اور اس طرح ان میں انتہائی مایوسی پھیل جانے کا اندیشہ ہے لہٰذا گورنمنٹ پنجاب کی تمام ملکیت اراضی کسانوں اور کاشتکاروں میں تقسیم کی جاوے اور اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے متعلق آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا۔ میں نے اس میں اپنی بات تو پوری کر دی ہے۔ بہرحال مزید یہ عرض کرونگا کہ چونکہ کسانوں اور کاشتکاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور جو پچھتر ہزار ایکڑ زمین کی تقسیم کا پروگرام بنایا گیا ہے وہ انتہائی ناکافی ہے اور اعداد و شمار سے یہ چیز سامنے آئی ہے کہ ایک کروڑ ایکڑ سے زیادہ جو سرکاری اراضی ہے اگر وہ ساری کاشتکاروں میں تقسیم کر دی جائے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا اور بے زمین کسان میں اور اس وقت ان کا کوئی ذرائع آمدن نہیں ہے وہ اس زمین کو آباد کر کے اپنا پیٹ پالنے کے قابل ہو سکیں گے اور یہ پنجاب کے عوام کے لئے کسانوں اور کاشتکاروں کے لئے بہتر ہوگا

وزیر کالونیز (جناب محمد ارشد خاں لودھی) جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں قانونی نقطہ نگاہ سے اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ نہ تو کوئی ایسا معاملہ ہے جو کہ حالیہ واقعہ ہو۔ فوری نوعیت کا ہو۔ مخصوص ہو یا بہبود عامہ کی بات ہو۔ اب معزز بھائی کے جواب میں عرض کرونگا کہ سرگودھا ضلع میں چالیس کی بجائے اڑتالیس لاکھ بارے کے تحت ۷۵ ہزار ایکڑ سکیم بنائی گئی سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ وہ ضلع سرگودھا میں چالیس لاکھ نہیں ہیں بلکہ ۴۸ لاکھ ہیں۔ دراصل ۷۵ ہزار ایکڑ سکیم میں فی الحال سابقہ کمرشل لائیو سٹاک فارمز

شدہ رقبہ شامل کیا گیا۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جو اراضی اب بقایا ملکیت سرکار ہے اس میں سے اکثر کے لئے مستقل ذرائع آبپاشی میسر نہیں ہیں۔ اس لئے اس وقت مزید اراضی کا تقسیم کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ بہر حال ۷۵ ہزار ایکڑ کی سکیم آخری سکیم نہیں ہے۔ جونہی مناسب سمجھا گیا حکومت مزید رقبہ تقسیم کرنے پر غور کرے گی۔ جناب سپیکر جیسا کہ معزز ایوان کو علم ہے کہ یہ ۷۵ ہزار ایکڑ رقبہ وہ رقبہ تھا جو کمرشل لائیوسٹاک کے لئے رکھا گیا تھا۔ اور ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ رقبہ وہی لوگ لے جائیں گے جن کے پاس پہلے ہی زیادہ رقبہ ہے لہٰذا اس رقبہ کو ان بے زمین لوگوں میں یا جن کے پاس چار ایکڑ سے کم زمین ہے ان میں تقسیم کر دیا جائے اور اس کے لئے درخواستیں بھی مانگی گئی ہیں۔ اور ان کی جانچ پڑتال ہو چکی ہے اور وہ ۷۵ ہزار ایکڑ رقبہ انشاء اللہ چھان بین کے بعد عوامی نمائندگان کے ذریعہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ جہاں تک مزید رقبہ کی بات ہے۔ پنجاب میں رقبہ موجود ہے لیکن وہ رقبہ ایسا ہے جس کا زیر زمین پانی کڑوا ہے اور وہاں پر آبپاشی کے ذرائع میسر نہ ہیں۔ اور وہ رقبہ ہموار بھی نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس رقبہ کے بارے میں کوائف اکٹھے کر رہے ہیں اور ان میں سے بہت سارے کوائف ہمارے پاس آ گئے ہیں۔ اور میں اپنے دوست اور اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ جونہی یہ کوائف اکٹھے ہو گئے اور ہم وہ رقبہ جو کہ واقعی قابل کاشت ہوگا اور جو واقعی ان غریبوں کے لئے آباد کرنا سہل ہوگا اور وہ اس قابل ہو کہ وہ اس کو آباد کر سکیں انہیں دے دیا جائے گا۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آئندہ اس پر غور کر رہے ہیں اور ہمیں جونہی رقبہ میسر آیا، ہم انشاء اللہ ان بے زمین لوگوں کو جن کے پاس کوئی رقبہ نہیں ہے جن کے پاس ۴ ایکڑ سے کم رقبہ ہے، ہم انشاء اللہ ان کو تقسیم کریں گے۔ اور میں اپنے بھائی کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ جو ۸۴ لاٹ ان کے ضلع میں ہے، اس کی جانچ پڑتال ہو چکی ہے اور اس کے لئے بھی ہم نے قواعد و ضوابط بنائے ہیں کہ جس موضع میں وہ رقبہ موجود ہے، اس کے لئے ہم نے سب سے پہلے ان لوگوں کو مستحق قرار

دیا ہے جو اس موضع میں رہتے ہیں ، اگر کوئی رقبہ ان لوگوں کو دینے کے بعد بچ جائے گا تو پھر اس یونین کونسل کے جن لوگوں نے درخواست دی ہوگی وہ مستحق ہوں گے اور اگر اس کے بعد بھی رقبہ بچ گیا تو پھر مرکز کونسل کے لوگ مستحق قرار دئے جائیں گے اور اس طرح سے تحصیل میں اور اسی طرح سے ضلع میں اور اسی طرح سے ڈویژن میں ہم نے ان کی ترجیحات مقرر کر دی ہیں اور اس میں کسی کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی ہونے کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے اور اس کے لئے یہ بھی میرے دوست کے علم میں ہوگا کہ ہم نے اس کے لئے حق یعنی entitlement بھی خسرہ گرداوری پر رکھا ہے اور اس سے متعلق جن کی بھی خسرہ گرداوری دو فصلات سے متعلق ہوگی اور اس کا اندراج ہوگا ۔ ہم انہیں وہ زمین دے دیں گے اور میں اپنے بھائی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہوگی ، جو بنی ہمیں اور زمین دستیاب ہوئی ہم اور لوگوں کو دیں گے ۔ اور میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں ، کہ وہ اس تحریک کو واپس لے لیں ۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ ۔ جناب والا ۔ میں جناب وزیر موصوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ جو سرکاری اراضی باقی ہے اس کا وہ سروے کرا کر اس کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کا پروگرام بنائیں گے ۔ میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس سروے کے لئے کوئی وقت اگر طے کر لیں اور ایوان کو کوئی ایسا وقت بتا دیں کہ جس کے اندر اندر وہ پورے پنجاب کا سروے کرا کر ملکیت سرکار اراضی کی تقسیم کے لئے پروگرام بنا سکیں گے ۔ اگر وقت مقرر کر دیا جائے تو یہ زیادہ مناسب ہوگا ۔

وزیر مال ۔ اس کے لئے میں اپنے معزز دوست کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ بقایا سرکاری اراضی حکومت کو دوسرے کاموں کے لئے بھی درکار ہے ۔ چونکہ شہروں کی توسیع ہو رہی ہے ۔ کالجز بن رہے ہیں ، سکول بنا رہے ہیں ، سوشل ویلفیئر کے ادارے بن رہے ہیں ۔ ہم بے شمار اراضی ان

اداروں کو دے رہے ہیں اور اس کے بعد ایسی اراضی جس کا زیر زمین پانی میٹھا ہوگا یا اس زمین کے لئے وسائل آبپاشی میسر ہوں گے، اس کے لئے ہم committed ہیں کہ ہم یہ اراضی ان لوگوں کو دیں گے۔ جو کہ مستحق ہیں اور اس کے لئے وقت کا تعین تو میں نہیں کر سکتا ہوں۔ بہر حال میں ان کو یقین دلاؤں گا کہ عنقریب یہ ہوگا، میں نے اپنے عملہ کو پہلے بھی ہدایات جاری کی ہوئی ہیں کہ کوائف اکٹھے کئے جائیں اور جونہی یہ کوائف مکمل ہوئے، ہم انشاء اللہ اس پر غور کریں گے۔

جناب اعجاز احمد چیمہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ اس ایوان میں نشستیں صرف ممبران صوبائی اسمبلی کے لئے مخصوص ہیں، جب کہ ایک ممبر قومی اسمبلی بھی ایک سیٹ پر اس طرح سے تشریف فرما ہیں وہ اس بے نیازی سے بیٹھے ہیں۔ جیسے اس اسمبلی کے ممبر ہوں۔

ملک ممتاز احمد خان۔ یہ ایم این اے نے اپنی ملکیت سمجھا ہوا ہے۔؟

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر، کئی دفعہ پہلے بھی گزارش کی گئی ہے کہ یہ آپ کے فرائض میں شامل ہے اور اگر اس ضمن میں ایسی کوئی حرکت ہوگی تو اس کی ذمہ داری حزب اقتدار پر ہوگی۔ کسی اور پر نہیں ہوگی۔ جناب والا یہ مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی کا اجلاس نہیں ہے جس میں جو بھی منہ اٹھا کے آنا چاہیئے۔ وہ آ جائے۔ اگر انہوں نے جانا ہے تو الحمرا آرٹس سینٹر میں جائیں۔ ہمیں یہاں بیٹھ کر کام کرنے دیں، یہاں انہوں نے آ کر جیسے پارلیمانی میٹنگ بنائی ہوئی ہو؟ آپ اس کی طرف توجہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب، اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ آئندہ انشاء اللہ اس ضمن میں احتیاط سے کام لیا جائے گا۔

ملک ممتاز احمد خان۔ جناب والا۔ کیا ہمیں بھی اس طرح سے قومی اسمبلی کے ایوان میں جا کر بیٹھنے کا حق حاصل ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل۔ جناب سپیکر، جناب وزیر موصوف نے اس تحریک استحقاق کے جواب میں فرمایا ہے کہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک استحقاق نہیں ہے۔ تحریک التوائے کار ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل۔ Sorry Sir اس تحریک التوائے کار کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ خسرہ گرداوری شرط ہوگی۔ . . . . . .

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پہلے جو اس تحریک کے محرک ہیں، ان سے پوچھ لینے دیں، پہلے آپ ان کو تو بات کرنے دیں۔ برائے کرم تشریف رکھیں، ان کو بات کرنے دیں۔ ان کو فیصلہ کرنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل۔ جناب اگر انہوں نے واپس لے لی تو پھر بات کیسے ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چیمہ صاحب، آپ اس کے متعلق ارشاد فرمائیں۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب سپیکر۔ وزیر موصوف کی اس یقین دہانی کے بعد کہ اس کا سروے کرایا جائے گا۔ میں یہ تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ۔ تو یہ withdraw تصور ہوگی۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل۔ جناب اب جب انہوں نے تحریک واپس لے لی ہے۔ تو میں اس پر کیسے بات کرسکوں گا اور واپس ہونے کے بعد آپ مجھے کب اس پر بولنے کی اجازت دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں، یہ آپ نے ان سے بات کرنی تھی اب تحریک التوائے کار نمبر ۲۹ بھی چیمہ صاحب کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ تحریک التوائے کار نمبر ۲۴ اور ۲۹ ایک جیسی ہیں۔ ان پر رولنگ محفوظ ہے اس لئے ان پر فیصلہ بعد میں دیا جائے گا۔ اب تحریک التوائے کار نمبر ۳۰ ہے یہ بھی جناب محمد جاوید اقبال چیمہ صاحب کی ہے۔

"ایگرو بیڈ" انڈسٹری کے لئے منصوبہ بندی کا فقدان

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "ایگرو بیڈ" انڈسٹری کے لئے ہماری کوئی منصوبہ بندی نہ ہے، جس کی وجہ سے ہمارے قومی وسائل اور افرادی قوت کا ضیاع ہو رہا ہے۔ میری رائے ہے کہ اس سلسلہ میں ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو ہر ضلع کی زرعی پیداوار کا جائزہ لے اور اس کی مناسبت سے سفارشات کرے کہ کون سے اضلاع میں کون سی صنعتیں لگائی جائیں اور کس طرح سے تاکہ زرعی پیداوار کا ضیاع بھی نہ ہو اور بے روزگاری کا علاج بھی ہو سکے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کاشتکار بڑی محنت سے کچھ چیزیں پیدا کرتا ہے۔ مگر عین وقت پر مارکیٹ میں کوئی بہتر پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے ان کی مانگ کم ہو جاتی ہے جس وجہ سے کروڑوں روپے کا مال ضائع ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر سرگودھا میں بانس کی کاشت خاصی زیادہ ہو گئی ہے لیکن حکومت اب بھی بانس درآمد کر رہی ہے جس سے ملکی بانس کے کاشتکار بہت بڑے بحران کا شکار ہیں۔ یہی معاملہ کنو اور مالٹا کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس کی کھپت کا تمام تر انحصار برآمد پر ہے اور کوئی صنعت اس وقت اس سلسلہ میں موجود نہ ہے لہٰذا ایگرو بیڈ انڈسٹری کی پالیسی کو زیر بحث لانا ضروری ہے۔

وزیر زراعت۔ جناب والا میں یہ عرض کروں کہ ویسے تو ان کے فرمودات تو سر آنکھوں پر پاکستان میں جو آئندہ پانچ سالہ منصوبہ بنا ہے، اس میں ان تمام چیزوں کی باقاعدہ منصوبہ بندی شامل ہے۔ اور ایگرو بیڈ انڈسٹری کے متعلق جو طریقہ کار اس میں موجود ہے۔ اور اس بارے میں کام بھی ہو رہا ہے کہ حالات کے مطابق دیکھا جائے کہ ایگرو بیڈ انڈسٹری کے متعلق یا اجناس کے متعلق

سنٹرل گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں جو باتیں ہیں، ان کو زیر بحث لاکر صوبوں سے مشورہ کر کے مناسب فیصلہ کیا جائے۔ لیکن جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے میرا خیال ہے کہ یہ ان کی تجاویز ہیں آ رہا ہیں، اس ضمن میں اس ایوان میں ایک ریزولیشن لایا جاسکتا ہے۔ جس کو یہ ایوان پاس کر کے گورنمنٹ کو اس بات پر آمادہ کرے کہ اس سلسلہ میں کوئی عملدرآمد کرے یا سنٹرل گورنمنٹ کو اپنی سفارشات بھیجے کہ اس بارے میں ہم کوئی قواعد مرتب کریں۔ لیکن چونکہ نہ یہ کوئی حالیہ واقع اور نہ کوئی ایسا ایک فوری اور مخصوص معاملہ ہے، جو کہ رولز کے مطابق یہ تحریک التوائے کار کا سبب بنتا ہو۔ جیسا کہ رولز میں ہے کہ حالیہ واقع ہونا چاہیے اور ایک مخصوص معاملہ ہونا چاہیئے۔ یہ اس زد میں نہیں آتا۔ اور میں فاضل دوست سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کی افادیت اپنی جگہ، لیکن تحریک التوائے کار کسی شکل میں رولز کے مطابق نہیں بنتی ہے اور اگر وہ اس کو کسی ریزولیشن کی شکل میں لانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد رفیق ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ان کے نزدیک کبھی کوئی recent occurrence کا واقعہ ہوا ؟۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے

وزیر زراعت ۔ جناب والا اس لئے میں یہ عرض کر رہا تھا اور میرے خیال میں اس سلسلے میں رولز کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر فاضل رکن خود ہی پڑھ لیں تو یہ بڑا واضح ہے، اس کے لئے یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ اگر معزز رکن چاہیں تو اس مسئلہ کو ایوان میں کسی اور شکل میں پیش کر دیں اور اس سلسلے میں بھی رولز کا مطالعہ فرمالیں، اور میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ ساری باتیں آئندہ پانچسالہ منصوبے میں شامل ہیں۔

جناب محمد رفیق ۔ جناب والا آج تک جتنی بھی تحریک ہائے التوائے کار اور تحریک ہائے استحقاق پیش ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اب آپ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں ؟

جناب محمد رفیق ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج تک جتنی بھی تحریک ہائے التوائے کار اور تحریک ہائے استحقاق پیش ہوئی ہیں سرکاری بنچوں کی طرف سے ہمیشہ یہی کہا گیا ہے کہ اس میں recent occurrence نہیں ہے یا پھر specific matter نہیں ہے کبھی انہوں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ اس میں recent occurrence ہے یا specific matter ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ چیمہ صاحب آپ کی کیا رائے ہے ؟

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ ۔ جناب والا یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ جو پورے پنجاب کے کاشت کاروں کا مسئلہ ہے، ہمارے ملک کی ۷۵ فیصد آبادی زمینداروں اور کاشت کاروں کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ چیمہ صاحب آپ مسئلے کو نہ دیکھیں بلکہ آپ یہ دیکھیں کہ یہ تحریک التوا بنتی ہے۔ یا نہیں اور اس کے متعلق آپ کچھ فرمانا چاہیں تو ٹھیک ہے

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ ۔ جناب والا میں نے حکومت کی توجہ کے لئے یہ تحریک التوا پیش کی ہے، اور اس اسمبلی کے معزز ممبران کے سامنے یہ بات کہی ہے، اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اسے ایک قرارداد کی صورت میں پیش کرنا چاہیے تو آپ مہربانی فرما کر ایک ایسی کمیٹی تشکیل دے دیں جو اس ریزولیشن کو بنا کر ایوان میں پیش کر دے۔

چودھری محمد افضل چیمہ ۔ جناب والا جہاں تک چیمہ صاحب کی بات کا تعلق ہے یہ ہمارے تمام کاشت کاروں کا مشترکہ مسئلہ ہے کیونکہ بانس کے لئے ہم نے پہلے بھی یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہمارے اپنے ملک میں بانس کافی زیادہ پیدا ہو رہا ہے اس لئے بانس باہر سے منگوانا فوراً بند کیا جائے تاکہ ہمارے اپنے کاشت کاروں کو اس کا صحیح معاوضہ مل سکے۔ اسی طرح ہمارے باغات کا مسئلہ ہے اب باغات کو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔ گورنمنٹ خصوصاً اس گورنمنٹ کو تو

ہمارا بالکل خیال نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں ایک ریزولیشن بنایا جائے اور سارے ایوان کے سامنے پیش کیا جائے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سارا ایوان متفقہ طور پر یہ ریزولیشن پاس کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر زراعت صاحب اس پہ کچھ کہنا چاہیں گے۔؟

وزیر قانون پارلیمانی امور۔ جناب والا میں یہ گوارش کروں گا کہ معزز رکن پہلے تحریک کے لئے باقاعدہ نوٹس دیں اور اس ایوان میں ایک تحریک پیش کریں اور اس کے بعد اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ ورنہ یہ تحریک التوائے کار تو نہیں بنتی۔ کیونکہ فاضل رکن نے ایک تحریک میں پانچ چھ باتیں کی ہیں۔ کنول، کے لئے بھی کہا گیا ہے اور مالٹے کا بھی ذکر ہے اور اس کے بعد بانس کا بھی ذکر کیا گیا ہے، ویسے بھی یہ مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار بنتی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چیمہ صاحب اب آپ اپنی تحریک التوائے کار کو واپس لینا چاہیں گے؟ اگر آپ اسے ایک ریزولیشن کی صورت میں پیش کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب سپیکر میں اپنی تحریک التوائے کار اسی صورت میں واپس لینے کے لئے تیار ہوں کہ پہلے کوئی ایسی کمیٹی تشکیل کی جائے جو اس مسئلے پر ریزولیشن بنائے۔

وزیر زراعت۔ جناب یہ قرارداد پیش کر دیں ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا یہ سارے پنجاب کے زمینداروں کا مسئلہ ہے اور یہاں پر بھی میرے معزز دوست بیٹھے ہوئے ہیں، اس لئے آپ صرف مجھ پر مت چھوڑیں آپ خود ہی دو چار آدمیوں کی ایک کمیٹی تشکیل دے دیں اور اس کے ذمہ یہ کام لگائیں کہ وہ ایک ریزولیشن بنا کر اس ایوان میں لے آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو آپ مل کر ایک ریزولیشن بنالیں۔ حاجی محمد افضل چن

صاحب ہیں چوہدری محمد خان چیمال صاحب، ان کے ساتھ مشورہ کر کے آپ ریزولیشن بنالیں تو پھر اسے اسمبلی میں پیش کریں گے، اس کا آپ فکر نہ کریں۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا اس سلسلے میں متعلقہ وزیر کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ وزیر زراعت کے ساتھ مل کر کوئی ریزولیشن بنالیں اور اس کے بعد تحریک پیش کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آج ہی آپ ان سے مل لیں اور سب باتیں طے کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر تحریک پیش کرنے کا طریقہ کار رولز میں لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رولز کا تو ان کو بھی پتہ ہے۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر میں اس سلسلے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ باقاعدہ اس کمیٹی کا اعلان کریں اور آپ ہی کی طرف سے یہ کمیٹی بنے ہر مسئلے کو مذاق نہ بنایا جائے یہ انتہائی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ مسئلے کو حکومت اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائے جو تحریک پیش کی جاتی ہے، جو بات یہاں پر کی جاتی ہے وہ سب کے مفاد میں ہوتی ہے، حکومت کے مفاد میں بھی ہوتی ہے، وزراء کے مفاد میں بھی ہوتی ہے، ممبران اسمبلی کے بھی مفاد میں ہوتی ہے۔ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ کروڑوں روپے کا زر مبادلہ ہماری کوتاہی کی وجہ سے ضائع ہو رہا ہے ہماری منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو رہا ہے۔ اگر ایک کمیٹی بن جائے اور وزراء صاحبان بھی اس میں بیٹھ جائیں اور اس کی منصوبہ بندی کر لی جائے تو یہ باغات جو کنوں، مالٹا وغیرہ پر مشتمل ہیں ان کا کوئی بہتر حل نکل سکتا ہے۔ اس سے کسان خوشحال ہوں گے اور پھر ممبران اسمبلی وزراء اور حکومت کو بھی تحفظ ملے گا۔ اس تحریک میں اور کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ نے شاید سنا نہیں، میں نے اس کے لئے پہلے ہی تین

نام پکارے ہیں، چودھری محمد خان جسپال، چودھری محمد افضل چن اور چودھری جاوید اقبال چیمہ یہ وزیر زراعت سے مل کر کوئی متفقہ ریزولیشن تیار کریں گے اور پھر یہ اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب محمد رفیق ۔ جناب والا کبھی ادھر بھی نظر کرم کر لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اس کمیٹی میں جناب محمد رفیق صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے۔ کیا اب آپ تحریک التوائے کار واپس لیتے ہیں۔ ؟

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ ۔ ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر ۳۱ ۔ جاوید اقبال چیمہ

سرگودھا میں میڈیکل کالج اور یونیورسٹی کا قیام

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ ۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سرگودھا ڈویژن کی آبادی اس وقت بہت بڑی محرومی کا شکار ہے، پنجاب میں تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں میڈیکل کالج اور یونیورسٹیاں موجود ہیں لیکن سرگودھا ڈویژن کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سرگودھا شہر میں کوئی یونیورسٹی اور میڈیکل کالج قائم نہ ہوا ہے جس کی وجہ سے اس علاقہ سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کو میڈیکل کالج، انجینئرنگ یونیورسٹی، زرعی یونیورسٹی، اسلامی یونیورسٹی، یا کسی جنرل یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے جانا پڑتا ہے۔ سرگودھا کے عوام کی اس محرومی کو دور کرنے کے لئے میڈیکل کالج یا یونیورسٹی کا فوری طور پر انعقاد اشد ضروری ہے۔ سرگودھا ڈویژن کو تعلیمی لحاظ سے پسماندہ رکھے جانے کی پرانی پالیسی کو زیر بحث لانے کے لئے اس ایوان کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا اس تحریک التوائے کار کے بارے

میں میرا سب سے پہلا قانون اعتراض یہ ہے کہ ....

The motion shall relate to a single specific matter of recent occurrence.

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر میں اے عرض کراں گا کہ وزیر قانون صاحب گل کرن دی بجائے مکھ کے دے دیا کرن تے زیادہ مناسب اے کیونکہ اتاں دی گل دی سانوں تے سمجھ ای نہیں آندی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ راہی صاحب آپ ہر بات پر اعتراض نہ کیا کریں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ عقل کی بات ہے شاید آپ کو سمجھ نہ آئی ہو ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا میں اس تحریک التوائے کار کے متعلق یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں بہت سے معاملات کا ذکر ہے ۔ نمبر ا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ، پر میڈیکل کالج اور کوئی یونیورسٹی موجود نہیں ہے ، سرگودھا شہر میں کوئی یونیورسٹی اور کوئی میڈیکل کالج قائم نہیں ہے اس کی وجہ سے وہاں سے تعلق رکھنے والے طلباء کو میڈیکل کالجوں ، انجینئرنگ یونیورسٹی ، زرعی یونیورسٹی اسلامی یونیورسٹی اور جنرل یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے دشواری پیش آتی ہے ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک تحریک التوائے کار میں کتنی ہی تحریک ہائے التوائے کار ہیں ۔ اس لئے یہ admit نہیں ہو سکتی دوسری بات یہ ہے کہ recent occurrence تو ہے ہی نہیں ۔ کیونکہ کب سے یہ چیزیں سرگودھا میں موجود نہیں ہیں پھر جناب والا policy matter ہے ۔ لہٰذا یہ پالیسی matter ہے اس پر تحریک التوائے کار نہیں آسکتی ۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ ۔ جناب والا وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ یہ policy matter ہے ۔ جناب والا میں بھی تو اسی پالیسی کی بات کر رہا ہوں کہ اس پالیسی کو زیر بحث لانے کے لئے اس ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے

کیونکہ اس پالیسی سے ہمارا علاقہ مسلسل پسماندگی کا شکار ہو رہا ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ یہ دیکھیں کہ تحریک التوائے کار رولز کے مطابق بنتی ہے؟
وزیر قانون پارلیمانی امور۔ جناب والا policy matter پر تحریک التوائے کار نہیں آسکتی۔
جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا آپ خود سرگودھا کے عوام کا مسئلہ سمجھتے ہیں کہ حقیقت میں یہ مسئلہ کیا ہے اور حکومت اس مسئلے کو حل کرسکتی ہے، اگر اس مسئلے پر ایوان میں بحث ہو جاتی ہے تو ہمارا مسئلہ پوری طرح سے حکومت کے سامنے آجائے گا اور کوئی بہتر حل نکل آئے گا۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کی تحریک التوائے کار کے متعلق میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ فنی نقطہ نگاہ سے دیکھیں کہ یہ آپ کی تحریک التوائے کار بنتی ہے یا نہیں۔ ؟ جہاں تک آپ کے زیر بحث مسئلے کا تعلق ہے اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔
جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا گزارش یہ ہے کہ میں نے جو یو سی یوں اور کالجوں کے نام لکھے ہیں یہ زیادہ مسئلے نہیں ہیں میں نے تو آپ کے سامنے اصل چیز پیش کی ہے۔ اور وہ ہے "محرومی" یعنی سرگودھا کے لوگ محرومیت کا شکار ہیں۔ اور وہ محرومی کیا ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو اس کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ آپ ایک الگ ریزولیوشن دے دیں۔ یہ تحریک التوائے کار حسب قاعدہ نہیں ہے، اس کے لئے آپ الگ ریزولیوشن دے دیں وہ زیادہ بہتر ہوگا
جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب ٹھیک ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو چیمہ صاحب اُسے پریس نہیں کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر ۳۲ بھی چیمہ صاحب آپ ہی کی ہے۔

سرگودھا شہر میں اوور ہیڈ برج کی خستہ حالی

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سرگودھا شہر میں عوام کی ضرورت اور سہولت کے پیش نظر چند سال قبل اوور ہیڈ برج مکمل کیا گیا ہے۔ لیکن ان چند سالوں میں پل اس قدر خستہ حال ہو چکا ہے کہ کسی وقت بھی کسی بڑے المیہ سے دوچار کر سکتا ہے۔ اس کی خستہ حالی ہر وقت انسانی جانوں کے لئے خطرہ ہے۔ اس پل کی ناقص تعمیر کے ذمہ افراد کا تعین کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور ذمہ دار افراد کی جیبوں سے تعمیر کے دوران خورد برد کردہ خطیر رقم وصول کی جائے اور اس پل کی مرمت کے ذمہ دار متعلقہ محکمہ کو فوری طور پر حکومت پنجاب کی طرف سے حکم جاری کیا جائے کہ فوری طور پر پل کی مناسب مرمت کی جائے کہ انسانی جانوں کا تحفظ ہو سکے۔ اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جانی اشد ضروری ہے

جناب یہ پل ان چند سالوں میں اس قدر خستہ حال ہو چکا ہے کہ کسی وقت بھی جس طرح میں نے اس میں عرض کیا ہے کہ کوئی بڑا حادثہ ہو سکتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ درمیان سے کسی وقت بھی ٹوٹ جاتا ہے اور رکشہ اور گاڑیاں اس میں گرتی ہیں اور لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور انسانی جانوں کا بھی ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ اور کئی بار وہاں حادثوں میں لوگوں کے بازو اور ہاتھ ٹوٹے ہیں۔ یہ پل صرف پانچ چھ سال پہلے بنایا گیا ہے۔ جن لوگوں نے یہ پل بنایا ہے مہربانی کر کے ان کا تعین کر کے ان کی جیبوں سے خورد برد کردہ رقوم واپس لی جائیں کیونکہ پل صحیح specifiction کے مطابق نہیں بنا۔ اگر یہ صحیح طریقہ سے بنایا جاتا تو یہ منصوبہ بندی کے مطابق جس طرح اسے ۱۰۰ سال کے لئے بنایا گیا تھا یہ پورا ۱۰۰ سال چلتا لیکن یہ پانچ سات سال بھی نہیں چلا۔ جناب میری حکومت سے اتنی ہی استدعا تھی۔ میں نے اپنی بات مکمل کر لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جناب وزیر قانون ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا اگورنمنٹ نے پہلے ہی اس پل کے متعلق ایک کمیٹی بنا دی ہوئی ہے اور اس سلسلے میں جس جگہ کو نقصان پہنچا ہے اس کے ٹکڑے بھی حاصل کر کے لیبارٹری میں بھیج دیے گئے ہیں اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اگر کسی بھی قسم کی کوئی غلط رپورٹ افسروں کے خلاف آئی یا انجینئروں کے خلاف آئی تو ہم اس پر ضرور ایکشن لیں گے ۔ اس کمیٹی کی تشکیل ۲۸ جولائی ۱۹۸۶ء ہوئی تھی۔ کمیٹی پل کی تعمیر کا مکمل معائنہ اور جانچ پڑتال کرنے کے بعد رپورٹ پیش کرے گی۔ اور اس وقت لیبارٹری میں کنکریٹ کے نمونے ٹسٹ ہو چکے ہیں اور مذکورہ بالا رپورٹ مکمل کی جا رہی ہے ۔ امید ہے کہ یہ رپورٹ ایک ہفتہ یا دس دن تک موصول ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد اگر مرمت کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ بھی فوری طور پر کر دی جائے گی ۔ اور رپورٹ کی روشنی میں اگر ڈیزائن یا تعمیر غیر معیاری ثابت ہوئی متعلقہ افسران کے خلاف جو قصوروار پائے گئے نہایت سخت کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ چیمہ صاحب لا منسٹر کی یقین دھانی کے بعد آپ کا کیا خیال ہے ۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ ۔ میں ان کی یقین دھانی پر اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ چیمہ صاحب اس کو پریس نہیں کرتے ہیں ۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے ۔ اب امن عامہ کی صورتحال پر بحث ہوگی۔ جو ممبران صاحبان اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ وہ براہ کرم اپنے نام سپیکر تک پہنچا دیں۔

امن عامہ کی صورتِ حال پر بحث

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب سپیکر ! آپ کی توجہ اس وقت ایوان میں کورم کی طرف دلاتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس ایوان میں کورم کو قائم رکھنا حکمران جماعت کے فرائض میں شامل ہے اور کورم کے بغیر جو بھی اجلاس ہو

وہ غیر قانونی ہوتا ہے۔ آج کل حکمران جماعت کے لوگ اقتدار کی کشمکش میں ایک دوسرے سے اس قدر دست و گریباں ہیں کہ کسی کے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ اتنے اہم موضوع پر بحث کے وقت اس ایوان میں موجود رہیں۔

جناب والا! ہم نے بہت سی التوا کی تحریکیں اس ایوان میں پیش کی تھیں جن کا تعلق امن عامہ کی صورت حال تھا تو جناب سپیکر نے ان کو یہ کہہ کر ملتوی کر دیا تھا کہ جب امن عامہ کی صورتحال پر ہو گی تو اس وقت آپ کو بحث کا موقع ملے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حکمران جماعت کے ارکان دانستہ طور پر کورم کو بار بار توڑ کر ہمیں یہ موقع بھی فراہم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اس وقت ہمارے پاس جو ہم اپوزیشن کے ارکان ہیں اور جنہوں نے امن عامہ کی صورتحال پر اپنے جذبات کا اظہار کرنا ہے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار موجود نہیں ہے کہ ہم حکمران جماعت کے اس غلط طریقہ کار کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کر جائیں۔

(اس موقع پر میاں ریاض حشمت بجوعہ واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ واک آؤٹ کیوں کرتے ہیں۔ آپ کے قائد حزب اختلاف بھی امن عامہ کی صورتحال پر بحث کا آغاز کرنے والے ہیں۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میں بھی احتجاجاً جا رہا ہوں یا پھر کورم پورا کیا جائے کیونکہ اجلاس کی کارروائی غیر قانونی ہے۔ اس لئے ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب محمد رفیق بھی واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کورم کے متعلق گنتی کی جائے

(گنتی کی گئی)

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! کس کے سامنے بحث کریں۔ دیواروں کو سنائیں۔ ہمیں کہا گیا تھا کہ آپ اپوزیشن والوں کو پہلے موقع دیا جائے گا کہ آپ اپوزیشن والے امن عام کی صورت حال پر بات کریں گے اور حکومت جان بوجھ کر امن عامہ کی صورتحال پر بحث کا سامنا نہیں کر رہی۔ ہمارے جو مطالبات ہیں کہ امن عامہ کا مسئلہ پیش ہو چکا ہے۔ حکومت اس کا سامنا نہیں کر رہی اس لئے ہم احتجاجاً

واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر جناب میاں محمد اسحاق، جناب عثمان ابراہیم،
جناب غلام سرور خان، جناب فضل حسین راہی،
میاں محمد افضل حیات ہاؤس سے باہر چلے گئے)

(گنتی کی گئی کورم پورا ہے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جن حضرات نے بحث میں حصّہ لینا ہے وہ اپنی چٹیں براہ کرم سپیکر تک پہنچا دیں۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب سپیکر! کورم پورا ہے انہوں نے واک آؤٹ کس بات پر کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہماری یہ روایات رہی ہیں کہ جب بھی اپوزیشن والے واک آؤٹ کرتے ہیں تو ہاؤس سے کوئی معزز ممبر جاتے ہیں اور ان کو منا لاتے ہیں

سید اقبال احمد شاہ۔ منانے کا تو اس وقت سوال پیدا ہوتا ہے جب وہ کسی بات پر ناراض ہوں۔ یہ تو بات ہی کوئی نہیں ہے کورم پورا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہمیں اپنی روایات کو قائم رکھنا چاہیئے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ منا لاتے ہیں مگر کورم تو پورا ہے وہ باہر کیوں گئے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ جناب لودھی صاحب جائیں اور ان کو منا کر لائیں۔

وزیر زراعت۔ ہاؤس کی اس روایت کے لئے ہر روز صبح ان سے گزارش کر لیا کریں گے۔ تاکہ وہ روایت بھی تازہ رہے۔ کوئی وجہ ہونی چاہیئے کہ کس کے لئے وہ واک آؤٹ کرتے ہیں۔ اس کے لئے جائز وجوہات ہونی چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ان کی خوشی پوری کر دیا کریں۔

وزیر زراعت۔ دن میں ایک دفعہ ان سے استدعا کر دیا کریں گے۔

اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے ارکان ہاؤس میں واپس
تشریف لائے)

میاں محمد افضل حیات۔ ہم نے صرف آپ کو احساس دلانا تھا کہ ہاؤس میں بیٹھنا

بھی ضروری ہے۔

وزیر زراعت ۔ ہاؤس میں لوگ بیٹھے ہیں ۔ آپ اپنی کاوش شروع کریں لیکن سمجھائیں کہ واک آؤٹ کرنے کا کوئی طریق کار ہوتا ہے ۔ صرف خبر چھپوانے کے لئے نہیں ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ یہ خبر چھپوانے کی بات نہیں ہے ، بات یہ ہے کہ آپ اس ایوان کو میونسپل کارپوریشن کی طرز پر چلا رہے ہیں ۔ ایک گروپ ادھر گفتگو کر رہا ہوتا ہے ایک گروپ ادھر گفتگو کر رہا ہوتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میرا خیال ہے بحث کو ملتوی نہیں کرنا چاہیئے ۔ قائد حزب اختلاف امن عامہ پہ بات کرنا چاہتے ۔ اب ہمیں ان کی تقریر سننی چاہیئے ۔ میاں صاحب ارشاد فرمائیں ۔

میاں محمد افضل حیات ۔ جناب سپیکر ! آج ہم انتہائی اہم موضوع پر بحث شروع کرنے والے ہیں ۔ اس لئے میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اس میں دلچسپی لیں ۔ کیونکہ پنجاب کے عوام امن عامہ کی وجہ سے پریشان اور دل برداشتہ ہیں ۔ اور اگر وہ یہ محسوس کریں گے کہ جب امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے اور ممبران کی عدم دلچسپی ہے تو پھر ان کا اس ایوان سے اعتماد اٹھ جائے گا ۔ اس لئے ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس وقت پوری حاضری رکھیں اور پوری دلچسپی کے ساتھ اس میں حصہ لیں ۔

جناب والا جدید مملکت کے تصور میں جب ایک فلاحی مملکت کا تصور آتا ہے تو اس میں ترقیاتی منصوبے بھی ہیں ، اس میں بیروزگاری دور کرنے کے طریقوں کی بھی ضرورت محسوس کی جاتی ہے ، ایسے ہی ہے تعلیم کے متعلق بھی اور بھی ایسے بیشمار طریقے ہیں جن کا فلاحی مملکت میں ذکر آتا ہے ۔ لیکن سب سے ضروری چیز اور جس کے لئے ریاست کا تصور ضروری سمجھا گیا وہ یہ تھی کہ لوگ چین کے ساتھ رہ سکیں ۔ اور ہر کسی کو اپنی جان و مال کی حفاظت کا پورا احساس ہو ۔ اگر مال و جان کی حفاظت نہیں ہو رہی تو پھر کسی ریاست کے بنیادی تصور یا بنیادی ضرورت کی نفی ہو جاتی ہے

اگر امن عامہ قائم نہ ہو اور کسی کی جان و مال اور عزت محفوظ ہو تو پھر ریاست کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ جب اس قسم کے حالات اور واقعات پیش آ رہے ہوں تو پھر پریشانی کا ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔

جناب والا! سب سے اولین ضرورت یہ ہے کہ جان کی حفاظت ہو، عزت کی حفاظت ہو، مال کی حفاظت ہو اور ہر ایک کو یہ احساس ہو کہ مجھے انصاف ملے گا۔ اگر یہ سب چیزیں نہ ہوں گی تو پھر ہم اپنے شہریوں سے حب الوطنی کے متعلق نہیں کہہ سکیں گے کہ ان سے ہمیں یہ توقع ہے۔ لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ آئے دن غریب عوام کے ساتھ ایسے حادثات پیش آتے ہیں، جن میں عام شہری بھی شامل ہوتے ہیں اور کئی دفعہ ان میں انتظامیہ بھی شامل ہوتی ہے کہ جہاں ان کی عزت لٹتی ہے وہاں ان کی جان و مال کا بھی قلع قمع ہوتا ہے۔ جناب والا! ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر شہری کو برابر کے حقوق دیے جائیں۔ ہم اخبارات میں پڑھ رہے ہیں کہ ہر روز کوئی نہ کوئی ایسا واقع ہو جاتا ہے جس سے دوسروں کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کی بھی جان اور مال محفوظ نہیں۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ لاہور کے شہری، جو کہ نہایت ہی غریب تھے وہ اسمبلی کے باہر آئے اور دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ ان میں بچے اور بوڑھے بھی شامل تھے۔ ان کو ان کے مکانات سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔ جب وہ پولیس کے پاس پہنچے تو پولیس بھی پانچ گھنٹے بعد جائے وقوعہ پر پہنچی۔ پولیس نے بھی ان کو بے دخل کر دیا۔ اتفاق سے وہ مہاجر تھے اور وہ یہ بار بار کہہ رہے تھے کہ اگر ہماری عزتیں ایسی لٹتی ہیں تو پھر ہم ہندوستان میں کیوں نہ رہ گئے۔

جناب والا! میں اپنے معزز بھائیوں سے اور معزز ارکان سے یہ گذارش کروں گا کہ ان کا جو پہلا فرض ہے۔ اس کی طرف وہ توجہ دیں اور اس کے متعلق وہ پوری تگ و دو کریں کہ ہم سب مل کر اس صوبہ میں رول آف لا، یعنی قانون کی حاکمیت کو بحال کرا سکیں۔ یہاں یہ ہو رہا ہے کہ جہاں بھی کسی کو انتظامیہ سے کام پڑا اس کو سفارش کی ضرورت پڑی۔ وہ آپ کے پاس آیا اور سفارش کرا کر اس نے

اپنا کام کرا لیا۔ ہماری کامیابی اس وقت ہے جب ایک عام شہری کسی دفتر میں خاص طور پہ جب انتظامیہ کے پاس جائے تو اسے کسی سفارش کے بغیر کسی لالچ کے بغیر انصاف مل سکے۔ اور اس کی دادرسی ہو سکے۔ اگر اسے یہ چیزیں نہیں ملتیں تو پھر میں سمجھتا ہوں ہمارا کام نامکمل ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ کسی دفتر میں یا کسی محکمہ میں جو بھی کام ہو رہا ہے اس کے لئے سفارش کی ضرورت پڑتی ہے اب سفارش کو اگر ہم ہی اپنا طریقہ بنائیں گے تو پھر ہم سفارش اور رشوت کو اس ملک سے دور کیسے کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے حکومت سے اور ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم سفارش اور Recommendation کے طریقوں کو میرٹ کا طریقہ اپنائیں۔ اس آدمی کو وہ چیز ملے جس کا وہ اہل ہو۔ یہ نہیں کہ ہماری سفارش پہ کسی کو نوکری ملے یا اس کو ترقی ملے یا تبادلہ ہو۔ بات یہ ہے کہ اس وقت کوئی کام بھی recommendation کے بغیر نہیں ہو رہا۔ اگر کسی ٹیچر نے تبادلہ کرانا ہے۔ تو اسے بھی سفارش کی ضرورت ہے۔ اگر معمول کے مطابق کسی کی ترقی ہونی ہے تو اسے بھی سفارش کی ضرورت ہے۔ اگر کسی نے چپراسی بھرتی ہونا ہے تو اسے بھی کم از کم وزیر یا وزیر اعلیٰ کی سفارش کی ضرورت ہے۔ اس سے کم سفارش سے کام ہی نہیں چل رہا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ہم یہاں پہ ایسا انتظام اپنائیں جس میں سفارش کے بغیر اہلیت کی بنا پر کام ہو۔ جب ہر کام سفارش سے ہو رہا ہے تو جس کے پاس سفارش نہیں ہے۔ اس میں بے چینی اور اضطراب پھیل رہا ہے۔ جو قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں۔ ان میں بھی یہی چیز ہے، کوئی ترقی نہیں ہو رہی، کوئی تبادلہ نہیں ہو رہا، کوئی تقرری نہیں ہو رہی جب تک کہ اس کے پاس کوئی سیاسی سفارش نہ ہو۔ آپ تو جانتے ہیں کہ جو چیزیں سیاسی سفارش پہ ہوں گی وہ زیادہ دیر پا نہیں ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مرتبہ سکولوں اور کالجوں میں داخلے میرٹ پہ ہوئے ہیں اس طرح دوسری تقرریاں اور ترقیاں بھی میرٹ پہ ہوں تو اس صوبے کی انتظامیہ بہتر طور پہ چل سکے گی۔

جناب والا اس صوبہ میں گذشتہ چند مہینوں میں کئی ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جن پر کسی صورت بھی فخر نہیں کیا جاسکتا، سب سے پہلے میں ۱۴ اگست کو جو لاہور میں واقعات ہوئے ہیں ان کا ذکر کروں گا۔ جناب والا کسی کو یہ معلوم ہی نہیں کہ ادھر پانچ چھ آدمی مر گئے ہیں اور وہ کس طرح مر گئے اور انہیں کون مارنے والا تھا اور کون مرنے والے تھے۔ پولیس کہتی ہے کہ ہم نے نہیں مارے، یہ تو مسلم لیگ اور حزب اختلاف کا آپس میں تصادم تھا، اور جتنے مرے ہیں وہ سب کے سب ایم آر ڈی کے مرے ہیں۔ ڈی آئی جی کا انٹرویو اور بات کہتا ہے اور حکومت اور بات کرتی ہے۔ اب ایک عام شہری کے لئے یہ چیز بڑی بے چینی اور اضطراب کا باعث بنتی ہیں کہ پانچ آدمی بغیر کسی وجہ کے ایک ہی دن میں مار دیے گئے، کہا جاتا ہے کہ جلوس بھی کوئی اتنے بڑے نہیں تھے، ان پر گولی چلانے کی کیسے ضرورت پڑی۔ ان کے متعلق آج تک کوئی رپورٹ اور کوئی انکوائری نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ ہوا ہے کہ مرنے والوں کو ان کے لواحقین کے حوالے بھی نہیں کیا گیا تھا، جہاں جہاں کے وہ رہنے والے تھے تھانے والوں نے خود ہی انہیں دفن کر دیا۔

جناب والا یہ ان کے لواحقین کا بنیادی حق تھا انہیں ان کے اس حق سے محروم کر دیا گیا کم از کم ان کی لاشیں تو ورثاء کے حوالے کر دی جائیں۔ جناب والا ۱۴ اگست کے واقعات میں اور بھی بہت کچھ سننے میں آیا ہے کہ بڑے بڑے چوٹی پروگرام تھے۔ شرپسندوں یا تخریب کاروں کے پروگرام تھے یہ ایک عام آدمی کو اور مجھ جیسے شخص کو پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کیسے پیش آئے، کیوں پیش آئے اور حکومت نے ان کے متعلق کیا ایکشن لیا ہے۔ اس طرح محرم پر کئی شرپسندوں نے ہنگامے کئے، کئی جانیں ضائع ہوئیں، املاک تباہ ہوئی اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کی کوشش کی گئی جس کے متعلق میں بالکل یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس

میں کسی بھی فرقے کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ لیکن یہ واقعات ہو گئے کیسے ہو گئے یہ کسی کو پتہ نہیں ہے یہ فرقہ واریت نہایت ہی نقصان دہ چیز ہے جو ملک کو بھی نقصان پہنچاتی ہے اور اسلام کے لئے بھی نہایت ہی نقصان دہ ہے۔ اسے دور کرنے کے لئے جو کچھ بھی کیا جائے وہ کم ہے۔ اس دن دیکھنے میں آیا اور کہا جاتا ہے کہ یہ تو شر پسند تھے جو یہ سب کچھ کر گئے، حادثات ہو جاتے ہیں۔ لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ ان کے متعلق پھر کچھ کیا نہیں جاتا، بعد میں ان کے متعلق کوئی نہ کوئی کارروائی ضرور ہونی چاہیے۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ جن لوگوں نے انتشار پھیلانے کی کوشش کی یا تخریب کاری کی ہے ان کے خلاف یہ کارروائی ہوئی ہے۔ اس کے برعکس دیکھنے میں آیا ہے کہ وہ واقعات ہو جاتے ہیں اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سب سے بڑی وجہ حکومت اور عوام میں عدم تعاون ہے اور اعتماد کا فقدان ہے۔ جناب والا یہ تخریب کاری اور شر پسندی تب ہی پیدا ہوتی ہے جب حکومت اور عوام میں تعاون نہ ہو اور حکومت کو عوام کا اعتماد حاصل نہ ہو۔ پھر تخریب کاروں کو اس کے پیش نظر موقع مل جاتا ہے کہ وہ ملک میں افراتفری اور انتشار کی فضا پیدا کریں اور ہنگامے کریں اسے کسی صورت بھی جمہوریت اور ملک کے لئے فائدہ مند نہیں کہا جا سکتا، کوئی بھی جماعت جو جمہوریت پر یقین رکھتی ہے وہ ایسا کام نہیں کر سکتی جو بھی ایسا کرے گا اسے نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا، اس لئے میری گزارش ہے کہ حکومت عام آدمی کے ساتھ برابری کا سلوک کرے اور ان کا اعتماد حاصل کرے تاکہ عوام از خود تخریب کاری اور شر پسندی کا مقابلہ کریں، اس میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ ان کا تعاون ہو، لیکن دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ جن کا حکومتی پارٹی کے ساتھ تعلق ہے وہ تو اپنے کام کرواتے رہتے ہیں اور جن کا حکومتی پارٹی کے ساتھ تعلق نہیں ہے وہ ایک دوسرے درجے کے شہری تصور ہوتے ہیں۔ حالانکہ ملک کا نظام چلانے کے لئے اور نظام کو بہتر بنانے کے لئے ہر ایک کے ساتھ برابری کا سلوک کرنا

چاہیئے ۔ اگر برابر کا سلوک نہیں ہو گا تو اعتماد کی فضا بحال نہیں ہو گی اور عدم تعاون رہے گا اس سے تخریب کاری اور شرپسندی بڑھے گی۔ جناب والا کہا جاتا ہے اور یہ عام مقولہ ہے۔ Justice delayed is justice denied اگر فوری طور پر انصاف نہیں ملے گا تو کسی صورت میں بھی اسے انصاف تصور نہیں کیا جائے گا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں میں عدالتوں میں انصاف ملنے میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ پھر جس کے بازوؤں میں زور ہوتا ہے وہ خود انصاف لینے کے لئے نکل پڑتا ہے اور اس سے سفارش اور رشوت ستانی کو ہوا ملتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اس قسم کے اقدامات کرنے چاہئیں جس سے فوری طور پر کارروائی ہو اور ایک خاص مدت کے اندر سائل کو انصاف مل سکے۔ اگر اس مدت کے اندر انصاف نہیں ملتا جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب والا جب سے مارشل لا لگا ہے ہم دیکھتے ہیں قانون میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہوئی ہیں۔ پہلے تو ایک ایس ایچ او صرف ایک قانون کے تحت مقدمہ درج کرتا تھا اب اسے یہ اختیار مل گیا ہے کہ کیا یہ مارشل لاء میں کیس جائیگا۔ یا فوجداری میں جائے گا یا شرعی عدالت میں جائیگا۔ کرپشن کا ادھر سے ہی دور دورہ شروع ہو گیا۔ اب اللہ کے فضل سے ہمیں مارشل لاء کے قوانین سے تو نجات حاصل ہو گئی ہے۔ مگر بے شمار پیچیدگیاں وہی کی وہی ہیں۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ ایسا نظام نافذ کریں کہ عام آدمی کو زیادہ پیچیدگیوں میں جانے کی بجائے جلدی سے انصاف ملے اور اس کی دادرسی ہو سکے۔

جناب والا اسی طریقہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ امن عامہ کی جو صورتحال ہے یہ ایک طویل عرصہ سے مارشل لاء رہنے کی وجہ سے بھی پیدا ہوئی ہے۔ اس میں اتنا دباؤ تھا اتنی گھٹن تھی اس کی وجہ سے جب وہ کچھ کم ہوئی ہے

تو جو جرائم پیشہ لوگ ہیں تو ان کو زیادہ مواقع ملے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ کو زیادہ تندہی اور تیزی سے کام کرنا چاہیئے تھا تاکہ جرائم پیشہ افراد کا صحیح طریقے سے قلع قمع کیا جاسکے۔ ضرورت اس چیز کی تھی کہ مارشل لا اٹھتے ہماری انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ان چیزوں کے لئے تیار ہوتے لیکن وہ صرف سیاسی مواقع کے لئے اور سیاسی عزائم کو کچلنے کے لئے تیار تھے۔ اور جرائم کو کچلنے کے لئے وہ کسی وقت بھی تیار نہیں تھے

جناب والا جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس افراتفری کی سب سے بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جس کو قانون نے جو اختیار دیا ہے۔ اس کو وہ استعمال نہیں کر سکتا۔ اختیارات قانون کے مطابق کسی اور کے پاس ہیں استعمال کوئی اور کر رہا ہے۔ جو اختیارات ایس ایچ او کو ہی استعمال کرنے چاہییں جو اختیارات ایس۔ پی کے ہیں وہ انہیں کو استعمال کرنے چاہئیں۔ جو اختیارات انسپکٹر جنرل آف پولیس کے ہیں وہ انہیں استعمال کرنے چاہئیں۔ جو اختیارات وزیر اعلیٰ کے ہیں وہ وزیر اعلیٰ کو استعمال کرنے چاہییں لیکن دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ ہر حکم اوپر سے آتا ہے اور اس کی وجہ سے جنہوں نے اس پر عمل درآمد کرانا ہوتا ہے ہے ان کو اس کے متعلق کوئی خاص پتہ ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں اپنے نظام میں ایسی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے تاکہ انتظامیہ متعدی سے چل سکے اور جس کا جو اختیار ہے جو کام ہے کم از کم اسے وہ ضرور کرنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر ایک چپڑاسی کی بھرتی اگر محترم وزیر کے کہنے پر ہوتی ہے جس کا وہ چپڑاسی ہوگا۔ اس کی وہ بات کیسے مانے گا۔ اب دیکھئے میں یہ آرہا ہے ایک کالج کا پرنسپل جو چپڑاسی بھرتی کرتا تھا۔ اس کو اوپر سے حکم آتا ہے کہ تم چپڑاسی بھرتی کرو یا محکمہ صحت کو اوپر سے حکم آتا ہے کہ ہسپتال میں تم یہ خاکروب بھرتی کرو اب وہ ڈاکٹر کی یا پرنسپل کی بات کو کیسے مانے گا۔ اور ڈسپلن کیسے رہے گا۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو جس کا کام ہے کم از کم خدا کے واسطے اسے وہ کام کرنے دیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ اختیارات

کا اہل نہیں ہے پھر اس سے وہ اختیارات لے لیں اور جو اختیارات کے اہل ہیں انہیں وہ اختیارات دے دیں ۔ یہ نہیں کہ بیٹھا یا کسی اور کو ہے اور کام کوئی اور کر رہا ہے ۔

جناب والا میں ان گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں اس دفعہ یہ توقع کروں گا کہ امن عامہ کی بحث کے بعد ہم کوئی نہ کوئی نتیجہ دیکھیں گے ۔ کیونکہ اس سے پہلے اس ایوان میں دو دفعہ امن عامہ پر بحث ہو چکی ہے لیکن اس کا نتیجہ صفر کا صفر رہا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ! قابل صد احترام و افتخار جناب سپیکر ! میں یہ بات بڑے دکھ کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ آپ نے مجھے آج ایک ایسے ایوان میں امن امان کی صورت حال پر اظہار خیال کرنے کی دعوت دی ہے جو امن و امان کی صورت حال کے ابتر ہونے کا خود زندہ ثبوت ہے ۔ جب کوئی بھی معزز رکن اسمبلی ہال کے اندر داخل ہوتا ہے تو اسمبلی ہال کے باہر متعین پولیس کی بھاری تعداد اور اسمبلی ہال کے اندر نصب مختلف آلات ۔ حساس آلات کو دیکھ کر یہ محسوس کرتا ہے کہ صوبہ میں امن و امان کی صورت حال کس قدر غیر تسلی بخش اور تشویشناک ہے ۔

جناب سپیکر اگر حکمران عوام کو انصاف دیں تو انہیں اپنی حفاظت کے لئے سکواڈ کارون اور کی نڈوز کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ اسلام کی تاریخ میں ایک وقت ایسا بھی تھا کہ حکمران تازیانے کا تکیہ بنا کر دھوپ میں سو جایا کرتے تھے اور اس حال میں بھی ان کی عظمت اور ہیبت کو دیکھ کر دشمن لرز اٹھتے تھے ۔ جناب سپیکر پھر بھی میں بڑے ادب اور احترام کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے امن و امان کی صورت حال پر اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع فراہم کیا ۔ مقام افسوس ہے کہ آج میرے صوبہ میں نہ کوئی امن ہے نہ کوئی امان ہے ۔ لوگ اقتدار کی کشمکش میں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں ۔ اور کسی

کے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ وہ اس اہم مسئلہ کے بارے میں سوچ سکے
جناب سپیکر جس صوبہ میں امن و امان کی صورت حال یہ ہو کہ قدم قدم پر
بچے ہوں۔ سروں پر شمشیر تاج رہی ہوں۔ دلوں میں خنجر اتر رہے ہوں۔ خواتین
کے ہاتھوں سے سرراہ پرس چھن جاتے ہوں۔ بھرے بازاروں میں ڈاکو
نہتی خواتین سے گاڑیاں چھین لیتے ہوں۔ جہاں دن بھر کی مشقت کا تھکا مارا کسان
رات کو آرام کی نیند سونے کی بجائے اپنی گائے بھینس اور بیل کی رسی پکڑ کر ساری
رات جاگتا رہے۔ جس صوبہ کی درسگاہوں میں طلباء علم سیکھنے کی بجائے پستول
بندوق۔ رائفل اور کلاشنکوف چلائیں۔ جس صوبہ میں نہ کسی کا گھر محفوظ ہو نہ شاہراہیں
جہاں جان۔ مال اور آبرو تک محفوظ نہ ہو اس صوبہ کی امن و امان کی صورت پر
کچھ عرض کرتے ہوئے ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔

جناب سپیکر ہمارے صوبہ میں جرائم کی رفتار کا جائزہ لینے کے لئے گزشتہ
دو تین یوم کے قومی اخبارات کے حوالہ جات پیش کرنے کی اجازت چاہوں
گا۔ جو امن و امان کی صورت حال کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کی تفصیل کچھ اس طرح
ہے کہ۔

۱۔ لاہور کے علاقہ علامہ اقبال ٹاؤن میں دو بم برآمد ہوئے۔
۲۔ مسلم ٹاؤن میں ایک لیڈی ڈاکٹر سے ڈاکوؤں نے پیجارو ویگن چھین لی۔
۳۔ نیو انارکلی سے لاکھوں روپے کی گھڑیاں چوری ہوگئیں۔
۴۔ لاہور میں دیہاتی خاتون کو ڈرا دھمکا کر اس کے زیور رات چھین لئے گئے۔
۵۔ لاہور ہی میں خواتین سے پرس چھیننے کی متعدد وارداتیں ہوئیں۔
۶۔ شرق پور کے علاقہ میں چوری اور لوٹ مار کی وارداتوں کی بھرمار ہوئی۔
اٹاری میں ایک ہی رات میں نقب زنی کے پانچ وارداتیں ہوئیں۔
۷۔ گوجرانوالہ میں مسجد کے تنازعہ پر خون ریز تصادم ہوا۔ جس میں ایک شخص
ہلاک ہوا۔
۸۔ فیروز والا میں پولیس اور ڈاکوؤں کے درمیان چار گھنٹے تک فائرنگ

ہوئی رہی اور ملزم فرار ہو گئے۔
۹۔ شیخوپورہ میں قتل کے مقدمہ کے مدعی کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔
۱۰ جھنگ میں پیٹرول پمپ پر ڈاکہ پڑا۔
۱۱۔ ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال کے کالجوں میں طلباء کے گروپوں میں تصادم ہوا اور پانچ طالب علم زخمی ہوئے۔
۱۲۔ گوجرانوالہ کے بائی پاس پر مسلح ڈاکوؤں نے بس کو لوٹ لیا۔
۱۳۔ اوکاڑہ کے ریلوے اسٹیشن پر بموں کے دھماکے ہوئے۔
۱۴ گوجرانوالہ میں تین نقاب پوش ڈاکوؤں نے یو۔ بی۔ ایل کے برانچ منیجر کو قتل کر دیا۔
۱۵۔ لاہور میں پتنگ بازی کے تنازعہ پر ایک نوجوان قتل ہوا۔
۱۶۔ ریلوے گارڈن میں ایک مقتول کی لاش برآمد ہوئی۔
۱۷ گوجرانوالہ کے تاجر اور شیخوپورہ بار کے سابق صدر کی کار چھین لی گئی۔
۱۸۔ ہائی کورٹ کے جج کے گن مین کو بھی ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔

جناب سپیکر یہ واقعات صوبہ میں امن و امان کی صورت حال کے بارے میں ایک شاہد عادل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جناب سپیکر ہمارے معاشرے میں اس وقت تک امن و امان قائم نہیں ہو سکتا جب تک عدل و انصاف کے مساوی معیار مقرر نہیں کریں گے۔

فاطمہ نامی ایک لڑکی کو رسالت مآب کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اس پر چوری کا الزام تھا۔ اصحابہ کرام اس لڑکی کی تعظیم کو

کھڑے ہو گئے اور اس کے باپ کی شان میں مناقب پڑھنے لگے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی کہ اس لڑکی کی خاندانی وجاہت کی بنا پر اس کے جرم کو معاف کر دیا جائے مگر رسالت مآب کے چہرے پر اس وقت جلال آیا اور انہوں نے فرمایا کہ یہ فاطمہ تو کیا اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی یہ جرم کرتیں تو اسلام کے مطابق ان پر حد لاگو کر دی جاتی۔ جناب سپیکر! رسول کریمؐ نے فرمایا کہ ہم سے پہلے والی امتیں اس لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ انہوں نے انصاف کے دوہرے معیار مقرر کر لیے۔ انصاف کرتے وقت اسلام کسی کے سماجی رتبے کو نہیں دیکھتا۔ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو ایک قاضی کی عدالت میں پیش ہونا پڑا۔ وہ اپنے ساتھ اپنے جگر پاروں حسنین کریمین کو گواہ کے طور پر لے گئے۔ مگر منصب قضا پر فائز قاضی نے حضرت علی کے سماجی رتبے کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے یہ کہا کہ میں ان کی گواہی لینے کے لیے تیار نہیں ہوں کیونکہ ایک تو یہ interested witness ہیں اور دوسرے یہ نابالغ ہیں۔ جناب والا! قاضی کی اس بات سے شیر خدا کی پیشانی پر ناراضگی اور ناپسندیدگی کی شکن تک نہیں ابھری۔ ہمارے معاشرے میں عدالتیں فیصلہ کرتے وقت لوگوں کے سماجی رتبے اور ان کی خاندانی وجاہت کو دیکھتی ہیں جس کی وجہ سے غریبوں کو انصاف نہیں ملتا اور امیروں کو سزا نہیں ملتی۔

جناب سپیکر، آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر ہم معاشرے میں انصاف چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اسلام کے اصولوں کے مطابق عدل و انصاف پر مبنی یکساں معیار مقرر کرنا ہوگا۔ اب میں یوم عاشور پر لاہور، لیہ، مخدوم پور پہوڑاں اور پنجاب کے دوسرے علاقوں میں ہونے والے تشدد کے واقعات کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔

جناب والا! ان واقعات میں کئی معصوم انسانوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ عبادت گاہوں کو جلایا گیا۔ لوگوں کے گھروں کو لوٹا گیا۔ غرض ایک قیامت آئی اور

گزر گئی۔ جناب سپیکر، یہ واقعات فرقہ واریت کی بنیاد پر ہوئے۔ گزشتہ چند برسوں سے حکومت اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے فرقہ واریت کی سرپرستی کرتی رہی ہے تاکہ لوگ فرقوں میں بٹ جائیں اور جمہوری جدوجہد سے لاتعلق ہو جائیں ان واقعات کو کنٹرول کرنے میں صوبائی انتظامیہ مکمل طور پر ناکام رہی اور صوبائی انتظامیہ کے ایک ترجمان کے بقول ٹھرسپندی کرنے والے صرف ساٹھ ستر کی تعداد میں تھے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ انتظامیہ جو ساٹھ ستر اشخاص کو کنٹرول نہیں کر سکتی۔ وہ صوبے کے چھ کروڑ عوام کو ان کی عزت و آبرو اور جان و مال کے تحفظ کی ضمانت کیسے فراہم کر سکتی ہے؟ بعض سیاسی تجزیہ نگار یہ بھی کہتے ہیں کہ فرقہ وارانہ فسادات ایک گہری سازش کے تحت ہوئے اور یہ حالات دانستہ طور پر حکومت نے پیدا کیے۔

چوہدری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، فاضل دوست بہت اچھے مقرر ہیں، اور واقعی بہت اچھے مقرر ہیں۔ پھر انہیں کیا ضرورت ہے کہ کتاب کا سہارا لے کر اسے ہی پڑھتے جا رہے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں کتاب نہیں پڑھ رہا۔ یہ نکات لکھے ہوئے ہیں۔ آپ آکر دیکھ لیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: وہ پوری تقریر اس سے دیکھ کر کر رہے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ نوٹس دیکھ رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب سپیکر، انہیں سمجھائیں۔ وہ پڑھے لکھے ہیں اس لیے وہ کتاب پڑھ رہے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر، انہیں کہیں کہ قواعد میں موجود ہے کہ کسی کی ذات پر حملہ نہیں ہوگا۔ اور یہ اپنے آپ میں رہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر، میں لاہور میں ہونے والے فرقہ وارانہ

فسادات کے بارے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان فسادات کے بارے میں بعض سیاسی تجزیہ نگاروں کی یہ رائے ہے کہ یہ فسادات حکومت نے خود کروائے اور ایک گہری سازش کے تحت دیدہ دانستہ ایسے حالات پیدا کیے گئے تاکہ کرفیو کے بہانے عوام کو ایک بار پھر فوجیوں کے چہرے دکھائے جا سکیں اور یہ تاثر دیا جا سکے کہ فوج جس وقت بھی چاہے واپس آ سکتی ہے۔ جناب سپیکر! اب میں اپنے ضلع جھنگ میں انتظامیہ کی کارکردگی کے بارے میں مختصراً عرض کرتا ہوں۔ جھنگ رشوت خوروں کی جنت ہے۔ کوئی افسر جھنگ جاتے ہوئے بھی روتا ہے اور جب اسے جھنگ سے تبدیل کیا جائے تو پھر بھی روتا ہے۔

ملک طیب خان اعوان: اسی جنت میں حضور بھی دن گزار رہے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر، میں اس ایوان میں اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر اور اس ایوان کے تقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج میرے ضلع میں سرعام جوئے ہو رہے ہیں۔ منشیات فروخت ہو رہے ہیں۔ افیون، چرس اور ہیروئن کی پڑیاں چوراہوں پر لوگ اس طرح فروخت کر رہے ہیں جس طرح کوئی مجھے باز آوازیں دے کر اپنی دوائیں فروخت کرتا ہے۔ جناب سپیکر، رشوت ستانی کا یہ عالم ہے کہ ناقابل دست اندازی پولیس درخواستوں پر لوگوں کو تھانوں میں بلا کر ہزاروں روپے رشوت لی جاتی ہے۔ تھانے نیلام گھر بن چکے ہیں جہاں لوگوں کی عزتوں اور عزت نفس کو کچلا جاتا ہے، ایک رات میں چوری کی دس دس وارداتیں ہوتی ہیں مگر مقدمات تک درج کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! جو لوگ کم تنخواہ کا بہانہ بنا کر رشوت لیتے ہیں، کیا انہیں ملازمت اختیار کرتے وقت تنخواہ اور ملازمت کی شرائط کا علم نہیں ہوتا؟ آپ حیران ہوں گے کہ جن لوگوں سے رشوت لی جاتی ہے انہیں بعض اوقات اپنے گھر کا مال اسباب فروخت کرنا پڑتا ہے۔ پولیس اور انتظامیہ بالکل بے مہار ہو چکی ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں پولیس اور انتظامیہ کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی روایت بہت قدیم ہے۔ جو بھی آیا، اس نے پولیس اور انتظامیہ کو اپنے اقتدار کو طول دینے

کے لیے اپنے سیاسی مخالفین کی سرکوبی کے لیے استعمال کیا۔ ایم آر ڈی کی حالیہ تحریک میں سیاسی کارکنوں پر منشیات کے جھوٹے مقدمات قائم کیے گئے، چوری کے عدم پتہ مقدمات میں ان کے جسمانی ریمانڈ لیے گئے۔ طالب علموں، مزدور لیڈروں اور وکیلوں تک کو معاف نہیں کیا گیا۔ جھنگ کے سیاسی لیڈر اور معروف وکیل بابر نصیر چیمہ کو چوری کے تین مقدمات میں ریمانڈ لے کر بائیس روز تک تھانہ موچی دروازہ کی حوالات میں رکھ کر اذیتیں دی گئیں۔ اسی طرح طالب علم رہنما آفتاب سیال اور مزدور لیڈر اسلام خان اور متعدد سیاسی کارکنوں کو چوری کے مقدمات میں ریمانڈ لے کر انہیں تھانوں کی حوالاتوں میں رکھا گیا اور انہیں تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جناب سپیکر! آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ہم انتظامیہ اور پولیس کو غلط طور پر استعمال کرتے ہیں تو ان اداروں پر حکومت کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور اس کی وجہ سے لاقانونیت اور افراتفری کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔

اب میں ۱۴ اگست جو ہماری عید آزادی کا دن ہے، اس کے حوالے سے چند گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یوم آزادی کو تجدید عہد کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے مگر اس سال ہمارے صوبے میں یوم آزادی پر لوگوں کی آزادی کو سلب کیا گیا۔ ہزاروں سیاسی کارکنوں کو زندان کی زینت بنایا گیا۔ تمام سڑکوں، چوراہوں اور چوکوں کی ناکہ بندی کر کے بسوں و ویگنوں اور کاروں سے خواتین کو اتار کر ان کے چہروں سے نقاب الٹ کر دیکھے گئے۔ لاہور میں انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ اس طرح پُرامن سیاست کو تشدد کے راستے پر ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ اس بارے میں اتنا عرض کروں گا :

اگرچہ اب بھی صلیبیں ہر سُو تنی ہوئی ہیں
اگرچہ اب بھی قدم قدم پہ سجے ہیں مقتل
سروں پہ شمشیریں ناچتی ہیں دلوں میں خنجر اتر رہے ہیں
پھر بھی مظلوم کے لہو کی لکیر اُبھر کر
حیاتِ نو کے افق پہ فتح مبین کی تنویر بن گئی ہے

شکست ان سنگ دل خداؤں کی تقدیر بن گئی ہے

جناب سپیکر، حکومت نے ایم آر ڈی کے جلسے کو ناکام بنانے کے لیے جس طرح بغیر سوچے سمجھے طاقت کا استعمال کیا اور پیپلز پارٹی اور ایم آر ڈی کے رہنماؤں کے خلاف قتل کے نام نہاد اور جھوٹے مقدمات قائم کیے اور اس کی مثال دنیا کے کسی بھی جمہوری معاشرے میں نہیں ملتی۔ اس کے بارے میں سخت الفاظ میں احتجاج کرتے ہوئے میں یہ عرض کرتا ہوں۔

خود کو اس دشت کی ہیبت میں اُتارا کیوں تھا ؟
اتنے گھبرائے ہوئے ہو، اسے مارا کیوں تھا ؟

شکریہ جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک ممتاز خان بھچر صاحب۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر: جناب والا میری بات کچھ اور تھی جس کے لیے میں نے آپ سے استدعا کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جو بھی ہے وہ کریں۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر: جناب والا! کل ہماری انجمن کاشتکاراں کا اجلاس ہوا جس میں پنجاب اسمبلی کے اس ریزولیشن کو سراہا گیا کہ آبیانے کی شرح بڑھانے کے خلاف قرارداد پاس کی۔ ہم اس کے لیے پنجاب اسمبلی کے مشکور ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات کافی نہیں ہے۔ اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر حکومت پاکستان نے کاشت کار کش پالیسی جاری رکھی تو ہم راست اقدام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ چونکہ حقیقت یہ ہے کہ کاشت کاروں سے زمینداری چھڑانے کا ایک پروگرام بن گیا ہے اور ورلڈ بینک ہماری پالیسی مرتب کرتا ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر حکومت نے اپنا فیصلہ واپس نہ لیا تو یکم نومبر کے بعد ہم پنجاب اسمبلی کے سامنے ہر روز ۵/۵ آدمی بھوک ہڑتال کریں گے اور حکومت پنجاب کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور اس مسئلہ کی سنگینی نوعیت کے متعلق آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آبیانہ کی شرح بڑھے گی تو وہ کاشت کاروں پہ بہت بڑا ظلم ہوگا۔ اس کو لاگو

اینڈ آرڈر سمجھ لیں۔ جو چاہے سمجھ لیں

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ جناب مہدی خان صاحب

چوہدری مہدی خان:۔ جناب سپیکر میں اپنی بحث کا آغاز فلسفہ ریاست سے کرونگا۔ فلسفہ ریاست

جس کا مطلب ہے ریاست اس لئے وجود میں آئی چونکہ جرائم نے جنم لیا۔ جرائم وجود میں آئے لہٰذا ریاست میں آئی یہ ایک سٹیٹ کے بننے کا اور اس کے وجود میں آنے کا مقصد تھا کہ وہ صرف اور صرف جرائم پر قابو پانے کے لئے معرض وجود میں آئی تھی اور اس سے سب ہی لوگ متفق ہیں اور معرض وجود میں آنے کے بعد ایک سٹیٹ کا جو فرض ہے کہ وہ لوگوں کی جان و مال اور عزت کو دی گئی ہے تو جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ جب ایک سٹیٹ کا بنیادی مقصد یہ تھا اور اس کے وجود میں آنے کا سبب یہ تھا تو کیوں نہ ہم سب سے پہلے انہی معاملات کی طرف توجہ دیں جن کی بنا پر وہ معرض وجود میں آئی۔ جناب والا سٹیٹ کے وجود میں آنے کے بعد قوانین بھی وجود میں آئے اور آج بھی قوانین موجود ہیں۔ جرائم پر قابو پانے کے لئے قوانین بھی موجود ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ وہ قوانین جو پارلیمنٹ نے وضع کئے ہیں وہ جرائم پر قابو کیوں نہیں پا سکے۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ہم ان قوانین کو جو جرائم کی روک تھام کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ان کا مطالعہ کریں کہاں کیا خامی ہے اور جو جو خامیاں ہمیں نظر آئیں پارلیمنٹ کا کام یہ ہے کہ ان خامیوں کو دور کر کے اُن کی جگہ نئے قوانین نافذ کر دے تاکہ موثر طریقے سے جرائم پر قابو پایا جا سکے۔ تو جناب والا، اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ جب رشوت آتی ہے اس وقت قانون رک جاتا ہے۔ قانون موثر طریقے سے انصاف مہیا نہیں کرتا کیونکہ اس میں رشوت آ جاتی ہے۔ رشوت کے متعلق اس ہاؤس میں بھی اور جب ہماری پارلیمانی گروپ کے اجلاس ہوتے ہیں وہاں پر یہ مسئلہ اٹھایا جاتا ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ کل ہمارے وزیر اعظم صاحب سمندری تشریف لے گئے تو انھوں نے سب سے پہلے جو چیز کہی وہ یہی ہے۔ میں خوش ہوں کہ انھوں نے بڑی جرأت سے کام لیا اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے ملک

میں رشوت عام ہے۔ اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ رشوت کو ختم کریں۔ جناب سپیکر جب سے ہم اسمبلی میں آئے ہیں یہ باتیں اسی وقت سے ہم سن رہے ہیں کہ رشوت عام ہے لیکن آج تک اس کو ختم کرنے کی طرف ایک قدم بھی نہیں اٹھایا گیا۔ جب ہم ایک قدم اٹھائیں گے تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔ چھ ماہ بعد سال بعد دو سال بعد یہ رشوت ختم ہو جائے گی لیکن یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم بھی کہہ رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی اسمبلیاں وجود میں آئیں انہوں نے بھی اس چیز کا واویلا کیا ہم بھی کر رہے ہیں لیکن جب تک اس کی طرف مثبت اقدام نہ کیے جائیں۔ یہ چیز ختم نہیں ہوتی جیسا کہ حکومت نے یہ انٹی کرپشن کمیٹیاں جن کا قیام عمل میں آ رہا ہے۔ میں نے اس وقت یہ کہا تھا ان کمیٹیوں کے قیام سے میں نہیں سمجھتا کہ رشوت میں کمی ہوگی۔ شکائتیں ضرور لگ جائیں گی، بے گناہ لوگ مارے جائیں گے۔ ایک آدھا راشی مارا جائے گا۔ میں یہ تجویز کروں گا۔ جب کوئی چیز کسی منبع سے نکلتی ہے تو اس منبع کو بند کیا جائے اگر اس منبع کو بند نہیں کریں گے تو کچھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ رشوت ایک کینسر کی طرح ہے جب کینسر پھوٹتا ہے اس کو بجلی لگائی جاتی ہے لیکن وہ کینسر دو مابعد تین ماہ بعد چار ماہ بعد پھر پھوٹ جاتا ہے۔ جب آپ اس کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے تو اس کے دوبارہ پھوٹنے کا کوئی امکان نظر نہیں آئے گا تو آیئے ہم دیکھیں کہ کن کن ذرائع سے رشوت لی جاتی ہے اور انصاف کو پس پشت ڈالا جاتا ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جب ایک پولیس افسر رشوت لیتا ہے ہم نے اس کو ایسے اختیارات دیے ہیں جن کو وہ استعمال کر کے رشوت لیتا ہے مثال کے طور پر ۳۰۲ کے ایک مقدمے میں کسی آدمی کو بے گناہ اگرچہ وہ بیگناہ بھی ہو میرا یہ پسندیدہ موضوع ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں۔ اس کو نکالنے کے لیے دو لاکھ روپیہ قرض کر لیں لے لیتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے پاس اختیارات ہیں۔ اگر آپ اسے یہ اختیارات ہیں کہ اگر آپ اسے یہ اختیارات نہیں دیں گے، تو صاف ظاہر ہے کہ وہ آدمی رشوت نہیں لے گا چونکہ اسے اختیارات ہیں کہ وہ اپنی ایک ضمنی میں لکھ دیتا ہے کہ فلاں آدمی میری تفتیش میں بے گناہ ہے لہٰذا وہ آدمی بے گناہ ہو جاتا ہے۔ ہم ارکان اسمبلی یا دوسرے معززین شہادتیں بھی مہیا کریں کہ

یہ آدمی بے گناہ ہے تو وہ بے گناہ نہیں ہوگا۔ جب تک اس سے رشوت نہیں لے گا اگر ہم اس کے طریقہ کار میں تبدیلی کر لیں اور اس کے اختیارات کو محدود کر دیں، کہ تفتیش کے دائرہ کار کے لیے جب ایک قتل ہوتا ہے اس وقت تک پرچہ درج نہ کیا جائے جب تک یہ چیز ثابت نہ ہو کہ آدمی گناہگار ہے۔ آپ کے پاس ہر تحصیل میں ہر ضلع میں وافر مقدار میں ملازمین آپ کے پاس ہیں ایک قتل کی تفتیش جائے وقوعہ پر جا کر وہاں کا علاقہ مجسٹریٹ بھی کر سکتا ہے، اے سی بھی کر سکتا ہے۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بھی کر سکتا ہے۔ ایک جگہ سے ایک چیز کو الگ کر لیں اس کو درست کریں پھر آگے چلیں۔ جب آپ ایک چیز کو لے کر چلیں گے۔ مثال کے طور پر جو میں کہہ رہا ہوں، ایس ایچ او کو ہم یہ اختیار ہی نہیں دیتے بلکہ اس تفتیش میں سب ہی کو شامل کریں۔ علاقے کے ایم پی اے کو شامل کریں معززین علاقہ کو شامل کریں۔ اے سی کو شامل کریں تاکہ صحیح واقعات منظر عام پر آجائیں اور اس طرح اس کار رشوت کا سلسلہ بھی بند ہو جائے گا۔ لیکن جناب رونا تو یہ ہے کہ ہم باتیں تو کرتے رہتے ہیں لیکن ہم عملی طور پر کوئی قدم نہیں اٹھاتے اور ہم تو روزمرہ یہ دیکھتے ہیں اور ہر طرف جدھر بھی ہم دیکھتے ہیں ہمیں کوئی ایسا کونہ نظر نہیں آتا جہاں پر کوئی انصاف ہو۔ عدالتوں کا یہ حال ہے میں نے کل بھی کہا تھا تھانوں پر بھی پیسے چلتے ہیں۔ ایک جج جو خدا کا نائب ہوتا ہے۔ وہ بھی انصاف بیچتا ہے تو ہم کیا امید رکھیں گے اور ہم لوگوں کو کس طرح انصاف مہیا کریں گے۔

جناب والا، میں جب بھی سوچتا ہوں کہ ہم نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کی خدمت کریں گے لیکن جب یہ سوچتا ہوں کہ میں نے کیا خدمت کی ہے تو جواب ملتا ہے کہ کوئی خدمت نہیں کی ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ دو چار دیہات کو بجلی مہیا کر دی۔ لوگوں کی درخواستوں پر سفارش کروا دی۔ یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ ملک میں قانون کی صحیح عملداری ہونی چاہیے آپ کو یاد ہوگا پچھلے سال ستمبر میں جب سی ایم ہاؤس میں اجلاس ہوا تھا تو فقط میں نے اکیلے کہا تھا کہ جناب یہ داخلے بغیر میرٹ کے ہیں ہوں گے۔ اور بڑے زور سے کہا اور اللہ کا شکر ہے کہ وہ داخلے آج کل بالکل میرٹ کے مطابق ہو رہے ہیں۔ جناب والا، میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ

کوئی ایسی تجاویز یا کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کریں کہ جس کی وجہ سے ملک میں امن عامہ کی حالت تسلی بخش ہو اور ہم بھی لوگوں کو یہ جواب دے سکیں کہ جناب ہم نے آپ کی یہ خدمت کی ہے۔ مہربانی۔

سید اجمال احمد شاہ: جناب والا! میرے خیال میں اس سیشن میں رواج نہیں رہا کہ چائے کے لیے وقفہ کیا جائے۔ چائے کا وقفہ ہونا چاہیے کیونکہ باری باری جانے سے اگر اکٹھے چلے جائیں تو بہتر ہوگا۔ اس لیے چائے کا وقفہ ہونا چاہیے۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اس طرح کی تقریروں کے دوران چائے کا وقفہ ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر کورم پورا نہیں ہوگا۔ چودھری گل نواز خان وڑائچ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے عوام کی تکالیف کے بارے میں جو کچھ اس معزز ہاؤس میں کہا ہے حقیقت میں تکالیف بہت زیادہ ہیں ہماری حکومت ابھی ایک ڈیڑھ سال ہوا ہے۔ یہ ناانصافیاں یا ناجوازیاں اور غریب عوام سے جو بے انصافیاں ہوتی ہیں اور ایک آدمی جب معمولی سے کیس کے لیے پولیس سٹیشن جاتا ہے تو راستے سے ہی واپس آجاتا ہے میری شنوائی نہیں ہوگی۔ اصل میں حکومت وقت کا یہ فرض ہے کہ اس غریب آدمی کو جو حکومت کا دروازہ انصاف کے لیے کھٹکھٹانے نہیں جا رہا اس لیے کہ اس کی شنوائی نہیں ہوگی اسے انصاف مہیا کرے۔ یہ سارا گناہ حکومت کے سر پر ہے۔ لیکن اس کی وجوہات ہیں۔ پاکستان جس نظریے کے تحت بنا اس کا مطلب تھا: لا الہ الا اللہ۔ پاکستان کا مطلب یہ تھا کہ اللہ ایک ہے اور اس کی یہاں حاکمیت ہے لیکن ہم لوگوں نے بجائے اس کے کہ اللہ کو مانتے اور اس کی حکومت کو مانتے اور اسلام کو رائج کرتے ہم نے اپنی انفرادی حکومتیں بنانی شروع کر دیں اور اپنے اقتدار کو سنبھالنے کے لیے اور اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے مختلف کوششیں اور حربے اختیار کیے اور اردگرد وہ لوگ اکٹھے کر لیے جنہیں نہ اسلام سے اُنس تھا نہ عوام سے اُنس تھا۔ انہیں صرف اپنے اقتدار کی فکر تھی اور اس کے لیے وہ سب کچھ کرتے رہے تو میرے بھائیوں نے موجودہ حکومت کے متعلق جو کچھ کہا ہے کہ ناانصافی ہو رہی ہے۔ میں ایک واقعہ عرض

کروں کہ ۱۹۵۳ء میں یہاں لاہور میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے، اور وہ اتنے بڑے فسادات نہیں تھے۔ ان پر کنٹرول کرنے کے لیے گورنمنٹ کو مارشل لاء لگانی پڑی، اور مارشل لاء لگی۔ یہ چند روز ہوتے جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ہیں۔ یہ فرقہ وارانہ فسادات نہیں تھے۔ یہ تو ایک پارٹی تھی جو باہر کی حکومتوں کی نمائندہ تھی جسے اسلام سے اختلاف تھا۔ لہذا انہوں نے یہ فسادات کرائے۔ میں انہیں فرقہ وارانہ فسادات نہیں کہتا۔ یہ تو انتشار تھا جو لاہور میں کرنا چاہتے تھے اور وہ انتشار پیدا ہوا۔ میں موجودہ حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے چند دنوں میں ہی اس پر کنٹرول کر لیا اور یہ حکومت کی کارکردگی کی مثال ہے۔ ۱۹۵۶ میں فرقہ وارانہ فساد ہوا اور مارشل لا لگا۔ اب جو فرقہ وارانہ فساد ہوا وہ گورنمنٹ نے بغیر مارشل لا لگائے چند دنوں میں بالکل کنٹرول کر لیا اور وہ فساد ختم ہو گیا۔ یہ موجودہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے میری عرض یہ ہے کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ اگر میں چوریاں کروں اگر میں گورنمنٹ کی زمین پر ناجائز قبضہ کروں اور یہ کہوں کہ گورنمنٹ کا کچھ نہیں ہے تو میرا بھی کوئی فرض ہے عوام کا بھی کوئی فرض ہے کہ وہ بھی انصاف کے لیے چلائیں اور اپنے عادات اور طور طریقے درست کریں۔ جب تک یہ دونوں چیزیں اکٹھی نہیں چلیں گی اور اس ملک کو اپنا ملک نہیں سمجھیں گے اس وقت تک یہاں کوئی آدمی انصاف کی حکمرانی نہیں لا سکتا کیونکہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ میں بھی اپنی عادات کو درست کروں اور جو میرے حقوق ہیں ان کے لیے حکومت سے لڑوں۔ مثلاً میں ناانصافی کے لیے چند پیسے رشوت دیتا ہوں تو جیسے سؤر حرام ہے اور ہمارا کوئی مسلمان اسے نہیں کھاتا۔ لیکن اس کے لیے قانون کوئی نہیں ہے کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہم گورنمنٹ کو کیوں کہتے ہیں کہ فلاں چیز پر پابندی لگائیں۔ یہ تو ہمارے والدین اور جو ہمارا معاشرہ ہے اور ہماری سوسائٹی ہے، اس کا فرض ہے یہ بتانا کہ یہ چیزیں حرام ہیں۔ رشوت حرام ہے، زنا حرام ہے، چوری حرام ہے، اور بددیانتی حرام ہے۔ حکومت وقت جو اسلامی ہو اس سے بددیانتی کرنی اس کے خلاف سازش کرنی اور وہ بھی باہر کے ملکوں کے اشارے پر ایسا کرنا اور میرے خیال کے

مطابق یہ ہو رہا ہے۔ یہ تو ہم کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حکومت درست نہیں۔ یہ غلط ہے۔ ہم بھی درست ہوں اور اپنے مطالبات گورنمنٹ سے منوائیں۔ گورنمنٹ کون ہے۔ ہم گورنمنٹ ہیں عوام گورنمنٹ ہے۔ ہم تو ان کے معمولی نمائندے ہیں۔ ہم ان کے حقوق کے لیے اگر لڑیں اور اپنی ذاتی اغراض چھوڑ دیں تو میں دیکھتا ہوں کہ کون وزیر کون مشیر کون دوسرا آدمی جو صدر ہے وہ لوگوں کی باتیں نہیں مانتا۔ ہم یہیں آ کر اپنی اغراض کے لیے وزراء کے پاس درخواستیں لیے پھرتے ہیں اور وزراء بیچارے ہر وقت دستخط کرتے رہتے ہیں۔

ایک معزز ممبر: بے چارے؟

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: جی بیچارے ہیں۔ یہ آپ کہیں گے کہ بابا ڈویژن میں لے جاؤ یا ضلع میں لے جاؤ۔ وہاں جا کر بتاؤ۔ ان کو کام ہے۔ کیا ہے۔ دستخط کر کے چپڑاسی بھرتی کرانا ہے۔ اتنی درخواستیں میرے پاس ہیں یا دوسرے کے پاس ہیں۔ ہم اپنے حقوق کے لیے لڑیں گے۔ اور وزراء صاحبان آج سے یہ کام چھوڑ دیں۔ کہ ہم کسی درخواست پر دستخط نہیں کریں گے۔ یہ تو ڈویژن کی سطح پر کیا جائے یہ پالیسی بنائیں اور عوام کی بہتری کے لیے کچھ کریں۔ ورنہ خدا کے حضور میں یہ جواب دہ ہوں گے۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ نہ تو عوام اپنے مطالبات کے لیے لڑتے ہیں اور ہر آدمی انفرادی طور پر یہ چاہتا ہے کہ اس کا کام ہو جائے۔ چاہے دوسرے کا کام ہو یا نہ ہو۔ لہٰذا آج سے ہم یہ عہد کریں کہ ہم اجتماعی کاموں کے لیے لڑیں گے۔ اجتماعی کوشش کریں گے اور اس عوام کی بہتری کے لیے سب کچھ کریں گے۔ تو میں اللہ کے فضل سے یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اس طریقے سے ان غریبوں کی تکالیف رفع ہوں گی۔ السلام علیکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی محمد افضل چن۔

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لیے وقت دیا ہے۔ مجھ سے پہلے فاضل رکن نے یہ کہا ہے کہ یہ گورنمنٹ کا بڑا کارنامہ ہے۔ اس گورنمنٹ کے کارناموں کی فہرست بہت

زیادہ ہے۔ جو میں ذکر کروں گا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے رشوت ختم کر دی ہے۔ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے بدعنوانیاں ختم کر دی ہیں۔ روزانہ بدعنوانیاں منظر عام پر لائی جاتی ہیں لیکن آج تک ان کو ختم کرنے کے لیے کوئی قانون نہیں بنایا گیا ہے۔ ابھی میرے بھائی غلام رسول صاحب نے اپنی تحریک استحقاق پیش کی تھی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے تو ان لوگوں نے ہمارا استحقاق بننے ہی نہیں دیا ہے اور اگر کوئی ٹوٹا پھوٹا استحقاق تھا بھی، تو آج تک رشوت اور بدعنوانی کو ختم کرنے کے لیے کوئی قانون بنا ہے تو آج ہمارے وزیر قانون صاحب اس کو پیش کریں۔ جتنی کوئی رشوت لیتا پھرے، کوئی چوریاں اور ڈاکے کرتا پھرے۔ اس کے لیے کوئی قانون نہیں بلکہ قانون بے بس ہے، صرف غریب اور بے سہارا لوگوں کے لیے قانون ہے، جب چاہو کمزور آدمی کی گردن توڑ دو۔ باقی میں یہ گزارش کروں گا کہ گزشتہ دنوں میں یوم عاشورہ پر جو کہ اس حکومت کا نہایت اچھا کارنامہ ہے۔ گزشتہ ۶۰ سالوں میں بھی اتنی بدترین مثال نہیں مل سکتی ہے جبکہ ان لوگوں نے مسلمانوں کو آپس میں جنگ کرانے پر آمادہ کیا اور اس کو شیعہ سنی فساد کا رنگ دیا گیا۔ حالانکہ یہ ایک قابل افسوس اور قابل شرم بات ہے کہ یہ مذہبی تحریک نہیں تھی۔ ہمارے ہاں کئی فاضل ممبران نے مذہبی تحریک دیکھی ہوگی۔ سال ۵۳-۱۹۵۲ء میں مذہبی تحریک تھی، جس میں ایک ڈی ایس پی بھی مارا گیا اور دیگر کافی لوگ مارے گئے تھے، جناب والا، اتنی آسانی سے مذہبی تحریکیں نہیں دبائی جا سکتی ہیں۔ یہ ایک خود پیدا کردہ معاملہ تھا جسے فوری طور پر دبا دیا گیا۔

جناب والا۔ آخر کب ہمیں اپنے آپ بھی سوچنا چاہیئے کہ ایک میں ۳۶۵ دن ہوتے ہیں۔ آپ کے ملک میں سارا سال عیسائی کو تو آزادی ہے یہودی کو تو آزادی ہے قادیانیوں کو آزادی ہے لیکن شیعہ حضرات سال کے ۳۶۵ دنوں میں سے ایک دن "یوم عاشورہ" اور اسی آدمی کا عاشورہ جو کہ محسن انسانیت ہیں، جس کے لیے میں ایک شعر بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔

آں امام عاشقاں پور بتول — سرو آزاد بستان رسول
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر — معنی ذبح عظیم آمد پسر

اس شان کا مالک "حسین" جس کے لیے شاعر کہتا ہے ۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو ا
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں "حسین"

لیکن مجھے جناب والا! یہ سمجھ نہیں آتی ہے کہ پندرھویں صدی کا آغاز ہونے کے باوجود بھی یہ حال ہے اور یہ لوگ میرے بھائی اس حکومت کی بڑی تعریفیں کر رہے ہیں۔ ہم بھی ان کے ساتھ ہیں۔ لیکن خدا کی قسم ایسا شرمناک واقعہ آج تک نہیں ہوا ہے تاریخ میں۔ جب ہندو بھی یہاں تھے۔ اس وقت بھی ایسا معاملہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ آپ ختم نبوت تحریک کو دیکھ لیں جو کہ سال ۱۹۵۲ میں ہوئی اس میں کتنی قتل و غارت ہوئی اور اس وقت ہمارے چند لوگ مارے گئے اور ہماری انتظامیہ جس کو کہتے ہیں کہ شاہین فورس پر اتنا خرچ کرو۔ چیف منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ اس کو دس کروڑ دے دو۔ کہاں گئی وہ آپ کی شاہین فورس۔ یہاں پر لاہور میں ۹ امام بارگاہیں جلتی رہیں اور یہ لوگ تماشائی بنے رہے۔ جناب والا۔ گورنمنٹ ثابت کرے کہ ایک سپاہی یا ایک کوئی بھی سرکاری آدمی مارا گیا ہو۔ اگر یہ مذہبی تحریک ہوتی تو ایسا ہرگز نہ ہوتا اس دن یوم عاشورہ کے دن غالباً بدھ وار کا دن تھا اور یہ کہتے ہیں کہ یہ شیعہ سنی فساد تھا۔ یہ ایک مثال پیش کر دیں کہ اس کے بعد آنے والے جمعہ کے دن، حالانکہ علمائے دین وہ طبقہ ہے کہ جو حق کی بات کہنے سے بالکل دریغ نہیں کرتے، تو مجھے یہ بتا دیں کہ جمعہ کے دن کسی مسجد میں بھی کسی اہل سنت والجماعت کی مسجد میں کسی بھی خطیب نے شیعہ کے خلاف کوئی بات کی ہو۔ ورنہ اگر یہ تحریک شیعہ سنی کی ہوتی تو خدا کی قسم، علمائے دین کی زبان کو کوئی نہیں روک سکتا ہے۔ تو جناب والا یہ لا اینڈ آرڈر آپ کے سامنے ہے۔ جناب والا یہ کون سا قانون ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے کالا قانون تو دنیا میں کوئی ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ پھر آگے جناب والا، ماہ صفر میں بائیسواں آرہا ہے۔ اس موقع پر چکوال اور دیگر جگہ جگہ علمائے دین کو کہا جا رہا ہے کہ تم جلوس نکالو۔ ہم ان کے جلوس نہیں گزرنے دیں گے۔ میں تو یہ نہیں کہتا ہوں کہ شیعہ بے چارے تو اتنے کمزور ہیں کہ گورنمنٹ کا بنایا ہوا قانون جس میں لکھا ہوا ہوتا

ہے کہ تم اس راستے سے جا سکتے ہو، آگے نہیں جا سکتے۔ تو کوئی ایک مثال پیش کر دیں کہ کسی نے ایک دن بھی حکومت کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کی ہو، تو اگر وہ ایسا کرتے یا قانون شکنی کرتے تو یہ اس پر ایسا قانون نافذ کرتے کہ یہ اجلاس نہ کر یہ ایسی مجلس نہ کریں، لیکن جناب والا ایسا ہرگز نہیں ہے، گورنمنٹ جہاں سے چاہتی ہے کہ یہاں سے جاؤ۔ خدا کی قسم وہ لوگ بچارے اسی راستہ سے جاتے ہیں۔ اور پھر "حسین" کے لیے رونا ہے۔ جناب والا، خدا کے لیے یہ ایک اسلامی مملکت ہے میں کہتا ہوں کہ وہ مہاجرین جنہوں نے کہ اسلام کی خاطر اس ملک کی خاطر، وہ ملک ہندوستان چھوڑا تھا اور ان کے عزیز و اقارب اور بہنوں اور ماؤں کی آبروئیں لٹ گئی تھیں۔ تو وہ کہیں گے کہ ہم پاکستان میں آ کر بھی انصاف نہ لے سکے۔

جناب والا اس سے بڑھ کر اس انتظامیہ کے لیے، اس حزب اقتدار کے لیے شرم کی بات اور کیا ہو گی۔ کہ وہ ایک دن کے لیے بھی انتظام نہیں کر سکتے ہیں، یہ جو پہلے کہہ گئے ہیں۔ یہ کیا حکومت کا کارنامہ ہے کہ جی انہوں نے اس کو فوری طور پر دیا دیا جناب والا میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت کو یہ علم نہیں تھا کہ یوم عاشورہ آ رہا ہے۔ یہ جھگڑا ہو گا، یہ آپ کی سی آئی ڈی کہاں گئی تھی وہ انٹیلی جینس برانچیں کہیں گئی تھیں جو کہ ہمارا خزانہ لوٹ رہی ہیں۔ ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ تم اس وقت کہاں تھے۔ یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ حاجی چن تنقید کر رہا ہے۔ اتنا ظلم ہونے والا ہو اور یہ انتظامیہ خاموش ہو جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں سے ہماری جان چھڑائے۔ جو قانون کا تحفظ بھی نہیں دے سکتے ہیں۔ باقی جناب والا بات یہ ہے کہ چوری، ڈاکے اور دیگر وارداتیں ہوتی ہیں۔ وہاں نہ کوئی پرچہ لیتا ہے نہ کوئی غریب کی فریاد سنتا ہے سارے بھائی جانتے ہیں، کوئی کسی کی کوٹھی کسی کے گھر پر قبضہ کر لے، نہ کوئی فریاد سنتا ہے، ان کی کون سی تعریف کی جائے۔ تو جناب والا، بات یہ ہے، میں ایک دو جملے کہہ کر بات کو ختم کرنے والا ہوں ... اے خاک کربلا اس احسان کو نہ بھول۔ جناب والا، میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ابو تراب کے بیٹے کا دن تھا اور شہادت حسینؓ

تھی۔ افسوس! کاش ان کو معرفت حضورؐ ہوتی۔ آج تک معرفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ "حسین رضؓ" جس کی گردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چومتے تھے کہ میرا بیٹا یہاں پہ ذبح ہوگا۔ اس "حسین" کا دن جس کے لیے ظفر علی صاحب کہتے ہیں۔

اے خاک کربلا اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ نعش گوشۂ بتول
اسلام کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی
سیراب کر گیا تجھے خون رگ رسول
کرتی رہے گی پیش شہادت حسینؓ کی
آزادی حیات کا یہ سرمدی اصول
چڑھ جائے سر تیراکٹ کے نیزے کی نوک پہ
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول
داستان دراز بھی ہے اور دل گداز بھی
لیکن کہاں سے سن کے دیا جائے گا یہ اصول

جناب محمد رفیق: جناب والا، میں حاجی چن صاحب کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے بڑی خوبصورت تقریر کی ہے۔ کمال کر دی، واہ جی واہ شاباش بھئی شاباش"

سردار غلام عباس۔ جناب سپیکر ابھی میرے محترم بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ حسنِ اختلاف کا کام حق کا ساتھ دینا ہے۔ میں اپنے بھائی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق کہہ کر ہماری آواز ان تک پہنچائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب احمد خان بلوچ۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر آج امن و عامہ پر عام بحث ہو رہی ہے۔ اور زیادہ تر ۱۴ اگست اور شیعہ سنی فسادات کے متعلق میرے فاضل دوستوں نے بات کی ہے اور میں بھی اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ۱۴ اگست کو

ہمارے وزیراعظم نے ایک حکم دیا ہے کہ ملکی سالمیت کی خاطر، ملک میں توڑ پھوڑ نہ ہو۔ ملک میں جانی نقصان نہ ہو لہٰذا انہوں نے تمام پارٹیوں پر یہ پابندی عائد کر دی کہ کوئی بھی پارٹی ۱۴ اگست کو جلسہ نہ کرے۔ اگر کوئی پارٹی ۱۴ اگست کے بعد جلسہ کرنا چاہتی ہے تو پھر انہیں اجازت مل جائے گی اور جہاں جی چاہے جلسہ کریں لیکن ایم۔ آر۔ ڈی، نے اس حکم کو ماننے سے انکار کیا اور انہوں نے کہا کہ ہم تحریک چلائیں گے۔ ملک کی سالمیت کو خطرے میں ڈالیں گے۔ اور انہوں نے یہ کوشش کی اور تحریک چلائی لیکن جو کچھ ان کے ساتھ ہوا، ان کی تحریک جتنی کامیاب ہوئی وہ سب آپ کے سامنے ہے اور خاص طور پر پنجاب کے عوام نے اس تحریک میں بالکل حصہ نہیں لیا اور حصہ نہ لینے کی وجہ ہمارے وزیراعلیٰ جناب میاں نواز شریف تھے۔ جو نہایت ہی شریف آدمی تھے، عوام میں ہر دلعزیز تھے، ان کی شرافت، صداقت اور قابلیت لوگوں کے دلوں میں تھی۔ اس لیے لوگوں نے اس تحریک میں بالکل حصہ نہیں لیا اور اس لیے یہ تحریک ناکام ہوئی۔

چوہدری محمد افضل چیمہ : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ہم نے کسی کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن اگر ۱۴ اگست کے جلسہ کے موقع پر وزیراعظم پاکستان عقلمندی کا ثبوت نہ دیتے تو میں دیکھتا کہ یہ لوگ کتنے آدمیوں کو یہاں قتل کرواتے؟ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ یہ ایسے ہے ویسے ہے یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ وزیراعظم نے اس میں حصہ لیا۔ خدا کی قسم یہ ساری قوم ان کو خراج تحسین پیش کرے۔ اگر وزیراعظم بروقت حصہ نہ لیتے ۱۴ اگست کا جلسہ ملتوی نہ ہوتا تو پھر یہ ایک علیحدہ تاریخ لکھی جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جناب احمد خان بلوچ آپ فرمائیں۔

جناب احمد خان بلوچ : جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ معزز رکن کو یہ سمجھا دیں کہ بحث میں سوال و جواب نہیں ہوتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بلوچ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب احمد خان بلوچ : جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پنجاب میں ایم۔آر۔ڈی کی تحریک بالکل ناکام ہوئی اور جس کا اعتراف ایم۔آر۔ڈی نے خود بھی کیا ہے اور اس تحریک کی ناکامی کی وجہ میاں نواز شریف ہیں، جنہوں نے اپنی صلاحیت اور قابلیت کی وجہ سے اس تحریک کو دبایا

جناب محمد رفیق : پولائنٹ آف آرڈر، گولی اور لاٹھی کے ساتھ دبایا، یعنی تشدد کے ساتھ تحریک کو دبایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں صاحب یہ کوئی پولائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تو لاء گریجویٹ ہیں قانون کی باتیں بھی کیا کریں۔

جناب احمد خان بلوچ : جناب والا جب ان کی یہ تحریک ناکام ہوئی جب بے نظیر بھٹو لاہور میں پہنچی تھی تو وہ کہتی تھی کہ میرے ساتھ پچاس لاکھ کا مجمع ہے اور وہی بے نظیر جب دوسری مرتبہ لاہور ریلوے سٹیشن پر آئی تو ۵۰ آدمی بھی اس کے ساتھ نہیں تھے۔ تو آخر اس کی کیا وجہ تھی ؟ یہ سب کچھ میاں نواز شریف صاحب کی وجہ سے ہوا۔ میاں نواز شریف کی شرافت تھی، ان کی ہر دلعزیزی تھی، ان کی مقبولیت ایک وجہ تھی ورنہ پنجاب سے جب تحریک شروع ہوتی ہے تو وہ تحریک ختم ہونے کو نہیں آتی اور یہ سہرا ہمارے وزیر اعلیٰ کے سر ہے کہ جنہوں نے اس تحریک کو بالکل ناکام کر دیا۔

جناب فضل حسین راہی : جناب اناں گلاں نے وزیر اعلیٰ نوں مروا دینا اے

جناب ڈپٹی سپیکر : راہی صاحب میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ہر آدمی کا اپنا نقطۂ نظر ہوتا ہے اور پھر آپ کی باتیں بھی انہوں نے بڑے صبر اور تحمل سے سُنی ہیں۔ اس لیے دوسروں کی بات کو سننا بھی گوارا کر لیا کریں۔

جناب احمد خان بلوچ : جناب سپیکر فضل حسین راہی صاحب سے کہیں کہ انہوں نے بھی تقریر کی ہے اور ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی اس لیے ہماری باتیں بھی خاموشی سے سنیں تو سہی۔ اگر آپ کو ہماری بات اچھی نہیں لگتی تو کان بند کر لیں۔ ورنہ سنیں تو سہی۔

جناب پیر غلام فرید : جناب والا اگر حزب اختلاف کے پچاس ساٹھ ارکان بھی ہو جائیں تو پھر بھی انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ زندہ رہے گا۔

جناب اقبال احمد شاہ : جناب سپیکر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ تمام ممبران کے لیے یہ اصول ہونا چاہیے کہ جب تک آپ کسی رکن کو بات کرنے کی اجازت نہ دیں اس وقت تک کوئی رکن بات نہ کریں۔ صبح سے امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے حزب اختلاف کے اراکین نے بھی تقریریں کی ہیں لیکن حکومتی پارٹی کے بنچوں سے کسی نے کوئی لفظ نہیں بولا اور ان کی تقریریں سنتے رہے ہیں۔ اب اگر ایک معزز رکن تقریر کر رہا ہے تو اسے تقریر کرنے دیں۔ اگر آپ نے تقریر کرنی ہے تو آپ کی باری آ جائے گی کل تقریر کر لیں۔ پرسوں کر لیں۔ اس لیے ہمیں چاہیئے کہ جب بھی کسی معزز رکن نے بات کرنی ہو تو آپ سے پہلے۔ اجازت لیں اور جب تک اجازت نہ ملے تو کوئی رکن بات نہ کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب کم از کم اسمبلی ہال میں جھوٹ نا بولیا کرن۔

جناب ڈپٹی سپیکر : راہی صاحب براہ کرم یہ بیٹھ کر تبصرہ نہ کیا کریں۔

ملک طیب خان اعوان : جناب والا چونکہ راہی صاحب جھوٹ کے عادی ہیں اس لیے یہ ہمیں بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک صاحب آپ بھی تشریف رکھیں بلوچ صاحب اپنی بات جاری رکھیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ : پہلے دن جب حسن محمود صاحب کی بات ہو رہی تھی تو جناب فضل حسین راہی نے خود اعتراف کیا تھا کہ مجھے لیڈر کہتے تھے کہ آپ خوب جھوٹ کا پلندہ بنا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : خان صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب احمد خان بلوچ : جناب والا جب یہ تحریک ناکام ہو گئی تو وہ اس انتظار میں رہے کہ اب کوئی دوسرا موقع ہاتھ آئے .....

جناب فضل حسین راہی : جناب والا میرے بارے میں ابھی جو کچھ کہا گیا ہے میں اس کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ "او گل وی جناب غلام حیدر وائیں دے بارے وچ سی"

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بلوچ : جناب والا جب ان کی یہ تحریک ناکام ہو گئی تو ایم۔ آر۔ ڈی والے اس انتظار میں تھے کہ اب کوئی دوسرا موقع آئے اور ہم پھر یہ تحریک شروع کریں۔ لہٰذا انہوں نے شیعہ سنی فساد کروانے کی کوشش کی اور وہ اس کوشش میں تھے کہ مسلمانوں کو ان کے عقیدے کی بنیاد پر آپس میں لڑا دیں تاکہ شیعہ سنی کی تحریک بھی اس تحریک میں بدل جائے۔ لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ کی صلاحیت اور قابلیت کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا جناب والا اس سے مذہبی جنگ شروع ہونے کا خطرہ تھا، خانہ جنگی شروع ہو سکتی تھی۔ اس فساد کو بھی، اس تحریک کو بھی انہوں نے ایک ہی دن میں کنٹرول کر لیا۔ پہلے دور میں یعنی پچھلی حکومتوں میں یہ بات بہت ہو چکی ہے کہ جب اس قسم کے مذہبی فساد شروع ہوتے تھے تو ملک میں مارشل لاء بھی لگ جاتا تھا۔ لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ نے ایک ہی دن میں یہ فساد ختم کروا دیے اور ایک اور فساد سے ملک کو بچا لیا۔

جناب والا مسلم لیگ کی رکنیت کی مہم جب پہلے دن شروع ہوئی، جب پہلے دن اس کا کام شروع ہوا تو سب یہ کہتے تھے کہ یہ ایک ڈوبتی ہوئی کشتی ہے، کوئی کہتا تھا کہ مسلم لیگ ایک مردہ گھوڑا ہے، لیکن جناب والا جس دن سے وزیر اعلیٰ نواز شریف پنجاب مسلم لیگ کے صدر بنے، تو لوگ اس دن سے لوگوں نے ان کی ذات کی وجہ سے، ان کی محبت کی وجہ سے مسلم لیگ کی اتنے شوق سے رکنیت حاصل کی کہ اس وقت ۷۰ لاکھ افراد مسلم لیگ کے رکن بن چکے ہیں۔ یہ سب کچھ بھی ان کی قابلیت کی وجہ سے ہوا ہے۔

چوہدری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک) : جناب سپیکر میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جناب فضل حسین راہی صاحب کو اور

جناب محمد رفیق صاحب کو منع کیا جائے کہ جب ایوان میں کوئی معزز رکن بات کر رہا ہو تو اس کا مذاق اڑانے کے لیے بلند آواز سے ہنسنا ان کی شان کے مطابق نہیں ہے یہ ضروری ہے کہ ہر معزز رکن پہلے جناب سے اجازت لے پھر جو بات کہنا چاہتا ہے کیونکہ ایک معزز رکن اپنی بات کر رہے ہیں اگر ان کو یہ بات بری لگتی ہے تو آپ سے اجازت لے کر اس بات کا جواب دے دیں۔ میری آپ سے اتنی ہی درخواست ہے۔

جناب فضل حسین راہی :۔ جناب والا انہوں نے ایک بات کی تھی کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا لطیفہ تھا اس پہ اگر مجھے ہنسی آگئی تو اس میں کیا ہو گیا۔ (قہقہے)۔

جناب ڈپٹی سپیکر : راہی صاحب کسی بھی رکن کا اپنا نقطہ نگاہ ہوتا ہے آپ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہنسی مذاق کے رنگ میں آپ اس کا مذاق اڑائیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک) : جناب سپیکر میں آپ سے یہ اجازت چاہوں گا اور راہی صاحب کو صرف یہ یاد دلاؤں گا کہ دلائی کیمپ قائم کرنے والو، اپنوں پر گولیاں چلانے والو، اپنوں کے بچوں کو مار دینے والو، اب دوسروں پہ آوازیں کستے ہو۔

جناب فضل حسین راہی : جناب اسی نے اس ویلے دی ہاں نال نہیں سی، تہاڈے جیہڑے وزیر نیں اناں وچوں ادھے نالوں زیادہ کے نکسے طرح اس دور وچ شامل رہے نیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : راہی صاحب براہ کرم آپ اپنی سیٹ پر تشریف فرما ہوں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا ان کے وزیروں کی qualification صرف یہ ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی پیپلز پارٹی میں مہینہ دو مہینے ضرور شامل رہے ہیں اس کے علاوہ ان کی اور کوئی contribution نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ بحث نہیں ہو رہی بلکہ بحث امن عامہ پہ ہو رہی ہے آپ براہ کرم دوسرے کے خیالات سننے کی اپنے اندر ہمت پیدا کریں۔

ملک طیب خان : جناب والا راہی صاحب کو لطیفہ سننے پہ ہنسی آتی ہے جب

ہمیں ہنسی آتی ہے تو یہ واک آؤٹ کر جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ خان صاحب فرمائیے۔

جناب احمد خان بلوچ : جناب والا اس مسلم لیگ کا سب سے اہم کارنامہ جو ہے وہ سات مرلہ سکیم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب آپ امن عامہ کے متعلق بھی کچھ فرمائیں کیونکہ یہ جو بحث ہو رہی ہے یہ امن عامہ کے متعلق ہو رہی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ : ۷ مرلہ سکیم جس کے بارے میں سابقہ دور میں پانچ پانچ سال تک وعدے وعید ہوتے رہے پھر بھی یہ وعدے پورے نہ ہو سکے۔ ہماری گورنمنٹ نے کل اس کا افتتاح کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم نے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دیا ہے۔

یہی لوگ تھے جو کہ کہتے تھے کہ نہیں یہ ۷ مرلہ سکیم برائے نام ایک سکیم ہے یہ مرے نہیں دیئے جائیں گے۔ یہ صرف خوش کیا جا رہا ہے لیکن کل اس کا افتتاح جب ہوا ہے ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم نے یہ غلط نہیں کہا تھا بلکہ اسے عملی جامہ پہنا کر دکھا دیا ہے۔

حاجی محمد افضل چن : پوائنٹ آف آرڈر ، جناب میرے فاضل دوست نے ابھی تک جو بھی تقریر کی ہے۔ انہوں نے لاء اینڈ آرڈر کی ایک بات بھی نہیں کی ہے سوائے مذاق کے ، یہ لاء اینڈ آرڈر کی بات کریں کیونکہ یہ دن لاء اینڈ آرڈر کا ہے۔ کہ قانون ہمارے ملک میں ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں ان سے یہی عرض کر رہا ہوں کہ آپ لاء اینڈ آرڈر کے متعلق بھی اپنی تقریر میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

MR. MUHAMMAD RAFIQUE : Sir, I am on a point of order.

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیے۔

جناب محمد رفیق : جناب سپیکر! معزز بھائی کی تقریر سے مجھے یہ تاثر ملا کہ

امن عامہ پورے پنجاب میں نہیں رہا صرف سات مربہ میں رہ گیا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔ جی فرمایئے ۔

جناب احمد خان بلوچ : جناب والا ! میں ٹریفک کے متعلق تھوڑی سی یہ شکایت کروں گا کہ ہیڈ کانسٹیبل کو چالان کرنے کی جو اجازت دی ہے یہ اُسے نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اسے ایس آئی تک جو رینک ہے اسے ہونی چاہیئے تاکہ عوام کو زیادہ پریشانی نہ ہو ۔ چھوٹے مقدمے اندراج ہو جاتے ہیں لیکن ان کے اخراج کرنے میں کچھ وقت لگتا ہے ۔ چھ ماہ، سال لگ جاتے ہیں تو اس لیے یہ بھی ہدایات ہونی چاہیئں کہ جس وقت کوئی مقدمہ جھوٹا ثابت ہو جائے جتنی جلدی اسے اندراج کیا جاتا ہے اتنی ہی جلدی اس کا اخراج بھی ہونا چاہیئے ۔ تیسری بات جو درخواستیں فوجداری نوعیت کی نہیں ہوتیں، دیوانی نوعیت کی ہوتی ہیں جب وہ تھانے میں جاتی ہیں تو اس سے لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور مدعا علیہ کو بلاتا ہے اور انہیں پریشان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ جو دیوانی نوعیت کے کیس ہیں انہیں ایس پی یا ڈی آئی جی صاحبان کے پاس جس وقت بھی درخواست جائے وہ انہیں وہیں کہہ دیں کہ یہ دیوانی معاملہ ہے آپ وہاں جائیں اسے تھانے میں بھیجا ہی نہ جائے تاکہ پولیس کا انسپکٹر یا ایس ایچ او ان غریب لوگوں کو تھانے میں نہ بلائے چوریوں کے مقدمات کے معاملہ میں یہ ہدایات جاری کی جائیں کہ جب بھی کوئی چوری ہو جائے تو اس کا پرچہ فوری طور پر درج ہونا چاہیئے ۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر ! مجھے چوہدری عبدالغفور صاحب اشارہ کر رہے ہیں کہ کورم نہیں ہے آپ پوائنٹ آؤٹ کریں ۔ کورم نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ آپ صرف بات کر رہے ہیں یا پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں ۔

جناب فضل حسین راہی : نہیں جناب میں نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے ۔ ۔ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کورم نہیں ہے ۔ گنتی کی جائے پانچ منٹ کے لیے گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : دوبارہ گنتی کی جائے ۔ (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے اجلاس کی

کارروائی ۱۵ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

اجلاس کی کارروائی دوبارہ دو بجے بعد دوپہر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر صاحب شروع ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں بڑی افسوس کے ساتھ یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ آج امن عامہ کے اہم ترین موضوع پر بحث ہو رہی تھی اور سرکاری پارٹی کے ارکان کی اس ایوان میں حصہ لینے کی عدم دلچسپی افسوسناک ہے۔ اور ایسے لگ رہا ہے۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں۔

اجڑیاں باگاں دے گاہڑ پٹواری

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا نہیں ہے۔ اس لیے اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

گوشوارہ اول

بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر ۹

فہرست سینما اور کارخانہ جات

نمبر شمار	مزدکہ فیکٹری معہ محل وقوع	مزدکہ فیکٹری جسکے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
	الف ا	۱۱		۱۱۱			
۱	ریجنٹ سینما میکلوڈ روڈ لاہور	میسرز محمد یعقوب خان وغیرہ	۹۷,۹۹۲	۴-۱۱-۱۹۶۰	مکمل رقم ادا شدہ ہے	..	..
۲	رائل سینما دی مال لاہور	ڈبلیو زیڈ ایم احمد	۱۵,۱۹,۹۶۲ روپے			..	رٹ کیس زیر سماعت ہائیکورٹ
۳	پیراماؤنٹ سینما بھاٹی گیٹ لاہور	مرزا خیر الدین وغیرہ	۱,۴۹,۰۹۸	۳-۱۱-۱۹۶۲		..	..

تاریک التوائے کار

۱۰۹۵

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جسکے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۴	اوڈین سینما ایبٹ روڈ لاہور	مسٹر عزیز حسن خان وغیر	۸،۰۹،۶۱۵ روپے	۴—۱۱—۶۰ء	مکمل رقم ادا شدہ ہے	—	
۵	نادلٹی سینما ٹیکسالی گیٹ لاہور	چوہدری محمد سرور جوڑا	۹،۰۰۰	۳۱—۵—۶۰ء	〃	—	پراپرٹی مذکورہ بنام یعقوب بیگم وغیرہ ۳۱-۵-۶۰ کو ڑالہ تھی جنہوں نے اپنے تمام تر سرور جوڑا کیس زیر سماعت میں زیر سماعت ہے

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جسکے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۶	کیپیٹل سینما ایبٹ روڈ لاہور	کشور سلطان جہاں بیگم	۳۶،۰۰،۰۰۰ روپے		لیٹ برائے سینما		
۷	میکلوڈ روڈ لاہور		۵،۰۸،۵۰۴ روپے				
۸	سٹی سینما ملک تھیٹر بھاٹی گیٹ لاہور	ملک مبارک علی	۲،۰۵،۱۲۳	۲ — ۵ — ۶۴ء	مکمل ادا شدہ	..	کتابوں کی تصدیق نامکمل ہے
۹	نشاط سینما ایبٹ روڈ۔ لاہور	امتیاز حسین	۶،۰۰،۹۴۲ روپے	۱۲ — ۵ — ۶۴	//	..	
۱۰	میجسٹک سینما قصور	شیخ نصیب الٰہی	۱،۰۵،۸۴۹ روپے	۳۰ — ۴ — ۶۴	//	..	

تحاریک التوائے کار

۱۰۹۶

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری حصہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۱۱	مشینری آف گیرژن سینما لاہور کینٹ	اقبال احمد	۶۵۰۰		۵۵۰۰	۱۰۰۰	نوٹس جاری کیا گیا ٹرانسفری نے ادائیگی ابھی نہیں کی ہے ادائیگی ابھی
۱۲	مشینری سینما گلوب سینما لاہور کینٹ	احمد علی	۱۵،۰۰۰	۲۳-۸-۶۰	مکمل ادا شدہ	--	
۱۳	مشینری ریجنٹ سینما	وقیع الدین	۸۶۰۰	--		۸۶۰۰	محکمہ سے نوٹس جاری کیا گیا لیکن ادائیگی ابھی تک نہیں ہوئی۔

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایاجات	
۱۴							
۱۵	سٹرا سٹوڈیو میکلوڈ روڈ لاہور	چوہدری عبدالغنی	۱۲،۰۰۰ روپے	۳-۲-۶۰	″	″	قیمت
۱۶	پنجولی سٹوڈیو فیروز پور روڈ لاہور	سید فرخ حسین شاہ					
۱۷	پنجولی سٹوڈیو نمبر ۱ فیروز پور روڈ لاہور	ملکہ کپھراج	۲،۰۹،۹۸	۲۲-۸-۶۷	مکمل ادا شدہ ہے		
۱۸	شوری سٹوڈیو (شاہ نور) ملتان روڈ ۔ لاہور	سید شوکت حسین رضوی					قیمت زیر

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۱۹	اولڈ روز سینما راولپنڈی (صرف بلڈنگ)	میاں علاؤالدین وغیرہ زیر شرکت تین	۵۱,۲۰۹	۱۰ — ۳ — ۶۰	رقم مکمل ادا شدہ	”	
۲۰	نشاط سینما راولپنڈی	شیخ احمد صادق وغیرہ	۱۵,۵۲,۰۰۰	۳ — ۴ — ۶۳	ایضاً	”	
۲۱	امپیریل سینما (راولپنڈی)	آغا غلام جیلانی خان	۱,۰۶,۹۴۰ ۲,۹۰,۰۶۱/۵۰ ۳,۹۷,۰۰۱/۵۰	۱۶ — ۹ — ۶۱	”	”	
۲۲	راولپنڈی	سید احسان علی سید وزیر علی	۲,۴۱,۵۰۰ روپے	۲۳ — ۱۰ — ۶۲	”	”	

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایاجات	
۲۳	نگار پرکاش سینما راولپنڈی	سید محمد سعید	۱۱,۵۹,۷۱۲	جنوری ۱۹۶۰ء	۶,۳۸,۵۲۹/۲۱	۵,۲۱,۱۸۲	کیس زیر سماعت برائے تصفیہ سول کورٹ راولپنڈی یہ کیس زیر سماعت ہائی کورٹ میں ہے WP-1666-C-74 APPEAL No. 158 STAY MEANWHILE
۲۴	ولیمٹ رج سینما راولپنڈی						
۲۵	نیو لیبرٹی ٹاکیز راولپنڈی	میسرز محمد امین	۱,۵۲,۸۸۳	۸-۱-۶۳		مکمل رقم ادا شدہ ہے	

تحاریک التوائے کار

۱۱۰۱

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۲۶	میروز سینما مری	سلطان احمد	۲,۷۴,۹۸۴	۳۰-۹-۶۴	مکمل رقم ادا شدہ ہے	—	
۲۷	سائن مشینری۔ گھڑی کیمپ راولپنڈی	سیف الرحمن	۹۵۰۰	۸-۱۱-۶۳	//	—	
۲۸	داؤد، پیلس سینما ملتان	نذیر احمد خان	۱,۴۸,۷۴۴	۴-۱۱-۶۰	//	—	
۲۹	ستارہ ٹاکیز ملتان	عبدالحمید خان	۱,۲۰,۸۱۰	۴-۱۱-۶۰	//	—	
۳۰	نیو کراؤن سینما ملتان	بیگم مریم حفیظ	۱,۳۹,۶۹۲	۱۶-۴-۶۴	//	—	
۳۱	ڈان سینما ملتان	میاں قمرالدین	۲,۵۳,۰۲۴ روپے	۲۱-۹-۶۴	//	—	

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۳۲	رادھو ٹاکیز ملتان	خدیجہ غنی	۳،۷۹،۰۸۰ روپے	۸ — ۱۱ — ۶۰	مکمل رقم ادا شدہ ہے	—	
۳۳	امپیریل سینما ملتان	عبدالرحمان	۵،۲۰،۰۰۰	۲۷ — ۱ — ۶۰	//	—	
۳۴	رادھو سینما خانیوال	عبدالکریم	۱،۶۷،۰۰۰ روپے	۱۲ — ۱۰ — ۶۲	//	—	
۳۵	ریجنٹ سینما گوجرانوالہ	غلام مرتضیٰ خان	۱،۲۶،۶۶۲ روپے	۳ — ۲ — ۶۰	//	—	
۳۶	نشاط سینما گوجرانوالہ	ظہیر الدین	۱،۵۰،۰۰۰	۲۴ — ۱۱ — ۶۱		—	
۳۷	سائن مشینری نشاط سینما گوجرانوالہ	میاں ظہور الدین	۳۰۰۰ روپے	۱۴ — ۱۲ — ۵۹		—	
۳۸	مجسٹک سینما۔ گجرات	محمد یوسف	۱،۰۷،۰۷۱	۱۶ — ۵ — ۶۴		—	

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۳۹	روز سینما منڈی بہاؤالدین	ارشاد ملک	۴۰,۲۶۷ روپے	۱۶-۱۲-۶۴	مکمل رقم ادا شدہ ہے	—	پراپرٹی متروکہ حافظ عظیم الحسن کے نام منسوب شدہ ہے اور سنٹرل گورنمنٹ کے حکم سے پراپرٹی عمر دراز کے نام ٹرانسفر شدہ ہے کیس اس وقت ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔
۴۰	رئیگل سینما فیصل آباد	عظیم الحسن	۱,۲۸,۲۵۵	۵-۳-۶۰			
۴۱	امپریل سینما گوجرہ	غلام محی الدین	۲,۰۰,۰۰۰	۴-۱۱-۶۰	مکمل رقم ادا شدہ ہے		

نمبر شمار	مزدکہ فیکٹری معہ محل وقوع	مزدکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۴۲	پریم ٹاکیز	میسرز خدا بخش کرم الٰہی، محمد رمضان	۲،۷۰،۰۰۰ روپے	۲۴-۳-۶۵			کیس زیر سماعت بعدالت محشر اندسٹریز اتے FEDO فیصلہ
۴۳	سائن مشینری آف امپیریل سینما گوجرہ	اقبال احمد	۱۰،۰۰۰ روپے	۳-۳-۶۰	مکمل ادائیگی	—	
۴۴	روز سینما سیالکوٹ	مسماۃ محمودہ بیگم مسماۃ سردار بیگم	۱،۴۸،۶۲۱	۱۰-۳-۶۱	//	—	
۴۵	نیو رائل سینما سیالکوٹ	میسرز غلام قادر اینڈ کمپنی	۳،۶۲/۶۲ روپے	۱۳-۵-۷۰	//	—	

تحریک استقلال

۱۱۰۵

نمبر شمار	مقرر (فسٹر) معہ محل وقوع	مقرر کنندہ (فیلر) کا نام و عہدہ	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۴۶	مشیری آف روز سینما سیالکوٹ	میاں ظہور الدین	۲۵۰۰	۱۷ — ۱۱ — ۵۹	مکمل ادائیگی	—	
۴۷	ریجنٹ سینما جہلم	ماسٹر قائم حسین شاہ	۵۶,۶۲۶ روپے	۴ — ۱۱ — ۶۰	//	—	
۴۸	امپریل سینما جہلم	مسماۃ کبریٰ بیگم	۸۸,۷۹۱	۱ — ۳ — ۶۳	//	—	
۴۹	مشیری آف ریجنٹ سینما جہلم	مسماۃ خدیجۃ الکبریٰ	۱۲,۲۰۰ روپے	۲۸ — ۱۱ — ۵۹	//	—	
۵۰	سدرشن سینما سرگودھا	میاں سعید الرحمٰن	۲۶۷,۹۸۰/- روپے	۵ — ۱۱ — ۶۰	//	—	
۵۱	نشاط سینما سرگودھا	چوہدری حسن دین	۱۶۷,۱۶۸/۷۵ روپے	۲۲ — ۳ — ۶۹	//	—	نوٹس جاری کیا — ادائیگی نہ ہوئی ہے

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادائیگی رقم	ملاحظات	
۵۲	مشینری ان اسدرسن سینما سرگودھا	مرزا یوسف حسین	۱۳۲,۰۰۰	۲۵ — ۸ — ۶۰	مکمل ادائیگی	—	
۵۳	سہارنا کی بیانوالی	میسرز احمد علی تاج وغیرہ	۱۳۲,۰۰۰	۱۱ — ۱ — ۶۰	//	—	
۵۴	مشینری پربھات سینما جھنگ	خدا بخش	۲۰۰۰ روپے	۲ — ۱۲ — ۵۹	//	—	
۵۵	ریگل سینما کیمبل پور	مسماۃ صفیہ وغیرہ	۱,۳۰,۵۰۰	۱۵ — ۳ — ۶۳	//	—	
۵۶	مشینری فرنیچر ایمپائر ٹاکیز کیمبلپور	میسرز سمات اختر بیگم	۱۶,۰۰۰	۱۵ — ۱۲ — ۵۹	//	—	
۵۷	پربھات سینما منٹگمری	عبدالخالق خان	۶,۱۵,۰۰۰ روپے	۱۷ — ۹ — ۶۰	/	—	

تحریر کنندہ انتونی کار

۱۰۰۷

نمبر شمار	متروکہ ٹیکسٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۵۸	دلشاد ٹاکی پاکپتن	دیوان نور السلام	۶۱٫۰۰۰	۲۲-۲-۶۲	مکمل ادائیگی	—	
۵۹	بھارت سینما اوکاڑہ	ملک مظفر احمد	۹۵۰٫۰۰۰	۴-۵-۶۰	//	—	
۶۰	راما ٹاکی مظفر گڑھ	نشاط اینڈ کمپنی	۵۲٫۵۳۹	۲۶-۵-۶۵	//	—	
۶۱	پریم آشرم ٹاکی ڈیرہ غازی خان	غلام حیدر	۶۸٫۰۳۲ روپے	۲-۵-۶۰	//	—	
۶۱	منصور ٹریڈنگ ٹاکی رحیم یار خان	جگن خان	۱٫۷۱٫۰۰۰ روپے		//	۲۹۸۷۸	
۶۳	مزدا سینما فیصل آباد	ملک محبوب احمد	۵۰٫۰۰۰		//		
۶۴	نشاط سینما راولپنڈی	سکندر عبور خان	۱۱٫۸۹۲	۱۰-۱۲-۵۸	//		

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	ادا شدہ رقم	نوعیت	بقایا جات	
۱	پائنیر سپورٹ فیکٹری سیالکوٹ	میسرز حاضر اینڈ کمپنی	۲,۹۴,۳۰۰	مکمل ادائیگی	ٹرانسفر کیس		کیس ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے
۲	سردار گیس کا بانک کمپنی راولپنڈی	شیخ فضل الرحمٰن	۹,۷۸,۱۷۲ روپے			۵,۵۰,۰۰۰	کتابیں زیر پڑتال ہیں
۳	بی کے ربڑ فیکٹری سیالکوٹ	ایس ایم اکبر	۱۶,۶۲۰ روپے	مکمل ادائیگی			
			آئس فیکٹری				
۱	آسانند آئس فیکٹری سانگلہ ہل	وزیر محمد، محمد یعقوب	۲۳,۰۰۰	مکمل ادائیگی	نیلامی کیس		چالان برائے ادائیگی زیر پڑتال ہیں

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	ادا شدہ رقم	نوعیت	بقایا جات	
۲	مشینری آف سیٹھ آئس فیکٹری لاہور	حافظ رحیم بخش	۵،۰۰۰	مکمل ادائیگی	نیلامی کیس	-	کتابیں زیر پڑتال ہیں
۳	میاں چنوں آئس فیکٹری	حاجی علم دین	۹۱،۰۰۰ روپے	〃	〃		چالان برائے ادائیگی زیر پڑتال ہیں
۴	کرسٹل آئس فیکٹری فیصل آباد	حاجی خیر دین	۳،۱۰،۰۰۰ روپے		〃	۳،۱۰،۰۰۰	کیس پینڈنگ سپریم کورٹ
۵	مکشی آئس فیکٹری [illegible]	شاہ دین مرحوم	۵،۷۵،۰۰۰ روپے		〃	۱،۶۳،۷۳۰	کتابیں زیر پڑتال ہیں۔
۶	[illegible] فیکٹری فیصل آباد	عبداللہ	۲،۴۶،۰۰۰	〃	〃		کتابیں زیر پڑتال ہیں۔

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	ادا شدہ رقم	نوعیت	بقایا جات	
۷	منشی رام آئرن فیکٹری جڑانوالہ	میسرز الطاف الٰہی وغیرہ	۲,۹۰,۰۰۰ روپے	مکمل ادائیگی	ٹرانسفر کیس		رٹ پٹیشن نمبر 47-R-76 زیر سماعت ہے کتابیں زیر پڑتال ہیں
۸	نیشنل آئرن فیکٹری جڑانوالہ	مسماۃ محمد بی بی	۲,۵۰,۰۰۰ روپے				
۹	بوریوالہ آئرن فیکٹری	محمد ابراہیم وغیرہ	۳۰,۴۰۰	〃	〃		〃
۱۰	مشینری آف سنت سنگھ آئرن فیکٹری چیچہ وطنی	حکم الدین	۱۸,۱۰۰ روپے	〃	نیلامی کیس	۵,۸۰	نوٹس برائے ادائیگی دیا گیا تھا
۱۱	رام آئرن فیکٹری بہاولپور	شیخ عبدالحمید	۲,۱۱,۰۰۰ روپے	〃	〃		

تحاریک التوائے کار

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محلِ وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	ادا شدہ رقم	نوعیت	بقایا جات	
			رائس فیکٹری				
۱	دیوی لعل صدا دیال رائس ملز کامونکی	عبدالرشید خان	۱،۰۲،۰۰۰	نیلامی کیس		۲۹،۶۷۴/-	نوٹس جاری شدہ ہے ادائیگی مکمل ہوئی
۲	گوپال سنگھ اموالی رام رائس ملز شیخوپورہ	چودھری نصراللہ خان	۱،۳۴،۰۰۰	ٹرانسفر کیس	مکمل ادائیگی		کیس زیرِ ٹریبونل ہے سول زیرِ سماعت ہے
۳	ادما کاٹن فیکٹری نارنگ منڈی	محمد یونس	۱۱،۲۰۰/-	〃	〃		سیٹلمنٹ لیٹس واجب الوصول ہے
۴	باکلنڈ دولت رام رائس ملز کامونکی	تسلیم حسین وغیرہ	۲۰۱،۰۰۰			۷۰۴۰۲	نئی کتاب بنانا مقصود ہے

فلورملز

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	اداشدہ رقم	نوعیت	بقایا جات	
۵	پائیر فلور ملز شاہدرہ	میاں سلیم محمود	۱۳،۵۷،۴۰۳/۸۰	۹،۲۷۸	ٹرانسفر کیس	۱۲،۶۰،۱۲۵/۸۰	کیس ریمانڈ ہو کر ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر کے پاس زیر سماعت ہوتا ہے

تاریخ اجرائے کار

۱۱۱۳

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا بندوبستی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۱	رشید انجینئرنگ	مسٹر ولی الدین	۴۴۰۰	۴-۴-۶۰	مکمل ادائیگی		کتابیں زیر پڑتال ہیں۔
۲	پنجاب انجینئرنگ کارپوریشن						
۳	نیشنل ری رولنگ ملز لاہور کینٹ	موسیٰ ہارڈویئر سٹور محمد دین اینڈ	۹۳۶۲۱/۰۰ ۱،۰۰،۰۰۰	۲۲-۹-۸۲	مکمل ادائیگی نہیں ہوئی		
۴	سہگل سوری ورکس شاپ ہسپتال روڈ لاہور	محمد حسین عبدالحمید	۱۹۲۳۵ ۳۰۲۳۰	۲۹-۱۲-۶۰	//	۲۶۰۸۸	

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایاجات	
۵	مشینری آف جنرل ورکس شاپ لاہور کینٹ	حاجی عبدالستار	۵۹,۰۰۰	۷-۱-۶۰	مکمل ادائیگی ہوگئی	—	فائل زیر تلاش ہے
۶	مشینری آف گلوب انجینئرنگ ورکس لاہور	فضل کریم	۱۲,۰۰۰ روپے	۱۳-۲-۶۴	//	—	کتابیں زیر پڑتال ہیں
۷	لاج انجینئرنگ، (تاج انڈسٹریز)	میسرز تاج انڈسٹریز	۲,۲۱,۶۰۰ روپے	۱-۹-۶۰	//	—	کیس پینڈنگ ان سپریم کورٹ
۸	ہریس چندر اینڈ کمپنی - لاہور	نظام رسول آصف سلطان ضیا جیلانی خان	۱,۵۰,۰۰۰	۱-۷-۶۳	//	—	کتابیں زیر پڑتال ہیں

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۹	ست جگ انڈسٹریز دل محمد روڈ، لاہور	چودھری نظام دین	۹۸,۶۰۰ روپے	۶-۲-۶۰	مکمل ادائیگی	—	کتابیں زیر پڑتال ہیں
۱۰	ماڈرن انجینئرنگ ورکس، لاہور	محمد یوسف علی چنیٹی سیالکوٹ	۱,۱۰۰	۱۸-۱-۶۰	〃	۶۶,۶۸۷	
۱۱	ہارسن اینڈ کمپنی	امیر الدین وغیرہ	۷۳,۳۳۵ روپے	۲۸-۷-۶۴	〃		چالان زیر پڑتال ہے
۱۲	ماڈرن انجینئرنگ کارپوریشن لاہور	شیخ عبدالقادر	۳۰۰۰ روپے	۲۰-۱۱-۵۷	〃		

فہرست ہائے کاٹن فیکٹریز

نمبر شمار	مزدکہ فیکٹری بمعہ محلِ وقوع	مزدکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۱	برجیہل ٹیکسٹائل کاٹن فیکٹری لاہور	محمد یوسف	۸،۱۰۰ روپے	نیلامی کیس	مکمل ادائیگی		کلیم معاوضہ کتب دستیاب نہ ہے ٹرانسفری کا نوٹس دیا گیا کہ وہ رقم کی ادائیگی کرے مگر اس نے ابھی تک رقم ادا نہ کی ہے۔ کلیم کی کتابیں زیر پڑتال تھیں
۲	انکار کاٹن فیکٹری سانگلہ ہل	عبدالغنی	۲۷،۵۰۰ روپے	نیلامی کیس ۷۰ ' ۱۱ ' ۷			

محاربک اکرنے کار

۱۱۱۷

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۳	گرداری لال کاٹن فیکٹری پھلروان سرگودھا	حاجی رہان الدین	۱,۷۹,۹۰۳	نیلامی کیس	رقم مکمل ادائیگی	--	کلیم کی کتابیں زیر پڑتال تھیں
۴	سرندر کاٹن فیکٹری سرگودھا	محمد آمین	۶,۸۷,۳۰۰ روپے	۱۸ ۶ ۶۰ ٹرانسفر کیس			〃
۵	دہشت مل جوالا داس کاٹن فیکٹری فیصل آباد	غلام حسن خان	۲,۸۷,۵۱۹	〃	〃		اکاؤنٹ مکمل ہونے کے بعد کیس Pending برائے ٹی او الٹرا ایس ہے
۶	امول انڈسٹریز ٹوبہ ٹیک سنگھ	غلام فرید خان					کیس زیر تفتیش ہے سیٹلمنٹ کمشنر کی جانچ پڑتال ہونی ہے

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۷	پریم سنگھ دیوی مل کاٹن فیکٹری گوجرہ	محمد حسین وغیرہ	۱,۷۸,۸۲۴/-	ٹرانسفر کیس	رقم مکمل ادا کی گئی	—	کیس آخری مراحل میں تھا۔
۸	دہشت مل جوالا داس کاٹن فیکٹری دارکانہ ملتان	نظام دین/ خیر دین	۲,۲۶,۰۰۰ روپے	//	//	—	کتابیں زیر پڑتال ہیں۔
۹	منوہر لعل کاٹن فیکٹری جھنگ	مختار احمد اظہر احمد	۴,۴۰,۶۳۹	//	//	—	کیس آخری مراحل میں ہے۔
۱۰	خوشحال رام الشہرداس کاٹن فیکٹری جھنگ	نثار احمد وغیرہ	۱,۴۱,۰۰۰	//	//	—	کیس مکمل ہے
۱۱	دہشت مل جوالا داس کاٹن فیکٹری خانیوال	حاجی مراد بخش	۳,۸۳,۰۰۰ روپے	//	//	—	کیس زیر سماعت ہائی کورٹ ملتان

تحاریک استحقاق

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محلِ وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۱۲	آر چند سیم رام کاٹن فیکٹری مشہری ضلع شاہ کوٹ داسس	محمد یعقوب	۱۲۰۰۰ ۸۵۰۰ ۱۰۰۰۰	نیلامی کیس	مکمل رقم ادا شدہ ہے	-	رقم کی ادائیگی زیر پڑتال ہے
۱۳	پرماند بشن گوپال کاٹن فیکٹری ملتان	—	—	—	—	-	فائل ہذا کی تلاش ہے
۱۴	ہرگوبند لال رام کاٹن فیکٹری قمبہ	محمد علی محمد ابراہیم وغیرہ	۲،۱۸،۰۰۰	نیلامی کیس	〃	—	کتابیں زیر پڑتال ہیں
۱۵	دیوی داس ہنس راج کاٹن فیکٹری میاں چنوں	مہرالنساء	۲،۰۶،۰۰۰	ٹرانسفر کیس	〃	—	کیس سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے
۱۶	برائیلر کیان سنگھ دیال سنگھ کاٹن فیکٹری اوکاڑہ	عبدالطیف	۲۱،۰۰۰ روپے	نیلامی کیس	〃	—	سیٹلمنٹ فیس واجب الوصول ہے

صوبائی اسمبلی پنجاب

۱۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	نوعیت	ادا شدہ رقم	بقایاجات	
۱۷	بشمبر ناتھ کاٹن فیکٹری پاک پتن	ملک خورشید احمد	۴۸۱۳۵۲/۸۹	ٹرانسفر کیس	مکمل ادائیگی	—	کتابیں زیر پڑتال ہیں
۱۸	سیورام دیلیدواس کاٹن فیکٹری ڈیرہ غازی خان	خادم حسین شاہ	۱،۰۰۰	نیلامی کیس	〃	—	سیٹلمنٹ فیس واجب الوصول ہے
۱۹	بدھارام کاٹن فیکٹری مظفر گڑھ	محمد آفاق حسین ایم۔اے۔ایس	۲۵،۰۰۰	〃	〃	—	〃
۲۰	سیٹھ دوارکا داس کاٹن فیکٹری ظاہر پیر	ایم۔ایس نذیر حسین	۸،۰۰،۰۰۰	ٹرانسفر کیس	〃	—	کتابیں زیر پڑتال ہیں
۲۱	جیلانی کاٹن فیکٹری اوچ شریف رحیم یار خاں	مسماۃ پیاری	۴۵،۰۰۰	〃	〃	—	

تحاریک التوائے کار

۱۱۳۱

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	نوعیت	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۲۲	لیاقت پور کاٹن فیکٹری لیاقت پور	انور علی	۱,۶۵,۰۰۰	ٹرانسفر کیس	۷۵,۰۰۰	—	کسٹوڈین کا فیصلہ زیر پڑتال ہے
۲۳	بھاری لال دوارکا داس کاٹن فیکٹری رحیم یار خان	نذیر اللہ شاہ	۱,۷۵,۸۷۵	〃	مکمل ادائیگی	—	کیس مکمل ہے
۲۴	کرشنا کاٹن فیکٹری، ملتان	حاجی احمد علی	۲,۳۰,۰۰۰	〃	مکمل ادائیگی نہ ہے	—	کتابیں زیر پڑتال ہیں
۲۵	دیش کاٹن فیکٹری شیخوپورہ	میاں فضل الٰہی	۲,۹۸,۸۴۹	〃	۳۵۲۹۸/۵۰		〃
۲۶	برائیلر آویرجی مل میلہ رام کاٹن فیکٹری گوجرہ	کوہ نور ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد	۲۵,۴۵۰	نیلامی کیس	مکمل ادائیگی	—	رقم زیر پڑتال ہے

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری بمعہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	نوعیت	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۲۷	نانک چند بہادر چند کاٹن فیکٹری چک جھمرہ	امان اللہ/ فضل دین	۷۵۸۵۳/۱۲	نیلامی کیس		۳۸۲۸۵	بقایا جات کی ادائیگی نہ کی گئی ہے
				پریس			
۱	لاہور آرٹ پریس	حکیم محمود حسین	۶۷۴۷۶	۲۷ — ۴ — ۶۰	مکمل ادائیگی	—	کتابیں زیر پڑتال ہیں
۲	مدن موہن پرنٹنگ پریس لاہور	بیگم شفیع	۲۵۱۲۱		رقم ادا نہ ہوئی	۲۵۱۲۱	
۳	دہلی آرٹ پریس لاہور	علاؤالدین	۱۴۰۰۰	۱۹ - ۱۲ - ۵۹		۵۰۰۰/-	نوٹس برائے ادائیگی جاری کیا گیا ہے۔
۴	پنجاب آرٹ پریس، لاہور	مسعود علی	۱۸۰۰۰۰	۱۵ — ۴ — ۶۰		۱۰۰۱۳۶	

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	کیفیت
۵	لاہور لاء ٹائم پریس	غلام حسین	۷۵۰۰/ روپے	۲۳ — ۱۲ — ۶۱	مکمل ادائیگی		C.D زیر پڑتال ہیں کیس کلکٹر کے پاس برائے وصولی جمع ہوا ہے
۶	پنجاب نیشنل پریس	شفیق حسین	۴۲,۹۲۶	۱۶ — ۱۲ — ۶۰			
۷	ویر طاب پرنٹنگ پریس لاہور	اظہار الدین وغیرہ	۹۱,۶۲۵	۱۸ — ۱ — ۶۴	//		
۸	مرکنٹائل پرنٹنگ پریس لاہور	محمد یوسف چوہدری	۱۳۲,۳۹۳				کیس زیر سماعت فیصلہ شدہ ہے
۹	چوپڑہ پرنٹنگ پریس لاہور	ایس ایم احسان	۴۱,۱۷۵	۹ — ۲ — ۶۵	//		ٹرانسفری نوٹس جاری کر دیا ہے

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۱۰	رئیس پرنٹنگ پریس لاہور	محمد شفیق /	۱۶,۲۳۴ روپے	۴-۱۲-۶۲	مکمل ادائیگی		کتابیں زیر پڑتال ہیں
۱۱	ماڈرن الیکٹرک پریس	مسماۃ خادر پروین	۱,۵۵,۰۰۰	۱۹۶۴	〃		〃
۱۲	اشوکا آرٹ پریس لاہور	شفیع اینڈ سنز	۱۲,۵۵۱	۱۹-۷-۶۱	〃		〃
۱۳	ایسوسی ایٹڈ پرنٹنگ پریس لاہور	رانا محمد افضل		۱۰-۱۲-۶۲	〃		〃
۱۴							
۱۵	پیپر آرٹ پریس لاہور	ممتاز احمد خان	۴,۱۹,۳۵۹	۲۶-۲-۶۴	〃		〃
۱۶							

تحریک استقلال

نمبر شمار	مزدکہ فیکٹری معہ محل وقوع	مزدکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۱۷	پال پرنٹنگ پریس لاہور	محمد احمد خان	۱۳٫۰۰۰	۲۴-۱-۶۲ء	مکمل ادائیگی	—	کتابیں زیر ٹرتال ہیں
۱۸	رنجیت پرنٹنگ پریس لاہور	محمد اقبال بٹ	۶۱۰۰	۷-۳-۶۰ء	〃	—	〃
۱۹	کرایہ پرنٹنگ پریس سیالکوٹ	ملک شوکت حسین وغیرہ	۵۱٫۰۰۰	۴-۱۰-۵۷ء	〃	—	کیس زیر سماعت ہائی کورٹ
۲۰	مشینری آف سکس پرنٹنگ پریس	میسرز عبدالوحید محمد سعید	۵۱٫۰۰۰	۲۷-۲-۶۰ء	〃	——	کتابیں زیر ٹرتال ہیں
۲۱	پنجاب ایجوکیشنل پریس	ملک محمد سعید	۲۷۷۳۰ روپے	۱۷-۱۲-۶۰ء	〃	—	

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	بولی یا نیلامی کی تاریخ	ادا شدہ رقم	بقایا جات	کیفیت
۱	S-19-R-67 چوڑا بلڈنگ لاہور	الیس مراتب علی شاہ وغیرہ	۸,۱۰,۰۰۰	ٹرانسفر کیس			مقدمہ سپریم کورٹ میں ہے
۲	S-19-R-11 چیپ جان بلڈنگ لاہور	شیخ عبدالقادر وغیرہ	۵,۵۵,۰۰۰	"	مکمل ادائیگی		کتابیں زیر پڑتال ہیں
۳	S-19-R-27 دی پلومر لاہور	شیخ حفیظ وغیرہ	۲,۰۰,۰۰۰	نیلامی کیس	"		"
۴	S-31-R-1-3 پرسٹل ہوٹل لاہور	عبدالمجید مرحوم	۲,۶۰,۰۰۰ روپے	"	"		"

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	نوعیت	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۵	S 52 -R -4 السٹر داس بلڈنگ لاہور	عائشہ بی بی وغیرہ	۴،۱۵،۰۰۰	نیلامی کیس	مکمل ادائیگی		کتابیں زیر پڑتال ہیں
۶	S 65 - R - 15 پاکستان چوک بلڈنگ نیلا گنبد لاہور	محمد دین وغیرہ	۱۲،۰۰،۰۰۰ روپے	〃	〃		کتابیں زیر پڑتال ہیں اور کیس ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے
۷	S · 64 · R-16 رائل ہوٹل لاہور	نیشنل بنک آف پاکستان	۱۰،۵۰،۰۰۰	〃	〃		کتابیں زیر پڑتال ہیں
۸	S · 31 - R -128 سرجیت بلڈنگ لاہور	آزاد شریف	۵،۳۰،۰۰۰	〃	〃		
	S · 69 - R - 48 نظام ہوٹل لاہور	عبدالحکیم وغیرہ	۷،۵۰،۰۰۰	〃	〃		〃

نمبر شمار	متروکہ فیکٹری معہ محل وقوع	متروکہ فیکٹری جس کے نام منتقل ہوئی	بولی یا نیلامی کی قیمت	نوعیت	ادا شدہ رقم	بقایا جات	
۱۰	SE-10-R-2 بیدل چند بلڈنگ لاہور	ممتاز علی وغیرہ	۵،۹۵۵۶/۲۵	ٹرانسفر کیس	مکمل ادائیگی		کتابیں زیر پڑتال ہیں
۱۱	S-11/18-S-73 گوجرانوالہ نیو کلاتھ مارکیٹ	تاج دین وغیرہ	۱۱،۸۸،۰۰۰	〃	〃	۱۸ ٹرانسفر آرڈر بقایا جاری کرنے ہیں	〃
۱۲	S-19-R-161-65 چوہڑ پڑا بلڈنگ لاہور	چوہدری علی محمد وغیرہ		〃	〃		〃
۱۳	S-64-R-110 انارکلی لاہور	محمد سلطان وغیرہ		〃	〃		〃

تحریک استقلال

۱۱۲۹

فہرست گوشوارہ دوم

بحوالہ سوال نمبر ۱۰۴۷

نائب تحصیلداران کے ڈویژن وار نام اور پتوں کی فہرست

ڈویژن	صوبہ کے مختلف ڈویژن میں صوبہ ۱/۸۵ سے ۱۲/۸۵ ۲۲ تک نائب تحصیلداروں کی خالی آسامیوں کی تعداد	ان میں سے جتنی آسامیاں صوبہ ۱/۸۵ سے ۱۲/۸۵ ۲۲ تک پُر کی گئیں	تعینات شدہ افراد کے ڈویژن وار نام اور پتے	گزٹ اوردں کے ضلع وار نام اور پتے جو ان آسامیوں کے محاذ صوبہ ۱/۸۵ سے ۱۲/۸۵ ۲۲ تک ترقی یاب ہو کر تعینات ہوئے۔
۱	۲	۳	۴	۵
گوجرانوالہ	۱۰	۸	۱) مسٹر منور حسین نائب تحصیل دار وصولی زرعی ترقیاتی بنک گجرات ۲) مسٹر سلطان احمد " " " نارووال	۱) مسٹر آر تھر پال نائب تحصیلدار زرعی ترقیاتی بنک گوجرانوالہ

۱	۲	۳	۴	۵
گوجرانوالہ	۱۰	۸	۲) مسٹر ذوالفقار علی نائب تحصیل دار۔ واندڑو ۴) مسٹر ناصر علی شاہ " پنڈی بھٹیاں ۵) رانا جاوید اقبال " نارووال ۶) مسٹر ممتاز احمد " پھالیہ ۷) مسٹر وقار سرفراز " وزیر آباد ۸) مسٹر آر تھر پال نائب تحصیل دار وصولی زرعی ترقیاتی بنک گوجرانوالہ	
فیصل آباد	۱۰	۱۰	۱) مسٹر محمد منیر نائب تحصیل دار سمندری ۲) مسٹر انوار حسین نائب تحصیل دار وصول۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ۳) مسٹر مجید انور نائب تحصیل دار فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ضلع فیصل آباد ۱) مسٹر مجید انور نائب تحصیل دار فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی فیصل آباد۔

۱	۲	۳	۴	۵
فیصل آباد	۱۰	۱۰	۴) رانا محمد رشید۔ نائب تحصیل دار عشر و زکوٰۃ فیصل آباد ۵) مسٹر خالد بشیر۔ ایڈیشنل نائب تحصیل دار جڑانوالہ ۶) مسٹر سکندر سلطان گوندل۔ ایڈیشنل نائب تحصیل دار۔ فیصل آباد۔ ۷) مسٹر شاہ محمد۔ ایڈیشنل نائب تحصیل دار شورکوٹ۔ ۸) مسٹر محمد یار نائب تحصیل دار ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ فیصل آباد ۹) چوہدری محمد صدیق۔ نائب تحصیل دار کمالیہ	ضلع جھنگ ۱) رانا محمد رشید نائب تحصیل دار عشر و زکوٰۃ فیصل آباد ۲) مسٹر شاہ محمد ایڈیشنل نائب تحصیل دار۔ شورکوٹ ۳) مسٹر محمد یار نائب تحصیل دار ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ فیصل آباد

۱	۲	۳	۴	۵
			۱۰) مسٹر ضیاء الرحمٰن - ایڈیشنل نائب تحصیل دار - جھنگ	
سرگودھا	۱۰	۱۰	۱) مسٹر خرم لطیف - نائب تحصیل دار (زیر تربیت) ۲) مسٹر ارشاد علی نائب تحصیل دار منکیرہ ۳) مسٹر خان محمد 〃 بھکر ۴) مسٹر عبدالحیٔ 〃 (وصولی) سرگودھا ۵) ملک مشتاق احمد 〃 منکیرہ ۶) مسٹر عبدالشکور 〃 عشر کلورکریٹ ۷) مسٹر فتح شیر 〃 وصولی بھکر ۸) مسٹر محمد افضل 〃 میانوالی	ضلع سرگودھا ۱) مسٹر ارشاد علی۔ نائب تحصیل دار۔ منکیرہ ۲) مسٹر خان محمد نائب تحصیل دار بھکر ۳) مسٹر عبدالحی نائب تحصیل دار وصولی سرگودھا

تحاریک استحقاق

۱	۲	۳	۴	۵
سرگودھا			۹) مسٹر خدا بخش نائب تحصیل دار نور پور ۱۰) مسٹر غلام احمد " عشر منکیرہ	ضلع میانوالی ۱) ملک مشتاق احمد نائب تحصیل دار۔ منکیرہ ۲) مسٹر عبدالشکور۔ نائب تحصیل دار عشر کلور کوٹ ۳) مسٹر فتح شیر۔ نائب تحصیلدار وصولی۔ بھکر ضلع بھکر ۱) مسٹر محمد افضل نائب تحصیلدار میانوالی ۲) مسٹر خدا بخش نائب تحصیل دار نور پور

۱	۲	۳	۴	۵
				۲) مسٹر غلام احمد نائب تحصیل دار عشر منکیرہ نوٹ: مندرجہ بالا قانونگویاں ایکٹنگ چارج (عارضی طور پر بطور نائب تحصیل دار تعینات کیے گئے۔
راولپنڈی	۱۰	۲	۱) مسٹر رب نواز نائب تحصیل دار (زیر تربیت) ۲) مسٹر محمد خان انسٹرکٹر ریونیو اکیڈیمی ۳) مسٹر شاہ نواز ریڈر ایڈیشنل کمشنر (ریونیو) راولپنڈی	ضلع جہلم ۱) مسٹر خان محمد۔ انسٹرکٹر ریونیو اکیڈیمی ضلع راولپنڈی ۱) مسٹر شاہ نواز ریڈر ایڈیشنل کمشنر ریونیو راولپنڈی

۱	۲	۳	۴	۵
بہاولپور	۱۳	۱۲	۱) مسٹر امتیاز احمد نائب تحصیل دار حاصل پور ۲) مسٹر محمد اسحاق نائب تحصیل دار۔ عشر فورٹ عباس ۳) چودھری محمد اقبال ظفر نائب تحصیل دار چشتیاں ۴) ملک حبیب الرحمٰن۔ نائب تحصیل دار عشر۔ بہاول نگر ۵) مسٹر حضور بخش نائب تحصیل دار۔ بہاولپور ۶) رانا محمد محمد اقبال " واہڈا رحیم یار خان	ضلع رحیم یار خان ۱) رانا محمد اقبال نائب تحصیل دار واہڈا رحیم یار خان ۲) مسٹر تجمل حسین نائب تحصیلدار عشر ہارون آباد ضلع بہاولنگر ۱) مسٹر غلام مرتضیٰ ڈوٹو نائب تحصیل دار عشر چشتیاں ۲) شیخ محمد لطیف نائب تحصیل دار عشر منچن آباد

۱	۲	۳	۴	۵
بہاولپور			۷) مسٹر غلام مرتضےٰ وٹو نائب تحصیل دار عشر ۔ چشتیاں ۸) شیخ محمد لطیف ۔ نائب تحصیل دار عشر رحیم یار خان منچن آباد ۹) مولوی غلام رسول نائب تحصیل دار عشر رحیم یار خان ۱۰) مسٹر تجمل حسین نائب تحصیل دار عشر ہارون آباد ۱۱) مسٹر محمد احمد نائب تحصیل دار عشر یزمان ۱۲) چوہدری عاشق حسین نائب تحصیل دار بہاول نگر	

۱	۲	۳	۴	۵
ڈیرہ غازیخان	۱۹	۱	۱) مسٹر ریاست علی نائب تحصیل۔عشر۔ رو جھان (مذکورہ بالا نائب تحصیل دار سرپلس پول سے تعینات کیا گیا۔	یکم جنوری ۱۹۸۵ سے ۲۲ دسمبر ۱۹۸۵ تک ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں کوئی قانونگو ترقی یاب نہیں ہوا لیکن یکم جنوری ۱۹۸۵ء سے قبل ۶ قانونگویان کو بطور نائب تحصیل دار عارضی طور پہ ترقی دی گئی جو کام کر رہے ہیں۔
لاہور	۹	۹	۱) مسٹر رحمت علی نائب تحصیل دار وصول زرعی ترقیاتی بنک اوکاڑہ ۲) مسٹر محمد سعید نائب تحصیل دار عشر اوکاڑہ	سوال میں مندرجہ عرصہ کے دوران کسی قانونگو کی ترقی بطور نائب تحصیل دار نہ ہوئی ہے۔

۱	۲	۳	۴	۵
لاہور			۳) مسٹر محمد سلیم نائب تحصیل دار زرعی ترقیاتی بنک اوکاڑہ ۴) مسٹر حسن محمد نائب تحصیل دار نزول ڈپٹی کمشنر آفس ۔ لاہور ۵) مسٹر محمد علی کمیانہ نائب تحصیل دار عشر دیپال پور ۶) مسٹر ذکاء الدین بٹ نائب تحصیل دار عشر لاہور چھاؤنی ۔ ۷) مسٹر حبیب الرحمٰن نائب تحصیل دار واسا ایل ڈی اے ۔ لاہور ۸) مسٹر انوار الحق خان نائب تحصیل دار امید وار (زیر تربیت)	

۱	۲	۳	۴	۵
			۹) مسٹر ندیم ظفر نائب تحصیل دار امیدوار (زیر تربیت)	
ملتان	۹	۹	۱) مسٹر کرامت اللہ نائب تحصیل دار لودھراں ۲) ملک نور محمد بچہ نائب تحصیل دار وصولی۔ کبیر والا۔ ۳) رانا ظفر احمد خان نائب تحصیل دار عشر۔ ساہیوال ۴) راؤ علی حسن نائب تحصیل دار چیچہ وطنی ۵) شیخ امتیاز احمد نائب تحصیل دار بورے والا۔	ضلع ساہیوال ۱) مسٹر کرامت اللہ۔ نائب تحصیل دار۔ لودھراں ۲) رانا ظفر احمد خان نائب تحصیلدار عشر۔ ساہیوال ۳) راؤ علی حسن نائب تحصیلدار چیچہ وطنی ۴) شیخ محمد اقبال نائب تحصیلدار کالونی دینا پور

۱	۲	۳	۴	۵
ملتان			۶) مسٹر عبدالستار نائب تحصیل دار وصولی لودھراں ۷) شیخ محمد اقبال نائب تحصیل دار کالونی دنیا پور ۸) مسٹر محمد رمضان ریڈر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال۔ ملتان ۹) رانا ارشاد محمد خان نائب تحصیل دار وصولی۔ پاکپتن	۵) رانا ارشاد محمد خان نائب تحصیلدار وصولی پاکپتن ضلع ملتان ۱) ملک نور محمد بچہ۔ نائب تحصیلدار وصولی کبیر والا ۲) شیخ امتیاز احمد نائب تحصیلدار عشر۔ بورے والا ۳) مسٹر محمد رمضان نائب تحصیل دار ریڈر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اشتمال۔ ملتان ضلع وہاڑی۔ ۱) مسٹر عبدالستار نائب تحصیل دار وصولی لودھراں

تحاریک استحقاق کار

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر ۲۰ / اکتوبر ۱۹۸۶ء
(دوشنبہ ۱۵- صفر ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ - شمارہ ۱۱

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(پیر ۲۰ / اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۱۱۴۳
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۱۱۴۴
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پہ رکھے گئے) ۱۱۸۹
غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۱۲۰۲

مسئلہ استحقاق:-

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی مسلم لیگ میں عدم شمولیت کی بناء پر چنیوٹ شہر کے فنڈز کی چیئرمین بلدیہ کو فراہمی ۱۲۱۸

جناب سپیکر کی رولنگ:-

بابت تحریک التوائے کار جناب میاں ریاض حشمت جنجوعہ بسلسلہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کو بتدریج پرائیویٹ ٹرانسپورٹ میں بدلنا ۱۲۲۵

تحاریک التوائے کار:-

سکارپ کے علاقہ میں آبیانہ کی شرح میں اضافہ ۱۲۲۷
دیہاتوں کی مضافاتی بستیوں میں بجلی کی عدم فراہمی ۱۲۲۸
مویشیوں کی روس کو سمگلنگ کی روک تھام ۱۲۲۸
سرگودھا میونسپل کارپوریشن کی نااہلی ۱۲۳۰
مسلم لیگی ورکروں کو خصوصی اختیارات دینے کی غرض سے گرین کارڈ کا اجراء ۱۲۳۳
باغبانپورہ کی نواحی بستی سالار پورہ میں ڈکیتی ۱۲۳۷
مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع ۱۲۳۸

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

پیر ۲۰ر اکتوبر ۱۹۸۶ء

دوشنبہ ۱۵ر صفر ۱۴۰۷ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر زلاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔ تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

• اِنَّا اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِــيْمًا ۚ

• ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔

• وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗــــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۔

(سورۃ نساء ۴ آیات ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۲ -)

• اے پیغمبر! ہم نے آپ پر سچی کتاب نازل کی ہے کہ اللہ کی ہدایت کے مطابق لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو اور دیکھو دغابازوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا اور اللہ سے بخشش مانگتے رہنا۔ بلاشبہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

• اور جو لوگ اپنے ساتھیوں سے خیانت کرتے ہیں اُنکی طرف سے بھی بحث نہ کرنا کیونکہ اللہ ایسے خائن اور سخت جرائم کرنے والے کو پسند نہیں کرتا بھلا تم لوگ دنیا کی زندگی میں اُنکی طرف سے بحث کر لیتے ہو قیامت کو ان کی طرف سے اللہ کے ساتھ کون جھگڑے اور انکا وکیل بنے گا۔

• اور جو شخص کوئی برائی کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر اللہ سے بخشش مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا جو شخص کوئی قصور اور گناہ تو کرے لیکن اُس سے کسی بے گناہ کو متہم کر دے تو اُس نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر رکھا۔

وما علینا الا البلاغ

وقفہ سوالات

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ جناب محمد اسحاق صاحب اپنا سوال پیش کریں۔

نشان زدہ سوالات اور انکے جوابات

محکمہ آبپاشی و قوت برقی

حکومت کے خرچ پر حج کی ادائیگی

***546** میاں محمد اسحاق۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا حکومت کی یہ ترجیحی پالیسی ہے کہ ہر سال ہر محکمہ کے مستحق ملازمین کو منتخب کر کے سرکاری خرچہ پر حج کے لئے بھیجا جائے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ گذشتہ کئی سالوں کے دوران محکمہ آبپاشی نے اپنا کوئی ملازم بھی حج کی ادائیگی کے لئے منتخب نہیں کیا اگر ایسا ہے تو سرکاری پالیسی کی اس واضح خلاف ورزی کی کیا وجہ ہے اور کیا حکومت اس غفلت کے ذمہ دار افسران کے خلاف مناسب کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و برقی قوت (چوہدری محمد اقبال)

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

حکومت نے ۱۹۸۵ء میں حج پالیسی زیر مراسلہ نمبر ایچ سی (۹) ۵۔ (ایف مورخہ ۸۵-۱-۲ جاری کی جس کے تحت ہر محکمہ سے سکیل نمبر ۱ تا ۱۵ کے تین ملازمین کی سرکاری خرچ پر حج کے لئے سفارشات طلب کی گئیں اور سال ۱۹۸۶ء حج پالیسی کے تحت ۴ ملازمین کی سفارشات طلب کی گئیں (مراسلہ جات لف ہیں)

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ سال ۱۹۸۵ء میں محکمہ آبپاشی و برقیات کی طرف سے تین ملازمین کو سرکاری خرچ پر حج کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جنہوں نے حج کی سعادت حاصل کی ہے۔

اسی طرح اس سال ۱۹۸۶ء میں چار ملازمین کو بھیجا گیا۔ جنہوں نے حج کی سعادت حاصل کی۔ اندریں حالات کوتی بے ضابطگی یا غفلت نہیں ہوئی ہے۔ لہٰذا کسی آفیسر یا اہلکار کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔

ضمنی سوال:

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر۔ کیا میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے دریافت کر سکتا ہوں کہ کس گریڈ کے آدمی حج پر بھیجے جا سکتے ہیں اور کیا سفارش کی جا سکتی ہے؟

وزیر آب پاشی و برقی قوت: جناب والا! شاید فاضل رکن اور میرے بزرگ نے سنا نہیں۔ میں نے جواب میں گزارش کی ہے کہ سکیل نمبر ۱ تا ۱۵ کے ملازمین کو حج پر بھیجا جاتا ہے

نمبر ایس او ایم ۶ (۵۶) اوقاف/۸۶

GOVERNMENT OF THE PUNJAB
AUQAF DEPARTMENT
LAHORE

تاریخ ۲۷ جنوری ۱۹۸۶ء

عنوان۔ حکومت کے خرچ پر حج ادائیگی۔ ۱۹۸۶ء

مکرمی و محترمی وزیر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حکومت کے خرچ پر کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کو حج کی سہولت دینے کے لئے وفاقی حکومت نے ایک سکیم ترتیب دی ہے۔ جس کی نقل لف ہے۔ سکیم میں دی گئی شرائط کے مطابق آپ اپنے محکمہ کے سیکرٹریٹ اور ماتحت دفاتر سے چار ملازمین منتخب کرتے ہوئے ان کے بااعتبار ترجیح فہرست اور منتخب ملازمین سے لف شدہ درخواست فارم پر کروا کر ۱۵ مارچ ۱۹۸۶ء تک دفتر زیر دستخطی کو ارسال فرمائیں۔

نیک دلی تمناؤں کے ساتھ

والسلام

مخلص

(ملک خدابخش ٹوانہ)

جناب عبدالرزاق صاحب

وزیر آبپاشی۔ حکومت پنجاب لاہور

SCHEME FOR PERFORMANCE OF HAJJ BY LOW-PAID GOVERNMENT SERVANTS AT GOVERNMENT EXPENSES

In pursuance of the Government decision regarding Hajj at Government expense by low-income category of Government servants the following procedure would be adopted for allocation of seats and selection of Government servants for Haj-86.

(i) ALLOCATION OF SEATS.

(1) 625 seats would be divided as below :-

(a) Federal Government employees.	400
(b) Provincial Governments etc.	225

(2) The division of 225 seats among the Provincial Governments will be as under :-

Punjab.	123
Sind.	45
N.W.F P.	29
Baluchistan.	9
Northern Area and FATA	11
A. J. K.	7.
Administrator, Islamabad.	1

(ii) ELIGIBILITY CRITERIA.

The following shall be eligible to apply :—

(i) All Muslim employees serving in the Ministries/ Departments and their attached and subordinate offices including civilians paid from Defence Estimates. (The employees of the Defence Forces and all autonomous/Corporations will be excluded from the scheme).

(ii) All Muslim male and female employees serving in BPS 1 to 15. Provided that the female employees will be eligible only if they have a Mehram as defined in the Haj Policy but this condition will not be applicable in the case of female employees belonging to Fiqah-a-Jafria The Government will meet the expenses of Mehram of a lady Government servant if the Mehram is a Government employee in BPS 1 to 15 and fulfils the eligibility criteria (and applies for Hajj in prescribed form), otherwise the Mehran will have to meet his own expenses, and will be considered against the general quota.

(iii) Should be 51 years or above of age on 31-12-85.

(iv) Should have religious bent of mind.

(v) has not performed Hajj before.

(vi) Is declared medically fit for performing Hajj by an authorised medical officer.

(vii) The Head of the office gives a certificate to the effect that the employee has a good record of service, and fulfils the prescribed criteria.

(iii) PROCEDURE

(a) Application from Government servants shall be invited on a prescribed form which shall be available at the following offices :-

(i) M O Religious Affairs and Minorities Affairs, Islamabad.

(ii) Director Hajj, New Haji Camp, Karachi.

(iii) Offices of the Provincial Auqaf Departments.

(b) The Head of the Department shall give the following certificate :-

"Certified that the above nominee for Hajj at Government expense is 51 years or above of age on 31-12-1985 and has satisfactory record of service, displayed religious bent of mind, and has not performed Hajj before"

Note : (An officer not below BPS-20 in case of Ministries or Head of the Department should sign the above certificate).

2. The selection will be made by ballot. Preference will be given to those Government Servants who are within 4 years of their superannuation.

3. Selection in respect of the employees of the Provincial Government etc. will be made by the Provincial Governments concerned The same conditions as prescribed for Federal Government shall mutatis mutandis apply to the Provincial Government employees. The Provincial Governments shall also have not provide funds in their own Budget like that of Federal Government for this purpose.

(iv) FOREIGN EXCHANGE :

The foreign exchange quota to each Government servant shall be same as was fixed during Hajj 1985 i e. Traveller Cheques of Saudi Rials 1,450/- and cash US $ 25 after usual deductions for accommodation at Makkah Mukarramah and

Madina Munawwarah, compulsory Haj dues and transportation charges. Duration of the stay of the Government employees will not exceed one month.

4. The expenditure incurred by the selected Government servants to reach the nearest Haji Camp will be paid by the Federal Government/Provincial Government concerned.

5. The funds for the purpose in respect of the Federal Government will be provided in the budget of the Ministry of Religious Affairs and Minorities Affairs, However, in case of the employees of the Provincial Governments etc. the Provincial Governments shall place at the disposal of the Ministry of Religious Affairs and Minorities Affairs, funds from its/their own budget.

نمبر ایس او ایم 6 (57) راوقاف 83

GOVERNMENT OF THE PUNJAB
AUQAF DEPARTMENT
LAHORE

سیکرٹری حکومت پنجاب
محکمہ اوقاف

تاریخ ۸ر جولائی ۱۹۸۵ء

عنوان:— وفاقی حکومت کے خرچ پر ادائیگی حج ۱۹۸۵ء

محترمی و مکرمی سیکرٹری صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
وفاقی حکومت پاکستان نے حکومت کے خرچ پر صوبائی حکومت کے ملازمین بنیادی تنخواہ سکیل نمبر ۱ تا ۱۵ کو حج ۱۹۸۵ء کے لئے بھیجنے کے بارے میں ہمراہ درج ذیل کوائف مزید سفارشات فوری طلب کی ہیں۔

۱۔ نام اہلکار
۲۔ نام محکمہ
۳۔ بنیادی تنخواہ سکیل (فقط بنیادی تنخواہ سکیل نمبر ۱ تا ۱۵ کے ملازم)
۴۔ تاریخ پیدائش
۵ جائے پیدائش

۶۔ قومی شناسی کارڈ نمبر
۷۔ عمر جو ۲۵ سے کم نہ ہو۔
۸۔ جسمانی عوارض سے مبرا صحت مند
۹۔ اچھی شہرت
۱۰۔ اطمینان بخش محکمانہ کارکردگی
۱۱۔ پہلے حج نہ کیا ہو۔

آپ سے استدعا ہے کہ مورخہ ۱۹۸۵-۷-۹ کو ۱۱ بجے دوپہر تک اپنے محکموں سے تین ملازمین کے نام ترجیح کے لحاظ سے مع کوائف بند سیل مذکورہ بالا ارسال کریں۔ تاکہ وفاقی حکومت کو مطلوبہ سفارشات ارسال کی جاسکیں۔

نیک دلی تمناؤں کے ساتھ

(خیر اندیش)
آفتاب احمد خان

جناب میاں صفدر اختر صاحب
سیکرٹری ایریگیشن اینڈ پاور حکومت پنجاب لاہور

ANNEXURE-A

Mr. Rehmat Ullah Khan
Joint Secretary (Hajj)
Ph. No. 828035

Ministry of Religious Affairs
and Minorities Affairs.

GOVERNMENT OF PAKISTAN

No. F. 5 (9)/HC-83 Islamabad the 2-1-1985

Subject:- SPECIAL QUOTA HAJJ 1405 A.H. (1985 A.D.)

My dear Imtiaz Masrur Sahib,

The President has been pleased to approve as a matter of special consideration 100 seats for nomination by the Governor, Punjab for Hajj 1985. All the seats will be available for travel by Air only.

2. Detailed operational procedure in regard to such nominations, is contained in the enclosed note which may kindly be perused carefully with a view to ensuring strict compliance

3 Because all the formalities of preparation of passport, visas and foreign exchange will have to be completed by this office, the timely receipt of completed Hajj application by this office must please be ensured. The last date for the receipt of such nominations alongwith the requisite documents is 31st March, 1985. Extension will not be feasible.

4. Hajj application from of United Bank of Pakistan, from S. No. 232086 to 232140 & 232148 to 232186 are enclosed. Each nominee has to be given one application from No other application from can be used for the purpose.

5. To ensnre 100% utilization of your quota, a waiting list of 10% of your nominees, in order of merit, may also be forwarded so that if any of your nominee fails to file the Hajj application within reasonable time, that list could be activated.

With regards,

Yours sincerely,
Sd/-
(Rehmat Ullah Khan)

Encl. As stated.

Mr. Imtiaz Masrur,
Secretary to Governor, Punjab,
Governor's House,
Lahore.

کاشت کاروں کو پانی کی فراہمی میں مشکلات کا سدباب

*627 ملک غلام شبیر جوئیہ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں نہری پانی کے تقسیم کے لئے بنائے گئے موگاجات کے سائز ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور وارہ بندی کے علاقہ میں آبیانہ کی شرح بھی پانی کے حساب سے وصول نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے کاشت کاروں کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میانوالی میں سلطانہ راجباہ اور چنیل آر سی دونوں بند ہیں جس کی وجہ سے کاشت کاروں کو صحیح طریقہ سے پانی نہیں مل رہا۔
(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کاشتکاروں کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے موگاجات کے سائز ایک جیسے کرنے، آبیانہ پانی کی سپلائی کے حساب سے وصول کرنے اور جزو (الف) میں مندرجہ ضلع میانوالی کے دونوں

راجباہ چالو کرنے پر غور کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) موگا جات کے سائز ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں کیونکہ ان کا سائز موگے سے سیراب ہونے والے رقبہ کی مناسبت سے ہوتا ہے آبیانہ کی شرح پانی کے حساب سے وصول نہیں کی جاتی بلکہ کاشت رقبہ سے وصول کی جاتی ہے اس طریقہ کار سے کاشت کاروں کو نقصان برداشت نہیں کرنا پڑتا۔

(ب) راجباہ سلطانہ اور چینل آر سی بند نہیں ہیں۔ بلکہ چل رہے ہیں ان کو بند صرف اس صورت میں کرتے ہیں۔ جب ان کی وارہ بندی ہو۔ جو کہ ہر راجباہ پر عائد ہوتی ہے۔

(ج) حکومت موگا جات کے سائز ایک جیسا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ یہ عملی طور پر ناممکن ہے۔ ہر موگا کا سائز اس کے رقبہ کے تناسب سے ہوتا ہے۔ جیسے وہ آبپاشی کرتا ہے۔ ہر موگہ کے چک کا سائز مختلف ہوتا ہے اس لئے ہر موگہ کا ڈسچارج مختلف ہوتا ہے۔ آبیانہ کی شرح بھی پانی کی سپلائی کے حساب سے نہیں کی جاتی۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ آبیانے کی شرح پانی کے حساب سے نہیں، بلکہ کاشت کے رقبے کے حساب سے وصول کی جاتی ہے۔ جناب والا ہوتا یہ ہے کہ جو کاشت کار اپنے نجی وسائل سے خرچ کر کے ٹیوب ویل اور دوسرے مصنوعی ذرائع سے جس رقبے کو کاشت کرتے ہیں، محکمہ بھی اس رقبے پر آبیانہ وصول کر رہا ہے۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ وہ صرف اتنے ہی رقبے پر آبیانہ وصول کرنے کے لئے تیار ہیں جتنے فی صد پانی اس رقبے کو مہیا کیا جاتا ہے؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت: جناب سپیکر! میں فاضل رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے محکمہ کے باقاعدہ قواعد و ضوابط ہیں جن کے ذریعے سے اس کی نشان دہی کی جاتی ہے اگر تو وٹ بندی کی ہوئی ہو جس میں ٹیوب ویل کا پانی علیحدہ استعمال کیا جاتا ہو اور ہر کا پانی علیحدہ استعمال کیا جاتا ہو تو پھر اس کا مالیہ آبیانہ نہیں لگتا۔ اس کے علاوہ جو انہوں نے

فرمایا ہے ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ اگر زمیندار پانی اکٹھا ملا کر کسی فصل کو لگاتے ہیں تو اس میں محکمہ اپنی طرف سے ۲۵ فیصد چھوٹ دیتا ہے۔

چوہدری گل نواز خاں (نارووال): کیا میں وزیر آبپاشی سے یہ پوچھ سکتا ہوں جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ کاشت کئے گئے رقبہ سے آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ نہریں بند ہوتی ہیں اور خدا کے فضل سے بارش ہو جاتی ہے تو کیا یہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر رقبہ بارش سے آبپاشی ہو جائے تو اس کے لئے بھی کچھ فیصد چھوٹ دیں گے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر، اگرچہ یہ بڑا ہی سہل سا سوال ہے لیکن میں ان کی خدمت میں صرف یہ عرض کروں گا کہ خدا کے فضل میں محکمہ نہر بھی شامل ہو جاتا ہے اس پر بھی اگر رحمت ہو جائے تو کیا بری بات ہے! کاشت کار رقبہ جس کو نہر کا پانی لگتا ہے اگر ایک پانی لگنے کے بعد بارش ہو جائے تو اس سے محکمہ اظہار آبیانہ تو نہیں چھوڑ سکتا۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ اس سوال کو درست نہیں سمجھتے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا درست ہی سمجھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس لئے جواب دے رہے ہیں کیونکہ چوہدری گل نواز صاحب کا سوال ہے؟

چوہدری گل نواز خاں (نارووال): جناب والا، بارش تو صرف نہر یوں پر ہوتی ہے محکمتوں پر بارش نہیں ہوتی بلکہ اس کا فضل ہوتا ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ فرض کیا میں اس پانی سے ۵ ایکڑ رقبہ آبپاشی کرتا ہوں اگر وہ بارش کی وجہ سے دس ایکڑ ہو گیا کیا اس ۵ ایکڑ کی منہائی پہ دے سکتے ہیں کیونکہ یہ خدا کے فضل سے ہوا ہے ان کی مہربانی سے نہیں ہوا۔

چوہدری غلام احمد: کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ اس سے پٹواری کو گرداوری کے لامحدود اختیارات نہیں مل جاتے۔ کیا اس کی چیکنگ کا مناسب انتظام ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا، محکمہ کی طرف سے اس پر (Check) ہے پٹواری (Final Authority) نہیں ہوتا۔ ضلعدار کلکٹر ہیں جہاں کہیں غلطی ہو اس کی درستگی کر لی جاتی ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور معقول تجویز ہو تو وہ پیش کریں ہم اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

کاشت کاروں سے دوہرے ٹیکس کی وصولی

*641 جناب خوشحال محمد ڈوگر۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب میں نہری نظام کافی دیرینہ ہے اور آج کی ضروریات کے مطابق آبپاشی کی ضروریات پوری نہیں کرتا جس وجہ ۵۰ ۶/ فیصد کسان اپنے ٹیوب ویلوں سے یا کسی اور ٹیوب ویل سے پانی خرید کر آبپاشی کرتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود اس سے ۱۰ فیصد آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت غریب کاشت کاروں کو اس دوہرے ٹیکس سے بچانے کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب کا نہری نظام بہت دیرینہ ہے۔ مختلف انہار کے لئے مختلف (Designed Intensity) مقرر کی گئی ہے جو کہ ۴۵ سے ۸۰ فی صد کے درمیان ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آبپاشی ان مقرر حدود سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے جس سے پانی کی کمی محسوس ہونے لگی ہے۔ وگرنہ منظور شدہ رقبہ کی حد تک نہری پانی کی اب بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ چنانچہ مقررہ حد تک زائد رقبہ کی آبپاشی کے لئے کاشت کاروں نے نجی ٹیوب ویل نصب کر رکھے ہیں۔ ان کے پانی کو نہری پانی سے مخلوط کر کے آبپاشی کرتے ہیں۔

(ب) حکومت نے مفاد عامہ کی خاطر ایسے ٹیوب ویلوں پر جو نہری پانی کے ساتھ مخلوط آبپاشی کرتے ہیں آبیانہ میں ۲۵ فیصد کی رعایت دے رکھی ہے جو کہ بجلی کے ٹیوب ویل کے لیے ۸ سال اور ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے ۱۰ سال تک برقرار رہتی ہے تاہم اگر کوئی کاشت کار اپنے ٹیوب سے سیراب ہونے والے رقبہ کو ایک مضبوط وٹ بنا کر نہری پانی سے الگ تھلگ کرے تو اس پر آبیانہ عائد نہیں کیا جاتا ہے اس طرح سکارپ کے علاقوں میں

(N.O.C) حاصل کرنے کے بعد نجی ٹیوب ویل کا رقبہ سی سی اے سے خارج کروایا جاسکتا ہے اور ایسے رقبہ پر آبیانہ عائد نہیں ہوتا۔

وارہ بندی میں بندش کا تدارک

*656 جناب انوار الحق پراچہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ مونہ ٹیوب ویل سیکم اور شاہ پور یونٹ نمبر ا کے ٹیوب ویل کے ملازمین کی تنخواہوں اور بجلی کے نرخوں میں اضافے کی وجہ سے وارہ بندی میں ہفتہ بند رکھے جاتے ہیں جس کی وجہ سے فصلوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس کا کوئی تدارک کرنے کرنا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

مونہ سیکم اور شاہ پور یونٹ نمبر ا کے ٹیوب ویل واپڈا کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں اور ان کو چلانے کے لئے فنڈز صوبائی حکومت فراہم کرتی ہے۔

مونہ میں ۱۳۸ ٹیوب ویل ہیں اور شاہ پور یونٹ نمبر ا میں ۱۶۱ ٹیوب ویل ہیں اور یہ سکارپ پنجم دوآب کا حصہ ہیں یہ ٹیوب ویل مسلسل چلائے جانے کے لئے ڈیزائن نہیں کئے گئے ہیں سیکم (PCI) (Percentage Utilization) کے مطابق ان ٹیوب ویلوں کی کارکردگی سالانہ اوسطاً تقریباً ۴۸ فیصد مقرر کی گئی ہے اور اسی کے مطابق ٹیوب ویلوں کو چلانے کا شیڈول بنایا جاتا ہے اور فنڈز بھی تقریباً اسی کارکردگی کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح ٹیوب ویلوں کی مہینہ میں ایک ہفتہ کے لئے وارہ بندی کی جاتی ہے اور اس پر گذشتہ تقریباً ۱۴ سال سے عملدرآمد ہو رہا ہے اس وارہ بندی کے باوجود مجموعی پیداوار ڈیزائن شرح کے قریب ترین رکھی جاتی ہے ٹیوب ویلوں کے لئے فنڈز مہیا کرتے وقت ملازمین کی تنخواہوں اور بجلی کے نرخوں میں اضافے کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور یہ اضافہ ٹیوب ویلوں کی وارہ بندی پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

تحصیل بھلوال میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*657 جناب انوار الحق پراچہ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل بھلوال میں ہنرشاہ پور برانچ اور دریائے جہلم کے درمیانی علاقہ کو سکارپ ایریا قرار دے کر کچھ ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں جو ناکافی ہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت زیادہ سے زیادہ علاقہ کو آبپاشی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے مزید ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

تحصیل بھلوال میں ہنرشاہ پور برانچ اور دریائے جہلم کے درمیانی علاقہ میں واپڈا نے سال ۷۷-۱۹۷۸ء میں سکارپ شاہ پور پوائنٹ نمبر ۱ کے تحت ۱۰۲ ٹیوب ویل نصب کئے تھے۔ جب کہ ۸ ٹیوب ویل سکارپ نمبر ۲ (سیلاں زدن) کے تحت ۷۹-۱۹۸۰ء میں لگائے گئے تھے ان ٹیوب ویلوں کی تعداد اور ان کا مجموعی ڈسچارج علاقہ میں زیرزمین پانی کے قابل اخراج مقدار (Drainable Surplus) اور آبپاشی کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر مقرر کیا گیا۔

حکومت اس علاقہ میں آبپاشی کے لئے مزید ٹیوب ویل لگانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ سول اور مکینیکل انجینئروں کی بھرتی

*669 رانا بھول محمد خان۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۸۴ء ۱۹۸۵ء میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کا سلیکشن بورڈ صرف ایک مخصوص ممبر پر مشتمل تھا جب کہ پبلک سروس کمیشن رولز کی رو سے دو ممبران سے کم بورڈ نہیں ہو سکتا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال ۱۹۸۴ء میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے مذکورہ بورڈ نے محکمہ آبپاشی و قوت برقی اور دیگر محکموں کے سول اور مکینیکل انجینئرز کے لئے مشتہر شدہ ۱۵۹ آسامیوں میں سے صرف ۵۲ پُر کیں اور ۱۰۷ کو خالی رکھا یہ سب کچھ ایسی حالت میں کیا گیا۔ جب کہ صوبہ پنجاب کے ہزاروں گریجوایٹ انجینئرز بے روزگار پھر رہے ہیں۔ مذکورہ

مخصوص ممبر کی موجودگی سے پہلے پبلک سروس کمیشن کے سلیکشن بورڈ نے ۱۰۰ مقدمہ آسامیوں کی تقرریاں کیں تھیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس مرتبہ ماضی کی روایات سے ہٹتے ہوئے انٹرویو کے علاوہ تحریری امتحان کا اضافہ کر دیا گیا ہے جو انجینئرز کے لئے تکلیف کا باعث بنے گا۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ مکینیکل انجینئروں کو مذکورہ آسامیوں پر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۸۴ء میں مندرجہ ذیل افراد کی کمیٹی بنائی گئی تھی۔

۱۔ ایک ممبر پبلک سروس کمیشن سے

۲۔ دو افراد ماہر مضامین۔

۳۔ ایک فرد محکمہ سے۔

مندرجہ بالا سے معلوم ہونا چاہیئے کہ کم از کم چار افراد کی کمیٹی ہر امیدوار کا انٹرویو لیتی ہے اور ایسی پوزیشن نہیں ہے جیسا کہ سوال میں فرمایا گیا ہے۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس ۱۹۷۸ء کے پیرا ۳ (۵) کی رو سے کوئی بھی کارروائی یا ایکٹ صرف ایک خالی آسامی کی وجہ سے غیر مؤثر نہیں ہو گی اور نہ ہی کمیشن میں کوئی اثر انداز ہو سکتی ہے۔

(ب) ۱۹۸۴ء میں مندرجہ ذیل آسامیاں پر کی گئی تھی۔

نام محکمہ	آسامی کا نام	خالی آسامیاں	سفارشات	خالی جگہیں باقی رہیں
آئی اینڈ پی	اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئرز (سول)	۶۵	۱۱	۵۴
	(مکینیکل)	۱۸	۵	۱۳
	اسسٹنٹ انجینئر سول	۲۶	۱۱	۱۵
	(مکینیکل	۸	۳	۵
پی ایچ ای ورکس گورنمنٹ	سول	۲۹	۲۱	۸
	سول	۵	۵	-

(ج) یہ درست نہ ہے۔

اس مرتبہ امتحان لینے کی کوئی پابندی نہ ہے صرف انٹرویو ہو رہا ہے۔

تھل کینال سے پانی کی فراہمی میں اضافہ کے لئے اقدامات

*698 ملک غلام شبیر جوئیہ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تھل کینال ۱۶ لاکھ ایکڑ اراضی کو سیراب کرنے کے لئے ڈیزائن کی گئی تھی مگر بعد ازاں ٹیوب ویل سکیم کے بااثر اشخاص نے اس میں مزید پانچ لاکھ ایکڑ شامل کروالیا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اضافہ شدہ رقبہ کے لئے پانی کی مقدار میں بھی اضافہ کیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کی وضاحت کی جائے۔ اگر نہیں بڑھائی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) ہاں۔ یہ درست ہے کہ تھل کینال پر پانچ لاکھ سی۔سی۔اے میں اضافہ ہوا ہے لیکن یہ تمام کا تمام اضافہ صرف ٹیوب ویل سکیم کے رقبہ جات سے نہیں ہوا ہے۔

(ب) موجودہ رقبہ کے مطابق ۹۵۰۰ کیوسک پانی درکار ہے اس کے مقابلے میں صرف ۷۵۰۰ کیوسک پانی مہیا ہوتا ہے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے سندھ طاس کے پانی کے تنازعہ کا حل ہونا ضروری ہے۔ تب ہی تھل کینال کی capacity ۷۵۰۰ کیوسک سے بڑھا کر ۹۵۰۰ کیوسک کی جائے گی۔

چوہدری اصغر علی گجر۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ سندھ طاس کا جو پانی تھل کینال کو دیا جائے گا وہ اسی راستہ سے آئے گا جس راستے سے ۷ ہزار ۵ سو کیوسک پانی آتا ہے یا اس کے لئے کوئی اور متبادل انتظام کیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی۔ جناب والا نہر کی capacity کے مطابق اس میں اور پانی آسکتا ہے۔ لیکن جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ پانی کی کمی کی وجہ سے پورا discharge نہر کو نہیں دیا جا سکتا۔

ھڈا ڈرین کے متاثرین کے نقصان کی تلافی

*711 چوہدری عبدالحق بھٹی۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ھڈا ڈرین سرگودھا کی صفائی کے لئے ۸ عدد مشینیں جون ۱۹۸۵ء میں فراہم کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ مشینوں نے آج تک صرف ۳۸ برجیاں صاف کی ہیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ اگر متذکرہ مشینوں سے اگر صحیح طور پر کام لیا جاتا تو مذکورہ سیم نالہ اگست ۱۹۸۵ء تک مکمل طور پر صاف ہو جاتا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سیم نالہ کی بروقت صفائی نہ ہونے کی وجہ سے ہزاروں ایکڑ اراضی میں کھڑی فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔ مزید براں آئندہ فصل ربیع کے دوران ہزاروں ایکڑ اراضی پر کاشت نہ ہو سکے گی۔

(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متاثرہ علاقہ کے کسانوں کے نقصان کی تلافی کے لئے معاوضہ دینے کو تیار ہے اگر تیار ہے تو کیسے اور کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (چوہدری محمد اقبال)

(الف) ہڈا ڈرین کی صفائی مکمل طور پر مارچ/اپریل ۱۹۸۶ء تک کر دی گئی تھی اور ڈرین مذکورہ صحیح طور پر کام کر رہی ہے۔

(ب) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

(ج) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

(د) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

آبیانہ کی فلیٹ ریٹ پر وصولی

*736 ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی میں پچھلے دس پندرہ سال سے آبیانے کی شرح کو

فلیٹ ریٹ پر شروع کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس تجویز پر کب عمل درآمد ہوگا۔؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ آج سے دس پندرہ سال پہلے آبیانہ کی شرح فلیٹ ریٹ مقرر کرنے پر کافی غور وخوض ہوا۔ مگر یہ تجویز مندرجہ ذیل امور کی بنا پر ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے ترک کر دی گئی تھی۔

۱۔ چھوٹے اور بڑے زمینداران کے مابین کاشت کا تناسب نہ تھا۔

۲۔ زرعیزی رقبہ جات میں بھی یکسانیت نہ تھی مثلاً سیم زدہ اور تھور زدہ رقبہ جات پر شرح فلیٹ ریٹ عائد کرنا قرین انصاف نہ تھا

۳۔ فصلات کو نقصان پہنچنے پر یا خراب ہونے کی صورت میں زمینداران کو معافی آبیانہ نہ دی جاسکتی تھی۔

۴۔ زمینداروں کے لئے یہ سمجھنا بہت مشکل ہے کہ چاہیئے وہ اپنے رقبہ میں گھاس لگائیں یا چارہ لگائیں یا خالی رکھیں۔ انہیں آبیانہ یکساں ہی دینا پڑے گا یہ بات چھوٹے زمینداران کے لئے خصوصی طور پر نقصان دہ ہے اور چونکہ اکثریت چھوٹے زمینداروں کی ہے اس لئے یہ سسٹم اختیار کرنا مشکل ہے۔

(ب) جزو الف کا جواب نہیں ہے لہذا اس تجویز پر عمل درآمد کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ٹیوب ویل مالکان سے آبیانہ کی وصولی

*737 ملک ممتاز احمد بھچر: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ کاشت کاران نہری پانی کی نسبت ٹیوب ویلوں کے ذریعے زیادہ رقبہ سیراب کرنے کے قابل ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ کاشت کاروں کو ان علاقوں کو اراضی پر آبیانہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے جو وہ خود ٹیوب ویلوں سے سیراب کرتے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹیوب ویلوں کے سیراب ہونے والے رقبوں پر آبیانہ وصول نہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و ترقی قوت (چوہدری محمد اقبال)

(الف) اندرون حدود آب پاشی میں زیادہ تر آب پاشی نہری پانی سے ہوتی ہے سکارپ کے رقبہ جات میں سرکاری ٹیوب ویل اضافی پانی فراہم کرتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ اگر نہری علاقہ میں ٹیوب ویلوں کا پانی نہری پانی کے ساتھ مکس کر کے لگایا جائے تو قاعدہ ۲۸ کینال ایکٹ کے تحت ایسے رقبہ جات نہری آبپاشی شدہ تصور کئے جاتے ہیں اور ان پر آبیانہ عائد کیا جاتا ہے۔

(ج) حکومت نے ٹیوب ویلوں سے نہری پانی کے ساتھ مخلوط آبپاشی ہونے والے رقبہ پر ۲۵ فیصد آبیانہ کی رعایت دے رکھی ہے جو کہ بجلی کے ٹیوب ویلوں کے لئے ۸ سال تک اور ڈیزل کے ٹیوب ویلوں کے لئے ۱۰ سال تک برقرار رہتی ہے تاہم اگر کوئی کاشت کار اپنے ٹیوب ویل سے آبپاشی ہونے والے رقبہ کو ایک مضبوط وٹ بنا کر نہری نظام سے الگ تھلگ کرے تو اس پر آبیانہ عائد نہیں کیا جاتا اس طرح سکارپ کے علاقوں میں (NOC) حاصل کرنے کے بعد بھی ٹیوب ویل کا رقبہ سی سی اے (CCA) سے خارج کر دیا جا سکتا ہے اور اس پر آبیانہ عائد نہیں کیا جا سکتا

بیگم ریاض حشمت مجموعہ جناب والا۔ وزیر آبپاشی ہر سوال کے جواب میں بار بار یہ فرما رہے ہیں کہ پچیس فیصد معافی دی جاتی ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سال کتنے کاشت کاروں کو معافی دی گئی؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت جناب والا۔ تعداد کے لئے تو انہیں نیا سوال دینا چاہیئے پچیس فیصد معافی ایک فارمولا ہے اس کے تحت ہر اس آدمی کو دی جاتی ہے جو ٹیوب ویل کا پانی اور نہری پانی کو ملا کر آبپاشی کرتا ہے۔

میاں ریاض چشمت جنجوعہ۔ جناب والا۔ یہ معافی حاصل کرنے کا طریقہ کار اتنا پیچیدہ ہے کہ کوئی عام سادہ لوح کاشت کار یہ چھوٹ حاصل کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کیا وزیر آبپاشی اسے مزید سہل بنانے کے لئے کوئی قانون وضع کر رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ جناب سپیکر! یہ نظام اتنا پیچیدہ نہیں ہے جتنے فاضل رکن کے سوالات پیچیدہ ہوتے ہیں۔ اس میں تو بڑی واضح اور صاف بات ہے، جو زمیندار ٹیوب ویل کا پانی اور نہری پانی ملا کر آبپاشی کرتا ہے اس کو پچیس فیصد اس پورے آبیانے سے معاف کر دیا جاتا ہے۔ اس کو یہ رعایت دی جاتی ہے کیونکہ وہ ٹیوب ویل کا پانی بھی ساتھ استعمال کرتا ہے۔ جناب والا یہ تو بڑا واضح فارمولا ہے اس میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر آبپاشی! اس معزز ایوان کی میز پر اس ضمنی سوال کا جواب رکھ سکیں گے کہ اس سال پنجاب میں کتنے کاشت کاران کو پچیس فیصد چھوٹ دی گئی اور کتنی رقم اس سال پنجاب کے کاشت کاران کو پچیس فیصد چھوٹ کی صورت میں معاف کی گئی ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اس اجلاس کے دوران یہ ایوان کی میز پر آجائے گی؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ جناب والا، اس کے لئے کافی اعداد و شمار اکٹھے کرنے ہوں گے۔ جناب والا خود سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ صرف اس سال کے لئے چاہئیں۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ جناب والا۔ پورے پنجاب کا اس سال کا ریکارڈ اکٹھا کرنا ممکن تو ہے اگر فاضل رکن چاہیں تو فراہم کیا جا سکتا ہے۔ اگر فاضل رکن اس سلسلے میں کوئی رعایت دینا چاہیں تو وہ بھی دے سکتے ہیں یا جیسے ان کی مرضی ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس پر کافی وقت لگے گا اور اس سیشن میں نہیں آسکے گا۔

جناب سپیکر۔ اس سیشن کے دوران نہیں آسکے گا؟

وزیر آبپاشی۔ جناب والا یہ کافی لمبا چوڑا کام ہے۔ پنجاب بھر سے مواد اکٹھا کرنا ہے۔

جناب سپیکر۔ چلیں اگلے سیشن تک فراہم کر دیں۔

وزیر آبپاشی۔ جناب والا۔ اگلے اجلاس تک آپ کے فرمان کی تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر۔ جناب ملک طیب خاں صاحب۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ٹیوب ویل تو بڑے زمیندار لگاتے ہیں اور انہیں پچیس فیصد معافی مل جاتی ہے۔ رہا غریب آدمی جو ٹیوب ویل والوں سے قیمتاً پانی لیتا ہے اور وہ دو ایکڑ، چار ایکڑ اور چھ ایکڑ کا مالک ہے وہ کہاں جائے۔ اس کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر۔ ملک صاحب! ذرا اپنا سوال دھرائیے گا۔

ملک طیب خان اعوان۔ عالی جاہ! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ ایک صاحب حیثیت آدمی ٹیوب ویل لگاتا ہے اور اسے پچیس فیصد معافی مل جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک غریب ہے جس کے پاس چار ایکڑ، چھ ایکڑ یا دس ایکڑ زمین ہے اور اس کا ٹیوب ویل نہیں ہے وہ ٹیوب ویل والے سے تیس روپے کی بجائے چالیس روپے فی گھنٹہ پانی قیمتاً لیتا ہے لیکن وہ معافی سے بھی محروم رہتا ہے اس لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟

وزیر آبپاشی۔ جناب والا۔ فاضل رکن کا سوال بہت ہی اعلیٰ ہے۔ میں خود بھی زمیندار ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ ایسے بھی ہوتا ہے لیکن جناب اس میں محکمے کی مجبوری ہوگی جیسے میں نے پہلے سوال کے جواب میں کہا ہے لیکن جنجوعہ صاحب پھر اعتراض کریں گے کہ جواب تو وہی ہے لیکن جس قسم کا سوال ہوگا اس طرح کا جواب بھی ہوگا اور میں بار بار وہ بات دہرا رہا ہوں کہ اگر کوئی وٹ بندی ہو اور اس زمیندار، جس نے ٹیوب ویل کا پانی قیمتاً خریدا ہو اور نہری پانی اس میں نہیں جانے نہیں دینا اور علیحدہ وٹ بندی کر لیتا ہے تو پھر اسے رعایت مل سکتی ہے اگر وہ پانی ساتھ ملا کر لگاتا ہے تو محکمے کے لئے یہ بڑی مشکل ہو جاتی ہے کہ وہ کس طرح انہیں علیحدہ کرے کہ یہ نہری پانی تھا اور یہ ٹیوب ویل کا پانی تھا۔

جناب سپیکر۔ جی ملک صاحب

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا۔ اس کی وضاحت نہیں ہو سکتی۔ نہ ہی ٹیوب ویل والے کر سکتے ہیں اور نہ دوسرے کر سکتے ہیں۔ انہیں کھال کو ٹیوب والے استعمال کرتے ہیں اور انہیں کھال کو نہری پانی والے استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ تو پھر آپ اس کا کیا طریقہ کار تجویز کریں گے۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا! میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ جب ٹیوب والے کو ۲۵ فیصد

معافی دی جاتی ہے تو تمام کاشت پر معافی کیوں نہیں دی جاتی جب کہ کاشت کار سو فیصد کی بجائے دو سو فیصد خرچ کر رہے ہیں۔ ہر کاشت کار کو ۲۵ فیصد رعایت ملے تاکہ ہر والے اس معافی والے الزام سے بچ جائیں۔ جب ہم معافی کرانا چاہتے ہیں تو منعدار کو پیسے دیتے ہیں۔ اور سیڑ کو پیسے دیتے ہیں۔ ایس ڈی او کو پیسے دیتے ہیں کہ اس سے نجات مل جائے۔ جب ہم نے ایک رعایت دی ہے کہ پچیس فیصد ہم نے معافی دینی ہے تو کھلم کھلا معافی ہو جانی چاہیئے کہ جو کاشت ہو گی اس پر ۲۵ فیصد آبیانہ نہیں لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کافی وزن رکھتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر آبپاشی اگلے اجلاس تک وہ آبیانہ میں چھوٹ کے متعلق سوال کا جو جواب دیں گے، اس میں آپ کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا۔

سید فخر الدین شاہ

شجاع آباد میں سپر بند کی تعمیر

*778 سید فخر الدین شاہ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شجاع آباد شہر کو دریا کے کٹاؤ سے بچانے کے لئے ایک سپر بند بنانے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ بروقت بند تعمیر نہ کیا گیا تو سیلاب کی رو کو اور شہر کی حفاظت مشکل ہو جائے گی؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متوقع خطرہ کے پیش نظر جلد از جلد سپر بند بنانے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے حکومت نے ایک سکیم بنائی ہے جس کا تخمینہ ایک کروڑ ۳۱ لاکھ روپے ہے۔ صوبائی حکومت نے اس کی منظوری دے دی ہے اور یہ سکیم مرکزی حکومت کو منظوری کے لئے بھیجی جا چکی ہے جہاں ذیلی کمیٹی نے اسے منظور کر لیا ہے مرکزی حکومت کی حتمی منظوری کا انتظار ہے جس کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) سیلاب کے دوران موجود پشتوں کی کمزوری نگرانی کی گئی ہے جس سے سیلاب کا پانی بخیر و خوبی گزر گیا۔ بہرحال اس سکیم کی ضرورت مسلمہ ہے۔

(ج) جونہی مرکزی حکومت کی آخری منظوری اور فنڈز موصول ہوئے سکیم پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

سید فخر الدین شاہ۔ ضمنی سوال۔ جناب والا۔ میری گذارش یہ ہے کہ اگر ان دنوں میں ہمیں فنڈز نہ ملے تو پھر یہ بند بن بھی نہیں سکتا۔ پھر ہم اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ کب ڈوبیں تو میری التجا ہے کہ یہ مرکز کو یادداشت بھیجیں یا جیسے بھی کریں۔ ہمیں فنڈز ملنے چاہئیں۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب یہ ضمنی سوال تو نہیں ہے، یہ تو آپ کا ایک مطالبہ ہے۔ کیا جناب وزیر آبپاشی کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر آبپاشی۔ جناب والا۔ یہ سکیم صوبائی گورنمنٹ نے مرکزی حکومت کو بنا کر بھیج دی ہے وہ بہت جلد اس کو مکمل کر کے فنڈز بھیج دیں گے۔ فنڈز وہی بھیجتے ہیں، ہم کام مکمل کرتے ہیں۔

جناب گل نواز خان وڑائچ۔ جناب، پنجابی دی گل اے، تندوری تپی ہوئی سوہدے تے آکھی دا اے میں دی روٹی لالواں۔ دریائے چناب نے میرے حلقہ میں کم از کم گجرات کو تباہ کر دیا ہے اور وہاں پر ۸۰ ہزار ایکڑ رقبہ دریا برد ہو چکا ہے، میں اس ایوان میں بارہا مرتبہ عرض کر چکا ہوں یہ میرے بڑے محسن ہیں۔ خدا کے لئے یہ میرے ساتھ چلیں اور دیکھیں کہ گجرات والوں کا حال کیا ہے تمام زمین دریا برد ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب کیا یہ ضمنی سوال ہے؟

جناب گل نواز خان وڑائچ۔ جناب سپیکر یہ ضمنی نہیں ہے، یہ تو ان کے سامنے میری استدعا ہے۔ میں نے تو پہلے عرض کیا ہے کہ میں نے تندوری تپی ہوئی دیکھی تو میں نے کہا کہ میں بھی ایک روٹی لگا لوں۔

جناب سپیکر۔ جنجوعہ صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

میاں محمد ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا۔ کیا وزیر موصوف بتانا پسند کریں گے کہ صوبائی محکمہ آبپاشی نے جو سکیم شجاع آباد شہر کو دریا کی زد سے بچانے کے لئے تیار کر کے مرکزی حکومت کو بھیجی ہے اگر اس سکیم کی منظوری سے پہلے یہ شہر دریا کی زد میں آگیا تو اس کی ذمہ داری مرکزی

حکومت پر ہوگی یا صوبائی حکومت پر۔

وزیر آبپاشی۔ اس سلسلہ میں جو بھی طریقہ کار ہے اس کو پورا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جنجوعہ صاحب تو ویسے ہی گھبرا رہے ہیں۔ اب تو سیلاب کا موسم گزر گیا ہے پورا ایک سال پڑا ہوا ہے۔ انشاء اللہ اس سے پہلے سیکم مکمل ہو کر آ جائے گا۔ اس لئے شہر کو خطرے والی کوئی بات نہیں ہے۔

وارہ بندی میں مشکلات کا سدباب

*785 چوہدری محمد جاوید اقبال چیمہ۔ کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کینال ڈرینج ایکٹ کی دفعہ ۶۸ یا از خود ایکٹ میں کسی ضابطہ میں کوئی ایسی گنجائش نہیں رکھی گئی جس کے تحت محکمہ اہلکار کسی مخصوص وقت کے اندر وارہ بندی کرنے کے پابند ہوں۔ نتیجتاً وارہ بندی کی درخواست پر محکمہ انہار کے اہلکار اس وقت تک کارروائی نہیں کرتے جب تک کہ انہیں رشوت نہ دی جائے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وارہ بندی سے متعلق کاشتکاران کی مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی اب لائحہ عمل اختیار کرنے کو تیار ہے جس سے ان کو درپیش مشکلات کا ازالہ ہو سکے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کی دفعہ ۶۸ یا از خود ایکٹ کے کسی ضابطہ میں وارہ بندی کیس کی تکمیل کے لئے کوئی میعاد مقرر نہ ہے۔ البتہ اس ضمن میں محکمانہ ہدایات موجود ہیں کہ وارہ بندی تین ماہ کے اندر اندر مکمل کی جائے۔ جہاں تک وارہ بندی کی درخواست پر رشوت لے کر کارروائی شروع کرنے کا تعلق ہے چونکہ سوال میں کوئی مخصوص واقع بیان نہ ہے اس لئے اس الزام پر تبصرہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اشتراکات مال پٹواری سے جملہ حقداروں موگہ کی فرد ملکیت حاصل کرنے میں دیر لگ جاتی ہے۔

(ب) کاشتکاروں کی شکایات کے پیش نظر ہی محکمہ نے مجاز افسروں کو تین ماہ کے اندر اندر کام نپٹانے کی ہدایت جاری کر رکھی ہیں۔

نئی نالہ کا رخ تبدیل کرنے کے منصوبہ پر عملدرآمد

*826 چوہدری مشتاق حسین۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا امر واقع ہے کہ راولپنڈی نالہ لئی ہر سال مون سون کے دوران بارشوں کے سبب راولپنڈی میں قیامت صغریٰ برپا کر دیتا ہے؟
(ب) کیا یہ درست ہے کہ گذشتہ سال حکومت نے مذکورہ نالہ کا رخ موڑنے کا ایک منصوبہ تیار کیا تھا۔
(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ منصوبہ پر کب تک عملدرآمد کیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ درست ہے۔
(ب) یہ تمام منصوبہ مرکزی حکومت کی تحویل میں ہے۔ صوبائی محکمہ آبپاشی و برقیات کا براہ راست اس سے تعلق نہ ہے۔ گذشتہ سال NESPAK اور NDC نے مشترکہ طور سے ایک منصوبہ بنا کر مرکزی حکومت کو پیش کیا تھا۔ جو ابھی زیر غور ہے۔
(ج) جیسا کہ جزو (ب) کے جواب میں درج ہے کہ منصوبہ کی منظوری کے بعد ہی مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ مرکزی حکومت اس سکیم پر ترجیحی بنیادوں پر غور کر رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ چوہدری غلام رسول۔

ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*841 چوہدری غلام رسول۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہرلوئر جہلم تحصیل پھالیہ کے کافی رقبہ کو سیراب کرتی ہے۔
(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہرلوئر جہلم کا شمالی طرف کا رقبہ بارانی ہے اور اس رقبہ کو ٹیوب ویل سکیم کے تحت سیراب کیا جاتا ہے؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہرلوئر جہلم کے شمالی حصہ پر ٹیوب ویل سکیم کے تحت

ٹیوب ویل لگانے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے ؟
(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کاشت کاروں کی سہولت کے لئے نہر کے شمالی جانب کب تک ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (چوہدری محمد اقبال)

(الف) ہاں یہ حقیقت ہے۔

(ب) ہاں یہ حقیقت ہے کہ نہر لوئر جہلم کے شمالی طرف کا رقبہ بارانی ہے۔ لیکن اس رقبہ کو نہر لوئر جہلم سے سیراب نہیں کیا جا سکتا۔

(ج) نہر لوئر جہلم کے شمالی حصہ پر محکمہ آبپاشی کے پاس ٹیوب ویل سکیم کے ٹیوب ویل لگانے کی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے۔ واپڈا حکام نے ان علاقوں میں ٹیسٹ بورنگ کرائی تھی مگر زیر زمین پانی اور زمین کی ساخت ٹیوب ویل کو نصب کرنے کے لئے موزوں نہیں پائی گئی۔

(د) ایضاً

چوہدری غلام رسول۔ جناب سپیکر، وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ نہر کے شمالی طرف محکمہ نے ان علاقوں میں ٹیسٹ بورنگ کروائی تھی۔ مگر زیر زمین پانی اور زیر زمین ساخت ٹیوب ویل کو نصب کرنے کے لئے موزوں نہیں پائی گئی۔ تو کیا وزیر موصوف اس ضمن میں جواب دیں گے کہ اس علاقہ میں کافی تعداد میں پرائیویٹ ٹیوب ویل نصب ہیں اور بہترین پانی دے رہے ہیں اور وہ ۲۵۔ ۳۰ فٹ کے فاصلے پر پانی دے رہے ہیں۔ وہاں سرکاری ٹیوب ویل کی تنصیبات میں کیا مشکلات ہیں؟

وزیر آبپاشی۔ جناب اس میں گزارش یہ ہے کہ ٹیوب ویل کی کچھ ہوتی ہیں چھوٹے زمیندار جو پرائیویٹ ٹیوب ویل لگاتے ہیں وہ کم کے ہوتے ہیں اور گورنمنٹ جو ٹیوب ویل لگاتی ہے وہ بڑی کے ہوتے ہیں اور بڑا گہرا بور کرتی ہے۔ گہرائی میں جا کر اس زمین میں کچھ ایسے ہیں جو یہ اجازت نہیں دیتے کہ اتنا گہرا ٹیوب ویل لگا کر اس کو

کامیاب کیا جا سکتا ہے اس لئے جناب والا اس میں یہ مشکلات ہیں۔

چوہدری غلام رسول۔ جناب والا۔ نہر کے جنوبی طرف رقبہ کچھ کم زرخیز ہے اور شمالی طرف جس طرف ٹیوب ویل نہیں لگائے گئے وہ مقابلتاً بہت زرخیز رقبہ ہے اور اس میں درمیان سے ٹرنک ہیلم کینال گزرتی ہے تو کیا وزیر موصوف مجھے یہ بتائیں گے کہ کن کن مقامات پر ٹیوب ویل کی بورنگ کروائی گئی یا وہ میرے ساتھ کوئی محکمہ کا آدمی کر سکتے ہیں جو کہ مجھے کوئی ایک پوائنٹ بھی دکھا دے کہ جہاں پر بور ہوا اور وہ جگہ سخت ہے اور وہاں پر ٹیوب ویل نہیں لگ سکتا ہے۔

وزیر آبپاشی۔ اس سلسلہ میں چیف انجینئر کی ڈیوٹی لگاؤں گا کہ وہ ان کے ساتھ جا کر جگہ بھی دکھا دیں۔ اگر ان کے ذہن میں کوئی موزوں جگہ ہو جہاں پر کہ بور کامیاب ہو سکتا ہے تجویز کریں اور انشاء اللہ ان کی تجویز کو مکمل کرانے کی ہم پوری کوشش کریں گے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ہیڈ مرالہ سے لے کر کوبے والا تک نہروں کے دونوں طرف ٹیوب ویل لگانے کی کوئی سکیم ہے؟

وزیر آبپاشی۔ یہ ضمنی سوال بنتا تو نہیں لیکن فی الحال کوئی ایسی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

فصل خریف میں آبیانہ کی رعایت

*846 راؤ مراتب علی خان۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع بہاولنگر کے پسماندہ ترین علاقہ کو فصل خریف ۱۹۸۵ء میں خاطر خواہ طور پر نہری پانی فراہم نہ ہو سکا ہے جس کے باعث فصل خریف ۱۹۸۵ء ناقابل حد تک تباہ و برباد ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر آبپاشی کے ضلع بہاولنگر کے دورہ کے دوران کاشت کاروں نے نہری پانی کی کمی کے بارے میں واویلا کیا تھا اور موصوف نے فصل ایستادہ کا معائنہ بھی فرمایا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ امر ڈویژن ضلعی انتظامیہ اور محکمہ نہر کے ارباب اختیار سے پوشیدہ نہ ہے کہ ضلع ہذا میں فصل خریف ۱۹۸۵ء ناقابل برداشت

حد تک متاثر اور برباد ہو چکی ہے اور کسانوں کو ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ضلع کے پسماندہ اور مفلوک الحال زمینداروں کو فصل خریف ۱۹۸۵ء کی تباہ و بربادی پر آبیانہ میں رعایت دینے پر آمادہ ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) فصل خریف ۱۹۸۵ء کے دوران ضلع بہاولنگر کے علاقہ میں نہری پانی کی فراہمی معمول سے کچھ کم رہی مگر فصلات کو کوئی زیادہ نقصان نہ پہنچا ہے۔

(ب) جناب وزیر آبپاشی کے دورہ ضلع بہاولنگر کے دوران کئی کاشتکاروں نے نہری پانی کے متعلق اپنی معروضات و تجاویز پیش کی تھیں۔

(ج) محکمہ انہار کے افسران نے زمینداران کی درخواستوں پر فصل خریف ۱۹۸۵ء کے متاثرہ کھیتوں کا تفصیلی معائنہ کیا اور نقصان زدہ فصلوں کو آبیانہ کی معافی حسب ضابطہ دی گئی ہے۔

(د) جیسا کہ جزو "ج" کے جواب میں بیان کیا گیا ہے۔ فصل خریف ۱۹۸۵ء کی نقصان زدہ فصلات کو حسب ضابطہ آبیانہ کی معافی دے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ سردار فتح محمد خاں بزدار صاحب۔

چشمہ رائٹ بینک کینال کی توسیع

*849 سردار فتح محمد خان۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چشمہ رائٹ بنک کینال کی توسیع کی منظوری تحصیل تونسہ اور ڈیرہ غازی خان تک ہو چکی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ علاقوں میں اس کی کھدائی کب شروع ہوگی اور کب تک مکمل ہو گی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) گورنمنٹ نے چشمہ رائٹ بینک کینال کی توسیعی منظوری

تحصیل تونسہ اور ڈیرہ غازی خان تک دے دی ہے جو کہ ایک سو بہتر (۱۷۲) میل لمبی ہے۔ جسے مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

حصہ	لمبائی	مدت تکمیل	علاقہ
اوّل	۵۲ میل	دسمبر ۱۹۸۶ء	ڈیرہ اسماعیل خان
دوم	۲۴ میل	دسمبر ۱۹۸۹ء	ڈیرہ غازی خان
سوئم	۹۶ میل	دسمبر ۱۹۹۵	تحصیل تونسہ، ڈیرہ غازیخان

(ب) وضاحت مذکورہ جزو (الف) میں ہو چکی ہے۔ سکیم کی منظوری (ECNEC) نے دے دی ہے۔ منصوبے پر عملدرآمد واپڈا کروا رہا ہے۔ منصوبے کے مطابق پہلا حصہ تقریباً مکمل ہونے والا ہے۔ منصوبے کے دوسرے حصے میں تخمینہ لاگت اور ٹنڈر بائے کاغذات مکمل ہو چکے ہیں اور ٹھیکیداروں سے عنقریب پری کوالیفائی کر کے ٹنڈر حاصل کئے جائیں گے اور کام شروع ہوگا۔ منصوبے کے دوسرے حصے کی تکمیل

کئے جائیں گے اور کام شروع ہوگا منصوبے کے دوسرے حصے کی تکمیل کے بعد تیسرا حصہ شروع ہو سکے گا۔

جناب سردار فتح محمد خان بزدار

جناب سپیکر، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ چشمہ رائٹ بنک کی توسیع کی منظوری تحصیل تونسہ اور ڈیرہ غازی خان تک دے دی گئی ہے۔ آپ کے جواب کے حصہ دوم میں ڈیرہ غازی خاں لکھا ہوا ہے اور سوم میں تحصیل تونسہ لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ تحصیل تونسہ ڈیرہ غازی خان سے پہلے آتی ہے اس لئے پروگرام تحصیل تونسہ میں پہلے شروع ہونا چاہیئے تھا

وزیر آبپاشی و برقی قوت۔ جناب والا میرے فاضل دوست میری بات کو سمجھے نہیں ہیں۔ اوپر والے حصے میں تحصیل کا ذکر نہیں ہے، لیکن یہ دونوں حصے ڈیرہ غازی خان میں آتے ہیں پچھلے حصے کو چھوڑ کر آگے سے تو منصوبہ شروع ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کو دو منصوبوں اور دو حصوں میں مکمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب چوہدری غلام رسول صاحب۔

نہر لوئر جہلم کے فٹ برج کی چوڑائی

*865 چوہدری غلام رسول: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ آبپاشی نے نہر لوئر جہلم پر موضع پران، کھوہار۔ بھوانج (ضلع گجرات) پر نہر کے اوپر فٹ برج کو چوڑا کرایا ہے۔ جس سے عوام کو بہت سہولت ہے مگر اسی نہر پر مونگ، گالووالی صاحب کا لوک اور دتو چوہڑ و بگا پر بنے ہوئے فٹ برج کو ابھی تک محکمہ نے چوڑا نہیں کیا؟
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مونگ، گالووالی، صاحب کا لوک، دتو چوہڑ و بگا کے فٹ برج کو چوڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (چوہدری محمد اقبال):
(الف) مذکورہ مواضعات نہر لوئر جہلم پر نہیں بلکہ نہر اپر جہلم پر واقع ہیں۔ مواضعات گالووالی۔ مونگ۔ صاحب کا لوک دتو چوہڑا اور بگا کے لئے نہر لوئر جہلم پر فٹ برج برائے ۳۱۱۳۹، ۴۶۷۷۷، ۵۴۷۳۲، ۵۹۵۷۶ اور ۷۴۴۷ پر علی الترتیب واقع ہیں ان کے علاوہ پانچ بڑے پل برائے دیہاتی اور منصفی سڑکیں برجی نمبر ۲۵۴۸۳، (بالمقابل مونگ) ۴۰۵۰۷، ۴۹۸۵۱، ۶۴۳۲۷ اور ۸۱۷۳۹ پر موجود ہیں۔
مذکورہ بالا پلیوں کو چوڑا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں کیونکہ ایسا کرنا فنی لحاظ سے ناقابل عمل ہے۔
(ب) مذکورہ بالا پلیاں آج سے تقریباً ۹۰ سال پہلے صرف پیدل آمد و رفت کے لئے بنائی گئی تھیں۔ اس لئے ان کی بنیادیں کم گہری ہیں اور بالائی ڈھانچہ آہنی ہے۔ اس لئے ان کم گہری بنیادوں پر بڑے اور چوڑے پل نہیں بنائے جا سکتے۔ کیونکہ پلیاں اینٹوں کے ستونوں کی بجائے لوہے کے

ڈھانچے پر تعمیر شدہ ہیں۔
چونکہ درج بالا پل سڑکوں کو ملاتے ہیں اور پختہ سڑک سے بھی رابطہ ہے لہٰذا ان پلیوں کو کشادہ کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

چوہدری غلام رسول۔ جناب سپیکر وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وہ پلیاں فنی لحاظ سے چوڑی نہیں کی جا سکتیں کیونکہ ان کے نیچے اینٹوں کے ستون نہیں ہیں۔
جناب والا، ہنر لوئر جہلم ہمارے ضلع کی دو تحصیلوں تحصیل کھاریاں اور تحصیل پھالیہ کے علاقہ سے گزرتی ہے پانچ پلیاں تحصیل کھاریاں میں اسی ساخت کی بنی ہوئی ہیں جب کہ وہ پلیاں پچھلے دو سالوں سے کشادہ کر دی گئی ہیں یہ پلیاں جو تحصیل پھالیہ میں کشادہ نہیں کی گئیں۔ آخر اس کا کیا جواز ہے کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس کی کیا وجوہات ہیں؟ تحصیل پھالیہ کی جو پلیاں ہیں انکے متعلق وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ فنی وجوہات ہیں اور یہ مشکلات ہیں وغیرہ وغیرہ

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا آخر میں ضرورت کی بات بھی کی تھی، جناب والا اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ R-5 کا فاصلہ آپس میں اتنا کم ہے کہ یہاں ان پلیوں پر اتنا روپیہ خرچ کرنا شاید اتنا اہم نہ ہو، اتنا ضروری نہ ہو اس کے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر باقاعدہ چوڑے پل موجود ہیں جو سڑکوں کو ملاتے ہیں اور اس لئے آمدورفت میں کوئی زیادہ دقت درپیش نہیں ہے۔ یہ پرانی پلیاں صرف آدمیوں کے گزرنے کے لئے بنائی گئی تھیں، اس لئے اگر ان کو over load کر دیا گیا تو یہ اب جس حالت میں ہیں شاید اس حالت میں بھی نہ رہیں۔ اس کے لئے تو اب صرف نیا پل ہی تعمیر کیا جا سکتا ہے اتنے عرصہ کے بعد اس پر اتنا روپیہ خرچ کرنا روپے کا بھی ضیاع ہوگا اور اس سے کوئی فائدہ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

چوہدری غلام رسول۔ جناب والا جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہمارے پانچ مواضع۔ سونگ کالووالی، صاحب کالوک، دتو چوہڑ، اور بگا ماچھی تحصیل پھالیہ میں ایسے ہیں جن کا آدھا رقبہ نہر کے ایک طرف ہے اور آدھا رقبہ دوسری طرف ہے اور پہلے جب یہ foot bridges بنائے گئے تھے اس وقت اس نہر کے کنارے ایک کچی سڑک تھی۔ اب mettled roads بن چکی ہے۔ کیا وزیر موصوف مجھے اس بات کا جواب دیں

گے کہ جب یہ ضرورت کی بات کرتے ہیں تو اس میں ان گاؤں کی کیا ضروریات تھیں جن کی وجہ سے ان کی پلیاں کشادہ کر دی گئیں اور ہمارے علاقہ میں یہ پلیاں کشادہ نہیں کی جا رہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا کسی دن چوہدری صاحب میرے پاس تشریف لے آئیں اور اور اپنی ضرورت کے لئے مجھے قائل کر لیں تو پھر انشاء اللہ ان کی تجویز پر ضرور غور کریں گے۔

جناب سپیکر۔ چوہدری نذیر احمد

ریکلیمیشن چھوٹ میں اضافہ

*885 چوہدری نذیر احمد۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریکلیمیشن چھوٹ کی میعاد صرف تین ماہ دی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مونجی کی فصل کو پکنے میں تقریباً چار ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زمینداروں کی مشکلات کے پیش نظر متذکرہ چھوٹوں کی میعاد چار ماہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (چوہدری محمد اقبال)

(الف) سرکاری طور پر ریکلیمیشن چھوٹ کی میعاد جولائی تا ستمبر مقرر ہے مگر دریاؤں میں پانی میں بیشی کی صورت میں یہ معیاد زیادہ کر دی جاتی ہے۔

(ب) جی ہاں درست ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو (الف) میں تحریر کیا گیا ہے۔ چھوٹ کی میعاد ماہ جولائی تا ستمبر مقرر ہے۔ لیکن اس کا انحصار دریاؤں میں پانی کی بہم رسانی پر ہے۔ دریاؤں میں پانی کی کمی بیشی سے ریکلیمیشن چھوٹ کی میعاد بھی کم و بیش ہو سکتی ہے۔ اس سال بھی چونکہ پانی کی پوزیشن خاصی بہتر تھی لہٰذا ریکلیمیشن چھوٹوں کی میعاد ۱۵ اکتوبر تک بڑھا دی گئیں۔

چوہدری نذیر احمد۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ سوال پوچھنا چاہوں گا کہ جواب کے جزو (الف) میں بتایا گیا ہے کہ ریکلیمیشن چھوٹ کی معیاد جون تا ستمبر مقرر ہے، لیکن ہمارے نیلی بار سرکل میں یہ ہوتا ہے کہ یہ چھوٹ اکثر ۱۵ جولائی کے قریب جا کر دی جاتی ہے تو کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کروانا مناسب سمجھیں گے کہ یہ جو اتنی دیر سے چھوٹ لگائی جاتی ہے۔ اسی حساب سے اس کی معیاد میں توسیع کی جائے گی۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا! میں نے پہلے ہی گزارش کی ہے کہ چھوٹ کی معیاد ۱۵ اکتوبر تک بڑھا دی گئی ہے اور خاص طور پر جس طرح فاضل رکن فرما رہے ہیں اگر کوئی ایسا کیس ان کے ذہن میں ہو تو وہاں ۱۵ دن کے لئے توسیع کی جا سکتی ہے کیونکہ یہ دریاؤں میں پانی کی مہم رسانی پر منحصر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری خالد جاوید ورک صاحب۔

منگو کے ورکاں میں بجلی کی فراہمی

*923 چوہدری خالد جاوید ورک۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل، گوجرانوالہ نے ۸۲-۱۹۸۳ء میں منگو کے ورکاں میں بجلی فراہم کرنے کی قرارداد منظور کر کے محکمہ آبپاشی و قوت برقی کو ارسال کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ گاؤں کو ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ گاؤں بجلی ٹرانسمیشن لائن سے آدھے میل پر واقع ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں کو بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ کی طرف سے ۸۲-۱۹۸۳ء میں منگو کے ورکاں میں بجلی فراہم کرنے کی کوئی قرارداد محکمہ کو موصول نہیں ہوئی البتہ سال ۸۳-۱۹۸۴ء میں ضلع کونسل کی طرف سے اس گاؤں کو بجلی مہیا کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔ لیکن اس گاؤں ۱۱ کے وی لائن سے فاصلہ نصف میل کی مقررہ حد سے زیادہ تھا۔ اس لئے اس گاؤں کو بجلی فراہم نہیں

کی جاسکی۔

(ب) یہ درست ہے کہ ابھی تک نگر کے ورکاں تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کو بجلی فراہم نہیں کی گئی۔

(ج) واپڈا کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ گاؤں کا ۱۱ کے وی لائن سے ناصلہ ۲ ۵۷ ۴ فٹ ہے جو کہ آدھے میل سے زیادہ ہے تاہم یہ گاؤں اب ایک میل تک بڑھائی بڑھائی گئی مقررہ حد کے اندر ہے لہذا اس گاؤں کو رواں مالی سال میں بجلی مہیا کئے جانے کے لئے منظوری دی جا چکی ہیں۔

جناب سپیکر: جناب مہر لال بھیل۔

اقلیتی آبادیوں میں بجلی کی فراہمی

*959 لالہ مہر لال بھیل۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالونی بھیل نگر میں بجلی کے کھمبے نصب کئے جا چکے ہیں جبکہ بجلی سپلائی نہیں کی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بستی کہور خاں موضع علی اکبر سانگی اقلیتی کالونی کچی آبادی الاٹمنٹ نمبر 2 اور سٹی پل رحیم یار خان کی مسلم آبادیوں کو بجلی فراہم کی گئی ہے مگر اقلیت آبادیوں کو نظر انداز کیا گیا ہے

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بھیل نگر اور دیگر اقلیتی آبادیوں کو فوری طور پر بجلی سپلائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ کالونی بھیل نگر میں کھمبے نصب تھے اور بجلی سپلائی نہ کی گئی تھی۔ لیکن موجودہ اطلاع کے مطابق بھیل نگر میں بجلی مہیا کر دی گئی ہے اور مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء تک بجلی کے ۲۶ کنکشن دیئے جا چکے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ موضع علی اکبر سانگی کو باقاعدہ بجلی مہیا کی گئی لیکن بستی کہور خان جو موضع علی اکبر سانگی کا ہی حصہ ہے میں اب تک باقاعدہ بجلی مہیا

نہیں کی گئی ہے۔ اس میں ۲۵ کے وی اے کے ایک ٹرانسفارمر کے ذریعے چکی کو کنکشن بھی دیا گیا ہے۔ جہاں سے ۲۵/۲۶ گھریلو کنکشن بھی دیئے گئے ہیں۔

آبادی ابوظہبی نمبر ۲ امیر متحدہ امارت (سلطان ابوظہبی) کے Full Deposit Cost پر الیکٹریفائی ہوئی ہے اور سنی پل میں بھی بجلی مہیا کی گئی ہے یہ درست ہے کہ قبتی کھور خان آبادی ابوظہبی نمبر ۲ اور سنی پل کے قریب اقلیتی آبادیوں میں بجلی نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو (الف) میں بتایا گیا ہے کہ بھیل نگر میں پہلے ہی بجلی مہیا کی جا چکی ہے تاہم جزو (ب) میں بیان کی گئی اقلیتی آبادیوں کو موجودہ طریق کار مطابق رواں مالی سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں بجلی کی فراہمی کے لئے زیر غور لایا جا سکتا ہے۔

موضع اسلامی کالونی بہاولپور میں بجلی کی فراہمی

*1011 لالہ مہرلال بھیل۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع اسلامی کالونی یونان روڈ بہاولپور کی آبادی ۱۵/۱۶ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ موضع میں بجلی کی فراہمی کے لئے اکتوبر ۱۹۸۴ء کو سروے وغیرہ مکمل ہو چکا ہے مگر تا حال بجلی کا کنکشن نہیں ملا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ گاؤں کے ارد گرد کے تمام دیہات اور ذیلی آبادیوں کو عرصہ دس سال سے بجلی فراہم کی جا چکی ہے اور مذکورہ گاؤں سے بجلی کی لائنوں کا فاصلہ تقریباً دس گز سے بھی کم ہے؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ گاؤں کو فوری طور پر بجلی فراہم کرنے کو تیار ہے؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت (جناب محمد اقبال)

(الف) اسلامی کالونی نام کا کوئی موضع نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی کالونی چک ۱۲

اے/بی۔ سی کا ایک حصہ ہے جو بہاولپور چھاؤنی کے مخالف سمت میں میں یزمان روڈ پر واقع ہے۔اس چک کی آبادی تقریباً ۸ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اسلامیہ کالونی کی آبادی کا صحیح اندازہ نہیں کیونکہ چک ۱۲ اے/بی۔ سی کا ہی ایک حصہ ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ اس کالونی کا سروے اکتوبر ۱۹۸۴ء میں کیا گیا چک ۱۲ اے/بی سی کو بجلی کی فراہمی کے لئے ۸۵-۱۹۸۶ء میں منظور کیا گیا اور اب اس چک جس میں اسلامیہ کالونی بھی شامل ہے میں بجلی کی فراہمی کا کام مکمل ہو گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ۱۱ کے وی لائن مذکورہ چک کے قریب سے گزر رہی ہے اور اب اس گاؤں میں بجلی فراہم کی جا چکی ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر وضاحت کی جا چکی ہے مذکورہ چک میں بجلی کی فراہمی کا کام مکمل ہو گیا ہے اور کنکشن کے حصول کے لئے درخواستیں موصول ہونا شروع ہو گئی ہے۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب سپیکر! جیڑے سوالاں دی کاپی سانوں دتی ویندے اور ایس وچ جواب کجھ ہور لکھے ہوئے جے۔ تے جیہڑے وزیر موصوف پڑھلے نے ایس تے کجھ ہور لکھیا اے۔

جناب سپیکر۔ جناب ملک صاحب، اس بارے میں پہلے وزیر صاحب فرما چکے ہیں کہ اس میں جو سوالات تھے ان کے جوابات پہلے اس وقت کے حالات کے مطابق دیئے گئے تھے اب حالات کچھ تبدیل ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس کے مطابق جوابات دیئے جا رہے ہیں

ملک طیب خان اعوان۔ جناب ایدھی احتیاط کیتی وینجو اس نے اندھے وانگوں بیٹھے آں کہ شاید اسی غلط کاپی پھڑ لی بیٹھے آں۔ کسے ہور جگہ ٹرے۔ جس ویلے او پڑھدے پئے نیں اساں ایس کاپی نوں ویکھدے آں تے الفاظ ملدے نئیں اساں فیر کتاب نوں پھولنا شروع کر دیندے آں کہ شاید کیتے ہور ہوئے۔

جناب سپیکر۔ یہ فرق اس لئے ہے کہ جس وقت آپ سوالات دیتے ہیں تو اس کو باری آنے پر کافی عرصہ ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد حالات تبدیل ہو سکتے ہیں۔
بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ۔

غنی کالونی سے شیراکوٹ تک سٹریٹ لائٹ کی فراہمی

*1015 بیگم بشریٰ رحمان۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ غنی کالونی سے شیراکوٹ بند روڈ لاہور تک گندے نالے کے کنارے بجلی کے پول تو نصب ہیں مگر تاحال بجلی سپلائی نہیں کی گئی جس کی وجہ سے غنی کالونی اور شیراکوٹ کے علاوہ نگینہ کالونی، حسن پارک اور نیو مسلم پارک جن کی آبادی پچاس ہزار نفوس سے زائد ہے، رات کے وقت آمدورفت کے لئے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں راہزنی کے واقعات بھی ہوتے رہتے ہیں؟
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ علاقے میں سٹریٹ لائٹ مہیا کرنے کو تیار ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)
(الف) اس ضمن میں واپڈا اور لاہور میونسپل کارپوریشن سے رپورٹیں حاصل کی گئیں۔ واپڈا کی رپورٹ کے مطابق غنی کالونی تا شیراکوٹ بند روڈ لاہور حسن پارک میں سٹریٹ لائٹ نصب نہیں ہے۔ البتہ غنی کالونی تا شیراکوٹ گندے نالے کے ساتھ ساتھ ۶۶ کے۔ وی کی لائن کے پول نصب ہیں جن سے سٹریٹ لائٹ نہیں لگائی جا سکتی۔ لاہور میونسپل کارپوریشن نے وضاحت کی ہے کہ غنی کالونی شیراکوٹ بند روڈ نگینہ کالونی۔ حسن پارک اور نیو مسلم پارک کی آبادیاں منظور شدہ نہیں ہیں اس لئے ان آبادیوں میں ترقیاتی کام و دیگر شہری سہولتیں گلیوں کی سولنگ اور سٹریٹ لائٹ وغیرہ مہیا کرنے کے لئے پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء

کی دفعہ (۳)۸۱ کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے اس سلسلہ میں اگر اہلیان آبادی ترقیاتی اخراجات کی حصہ رسدی ادائیگی پر رضامند ہوں تو ان کی رضامندی کے بعد تخمینہ جات تیار کرکے حسب ضابطہ سٹریٹ لائٹ فراہم کی جاسکتی ہے۔

(ب) الف بالا میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

جناب والا! ویسے یہ سوال لوکل گورنمنٹ کے متعلق تھا۔ میں نے اس لئے اس کا جواب عرض کر دیا ہے کہ شاید ضمنی سوال کی بجائے بیگم بشریٰ رحمان کوئی شعر سنا دیں گی اس لئے میں نے جواب پڑھ دیا ہے۔

بیگم بشریٰ رحمان۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے صرف ایک شعر کی رشوت مانگی ہے اس لئے میں ضمنی سوال نہیں کرتی۔

جناب محمد رفیق۔ جناب سپیکر! شعر کی رشوت بڑی خوبصورت رشوت ہے۔

سید اقبال احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اس پورے اجلاس کے دوران کوئی شعر و شاعری نہیں ہوئی ہے اگر ایک دو شعر محترمہ فرما دیں تو میرے خیال میں بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب کیا ارشاد فرمایا؟

ملک طیب خان اعوان۔ میں کہیا اے جناب رشوت دے شعر سانوں نیئں چاہی دے۔

بیگم بشریٰ رحمان۔ جناب سپیکر! اس لئے میں نے شعر سنانے سے احتراز کیا تھا کہ وہ رشوت کے ضمن میں آتا ہے۔ شعر سنانا تو اچھے جذبات کے ضمن میں آنا چاہیئے۔ یہاں بات روشنی اور اندھیرے کی ہو رہی ہے۔ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ غریبوں کی آبادیوں میں ابھی تک اندھیرا کیوں ہے؟ روشنی کیوں نہیں ہے۔ تو آپ اس کر دفعہ فلاں دفعہ فلاں لگا کر کبھی اس کر دو دفعہ بھی کر دیتے ہیں۔ اس لئے ان کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ۔۔۔

ع کارواں کو لوٹنے کے لئے رہزنوں نے دیئے جلائے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری محمد اصغر صاحب۔

جمال پارک ہنجروال لاہور کے مکینوں کو بجلی کے کھمبوں کی فراہمی

*1021 چوہدری محمد اصغر۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر ۵۱ جس کا جواب ایوان میں مورخہ ۳۰ راکتوبر ۱۹۸۵ء کو دیا گیا تھا کے جواب کے ضمن میں واپڈا کے جن اہلکاران کے خلاف غیر معیاری کنکشن جاری کرنے کے بارے میں تحقیقات شروع کی گئی تھی اس کے فیصد کی کاپی کے ساتھ ساتھ جمال پارک کے مکینوں کو کھمبے مہیا کرنے کے بارے میں کی گئی کارروائی کی تفصیل بھی ایوان میں پیش کریں گے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی واپڈا کی رپورٹ کے مطابق ان اہلکاروں کے خلاف جنہوں نے غیر معیاری کنکشن جاری کئے تھے ایس ای صاحب سکنڈ سرکل کو تحقیقات کرنے کے لئے کہا ہوا ہے۔ تحقیقات ابھی مکمل نہیں ہوئی ہیں تاہم انہیں دوبارہ یاد دہانی کرائی گئی ہیں کہ وہ جلد از جلد ذمہ دار افراد کے خلاف محکمانہ کارروائی مکمل کریں۔ مزید براں پورے علاقہ کی بجلی کا نظام درست کرنے کے لئے واپڈا نے دو لاکھ روپے کا تخمینہ لگایا ہے جو کہ موجودہ فنڈ سے پورا کرنا مشکل ہے۔ لہذا ایس ای صاحب سے کہا گیا ہے کہ وہ دوبارہ علاقے کا سروے کریں اور جو کام زیادہ ضروری ہے انکو ترجیحی بنیاد پر اس مالی سال کے دوران مکمل کریں۔

جناب سپیکر۔ جناب مہر محمد سلیم صاحب

راجباہ گلوکی سے پانی کی وارہ بندی

*1033 مہر محمد سلیم۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چوہدری صفدر علی نے آر ڈی ۲۲۹۵ ارسن (آد) راجباہ گلوکی (پر جناب کینال سے پانی کی وارہ بندی کے لئے ستمبر ۱۹۸۵ء میں ایک درخواست گزاری تھی جس کے ہمراہ فرد ملکیت سابقہ وارہ بندی زیر سیراب رقبہ

کی نقول بھی منسلک تھیں۔
(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ قانون اظہار و بدآمی کے تحت ایسے مالکان اراضی جن کی اراضی متذکرہ موگا سے سیراب ہوتی ہے کو پندرہ دن کا نوٹس دینا ضروری ہوتا ہے۔
(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ زمیندار کو قانون کے مطابق پندرہ دن کا نوٹس دیا گیا تھا اگر جواب نفی میں ہے تو نوٹس نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں۔
(د) وارہ بندی مقرر کرنے میں مزید کتنا وقت درکار ہوگا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ سائل نے درخواست وارہ بندی گذاری۔ لیکن درخواست کے ساتھ اپنی فرد ملکیت نمبردار شامل نہ کی صرف نقل انتقال شامل کی کہ وارہ بندی میں قابل استعمال نہ ہے کیونکہ اس سے یہ وضاحت نہیں ہوتی ہے کہ رقبہ سائل کس چکندری موگہ میں شامل ہے۔
(ب) درست ہے۔ لیکن جب سائل کی طرف سے مکمل دستاویزات حاصل ہوں تو تجویز وارہ بندی کی کارروائی ضابطہ زیر دفعہ ۶۸ عمل میں لائی جاتی ہے۔
(ج) سائل کو پندرہ دن کا نوٹس نہیں دیا گیا کیونکہ سائل دستاویزات متعلقہ محکمہ کو مہیا کرنے سے قاصر رہا۔
(د) اب اگر سائل اپنی فرد ملکیت نمبردار مصدقہ محکمہ مال محکمہ ہذا کو مہیا کر دے گا تو اندرجہان ایک ماہ وارہ بندی مقرر کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: پیر احمد شاہ کھگہ صاحب

سیم نالہ پر پل کی تعمیر

*1072 پیر احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر ۶۷/ہ۔ آر تحصیل ساہیوال کے سیم نالہ پر پل بنانے کی منظوری سال ۱۹۸۴ء میں دی گئی تھی لیکن اس پر ابھی تک عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سیم نالہ میں ہر سال طغیانی آجاتی ہے جس کی وجہ سے کوئی نہ کوئی آدمی ڈوب کر مر جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت کی جانب سے مرنے والوں کو کوئی معاوضہ دیا جاتا ہے اگر ایسا ہے تو یہ معاوضہ کس حساب سے دیا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ ہوا مذکورہ پل کی تعمیر کے لئے حکومت نے تین لاکھ ۸۳ ہزار روپے مختص کئے تھے۔ اگر ایسا ہے تو کیا یہ رقم خرچ کی جا چکی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت کب تک مذکورہ سیم نالہ پر پل کی تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) مذکورہ پل جو سکھرا و ایسٹ ڈرین کی پرچی نمبر ۱۶۹۹۰۰ پر بنایا جانا مقصود تھا۔ جس کی منظوری مورخہ ۲ اپریل ۱۹۸۵ء کو دی گئی تھی لیکن مالی سال ۸۵-۱۹۸۶ء میں فنڈز مہیا نہ ہونے کی بنا پر کام نہ ہو سکا۔

(ب) بارشوں کے دوران سیم نالوں میں طغیانی کا آجانا ایک قدرتی امر ہے۔ اس طرح طغیانی کے دنوں میں کسی فرد کا ڈوب جانا بھی ایک حادثہ ہو سکتا ہے جو کسی کے بس میں نہ ہے تاہم آفات سماوی وارضی میں اپنی حفاظت ہر ایک کو خود کرنی ہوتی ہے۔ بہرحال ممکنہ حد تک متاثرین کے بچاؤ کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں اور اس حادثاتی صورت پر معاوضہ نہیں دیا جاتا۔

(ج) حقیقت پر مبنی نہ ہے تاہم رواں مالی سال کے دوران محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب سے فنڈز مانگے گئے ہیں جن کا ترجمہ

بنیادوں پر پل جانا متوقع ہے۔ کیونکہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب بھی پل مذکورہ کی تعمیر کے لیئے ہدایات جاری فرما چکے ہیں۔ لہذا فنڈز مہیا ہونے پر کام شروع کر دیا جاوے گا۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ ضمنی سوال۔ میں نے اپنے سوال میں یہ جو عرض کیا ہے کہ اس ڈرین میں ہر سال ایک آدمی مرتا رہا ہے۔ اس کے متعلق ان کے ناموں کا آپ کو پتہ ہے؟ کہ کون کون سے آدمی وہاں مرے ہیں۔ حضرت عمر رضؓ نے تو فرمایا تھا کہ دجلہ کے کنارے پر جو کتے بھوکے بیٹھے ہوں گے ان کا بھی میں خیال رکھوں تو اس ڈرین کی طغیانی سے ہر سال جو ایک آدمی مرتا رہا ہے اس کی معلومات تو ضرور آپ کو ہونی چاہئیں۔ تو ازراہ کرم مجھے ان کے نام بتا دیں۔ ایک دفعہ وہاں سے ایک دولہا بے چارہ بارات لے کر جا رہا تھا تو اس بارات میں سے دولہا اس ڈرین میں ڈوب گیا تو اس دولہے کی بارات بجائے خوشی کے ماتم میں تبدیل ہو گئی۔ اس کی تو آپ کو معلومات ہوں گی۔ ذرا مجھے بتائیں کہ ان کے کیا کیا نام تھے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا میری عزرائیل سے تو ابھی تک کوئی واقفیت پیدا نہیں ہو سکی ہے جو بھی میری واقفیت ہوئی ہے تو پھر میں بتا سکوں گا کہ کون کون سے آدمی وہاں مرے ہیں۔ جناب والا! یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا ہے۔

چوہدری حاکم علی۔ جناب سوال نہیں بنتا تو وزیر صاحب آبپاشی دولہا کا یا دلہن کا نام بتائیں گے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب یہ سوال کیا ہوا، اس کی سمجھ نہیں آئی؟

پیر احمد شاہ کھگہ۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس ڈرین پر گورنمنٹ کی طرف سے ایک پل بنانے کے متعلق احکام جاری ہوئے تھے جو کہ ابھی تک نہیں بنا۔ وہاں ہمیشہ بارشوں میں طغیانی آتی ہے اور کوئی نہ کوئی آدمی ہر سال مر جاتا ہے۔ پچھلے سال بھی ایک آدمی اس طرح ڈوب کر مرا تھا۔ وہاں پل نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو مغالطہ ہو جاتا تھا کہ اس کی گہرائی اتنی نہیں ہے۔ بہت عرصے کا وہ پل منظور شدہ ہے لیکن کام بالکل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ تو آپ کا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ وہ ڈرین جس کا آپ نے ذکر کیا ہے اس پر محکمہ آبپاشی کوئی پل تعمیر کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے؟

پیر احمد شاہ کھگہ۔ جناب والا پل تو منظور ہو چکا ہے لیکن اس پر کام شروع نہیں ہو رہا۔ اس کی تعمیر کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی فرمایا تھا مارشل لاء کے زمانہ میں بھی اس کی تعمیر کے بارے میں حکم ہوا تھا لیکن اس پر بھی کوئی عمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری صاحب آپ اس بارے میں کچھ فرمائیں گے

وزیر آبپاشی۔ جناب والا میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایات ہمیں موصول ہو چکی ہیں۔ ہم نے اس پل کی سکیم بنا کر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو بھیج دی ہوئی ہے جونہی وہ ہمیں فنڈز مہیا کرتا ہے اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

ملک طیب خاں اعوان۔ جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جو نالے بارشوں کی وجہ سے یا سیم کی وجہ سے چلتے ہیں اور ان پر کوئی پل نہیں ہیں کیا حکومت ان تمام نالوں پر پل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں رکھتی تو ان غریبوں نے کیا گناہ کیا ہے کہ جب ان میں طغیانی آتی ہے تو وہ اس کو پار نہیں کر سکتے؛ جیسا کہ میرے علاقے میں ایک نالہ سکھ بیاس ہے

وزیر آبپاشی۔ جناب والا! اس سلسلہ میں محکمے کو ترجیحات مقرر کرنی پڑتی ہیں کہ کہاں کہاں پل کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ فنڈز کی دستیابی بھی طے کرنی پڑتی ہے۔ ان کے مطابق ہر سال سکیمیں بنتی ہیں اور ان پر عملدرآمد ہوتا رہتا ہے اگر کوئی سکیم اہم ہو تو ملک صاحب تجویز کریں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر۔ جیسے ملک صاحب کا سوال اس لحاظ سے بڑا اہم ہے کہ سکھ بیاس نے لاہور سے لے کر کوئی پانچ چھ اضلاع تک لوگوں کو مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے اگر محکمہ آبپاشی اس پہ پل بنانے شروع کرے تو میرے خیال میں سینکڑوں پل بنانے پڑیں گے۔ لیکن کیا محکمہ آبپاشی اس بات پر غور کرنے کو تیار ہے کہ سکھ بیاس کا اوپر سے رخ تبدیل کر دیا جائے تاکہ نیچے کی جانب پانچ چھ اضلاع کی زمینیں سیم تھور سے بھی بچ

سکیں اور وہاں لوگوں کی آمدورفت میں بھی سہولت ہو۔
وزیر آبپاشی۔ جناب والا! اس پر ایکسپرٹ رائے لینی پڑے گی کہ اگر یہ ممکن ہو تو اس کے لئے کوئی سکیم بنائی جائے۔
جناب سپیکر۔ تو کیا اس پر آپ غور کرنے کے لئے تیار ہیں؟
وزیر آبپاشی۔ جی ہاں!
ملک محمد عباس خاں کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری)، یہ سکھ بیاس ہمارے حلقہ سے بھی گزرتی ہے اور کافی نقصان کرتی ہے۔ اس کا کمل سروے ہو چکا ہے اور اس کو باقاعدہ ہنر کی شکل دے رہی ہیں۔ شاید وزیر صاحب کو معلوم ہو یا نہ ہو۔ اس پر جتنے بھی سیم نالے ہیں ان کو اس میں ڈال دیا جائے گا۔ نقشے کے مطابق اس پر پل تیار کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ بنا رہے ہیں۔
جناب سپیکر۔ اس کے لئے تو جناب وزیر آبپاشی کو زیادہ علم ہونا چاہیئے۔ چوہدری حاکم علی صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟
چوہدری حاکم علی۔ جناب والا! پانڈو کی ایک ڈرین ہے جو لاہور سے قصور کو جاتی ہے جب بارشوں کا پانی ہنر سے ضلع قصور میں داخل ہوتا ہے تو کئی گاؤں زیر آب آ جاتے ہیں جب کہ چیف منسٹر صاحب بھی موقع پر گئے وہاں پہ دیکھا کہ دو تو میر محمد ستو کی میں پانی تین تین فٹ تھا۔ کیا اس ڈرین کی صفائی کے کوئی انتظامات کئے جا سکتے ہیں؟
وزیر آبپاشی۔ جناب والا! ڈرین کی صفائی کا کام تو ہمارے فرائض میں شامل ہے اگر اس کی صفائی میں کوئی نقص ہے تو ہم اس کی صفائی کرنے کے لئے تیار ہیں اس سکیم کو بھی لگلے بجٹ میں ڈال کے اس کی صفائی کروا دیں گے۔
جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں جو وزیر آبپاشی نے دیا ہے؟
چوہدری حاکم علی۔ جناب والا! ویسے تو ان کا ضمنی سوال ہی نہیں بنتا۔ اب اگر یہ سننے کی کوشش کریں تو میں گزارش کر رہا ہوں کہ ڈرینیج کی صفائی ہمارے دائرہ کار میں آتی ہے۔ ہمارے محکمہ کے فرائض میں شامل ہے۔ اگر یہ ہمیں لکھ کر دیں کہ ہمیں

یہ شکایت ہے یا اس کی صفائی نہیں ہوتی تو ہم اس ڈرین کی صفائی کروانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب سید اقبال احمد شاہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سید اقبال احمد شاہ۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ سات آٹھ مہینے پہلے رگوال ڈرین پر پل کی تعمیر کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے منظوری دی تھی اور اس کے ابھی ٹینڈر نہیں ہوئے۔ کیا آپ کو اس سکیم کے لئے پیسہ مل گیا ہے یا نہیں اور یہ کب بنانے کا ارادہ ہے۔ اس سال بنائیں گے یا اگلے سال؟

جناب سپیکر۔ اس کے لئے تازہ سوال چاہیئے۔۔۔ حاجی صاحب آپ کا کیا ضمنی سوال ہے؟

حاجی غلام صابر انصاری۔ جناب والا جیسا کہ چوہدری حاکم علی نے ذکر کیا ہے۔ لاہور سے قصور روہی نالہ پر تھیبہ وڈانہ کے حلقے میں پولٹری فارموں کے نزدیک پلیں بنائی ہیں لیکن زمینداروں کا وہ رقبہ جو نالہ کے آر پار ہے ان کو پلیں نہیں دی گئیں۔ کیا محکمہ اس پر غور کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔۔۔۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی۔ میں باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں

سوالات اور اُنکے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سیم نالہ کی کھدائی

*1073 پیر احمد شاہ کھگہ۔ کیا وزیر آبپاشی کو قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے دورہ ساہیوال کے دوران چک ۴۹/۵۔ ایل میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ سیم زدہ علاقہ کو جس میں تقریباً ۲۰۔۲۵ گاؤں سیم کی زد میں آتے ہیں کو سیم کے اثرات سے بچانے کے لئے جلد سیم نالہ کی کھدائی کر کے رقبہ کو قابل کاشت

بنایا جائے گا۔ اگر ایسا ہے تو یہ کام کب تک شروع ہونے کی توقع ہے۔

وزیر آبپاشی قوت برقی (چوہدری محمد اقبال) وزیر اعلیٰ پنجاب نے دوران جلسہ اعلان کیا تھا کہ ستلج بیاس نالہ کی گہرائی کی سکیم تیار کروا کے کام شروع کرایا جائے گا۔ یہ سکیم بعنوان "Channelization of Sukh Beas Nallah" جس کا تخمینہ ۲۷ کروڑ روپیہ ہے۔ تیار کر کے متعلقہ حکام کو بھیجی جا چکی ہے سکیم کی منظوری پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ سکیم کی منظوری فیڈرل گورنمنٹ کے ECNEC کی سطح پر ہوگی۔

سپرنٹنڈنٹ انجینئر کے احکامات پر عملدرآمد

*1092 چوہدری لیاقت علی۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جناب سپرنٹنڈنٹ انجینئر اپر چناب کینال نے ایک کیس نمبر 1548/17 RA/GRW اور 1549/RA/GRW کا فیصلہ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۸۴ء کو صادر فرمایا تھا

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ فیصلہ جات سے ڈویژنل کینال آفیسر گوجرانوالہ کو مورخہ ۱۶ر جنوری ۱۹۸۴ء مطلع کر دیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ فیصلہ کے مطابق اس کا عمل کھتونی ربیع ۱۹۸۴ء میں ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن ربیع ۱۹۸۴ء سے لے کر خریف ۱۹۸۵ء تک بھی عملدرآمد نہیں ہوا ہے حالانکہ ریکارڈ ہیڈ ورنیکلر کلرک ڈویژنل کینال آفیسر گوجرانوالہ کی ڈائری نمبر ۹۹-۱۰۰ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۸۴ء کے مطابق برائے ضروری عمل متعلقہ کلرک کو حکم پہنچ گیا تھا۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا حکم جناب سپرنٹنڈنٹ انجینئر پر کب عمل ہوگا اور اس تاخیر کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا اس بلاوجہ تاخیر کا نوٹس لے کر حکومت متعلقہ اہلکار کے خلاف مناسب محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(الف) وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال) درست ہے۔ یہ فیصلہ ہوگر نمبر 30500/R راجباہ گروپ کے پرنا جائز آبپاشی کی وجہ سے عائد شدہ محصول خاص (تاوان) کے فیصلہ کے خلاف اپیل پر دیا گیا

(ب) درست ہے۔

(ج) فیصلہ حسب الحکم جناب سپرنٹنڈنگ انجینئر کے مطابق عمل درآمد کھتونی ربیع ۸۳-۱۹۸۴ء ہو چکا ہے۔

(د) چونکہ فیصلہ جناب سپرنٹنڈنٹ انجینئر پر عملدرآمد ہو چکا ہے کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

باغات لگانے والے افراد کو زائد نہری پانی کی فراہمی

*1185 جناب ایم جاوید اقبال چیمہ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ۱۹۷۴ء میں حکومت نے باغات لگانے والے افراد کو زائد نہری پانی دیا جانے کا قانون پاس کیا تھا مگر اس سے صرف بااثر لوگ ہی استفادہ حاصل کر سکتے ہیں جو کہ اب ان کا باقاعدہ حق بن چکا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ میں بے شمار ایسے لوگ موجود ہیں جن کے باغات بھی ہیں مگر وہ زائد پانی حاصل کرنے سے محروم ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ناانصافی کو دور کر کے باغات رکھنے والے تمام افراد کو زائد پانی دینے یا بااثر افراد کے باغات کا پانی کم کر کے سب زمینداروں میں برابر تقسیم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ۱۹۷۴ء میں محکمہ نہر نے بذریعہ حکم نمبری ۱۰/۵/۴۲-۹۲/۱/۴۲۷۹ مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۴ء کو زائد واری پانی نہر برائے باغات دینے کا قانون نافذ کیا تھا یہ درست نہ ہے کہ بااثر لوگ ہی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ بلکہ ۱۹۷۶ء سے

قواعد میں ترمیم کے بعد زیادہ سے زیادہ ۱۸ ایکڑ پانی باغ منظور کیا جاتا ہے۔ جس سے چھوٹے زمینداروں کو فائدہ ہوا ہے۔

(ب) یہ درست ہے لیکن ہر راجباہ پر باغ کے اضافی پانی کا کوٹہ حسب قواعد مخصوص ہے جو کہ (پہلے آؤ پہلے پاؤ) کی بنیاد پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ کوٹہ ختم ہونے کی صورت میں آنے والے لوگ اس اضافی پانی سے محروم رہ سکتے ہیں۔

(ج) باغات رکھنے والے تمام افراد کو زائد پانی دینے کے لئے پانی کی بہت بڑی مقدار کی ضرورت ہے جو فی الحال مہیا نہیں کی جا سکتی۔ منظور شدہ باغ کا اضافی پانی تحریری معاہدہ (Agreement) کے تحت دیا جاتا ہے چنانچہ یک طرفہ طور پر یہ پانی منسوخ یا کم نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ جہاں باغات موقع پر موجود نہ ہوں ان کا پانی منسوخ کر دیا جاتا ہے ایسے حالات میں ان رقبہ جات کو جہاں باغ کہ چاہے وہ اپنے رقبہ میں گھاس لگائیں یا چارہ لگائیں یا خالی رکھیں انہیں آبیانہ یکساں ہی دینا پڑے گا یہ بات چھوٹے زمینداروں کے لئے مخصوص طور پر نقصان دہ ہے اور چونکہ اکثریت چھوٹے زمینداروں کی ہے اس لئے یہ سسٹم اختیار کرنا مشکل ہے۔

(د) اس سسٹم میں زمینداروں کی کوشش ہوگی کہ زیادہ سے زیادہ رقبہ زیر کاشت ہو جس کے لئے ناجائز آبپاشی کے رجحان کو فروغ ملے گا اور اس کے نتیجہ میں ٹیل کے زمینداروں کو نقصان پہنچے گا۔

(ہ) فصلات کو نقصان پہنچے یا خراب ہونے کی صورت میں زمینداروں کو معافی آبیانہ نہ دی جا سکے گی۔

(و) اس سسٹم میں کراپنگ پیٹرن پر کنٹرول ختم ہو جائے گا۔

(ز) مختلف فصلات کے اعداد و شمار جمع نہ ہو سکیں گے جس سے ترقیاتی کاموں کی منصوبہ بندی متاثر ہوگی۔

(ح) جیسا کہ جزو ب کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ اس امر کی حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ آبیانہ کی وصولی رشوت ستانی اور جرو تعدی کا ہتھیار بننے نہ پائے اگر کوئی ایسا کیس سامنے آ جائے تو ضابطہ کی پوری کارروائی کی جاتی ہے۔

۶ ایل ڈرین تحصیل جڑانوالہ کی کھدائی اور صفائی کے اقدامات

*1192 جناب منظور احمد۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ۶ ایل ڈرین تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کی صفائی تعمیر سے لے کر آج تک نہیں ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کی گہرائی اطراف کی زمین کی سطح کے برابر ہے بلکہ کہیں کہیں سے تو زمین کی سطح سے بھی اونچی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پر کوئی ٹیوب ویل نصب نہیں کیا گیا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ڈرین کی کھدائی صفائی اور ٹیوب ویل لگوانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) ۶ ایل ڈرین کی تعمیر سال ۷۹-۱۹۸۰ء میں ہوئی اور ابھی تک سرکاری طور پر بذریعہ ٹھیکیدار اس کی صفائی نہیں ہوئی ہے۔ بیلدار علاقہ ضروری صفائی کرتے رہتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے البتہ تعمیر کے بعد چھ سال کے عرصہ میں مٹی پڑ جانے سے اس کی گہرائی کم ہو گئی ہے لہٰذا سروے کرنے کے بعد صفائی کا تخمینہ تیار کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ تا حال اس پر کوئی ٹیوب ویل نصب نہیں کیا گیا اور نہ ہی کوئی ایسا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(د) صفائی کا تخمینہ منظوری کے مراحل میں ہے۔ امید ہے کہ آئندہ مالی سال یعنی ۸۶-۱۹۸۷ء میں صفائی کا کام مکمل کر لیا جائے گا۔ ٹیوب ویل لگانے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

خانپور ڈیم سے نہروں کی تعمیر میں نقائص کا سدباب

*1207 جناب غلام سرور خان۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت خانپور ڈیم سے پنجاب کے رقبہ کو سیراب کرنے کے لئے تعمیر کی گئی نہروں کی ناقص منصوبہ بندی اور غیر معیاری تعمیر کے پیش نظر پرانا

پنج کھٹہ سسٹم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔
(ب) آیا حکومت عثمان کھٹہ موگا کی تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

چونکہ یہ کام ابھی محکمہ انہار پنجاب کو منتقل نہیں ہوا۔ لہذا اس کا جواب داپڈا سے لیا گیا۔
(الف) ان کے مطابق پنجاب کے رقبہ کو سیراب کرنے کے لئے خانپور ڈیم سے متعلقہ نہری نظام صحیح طریقہ سے بنایا گیا ہے اس کے کچھ حصہ کا معائنہ ڈپٹی کمشنر اٹک اور متعلقہ افسران نے ۲۵ اپریل ۱۹۸۵ء کو کیا تھا۔ انہوں نے آبپاشی کے نظام کو تسلی بخش پایا۔ لہذا پرانے پنج کھٹہ سسٹم کو دوبارہ شروع کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔ اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔
(ب) عثمان کھٹہ کو سیراب کرنے کے لئے سکیم بنائی گئی ہے۔ اس سکیم کی تکمیل کے لئے کچھ زمین کا حاصل کرنا ضروری ہے امید ہے جون ۱۹۸۷ء تک مکمل ہو جائے گا۔ حصول اراضی کے بعد نہر کی تکمیل پر تقریباً ۲ ماہ لگیں گے۔

بحالی و تحقیقات راجباہ جی آر ایل کینال رنگپور

*1210 سید محمد اقبال احمد شاہ بخاری۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) آیا یہ درست ہے کہ عرصہ تقریباً دس سال سے رنگپور کینال بوجہ کٹاؤ دریائے چناب رنگپور کے قریب سے بند کر دی گئی ہے اور اب پانی کی سپلائی صرف آر ۵۔ ایل تک محدود ہے اور آر ۱۸ ایل عرصہ دس سال سے ہی نہری پانی سے محروم ہے۔ جس سے کئی مواضعات بنجر ہو چکے ہیں۔
(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ نہر رنگپور کی بحالی کے لئے عوام نے کافی تگ و دو کی اور اس پر گورنمنٹ نے منصوبہ بحالی ۱۸ ایل ۷ آر منظور فرمایا۔ جس کی لاگت تقریباً ۳۲ لاکھ روپے ہے اور منصوبہ ہذا جون ۱۹۸۵ء تک مکمل کیا گیا اور پانی کی سپلائی

جولائی ۱۹۸۵ء میں جاری ہونا تھی۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ باوجود محکمہ انہار کی کوشش کے پانی صرف ایک میل فاصلہ طے کر سکا اور بھی صرف ایک یا دو کیوسک کے قریب پانی جاری ہوا اور آگے جا کر رک گیا۔

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ منصوبہ غلط تکنیک کی وجہ سے فیل ہو چکا ہے۔

(ر) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ علاقہ رنگپور کے عوام کی طرف سے بذریعہ چیئرمین مرکزی کونسل رنگپور سے درخواست برائے انکوائری جناب وزیر آبپاشی و سیکرٹری آبپاشی کو گزاری گئی ہے جس پر انکوائری کا حکم چیف انجینئر آبپاشی سرگودھا کو دیا گیا لیکن تا حال نہ انکوائری کی گئی ہے اور نہ ہی مذکورہ راجباہ کو بحال کرنے کا کوئی ٹھوس منصوبہ بنایا گیا ہے جب کہ پانی جاری کرنے کا موسم پھر قریب ہے؟

(س) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ راجباہ کے سلسلہ میں غلط منصوبہ بندی اور فنی خرابیوں کی تحقیقات کروانے اور اسے قابل استعمال بنانے کو تیار ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ درست ہے مگر ۶-ایل اور ۶-آر کی بجائے بذریعہ سرکاری ٹیوب ویل متبادل ذرائع آبپاشی اب تک جاری ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔"

(ج) یہ جزوی طور پر درست ہے گذشتہ سال تقریباً ۲۰ کیوسک پانی ہیڈ کے ابتدائی مرحلہ کے طور پر چھوڑا گیا تھا کہ نہر سیٹ ہو سکے پانی ۷ میل کا فاصلہ (از برجی ۲۸۱ تا ۳۱۴) طے کر گیا بعد برجی ۳۱۴ پر شگاف ہو جانے کی وجہ سے پانی ہیڈ سے بند کر دیا گیا۔

(د) یہ درست نہ ہے منصوبہ کی تکمیل اس سال ہی فنی لحاظ سے مکمل ہو گی اور چلانے کے لئے Staunching اور سپیشل واچنگ کی جاتی ہے اس مرحلہ میں نئے اور خشک کناروں سے جگہ جگہ پانی بہہ نکلتا ہے اور شگاف پڑ جاتے ہیں جب نہریں سلٹ بیٹھنا شروع ہوتی ہے تب جا کر نئے کنارے مضبوط ہوتے ہیں یہ عمل جاری ہے اور

انشاء اللہ بہت جلد ان راجباہ ہوں سے رقبہ آبپاشی ہو جائے گی۔
(د) یہ درست ہے کہ منصوبہ فنی لحاظ سے درست نہ ہے چیئرمین علاقہ کی درخواست پر اس کے جانچ پڑتال جناب چیف انجینئر سرگودھا ۱۹-۲-۱۹۸۶ء کو موقعہ پر کی اور انہوں نے اس کو فنی لحاظ سے درست پایا ہے اس لئے منصوبہ کو ابتدائی طور پر چلانے کا مرحلہ ایک ضروری عمل ہے جو کہ موقعہ پہ جاری ہے انشاءاللہ اس سال راجباہ متعلقہ رقبہ کو سیراب کرے گا۔
(س) جیسا کہ اوپر وضاحت کی جا چکی ہے یہ منصوبہ فنی لحاظ سے درست ہے اور اس کو قابل استعمال بنانے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔

سرکاری ٹیوب ویلوں کی نجی افراد کے ہاتھوں فروختگی

*1219 میاں محمد اسحاق۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی جانب سے کسی ایسے منصوبہ کی منظوری دی گئی ہے جس کی رو سے صوبے میں نصب شدہ ٹیوب ویل زمینداروں اور دوسرے لوگوں کو فروخت کر دیئے جائیں گے اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں۔
(ب) آیا حکومت ایسے کسی بھی فیصلے سے صوبے کی زرعی معیشت پر پڑنے والے منفی اثرات سے باخبر ہے اور کیا وہ ایسے فیصلہ سے متاثرہ افراد کے خدشات کو رفع کرنے کے لئے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔
(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صوبہ میں اور خاص طور پر شیخوپورہ، گوجرانوالہ، فیصل آباد اور جھنگ کے اضلاع میں حکومت کی جانب سے ٹیوب ویلوں کی تنصیب پانی کی بڑھتی ہوئی سطح کو نیچے کرنے اور ہزاروں ایکڑ اراضی کو سیم اور تھور سے بچانے اور ان اضلاع میں زرعی معیشت میں اضافہ کے زرعی مقاصد کے لئے اس زمین کو کارآمد بنانے کی باعث ہے۔
(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت سرکاری ٹیوب ویلوں کی نجی افراد کو فروخت کے ایسے کسی منصوبہ کو ترک کرنے کو قرین مصلحت خیال

کرے گی اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ذیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) وفاقی حکومت نے عالمی بنک کے تعاون اور صوبائی حکومت کے مشورہ سے ایک منصوبہ بنایا ہے جسے سکارپ ٹرانزیشن SCARP Transition پائلٹ پراجیکٹ کا نام دیا گیا ہے اس کے تحت میٹھے پانی کے رقبہ میں پرانے نصب شدہ سکارپ ٹیوب ویلوں کو جو کہ بڑے سائز کے ہیں بتدریج ختم کر کے چھوٹے سائز (آدھ سے ایک کیوسک ڈسچارج) کے پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کو فروغ دیا جائے گا۔ پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لئے بجلی کی لائنیں اور کنکشن مہیا کئے جائیں گے قرضہ جات کی سہولتیں اور فنی امداد دی جائے گی منصوبہ پر عملدرآمد کے لئے عالمی بنک بھی رقوم مہیا کرے گا۔ منصوبہ حتمی منظوری کے لئے وفاقی حکومت کے پاس ہے۔

(ب) منصوبہ کی تشکیل سے پہلے اس کے قابل عمل ہونے کے بارے میں تفصیلی مطالبہ کیا گیا ہے اور اس کے مختلف امور پر غور و خوض کے بعد سکیم بنائی گئی ہے تفصیلی ڈیزائن کے لئے ٹیوب ویل تا ٹیوب ویل سروے کیا جا رہا ہے اور متعلقہ زمینداران کے مشورے سے پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کی تعداد اور ان کی تنصیب کے لئے جگہوں کا تعین کیا جا رہا ہے۔ تبادلہ خیال کے نتیجہ میں پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کی مانگ کے بڑے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ اس منصوبہ کے تحت چونکہ چھوٹے سائز کے زیادہ تعداد کے ٹیوب ویل لگائے جائیں گے اس سے زرعی معیشت پر بہتر اثرات مرتب ہوں گے۔

(ج) حکومت نے مذکورہ اضلاع میں سکارپ کے تحت ٹیوب ویل ۲۲ سے ۲۵ سال قبل سیم و تھور پر قابو پانے کی غرض سے ہی نصب کئے تھے اور اس سے خاطر خواہ فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ تاہم اس عرصہ کی دوران صوبہ میں میٹھے پانی کے علاقوں میں کئی گنا زیادہ تعداد میں پرائیویٹ ٹیوب ویل بھی لگائے اور ان زرعی پیداوار اور ڈرینیج پر اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ سرکاری ٹیوب ویلوں کے بارے میں

اکثر شکایات بھی رہتی ہیں۔ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ زیر زمین میٹھے پانی کے علاقوں میں سرکاری ٹیوب ویل نصب کرنے کی بجائے پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کو فروغ دیا جائے اور اسی پالیسی کے تحت سرکاری ٹیوب ویلوں کو بتدریج ختم کر کے پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کو فروغ دیا جانا مقصود ہے۔ تاہم کھاری پانی کے علاقوں میں ٹیوب ویل حکومت کی نگرانی کام کرتے رہیں گے۔

(د) جیسا کہ جزو ہائے بالا میں وضاحت کی گئی ہے حکومت ٹیوب ویلوں کو ان کی موجودہ سرکاری حیثیت میں نجی افراد کو فروخت نہیں کر رہی بلکہ ان کی بجائے پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کو فروغ دینے کا منصوبہ رکھتی ہے تاکہ چھوٹے ٹیوب ویلوں کی ضرورت کے مطابق آبپاشی بہتر طور پر کی جا سکے اور ڈرینج کی مزید ضروریات بھی پوری ہو سکیں۔

ٹیوب ویل ٹیکس میں معافی

*1257 جناب رانا پھول محمد خان۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ارزاہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چودہ پندرہ چک ہائے جنوبی حلقہ کڑانہ تحصیل سرگودھا میں سکارپ نمبر ۲ کے علاقہ سے سیم ختم کرنے کے لئے محکمہ نے سابہوں پر ٹیوب ویل نصب کئے تھے اور ان کے پانی کو نہر موگہ کے کھالوں میں پانی ڈال دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ٹیوب ویلوں کے پانی نے سیم کو ختم کرنے کی بجائے زمین کو تھور میں تبدیل کر دیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ زمینداران کو ان ٹیوب ویلوں کے لگانے سے کافی نقصان ہوا ہے اور نہری پانی میں کمی ہو گئی ہے

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس سال کے بعد ایک ایک چک کو تقریباً دس دس لاکھ روپے بطور ٹیوب ویل ٹیکس عائد کر دیا گیا ہے جب کہ زمیندار ان آبیانہ مقررہ شرح کے مطابق ہر فصل پر باقاعدگی سے ادا کر رہے ہیں۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ناجائز ٹیوب ویل ٹیکس کو معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ کرانا کے چک ہائے کے اندر سکارپ نمبر ۲ پراجیکٹ کے نئے ٹیوب ویل لگائے گئے جن ٹیوب ویلوں کا پانی درست قرار پایا ان کو نہری پانی کے ساتھ ملا کر آبپاشی کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ سکارپ نمبر ۲ کے تحت لگائے گئے ٹیوب ویلوں نے زیر زمین پانی کی سطح کو کم کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سا رقبہ جو کہ سیم و تھور کی وجہ سے ناقابل کاشت ہو گیا تھا اس کی حالت بہتر ہو چکی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ اصلاح اراضی کے تحت ٹیوب ویل لگانے پر سیم و تھور زدہ اراضی کافی حد تک درست ہو گئی ہے۔ مزید برآں یہ بھی درست نہیں کہ ٹیوب ویل لگانے سے نہری پانی کی کمی ہو گئی ہے بلکہ کھال کے اندر ٹیوب ویل کا اضافی پانی ڈال کر زیادہ مقدار میں پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے جن اراضیات کو سکارپ ٹیوب ویلوں سے اضافی پانی مہیا کیا جاتا ہے ان سے ڈبل آبیانہ لیا جاتا ہے۔ اس وصولی کے خلاف چند زمینداروں نے عدالت مجاز سے رجوع کر کے ۱۹۷۲ء میں حکم امتناعی Stay Order حاصل کرائے۔ بلآخر اپریل ۱۹۸۳ء میں حتمی طور پر ان فیصلہ حکومت کے حق میں ہوا۔ اس دوران زمینداروں سے Stay order ٹیوب ویلوں کا آبیانہ وصول نہ کیا جا سکا۔ آخری فیصلہ کے بعد اب وہ تمام رقوم جو اس سلسلہ میں متعلقہ زمینداروں سے سال ہا سال سے واجب الادا تھی ان کی وصولی کے احکامات جاری کئے گئے۔ دوران مقدمہ بازی محکمہ مال صرف نہری آبیانہ وصول کرتا رہا ہے اب قانونی طور پر واجب الادا واجبات کی وصولی کا کام محکمہ مال کر رہا ہے۔

(د) جیسا کہ جزو (د) کے ضمن میں واضح کیا گیا ہے کہ صرف قانونی طور پر بقایا واجب الادا رقوم کی وصولی کا کام محکمہ مال کے ذریعہ ہو رہا ہے اور کوئی ناجائز ٹیوب ویل ٹیکس نہیں لگایا گیا لہٰذا اس کی معافی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

مخصوص فنی تعلیم کے حامل اہلکاروں کی تعیناتی

*1260 چوہدری عبدالرشید۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) لاہور زون میں سول اور مکینیکل سب ڈویژنوں کی بالترتیب تعداد کیا ہے؟
(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت محکمہ ہذا میں متعدد سب ڈویژنل آفیسرز سول انجینئرنگ کے مکینیکل سب ڈویژن میں تعینات ہیں اور ایس ڈی او مکینیکل انجینئرنگ کے سول انجینئر کی حیثیت سے متعین ہے اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد نام اور عرصہ ملازمت کیا ہے۔
(ج) کیا یہ درست ہے کہ مخصوص فنی تعلیم کے حامل اہلکار کو مخصوص عہدہ کے برعکس تعینات کرنے سے محکمہ کارکردگی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔
(د)۔ اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مخصوص فنی تعلیم کے حامل اہلکاروں کو ان کی تعلیم کے مطابق تعینات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) سول سب ڈویژن کی تعداد ۴۲ ہے اور مکینیکل سب ڈویژن کی تعداد ۷ ہے۔
(ب) درست فہرست نام و عرصہ ملازمت منسلک ہے۔
(ج) یہ درست نہیں ہے مذکورہ اقدامات سے کسی قسم کی رکاوٹ کا احتمال نہیں ہے کیونکہ سول اور مکینیکل انجینئرنگ کے بہت سے مضامین مشترک ہوتے ہیں اور دوران تربیت ان کو محکمہ کے متعلقہ کاموں کی تربیت دی جاتی ہے اسی لئے محکمہ ابہاری میں سول اور مکینیکل انجینئر کا کیڈر بھی مشترک ہے
(د) اہل کاروں کی تعیناتی کے وقت حتی الامکان ان کی فنی تعلیم کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

ایس ڈی او	میکینیکل نمبر	تعداد	فارم	جگہ	عرصہ ملازمت
۱			حاجی علی احمد جان	میکینیکل سب ڈویژن	۸۲-۱۰-۲
۲			آفتاب افضل چغتائی	ورکشاپ سب ڈویژن	۸۳-۱۰-۲۲
۳			ملک محمد افضل	ملتان ٹیوب ویل سب ڈویژن	۸۲-۱۰-۲۵
۴			عبدالمجید	ٹیوب ویل آپریشن ڈویژن مظفر گڑھ نمبر ۱۱۱	۸۶-۳-۴
۵			محمد اقبال	۔۔۔ مظفر گڑھ ۱	۸۵-۹-۶
۶			السطاف احمد	۔۔۔ ۱۱۱ کوٹ ادو	۸۶-۳-۲۷
۷			غلام جیلانی شاہ	سٹور سب ڈویژن مظفر گڑھ	۸۶-۵-۷
۸			منظور علی خاں	ورکشاپ سب ڈویژن مظفر گڑھ	۸۴-۵-۷
۹			محمد انور	پی اینڈ آر زون	۸۵-۴-۱
۱۰			معارف احمد	ایضاً	۸۵-۲-۱
۱۱			محمد یوسف	ایضاً	۸۵-۲-۱
۱۲			محمد اسلم بیگ	ایضاً	۸۶-۳-۰
۱۳			محمد اسلم انصاری	ایضاً	۸۶-۲-۰
۱۴			طارق رؤف	ایضاً	۸۶-۵-۰
ڈی او سول ۹					
۱			مسز آصف سجاد	پی اینڈ آر زون ٹریننگ	۸۶-۱-۰
۲			محمود انصاری	بہاولپور زون	۸۵-۴-۲۸
۳			محمد ایوب	ڈویلپمنٹ زون	۸۶-۵-۰
۴			محمد اسلم	سرگودھا زون	۸۴-۹-۲۹
۵			چوہدری منظور احمد	سرگودھا زون	۸۰-۷-۱۴
۶			عابد علاؤالدین	سرگودھا زون	۸۶-۲-۱۸

۷	چوہدری محمد یعقوب	سرگودھا زون	۲۹-۲-۸۶
۸	اورنگ زیب چیمہ	لاہور زون	۲۵-۸-۸۴
۹	محمد اسلم (۶)	لاہور زون	۳۰-۵-۸۵

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈبل آبیانہ کا خاتمہ

*89 چوہدری اکرام اللہ رانجھا۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ راجباہ پھالیہ جو کہ تحصیل پھالیہ تقریباً ۱/۳ حصہ رقبہ کو سیراب کرتا ہے۔ ششماہی ہنر ہے اور اس ہنر میں صرف چھ ماہ یعنی فصل خریف کے دوران پانی چلتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ رقبہ کو سیراب کرنے کے لئے سکارپ کے ٹیوب ویل موگہ کے ساتھ نصب ہیں جس کی وجہ سے حکومت ڈبل آبیانہ وصول کرتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ربیع کی فصل کے دوران مذکورہ ہنر بند رہتی ہے اور صرف سکارپ ٹیوب ویل پانی مہیا کرتے ہیں اگر ایسا ہے تو ڈبل آبیانہ وصول کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت ڈبل آبیانہ کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ حقیقت ہے کہ فصل ربیع کے دوران مذکورہ ہنر بند رہتی ہے۔ ڈبل آبیانہ وصول کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ٹیوب ویل کی (Maintenance) پر سارا سال حکومت کو اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ سکارپ ٹیوب ویل حقیقت میں زمین کو سیم تھور سے بچانے کے لئے نصب کئے گئے ہیں۔ جس سے دو مقاصد حاصل ہیں ایک تو یہ زیر زمین پانی کو

نیچے کرتے ہیں اور دوسرا یہ کہ ان سے فصلات کی نشوونما کے لیئے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ ایسے رقبہ جات کو حکومت نے بمطابق نوٹیفیکیشن نمبر A&W - 5 (2) - 69/894 مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء کو ۱۹۶۷ء کو وکل ایریا قرار دیا ہے۔ تحصیل چھالیہ کو بھی وکل ایریا قرار دیا جا چکا ہے اور دسمبر ۱۹۷۰ء سے ان رقبہ جات سے ڈبل آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے اس بنا پر حکومت کا ڈبل آبیانہ کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔

محاصل آبیانہ اور کاربرآر مصارف میں اضافہ

*100 چوہدری محمد عبداللہ ورک۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) دن یونٹ کے خاتمہ سے لے کر ۸۴-۱۹۸۵ء تک محاصل آبیانہ اور کاربرآر مصارف کی سال وار رقم کتنی ہے۔

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ دن یونٹ ختم ہونے کے فوراً بعد سے آبیانہ کی حد میں منافع حاصل ہو رہا ہے اگر ایسا ہے تو اب منافع کی رقم ہر سال کتنی وصول ہوئی۔

(ج) اگر کاربرآر مصارف میں خاصا اضافہ ہوا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) دن یونٹ کے خاتمہ سے لے کر ۸۴-۱۹۸۵ء تک کا محاصل آبیانہ اور کاربرآر مصارف درج ذیل ہیں۔

سال	کاربرآر مصارف	محاصل آبیانہ	منافع/خسارہ
۷۱-۱۹۷۰ء	۱۶،۵۵ CRORES	۲۴،۷۴ CRORES	+ ۸،۱۴
۷۲-۱۹۷۱ء	۱۶،۴۶ "	۲۳،۴۶ "	+ ۷،۰۰
۷۳-۱۹۷۲ء	۲۰،۸۴ "	۲۴،۳۶ "	+ ۳،۵۲
۷۴-۱۹۷۳ء	۲۳،۵۲ "	۲۴،۲۸ "	+ ۰،۷۶
۷۵-۱۹۷۴ء	۳۱،۲۴ "	۲۷،۵۰ "	- ۳،۷۴
۷۶-۱۹۷۵ء	۳۷،۱۱ "	۲۷،۷۷ "	- ۹،۳۴

سال	کاربرآر مصارف	محاصل آبیانہ	منافع/خسارہ
۷۷-۱۹۷۶ء	۳۹ر۰ ACRORES	۳۱ر۴۴ CRORES	-۷ر۵۹
۷۸-۱۹۷۷ء	" ۴۱ر۷۰	" ۳۶ر۰۷	-۵ر۶۳
۷۹-۱۹۷۸ء	" ۴۸ر۰۷	" ۴۱ر۷۴	-۶ر۳۲
۸۰-۱۹۷۹ء	" ۰۴ر۵۴	" ۴۲ر۷۷	-۲۱ر۷۷
۸۱-۱۹۸۰ء	" ۷۳ر۴۵	" ۴۷ر۳۰	-۲۶ر۱۵
۸۲-۱۹۸۱ء	" ۹۳ر۱۵	" ۵۹ر۳۱	-۳۳ر۸۴
۸۳-۱۹۸۲ء	" ۱۰۷ر۷۳	" ۶۸ر۸۱	-۳۱ر۹۲
۸۴-۱۹۸۳ء	" ۱۹ر۵۳	" ۷۰ر۰۰	-۴۳ر۵۳
۸۵-۱۹۸۴ء	" ۱۳۴ر۷۳	" ۷۷ر۱۰	-۵۷ر۶۳

(ب) ون یونٹ ختم ہونے کے چار سال بعد تک منافع حاصل ہوتا رہا اور اس کے بعد سے لے کر تا حال برابر خسارہ ہو رہا ہے۔ جیسا کہ جزو (الف) کے جواب میں درج شدہ اعداد و شمار سے واضح ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو الف کے جواب میں دیئے گئے اعداد و شمار سے ظاہر ہے۔ ۱۹۷۰ء سے لے کر ۸۴-۱۹۸۳ء تک کاربرآر مصارف میں تقریباً ۸ گنا اضافہ ہوا ہے اس کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بجلی کے نرخوں میں ۷۰-۱۹۷۱ء کے بعد سے آج تک ۳۶۰ فیصدی اضافہ ہوا ہے اس کے برعکس آبیانہ کی شرح میں ۹۵ فیصد اضافہ ہوا ہے۔

۲۔ تعمیراتی سامان کی قیمتوں اور اجرتوں میں اضافہ۔

۳۔ ۷۰-۱۹۷۱ء کے بعد متعدد نئے ڈیم۔ ڈرین فلڈ بند اور ٹیوب ویل کا اضافہ ہنری نظام میں ہوا ہے۔

سرکاری ٹیوب ویلوں کی فروخت

*101 چوہدری محمد عبداللہ ورک ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

کیا یہ درست ہے کہ حکومت اپنے نصب کردہ ٹیوب ویلوں کو زمینداروں کے ہاتھ فروخت کرنے پر غور کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

ہاں یہ درست ہے کہ حکومت سکارپ ٹیوب ویلوں کو جو آباد زمین میٹھے پانی کے علاقہ میں نصب ہیں بتدریج ختم کر کے ان کی بجائے نجی ٹیوب ویلوں کو باقاعدہ سکیم کے تحت فروغ دینے پر غور کر رہی ہے تاہم ایسی سکیم کے علاقہ میں یہ مسئلہ بھی زیر غور ہے کہ اگر کوئی زمیندار سکارپ ٹیوب ویل موجودہ حالت میں خریدنا چاہے تو اس کے لئے قیمت کا تعین کیسے کیا جائے اور کیا شرائط مقرر کی جائیں۔ دراصل یہ حکومت کی اس پالیسی کا حصہ ہے ۔ جس کے تحت میٹھے پانی کے علاقوں میں پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے ۔

تھل کینال وارہ بندی سسٹم

*115 جناب محمد اقبال احمد شاہ ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت کہ محکمہ ٹی ۔ ڈی ۔ اے نے زمینداروں سے تھل کینال کے پانی کو سارا سال چلانے کا وعدہ کیا تھا جو چند سال چلانے کے بعد بند کر دیا گیا اور بعد ازاں وارہ بندی سسٹم بند کر کے سارا سال پانی چلانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چوہدری محمد اقبال)

تھل کینال کی تعمیر کے بعد پانی سارا سال چلتا تھا کیونکہ اس وقت زیر آبپاشی رقبہ کم تھا جوں جوں رقبہ بڑھتا گیا پانی میں کمی واقع ہوتی گئی تھل کینال ساڑھے

تیرہ لاکھ ایکڑ کو آبپاشی کرنے کے لئے تعمیر کی گئی تھی جس کے لئے ۷۵۰۰ کیوسک پانی درکار تھا اس کی موجودہ آبپاشی ۱۶ لاکھ ایکڑ ہے جب کہ پانی میں کوئی زیادتی واقع نہیں ہوئی لہٰذا تھل کینال سسٹم پر وارہ بندی کا عمل جاری ہے جب تک تھل کینال کے لئے دریائے سندھ سے زائد پانی حاصل نہیں ہو جاتا وارہ بندی ختم نہیں ہو گی۔

نہروں کی ٹیل پر واقع کاشت کاراں کو پانی کی فراہمی

*118 جناب ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ صوبہ میں نہروں کے ٹیل پر جن کاشت کاروں کی اراضیات واقع ہیں وہ پانی کے جائز حصہ سے محروم رہتے ہیں نتیجتاً متعدد علاقوں میں فصل کی کاشت نہیں ہو سکتی۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا ہر علاقہ کے کاشت کاروں کو پانی کے واجب حصے کی مہم رسانی کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات یا کوئی متبادل انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ درست نہیں کہ نہروں کی ٹیلوں پر واقع کاشت کاروں کی اراضیات پانی کے جائز حق سے محروم رہتی ہیں اور ان علاقوں میں فصلات کاشت نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس محکمہ انہار کی طرف سے ٹیلوں پر ان کے جائز اور مقررہ حق کے مطابق مہم رسانی آب پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے کسی شکایت کی صورت میں اس کے ازالہ کے لئے فوری اقدامات کئے جاتے ہیں۔

(ب) جیسا کہ ضمن الف متذکرہ بالا میں تحریر کیا گیا ہے کہ ٹیلوں پر مجوزہ حق کے مطابق بہم رسانی آب کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے ٹیلوں کی روزمرہ کی پنسالیں پنسال نویس پڑتال کر کے حکام بالا کو روزانہ بھیجتے ہیں اور افسران متعلقہ بھی وقتاً فوقتاً ٹیلوں کی چیکنگ کرتے رہتے ہیں۔

ڈیرہ غازی خاں کے دیہات کو بجلی کی فراہمی

*151 سردار محمد امجد فاروق خاں کھوسہ۔ کیا وزیر آبپاشی و برقی قوت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گذشتہ پانچ سالوں کے دوران ضلع ڈیرہ غازی خاں کے کتنے دیہات کو بجلی فراہم کی جا چکی ہے اور موجودہ مالی سال کے دوران کتنے دیہات کو بجلی فراہم کی جائے گی۔

(ب) کیا ضلع ڈیرہ غازی کے دریائی علاقہ جو کچا کے نام سے موسوم ہے کو بجلی کی فراہمی کے بارے میں کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

(وزیر آبپاشی و قوت برقی چوہدری محمد اقبال)

(الف) واپڈا کی رپورٹ کے مطابق گذشتہ پانچ سالوں کے دوران ضلع ڈیرہ غازی خاں کے ۹۳ دیہات کو بجلی فراہم کی جا چکی ہے اور موجودہ مالی سال کے دوران مزید ۲۴ دیہات کو بجلی فراہم کی جا سکے گی۔

(ب) بستیوں اور دیہات کو بجلی فراہم کرنے کے لئے مختلف اضلاع میں صوبائی وزراء صاحبان کو انچارج بنایا ہوا ہے جو کہ متعلقہ علاقہ کے ایم پی اے صاحبان سے باہمی صلاح مشورے کے بعد بستیوں اور دیہات کی فہرست جن کو بجلی مہیا کرنی ہوتی ہے۔ محکمہ آبپاشی و برقیات کو فراہم کرتے ہیں۔ ضلع ڈیرہ غازی خان کے لئے چوہدری عبدالغفور صاحب وزیر قانون انچارج ہیں اس کی طرف سے ابھی تک جن دیہات کو بجلی فراہم کرنے کی فہرست موصول ہوئی ہے اس میں ڈیرہ غازی خاں کا دیہاتی علاقہ جو کچا کے نام سے موسوم ہے شامل نہ ہے ابھی مزید فہرستیں آنا باقی ہیں اگر ان فہرستوں میں مذکورہ علاقہ کے دیہات شامل ہوئے اور ضوابط پر پورے اترے تو انہیں بجلی فراہم کر دی جائے گی

شاہ صدر دین کے مقام پر گرڈ اسٹیشن کی تعمیر

*157 سردار محمد امجد فاروق خاں کھوسہ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ تحصیل ڈیرہ غازی خاں میں شاہ صدر دین صاحب کے مقام پر گرڈ اسٹیشن کی تعمیر کب شروع ہوئی تھی اور اس کی تکمیل کے لئے مزید کتنا عرصہ درکار ہوگا۔ نیز متذکرہ گرڈ اسٹیشن کی تعمیر سے کتنے دیہات بجلی کی سہولت سے استفادہ حاصل کر سکیں گے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

واپڈا کی رپورٹ کے مطابق تحصیل ڈیرہ غازی خاں میں شاہ صدر دین صاحب کے مقام پر گرڈ اسٹیشن کی تعمیر مارچ ۱۹۸۳ء میں شروع ہوئی اور تکمیل ۸ دسمبر ۱۹۸۵ء کو ہوئی۔ ایک اندازے کے مطابق اس گرڈ اسٹیشن سے تقریباً ۲۰ سے ۲۵ دیہات استفادہ حاصل کر سکیں گے۔

میانوالی کی یونین کونسل ہرنولی کے دیہات میں بجلی کی فراہمی

*1619 حاجی ملک غلام بشیر جوئیہ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع میانوالی کی یونین کونسل ہرنولی میں کتنے دیہات کو اب تک بجلی فراہم کی جا چکی ہے اور کتنے دیہات ابھی تک بجلی کی سہولت سے محروم ہیں اور حکومت کب تک ان دیہات کو بجلی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ لی گئی۔ اس رپورٹ کے مطابق ضلع میانوالی کی یونین کونسل ہرنولی میں تین دیہات (مواضعات) ہرنولی چک ۸ ڈی۔ بی و چک ۹ ڈی۔ بی واقع ہیں ان میں تینوں دیہات میں پہلے ہی بجلی پہنچائی جا چکی ہے۔ تاہم اس رپورٹ کے مطابق ہرنولی اور چک ۹ ڈی۔ بی کی اضافی آبادیوں کو ابھی تک بجلی مہیا نہیں کی جا سکتی۔ ہرنولی کی تمام اضافی آبادیاں بجلی کی فراہمی کے پروگرام کے لئے ۱۱ کے وی سے مقرر کردہ نصف میل کی حد سے زائد فاصلے پر واقع ہیں اس لئے فی الحال یہ آبادیاں بجلی کی فراہمی کے پروگرام میں شامل نہیں ہیں۔ جہاں تک چک نمبر ۹ ڈی۔ بی اضافی آبادی اوکھن والا کا تعلق ہے اس کے لئے ۱۱ کے وی لائن سے فاصلہ کی اطلاع حال ہی میں واپڈا سے موصول ہوئی ہے۔

اس اطلاع کے مطابق مذکورہ آبادی نصف میل کے مقرر کردہ فاصلہ کے اندر واقع ہے اور معیار کے مطابق ہے۔ اس لئے اس کو بجلی کی فراہمی کے لئے کارروائی کی جائے گی۔

دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی میں حد فاصلہ میں ترمیم

*172 جناب رئیس مشتاق احمد۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنے کے لئے مین لائن سے کتنا فاصلہ مقرر کیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حد فاصلہ مقرر کئے جانے کے سبب عباسپہ کے بیشتر چک بجلی کی فراہمی کی سہولت سے محروم رہ جائیں گے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت حد فاصلہ کی شرط ختم کرنے کو تیار نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) دیہات کو بجلی فراہم کرنے کے لئے عام طور پر ۱۱ کے وی لائن سے ½ میل کا فاصلہ مقرر ہے۔ لیکن اگر کسی تحصیل میں اس حد کے اندر کوٹہ کے مطابق دیہات برائے فراہمی بجلی دستیاب نہ ہوں تو یہ حد مناسب طور پر بڑھا دی جاتی ہے تاکہ تحصیل کا کوٹہ پورا ہو سکے۔

(ب) دیہات کو بجلی کی فراہمی کے لئے ہر سال تحصیل ضلع وار کوٹہ مقرر کیا جاتا ہے اور اس کوٹہ کو پورا کرنے کے لئے اگر ضروری ہو تو حد فاصلہ بڑھا دی جاتی ہے تاہم تحصیل کے کسی خاص علاقہ کے دیہات کو بجلی کی فراہمی کے لئے حد فاصلہ بڑھانا ممکن نہیں ہے۔

(ج) دیہات کو بجلی کی فراہمی کے لئے ۱۱ کے وی لائن سے حد فاصلہ بالکل ختم کرنا ممکن نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے اوسط لاگت بہت بڑھ جائے گی اور مختص شدہ فنڈز میں دیہات کی مقدار کو بجلی کی فراہمی ممکن نہ رہے گی۔

ٹیوب ویلوں کو بجلی کی فراہمی میں اضافہ کا انتظام

*175 جناب رئیس مشتاق احمد۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گذشتہ دنوں میں سکارپ ۱۷ اللہ آباد تحصیل لیاقت پور کے ٹیوب ویلوں کو بغرض آبپاشی چوبیس گھنٹے میں صرف تین گھنٹے بجلی فراہم کی جاتی رہی ہے۔
(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ انہی ایام میں صنعتی اداروں کو چودہ گھنٹے بجلی فراہم کی جاتی رہی ہے؟
(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کاشت کاروں کی مشکلات کے پیش نظر آبپاشی کی غرض سے ٹیوب ویلوں کو بجلی فراہم کرنے کے اوقات میں اضافہ کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چوہدری محمد اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ گذشتہ دنوں سکارپ ۱۷ اللہ آباد تحصیل لیاقت پور میں ٹیوب ویلوں کو چوبیس گھنٹہ میں تین گھنٹہ بجلی فراہم کی جاتی رہی ہے لیکن ایسی صورت حال صرف ۲۳ دسمبر ۱۹۸۵ء جنوری ۱۹۸۶ء (کل ۱۶ دن) رہی جب کہ باقی ایام میں ۱۰ سے ۱۶ گھنٹہ بجلی فراہم کی جاتی رہی۔ اس دوران یعنی ۳ جنوری ۱۹۸۶ء تک ہنریں چلتی رہیں۔ گندم کی بیشتر بوائی مکمل ہو چکی تھی اور فصلات کو کوئی نقصان نہ تھا۔ لہذا یہ بجلی صنعتی اداروں کے لئے استعمال کر لی گئی۔
(ب) یہ درست ہے کہ صنعتی اداروں کو چودہ گھنٹہ بجلی فراہم کی جاتی رہی ہے۔
(ج) بجلی کی پیداواری صلاحیت اب مزید بہتر ہو گئی ہے اور واپڈا کی رپورٹ کے مطابق اس وقت ٹیوب ویلوں کے لئے ۲۳ گھنٹہ بجلی گھنٹہ فراہم کی جا رہی ہے۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ بقیہ سوالات جو ایوان کی میز پر رکھے جاتے ہیں ان پر بھی کوئی عملدرآمد ہوتا ہے یا بقیہ سوالات ہی کہلاتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ کا پوائنٹ آرڈر جائز ہے اس پہ عملدرآمد ہوتا ہے۔

پیر احمد شاہ کھگہ۔ آپ ایوان کی میز کے محافظ ہیں اور ایک قسم کے یہاں آپ ہمارے صدر ہیں ان بقیہ سوالات پر عملدرآمد کرانے کے لئے آپ کی طرف سے کوئی حکم ہو جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ جو بالکل صحیح ہے

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جناب میاں اسحاق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ اس اسمبلی کے سپیکر ہیں اور اس ایوان کی عزت کے محافظ بھی ہیں اور ہم سب ایک دوسرے کی عزت کے رکھوالے ہیں۔ چند دنوں سے اسمبلی کی جو کارروائی ہو رہی ہے اگر آپ نے اخبارات کا مطالعہ کیا ہو تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم پستی کی طرف جا رہے ہیں چہ جائیکہ ہماری اسمبلی کا کوئی معیار قائم ہوتا۔ جیسے کہ آتے ہی آپ نے کچھ اصول وضع کئے تھے اور آپ نے فرمایا تھا کہ اسمبلی کو چلانے کے لئے کچھ اصول ہیں۔ جناب سپیکر، میں بڑی اہم بات آپ کے گوش گزار کرنی چاہوں گا

ہمارے یہاں بیٹھنے پہ اور بات کرنے کے سلیقے پہ ادارے لکھے گئے ہیں۔ جب باہر ہم بات کرتے ہیں تو واقعی ہمیں یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ یہ اسمبلی نہیں ایک میونسپل کمیٹی بن کر رہ گئی ہے اس میں آپ کی عزت اور ہماری سب کی عزت کا یہ پہلو نکلتا ہے کہ ہم نے نظم و ضبط کو چھوڑ دیا ہے۔ میں ان صحافیوں کا مشکور ہوں جو ہماری ان کوتاہیوں کو منظر عام پر لاتے ہیں۔ ہمیں بھی کچھ ڈسپلن سے بیٹھنا چاہیئے۔ نظم و ضبط کا ہمیں خود خیال کرنا چاہیئے۔ اس چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے جناب والا میں آپ کو رول نمبر ۱۹۰ کی طرف متوجہ کرنا چاہوں گا۔ اگر آپ کتاب دیکھ لیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ اصول آپ نے ہمیں ہی سکھائے تھے اب ان اصولوں کی طرف کوئی بھی دھیان نہیں دیتا۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب یہ بڑی اہم بات ہو رہی ہے۔

I would request the members to please take their seat. Please take your seat. Please don't interrupt the proceedings of the House.

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر! ابھی آپ نے یہ فرمایا تھا کہ جب سپیکر اور معزز رکن بات کر رہا ہو تو ان کے آگے سے گزرنا بھی اصول کی خلاف ورزی ہے۔ اب چہ جائیکہ سپیکر صاحب اور ممبر بات کر رہے ہوں سپیکر کی طرف پیٹھ کر کے ممبران کھڑے رہتے ہیں اور کسی بات کی

کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم اپنی اسمبلی کے معیار کو قائم نہیں رکھ سکے اور جو حضرات یہ فرمایا ہے ہیں کہ اسمبلیاں بے ضابطگی سے چل رہی ہیں تو ان کے موقف کو تقویت مل رہی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ ہمیں اپنے Rules of Procedure کے مطابق اپنی اسمبلی کو maintain کرنا چاہیئے، ہر ممبر کو اپنے وقار کا خیال رکھنا چاہیئے، ہم پبلک کے نمائندے ہیں۔ ہمیں باہر جا کر face کرنا پڑتا ہے اگر میں بھی خاموشی سے یہاں بیٹھا رہوں تو میں بھی اس میں اتنا ہی قصوروار ہوں گا جتنے کہ دوسرے لوگ ہوں گے۔ جناب والا میں آپ کی توجہ رول ۱۹۷ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا آپ اگر مشاہدہ کریں اور مجھے اجازت دیں کہ میں یہ آپ کے سامنے پڑھ دوں تاکہ ہم آئندہ کے لئے ان قواعد و ضوابط کے مطابق اسمبلی کو چلا سکیں۔

Rule 197. Whilst sitting in the House a member :-

(i) shall not read any book, newspaper or letter except in connection with the business of the House ;

(ii) shall not interrupt any member by disorderly expressions or notices or in any other disorderly manner ;

(iii) shall not pass between the Chair and any member who is speaking.

جناب والا آپ نے دیکھا ہوگا کہ یہاں پر ہم اکثر دوسرے کاموں کی طرف توجہ دیتے ہیں لیکن جو ہاؤس کا (business) ہے اس کی طرف ہماری قطعاً کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ صحافی حضرات ہمیں مشاہدہ کر رہے ہیں اور اخباروں میں جو تحریر کر رہے ہیں وہ بجا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے وقار کا خیال کرنا چاہیئے۔ اس طرح جناب والا اب آگے دیکھئے

(iv) shall not leave the House when the Speaker is addressing the House ;

(v) shall always address the Chair ;

(vi) shall keep to his seat while addressing the House ;

(vii) shall maintain silence when not speaking in the House;

(viii) shall not obstruct proceedings, or interrupt and shall avoid making running commentaries when speaches are being made in the House; and

(ix) shall not, while speaking, make any reference to the strangers in any of the galleries.

جناب عبد والا، میں اس کے متعلق آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ واضح طور پر اپنی رولنگ میں کہ ہاؤس میں بیٹھے ہوئے سوائے اسمبلی کی کارروائی کے کسی کام کی طرف کسی معزز ممبر کو خیال نہیں کرنا چاہیئے اور کسی اور کام کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیئے۔ شکریہ!

جناب سپیکر۔ شکریہ میاں صاحب، اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ نے یہ Rules of Procedure ہی پڑھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام معزز اراکین اسمبلی کو یہ باتیں معلوم ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ اس بات کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھیں گے

ملک فیض خان اعوان۔ جناب والا، وزرائے کرام مجبور ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اور خیال نہیں رکھا جائے گا۔ جب انہوں نے سارے پنجاب کا کام اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہوگا ایک پی ٹی سی ٹیچر کے متعلق دستخط تو یہاں پر ہوتے ہیں پھر یہ کیسے ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ ایک چپڑاسی کے آرڈر تو یہاں ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ کام کیسے چلے گا۔ وہ ہمیں گھر نہیں جانے دیتے یا پھر انہیں اجازت دے دیں یہ باہر بیٹھ جائیں اور ہم اسمبلی میں بیٹھیں۔ یہ ہماری فائلوں پر دستخط کریں اور ہم اسمبلی کی کارروائی پڑھیں۔ عالی جاہ ہم ان باتوں سے تنگ ہیں۔ نہ تو انہیں کوئی سونے دیتا ہے اور نہ ہی انہیں بیٹھنے دیتا ہے اور ہم بھی یونہی چپڑاسیوں کی طرح بستے اٹھائے ہوئے پھر رہے ہیں۔ یہ غلط بات ہو رہی ہے اس لئے تو ہاؤس کا تقدس بحال نہیں ہو رہا۔ یہ فسٹر صاحبان ہی یہاں پر ایسے کرتے ہیں، یہ مجبور ہیں بے چارے کیا کریں۔ جب تک اس کی اصلاح نہیں ہوگی یہ نظام کبھی نہیں چل سکے گا۔

میاں ممتاز احمد متیانہ۔ جناب والا میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ جناب ملک صاحب کی بات بالکل درست ہے ہم بھی مجبور ہیں۔ اسمبلی کی کارروائی سے زیادہ اس بات کی فکر ہو گئی کہ سارے حلقوں سے سینکڑوں لوگ چپڑاسیوں کی درخواستوں کے لئے، پٹواریوں کے نام

درج کروانے کے لئے اور درجہ چہارم کی دیگر نوکریوں کے لئے وزراء صاحبان کے دستخط لینے کے لئے آتے ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں کہ ہم وزراء کا پیچھا کریں وہ جہاں پر بھی تشریف لے جائیں ہم ان کے سامنے گھوڑی بن کر کھڑے ہو جائیں اور ان کے سامنے جھک جھک کر اپنی کمر کرا اور ٹیڑھا کر لیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر ہمارا قصور کیا ہے۔ اسمبلی میں اپنے حلقے کی نمائندگی کرنے کے لئے قانون سازی کرنے کے لئے اور اپنے حلقوں کے مسائل حل کرنے کے لئے آئے ہیں نہ کہ ہم کلرکی یا چپڑاسی گیری کرنے اس اسمبلی میں آئے ہیں۔ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے اسمبلی میں ۱۹ اور ۲۰ تاریخ تک کوئی کام نہیں کیا ہے اس کی اصل وجہ منسٹر صاحبان کی ناقص پلاننگ ہے جس کے تحت انہوں نے ہمیں اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کیا ہے اور اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لینے کے لئے ہمیں کوئی موقع نہیں دیا۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر اسمبلی کو چلانا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ کورم پورا رہے اور ہم اپنا فرض ادا کرتے رہیں تو پھر خدا کے لئے ان منسٹر صاحبان سے کہیں کہ ہمیں معاف کر دیں اگر ہمارا کوئی قصور ہے۔

جناب سپیکر۔ جی شکریہ تشریف رکھئے۔

فاروق انور عباس (پاکپتن) سپیکر بڑی زکواۃ و عشر، جناب والا میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جناب اس سلسلے میں اب مباحثہ کی ضرورت نہیں ہے۔

فاروق انور عباس۔ نہیں جناب میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب نے اب ضلع وار کمیٹیاں بنا دی ہیں، اب ہر ایم پی اے اس ضلعے کا ممبر ہوگا۔ جتنی بھی تقرریاں ہیں یہ خود کریں گے ان کو پریشان نہیں ہونا چاہئے۔

ملک طیب خان اعوان۔ ہم سے یہ معاملہ پوشیدہ کیوں رکھا گیا ہے ہمیں بتاتے کیوں نہیں ہیں؟

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز کیا آپ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں گے؟ براہ کرم

تشریف رکھیں۔ حاجی صاحب تشریف رکھیے، میاں صاحب تشریف رکھئے۔ بات centralization کے متعلق کی گئی ہے، مجھے امید ہے کہ وزراء صاحبان اس بات کا نوٹس لیں گے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر۔ اب مولانا محمد غیاث الدین کی تحریک استحقاق ہے۔ مولانا صاحب کیا یہ آپ پیش کر چکے ہیں؟

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب والا یہ ابھی پیش نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر۔ آج بھی منسٹر لوکل گورنمنٹ تشریف نہیں رکھتے۔

مولانا محمد غیاث الدین۔ جناب والا اگر وزیر بلدیہ تشریف نہیں رکھتے تو پھر ان کے پارلیمانی سیکرٹری تو تشریف رکھتے ہوں۔ جناب یہ تحریک استحقاق کئی دنوں سے مؤخر ہو رہی ہے اور جن کے متعلق یہ میں نے دی ہے وہ جگہ جگہ باتیں کر رہے ہیں مذاق کر رہے ہیں، میں نے بڑی اہمیت عامہ پر مبنی یہ تحریک استحقاق دی ہے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب آپ وزیر موصوف کے بغیر اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے تو جواب کون دے گا؟

مولانا غیاث الدین۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری ہوں گے تو جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر۔ پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہیں۔

مولانا غیاث الدین۔ جناب والا اگر یہ صاحبان ہاؤس میں تشریف ہی نہیں لائیں گے تو پھر ہمارا استحقاق کیسے بحال ہوگا۔

جناب سپیکر۔ اسے التواء میں رکھ دیتے ہیں۔

مولانا غیاث الدین۔ جناب والا یہ کئی دنوں سے مؤخر ہو رہی ہے اور یہ بڑی اہمیت کا معاملہ ہے جس پر میں نے روشنی ڈالی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس پر جناب لاء منسٹر صاحب توجہ فرمائیں گے کہ اگر آج اس کو التواء میں رکھا جاتا ہے اور اگلے دن بھی وہ تشریف نہ لائے تو پھر حکومت کی طرف سے کوئی

صاحب اس کا جواب دیں گے۔

جناب وزیر قانون۔ جی انشاء اللہ جواب دے گا۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب اگر کل بھی وہ صاحبان تشریف نہ لائے تو پھر حکومت کی طرف سے کوئی صاحب اس کا جواب دیں گے اور آپ اس کو پیش کر سکیں گے۔

مولانا غیاث الدین۔ ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب سپیکر۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۲ کو ہم لیتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کسی مجبوری سے غیر حاضر ہیں اس لئے ان کی تحریک استحقاق کو کل تک مؤخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے اس کو مؤخر کرتے ہیں۔ منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر) جناب والا میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب یہ آپ سے متعلق ہے اس کو مؤخر کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ اس کو مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے پھر اس کو مؤخر کر لیتے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے اس کی تاریخ بڑھا دی جائے۔

جناب سپیکر۔ ابھی وہ آئی نہیں۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا۔ admit ہو چکی ہے۔ ۳۰ تاریخ آپ نے مقرر کر رکھی ہے اس کے لئے گزارش ہے کہ وقت بہت تھوڑا ہے۔

جناب سپیکر۔ وہ تحریک استحقاق میرے پاس نہیں ہے۔ اس کا نمبر کیا ہے؟

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر admit ہو چکی ہے اور وہ کمیٹی کے سپرد ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نہیں ہے تحریک استحقاق نمبر ۱ پر ولیج کمیٹی کے سپرد ہو چکی ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر! پر ولیج کمیٹی کو تو جا چکی ہے۔ کمیٹی ٹائم مانگتی ہے۔

۳۰ تاریخ تک آپ نے ٹائم دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب پیش کریں گے۔

میاں محمود احمد۔ کمیٹی کی طرف سے میں عرض کر رہا ہوں۔ طاہر احمد شاہ صاحب کی اپنی تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ اس کے لئے مزید ٹائم لینا چاہتے ہیں؟

میاں محمود احمد۔ مزید ٹائم اگلے سیشن تک کے لئے لینا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ اس کو باقاعدہ پیش کریں۔ میں اس دوران تحریک استحقاق take up کرتا ہوں۔ آپ باقاعدہ اس کو لکھ کر پیش کریں۔

میاں محمود احمد۔ ٹھیک ہے جناب والا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا مجھے ذاتی وضاحت کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر۔ فرمائیے

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر غالباً میری تحریک استحقاق جو کمیٹی کے سپرد فرمائی گئی ہے اس پر تیس دن کے اندر اندر رپورٹ پیش کرنے کے لئے آپ نے حکم صادر کیا تھا مگر جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اسمبلی اس وقت سیشن میں ہے۔ ہم لوگ اسمبلی میں حصہ لینے کی وجہ سے ایک بھی میٹنگ کر نہیں پاتے۔ اس لئے ہمارے لئے یہ ناممکن ہوگا کہ اسمبلی کا موجودہ اجلاس prorogue ہونے کے بعد ہم متعینہ وقت کے اندر اس اہم تحریک استحقاق کی رپورٹ پیش کر سکیں۔ اس لئے آپ سے استدعا ہے کہ ایوان کی منظوری سے، ویسے آپ بھی بااختیار ہیں کہ آپ جس دن سے یہ اسمبلی Prorogue ہوگی اس دن کے بعد کا وقت دیں کیونکہ ہماری کمیٹی کے فرائض عدالتی نوعیت کے ہیں۔ ہم نے بیانات قلمبند کرنے ہوتے ہیں۔ اس میں ہم issue frame کرتے ہوتے ہیں اس پر ہم نے تجویز اخذ کرنا ہوتا ہے اس لئے بہت زیادہ وقت درکار ہوتا ہے تو میری استدعا ہے کہ آپ اس کا وقت بڑھا دیں۔ ہمارے پاس دو تحریک استحقاق ہیں اس سے پہلے جتنی بھی ہمارے پاس تحریک استحقاق تھیں ہم نے ان کو بروقت نمٹا دیا ہے۔ تمام تحاریک استحقاق کی رپورٹیں ہم نے ایوان میں پیش کی ہیں سوائے ایک تحریک استحقاق کے جس کا تعلق آئینی اور

قانونی پہلوؤں سے ہے جو کہ چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب کی ہے جو کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو علیحدہ قرار دینے سے متعلق ہے۔ باقی تمام تحاریک استحقاق کی بروقت رپورٹیں سفارشات کے ساتھ کمیٹی کی طرف سے پیش کر دی ہیں۔ اس لئے میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ کام بہت ہے اس لئے رپورٹ پیش کرنے کے وقت کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب اس کے لئے باقاعدہ تحریک پیش کر دیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی کی پریویلج موشن کو لیتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی مسلم لیگ میں عدم شمولیت کی بنا پر چنیوٹ شہر کے فنڈز کی چیئرمین بلدیہ کو فراہمی

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۱۳-۱۰-۱۹۸۶ء کی شام کو مجھے اپنے حلقہ انتخاب سے متعدد رائے دہندگان کے ٹیلیگرام موصول ہوئے جن کے مطابق میری ملک سے غیر موجودگی کے دوران جب کہ بندہ حجاز مقدس کے سفر پر تھا صوبائی وزیر اعلیٰ کے مشیر سردار زادہ ظفر عباس نے چنیوٹ شہر میں وارڈ نمبر ۱ میں مسلم لیگ کے دفتر کا افتتاح کیا اور تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوئے جس کی وجہ سے چنیوٹ کے لئے رکھے گئے ۳۰ لاکھ روپے کے فنڈز چیئرمین بلدیہ اور مسلم لیگی کونسلروں کو دے دیئے جائیں گے اور اس کثیر رقم کو استعمال کریں گے۔ صوبائی مشیر کا بیان اخبار میں شائع ہوا ہے جس کا تراشہ لف ہذا ہے۔

صوبائی مشیر کے اس بیان سے بطور منتخب رکن اسمبلی چنیوٹ شہر، میرا استحقاق پامال ہوا ہے لہٰذا میری استدعا ہے میری اس تحریک استحقاق کو تحقیقات کے لئے اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر میں اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ یہ گزارش کرنا چاہوں گا یہ صرف خالی دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ عملی طور پر ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہی سلوک

ہو رہا ہے جو معزز ممبران مسلم لیگ میں شامل نہیں خواہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں یا آزاد گروپ سے ان کے ساتھ عملی طور پر یہ سلوک ہو رہا ہے جس کی نشاندہی جناب سردار زادہ ظفر عباس صاحب نے اعلانیہ کر دی چونکہ وہ مسلم لیگ میں شامل نہیں ہے یہ اس کا جرم ہے اس لئے جو فنڈز ملیں گے ہم چیئرمین بلدیہ اور کونسلروں کی معرفت استعمال کریں گے اس وقت تک جتنی بھی کمیٹیاں بنی ہیں ان تمام کمیٹیوں میں ہمیں کسی قسم کا کوئی حق نہیں دیا گیا۔ سات مرلہ سکیم کا پروگرام بنا، فارم آئے وہ تقسیم ہوئے لیکن مجھے ایک فارم بھی نہیں دیا گیا۔ میں بھی اپنے حلقہ میں کسی کو دے سکتا اسی طرح اینٹی کرپشن کمیٹیاں قائم ہوئیں ان میں بھی ہمیں شامل نہیں کیا گیا باوجود اس کے وزیر اعظم نے ابھی پرسوں سندری میں تقریر فرمائی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی یقین دہانی کرائی کہ ہم اس علاقے کے تمام ممبران کو اس میں شامل کر رہے ہیں یا کیا ہے۔ میں اس کی وضاحت کروں گا کہ رشوت کا وہ ناسور جس کا ہر وقت رونا رویا جاتا ہے اور جس کے متعلق صدر صاحب بھی اور ہمارے محترم وزیر اعظم صاحب بھی اعتراف کر چکے ہیں کہ ابھی ہم اس میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اب یہ موجودہ کمیٹیاں جو بنائی گئی ہیں ان میں بالکل جانبداری سے کام لیا گیا ہے مجھ جیسا آدمی جس کی ساری زندگی رشوت کے خلاف جہاد کرتے گزری ہے اور میں اس کے متعلق دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آج تک نہ کسی کو رشوت کا پیسہ دیا ہے نہ دینے دیا ہے بلکہ یہ ریکارڈ میں ہے کہ ہم نے افسروں کو دی ہوئی رشوت واپس کروائی مجھے تو صرف اس لئے اس کا نااہل سمجھا گیا کہ میں نے مسلم لیگ کا فارم پر نہیں کیا۔ اس لئے میں اس کمیٹی کا کوئی استحقاق نہیں رکھتا۔ ہمارے بعض ممبران ایسے بھی ہیں کہ جن کے خلاف اس وقت بھی انٹی کرپشن کے پرچے موجود ہیں اور انہیں ان کمیٹیوں میں رکھا گیا ہے یہ ناانصافی اور ظلم ہے جبکہ ہم انصاف، عدل اور اسلامی مساوات کا چرچا کرتے ہیں۔ اگر یہ فنڈز مسلم لیگ اپنی جماعت کے فنڈز سے دیتی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب اتفاق فاؤنڈیشن یا اتفاق فاؤنڈری سے یہ فنڈ دیتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اگر یہ فنڈز حکومت کے ہیں تو

اس میں تمام اراکین کا حق مساوی ہے خواہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہیں یا نہیں۔ اس لیئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ناانصافی اور ظلم ہے۔ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر اعلےٰ سے انصاف کی اپیل کروں گا کہ اگر وہ اپنا یہ دور اطمینان کے ساتھ گزارنا چاہتے ہیں تو انہیں انصاف کے اصولوں کو سامنے رکھنا ہوگا۔ آج ان کی اپنی پارٹی میں گروہ بندی ہے لیکن یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے آج کے اخبارات شاہد ہیں کہ جو ناانصافی اور ظلم اپنے اندر، اپنی پارٹی میں بھی کیا جا رہا ہے، اس پر ان کے خلاف ایک لاوا تیار ہو گیا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ وزیر اعلےٰ کے خلاف اس قسم کے جذبات پیدا ہوں۔ میں وزیر اعلےٰ کی شرافت کی تعریف کرتا ہوں اور ہم نے انہیں قائد ایوان تسلیم کیا ہے۔

مولوی محمد غیاث الدین۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، مجھے مولانا صاحب کے اس جملے پر اعتراض ہے کہ مسلم لیگ کے اندر ظلم کیا جا رہا ہے ہم مسلم لیگ میں ہیں ظلم کسی قسم کا نہیں کیا جا رہا۔ یہ جمہوری روایت ہے۔ جمہوری روایات میں اختلاف ہوتا ہے۔ اختلاف کو ظلم سے تعبیر کرنا ہماری پارٹی کے ساتھ زیادتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ الفاظ ظلم ہیں جو انھوں نے منسوب کئے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا، میں تو آج کے اخبارات کا حوالہ دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ لیکن مولانا صاحب! میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو تحریک استحقاق پڑھی ہے اس میں چیف منسٹر پنجاب کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ آپ اپنی تحریک استحقاق کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے شارٹ سٹیٹمنٹ دیجیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر، میں اس رویے کا اظہار کر رہا ہوں جس کا مشیر اعلےٰ صاحب نے علی الاعلان ذکر کیا ہے اور پنجاب میں اس کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔ میں اس کو زیادتی اور ناانصافی سمجھتا ہوں۔ مولوی غیاث الدین صاحب نے خواہ مخواہ ہی وکالت کی ہے آج کے اخبارات اور چودھری پرویز الٰہی صاحب کی آج سٹیٹمنٹ اس بات کا واضح ثبوت ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی تحریک کے متعلقہ بات نہیں ہے۔

ملک طیب خان اعوان: مولانا صاحب ایک طرف وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ کہتے ہیں کہ بہت شریف ہیں، بہت اچھے ہیں اور ایک طرف شکوہ کرتے ہیں۔ مولانا صاحب پہلے اس کی وضاحت فرمائیں۔ ایک رخ اختیار کریں۔ آپ دو رخ اختیار کئے ہوئے ہیں انہیں خود سمجھ نہیں آرہی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: ملک صاحب، آپ مداخلت نہ کریں۔ یہ مناسب نہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ سردار زادہ صاحب نے ہمارے حلقے میں جو بات کی ہے وہ صرف بات نہیں، بلکہ اس کے مطابق عمل ہو رہا ہے اس طرح ہمارے استحقاق کو پامال کیا جا رہا ہے ہمارے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے۔ ہم بھی اس حلقے کے اسی طرح منتخب نمائندے ہیں جس طرح جناب سردار زادہ صاحب ہیں۔ جس طرح ہمارے معزز ایوان کے دوسرے ممبران ہیں اور ہمارا یہ استحقاق اس طرح بنتا ہے جس طرح ان ممبران کا جو مسلم لیگ کے ساتھ منسلک ہیں اور ان ممبران کا جو مسلم لیگ جماعت میں شامل نہیں ہیں۔ چونکہ یہ گورنمنٹ کے فنڈز ہیں، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی اور ناانصافی ہو رہی ہے اس ناانصافی اور زیادتی کو دور کرنے کے لئے میں نے یہ تحریک استحقاق جناب کی خدمت میں پیش کی ہے اور میں جناب سے انصاف کی توقع رکھتے ہوئے استدعا کروں گا کہ اس کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ یہ معاملہ صرف میرا نہیں ہے بلکہ ان تمام ممبران کا ہے جنہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار نہیں کی۔ میں اس موقع پر وائس صاحب سے اگر وہ تشریف رکھتے ہیں اور لاء منسٹر صاحب سے بھی عرض کروں گا کہ مجھے اس امر کا احساس ہے کہ اس میں کوئی نہ کوئی قانونی نکتہ آفرینی پیدا کر کے اس کو مسترد کر دیا جائے گا۔ لیکن اس کو مسترد کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اگر یہ زیادتی اسی طرح بدستور جاری رہی تو اس کے متعلق احتجاج بھی برابر جاری رہے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ انصاف ہو اور یہ زیادتی دور ہو جانی چاہئے میں انصاف کی اپیل کرتے ہوئے جناب سے توقع کروں گا کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں گے۔

چوہدری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے درخواست ہے کہ جب کوئی معزز ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوں تو مقرر از خود اپنی تقریر کو بند کر دے، کیونکہ ہمارے ہاں قابل ترین لوگ کارروائی سننے آتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ استحقاق پر کافی لمبی تقریر ہو چکی ہے تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد شارٹ سٹیٹمنٹ کتنے منٹوں کی ہوتی ہے یہاں تو پوری تقریر ہو جاتی ہے اور اس کے بعد یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے اس پر بھی آپ پابندی لگائیں کہ چند الفاظ میں وہ اپنی بات کریں۔

جناب سپیکر: کیا سردار صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

سردارزادہ سید ظفر عباس: جناب سپیکر، مولوی صاحب کی طرف سے جو الزام لگایا گیا ہے اس کے متعلق میں کہوں گا کہ ایسی کوئی تقریر نہیں ہوئی۔ اگر کوئی ہوئی ہے تو یہ mis-reporting of facts ہے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، وزیر صحت ایوان میں آپ کی ہدایت کے مطابق عمل نہیں کر رہے۔ انہوں نے اپنے گرد پھر ممبران کو بٹھا رکھا ہے میں ان سے گزارش کروں گا کہ ان کے پاس وقت ہے تو میں بھی انکے پاس درخواست لے کر آجاؤں؟

جناب سپیکر: جناب وزیر صحت کیا آپ اپنی سیٹ پر تشریف لا سکتے ہیں؟ کیونکہ یہ بات آپ ہی کے متعلق کی گئی ہے۔ جناب سردارزادہ سید ظفر عباس صاحب۔

سردارزادہ سید ظفر عباس۔ جناب والا۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ میں نے منیوٹ میں ایسی کوئی تقریر نہیں کی۔

چوہدری ارشاد علی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی اس قسم کی تحریک ایوان میں پیش ہو چکی ہے اور جناب اس پر رولنگ دے چکے ہیں۔ بار بار اس تحریک کو پیش کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے نئی رولنگ مانگی جا رہی ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح پہلے رولنگ دے چکے ہیں اس کو دوبارہ پیش نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: شکریہ چودھری صاحب۔

جناب طاہر احمد شاہد: جناب سپیکر، جب سردارزادہ صاحب فرمالیں تو

کیا آپ مجھے پوائنٹ آف انفرمیشن پر بولنے کے لئے تھوڑا سا ٹائم دیں گے؟

جناب سپیکر: سردار زادہ صاحب کو بات کرنے دیں۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: میں نے یہ عرض کیا ہے کہ میں نے ایسی کوئی تقریر نہیں کی، جس سے یہ مطلب اخذ ہوتا ہو۔ اگر کوئی ہے تو یہ اخبارات کی mis-reporting ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! میں نے حقائق پیش کر دیئے ہیں۔ اگر سردار زادہ صاحب چاہیں تو میں اس حلقے سے جتنے چاہیں گواہ بھی پیش کر سکتا ہوں جو اس اجلاس میں شریک تھے۔ یہ صرف ایک ہی جگہ پر نہیں فرمایا گیا، بلکہ کئی جگہوں پر فرمایا گیا ہے جن لوگوں نے شرکت کی ہے انھوں نے ان کے بیان کو سنا ہے وہ اس کی گواہی دے سکتے ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق سردار زادہ صاحب کے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے پنڈنگ کی گئی تھی۔ سردار زادہ صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے اور انہوں نے اس بات کی تردید کی ہے۔ لیکن دوسری بات یہ ہے جیسا کہ میرے فاضل بھائی نے کہا کہ یہ کوئی ان کا آئینی حق نہیں ہے۔ جناب سپیکر آپ اس پر ایک سے زائد مرتبہ رولنگ فرما چکے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ۳۰ لاکھ روپے چیئرمین بلدیہ اور مسلم لیگی کونسلروں کو دیئے جائیں گے یہ بات واقعاتی طور پر ویسے ہی غلط ہے۔ اے ڈی پی فنڈ میں سے کسی بلدیہ کو کوئی رقم نہیں دی گئی اور نہ کوئی رقم کسی مسلم لیگی کونسلر کو دی گئی بلکہ اس ابہام کو دور کرنا چاہیئے کہ اے ڈی پی کی وہ رقوم جو اس وقت ہمارے اے ڈی پی کا حصہ ہیں جس میں ہمارے بعض فاضل اراکین ہمارے وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق اس میں اپنی ترجیحی فوقیت دیتے ہیں ان میں سے بھی کوئی پیسہ ہمارے فاضل اراکین اسمبلی کے دائرہ کار میں نہیں آتا کوئی رقم نہیں دی گئی یہ تو اے ڈی پی کا حصہ ہیں جن سکیموں کی ترجیحات فاضل اراکین دیتے ہیں یا چیف منسٹر صاحب ان احباب سے انکی ترجیحات لیتے ہیں جن کی وہ ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تحریک استحقاق آئینی حیثیت نہ رکھنے

کی وجہ سے قابل پیش رفت نہیں ہے اور اس پر پہلے بھی آپ کئی دفعہ رولنگ فرما چکے ہیں اور واقعات کے لحاظ سے بھی یہ تحریک استحقاق خلاف واقعات ہے اس لحاظ سے میری گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو خلاف قاعدہ قرار دیا جائے۔

چوہدری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چوہدری اصغر علی گجر۔ میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر کیا آپ اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چوہدری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر کچھ لوگوں نے مجھ سے پہلے یہ بات عرض کی ہے اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے پیشتر بھی ایسی تحاریک استحقاق آئی ہیں اور ان پر آپ کی طرف سے رولنگ بھی آگئی ہے لیکن اس میں جو نئی بات ہے وہ یہ ہے کہ کسی مشیر نے اس کی تشہیر کی ہے اور اس میں ایک معزز رکن کا نام لے کر اس بات کو عیاں کیا ہے کہ فلاں رکن اسمبلی کو اس حلقہ میں ترقی کے لئے کوئی پیسہ نہ دیا گیا تو کسی مشیر کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی معزز رکن کا نام لے کر اس کی تشہیر کرتا پھرے کیونکہ یہ پیسہ کسی مشیر کی جیب سے نہیں جانا ہے یہ حکومت کا پیسہ ہے اگر حکومت کسی کو نہیں دینا چاہتی تو نہ دے لیکن کسی مشیر کو پبلک میں اس بات کی تشہیر نہیں کرنی چاہیئے کہ فلاں ممبر کو فنڈ نہیں دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر اس تحریک استحقاق کی جو انجام ہے اس سلسلے میں تحاریک استحقاق پر رولنگ آچکی ہیں۔ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے اور یہ حق کسی ممبر کو نہ آئین نے دیا ہے اور نہ قانون نے دیا ہے اس لئے میں اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب سپیکر مولانا صاحب آپ تشریف رکھئے۔ فیصلہ ہو جانے کے بعد آپ اس پر کوئی تنقید نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر، یہ بڑا ظلم ہوگا یہ بہت نا انصافی ہوگی۔ یہ ہمارا حق ہے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب میں اپنے آپ کے اس حق کے خلاف رولنگ نہیں دی ہے۔ بلکہ میں نے technically رولنگ دی ہے آپ تشریف رکھیئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر آپ نے چار پانچ مرتبہ ایسا کیا ہے لیکن یہ مسئلہ ایسا تھا اور یہ قانون کے مطابق تھا۔ لیکن آپ نے اکثریت کی بنا پر اس کو رد کر دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب، آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے آپ سے پہلے درخواست کی تھی کہ جب سردارزادہ صاحب اپنے خیالات کا اظہار فرمالیں تو مجھے بھی پوائنٹ آف انفارمیشن پر وقت دیا جائے تو آپ نے اب رولنگ دے دی ہے میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا میں اس رولنگ کی تنقید کرتا ہوں لیکن میں آپ سے یہ مؤدبانہ عرض کروں گا کہ آپ کی نظر شفقت اس طرف نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں ریاض حشمت مجموعہ صاحب کی تحریک التوا کار ہے جس پر میں نے فیصلہ پینڈنگ کیا تھا

جناب سپیکر کی رولنگ

بابت تحریک التوائے کار منجانب میاں ریاض حشمت مجموعہ بسلسلہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کو بتدریج پرائیویٹ ٹرانسپورٹ میں بدلنا۔

Mr Riaz Hashmat Janjua, MPA gave notice to move an Adjournment Motion No. 24 on 27-9-1986. The motion was moved on 15.10.1986.

2. It has been alleged that the Government Transport Service is being replaced gradually by Private Transqort instead of replacing the old and unserviceable buses by new ones, The Government Transport workers have become victim of economic insecurity

3. The Minister for Industries technically objected to the admissibility of the motion stating that the matter is neither specific nor recent.

4. I have given my careful consideration to the issue and am of the opinion that it is a policy matter for which Government is to take a decision. Besides, it is a continuing process and has been under consideration of Government for some time back. It is, therefore, not a matter of recent occurrence. No Adjournment Motion lies on matters of policy and continuing process. Hence it is ruled out of order.

5. This also disposes of Adjournment Motion No. 45 on a similar subject given notice of by Mr; Mohammad Javed Iqbal Cheema, MPA.

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا۔ میں نے گزارش یہ کی تھی کہ صوبائی اسمبلی کے گذشتہ سے پیوستہ اجلاس میں یہاں پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کا کام یہ تھا کہ وہ صوبائی سول سروسز کے ملازمین کی سروس کے معاملات کا جائزہ لے کر ایک جامع رپورٹ اس ایوان میں پیش کرے گی اور یہ رپورٹ صوبائی اسمبلی کے بجٹ سیشن میں پیش ہونا تھی مگر بعض وجوہات کی بنا پر اس کمیٹی کے چیئرمین نے موجودہ سیشن تک وقت کا مطالبہ کیا۔ اب یہ اجلاس بھی ختم ہونے والا ہے مگر تا حال وہ رپورٹ ایوان میں پیش نہیں کی گئی

جناب سپیکر۔ سردار زادہ صاحب کیا اس پر آپ کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں؟

سردار زادہ ظفر عباس۔ جناب والا۔ وہ رپورٹ انشاء اللہ اس اجلاس میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ اس اجلاس میں

سردار زادہ ظفر عباس۔ جی اسی اجلاس میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ شکریہ!

چوہدری محمد رفیق۔ جناب والا۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کس روز وہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے گی اور اس پر بحث کے لئے بھی کچھ وقت دیا جائے گا یا یہ سمجھ لیا جائے کہ محض رپورٹ ہی پیش ہو گی۔

جناب سپیکر۔ شکریہ چوہدری صاحب۔ رپورٹ اسی اجلاس میں پیش ہو جائے گی۔

جناب جاوید اقبال چیمہ صاحب۔

تحاریک التوائے کار

سکارپ کے علاقہ میں آبیانہ کی شرح میں اضافہ

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے کاشت کار میں مزید ایک لمحہ بھی سکت باقی نہ رہی ہے کہ وہ سکارپ سکیم کے تحت لگائے گئے ٹیوب ویلوں کی وجہ سے چار گنا آبیانہ دے۔ حکومت پاکستان نے ۱۹۶۰ء میں سیم کی سطح کو کم کرنے کے لئے اور غیر آباد زمینوں کی آبادکاری کے لئے اور پانی کی اضافی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے نہروں کے ساتھ ٹیوب ویل لگائے اور پانی موگہ جات میں ڈال دیا۔ چونکہ پانی کی مقدار بڑھ گئی اس لئے رقبہ آبپاشی دوگنا ہو گیا۔ جس سے آبیانہ خود بخود دوگنا ہو گیا۔ لیکن غریب کسان اور کاشت کار پر یہ ظلم کیا گیا کہ آبیانہ کی شرح کو دوگنا کر دیا گیا جس سے عملی صورت یہ پیدا ہوئی کہ سکارپ سکیم ایریا میں کسان اور کاشت کار کو پہلے کی نسبت چار گنا آبیانہ کی ادائیگی کرنی پڑی ہے۔ اس پالیسی کی وجہ سے غریب کسان غریب سے غریب تر ہو گیا ہے اور مزید ظلم سہنے کی اس میں ہمت نہ ہے اس لئے فوری طور پر اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پالیسی کو زیر بحث لایا جانا اشد ضروری ہے۔

جناب والا۔ وضاحت تو میں نے اس میں ساری کر دی ہے

جناب سپیکر۔ یہ تحریک التوا self explanatory ہے اور اس پر سٹیٹمنٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب وزیر قانون صاحب اس پر کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون۔ جناب والا۔ سب سے پہلے تو انہوں نے خود تسلیم کیا کہ یہ pelicy matter ہے انہوں نے پہلے بھی پالیسی کا ذکر کیا اور آخر میں بھی پالیسی کا ذکر کیا کہ اس

پالیسی کو کیا جائے۔ تو جناب والا۔ پالیسی پر کیسے تحریک التوا آ سکتی ہے۔
جناب سپیکر: policy matter پر تحریک التوا نہیں ہو سکتی It is ruled out of order. اگلی تحریک التوا بھی جناب محمد جاوید اقبال چیمہ صاحب کی طرف سے ہے

دیہاتوں کی مضافاتی بستیوں میں بجلی کی عدم فراہمی

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ دیہاتوں میں جو مضافاتی بستیاں ۵ مرلہ سکیم وغیرہ بے گھر افراد کے لئے بنائی گئی ہیں انہیں بجلی مہیا نہیں کی جا رہی۔ اس امتیازی پالیسی سے غریب طبقات میں احساس محرومی بڑھ رہا ہے جو شدید طبقاتی نفرت کا سبب بن سکتا ہے ایک ہی گاؤں میں ایک طرف بجلی کی سہولتیں موجود ہیں اور دوسری طرف نوامی آبادیوں میں بجلی سے محرومی پائی جاتی ہے یہ چیز عجیب قسم کا احساس نفرت پیدا کرتی ہے۔ لہذا اس پالیسی کو فوری طور پر اس ایوان میں زیر بحث لایا جانا ضروری ہے۔ استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کی جاوے۔

جناب سپیکر۔ جناب چیمہ صاحب آپ کی یہ جو تحاریک التوا کا ہیں ان کو آپ سوال کی شکل میں بھی پیش کر سکتے ہیں اور زیرو لوشن کی شکل میں بھی لا سکتے ہیں۔ یہ تحریک التوا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ specific matter نہیں ہے recent, occurence نہیں ہے۔ اس لئے I am sorry. It is ruled out of order اگلی تحریک التوا نمبر ۵۳ بھی جناب چیمہ صاحب کی ہے۔ جی چیمہ صاحب۔

مویشیوں کی روس کو سمگلنگ کی روک تھام

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب لائیو سٹاک اور

ڈیری فارمنگ کی ترقی کے لئے کروڑھا روپیہ خرچ کر رہی ہے تاکہ گوشت اور دودھ کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ لیکن یہ المیہ ہے کہ ہمارے اعلیٰ قسم کے دودھ دینے والے اور گوشت کی ضرورت پورا کرنے والے جانور براستہ افغانستان روس کو سمگل کئے جا رہے ہیں۔ سمگلنگ کا طریقہ یہ ہے کہ سمگلر افغان مہاجرین کے روپ میں سرگودھا اور اس کے آس پاس کی جانوروں کی منڈیوں سے ہزاروں کی تعداد میں اعلیٰ قسم کی گائے اور بھینس خرید کر ٹرکوں میں بھر کر لے جا رہے ہیں۔ منہ مانگے دام ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے بیوپاری اعلیٰ سے اعلیٰ جانور انہیں پیش کرتے ہیں۔ گوشت اور دودھ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سمگلنگ کو روکنے کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جانی اشد ضروری ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون۔ جناب سپیکر یہ منڈیاں جو پچھلے کئی سالوں سے چلی آ رہی ہیں یہ صرف ضلع سرگودھا میں ہی نہیں بلکہ پنجاب کے ہر ضلع میں ہیں۔

میاں ریاض حسنت جنجوعہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ آپ کے تشریف لاتے ہی درخواست بازی کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب جنجوعہ صاحب اس کے متعلق پہلے بھی کئی مرتبہ عرض کیا جا چکا ہے۔ تو میں اپنی پرانی استدعا کو دہراؤں گا اور معزز ممبران سے یہ توقع کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں احتیاط فرمائیں گے۔ جی لاء منسٹر صاحب میں معزز ممبران سے یہ التماس کروں گا کہ براہ کرم اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما رہیں۔ ہاؤس میں کوئی بھی معزز ممبر کھڑا نہ رہے۔ ملک صاحب! آپ سے یہ توقع نہیں کیونکہ آپ اس بات کے محرک ہیں کہ ہاؤس کے تقدس کو بحال رکھنا چاہیئے۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا۔ آپ آرڈر دیں۔ میں ابھی بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگر آپ نے دستخط کرانے ہیں تو سیٹ

پر بیٹھ کر کرائیں .... جی فرمایئے ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ منڈیوں کا کاروبار۔ مویشیوں کی خرید و فروخت پاکستان بننے سے پہلے کی چلی آ رہی ہے یہ تو ایک مسلسل عمل ہے اور جو مسلسل عمل ہو اسے بذریعہ تحریک التوا نہیں اٹھایا جا سکتا اور پھر یہ حالیہ واقع بھی نہیں ہے یہ منڈیاں تقریباً ہر ضلع میں لگتی ہیں۔ ہم احتیاط کر رہے ہیں اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس سلسلے میں پوری توجہ کریں گے کہ جو اپنا اچھا مویشی ہے وہ پاکستان سے باہر نہ جائے ۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا۔ میں نے منڈیوں پر کوئی تنقید نہیں کی اور نہ ہی میں نے منڈیوں کے کاروبار کے متعلق کچھ عرض کیا ہے۔ میں نے تو یہ کہا کہ ہمارے جو جانور ہیں وہ سمگلنگ کی وجہ سے افغانستان کے راستے روس جا رہے ہیں اس کا جو طریقہ کار ہے وہ میں نے عرض کیا ہے۔ میں نے صرف سمگلنگ کو روکنے کے مسئلہ پر عرض کی ہے کہ یہاں اس پر بحث ہو جائے اور ایک طریقہ کار بنا لیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چیمہ صاحب! میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ آپ کی تحریک التوا، تحریک التوا کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ جناب لائنسٹر صاحب یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ اس سلسلے میں پوری کوشش کریں گے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ سمگلنگ بالکل ختم ہو جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوا ۳۶ ہے

سرگودھا میونسپل کارپوریشن کی نا اہلی

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سرگودھا شہر کی

موجودہ انتظامیہ انتہائی ناقص، ناانصاف اور نااہل ہے جس کی وجہ سے سرگودھا شہر ترقی کرنے کی بجائے پسماندگی کی طرف جا رہا ہے۔ شہر کی اکثر و بیشتر سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ سیوریج کا انتظام ناقص ہے۔ پینے والے پانی کے ساتھ اکثر گندے پانی کی آمیزش ہوتی ہے۔ صفائی کا نظام انتہائی ناقص ہے خصوصاً نواحی آبادیوں میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ مجموعی صورت حال سے سرگودھا کے شہری انتہائی نالاں ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایک بااختیار انکوائری کمشن مقرر کیا جائے۔ جو میونسپل کارپوریشن کا تمام ریکارڈ اپنے قبضہ میں لے کر نااہل، بدعنوان بددیانت اور اقربا پرور افراد کا تعین کرے اور اپنی رپورٹ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرے۔ اس مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر، گذشتہ اجلاس میں بھی محرک ایک ایسی ہی تحریک التوائے کار لائے تھے اور وہ خلاف ضابطہ قرار دی گئی تھی۔ یہ کوئی مخصوص معاملہ نہیں ہے۔ یہ تو خود اس کارپوریشن کے ڈپٹی میئر ہیں اور یہ اس کا احاطہ خود کر سکتے ہیں۔ اگر وہاں کارپوریشن میں کوئی نقص ہے تو یہ خود اس کو درست کر سکتے ہیں یہ ان کے دائرہ اختیار میں ہے، اس کے اندر رہ کر وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ تو بقول ان کے کافی عرصہ سے جو سڑکیں، گلیاں اور نالیاں خراب ہیں۔ یہ خود ان کی ذمہ داری ہے کہ ان کو درست کریں نہ کہ یہاں اسمبلی میں آکر کہیں کہ اس کو درست کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ آپ کی تحریک التوائے کار اسمبلی کے دائرہ کار میں نہیں آتی اس لئے میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد چیمہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری روایات برطانوی پارلیمنٹ سے شروع ہوتی ہیں جسے ——— mother of parliaments کہا جاتا ہے اگر اس کے مباحثات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ تحریک التوائے کار شاذ و نادر ہی پیش ہوتی ہے۔ یہاں تو ایک مذاق بنا ہوا ہے کہ ایک ہی آدمی نے روز تحاریک التوائے کار پیش کی

ہیں جو کہ ساری کی ساری خلاف ضابطہ تھیں۔ یہ تو ساری تحاریک سوالات کی صورت میں آسکتی تھیں۔ قرارداد کی صورت میں آسکتی تھیں۔ وہ سب کچھ تحریک التوائے کار کے ذریعے کرتے ہیں، اس طرح سے بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چیمہ صاحب۔ یہ تو پھر آپ کا فرض ہے کہ قواعد انضباط کار کا مطالعہ کریں اور جو بات بھی تحریک التوائے کار کے دائرہ کار میں آتی ہو۔ ہم صرف اس کو بھی تحریک التوائے کار کے ذریعہ اس ایوان میں لائیں۔ ہمیں اس کے متعلق قواعد و انضباط کار اور پراونی پارلیمانی پریکٹس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔۔۔ ملک صاحب کیوں نا اس ہاؤس کی کارروائی آپ کے کاموں کے لئے معطل کر دی جائے آپ پہلے اپنے کام وزراء سے کروالیں۔ اس کے بعد ایوان کی کارروائی شروع کی جائے۔ کیا آپ اس تجویز کو پسند فرمائیں گے؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ چودھری عبدالغفور صاحب اور جناب غلام حیدر وائیں صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ کیا اس وقت یہ ایوان decorum میں ہے۔ کل اگر ہم نے واک آؤٹ کیا تھا تو ان حضرات نے فرمایا تھا کہ اس ایوان کی کارروائی بالکل صحیح چل رہی تھی اور انہوں نے غلط واک آؤٹ کیا ہے۔ میں جناب والا سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ جب آپ تین چار دفعہ دہرا چکے ہیں کہ ہاؤس کا decorum maintain کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے کوئی ایک بھی نمائندہ یہ ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس ایوان کا decorum جان بوجھ کر خراب کیا جا رہا ہے لہٰذا میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ دوبارہ ان حضرات کو مجبور کریں کہ اس ایوان کا decorum بحال کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب، آج آپ کی تحریک التوائے کار بھی ہے۔ جو آپ فرما رہے ہیں۔ اس کے لئے پہلے بھی میں کئی مرتبہ عرض کر چکا ہوں کہ آپ اس ایوان کے تقدس کو بحال رکھیں، تمام لوگوں کی نگاہیں آپ پر جمی ہوئی ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ decorum کیلئے متعدد بار سپیکر کی طرف سے استدعا کی گئی

ہے بار بار ایک بات کو اگر دھرایا جائے تو یہ بھی شاید آپ کے شایان شان نہ ہو کیوں کہ آپ ممبر صوبائی اسمبلی ہیں۔

مسلم لیگی ورکروں کو خصوصی اختیارات دینے کی غرض سے گرین کارڈ کا اجراء

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر۔ میں ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۶ء کے شمارہ "جنگ" میں صفحہ نمبر ۲، پر سردار عارف رشید وزیر حکومت پنجاب اور نواز اے شیخ، جنرل سیکرٹری، مسلم لیگ یوتھ پنجاب کی طرف سے یہ خبر چھپی ہے کہ صوبائی حکومت مسلم لیگ کے ورکرز کو عنقریب گرین کارڈز جاری کر رہی ہے۔ ان کارڈوں کے ذریعہ سے ان کو خصوصی اختیارات و مراعات حاصل ہو جائیں گی۔ نیز یہ بھی درج ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب انتظامیہ کے افسران کو ہدایات جاری کر رہے ہیں کہ ایسے کارڈز رکھنے والوں کی پوری مدد کی جائے۔ حکومت کی اپنی پارٹی کے ورکرز کے ساتھ یہ امتیازی سلوک حکومت کی طرف داری کا بین ثبوت ہے۔ اس سیاسی اقدام میں انتظامیہ کو بھی ملوث کیا جا رہا ہے۔ مسلم لیگ کے کارندوں نے اب عوام میں مشہور کر دیا ہے کہ وہ اپنے مخالفین سے بدلہ لیں گے اور جو لوگ مسلم لیگ میں شامل نہیں ان کو زبردستی شامل کریں گے۔ حکومت کے اس خود غرضانہ اور جانبدارانہ رویہ کے خلاف عوام میں غم و غصہ کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ لہٰذا اس ضروری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر، میں فاضل بھائی کی طرف پیش کی گئی تحریک التوائے کار کی مخالفت کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ ان کی اپنی تحریک کے الفاظ یہ ہے کہ حکومت پنجاب صوبائی حکومت مسلم لیگ کے ورکرز کو عنقریب گرین

کارڈ جاری کر رہی ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کی تحریک کے مطابق کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں ہے "گرین کارڈ جاری کر رہی ہے" گویا ان کی یہ بات مفروضہ پر مبنی ہے اور میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یونین کونسل کے کسی کارکن کو حکومت کوئی گرین کارڈ جاری نہیں کرے گی۔ یہ بات مسلم لیگ کے اپنی تنظیمی امور سے متعلق ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ بات کہ حکومت پنجاب مسلم لیگ کے کسی کارکن کو ایسے گرین کارڈ جاری کر رہی ہے۔ یہ واقعات پر مبنی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بات پر کر رہی ہے۔ قاعدہ ۶۷ کے مطابق کوئی واقعہ recent occurrence نہیں ہوا ہے۔ اور تیسری بات یہ کہ لوگوں کو مجبوراً مسلم لیگ میں شامل ہونے کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی سراسر غلط اور غیر واقعاتی ہے اور اس لحاظ سے حکومت کے خود سرضانہ اور جانبدارانہ رویہ کے خلاف عوام میں غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے" یہ بات بھی واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ لہٰذا میں technically گزارش کروں گا کہ قائدہ ۶۷ کے تحت کوئی واقعہ وقوع پذیر ہوا ہی نہیں ہے۔ اس لحاظ سے یہ قاعدہ ۶۷ کے دائرہ کار میں نہ آنے کی وجہ سے قابل پیش رفت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ اگر اپنے کسی کارکنان کو شناختی کارڈ جاری کرتی ہے اور اس کا سبز رنگ ہونے کی بنا پر اس کو گرین کارڈ کہا جاتا ہے تو اس کارڈ کا حکومت کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے اور حکومت کوئی ایسا گرین کارڈ کسی مسلم لیگ یونین کونسل کے کارکن کو جاری نہیں کر رہی اور نہ جاری کرے گی۔ ان حالات میں یہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ اور خلاف قاعدہ اور خلاف واقعہ ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر میاں صاحب۔ وائس صاحب کی بات کے بعد آپ کیا فرماتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق میں ان کے ارشادات کے بعد معلوم کرنا چاہوں گا کہ کیا وہ اس بات کی Assurance دیتے ہیں کہ انہوں نے مخصوص قسم کے کارڈ جاری کرنے کا جو منصوبہ بنایا تھا وہ ترک کر دیں گے؟

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر، میرے فاضل بھائی اپنی تحریک التوائے کار کو الجھا رہے ہیں، ان کی تحریک یہ ہے کہ مسلم لیگ یوتھ ونگ کے کارکنوں کو گرین کارڈ جاری کر رہی ہے۔ میں نے یہ واضح طور پر گزارش کر دی ہے کہ حکومت پنجاب مسلم لیگ یوتھ ونگ کے کسی کارکن کو کوئی کارڈ جاری نہیں کر رہی ہے۔ یہ معاملہ مسلم لیگ اپنے کارکنوں کے ساتھ ہوگا۔ سیاسی جماعتیں اپنے کارکنوں کو شناختی کارڈ جاری کیا کرتی ہے۔ اس لحاظ سے ایسی کسی یقین دہانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے نہ ہی یہ مسئلہ کسی یقین دہانی کا ہے۔ قواعد کے مطابق ان کی بات خلاف ضابطہ ہے۔ آپ نے حکومت کے متعلق بات کی ہے میں نے یہ واضح کر دیا ہے کہ حکومت کوئی ایسا کارڈ جاری نہیں کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب آپ کی تحریک التوائے کار کی جو بنیاد تھی اس کے متعلق وائیں صاحب نے یہ کہہ دیا ہے کہ ہم ایسا کوئی گرین کارڈ جاری نہیں کر رہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جنجوعہ صاحب جس وقت سپیکر بول رہا ہو۔ اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا ہے اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی تحریک التوائے کار رول اور پروسیجر قواعد انضباط کار کے مطابق نہیں ہے، اس لئے اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب رفیق صاحب آپ فرمائیں۔

جناب محمد رفیق۔ جناب والا، وائیں صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومت گرین کارڈ جاری نہیں کر رہی کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ حکومت گرین پلیٹیں جاری کرنے کا اختیار رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں اس وقت تحریک ہائے التوائے کار کے لئے وقف ہے اس کے بعد آپ یہ سوال پوچھ سکتے ہیں۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر، میں آپ سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ آج وزیر اعظم پاکستان نے گورنر ہاؤس میں مسلم لیگ پارلیمانی گروپ کے اراکین

صوبائی اسمبلی کو دعوت پر لبنی کھانے پر بلایا ہے اس کے لئے ٹائم ہو رہا ہے۔ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ بقایا وقت کے لئے آج کا اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تحریک ہائے التوائے کار کے ختم ہونے میں پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ اس کے بعد اجلاس ملتوی کر دیں گے۔

وزیر صنعت۔ ٹھیک ہے شکریہ

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر میں اس تحریک التوائے کار کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں جناب غلام حیدر وائیں کی بات سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ گرین کارڈ ہولڈر کے خلاف عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حشمت صاحب اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا۔ اسلام آباد میں گرین کارڈ ہولڈر کے خلاف دکانداروں نے ہڑتال کی ہے کیونکہ انہوں نے دکانداروں کے خلاف غنڈہ گردی کی ہے اور یہ سارے واقعات اخبارات میں بھی شائع ہوئے ہیں اور آپ.....

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں اس تحریک التوائے کار کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے جناب میاں محمد اسحاق صاحب تحریک التوائے کار نمبر ۳۸۔

جناب میاں محمد رفیق۔ جناب سپیکر آپ نے مجھے موقع فراہم کرنے کا وعدہ فرمایا تھا اس کے وقت کا بھی تعین کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ میاں محمد اسحاق صاحب کو اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنے۔ اس کے بعد آپ کو موقع ملے گا۔

جناب محمد رفیق۔ جناب والا جو تحریک التوائے کار پیش کی جا چکی ہے میرا سوال اس کے بارے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رفیق صاحب اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اس لئے اس کے متعلق پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد رفیق۔ جناب والا۔ آپ نے تو فرمایا تھا کہ میں آپ کو موقع دوں گا۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے متعلق اب آپ کو سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ بحث نہ کریں اور تشریف رکھیں۔ میاں محمد اسحاق صاحب۔

باغبانپورہ کی نواحی بستی سالار پورہ میں ڈکیتی

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا میں یہ تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۶ء کے روزنامہ نوائے وقت کے صفحہ اول پر یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ باغبانپورہ کی نواحی بستی سالار پورہ میں گذشتہ شب چار بجے نقاب پوش ڈاکو ایک شخص کے گھر میں گھس گئے اور ہزاروں روپے کی مالیت کے زیورات، نقدی اور دوسرا سامان لے گئے صوبہ پنجاب کے صدر مقام پر ڈاکے اب ہر روز کا معمول بن گئے ہیں۔ چند روز قبل انسپکٹر جنرل پولیس نے یہ خوشخبری دی تھی کہ اب لاہور میں مزید ڈاکے نہیں پڑیں گے مگر ڈاکے اور چوری کی وارداتیں بدستور جاری ہیں، ایسے واقعات صوبہ کے دیگر شہروں میں بھی ہو رہے ہیں جن کی خبریں ہر روز اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ محکمہ پولیس کی اس کوتاہی پر عوام میں شدید مایوسی اور بے اطمینانی کی لہر دوڑ گئی ہے عوام اب اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اس مسئلے پر بحث کرنے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا میں عرض کروں گا۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا میں پہلے شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تحریک التوائے کار میں شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی ضرورت نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا، قانونی لحاظ سے میں اس تحریک التوائے کار کی مخالفت کرتا ہوں امن عامہ پر ایوان میں بحث ہو رہی ہے اور ابھی ایک دو دن

اس پر اور بحث ہو گی یہ مسئلہ چونکہ جاری اجلاس میں زیر بحث ہے اس لئے اس قسم کی تحریک التوائے کار پیش نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رولز کے تحت اس کی اجازت نہیں ہے ویسے میرے فاضل دوست اگر چاہیں تو میں حقائق آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ انہوں نے اپنی تحریک میں یہ جو کہا ہے کہ ڈاکو ہزاروں روپے کا سامان لے گئے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر پر مبنی ہے اور یہ خبر مبالغہ آمیز ہے۔ مدعی کی طرف سے مقدمہ نمبر ۳۱۵ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۸۶ء جرم ۳۸۰، ۴۵۸ ت پ اسلامی قوانین کے تحت تھانہ بانبانپورہ میں درج ہو چکا ہے اور اس مقدمے کی باقاعدہ تفتیش ہو رہی ہے جو نقصان ہوا ہے اس کی تفصیل یہ ہے ایک عدد استری دیسی ساخت۔ (۲) ایک عدد ٹائم پیس چین کا بنا ہوا (۳) ایک عدد بستر کی چادر اور دو عدد غلاف تکیہ اور ۵۰۰ روپے نقد۔ جنس کی مالیت چھ سات سو روپے سے زیادہ نہیں ہے اور یہ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ مقدمہ زیر تفتیش ہے اور ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ مجرم پکڑا جائے اور اس کو سزا دی جائے۔

میاں محمد اسحاق جناب سپیکر امن عامہ پر جو بحث جاری ہے کیا ہمیں اس بحث میں یہ موقع ملے گا کہ ہم اس پر تفصیل سے بات کر سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بالکل آپ بحث کر سکتے ہیں اور اس کے لئے آپ کو موقع فراہم کیا جائے گا۔ پہلے بھی آپ نے تقریریں کی ہیں تو انشاء اللہ آئندہ بھی آپ کو ضرور موقع کیا جائے گا۔ بہتر ہو گا کہ آپ نے جو تحریک التوائے کار میں مسئلہ پیش کیا ہے۔ امن عامہ کی بحث میں زیر بحث لائیں۔ تحریک التوائے کار کا وقت اب ختم ہوتا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار میاں صاحب نے واپس لے لی ہے۔

مجلس قائمہ برائے استحقاق کی رپورٹیں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

جناب میاں محمود احمد۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر ۱ پیش کردہ ملک اللہ یار چشتی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۸۷ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

کہ تحریک استحقاق نمبرا پیش کردہ ملک اللہ یار چشتی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۸۷ء تک توسیع کر دی جائے۔ (تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا توسیع کے لئے یہ وقت بہت زیادہ ہے پہلے ہی کافی وقت دیا گیا ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس میں وقت کم کر دیا جائے پھر اگر ضرورت پڑی تو مزید توسیع حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کیا چاہتے ہیں کتنی توسیع کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ ایک ماہ کے لئے توسیع کی جائے

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ ایک ماہ کا وقت بہت کم ہوگا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہماری کمیٹی عدالتی فرائض انجام دیتی ہے، بیان قلمبند کرنے پڑتے ہیں issues frame کرنے پڑتے ہیں اور اس کے بعد سفارشات مرتب کرنی پڑتی ہیں اس کے لئے خاصا وقت درکار ہوتا ہے اور یہ ماضی کی روایات ہیں کہ استحقاق کا کوئی بھی مسئلہ جب ایوان میں پیش ہوتا ہے تو ایوان کی بالادستی کے لئے ایوان کے استحقاق کے لئے اور ایوان کی بقاء کے لئے استحقاق کے لئے مسئلے پر فراخدلی کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ اس لئے میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے یہ استدعا کروں گا کہ ہم نے کسی تحریک کو ایسے ہی من و عن سفارش کر کے نہیں بھیج دینا ہم نے باقاعدہ اس کی تحقیقات کرنی ہے تو ہمیں مناسب وقت دیا جانا بالکل مناسب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر قانون

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا یہ اسمبلی کی بقاء کا مسئلہ تو نہیں ہے البتہ ردعمل کا مسئلہ ہے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب تو ایوان اس کی اجازت دے چکا ہے اس لئے اس کی میعاد میں ۳۱ جنوری ۱۹۸۷ء تک توسیع کی جاتی ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں "کہ تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ سید طاہر احمد شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۳۱ر جنوری ۱۹۸۷ء تک توسیع فرمائی جاوے"۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر یہ پہلے ہی بہت لمبا کام ہو گیا ہے۔ میری یہ گذارش ہے کہ ان کو بہت کم وقت دیا جائے۔ کیونکہ پچھلے ایک سال سے یہ تحریک استحقاق چلی آ رہی ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا اس کی میعاد میں توسیع جناب نے کرنی ہے یا ایوان نے کرنی ہے؟ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس پر ایوان نے فیصلہ کرنا ہے۔ اس لئے یہ معزز ایوان اس پر بحث کرے۔ جناب اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ فلاں وقت دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں میاں صاحب ایسی کوئی بات نہیں ہے جس قسم کے جذبات کا آپ اظہار کر رہے ہیں۔ جس طرح آپ تجویز پیش کر رہے ہیں اسی طرح وزیر قانون بھی اس پر اپنی تجویز پیش کر رہے ہیں۔ آپ خواہ مخواہ جذبات میں آ گئے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا، اس بات کا فیصلہ کمیٹی نے کرنا ہوتا ہے اور تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرنا ہوتا ہے اس لئے جناب مہربانی کر کے توسیع کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کردہ سید طاہر احمد شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۳۱ر جنوری ۱۹۸۷ء تک توسیع فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ایوان کی اجازت سے اس کی میعاد میں ۳۱ر جنوری ۱۹۸۷ء تک توسیع کر دی گئی ہے۔

وزیر صنعت۔ لیکن جناب والا یہ آخری توسیع ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ مجلس استحقاقات اس کو ترجیح دیتے ہوئے اس کام کو جلدی ختم کرے۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ ذاتی نکتہ وضاحت ۔ جناب والا میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جتنی بھی تحریک ہائے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی گئیں۔ ان میں سے صرف ایک جو کہ آئینی اور قانونی نکات پر مشتمل تھی اس کی رپورٹ ہم نے ابھی تک پیش نہیں کی ہے بلکہ اس کے علاوہ جب پریولیج کمیٹی معرض وجود میں نہیں آئی تھی۔ ایک تحریک استحقاق جو محترمہ شاہین صفدر صاحبہ نے پیش کی تھی۔ وہ اس سپیشل کمیٹی کے حوالے کی گئی ہے۔ تو عالیجاہ ہماری کمیٹی بہت مستعدی سے کام کر رہی ہے اس کے ساتھ ہی میں جناب سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ چونکہ آج ۲ بجے آپ اجلاس کو ملتوی کر رہے ہیں تو کیا ایوان میں امن عامہ پر بحث جاری رکھے گی یا نہیں؟

چوہدری حاکم علی ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۱۲ بج چکے ہیں اور کورم بھی پورا نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر! فاضل رکن اپنی نشست پر نہیں ہیں اس لئے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو رد کر دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اپنی نشست پر نہیں ہیں ۔ کورم پر اعتراض آپ اپنی سیٹ پر جا کر کر سکتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر میں نے آپ سے وضاحت چاہی ہے ۔

چوہدری حاکم علی ۔ جناب سپیکر، میں پوائنٹ آف انفارمیشن پر بات کر رہا ہوں اور پوائنٹ آف انفارمیشن پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی فرمایئے شاہ صاحب

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر میں نے آپ سے وضاحت چاہی ہے ۔

چوہدری حاکم علی ۔ جناب سپیکر پہلے کورم پورا کر لیا جائے پھر ان کی بات کو سنا جائے

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔

(گنتی کی گئی)

SYED TAHIR AHMED SHAH : It is not our responsibility. It is the responsibility of the Government Benches. It is the responsibility of the Treasury Benches.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کورم پورا نہیں ہے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چونکہ آج معزز ممبران نے پرائم منسٹر صاحب سے ملاقات کرنا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میں نے آپ سے وضاحت چاہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں جب آپ خود چاہتے ہیں کہ آپ کو بات کرنے کا موقع ملے اس لئے آپ دوسروں کو بھی یہ حق دیں کہ وہ بھی اپنی بات کر سکیں تو اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ چونکہ آج معزز ممبران نے پرائم منسٹر صاحب سے ملاقات کرنا ہے اس لئے ایوان کی رائے یہ ہے کہ اجلاس کی کارروائی کو کل صبح تک ملتوی کر دیا جائے۔

میاں ریاض حسین۔ وزیر اعظم کے کھانے کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس لئے آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہاؤس کی کارروائی کل صبح ۹ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی برخاست منگل مورخہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۸۸ء صبح ۹ بجے تک کیلئے ملتوی ہوئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل ۲۱ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
(سہ شنبہ ۱۶ر صفر ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ - شمارہ ۱۲

سرکاری رپورٹ



مندرجات

(منگل ۲۱ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۱۲۴۳
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۱۲۴۴
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) .. ۱۲۷۳
غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ۱۲۹۸

مسئلہ استحقاق :-
(i) منجانب مولانا غیاث الدین بابت غلط جواب کی فراہمی ۱۳۰۸
(ii) منجانب جناب ریاض حشمت جنجوعہ بابت غلط جواب کی فراہمی ۱۳۱۵

تحاریک التوائے کار :-
(i) ڈائریکٹر ایجوکیشن لاہور ڈویژن کی آسامی پر عورت کی تعیناتی ۱۳۲۶
(ii) سبزی منڈی لاہور کی حالت زار ۱۳۲۷
(iii) آڑھتیوں کے رویہ سے موجی کے کاشتکاروں کا خاطر خواہ نقصان ... ۱۳۳۵
اراکین اسمبلی کی رخصت ۱۳۴۳
مجلس قائمہ برائے استحقاق کی رپورٹ کی میعاد میں توسیع ۱۳۴۶

مسودہ قانون :-
قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق) ۱۳۴۹
درآمد پر پابندی اور ملکی صنعت کا تحفظ ۱۳۵۱
سرکاری ملازمتوں میں اقلیتوں کے لئے ۵ فیصد کوٹہ کی تخصیص ۱۳۵۲
بلڈوزروں کے کرایہ میں اضافہ کی واپسی ۱۳۸۶
مشنری تعلیمی اداروں کی متعلقہ مشنریوں کی واپسی ۱۳۹۱

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

منگل ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء

سہ شنبہ ۱۶ صفر ۱۴۰۷ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ ۝ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ۝ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلٰقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُونَ ۝

(سورۃ بقرہ آیات ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ اور ۴۷)

اور تم لوگ حق کو باطل کا لباس نہ پہناؤ اور جان بوجھ کر سچی بات نہ چھپاؤ اور نماز قائم کرتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کے حضور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتے رہنا۔
یہ کیا عقل کی بات ہے کہ تم لوگوں کو تو نیکی و بھلائی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہو۔ کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھتے (اور دیکھو) کہ۔
رنج و تکلیف میں صبر و برداشت اور نماز سے مدد لیا کرو۔ اور یہ ٹھیک ہے کہ نماز گراں ہے مگر ان لوگوں پر گراں نہیں ہے جو عجز و انکساری سے کام لینے والے ہیں۔ جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ضرور ملیں گے اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ہے۔ چوہدری غلام احمد صاحب۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ظفروال انٹر کالج کا قیام

78* چوہدری غلام احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ درست ہے کہ قصبہ ظفروال سے ڈگری کالج شکر گڑھ کا فاصلہ ۱۸/۱۷ میل انٹر کالج پسرور کا فاصلہ ۱۹/۲۰ میل، نارووال کا فاصلہ ۱۹ میل اور سیالکوٹ کا فاصلہ ۳۲ میل ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اہلیان علاقہ کی سہولت کیلئے ظفروال میں انٹر کالج قائم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)
(الف) درست ہے۔
(ب) ظفروال میں کالج کا اجراء کیا جا چکا ہے۔

چوہدری غلام احمد: جناب والا میرا سوال بہت پہلے کا ہے۔ یہاں کالج کا اجراء ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: نشان زدہ سوال نمبر ۴۳۶ سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ

ضلع ڈیرہ غازی خان میں پرائمری مدارس میں عمارت کی تعمیر

436* سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) ضلع ڈیرہ غازیخان میں پرائمری مدارس کی کل تعداد کیا ہے۔
(ب) ایسے مدارس جن کی عمارت موجود ہیں۔ ان کی تعداد کتنی ہے۔ نیز ایسے مدارس جو بغیر عمارت کے قائم ہیں ان کی تعداد کیا ہے۔

(ج) کیا حکومت رواں مالی سال میں مطلوبہ عمارت کی تعمیر کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) ضلع ڈیرہ غازیخان میں پرائمری مدارس کی تعداد درج ذیل ہے۔

مسجد مدارس	۳۱۹
پرائمری مدارس طلباء	۶۶۲
پرائمری مدارس طالبات	۴۴۲

(ب) ضلع ڈیرہ غازی خان میں بغیر عمارت کے پرائمری مدارس کی تعداد حسب ذیل ہے۔

طلباء	۱۱۵
طالبات	۱۵۲

(ج) بغیر عمارات پرائمری مدارس کی عمارت کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام ۱۹۸۶-۸۷ میں حقیر رقم مختص کی گئی ہے۔

گورنمنٹ بوائز کالج شاہدرہ کی عمارت کی تعمیر میں تاخیر

451* میاں محمود احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز کالج شاہدرہ کی تعمیر کے لیے گورنمنٹ نے رقم مختص کر دی ہوئی ہے اور کالج کی عمارت کی تعمیر کے لیے جگہ کا انتخاب بھی ہو چکا ہے۔ مگر تا حال کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت علاقہ کے عوام کی خواہشات کے پیش نظر جلد از جلد کالج تعمیر کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) شاہدرہ میں کوئی کالج گورنمنٹ بوائز کالج کے نام سے قائم نہیں کیا گیا ہے اس لیے اس کی جگہ اور عمارت کی تعمیر کے لیے رقم مختص کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

(ب) نئی حکمت عملی کے تحت انٹر کالج کے قیام کی بجائے چند منتخب ہائی سکولوں میں گیارہویں اور بارہویں جماعت کے اجراء کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اس ضمن میں گورنمنٹ بوائز ہائی سکول شاہدرہ کا نام بھی اس فہرست میں شامل ہے۔ جہاں کلاسوں کا اجراء مجوزہ ہے۔ فی الحال گورنمنٹ انٹر کالج راوی روڈ جو شاہدرہ کے بالکل قریب واقع ہے۔ اس علاقہ کی ضرورت پوری کرتا ہے۔

میاں محمود احمد:۔ جناب سپیکر جس طرح وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ شاہدرہ میں کوئی کالج گورنمنٹ بوائز کالج کے نام سے قائم نہیں کیا گیا۔ جناب والا کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ گورنمنٹ کالج برائے طلباء راوی روڈ کی بلڈنگ کہاں پر تعمیر کی جا رہی ہے۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا! یہ اس سوال کا جواب تھا جو کہ فاضل رکن نے کیا تھا لیکن اب نئے کالج کی بلڈنگ کی تعمیر راوی کے پاس شاہدرہ میں کی جا رہی ہے اور اس کالج کی تعمیر کے بعد اس علاقہ کی جو بھی ضروریات ہیں وہ پوری ہو جائیں گی۔

میاں محمود احمد:۔ سوال میرا بھی یہی تھا کہ راوی روڈ کالج کی عمارت کے لئے چالیس لاکھ روپے کی گرانٹ منظور ہوئی۔ شاہدرہ میں ہی اس کی عمارت کے لیے جگہ تلاش کی گئی اور وہاں پر منصوبہ بنایا گیا تو اس عمارت کو شروع کیا جا چکا ہے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ شاہدرہ میں کالج کی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر:۔ اب آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

میاں محمود احمد:۔ جناب والا راوی روڈ کالج کی عمارت کے لیے شاہدرہ میں جگہ تلاش کی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی عمارت پر کام شروع ہوا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر:۔ اس کے بارے میں تو وہ بتا چکے ہیں۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا میں تو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ کالج کی تعمیر کے سلسلے میں رقم مختص کی جا چکی ہے۔ زمین تلاش کی جا چکی ہے اور اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔

میاں محمود احمد: کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر تعلیم: جناب والا، یہ سلسلہ مرحلہ وار ہوتا ہے۔ کوشش کی جائے گی کہ اس کالج کی تعمیر جلد از جلد ختم ہو جائے گی۔

ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے قبائلی علاقہ میں نارمل سکول کا اجراء

457* سردار نصر اللہ خان دریشک: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے قبائلی علاقہ میں قبیلہ وار مڈل اور ہائی مدارس کی تعداد کیا ہے، نیز ان مدارس میں طلباء کی تعداد کیا ہے اور کیا حکومت قبائلی طلباء کی کثرت تعداد اور ان کی سہولت کے پیش نظر کسی موزوں مقام پر جو قبائلی علاقہ میں ہو نارمل سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

تعداد مڈل/ہائی مدارس (پہاڑی علاقہ)

مڈل مدارس

نمبر شمار	نام تمن	تعداد مدارس (مردانہ)	تعداد مدارس (زنانہ)	کل تعداد
۱	تمن لغاری	۳	۱	۴
۲	تمن کھوسہ	۱	—	۱
۳	تمن بزدار	۳	۱	۴
۴	تمن قیصرانی	۲	۲	۴
		۹	۴	۱۳

ہائی مدارس

۱	تمن لغاری	۲	—	۲
۲	تمن کھوسہ	—	—	—

۳	تمن بزدار	۴	—	۴
۴	تمن قیصرانی	۲	—	۲
		۸	—	۸

(نوٹ) راجن پور پہاڑی علاقہ میں کوئی اور ہائی سکول نہیں ہے۔

تعداد طلباء مڈل سکول۔

نمبر شمار	نام تمن	ششم	ہفتم	ہشتم	میزان
۱	تمن لغاری	۵۳	۳۳	۳۱	۱۱۸
۲	تمن کھوسہ	۱۲	۹	—	۲۱
۳	تمن بزدار	۶۸	۵۹	۵۱	۱۷۸
۴	تمن قیصرانی	۸۹	۷۸	۶۶	۲۳۳
	کل میزان	۲۲۲	۱۸۰	۱۴۸	۵۵۰

تعداد طلباء ہائی سکول

							میزان
۱	تمن لغاری	۴۴	۳۷	۳۲	۲۹	۲۶	۱۶۸
۲	تمن کھوسہ	—	—	—	—	—	—
۳	تمن بزدار	۱۱۲	۹۸	۹۲	۸۹	۷۸	۴۶۹
۴	تمن قیصرانی	۱۰۵	۹۴	۸۹	۷۶	۷۷	۴۴۱
کل میزان		۲۶۱	۲۲۹	۲۱۳	۱۹۴	۱۸۱	۱۰۷۸

نارمل سکول

حکومت قبائلی علاقہ میں مزید نارمل سکول کھولنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ گورنر

ڈائریکٹوٹ کے تحت ڈیرہ غازی خان میں مورخہ ۸/۴/۱۶ سے لڑکیوں کا نارمل سکول کھول دیا گیا ہے اور مورخہ ۵/۹/۸ سے ڈیرہ غازی خان میں لڑکوں کے نارمل سکول کا درجہ بڑھا کر ایلیمنٹری کالج بنا دیا گیا۔ نیز ۸۶-۸۵ کی ADP سکیم کے تحت ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے درج ذیل مدارس میں PTC یونٹ کھول دیئے گئے ہیں۔

۱ راجن پور (زنانہ اور مردانہ)
۲ جام پور (زنانہ اور مردانہ)
۳ رجحان (زنانہ)
۴ تونسہ شریف (زنانہ)۔

جناب سجاد احمد حمیمہ: ضمنی سوال۔ جواب کے آخر میں نوٹ درج ہے۔
"راجن پور پہاڑی علاقے میں کوئی مڈل اور ہائی سکول نہیں ہے"
کیا وزیر موصوف غور فرمائیں گے کہ یہاں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے علاوہ کوئی سکول قائم کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم: جناب والا، ہائی سکول، پرائمری سکول، سکولوں کی اپ گریڈیشن اور کالجوں کے قیام کے سلسلے میں محکمہ تعلیم کی منصوبہ بندی یہی ہوتی ہے کہ جہاں جہاں مطالبہ ہو یا ضرورت محسوس ہو، وہاں بالترتیب پرائمری سکول یا مڈل سکول اپ گریڈ کر دیئے جاتے ہیں یا کالج کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہم ہر سال ہر علاقے کے مطالبات لیتے ہیں۔ ہم راجن پور پہاڑی علاقے کے بھی تمام مطالبات دیکھیں گے اور اگر حالات کا تقاضا ہوا تو انشاء اللہ وہاں سکول کھولے جائیں گے۔

ہائی سکول کوٹ قیصرانی کی عمارت کی تعمیر

*458 سردار نصر اللہ خان دریشک: کیا وزیر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ہائی سکول کوٹ قیصرانی کب سے اپ گریڈ ہوا ہے اور کیا اپ گریڈ ہونے کے بعد اس کی نئی عمارت بنی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)
(۱) گورنمنٹ ہائی سکول کوٹ قیصرانی برائے طلباء ۷/۵/۱ کو اپ گریڈ ہوا۔ اس

کی نئی عمارت تعمیر نہیں ہوئی۔ ۱۹۸۴ء میں عمر کوٹ، کوٹ قیصرانی اور شادن لنڈ مڈل مدارس کو اعزازی درجہ بطور ہائی سکول حاصل ہوا۔ ان کی تعمیر عمارت کے لیے فنڈز مختص ہوئے لیکن سکہ کی قیمت میں کمی اور بجٹ کی کٹ کی وجہ سے صرف شادن لنڈ ہائی سکول ضلع ڈیرہ غازی خان کی عمارت تعمیر ہو سکی۔

(ii) اس سکول کی عمارت کی تعمیر کے لیے فنڈز ۸۷-۱۹۸۶ کے ترقیاتی بجٹ میں سے استحقاق کی بنیاد پر فراہم کیے جائیں گے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر کے اسٹاف کیلئے رہائشی انتظامات

*579 راؤ مراتب علی خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج بہاول نگر کی عمارت تقریباً ۸۷ ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر پرنسپل اور اسٹاف کیلئے کوئی رہائشی انتظام نہیں ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پسماندہ ضلع کے اس اہم تعلیمی ادارہ میں سٹاف کے لیے رہائشی انتظام کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج بہاول نگر کا کل رقبہ ۸۵ ایکڑ ہے جس میں سے ایک ایکڑ ۲ کنال رقبہ پر کالج کی عمارت تعمیر شدہ ہے۔ باقی ۸۳ ایکڑ اور ۸ کنال رقبہ غیر تعمیر شدہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر میں پرنسپل اور سٹاف کے لیے کوئی رہائشی سہولیات موجود نہیں ہیں۔

(ج) فنڈز کی کمی کی وجہ سے سالانہ ترقیاتی پروگرام ۸۷-۱۹۸۶ میں اس کالج کے پرنسپل اور سٹاف کے لیے رہائشی سہولیات مہیا کرنے کی کوئی سکیم شامل کرنا ممکن نہیں۔

البتہ سالانہ ترقیاتی پروگرام ۸۸-۱۹۸۷ میں استحقاق کی بنیاد پر اس کالج کو یہ سہولیات مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ہائی سکول ڈونگہ بونگہ کی عمارت کی مرمت کیلئے اقدامات

*580 جناب راؤ مراتب علی خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ ڈونگہ بونگہ تحصیل بہاول نگر کے ہائی سکول کی عمارت کے ساتھ عوام کے شدید ترین مطالبہ پر ترجیحی بنیادوں پر پرائمری کلاسوں کے لیے رورل ورکس پروگرام کے تابع امرجنسی ڈیزائن پر مشتمل چار بڑے کمروں اور برآمدہ کی خوبصورت عمارت تعمیر کرائی گئی تھی۔ اس ماڈل پرائمری پورشن کا معائنہ جناب گورنر صاحب نے پسندیدہ قرار دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ۲۰/۱۶ سال ہوئے ہیں۔ محکمہ تعمیرات عامہ نے اس عمارت کو اپنی تحویل میں نہ لیا اور نتیجہ کے طور پر اس کی سالانہ مرمت پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا گیا اور مذکورہ عمارت کی حالت شدید خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے۔ جواب خالی پڑی ہے۔ لاکھوں روپے کے مصرفہ سے تعمیر ہونا ممکن نہ ہے اور پرائمری کلاسوں کے طلبا کھلے آسمان کے نیچے بیٹھتے ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ تعمیرات عامہ کو یہ ماڈل عمارت اپنی تحویل میں لینے اور سالانہ مرمت کرانے میں کیا اشکالات درپیش تھیں اور کیا حکومت سال رواں میں مذکورہ عمارت کو محکمہ تعمیرات عامہ کی تحویل میں دے کر زیادہ سے زیادہ ۶۰/۵۰ ہزار روپیہ مرمت پر خرچ کرنے کے لیے تیار ہے اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) یہ حقیقت ہے کہ ڈونگہ بونگہ ہائی سکول میں موجودہ پرائمری بلاک ۶۷-۱۹۶۶ میں رورل ورکس پروگرام کے تحت پرائمری کلاسز کے لیے تعمیر ہوا تھا۔ جو چار کمروں

اور برآمدہ پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس کی مرمت پر آج تک کچھ خرچ نہیں کیا گیا۔ اس کی حالت تسلی بخش نہیں اور یہ قابل مرمت ہے۔ دراصل اس کی مرمت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری مقامی آبادی کی تھی۔ اب یہ کمرے پرائمری کلاسوں کے استعمال میں نہیں ہیں۔

(ج) مذکورہ عمارت کو محکمہ تعمیرات عامہ کی تحویل میں دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب محکمہ لوکل گورنمنٹ کی وساطت سے پرائمری مدارس کی مرمت دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔ سکول ہذا کی مخصوص تعمیر کے پیش نظر اس کی خصوصی مرمت درکار ہے۔ ڈائریکٹر تعلیمات سکولز بہاولپور کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ سکول کی مرمت کے لیے تخمینہ تیار کرائے۔ تخمینہ موصول ہوتے ہی کوشش کی جائے گی کہ غیر ترقیاتی بجٹ بابت سال ۸۷-۱۹۸۶ میں سے استحقاق کی بنیاد اس کے لیے فنڈز فراہم کئے جائیں۔

غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی مستقلی، تعلیم بالغاں مراکز کی تعداد

*660 جناب انوار الحق پراچہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ بھر میں تعلیم بالغاں کے کل کتنے مراکز قائم ہیں اور تحصیل بھلوال میں ان میں داخل افراد کی کل تعداد کتنی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں پرائمری سکولوں میں غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی کل تعداد کیا ہے اور کیا انہیں مستقل کرنے کے لیے کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) اس سوال کا تعلق محکمہ لوکل گورنمنٹ سے ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں پرائمری سکولوں میں غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی تعداد ۱۹۸۷ء ہے غیر تربیت یافتہ اساتذہ صرف PTC ٹریننگ کے بعد ہی مستقل ہو سکتے ہیں۔ بذریعہ چٹھی نمبر ایس او (پی آئی) ۵-۱-۸۲ مورخہ ۸۶-۲-۱۷ گورنمنٹ نے غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی سہولت کے لیے انہیں پرائیویٹ طور پر PTC کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ امتحان پاس کرنے کے بعد ہی وہ مستقل ہو سکتے ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

اسلام آباد بھی پی ٹی سی کا کورس کروا رہی ہے۔ جس سے اساتذہ مستفید ہو سکتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان:۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ جن علاقوں میں تربیت یافتہ استاد میسر نہیں۔ ان علاقوں میں غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی تعیناتی زیر غور ہے کہ نہیں۔

وزیر تعلیم:۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا اور میرا خیال ہے کہ اس سوال کا اصلی سوال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر:۔ چودھری صاحب اس ضمنی سوال کا تعلق اصلی سوال سے ہے کیونکہ یہ سوال بنیادی طور پر غیر تربیت یافتہ اساتذہ کے بارہ میں ہے۔ جن کے اعداد و شمار دیئے گئے ہیں کہ پنجاب میں ۱۹۸۷ غیر تربیت یافتہ اساتذہ تعینات ہیں۔ اسی سلسلے میں یہ سوال کیا گیا ہے۔ جن سکولوں میں تربیت یافتہ استاد میسر نہیں ہیں۔ کیا وہاں ان ٹرینڈ ٹیچرز تعینات کرنے پر حکومت غور کر رہی ہے۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا ہمارے پاس ٹرینڈ ٹیچرز کی تعداد جو اسوقت فیلڈ میں کام کر رہے ہیں۔ اسی مہینے کے آخیر تک تیرہ چودہ ہزار کے قریب ہو گی اور محکمہ تعلیم اور نئی روشنی سکولوں کے لیے تربیت یافتہ اساتذہ کی مجموعی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہمارے پاس ٹرینڈ ٹیچرز کی کمی نہیں اسی اصول کے تحت جب تک ہمیں تربیت یافتہ دستیاب ہوں گے ہم غیر تربیت یافتہ اشخاص کی تعیناتی کرنے سے قاصر رہیں گے لیکن اس تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جب کبھی تربیت یافتہ اساتذہ میسر نہ ہوں تو ان غیر تربیت یافتہ اشخاص کو ہم انشاء اللہ تربیت یافتہ اساتذہ کی کمی کی صورت میں تعیناتی دے سکیں گے۔

جناب غلام سرور خان:۔ جناب سپیکر! اس سال اگر ہمارا اے ڈی پی شروع ہوا اور ہمارے سکولوں میں تربیت یافتہ اساتذہ پورے نہ ہو سکے تو پھر غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی تعیناتی ہو سکے گی۔ یہ میں موجودہ سال کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر تعلیم: جناب والا میں اعداد و شمار کے مطابق جواب دے رہا ہوں۔ اعداد و شمار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ امکان تب ہی ہو سکتا ہے کہ ہم ان تربیت یافتہ اساتذہ کو اس سال ملازمت دینے کی پوزیشن میں ہوں گے۔

جناب سپیکر: اس سال غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو تعیناتی دینے کی پوزیشن میں ہوں گے۔

وزیر تعلیم: اس سال محکمہ تعلیم اور نئی روشنی سکولوں کی مجموعی طلب اور تربیت یافتہ اساتذہ کی دستیابی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اگر گنجائش ہوئی تو غیر تربیت یافتہ اساتذہ تعینات ہو سکیں گے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے سکول کھلے ہوئے غالباً ڈیڑھ دو ماہ ہو گئے ہیں۔ اب تک کوئی تربیت یافتہ یا غیر تربیت یافتہ اساتذہ تعینات نہیں ہوئے جب کہ ان کی آسامیاں منظور ہو چکی ہیں۔ بچوں کی تعلیم ضائع ہو رہی ہے۔ اس میں اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟

وزیر تعلیم: جناب والا میرا خیال ہے۔ اس سوال کا اصلی سوال سے کوئی تعلق نہیں بہتر ہو گا یہ نیا سوال دیں۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب بڑا اہم معاملہ ہے اور آپ سب سے زیادہ جانتے ہیں اور آپ کو اس کی اہمیت کا احساس ہو گا۔ کیونکہ یہ جو سوال کیا جا رہا ہے۔ یہ اس وجہ سے کیا جا رہا ہے کئی سکول ایسے ہیں جو ایک سال سے جاری ہو چکے ہیں اور جن میں کوئی استاد نہیں ہے اور وہاں کوئی تربیت یافتہ استاد جانے کے لیے تیار نہیں ہے۔

وزیر تعلیم: جناب والا میں آپکی بات کی تعمیل میں عرض کروں گا کہ میں نے ان کے سوال کے متعلق کہا تھا۔ میں آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ میں نے پہلی بات تو عرض کی تھی کہ جب تربیت یافتہ اساتذہ دستیاب نہیں ہوں گے اور ہمیں ضرورت ہو گی تو ہم غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو تعینات کریں گے۔ دوسری بات جہاں کہیں ایسے پس افتادہ علاقہ میں کوئی فیچر تعیناتی کے باوجود جانے کو تیار نہیں ہوتے تو ہم ایسے سکولوں میں سکولوں

کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور اسے جاری رکھنے کے لیے انشاء اللہ غیر تربیت یافتہ اساتذہ رکھنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔

ملک طیب خان اعوان:۔ جناب والا میری تسلی نہیں ہوئی ہے۔ جناب والا وزیر موصوف کو ہمیں تسلی کرانی چاہیئے۔ میرے خیال میں، اللہ تعالیٰ کے بعد ان کا رتبہ ہے۔ اس لیے یہ بھی ہم پر مہربانی کریں۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے۔ جبکہ ان کے پاس تربیت یافتہ اساتذہ بھی موجود ہیں اور غیر تربیت یافتہ بھی موجود ہیں۔ میرے سوال کا مقصد یہ ہے کہ وہ لاہور کی گلیوں میں کیوں رُل رہے ہیں وہ لاہور کے ہوٹلوں کی روٹیاں کیوں کھا رہے ہیں۔ آسامیاں خالی ہونے کے باوجود اُن کو تعیناتی کے آرڈر کیوں نہیں دیئے جا رہے ہیں؟ انہوں نے کیا ظلم کیا ہے۔ اسطرح تو بچوں کی تعلیم ضائع ہو رہی ہے۔ ان کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ ان کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے اور ہائی سکول تو پاکستان میں ضائع ہو رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر:۔ شکریہ یہ ضمنی سوال نہیں۔ اس سلسلے میں وزیر تعلیم اس کا بڑی تفصیل سے جواب دے چکے ہیں۔ ہم اسی سال اور فوری طور پر جن سکولوں میں اساتذہ نہیں ہیں۔ ان میں اساتذہ لگانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ تربیت یافتہ اساتذہ کو تعینات کریں گے۔ اور اگر وہ دستیاب نہ ہوئے تو غیر تربیت یافتہ ہی اساتذہ تعینات کر دیں گے۔

سید اقبال احمد شاہ:۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ جن اساتذہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ فلاں گاؤں میں جا کر چارج لو۔ اگر وہ نہیں جاتے تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے؟

وزیر تعلیم:۔ یہ کافی وسیع سوال ہے۔

جناب سپیکر:۔ اس سوال کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

سید اقبال احمد شاہ:۔ جناب والا میں نے تو ان کے کہنے پر سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر:۔ جناب شاہ صاحب اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اگلا سوال جناب انوار الحق پراچہ کی طرف سے ہے۔

مسجد مکتب سکولوں کی تعداد

*۶۶۶ جناب انوار الحق پراچہ:۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

صوبہ میں مسجد مکتب سکولوں کی کل تعداد کیا ہے۔ نیز کتنے سکول ایسے ہیں جن میں مکمل سٹاف ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

اس وقت صوبہ میں ۱۹۰۳ مسجد مکتب کام کر رہے ہیں۔ مندرجہ بالا تمام سکولوں میں مکمل سٹاف دیا جا چکا ہے۔

جناب غلام سرور خان:۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ مکتب سکولوں کے اجراء کے لیے گورنمنٹ نے کیا critaria رکھا ہے؟

وزیر تعلیم:۔ جناب والا اگر مجھے اجازت دیں تو میں مکتب سکولوں کی غرض و غایت کے متعلق بھی کچھ بتا دوں۔

جناب سپیکر:۔ جی ارشاد فرمایئے۔ critaria میں غرض و غایت بھی آ جائے گی۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ جناب والا وزیر موصوف ذرا اختصار سے فرما دیں ورنہ باقی سوالات کے جوابات رہ جائیں گے۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا! گذارش یہ ہے کہ مکتب سکولوں کی سب سے پہلے تو ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ پہلے دور سے ہی لڑکوں کے سکولوں کے سلسلہ میں یہ قاعدہ اور اصول کام کر رہا تھا کہ local comunity بچوں کا پرائمری سکول خود ہی بنائے اور خود ہی اس کی دیکھ بھال کرے۔ تو وہ اصول اور قاعدہ پچھلے سال تک چلتا رہا جس کو اب بدل دیا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم بچوں کے سکولوں

کو مسجد مکتب سکول کے طور پر بنانے کا فیصلہ کیا کیونکہ اس میں صرف ۵ ہزار کا ضروری سامان دینے سے ان سکولوں کا اجراء ہو سکتا تھا اور لڑکے ان سکولوں میں تعلیم حاصل کر سکتے تھے تو اسی سکیم کو مدِنظر رکھتے ہوئے مسجد مکتب سکول بنائے گئے جن کی تعداد میں نے پہلے بتا دی ہے کہ critaria کے سوال کا جواب میں اس سلسلے میں دے چکا ہوں۔ اس میں اگر آپ کوئی مزید وضاحت چاہیں تو میں بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس میں ان کا سوال یہ ہے کہ سکول قائم کرنے کے لیے کیا critaria ہے کہ کون سے گاؤں میں سکول قائم کیا جائے اور کون سے گاؤں میں قائم نہ کیا جائے۔

وزیر تعلیم: جناب والا جہاں لڑکوں کے سکول پہلے سے کام کر رہے ہیں، وہاں تو ان سکولوں کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن جہاں ہمیں لڑکوں کے سکولوں کے لیے فوری ضروریات ہوتی ہے تو ہم وہاں کی مسجد میں سکول قائم کر دیتے ہیں اور وہاں کے امام مسجد اور اس کے علاوہ وہاں ایک ٹیچر بھی مہیا کر دیتے ہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس مسجد مکتب کے ایک میل سے دو میل کے فاصلے تک اور کوئی باقاعدہ پرائمری سکول نہ ہو۔

میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ جملہ سکول ہر ضلع میں کتنے قائم ہوئے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا اس سوال کا جواب میں اگلی بار دے سکتا ہوں۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ علاقہ تعینات ہو چکا ہے۔ مکتب سکول کا علاقہ ایک مدرس اور ایک امام مسجد پر مشتمل ہے جو کہ ابھی تک میرے علاقہ میں تعینات نہیں ہوئے۔ جس کی مثال میرے علاقہ میں موجود ہے اور کسی جگہ کا تو میں کہہ نہیں سکتا۔ لیکن میرے علاقہ میں مکتب سکول کا سلسلہ موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جناب ملک صاحب! وہ اس سلسلے میں تفصیلی جواب دے چکے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! وہ تو کہتے ہیں کہ تعینات ہو چکے ہیں۔

اور میں کہتا ہوں کہ نہیں ہوئے۔ اس کا فیصلہ کون کرے گا۔ ہاؤس میں کہنا کہ ہو چکے ہیں لیکن ہوئے نہیں۔

جناب سپیکر:۔ چوہدری صاحب! آپ اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر تعلیم:۔ جناب والا۔ اگر کہیں کوئی کمی ہے یا کہیں کوئی ٹیچر تعینات نہیں ہو سکا، یا کوئی ٹیچر غیر حاضر ہو رہا ہے تو وہ میرے نوٹس میں لایا جائے۔ اس کے متعلق ایک دن کے اندر اندر کارروائی ہو سکتی ہے۔

مولوی محمد غیاث الدین:۔ کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ مساجد میں جو سکول کھولے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بچوں کی پڑھائی کے لیے کوئی علیحدہ عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ ہے یا صرف مساجد میں ہی پڑھانا ہے؟

وزیر تعلیم:۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ میں اس کا جواب پہلے تفصیلاً دے چکا ہوں۔

جناب سپیکر:۔ آپ اپنا سوال دھرائیے۔

مولوی محمد غیاث الدین:۔ جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا ہے کہ مساجد میں جو سکول کھولے گئے ہیں۔ کیا وہاں طلباء کے لیے مسجد کے علاوہ علیحدہ کوئی کمرے بنانے کا ارادہ ہے یا صرف مسجد کے اندر پڑھایا جائے گا۔ کیونکہ مسجد میں پڑھانے سے مسجد کی بے ادبی ہوتی ہے اور یہ شرعی مسئلہ بھی ہے۔ میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:۔ نہیں وضاحت نہیں صرف سوال چاہیے۔ جناب وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا! کیا ارشاد ہے؟

جناب سپیکر:۔ جناب مولانا غیاث الدین صاحب کا سوال یہ ہے کہ آیا مسجد مکتب سکول کے لیے مسجد کے علاوہ کوئی کمرے تعمیر کرنے حکومت پنجاب کے زیر غور ہیں؟

وزیر تعلیم:۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ فوری ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ان بچوں کے سکولوں کی موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو ہم نے پچھلے سال سے بلکہ اس سال سے بدلنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ جہاں بچوں کے سکول کی فوری ضرورت ہوتی ہے۔ ہم وہاں مسجد میں ہی وہ سکول قائم کرتے

رہے ہیں اور وہاں امام مسجد کے علاوہ ایک ٹیچر مہیا کر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ضروری سامان کے لیے پانچ ہزار کی رقم مختص کی جاتی ہے اور ساتھ کوئی کمرہ تعمیر نہیں کیا جاتا۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ point of information جناب سپیکر! میں آپ سے استفسار کرنا چاہوں گا کہ آپ فاضل اراکین کے سوالات کے بارے میں سپیکر کے فرائض کے علاوہ interpreter کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر:۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر کوئی سوال معزز وزیر کو confuse کر رہا ہو اور میں اسے اگر آسان الفاظ میں دھرا دوں تو وہ ہاؤس کے لیے ایک آسانی پیدا کرنے والی بات ہے۔

سردار غلام عباس:۔ جناب والا! میں یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ ان نئے مکتب سکولوں میں جو اساتذہ اور مولوی صاحبان کام کریں گے۔ ان کے لیے کم از کم تعلیمی قابلیت کیا ہوگی اور ان کی تنخواہ کا سکیل کیا ہوگا؟

وزیر تعلیم:۔ جناب والا! میں معافی چاہتا ہوں۔ میں ان کا سوال اچھی طرح سے نہیں سن سکا تھا۔

جناب سپیکر:۔ سردار صاحب ذرا سوال دھرائیے گا۔

سردار غلام عباس:۔ جناب والا! میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جو مکتب سکول انہوں نے قائم کیے ہیں۔ ان میں جو معلم ہوں گے جو کہ استاد کی حیثیت سے کام کریں گے ان کی تعلیمی قابلیت کیا رکھی گئی ہے اور ان کی تنخواہ کا سکیل کیا ہوگا۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا! اگر فاضل رکن کے اس سوال کا اصل سوال سے کوئی تعلق ہے۔ یہ آپ نے فیصلہ کرنا ہے۔ پھر تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ آپ پہلے یہ فیصلہ کر لیں۔

جناب سپیکر:۔ سردار صاحب اس سلسلہ میں تازہ سوال ہونا چاہیئے۔

سردار غلام عباس:۔ جناب والا! سوال متعلقہ ہے آپ جو مناسب سمجھیں۔

اس کی تعمیل کروں گا۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ جناب سپیکر۔ کیا وزیر صحت کی طرح وزیر تعلیم بھی ہر چیز Fresh بلند فرماتے ہیں۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) (ڈاکٹر سموئیل) ضمنی سوال۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ انہوں نے اقلیتوں کے لیے مکتب مسجد سکولوں کی طرز پر چرچ سکولوں کا انتظام فرمایا ہے اور اگر ابھی انتظام نہیں ہوا ہے تو کیا حکومت چرچ سکولوں کے لیے کچھ کام کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم:۔ جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ مسجد مکتب سکولوں میں نصاب وہی پڑھایا جا رہا ہے۔ جو باقاعدہ سکولوں میں ہے۔ دونوں کے نصاب میں کوئی فرق نہیں اب اگر کوئی غیر مسلم بچہ وہاں مسجد سکول میں پڑھنا چاہیئے تو ہم نے آج تک اسے کبھی انکار نہیں کیا ہے اور اسے منع نہیں کیا ہے۔ وہ مسجد میں بھی اسی طرح بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ جیسے کوئی مسلمان بچہ بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

مولوی محمد غیاث الدین:۔ جناب والا اگر کوئی قادیانی بھی آ جائے تو اسے بھی آپ اقلیت کی بنیاد پر مسجد میں بیٹھنے کی اجازت دیں گے۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا! میں نے مسجد مکتب سکولوں کی غرض و غایت تو پہلے بتا دی ہے۔ چرچ میں کوئی سکول بنانا ایسے ہو گا کہ ہم اس میں کوئی چیز پیدا کر رہے ہیں یا ہم تعلیم کے سلسلہ میں تمام Communities علیحدہ علیحدہ کر رہے ہیں تو اس لیے اس سلسلہ میں کوئی ایسا غور نہیں کیا جا رہا ہے۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر سموئیل:۔ جناب سپیکر: وزیر موصوف کے جواب سے میں مطمئن نہیں ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں اب جب کہ ایک نظریاتی حکومت ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک نظریاتی ملک ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اقلیتوں کو بھی جو ان کے کم سے کم جائز حقوق ہیں۔ وہ انہیں ضرور ملنے چاہئیں اور آج انشاء اللہ سکولوں پر بحث ہو گی لیکن میں اس سے پیشتر اس جواب کو قبول نہیں کرتا ہوں۔ ہمیں ایسا جواب دیا جائے جس سے کہ ہم مطمئن ہو سکیں۔ کیونکہ ہمارا بھی پاکستان میں وہی حصہ ہے جو آپ کا ہے۔

جناب سپیکر:۔ غالباً آپ کا سوال یہ ہے کہ مسجد مکتب سکول کی طرز پر کوئی گرجا سکول بنانے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے۔ آپ یہی کہنا چاہتے تھے۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا میں اس کا پہلے مفصل جواب دے چکا ہوں۔ ابھی کوئی مسئلہ نہ ہے۔

جناب سپیکر:۔ ابھی تک آپ کے زیر غور یہ مسئلہ نہ ہے۔

وزیر تعلیم:۔ جی ہاں۔ فاضل رکن اس کے متعلق علیحدہ سوال بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:۔ چوہدری صاحب سوال تو یہ relevant ہے۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا۔ اگر یہ سوال relevant ہے تو میں اس کے متعلق پہلے جواب دے چکا ہوں۔ کہ اس معاملہ میں ایسی کوئی تمیز روا رکھنا مناسب نہیں کہ اگر مسجد میں کوئی مسجد مکتب سکول کھولا گیا ہے۔ تو کسی اور عبادت گاہ میں بھی ایسے ہی کیا جائے۔ اس طرح سے تو کمیونٹی میں تعلیم کے نقطہ نظر سے مناسب نہ ہے۔

جناب سپیکر:۔ لیکن فاضل رکن کا سوال یہ ہے کہ حکومت اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہے۔

وزیر تعلیم:۔ اگر یہ اس پر اصرار کرتے ہیں تو اپنی تجاویز دے سکتے ہیں اور اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

ملک طیب خان اعوان:۔ جناب والا میرے فاضل بھائی کا سوال یہ ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ جس علاقہ میں عیسائی برادری بیٹھی ہے۔ وہاں پر کوئی پرائمری سکول نہیں ہے۔ لیکن اس علاقہ میں ان کا گرجا گھر موجود ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مسجد میں مکتب سکول کھولے گئے ہیں۔ وہاں پر گرجا گھر میں بھی ویسے ہی سکول کھولنے کا ارادہ ہے۔ اگر کھولا جائے تو اس میں کوئی جرم نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں نزدیک کوئی سکول نہیں ہے۔ ایسی مثالیں میرے حلقہ میں موجود ہیں۔ چک ۲۶ میں تمام عیسائی برادری بیٹھی ہے۔ لیکن وہاں قریب کوئی سکول نہیں ہے

جناب سپیکر:۔ شکریہ ملک صاحب۔ اس سوال کا جواب ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر شیلا رانی چارلس:۔ جناب سپیکر میں وزیر تعلیم سے یہ دریافت کرنا چاہوں گی کہ

کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ ان مکتب سکولوں میں کتنے عیسائی طلباء ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا اس کے لیے نیا سوال درکار ہے۔

جناب پیٹر گل: جناب سپیکر، ہمیں ابھی ابھی جو پروفارمے ملے ہیں۔ اس میں جیسا کہ انہوں نے دیا ہوا ہے کہ سکول کے ساتھ مسجد ہونی چاہیئے۔ تو اگر جناب وزیر تعلیم یہ سہولت دے دیں کہ ان پروفارموں میں شیڈول کے ساتھ گرجا کے کوائف دے دیں تو ہم ان کے مشکور ہوں گے۔

جناب سپیکر: آپ اے ڈی پی کے پروفارموں کی بات کر رہے ہیں۔ یعنی آپ کا مطلب ہے کہ اگر اس میں گرجا سکولوں کی تجویز کر دیں تو کیا محکمہ تعلیم اس پر غور کرے گا۔

وزیر تعلیم: جناب والا میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ مسجد سکول کے ساتھ کوئی مذہبی وابستگی نہیں ہے۔ اس کی غرض وغایت بھی پہلے بتا چکا ہوں۔ یہ چونکہ پہلے انگریزوں کے زمانہ ہی سے ایک اصول چلا آتا تھا کہ لڑکوں کے لیے سکول یہاں mmunity میں خود بنائے گی اور خود اس کی مرمت اور دیکھ بھال کی ذمہ دار ہوگی۔ اس اصول کے تحت دوسری بات یہ ہے کہ لڑکیوں اور لڑکوں کے سکولوں کے لیے تناسب ایک اور دو کی تھا۔ یعنی لڑکوں کے دو سکول اور لڑکیوں کا ایک سکول تھا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے بھی ہم نے لڑکیوں کے فارمل سکول زیادہ سے زیادہ بنانے کی کوشش کی ہے اور جہاں پر ہم نے دیکھا ہے وہاں پر فوری ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے بچوں کے لیے مسجد مکتب سکول کا اجراء کیا ہے اس سلسلہ میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ اگر وہ یہ ضرورت محسوس کرتے ہیں یا ایسی کوئی بات ہے تو اس کے لیے محکمہ تعلیم سے باقاعدہ رجوع کر سکتے ہیں۔ اور ایسی بات پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جو یہ تازہ ضمنی سوال تھا۔ اس میں ایک تو یہ تھا کہ مسیحی عبادت گاہوں میں مکتب سکول کے اجراء کا مسئلہ اور دوسرا اس میں یہ سوال ہوا ہے کہ جو معزز ممبران مسیحی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے اے ڈی پی کا

سوال جیسا کہ چار مکتب سکول ایک معزز ممبر کو دیئے گئے ہیں کہ وہ اپنے حلقہ انتخاب کے لیے چار مکتب سکول ماگ سکتا ہے۔ اسی طرح سے ان کا سوال یہ ہے کہ کیا مسیحی برادری کے اراکین بھی اپنے حلقہ میں کسی گرجا کو سکول دینے کے لیے وہ اپنے اے ڈی پی میں اس کا نام شامل کر سکتے ہیں اور کیا حکومت اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہے۔

وزیر تعلیم: رد چوہدری ممتاز حسین: جناب سپیکر میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ابھی تک گرجا سکول کی بات نہیں ہوئی، گرجا سکول کی بات تو آج ہوئی ہے جب معزز رکن ہم سے اس مسئلے پر رجوع کریں گے تو ہم ان کی تجویز پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر: یعنی حکومت اس مسئلے پر غور کرنے کے لیے تیار ہے۔

وزیر تعلیم: جی، ہاں

جناب لیجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر سیموئیل: جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک وزیر تعلیم نے یہ فرمایا نہیں کہ ہمیں عرضداشت دیں ہم تو سمجھتے ہیں کہ ہماری عرضداشت موجود ہے اور اس ایوان میں عرضداشت ہونے سے بڑی عرضداشت اور کہاں ہو سکتی ہے اور میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک مسجد مکتب سکولوں کا تعلق ہے ہمارے ہاں جو psychological theocracy aspect چل رہا ہے۔ اس کے تحت آپ یقین کیجئے کہ ہمارے مسیحی بچوں کو مجبوراً وہیں کنوئیں تک جانے کی اجازت نہیں ہے اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ....

جناب سپیکر: یہ ایک الگ معاملہ ہے۔

جناب لیجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر سیموئیل: نہیں جناب یہ متعلقہ مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: میری عرض یہ ہے کہ آپ اس فورم پر وقفہ سوالات میں، سوال کی شکل میں یا ضمنی سوال کی شکل میں بات کر سکتے ہیں۔ آپ اپنا مؤقف بیان نہیں کر سکتے نہ ہی تقریر کر سکتے ہیں۔

جناب لیجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر سیموئیل: جناب والا میں اسی پوائنٹ پر سوال ہی پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:۔ جی سوال کریں۔

جناب میجر ریٹائرڈ وکٹر سیموئیل جناب والا گزارش یہ ہے کہ جہاں تک اے ڈی پی کا تعلق ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ گزارش نہیں سوال ؟

جناب میجر ریٹائرڈ وکٹر سیموئیل جناب والا سوال یہ ہے کہ اے۔ ڈی پی تو ہر سال کیسے ہے اور اگلے سال کیسے بنتی ہے میں نے جو ضمنی سوال اٹھایا ہے کیا وزیر تعلیم اس کو تعلیمی پالیسی میں لانے کے لیے تیار ہیں؟

جناب سپیکر:۔ وزیر تعلیم فرما چکے ہیں کہ ہم ایجوکیشن پالیسی میں غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ان کا مطلب ہے کہ آپ باقاعدہ طور پر ان سے بات کریں۔ چونکہ اس مسئلے پر آج پہلی مرتبہ بات ہوئی ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ باقاعدہ طور پر اس سلسلے میں محکمہ تعلیم سے رجوع کریں۔۔۔۔۔۔۔

جناب میجر ریٹائرڈ وکٹر سیموئیل جناب والا میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ آج جو ہم بات کر رہے ہیں یہ باقاعدہ ہے۔ اس سے زیادہ باقاعدگی اور کون سی ہو گی۔

جناب سپیکر: ان کا مطلب یہ ہے کہ کوئی جامع تجویز ان کو دے دیں۔۔۔۔۔

جناب میجر ریٹائرڈ وکٹر سیموئیل جناب والا۔ اس سلسلے میں تجویز کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اگر اکثریت کے سکولوں کا خیال کیا جا رہا ہے تو لازمی طور پر حکومت وقت کو پاکستان میں اقلیتوں کے لیے بھی سادی سلوک کرنے کا حق ہے۔

جناب سپیکر:۔ شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جناب اعظم چیمہ۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ:۔ جناب والا یہ سوال جو آج آپ کے نوٹس میں آیا ہے۔ جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے۔ یہ سوال کچھ اس طرح ہے کہ کیا محکمہ تعلیم اس بات پر غور کرنے کے لیے تیار ہے کہ ممبران کو ان کی entitlement کے مطابق جو ڈویلپمنٹ پروگرام دیا گیا ہے۔ نمائندگان چونکہ صرف اقلیتی لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں یا دوسرے فرقوں کی نمائندگی نہیں کرتے۔ جو ان کو proforma دیئے گئے ہیں اس میں مسجد مکتب چار سکول اور چار پرائمری گرلز سکول درج ہیں۔ مسجد

مکتب سکولوں کے بارے میں جہاں تک ان کا تعلق ہے۔ یہ تو لازمی طور پر یہ mention نہیں کریں گے۔ کیا محکمہ تعلیم ان ممبران کو جو اقلیتی آبادی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کو اس خیال کے مطابق ان کی آبادیوں میں، ان کے طرز کے مطابق وہ سکول جو کہ ان کی entitlement بھی ہے اور خود حکومت declare کر چکی ہے۔ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: چیمہ صاحب نے اس سوال کی خود تشریح کر دی ہے۔ اور اس سوال کا جواب جناب وزیر تعلیم دے چکے ہیں کہ وہ اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جناب غلام سرور صاحب۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سال سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہر حلقہ میں چار چار مکتب سکول منظور کیے گئے ہیں۔ جن حلقوں میں ان سکولوں کی ضرورت نہیں ہے ان حلقوں کے بارے میں گورنمنٹ کی کیا next policy کیا ہے؟ criteria کے مطابق ہر دیہات میں پرائمری سکول موجود ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا پہلی بات تو میں یہ عرض کروں گا کہ تعلیمی اخراجات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پرائمری تعلیم کو بڑھانے کے لیے حکومت کوشش ہو رہی ہے اور ملک کی آبادی کے اضافے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے۔ میں پہلی بات تو یہ عرض کروں گا کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسا حلقہ بھی ہو سکتا ہے۔ جہاں چار مسجد مکتب سکول بچوں کے لیے درکار نہ ہوں۔ لیکن اگر کسی حلقہ میں ایسی صورت حال ہے تو اس کے متعلق پہلے ہی واضح طور پر سالانہ ترقیاتی پروگرام کے سلسلے میں معزز ممبران کو بتایا جا چکا ہے کہ وہ اس میں ردوبدل کے لیے اپنے متعلقہ محکمہ سے رجوع کر سکتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا جس طرح وزیر تعلیم نے مکتب سکول کے بارے میں فرمایا ہے کہ جس حلقہ میں ایسے سکولوں کی ضرورت نہ ہو تو متعلقہ محکمہ سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔ جس حلقہ میں مکتب سکول کی ضرورت نہ ہو۔ اس کے بدلے میں کوئی

اور نیا سکول دے سکیں گے۔

جناب سپیکر: متعلقہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات ہے۔ آپ اس سے رجوع کر سکتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: متعلقہ محکمہ تو محکمہ تعلیم ہے۔

جناب سپیکر: متعلقہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات ہے۔ کیونکہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کو وہی حتمی شکل دیتے ہیں۔ سید طاہر احمد شاہ۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا صوبہ بھر میں جو ۹ ہزار ایک سو تین مسجد مکتب سکول چل رہے ہیں۔ ان پر سالانہ کتنے انتظامی و دیگر اخراجات صرف کے جا رہے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا شاہ صاحب اس کے لیے جب نیا سوال پیش کریں گے تو میں اس کا جواب ضرور دوں گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ اقبال احمد شاہ صاحب۔

جناب اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر وزیر موصوف نے یہ بتایا ہے کہ یہ انگریزوں کی روایت ہے کہ دیہاتوں میں جو سکول کھولے جائیں گے۔ اس کے لیے گاؤں والے زمین دیں گے اور سکول کی عمارت کے لیے پیسے دیں گے کیا ہم انگریزوں کی روایات پر چلتے رہیں گے یا اپنی روایات بھی قائم کریں گے۔

وزیر تعلیم: جناب والا میں پہلے ہی اس بات کا جواب دے چکا ہوں کہ ہم نے پچھلے سال سے اس روایت کو ختم کر دیا ہے اور اب proportionately جہاں جہاں formal کی ضرورت ہوگی۔ انشاء اللہ وہاں ان کا اجراء کر دیا جائے گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے جو ضمنی سوال کیا تھا وہ in order ہے۔ یا اس کے لیے نئے سوال کی ضرورت ہے۔ میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کے لیے نئے سوال کی ضرورت ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ایک مسجد مکتب سکول پر ایک سال میں اس وقت کتنے انتظامی و دیگر اخراجات ہو رہے ہیں؟ صرف ایک سوال کا پوچھ رہا ہوں۔

وزیر تعلیم: جناب والا بات وہی ہے صرف لفظوں کا تھوڑا سا ردوبدل ہے۔ تو میں فاضل رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ تفصیلاً ایک سوال اس سلسلے میں دے دیں۔ میں انشاء اللہ اس کا مکمل جواب دوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میرا تیسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف اپنے علم و یقین کے مطابق مسجد مکتب سکولوں کی افادیت اور ان کی کارکردگی سے مطمئن ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا۔ میں اس کے لیے یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ بھی ایک نیا سوال ہے۔ تو جب یہ نیا سوال بھی آئے گا تو انشاء اللہ اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب وزیر تعلیم صاحب سے میں یہ گزارش ہو کروں گا کہ اس کے لیے ہرگز نیا سوال نہیں چاہیئے۔ یہ بڑا relevant سوال ہے کہ آپ اپنے محکمہ کے تحت چلنے والے ایک ادارے سے مطمئن ہیں۔ صرف اتنا سا سوال ہے۔

وزیر تعلیم: جناب والا میں آپ کے حکم کی تعمیل میں اب اس کا ذرا تفصیلاً جواب دوں گا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے جو کہ میں پہلے بھی بتا چکا تھا کہ اس سے بھی پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ شاید یہ مارشل لاء دور کی بات ہے کہ فوری ضرورت کے تحت ہوتا ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے ہم عمارت تیار نہیں کر سکتے یا عمارت کرایہ پر نہیں لے سکتے ہم shelterless سکول بھی بناتے رہے ہیں۔ اسی طرح مسجد مکتب سکول جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ ان کے بنانے کی ضرورت پیش آئی اب ہم نے مزید پالیسی اختیار کی ہے۔ فنڈز کو مدنظر رکھتے ہوئے جہاں جہاں ہم باقاعدہ پرائمری سکول بناتے جائیں گے۔ وہاں پر مکتب سکول ختم کرتے جائیں گے۔ میں اسے بالکل یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک basic arrangement تھا۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اگر ہم مسجد مکتب سکول ساتھ نہ بناتے تو ہم بچوں کی پڑھائی کے سلسلہ میں لڑکوں کے سکولوں کی جو کمی ہے وہ کسی صورت میں پوری نہیں کر سکتے تھے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ باقاعدہ سکول بنتے جائیں گے۔ اور ہم مسجد مکتب سکولوں کو ختم کرتے جائیں گے۔ اب دوسری بات جو کہ فاضل رکن نے کہی ہے۔ تو میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ مسجد سکولوں کی کارکردگی ہمارے اطمینان کے مطابق نہ تھی۔ لیکن میں نے آتے ہی اپنی بھرپور توجہ اس طرف لگائی ہے اور انشاء اللہ آپ دیکھتے جائیں گے کہ مسجد سکول اور دوسرے سکولوں کی کارکردگی

بہتر ہو جائے گی۔ ہم عملہ پر زیادہ سخت نگرانی کر رہے ہیں۔ خود بھی دورے کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جہاں کہیں ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ وہاں سکولوں میں پڑھائی پر توجہ نہیں دی جا رہی تو ان سکولوں کے اساتذہ کی سرزنش کی جا رہی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کارکردگی اطمینان بخش نہ تھی تو ان شاء اللہ تعالیٰ موجودہ سال کے اندر اندر آپ اس کو تسلی بخش پائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بیگم نجمہ تالبش الوری صاحبہ۔

ملک طیب خان اعوان: سائیں میرا وی اک نکا جیہا سوال اے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب اگلے سوال پر کیجئے گا۔ تشریف رکھئے ملک جی!

ملک طیب خان اعوان: جناب اجازت دے دیو میں بھی اپنا اک سوال وزیر موصوف نوں پچھ لواں کہ اوناں فرمایا اے کہ سکولاں دی تعداد ودھائی جاوے گی۔ او پرائمری سکول تے پہلے ودھے نئیں تے مزید کس طرح ودھن گے پرائمری سکول تے بننے نئیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب میں نے آپ کو سوال کرنے کی اجازت نہیں دی۔

ملک طیب خان اعوان: چلو جی تہاڈی مرضی۔

بیگم نجمہ تالبش الوری: سوال نمبر ۱۶۷ اور سوال نمبر ۱۶۹ میں وزیر تعلیم سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتی۔ اس لیے کہ میں نے ان کا جواب پڑھ لیا ہے اور میں اپنے سوالوں کو واپس لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب بھی آپ نہیں لینا چاہتیں۔

بیگم نجمہ تالبش الوری: جی نہیں میں نے پڑھ لیا ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال تو نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر: رولز کے تحت ان سوالات کے جوابات وزیر تعلیم ایوان میں پڑھیں گے ورنہ یہ ایوان کی کارروائی کا حصہ نہیں بن سکیں گے۔ تو وزیر تعلیم اسے پڑھ لیں اور اگر فاضل ارکان اس پر کوئی ضمنی سوال

نہیں کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:۔ میں سید طاہر احمد شاہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ آپ ان کے جوابات پڑھ دیں۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا انہوں نے سوال کرنے سے پہلے ہی اپنا سوال واپس لے لیا ہے اگر سوال واپس لے لیا جائے تو پھر میرا خیال ہے کہ اس کے جواب دینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

سیّد طاہر احمد شاہ:۔ On a point of personal explanation. جب سوال کنندہ فاضل رکن نے نمبر بول دیا تو وہ سوال انہوں نے کر دیا۔ انہوں نے واپس نہیں لیا۔ اگر واپس لینا چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:۔ بیگم صاحبہ آپ نے نمبر بول دیا تھا۔

معزز ایوان: سوال کے نمبر بول دیئے تھے۔

جناب سپیکر:۔ آپ نے سوال کے نمبر بول دیئے تھے۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا انہوں نے سوال کو واپس لینے کے لیے دو نمبر بولے تھے۔

جناب سپیکر:۔ جناب لا منسٹر صاحب اس سلسلے میں ہماری کچھ راہنمائی فرمائیں گے؟

وزیر قانون: میرا خیال ہے کہ جناب وزیر تعلیم کا جو مؤقف ہے وہ درست ہے۔ انہوں نے اپنے سوال کا جو نمبر بولا ہے۔ وہ صرف اس سوال کو واپس لینے کے لیے بولا ہے۔ لہٰذا جب انہوں نے سوال واپس لے لیا تو اس پر نہ جواب آ سکتا ہے اور نہ کوئی ضمنی سوال آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر:۔ آپ کے خیال میں سوال کا جواب پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون:۔ ضرورت نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ جناب سپیکر اگر تو محرک رکن نے اپنے سوالات واپس

لے لیئے ہیں تو پھر جواب پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر انہوں نے سوال کے نمبر ایوان میں پیش کر دیئے ہیں۔ جیسا کہ کئے ہیں۔ آپ ریکارڈ سے کارروائی کی ٹیپ سن سکتے ہیں۔ اگر تو وہ اب بھی یہ سوالات واپس لیتی ہیں تو پھر ہم ضرورت محسوس نہیں کرتے اگر وہ واپس نہیں لیتی ہیں اور صرف ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتی تو پھر ان سوالات کے جوابات وزیر موصوف کو دینے چاہئیں۔

جناب سپیکر:۔ جی بیگم صاحبہ آپ فرما دیجئے۔

بیگم نجمہ تالش الوری:۔ جناب سپیکر میں نے اس لئے پڑھے تھے تاکہ سوال کا پتہ چل جائے کہ سوال کون سا ہے اور واپس میں اس لیے لے رہی ہوں کہ میں اب سوال کرنا نہیں چاہتی اور نہ میرا کوئی ضمنی سوال ہے۔ اور جو جواب لکھا ہوا ہے وہ میں نے پڑھ لیا ہے۔

جناب سپیکر:۔ اس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اس سوال کے جواب سے میں مطمئن ہوں۔ اس میں جو جواب محکمہ تعلیم نے دیا تھا۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے پڑھ لیا ہے۔ میں اس سے مطمئن ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے سوال واپس نہیں لیا۔ بلکہ سوال کے جواب سے آپ مطمئن ہیں۔

بیگم تالش نجمہ الوری:۔ جناب میں نے سوال ہی واپس لے لیا ہے۔ ۶۷۱ اور ۶۷۴ یہ دو سوال ہیں جو میں نے واپس لے لئے ہیں۔

جناب سپیکر:۔ تو آپ اس کے جواب سے مطمئن ہیں یا انہیں واپس لیتی ہیں۔

بیگم نجمہ تالش الوری:۔ جب میں نے انہیں واپس لے لیا ہے تو اب بات ہی ختم۔

نواب زادہ مظفر علی خان:۔ جناب والا! میرے خیال میں اگر یہ سوال لے لیا گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ جیسے یہ سوال کیا ہی نہیں گیا اور پھر یہ کارروائی میں بھی نہیں آسکتا۔ اگر واپس ہو گیا ہے۔ اصل میں مطلب ان کا یہی ہے کہ وہ مطمئن ہیں تو انہوں نے شاید یہ سوال غیر ضروری طور پر واپس لیا ہے۔

جناب سپیکر: تو یہ سوال ایسے تصور ہو گا کہ جیسے یہ پوچھا ہی نہیں گیا تھا آپ کے اگلے سوال کی بھی یہی پوزیشن ہے۔

بیگم کجہ تابش الوری: جی ہاں

جناب سپیکر: یہ سوال نمبر ۷۰۴ کی بھی یہی پوزیشن ہے۔ جناب چوہدری محمد اصغر صاحب۔

ڈنگہ ضلع گجرات میں طالبات اور طلباء کے کالج کا قیام

*705 چوہدری محمد اصغر: کیا وزیر تعلیم ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈنگہ ضلع گجرات میں صرف دو ہائی سکول ہیں اور وہاں سے پندرہ بیس میل تک طالبات و طلباء کے لیے کوئی کالج نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکولوں سے فارغ ہونے والے طلباء و طالبات کو مزید حصولِ تعلیم کے لیے گجرات یا جہلم جانا پڑتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈنگہ کی عوام نے کالج کے لیے زمین اور عمارت دینے کا وعدہ کیا تھا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈنگہ شہر میں گرلز اینڈ بوائز کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم۔ چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے۔

(ب) لڑکوں اور لڑکیوں کے کالج منڈی بہاؤالدین میں ہیں۔ وہ یہاں سے ۴۲ کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔

(ج) محکمہ تعلیم کو کوئی ایسی پیش کش موصول نہیں ہوئی۔

(د) ڈنگہ ضلع گجرات میں ایم این اے پروگرام کے تحت بوائز ہائی سکول میں گیارہویں۔ بارہویں کلاسز کا اجراء پہلے ہی ۱۹۸۶ء-۸۷ء سے کیا جا چکا ہے۔

جناب غلام سرور خان: ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ جو انہوں

نے جزو (د) کا جواب دیا ہے کہ ڈنگہ ضلع گجرات میں ایم۔ این۔ اے پروگرام کے تحت گورنمنٹ بوائز ہائی سکول میں گیارہویں، بارہویں کلاسز کا اجراء کر دیا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی باقاعدہ feasibility report منگوائی جاتی ہے۔ یا جہاں بھی کوئی ایم۔ این۔ اے یا ایم۔ پی۔ اے تجویز کرے وہاں اس کالج کا اجراء کر دیا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا کوئی سکول، کوئی اپ گریڈیشن، کوئی ہائی سکول کوئی انٹرمیڈیٹ اور کوئی کالج feasibility کے بغیر نہیں بنایا جاتا۔

میاں محمد افضل حیات:۔ ضمنی سوال۔ کیا وزیر تعلیم یہ فرمائیں گے کہ یہ جو ایم۔ این۔ اے کے پروگرام کے تحت کالج بن رہا ہے اس میں صوبائی حکومت بھی کوئی مدد کرے گی۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا۔ ایم۔ این۔ اے پروگرام ہمارے صوبائی تعلیم کے اے۔ ڈی۔ پی سے بالکل علیحدہ ہے۔ جیسا کہ میرے تمام فاضل اراکین کو پتہ ہے کہ ایم۔ این۔ اے صاحبان کے لیے ایک پروگرام کے تحت رقم مختص کی گئی ہے۔ جس میں ان کے لیے لازمی ہے کہ وہ اس رقم کا ۶۰ بز حصہ تعلیم پر خرچ کریں۔ تو اسی پروگرام کے تحت اسی منصوبے کے تحت ایم۔ این۔ اے صاحبان اپنے اپنے علاقہ میں اپنی اپنی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور feasibility کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں رقم خرچ کرتے ہیں تو ایسے پروگرام جہاں ایم۔ این۔ اے صاحبان اپنی مد میں سے خرچ کر رہے ہوں تو ہم محکمہ تعلیم پنجاب اس میں مزید خرچ نہیں کرتے۔ ہاں اگر ہم کسی آئندہ مرحلہ پر یہ محسوس کریں کہ اس سکول میں یا انٹرمیڈیٹ کالج میں کوئی ایسی اشد ضرورت ہے تو پھر صرف اسی صورت میں صوبائی حکومت اس مزید رقم خرچ کرنے پر آمادہ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:۔ شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا! میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھنے کی اجازت طلب کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے.....

سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ کالجز میں گریڈ ۱۷ اسامیوں پر تعیناتی

*787 جناب محمد جاوید اقبال چیمہ: کیا وزیر تعلیم ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ گورنمنٹ کالجوں میں گریڈ ۱۷ اسامیوں میں باہمی تناسب کیا ہے اور کیا یہ نسبت برقرار رکھی جا رہی ہے اور ان اسامیوں کی کل تعداد کیا ہے نیز ان اسامیوں میں سے خالی پڑی ہیں کب سے خالی ہیں اور انہیں کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین): گورنمنٹ کالجوں میں پروفیسروں اسسٹنٹ پروفیسروں اور لیکچراروں کی اسامیوں میں باہمی نسبت ۱:۶:۱۷ کی ہے۔ ہر سال نئی اسامیوں کے باعث یہ نسبت ہمہ وقت برقرار نہیں رہ سکتی۔ اسے برقرار رکھنے کے لیے وقتاً فوقتاً لیکچراروں اور اسسٹنٹ پروفیسروں کی اسامیاں اپ گریڈ کی جاتی ہیں۔ جنوری ۱۹۸۶ء میں محکمہ مالیات کی منظوری کے بعد مندرجہ ذیل اسامیاں اپ گریڈ ہو گئی ہیں۔

نام اسامی	مردانہ	زنانہ	کل میزان
پروفیسر بی-۱۹	۳۰	۱۶	۴۶
اسسٹنٹ پروفیسر بی-۱۸	۲۵۹	۱۴۳	۴۰۱

ان اسامیوں کی اپ گریڈیشن کے بعد اب گریڈ ۱۷ اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نام اسامی	مردانہ	زنانہ	کل میزان
پروفیسر	۲۶۹	۱۴۹	۴۱۸
اسسٹنٹ پروفیسر	۱۸۶۴	۹۷۷	۲۸۴۱
لیکچرار	۴۰۷۲	۲۱۵۱	۶۲۲۳
کل	۶۲۰۵	۳۲۷۷	۹۴۸۲

گورنمنٹ کالجوں میں خالی آسامیوں کی تفصیل مطابق ۸۶-۳-۲۷ درج ذیل ہے۔

نام آسامی	مردانہ	زنانہ
پروفیسرز بی-۱۹	۹۵	۲۴
اسسٹنٹ پروفیسرز بی-۱۸	۷۱	۷۰
لیکچرار بی-۱۷	۱۰۱	۷۹

آسامیاں مختلف اوقات میں خالی اور پر ہوتی رہتی ہیں۔ ہر آسامی کے لیے اس کے خالی ہونے کی حتمی تاریخ دینا ممکن نہیں ہے۔ لیکچراروں کی آسامیاں جو سال رواں کے دوران وجود میں آئی ہیں۔ ان میں سے بیشتر پر کی جا چکی ہیں۔

حکومت نے لیکچراروں کی مستقل تقرری کے لیے ایک نیا بورڈ تشکیل دیا ہے ستمبر کے آخری ہفتہ میں آسامیوں کا اشتہار شائع ہو چکا ہے۔ اس بورڈ کی تشکیل سے یہ ممکن ہو سکے گا کہ خالی آسامیوں کو مستقل بنیادوں پر پُر کیا جائے۔

اسسٹنٹ پروفیسر سے پروفیسر کی ترقی کا کیس صوبائی سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش ہو چکا ہے اور جلد ہی ترقی پانے والے افسران کے ذریعے پروفیسروں کی خالی آسامیاں پر کی جائیں گی۔ ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ کے کوٹہ کی آسامیاں پر کرنے کے لیے پبلک سروس کمیشن کے توسط سے کارروائی جاری ہے۔

لیکچرار سے اسسٹنٹ پروفیسر کی ترقی کے لیے زنانہ برانچ میں سینارٹی نمبر ۳۰۰ تک اور مردانہ برانچ میں سینارٹی ۶۰۰ تک کا کیس بھی صوبائی سلیکشن بورڈ کو پیش کر دیا جائے گا۔ اس طرح اسسٹنٹ پروفیسروں کی خالی آسامیاں بھی جلد ہی پر ہو جائیں گی۔ ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ کے کوٹہ کی آسامیاں پر کرنے کے لیے پبلک سروس کمیشن کے توسط سے کارروائی جاری ہے۔

بی ٹیک (آنرز) کے بارے میں حکمت عملی

790* **جناب طاہر احمد شاہ:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو وفاقی وزیر تعلیم نے قومی اسمبلی

میں یہ بیان دیا تھا کہ بی ٹیک (آنرز) ڈگری کو بی ایس۔ سی (انجینئرنگ) بی ای ڈگری کے مساوی سمجھا جا رہا ہے اور وفاقی حکومت نے اپنے نیم سرکاری مراسلہ نمبری الیف۔۱۵۔ ۲۹/۷۳ ٹھیک مورخہ ۲۶-۱۰-۷۳ کے تحت صوبائی حکومت کو فیصلہ ہذا پر فوری عمل درآمد کی ہدایت کی تھی۔

(ب) اگر (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پھر صوبائی حکومت پنجاب نے ابھی تک وفاقی حکومت کی مذکورہ بالا حکمت عملی کے مطابق قواعد ملازمت میں ترمیم کیوں نہیں کی ہے۔ حالانکہ گیارہ سال طویل عرصہ گذر چکا ہے اور سینکڑوں بی ٹیک (آنرز) گریجوایٹوں کا مستقبل خطرے میں ہے۔

(ج) کیا حکومت اب مذکورہ بالا حکمت عملی پر عمل درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہو تو کب اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) وفاقی وزیر تعلیم نے نیم سرکاری مراسلہ نمبر الف ۱۵۔ ۲۹/۷۳ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۳ء (Annex I) کے حکمنامہ کے تحت حکومت پنجاب نے بی ٹیک کلاسز کا اجراء کیا ہے۔ اس حکمنامہ میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ بی ٹیک آنرز کی حیثیت بی ایس سی انجینئرنگ اور بی ای کے مساوی ہوگی۔

(ب) پاکستان انجینئرنگ کونسل اور انجینئرنگ یونیورسٹی کو قانون کی رو سے اختیار ہے کہ وہ ایسی ڈگریوں میں مطابقت برابری اور اہلیت پر فیصلہ کریں۔ مروجہ نصاب کے جائزہ کے بعد ہر دو خود مختار اداروں نے اس کی منظوری نہ دی۔ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ بی ایس سی انجینئرنگ کے طلباء ۱۶ سال پڑھائی کرتے ہیں۔ بی ٹیک کے طلباء ۱۵ سال پڑھائی اور ۲ سال عملی کام کرتے ہیں نیز دونوں کورسوں کے نصاب میں بھی فرق ہے۔

کمرشل انسٹی ٹیوشنوں میں اسلامیات کی لازمی تدریس کا انتظام

*825 چوہدری مشتاق حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوشن وغیرہ میں گزشتہ کئی برس سے اسلامیات کا مضمون پڑھانا لازمی قرار دیا گیا تھا۔ مگر ۸۶-۱۹۸۵ء کے سیشن سے قبل نظامت فنی تعلیم پنجاب نے اپنے ایک حکم کے ذریعے شام کی سی کام کلاس میں اسلامیات کے مضمون کی تدریس کو خارج کر دیا ہے نتیجتاً اس میں اب نہ تو اسلامیات کی تعلیم دی جاتی ہے اور نہ امتحان لیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا اداروں میں اسلامیات کی تدریس کو لازمی قرار دینے پر غور کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) دن کی کلاسوں میں اسلامیات مضمون اب بھی بطور لازمی مضمون پڑھایا جاتا ہے۔ تاہم شام کی کلاسز میں کمی اوقات کے پیش نظر چند مضامین کم کر دیئے گئے تھے۔

اسلامیات کی اہمیت کے پیش نظر اس مضمون کو شام کی کلاسز میں باقاعدہ جاری رکھنے کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) جزو (الف) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

مڈل سکول مونگ کا درجہ بڑھانا

*842 چوہدری غلام رسول: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ضلع گجرات کے مڈل سکول مونگ کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا حکم دیا تھا۔ مگر اس پر تاحال عملدرآمد نہیں ہوا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مڈل سکول مونگ کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔ تاہم اس کا درجہ بڑھانے کے لیے اقدامات کئے گئے ہیں۔

(ب) وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق گورنمنٹ مڈل سکول مونگ کو موجودہ تعلیمی سال میں ہائی کا درجہ دیا جا رہا ہے اور چند دنوں تک اس سلسلے میں ضروری احکامات جاری کئے جا رہے ہیں۔

منڈی بہاؤالدین سکول کی تبدیلی

*842 (الف) چوہدری غلام رسول: کیا وزیر تعلیم ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے منڈی بہاؤالدین ہائی سکول کو واسو ضلع گجرات میں تبدیل کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔

(ب) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر تا حال عملدرآمد نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔ درست ہے۔

(ب) وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق سکول کی منتقلی کے لیے ضروری احکامات جاری کر دیئے گئے تھے۔ اور مذکورہ سکول مورخہ ۲۰ جنوری ۸۶ کو واسو ضلع گجرات میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

راولپنڈی میں لاء کالج کے قیام کا مطالبہ

چوہدری مشتاق حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں

گئے کہ

(الف) یہ حقیقت ہے کہ راولپنڈی میں ایک عرصہ سے لاء کالج کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اور عوام کے پرزور مطالبہ پر حکومت کے ذمہ دار افراد کی طرف سے متعدد مرتبہ اس امر کی یقین دہانی بھی کرائی گئی ہے کہ راولپنڈی میں لاء کالج قائم کر دیا جائے گا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت راولپنڈی میں لاء کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) راولپنڈی میں چند سال قبل گورنمنٹ نے ایک لاء کالج کھولا تھا۔ یہ کالج دو سال کے بعد بند کرنا پڑا۔ کیونکہ اس میں طلباء کی تعداد بہت کم تھی۔

(ب) اس ناکام تجربہ کے بعد پنجاب یونیورسٹی یا حکومت پنجاب کی جانب سے لاء کالج کا اجراء موزوں نہیں ہوگا۔

ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقے میں سکولوں کا اجراء

*861 جناب سردار فتح محمد خان:۔ کیا وزیر تعلیم ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقہ تعلیم کے میدان میں بہت پسماندہ ہے اور اس کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا قبائلی علاقہ میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے پرائمری اور مڈل سکول نہ ہونے کے برابر ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قبائلی علاقہ میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے مڈل سکول کھولنے کے لیے حکومت اقدام کر رہی ہے اور اس مقصد کے لئے بھگلہ میں زنانہ مڈل سکول قائم کیا جا رہا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع ڈیرہ غازی خان کے قبائل کی تعلیمی پسماندگی کے پیش نظر مزید پرائمری اور مڈل سکولوں کے اجراء کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے نیز چھگلہ میں زنانہ مڈل سکول کب تک قائم کیا جا رہا ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) یہ درست ہے واقعی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس وقت طلباء کے پرائمری سکول ۲۰۷ ہیں اور طالبات کے پرائمری سکول ۵۲ ہیں۔ طلباء کے مڈل مدارس کی تعداد ۱۰ ہے۔ جب کہ طالبات کے مڈل مدارس چار ہیں۔ طلباء کے ہائی مدارس ۸ ہیں۔ جب کہ طالبات کے لیے ہائی مدرسہ ایک ہے۔ خصوصی قبائلی حالات دشوار آمدورفت اور مسافت کے پیش نظر زنانہ مدارس کی مزید ضرورت ہے۔

(ب) (i) پرائمری زنانہ مدارس کی تعداد اس وقت ۵۲ ہے (ii) مڈل زنانہ مدارس کی تعداد اس وقت ۴ ہے۔ مزید ایک گرلز مڈل سکول کے لیے سفارشات حکومت کو بھیجی جا چکی ہیں (iii) گرلز ہائی سکول بمقام بارتھی منظور ہو چکا ہے۔

(ج) چھگلہ میں گرلز مڈل سکول کے لیے کوشش جاری ہے۔

(د) تعلیمی پسماندگی دور کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ نیز کوشش ہے کہ حکومت بمقام چھگلہ گرلز مڈل سکول کے لیے اگلے سال منظوری دے۔

نیشنل کیڈر اساتذہ کے لیے اضافی ترقیاں

*873 حاجی سردار خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بنیادی پے سکیلوں کی سکیم مجریہ ۱۹۸۳ء کے تحت جنرل کیڈر کے اساتذہ کو ایم اے اور ایم ایڈ کی اعلیٰ تعلیمی و پیشہ وارانہ ڈگریوں کی بنیاد پر اضافی ترقیوں کا حق دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نیشنلائزڈ ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز ہیڈ مسٹریسز اور ماہرین مضمون کو اضافی ترقیوں کے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔
(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو نیشنلائزڈ سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز اور ہیڈ مسٹریسوں کو اضافی ترقیاں نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) یہ درست ہے بنیادی پے سکیلوں کے لیے قوانین مجریہ ۱۹۸۳ء کے تحت ایسے تمام ایم۔اے اور ایم ایڈ کی بنیاد پر تین تین اضافی ترقیوں کے حق دار ہیں جن کو ان ڈگریوں کی بنیاد پر ایسی اسامیوں پر مقرر نہیں کیا گیا۔
(ب) یہ غلط ہے نیشنلائزڈ کیڈر کے تمام اساتذہ کو جنہوں نے ثبوت کے ہمراہ اضافی ترقیوں کے لیے درخواست دی۔ ایسی اضافی ترقیاں دی گئی ہیں۔
(ج) جواب جزو (ب) کی رو سے یہ جز غیر ضروری ہے۔

نیشنلائزڈ کیڈر کے اساتذہ کا گریڈ ۱۸ میں موو اوور

*874 حاجی سردار خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیشنلائزڈ کیڈر کے ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز/ہیڈ مسٹریسز اور حال تعنیات ماہرین مضمون کو بنیادی پے سکیلوں کی سکیم مجریہ ۱۹۸۳ء کے مطابق مورخہ یکم جولائی ۱۹۸۳ء اور یکم دسمبر ۱۹۸۳ء سے سکیل نمبر ۱۷ ختم کرنے پر بنیادی پے سکیل نمبر ۱۸ موو اوور کی اجازت نہیں دی گئی۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا اساتذہ کو گریڈ ۱۸ میں موو اوور کی اجازت نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) متعلقہ ماسٹرز/ہیڈ مسٹریسز اور حال تعنیات ماہرین مضمون کے کردار نامے نامکمل ہونے کی وجہ سے یہ معاملات مختلف ڈائریکٹرز محکمہ تعلیمات کے پاس معرض وجود میں پڑے ہے۔ اب بڑی محنت اور تگ و دو کے بعد ان کے کردار نامے مکمل

ہوئے ہیں اور تقریباً ۱۰۰ معاملات زیر غور ہیں۔ یہ بھی کہنا بے جا نہ ہوگا کہ نیشنلائزڈ سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کے معاملات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت رہے اور آخر کار سپریم کورٹ کے فیصلہ مورخہ ۱۹۸۵ء-۵-۲۲ کے مطابق اس پر مورخہ ۱۹۸۵ء-۸-۱ سے عمل درآمد ہوا اور اس کے بعد ان معاملات پر غور شروع ہوا۔

(ب) کردار ناموں کی پڑتال ہو رہی ہے اور جلد ہی یہ معاملات متعلقہ کمیٹی کے پاس غور کرنے کے لیے پیش کر دیئے جائیں گے۔

تحصیل بورے والہ میں زنانہ سکولوں میں اسٹاف کی تعیناتی

*878 چوہدری نذیر احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(ف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر ۱۷۳/۱ای۔بی اور موضع شیخ فاضل تحصیل بورے والہ کے لڑکیوں کے مڈل سکولوں کو پچھلے سال اَپ گریڈ کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا سکولوں کو اَپ گریڈ ہوئے ایک سال گزر چکا ہے۔ مگر ابھی تک ہیڈ مسٹریسوں کی تقرری نہیں کی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں سکولوں میں سٹاف ناکافی ہے اور موجودہ سٹاف کو عرصہ سے تنخواہ کی ادائیگی نہیں کی گئی۔

(د) اگر مندرجہ جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکولوں میں سٹاف کی تقرری اور تنخواہ کی ادائیگی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول شیخ فاضل کو ۱۹۸۴-۵-۱ سے اَپ گریڈ کیا جب کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ۱۷۳/۱ای کو ۱۹۸۵-۵-۱ سے اَپ گریڈ کیا گیا ہے۔

(ب) دونوں سکولوں میں ہیڈ مسٹریس صاحبان کی تقرری کر دی گئی ہے۔ آرڈر کی

کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے دونوں سکولوں میں سٹاف پورا ہے اور دونوں سکولوں میں تنخواہوں کی ادائیگی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

(د) جزو (الف)، (ب)، (ج) کے جوابات کے پیشِ نظر مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں۔

ایس وی کلاسوں کا اجراء

*894 چوہدری محمد اعظم چیمہ:۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کے سکولوں میں پی ٹی سی اور سی۔ٹی کے علاوہ ایس۔وی اساتذہ بھی ملازمت کر رہے ہیں،

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایس وی کلاس صوبہ میں تقریباً ۱۰ سال سے شروع نہیں کی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے سکولوں میں ایس وی ٹیچر کی ریٹائرمنٹ کے بعد ایس وی کیڈر کی آسامیاں خالی پڑی ہیں اور کئی سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ موجودہ پالیسی کی وجہ سے محکمہ تعلیم بحران کا شکار ہے حالانکہ پالیسی کے مطابق الیف ایس سی، الیف اے اور میٹرک فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن طلباء کو بالترتیب سی ٹی، ایس وی اور پی ٹی سی میں داخلہ دیا جانا ضروری ہے۔

(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایس وی ٹیچروں کی کمی پوری کرنے کے لیے ایس وی کلاسوں کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ ایس وی ٹیچرز کی بجائے سی ٹی/پی۔ٹی۔سی اساتذہ تعنیات کئے جا رہے ہیں۔ لہذا سکولوں میں محض ایس وی اساتذہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ٹیچنگ سٹاف میں کمی نہیں ہو سکتی۔

(د) داخلہ چونکہ میرٹ پر ہوتا ہے۔ اس لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایف۔اے/ایف۔ایس۔سی کو سی۔ٹی کلاس میں اور ہر میٹرک کو پی۔ٹی۔سی کلاس میں داخلہ مل ہی جائے۔ تاہم فرسٹ ڈویژن کو عموماً اور سیکنڈ ڈویژن کو اکثر داخلہ مل ہی جاتا ہے۔

(ہ) چونکہ ایس وی اساتذہ کے نہ ہونے کی وجہ سے پی ٹی سی/سی۔ٹی اساتذہ تعنیات کئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ایس وی کلاسوں کا اجراء ضروری نہیں ہے۔

جنرل کیڈر اور پروونشل کیڈر کے اساتذہ کا ادغام

*909 میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب لوکل گورنمنٹ کی چٹھی نمبر ۵۷ (۴) ۴ SO-VI (LG) مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۷۵ء کے تحت حکومت نے میونسپل سکولوں کو جولائی ۱۹۷۵ء سے اپنی تحویل میں لے کر پروونشلائز کیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا چٹھی کے مطابق میونسپل ہائی سکولوں کو اس شرط پر صوبائی تحویل میں دیا گیا تھا کہ ان کے ملازمین کو سابقہ سروسز پنشن سنیارٹی اور دیگر مفادات کے لیے شمار کیا جائے گا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا چٹھی پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ جب کہ جنرل کیڈر کے جونیئر اساتذہ سلیکشن گریڈ و ترقی اور دوسری مراعات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں اور بطور ہیڈ ماسٹرز و ہیڈ مسٹریس تعنیات ہیں

جب کہ میونسپل کارپوریشن کے سنیئر اساتذہ ان کے ماتحت کام کر رہے ہیں اور سادی تعلیمی استطاعت رکھتے ہوئے بھی ۲۲ سال سے ۲۸ سال تک ایک ہی گریڈ اور ایک ہی عہدہ پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں انتظامی عہدوں اور کلیدی آسامیوں پر ترقی کے لیے جنرل کیڈر کے جونیئر اساتذہ کو میونسپل کیڈر کے سنیئر اساتذہ پر ترجیح دی جاتی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ دونوں کیڈروں کے اساتذہ کا ادغام کرنے کو تیار ہے تاکہ یہ پروفیشنل کیڈر کے اساتذہ بروقت سرکاری مراعات حاصل کر سکیں۔

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں

(ب) جی ہاں

(ج) یہ درست نہیں ہے مذکورہ بالا چھٹی پر مکمل طور پر عمل درآمد کیا گیا ہے۔ اور ایم سی پر وانٹلائنر ڈ کیڈر کے اساتذہ کو سابقہ سروس پنشن، سنیارٹی اور دیگر مراعات حاصل ہیں۔

جنرل کیڈر کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہر کیڈر کی سنیارٹی الگ الگ ہے اور ہر کیڈر کی ترقی اور سلیکشن گریڈ کا دارومدار کیڈر کی مجموعی افرادی تعداد پر ہے۔ چونکہ ایم سی کیڈر کی تعداد قلیل ہے۔ اس لیے ترقی کی رفتار نسبتاً سست ہے۔

انتظامی عہدوں پر کلیدی آسامیوں کے لیے اہلیت بنیادی شرط ہے۔ اس سلسلے میں کسی کیڈر کو بھی ترجیح نہیں دی جاتی ہے۔ البتہ مختلف کیڈروں کی افرادی تعداد کی نسبت سے انتظامی عہدوں کے لیے چناؤ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ میونسپل کیڈروں اور ڈسٹرکٹ کونسل کیڈر کے لوگ بھی انتظامی عہدوں پر فائز ہیں۔

(د) حکومت کو متذکرہ کیڈروں کے ادغام پر کوئی اعتراض نہیں ہے البتہ اس سلسلے میں مختلف کیڈروں کا اختلافی نقطہ نظر سدراہ ہے۔ نیز یہ مسئلہ عدالت عظمیٰ میں زیر سماعت ہے جب کہ پنجاب سروس ٹریبونل کے دو مختلف مقدموں میں

اوغام کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔

ابوالخیر گرلز مڈل سکول گڑھی شاہو کے سینئر اساتذہ کو سلیکشن گریڈ میں ترقی

*917 جناب غلام فرید چشتی: کیا وزیر تعلیم ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ گرلز ابوالخیر مڈل سکول گڑھی شاہو لاہور میں کل کتنے اساتذہ ہیں، ہر ٹیچر کی سروس کی بھی وضاحت کی جائے اور مذکورہ سکول میں کتنے اساتذہ کو سلیکشن گریڈ مل چکا ہے ان کے نام کی وضاحت کی جائے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سینئر اساتذہ جن کی سروس زیادہ ہے۔ ان کی بجائے جونیئر اساتذہ کو سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سینئر اساتذہ کو سلیکشن گریڈ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) مذکورہ سکول میں ۱۹ اساتذہ کام کر رہی ہیں۔ جن کے مصدقہ کوائف منسلک ہیں۔ مذکورہ سکول کے مندرجہ ذیل اساتذہ کو سلیکشن گریڈ مل چکا ہے۔

۱۔ مسز نسرین قریشی	ایس ایس ٹی
۲ مسماۃ درخشندہ	بی ایس ٹی
۳۔ مسز نذیر تسلیم	ایس وی
۴۔ مسز سوسن گل	جے وی
۵ ساجدہ رحیم	وی ٹی

(ب) جی ہاں۔ صرف ایک ہی استانی مسماۃ ساجدہ رحیم ڈی ٹی سینئر ہونے کے باوجود سلیکشن گریڈ سے محروم تھی جسے اب سلیکشن گریڈ تاریخ انتخاق سے دے دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ مسماۃ ساجدہ رحیم کو بذریعہ چٹھی نمبر ۴۵۳۵/ای ۱۱۱ مورخہ ۸۶-۵-۱۰ سلیکشن گریڈ از ۸۳-۷-۱۰ دینے کے بعد کوئی سینئر استانی سکول ہذا بمقابلہ جونیئر استانی سلیکشن کمیٹی سے محروم نہ ہے۔

دیگر حقداروں کو ان کی باری آنے پر سلیکشن گریڈ دے دیا جائے گا۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	تاریخ تقرری	تاریخ اجراء سلیکشن	نمبر حکم نامہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	مسز نسرین قریشی	ہیڈ مسٹریس بی اے بی ایڈ	۳-۵-۶۸	سلیکشن گریڈ ابھی نہیں ملا	
۲۔	مس درخشندہ	ایف اے سی ٹی	۲۷-۱-۶۲	۱۴-۱۱-۸۴	۹۱۵۸
۳۔	مس فرحت نسیم	ایف اے بی۔ ٹی	۱۰-۱-۷۶	سلیکشن گریڈ ابھی نہیں ملا۔	
۴۔	مس نیلوفر روبینہ	ایضاً	۱۷-۴-۸۰	ایضاً	
۵	مسز نذیر نسیم	ایس ڈی	۱-۱۰-۶۴	۱۴/۱۱/۸۴	ایس ڈی ۹۱۵۹
۶	مسز پروین کوثر	ایس ڈی	۱۶-۴-۲۶	سلیکشن گریڈ ابھی نہیں ملا۔	
۷۔	مس کشور سلطانہ	بی۔ ٹی۔ سی	۱-۴-۶۶	۱۹-۹-۸۴	ایس ای ۱۳۹۲
۸	مسز سوسن گل	جے۔ وی	۱۰-۱-۶۴	۱۹-۹-۸۴	ایس ای ۱۳۹۲
۹۔	مسز صفیہ ستار	ٹرل جے وی	۱۰-۱-۷۲	سلیکشن گریڈ ابھی نہیں ملا۔	انسٹالمنٹ ڈیڈ میں ہے۔ تاریخ تقرری

۷۰-۱۱-۷ تک
والوں کو سلیکشن
گریڈ ملا ہے۔

۱۰ مسز محمودہ اختر ڈل جے وی ۷۶-۸-۱۲ -
۱۱ مسز عفت شہزاد ایف اے پی ٹی سی ۷۵-۱۰-۴ سلیکشن گریڈ
۱۲ مس ساجدہ رحیم - میٹرک پی ٹی سی ۷۴-۵-۱۷ ابھی نہیں ملا بذریعہ چٹھی نمبر 3545/E-III مورخہ ۸۶-۵-۱۰ سے سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے۔

۱۳۔ مس محمودہ اختر میٹرک پی ٹی سی ۷۵-۸-۲۸ سلیکشن گریڈ ابھی نہیں ملا
۱۴۔ مس درخشندہ میٹرک پی ٹی سی ۷۵-۸-۲۶ ایضاً
۱۵۔ مس نشیان ایضاً ۷۵-۹-۲۵ ایضاً
۱۶ مسز زیب النساء ایضاً ۷۶-۴-۱۵ ایضاً
۱۷۔ مس نجمہ شاہین ایضاً ۸۲-۹-۱ ایضاً
۱۸ مسز رضیہ بیگم ایضاً ۸۳-۶-۶ ایضاً
۱۹ مسز زاہدہ پروین ایضاً ۷۱-۴-۱ ایضاً

ابوالخیر گرلز مڈل سکول گڑھی شاہو کی عمارت میں توسیع

*918 جناب غلام فرید چشتی: کیا وزیر تعلیم ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ابوالخیر گرلز مڈل سکول گڑھی شاہو لاہور میں بچوں کے بیٹھنے کے لیے جگہ نہیں ہے۔
(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سکول کے کمرے کم ہونے کی وجہ سے بچیوں کو سکول کے صحن میں بیٹھنا پڑتا ہے۔
(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول میں بچیوں کے بیٹھنے کے لیے ڈیسک نہیں ہیں۔ اور بچیاں زمین پر بیٹھتی ہیں

(د) اگر جزو (الف) (تارج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سکول میں مزید کمرے بنانے اور ان میں بچوں کے بیٹھنے کے لیے ڈیسکوں کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) بیٹھنے کے لیے جگہ موجود ہے۔

(ب) جی نہیں

(ج) ڈیسک نہیں۔ بچیاں ٹاٹ اور دریوں پر بیٹھتی ہیں۔

(د) چونکہ سکول مذکورہ کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے اس لیے اس میں مزید توسیع نہیں کی جا سکتی۔ کمروں کا سائز چھوٹا ہے۔ اس لیے بچیاں ٹاٹ اور دریوں پر بیٹھتی ہیں۔ جن میں حسب ضرورت مالی سال کے آخر تک مزید اضافہ کر دیا جائے گا۔

بی ٹیک کو بی ایس سی انجینئرنگ کے مساوی قرار دینے کے اقدامات

*921 میاں محمد احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مرکزی وزیر تعلیم نے فرمایا تھا: بچولر آف ٹیکنیکل ایجوکیشن (آنرز) کی ڈگری کو بی ایس سی انجینئرنگ کی ڈگری کے برابر سمجھا جائے گا۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت نے ایک چٹھی نمبر ۳ ۷ /۲۹-۱۵ الف مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو صوبائی حکومت کو ارسال کی تھی۔ جس میں یہ تجویز تھا کہ اس فیصلہ کو جلدی عملی جامہ پہنایا جائے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب نے اس چٹھی پر عمل درآمد کیا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔ چونکہ اس وجہ سے ہزاروں طالب علموں (بچولر آف ٹیکنیکل ایجوکیشن (آنرز) کا مستقبل تاریک ہوتا جا رہا ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) وفاقی وزیر تعلیم کے نیم سرکاری مراسلہ نمبر الیف ۱۵-۲۹/۷۳ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء (ANNEX-I) کے حکمنامہ کے تحت حکومت پنجاب نے بی ٹیک کلاسز کا اجراء کیا۔ اس حکمنامہ میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ بی ٹیک آنرز کی حیثیت بی ایس سی انجینئرنگ اور بی ای کے مساوی ہوگی۔

(ب) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور نے نوٹیفکیشن نمبری یو این آئی سی اے ڈی/۴ (۱۴) ۳۶۸۸ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۰ء (ANNEX-II) جاری کیا جس میں کہا گیا کہ بی ٹیک (آنرز) کو ملازمتوں کے لیے بطور فیلڈ انجینئرنگ بی۔ ایس۔ سی۔ انجینئرنگ کے مساوی تصور کیا جائے۔ حکومت پنجاب نے بھی اس نوٹیفکیشن کے مطابق حکم نامہ نمبری ایس او (ای ای) ۱-۱۲/۷۷ حصہ دوم مورخہ ۸ فروری ۱۹۸۱ء جاری کر دیا۔ (ANNEX-III) یہ نوٹیفکیشن جھگڑے کا باعث بن گیا۔ یونیورسٹی طلباء نے اس کے خلاف مظاہرے کئے۔ پاکستان انجینئرنگ کونسل نے بھی آنرز کی ڈگری کو بی ایس سی انجینئرنگ ڈگری کی حیثیت کو تسلیم نہ کیا جس پر یونیورسٹی نے اپنا مذکورہ بالا نوٹیفکیشن نمبری یو این آئی/سی اے ڈی/۴ (۲۷) (۳) مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۸۱ء منسوخ کر دیا۔ (ANNEX-IV)

پاکستان انجینئرنگ کونسل اور انجینئرنگ یونیورسٹی کو قانون کی رو سے اختیار ہے کہ وہ ایسی ڈگریوں میں مطابقت برابری اور اہلیت پر فیصلہ کریں۔ مروجہ نصاب کے جائزہ کے بعد ہر خود مختیار اداروں نے اس کی منظوری نہ دی، بنیادی مسئلہ یہ کہ بی ایس سی انجینئرنگ کے طلباء ۱۶ سال پڑھائی کرتے ہیں اور بی ٹیک کے طلباء ۱۵ سال پڑھائی اور دو سال عملی کام کرتے ہیں۔ دونوں کورسوں کے نصاب میں بھی فرق ہے۔

تاہم حکومت پاکستان نے یہ معاملہ وفاقی وزیر تعلیم کی مقرر کردہ نیشنل کمیشن اور یونیورسٹی گرانٹس کمشن کے سپرد کر دیا جو کہ اپریل ۱۹۸۱ء سے اس مسئلے پر غور کر رہی ہے نیشنل کمیٹی نے اپنے اجلاس مورخہ ۹ جنوری ۱۹۸۴ء میں مندرجہ ذیل فیصلے کئے۔

(۱) صوبائی محکمہ تعلیم اور یونیورسٹی گرانٹ کمیشن بی ٹیک کورسز (پاس اور آنرز) میں ترمیم کرے۔ تاکہ وہ تعلیمی لحاظ سے بھی بی ایس سی (انجینئرنگ) ڈگری کے مساوی ہو سکیں۔

(۲) ترمیم شدہ کورسز کا منتخب ادارہ جات میں اجراء ہونا چاہیئے۔ جنہیں بعد میں انجینئرنگ کالجوں کا درجہ دیا جا سکے۔

(۳) ان کالجوں میں بی ٹیک (پاس اور آنرز) میں داخلہ صرف محدود نشستوں پر ہونا چاہیئے۔ مذکورہ بالا فیصلوں کے مطابق متعلقہ بورڈ آف سٹڈیز نے کورسز دوبارہ مرتب کر کے حکومت کو ارسال کر دیئے ہیں۔

پنجاب اور سندھ میں اورنٹیل ٹیچرز کے سکیل میں تفاوت

*936 مولانا منظور احمد چنیوٹی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ سندھ میں اورنٹیل ٹیچرز کو سکیل نمبر ۱۵ دیا جا رہا ہے جبکہ پنجاب میں اسی اہلیت کے حامل اساتذہ کو سکیل نمبر ۹ دیا جا رہا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یہ دوعملی پالیسی ختم کر کے پنجاب میں بھی سکیل نمبر ۱۵ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جہاں تک صوبہ سندھ کا تعلق ہے۔ اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے صوبہ سندھ گورنمنٹ کو لکھا ہوا ہے۔ تاحال کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

جہاں تک صوبہ پنجاب کا تعلق ہے یہ بات درست ہے کہ اس اہلیت کے حامل اساتذہ کو سکیل نمبر ۹ دیا جا رہا ہے۔

(ب) چونکہ جزو (الف) کے پہلے حصے کے بارے میں صوبہ سندھ کی گورنمنٹ سے تاحال

جواب موصول نہیں ہوا۔ اس لیے اس وقت جزو (ب) کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

لائبریریوں کے ملازمتی ڈھانچے کے فیصلہ میں تاخیر

*951 بیگم شاہدہ ملک: کیا وزیر تعلیم ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کتب خانے تعلیمی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں،

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لائبریریوں کی بہتری اور لائبریریوں کے ملازمتی ڈھانچے کے سلسلے میں ورکنگ پیپر تیار ہوئے مدت گزر چکی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لائبریریوں کے وجود کو بامعنی اور منظم بنانے کے لیے کوئی عملی اقدام کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے

(ب) درست ہے۔ حکومت لائبریریوں کے فروغ کے لیے متعدد اقدامات کر رہی ہے۔ جن میں پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن کا قیام اور نئی لائبریریوں کا اجراء وغیرہ شامل ہیں۔

(ج) لائبریریوں کے ملازمتی ڈھانچے اور سروس رولز حکومت کے زیر غور ہیں۔ اور عنقریب منظوری کے بعد نافذ کر دیئے جائیں گے

بمطابق جزو (ب)

انڈسٹریل ڈپلومہ ہولڈرز کے نوٹیفکیشن کا اجراء

*976 سید طاہر احمد شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت کی سفارشات اور ہدایات پر مطابق حکم

نمبری ۱۹۷۷ T-T-T-A-۷۶-۱۲-۱-F اور صوبائی حکومت پنجاب بطابق حکم نمبری (E-F) 50 34179-I مورخہ ۶ جنوری ۱۹۸۰ء میں دوسالہ ڈپلومہ انڈسٹریل آرٹس ایجوکیشن کورس گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد میں شروع کیا گیا تھا۔ جس میں اب تک چار گروپ فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور صوبائی حکومت زیر تعلیم طلبا پر مزید رقم خرچ کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پاس شدہ ڈپلومہ ہولڈر طلبا کا بطور ایس ایس ٹی ٹیک کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مسئلہ ابھی تک ڈی پی آئی حکومت پنجاب کے پاس التوا میں پڑا ہے۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا ڈپلومہ ہولڈرز کو بطور ایس۔ ٹی۔ ٹیک کا درجہ دینے کا نوٹیفکیشن فوری طور پر جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں

(ب) ڈپلومہ ہولڈر طلبا کو بطور ایس ایس ٹی (ٹیک) تعیناتی کے لیے نوٹیفکیشن کا اجراء زیر غور نہیں۔

(ج) ڈپلومہ کورس کی میعاد میٹرک کے بعد چار سال ہے جبکہ بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ کے لیے پانچ سال درکار ہوتے ہیں۔ اس لیے ڈپلومہ ہولڈر طلبا بی۔ اے۔ بی ایڈ ڈگری رکھنے والے طلبا کے برابر نہیں۔ قواعد کے مطابق سکیل نمبر ۱۵ میں ایس۔ ایس۔ ٹی کی آسامی کے لیے بنیادی تعلیم بی اے۔ بی ایڈ ہے۔ چونکہ مذکورہ ڈپلومہ کا کورس بی اے۔ بی ایڈ کے مطابق نہیں۔ اس لیے ڈپلومہ ہولڈر کی بطور ایس۔ ایس ٹی (ٹیک) تعیناتی کا مسئلہ زیر غور نہیں ہے۔

محکمہ زکوٰۃ سے تعلیمی اداروں کی امداد

987. مولانا منظور احمد چنیوٹی: کیا وزیر تعلیم ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(ف) محکمہ زکوٰۃ کے قیام سے اب تک کتنی زکوٰۃ تعلیمی اداروں کو دی گئی۔ ان میں دینی تعلیم کے کتنے ادارے ہیں، براہِ کرم ان کی تفصیل بتائیں یا یہ بھی درست ہے کہ بعض اداروں کی امداد بند کر دی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو امداد بند کرنے کی وجوہات کیا ہیں،

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مد سے طلبار کو وظائف دیئے جاتے ہیں اگر ایسا ہے تو ان طلبار کی اداروں کی نسبت تعداد کیا ہے اور کیا دینی طلبار کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے کوئی سکالر شپ دیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) محکمہ زکوٰۃ کے قیام سے ۸۶-۰۳-۳۱ تک دینی مدارس اور تعلیمی اداروں کو امداد صوبائی زکوٰۃ فنڈ سے دی گئی۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے

سال	تعداد ادارے	تعلیمی ادارے رقم	تعداد ادارے	دینی مدارس رقم
۸۱-۱۹۸۰	-	-	۶۳۴	۹-۴۰ ملین
۸۲-۱۹۸۱	۱۰	۵۰-۲ ملین	۹۳۹	۲۳-۱۷ ملین
۸۳-۱۹۸۲	۱۲۷	۵۶-۱ ملین	۱۰۳۳	۱۹-۲۸ ملین
۸۴-۱۹۸۳	۲۸۱	۱۰-۷ ملین	۳۶۳	۸۹-۸۰ ملین
۸۵-۱۹۸۴	۷۷۵	۶۷-۲۸ ملین	۱۳۴۱	۲۴-۵۳ ملین
۸۶-۱۹۸۵	۹۲۶	۶۹-۴۱ ملین	۲۰۶۳	۴۸-۵۸ ملین

میزان	۵۹-۸۵ ملین	۵۲-۱۷۵ ملین

(ب) جو دینی مدارس مذہبی منافرت پھیلانے میں یقینی طور پر ملوث پائے گئے ان کی امداد فی الحال روک دی گئی ہے۔

(ج) تعلیمی اداروں کے طلباء کو ادارہ کے سربراہ کی معرفت مقررہ شرح پر صوبائی زکواۃ فنڈ سے وظیفہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ دینی مدارس کو رہائشی طلباء کی تعداد اور نصاب تعلیم کو مدنظر رکھ کر درجہ بندی کر کے مہتمم مدرسہ کو ادائیگی کی جاتی ہے جو از خود طلباء کی رہائش، خوراک، لباس اور کتب پر دینی صوابدید کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ دینی مدارس کے طلباء کو انفرادی طور پر کسی قسم کا وظیفہ نہیں دیا جاتا۔ تاہم تعلیمی مدارس کے طلباء کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے وظیفہ دینے کی تجویز مرکزی زکواۃ انتظامیہ کے زیر غور ہے اور فیصلہ موصول ہونے پر اس سلسلہ میں مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

خانیوال میں ایلیمنٹری کالج کا قیام

جناب عبدالرزاق: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع خانیوال میں کوئی ایلیمنٹری ٹریننگ کالج برائے طلباء و طالبات نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ خانیوال میاں چنوں اور کبیر والا کے طلباء و طالبات کو ایلیمنٹری ٹریننگ حاصل کرنے کے لیے ملتان جانا پڑتا ہے جس سے طلباء و طالبات کا کافی وقت ضائع ہوتا ہے اور ان کے والدین کو کافی مالی بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے جو ان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت خانیوال میں ایلیمنٹری کالج برائے طلباء و طالبات قائم کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف و ب) جی ہاں

(ج) مالی وسائل کی دستیابی پر خانیوال میں ایلیمنٹری کالج برائے طلباء و طالبات کا منصوبہ تیار کیا جائے گا۔ بہرحال اس تعلیمی سال سے مندرجہ ذیل گرلز ہائی سکولوں کے ساتھ پی۔ ٹی۔ سی ٹریننگ یونٹ منسلک کر دیئے گئے ہیں۔

۱۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول خانیوال۔
۲۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میاں چنوں
۳۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کبیر والا

سینئر سکول ٹیچرز سے ناانصافی

*1075 چوہدری محمد اصغر: کیا وزیر تعلیم ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہت سے سینئر سکول ٹیچرز کو حال ہی میں بطور ہیڈ ماسٹر سبجیکٹ سپیشلسٹ خالی اور مستقل آسامیوں پر تاریخ نوٹیفکیشن مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۸۵ء سے ترقی دی گئی ہے۔ حالانکہ انصاف کے تقاضوں کے مطابق ان کو یہ ترقی ان کے چارج لینے کی تاریخ سے دینی چاہیئے تھی

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ افراد میں سے بعض کو مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۸۳ء سے یعنی تاریخ نوٹیفکیشن سے ترقی دی گئی ہے۔ حالانکہ ان کو بھی چارج لینے کی تاریخ سے ترقی ملنی چاہیئے تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ افراد میں سے اکثر پہلے ہی ہیڈ ماسٹر اور

سبجیکٹ سپیشلیسٹ کی اعلیٰ اسامیوں پر کام کر رہے تھے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ افراد کو تاریخ نوٹیفکیشن سے ترقی دینے کی وجہ سے ان کی تعین تنخواہ (Fixation of Pay) اور سینارٹی متاثر ہو رہے ہیں۔ جس کے باعث انہیں مالی مشکلات اور نقصان کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ افراد کو ان کے چارج سنبھالنے کی تاریخ سے ترقی دینے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) گورنمنٹ کے قواعد و ضوابط کے مطابق ترقی تاریخ نوٹیفکیشن سے دی جاتی ہے۔ تاہم ایسے اساتذہ کو تاریخ تعیناتی سے ہیڈ ماسٹر کی آسامی کی تنخواہ دینے کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء سے جن ایس۔ ایس۔ ٹی صاحبان کو بطور ہیڈ ماسٹر ترقی دی گئی ان کی تعداد ۱۰۸ ہے اور ان سب کو ۲۰ ستمبر ۱۹۸۳ء سے ہی ترقی دی گئی ہے۔ اس بابت نوٹیفکیشن ۲۲ ستمبر ۱۹۸۳ء کو جاری کیا گیا تھا۔ جیسا کہ جزو (الف) میں تحریر کیا گیا ہے۔ ایسے اساتذہ کو جو کہ اس تاریخ سے قبل ہیڈ ماسٹر کے طور پر کام کر رہے تھے۔ ہیڈ ماسٹر کی آسامی کی تنخواہ دینے کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ج) جی ہاں

(د) اساتذہ کی سینارٹی متاثر نہیں ہوتی۔

(ھ) جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے ایسے اساتذہ کو تاریخ تقرری سے ہیڈ ماسٹر کی اسامی کی تنخواہ دینے کا معاملہ زیر غور ہے۔

ورنیکلر فائنل میں فیل شدہ طلبہ کا سرکاری سکولوں میں داخلہ

*1127 میاں محمد فاروق: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مڈل کلاس کے ورنیکلر فائنل کے امتحان میں فیل شدہ طلباء و طالبات کی سرکاری سکولوں میں دوبارہ داخل ہو کر پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ امتحان کے فیل شدہ طلباء طالبات کی بہبود کی خاطر انہیں گورنمنٹ سکولوں میں دوبارہ داخلہ دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔ دی جاتی ہے۔

(ب) داخلہ کی اجازت دے دی گئی ہے۔

رجسٹرڈ مڈل سکولوں کی بندش

*1128 میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا لڑکوں اور لڑکیوں کے رجسٹرڈ سکولوں میں نرسری کی جماعتیں بند کی جا رہی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(ب) مذکورہ اداروں کی نرسری جماعتوں کی فیس کیا ہے۔

(ج) صوبہ میں کام کرنے والے رجسٹرڈ نجی سکولوں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی نہیں۔ صوبائی محکمہ تعلیم نے ایسا کوئی حکم جاری نہیں کیا۔ نیز حکومت کے

کسی ادارے میں نرسری جماعتیں نہیں چلائی جاتیں۔

(ب) نجی ملکیت میں چلنے والے تعلیمی اداروں میں نرسری جماعتوں کی فیسوں کی شرح فیس گورنمنٹ کی مقرر کردہ نہیں ہے۔ نجی مالکان اپنی صوابدید کے مطابق یہ فیس مقرر کرتے ہیں۔

(ج) سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے سروے کے مطابق رجسٹرڈ شدہ نجی مدارس کی تعداد ۱۸۳۱ ہے۔ نجی مدارس قائم ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

یونیورسٹیوں اور کالجوں میں داخلہ میں دشواریوں کا سدباب

*107 چوہدری محمد عبداللہ ورک: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جامعہ پنجاب کے شعبہ میں داخلہ کے لیے سال ۸۳-۱۹۸۴-۸۵ء میں علیحدہ علیحدہ درخواست دہندگان کی تعداد کتنی تھی اور ہر شعبہ میں داخلہ حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کی تعداد کس تناسب سے تھی۔

(ب) کیا حکومت جامعہ پنجاب میڈیکل کالج گورنمنٹ کالج اور یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں طلباء کو داخلہ کے حصول کے لیے پیش آنے والی دشواریوں کے سدباب کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) مطلوبہ تفصیلات کی فہرستیں لف ہذا ہیں۔

(ب) جہاں تک جامعہ پنجاب کا تعلق ہے۔ طلباء کے داخلے کے حصول میں پیش

آنے والی دشواریوں کو کم کرنے کے لیے مختلف شعبوں میں پانچ فیصد سے بجلیں فیصد تک نشستوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جہاں تک انجینئرنگ یونیورسٹی کا تعلق ہے۔ مرکزی حکومت اور پنجاب حکومت کی مشترکہ مساعی سے گذشتہ سال سپیشل کلاسز کا اجراء کیا گیا جس میں ۲۸۷ طلباء کو داخلہ دیا گیا۔

STATEMENT SHOWING THE NUMBER OF STUDENTS IN THE PUNJAB UNIVERSITY TEACHING DEPARTMENTS/INSTITUTES/CONSTITUENT COLLEGES FOR THE YEARS 1983, 1984 AND 1985

S. No.	Name of the Department/Institute/College	Year	Total Number of Applications received	Total Number of Students admitted	Male	Female	Percentage Ratio	
							Male	Female
1.	Administrative Science	1983	850 (Morning)	71 (Morning)	57 (M)	14 (M)	80.28%	19.72%
			370 (Evening)	55 (Evening)	52 (E)	3 (E)	94.54%	5.46%
		1984	770 (Morning)	53 (Morning)	41 (M)	12 (M)	77.36%	22.64%
			450 (Evening)	53 (Evening)	53 (E)	x (E)	100%	x
		1985	1230 (Morning)	48 (Morning)	39 (M)	9 (M)	81.25%	18.75%
			590 (Evening)	56 (Evening)	55 (E)	1 (E)	98.21%	1.79%
2.	Economics	1983	786	50	40	10	80%	20%
		1984	987	53	34	19	64.15%	35.85%
		1985	1119	69	54	15	78.26%	21.74%
3.	Business Administration	1983	1578	84	78	6	92.86%	7.14%
		1984	1628	78	74	4	94.87%	5.13%
		1985	1665	84	73	11	85.90%	13.10%
4.	English	1983	513	59	31	28	52.54%	47.46%
		1984	735	55	21	34	38.18%	61.82%
		1985	1082	57	28	29	49.12%	50.88%

1	2	3	4	5	6	7	8	9
5.	Fine Arts	1983	173 (B.F A)	29	5	24	17.24%	82.76%
			33 (M.A.)	18	1	17	5.56%	94.44%
		1984	150 (B F.A.)	23	8	15	34.78%	65.22%
			47 (M.A.)	19	x	19	x	100%
		1985	306 (B.F.A.)	46	24	22	52.17%	47.83%
			69 (M.A.)	22	x	22	x	100%
6.	History	1983	173	48	18	25	41.86%	58.14%
		1984	168	40	19	21	47.50%	52.50%
		1985	335	50	21	29	42	58
7.	Journalism	1983	417	49	33	16	67.35	32.65
		1984	680	45	31	14	68.89	31.11
		1985	1163	55	41	14	74.55	25.45
8.	French	1983	5	5	1	4	20	80
		1984	No admission made					
		1985	6	6	x	6	x	100
9.	Library Science	1983	384 (Diploma)	46	32	14	69.57	30.43
			80 (M.A.)	52	34	18	65.38	34.62
		1984	472 (Diploma)	42	29	13	69.05	30.95
			98 (M.A.)	65	42	23	64.62	35.38
		1985	860 (Diploma)	40	34	6	85	15
			64 (M.A.)	51	35	16	68.63	31.37

1	2	3		5	6	7	8	9
10.	Philosophy	1983	205	35	11	24	31.43	68.57
		1984	230	36	17	19	47.22	52.78
		1985	490	41	6	35	14.63	85.37
11.	Political Science	1983	480	52	36	16	69.73	30.27
		1984	680	53	35	18	66.04	33.96
		1985	623	60	40	20	66.67	33.33
12-	Sociology	1983	361	42	23	19	54.76	45.24
		1984	622	44	21	23	47.73	52.27
		1985	732	41	27	14	65 85	34.15
13.	Social Work	1983	216	40	27	13	67.50	32.50
		1984	352	42	28	14	66.67	33.33
		1985	422	39	26	13	66.67	33.33
14.	Applied Psychology	1983	375	45	8	37	17.78	82.22
		1984	380	48	9	39	18.75	81.25
		1985	657	47	11	38	23.40	76.60
15.	Botany	1983	359	43	18	25	41.86	58.14
		1984	465	44	17	27	38.64	61.36
		1985	665	56	28	28	50	50

1	2	3	4	5	6	7	8	9
16.	Chemistry	1983	525	65	40	25	61.54	38.46
		1984	536	71	48	23	67.61	32.39
		1985	512	69	43	26	62.32	37.68
17.	Geology	1983	263	50	50	x	100	
		1984	459	50	50	x	100	
		1985	241	45	45	x	100	
18.	Geography	1983	80	46	23	23	50	50
		1984	85	45	30	15	66.67	33.33
		1985	234	59	33	26	44.07	55.93
19.	Mathematics	1983	253	79	70	9	88.61	11.39
		1984	418	64	60	4	93.75	6.25
		1985	853	71	63	8	88.73	11.27
20.	Physics	1983	298	60	60	x	100	
		1984	372	60	53	7	88.33	11.67
		1985	478	58	56	2	96.55	3.45
21.	Statistics	1983	198	50	42	8	84	16
		1984	274	51	45	6	88.24	11.76
		1985	480	67	62	5	92.54	7.46

1	2	3	4	5	6	7	8	9
22.	Zoology	1983	394	43	18	25	41.85	58.15
		1984	426	47	22	25	46.81	53.19
		1985	608	45	15	30	33.33	66.67
23.	Arabic	1983	99	36	23	13	63.89	36.11
		1984	157	43	25	18	58.14	41.86
		1985	290	46	24	22	52.17	47.83
24.	Persian	1983	53	25	10	15	40	60
		1984	85	33	16	17	48.48	51.52
		1985	251	45	7	38	15.56	84.44
25.	Urdu	1983	272	56	12	44	21.43	78.57
		1984	227	64	18	46	28 13	71.87
		1985	566	72	16	56	22.22	77.78
26.	Punjabi	1983	242	24	19	5	79.17	20.83
		1984	265	31	30	1	96.77	3.23
		1985	409	32	25	7	78.12	21.88
27.	Chemical Engineering & Technology	1983 & 1984	3000	152	152	x	100	
		1985	Under proce					

1	2	3	4	5	6	7	8	9
28.	Pharmacy	1983	815(B.Pharmacy)	123	99	24	80.49	19.51
			29(M.Pharmacy)	26	26	x	100	
		1984	508(B Pharmacy)	109	87	22	79.82	20.18
			43(M.Pharmacy)	38	34	4	89.47	10.53
		1985	640(B.Pharmacy)	108	84	24	77.78	22.22
			69(M.Pharmacy)	4	30	12	71.43	28.57
29.	Hailey College of Commerce	1983	Admission to B.Com. Part I, for the session 1983-84 was not made.					
		1984	3445 (B.Com.)	517	490	27	94.78	5.22
			417 (M. Com.)	74	69	5	93.24	6.76
		1985	2500 (B. Com.)	597	556	41	93.13	6.87
			756 (M. Com.)	79	78	1	98.73	1.27
30.	Law College	1983	3922 (F.E.L.)	1004	688	16	98.41	1.59
			730 (L.L.B.)	730	704	26	96.44	3.56
			138 (L.L.M.	6	1	5	16.67	83.33
		1984	3813 (F.E.L.)	678	658	20	97.05	2.95
			837 (L.L.B.	837	808	29	96.54	3.46
			52 (L.L.M.)	6	6	x	100	
		1985	4260 (F.E.L.)	635	617	18	97.17	2.83
			703 (L.L.B.)	703	671	32	95.45	4.55
			16 (L.L.M.)	6	6	x	100	

1	2	3	4	5	6	7	8	9
31.	Islamic Studies	1983	437	78	26	52	33.33	66.67
		1984	622	78	30	48	38.46	61.54
		1985	983	90	31	59	34.44	65.56
32.	Institute of Education & Research	1983	M A.Ed (Elem.&Sec.)	1431 598	108	90	54.55	45.45
		1984	—do—	1403 326	167	159	51.23	48.77
		1985	Under process					
		1983	M.Ed. (Elem./Sec. & Evening)	1164 166	154	12	92.77	7.23
		1984	—do—	1194 393	314	79	79.90	20.10
		1985	Under process					
		1983	M.A. Tech. Indl. Arts.	179 31	31	x	100	
		1984	—do—	274 47	47	x	100	
		1985	Under process					
		1983	M.Ed. Tech. Indl. Arts	23 18	18	x	100	
		1984	—do—	12 12	12	x	100	
		1985	Under process					

صوبائی اسمبلی پنجاب
۲۱/اکتوبر ۱۹۸۶ء

1	2	3	4	5		6	7	8	9
		1983	M. B. E.	545	51	37	14	72.55	27.45
		1984	—do—	466	89	69	20	77.53	22.47
		1985	Under process						

ایلیمنٹری کالج ڈیرہ غازیخان کے ہوسٹل کی عمارت میں توسیع

158 سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ: کیا وزیر تعلیم ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یکم ستمبر ۱۹۸۵ء سے نارمل سکول ڈیرہ غازی خان کو گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ کالج کے درجہ میں ترقی یاب کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مڈل سکول کا اجراء بھی منظور کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج کے موجودہ ہوسٹل کی عمارت طلباء کے لئے ناکافی ہے

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ ہوسٹل کی عمارت میں توسیع کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) ہاں درست ہے۔

(ب) ہاں درست ہے۔

(ج) پرنسپل ایلیمنٹری کالج ڈیرہ غازی خاں/سابقہ نارمل سکول ڈیرہ غازی خان کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اپنی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے رف اسٹیمیٹ کاسٹ تیار کروا کر بھیجیں تاکہ ہوسٹل کی اضافی عمارت کے حصول کے لیے A-D-P کی سکیم میں شامل کیا جا سکے۔

مسئلہ استحقاق

سوال کے غلط جواب کی فراہمی

جناب مولانا محمد غیاث الدین صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۲ ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور مخصوص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے چیئرمین اور ممبران میونسپل کمیٹی شکر گڑھ کے خلاف ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۳ء کے منصوبہ جات میں غبن کرنے کی وجہ سے تادیبی کارروائی کرنے کے متعلق

اسمبلی میں سوال پیش کیا جس کا جواب مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز اتوار کے اجلاس میں موصول ہوا۔ جواب میں جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی نے تسلیم کیا ہے کہ واقعی سپیشل آڈٹ رپورٹ کے مطابق اس وقت کے چیئرمین اور ممبران نے (جو اب بھی بلدیہ کے ممبر ہیں) بے قاعدگیاں کی ہیں۔ بے قاعدگیوں کی مجموعی رقم دس لاکھ تہتر ہزار آٹھ سو اناسی روپے ہے۔ اس کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کے نوٹس جاری کر دیئے ہیں جس پر مزید کارروائی ہو رہی ہے۔ وزیر مقامی حکومت کا یہ کہنا کہ مزید کارروائی ہو رہی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کوئی کارروائی نہیں ہو رہی اور نہ ہوئی ہے اس غلط جواب سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرما کر اس پر بحث کی اجازت مرحمت فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر! میں نے بلدیہ شکر گڑھ میں غبن سے متعلق ۱۹۸۰ء سے لے کر ۱۹۸۳ء تک کے منصوبہ جات کے سلسلہ میں سوال پیش کیا۔ میرے سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ تسلیم کر لیا کہ واقعی سپیشل آڈٹ رپورٹ میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ شکر گڑھ بلدیہ کے منصوبہ جات میں تقریباً گیارہ لاکھ روپے کا غبن ہوا ہے۔ اب جب کہ ۱۹۸۰ء سے لے کر ۱۹۸۳ء تک کے منصوبہ جات میں جب غبن تسلیم کر لیا گیا ہے۔ میرے سوال دینے پر کہا کہ وہ کارروائی جاری ہے۔ اب ۱۹۸۶ء کا اخیر جا رہا ہے ابھی تک محکمہ پیسے وصول نہیں کر سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تاخیر ہونے کی وجہ سے ہی موجودہ چیئرمین صاحب نے منصوبہ جات کے سلسلہ میں خوب غبن شروع کر دیا ہے۔ جب پہلے چیئرمین اور ممبران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی۔ نہ ان سے پیسے وصول کئے گئے اور نہ ان کے خلاف مقدمات درج کئے گئے۔ اب تو راستہ صاف ہے۔ ہم بھی چاہے کتنے غبن کریں کوئی پکڑنے والا نہیں اور جناب سپیکر میرے سوال کے جواب میں یہ بھی کہا گیا کہ ہم نے چیئرمین بلدیہ کو رقم وصول کرنے کے متعلق کہا تھا۔ مقدمات درج کروانے کے متعلق نہیں۔ اس غبن میں ایک کلرک بھی شامل ہے۔ آڈٹ رپورٹ

کے مطابق چیئرمین صاحب نے اس کلرک کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا جس کی ایف آئی آر میرے پاس موجود ہے۔ چیئرمین صاحب کا کلرک کے متعلق مقدمہ درج کروا دینا اور وہ کلرک جس کے متعلق مجھے پتہ چلا کہ اس کا باپ چیئرمین بلدیہ کے خلاف تھا۔ وہ بھی ممبر ہے۔ تو اس کلرک کو محض اس لیے ملوث کیا گیا کہ چونکہ اس کا باپ چیئرمین (موجودہ) کے خلاف ہے۔ اس کے خلاف مقدمہ درج کروا دیا گیا اور باقی ممبران کے خلاف مقدمہ درج نہیں کروایا اور نہ ہی پیسے وصول کئے گئے۔ مجھے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے نام جو رقم لگائی گئی تھی۔ جمع بھی کروا دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ملک کا رواج ہے، کہ رشوت تو گو کسی آن میں کسی فرد کے لیے جائز نہیں لیکن اگر کسی چھوٹے سے ملازم سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو حکومت فوری طور پر حرکت میں آ جاتی ہے کہ فلاں کلرک اور فلاں چپراسی کو رنگے ہاتھ پکڑ لیا گیا اور بڑے بڑے لوگ بھرے ہاتھ بھی نظر نہیں آتے۔ ظاہر طور پر یہ ثابت ہو رہا ہے کہ کلرک کے خلاف جو کارروائی کی گئی ہے اور اس کے خلاف کیس درج بھی کروا دیا گیا ہے اور باقی بااثر افراد کے خلاف ۱۹۸۰ء سے لے کر ۱۹۸۳ء تک کے منصوبہ جات کے غبن کا کوئی مقدمہ نہیں۔ جس کو حکومت نے تسلیم بھی کیا ہے اور ۱۹۸۶ء تک پیسے وصول نہ کرنا میں سمجھتا ہوں اس علاقے کے عوام کے ساتھ بڑی ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن کے استحقاق کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ جو جواب وزیر بلدیات نے دیا تھا وہ درست نہ تھا۔ ان افراد کے خلاف تو کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ لہٰذا جو بیان اس وقت وزیر بلدیات نے دیا تھا۔ وہ غلط ہے اور یہی ان کا استحقاق ہے۔ ان کے علاوہ جو باتیں ہوئی ہیں نے کی ہیں۔ ان کا اس تحریک استحقاق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس سلسلے میں میں معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے کسی قسم کی پردہ

پوشی نہیں ہو رہی۔ ہم نے ۱۸ ستمبر کو چیئرمین ٹھکر گڑھ کو لکھا تھا کہ ان تمام افراد کے خلاف پورا ایکشن لیں اور کارروائی کریں اور حکومت کو رپورٹ دیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ اور بھی غبن کے انکشافات ہو رہے ہیں۔ اور ان میں شاید وہی لوگ ملوث ہوں جو پہلے غبن کیس میں ملوث تھے۔ لہٰذا انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم پوری طرح اس کی تفتیش کر لیں اور اس کے بعد ہم حکومت کو اس کی رپورٹ بھیج دیں گے۔ حکومت ان کے خلاف ہر وقت کارروائی کر سکتی ہے۔ یہ کارروائی مؤخر کی گئی ہے ختم نہیں کی گئی۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی انکوائری رپورٹ آئے گی مکمل آئے گی۔ ہم اس پر پوری طرح عمل کریں گے۔ ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔

مولانا محمد غیاث الدین : جناب سپیکر اس چیز کا تو رونا میں رو رہا ہوں جو وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ چیئرمین بلدیہ کی رپورٹ یہ آئی ہے کہ مزید غبن کا ثبوت مل رہا ہے اور وقت مانگا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں چھ سال کا موقع کیا کم ہے؟ جب کہ چھ سال کے عرصہ میں پیسے نہ تو ان سے وصول کئے گئے اور نہ ہی ان کا مواخذہ کیا گیا تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چیئرمین صاحب ان سے اور کتنا موقع مانگنا چاہتے ہیں۔ کیا دہ بیس سال کا موقع مانگتے ہیں کہ جس سے دوسرے لوگوں کی غبن کرنے کی ہمت اور حوصلہ بڑھ جائے اگر وہ جلد کارروائی اور جلد مواخذہ کرنے کا وعدہ کرتے ہیں تو پھر میں اس تحریک پر زور نہیں دیتا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو بھی کسی قسم کا غبن کرتا ہے یا کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ جرم کی سزا میں تاخیر ہو جانے کی وجہ سے جرم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اگر جلد از جلد ان کا مواخذہ کر لیا جائے اور اس غبن پر ان کو سزا دی جائے تو بہتر ہوگا۔ محض ان سے پیسے ہی وصول کر لئے جائیں اور ان کے خلاف کارروائی نہ کی جائے۔ تو پھر یہ ہوگا کہ ایک شخص چھ سال تک پیسے اپنے استعمال میں لاتا رہے گا۔ اس

سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس نے دس سال تو پیسے استعمال کر لیے۔ اور وہ منصوبہ جات جن کی وجہ سے لوگوں کو نقصان پہنچا، اس نقصان سے مجرم کو کیا تکلیف ہوئی ہے۔ کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ میں چاہتا ہوں کہ جب یہ گیارہ لاکھ کے قریب پیسے ریلیز کر دیے گئے ہیں تو جلد از جلد ان سے وصول کرنے چاہئیں۔ تاکہ یہ پیسے شکر گڑھ کے عوام پر صرف ہوں لوگوں کے منصوبہ جات پر صرف ہوں۔ اور لوگ ان سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر۔ اس سلسلے میں وزیر قانون آپ تو وضاحت کر چکے ہیں اور اس کی آپ یقین دہانی بھی کرا چکے ہیں۔ اس کے بعد اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

مولانا غیاث الدین:۔ جناب والا چھ سال تو پہلے ہی گزر چکے ہیں۔ اب یہ مجھے بتا دیں کہ اور کتنے سال مجھے انتظار کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر:۔ جناب وزیر قانون۔

جناب وزیر قانون:۔ جناب والا جن جذبات کا اور جن احساسات کا میرے معزز رکن نے اظہار کیا ہے۔ میں بھی ان میں شریک ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس قسم کی گڑبڑ کرنے والوں کو جلد از جلد سزا دی جائے۔ مصیبت یہ ہے کہ وہ منتخب شدہ چیئرمین ہے۔ اس نے ہمیں التجا کی ہے کہ مجھے کچھ عرصہ کے لیے موقع دیا جائے۔ میں مزید غبن کا انکشاف کروں گا۔ یہ بات اس کمیٹی کے مفاد میں ہے کہ ان کو موقع دیا جائے تاکہ کچھ اس نے غبن کیا ہے پوری طرح حکومت کے سامنے آ جائے۔ اس سلسلے میں جب بھی رپورٹ آئے گی۔ حکومت فوری کارروائی کرے گی۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔

مولانا غیاث الدین:۔ جناب والا میں وزیر موصوف کی اطلاع کے لیے ان کی خدمت میں شکر گڑھ کے حالات عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:۔ جناب مولانا صاحب اب آپ وہاں کے حالات نہ فرمائیں وزیر قانون نے جو بات کی ہے اس کے بعد اب آپ کیا فرماتے ہیں۔

مولانا غیاث الدین :۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں چیئرمین صاحب جو کہ ان سے وقت مانگ رہے ہیں اس کے پس پردہ ایک بات ہے۔ کہ جتنے ممبران اس میں ملوث ہیں وہ سارے کے سارے ممبران موجودہ چیئرمین کی حمایت میں ہیں۔ چیئرمین صاحب ان کے خلاف مواخذہ نہیں کر سکتے۔ اگر کریں تو اسے خطرہ ہے کہ میرے خلاف عدم اعتماد ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک شخص کلرک ہے اور اس کا باپ بھی ممبر ہے وہ اس کے خلاف ہے اس کے خلاف چیئرمین صاحب نے کارروائی کر دی ہے۔ مقدمہ بھی درج کروا دیا گیا ہے۔ اس نے پیسے بھی داخل کروا دیئے۔ باقی جتنے ممبران اس کی حمایت میں ہیں وہ ناخیری حربے کر کے اپنا وقت گزار کے ٹال مٹول کر رہے ہیں تو وہ ان کے خلاف کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔ تبھی تو وہ وقت مانگ رہے ہیں اور تبھی تو چھ سال گزر گئے ہیں۔

جناب سپیکر :۔ آپ جناب وزیر قانون کی یقین دہانی پر مطمئن نہیں ہیں

مولانا غیاث الدین :۔ اگر جناب وزیر قانون مجھے جلد کارروائی کرنے کا یقین دلا دیتے ہیں تو پھر میں اس پر زیادہ زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر :۔ جی لاء منسٹر صاحب

جناب وزیر قانون :۔ اس میں نقطہ استحقاق دیکھنا ہے۔ قانونی پہلو دیکھنا ہے۔ اس میں ان کا استحقاق کہاں تک مجروح ہوا ہے۔ جو تحریک التوائے کار ہے وہ استحقاق کے مجروح ہونے کے بارے میں ہے۔ جناب والا اس کا جواب میں نے بڑے واضح الفاظ میں دے دیا ہے کہ کارروائی ہو رہی ہے۔ یہ غلط ہے کہ کارروائی نہیں ہو رہی، صرف مؤخر کی گئی ہے۔ میں نے انہیں پہلے بھی یقین دلایا ہے انشاء اللہ ہم اس سلسلہ میں پوری طرح کارروائی کریں گے۔ جب بھی رپورٹ کیے گی۔ ان کے سامنے آئے گی اور انہیں علم ہو جائے گا کہ ہم نے کیا کارروائی کی ہے۔ میں انہیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں یہ مطمئن رہیں۔

جناب سپیکر: جی مولانا صاحب فرمایئے، کیا آپ کا اطمینان ہو گیا؟

مولانا غیاث الدین: جناب والا میں نے عرض کیا ہے کہ کارروائی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی پہلے کارروائی ہوئی ہے۔ اگر کارروائی پہلے ہوئی ہوتی تو جیسے کلرک سے پیسے وصول کر لیے گئے ہیں باقی ان لوگوں سے بھی پیسے وصول ہو جاتے۔ ان کے خلاف بھی پرچہ درج ہوتا۔

جناب سپیکر: تو پھر آیئے ہم اسے فنی نقطہ نگاہ سے دیکھ لیں۔ لا منسٹر صاحب نے ان کی مخالفت کی ہے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ آپ کا استحقاق مجروح نہیں ہوا تو اس کو پھر اس لحاظ سے دیکھ لیتے ہیں۔

مولانا غیاث الدین: جناب والا میں نے تو اتنا عرض کیا ہے کہ اگر کارروائی ہو رہی ہوتی تو جیسے کلرک سے پیسے وصول ہوئے ہیں تو پھر دوسروں سے بھی وصول ہو جاتے۔ پیسوں کا وصول نہ ہونا دلیل ہے کہ کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب والا اگر ایسی واقعاتی چیزیں کمیٹی میں چلی جایا کریں تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ تفتیش کر کے حقائق ادھر لے آیا کریں گے۔ اب ساری بحث تحریک استحقاق پر ہاؤس میں ہی ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر: صحیح ہے۔ مولانا صاحب آپ پھر اسے دیکھ لیں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔ یا نہیں کیا خیال ہے؟

مولانا غیاث الدین: جناب والا جب وزیر موصوف صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم تحقیق کرنے میں آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر وہ میرے ساتھ ہیں تو پھر میں یقین کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ کارروائی ضرور بن کرنے والوں کے خلاف ہو کر رہے گی۔ اور میں اس پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: یہ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے میاں ریاض حشمت جنجوعہ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

جناب سپیکر: کیا یہ پڑھی جا چکی ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جی ہاں یہ پڑھی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: اس پر آپ اپنا مختصر سا بیان دے دیں تا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جنہوں نے اس کا جواب دینا ہے ان کے علم میں آ جائے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

غلط جواب کی فراہمی

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا میری یہ تحریک استحقاق ایک سوال کے جواب میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے سوال کا جواب جو ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے وہ درست نہ ہے اور ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے ذمہ دار لوگوں نے جنہوں نے اس سوال کا جواب دیا ہے۔ انہوں نے اس پوری اسمبلی کو مفروضوں پر ٹرخانے کی کوشش کی ہے۔ جس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اب میں اپنے سوال کے مختلف اجزاء کو حوالہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ جناب میرے سوال کا جزو (د) جس میں میں نے یہ دریافت کیا تھا کہ کیا اس امر کی تحقیقات کی گئی ہے کہ الاٹیوں میں سے ایسے سرکاری ملازمین شامل نہ ہوں جن کی بیوی بچوں کے نام پہلے سے پلاٹ الاٹ ہیں۔ تو جناب والا اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ کیونکہ اصل ریکارڈ ابھی تک مارشل لاء ہیڈ کوارٹر کی تحویل میں ہے جو کہ محکمہ کو موصول نہ ہوا ہے اس لیے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس سے قبل بھی کوئی ایسی تحقیقات کروائی گئی تھی یا نہیں۔ جناب والا میرا سوال اس الاٹمنٹ سے متعلق ہے۔ جو مارشل لاء انسٹرکشن ۲۳ کے تحت کی گئی ہے۔ انہوں نے باقی سوال کا جواب اس ایوان میں پیش کر دیا ہے۔ لیکن میرے سوال کے اس جزو کا جواب جس کا تعلق صرف اس بات سے ہے کہ ان سرکاری ملازمین کے نام بتائے جائیں۔ جن کی بیوی بچوں کے نام مختلف رہائشی سکیموں میں پہلے سے پلاٹ الاٹ ہیں۔ تو اس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں کہ ریکارڈ مارشل لاء اتھارٹی کے کنٹرول میں ہے

تو پھر میرے باقی سوال کا جواب کہاں سے آگیا۔ میرے سوال جزو (ج) کے جواب میں یہ کہا گیا ہے میں نے اس میں یہ سوال دریافت کیا تھا کہ گیا مذکورہ سرکاری ملازمین میں ایسے ملازمین بھی شامل ہیں۔ جن کو مختلف سکیموں کے تحت گورنمنٹ کے پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے یہ فرمایا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ محمد علی جوہر ٹاؤن اور نیو کارڈن ٹاؤن کے وہ الاٹی جن کے سرکاری ملازم ہونے کا تعین ہو سکا ہے۔ ان کی فہرست بصورت تحقہ (الف) ہے۔ جہاں تک ملتان روڈ توسیعی سکیم کا تعلق ہے۔ ایل ڈی اے میں اس نام کی کوئی سکیم موجود نہیں ہے تو جناب والا مارشل لاء انسٹرکشن ۲۲ کے سیکشن ۱۶ کے تحت یہ ضروری تھا کہ جو بھی درخواست دہندگان ہیں۔ انہوں نے اپنے eligible ہونے کے بارے میں حلفی بیان دینا تھا کہ ان کے پاس ان کے بیوی بچوں کے نام یا ان کے اپنے نام کسی رہائشی سکیم میں یا شہری علاقہ میں کوئی پلاٹ الاٹ نہیں ہے۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ گورنر صاحب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے اپنے مخصوص اختیارات استعمال کرتے ہوئے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ان مخصوص اختیارات کا حوالہ اس سوال کے جواب میں پیش نہیں کیا گیا کہ ان کو کس ضابطے کے تحت مخصوص اختیارات حاصل تھے۔ اس طرح جناب والا میرے ایک اور سوال کا جزو ہے کہ پلاٹوں کے تبادلے کئے گئے۔ اس کے جواب میں بھی انہوں نے یہی فرمایا ہے۔ گورنر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور وزیر اعلیٰ نے اپنے مخصوص اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ایسا کیا ہے۔ جناب والا جب مارشل لاء انسٹرکشن ۲۲ موجود ہے اور اس میں متعلقہ جتنی بھی دفعات ہیں۔ ان کو delete نہیں کیا گیا ان کو قانون سے حذف نہیں کیا گیا۔ تو ان کی موجودگی میں نہ تو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو پلاٹوں کے تبادلے کا اختیار حاصل تھا اور نہ ہی وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار حاصل تھا۔ موصوف پارلیمانی سیکرٹری نے یہ ساری بات ایک مفروضہ

بنا کر اور بڑی چابکدستی کے ساتھ اور بڑی چالاکی کے ساتھ اس ایوان کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی پنجاب کے عوام کا ایک مقتدر ایوان ہے اور اسے اس سوال کا صحیح جواب نہ دے کر اس کے استحقاق کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ اس لیے جناب والا باقی گذارشات میں پارلیمانی سیکرٹری کے جواب کے بعد پیش کروں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری:۔ ملک محمد عباس خاں کھوکھر: جناب سپیکر جنجوعہ صاحب نے اس سوال کے بارے میں تین چار اعتراضات اٹھائے ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے غلط بیانی کر کے میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ ہم نے اس سوال کے جواب میں کسی قسم کی کوئی غلط بیانی نہیں کی۔ ان کا پہلا سوال جوہر ٹاؤن میں ۲ کنال کے ۳۷ پلاٹ کے متعلق ہے۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ وہ ۲ کنال کے ۳ پلاٹ ہیں۔ ہم نے جو جواب دیا ہے اس میں دو تین درج ہیں۔ یہ طباعت میں تھوڑی سی غلطی ہوئی جہاں انہوں نے ۳۷ پرنٹ کیا ہے لیکن اصل جواب میں ان کا جواب ۳ کنال ہے۔

جناب والا دوسرے انہوں نے کہا ہے کہ گورنر / مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون "اے" پنجاب نے جو اپنے خصوصی اختیارات استعمال کئے ہیں وہ کہاں درج ہیں۔ اس کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ جنرل کلاز ز ایکٹ میں بھی ہے کہ جو کوئی آدمی قانون بناتا ہے۔ اس کو یہ اختیار بھی ہے کہ اس میں وہ کوئی تبدیلی پیدا کرے۔ یا اس میں کسی قسم کی ترمیم کرے یا کسی کو خصوصی رعایت دے۔ اس کو یہ اختیار ہے۔ انہوں نے اپنے اس اختیار کے تحت اس کو خصوصی رعایت دیتے ہوئے ہر حکم میں لکھا ہے کہ میں اس شرط کو ہٹا کر یہ پلاٹ الاٹ کر رہا ہوں۔

جناب والا۔ جہاں تک ریکارڈ کا تعلق ہے ہمارے پاس یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کے خاندان کے پاس پہلے پلاٹ ہیں یا ان کے خلاف کوئی انکوائری ہو رہی ہے۔ یہ ریکارڈ سارے کا سارا مارشل لاء کے پاس ہے۔ میں پہلے ہی

عرض کر چکا ہوں کہ ہم خط و کتابت کر چکے ہیں۔ لیکن ابھی انہوں نے ریکارڈ ہمارے حوالے نہیں کیا۔ ہمارے محکمے کا جہاں تک تعلق ہے۔ محکمے کے پاس اس قسم کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں جس کو دیکھ کر ہم تفصیل سے جواب دے سکتے۔ جو کچھ محکمے کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ ان کے اعداد و شمار ہم نے درج کر دیئے ہیں۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ اگر وہ کوئی اور چیز چاہتے ہیں۔ اس کی میں تشریح کر دیتا ہوں لیکن گزارش یہ ہے کہ ہم نے اس میں غلط بیانی سے کہیں بھی کام نہیں لیا اور نہ ہی اس بارے میں آپ کا کسی قسم کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

میاں ریاض عشمت جنجوعہ:۔ جناب سپیکر مارشل لاء انسٹرکشن ۲۴ میرے پاس ہے۔ یہ ۷ اگست ۱۹۷۷ء کو جاری ہوئی ہے۔ اس کے بعد اس میں کافی ساری دفعات ایسی ہیں جن کو حذف بھی کیا گیا ہے۔ کئی ایسی دفعات ہیں۔ جن کو شامل بھی کیا گیا ہے۔ اگر گورنر صاحب نے خود یہ انسٹرکشن جاری کی تھیں بحیثیت مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تو انہوں نے اسے تحریری شکل میں کیا ہے اور قانون کی تمام کتابوں میں reported ہے اور موجود ہے۔ اگر اس میں کوئی ترمیم ایسی ہوئی ہے اور انہوں نے اس میں سے کوئی دفعہ حذف کی ہے۔ تو اس کا وہ ثبوت مجھے فراہم کر دیں ان کے پاس کوئی ایسا اختیار خاص نہیں تھا۔ یہ ان کا اپنا بنایا ہوا قانون ہے اور اس قانون کے تحت انہیں کوئی ایسا اختیار حاصل نہیں تھا۔ انہوں نے جان بوجھ کر پھر ایک دفعہ ایوان کو اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا ماضی میں اس ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ جب بھی کوئی ایسا مسئلہ جو تحقیق طلب ہو۔ اس ایوان میں پیش کیا جاتا ہے تو اس کو پریویلج کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور وہ تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ اس ایوان میں پیش کرتی ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس سوال کی بڑی زبردست عوامی اہمیت اور افادیت ہے۔ عوام کے حقوق کو تلف کیا گیا ہے اور پنجاب

کے عوام کے ساتھ ایک مذاق کیا گیا ہے بغیر کسی قانونی جواز کے بغیر کسی اختیارات کے اس لیے میری یہ اپیل ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر کے تحقیقات کروائی جائے۔

جناب والا جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ انہیں علم نہیں ہے کہ کن سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ میں صرف ایک مثال W.A. Malik کی پیش کروں گا۔ جو ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے سابقہ ڈائریکٹر ہیں۔ کیا فزیکل پلاننگ کے محکمے کے لوگوں کو اس بات کا بھی علم نہیں کہ ان کے خلاف ایس اینڈ جی اے ڈی میں انکوائری ہو رہی ہے۔ انہوں نے یہ بتانا بھی گوارا نہیں کیا کہ اپنے محکمے کے افسر کے خلاف جو انکوائری ہو رہی ہے انہوں نے اتنا بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ یہ اتنے بے علم ہو سکتے ہیں جناب والا کہ ان کو اپنے محکمے کے خلاف ہونے والی انکوائری کا بھی علم نہ ہو۔ اس کو بھی ایک کنال کا پلاٹ راولپنڈی میں الاٹ کیا گیا ہے۔ یہ صریحاً اس ایوان کو دھوکہ دیا گیا ہے۔ اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس معزز ایوان کے استحقاق کو نہ صرف پامال کیا گیا ہے بلکہ میں تو بڑا سنگین لفظ استعمال کروں گا کہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اس معزز ایوان کے استحقاق کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ شکریہ

میاں محمد افضل حیات: جناب والا جہاں تک اس کی admissibility کی بات ہے۔ اب اس میں سارے اعداد و شمار کی بات ہے اور جو کچھ حقائق کی بات ہے۔ اب یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو صحیح طریقے سے کمیٹی ہی thrash out کر سکتی ہے۔ یہ ساری چیزیں ایوان میں thrash out نہیں ہو سکتی ہیں۔ جب تک یہ چیز کمیٹی میں نہیں جائے گی۔ جہاں چار آدمی بیٹھ کر اس کی پوری تحقیق نہیں کریں گے۔ اس وقت تک اصل حقائق کا پتہ نہیں چلے گا۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اسے پروویلج کمیٹی کے پاس بھیجا جائے تاکہ اصل حقائق سامنے آ سکیں۔ دوسری بات یہ ہے اب بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ ریکارڈ مارشل لاء

کہاں ہے کہ ہمیں بھی پتہ چل جائے کہ اتھارٹی اس وقت پاکستان میں کہیں موجود ہے جس کے پاس جانا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر میں آپ کی اور معزز رکن کی توجہ سیکشن ۲۱ جنرل کلازز ایکٹ ۱۸۹۷ء کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ وہ بڑا واضح ہے کہ جس رول کے تحت جس ایکٹ کے تحت کسی کو اختیارات تفویض کئے جاتے ہیں اس کو اختیار ہے کہ وہ قواعد میں ترمیم کر لیں ان میں تبدیلی کر لیں اور اس طرح جو چاہے وہ کر سکتا ہے۔ یہ دفعہ ۲۱ ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر بخدا مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے حالانکہ میں فاضل وزیر قانون کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ مگر مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا فرما رہے ہیں۔

وزیر قانون: میں بڑی واضح بات کر رہا ہوں آپ کو وہ دفعہ پڑھ کر سنا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: غالباً ایوان میں شور ہے اس وجہ سے جناب شاہ صاحب کی سمجھ میں بات نہیں آ رہی۔

وزیر قانون: جناب والا میں متعلقہ دفعہ پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ یہ دفعہ ۲۱ جنرل کلازز ایکٹ ۱۸۹۷ء کی ہے۔ اس کے تحت جس کو اختیارات دیے گئے اس کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس کے قواعد میں ترمیم کر لے تبدیل کر لے اور جو چاہے اس سلسلے میں کر لے۔

21. Where, by any Central Act or Regulation, a power to issue notifications, orders, rules, or by-laws is conferred, then that power includes a power, exercisable in the like manner and subject to the like sanction and conditions (if any), to add to, amend, vary or rescind any notifications, orders, rules or bye-laws so issued.

اس سلسلے میں ان کو اختیارات تھے۔ ایگزیکٹو کو کہ وہ کسی قسم کے رولز میں تبدیلی کر کے انہیں ختم کر کے وہ اپنا نیا آرڈر جاری کر سکتا تھا۔

Power to make, to include power to add to, amend, vary or rescind, orders, rules or bye-laws.

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب اختیارات کی بات جو آپ نے کی ہے اس کا جواب وزیر قانون صاحب نے دیا ہے اب آپ کی کیا رائے ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ:۔ جناب والا میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا ان کو قانون بنانے کا اختیار نہیں تھا وہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے۔ ان کو بہت سے کالے قانون بنانے کا اختیار حاصل تھا۔ لیکن جناب سپیکر ان کی تحریری انسٹرکشن میرے پاس موجود ہے۔ اس میں انہوں نے مختلف مواقع پر بعض شقیں حذف بھی کی ہیں۔ اس میں بعض شقیں ایزاد بھی کی ہیں اس میں ترمیم بھی کی ہیں۔ اگر انہوں نے اس بارے میں کوئی ترمیم کی ہے۔ وہ بھی تحریری شکل میں ہونی چاہیئے تھی۔ اصل مسئلہ یہ ہے انہوں نے اس مسئلہ میں ضروری ہی نہیں سمجھا کہ وہ اس میں کوئی ترمیم کرتے شاید وہ اپنی زبان کو ہی قانون سمجھتے تھے۔ اس لیے جب تک یہ انسٹرکشن ۲۳ تحریری شکل میں موجود ہیں، اس کے اندر اگر انہوں نے کسی رول کو معطل کیا ہے کسی کو ختم کیا ہے۔ کسی کو حذف کیا ہے۔ اسے تحریری شکل میں reported ہونا چاہیئے تھا، یہ موجود نہیں ہے جناب والا میں ان کو یہ چیلنج نہیں کرتا کہ ان کو یہ اختیار حاصل نہیں تھا ان کو تو بہت سے اختیارات حاصل تھے۔

وزیر قانون:۔ میں معزز رکن سے درخواست کروں گا کہ انہوں نے جو آرڈر کیا ہے۔ یا موخر کیا ہے۔ یا ختم کیا ہے، وہ تحریری آرڈر موجود ہے۔ وہ جب چاہیں۔ ہمارے دفتر میں آ کر دیکھ لیں۔ جس وقت چاہیں ہمارے ساتھ چلیں، وہ تحریری آرڈر خواہ اس کو موخر کیا گیا ہے خواہ ترمیم کیا گیا ہے۔ خواہ تبدیل کیا گیا ہے سب کچھ دفتر میں موجود ہے۔ آپ جس وقت چاہیں ہم آپ کو وہ آرڈر دکھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب کیا فرماتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ سارا ریکارڈ مارشل لا اتھارٹیز کی تحویل میں ہے۔ دوسری طرف وہ کہتے ہیں کہ سارا ریکارڈ دفتر میں موجود ہے۔ آکر ملاحظہ فرمائیں۔ جہاں تک گورنر صاحب، مارشل لا سائیڈ منسٹر یٹر کے اختیارات کا تعلق ہے اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہیں۔

جناب سپیکر! آپ چاہیں گے کہ وہ documents آپ کو دکھائے جائیں

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا، میں تو یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس ایوان کو اندھیرے میں رکھا گیا ہے۔ اس ایوان کے سامنے غلط بیانی کی گئی ہے۔ آپ کے فرمان کے مطابق اگر میں ان کو ملاحظہ بھی کر لوں گا، اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھ بھی لوں گا تو پھر بھی میری تسلی اس لحاظ سے نہیں ہو گی کہ میرے سوال کے دیگر اجزاء کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ جیسا کہ انھوں نے کہا ہے کہ محکمہ والوں کو یہ علم ہی نہیں کہ کن سرکاری ملازمین کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔ میں نے ایک مثال پیش کی ہے کہ ڈبلیو۔ اے۔ ملک فزیکل پلاننگ کے ڈائریکٹر جنرل رہے ہیں۔ ان کے خلاف ایس اینڈ جی اے ڈی میں انکوائری ہو رہی ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ محکمہ کی اس سے بڑی نااہلی اور کیا ہو سکتی ہے کہ انھیں اپنے ہی اہل کار کے خلاف ہونے والی تحقیقات کا علم نہ ہو۔ جناب والا، دانستہ طور پر یہ نہیں بتایا گیا کہ کن کن سرکاری افسران کے خلاف انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ اس ایوان کو دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جناب لا منسٹر صاحب۔ اس کو آئندہ یوم کار پر ملتوی کر دیں جب وہ documents آپ لا سکیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر وہ documents اس وقت بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔

جناب سپیکر: وہ آپ مجھے دے سکتے ہیں؟

(documents جناب سپیکر کی خدمت میں پیش کئے گئے)

وزیر قانون: جواب سے استحقاق نہیں بنتا۔ اس میں ہمارا کوئی ارادہ نہیں جو واقعات ہیں، وہ ہم نے اسمبلی کے روبرو پیش کر دیئے ہیں۔ اس میں نہ ہم نے کوئی چیز چھپائی ہے نہ ہماری کوئی نیت ہے، نہ ہم نے کوئی غلط بیانی کی ہے۔ اگر سہواً طباعت کی غلطی ہے تو اس سے استحقاق مجروح نہیں ہوتا

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر، اگر ٹریژری بنچز اور وزراء حضرات کی طرف سے معزز ارکان کی تحاریک استحقاق کے ساتھ یہی سلوک کیا جانا ہے تو میں آپ کی وساطت سے تجویز پیش کروں گا کہ ارکان اسمبلی کے جتنے بھی استحقاقات ہیں۔ ان کو ختم کر دیا جائے۔ روایت یہی رہی ہے کہ جب بھی کوئی فاضل رکن اس ایوان میں اپنے کسی استحقاق کے مسئلے پر اپنی تحریک استحقاق پیش کرتا ہے تو فراخدلی کے ساتھ اس کو تحریک استحقاق کی مجلس کے پاس تحقیقاتی رپورٹ پیش کرنے کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔ ہم یہاں پر یہ محسوس کر رہے ہیں کہ جب بھی کوئی تحریک استحقاق اس ایوان میں پیش کی جاتی ہے اس کو کبھی تو فنی، تکنیکی خامیوں کی وجہ سے، یا ایسے ہی حالات کے ساتھ گڈمڈ کر کے یہاں پر رد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ دانستہ طور پر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ حقائق کو مخفی رکھا گیا ہے۔ جس سے نہ صرف فاضل محرک بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق صریحاً مجروح ہوا ہے۔ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ اس ایوان کی بالادستی کو قائم کرنے کے لیے اور عوامی منتخب نمائندگان کے وقار کو برقرار رکھنے کے لیے اس تحریک استحقاق کو admit کیا جائے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے تاکہ وہ چھان بین کر کے اس معزز ایوان کے سامنے اپنی سفارشات پیش کر سکیں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق کو ہر لحاظ سے قواعد و ضوابط کے مطابق ہونا چاہیئے اور فیصلہ خاص طور پر قواعد و ضوابط کی روشنی میں ہونا چاہیئے اور خاص طور پر تحریک استحقاق جب اس ایوان کے کسی ممبر کے خلاف ہے تو پھر اس میں کسی قسم کی جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیئے بلکہ اس کو فنی

نقطہ نگاہ سے بھی دیکھنا چاہیئے کہ یہ استحقاق ہے یا نہیں۔ اس لیے میں اس کی admissibility پر فیصلے کو آئندہ یوم کار پر ملتوی کرتا ہوں۔

میاں ریاض عشرت جنجوعہ:۔ جناب والا، اگر آپ گستاخی نہ سمجھیں تو میں بڑے ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ یہ روایت بن گئی ہے کہ جس کو بھی آپ ملتوی کرتے ہیں، اس کو ضرور رد کرتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات:۔ جناب والا۔ ایوان میں جو سوالات پیش کئے جاتے ہیں اور جن کے جوابات دے جاتے ہیں۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ یہ گورنمنٹ کے خلاف ہوتے ہیں بلکہ یہ تو گورنمنٹ اور وزراء کے لیے ایک قسم کی مدد ہوتی ہے کہ ان کے محکمے میں نشان دہی کی جائے کہ کیا کام غلط ہو رہا ہے اور کیا صحیح ہو رہا ہے اس طریقے سے یہ تحریک استحقاق کسی ممبر کے خلاف نہیں ہے بلکہ انھیں جو جواب مہیا کیا گیا ہے۔ یہ اس کے خلاف ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ممبر کے خلاف نہیں بنتی، یہ تو سوال کے جواب کے خلاف بنتی ہے۔

جناب سپیکر:۔ ہمارے پاس صرف ایک تحریک استحقاق زیر التوا رہے ہے جو میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ اس کو ہم اگلے یوم کار پر زیر کارروائی لائیں گے۔

میاں محمود احمد:۔ جناب والا، ابھی وقت ہے۔ مہربانی کریں اور میری تحریک استحقاق کو زیر کارروائی کر لیں۔

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب، اگلے یوم کار پر کریں گے۔

میاں محمود احمد:۔ جناب والا یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو اس کو آج ہی زیر کارروائی لایا جائے۔

جناب سپیکر:۔ آج میں اور پرسوں میں کیا فرق ہے؟

میاں محمود احمد:۔ جناب والا۔ اگر زیادتی آج ہوئی ہو اور اس پر مرہم پرسوں رکھا جائے اس سے فرق تو پڑتا ہے۔ آپ مہربانی کریں۔

جناب سپیکر:۔ میرا خیال ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پرسوں مرہم

آپ کی تحریک استحقاق ہے جو نمبر ایک پر آئے گی۔ سب سے پہلے آپ کی تحریک استحقاق کو زیر کارروائی لائیں گے۔ ہمارے پاس اور ہے ہی نہیں۔ ہم نے اس دفعہ ساری تحاریک استحقاق ساتھ ساتھ نتھی کی ہیں۔

میاں محمود احمد:۔ جناب سپیکر، کیا وقت ختم ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر:۔ وہ اس لیے کہ تحاریک التوا ابھی نہیں اور آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ ہمارے پاس بہت سی قرار دادیں ہیں۔ بہت سے پرائیویٹ بل ہیں۔ جن پر کارروائی کرنا ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ:۔ جناب سپیکر، میں آپ کی اجازت سے ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر ۸.....

جناب سپیکر:۔ میں نے تو آپ کو اجازت نہیں دی۔

جناب طاہر احمد شاہ:۔ جناب والا۔ میں نے تو اجازت طلب کی تھی۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے سمجھا، الخاموشی نیم رضا۔

جناب سپیکر:۔ ابھی میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ میں پہلے تحریک التوا کار پر کارروائی کروں گا۔ جو تحریک آپ پیش کرنا چاہتے ہیں، وہ پہلے آپ تحریری طور پر پیش کریں۔

جناب طاہر احمد شاہ:۔ میں نے تحریری طور پر سیکرٹریٹ کو دی ہے۔ اس کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:۔ میں اس کو دیکھ لیتا ہوں

جناب سپیکر:۔ اب ہم تحاریک التوا کو شروع کرتے ہیں۔ جناب محمد جاوید اقبال چیمہ صاحب۔

تحاریک التوائے کار

ڈائریکٹر ایجوکیشن لاہور ڈویژن پر عورت کی تعیناتی

محمد جاوید اقبال چیمہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر سی) ۱-۳۶/۶۰ SOXIR مورخہ ۶ نومبر ۱۹۶۲ء کے تحت وضع کردہ ویسٹ پاکستان ایجوکیشن سروس (کلاس ۱- ایڈمنسٹریٹو برانچ) (مین سیکشن) رول نمبر ۱۹۶۲ کے صفحہ ۵۲-۱۵۳ مینول آف آرڈی نینس اینڈ رولز کے پارٹ ۱۱ (ریکروٹمنٹ) رولز نمبر (۱) ۳ اور ۴ کے تحت ڈائریکٹر آف ایجوکیشن کی اسامی پر تقرری کے لیے صرف مرد حضرات کو ہی اہل قرار دیا گیا ہے۔ لیکن لاہور ڈویژن کی ڈائریکٹر آف ایجوکیشن (سکولز) کی آسامی پر ان واضح رولز/ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک عورت کو تعینات کیا گیا ہے۔ رولز کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کے خلاف قانونی کارروائی کی جانی ضروری ہے اور اس کی خلاف ورزی کو زیر بحث لانے کے لیے فوری طور پر اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جانی اشد ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جناب چیمہ صاحب آپ نے اس میں رولز کی کاپی ساتھ نہیں لگائی ہے۔

محمد جاوید اقبال چیمہ: جناب والا وہ میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے ہمیں تو نہیں بھیجی ہے۔ اس لیے تحریک استحقاق یا التوائے کار دیتے وقت جن دستاویز کا حوالہ دینا چاہتے ہیں۔ ان کا لف ہونا ضروری ہے۔ صرف اس بنا پر کہ دستاویزات آپ کی تحریک التوائے کار کے ساتھ لف نہیں

ہیں اور صرف اسی بنیاد پر اسے رد کیا جا سکتا ہے دوسرا یہ ہے کہ آپ نے ان کی تقرری کا ذکر نہیں کیا کہ کیا ان کی تقرری کب ہوئی اور تحریک التوائے کار کے لیے ضروری ہے کہ وہ حالیہ واقع ہو اور انتہائی حالیہ وقوعہ ہو۔ آپ نے اس میں یہ تحریر نہیں کیا کہ تقرری کب ہوئی ہے۔

محمد جاوید اقبال چیمہ:۔ اصل میں میں اس معاملہ کو حکومت کے سامنے لانا چاہتا تھا۔ مجھے اس کی کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ میں اسے کس طرح پیش کروں تو میں نے یہی طریقہ بہتر سمجھا کہ اسے اس طرح پیش کر دیا جائے۔

جناب سپیکر:۔ جناب چیمہ صاحب میری مشکل یہ ہے کہ میں نے اسے دیکھنا ہے کہ یہ قواعد انضباط کار کی شرائط پر پوری اترتی ہے یا نہیں تو اس میں آپ نے دستاویزات ساتھ نہیں لگائے۔ دوسرے یہ تقریباً بہت عرصہ سے ہو چکی ہیں۔ اس وجہ سے یہ حالیہ وقوعہ نہیں ہے۔

محمد جاوید اقبال چیمہ:۔ ٹھیک ہے جناب میں نے مسئلہ پیش کر دیا ہے۔ میں اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر:۔ آپ اسے واپس لیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار قواعد کے مطابق نہیں تھی۔ آپ نے اچھا سمجھا کہ اسے واپس لے لیا۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر ۴۰ میاں محمود احمد صاحب کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر ۱ کے مطابق ہے اور نمبر ۱ کا فیصلہ ہو گیا ہے اور نمبر ۴۰ بھی تصور ہو گی کہ اس کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ جناب سردار حسن مو کل صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ۱۴۱۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر ۲۴ راجہ محمد خالد خاں صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ تحریک التوائے کار نمبر ۳۴ ہے۔

سبزی منڈی لاہور کی حالت زار

میاں محمود احمد:۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت

عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء کے نوائے وقت کے سرورق پر ایک نمایاں تصویر چھپی ہے جس کے ذریعے سبزی منڈی لاہور کی حالت زار کی عکاسی کی گئی ہے۔ تصویر کے نیچے یہ عبارت رقم ہے کہ لاہور کی سبزی منڈی میں خواتین اور بچے تازہ سبزی گندگی کے ڈھیروں پر رکھ کر فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ اس خبر سے بالکل عیاں ہے کہ سبزی منڈی لاہور کی غیر صحت بخش حالت اور سبزی کا گندگی میں رہنا انسانی صحت کے لیے کس قدر مضر رساں ہے۔ اس انکشاف سے عوام میں شدید ردعمل پیدا ہوا ہے کیونکہ ایسی صورت حال میں نہ صرف لوگوں میں بیماری پھیلنے کا امکان ہے۔ بلکہ کئی ایک اموات بھی ہو سکتی ہیں۔ مسئلہ کی سنگینی کے پیش نظر عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا میں استدعا کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ کے انتہائی قابل اعتراض معاملہ پر اسمبلی کی کارروائی روک کر فوری بحث کی جائے۔ اخبار کا تراشہ منسلک ہے

جناب والا سبزی منڈی اور فروٹ منڈی میں صفائی کا نام و نشان تک نہیں۔ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ ان ڈھیروں پر سبزی اور فروٹ فروخت کیا جاتا ہے۔ جناب والا لاہور میں اور پنجاب کی اہم ترین منڈی میں جس طرح فروٹ اور سبزی کی پامالی کی جاتی ہے۔ یہ ہمارے لیے باعث شرم ہے ہمیں آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ سبزی اور فروٹ منڈی کی صفائی کا ذمہ دار کون ہے۔ اس کی سڑکوں کا انتظام کس کے ہاتھ میں ہے۔ جناب والا وہاں سے لاکھوں روپے اگر لاکھوں نہیں ہزاروں روپے روزانہ مارکیٹ کمیٹی والے وصول کرتے ہیں۔ جناب والا ہر چیز پر اور ہر فروٹ پر اور ہر سبزی پر سینکڑوں کے حساب سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان دونوں منڈیوں کی حالت زار دیکھتے ہوئے ہمیں دکھ ہوتا ہے۔ جناب والا اس سے نہ صرف اہل لاہور کو پریشانی ہے۔ بلکہ پنجاب بھر سے جو لوگ سبزی منڈی اور فروٹ

منڈی میں آتے ہیں۔ وہ ہماری حالت زار کو دیکھ کر جن تاثرات سے نوازتے ہیں وہ ناقابل بیان ہے۔ جناب والا سبزی منڈی اور فروٹ منڈی میں اس طرح کا انتظام ہے اور ہر روز کی ہزاروں روپے کی آمدن ہے۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کہاں پر جاتی ہے اور جس جگہ سے وصول کی جاتی ہے۔ وہاں پر کیوں خرچ نہیں کی جاتی۔ جناب والا۔ یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے اس پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر:۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر ۳۴ محکمہ زراعت کے متعلق ہے۔

وزیر زراعت:۔ جناب سپیکر میں اس سے متعلق عرض کیے دیتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار حالیہ وقوعہ کی نہیں ہے۔ میں واقعاتی طور پر اپنے معزز دوست کو عرض کرتا ہوں کہ اس بارہ میں صفائی کا کام مارکیٹ کمیٹی کے ذمہ لگایا گیا تھا اور یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ جو کچھ وصول ہوتا ہے۔ وہ ہم باقاعدہ طور پر لوکل گورنمنٹ کے کھاتے میں جمع کرا دیتے ہیں اور لوکل گورنمنٹ کے ذمے یہ فرض ہے کہ کارپوریشن سے اس کی صفائی کروائے۔ میری معلومات کے مطابق سبزی منڈی میں صفائی تسلی بخش نہیں ہے۔ لاہور میونسپل کارپوریشن ایک مقامی حکومت کا ادارہ ہے۔ مارکیٹ کمیٹی محکمہ زراعت کا ذیلی ادارہ ہے کارپوریشن صفائی کا انتظام کرتی ہے۔ دونوں اداروں کے درمیان ایک سمجھوتہ ہوا تھا۔ میں معزز رکن اسمبلی کو یقین دلاتا ہوں۔ اس سمجھوتہ میں یہ طے پایا تھا کہ ہم ان تمام امور پر غور کریں گے۔ اور اس کے مطابق سبزی اور فروٹ منڈی کا جو مسئلہ ہے۔ اسے حل کریں گے۔ دونوں اداروں کے درمیان ۱۹۸۱ء میں چند امور پر متفقہ طور پر ایک سمجھوتہ ہوا تھا۔ میں معزز رکن اسمبلی کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ان اداروں کے درمیان جو سمجھوتہ ہوا تھا۔ اس کے تمام پہلوؤں پر ہم غور کریں گے اور اس کے مطابق فروٹ اور سبزی منڈی کا مسئلہ حل کریں گے۔ اس کے لیے محکمہ کے بیلداروں کے جو اخراجات ہیں۔ وہ ہم

جمع کرا دیتے ہیں۔ میری رپورٹ کے مطابق وہ صفائی موقع پر کرا دی گئی ہے اس میں اگر کوئی مزید کام باقی ہوں تو یہ مجھے مل سکتے ہیں۔ میں عملے کو پابند کر دوں گا۔ لیکن بالآخر یہ لوکل گورنمنٹ کے ادارے کی ذمہ داری ہے کہ اس کی صفائی کروائے۔ البتہ اس کے ملازمین کے اخراجات جو ہمارے ذمہ ہیں وہ ہم باقاعدگی کے ساتھ جمع کرا دیتے ہیں۔ لیکن میں لوکل گورنمنٹ کے محکمہ سے مل کر یہ ensure کروں گا اور ان کے وزیر صاحب سے بھی گزارش کروں گا۔ اور عملے سے بھی گزارش کروں گا کہ اس کی صفائی کا زیادہ خیال رکھا جائے۔ فنی پہلوؤں سے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ حالیہ واقع نہیں بنتا اور اس میں کئی ایک چیزیں زیر غور ہیں۔ اس لیے اگر وہ مناسب سمجھیں تو میں لوکل گورنمنٹ سے اس کے مطابق عمل درآمد کرا دوں گا۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب۔ یہ حالیہ واقع کیسے نہیں بنتا؟

وزیر زراعت: جناب والا۔ آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ دو اکتوبر کی بات ہے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ اخبار میں چھپی ہے۔

MR. SPEAKER : It was moved on the same day.

وزیر زراعت: جناب والا۔ میں یہ عرض کروں کہ اس خبر کے چھپنے سے یہ تحریک التوا نہیں آئی بلکہ پہلے سے وہاں ایک ایسی چیز موجود ہے جو چلی آ رہی ہے اور صرف خبر کا چھپ جانا اسے حالیہ واقع بنانے کے لیے کافی نہیں ہے۔ وہ تو ایک خبر چھپی ہے اور یہ معاملات پہلے سے چل رہے ہیں۔ اس لیے میں یہ عرض کروں کہ جہاں تک میونسپل کارپوریشن کے عملہ صفائی کا تعلق ہے ان سے مناسب رابطہ قائم کر لیا جائے گا اور محکمہ لوکل گورنمنٹ سے میں خود بھی رابطہ قائم کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ کا غالباً مطلب یہ ہے کہ گندگی تو یہاں عرصہ دراز سے موجود ہے۔ اس لیے یہ حالیہ واقع نہیں ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا۔ مطلب یہ نہیں ہے گندگی کی بات نہیں ہے۔

لیکن یہ جو ایک عمل ہے۔ جس کے تحت صفائی کرائی جانا مقصود ہے۔

جناب سپیکر: جناب چوہدری محمد رفیق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چوہدری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ سیدھے سادھے مان لینے میں کیا حرج ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

چوہدری محمد رفیق: حضور! میں عرض کر رہا ہوں کہ سیدھے سادھے مان لینے میں کیا حرج ہے۔ وزیر موصوف چوہدری عبدالغفور صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ تو تواتر سے سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اور اس کو یہ مانتے ہی نہیں ہیں۔ کہ یہ کوئی حالیہ واقعہ ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ سیدھے سادھے مان لینے میں کیا حرج ہے۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب شکریہ! آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! چوہدری صاحب کے بیان کے بعد اب آپ کی کیا رائے ہے؟

MIAN MAHMOOD AHMAD : I am not satisfied.

جناب سپیکر: کبھی چوہدری صاحب نے یہ بھی اپنی زبان سے اس ہاؤس میں کہا ہے کہ یہ رول کے مطابق بنتی ہے۔ جناب والا اسی دن میں تحریک کا نوٹس دے رہا ہوں۔ جس دن یہ بات اخبار میں آئی ہے۔ اس پر جو تاریخ ہے وہ بھی ان کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس کے باوجود یہ فرما رہے ہیں کہ یہ قواعد کے مطابق بنتی نہیں ہے۔ چوہدری صاحب مجھے اس بات پر افسوس ہوتا ہے کہ حقائق کو چھپانا نہ آپ کے لیے اچھا ہے اور نہ اس معزز ایوان کے لیے اچھا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جیسے ابھی جناب وزیر زراعت نے ارشاد فرمایا کہ دراصل اس میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ معاملہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے متعلق ہے۔

میاں محمود احمد:۔ جناب سپیکر! مجھے تو نہیں پتا۔ میں نے تو تحریک پیش کی ہے۔ جس کے متعلقہ ہے وہ کھڑا ہو کر جواب دے دے۔ میں نے تو ان سے عرض نہیں کیا کہ آپ کھڑے ہو کر جواب دے دیں۔ جناب والا۔ میں نے اس سے پہلے اسمبلی سوالات بھی پیش کئے تھے جس کا جواب جناب چوہدری صاحب نے دیا تھا اور اس میں کہا تھا کہ جلدی صفائی ہو جائے گی۔ اسمبلی سوالات بھی میرے پاس موجود ہیں اور ان کا جواب بھی موجود ہے۔ جناب والا۔ اب جب صفائی نہیں ہو سکی تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ کیا فروٹ منڈی اور سبزی منڈی کی صفائی ہر روز ہونا ضروری نہیں ہوتی؟

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب۔ یہ وقفہ سوالات تو نہیں ہے۔

میاں محمود احمد:۔ جناب والا! میں سوالات کی بات نہیں کر رہا۔ لیکن فروٹ منڈی اور سبزی منڈی کی جو حالت زار ہے اس پر خدارا پنجاب اسمبلی کو کچھ تو ترس کھانا چاہیئے۔ اگر ہم اپنے عوام کو صحیح اور جراثیم سے پاک سبزی اور فروٹ بھی مہیا نہ کر سکے تو میرا خیال ہے۔ اس ایوان کا پھر کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ جناب والا میری یہ تحریک التوا رقواعد کے مطابق ہے۔ یہ ایک حقیقی مسئلہ ہے۔ اس کو زیر بحث لایا جائے اور اس کے بعد اس کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب! کس کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ یہ تحریک التوا کسی کمیٹی کے سپرد نہیں ہوتی۔

میاں محمود احمد:۔ جناب والا پھر ہاؤس فیصلہ کر دے۔

جناب سپیکر:۔ اگر یہ منظور ہو جاتی ہے تو اس پر جو کارروائی ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی روز اس پر مزید بات کرنے کے لیے ہم ایک یا دو گھنٹے کا وقت مخصوص کر دیں اور اس پر مزید بات ہو جائے۔

وزیر زراعت:۔ جناب والا۔ اس کے لیے وزیر بلدیات کا جواب آنا ضروری ہے۔ کیونکہ دراصل یہ صفائی کی ذمہ داری مارکیٹ کمیٹی کی نہیں ہے۔ اس لیے اسے

مؤخر کر لیں۔

میاں محمود احمد: جناب والا، وہاں پر مارکیٹ کمیٹی ہر روز ہزاروں روپے کا ٹیکس لیتی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ذرا انہیں بولنے کا موقع دیجئے۔

وزیر زراعت: جناب والا۔ میں عرض کروں گا کہ اس مسئلے کے متعلق جو تصویر چھپا کر لگائی گئی ہے۔ یہ میری رپورٹ کے مطابق ایسے ہی ہے کہ کارپوریشن کا ایک پلاٹ ہے جس میں وہ تمام گندگی اکٹھی کی جاتی ہے اور پھر وہ اٹھاتے ہیں اور اس میں کچھ لوگ اور بچے سبزیاں وغیرہ ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ دراصل اس جگہ کا فوٹو نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے کارپوریشن کا یا لوکل گورنمنٹ کا جواب آنا ضروری ہے۔ اور تصفیے کے تحت جو ہمارے ذمہ کام ہے۔ وہ ہم اپنی طرف سے اس کے صفائی کے اخراجات باقاعدگی سے جمع کروا رہے ہیں۔ ہمارے اوپر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہمارے ذمے اس کے کوئی واجبات نہیں ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ متعلقہ محکمے کی طرف سے کوئی ہے تو وہ جواب دے۔ ورنہ یقین دہانی ان کی طرف سے آنی چاہیئے۔ ہمارے ذمے جو محکمہ زراعت کا فعل ہے ہم اس کے ذمہ دار ہیں اور وہ اپنے طور پر ہم پورا کر رہے ہیں۔ اگر وہ موجود ہیں تو ان سے جواب لے لیں۔ ورنہ میں یہ استدعا کروں گا کہ اسے مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر: جناب ملک اللہ یار خان صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

ملک اللہ یار خاں: جناب والا میں اس تحریک کی admissibility کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے آپ نے یہ خود ہی فرمایا ہے کہ یہ حالیہ واقع نہیں ہے حالانکہ جس دن یہ تصویر چھپی اسی دن ہی اس تحریک کا نوٹس دے دیا گیا۔ یہ ایک مخصوص معاملہ ہے اور انتہائی اہم نوعیت کا حامل ہے اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو Admit کیا جائے اور اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔ جہاں تک چوہدری صاحب کا اس تفصیلی

بیان کا تعلق ہے جو کہ انہوں نے اس ضمن میں فرمایا ہے کہ مارکیٹ کمیٹی اور لوکل کمیٹی کے درمیان ایک معاہدہ ہے اور اس معاہدے کے تحت لوکل گورنمنٹ نے یا میونسپل کارپوریشن نے اس جگہ کی صفائی کرنی ہے تو جناب یہ ایسی باتیں ہیں جن پر بحث کے وقت بات کی جاسکتی ہے اور ان کے اس بیان سے محرک کی تسلی نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے جناب والا میں گزارش کروں گا کہ اسے زیر بحث لانے کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو میں ملتوی کرتا ہوں اس لیے کہ وزیر لوکل گورنمنٹ ایوان میں موجود نہیں ہیں لیکن ساتھ ہی میں جناب وزیر قانون صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگلے یوم کار کو وہ یا وزیر لوکل گورنمنٹ اس کا جواب دیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں اپنی وضاحت کے لیے آپ کی وساطت سے وزیر زراعت سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا کسی بھی وزیر صاحب کی طرف سے یہ اجتماعی ذمہ داری کا بینچ کی نہیں ہے کہ اگر متعلقہ وزیر ایوان میں موجود نہ ہو تو ان کی جگہ پر جیسے وزیر زراعت تحریک التوا کے جواب میں استدلال پیش کر رہے تھے تو اس میں وزیر متعلقہ کا ہونا یا نہ ہونا بے معنی ہے۔ کسی بھی وزیر کو اپنی اجتماعی ذمہ داری کی وجہ سے مکمل طور پر اختیار حاصل ہیں کہ وہ اپنے دلائل پیش کرے۔ چونکہ آپ نے رولنگ دے دی ہے کہ آپ نے اسے ملتوی کر دیا ہے۔ مگر اصولی طور پر یہ چاہیئے تھا کہ اس تحریک التوائے کار کو رائے شماری کے لیے ایوان میں پیش کر دیا جاتا۔

جناب سپیکر: آپ رولنگ پر تنقید کر رہے ہیں جس کی آپ کو اجازت نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا میں نے خود آپ کی رولنگ کو تسلیم کیا ہے مگر میں نے وضاحت طلب کرنی چاہی تھی کہ کیا یہ ان کی مشترکہ ذمہ داری ہے یا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ چاہیے ایسے تھا۔

سید ظاہر احمد شاہ: جناب والا میں نے تو تجویز پیش کی ہے۔ تنقید نہیں کی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اسے موضوع بحث بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مؤخر کر دیا گیا ہے اور اس پر وزیر لوکل گورنمنٹ، پارلیمانی سیکرٹری یا وزیر قانون صاحب اگلے یوم کار پر بات کریں گے۔

آڑھتیوں کے رویہ سے مونجی کے کاشتکاروں کا خاطر خواہ نقصان

جناب سپیکر: چوہدری شوکت حیات چیمہ۔

چوہدری شوکت حیات چیمہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی Rice procurement policy جو برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء جاری کی گئی ہے۔ اس کے بارے میں مونجی کے کاشت کاروں میں بے حد اضطراب پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دھان کی فصل تیار ہو چکی ہے۔ اور اس کی کٹائی بھی ہو رہی ہے۔ جب کاشت کار مونجی منڈی میں بیچنے کے لیے لے کر جاتا ہے تو آڑھتی مونجی خریدنے میں لیت و لعل سے کام لیتے ہیں اور آخر تنگ آ کر دو چار دن بعد جب کاشت کار مونجی اونے پونے داموں بیچنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے تو پھر آڑھتی مونجی خرید لیتا ہے اور بدیں وجہ کاشت کار کو بے پناہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس کا سبب مذکورہ پالیسی ہے۔ اس صورت حال سے نپٹنے کے لیے حکومت کو فوری طور پر پچھلے سال والی پالیسی یعنی monoply scheme شروع کرنی چاہیے ورنہ حالات مزید خراب ہونے کا خاصہ احتمال ہے۔ لہٰذا میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے فوری طور پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب والا! پچھلے کئی سالوں سے یا اس سال بھی جو گورنمنٹ کی پالیسی ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ مونجی کی supporting price مقرر کرتی ہے لیکن جس طرح گزشتہ سال گندم کے سلسلہ میں ہوا تھا۔ اسی طرح سے مونجی کی supporting price کے بارے میں بالکل خیال نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس بارے میں جناب وزیر خوراک assurance دیں یا اس بارے میں بحث کی اجازت دیں کہ یہ اہم مسئلہ ہے۔ اسے فوری طور پر اسمبلی میں پیش کیا جائے کیونکہ کاشت کاروں کا بے پناہ نقصان ہو رہا ہے۔ مونجی چونکہ آج کل Harvester کے ذریعہ سے کاٹی جا رہی ہے اور Harvester کی مزدوری عام مزدور کی کٹائی سے ۱۰/۱۲ روپے من سے سستی ہے۔ اور اس تمام کا فائدہ آڑھتی اٹھا رہا ہے۔ مہربانی کر کے اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

چوہدری اصغر علی گوجرہ:۔ جناب والا میری بھی تحریک التوائے کار نمبر ۹۴ اس سے متعلقہ ہے۔ لہٰذا اس کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا جائے اور مجھے بھی اس پر short statement کی اجازت دی جائے

جناب سپیکر:۔ جی فرمایئے۔ آپ اس پر بات کریں۔

چوہدری اصغر علی گوجرہ:۔ جناب سپیکر ہوتا یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے کاشت کاروں اور زمینداروں کو ان کی فصلوں کی جائز قیمت دلانے کے لیے ایک قیمت خرید مقرر کر دی جاتی ہے۔ اور قیمت اس لیے مقرر کی جاتی ہے تاکہ آڑھتی صاحبان اس میں من مانی نہ کریں اور زمیندار دل کو اپنے اپنے حقوق جائز طریقہ سے مل سکیں۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ جب حکومت یہ قیمت مقرر کر دیتی ہے تو اس کی ذمہ داری قبول نہیں کرتی ہے۔ اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ جو قیمت حکومت کی طرف سے تعین کی گئی ہے اور اس قیمت پر حکومت زمیندار سے وہ اجناس خرید کرے۔ گزشتہ دنوں جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ حکومت کی طرف سے گندم کی قیمت مقرر کی گئی ہے۔ لیکن حکومت اس قیمت پر گندم خریدنے میں ناکام رہی ہے اور لاکھوں من غلہ بارشوں کی نذر ہوا

اور آج بھی ایسا غلہ زمینداروں کے گھر میں موجود ہے۔ حکومت اس کو صحیح نرخ پر نہیں خرید سکی ہے۔ یہی صورت اس وقت دھان کی فصل میں پیش آئی ہے۔ جو قیمت دھان کے لیے حکومت نے مقرر کی ہے۔

وزیر خوراک: یہ تحریک التوائے کار چاول کے متعلق ہے آپ ممبر صاحب کو ہدایت فرمائیں کہ وہ اس پر ہی رہیں۔ ویسے میں ان کی تسلی کے لیے گندم کو بھی discuss کروں گا۔

جناب سپیکر: سردار صاحب نے صحیح فرمایا ہے۔

چوہدری اصغر علی گوجر: جناب والا، اپنی بات کی وضاحت کرنے کے لیے سیاق وسباق کا حوالہ ضرور دینا پڑتا ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہاں حکومت کی چاول کی ناقص پالیسی کے متعلق عرض کیا جا رہا ہے تو میں اس کے سیاق وسباق میں یہ بات کر رہا تھا کہ حکومت نے اس سے پیشتر گندم کی قیمت بھی مقرر کر رکھی تھی اور اس قیمت پر گندم کی خریداری میں ناکام رہی ہے۔ اس بات کے کرنے سے کسی کو ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بات اپنی جگہ پر ایک حقیقت ہے۔

میاں محمد فاروق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، گندم کی جو قیمت خرید حکومت نے مقرر کی ہے۔ اس پر فاضل ممبر جتنی گندم بیچنا چاہے میں خود خرید لوں گا۔ مجھے بیچ دیں۔ یہ غلط بات ہے۔ گندم کی قیمت منڈی میں زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ کی درست ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چوہدری اصغر علی گوجر: یہ بات بالکل درست بھی نہیں ہے۔ یہ اپنے statement دے دیں اور اخبار میں شائع کر دیں۔ یہ زمینداروں کے لیے خوشخبری ہوگی کہ آج بھی ان کی گندم کی قیمت وہی ہے۔ اب میں چاول کی طرف آتا ہوں۔ اب چاول کی صورت حال یہ ہے کہ جو دھان کی قیمت حکومت نے مقرر

کر رکھی ہے۔ اس وقت زمینداروں اور کاشت کاروں کو وہ قیمت نہیں مل رہی ہے۔ اگر حکومت نے وہ قیمت مقرر کر رکھی ہے تو حکومت کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ داری قبول کرے۔ کسانوں اور کاشت کاروں کو وہی قیمت دلائے جو کہ اس نے مقرر کر رکھی ہے۔ مگر ایسا نہیں ہو سکے گا۔ اس میں کسانوں اور کاشتکاروں کو بہت زیادہ نقصان ہو گا اور جو ان کی محنت ہے اس کا ان کو پورا معاوضہ نہیں مل سکے گا اور اس نقصان کے لیے کوئی بھی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔ اس لیے اس اہم مسئلہ پر بحث کے لیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اجازت دی جائے تاکہ یہ جو نقصان ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے اس کی کوئی نہ کوئی تلافی ہو سکے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر خوراک

وزیر خوراک: جناب والا۔ میں اس ضمن میں ذرا تفصیل سے گزارش کروں گا۔ اس میں جو جواب میں پڑھ کر سناؤں گا، وہ بالکل درست ہے۔ لیکن جہاں تک پنجاب گورنمنٹ کا تعلق ہے۔ ہم اس سے پہلو تہی ہرگز نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے۔ میں پہلے وہ قانون بتا دیتا ہوں۔ میں اس سلسلہ میں پہلو تہی نہیں کروں گا۔ میں آپ کو تسلی دوں گا کہ حکومت پنجاب جو اس ضمن میں کر سکتی ہے وہ اپنی ڈیوٹی پوری کرے گی۔ تو یہ چاول کی اجارہ داری خرید کی سکیم کی بجائے رضا کارانہ خرید کے طریقہ کار کا فیصلہ صوبائی حکومت نے نہیں بلکہ وفاقی حکومت نے کیا ہے اور اس میں کسی قسم کا ردوبدل بھی وفاقی حکومت ہی کر سکتی ہے۔ رضا کارانہ خرید کے طریقہ کار کے فیصلہ کے پس منظر میں کاشتکار اور آڑھتی حضرات کا اس سکیم کے حق میں اور اجارہ داری سکیم کی مخالفت میں مطالبہ کافی سال سے عمل دخل رہا ہے۔ یہ نئی سکیم کے پہلے سال کی ابتداء کا وقت ہے اور اس سکیم کو پورا نافذ رہنے کا موقع دیئے بغیر کوئی ردوبدل قبل از وقت ہو گا۔ جہاں تک آڑھتیوں کی طرف سے کاشت کاروں کو منجی کی پوری قیمت ادا نہ کرنے اور خرید میں لیت و لعل

کا تعلق ہے۔ ان کی وجوہ میں منڈیوں کی صورت حال کا دخل ہے۔ اور ان شکایات کو رفع کرنے کے لیے حکومت مناسب اقدامات کر رہی ہے۔ اور اس ضمن میں وفاقی حکومت کو یہ تجویز کیا گیا ہے کہ PASSCO اور چاول کی برآمد کی کارپوریشن کے زیر انتظام کارخانہ جات کو موجبی مقررہ قیمت پر خریدنے کے لیے ہدایات جاری کی جائیں۔ اس ضمن میں حکومت محکمہ خوراک کے افسران کے ذریعہ بھی کاشت کاروں کو کم از کم مقررہ قیمت کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کرے۔ باوجودیکہ یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے اور انہوں نے ہی یہ پالیسی وضع کی ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں اور میں جٹھہ صاحب کا اور چوہدری اصغر علی گجر صاحب کا شکر گزار ہوں۔ چونکہ یہ مسئلہ کاشت کاروں اور زمینداروں سے متعلق ہے۔ اس لیے ہم یہ کہہ کر گریز نہیں کرنا چاہتے کہ یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے۔ میں اس ضمن میں آپ کی تسلی کے لیے، اس ایوان کی تسلی کے لیے زیادہ تفصیل سے تو نہیں مختصر طور پر یہ عرض کروں گا کہ اتفاق سے بلکہ میں یوں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور بے حساب رحمت سے باسمتی چاول سوائے پنجاب کے چار اضلاع کے دنیا میں کہیں پیدا نہیں ہوتا۔ یہ مرکزی حکومت کی اجارہ داری سکیم تھی۔ اس کی وجہ سے کاشت کاروں کو، زمینداروں کو باسمتی چاول کی پوری قیمت نہیں ملی اور ہماری رائس ایکسپورٹ کارپوریشن بے پناہ منافع کما رہی ہے۔ جو منافع کاشت کاروں کی جیبوں میں جانا چاہیئے تھا۔ وہ رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کے پاس جا رہا ہے۔ اس صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے، یعنی اس لحاظ سے کہ کاشت کار کو اس کی قیمت زیادہ سے زیادہ ملے۔ وفاقی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب حکومت بھی اس میں شامل تھی کہ باسمتی چاول کی پوری قیمت ادا کرنے کے لیے اجارہ داری کی سکیم کو ختم کیا جائے اور جہاں تک صوبائی حدود کا تعلق ہے۔ ضلعی حدود کا تعلق ہے، وہ پابندی بھی ختم کر دی جائے تاکہ سارے ملک میں کوئی آدمی کسی قیمت پر باسمتی چاول خریدنا چاہے تو وہ خرید کر سکتا ہے۔ باسمتی کی

پچھلے سال قیمت ۱۲۳ روپے تھی اور مونجی کی قیمت اس سال کم از کم ۱۰۲ روپے مقرر کی ہے۔ ہم نے تو اس کے لیے بھی ۱۱۴ روپے سفارش کی تھی۔ لیکن مرکزی حکومت نے ۱۰۲ روپے منظور کئے ہیں اور اس کم از کم قیمت پر رائس ایکسپورٹ کارپوریشن بھی خرید کرے گی۔ اور پاسکو کے لیے بھی ہم نے حکومت پنجاب کی طرف سے سفارش کر دی ہے کہ وہ بھی اس قیمت پر خرید کرے اسی طرح اری کے متعلق بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ شروع شروع کا سلسلہ ہے۔ انشاء اللہ یہ مسئلہ آہستہ آہستہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کی پوری قیمت ملے گی اور پنجاب گورنمنٹ پوری شدت کے ساتھ یہ محسوس کرتی ہے کہ جس طرح گندم کے سلسلے میں ہم نے کاشت کاروں کے ساتھ اس کی مناسب قیمت دینے کا وعدہ کیا تھا اور اس کی مناسب قیمت دی تھی۔ اسی طرح اس کا بھی بندوبست کیا جائے گا کہ پوری قیمت ملے۔ ایک ضروری بات جو چوہدری اصغر علی گجر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انہیں گندم کا ذکر کرنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے چوہدری اصغر علی گجر کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ اور اس ایوان کی خدمت میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان بننے سے پہلے یا پاکستان بننے کے بعد آج تک خدا کے فضل و کرم سے اتنی گندم کبھی بھی پنجاب میں پیدا نہیں ہوئی۔ جتنی اس دفعہ پیدا ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:۔ جناب سردار صاحب یہ بات غیر متعلقہ ہے۔

وزیر خوراک:۔ جناب والا یہ بات اگر متعلقہ نہیں ہے تو میں آپ کے توسط سے.....

جناب سپیکر:۔ چاول کی قیمت زیر بحث ہے۔

وزیر خوراک:۔ جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے اس ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کی حکومت انشاء اللہ چاول کی جو کم از کم قیمت مقرر کی گئی۔ اس پر خرید کرنے کی پوری کوشش کرے گی اور یہ قیمتیں پچھلے سال سے بہتر ہیں وہ اس کے لئے پورا بندوبست کرے گی۔

کوتاہی نہیں ہوگی اور ہم اپنے فرائض پوری طرح ادا کریں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر:۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ معاملہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک تو یہ فوری نوعیت کا ہے۔ single specific matter ہے اور یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس میں پنجاب کی ۸۰ فیصد آبادی ملوث ہے۔ چاول کی قیمت کے بارے میں فوری طور پر اقدامات کرنے ضروری ہیں۔ اس لیے اس میں آپ کی رائے لینا چاہوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یا تو اسے تفصیل سے زیر بحث لایا جائے یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ اس سلسلے میں ایک قرارداد پیش کی جائے کہ جس طرح حکومت نے رضاکارانہ طور پر چاول کو open market میں رکھ دیا ہے کہ جہاں کوئی چاہے پورے ملک میں کہیں بھی بیچ سکتا ہے۔ یعنی اب اس پر ضلعی اور بین الصوبائی پابندی نہیں ہے۔ اسی انداز میں ایک قرارداد پیش کی جائے کہ چاول کی برآمد کی بھی حکومت کاشت کار کو رضاکارانہ طور پر اجازت دے۔ وفاقی حکومت کاشت کار کو برآمد کی اجازت دے .....

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) جناب والا اس مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے حکومت کو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ تمام زمینداروں کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اگر ایوان چاہے تو اس پر تفصیلی بحث کرلے۔ یہ چونکہ برآمد کا مسئلہ ہے اس لیے پہلے اس چیز کا جائزہ لے لیا جائے کہ ہر فرد کو حالانکہ ہماری پہلے بھی یہ پالیسی رہی ہے۔ A against Export Corporation پرائیویٹ سیکٹر کو بھی برآمد کرنے کی اجازت دی جائے اور میں نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ پنجاب حکومت کی طرف سے بھی یہ "یقین دہانی" کرواتا ہوں کہ ہم کاشت کاروں کے ساتھ ہیں۔ نہ صرف اس مسئلے پر بلکہ کپاس کے سلسلے میں بھی ہم یہ مسائل زیر بحث لاتے رہے ہیں کہ کاشت کاروں کی بہتری کے لیے اور مارکیٹنگ بہتر بنانے کے لیے اور نئی منڈیاں تلاش کرنے کے لیے پرائیویٹ سیکٹر کو بھی ایکسپورٹ کارپوریشن کے ساتھ ساتھ برآمد کرنے کی اجازت دی جانی چاہیئے۔ لہٰذا اس مسئلے کا جائزہ لینے

کے لیے اگر آپ زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو زیر بحث لا سکتے ہیں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں اس تحریک التوائے کار کو ضابطے کے مطابق قرار دیتا ہوں۔ اور ایوان کی اجازت طلب کرتا ہوں۔ کیا ایوان اس کو زیر بحث لانے کی اجازت دیتا ہے؟

آوازیں: اجازت ہے۔

جناب سپیکر: اب اس کے لیے ہم وقت مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ کون سا وقت مقرر کریں؟ اور میں اس بات کی بھی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اجلاس کی کارروائی ختم ہونے کے بعد آپ کو نہ وقت کے لیے بیٹھنا ہوگا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر اس مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کا اجلاس ایک روز کے لیے مزید بڑھایا جا سکتا ہے

جناب سپیکر: یہ ایک یا دو گھنٹے کا معاملہ ہے۔ اس کے لیے ہم علیحدہ وقت مقرر کر سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا پرسوں امن عامہ پر عام بحث ہونی ہے۔ وہ بھی بڑا اہم موضوع ہے۔ اس لیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس پر بحث کرتے ہوئے امن عامہ کی بحث ختم ہو جائے۔ اس لیے اس کے لیے آپ علیحدہ وقت مقرر کر لیں۔

آوازیں: آج ہی زیر بحث لایا جائے

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے۔ پرائیویٹ ممبر نے اپنے بل پیش کیے ہوئے ہیں۔ اور اس کے لیے قرار دادیں آئی ہیں۔

جناب سپیکر: پھر جس وقت پرائیویٹ ممبرز ڈے کی کارروائی ختم ہو جائے اس کے بعد ہم ایک گھنٹے کے لیے اس پر بحث کر لیں گے۔ تو پھر آج ہی پرائیویٹ ممبرز ڈے کی کارروائی ختم ہونے کے بعد اس پر بحث کریں گے اور اجلاس کی

کارروائی کا وقت ایک گھنٹے کے لیے بڑھا دیا جائے گا۔

چوہدری اصغر علی گجر: جناب والا اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ آج کی بجائے اس مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے پرسوں کا دن رکھ لیں کیونکہ پرسوں اس مسئلے پر بحث کرنے کے لیے مزید تیار ہو کر آئیں گے اور بحث بڑے اچھے طریقے سے ہو سکے گی اور بہتر اور مزید اچھے مشورے مل سکیں گے۔

جناب سپیکر: چوہدری اصغر علی گجر صاحب کی بات معقول ہے۔ اس میں وزن ہے۔

چوہدری اصغر علی گجر: شکریہ

جناب سپیکر: اس لیے پرسوں اجلاس کی کارروائی کے بعد اس مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے ایک گھنٹہ مقرر کریں گے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب والا! میری ایک چھوٹی سی تجویز ہے اگر آپ اجازت دیں۔

جناب سپیکر: اس مسئلے پر تو اب فیصلہ ہو گیا ہے۔

سردار نصر اللہ خاں دریشک: شکریہ

جناب سپیکر: تحریک ہائے التوائے کار کا وقت اب ختم ہوتا ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر اس تحریک استحقاق کے سلسلے میں ایک تحریک پیش کرنے کی اجازت دیں گے؟

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

صاحبزادہ سید مظہر الحسن المعروف چن پیر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ سید مظہر الحسن صاحب رکن

صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں اپنے دادا جان کے عرس شریف میں مصروفیت کی بنا پر اسمبلی کے اجلاس میں مورخہ ۲۱ اور ۲۲ اکتوبر کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ان دو ایام کی رخصت عنایت فرمائیں

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد رفیق۔

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد رفیق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں پانچ اکتوبر کو اسمبلی کی کارروائی بامر مجبوری اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ اس لیے ۵ اکتوبر کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے)

(تحریک منظور کی گئی)

دیوان عاشق حسین بخاری

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست دیوان عاشق حسین بخاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میری طبیعت آج ناساز ہے اور بخار ہے، اس وجہ سے آج اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ براہ مہربانی آج مورخہ ۱۹۸۶ء/۱۰/۲۰ کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے)

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سیّد محمد احسن شاہ

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سیّد محمد احسن شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

It is already in your knowledge that my father died last week and I am extremely busy in receiving the well wisher and family friends who were coming in large number to offer condolence.

I would, therefore, request you to kindly Consider me on leave from the Provincial Assembly current session till 23rd Oct, 1986 or till the end of the present session which ever, may be later.

جناب سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد الطاف خاں

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد الطاف خاں صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ مجھے ضروری کام کے سلسلہ میں راولپنڈی جانا ہے۔ بدیں وجہ مورخہ ۲۰ $\frac{۱۰}{۸۶}$ بروز سوموار کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا براہ کرم رخصت اتفاقیہ ایک یوم منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی :۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے وزیر قانون صاحب سے فرمایا تھا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے متعلق ہمارا ہاؤس کیا فیصلہ کر رہا ہے اور اس پر کیا تجویز ہوئی ہے۔ یہ اتنی اہم سفارشات ہیں اور یہ ہمارے سپرد کی گئی ہیں۔ اب کئی دن گذر گئے ہیں۔ اگر اس طرح ایک دو سفارشات کے متعلق بات تو ختم ہو گئی۔ تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب آپ کا شکریہ۔ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو جائز قرار دیتا ہوں۔ اس پر جناب وزیر قانون نے سٹیٹمنٹ دینی ہے وہ سیشن ختم ہونے سے پہلے جس وقت بھی مناسب سمجھیں سٹیٹمنٹ دیں

+ + + + + (اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مجلس قائمہ برائے استحقاق کی رپورٹ کی میعاد میں توسیع

سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب سپیکر میں ایک تحریک استحقاق کے سلسلے میں تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ اپنے استحقاق کے متعلق .....

سید طاہر احمد شاہ: جی نہیں۔ پہلے سے پیش کردہ ایک تحریک استحقاق کی مدت توسیع کے لیے تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ چوہدری محمد اعظم چیمہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں موجودہ اجلاس کے اختتام سے ایک ماہ بعد تک توسیع کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب یہ تحریک استحقاق اسمبلی کے متعلق تھی۔

سید طاہر احمد شاہ: جی ہاں یہ تحریک استحقاق وہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم معاملہ ہے یہ کمیٹی کام نہیں کر رہی ہے۔ اس کمیٹی کو چاہیئے کہ یہ کام کرے اور توسیع کی بجائے رپورٹ پیش کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب یہ بڑا اہم معاملہ ہے مہربانی فرما کر اس کو جلدی نمٹانے کی کوشش کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: میرے فاضل دوست متیانہ صاحب نے اعتراض تو کر دیا ہے۔ مگر میں اس کی وضاحت کر دوں تو اس میں پردہ نشینوں کے بھی نام آ جاتے ہیں۔ چونکہ یہ اعظم چیمہ صاحب کی طرف سے پیش کردہ تحریک استحقاق ہے۔ اگر یہ معزز ایوان اس کی توسیع کی اجازت نہیں دیتا تو یہ خود بخود کالعدم ہو جائے گی۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کچھ مجبوریوں کی بنا پر ایک ہی ایسی تحریک استحقاق ہے۔ جس کی سفارشات ہم ایوان کے سامنے پیش نہیں کر سکے۔ اس لیے میں وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ محرک اور حکومت کے درمیان ایک معاہدہ ہونے والا ہے۔ جس پر حکومت عدم اعتراض کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے والی ہے۔ اس لیے اس کو ملتوی رکھیں۔ اگلے ایوان میں اس کی توسیع کر دی جائے گی۔ جب حکومت منظوری دے دے گی تو آپ کو دقت نہیں ہو گی۔ اگر یہ ایوان اپنے سیکرٹریٹ کو الگ اور با اختیار نہیں کرنا چاہتا تو ہمیں جناب سپیکر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں متیانہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے پاس جتنی بھی اس تحریک استحقاق کے علاوہ تحریک استحقاق رپورٹوں کے لیے بھیجی گئی ہیں ہم نے تمام کی تمام پر اپنی سفارشات باقاعدہ طور پر چھان بین کر کے مرتب کر کے ایوان میں پیش کر دی ہیں۔ مگر مجھے نہایت افسوس ہے کہ کسی ایک فاضل رکن نے بھی ہماری رپورٹ کو زیر بحث

لانے کے لیے تحریک پیش نہیں کی ہے

چوہدری محمد اعظم چیمہ:۔ جناب والا شاہ صاحب کا ہم بڑا احترام کرتے ہیں۔ متیانہ صاحب نے ویسے شغلاً بات کی ہے۔ ان کو اس بات کا بڑا محسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ واقعی کچھ بات ہوئی ہے۔ اس لیے اس کی میعاد میں کچھ توسیع کی جائے۔ یہ معاملہ طے ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"یہ تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ چوہدری محمد اعظم چیمہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں موجودہ اجلاس کے اختتام سے ایک ماہ بعد تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فضل حسین راہی:۔ جناب والا اضافہ کیتا یا توسیع کیتی تسی۔ تسی پچھیا اے سی ہاؤس دے کولوں کہ کیا خیال ہے آپ کا اس میں اضافہ کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا جی۔ تسی کیا جی توسیع کیتی جاندی اے

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ یہ آپ کی اپنے سمجھنے کی سوچ ہے۔ یہ آپ کا اپنا انداز ہے۔ ہر بات آپ جس انداز سے سمجھتے ہیں یہ آپ کی مرضی ہے۔ آپ کا جو جی چاہے۔ جس انداز میں بھی آپ اس کو سمجھ سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی:۔ جناب سپیکر میں نے آپ کے دو جملے دہرائے ہیں کہ آپ نے ہاؤس سے یہ پوچھا تھا کہ کیا اس میں ایک مہینے کا اضافہ کر دیا جائے۔ ہاؤس نے کہا جی۔ آپ نے کہا توسیع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی آمد کا ممبروں کو پتہ چل گیا ہے۔ آج غیر سرکاری کارروائی کا دن ہے تو اب ہم غیر سرکاری کارروائی کا

آغاز کرتے ہیں۔ یہ حاجی محمد اصغر چوہدری صاحب کا مسودہ قانون ہے

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ حاجی صاحب تشریف نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی معزز ممبر کو کوئی تحریری اجازت ملی ہوئی ہے کہ وہ ان کی جانب سے اس کو پیش کر سکیں۔ تو اسے ان کی آمد تک مؤخر کرتے ہیں اور گروہ اجلاس کی کارروائی کے دوران تشریف لے آئے تو ہم اسکو take up کر لیں گے۔ اگلا مسودہ قانون چوہدری خادم حسین صاحب کا ہے۔

چوہدری خادم حسین:۔ جناب سپیکر میں اس کو press نہیں کرنا چاہتا

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ چوہدری صاحب اپنے مسودہ قانون کو نہیں withdrawn کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے یہ تصور ہوگا۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ سردار الطاف حسین نے ایک قرارداد ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو ایوان میں پیش کی تھی۔ جس میں میاں مختار احمد شیخ کی ایک ترمیم بھی تھی۔ جس کا فیصلہ ہونا باقی ہے۔ اس ترمیم کے متعلق فیصلہ پہلے نپٹانا ضروری ہے میاں مختار احمد شیخ نے یہ ترمیم پیش کی تھی کہ قرارداد میں وارد ہونے والے الفاظ کلیتاً۔ پابندی عائد کر کے ملکی صنعت کو تحفظ دیا جائے کی بجائے "کلیتاً" پابندی اس وقت تک عائد کر کے ملکی صنعت کو تحفظ دیا جائے جس وقت تک کہ دل، مورس اور ہنڈا سوک کاروں کے پلانٹ چالو ہو جائیں نیز سوزوکی کار کی قیمت کم کر کے صرف پچاس ہزار مقرر کی جائے۔ ثبت کیے جائیں..... میاں مختار احمد شیخ تشریف نہیں رکھتے۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری:۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم چیز کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر آپ کو بخوبی علم ہے۔ اس اسمبلی

کے اندر آپ کی Jurisdiction بنتی ہے۔ ہمیں قانونی تحفظ دینا آپ کا فرض بنتا ہے۔ میں نے آج ایک چیز نوٹ کی ہے۔ وہ میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ باہر گیلریز میں، کیفٹیریا میں اور اوپر والے گیلریز میں انٹیلیجنس کے لوگ پھر رہے ہیں اور وہ اس چیز کو نوٹ کرتے ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کے تقدس کو قائم رکھتے ہوئے آپ اس کے بارے میں تحریری آرڈر کریں کہ مین گیٹ کے اندر کوئی ایجنسی اس قسم کی دخل اندازی نہ کرے، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ تو حاجی صاحب جہاں تک اس ہاؤس میں بات کرنے کا سوال ہے۔ آپ ممبرز حضرات کو پوری آزادی ہے، قانون کے دائرہ کے اندر رہ کر آپ اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتے ہیں۔ اس کے لیئے آپ پر کوئی قید نہیں ہے۔ جہاں تک آپ کی دوسری شکایت کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق بھی تحقیقات کی جائیں گی۔

سردار رفیق حیدر خاں لغاری:۔ میں عرض کروں گا کہ جب ممبر اس اسمبلی کے مین گیٹ سے اندر ہوتا ہے تو یہاں اسمبلی بلڈنگ پوری کے اندر سپیکر کی Jurisdiction ہے۔ جیسا کہ آپ کے ذرائع میں شامل ہے کہ آپ اس ہاؤس اور ممبران کے استحقاق کا ضرور خیال فرمائیں گے۔ میں عرض کروں گا کہ تحقیق کی جائے..... اگر وہ نہیں آئیں گے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مگر اس کے بارے میں پہلے اقدامات کیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ میں اس کے متعلق یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ممبران کے استحقاق کا انشاء اللہ تحفظ کیا جائے گا۔ جو بھی یہاں بات ہوگی وہ قانون کے دائرہ کے اندر ہو گی۔ لابی کے اندر یا گیلریز کے اندر کسی بھی غیر متعلقہ شخص کو داخلے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس سلسلے میں آپ مطمئن رہیں۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے اس بات کی درخواست طلب کرنا چاہتا ہوں کہ کیا قواعد وضوابط کے مطابق سپیشل برانچ یا

انٹیلیجنس سے تعلق رکھنے والے حضرات وزیٹرز گیلریز یا پریس گیلریز میں بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں بیٹھ سکتے تو جناب سپیکر یہ آپ پہ فرض عائد ہوتا ہے کہ حکم نامہ جاری کریں کہ وہ حضرات نہ تو وزیٹرز گیلریز میں تشریف لائیں اور نہ پریس گیلریز میں آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ اس کے متعلق میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس کی پوری چھان بین کی جائے گی اور اس کے متعلق جو قانونی اقدامات ہوں گے، ضرور کئے جائیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ جناب وہ بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں۔ ہمیں اس پہ رولنگ چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ شاہ صاحب میں عرض کر رہا ہوں اس معاملے کی پوری چھان بین کی جائے گی اور دیکھا جائے گا۔ اگرچہ قانونی طور پہ اجازت نہیں ہے لیکن پھر بھی یہ دیکھا جائے گا کہ وہ ہیں بھی یا نہیں۔ اس معاملے کی پوری تحقیق کی جائے گی آپ تسلی رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ سابق وزیر قانون سے میں آپ کی وساطت سے اس قانونی نکتہ پہ وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ اس کے متعلق میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔

بیگم فرحت رفیق:۔ جناب سپیکر اس ضمن میں میں بھی ایک بات کہنا چاہتی ہوں میں جب لابی میں داخل ہو رہی تھی تو ایک اجنبی شخص باہر جا رہا تھا جس کا ہماری اسمبلی کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ اس بات پر کڑی نگاہ رکھی جائے تاکہ اجنبی اور غیر ذمہ دار لوگ اس جگہ پہ نہ آئیں جہاں ہم لوگ ہوتے ہیں۔

درآمد پر پابندی اور ملکی صنعت کا تحفظ

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ بیگم صاحبہ میں نے عرض کیا ہے کہ انشاء اللہ آپ کی شکایت کے متعلق پوری چھان بین کی جائے گی۔..... میاں مختار احمد شیخ

تشریف نہیں رکھتے۔ سردار لطاف حسین صاحب کی قرارداد کا متن کچھ یوں ہے کہ "صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ درآمد پر اکتفا کرنے کی پالیسی تبدیل کی جائے کاروں اور دیگر اشیائے تعیش کی درآمد پر پابندی عائد کی جائے ~~کے لئے مدت کو تحفظ دیا جائے~~" تو یہ قرارداد منظور ہے۔

(قرارداد بااتفاق رائے منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ریاض محمود مزاری صاحب کی طرف سے ایک قرارداد ہے۔ ریاض محمود مزاری صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر شیلابی چارلس کی قرارداد ہے۔

سرکاری ملازمتوں میں اقلیتوں کیلئے ۵ افیصد کوٹہ کی تخصیص

میجر ریٹائرڈ ڈاکٹر سیموئیل: جناب والا! اس سے پہلے میری قرارداد یہ تو پانچویں نمبر پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر صاحب آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر سیموئیل: جناب سپیکر! اقلیتی حقوق کے تحفظ کے لیے میں ایک بڑی سنجیدہ قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں جس کا متن یہ ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ اقلیتوں کو تمام سرکاری محکموں میں ملازمتوں کے لیے ۵ افیصد کوٹہ دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قرارداد یہ پیش کی گئی ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ اقلیتوں کو تمام سرکاری محکموں میں ملازمتوں کے لیے ۵ افیصد کوٹہ دیا جائے"۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر سیموئیل: جناب میں اپنا موقف پیش کر سکوں گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب آپ تقریر کریں۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر سیموئیل: جناب عالی۔ جب سے وطن عزیز معرض وجود میں آیا ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک جب کہ ہم ایوانوں میں حاضر ہوئے ہیں یہ کچھ تھوڑی بہت جو ایک دو سال نمائندگی رہی وہ اتنی مؤثر نہ تھی۔ کیونکہ اس

سے بیشتر جداگانہ انتخابات کے تصور کا عملدرآمد نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا حکومت مغربی پنجاب نے سنہ ۱۹۴۷ء میں ایک سرکلر نمبر ۱۱۸/۶۳/۴۷ پی پی۔ ۵۰۰ مورخہ ۱۹۴۷-۱۰-۷ء جاری کیا۔ جس کے دو عدد پیراگراف میں اس معزز ایوان میں پڑھ کر سنانا چاہوں گا۔ پیرا دو میں لکھا ہے کہ

"Para 2. That policy has now become imperative on account of the partition of the Province into East and West Punjab. The migration of non-Muslims from West to East Punjab, the proportionate population of each community in the West Punjab cannot be determined at this stage, but the Government presume that Muslims may remain left 95 per cent of the local population of the Province. In these circumstances the existing policy in respect of the proportionate representation of the various communities in the services under the West Punjab Government will have to be defined afresh and rules framed.

Para 3. Since the need for recruitment to services is more urgent now than even before, the Government consider that such recruitment need not be withheld pending for final enunciation of the policy by the West Punjab Government. I am to request therefore, that all the vacancise in the services under your control should for the time being be filled without any regard to communal proportions subject to the reservation of five per cent for others. The term 'other' will include all communities other than Muslims, Hindus, Sikhs, Schedule Castes, Indians, Christians and Anglo-Indians."

اس خط کی رو سے جب سے وطن عزیز معرض وجود میں آیا ہے۔ اس وقت فیصلہ یہ ہوا تھا کہ پانچ فیصد کوٹہ اقلیتوں کے لیے مختص کر دیا جائے۔ لیکن دکھ کی بات ہے جو کہ میں دکھ سے عرض کر رہا ہوں کہ آج تک اس پانچ فیصد کوٹے پر کبھی کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت اسمبلیوں میں ہمارا کوئی استحقاق نہیں سمجھا گیا۔ وطن عزیز کی بدقسمتی اور بالخصوص ہماری بدقسمتی یہ رہی کہ ہم ایوانوں سے کٹ کر رہے۔ لہٰذا پانچ فیصد کوٹے پر کبھی عملدرآمد نہ ہوا۔ حالانکہ اس وقت حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ پانچ فیصد کوٹہ اقلیتوں کے لیے مخصوص کرنا اتنا ضروری ہے۔ جتنا پہلے کبھی نہ تھا جو کہ میں نے پہلے بھی پڑھ کر سنایا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اس وقت جب کہ حکومت پنجاب کا یہ خط متداول ہوا تھا۔ اس وقت پنجاب کی آبادی تقریباً تین کروڑ تھی اور یہ اعداد و شمار میں جناب کی خدمت میں اپنی طرف سے نہیں دے رہا۔ میں حکومت پاکستان کے document کی رو سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ جناب Consensus of Pakistan, 1951 اس کے صفحہ ۳۴ پر باب تین میں جہاں کہ Statement 38 with reference to para 33. دی گئی ہے۔ ہیں میں اس وقت کی مردم شماری جو کہ سنہ ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔ چار سال کے بعد، اس پانچ فیصد کوٹہ دینے کے بعد جب مردم شماری ہوئی تو وہ تین کروڑ تھی حالانکہ کوٹہ پانچ فیصد پہلے decide کیا گیا اور اس مراسلہ میں جس کی کاپی میں جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس مراسلہ کی رو سے جناب والا یہ محسوس کیا گیا کہ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اتنے انتظامات نہ تھے کہ فوری طور پر مردم شماری کی جاتی لیکن سنہ ۵۱ میں جو مردم شماری ہوئی وہ Consensus of Pakistan, کتاب میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں کہ اس وقت کی آبادی جو مغربی پاکستان کی تھی اس کے صفحہ ۳۸ کے اوپر اس وقت پنجاب کی آبادی ایک کروڑ ۸۸ لاکھ ۲۸ ہزار تھی۔ بلوچستان کی آبادی ۶ لاکھ ۲۲ ہزار تھی۔ صوبہ سرحد کی آبادی ۳۰ لاکھ ۵۳ ہزار تھی اور سندھ کی آبادی ۴۶ لاکھ ۸ ہزار تھی۔ جناب والا اگر آج کے تمام صوبوں

کی آبادی ۱۹۵۱ء کے اعداد و شمار کے تحت ان کا ٹوٹل کیا جائے تو یہ تقریباً تین کروڑ کے قریب بنتی ہے۔ اب گزارش یہ ہے جناب والا کہ اس وقت ۵ فیصد تھا جب کہ آبادی تین کروڑ تھی۔ آج تک چار مردم شماریاں ہو چکی ہیں اور آج یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس وقت میرے وطن عزیز کی آبادی دس کروڑ ہے۔ لہٰذا میں یہ عرض کروں گا کہ اب میرا یہ حق بنتا ہے کہ مجھے سنہ ۶۱ میں تو نہیں۔ سنہ ۷۱ میں تو نہیں۔ سنہ ۸۱ میں نہیں لیکن اب جبکہ ہم اپنی قوم کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اس وقت ہمارا حق بنتا ہے۔ ہمارا استحقاق بنتا ہے کہ ہم آپ سے یہ چیز طلب کریں اور اس ایوان کے معزز ممبران سے بھی میں یہ درخواست کروں گا کہ اس مرحلے کو سنجیدگی سے سوچ کر جو ہمارے حالات ہیں۔ ان کے متعلق ہمارا ساتھ دیں کہ اس وقت پانچ فیصد کوٹہ تھا۔ جب کہ آبادی تین کروڑ تھی۔ آج دس کروڑ آبادی ہے۔ لہٰذا اس کی رو سے میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں یہ حکومت کے اعداد و شمار ہیں یہ میرے اعداد و شمار نہیں ہیں۔ دس کروڑ کی آبادی سنہ ۱۹۴۷ء سے آج تک تین گنا بڑھ چکی ہے۔ اور اس کے اعداد و شمار کا حوالہ جو میں نے جناب کی خدمت میں پیش کیا ہے وہ بالکل واضح ہے۔ اب اگرچہ آبادی تین گنا بڑھ گئی ہے تو سنہ ۱۹۴۷ء میں جب ہماری آبادی تین کروڑ تھی۔ اس وقت ہمیں پانچ فیصد دیا گیا۔ آج آبادی دس کروڑ ہو گئی ہے لہٰذا اسے تین سے ضرب دے کر میرا یہ حق بنتا ہے۔ میرا یہ استحقاق بنتا ہے۔ آج کی آبادی کے لحاظ سے مجھے ۱۵ فیصد کوٹہ اس ایوان سے ملنا چاہیئے۔ جناب والا اس میں اب ذہنوں میں تھوڑا بہت ابہام ہوتا ہے۔ شاید میرے بھائی سوچیں کہ اکثریت کی آبادی بھی بڑھی ہے۔ میں نے عرض کیا ہے اور تمام اعداد و شمار دیئے ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں کل آبادی تین کروڑ تھی۔ اس میں ہم لوگ بھی شامل تھے۔ آج اگر دس کروڑ ہے تو اس میں بھی ہم شامل ہیں۔ اس لیے اس وقت پانچ فیصد کوٹہ آبادی کے تعین کرنے سے پیشتر طے کر لیا گیا تھا۔ لہٰذا میں یہ عرض کروں گا کہ جناب والا اس کے لحاظ سے ہمارا آج پندرہ فیصد کوٹہ بنتا ہے۔ میں اس ہاؤس

میں ہمدردانہ طریقے سے اپیل کروں گا کہ ہم اقلیتوں کو ۳۸ برس سے پاکستان میں اتنا احساس ہو گیا ہے کہ ہمیں ہمیشہ لاپرواہی اور ناانصافی کے تقاضوں سے ہمکنار رکھا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر صاحب راہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا مجھے افسوس ہے کہ میں جناب میجر صاحب کے درمیان کھڑا ہوں۔ آپ کے اور مقرر کے درمیان لوگوں کی چہل قدمی اچھی نہیں لگتی یہ کوئی کمپنی باغ تو نہیں ہے۔ جناب والا آپ انہیں سمجھائیں یہ آپ کے آدمی ہیں۔ یہ ایوان میں گھوم رہے ہیں، اور یہ دیکھیں یہ * encroachment ہو چکی ہے۔ وزیر تعلیم کے پیچھے خواتین کی تمام نشستوں پر ممبر آ کر بیٹھ گئے ہیں اور خواتین کھڑی ہیں۔ جناب والا اب یہ خیال بھی ہمیں رکھنا پڑے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ کا فرمان بجا ہے۔ اس کے متعلق پہلے بھی کئی بار عرض کیا جا چکا ہے۔ میں معزز اراکین سے توقع کروں گا کہ وہ ہاؤس کے وقار کو برقرار رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں معذرت خواہ ہوں کہ میں میجر صاحب کی تقریر کے دوران مخل ہوا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر آپ رولنگ دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی بات کر چکے ہیں۔ یہ ان کی اپنی پسند کا مسئلہ ہے۔ میری اجازت اس میں درکار نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا ان کی سیٹ خالی نہیں ہے۔ وہ کہاں تشریف رکھیں۔ ان کی سیٹ تو خالی کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبر سے التماس کروں گا جو کہ بیگم صاحبہ

کی سیٹ پر تشریف فرما ہیں۔ وہ براہ کرم ان کی سیٹ خالی کر دیں بیگم صاحبہ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ جناب سپیکر میں نہایت ادب کے ساتھ آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ وزراء صاحبان کو یہ ہدایت جاری کریں کہ وہ ایوان کے اندر بیٹھ کر درخواستوں پر حکم نامے صادر نہ کریں تاکہ اس ایوان کا وقار برقرار رہ سکے۔ اگر اسی طریقے سے ایوان کے اندر وزراء کے دفتر بنانے کی کوشش کی گئی تو ایوان کا نہ صرف وقار مجروح ہوگا بلکہ میں سمجھتا ہوں ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا اور پہلے بھی آپ سے کئی بار عرض کیا جا چکا ہے کہ براہ کرم اس معاملے میں ذرا احتیاط سے کام لیا کریں۔ میں معزز ممبران سے یہ توقع کرتا ہوں کہ آپ بھی تھوڑا سا ذمہ داری کا ثبوت دیا کریں۔ آپ جب وزراء صاحبان کو گھیر لیتے ہیں تو ان کو مجبوراً دستخط کرنے ہی پڑتے ہیں۔ اس لیے آپ حضرات سے میں یہ توقع کروں گا کہ آپ بھی اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری نبھائیں گے۔ اپنا جو قانون ہے۔ جو ضابطہ ہے۔ اس کا خیال کیا کریں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہیں۔ ہاؤس میں اس طرح کھڑے ہونا اچھی بات نہیں ہے۔ میجر صاحب فرمایئے۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل:۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو کوٹہ ۱۹۴۷ء میں عطا کیا گیا وہ ۵ فیصد تھا۔ ہونا تو یوں چاہیے تھا کہ ہر مردم شماری کے ساتھ ہمارا کوٹا بھی بڑھایا جاتا۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر گزارش یہ ہے کہ ابھی ہم نے دیگر قراردادیں بھی take up کرنی ہیں۔ پھر حصہ سوئم میں ان قراردادوں کی جن کے بارے میں خصوصی کمیٹیوں نے رپورٹیں پیش کی ہیں کو بھی لینا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ میجر صاحب اپنے دلائل دیں ضرور دیں یہ ان کا استحقاق ہے۔ مگر اپنے

مختصراً دلائل دیں to the point دیں تاکہ ایوان کا وقت بچ سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر صاحب اپنے اپنے دلائل کو ذرا محدود کریں۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل: اگر آپ اور راہی صاحب بیچ میں نہ آتے تو اس وقت تک میری معروضات ختم ہو جاتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ جب دوسروں کو ضابطے کی بات سمجھاتے ہیں تو آپ بھی ان چیزوں کو اپنے اوپر لاگو کیا کریں۔ آپ ان تمام چیزوں سے مبرا نہیں ہیں۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل: جناب عالی میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ ۵ فیصد کوٹا ہمیں ۱۹۷۴ء میں دیا گیا۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر براہ مہربانی آپ یا تو وزیر تعلیم کو مشورہ دیں کہ وہ باہر تشریف لے جائیں یا یہ کام بند کروائیں۔ جناب سپیکر اس طرح تو ڈسٹرکٹ کونسل کے اجلاس میں بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح تو کارپوریشن کے اجلاس میں بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح تو کوئی مشیر بھی کام نہیں کرتا۔ کچھ ایوان کے وقار کا خیال کریں۔ اب آپ دیکھیں ہو کیا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر اگر آپ نوٹس نہیں لیں گے تو میں احتجاجاً واک آؤٹ کروں گا۔ میں ڈیکورم کے لیے واک آؤٹ کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر واک آؤٹ کرنا آپ کو اس موقعہ پر اچھا لگتا ہے تو یہ آپ کی مرضی ہے۔ اس میں آپ کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جناب فضل حسین راہی: آپ دیکھیں ہو کیا رہا ہے۔ کیا یہ پنجاب اسمبلی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر آپ فریق بن کر بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری ممتاز احمد متیانہ: جناب سپیکر مجھے جناب راہی صاحب کی بات سے انتہائی صدمہ ہوا ہے۔ وہ آپ کی ذات کو ایک بطور فریق ملوث کر کے کیا اس ایوان کا ڈیکورم بحال کر رہے ہیں؟ یا اس ایوان کی روایات میں ایک روایت کا اضافہ کر رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی۔ اگر کچھ ممبران کی مجبوری پہ کچھ درخواستوں سے وزیر صاحب ایک آدھ دفعہ دستخط کر بھی دیتے ہیں تو اس میں ممبران کی عزت ہے اور عوام کی بھلائی ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکے گا کہ ہمارے وزراء ایک ایک منٹ کے لیے عوام کی خدمت کرنے سے باز نہیں آتے۔ اس بات کو انہوں نے تباہ کر دیا ہے۔ میں ان کی اس بات سے شدید احتجاج کرتا ہوں جو انہوں نے آپ کو ایک فریق قرار دیا۔ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ سپیکر صاحب پر تنقید نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ راہی صاحب کبھی کبھی ایسا کرتے ہیں۔ ان کی تمام باتوں کا نوٹس نہیں لینا چاہیئے۔ وہ ہمارے معزز ممبر ہیں۔ وہ بڑے اچھے پارلیمنٹرین ہیں۔ ہمیں ان کا احترام ہے۔ اگر انہوں نے کوئی ایسی بات کہی ہے تو میں سمجھتا ہوں انہوں نے دانستہ نہیں کہی ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جناب راہی صاحب جس ڈسپلن کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ خواتین کی سیٹوں پر کچھ فاضل اراکین آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ لیکن اب میں ان کی بات کے جواب میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ فاضل اراکین جو خواتین کی سیٹوں پر تشریف رکھتے ہیں۔ وہ تو اتنے معصوم ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ سارا شور انہی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس لیے ان کو بیٹھنے کی اجازت دی جائے۔ بہتر ماحول میں کون نہیں بیٹھنا چاہتا۔

چوہدری ارشاد علی:۔ ایک سپیکر ایک تو یہ ہے کہ اس ہاؤس میں ایک سیب کی چوری کا بھی مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ وہ سیب خواتین کی سیٹ سے میرے ایک معزز بھائی نے چوری کیا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ان کی انکوائری کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ اس معاملے میں آپ سے بڑا انکوائری افسر کون ہوگا۔ اب ہنسی مذاق کا وقت ختم کرنا چاہیئے۔

بیگم راج حمید گل:۔ جناب سپیکر اقلیت کی طرف سے ایک نہایت اہم قرارداد پیش کی جا رہی ہے اور ہاؤس میں غیر پارلیمانی باتیں کر کے ان کی قرارداد کو رد کیا جا رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس قرارداد کو سنیں اور اس کے اوپر غور کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ آپ درست فرما رہی ہیں۔

سید اقبال احمد:۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو کوئی صاحب بولیں۔ یہ نہیں کہ راہی صاحب دوسروں کو احترام سکھاتے ہیں جب آپ ان کو اجازت نہ دیں اس وقت تک وہ بات نہ کریں۔ کم از کم دوسروں کو کہنے کے لیے اپنے آپ بھی عمل کرنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ آپ تشریف رکھیں۔ میجر صاحب آپ فرمایئے۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل:۔ جناب عالی میں گزارش کر رہا تھا کہ ۱۹۷۴ء میں جو کوٹہ مقرر کیا گیا وہ اس وقت کی آبادی کے تناسب سے تھا۔

جناب فضل حسین راہی:۔ جناب سپیکر اب آپ اس کا نوٹس نہیں لے رہے میں احتجاجاً اکیلا دو منٹ کے لیے واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ میجر صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ میں معزز ممبران سے یہ التماس کروں گا کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ چوہدری صاحب آپ تھوڑا سا معزز ممبران سے یہ التماس کریں کہ ہاؤس کی کارروائی ختم ہونے کے بعد آپ دفتر میں ان کے منتظر ہیں گے۔ تھوڑی سی ان کو تسلی دے دیں تاکہ ان کو حوصلہ

ہو جائے۔

وزیر تعلیم:۔ جناب والا میں آپ سے گزارش کروں گا کیا اس کا بہتر علاج یہ نہیں ہے کہ آپ مجھے حکم دیں کہ میں ایوان سے باہر چلا جاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ بہرحال آپ ممبران کو یہ مطمئن کر دیں کہ ہاؤس کی کارروائی ختم ہونے کے بعد آپ اپنے دفتر میں تشریف فرما ہوں گے۔ انشاء اللہ جو بھی درخواستیں ہوں گی۔ اس پر آپ آرڈر کریں گے۔ میجر صاحب آپ اپنی بات کو جلد ختم کیجئے۔ وزیر متعلقہ نے بھی آپ کی بات کا جواب دینا ہے۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر یموئیل:۔ جناب عالی غیر متعلقہ باتوں کے لیے تو آپ نے کافی وقت دے دیا ہے جو اقلیت کے لیے سنجیدہ بات کرنا چاہتا ہوں اس کے لیے آپ مجھے کہتے ہیں کہ فوری طور پر بات بند کر دو یہ تو درست نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ آپ اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے جلد ختم کریں۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر یموئیل:۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ اس معاملے کو اب ختم کر دیں۔ میجر صاحب فرمایئے۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر یموئیل:۔ جناب عالی ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہر دس سال کے بعد جب مردم شماری ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ہمارے کوٹے کا تعین از سر نو کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ مارشل لاء اور دیگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ موقع ہے کہ ہم اقلیتوں کو ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے صحیح مراعات اور جائز حقوق جو بنتے ہیں۔ ملنے چاہئیں۔ میں نے حقائق اور اعداد و شمار پیش کیے ہیں کہ تین کروڑ کی آبادی پر پانچ فیصد تھا۔ اب جبکہ دس کروڑ آبادی ہو گئی ہے۔ تو اس لحاظ سے ہمارا کوٹا ضرور مختص کیا جائے۔ اس کے لیے میں تمام ایوان کا اور آپ کا بھی شکر گزار ہوں گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پندرہ فی صد کوٹہ یہ تمام اقلیتوں کے لیے مانگ رہے ہیں۔ یا صرف اپنے لیے مانگ رہے ہیں؟

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر یموئیل: جناب عالی یہ پاکستان کی تمام اقلیتوں کے لیے ہے۔ مردم شماری کے اعداد و شمار میں تمام اقلیتیں شامل ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اگر تمام اقلیتوں کے لیے ہے تو پھر میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت بھی پندرہ فی صد سے زائد کوٹہ اقلیتوں کو دیا جا رہا ہے ابھی آپ کے سامنے اعداد و شمار آئے ہیں۔ قادیانی بھی ایک غیر مسلم اقلیت ہیں ان کے پاس ۲۷۸ عہدے گریڈ سترہ اور اس سے اوپر کے گریڈوں کے ہیں۔ یہ ذرا دیکھ لیجئے کہ وہ تناسب کیا بنتا ہے۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ تقریر نہیں کر سکتے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں تقریر نہیں کر رہا۔ میں تو یہ وضاحت چاہتا ہوں۔ اس میں ایک بات سامنے ہونی چاہیئے کہ اگر یہ تمام اقلیتوں کا حق مانگتے ہیں تو وہ پندرہ فی صد سے بھی زاید وصول کر رہے ہیں۔ ہر اقلیت کو اس کی آبادی کے تناسب سے کوٹہ ملے تو میں اس کی حمایت کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اگر ایک اقلیت زیادہ حصہ لے رہی ہے اور ان کا حصہ ضائع ہو رہا ہے تو تمام اقلیتوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے کوٹہ ملنا چاہیئے یہ پندرہ فی صد یا پانچ فیصد کوئی معیار نہیں ہے۔ ان کی آبادی کے تناسب سے جتنا ان کا حق بنتا ہے اور وہ ہر اقلیت کو اس کی آبادی کے حساب سے ملنا چاہیئے۔ یہ بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ ایک اقلیت دوسروں کے حقوق کو غصب کرتی رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اتنا طویل پوائنٹ آف آرڈر ہو چکا ہے۔ اب اس کو ختم بھی ہونا چاہیئے۔ وضاحت ہو چکی ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب پیٹر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ معزز رکن کہہ رہے ہیں کہ یہ کوٹہ عیسائی برادری

کے لیے مانگ رہے ہیں یا سب اقلیتوں کے لیے۔ یہ تو واضح ہے کہ مردم شماری سب کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قرارداد کے متن سے یہ ظاہر ہے کہ یہ کوٹہ تمام اقلیتوں کے لیے ہے۔

جناب پیٹر گل: جہاں تک ان کا یہ سوال ہے کہ پندرہ فی صد سے زائد کوٹہ ان کو ملتا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ جو پروفیشنل کالج ہیں۔ میڈیکل کالج ہیں۔ ان میں ہمارا کوٹہ ایک فیصد بھی نہیں ہے۔ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ پندرہ فی صد سے زائد کوٹہ وصول کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ خرک کی تحریک بالکل باضابطہ ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی قانونی سقم نہیں ہے۔ اس کو من وعن زیر بحث لانے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب نے اس کی مخالفت کی ہوئی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر: وکٹر سموئیل صاحب کی قرارداد کی آپ نے مخالفت کی ہے۔ آپ فرمایئے۔

وزیر زراعت: جناب والا، جہاں تک میجر صاحب کے ارشادات کا تعلق ہے، اور ہماری عیسائی برادری کے جذبات کا تعلق ہے اور ان کے حقوق کا تعلق ہے، میں اس بات کو واضح کر دینا چاہوں گا کہ جیسا کہ پوری دنیا اس بات سے آگاہ ہے کہ کم از کم پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کبھی مجروح نہیں ہوئے۔ ان کے حقوق کا، ان کی جان و مال کا اور ہر طرح سے ان کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ بلکہ میں عرض کروں گا کہ پاکستان ایک واحد ملک ہے۔ جہاں ہم اپنے ہمسایہ ممالک کی مثال کو پیش نظر رکھتے ہوئے بڑے فخر سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ کم از کم پاکستان میں ان کے مسلمان بھائی ان کے حقوق کا اسی طرح تحفظ کرتے ہیں جس طرح کہ وہ اپنے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔ اس لیے اس

بات میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم ان کے حقوق سے روگردانی کر رہے ہیں یا کسی طرح سے کوتاہی برت رہے ہیں لیکن جس امر کی طرف اس تحریک کے ذریعے توجہ دلائی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی طور پر بھی حقائق پر مبنی نہیں ہے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پاکستان بننے کے بعد مخصوص حالات تھے جن کے تحت اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے، ان کے معاشی اور معاشرتی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ فیصد کوٹا مقرر کیا گیا۔ جواب تک اسی طور پر چل رہا ہے۔ جہاں تک کوٹا سسٹم کا تعلق ہے۔ بنیادی طور پر اس میں خرابیاں موجود ہیں، اور ہمیں تدریجاً جس طرح کہ ملک ترقی کر رہا ہے اور اس میں تعلیمی سہولتیں ترقی کر رہی ہیں اور ہر شہری کو وہ سہولتیں میسر آ رہی ہیں۔ ہمیں آہستہ آہستہ کوٹا سسٹم سے دور جانا ہوگا اور ہر کام کو میرٹ پر لانا ہوگا۔ تاکہ ہر نہ صرف ملازمتوں میں، بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں میرٹ کو ترقی ملے اور صحیح جگہ پانے والا آدمی، صحیح آدمی اپنی جگہ پر آئے تبھی یہ ممکن ہے۔ کوئی قوم اور ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک میرٹ، اور صرف میرٹ کو بنیاد نہ بنایا جائے۔ مخصوص حالات میں ہر جگہ و مقام پر تعلیمی سہولت موجود نہ ہو تو ان حالات میں پسماندہ علاقوں کے لیے کوٹا سسٹم مجبوراً نافذ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن آپ نے دیکھا ہوگا اگر وفاقی ملازمتوں میں کوٹہ سسٹم آیا تو اس نے میرٹ کو متاثر کیا۔ کوالٹی کو متاثر کیا، حکومت کی کوالٹی کو متاثر کیا۔ میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی۔ وکٹر صاحب کا استدلال ہے۔ تین کروڑ آبادی کے تناسب کی اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ کسی طور پر بھی اس کو پریس کریں گے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ اقلیتوں کو تمام سرکاری محکموں میں ملازمتوں کے لیے ۵ فیصد کا کوٹہ دیا جائے۔ فی صد تو وہی رہے گا ہم نے اس کو فی صد مقرر کیا ہے۔ اگر آبادی کے تناسب سے ۵ فی صد کوٹہ مقرر کیا جائے تو پھر آبادی اگر تین کروڑ کی بجائے بڑھ کر دس کروڑ ہو گئی ہو یا ۵ کروڑ ہو گئی ہو تو اس ۵ فیصد میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے۔ ۵ فیصد اس کے لیے رہے گا۔ کیونکہ سو میں سے پانچ ان کے لیے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں ان کے ساتھ عام حالات سے ہٹ کر خاص مہربانی کی گئی ہے

اور ان کے حقوق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کا معیار زندگی بہتر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جہاں تک تمام سکولوں اور تعلیمی اداروں کا تعلق ہے۔ ان کو عام میرٹ پر آنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر آدمی کو ہر پاکستانی شہری کو چاہے وہ کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ .....

جناب فضل حسین راہی:۔ جناب سپیکر ایوان میں قطع کلامیاں بہت زیادہ ہو رہی ہیں۔ میں ان کی گفتگو زیادہ سن رہا ہوں اور مقرر کی تقریر کم سنائی دے رہی ہے۔ جناب سپیکر میں پہلے بھی اس قسم کی عرضداشت کر چکا ہوں کہ ایوان میں ڈیکورم کا خیال کریں۔

جناب سپیکر:۔ میں راہی صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ کچھ کانا پھوسی اس وقت ایوان میں بہت زیادہ ہو رہی ہے۔ شاید یہ سمجھا جاتا ہے کہ فاضل مقرر کی تقریر سننا شاید سپیکر کے فرائض میں شامل ہے

وزیر زراعت:۔ جناب سپیکر میں سپیکر کے لیے عرض کر دوں کہ سپیکر کی تشریح ہی یہ کی گئی ہے۔ Speaker is the person who speaks the least. اس لیے آپ کے فرائض میں سننا ہی ہے۔ جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ اقلیتوں کے لیے جو ۵ فیصد کوٹہ مختص کیا گیا تھا۔ یہ ان مخصوص حالات میں ان کا معیار زندگی بہتر کرنے کے لیے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے کیا گیا تھا۔

جناب پیٹر گل:۔ جناب سپیکر یہ فرما رہے ہیں کہ ۵ فیصد کوٹہ مقرر کیا گیا ہے۔ لیکن کسی بھی ادارے میں آپ دیکھیں ماسوائے چند ایک اداروں کے کہیں بھی ۵ فیصد کوٹہ نہیں رکھا گیا یہاں تک کہ میڈیکل کالج میں ۱ فیصد بھی نہیں ہے۔ یہ کیسے فرما رہے ہیں کہ ۵ فیصد کوٹہ مخصوص کیا گیا ہے۔

وزیر زراعت:۔ اس کا جواب خود میڈیکل کالج والے .....

جناب سپیکر:۔ یہ آپ کی بات درست ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر زراعت:۔ جناب سپیکر یہ بات درست نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ میڈیکل کالج کا داخلہ ملازمتوں میں کیسے شمار ہو گیا؟ ملازمتوں کے کوٹے کا اور میڈیکل کالج کے داخلے کے کوٹے کا کیسے ایک دوسرے پر اطلاق کریں گے۔ اور یہ پوائنٹ آف آرڈر اس لیے بھی نہیں بنتا۔ کیونکہ اس طرح ہم میرٹ سے دور ہو جائیں گے۔ اگر ہم نے ملک کو ترقی دینی ہے اور ہم نے صحیح اقدار کو سامنے لانا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے ہر صوبے میں ترقی کر سکیں تو پھر ہمیں میرٹ کو اجاگر کرنا ہو گا۔ اس مرتبہ داخلوں میں میرٹ کو سختی سے اپنایا گیا ہے۔ اس سے بہتری کی فضا پیدا ہو رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آہستہ آہستہ ہر میدان میں میرٹ کو رائج کیا جائے۔ لیکن اقلیتوں کے لیے جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ اگر ملازمتوں میں ۵ فیصد کوٹہ مقرر ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بتدریج ختم ہونا چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب تو انشاء اللہ حکومت نے تعلیمی ادارے ہر جگہ ہر گاؤں، ہر محلے میں، ہر قصبے میں کھول دیئے ہیں۔ اور اس کو ہم مزید ترقی دے رہے ہیں۔ اب کسی محلے میں کسی گاؤں میں کسی شہر میں تعلیمی اداروں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اور اس کو بتدریج ترقی دی جا رہی ہے۔ اور اس کے بعد اب کیا وہ کوئی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ کوئی ایسا ادارہ موجود ہے جہاں اقلیتوں کے بچوں کی داخلے کی ممانعت ہے یا وہ داخلے کے لیے گئے لیکن ان کو داخلہ نہیں مل سکا۔

مسٹر پیٹر جان ساہوترا:۔ جناب سپیکر ہمارے وزیر موصوف جو اس وقت وزیر قانون کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ وہ حالات کو صحیح طور پر پیش نہیں کر رہے۔ بات یہ ہو رہی تھی اور خود بھی انہوں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر اس بات پر مسترد کیا تھا کہ ملازمتوں کے کوٹہ سسٹم کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔ وہ دراصل ان دونوں باتوں کو ملا رہے ہیں کہ قرارداد تعلیمی اداروں کے لیے پیش نہیں کی گئی ہے۔ ابھی تو ملازمتوں کے بارہ میں بات کی گئی ہے۔ یہ اپنی بات کو ملازمتوں کے ذکر تک محدود رکھیں۔ کیونکہ قرارداد بھی ملازمتوں کے کوٹہ کے بارہ میں ہے اور اس بات کو تعلیمی اداروں کی طرف نہ لے جائیں۔

وزیر زراعت:۔ جناب سپیکر میں عرض کر رہا تھا کوٹہ سسٹم کی بات کو میں ختم کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے اپنے فرمانے کے مطابق ملازمتوں میں ۵ فیصد کوٹہ مقرر تھا اگر آج آبادی ۵ فیصد سے زیادہ ہو گئی ہے تو پھر وہ آبادی کے لحاظ سے ہی اس کوٹے کے مطابق ملے گا۔ لیکن میں اس بات سے اختلاف کرتا ہوں کہ ۱۵ فیصد کوٹا کس بنا پر مقرر کر دیا جائے۔ ہمیں ان کے حقوق کے تحفظ کو فرائض لازم سمجھتے ہیں۔ میں تعلیمی اداروں کی بات کر رہا تھا کہ ان کے داخلے پر ان میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس کے لیے کوئی حکم امتناعی موجود نہیں ہے۔ ہر آدمی کے لیے اوپن میرٹ ہے۔ چاہے وہ کسی کی ملازمت ہو۔ چاہے کسی کے داخلے کا معاملہ ہو۔ اور یہ ۵ فیصد کوٹہ مخصوص حالات کے لیے ہے۔ اس پر صابر شاکر رہا جائے ان کے اپنے پاس بھی بہتر تعلیمی ادارے موجود ہیں اور باقی تعلیمی اداروں میں جس طرح باقی اقلیتوں کو تحفظ حاصل ہے۔ اسی طرح ان کو بھی حاصل ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ اس کو ۱۵ فیصد کر دیا جائے۔ اور اگر ہم اس کوٹہ سسٹم پر چل نکلے تو پھر ہم کو تحصیل کی سطح پر ہر گاؤں میں ہر ایک فیلڈ میں کوٹہ سسٹم کو لانا پڑے گا اور اگر کوٹہ سسٹم کی ایک بات کو تسلیم کر لیا گیا تو پھر اس کا کسی جگہ پر اختتام نہیں ہو گا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اصولی طور پر کوٹہ سسٹم غلط ہے اور ہمارے بھائیوں کو اوپن میرٹ میں آنا چاہیئے۔ جیسا کہ وہ آ رہے ہیں اور میرے بھائی منظور احمد چنیوٹی صاحب نے جو بات کہی ہے کہ اس کا اقلیتوں پر اطلاق کیا جائے۔ یہ بات نہیں ہے کہ ۵ فیصد سے زیادہ ان کی ملازمت نہیں ہو سکتی۔ یا ۵ فیصد سے زیادہ ان کی ممانعت ہے، وہ ہر ملازمت میں اوپن میرٹ میں آ سکتے ہیں۔ جہاں جہاں قانون کے مطابق اہلیت رکھتے ہوں۔ لیکن یہ بات جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ۵ فیصد ان کے لیے مختص کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اوپن میرٹ میں ہر چیز اوپن ہے وہ ہر فیلڈ میں آ سکتے ہیں ہر ادارے میں آ سکتے ہیں۔ اگر کسی قانون پر پوری طرح عمل نہیں ہو رہا۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر قانون کو لاگو کرنے کی بات کریں۔ اگر اب ۵ فیصد کوٹہ پر عمل نہیں ہو رہا تو اس کی کیا گارنٹی ہے کہ

کہ ۱۵ فیصد کوٹہ کی پابندی ہوگی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ قانونی لحاظ سے اصول کے لحاظ سے کوٹہ سسٹم کی بات کرنا اور اس پر بضد ہونا یہ کسی طور پر بھی ایسی بات نہیں جس پر فخر کیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو ان کے تمام جذبات اور ان کے تمام احساسات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ان سے استدعا کریں گے کہ یہ ۵ فیصد یا ۵ فیصد ویسے بھی درست نہیں ہے اگر آبادی بڑھ گئی ہے تو ۵ فیصد بھی بڑھ گیا ہوگا۔ کیونکہ ۵ فیصد کل آبادی کا ہے تو اس کے مطابق وہ بھی بڑھ گیا ہے۔ یہ کہ ۵ فیصد اس لیے بڑھایا جائے۔ کیونکہ آبادی بڑھ گئی ہے۔ اگر ان کی بڑھ گئی ہے تو باقی بھی بڑھ گئی ہے۔ اگر کل آبادی بڑھ گئی تو اس کا ۵ فیصد بھی بڑھ گیا ہے۔ اس لیے یہ بات کہنا کہ ان کو ۵ فیصد دیا جائے تو یہ درست نہیں ہے اور اس کی کسی طور پر بھی حمایت نہیں کرنی چاہیے۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئل:۔ جناب سپیکر میں تھوڑی سی وضاحت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ جناب عبدالغفور صاحب نے دو ایک باتیں ایسی کی ہیں، جن کی میں صفائی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو ادپن میرٹ کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زبانی جمع خرچ اور ہوتا ہے اور عملاً اور چیز ہوتی ہے۔ میں جناب وزیر صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ آج اس ہاؤس میں وہ مجھے بتائیں کہ پہلے ایک پولیس کا محکمہ لے لیجئے آپ مجھے بتائیں کہ میرے کتنے ڈی۔آئی۔جی ہیں۔ میرے کتنے ایس۔پی ہیں۔ محکمہ مال کو لے لیجئے۔ آپ مجھے بتائیں کہ میرے کتنے ڈپٹی کمشنر ہیں۔ میرے کتنے اسسٹنٹ کمشنر ہیں۔ میرے کتنے تحصیلدار ہیں۔ لہٰذا میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ملک کے اندر جو عملاً بات ہو رہی ہے۔ یا خاص طور پر صوبہ پنجاب میں وہ تصویر نہیں ہے جو کہ میرے وزیر صاحب آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں اس لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جہاں بھی اکثریت اور اقلیت کی بات آ جاتی ہے تو اقلیت ہمیشہ پسماندہ ہوتی ہے۔ لیکن اسے پسماندہ سے پسماندہ تر اور پسماندہ ترین کرنے کا سلسلہ بند ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آج جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جناب ۱۹۵۱ء میں جب مردم شماری ہوئی تو اسی حساب

سے ہمیں کوٹہ مل جانا چاہیئے تھا۔ ۱۹۶۱ء کے بعد مل جانا چاہیئے تھا۔ ۱۹۷۱ء کے بعد مل جانا چاہیئے تھا۔ ۱۹۸۱ء کے بعد مل جانا چاہیئے تھا۔ لیکن دکھ تو اس بات کا ہے کہ اس طرف کوئی سوچتا ہی نہیں ہے کہ یہ لوگ بھی پاکستان کے اندر بیٹھے ہیں۔ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ جناب اگر آج آپ نے ہمیں پانچ سیٹیں دے کر پنجاب اسمبلی میں نمائندگی دے کر یہاں بلایا ہے تو پھر میرا یہ حق بنتا ہے۔ میرا یہ استحقاق بنتا ہے کہ میں قوم کے لیے مناسب کوٹہ ضرور مانگوں۔ کیونکہ آپ ہمیں کوٹہ سسٹم کے تحت لائے ہیں۔ جو وزیر صاحب بات کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ آیئے۔ کیا آپ ملک کو سیکولر سٹیٹ قرار دے سکتے ہیں۔ کیا آپ پاکستان کے اندر مخلوط انتخابات کرا سکتے ہیں؟ جناب والا۔ مخلوط انتخابات نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ آج جب آپ نے جداگانہ انتخابات کی بات کر دی ہے اور آپ نے ہمارے برتن الگ کر دیئے ہیں تو اب یہ برتن الگ رہنے چاہئیں۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ میری تحریک، میری قرارداد بالکل حسب ضابطہ ہے اور میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اگر اس وقت ۵ فیصد تھا تو کس نے آج تک سوچا کہ ۱۹۵۱ء میں یا ۱۹۶۱ء میں یا ۱۹۷۱ء میں مردم شماری ہو جانے کے بعد ہمیں کوٹہ دیا جاتا۔ میں نے آپ کی خدمت میں حکومت پاکستان کا ایک مراسلہ بھی پیش کیا

چوہدری غلام رسول:۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر:۔ چوہدری غلام رسول پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں

چوہدری غلام رسول:۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ معزز رکن کا رویہ آداب مجلس کے مطابق ہونا چاہیئے۔ نہ کہ اس طرح جارحانہ۔

جناب سپیکر:۔ چوہدری صاحب! مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) اکرم شہید: جناب والا میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ جذبات میں بول گیا ہوں۔ لیکن میرا کسی کی دل شکنی کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ میں اپنے جذبات کی ترجمانی کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: سید طاہر احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ قاعدہ ۱۰۱ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس کے تحت محرک اور متعلقہ وزیر بیس منٹ تک اپنی اپنی تقاریر کر سکتے ہیں اور محرک نے پہلے ہی خاصا وقت لے لیا ہے اور باقی قرارداد بھی آنے ہیں۔ اس لیے اگر وہ وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو ازراہ کرم مختصر طور پر بیان فرما دیں کیونکہ قاعدہ ۱۰۱ بالکل واضح ہے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے میں سید طاہر احمد شاہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں میرے علم میں نہیں ہے۔ مجھ سے پہلے شاید معزز رکن تقریر کر چکے ہیں۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئیل: جناب والا۔ میرا سارا ٹائم تو حزب اختلاف نے لے لیا ہے میں جب بھی دو الفاظ بولتا ہوں تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نے اپنی تقریر کا پورا وقت نہیں لیا

جناب سپیکر: آپ اختصار سے فرمائیں اور اپنی تقریر ختم کریں

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئیل: جناب عالی! میں ایسے ہی کرنا چاہتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ مہربانی کر کے مداخلت نہ کریں۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئیل: جناب والا میں میرٹ پر بات کر رہا تھا کہ جہاں تک میرٹ کا تعلق ہے۔ میرٹ بھی بنتے ہیں اور سب کچھ ہوتا ہے۔ میں اب بھی ثابت کر سکتا ہوں اگر وزیر صاحب کہیں تو میں یہ بیان کر سکتا ہوں۔ وہ بتا رہے ہیں کہ حقوق کا ہم تحفظ کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ نہیں ہو رہا۔ اس لیے جناب یہ اشد ضرورت ہے کہ ہمارا کوٹہ الگ کر دیا جائے۔ اگر میرٹ آئے گا تو وہ ہمارے کوٹہ کے اندر میرٹ ہو گا وہ اکثریت کے ساتھ میرٹ نہیں ہو گا۔ اس لیے میں آپ سے ایک ایسی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں اور جناب وزیر تعلیم میری شہادت دیں گے کہ ابھی انہوں نے ایکسپلی سی اور سی ٹی کا لیٹر جاری کیا ہے جس میں ہمارا کوٹہ ۵ فیصد سے کم کر کے ۲٫۵ فیصد

کر دیا گیا ہے۔ اور وہ بھی کوٹہ نہیں مل سکتا، کیونکہ ہمارے جو بچے ہیں بیٹے ہیں بیٹیاں ہیں وہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہیں۔ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں کہ جا کر نمبر خرید لیں اور فرسٹ ڈویژن لے لیں اور چونکہ وہ تھرڈ ڈویژن ہیں، اس لیے انہیں ۵ء۲ فیصد کوٹہ بھی نہیں ملا۔ اور نہ ہی مل رہا ہے۔ اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس میں ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اور ہماری قرار داد پر ہمدردانہ غور کر کے ہمارے حقوق کا تحفظ کیا جائے اور ہمیں یہ حقوق ملنے چاہئیں۔ جناب! اب جو میں بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے جو لیٹر پیش کیا ہے اس میں بالکل واضح ہے کہ اس وقت کے چیف سیکرٹری صاحب نے.....

جناب سپیکر:۔ ابھی آپ بات شروع کرنا چاہتے ہیں؟

جناب میجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر سموئیل:۔ جناب والا۔ صرف یہی پوائنٹ ہے۔ اس کے بعد اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس وقت کے چیف سیکرٹری صاحب نے جو لکھا اس سے صاف ظاہر ہے اور اس چیز کا تاثر دیا گیا ہے۔ چونکہ فوری طور پر مردم شماری نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے ۵ فیصد کوٹہ دیا جائے لیکن یہاں حقوق کے تحفظ کی یہ صورت ہے کہ ۱۹۵۱ء میں مردم شماری ہو گئی پھر نہیں سوچا گیا۔ ۱۹۶۱ء میں ہو گئی پھر نہیں سوچا گیا۔ ۱۹۷۱ء میں ہو گئی پھر نہیں سوچا گیا۔ ۱۹۸۱ء میں مردم شماری ہو گئی تو پھر نہیں سوچا گیا۔ لیکن اگر آج ہم کچھ مانگتے ہیں تو ہمیں یہ سنایا جاتا ہے کہ میرٹ ہونا چاہیئے، میرٹ کے اوپر آنا چاہیئے۔ جناب والا۔ پاکستان میں ہمارا امیر شخص فی الحال نہیں بن سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو مسلمان بنا لیا ہے ہم نے مسیحی بنا لیا ہے ہم نے ہندو بنا لیا ہے۔ لیکن ہم نے آج تک اپنے آپ کو پاکستانی نہیں بنایا۔

جناب فضل حسین راہی:۔ جناب والا۔ اگر آپ مجھے دو منٹ بولنے کی اجازت دے دیں تو میں وہ بات کرنا چاہتا ہوں جو منسٹر صاحب نے کی ہے۔ اس میں انہوں نے بات کو ٹالنے کی کوشش کی ہے

جناب سپیکر:۔ آپ قرار داد پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی:۔ جی قرارداد پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمایئے۔

جناب فضل حسین راہی:۔ جناب سپیکر! ڈاکٹر سموئیل صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے۔ اس میں انہوں نے اقلیتوں کے لیے ۵ فیصد کوٹہ مانگا ہے اور جناب منظر صاحب نے جو اس کا جواب دیا ہے۔ اس میں بنیادی بات یہی ہے کہ کوٹہ سسٹم بالکل غلط ہے اور اوپن میرٹ بالکل درست ہے۔ جناب سپیکر! یہ بات بیان کے حد تک بالکل درست ہے۔ بہت صحیح ہے کہ کوٹہ سسٹم کے حق میں ہم نہیں ہیں۔ لیکن ایک سٹیٹ کے اندر جسے آپ سیکولر سٹیٹ بھی قرار نہیں دیتے اور اس کے اندر جو اقلیتیں ہیں۔ ان کے حقوق کا تحفظ اسلام کے مطابق آبادی کے تناسب سے ہونا چاہیئے۔ اگر وہ ۱۰ فیصد بنتا ہے تو ۱۰ فیصد ملنا چاہیئے۔ اگر وہ پندرہ فیصد سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے تو تب بھی ملنا چاہیئے۔ آبادی کے تناسب سے جو بھی ان کا حق بنتا ہے وہ ملنا چاہیئے چاہے وہ ہندو ہوں۔ چاہے وہ ہمارے عیسائی بھائی ہوں یا دوسرے ہوں وہ انہیں دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا تناسب نکال لیا جائے۔ لیکن جناب سپیکر! ملازمتوں کے سلسلے میں گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہرگز نہیں ہے اور جو فی الوقت ہم دیکھ رہے ہیں۔ جو ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ جو پاکستان کے پنجاب کے عوام دیکھ رہے ہیں وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے نزدیک صرف ایک میرٹ ہے وہ میرٹ یہ ہے کہ آدمی کی پہنچ وزیر تک ہونی چاہیئے تب جا کر ملازمت ملے گی۔

وزیر زراعت:۔ جناب والا۔ اس کا اس بات سے کیا تعلق ہے کہ ۵ فیصد کوٹہ دیا جائے یا ۵ فیصد کوٹہ دیا جائے اور کس حد تک رسائی ہونی چاہیئے اور کس حد تک رسائی نہیں ہونی چاہیئے اور اسے سیاسی رنگ دے لیں۔

جناب فضل حسین راہی:۔ جناب سپیکر! اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں خود ہی اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ حکومت۔۔۔۔

وزیر زراعت:۔ جناب سپیکر میں ان کا جواب نہیں دے رہا بلکہ میں آپ سے

مخاطب ہوں۔ کہ ان کی بات کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے ؟

جناب سپیکر: جی ہاں۔ یہ اعتراض درست ہے۔ جناب راہی صاحب اپنے آپ کو اپنے موضوع تک محدود رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر۔ میں موضوع کی بات کرتا ہوں اور جو میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ان کی بات کس حد تک درست ہے لیکن آپ یہ کہیں کہ یہ پالیسی کے طور پر حکومت اختیار کر چکی ہے تو یہ بات غلط ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس آدمی کی وزیر تک پہنچ ہے۔ وہ آدمی ملازم ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کی ایم پی اے تک، ایم این اے تک یا وزیر تک پہنچ نہیں ہے تو وہ آدمی ملازم نہیں ہو سکتا۔ اور اس طرح صرف اور صرف پلے بلتے کو اور غریبوں کو ملازمتوں سے دور رکھا جاتا ہے۔ جن کے پاس لاہور آنے کے لیے کرایہ نہیں ہے۔ اور جو ان لوگوں تک پہنچ نہیں رکھتے۔ یہ بات ہے جو اس وقت مجھے نظر آ رہی ہے۔ جناب سپیکر اب اگر میرٹ بنے گا۔ تب ہم یہ کہیں گے کہ حکومت نے درست قدم اٹھایا ہے۔ لیکن فی الوقت میرٹ نہیں ہے اور جب تک آپ میرٹ نہیں بناتے۔ اس وقت تک کے لیے میں یہ کہوں گا کہ اقلیتوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے ملازمتیں دی جانی چاہئیں اور ان کا اپنا میرٹ ہونا چاہیئے۔ اقلیتوں کا اپنا میرٹ ہو اور اس کے حوالے سے وہ لوگ منتخب ہو کر یہاں تک پہنچیں۔ شکریہ

جناب پیٹر جان سہوترا (پارلیمانی سیکرٹری): جناب والا۔ مجھے بھی بولنے کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر: جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

جناب پیٹر جان سہوترا: جناب والا۔ یہ قرارداد چونکہ اقلیتوں کے مفادات کے بارے میں ہے اس لیے میں آپ کی وساطت سے اس پر کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی کہ پاکستان کو بنانے میں اقلیتوں کا ایک خصوصی کردار ہے اور خصوصی طور پر مسیحی اقلیتوں کا۔ جنہوں نے پاکستان کے حق میں مسلم لیگ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ اور ان کے ساتھ کچھ وعدے وعید بھی تھے۔ اور اس کا بین ثبوت

کہ پنجاب اسمبلی کے ایک سابق سپیکر ایس پی سنگھا تھے۔ اور ان کے ساتھ وعدے کئے گئے تھے اور میرے پاس جناب والا، مینول کی کتاب ہے جو کہ ان کے تحفظ کے لیے اس میں لکھا گیا تھا۔ یہ ڈسٹرکٹ آفس مینول پنجاب ۱۹۶۰ء کا ہے۔ اور اس کا باب ۳ سی کی کلاز ۷ ہے۔ جس میں انہوں نے شروع میں واضح کر دیا تھا

District Office Mannual 1060

Chapter III. Clause 7.

The following have been issued regarding the proportion of minority communities in the services. These instructions must be strictly followed. Five per cent of the seats in Government services shall be reserved for the members of the minority communities.

اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم یہ چاہتے ہیں اور ریکارڈ اس چیز کا شاہد ہے کہ شروع شروع میں اقلیتوں کو کوٹہ سسٹم کے ذریعہ سے جتنی بھی ملازمتیں ملی ہیں وہ مل گئی ہیں اور جب اس پر عمل درآمد ہونا بند ہو گیا تو اس کے بعد آج تک اقلیتوں کو سرکاری ملازمت میں سے حصہ نہیں ملا اور انہیں جان بوجھ کر انتظامیہ سے باہر رکھا گیا اور اب پاکستان میں یہ حال ہو گیا ہے کہ اقلیتوں کے ساتھ ساتھ یہ چھوت چھات کا مسئلہ ہو گیا ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ انتظامیہ میں خصوصی طور پر ان کو یہ موقع نہیں دیا جاتا ہے اور ان کا عوام کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے۔ جناب والا یہ پاکستان کے شہری ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ اپنی پہلی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ نہ تو ہمارے پاس کوئی زمینیں ہیں اور نہ ہمارے پاس کوئی کاروبار ہے۔ اور نہ ہمارے پاس تجارت ہے۔ ہمیں بھی جینے کا حق ہے اور ہم اپنا یہ حق مانگتے ہیں۔ کہ ہمیں ملازمتوں میں کوٹہ ملنا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس میں حق بجانب ہیں۔ ہم جبکہ جداگانہ طرز انتخاب پر آئے ہیں اور جداگانہ طرز انتخاب کے ساتھ یہاں پر بیٹھے ہیں اور جداگانہ انتخاب کے ساتھ کوٹہ سسٹم لازم و ملزوم ہے اور اس لیے جناب والا

میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے یہ استدعا کروں گا کہ یہ ایک نہایت ہی اہم قرارداد ہے۔ اور چونکہ اقلیت بھی پاکستان کی شہری ہے اور ان کی فلاح و بہبود اس چیز سے منسلک ہے کہ ان کو ملازمتوں میں حصہ ملنا چاہیئے۔ اس لیے ایوان اس قرارداد کی حمایت کرے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر:۔ شاہ صاحب۔ آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔ آپ خود ٹائم کے بارے میں فرما رہے تھے۔ ابھی بہت سی دیگر قراردادیں ہیں۔ جن پر بات ہونی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ جناب سپیکر! میں دس منٹ تک اس قرارداد کے حق میں یا مخالفت میں بول سکتا ہوں۔ یہ قاعدہ ۱۰ کے تحت میرا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر:۔ میں نے آپ کو کب کہا ہے کہ آپ نہیں بول سکتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ:۔ آپ نے مجھے اشارہ کیا ہے اور میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:۔ میں نے شاہ صاحب آپ کو کوئی اشارہ نہیں کیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ:۔ جناب سپیکر! میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں اور چونکہ یہ اقلیتوں کے مفادات اور حقوق کا مسئلہ ہے اور بجا طور پر وہ ہمارے پاکستانی بھائی ہیں۔ مسیحی برادری سے تعلق رکھتے ہیں، ہمیں ان کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیئے اور بجائے اس کے کہ اس پر اس ایوان میں مزید بحث کی جائے جیسا کہ ماضی میں اس ایوان میں ایک نئی روایت پیدا کر کے ایک قرارداد کو جناب چیف منسٹر صاحب کی صوابدید پر چھوڑا گیا تھا کہ وہ اس قرارداد کی چھان بین کرنے کے لیے ایک خصوصی کمیٹی بنا دیں جو کہ اس قرارداد پر غور کرے۔ اس لیے اس پر بھی میری تجویز یہ ہے کہ یہ ایوان قائد ایوان کو اختیار دے دے۔ یا ایوان اسی وقت از خود چند ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دیں اور اس کے وقت کا تعین کر دیا جائے تاکہ وہ اس قرارداد کی مزید چھان بین کر کے حقائق کے پیش نظر اگر اس ملک میں جداگانہ بنیادوں پر اقلیتوں کو نمائندگی دی جا سکتی ہے تو انہیں حقوق کے تحت کوٹہ ملنا چاہیئے۔ کتنا

ہونا چاہیئے۔ یہ وہ کمیٹی، اس بات کا تعین کرے۔

جناب سپیکر: اس تجویز پر پہلے ذرا بات ہونی چاہیئے۔ جناب وزیر زراعت۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر یہ جو بات ہو رہی ہے۔ اس کی تہہ تک پہنچنا بڑا ضروری ہے۔ بات کو تھوڑا سا الجھایا گیا ہے۔ اس میں دو باتیں ہیں۔ قرار داد میں یہ بات ہے کہ ۵ فیصد کو بڑھا کر ۱۵ فیصد دیا جائے۔ ہم اس بات سے قطعاً اختلاف کرتے ہیں کہ نہ تو ان کی آبادی اس بات کی متحمل ہے۔ اور نہ ہی کسی شکل میں اس اصول کو تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ۵ فیصد کوٹہ کو بڑھا کر ۱۵ فیصد کر دیا جائے۔

quota system means to ensure merit. کہ میرٹ کا اوپر رکھا جائے اور minimum کو ensure کیا جائے۔ یہ کسی شکل میں بھی ان سے یہ حق نہیں چھینا جا رہا ہے۔ وہ اوپن میرٹ میں آ کر ۵ فیصد کی بجائے ۵۰ ٪ لے جائیں اس پر کوئی چیک نہیں ہے۔ یہ تو ان کا کم سے کم مطالبہ پورا کرنے کے لیے اور ان کے مخصوص حالات کو مدنظر رکھتے کے لیے ۵ ٪ گورنمنٹ نے رکھا ہوا ہے۔ اس میں دو استدلال ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس ۵ فیصد پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ تو میں اس بات پر متفق ہوں کہ اگر ۵ فیصد پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ اور واقعی ان کو قانون نے ۵ فیصد دیا ہے۔ تو اس کے لیے دو طریق کار ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ میرے فاضل دوست یا بھائی اس بات کی نشاندہی کریں۔ جہاں پر اختلاف ہو رہا ہو یا مکمل درآمد نہ ہو رہا ہو کہ یہ بات نہیں ہو رہی ہے۔ اس کو مکمل کیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو تجویز آئی ہے اس بات کے لیے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کہ آپ ایک خصوصی کمیٹی جناب چیف منسٹر کی صوابدید پر چھوڑ دیں کہ اس بات کو ensure کیا جائے کہ جو ان کے حقوق قانون کی نظر میں ۵ فیصد دیئے گئے ہیں۔ یا جتنے بھی دیئے گئے ہیں ان کو دیکھے کہ یہ حقوق ان کو ملنے چاہئیں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ ان کے جذبات اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا اکثریتی جماعت کا فرض بنتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے ان سے کہا ہے کہ انشاء اللہ پاکستان میں اس سے روگردانی نہیں کی جائے گی۔ اگر وہ ۵ فیصد سے ۱۵ فیصد پر آئیں گے۔ تو آپ اس بات کو ذہن میں رکھئے کہ کئی ترقیاں

ہیں اور کتنے مزید فرقے اس طرح سے اس میں ملوث ہوں گے۔ اور اس صورت میں کوئی بات پھر میرٹ پر ہو سکے گی یا نہیں ہو سکے گی۔ جناب والا ایک بات میں عرض کر دوں، ہونا یا نہ ہونا اور بات ہے اور ان کی یہ بات کہ ان کی آبادی بڑھ کر یا پورے ملک کی آبادی بڑھ کر دس کروڑ ہو گئی ہے۔ تو اس سے تناسب کیسے بڑھ سکتا ہے۔ تناسب تو تب بڑھ سکتا ہے کہ ان کی آبادی کی شرح بڑھ جائے۔ جناب والا انہوں نے ۱۰۰ میں سے ۵ لینا ہے۔ اور اگر دس کروڑ یا ۱۵ کروڑ ہے تو اس کا شرح فیصد لینا ہے۔ اس لیے بنیادی طور پر ان کی قرارداد ویسے ہی غلط ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا.....

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ وزیر زراعت جس طرح سے فرما رہے ہیں یہ آبادی کے لحاظ سے کہ اگر آبادی اتنی ہو گی تو یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ جس وقت پنجاب میں ۵ فیصد کوٹہ دیا گیا تھا۔ اس وقت پنجاب کے محکموں میں اسامیوں کی کل تعداد اس وقت کی آبادی کے مطابق تھی۔ بلکہ یہ تھا کہ اگر کسی محکمہ میں آبادی کے لحاظ سے دس کلرک تھے تو اب جبکہ ۲۸ یا ۳۰ سال بیت گئے ہیں۔ پنجاب میں عملے میں بھی اسی طریقے سے اضافہ ہوا ہے۔ اس لیے یہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ آبادی کے لحاظ کے ساتھ ہمارا کوٹہ نہ بڑھایا جائے۔ کیوں ہمارا جو ۵ فیصد ہے وہی رہنا ہے تو ہم تو پھر صفر سے ہی نیچے رہیں گے۔ تو اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ آبادی کے ساتھ ساتھ عملہ بھی بڑھا ہے تو عملہ بڑھنے سے ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم اس میں سے اپنا حصہ لیں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب، مجھے افسوس ہے کہ یہ ایک پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو جب وزیر موصوف اپنی بات ختم کریں، تو اس کے بعد آپ بول سکتے ہیں، لیکن ایسے نہیں کہ جب آپ کا جی چاہے تو پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر تقریر فرما لیں۔ جناب وزیر زراعت آپ اپنی بات مکمل کریں گے۔

وزیر زراعت: ..... میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ بات ہماری سمجھ سے بالا تر ہے۔

کہ اگر اس وقت کلرکوں کی تعداد ۱۵ تھی۔ آج ۳۰ ہے۔ تو ۳۰ کے حساب سے ۵ فیصد بھی خود بخود بڑھ جائے گا۔ اگر ۵ ہو جائیں تو اس کا ۵ فیصد خود بخود بڑھے گا۔ اس کا یہ حل تو نہیں کہ اپنے ۵۰ کا ۱۵ فیصد دے دیا جائے۔ ان کو تو ۵ کا ۵ فیصد ملے گا۔ ان کے حقوق کو کسی طرح سے زد نہیں پڑتی ہے۔ ملازمتوں کے بڑھنے یا آبادی کے بڑھنے سے شرح فیصد خود بخود بڑھ جائے گی۔ اس لیے ان کی یہ بات غلط ہے۔

دوسری بات جو کہی گئی، میرے فاضل اپوزیشن کے دوستوں نے کہی کہ پانچ فیصد جو کوٹہ دیا جا رہا ہے۔ یہ اقلیتوں سے زیادتی ہو رہی ہے۔ اگر ہم علیحدہ electorate کی بنیاد پر separate electorate کی بنیاد پر ان کو چن کر لائے ہیں۔ ان کی آبادی کا کوٹہ بھی علیحدہ مقرر کر دیا جائے۔ آج میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ آج اسی علیحدہ electorate کی بنیاد پر ہمارے یہ فاضل دوست تشریف فرما ہیں، ورنہ اگر دوسرے ممبر ۳۰ ہزار ووٹ لے کر آئے ہیں تو ہمارے ان فاضل دوستوں نے، پانچ، پانچ، سات سات، دس دس ووٹ بھی لئے ہیں۔ لیکن یہ حکومت کی اپنی خواہش تھی کہ ہمیں اپنے بھائیوں کو اسمبلیوں میں لانا چاہیئے۔ ان کو نمائندگی دینی چاہیئے۔ اس لیے ہمارے فاضل دوست یہاں پر موجود ہیں اور ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور ان کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں لیکن یہ کہنا کہ ان کے حقوق کی بات نہیں کی جا رہی۔ حکومت یا اکثریتی لوگ ان کے حقوق کا تحفظ نہیں کر رہے تو یہ بات حقائق کے منافی ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کہنا کہ چونکہ ہمارے ان دوستوں کو separate electorate کی بنیاد پر سیٹیں ملی ہیں۔ اس لیے کل آبادی کی بنیاد پر ان کو ملازمتیں دے دی جائیں تو پھر اس اصول کو اور بنیاد پر دیکھنا ہوگا۔ یعنی کل ملازمتیں ہیں کتنی؟ اقلیتی آبادی کتنی ہے؟ جتنا ان کا تناسب بنتا ہے۔ وہ اس سے زیادہ نہیں لے سکتے۔ اور یہ بات ان کی مخالفت میں جائے گی۔ جب کہ پانچ فیصد کی ان کو یقین دہانی بھی کرائی جائے اور میرٹ کو open بھی رکھا جائے تو ان کے بچے ہر اس سکول میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جہاں پر کسی دوسری اقلیت کے بچے داخل ہو سکتے ہیں۔ ہر وہ سہولت ان کے پاس بھی موجود ہے۔ جو دوسری

اقلیتوں کے پاس موجود ہے۔ کسی جگہ کی یہ نشاندہی کریں کہ ان کے ساتھ غیر مساویانہ برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ کسی ایک جگہ کے لیے یہ پوائنٹ آؤٹ کریں کہ کسی جگہ ان کے ساتھ جداگانہ سلوک کیا گیا ہو۔ یہ ثابت کریں کہ ہمارا بچہ اتنے نمبر لے کر میرٹ پر داخل نہیں ہو سکا یا ہمارے بچے کو اس سکول میں داخلہ اس وجہ سے نہیں دیا گیا کہ وہ اقلیت سے تعلق رکھتا تھا۔ جب ان کو ہم اپنے برابر تصور کرتے ہیں تو یہ کیوں اپنے آپ کو کم تر کرنا چاہتے ہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ میرٹ پر ہمارے ساتھ شامل ہوں، ہمارے مدرسوں سے تعلیم حاصل کریں۔ اس سے اچھے نمبر حاصل کریں اور جب بھی کوئی موقع ملے۔ اس میرٹ سے فائدہ اٹھائیں۔ اس لیے اس بات کو سیاسی بنیادوں پر یا جذباتی انداز میں پیش کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعی طور پر حقائق کے خلاف ہے در ملازمتوں میں تناسب کے لحاظ سے تو ان کے ساتھ اور زیادہ رعایت ہو رہی ہے .....

محترمہ راج حمید گل:۔ جناب والا۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر:۔ فرمائیے۔

محترمہ راج حمید گل:۔ جناب والا ہم تو صرف ملازمتوں کی بات کر رہے ہیں۔ داخلے کی بات تو ہم نے نہیں کی۔ ایک طرف تو وزیر زراعت صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم اقلیتوں کو مساوی حقوق دیتے ہیں۔ دوسری طرف وہ ہمارے کوٹہ سسٹم کو کسی طرح بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گی۔ کہ ہمارے ساتھ ملازمتوں کے سلسلہ میں جو سلوک ہوتا ہے۔ آپ یقین مانیئے۔ جب بھی ہمارا کوئی آدمی ملازمت کے لیے جاتا ہے تو اس سے جب نام پوچھا جاتا ہے کہ آپ کا نام کیا ہے اور وہ جب یہ بتاتا ہے کہ میرا نام بوٹا مسیح ہے تو جب مسیح کا نام آتا ہے، تو..... حالانکہ وہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ بچہ deserve کرتا ہے۔ لیکن جب مسیح کا نام آتا ہے تو وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے آپ کل آئیں۔ پھر وہ نہ کل آتی ہے اور نہ ہی ملازمت ملتی ہے۔ اس لیے ہم تو صرف ملازمت کے کوٹے کی بات کر رہے ہیں جو کہ ہمارا جائز حق

ہے اور ہمیں یہ حق ملنا چاہیئے۔

۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک چوہدری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ان کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے جو صرف مسیح کے نام پر کسی کو ملازمت میں نہ رکھا گیا ہو۔

جناب سپیکر: نہ ہی محترمہ کا پوائنٹ آف آرڈر valid تھا اور نہ ہی سالار صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ میں جناب وزیر زراعت سے یہ کہوں گا کہ وہ اپنی تقریر کو سمیٹیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر اقلیتوں کی آبادی کے تناسب سے ان کا کوٹہ طے کیا جا رہا ہے تو پھر ان کی آبادی ایک فیصد ہے پھر ایک فیصد کوٹہ ان کے لیے مقرر کر دیا جائے گا اور میں تو یہ کہوں گا کہ ہم تو ان کو درجہ اول کے شہری کے حقوق دینے پر تلے ہوئے ہیں اور وہ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ وہ تیسرے درجے کے شہری بن جائیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے برابر آئیں اور کسی ایک بات کی نشاندہی کریں کہ کس ملازمت میں تفاوت برتا گیا۔ میری بہن نے جو کچھ کہا مجھے بتائیں کس مسیح کے میرٹ پر نمبر زیادہ تھے اور اس کو نظر انداز کیا گیا۔ ہم اس پر کارروائی کریں گے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ اپنی آبادی کی گنتی کر لیں اس کا تناسب ایک فیصد ہے اور یہ پانچ فیصد سے مطمئن نہیں ہیں۔ حالانکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ یہ درجہ اول کے شہری بن کر رہیں۔ اگر کوئی زیادتی ہوئی ہے تو کوئی ایک مثال پیش کریں۔ اور پانچ فیصد کوٹہ کی پابندی کے لیے میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے کہ جو کوٹہ ان کے لیے مقرر ہے اس کی پابندی کروانے کے لیے ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے تاکہ ہم اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کر سکیں۔ لیکن یہ بات کہ ۱۵ فیصد کوٹہ مقرر کرنے کے لیے کوئی کمیٹی مقرر کی جائے۔ میں اس سے قطعی طور پر اختلاف کروں گا اور اس بات کی مخالفت کروں گا کہ آخر ۱۵ فیصد کوٹہ کس حساب سے مقرر کیا جائے۔ کس کس اقلیتی فرقہ کو ہم اس تناسب سے کوٹہ دیں گے؟ اور اس حکومت کا کس

طرح سے بٹوارہ کریں گے۔ کس طرح سے اس کی ڈویژن کر کے اس ملک کو چلانا چاہتے ہیں۔؟ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ یہ بات قطعی طور پر اصول کے خلاف ہے اور یہ بات جذباتی انداز میں کی گئی ہے کہ اس کو اس طریقہ سے پیش کیا جائے۔ اگر آپ پانچ فیصد کوٹہ کی پابندی کرانا چاہتے ہیں تو میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ ۵ فیصد کے متعلق میں چاہوں گا کہ ایوان اس کی مخالفت کرے اور اس روایت کو یہاں قائم نہیں ہونا چاہیئے شکریہ۔

جناب سپیکر:۔ شکریہ۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر دو قسم کی تجاویز پیش ہوئی ہیں۔ ایک تجویز اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے اور دوسری حکومت کی طرف سے جناب سید طاہر احمد شاہ نے بھی تجویز پیش کی ہے اور جناب وزیر زراعت نے بھی تجویز پیش کی ہے کہ یہ معاملہ جناب وزیر اعلیٰ کے سپرد کیا جائے کہ وہ اس پر کوئی کمیٹی تشکیل کریں اور وہ کمیٹی معاملے کی پوری طرح سے چھان بین کر کے معاملہ ان کے پاس پیش کریں اور بالآخر ایوان کے سامنے پیش کرے۔ اس سے ایوان کو اتفاق ہے؟

وزیر زراعت:۔ ۵ فیصد کی بات ہو رہی تھی۔

جناب سپیکر:۔ ایک تجویز یہ ہے کہ اقلیتی فرقوں کی ملازمتوں کے بارے میں حق رسی کی جائے۔

وزیر زراعت:۔ جناب والا حق رسی کی بات پر تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن ۵ فیصد والی بات کی ہم مخالفت کریں گے۔ ۱۰ اور ۵ فیصد کا معاملہ اس میں نہیں ہونا چاہیئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سوشل ویلفیئر (جناب پیٹر جان سہوترا) جناب والا یہ معقول تجویز ہے اور ہم اس سے متفق ہیں۔

جناب فضل حسین راہی:۔ جناب والا۔ ایک تجویز میری بھی ہے اور میرے خیال میں سب دوست اتفاق بھی کر لیں گے کہ آبادی کے تناسب کے لحاظ سے یہ قرارداد از سر نو مرتب کر لی جائے اور اس کے بعد یہ قرارداد پیش کی جائے اور از سر نو مرتب کرنے کے لیے محرک یہ قرارداد واپس لے لیں۔

جناب پیٹر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ہم تو ان کو اول درجے کا شہری لکھنا چاہتے ہیں اور یہ اپنے آپ کو دوسرے درجے کا شہری بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ ہم اپنے آپ کو دوسرے درجے کا شہری سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس بات کا آپ خیال چھوڑ دیں۔ جناب چیمہ صاحب آپ اس تجویز پہ کچھ کہنا چاہیں گے۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب والا جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کمیٹی کی تشکیل کے بارے میں معاملہ قائد ایوان کے سپرد کیا جائے۔ اس میں یہ رائے سامنے رکھی جائے گی کہ آیا ان کے ساتھ ملازمتوں کے سلسلے میں کسی قسم کی کوئی زیادتی ہوئی ہے یا آئندہ ایسی زیادتی نہ ہو۔ اس کے بارے میں کمیٹی غور و خوض کرے۔

جناب سپیکر: جناب میجر صاحب آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

جناب پیٹر جان سہوترا: پارلیمانی سیکرٹری برائے سوشل ویلفیئر) وزیر زراعت صاحب کی طرف سے جو تجویز پیش ہوئی ہے۔ اگر اس پر عمل کر لیا جائے تو میرے خیال میں بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت صاحب کی طرف سے جو تجویز پیش ہوئی ہے اس سے آپ اتفاق کرتے ہیں۔

جناب پیٹر جان سہوترا: لیکن جناب والا اس شرط کے ساتھ کہ اس کمیٹی میں اقلیتوں کے نمائندوں کو نمائندگی دی جائے گی۔

جناب سپیکر: یعنی کوٹہ سسٹم مقرر کرنے کے لیے کمیٹی مقرر کی جائے؟ وزیر زراعت صاحب نے یہی فرمایا ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا قانون کے تحت پہلے ہی ۵ فیصد کوٹہ مقرر ہے۔ اس کی پابندی کروانے کے لیے تاکہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو اس کے لیے کمیٹی مقرر کر دی جائے تاکہ یہ یقین دہانی ہو سکے کہ ہمارے بھائیوں کے حقوق پامال نہ ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بات منظور ہے۔

جناب میجر ریٹائرڈ وکٹر سموئل جناب والا محرک تو میں ہوں اور منظوری دوسروں سے لی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: ایک پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس پر بات کر رہے تھے۔ میں آپ سے پوچھے بغیر کیسے فیصلہ کر سکتا ہوں۔

جناب وکٹر سموئیل (میجر ریٹائرڈ) میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں۔

جناب میجر وکٹر سموئل (میجر ریٹائرڈ) جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک اس تحریک میں پیش کردہ معاملہ کی مزید چھان بین کا تعلق ہے۔ میں جناب سید طاہر احمد شاہ کی تجویز سے متفق ہوں ان کی تجویز پر عمل درآمد کر کے جو ہمارا حق بنتا ہے وہ ہمیں ملنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: آپ ذرا وہ تجویز دھرا دیں کہ آپ کیا پسند کرتے ہیں۔

جناب میجر وکٹر سموئیل (میجر ریٹائرڈ) جناب والا طاہر احمد شاہ نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اس مسئلے کو ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور وہ اس کی مزید چھان بین کرکے اور جہاں تک ہمارے کوٹے کا تعلق بنتا ہے۔ آبادی کے تناسب سے اگر بنتا ہے تو وہ دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب طاہر احمد شاہ صاحب نے پہلے تجویز دے دی تھی کہ وزیر اعلیٰ ایک کمیٹی بنا دیں.....

جناب میجر وکٹر سموئیل (میجر ریٹائرڈ)..... جی میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور میں بھی اس کمیٹی کی بات کر رہا ہوں اور میں صرف یہ شرط پیش کر رہا ہوں کہ اس کمیٹی میں ہماری نمائندگی بھی ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر: اس سے آپ کو اتفاق ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ طاہر احمد شاہ صاحب نے دو اے کیا ہی کہ ایوان کمیٹی تشکیل کرے۔

وزیر اعلیٰ صاحب کے متعلق تو انہوں نے مانی کا حوالہ دیا تھا کہ ایک سابقہ قرارداد

جو کہ وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی تھی۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ کمیٹی تشکیل کریں۔ بلکہ یہ ایوان کمیٹی تشکیل دے۔

جناب سپیکر:۔ جناب راہی صاحب میری موجودگی میں یہ بات ہوئی اور میں نے خود سنا ہے اور سید طاہر احمد شاہ جناب نے یہ بات کی کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کمیٹی تشکیل دے دیں جو اس سارے معاملے کی چھان بین کرے اور اس کے بعد اس معاملے کو ایوان میں پیش کیا جائے۔

جناب میجر ریٹائرڈ وکٹر یعقوب ٹل جناب والا میں بھی اس بات سے متفق ہوں کہ یہ معاملہ قائد ایوان کے سپرد کر دیا جائے اور ایک کمیٹی تشکیل کی جائے جس میں ہماری نمائندگی بھی ہو تاکہ اس پر صحیح بات چیت ہو سکے۔

جناب سپیکر:۔ آپ سب کو اس سے اتفاق ہے۔؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی:۔ جناب سپیکر ادھر توجہ فرمائیں۔ میں کتنی دیر سے کھڑا ہوں۔ آپ کی توجہ اب ادھر نہیں ہوئی یہ چونکہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں اسلام نے اقلیتوں کے حقوق متعین کئے ہیں اور جتنے اسلام نے اقلیتوں کو حقوق دیئے ہیں کسی اور مذہب نے نہیں دیئے ہیں اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسے یہ تجویز آئی ہے۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اگر آبادی کے تناسب سے یہ ۵ فیصد ہیں تو ان کو ۵ فیصد کوٹا ملنا چاہیئے۔ اگر ۲۰ فیصد ہیں تو ۲۰ فیصد ملنا چاہیئے۔ اور اگر ایک فیصد ہیں تو ایک فیصد، یہ تو زیادتی اور ظلم ہوگا کہ اگر یہ آبادی کے تناسب کے لحاظ سے کم ہوں اور پھر یہ سیٹوں کا مطالبہ زیادہ کرتے ہیں تو اس سے دوسری اقلیتوں کا اور مسلم اکثریت کے حقوق کی حق تلفی ہوتی ہے۔ دوسری بات میں نے عرض کی تھی کہ اگر یہ صرف اپنے لیے مطالبہ نہیں کرتے۔ تمام اقلیتوں کے لیے مطالبہ کرتے ہیں تو ان اقلیتوں میں جس طرح یہ ہیں اسی طرح قادیانی بھی شامل ہیں۔ ہمیں اس میں یہ اعتراض ہے کہ اس وقت بھی اگر قادیانیوں کی اقلیت کو ان کے ساتھ شمار کیا جائے تو وہ پندرہ فیصد سے بھی زیادہ ملازمتوں پر فائز ہیں۔ جیسا کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار آ چکے ہیں کہ ۱۷ گریڈ اور اس سے اوپر ۲۷۸ قادیانی اس ملک میں پنجاب میں مختلف

ملازمتوں پر فائز ہیں۔ آخر قادیانی بھی ایک اقلیت ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمام اقلیتوں کو بشمول ان حضرات کے ان کے آبادی کے تناسب سے ان کی ملازمتوں کا حصہ مقرر کرنا چاہیئے اور اس میں ایک بات اور وضاحت کروں گا جیسے ہمارے وزیر زراعت صاحب فرما رہے تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کو اس میں فائدہ ہے اگر کوٹہ مقرر ہوتا ہے تو پھر میرٹ پر ان کو کوئی حق نہیں پہنچے گا۔ اگر کوٹہ ہے تو پھر جو کوٹہ مقرر ہوگا۔ ان کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے پھر ان کو اتنی ہی ملازمتیں ملیں گی۔ پھر میرٹ پر ان کو کسی قسم کی ملازمت نہیں مل سکتی۔ اس لیے میری تجویز یہ ہے کہ جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ جناب چیف منسٹر صاحب کمیٹی بنا دیں گے اس کمیٹی کو ہدایت یہ کی جائے گی اور جناب میجر صاحب نے بھی اس کو تسلیم کر لیا ہے کہ آبادی کے لحاظ سے جتنا ان کا حق بنتا ہے۔ وہ حق ہمیں انہیں دینا چاہیئے اور ہم اس حق کو دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات طے ہو گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب اس میں مزید کسی بات کی گنجائش نہیں ہے تو صاحبان یہ بات طے ہوئی کہ اس قرارداد کے ضمن میں جناب چیف منسٹر صاحب کو یہ ہاؤس اختیار دیتا ہے کہ وہ ایک کمیٹی تشکیل دیں جو ان معاملات کی چھان بین کرے۔ اس انداز سے کہ اقلیتی اور مسیحی برادری جو ہے ان سب اقلیتوں کی تعداد کے لحاظ سے ان کی مکمل حق رسی کے لیے وہ کمیٹی چھان بین کرے اور اس پر اقدامات کرے

جناب سپیکر: جناب ملک صلاح الدین ڈوگر صاحب کی قرارداد ہے۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہ تھے)

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے قائد ایوان صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ہاؤس میں کام نہ کریں تو زیادہ بہتر ہے (قہقہے لگائیاں)

جناب سپیکر۔ منسٹر صاحبان ہاؤس میں کام کرتے رہتے ہیں۔ خواتین کی نشستوں پر ان کے ممبر بیٹھے رہتے ہیں۔ مقررات کر رہا ہوتا ہے تو اس کے درمیان میں سے گزرتے رہتے ہیں۔ جناب سپیکر یہ کچھ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ کافی ہے آپ نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید اقبال احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر صبح سے کوئی دس مرتبہ یہ اس بات پر کہہ چکے ہیں۔ بار بار ایسی بات کرنی ٹھیک نہیں ہے۔ سب معزز ممبر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی کام نہیں ہو رہا اگر وزیر اعلیٰ صاحب کو کوئی آدمی ملنے آگیا ہے تو یہ کوئی زیادتی تو نہیں ہو گئی۔ بار بار ایک ہی پوائنٹ کو اٹھانا ٹھیک نہیں ہے۔ صبح سے انہوں نے ۲۰ دفعہ اس پوائنٹ کو اٹھایا ہے۔ ہاں آپ قائد ایوان ہیں۔ ان کے پاس آدمی آسکتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب غلام سرور خاں صاحب

بلڈوزروں کے کرایہ میں اضافہ کی واپسی

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ زرعی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والے بلڈوزروں کے کرایہ میں اضافہ کو فی الفور واپس لے کر سابقہ شرح بحال کی جائے۔ تاکہ کاشتکار مسائل کا شکار نہ ہوں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ زرعی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والے بلڈوزروں کے کرایہ میں اضافہ کو فی الفور واپس لے کر سابقہ شرح بحال کی جائے۔ تاکہ کاشتکار مسائل کا شکار نہ ہوں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ بلڈوزروں کے کرایہ کے سلسلہ میں وضاحت کی گئی ہے کہ اس قرارداد کی ضرورت نہیں ہے۔ مرکزی حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کا پنجاب حکومت سے تعلق ہے۔ لیکن اس میں یہ بات مدنظر رکھی جاتی ہے کہ جب بلڈوزروں کو کرایہ پر دیا جاتا ہے تو یہ No profit no loss basis. پر مقرر کئے جاتے ہیں اس کی assessment کی جاتی ہے اور ہوتا یہ ہے کہ جس طرح ملازمین کی تنخواہیں بڑھتی ہیں۔ جس طرح پیٹرول

پارٹس کی قیمتیں بڑھتی ہیں۔ جس طرح کہ بلڈوزروں کی قیمتیں بڑھتی ہیں۔ ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر اور ان کا حساب لگا کر ان کے کرائے مقرر کئے جاتے ہیں اب جن کرایوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ۱۹۸۲ء میں مقرر ہوئے تھے اور ۱۹۸۲ء کے بعد پھر اب ان پر نظر ثانی کی گئی ہے۔ ان کو کچھ بڑھایا گیا ہے۔ لیکن میں اپنے فاضل رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب پہلے ہی مجھے یہ حکم فرما چکے ہیں کہ میں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات محکمہ خزانہ اور دیگر متعلقہ محکموں کے ساتھ ایک میٹنگ کر کے اس کا جائزہ لوں کہ کیا یہ کرائے بلاوجہ تو نہیں بڑھائے گئے یا پھر ان کو کس حد تک کم کیا جا سکتا ہے تو اس پر باقاعدہ میٹنگ کر کے ہم انشاء اللہ آپ کو بتائیں گے کہ ان کرایوں کو کس حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔ مرکزی حکومت کو یہ قرارداد بھجوانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ ان کا بلڈوزروں کے کرایوں سے کوئی تعلق نہیں ہے ہم خود یہاں پنجاب کے لیول پر یہ بات کر لیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس بات سے میرے فاضل دوست متفق ہوں گے اور مطمئن ہوں گے کہ چیف منسٹر صاحب کے فرمان کے مطابق ہم اس کو دیکھ لیں گے اگر وہ خود اس میں شامل ہونا چاہیں تو وہ بھی بڑی خوشی سے آئیں۔ میرا مقصد یہ ہوگا کہ ہم اس پر حقیقت پسندی سے غور کریں۔ اور کوئی جائز فیصلہ کریں تاکہ اس کو جو محکمہ چلاتا ہے وہ نقصان میں نہ رہے۔ ہم اس کا کوئی منافع نہیں لینا چاہتے۔ بلکہ ہم باقاعدہ عام کاشتکاروں کو ۲۰ فیصد سے لے کر ۴۰ فیصد تک اور بارانی علاقوں میں ۳۵ فیصد سے لے کر ۵۵ فیصد تک اس کی چھوٹ دیتے ہیں اور اب بھی ہم اس پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو باقاعدہ کم کیا جائے۔ جس کرایہ پر ہم ان کو بلڈوزر مہیا کرتے ہیں۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ یہ بات میرے فاضل دوست کے لیے کافی ہو گی کہ اس کے لیے ہم دوبارہ اس کا جائزہ لے رہے ہیں کہ کس حد تک اس کو کم کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب غلام سرور خاں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ جس طرح وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو کرائے کی شرح کے

بارے میں وہاں بیٹھ کر یہ طے کرے گی کہ کیا یہ شرح مناسب ہیں یا جو گورنمنٹ سب سڈی دے رہی ہے۔ اس کے مطابق یہ زمینداروں کو سب سڈی دی جارہی ہے۔ بہرحال یہاں میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ باقی صوبوں کی شرحات کے ساتھ بھی موازنہ کریں۔ اس تناسب سے گورنمنٹ سندھ، سرحد اور بلوچستان کو بھی سب سڈی دی جاتی ہے پھر بھی ہمارا پنجاب گورنمنٹ کی شرح، سندھ، بلوچستان اور سرحد سے زیادہ ہے۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ نے کوئی کمیٹی تشکیل دینی ہے تو ٹھیک ہے۔ میں بھی اس میں ممبر کی حیثیت سے ممبر ہوں گا۔ اور اس کے ساتھ ہی اگر آپ مناسب سمجھیں تو سید طاہر احمد شاہ صاحب کو بھی اس کمیٹی میں ممبر مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر:۔ اس کے علاوہ ایک اور بے قاعدگی بھی میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ اگر کمیٹی تشکیل دی جائے تو اس میں اس بات پر بھی غور ہونا چاہیئے کہ جو بلڈوزر جاپان سے منگوائے جاتے ہیں فیٹ ہیں یا کومیٹسو ہیں ان کا میٹر جو ایک گھنٹہ بناتا ہے۔ اصل میں اگر آپ وہ ٹائم اپنی گھڑی پر دیکھیں تو وہ ۴۵ منٹ کام کرتا ہے۔ اس طریقے سے بھی زمیندار کا استحصال کیا جاتا ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ میرے اس پوائنٹ کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے اس چیز کا بھی فیصلہ اس کے ساتھ ہی کیا جائے کہ ٹھیک ہے آپ جو زمیندار سے وصول کرتے ہیں۔ وہ گھڑی کے ٹائم کے مطابق وصول کریں یہ نہیں کہ آپ بلڈوزر کے ٹائم کے مطابق وصول کریں۔

جناب سپیکر:۔ جناب وزیر زراعت آپ کو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے

وزیر زراعت:۔ جی میں عرض کروں کہ مجھے صرف یہ کہنے دیں کہ محکمانہ طور پر جو چیف منسٹر صاحب نے مجھے جو معاملہ سونپا ہے اس کا ہمیں جائزہ لے لینے دیں یہ خود اس میں شامل ہو جائیں۔ اگر اس سے پھر بھی اختلاف رائے ہو یا اس سے مطمئن نہ ہو سکیں تو یہ معاملہ دوبارہ ایوان میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور ایوان اپنے طور پر بھی کوئی کمیٹی مقرر کر سکتا ہے۔ پہلے ہمیں اس پر کام تو کر لینے دیں۔ اس کا جائزہ تو لے لینے دیں۔

جناب سپیکر:۔ میرے خیال میں آپ کو اس سے اعتراض نہیں ہوگا کہ آپ اس کمیٹی میں شامل ہو جائیں جو کمیٹی اس معاملے کی چھان بین کر رہی ہے اور اس بات کا جائزہ لے لیا جائے۔ اگر اس طرح معاملہ طے نہ ہو تو پھر اسے آپ ایوان میں لا سکتے ہیں۔

ملک غلام سرور خان:۔ ٹھیک ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ سید طاہر احمد شاہ صاحب جو ہمارے ڈپٹی لیڈر ہیں۔ انہیں بھی اگر اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے تو زیادہ مناسب رہے گا۔

وزیر زراعت جناب یہ تو کوئی بات نہ ہوئی میں نے تو بہت فراخدلی سے کہا ہے اس کو ایوان کی صوابدید پر چھوڑ دیں۔

ملک غلام سرور خاں:۔ سر یہ میری استدعا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں۔

وزیر زراعت:۔ ہمیں طاہر احمد شاہ صاحب کی نامزدگی سے اختلاف نہیں۔

جناب سپیکر:۔ آپ محرک کی حیثیت سے اس میں شامل ہو جائیں۔ شاہ صاحب کے نام کو بحث میں نہیں لانا چاہیئے۔

چوہدری محمد رفیق:۔ جناب سپیکر اس قرارداد کے حق میں کچھ کہنے کے لیے اجازت چاہتا ہوں۔.....

جناب سپیکر:۔ اب یہ بات تو طے ہو گئی ہے۔

چوہدری محمد رفیق:۔ میں اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

چوہدری غلام سرور خان:۔ جناب سپیکر میں ساتھ یہ بھی گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے کمیٹی تشکیل دی جائے لیکن ساتھ ہی وقت بھی مقرر کیا جائے کہ کتنے دنوں تک اپنی رپورٹ ہاؤس میں پیش کرے گی۔

جناب سپیکر:۔ یہ بات ٹھیک ہے..... جناب ملک صاحب

ملک ممتاز احمد خان:۔ سر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ایگریکلچر کمیٹی تو پہلے ہی موجود ہے اس کو آپ یہ مسئلہ کیوں نہیں بھجوا دیتے۔ اس کے لیے خصوصی کمیٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے۔

وزیر زراعت: ہم اس معاملے کا جائزہ لیں گے۔ اگر ایگریکلچر کمیٹی سے چاہے تو بعد میں اسے دیکھ لے۔ لیکن پہلے ہمیں کام تو کرنے کا موقع دیں دیکھیں تو سہی کہ اس میں کیا کیا جزئیات ہیں جس کے تحت وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ اس کو دیکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو کوئی اعتراض ہے کہ اگر ایگریکلچر کمیٹی بھی اپنے طور پر اسے دیکھ لے۔

وزیر زراعت: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرا خیال ہے ہم ان کو اس میں مدد ہی کریں گے۔ کہ کتنا اس پہ خرچہ ہو رہا ہے اور کتنا گورنمنٹ کا ہے کیونکہ ہم تو no profit no loss basis پہ کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تو کر ہی رہے ہیں۔ آپ کا تو محکمہ ہے۔

وزیر زراعت: جی ہم تو کریں گے۔

جناب سپیکر: تو آپ کے ساتھ ملک غلام سرور خان صاحب شامل ہو جاتے یہ بات اب طے ہو گئی ہے اور ایگریکلچر کمیٹی اپنے طور پر اس معاملے کو thrash out کرے۔ اور اپنی سفارشات حکومت کو دے۔ آپ کو کوئی اعتراض نہیں۔ تو صاحبان یہ بات طے ہو گئی۔ ملک صاحب آپ ایگریکلچر کمیٹی میں اس کے لیے کتنا وقت لیں گے

ملک ممتاز احمد خان: ایک ماہ میں رپورٹ پیش کر دیں گے۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر یموئیل: جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ ہماری کمیٹی کا بھی وقت متعین کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ نے جب ایک پیریز فائد ایوان کی صوابدید پہ چھوڑ دی تو اب ان پہ رہنے دیجئے۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر یموئیل: ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر: محترمہ ڈاکٹر شیلا بی چارلس صاحبہ کی قرارداد ہے۔ .....

ملک غلام سرور خان: میں یہ کہوں گا کہ مجھے بھی اس ایگریکلچر کمیٹی میں ممبر کی حیثیت سے ممبر زد رکھا جائے گا۔ پہلے میں ایگریکلچر کمیٹی کا ممبر نہیں ہوں۔

جناب سپیکر:۔ ظاہر ہے اگر یہ کلچر کمیٹی میں جو معاملہ زیر بحث ہوگا۔ محرک کو تو وہ بلائیں گے ..... ڈاکٹر شیلا صاحبہ

مشنری تعلیمی اداروں کی متعلقہ مشنریوں کو واپسی

ڈاکٹر شیلا بی چارلس:۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جن مشنری تعلیمی اداروں کو حکومت نے اپنی تحویل میں لیا ہے۔ ان کو جلد از جلد متعلقہ مشنریوں کو واپس کیا جائے۔

جناب سپیکر:۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جن مشنری تعلیمی اداروں کو حکومت نے اپنی تحویل میں لیا ہے۔ ان کو جلد از جلد متعلقہ مشنریوں کو واپس کیا جائے۔"

جناب میجر ریٹائرڈ (ڈاکٹر سموئیل) جناب والا! اس میں میری طرف سے ترمیم پیش کی گئی ہے۔

جناب سپیکر:۔ ڈاکٹر سموئیل صاحب آپ اپنی ترمیم پیش کیجئے۔

جناب میجر ریٹائرڈ ڈاکٹر سموئیل:۔ جناب عالی قرارداد نمبر ۵ کے لیے جو میں نے ترمیم پیش کی ہے۔ اس کا متن یوں ہے کہ قرارداد نمبر ۵ جو کہ مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں پیش ہوگی کے لیے مندرجہ ذیل ترمیم کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ یہ الفاظ کہ "صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جن مشنری تعلیمی اداروں کو حکومت نے قومی تحویل میں لیا ہوا ہے۔ ان کو جلد از جلد متعلقہ مشنریوں کو واپس کیا جائے" کی بجائے "جن تعلیمی اداروں کو حکومت نے تحویل میں لیا ہوا ہے۔ ان کو فوری طور پر متعلقہ مالکان کو واپس کیا جائے۔

جناب سپیکر:۔ اس میں ترمیم یہ ہے جو ڈاکٹر سموئیل صاحب نے پیش کی ہے کہ "صوبائی حکومت" مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جن مشنری

تعلیمی اداروں کو حکومت نے قومی تحویل میں لیا ہوا ہے۔ ان کو جلد از جلد متعلقہ مشنریوں کو واپس کیا جائے رد کی بجائے الفاظ، جن تعلیمی اداروں کو حکومت نے تحویل میں لیا ہوا ہے۔ ان کو فوری طور پر متعلقہ مالکان کو واپس کیا جائے۔ ثبت کئے جائیں۔

وزیر تعلیم :۔ جناب والا! میں اس قرارداد کو oppose کرتی ہوں۔

بیگم راج حمید گل :۔ جناب سپیکر میں ایک ترمیم پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر :۔ اپنی ترمیم پیش کیجئے۔

بیگم راج حمید گل :۔ جناب والا [illegible] کی جو قرارداد ہے اس ضمن میں میری یہ ترمیم ہے کہ میں تحریک پیش کروں۔ [illegible] دہ قرارداد کے آخر میں مندرجہ ذیل الفاظ ایزاد کئے جائیں۔ نیز نیشنلائزڈ مسیحی ادارے خصوصاً Church Related تعلیمی اداروں کو فی الفور واپس کیا جائے۔

جناب سپیکر :۔ بیگم راج حمید گل صاحبہ کی طرف سے یہ ترمیم پیش کی گئی ہے کہ قرارداد کے آخر میں مندرجہ ذیل الفاظ ایزاد کئے جائیں۔ نیز نیشنلائزڈ مسیحی ادارے خصوصاً Church Related تعلیمی اداروں کو فی الفور واپس کیا جائے۔

وزیر تعلیم :۔ میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر :۔ ڈاکٹر شیلا صاحبہ آپ اپنی قرارداد کے حق میں کچھ کہنا چاہیں

ڈاکٹر شیلا بی چارلس :۔ جی ہاں! پہلی بات تو یہ ہے کہ میری بہن راج گل نے جو ترمیم پیش کی ہے Church Related سکول مشنری ادارے ہوتے ہیں اور میں نے سب مشنری اداروں کے متعلق قرارداد پیش کی ہے۔ اس میں چرچ سے ملحقہ ادارے آجاتے ہیں تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں اس پر بات کروں گی کہ ۱۹۷۲ء میں جب پیپلز پارٹی کا دور آیا تھا تو جتنے بھی مسیحی ادارے تھے وہ قومی تحویل میں لے لئے گئے۔ اس کے بعد میں آپ سے یہ کہوں گی کہ قائداعظم کے الفاظ یاد رکھیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ اقلیتوں کے حقوق اور مال کی حفاظت

ہمارا اولین فرض ہے۔ اس reference کو دیکھتے ہوئے میں سوچتی ہوں کہ اقلیتوں کے پاس پاکستان میں ایک چھوٹی سی پراپرٹی تھی۔ جس سے وہ اپنے معیار تعلیم کو برقرار رکھتے ہیں۔ وہ بھی حکومت نے ہم سے چھین لیا۔ جناب والا میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جو بچے ان مشنری اداروں سے نکلتے تھے۔ وہ مسیحی بچے میرٹ پر ملازمتوں میں سیٹیں حاصل کرتے تھے۔ ایک طرف تو آپ میرٹ کی بات کرتے ہیں اور ایک طرف آپ کوٹے کی بات کرتے ہیں۔ جب آج یہ مسیحی تعلیمی ادارے ہمارے طالب علموں سے چھین لئے گئے ہیں تو میں یہ سمجھتی ہوں میرٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ ادارے تھے جو مشنریوں نے اپنے فنڈز سے چلائے تھے۔ ان کا ایک خاص معیار تھا جو آج تک برقرار رہا ہے۔ لیکن جو اسکول قومی تحویل میں لئے جا چکے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اب ان کا وہ معیار برقرار نہیں رہا۔ اس لیے میں یہ بیان کرنا چاہتی ہوں۔ کہ یہ سکول disciplinary basis پر چلتے تھے اور ان کا discipline آج تک کالجوں میں بھی موجود تھا۔ اور جناب والا میں یہ کہوں گی کہ پاکستان کے اندر اس چھوٹی سی پراپرٹی جو اقلیتی عوام کی تھی۔ اسے آپ نے لے کر ہماری اقلیتی کی تعلیم کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ میں آپ کو ایک مثال بھی دوں گی کہ سندھ میں سب سکول قومی تحویل میں آ چکے تھے۔ لیکن یکم اپریل ۱۹۸۵ء کو وہ بھی سابق مالکان کو واپس ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا پنجاب کیوں نشانہ بنے۔ پنجاب میں ہم ہر بات میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ یہ ہمارے خاص ادارے تھے۔ جن میں ہمارے طلبا میرٹ پر آ سکتے تھے۔ اب جبکہ ہمارے طلبا میرٹ پر نہیں آتے تو ان کے لیے نوکریوں کے لیے بھی مشکل ہے اور ان کو آگے بڑھنے کے لیے تعلیمی معاملے میں بھی مشکل ہے۔ میں زور دوں گی کہ میری یہ قرارداد منظور کی جائے۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل :۔ جناب والا میں ذرا اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی میجر وکٹر صاحب۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر یعقوب: جناب والا اس قرارداد کا پس منظر پیش کرنے سے پیش تر میں اپنی ترمیم کے لیے جناب والا کی خدمت میں دو چار باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جو قرارداد ہماری بہن شیلا نے پیش کی ہے۔ اس کے دو تین اجزاء ایسے ہیں جن سے کہ میں متفق نہیں ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ جو مشنری ادارے ہیں وہ مشنریوں کو واپس کر دیئے جائیں گزارش ہے کہ مشنری کوئی ان چیزوں کے مالک نہ ہیں نہ تھے اور نہ ہوں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ پاکستان میں جو کچھ بھی ہمیں ملا۔ وہ پاکستان کے حوالے سے پاکستان کی وراثت کے حوالے سے ہمیں ملا ہے۔ لہٰذا میں جناب والا گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں مشنریوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو پراپرٹی اس وقت تھی یا جو اس وقت ہے۔ وہ مسیحی قوم کی ہے۔ اس لیے میں قوم کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ادارے نہ مشنریوں کے تھے نہ ہیں اور نہ رہیں گے اور نہ ہی یہ ادارے ان کو واپس کئے جائیں۔ یہ اگر واپس کئے جائیں تو ہماری قوم کو واپس کئے جائیں۔ مسیحی اداروں کو واپس کیئے جائیں! جناب والا جہاں تک مشنری لفظ کا تعلق ہے۔ اس کے لیے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ عام طور پر جو تاثر ذہن میں پڑتا ہے وہ یہی ہے کہ یہ جو مشنری لوگ ہیں یہ غیر ملکی لوگ ہیں۔ اب ہمارے پاکستان میں مشنری لفظ کی جو عام تعبیر ہے۔ اس کو اس طریقے سے اور ہمارا ان غیر ملکیوں کے ساتھ چاہے وہ مشنری ہوں، چاہے وہ کچھ ہوں۔ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ وراثت مسیحی قوم کی تھی اور مسیحی قوم کو ہی واپس کی جانی چاہیئے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر شیلا بی چارلس۔ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: جناب والا میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جو مشنری ادارے ہیں۔ ان میں نہ تو غیر ملکی مشنری ہیں اور نہ ہی پاکستانی مشنری ہیں، جب سے پاکستان قائم ہوا ہے۔ یہ پاکستانی مشنری ادارے ہیں۔ اس لیے میں میجر صاحب سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ کوئی خارجہ پالیسی نہیں ہے یہ ہماری

اقلیتی عوام کا حق ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا تعلیمی معاملہ ہے۔

جناب میجر رسٹائر ڈاکٹر سیموئیل: جناب والا میں چاہتا تھا کہ اگر میرا موقف پورا ہو جاتا تو شاید ڈاکٹر شیلا کو اس کی سمجھ آجاتی۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جہاں تک لفظ مشنری کا تعلق ہے ہمارے ہاں اس چیز کا تاثر ہوتا ہے کہ یہ لوگ غیر ملکی ہیں اور جہاں تک اس چرچ کا تعلق ہے جو کہ ہمارے پاکستان کا چرچ ہے اور جس کا ہم نے نام چرچ آف پاکستان رکھ دیا ہوا ہے اور یہ صحیح معنوں میں اور حقیقی طور پر چرچ آف پاکستان ہے۔ اس سے کسی مشنری کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا ان اداروں کی واپسی کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ مشنری نہیں مانگ رہے نہ ہم مشنریوں کے حوالے کرنا چاہتے ہیں یہ مسیحی قوم کے تھے اور اس قوم کے ہیں اور قوم میں ہی واپس آنے چاہئیں۔ اب دوسری بات جو میں اس میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے تو جناب والا یہ ہمارا معاملہ پنجاب حکومت کا ہے اور جہاں تک مرکزی حکومت کا تعلق ہے۔ اس میں انہوں نے واضح طور پر اجازت دے دی ہوئی ہے لہٰذا اس ایوان کو وہاں پر سفارش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں جناب والا کی خدمت میں حکومت سندھ کا ایک مراسلہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس کی رو سے مرکزی حکومت کی اس پر پہلے کی منظوری موجود ہے اور سندھ حکومت نے یہ ادارے مالکان کو چرچ آف پاکستان کو واپس کر دیئے ہیں اور اس کا میرے پاس واضح ثبوت ہے جو کہ میں ابھی آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اب جہاں تک ان کے قومیانے کا پس منظر ہے وہ جناب والا میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی پہلی حکومت میں اس حکومت سے بیشتر ہمارے جو بھی مذہبی رہنما تھے۔ ان کو بلا کر، ان کو ڈرا کر، ان پر دباؤ ڈال کر، ان کو دھمکا کر جب یہ ادارے لینے کی کوشش کی گئی تو انہوں نے بھی تھوڑا بہت تردد اس کے خلاف کیا جو بھی وہ کر سکتے تھے۔ میں ساری کہانی سے ہاؤس کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کے صدر پاکستان

نے ہمیں یہ لکھ کر دیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اس کی نقل ضرور روانہ کروں گا۔ اور اس وقت جو ادارے قومیائے گئے ان کی غرض و غایت کیا تھی۔ جہاں تک ہم مسیحی لوگوں کا تعلق ہے وہ یہ تھی یہ حکومت کا لیٹر ہے۔ میں اس کا پیراگراف پڑھ کر سناتا ہوں۔ یہ وفاقی حکومت کا مراسلہ لیٹر نمبر PCL/۲/۷۲/۹۴/۳۳/۳۹-۵ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۷۲ء ہے۔ اس میں جناب والا میں متعلقہ پیرا کا حوالہ دوں گا۔ اور جناب کی خدمت میں پورے مراسلہ کی نقل پیش کروں گا متعلقہ پیرا یہ ہے۔

The President very generously assured the delegation that it was not the intention of the Government to disturb any particular group or community. He agreed that the christian institutions should maintain their character and with the over all frame of nationalization christian institutions be run by the Government concerned their autonomous boards یہ نوٹ کرنے والی بات ہے۔ through their autonomous boards on which christian should have effective representation;

اور اس سے یہ ظاہر ہوا کہ اس وقت یہ بیان دیا تھا، اس وقت یہ سوچ تھی کہ ان کا جو بھی مسیحی تشخص ہے۔ وہ بحال رکھا جائے گا اور اس کو بحال رکھنے کے لیے کیا طریقہ کار استعمال ہوگا اور وہ طریقہ کار اس میں بیان کر دیا گیا کہ Autonomous Board ہوں گے اور ان boards میں مسیحی لوگوں کی پوری نمائندگی ہوگی۔ تاکہ ان اداروں کا تقدس اور تشخص برقرار رکھا جا سکے۔ جناب والا میں گزارش کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک ان اداروں کے قومیائے جانے کا تعلق ہے اس وقت مفہوم کچھ اور ہے۔ اس وقت مفہوم کچھ اور تھا لیکن آج پریکٹس کچھ اور ہے۔ اب تو ہمارے سننے میں باتیں بھی آ رہی ہیں اور میں وہ جناب کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں کہ جناب والا ان کی منسلک پراپرٹی کا انتقال کرنے کا طریقہ کار بھی شروع ہو چکا ہے۔ لہٰذا

جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ اسلامی حکومت میں اس سے بڑا ظلم اور کہیں نہیں ہوگا کہ بغیر کسی معاوضہ کے بغیر کسی جواز کے ان اقلیتی لوگوں سے ان کا ادارہ چھین کر اس پر قبضہ کر لیا جائے۔ جناب والا میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ قرارداد کامیاب ہونی چاہیئے کہ ہم بھی تعلیم کی خاطر پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں۔ بلکہ قابل فخر بات تو یہ ہے کہ جناب والا یہ بات قابل توجہ ہے

جناب سپیکر: میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آپ محض ترمیم پر مرکوز رہیں۔ اس کے متعلق بات کریں۔ آپ نے تو ایک موضوع پر تقریر کرنی شروع کر دی۔

جناب میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل: معذرت چاہتا ہوں۔ جناب والا میں بعد میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: Will you please take your seat.

جناب سپیکر: لیکن یہ خیال رہے دو بجنے والے ہیں۔ اس لئے ابھی ہمارے پاس تھوڑا سا کام باقی ہے۔ ہمارے پاس کچھ قرارداد دں کی رپورٹیں آ چکی ہیں اگر آپ چاہیں تو میں وقت کو بڑھا سکتا ہوں۔

آوازیں: بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا کیا خیال ہے کہ ہاؤس کا وقت نصف گھنٹے کے لیے بڑھا دیا جائے۔

وزیر زراعت: جناب والا۔ بھائے کا وقفہ بھی نہیں ہوا۔ اب تو نماز کا وقت ہے۔ اجلاس دو بجے تک مسلسل چل رہا ہے۔ نماز کا وقفہ ضروری ہے۔

جناب سپیکر: آپ چاہتے ہیں کہ ہاؤس کا وقت نہ بڑھایا جائے۔ ..... ڈس کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔

آوازیں: کل کام کیا جائے۔

جناب سپیکر: کل تو اجلاس نہیں ہوگا۔ اب تو اگلے پیر کا دن ہے یعنی منگل کو جائے گا۔

ایک معزز رکن:۔ جناب والا میں عرض کروں گا کہ بڑی اہم رپورٹیں ہیں۔
پارلیمانی سیکرٹری ملک محمد عباس خان کھوکھر:۔ جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگلے منگل وار کو غالباً اجلاس نہیں ہے۔ ہمیں تو یہی اطلاع ہے ۲۴ تاریخ کو اجلاس برخاست ہو رہا ہے۔
جناب سپیکر:۔ اس کو چھوڑیں۔ اگر اگلے منگل کو اجلاس ہوگا تو یہ ایجنڈا آئے گا۔
ملک طیب خان اعوان:۔ جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ اجلاس کب تک رہے گا۔ آپ نے منگل کا کہہ دیا ہے کوئی کہہ رہا ہے کہ کل ختم ہو رہا ہے۔ یہ اجلاس کب تک جائے گا۔
جناب سپیکر:۔ اگر اجلاس منگل تک رہے گا تو یہ بقیہ کام منگل کو ہوگا میرے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ اجلاس کا فیصلہ کرنا اس کو برخاست کرنا جناب گورنر پنجاب کے اختیار میں ہے
ملک طیب خان اعوان:۔ آپ نے ایسے کہہ دیا کہ منگل کو اجلاس ہوگا۔ اگر ان کے اختیار میں تھا تو آپ نے منگل کیسے کہہ دیا۔
جناب سپیکر:۔ معزز ممبران سے میں پھر یہ دریافت کرنا چاہوں گا۔ یعنی ٹریژری بنچز سے کچھ لوگوں کا یہ مطالبہ ہے کہ وقت کو بڑھا دیا جائے۔ اب آپ کی کیا رائے ہے۔
وزیر زراعت:۔ جناب والا عرض یہ ہے کہ ہمارے خلاف یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ ہاؤس کی حاضری کو ہم پورا نہیں کرتے۔ آج ہم نے اپنی اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ کوئی آدمی نہ چلے پینے کے لیے جائے۔ نہ ہم وقفہ کریں۔ پراپوزیٹ ممبرز ڈے میں اپنی حاضری مکمل رکھیں گے۔ تاکہ ان کی justification ہو سکے۔ لیکن آج نہ تو چائے کا وقفہ ہو نہ نماز کا وقفہ ہو۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ کھانے کا وقفہ بھی نہ ہو۔ آج ہم نے پوری حاضری کو یقینی بنایا ہے اور ایک منٹ بھی ضائع نہیں کیا۔ اس لیے اب وقت میں مزید توسیع نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر بلانا چاہتے

رہیں تو وقفہ کر لیں گے۔ وقفے کے بعد بلا لیں۔

جناب سپیکر:۔ آپ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ کام چلتا رہے تو نماز کا وقفہ کرنے کے بعد پھر ہم اکٹھے ہو جائیں۔

آوازیں:۔ اتفاق ہے۔

جناب سپیکر:۔ پرائیویٹ ممبرز بزنس میں آپ کی دلچسپی اتنی ہے کہ نماز کے بعد نہیں آسکتے تو میرے لیے کوئی چارہ کار نہیں کہ میں اس کو ملتوی کر دوں۔ آپ کیا چاہتے ہیں، آنا چاہتے ہیں۔

آوازیں:۔ نہیں آنا چاہیئے۔

جناب سپیکر:۔ نہیں آنا چاہتے تو اب یہ ہاؤس پرسوں صبح ۹ بجے تک ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بروز جمعرات مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۶ء صبح ۹ بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات ۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۶ء

(پنج شنبہ ۱۸ر صفر ۱۴۰۷ھ)

جلد ۷ — شمارہ ۱۳

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(جمعرات ۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ۱۴۰۱

مسئلہ استحقاق :-

(i) تھانہ شاہدرہ میں بے گناہ شہریوں پر پولیس تشدد ۱۴۰۲

(ii) ایم پی اے کو ایم این اے کی طرف سے جھوٹے مقدمات قائم کرنیکی دھمکی ۱۴۰۸

(iii) نشان زدہ سوال نمبر ۹۳۶ کے غلط جواب کی فراہمی ۱۴۳۴

تحاریک التوائے کار :-

ضلع قصور کے سات طالبعلموں کو پی ٹی سی کی میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دے کر سکول سے نکالنا ۱۴۵۲

مجلس خصوصی برائے استحقاق کی رپورٹ کا پیش کیا جانا ۱۴۶۴

سابق پی سی ایس افسران کی شرائط ملازمت کے بارے مجلس خصوصی کی رپورٹ میں توسیع ۱۴۶۴

مسئودہ قانون :- اسلامی نظریاتی کونسل کے فرائض کے بارے میں وزیر قانون کا بیان ... ۱۴۶۵

امن عامہ کی صورت حال پر بحث ۱۴۶۶

وزیر اعلیٰ پنجاب کی تقریر ۱۵۱۰

تحریک التوائے کار پر بحث ۱۵۲۵

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)
باسمتی کی برآمد اور اری ۶ دھان کی خریداری ۱۵۴۷
جناب سپیکر کے اختتامی کلمات ۱۵۵۰

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

جمعرات، ۲۳، اکتوبر ۱۹۸۶ء
(پنجشنبہ ۱۸ صفر ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے نو بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا ق وَاغْفِرْ لَنَا ق وَارْحَمْنَا ق اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(سورۃ آل عمران آیت ۸ سورۃ بقرہ آیت ۲۸۶)

ترجمہ: اے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کیجیے گا اور ہمیں اپنے پاس سے نعمت عطا فرمائیے کیونکہ بڑا عطا فرمانے والا تو ہی ہے۔

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو اچھے کام کرے گا تو اس کا ہی فائدہ اٹھائے گا برے کام کرے گا تو ان کا نقصان بھی وہی اٹھائے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اور پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا تھا اور اے ہمارے پروردگار جتنا بوجھ ہم میں اٹھانے کی طاقت نہیں اتنا ہمارے سر نہ رکھنا۔ پروردگار ہمکو معاف فرما دے ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے۔ اور ہمکو کافروں پر غلبہ عطا فرمانا۔

(وما علینا الا البلاغ)

مسئلہ استحقاق

تھانہ شاہدرہ میں بے گناہ شہریوں پر پولیس تشدد

جناب سپیکر۔ جناب میاں محمود احمد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۲۱ ہے۔

میاں محمود احمد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے اپنے حلقے میں ہونے والے پولیس تشدد کے ایک سنگین معاملہ کے بارے میں عرض کی تھی جس پر جناب وزیر اعلیٰ نے اپنے پی آر او کو رپورٹ حاصل کرنے کے لئے کہا۔ کچھ دیر بعد پی آر او نے بتایا کہ پولیس تشدد نہیں کیا گیا۔ میں یہ بات سن کر حیران رہ گیا کیونکہ یہ بات حقائق کے بالکل منافی اور بے بنیاد تھی اور متعلقہ افسران نے اس معاملہ میں سراسر غلط بیانی سے کام لیا۔ ازاں بعد میں نے خود تھانے جا کر ذاتی طور پر حالات کا جائزہ لیا اور پتہ چلا کہ واقعی مضروبین کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے یہ خبر آج کے جنگ میں چھپی ہے۔ یہ واقعہ تھانہ شاہدرہ میں پیش آیا اور جن بے گناہ مظلومین کے خلاف کارروائی کی گئی ان میں غلام مصطفیٰ نامی ایک شخص پولیس تشدد کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہے اور ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔ نیز حاجی محمد عارف کی آنکھ ضائع ہو چکی ہے اور اس کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہے۔ اس قسم کے سنگین واقعہ پر پولیس کی چشم پوشی اور غلط اطلاعات فراہم کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ یہ

ہر معزز رکن کا استحقاق ہے کہ اسے صحیح اطلاع فراہم کی جائے مگر پولیس نے ایسا نہ کر کے قواعد کی خلاف ورزی کی ہے۔ لہٰذا اس اہم مسئلہ پر فوری بحث کی جائے۔

جناب والا! شاہدرہ میں شاہین فورس کے درندوں نے جس بے دردی کے ساتھ بیگناہ شہریوں پر تشدد کیا، جناب والا اسی دن پولیس نے میرے حلقہ میں انٹر کالج راوی روڈ کے ۸۲ طالب علموں کو کلاسوں سے نکال نکال کر جس طرح تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور اس کے بعد ان کو جیل میں ڈال دیا گیا۔

جناب وزیر قانون۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا یہ مسئلہ زیر غور نہیں۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا یہ افسر شاہی اگر وزیر اعلیٰ صاحب کو غلط حقائق بتا سکتی ہے تو آپ یقین جانیئے کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہوں گے۔

جناب والا!

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

جناب والا! میرے ساتھ تھانے داروں نے زیادتیاں کیں، میں نے برداشت کیں اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق سے متعلقہ بات کیجئے

میاں محمود احمد۔ جناب والا یہ relevant بات ہے اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو میں اس ہاؤس سے باہر چلا جاؤں گا۔ میں متعلقہ بات کروں گا اور حقائق پر مبنی بات کروں گا۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بات کیجئے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا میں اس کے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے بات کر رہا ہوں اور ہماری وفاداریوں کو ہمیشہ شک و شبہ کی نظر سے دیکھا گیا۔

جناب سپیکر۔ یہ مسئلہ بھی زیر بحث نہیں۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا پھر چند سکوں کے عوض اور چند عہدوں کی خاطر

تم نے ناموس شہیدان وطن بیچ دیا
ارے ہم سے کہتے ہو کر گلشن میں بہار آئی ہے
باغبان بن کے تم بیٹھے ہو چمن بیچ دیا۔

جناب والا خدا حافظ۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب یہ شعر کہتے ہوئے اتنا غصہ کیوں آگیا۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا ہم نے جو زخم کھائے ہیں وہ ہم کس کو بتائیں گے اگر یہ ہاؤس بھی سننا پسند نہ کرے گا تو۔ میری باتیں اس ہاؤس سے کیا پوشیدہ ہیں کہ ہم سے کس حد تک زیادتیاں ہوئیں اور ہماری عزت نفس کو کس حد تک پامال کیا گیا۔ جناب والا ہم نے حکومتی پارٹی میں شمولیت صرف اس لئے کی تھی کہ ہماری عزت نفس کا تحفظ کیا جائے گا۔ مگر یہ حق ہمیں نہ مل سکا۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کی تحریک استحقاق کیا ہے آپ اس کے بارے میں بات کیجئے۔ آپ کو بات کرنے سے نہ میں نے روکا ہے اور نہ ہی ہاؤس نے روکا ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا شاہدرہ موڑ پر دو پولیس والے روٹی کھا رہے تھے ایک غریب آدمی میرے سے انہوں نے کوئی چیز مانگی، اس سے اس چیز کے لانے میں کچھ دیر ہوگئی جس پر پولیس والوں نے اس پر تشدد کیا، چند شریف آدمی ان کو چھڑانے کے لئے آگے آئے، پولیس والوں نے ان پر بھی تشدد کیا۔ میرے کے سر پر ایسی چوٹ آئی ہے کہ وہ بے ہوش ہوگیا، ساتھ ہی وہاں پر ایک حکیم صاحب کو بلایا گیا، ابھی وہ اس کی نبض ہی دیکھ رہے تھے کہ شاہین فورس کے درندوں نے جس انداز سے حکیم صاحب کو اور اس کے بیٹے کو تشدد کا نشانہ بنایا جناب والا وہ

ناقابل بیان ہے اس کے بعد اسی گاڑی میں پولیس والے اٹھا کر تھانے لے گئے۔ تھانے میں اس کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جناب والا اس دور میں جبکہ ہم حکومتی پارٹی کے نمائندے ہیں۔ جناب والا۔ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو صورت حال سے آگاہ کیا لیکن اس معاملہ پر ہماری کوئی دادرسی نہ ہوسکی۔ جناب والا میں نے ان سے عرض

کیا مضروبین ہسپتال میں داخل ہیں اور پولیس والوں نے زیادتی کی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے صرف ایک بات سے اتفاق کیا کہ رپورٹ منگوائی جائے۔ جو رپورٹ آئی اس سے پی۔ آر۔ او صاحب نے فرمایا کہ کوئی پولیس تشدد نہیں ہوا یہ بالکل سراسر جھوٹ ہے اور معاملہ معمولی نوعیت کا تھا اس کو حل کر لیا گیا ہے۔

جناب والا یہ ہمارا استحقاق ہے کہ متعلقہ محکمے یا گورنمنٹ کے محکمے ہمیں صحیح صورت حال سے آگاہ کریں۔ ہمیں صحیح صورت حال سے آگاہ نہیں کیا۔ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اس کو زیر بحث لایا جائے اور منظور کر کے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ وائیں صاحب اس پر آپ بات کرنا چاہیں گے۔

وزیر صنعت۔ (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر میں اپنے فاضل بھائی کی تحریک استحقاق کے بارے میں admissibility کے نکتہ نگاہ سے کچھ گزارش کروں گا۔ کوئی واقعہ جو ہاؤس سے باہر ہوا ہو اور اس پبلک ریلیشن آفیسر سے متعلقہ کسی بات کی بنیاد پر اسے آگے لے جایا جائے وہ ممبر کی پروویلج کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ میرے فاضل بھائی نے اپنی تحریک استحقاق میں یہ فرمایا ہے کہ پی آر۔ او سے وزیر اعلیٰ نے کسی بات کے متعلق دریافت کیا اور پی آر او نے فلاں جواب دیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ معاملہ پی آر۔ او کے ساتھ ہوا ہی نہیں اور تحریک استحقاق کی یہ بات کہ اس معاملے میں پی آر او آئے تھے بالکل غلط ہے۔ پی۔ آر۔ او میرے فاضل بھائی جانتے ہیں چیف منسٹر کے پی آر او کا نام ہے شیخ مراتب علی۔ اور شیخ مراتب علی صاحب اس واقعہ کے کوئی متعلقہ نہیں۔

نمبر دو تحریک استحقاق پیش کرتے ہوئے میرے فاضل بھائی نے واقعہ کے recent ہونے کے بارے میں کوئی تذکرہ نہیں کیا جو کہ ایک لازمی جز ہے اس میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کہ یہ واقعہ کس تاریخ کو ہوا۔ ان دونوں کے لحاظ سے میں یہ گذارش کروں گا کہ ایک ایسا واقعہ جس کا ایوان کے اندر link نہیں ہے وہ ویسے ہی پروویلج کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ لیکن جس بات کے لئے میرے

بھائی نے اشارہ فرمایا ہے وہ حقیقت یہ ہے ایک آپس میں تنازعہ کچھ پولیس کنسٹیبلان اور وہاں کے علاقے کے لوگوں کا ہوا۔ جس کے متعلق ۲۰ اکتوبر کو مدعی حکیم صاحب کے کہنے پر پرچہ درج ہوا اور متعلقہ پولیس کنسٹیبلان کے خلاف پرچہ ہوا بلکہ انکو معطل بھی کر دیا گیا۔

میں اپنے فاضل بھائی کو یقین دلاتا ہوں اس معاملے میں جو واقعات ہیں ان واقعات پر پورا انحصار کیا جائے گا اور اگر اس میں انکوائری کے بعد ثابت ہوا کہ اس میں کسی ذمہ دار اہل کار کا قصور ہے تو انشاء اللہ اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ اس سے پہلے بھی قانونی کارروائی عارضی طور پر ان کے خلاف ہو چکی ہے۔ پرچہ درج ہو چکا ہے اور کچھ کنسٹیبلان معطل ہو چکے ہیں۔ لیکن جہاں تک اس کی admissibility کا تعلق ہے میں یہ گذارش کروں گا آپ کی دونوں باتیں آپ کی پرویلج کے حدود کے دائرے میں نہیں آتیں آپ نے جس پی آر او کا ذکر کیا ہے وہ متعلقہ نہیں۔ پی آر او اس میں پارٹی نہیں۔ وہ incident بھی اس میں نہیں بلکہ وہ کوئی اور شخص ہوگا۔ شیخ مراتب علی کو آپ جانتے ہیں۔ آپ خود اس بات کو تسلیم کریں گے کہ شیخ مراتب علی اس میں بالکل متعلقہ نہیں۔ نمبر دو آپ نے اس واقعہ کے recent ہونے کے بارے میں کوئی تاریخ نہیں بتائی تیسری بات یہ کہ اگر کوئی معاملہ ایوان کی حدود سے باہر ہوا ہو وہ فاضل رکن کے پرویلج کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ میں نے اس واقعہ کی ویسے تحقیق کی ہے اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ جس طرح میرے فاضل بھائی کو اس فرد کا ذکر کرتے ہوئے غلطی ہوئی ہے کہ پی آر او کا انہوں نے نام لے لیا۔ حالانکہ پی آر او متعلقہ نہیں اسی طرح میں یہ خیال کرتا ہوں ان کی اگلی بات پر بھی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہوگی انہوں نے بالکل یہ بات نہیں کہی کہ وہاں پر کوئی تشدد نہیں ہوا۔ بلکہ پرچہ ہونا اور کنسٹیبلان کا معطل ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ کوئی وقوعہ تھا اور اس پر فوری طور پر ایکشن لیا گیا۔ ان حالات میں جناب سپیکر میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ بات admissibility کے نقطہ نگاہ سے قابل پیش رفت نہیں اسے خلاف

ضابطہ قرار دیا جائے اور وہ شعر جو میرے فاضل بھائی نے یہاں پر فرمایا تھا۔ اور میں نے گذارش کی تھی کہ وہ اس تحریک استحقاق سے متعلقہ نہیں ہیں اس پر جواب دیتے ہوئے عرض کروں گا کہ۔

جس کا سارے فسانے میں ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

میاں محمود احمد۔ جناب والا جہاں تک انہوں نے فرمایا ہے کہ پی آر او وہاں موجود نہیں تھا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پی آر او وہاں پہ موجود تھا جس کو چیف منسٹر صاحب نے رپورٹ منگوانے کے لئے حکم دیا۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ معاملے کے متعلق تاریخ کا تعین نہیں کیا گیا۔ جناب والا جب اس بات کو mention کر دیا گیا کہ یہ آج کے اخبار میں خبر چھپی ہے دوسرے نمبر پہ یہ رات کو واقعہ ہوتا ہے۔ صبح ٹھیک آٹھ بجے میں تحریک استحقاق پیش کر دیتا ہوں پھر جناب والا اس بات کا بھی تصور نہیں رہتا۔

اس کے بعد جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے کہ تحریک استحقاق کا اس کیس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جناب والا تحریک استحقاق کا تعلق صرف اس بات سے ہے کہ اصل حقائق کو مسخ کر کے ہمارے سامنے بیان کیا گیا ہے۔ اگر حقائق کو چھپایا گیا ہے حقائق کی نشاندہی نہیں کی گئی بلکہ ان کو جھٹلایا گیا ہے جناب والا اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کی پروویج موشن میں ایک تو کوئی تاریخ نہیں کہ کس تاریخ کو آپ کی جناب چیف منسٹر سے ملاقات ہوئی تاکہ ہم یہ تعین کر سکیں کہ آپ نے اس First available opportunity avail کی ہے یا نہیں کی۔ وہ صرف تاریخ دینے سے ہی متعین ہو سکتی ہے۔ آپ نے اس تحریک پر تاریخ نہیں دی۔ میں نے اس کو خالصتاً ٹیکنیکل بنیاد پر دیکھنا ہے کہ آیا یہ تحریک استحقاق بنتی ہے؟ قطع نظر اس کے کہ یہاں کہ وہ حقائق صحیح ہیں یا نہیں یا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں لیکن سپیکر نے یہ تعین کرنا ہے کہ آیا یہ تحریک فنی لحاظ۔

سے جملہ اصول وضوابط پہ پوری اُترتی ہے۔ اس میں ایک تو کوئی تاریخ درج نہیں ہے کہ یہ تعین ہو سکے کہ آپ نے First available opportunity avail کی ہے یا نہیں دوسرے یہ ہاؤس کے اندر کسی وزیر کے بیان سے متعلق ہو وہ بھی knowingly, delibrately or willfully غلط دیا گیا ہو تو وہ ممبر کا استحقاق ہوتا ہے۔ ہاؤس سے باہر کسی قسم کی معلومات آپ کو دی جائیں وہ کسی بھی ممبر کے پریولیج میں نہیں آتی کہ استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس سلسلے میں بے شمار رولنگ آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر، میں یہ سمجھتا تھا کہ اس کو ایڈمٹ نہیں کیا جائے گا۔ میں یہ جانتا تھا۔ جناب والا، مجھے یہ پہلے ہی سے پتہ تھا۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل اور آج مجھے سنگین قسم کی دھمکیاں دی جاتی رہیں کہ اس تحریک کو واپس لے لو ورنہ تمہارے خلاف جھوٹے پرچے درج کیے جائیں گے، تمہیں اندر دے دیا جائے گا اور تمہارے خلاف زیادتیاں کی جائیں گی۔ جناب والا، یہ کس بات کا پیش خیمہ ہے۔؟ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ بقول ہمارے قائد ایوان، گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہت بہتر ہے۔ جناب والا، میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اور اس کی رولنگ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ آپ جو بھی رولنگ دیں گے، میں من وعن تسلیم کروں گا۔

شکریہ۔

جناب سپیکر۔ تکنیکی طور پر یہ استحقاق کا مجروح ہونا نہیں اس لئے میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

جناب ملک محمد اشرف بارا۔

ایم پی اے کو ایم این اے کی طرف سے جھوٹے مقدمات قائم کرنے کی دھمکی

ملک محمد اشرف بارا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر، میں حال ہی میں وقوع پذیر

ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء اجلاس ختم ہونے کے بعد وزیر تعلیم ایوان میں ایم پی اے صاحبان کے ساتھ بات چیت کر رہے تھے کہ اتنے میں جناب روحیل اصغر صاحب ایم این اے ایوان میں داخل ہوئے اور مجھے یہ دھمکی دی چونکہ آپ وزیر اعلیٰ کے مخالفین کے ہاں دعوتیں کھا رہے ہیں، اس لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ اب آپ کے خلاف کافی مقدمات بنائے جائیں گے اور قتل کا ایک مقدمہ جس میں آپ اور آپ کے بھائیوں کے متعلق بے گناہی ثابت ہونے کی بنا پر ڈسچارج کر دیا گیا تھا، اس کی دوبارہ تفتیش شروع کرا دی جائے گی۔ میں ان کے یہ کلمات سُن کر حیران ہو گیا۔ اول تو ایم این اے موصوف ایوان کے اندر داخل ہونے کے مجاز نہ تھے دوسرے ان کی اس دھمکی اور میرے خلاف اس قسم کے غیر قانونی کلمات نیز میری شخصی آزادی جو آئین کے تحت مجھے حاصل ہے، کو سلب کرنے کی کوشش سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق اور وقار مجروح ہوا ہے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس اہم معاملے پر فوری بحث کی جائے۔"

جناب سپیکر۔ پچھلے چند دنوں میں جو دعوتیں ہوئیں، ہمارے معزز بھائیوں اراکان اسمبلی نے مسلم لیگی وفاقی وزیر جناب یوسف رضا گیلانی کے اعزاز میں دیں میں ان میں شریک ہوا۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اپنی ہی جماعت مسلم لیگ کے منسٹر کے اعزاز میں دعوتیں دینے سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور ان کے یہ حواری، جو اپنے آپ کو ان کا بہت دوست سمجھتے ہیں، کیوں نالاں ہیں؟ حالانکہ جب وزیر اعلیٰ صاحب خود دعوت دیتے ہیں تو وہ مسلم لیگی اراکان اسمبلی کے علاوہ حزب اختلاف کے اراکان اسمبلی کو بھی وہاں بلاتے ہیں۔ جب حزب اختلاف والے قائد ایوان صاحب کی دعوت میں جا سکتے ہیں تو کیا ہم اپنی ہی جماعت میں شامل بھائیوں دلدار چیمہ اور رفیق حیدر بخاری صاحب کی طرف سے مسلم لیگی وفاقی وزیر یوسف رضا گیلانی کے اعزاز میں دی جانے والی دعوتوں میں شامل ہونے کا حق نہیں رکھتے۔؟ حالانکہ

وہاں اس قسم کا کوئی جلسہ نہ تھا جس میں وزیر اعلیٰ صاحب کے خلاف تقریریں ہوئی ہوں۔ صرف ایک کھانا تھا جس میں ہم شامل ہوئے۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اس ناراضگی کا اظہار کس طرح کیا جاتا ہے۔؟

MINISTER FOR INDUSTRIES : On a Point of Order, Sir, I would request the Chair to ask the Hon'ble Member to be relevant and brief an the point of privilege which is under discussion.

ایک معزز ممبر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر دوسرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ ملک صاحب، آپ اپنی بات جاری رکھئے۔ اس میں short statement دیجئے اور اپنی تحریک استحقاق کے موضوع کے مطابق بات کیجئے۔

ملک محمد اشرف بارا۔ جناب والا، اپریل ۱۹۸۱ء میں میرے اور میرے بھائی کے علاوہ کچھ رشتہ داروں کے خلاف قتل کا ایک جھوٹا مقدمہ تھانہ چوہنگ میں رجسٹر ہوا جس کی تفتیش تین مہینے چلتی رہی اور میرے بھائی جیل اور تھانوں کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے جب کہ اس مقدمے میں ہم سب بے گناہ تھے۔ اس کی تفتیش نواں کوٹ میں مدعیوں کے کہنے سے لگائی گئی تھی۔ ایس ایچ او نواں کوٹ اور ڈی ایس پی نواں کوٹ سرکل میاں غلام محمد کلیار نے تفتیش کی۔ میاں غلام محمد کلیار کے بارے میں پولیس کے ادنیٰ اہل کار سے لے کر اعلیٰ پولیس افسر تک سب جانتے ہیں۔ ان کے علاوہ میرے بے شمار معزز بھائی ارکان اسمبلی بھی جانتے ہیں کہ وہ ایک دیانت دار اور ایمان دار افسر ہیں جن کے متعلق شک ہی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ گناہگار کو معاف کرتے ہوں اور بے گناہ سے زیادتی کرتے ہوں۔ کیونکہ وہ اے ایس آئی بھرتی ہوئے تھے اور اب ڈی ایس پی ہو چکے ہیں۔ مختلف تھانوں میں تعینات رہ چکے ہیں۔ ان کے متعلق میرے یہ معزز بھائی گواہ ہوں گے کہ وہ جب سے بھرتی ہوئے ہیں۔ انہوں نے دیانت داری اور ایمانداری کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ تو اس قسم کے افسر کی تفتیش کرنے کے

بعد، تین مہینے کے بعد، یہ تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد ہم اس مقدمے سے ڈسچارج ہو گئے۔ اب ہمیں ڈسچارج ہوئے بھی تین ماہ ہو چکے ہیں غالباً ۱۹۸۶ء ۲۹-۷ کو ہم عدالت سے ڈسچارج ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ اب ہم دعوتیں کھانے پر چلے گئے ہیں تو جس مقدمے کا آج سے تین مہینے پہلے تک ذکر نہیں کیا گیا، ایک ایم این اے کے ذریعے ہمیں اب یہ دھمکی دی جا رہی ہے کہ اس کیس کی دوبارہ تفتیش کر کے آپ کو اس میں ملوث کیا جائے گا۔ جناب سپیکر، میرے بڑے بھائی شیخ روحیل اصغر صاحب کو یہ جاننا چاہیے کہ اس قسم کی دھمکیاں دے کر وہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دے رہے بلکہ اس قسم کی دھمکیاں دے کر ارکان اسمبلی کو مرعوب کرنا خراج تحسین نہیں نہ ہی کوئی رکن اسمبلی جو الیکشن لڑ کر آتا ہے، اس قسم کی دھمکیوں سے مرعوب ہوتا ہے۔ میں آپ سے یگذارش کروں گا کہ میری یہ تحریک، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر۔ وائیں صاحب، آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر، میں فاضل بھائی کی تحریک استحقاق پر فنی نقطہ نگاہ سے عرض کروں گا کہ یہ admissibility کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ میرے فاضل بھائی نے دو باتوں کو بنیاد بنا کر اپنی تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ ایک یہ ۱۲ اکتوبر کو اجلاس ختم ہونے کے بعد اس جگہ پر وزیر تعلیم تشریف فرما تھے اور اپنا کچھ کام کر رہے تھے۔ دوسرے یہ کہ بقول ان کے یہاں پر۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ نصر اللہ خان دریشک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار نصر اللہ خاں دریشک۔ جناب والا میں آپ کی توجہ ایک procedural matter کی طرف مبذول کراؤں گا۔ جب ہمارے پنجاب اسمبلی کے اراکین قومی اسمبلی میں اسلام آباد جائیں جس طرح ہمارے ملاقاتی باہر آ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ پاس کے بغیر ان کو اندر داخل نہیں ہونے دیا جاتا اور ان کو وہاں بہت خراب کیا جاتا ہے۔ تو کوئی ایم این اے آئے وہ ان کو ساتھ لے کر جائے یا پھر گیٹ پر جا کر ایک گھنٹہ لائن میں کھڑے رہیں، گیٹ پاس بنے اس کے بعد کہیں وہ گیلری میں جائیں۔ یہاں پنجاب اسمبلی میں کسی پاس کے بغیر ایم این اے صاحبان آپ کی گیلری میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ لابی میں بھی تشریف لے آتے

ہیں اور ایوان میں بھی تشریف لے آئے ہیں۔ میں جناب کی خدمت میں مودبانہ عرض کروں گا کہ یا تو ہمارے ایم پی اے صاحبان کی بھی اسی طرح عزت افزائی کی جائے۔ جس طرح ان کی یہاں عزت افزائی کی جاتی ہے۔ یا ان کے لئے بھی اس قسم کا Procedure اختیار کیا جائے۔ جس طرح وہ ہمارے لئے وہاں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ قومی اسمبلی کے اپنے قواعد وضوابط ہیں۔ جن پر وہ عمل کرتے ہیں اور میرے نوٹس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ کوئی معزز رکن اسمبلی وہاں گئے ہوں ان کو وہاں جانے میں کوئی دقت محسوس ہوئی ہو اگر کوئی ایسی بات ہے تو وہ میرے نوٹس میں لائی جائے۔ میں جناب سپیکر قومی اسمبلی سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ کس انداز میں آتے ہیں وہ چونکہ پاکستان کی معزز اور محترم اسمبلی ہے۔ اس لئے اس اسمبلی کے ارکان ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ جب بھی وہ یہاں آئیں تو ہم ان کی پذیرائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہم ان کو عزت سے بٹھاتے ہیں اور ہمیں ان کو عزت سے بٹھانا چاہیئے۔ لیکن جہاں تک ایوان کے اندر آنے کا تعلق ہے۔ جس طرح قومی اسمبلی میں کوئی ممبر صوبائی اسمبلی نہیں جا سکتا اسی طرح کوئی رکن قومی اسمبلی کا بھی صوبائی اسمبلی میں نہیں بیٹھ سکتا اس بارہ میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ ہمیں ان کی عزت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھنی چاہیئے اور ہم اسی طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے۔ اگر وہاں کے بارہ میں کوئی شکایت ہے تو وہ میرے نوٹس میں لائیں میں جناب سپیکر سے اس سلسلے میں بات چیت کروں گا آئندہ اس بارہ میں کوئی شکایت نہیں ہوگی۔

ایک معزز رکن۔ جناب سپیکر میں بھی وہاں دو دفعہ گیا ہوں میں نے باہر سے قومی اسمبلی کے ایک ممبر کو کسی دوست کے ذریعے بلوایا پھر انہوں نے فارم پر کیا جس کے بعد کارڈ جاری ہوا تو میں اندر گیلری میں گیا۔

جناب سپیکر۔ آج آپ یہ بات میرے نوٹس میں لائے ہیں میں جناب سپیکر قومی اسمبلی سے بات کروں گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر.....

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ کس سلسلے میں پوائنٹ آرڈر پیش کرنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو میں چھوٹی سی گذارش کرنا چاہوں گا۔ جیسا کہ ارکین قومی اسمبلی کی پذیرائی یہاں پنجاب اسمبلی میں ہوتی ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ جناب سپیکر قومی اسمبلی کی خدمت میں ارکین صوبائی اسمبلی کے خیالات ان تک پہنچا دیں۔ آپ ہماری سفارش کریں۔ جب بھی کوئی رکن صوبائی اسمبلی وہاں کی کارروائی دیکھنے کے لئے جائیں ان کے پاس اگر ان کا کوئی شناختی کارڈ ہے تو visit پاس جاری کرنے کے لئے وہ کارڈ کافی سمجھنا چاہیئے نہ کہ کسی رکن قومی اسمبلی کی سفارش کو اس کے لئے ضروری سمجھا جائے۔ جناب سپیکر یہ میری گذارش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ احسن طریقہ ہوگا کیونکہ ارکان اسمبلی خواہ وہ صوبائی سطح پر ہوں یا قومی سطح پر ہوں ان کا مقام ایک جیسا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب غلام حیدر وائیں صاحب۔

وزیر صنعت و تعدنی ترقی۔ (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر میں اپنے فاضل بھائی ملک محمد اشرف بارہ صاحب کی تحریک استحقاق کی admissibility کے بارہ میں اپنی گذارشات پیش کر رہا تھا، اور میری اس سلسلے میں یہ گذارش ہے کہ میرے فاضل بھائی نے دو باتوں کو اس تحریک استحقاق کی بنیاد بنایا ہے ایک یہ کہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو اجلاس ختم ہونے کے بعد وزیر تعلیم ایم پی اے صاحبان سے بات چیت کر رہے تھے۔ دوسری یہ کہ اس دوران جس وقت کہ ایوان سیشن میں نہیں تھا، وزیر تعلیم کی باتوں کے دوران بقول ان کے ایک ایم این اے صاحب یہاں پر آئے انہوں نے کچھ باتیں مبینہ طور پر ان سے کیں۔ یہ دو باتیں اس وقت تحریک استحقاق پر بحث کرنے کے لئے مرکزی اہمیت کی حامل ہیں میں ان دونوں باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں گذارش کروں گا کہ جس وقت ایوان سیشن میں نہ ہو اس وقت اجلاس آپس میں بات چیت کر رہے ہوں اس بات چیت کو استحقاق کے دائرہ کار میں نہیں لایا جا سکتا جو ہاؤس

سیشن میں ہو اور اس سیشن کے دوران کوئی ایسا واقعہ پیش ہوا ہو جس سے ہمارے ایوان کا کسی بھائی کا استحقاق مجروح ہونے کا ا
بروئے قواعد یہاں زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ اور تحریک
الفاظ کے مطابق جس وقت ایوان سیشن میں نہیں تھا اور بقول ان کے یہاں وزیر تعلیم موجود تھے اور وہاں کچھ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ وہ وقت House in session کے دائرہ کار میں نہیں آتا اور بات House in session کے دوران نہیں ہوئی اور اس میں اگر کوئی بات ہوئی بھی ہو تو وہ کسی فاضل ممبر کے استحقاق کو مجروح کرنے کا ذریعہ نہیں بن سکتا اور نمبر ۲ اس وقت بقول میرے فاضل بھائی ان کی بات مبینہ طور پر اگر کسی آدمی سے ہوئی ہے تو وہ کوئی قومی اسمبلی کے رکن ہیں اور میں یہ خیال کرتا ہوں اگر کسی قومی اسمبلی کے رکن اور صوبائی اسمبلی کے کسی رکن کے مابین کوئی بات ہوئی ہے یا نہیں اس سے قطع نظر میں یہ گذارش کروں گا کہ کسی بات کو وزیر اعلیٰ سے منسوب کرنا وزیر اعلیٰ سے منسوب کر کے اس کو استحقاق کے دائرہ کار میں لانا آئین اور قواعد کے تحت دور از کار ہے۔ اس لحاظ سے میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ تحریک اپنے الفاظ کے مطابق قاعدہ ۵۵ (۱) (۳) کے دائرہ کار میں نہیں آتی، کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ میں یہ بات اپنے بھائی سے گذارش کروں گا اگر تیسرے کسی بھائی نے ان کے ساتھ بات کی ہو تو اسے اس طرح منسوب کرنا کہ وزیر اعلیٰ نے یہ بات کہی تھی یہ بہت باوقار ایوان ہے اور اس کا ہر رکن نہایت باوقار ہے، ہمیں اس بات کا احساس کرنا چاہیئے کہ ہم کہاں سے شروع ہوئے اور ہم کہاں پہنچ رہے ہیں اور ہمیں کہاں تک پہنچنا ہے ہمیں اس ہاؤس کا اس کے اراکین کا اور قواعد و ضوابط کا وقار ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ ہمیں اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کی طرف سنجیدگی سے توجہ دینی ہوگی کہ ہم جو بات کر رہے ہیں ہم کس کے ساتھ کس استحقاق کو مجروح کر رہے ہیں۔

میاں فضل حق۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ میاں فضل حق پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

میاں فضل حق۔ جناب والا۔ وزیر موصوف جو کچھ فرما رہے ہیں اس سلسلے میں میں آپ کی وساطت سے پہلے تھوڑی سی وضاحت یہ پوچھوں گا کہ کیا کسی نیشنل اسمبلی کے ممبر کو ہاؤس سیشن میں ہو یا نہ ہو اندر آنے کی اجازت ہے؟ اور اگر ہے تو وہ پہلے مجھے قانون بتائیں؟ دوسرے یہ کہتے ہیں کہ کسی تیسرے آدمی سے انہوں نے بات کی اور پھر یہ کہ کیا بات ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ممبر کا استحقاق یہ یہاں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مجروح کر رہے ہیں کہ جو بات انہوں نے کی ہے وہ غلط کی ہے۔ ان کے پاس کیا ثبوت ہے کہ جو بات اس معزز ممبر نے کی ہے وہ غلط ہے یا صحیح ہے۔ جب وہ تحریراً اور حلفاً آپ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ واقعہ میرے ساتھ یہاں ہوا ہے۔ میں اس موقع پر یہاں موجود تھا۔ میرے سامنے ممبر نیشنل اسمبلی نے انہیں یہ دھمکی دی ہے اور کس توسط سے دی ہے۔ یہ دیکھنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں اور یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر! میں نے یہ گذارش کی ہے کہ یہ تحریک استحقاق تحریک استحقاق کے دائرہ کار میں نہیں آتی لہٰذا اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

ملک محمد اشرف بارا۔ جناب سپیکر! جیسے کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ ایم این اے صاحب کا اندر آنا یا نہ آنا اس کے متعلق تو آپ ہی بتائیں گے مگر جو کچھ میرے محترم وزیر جناب دائیں صاحب نے فرمایا کہ جو ایم این اے صاحب نے یہ بات کہہ کر تفتیش کے بارے میں دھمکی دی ہے اس سلسلے میں میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں یا آپ کی وساطت سے جناب غلام حیدر دائیں صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایم این اے اس چیز کا مجاز ہے کہ وہ کسی کی دوبارہ تفتیش کرنے کا حکم دے دے؟ اگر وہ کسی کی دوبارہ تفتیش کرنے کا حکم نہیں دے سکتا اور جن لوگوں نے دھمکیاں کھائی ہیں وہ بھی ایم این کے متعلق نہیں ہیں تو پھر آپ اس بات سے سمجھ لیں کہ وہ کس طرف سے حکم ہوا ہے۔ جناب والا میں آپ سے عرض کر رہا تھا

کہ آپ یہ جانتے ہیں کہ نہ کوئی ایم این اے اور نہ کوئی ایم پی اے دوبارہ تفتیش کرنے کا حکم دے سکتا ہے اور نہ ہی وہ دعوتیں کسی ایم این اے اور ایم پی اے کے خلاف تھیں۔ انہی کی زبانی یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جو دعوتیں آپ کھا رہے تھے وہ جناب وزیراعلیٰ کے خلاف دعوتیں دی جا رہی تھیں۔ پھر چونکہ انہیں وزیراعلیٰ صاحب سے ہمدردی ہو رہی تھی اور پھر جناب وزیراعلیٰ صاحب کے ذریعے ہی ان کی قربانی کہلوایا گیا ہے کہ آپ کی دوبارہ تفتیش کرائی جائے گی۔ حالانکہ میرے خیال میں ان کے پاس مدعی فریق آیا ہوگا کہ ہمارے مقدمہ کی دوبارہ تفتیش کرائی جائے۔ اس سے جناب کیا ثابت ہوتا ہے کہ یہ کس کی طرف سے حکم ہے۔ اگر ان کے پاس مدعی فریق آیا ہو یا ان کا مدعی فریق سے تعلق ہو تو وہ درخواست گزار کی مدد کر سکتے تھے۔ مگر یہ حکم دے دینا کہ اب دوبارہ تفتیش کرائی جائے گی۔ یہ آپ ذرا سوچ لیں کہ یہ کس طرف سے حکم آیا ہے۔ جناب والا! یہ مارشل لاء کی حکومت نہیں یہ جمہوری دور ہے۔ اس میں ہر آدمی کو اظہار خیال کی آزادی ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب ملک صاحب! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں آپ سٹیٹمنٹ دے چکے ہیں اور جناب غلام حیدر وائیں نے فنی لحاظ سے آپ کی تحریک استحقاق کی مخالفت کی ہے۔ آپ اس سلسلے میں بتائیں کہ جو یہ فرماتے ہیں کہ ہاؤس سیشن میں نہیں تھا۔ اور جب ہاؤس سیشن میں نہ ہو تو کوئی بات said and done نہیں بنتی۔ یہ breach of privilege ہے وہ جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے کہا ہے۔ اس لئے اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

ملک محمد اشرف بارا۔ جناب والا۔ آپ نے تو مجھ سے وضاحت ہی طلب نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر۔ میں نے اس پر کوئی فیصلہ نہیں دیا۔

ملک محمد اشرف بارا۔ جناب والا۔ آپ مجھے یہ فرما رہے تھے کہ جناب وائیں صاحب

نے جو اعتراضات کیئے ہیں ان اعتراضات کی روشنی میں بولیں۔ مگر آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیئے بغیر ہی فیصلہ دے دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ نہیں۔ میں نے کوئی فیصلہ نہیں دیا۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا۔ گذارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب! جناب سپیکر ایوان سے مخاطب ہوں تو ان کو interrupt نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ کی تحریک استحقاق پر technically جناب غلام حیدر وائیں نے اعتراض کیا ہے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اس سلسلے میں آپ کچھ فرمائیے۔ اس کے مضمون پر تو آپ پہلے بات کر چکے ہیں۔

ملک محمد اشرف بار۔ جناب والا۔ ایک تو جناب وائیں صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اجلاس کے ختم ہونے کے بعد کسی ایم این اے کا اندر داخل ہونے سے کوئی استحقاق نہیں بنتا۔ مگر اس بات کے بارے میں، میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ چونکہ آپ اس اسمبلی کے سربراہ ہیں یہ تو آپ ہی بتائیں گے۔ ابھی اجلاس ختم ہوا ہی تھا اور ممبران اسمبلی باہر نکل رہے تھے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا۔ لہٰذا یہ آپ ہی بتائیں گے کہ اس وقت کوئی ایم این اے ہاؤس میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟ دوسری بات جو وائیں صاحب نے فرمائی ہے وہ یہ کہ ایک ایم این اے کا ایک ایم پی اے کو کہنا کہ آپ کی دوبارہ تفتیش کرائی جائے گی۔ اس کا تعلق جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے نہیں بنتا تو اس کے بارے میں عرض کروں گا کہ چونکہ ایم این اے صاحب خود اس چیز کے مجاز نہیں کہ وہ کسی تفتیش کے بارے میں حکم صادر فرما دیں۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب! اس بارے میں، میں آپ کو عرض کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں ایک بات تو یہ ہے کہ جس وقت یہ ہاؤس سیشن میں نہیں اس وقت کسی آدمی کا ہاؤس میں آجانا۔ یہ کوئی breach of privilege نہیں اور نہ خلاف ضابطہ ہے جس وقت ہاؤس سیشن میں نہیں ہوتا اس وقت

ہمارے پاس outsiders آتے ہیں ہم انہیں یہ ہال دکھاتے ہیں۔ انہیں یہ گیلریز دکھاتے ہیں۔ بس انداز سے ہم بیٹھتے ہیں وہ دکھاتے ہیں۔ ہمارے پاس بے شمار foreigners آئے ہیں جنہیں ہم نے ہاؤس دکھایا ہے تو اس میں کوئی breach of privilege نہیں ہوتا۔ جب ہاؤس سیشن میں ہو تو ممبرز کے علاوہ اور کوئی آدمی ہاؤس میں نہیں بیٹھ سکتا نہ آپ کی لابیز میں۔ ایک تو یہ بات طے ہو گئی دوسری بات جو جناب غلام حیدر وائیں نے فرمائی ہے کہ ہاؤس سیشن میں نہ ہو تو کوئی بھی بات کی گئی یا کوئی عمل کیا گیا ہو تو وہ breach of privilege میں نہیں آتا۔ یہی آپ نے فرمایا ہے ؟ میں اس بات سے بھی اتفاق نہیں کرتا۔ اس سلسلے میں جناب وزیر قانون صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے۔؟

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر! جہاں تک آپ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر اسمبلی سیشن میں نہ ہو تو۔ ۔ ۔" یہ آپ کا فیصلہ بالکل درست ہے۔ دوسری بات کا جو آپنے تذکرہ کیا ہے اس کے متعلق میرے پاس Indian Parliament کے Rulings ہیں جو میں پیش کرتا ہوں۔

No Member can claim or exercise any authority over a member of the other House. Consequently, neither House can take upon itself to punish any breach of privilege or contempt offered to it by a member or officer of the House.

اس سلسلے میں آپ نے کہا ہے کہ ہے سیشن کے بعد یہاں اور سپیکر بھی آسکتے ہیں اور مدد کرنے والے بھی آسکتے ہیں۔ تو اگر ایم این اے آگئے ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور میرے معزز رکن کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں رولنگز ہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر کسی قسم کا استحقاق جو ایم این اے کے خلاف ہو۔ مجروح نہیں ہوتا۔ میں یہ قانونی بات کر رہا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کے سلسلے میں آپ سپیکر قومی اسمبلی کو refer کر سکتے ہیں لیکن وہ اگر

کوئی سنگین مسئلہ ہو بصورت دیگر آپ اس جگہ پر تحریک کا فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب والا بڑی معمولی بات ہے کہ اس میں قطعی طور پر ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ یہ معاملہ قومی اسمبلی کو refer کیا جائے۔ اور میں یہی گذارش کروں گا کہ میرے فاضل رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ آپ قریشی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔؟ فرمائیے۔

جناب عطا محمد قریشی۔ جناب والا، میں اپنی وضاحت کے لئے جناب سے عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا کسی ایم۔ این۔ اے کے خلاف کارروائی کرنا صوبائی اسمبلی کے ضابطہ کار میں آتا ہے۔ یا اس کے اختیار میں ہے کہ کسی ممبر نیشنل اسمبلی کے خلاف کارروائی کرے۔

جناب سپیکر۔ یہی تو ہم نے آج یہاں پر فیصلہ کرنا ہے۔ اس تحریک استحقاق میں اس بات کا فیصلہ ہونا ہے۔ جناب ملک محمد اشرف بار ایٹ لا صاحب۔

ملک محمد اشرف بار ایٹ لا۔ جناب سپیکر۔ مجھے تو وزیر موصوف کی اردو کی باتوں کی ہی سمجھ نہیں آئی۔ مگر اب وہ انگریزی ہی بول رہے تھے تو مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی ہے میں اس کے جواب میں کیا کہوں۔ باقی میرا جو استحقاق مجروح ہوا ہے کہ وہ دھمکی دے کر مجھے کسی بھائی کے ساتھ ملنے کا حق نہیں دیا جا رہا ہے۔ کیا مجھے کسی رکن اسمبلی سے ملنے کی اجازت نہیں یا مجھے کسی دعوت میں جانے کی اجازت نہیں۔ میرا تو یہ حق بنتا ہے کہ مجھے کسی دعوت میں جو کہ مسلم لیگی ارکان اسمبلی کی طرف سے دی گئی ہو۔ اس میں شرکت کروں۔ مجھے کسی کے ساتھ ملاقات سے روکنا۔ کسی دعوت میں شریک ہونے سے روکنا۔۔۔ کیا ان باتوں سے میرا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔؟ اور اس کے بدلے کسی آدمی کو جو کہ پہلے ہی تین ماہ جیل کی تکالیف برداشت کر چکے ہوں انہیں پھر دوبارہ اس کیس میں ملوث کر دیں اور اسے پھر پریشان کرنا قرین انصاف ہے؟

وزیر قانون۔ جناب سپیکر۔ وہ اب قانون کی بات نہیں سمجھتے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔؟ میں کیا کر سکتا ہوں۔!

جناب سپیکر۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ جناب ڈاکٹر سردار احمد صاحب

وزیر ٹرانسپورٹ۔ جناب والا، میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر نے یہ کہا ہے اور بار بار کہا ہے کہ انہیں دعوتوں میں جانے سے روکا جا رہا ہے مجھے یہ بتائیں کہ آئینی طور پر انہیں کون اپنے حق سے روک سکتا ہے اور ان کا استحقاق مجروح ہو۔ جہاں چاہیں، جس دعوت میں چاہیں، جائیں ان کی اپنی مرضی ہے۔ دعوت کے متعلق جو فرما رہے ہیں تو نہ اس کے لئے ان کا پریویلج بنتا ہے اور نہ مجروح ہوتا ہے اور نہ کسی نے روکا ہے۔

جناب سپیکر درست ہے۔ جناب چیمہ صاحب، آپ اس سلسلہ میں میری مزید رہنمائی فرمائیں۔

جناب محمد اعظم چیمہ۔ جناب سپیکر، رہنمائی تو نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر جناب اجازت دیں تو تھوڑی سی مدد کر دوں، جناب والا زیر بحث تحریک استحقاق میں قانون کے مطابق استحقاق یا تو آئین کے مطابق حاصل ہوتا ہے یا پریویلج ایکٹ کے مطابق حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات نہ آئین کے تحت بنتی ہے اور نہ ہی پریویلج ایکٹ کے تحت بنتی ہے۔ باقی جہاں تک میرے دوست کو یا میرے قریبی ساتھی کو دلی صدمہ ہوا ہے یہ کوئی اچھی بات نہیں میں جناب کی وساطت سے ان کی خدمت میں ایک بات عرض کروں گا اگر وہ قبول کر لیں۔ اگر وہ ایک دعوت اور کھانا چاہیں تو میں ان کو اور ایم این اے کو صلح صفائی کرانے کے لئے اپنی طرف سے دینے کے لئے تیار ہوں۔ (تمام اراکین کو دعوت دیں۔ آوازیں) بات اس شخص کی ہو رہی ہے۔ جس کی دلآزاری ہوئی ہے دوسرا میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کر دوں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری ارشاد علی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

چوہدری ارشاد علی۔ جناب سپیکر، اب ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ چیمہ صاحب نے صرف ایک بھائی کو دعوت دینے کی بات کی ہے۔ جب کہ ہم سب یہاں پر بیٹھے ہیں، ہمارا بھی اتنا ہی حق بنتا ہے جتنا کہ انہوں نے ایک بھائی کے لئے کہا ہے، دوسرا یہ ہے کہ میرے فاضل محرک بھائی نے بار بار یہ کہا ہے کہ قومی اسمبلی کے ممبر کو یہ اختیار نہ ہے۔ میں یہ گذارش کروں کہ جب ان کو کوئی اختیار نہ ہے۔ کوئی دوبارہ تفتیش نہیں

کروانگے، تو پھر وہ خائف کیوں ہیں، ان کو کیوں استحقاق کی ضرورت پڑی ہے میرے بھائی کو ذرا زندہ دل ہونا چاہیئے۔ ایسی تو کوئی بات نہیں اگر ہمارے ساتھ کوئی زیادتی ہوگی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ کی بات کا پہلا حصہ پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ دوسرا نہیں۔

جناب چیمہ صاحب، تجویز کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ دوسری بات میں یہ عرض کروں گا، میں اپنے فاضل دوست سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پر زور نہ دیں۔

جناب سپیکر۔ کھانے کی تجویز آپ واپس لے رہے ہیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ میں کھانے کی تجویز پر بالکل پابند ہوں اور۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ جناب سعید ظفر صاحب بات کریں گے۔

جناب مہر سعید احمد ظفر۔ (پارلیمانی سیکرٹری) جناب والا میرے ذہن میں ایک تجویز ہے بلکہ ہم اس کو عملی جامہ بھی پہنا سکتے ہیں بجائے اس کے کہ چیمہ صاحب دو آدمیوں کو کھانا دیں۔ اگر یہ پورے ہاؤس کی دعوت کریں تو ہم بارا صاحب کی منت کریں گے۔ اور وہ تحریک استحقاق واپس لے لیں گے۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ بارا صاحب میرے پڑوسی ہیں، میرا ان پر حق ہے۔ ان کا مجھ پر حق ہے۔ آخر میں آپ کی وساطت سے میں ایک اور عرض بارا صاحب سے کروں گا کھانے کی دعوت میں نے صرف بارا صاحب اور ایم این اے کو دی ہے اور اس پر قائم ہوں۔

جناب سپیکر۔ جناب روکڑی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب گل حمید خان روکڑی۔ انہوں نے بارا صاحب اور ایم این اے صاحب میں فرق کیا ہے۔ ان کو کھانا دینے کی پیشکش کی ہے اور ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے یا تو یہ پورے ہاؤس کو کھانا دیں یا آپ کوئی رولنگ دیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ چیمہ صاحب نے دعوت دی دو معزز ممبران کو، چونکہ یہ میرے بھائی ہیں، میں ان کے ساتھ مل کر سارے ہاؤس کو دعوت دیتا

ہوں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا میں جناب کی وساطت سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

میاں ممتاز احمد متیانہ۔ جناب والا، میں یہ عرض کروں گا کہ جناب گل نواز صاحب نے جو دعوت کی بات کی ہے۔ اس پر مجھے یہ شبہ ہونے لگ گیا ہے کہ کہیں وہ وزارت کے امیدوار تو نہیں کیوں کہ آج کل کچھ ایسا ہی سلسلہ چل رہا ہے۔

چوہدری گل نواز خاں ڈرائیچ۔ جناب والا نہ میں نے امریکہ جانا ہے اور نہ میں نے سرکاری حج کرنا ہے۔ میں وہ مسلمان ہوں جو اپنی گرہ سے حج کروں گا انشاء اللہ۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ میاں صاحب تشریف رکھیں، چیمہ صاحب تشریف رکھیں حاجی صاحب تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ چیمہ صاحب ایک سیکنڈ میں بات ختم کیجئے

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب آخری بات جو کہ اس تحریک استحقاق میں ہے۔ میرے فاضل دوست نے اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ آئندہ اس کے ساتھ یہ ہونے والا ہے۔ وہ یہ یقین رکھیں کہ اگر ان کے ساتھ کوئی ناجائز کارروائی ہوئی ہم بھی اس وقت ان کے ساتھ ہوں گے وہ اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں اور یہ تسلی رکھیں کہ ہمارا تعاون ان کے ساتھ ہوگا اور یہ تحریک استحقاق بجائے اس کے کہ آپ اس پر رولنگ دیں یا فیصلہ کریں۔ اس سے پہلے میں ان سے گذارش کروں گا کہ وہ اس کو واپس لے لیں۔

جناب سپیکر۔ جناب ملک محمد اشرف صاحب آپ صرف مختصراً فرمائیے کہ چیمہ صاحب کی تجویز پر آپ کے کیا comment ہیں۔؟

ملک محمد اشرف بارا۔ جناب سپیکر میں چیمہ صاحب کی تجویز کے متعلق ہی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں چیمہ صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اور میرے بڑے بھائی ایم این اے صاحب کو اکٹھے کھانا کھانے کی دعوت دی ہے۔ میں ان کا مشکور ہوں۔ ایم این اے صاحب ویسے بھی میرے بھائی ہیں میں ان کا بڑے بھائیوں کی طرح احترام کرتا ہوں مگر میرے خلاف یہ بات جو کہی گئی ہے کہ دوبارہ تفتیش کرائی

جائے گی اگر حکومت کی طرف سے مجھے یہ یقین دھانی کرا دی جائے کہ میرے ساتھ اس قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہو گی جو آج سے تین ماہ پہلے ہوئی تو میں چیمہ صاحب کی اس بات پر بھی اتفاق کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ اس پر جناب وائیں صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے۔؟ جناب وائیں صاحب اس پر پہلے آپ بات کر چکے ہیں۔ یہ ایک تجویز انہوں نے دی ہے اس پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔؟

چوہدری نعیم حسین چھٹہ۔ جناب سپیکر! میں اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر صنعت۔ میں نے تو فنی پہلوؤں پر اپنی گذارش کر دی ہے کہ technically یہ تحریک استحقاق admissibility کے دائرہ کار میں نہیں آتی اور میرا اب بھی اس پر یہی موقف ہے۔ کیونکہ اگلی بات کو یہاں پر زیر بحث لانے کی نہ تو قواعد اجازت دیتے ہیں اور نہ ہی اس کی یہاں پر ضرورت ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آئین اور قانون کے مطابق ہر فرد کو قانونی تحفظ دینا اس حکومت کا فرض ہے اور یہ حکومت اس بات پر یقین رکھتی ہے اور یقین دلاتی ہے کہ ہر فرد کو قانون کے مطابق دیئے گئے استحقاق کا تحفظ کیا جائے گا۔ ہر مدعی اگر وہ حق پر ہو اور ہر ملزم اگر وہ بے گناہ ہو اس کو قانون کے مطابق انصاف ملے گا اور اس کی میں یقین دہانی کراتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جناب حاجی بوٹا صاحب پرائمٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

حاجی محمد بوٹا۔ جناب سپیکر گذارش اے وے کہ تقریباً پورے دو سال ہو گئے ساڈا ہاؤس چل رہا اے۔ پورے دو سالاں دے وچ جنیاں وی تحریک استحقاق آئیاں نے ساریاں سرکاری ملازماں دے خلاف آئیاں نے پاویں سپاہی ہووے تے پاویں کوئی اعلیٰ درجے دا ہووے۔ اے پہلی تحریک استحقاق ہے کہ دو ممبر آپس وچ لڑے تے تحریک استحقاق ہو گئی ہے اے۔ کیا اگر اسیں دو ممبر

اپنے اندر آپس وچ لڑاں گے تے ساڈی ایس طرح تحریک استحقاق ہو سکدی ہے۔ ممبراں دی آپس وچ لڑائی ہووے تے اگے تے ہمیشہ تحریک استحقاق آندیاں رہیاں نے اے پہلی تحریک استحقاق اے کہ دو ممبر آپس وچ لڑ پئے نے تحریک استحقاق ہو گئی اے۔ اے اودی وی ہو گئی نے دوناں دی ہو گئی۔ اے کوئی سرکاری ملازم تے نئیں۔ سرکاری ملازماں توں علاوہ اے پہلی تحریک استحقاق اے جدے بارے ہیں وضاحت چاہنا کہ آیا ایس دربھرا لڑ پاں گے جیہڑے اس صوبائی اسمبلی دے ممبر آں نے تحریک استحقاق ساڈی بنے گی یا کہ نئیں بنے گی۔ اے وضاحت کرو۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھئے حاجی صاحب۔ جناب نعیم حسین چٹھہ صاحب آپ اس کی admissibility کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ۔ جی میں اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتا ہوں صرف دو منٹ دے دیجئے۔

جناب سپیکر۔ مجھے اب مزید اس پر کچھ views کی ضرورت نہیں آپ دو منٹ میں اپنی بات ختم کیجئے۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ۔ جناب والا! جیسا کہ میرے فاضل ممبر نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے اور جناب وزیر موصوف نے اس کی technically مخالفت کی کہ اس وقت ہاؤس adjourn ہو چکا تھا۔ یہ درست ہے لیکن اس وقت ہاؤس کو adjourn ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی آپ یقیناً تشریف لے جا چکے تھے لیکن ممبران ابھی بیٹھے تھے تو یہ اسی طرح ہوتا ہے جیسے کہ عدالت میں اگر جج صاحب نہ بھی بیٹھے ہوں تو اگر کوئی بندہ عدالت کے اندر ہو تو وہ عدالت کی custony میں شمار ہوتا ہے۔ چاہے جج صاحب بیٹھے ہوں یا اٹھ کر چلے جائیں۔ اور چونکہ یہ اس پروسس کی continuity ہی تھی ابھی چند منٹ ہی ہوئے تھے اور یہ حال باقاعدہ طور پر close نہیں ہوا تھا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ چند

منٹ کی دیر کوئی دیر نہیں وہ continuation of a session کی opening اور سیشن کے جاری رہنے کی ہی کڑی تھی اس لئے یہ تحریک استحقاق دائرہ کار میں آتی ہے۔ اور ان کا استحقاق بنتا ہے اگر کوئی غیر ممبر اس ہاؤس کے لئے منتخب نہیں وہ خواہ کتنی بھی بڑی اسمبلی کا منتخب نمائندہ ہو اس کو یہاں داخل ہونے کے لئے کسی ضابطہ اور کی procedure کا پابند ہونا چاہیئے تھا اور اگر ایک ممبر کا استحقاق اس عمارت کے اندر بھی محفوظ نہیں تو پھر اور خدا جانے کہاں اس کا استحقاق محفوظ ہوگا اور کب اس کی ضمانت فراہم کی جائے گی کہ وہ کسی دھمکی سے اور اس قسم کے لب ولہجے سے آزاد اور محفوظ ہے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف نے اگر فنی طور پر اس کی مخالفت کی ہے تو اگر وہ نہایت عالا ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اخلاقی طور پر اس بات کا اعادہ کرتے کہ اگر ایم۔ این۔ اے صاحب نے یہ بات کہی بھی ہے تو وہ بلا جواز ہے بلا اختیار ہے اس قسم کی victimization نہ ہمارا عقیدہ ہے نہ ہماری پارٹی کا اور نہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کا ایسا کوئی اصول ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہوگا اور اس کے ساتھ چونکہ یہ بھی درست ہے کہ ایک دفعہ کسی کیس کی اگر تفتیش ہو جائے تو پھر کسی بھی دنیا کے قانون میں ہر روز دوبارہ تفتیش یا کسی بھی خیال کے مطابق یا کسی دفعات کے مطابق بار بار زیر تفتیش نہیں لایا جا سکتا۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب یہ اس کی admissibility کے بارے میں بات نہیں۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ وزیر موصوف اگر اٹھ کر یہ اطلاع دینے کی کہ اس وجہ سے کسی قسم کی کوئی victimization نہیں ہوگی اور کسی کو زیر عتاب نہ لایا جائے گا نہ وہ زیادہ قرین مصلحت اور قرین انصاف ہوتا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ technically بھی admit ہونے کے قابل ہے اور اسے یکمشت کے سپرد کیا جانا نہایت مناسب ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ بات جو آپ فرما رہے ہیں اس بارے میں وہ سٹیٹمنٹ دے چکے

ہیں کہ کسی کے خلاف victimization نہیں ہوگی اور حکومت کسی کے خلاف کوئی ناجائز کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ یہ تو وہ کہہ چکے ہیں۔ ملک محمد اشرف بارا۔ جناب والا یہ تو جناب وائس صاحب کہہ چکے ہیں کہ بندے کا حق مارا جائے گا نہ ملزم کا حق مارا جائے گا مگر انہوں نے یہ یقین دہانی نہیں کرائی کہ جس تفتیش کو تین ماہ قبل دوبارہ نہیں کرایا گیا اور ہم عدالت سے ڈسچارج ہو چکے ہیں۔ اب اس کام کے بعد دوبارہ مدعی کے حق کے بننے کی کیا ضرورت ہے۔ جناب اس کے متعلق مجھے یقین دہانی کرا دی جائے کہ مجھے دوبارہ اس سلسلے میں پریشان نہیں کیا جائے گا۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ چیمہ صاحب میں اس پر فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ جناب بس ایک منٹ۔۔۔ جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سکینڈل گراؤنڈ پر کہ اجلاس اس وقت نہیں ہو رہا تھا جب ایم۔ این۔ اے صاحب موجود تھے۔ تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ تین روز پیشتر ایک ایم این اے صاحب اس بنچ پر بڑی بے نیازی کے ساتھ یہاں تشریف رکھتے تھے ڈپٹی سپیکر صاحب صدارت فرما رہے تھے ان کی توجہ اس طرف دلانے کے بعد ایم این اے صاحب یہاں سے تشریف لے گئے۔

جناب سپیکر۔ وہ تو ایک الگ بات ہے۔

وزیر زراعت۔ جناب سپیکر اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اس میں کچھ عرض کر دوں کیونکہ یہ بڑا نازک سا نقطہ ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ واضح ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ جی فرمایئے۔

وزیر زراعت۔ میں عرض کر دوں کہ جناب والا ایک پوائنٹ پر تو اپنی رولنگ قانون کے نقطہ نظر سے بڑی مناسب اور صحیح ہے اور اس میں کسی قانونی نقطہ نظر سے بھی کوئی ابہام موجود نہیں ہے کہ جب ہاؤس in session

ہو تو اس وقت کسی بیرونی عنصر کی لابی میں جو اس کا حصہ ہے اور ہاؤس کے اس حصہ میں جو جناب کے سامنے ہے مداخلت یا entry نہیں ہو سکتی یہ بات بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ ہاؤس adjourn ہو چکا تھا اور in session نہیں تھا اس کے بعد کوئی ممبر چاہے ایک منٹ رکے دو منٹ رکے یا ایک گھنٹہ تو اس کے لئے وہ ہاؤس in session شمار نہیں ہوگا اس resolution کے ساتھ ہی یہ بات admitted ہے کہ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے کہ مورخہ ۲۱ ۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو اجلاس ختم ہونے کے بعد وزیر تعلیم یہاں موجود تھے۔" وہ وہاں کام کر رہے ہوں گے۔؟ اس کے علاوہ یہ معاملہ continuation میں کسی طور پر نہیں آتا اور میرے فاضل بھائی نعیم چھٹہ صاحب کا یہ استدلال کہ اس معاملہ کی اس سیشن کے ساتھ continuation رہے گی یہ قطعی غلط ہے اگر اس کے بعد کوئی واقعہ رونما ہوگا تو پھر اسمبلی کے granted privilege یا استحقاقات کے دائرکار میں نہیں آئے گا بلکہ جو Ordinary law of the land. ہے اس کے تحت آئے گا پھر استحقاق کے قوانین اسمبلی کے ممبران کے استحقاق کو تحفظ دینے کے لئے بنائے گئے ہیں وہ اس میں continuation نہیں آئیں گے بلکہ ordinary law کے تحت کہ قانون اور دستور نے ان کو یہ استحقاق دیا ہے کہ . . .

The will be treated in accordance with law.

کہ قوانین کے مطابق ان کو take up کیا جائے گا تو اس لئے وہ استحقاق نہ صرف ممبران کو بلکہ ہر ایک شہری کو میسر ہے۔ اب جناب اس پوائنٹ پر رولنگ دے چکے ہیں کہ چونکہ یہ اجلاس ختم ہو چکا تھا اور اس کے بعد اگر کوئی صاحب آتے ہیں۔ صفائی کرنے والے یا دیگر عملہ آتا اور اپنا کام کرتا ہے اگر وہاں کوئی چپقلش ہو جاتی ہے کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو وہ استحقاق کے دائرہ کار میں نہیں آئے گا وہ اسمبلی in session شمار نہیں ہوگی۔ وہ ایک الگ مسئلہ ہوگا۔

جناب والا! اس میں دوسرا حصہ یہ ہے کہ وہ داخل ہوتے اور مجھے یہ دھمکی دی کہ چونکہ آپ وزیر اعلےٰ کے مخالفین کے ہاں دعوتیں کھا رہے ہیں اس لئے وزیر اعلےٰ نے کہا کہ آپ کے خلاف کافی مقدمات بنائے جائیں گے۔ اور قتل کا ایک مقدمہ جس میں آپ اور آپ کے بھائیوں کے متعلق بے گناہی ثابت ہونے پر ڈسچارج کیا گیا تھا، اس کی دوبارہ تفتیش شروع کرا دی جائے گی میں ان کے خلاف یہ کلمات سن کر حیران ہو گیا۔ ایم این اے موصوف ایوان میں داخل ہونے کے مجاز نہ تھے دوسرا ان کی دھمکی اور غیر قانونی کلمات نیز میری شخصی آزادی جو آئین کے تحت مجھے حاصل ہے، وہ سلب کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ معزز ایوان کا استحقاق پامال ہوا ہے۔ اب جناب والا! ملاحظہ فرمائیں کہ جہاں تک ان کے داخلے کا تعلق ہے وہ اس پر بحث ہو چکی ہے۔ اب جناب والا یہ بات رہ گئی کہ ایک آدمی کی دھمکی سے چاہے وہ ایم این اے ہو چاہے وہ اس چیمبر کی صفائی سے تعلق رکھتے ہوں یا کوئی اور آدمی ہو، کیا اس کی دھمکی سے اس ممبر کا استحقاق ان

Privileges granted by law, constitution framed thereunder.

جو کہ رولز آف بزنس کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ اس کو protect کرنے کے لئے استحقاق کے قوانین وضع کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اگر کسی معزز رکن کو، جو اس معزز ایوان کا رکن ہے، کوئی بھی شخص قانون سے بالاتر نہیں خواہ وہ کتنے ہی بڑے منصب پر فائز ہو، اگر اسے سنگین نتائج کی دھمکی دیتا ہے اور دھمکی کے بعد خدانخواستہ اگر اس پر جان لیوا حملہ ہوتا ہے اور کوئی رکن اسمبلی اس نتیجے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے تو جناب والا یہ بڑا سنگین واقعہ

ہے اور میں آپ کی اطلاع کے لیے اور اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کروں گا، حالانکہ جس رکن قومی اسمبلی کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے وہ ایک لحاظ سے میرے بھتیجے کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ ان کے والد گرامی مرحوم ہمارے ساتھ رکن اسمبلی رہے ہیں اور میرے ان کے ساتھ بڑے خوشگوار تعلقات رہے ہیں

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں Point of information پہ آگے بات کر رہا ہوں۔ پہلے میرا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ information کے لئے۔

جناب سپیکر۔ یہ انفرمیشن تو آپ دے رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف انفرمیشن پہ میں ایوان کی اطلاع کے لئے بول رہا ہوں۔ اور میری اطلاع کے مطابق ۱۴ اگست کو جو میاں یہ ناخوشگوار واقعات ہوئے تھے . . . . ان کی کیسٹیں بیرونی ممالک میں ٹیلی ویژن پر دکھائی گئی ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب شاہ صاحب۔

I am very sorry, I cannot allow you

ملک صاحب آپ تشریف رکھیں چوہدری صاحب کو بات مکمل کر لینے دیں۔ اس کے بعد میں آپ کو بولنے کی اجازت دوں گا۔

وزیر زراعت۔ جناب والا! یہ نکتہ پہلے واضح ہو جانا چاہیئے۔ یہ نکتہ اور اس Ordinary law اور privilege میں بڑا نازک سا فرق ہے۔ کیونکہ جناب والا کے سامنے کچھ ایسے questions ہوئے ہیں۔ مجھے اپنے بھائی سے پوری ہمدردی ہے کہ اگر ان کو نا جائز دھمکی دی گئی ہے اور ان کو کسی قانون کے خلاف treat کرنے کے لئے کہا گیا ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوگی اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا کہ اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہو تو میں بھی کسی Court of law تک جانے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن

بات یہ ہے کہ ان کو دھمکیاں دی گئی ہیں۔ اس میں ایک تو خدشات ہیں کہ وہ ان کے خلاف دوبارہ تفتیش شروع کرائی جائے گی۔ اصل میں ان کا منشا ہے کہ ان کو assurance دلا دی جائے کہ اگر کوئی قتل کا مقدمہ ہے تو دوبارہ تفتیش نہ کی جائے۔ تو یہ بات جو میرے فاضل بھائی نعیم حسین چٹھہ صاحب نے کہی کہ ایک دفعہ جس مقدمے کی تفتیش ہو جائے تو دوسری دفعہ نہیں ہو سکتی۔ یہ قطعی طور پر کسی بھی قانون کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر کوئی کورٹ ایک مقدمے میں تفتیش کے بعد اپنا فیصلہ دے دیتی ہے تو وہ دوبارہ reopen نہیں ہو سکتا۔ اپیل میں تو جا سکتا ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تفتیش نہیں ہو سکتی، اس کی گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔ کوئی بھی پرائیویٹ ممبر اگر چاہے کہ اس کی دوبارہ تفتیش کی جائے۔ اگر چالان بھی عدالت میں پیش ہو چکا ہو تب بھی دوبارہ تفتیش ہو سکتی ہے۔ رہی بات یہ کہ اس دھمکی سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو میں عرض کروں گا کہ ordinary constitutional protection کے تحت ان کو موجود ہے کہ اگر کوئی شخص غیر قانونی حرکت کرتا ہے تو Ordinary law of the land کے تحت کارروائی کر کے اس کے خلاف پرچہ درج کرواتا ہے، رپٹ درج کرواتا ہے۔ اس کے خلاف تفتیش ہو کر باقاعدہ کارروائی ہوتی ہے۔ اور اس میں وزیر تعلیم صاحب کو بھی گواہ رکھنا کہ آپ کی موجودگی میں میرے خلاف یہ واقعہ ہوا، حالانکہ ایسی کوئی support مل نہیں رہی اس لئے میں عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ اس دھمکی سے ان کو ordinary law کے تحت پرچہ رجسٹرڈ کروانے کا اور کارروائی کرنے کا پورا اختیار ہے لیکن اس سے وہ استحقاق مجروح نہیں ہوتا جو کہ آئین کے تحت دیا گیا ہے، اس کی سنگینی سے مجھے انکار نہیں کہ یہ ایک سنگین واقعہ ہے اور پوری اسمبلی اس کا ساتھ دے گی اگر اسمبلی کے اندر کوئی غیر قانونی واقعہ رونما ہو لیکن اس کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق کا موضوع نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کے لئے اور قانونی کارروائی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا میں عرض کروں گا کہ یہ

تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اس کو admit نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ جی ملک صاحب۔!

ملک محمد اشرف بابر۔ چونکہ وزیر زراعت نے فرمایا ہے کہ میرے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ میرے معزز بھائیوں اور ارکان اسمبلی نے بھی مجھے یقین دہانی کرائی ہے کہ آپ کے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دیں گے اس یقین دہانی کے بعد میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! کیا privileges کے بارے میں مجھے وضاحت کی اجازت دیں گے۔؟

جناب سپیکر۔ اگلا پریلیمنری موشن take up نہ کرلیں۔؟

جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ مولانا صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں اس لئے اب یہ lapse کرجائے گی۔ یہ تحریک استحقاق نمبر ۲۰ ہے جناب چوہدری محمد اصغر صاحب کی طرف سے۔ اس پر decision pending ہے۔ اس سلسلہ میں میں اپنی رولنگ دینی چاہتا ہوں۔

RULING OF THE CHAIR

Mr Muhammad Asghar Chaudhry, MPA gave notice of a question of Privilege alleging that the Minister for Local Government, while answering Assembly Question No. 1261 on 5-10-1986, provided incorrect information resulting in breach of Privilege of the House. He referred to the delegation of powers conferred by the Governor Punjab on the Divisional Commissioner and stated that it was he alone who was competent to pass a Stay Order and not the Minister for Local Government.

2. The facts of the case as stated in the motion are that the Minister for Local Government stayed auction on an application submitted by Thara Association, Municipal Committee, Lala Musa, District Gujrat for which, according to him, he was competent. In support of his arguments he referred to rule 6 of the Rules of Business, 1974 and Section 156 (c) of the Punjab Local Government Ordinance, 1977, Which is briefly quoted as under :-

Rule 6 of the Rules of Business, 1974.

"(a) A Minister shall be responsible for the policy matters and for the conduct of business of his Department."

"Section 156 of the Punjab Local Government Ordinance, 1979.

If, in the opinion of the Government, anything done or intended to be done by or on behalf or a Local Council is not in conformity with law or is in any way against public interest, Government for reasons to be recorded may :-

(a) quash the proceedings ;

(b) suspend the execution of any resolution passed or order made by the Local Council ; and

(c) Prohibit the doing of anything proposed to be done."

3. The Minister for Industries also based his argument on the above quoted law and rules and asserted that the Minister for Local Government was fully competent to pass the Stay Order on the application and that auction was against the public interest. It was further argued that the delegated powers to the Commissioner do not in any case take away the inherent powers of Government to exercise those powers itself.

4. I have given my careful consideration to this issue and am of the opinion that the matter is of difference and interpretation of law as to whether a Minister is a Government or not. This is a matter which I am not supposed to interpret.

5. On privilege Motion No. 21, it was held that a breach of Privilege can arise only the Minister makes a false statement or an incorrect statement wilfully, deliberately and knowingly. The mover has not been able to substantiate it.

6. In view of the above, I hold the Privilege Motion out of order.

جناب سپیکر۔ یہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا میری بھی ایک تحریک استحقاق تھی۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا اس وقت میں ایک ضروری حاجت کے لئے گیا تھا اس وقت آپ نے نام پکار دیا، اس وقت میں ساری بحث سن رہا تھا۔ آپ نے اس پر رولنگ دینی تھی۔ مجھے سخت حاجت تھی۔ میں تو ایک منٹ کے لئے اٹھا ہوں اس وقت آپ نے بلا لیا، میں اس وقت آگیا پھر آپ رولنگ دے رہے تھے اس لئے میں خاموش بیٹھ گیا۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب میں اس پر آپ کی عدم موجودگی کی وجہ سے اپنا decision announce کر چکا ہوں۔ اگر آپ کی اس بات پر ہاؤس اجازت دے تو میں اس کو دوبارہ take up کر سکتا ہوں۔ جی مولانا صاحب موجود نہیں تھے، اب وہ تشریف لے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ میری تحریک استحقاق take up کی جائے۔ اس میں ہاؤس کی کیا مرضی ہے۔ ٹھیک ہے میں مولانا صاحب کو اجازت دیتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ اس کی ایک کاپی مجھے مہیا کر دیں۔ شکریہ جناب!

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری محمد رفیق صاحب Point of Information پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد رفیق۔ جناب والا ایوان کے سیشن میں ہونے کی بات ہوئی تھی میں اس میں آپ کی اجازت سے تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح سے اجلاس آخری

دنوں تک بلایا جاتا ہے ایوان سیشن میں سمجھا جاتا ہے چاہے اس کے درمیان کارروائی ہو یا نہ ہو، ایوان سیشن میں رہتا ہے۔ شکریہ!

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر، جناب والا ان کی بات کی سمجھ تو آئی نہیں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب تشریف رکھیں آپ نے ضرور سمجھنا ہے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا قوم ان کی باتوں کو سن کر سمجھ کر اصل ترقی کرے گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا آج آخری دن ہے اور مسائل بہت ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ ابھی کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ آخری دن ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا حالات تو یہی بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب مولانا صاحب ارشاد فرمایئے۔

نشان زدہ سوال نمبر ۹۳۶ کے غلط جواب کی فراہمی

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے سوال نمبر ۹۳۶ پنجاب کے جواب میں محترم وزیر تعلیم نے حقائق پر پردہ پوشی کرتے ہوئے نامکمل اور غلط جواب دیا ہے جو کہ قطعاً قابل بخش نہیں۔ میرے سوال کا جزو (ب) یہ تھا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ سندھ میں اردو میٹل ٹیچرز کو سکیل نمبر ۱۵ دیا جا رہا ہے جبکہ پنجاب میں اسی اہلیت کے حامل اساتذہ کو سکیل نمبر ۹ دیا جا رہا ہے۔ وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ جہاں تک صوبہ سندھ کا تعلق ہے اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے صوبہ سندھ کی حکومت کو لکھا ہوا ہے۔

اور تاحال جواب موصول نہیں ہوا۔ میرے سوال کو تقریباً ایک سال کا عرصہ ہو رہا ہے اگر ایک سال کی طویل مدت میں بھی وہ معلومات حاصل نہیں کر سکے تو پھر اس کا جواب کا کیا فائدہ، وہ معلومات کرتے اور مجھے صحیح جواب دیتے۔ یہ حقائق کو دیدہ دانستہ چھپایا گیا ہے۔ حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔ صوبہ سندھ محکمہ خزانہ نے یکم جولائی ۱۹۸۳ء کو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے سکیل نمبر ۱۴ دیا ہے جس کی کاپی سیکرٹری محکمہ خزانہ پنجاب کو بھیجی گئی۔ بعد میں مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۸۶ء کو محکمہ خزانہ حکومت سندھ نے ایک اور نوٹیفکیشن جاری کیا جس میں دینیات کے ٹیچر کو یکم جولائی ۱۹۸۳ء کے سکیل کے تحت سکیل نمبر ۱۵ دیا گیا ہے لہٰذا وزیر تعلیم کا یہ فرمانا کہ حکومت سندھ کی طرف سے ہمارے مراسلہ کا جواب موصول نہیں ہوا غلط ہے جبکہ ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۶ء دونوں notifications کی کاپیاں سیکرٹری محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو بھیجی گئی ہیں جو محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کے ریکارڈ میں موجود ہیں جن کی نقول دفتر سے حاصل کی گئی ہیں اور لف ہذا ہیں بلکہ اس کی ایک کاپی میں نے اپنی درخواست کے ہمراہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو جو کہ اس وقت محکمہ تعلیم کے بھی انچارج تھے پیش کی تھی۔ وزیر موصوف کا میرے سوال کے جواب میں یہ کہنا کہ ہمیں اب تک معلومات حاصل نہیں ہوئیں بالکل واقعات کے خلاف اور غلط ہے۔ اس غلط جواب سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق پامال ہوا ہے لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو اسمبلی کی مجلس قائمہ کو تحقیقات کے لئے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر میں اس کی تھوڑی سی اور وضاحت کروں گا۔ یہ مسئلہ نہایت اہم ہے کہ دینی تعلیم دینے والے، دینی تعلیم پڑھانے والے عربی اور دینیات پڑھانے والے اور اردو پڑھانے والے ہزاروں اساتذہ پریشان اور بے چین ہیں کہ ان کے ساتھ ایک غیر دانستہ سلوک روا رکھا ہوا ہے اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پیش کر چکا ہوں کہ اورنٹیل ٹیچر کو بھی وہی سکیل دینا چاہیئے جو سکیل انگریزی پڑھانے والے اساتذہ کو ملتا ہے یعنی سکیل نمبر ۱۵ پھر یہ

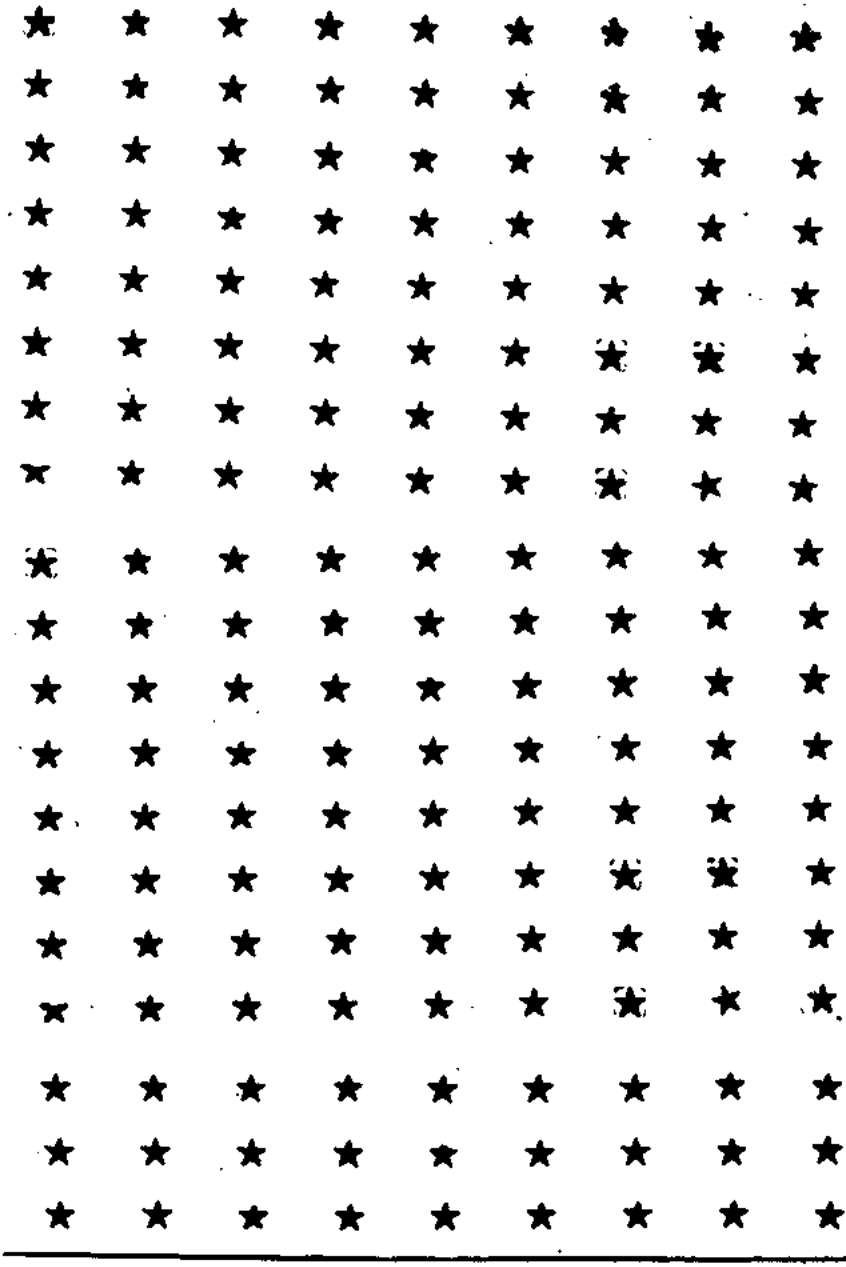
اور بھی ناانصافی ہے کہ ایک ہی ملک میں اور ایک صوبہ کے اندر وہ سکیل دیا جاتا ہے اور دوسرے صوبے کے اندر یہ سکیل نہیں دیا جاتا یہ بہت بڑی زیادتی ہے جبکہ وہ اساتذہ قرآن و حدیث کی تعلیم اور اسلامی تعلیمات دیتے ہیں بھی دسویں جماعت کے طلباء پڑھاتے ہیں ان کے ساتھ یہ سلوک بالکل ناروا ہے۔ جب میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں درخواست پیش کی تھی تو اس کے ساتھ بھی وہ کاپی لف کی تھی اور آج بھی میں نے نوٹیفکیشن کی دو عدد کاپیاں تحریک استحقاق کے ساتھ لف کی ہیں۔ جو کہ سندھ حکومت نے پہلے نمبر پر حکومت کو بھیجی ہیں جب صوبہ سندھ نے فیصلہ کیا تو انہوں نے صوبہ پنجاب کی حکومت کو مطلع کیا ہے۔ جناب وزیر موصوف کا یہ کہنا کہ ہمیں ابھی تک معلومات نہیں ہیں یا ہم نے رابطہ قائم کیا ہوا ہے اور ایک سال کا طویل عرصہ گزر گیا اس کے بعد انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمیں ان کی طرف سے کوئی معلومات نہیں ہیں یا ہم نے رابطہ قائم کیا ہوا ہے اور ایک سال کا طویل عرصہ گزر گیا اس کے بعد انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمیں ان کی طرف سے کوئی معلومات حاصل نہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غلط بیانی ہے۔ معلومات ان کے پاس موجود ہیں، ہم ان کو دے چکے ہیں اس لئے یہ مسئلہ چونکہ نہایت اہم ہے۔ ایک وہ طبقہ جو بے زبان کہلاتا ہے وہ شرافت کے ساتھ عدل و انصاف کا مطالبہ کرتا ہے ان کے ساتھ یہ ایک زیادتی ہے اور یہ جواب دے کر میرا استحقاق اور پورے ایوان کا استحقاق پامال کیا گیا ہے کیونکہ ان کی معلومات صحیح نہیں اور اس کا غلط جواب دیا گیا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں۔

جناب سپیکر۔ وزیر تعلیم۔

رانا پھول محمد خان

* * * * * * *

(بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی) * * * * * * *



(بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)

جناب سپیکر۔ رانا صاحب کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے

رانا پھول محمد خان ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

جناب سپیکر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا یہ قانون بتادیں۔

وزیر مال۔ جناب سپیکر۔ مجھے جواب دینے کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب آپکو personal Explanation کی اجازت دیتا ہوں

وزیر مال (سردار محمد عارف) ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★
★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

★ (بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی) ★ ★ ★ ★ ★

جناب سپیکر: ٹھیک ہے

رانا پھول محمد خان: ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

جناب سپیکر۔ ملک غلام حیدر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تنازعہ نامناسب ہے۔ جناب رانا صاحب سے اور جناب سردار صاحب دونوں سے یہ گذارش کروں گا کہ اس کے بعد بات کرنے کی میں کسی کو بھی اجازت نہیں دوں گا۔

ملک غلام حیدر تھند۔ جناب سپیکر یہ ایوان ان باتوں کے لئے نہیں ہے کہ یہاں پر اگر تنازعہ پیدا کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ صحیح بات ہے۔

ملک غلام حیدر تھند۔ دوسرے جناب والا یہ ہے کہ آئندہ انہیں منع کیا جائے کہ کوئی معزز رکن یہاں پر کوئی ایسی بات نہ کرے۔ اگر ان کا متواتر یہی حال رہا تو ان کا حل ۱۰۷ اور ۱۵۱ ہی ہے۔ اس سے ہاؤس بھی ان سے چھٹکارا کرے گا اور جو صحیح کام ہے وہ بھی جاری رہ سکے گا۔

جناب سپیکر۔ میں آپ کی پہلی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور دوسری سے اتفاق نہیں کرتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی پریویلج موشن پر غور ہو رہا تھا۔ اس میں مولانا صاحب آپ اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دے چکے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا دے چکا ہوں۔

وزیر زراعت۔ (چودھری عبدالغفور) جناب سپیکر اس تمام کارروائی کو ریکارڈ سے حذف کیا جائے کیونکہ یہ بالکل ہی غیر متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر۔ میں اتفاق کرتا ہوں جناب وزیر زراعت صاحب کی تجویز سے جو رانا صاحب اور سردار صاحب کے درمیان مقالے ہوئے ہیں ان کو حذف کر دیا جائے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا یہاں تمام سرکاری افسروں پر ہماری تقریریں ہوئی ہیں کہ رشوت بند کر دو۔ وزرا کا محاسبہ بھی ہم کر سکتے ہیں۔ میرے الفاظ رشوت کے خلاف ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے اپیل کروں گا کہ اس کی

تحقیقات کرائیں۔ اگر آپ یہ الفاظ حذف کریں گے تو جناب والا ہماری گردن پر چھری چلائیں گے۔ ہمیں قتل کریں گے۔ جائز بات کہنے سے ہماری زبان روکیں گے۔ ہمارے منہ میں زبان ہے ہم حق گوئی کے لئے آئے ہیں۔ پیسے کمانے کے لئے نہیں آئے۔ یہ حذف نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کو حذف کریں تو جناب والا آپ بے انصافی کریں گے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب میں ہاؤس کی مرضی سے اس بارے میں فیصلہ کر سکتا ہوں۔ میرے اختیار میں براہ راست یہ بات بھی ہے لیکن چونکہ آپ نے اعتراض کیا ہے اس لئے جناب وزیر زراعت صاحب کی طرف سے ایک تجویز آئی ہے کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ میں ہاؤس کی مرضی لوں گا۔ اگر ہاؤس یہ چاہے گا کہ یہ الفاظ حذف ہوں تو حذف ہو جائیں گے۔ اگر ہاؤس نہیں چاہے گا تو نہیں ہوں گے۔ میں اب ہاؤس سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

آوازیں۔ حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا اس کے علاوہ ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کئی مرتبہ آیا ہے کہ رانا صاحب اور ان کی باتوں کو حذف کیا جاتا ہے آپ کوئی ایسا طریقہ اختیار کریں جو اسمبلی کا وقت ضائع ہوتا ہے اور ایسی باتیں اسمبلی کے وقار کے بھی خلاف ہیں وہ نہ ہوں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ جناب وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر، میں فاضل رکن کی تحریک استحقاق کے متعلق عرض کروں گا کہ ان کا سوال یہ تھا کہ صوبہ سندھ میں ورنیکلر ٹیچر کو سکیل نمبر ۱۵ دیا جا رہا ہے جب کہ پنجاب میں اسی اہلیت کے حامل اساتذہ کو سکیل نمبر ۹ دیا جا رہا ہے۔ میں اس کے متعلق پہلی گذارش یہ کروں گا اور میں مولانا صاحب کو یہ یقین دلا دینا چاہتا۔

ہوں کہ جب بھی محکمہ تعلیم کی طرف سے کوئی اطلاع یا انفرمیشن دی جائے گی۔ کوئی معلومات دی جائیں گی تو اس میں کبھی بھی حقائق کو چھپانے کا مقصد شامل نہیں ہوگا انہوں نے یہ کہا ہے کہ کچھ حقائق کو جان بوجھ کر چھپانے کی کوشش کی گئی ہے فرق صرف یہ ہے کہ جن اورینٹل اساتذہ سینیئر ورنیکلر اساتذہ کے متعلق انہوں نے بات کی ہے وہ ایس وی یا فاضل فارسی میں یا فاضل عربی میں او۔ ٹی سند کے حامل ہوتے ہیں بلکہ جن اساتذہ کو سکیل نمبر ۱۵ دیا جاتا ہے وہ اساتذہ باقاعدہ ایس ایس ٹی ہوتے ہیں۔ اور انہیں انٹرویو اور قابلیت کی بنیاد پر سکیل نمبر ۱۵ دیا

جاتا ہے تو اگر ہم ان اساتذہ کو جو کہ ایس ایس ٹی کے زمرے میں نہیں آتے بی اے، بی ایس سی اور بی ایڈ نہیں ہوتے اور ان سے کمتر تعلیمی قابلیت رکھتے ہیں انہیں فوری طور پر بقول ان کے، ان اساتذہ کو جن کے متعلق مولانا صاحب نے فرمایا ہے جن کا درجہ ایس وی کے یا ایسے اور درجے کے برابر ہوتا ہے، انہیں اس درجے کے مطابق لایا جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ جو پنڈورا بکس کھلے گا، اس کو ہم کہاں تک روک سکیں گے۔؟ اور اگر ایسا ہوا تو سکیل نمبر ۹ میں موجود اساتذہ یعنی ایس وی سی ٹی وغیرہ بھی یہ سکیل مانگیں گے اس کے علاوہ بھی اگر صوبہ سندھ میں حکومت سندھ کوئی فیصلہ لیتی ہے تو وہ فیصلہ ہم پر لاگو نہیں ہو سکتا، کیونکہ ہر علاقے کا اپنا اپنا ماحول ہوتا ہے اپنی اپنی ضروریات ہوتی ہیں۔ اس وضاحت کے باوجود میں مولانا صاحب سے گذارش کروں گا کہ اس معاملے پر مزید غور و خوض کیا جائے گا اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر کسی بھی صورت ایسے اساتذہ کا ایسا گریڈ لینے کا کوئی استحقاق بنتا ہو یا کوئی محکمات میں شامل ہو سکتا ہو تو اس پر بات بھی کی جا سکتی ہے، اس پر مزید غور و خوض بھی کیا جا سکتا ہے اور اس پر ہم دوبارہ بھی بات کر سکتے ہیں۔ میں مولانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک واپس لے لیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان سے خود بات کر لوں گا۔ اگر

قانون کی حد میں رہتے ہوئے ان اساتذہ کو مدد دینے میں ہم کچھ کر سکتے ہوں گے تو انشاء اللہ ضرور کچھ نہ کچھ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب مولانا صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں دو باتیں عرض کروں گا۔ جہاں تک میری تحریک استحقاق کا تعلق ہے، چونکہ اس بات کا جو جواب دیا گیا ہے، وہ صحیح نہیں میرے سوال کو تقریباً ایک سال ہو گیا۔ اس کے بعد کل ان کا جواب ملا۔ اس میں کہا گیا کہ ہمیں ابھی تک اس سلسلے میں صوبہ سندھ سے کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئیں۔ جب کہ اتنے طویل عرصے ہیں، اگر حکومت مخلص ہوتی، تو وہ معلومات حاصل کر سکتی تھی۔ دوسری بات میں نے یہ کہی کہ صوبہ سندھ نے جو یہ فیصلہ کیا، وہاں کے محکمہ خزانہ نے اس کی ایک کاپی محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو بھیجی۔ جس کی نقل میں نے پیش کی ہے۔ جب پنجاب میں اس Notification کی نقول موجود ہیں تو پھر یہ کیسے کہا جاتا ہے کہ ہمیں معلومات نہیں، اور ہم ایک سال میں معلومات حاصل نہیں کر سکے۔؟ حقیقت یہ ہے کہ معلومات ہیں، یہ کرنا نہیں چاہتے۔ جہاں تک وزیر موصوف کی یہ بات ہے کہ ایس ایس ٹی ٹیچر کو پندرھواں گریڈ دیا جاتا ہے اور او ٹی کو نواں دیا جاتا ہے اور ان کا استحقاق نہیں بنتا۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ اول تو یہ کہ جس طرح ایس ایس ٹی نویں دسویں کلاس کو انگریزی وغیرہ پڑھاتا ہے، یہ اساتذہ بھی اسی طرح نویں اور دسویں کلاس کو اسلامیات عربی، اردو، فارسی پڑھاتے ہیں۔ یہ عربی، اردو اور فارسی فاضل بھی ہوتے ہیں اور یہ او ٹی بھی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ان کو نواں سکیل دیا جاتا ہے اور یہ نویں سکیل ہی میں ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس ایس ایس ٹی کو پندرھواں سکیل دیا جاتا ہے اور وہ انیسویں سکیل تک پہنچتے ہیں۔ جبکہ ان کی ذمہ داریاں برابر ہیں۔ جس طرح نتائج کے متعلق ایس ایس ٹی ٹیچر سے باز پرس ہوتی ہے اسی طرح او ٹی ٹیچرز سے بھی نتائج کے بارے میں باز پرس ہوتی ہے۔ ذمہ داری کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔

تعلیم کے لحاظ سے اور ٹی ٹیچرز کی تعلیم ایس ایس ٹی اور بی۔ ایڈ سے زیادہ ہوتی ہے۔ ہماری حکومت نے انہیں ایم۔ اے کا درجہ دیا ہے جو علوم اسلامیہ کے فارغ ہیں، ان کا درجہ ایم۔ اے ہے۔ ان کی تعلیم ان سے زیادہ ہے۔ ان کی خدمات ان سے زیادہ ہیں۔ اس کے باوجود انہیں سکیل نمبر ۹ دیا جاتا ہے اور اسی سکیل پر وہ ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا فرق ہے کہ میٹرک پاس ٹیکنیکل ٹیچر، جو جماعت ہشتم تک پڑھاتا ہے، اس کی کوئی کوالیفیکیشن نہیں ہے۔ میٹرک ہے اور اس کا ایک سالہ ٹیکنیکل کورس ہوتا ہے۔ اس کو سکیل نمبر ۱۵ دیا جاتا ہے۔ اس قسم کی زیادتی اور ظلم کبھی بھی لائق تحسین نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر جبکہ اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارشات بھی کر دی ہیں کہ ان کا استحقاق بنتا ہے انہیں پندرھواں سکیل دیا جائے اور ہمارے وفاقی وزیر مملکت جناب ناصر علی بلوچ صاحب بھی اپنے بیانات میں یہ بات کہہ چکے ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، محرک نے اپنی تحریک استحقاق پر short statement اس سے قبل دے دی ہے اب جناب سپیکر نے انہیں short statement کے لئے دوبارہ اجازت دی ہے؟

جناب سپیکر۔ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو جائز سمجھتا ہوں مولانا صاحب short statement دے چکے ہیں۔ اب صرف اس بات پر اپنی بات کو ختم کیجئے کہ جیسے جناب وزیر تعلیم نے آپ کو کہا ہے، اس کی روشنی میں کیا اب آپ اس کو پریس کرتے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ وزیر موصوف نے جو فرمایا ہے، میں اسی بات کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب، آپ دو لفظوں میں جواب دیجئے۔ اس پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ آپ short statement دے چکے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ ان کی بات کا جواب تو میں دے سکتا ہوں۔

وہ کہتے ہیں کہ ان کی قابلیت اور اہلیت یہ نہیں ہیں اس کے لئے مثال بھی دے رہا ہوں کہ صوبہ سندھ میں انہیں پندرھواں سکیل دیا جاتا ہے یہاں بھی انہی شرائط کے ساتھ دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ بات ہو گئی۔ اب استحقاق مجروح ہونے کے بارے میں بات کیجئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ انہوں نے جو جواب دیا ہے، میں نے عرض کیا ہے کہ وہ جواب انہوں نے حقائق کے خلاف دیا ہے۔ ایک سال کے بعد جواب دیا اور کہا کہ ہمیں اب تک معلومات حاصل نہیں۔ جب کہ ان کے پاس معلومات ہیں۔ میں خود اس کی کاپی انہیں دے چکا ہوں اور اپنے محکمہ خزانہ سے یہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۶ء جولائی میں انہوں نے جو فیصلے کئے ہیں، ان کی notification کی کاپیاں باقاعدہ انہوں نے یہاں ہمارے صوبہ پنجاب میں بھیجی ہیں۔ تو یہ جواب حقائق پر مبنی نہیں اس لئے میرا مطالبہ یہ ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر میں پہلے بھی گوش گذار کر چکا ہوں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہر صوبے کی اپنی اپنی ضروریات ہیں کیونکہ یہ صوبائی مسئلہ ہے اور زیادہ تر تعلیم کا معاملہ صوبوں کا اپنا علیحدہ علیحدہ ہے اس میں ہم یہ ضرور عرض کریں گے ان کی باقاعدہ انفارمیشن منگوا کر کن حالات کے تحت کس قابلیت کے اساتذہ کو انہوں نے یہ گریڈ دیئے ہیں کن حالات کے تحت دیئے ہیں اگر ان کی قابلیت کے مطابق ان اساتذہ کو جو ہمارے اساتذہ کی قابلیت کے معیار کے مطابق ہوں گے اور ہم یہ سمجھیں گے کہ اس میں کوئی ایسی ناانصافی ہے انشاء اللہ اس کو دور کر دیا جائے گا لیکن یہ معاملہ فوری فیصلہ کا نہیں اس میں ہمیں باقاعدہ معلومات حاصل کرنا ہوں گی اس پر سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔ میں مولانا صاحب سے دوبارہ عرض کروں گا آپ اس معاملہ میں ہم پر شک نہ کریں کہ ہم دیدہ دانستہ حقائق

سے چشم پوشی کر رہے ہیں یا ہم اس کو ٹالنا چاہتے ہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر باقاعدہ غور خوض کریں گے۔ اور اساتذہ کو کسی بھی قسم کی کوئی سہولت دے سکتے ہوں گے قانون کے مطابق تو ہم ضرور ایسا کریں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں جناب محترم وزیر تعلیم صاحب کی اس یقین دہانی کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے کئی سال کا عرصہ اس کی تحقیق و تفتیش میں گذر چکا ہے۔ اگر وہ مجھے وقت کی کوئی مہلت بتا دیں کہ اتنے عرصے میں ہم اس پر غور خوض کر کے فیصلہ کریں گے یا کوئی اس کی کمیٹی بنائیں گے تو میں اس یقین دہانی پر زور نہیں دوں گا وہ وقت کا تعین کر دیں کہ وہ کب تک زیر غور لائیں گے کب تک یہ فیصلہ ہوگا اور اس کا کیا طریقہ کار ہوگا اگر وہ کوئی کمیٹی تشکیل دیتے ہیں اس میں مجھے بھی شامل کر لیں اور اس کمیٹی کے لئے کوئی مدت مقرر کر دیں کہ اتنے مدت کے اندر وہ فیصلہ دے دیں تاکہ یہ اضطراب اور پریشانی بڑھ رہا ہے اور وہ اساتذہ مجبور ہو رہے ہیں کہ وہ سڑکوں پر اپنے مطالبات کے لئے نکلیں یا کوئی اور طریقہ اختیار کریں اس لئے بہتر ہے کہ یہ ایک تاریخ دے دیں تاکہ اس تاریخ تک اس کا فیصلہ ہو جائے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا اس معاملہ کو اولین فرصت میں take up کیا جائے گا۔ اور اگر کسی کمیٹی کے بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں مولانا صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کو ایسی کمیٹی میں شامل کر لیا جائے گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا یہ اس کی مدت بتا دیں ایک ماہ دو ماہ تین ماہ ایک سال۔ تاکہ ان کو تسلی ہو جائے کہ ان کا فیصلہ اتنی مدت میں ہو جائے گا یہ مدت کا تعین کر دیں۔ اس کا تصفیہ ہو جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب وہ کہہ رہے ہیں کہ اولین فرصت میں ہم اس کو take up کریں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر اولین فرصت کی کوئی مدت طے ہو جائے۔

جناب سپیکر۔ اولیں فرصت ۵ سال تو نہیں ہو سکتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ آپ ہی اس کا تعین فرما دیں۔

جناب سپیکر۔ میں تو اس محکمہ کا انچارج نہیں ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ اولیں فرصت کی آپ ہی کوئی حد فرما دیں۔ یا اس سیشن کے بعد ہو جائے۔

جناب سپیکر۔ اب فیصلہ یہ ہے کہ یا تو آپ طے کر لیں یا میں فیصلہ دوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر میں نے تو عرض کیا ہے کہ اگر یہ مجھے یقین دہانی کرا دیں کہ اس سیشن کے اختتام کے بعد اولیں فرصت یعنی ماہ نومبر میں یا دسمبر میں یا اس کی کوئی حد ہو تو بات صحیح ہے ورنہ اس طرح ٹرخایا جاتا ہے۔ ان کو اپنے مطالبے تحریری طور پر کرتے ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں۔ وہ مظاہرے بھی کر چکے ہیں۔ اب وہ سڑکوں پر نکلنا چاہتے ہیں اس کی کوئی مدت مقرر ہو جائے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب کیا کچھ اور اس پر فرمانا چاہیں گے۔؟

وزیر تعلیم۔ میں گذارش کروں گا کہ جب میں نے عرض کر دیا کہ اس کو اولیں فرصت میں take up کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس میں ٹال مٹول کرنے کی کوئی بات شامل نہیں۔ یہ کافی اہم نوعیت کا معاملہ ہے لیکن اس کے علاوہ بھی جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ محکمہ تعلیم سب سے بڑا محکمہ ہے۔ اور اس کے اتنے مسائل اور کام ہیں جیسا کہ آپ خود مشاہدہ کر رہے ہیں میں اس کے متعلق کوئی وقت مقرر نہیں کر سکتا جس میں میں پورا اتر سکوں کل پھر دوبارہ میرے خلاف تحریک آ جائے کہ وزیر تعلیم صاحب نے جھوٹ بولا تھا۔ میں انکو دوبارہ یقین دلاتا ہوں اس کو جلد از جلد take up کرنے کی اور ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر ان کی مصروفیات کا ہمیں بھی معلوم ہے

ہمیں بھی احساس ہے بہت بڑا صوبہ ہے بڑی ذمہ داری ہے بہت بڑے کام ہیں ہم بھی دیکھتے ہیں کہ رات کے تین بجے تک بیٹھ دستخط کرتے رہتے ہیں اور یہ ان کی بڑی محنت اور کمال ہے۔ میں اسی خطرے کے پیش نظر کہتا ہوں کمال فرصت میں اس کا تعین ہو جائے ایک ماہ دو ماہ تین ماہ سال دو سال جو بھی یہ سمجھتے ہیں یہ اس کا کوئی وقت مقرر کر لیں تاکہ اس کے بعد فیصلہ ہو جائے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب کی تحریک استحقاق میں اسی قسم کی تحاریک استحقاق پر میں کئی رولنگ دے چکا ہوں کہ ہاؤس میں کسی بھی آفیشل منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری کی طرف سے کوئی ایسی statement جو غلط ہو لیکن ایسی غلط statement ہو جو دانستہ جان بوجھ کر اور ہاؤس کو گمراہ کرنے کے لئے breach of Privilege statement بنتا ہے۔ اس statement میں یہ نہیں سمجھتا wilfully, knowingly, deliberately ہوئی ہے۔ اس لئے میں اسے breach of privilege نہیں سمجھتا Ruled out of order

رانا بھول محمد خان۔ جناب سپیکر قاعدہ کے متعلق وضاحت چاہتا ہوں کیوں کہ مجھے اتنا علم نہیں۔ جب اس ایوان میں کوئی مسئلہ پیش ہو اور دو فریق میں تنازعہ ہو اور دونوں فریق آپ سے اپیل کریں کہ آپ اس کے لئے کمیٹی بنا دیں اور کمیٹی اس کا فیصلہ کر دے گی ویسے جناب کو یہ کرنا چاہیئے کہ کمیٹی بنا دیں جب دونوں فریق اس بات پر راضی ہیں اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ میں نے بھی اور سردار صاحب نے بھی اتفاق سے کہا تھا کہ آپ کمیٹی بنا دیں جناب نے ہمارے الفاظ پر غور نہیں فرمایا۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سے التماس ہے کہ آپ اس میں دخل اندازی کریں کیونکہ میری سیٹ پر قبضہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ کی سیٹ خالی کر دیں۔ چوہدری اصغر علی صاحب

پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چوہدری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر آج اجلاس کو شروع ہوئے ۲۳ دن ہو گئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا بیشتر حصہ پنجاب کے مسائل پر صرف ہوا ہے لیکن یہ بات بھی حقیقت ہے یہاں پر تو اہل اقتدار کے جھگڑے ہیں یا آپس کے ممبران کے جھگڑے میں گذرا ہے۔ ایوان کا وقت بہت زیادہ ضائع ہوا ہے۔ جیسے رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ ابھی پہلے ہی مسلم لیگ بنی ہوئی ہے اس کو مسلم لیگ کے حوالے کر دو تاکہ وہ اس کا فیصلہ کر لے۔

جناب سپیکر۔ جناب ریاض حسین چنڑ صاحب کی تحریک استحقاق ہے جس پر میں نے فیصلہ محفوظ رکھا تھا۔ یہ آخری تحریک استحقاق ہے۔ رانا صاحب سردار صاحب موجود نہیں ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں بات کرنا مناسب ہو گی۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب کمیٹی بنانا تو جناب کے اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر۔ کمیٹی بنانا تو ایوان کے مفاد میں ہو تو میں بنا دوں۔

رانا پھول محمد خان۔ میں جناب کی وساطت سے میں وزیر جنگلات سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے کوئی ایسا یوتھ ونگ کا کوئی سیکرٹری بھائی پھیرو میں بنایا ہے۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھئے۔ وہ اب تشریف نہیں رکھتے۔ یہ ایسی بات نہیں کہ اس پر زیادہ وقت ضائع کریں۔

چوہدری احسان الحق۔ جیسے ایک معزز رکن فرما چکے ہیں کہ یہ اپنے آپس کے معاملات کراچی پارلیمنٹ میں طے کریں۔ یہ مسلم لیگ یہ ان کا اپنا گھر کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھئے یہ بات ہو گئی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ غالباً آج آخری دن ہے اور میں آپ کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ مفاد عامہ کا ایک مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر۔ پہلے میں تحریک استحقاق کو take up کروں گا اس کے بعد آپ کی بات سنوں گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جی بہتر۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک استحقاق نمبر ۲۵ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔ اس کا فیصلہ میرے پاس pending تھا۔ میں اسے بادی النظر میں ضابطے کے مطابق سمجھتا ہوں اس لئے میں اسے admit کرتا ہوں۔ دفعہ ۱۷ کے تحت، اب اس میں دو motions آسکتی ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی جو تحریک استحقاق آپ نے منظور فرمائی ہے وہ پریویلج کمیٹی کے سپرد کی جائے اور اس کی سفارشات کے لئے تین ماہ کا عرصہ مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ میں یہ ہاؤس سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر ہاؤس کی اجازت ہے کہ اسے پریویلج کمیٹی کے سپرد کیا جائے؟

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب والا۔ اس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بنا لی جائے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا۔ چوہدری گل نواز خاں وڑائچ صاحب کونسی قانون کا حوالہ دیں گے کس قانون کے تحت پریویلج کمیٹی کی موجودگی میں ایک سپیشل ترتیب دی جائے۔؟

وزیر قانون۔ جناب والا! اگر اسے پریویلج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر۔ اسے پریویلج کمیٹی کو بھیج دیا جائے۔؟

وزیر قانون۔ جناب والا اسے پریویلج کمیٹی کو بھیج دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے اس کی وزیر قانون صاحب نے تائید کی ہے کہ اسے پریویلج کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے۔ لہذا اسے پریویلج کمیٹی کے پاس refer کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے آپ کتنا وقت دینا چاہیں گے۔؟

ہاؤس کی کیا رائے ہے کہ کتنا ٹائم دیا جائے۔

آوازیں۔ دو ماہ کا وقت دے دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ اس کے لئے دو ماہ کا وقت دیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا، دو ماہ کا وقت کافی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں جناب کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگرچہ یہ مسئلہ تو لاہور شہر کا ہے لیکن غالباً ہمارے وزراء کرام اس روڈ سے نہیں گزرتے۔ سرکلر روڈ جو سٹیشن کو جاتی ہے اس پر اتنا رش ہوتا ہے کہ کئی کئی گھنٹے تک ٹریفک جام رہتی ہے۔ وہاں مسافروں کو آنے جانے والوں کو اور مریضوں کو اتنا پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں۔ اگر گورنمنٹ کے سامنے اس تکلیف کو دور کرنے کا کوئی جامع مستقل پروگرام یا منصوبہ ہے۔ بھی بتایا جائے کہ وہ کب تک ہے یا کیا ہے اور اس کو کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی پل بنانا یا کوئی انڈر گراؤنڈ سڑک بنانا مشکل ہو تو سردست اگر اسے ون وے کر دیا جائے وہاں دو موریہ دو پل ہیں وہ آنے جانے کا راستہ ہے وہاں گزرنے سے کافی وقت ہوتی ہے اگر ان کو بھی ون وے کر دیا جائے تو کچھ نہ کچھ مشکلات کم ہو جائیں گی لہذا اس کی طرف فوری توجہ ہونی چاہیئے۔ مجھے تو اسی طرف سے گزرنا پڑتا ہے۔ وہاں کتنی کتنی دیر ٹریفک جام رہتی ہے اور لوگ گالیاں دیتے رہتے ہیں۔ پریشانی ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ انتہائی فوری توجہ کا حامل ہے۔ میں جناب چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ یہ ان کے اپنے شہر کا مسئلہ ہے اور غالباً ان کا گذر اس روڈ سے نہیں ہوتا اور جب ہوتا ہے تو اس وقت سڑک خالی کر دی جاتی ہے۔ انہیں اس کا اندازہ نہیں کہ وہاں ٹریفک کس قدر جام ہوتی ہے اور کتنی پریشانی ہوتی ہے۔ لہذا اس اہم مسئلے کی طرف فوری توجہ دی جائے۔ اگر کوئی مستقل حل نہیں ہوتا تو اس کا عارضی حل اسے ون وے کرنے کا یا کوئی اور حل تلاش کر کے اس پریشانی سے عوام اور سب مسافروں کو نجات دلائی جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر۔ اب ہم تحاریک التوا کو take up کرتے ہیں۔ یہ تحریک التواء سردار حسن اختر صاحب کی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا۔ میں نے جو عرض کیا ہے اس پر آپ نے کوئی رولنگ نہیں دی۔

جناب سپیکر۔ جناب مولانا صاحب! اس پر رولنگ دینا میرے فرائض میں شامل نہیں آپ نے بات کر لی۔ تجویز آگئی۔ گورنمنٹ نے اسے سن لیا۔ ممبران نے ہاؤس نے سن لیا اس کے لئے طریقہ کار موجود ہیں جس میں آپ یہ مسئلہ پیش کریں اور حکومت جواب دینے پر مجبور ہو، ان طریقہ کار کے مطابق آپ اس کو پیش کر سکتے ہیں ایسے ہی آپ نے ہاؤس میں بات کر دی اور میں نے آپ کو ٹوکا نہیں۔ وہ بات سب نے سن لی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا۔ وہ تکلیف تو آئندہ اجلاس تک رہے گی۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جناب سردار حسن اختر صاحب

ضلع قصور کے سات طالب علموں کو پی ٹی سی کی میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دے کر سکول سے نکالنا

سردار حسن اختر۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ ضلع قصور کے سات طالب علموں کو پی ٹی سی کی کلاسوں میں گورنمنٹ نارمل سکول قصور میں داخلہ دیا گیا۔ طلباء نے نہ صرف سکول میں فیسیں جمع کروا کر کلاسیں attend کرنا شروع کر دیں بلکہ ہاسٹل میں بھی پیسے جمع کروا کر رہائش اختیار کر لی آٹھ دن کلاسیں

attend کرنے کے بعد ان کو نوٹس ملا کہ آپ اپنی فیسیں واپس لے لیں اُن کی جگہ دوسرے طلباء کو داخلہ دیا جائے گا۔ جناب والا، یہ طلباء کے ساتھ سخت ناانصافی ہے۔ ان کو پہلے میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دیا گیا اور اب انہیں سکول سے نکالا جا رہا ہے۔ یہ معاملہ طلباء کے مستقبل کے فوری توجہ کا متقاضی ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر تعلیم صاحب!

جناب وزیر تعلیم۔ جناب والا، میں گذارش کروں گا کہ اس تحریک کی کاپی مجھے مہیا کی جائے۔ (اس مرحلہ پر تحریک کی کاپی مہیا کر دی گئی)

جناب سپیکر۔ جناب وزیر تعلیم

وزیر تعلیم۔ جناب والا، میں دوبارہ گزارش کروں گا کہ اگر اسے صرف کچھ دیر کے لئے ملتوی کر دیا جائے تو میں جواب دے سکوں گا۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب! آپ کو اعتراض تو نہیں ہوگا اگر اسے تھوڑی دیر کے لئے ملتوی کر دیا جائے کیونکہ وزیر تعلیم اس سلسلے میں کچھ information چاہتے ہیں۔

سردار حسن اختر۔ جناب والا، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا، میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں یہ مناسب ہے۔ انہوں نے ٹائم لیا ہے اور وہ اس پر جواب دے دیں گے۔

سردار حسن اختر۔ جناب والا، مجھے یہ ابھی پتا چلا ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے ان طلباء کو واپس کلاسیں، attend کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ لہٰذا میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا اور اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا، میں تحریک التوا کے ہی متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ۵ اکتوبر کو ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کے بارے میں اپنی ایک تحریک التوا دی تھی جس کا نمبر ۶۳ ہے۔ میں اپنی تحریک کا انتظار کرتا رہا کہ ہو سکتا ہے کہ اس سیشن کے دوران اس کی سماعت کی باری آ جائے لیکن آج

سیشن ختم ہو رہا ہے اور میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ رولز معطل فرما کر مجھے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت فرمائیں۔

جناب سپیکر۔ یہ کونسی تحریک التوا ہے۔؟

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا، اس کا نمبر ۶۳ ہے۔ اور یہ آبیانہ کے متعلق ہے۔ میرے حلقہ میں دریا "ھرو" کے مقام پر ایک ڈیم بنایا گیا۔ اس سے جو نہری سسٹم بنایا گیا ہے وہ اس علاقے کو غیر آباد کر رہا ہے۔ ایک تو علاقہ غیر آباد ہو رہا ہے۔ دوسری طرف irrigation deptt نے ان لوگوں پر آبیانہ لگا دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ پہلے تحریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ ان کے آخر میں ہاؤس سے رائے لے لیں گے۔ اگر وہ چاہیں گے تو آپ کی تحریک التوا کو ہم سبقت دے سکتے ہیں۔ آدھے گھنٹے کے اندر یہ ہو سکے گا؟

جناب غلام سرور خان۔ ٹھیک ہے جی۔ آپ کی مہربانی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا، میری تحریک التوا کا نمبر ۴۵ تھا اور پرسوں نمبر ۴۴ اور ۴۳ گزر چکے تھے تو میری تحریک کو کہاں رکھا گیا ہے۔؟

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب! آپ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا، میں نے عرض کی ہے کہ میری ایک تحریک التوا نمبر ۴۵ پر تھی اور پرسوں کی کارروائی میں نمبر ۴۴ اور ۴۳ کو اٹھایا گیا تھا اور ۴۴ تک نمبر پہنچ چکا تھا اس کے بعد میری تحریک کا نمبر ۴۵ آنا چاہیے تھا۔ تو وہ کب آئے گا یا کیسے ہوگا۔ اور اس کا کیا ہوا ہے۔؟

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھئے۔ آپ کا نمبر آجائے گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا، آج آخری دن ہے اور اس تحریک کو نہیں لیا گیا۔

جناب سپیکر۔ قبلہ اگر آج آخری دن ہے تو یہ میرے اختیار میں نہیں کہ میں اسے آگے پیچھے کر دوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا، آگے پیچھے نہیں۔ نمبر ۴۴ کے بعد اس کا نمبر ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک التوا نمبر ۴۲ ہے جسے ہم take up کر رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا۔ آپ اسے پیچھے نہ کریں اور آگے بھی کریں بلکہ اسے نمبر پر رہنے دیں۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب، آپ کو کیسے شک ہو گیا کہ آپ کی تحریک التوائے کار پیچھے ہو جائے گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب میں یہ عرض کرتا ہوں جب ۴۴ نمبر گزر گیا تو اس کے بعد ۴۵ آنا چاہیئے۔ کیونکہ ۴۴ کے بعد ۴۵ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب، آپ تشریف رکھیں گے۔ آپ کی تحریک التوائے کار اپنی باری پر آئے گی۔ اب تحریک التوائے کار نمبر ۴۲ ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا، یا تو آپ جناب وزیر تعلیم کو باہر بھجوا دیجئے یا ہمیں کارروائی سننے دیجئے۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر۔ یہ بیگم صاحبہ کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے میں اسے جائز سمجھتا ہوں اس بات کو مدنظر خاطر رکھا جائے۔ جناب راجہ محمد خالد صاحب کی تحریک التوائے کار ہے جس میں لا اینڈ آرڈر کا معاملہ ہے۔

راجہ محمد خالد خان۔ جناب والا میں تحریک التوائے کار واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ راجہ صاحب اپنی تحریک التوائے کار واپس لیتے ہیں۔ یہ جناب میاں محمود احمد صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ۴۳ ہے۔

مہر محمد سلیم۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر، آج پی سی ایس کے بارے میں کیا اس ایوان میں رپورٹ پیش ہو رہی ہے اگر نہیں ہو رہی ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔؟

جناب سپیکر۔ اس سلسلہ میں اس ایوان میں بات ہو چکی ہے۔ جس پر سردار زادہ ظفر عباس statement دے چکے ہیں، اس statement کی روشنی

میں عمل ہوگا۔

مہر محمد سلیم۔ اس میں تو انہوں نے انشاء اللہ کہا تھا کہ انشاء اللہ رپورٹ پیش ہو جائے گی۔ انشاء اللہ کا مطلب یہ ہے کہ چھ ماہ نکل جاتے ہیں پھر اس میں انشاء اللہ آجاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں سردار زادہ صاحب آج بات کریں گے۔ جناب میاں محمود احمد۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر، کل میری ایک تحریک کو جناب نے پینڈنگ کیا تھا جناب والا، میری تحریک التوائے کار قواعد کے مطابق ہے۔ وزیر زراعت نے فرمایا تھا کہ یہ لوکل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے۔ جناب والا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لوکل گورنمنٹ کا مسئلہ نہیں تحریک کل پیش ہو چکی ہے آج جواب کے لئے pending تھی۔

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے۔ اس میں یہ طے ہوا تھا کہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری یا وزیر قانون بات کریں گے۔ کوئی وزیر صاحب اس پر بات کریں گے۔؟

وزیر زراعت۔ جناب والا، اس سلسلہ میں میں یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ اس میں یہ تحریک لوکل گورنمنٹ اور محکمہ زراعت دونوں سے متعلق ہے، اس لئے جہاں تک حقائق کا تعلق ہے، محکمہ زراعت کا مارکیٹ کمیٹی کی حد تک، وہ مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اور میں واقعات بھی آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اور اس کے بعد اگر لوکل گورنمنٹ کی وضاحت کی ضرورت محسوس ہو، تو وہ پھر بعد میں اظہار خیال کریں گے۔

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمایئے۔

وزیر زراعت۔ جناب والا میں یہ عرض کروں کہ جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے، اس کا دارومدار ایک تصویر پر ہے۔ اور ۲ر اکتوبر ۱۹۸۶ء کے نوائے وقت کے سرورق پر ایک نمایاں تصویر چھپی ہے جس کے ذریعہ سے سبزی منڈی لاہور کی حالت زار کی عکاسی کی گئی ہے۔ تصویر کے نیچے یہ عبارت

رقم ہے کہ لاہور کی سبزی منڈی میں خواتین اور بچے تازہ سبزی گندگی کے ڈھیروں پر رکھ کر فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ اس خبر سے بالکل عیاں ہے کہ سبزی منڈی لاہور کی غیر صحت بخش حالت اور سبزی کا گندگی میں رہنا انسانی صحت کے لئے کس قدر مضر ہے۔ اس خبر کے انکشاف سے عوام میں شدید ردعمل ہوا ہے جس کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ میں عرض کروں کہ وہ تصویر آپ کے ریکارڈ میں شامل ہے، اگر آپ اسے اپنے سامنے رکھ لیں تو حقائق واضح ہو جائیں گے۔ واقعاتی طور پر میں اس کی تردید کرتا ہوں اور اصل وجہ یہ ہے کہ سبزی منڈی ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر پرچون فروشوں کے لئے نہ تو کوئی جگہ ہے اور نہ ہی بچوں اور عورتوں کو سبزی بیچنے کی وہاں اجازت ہے۔ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ سبزی منڈی میں لائسنس یافتہ کمشن ایجنٹس کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ تھوک کے حساب سے وہاں زمینداروں کا جو مال آتا ہے وہاں فروخت کرتے ہیں اور وہاں سے ٹرکوں کے ذریعہ وہ لے جاتے ہیں اور کوئی ایسی بات نہیں کہ پرچون فروش وہاں پر سبزی فروخت کریں یہ نہیں کہ اصل واقعات حقائق کے مطابق ہیں جس کی تفتیش کی گئی ہے کہ وہاں پر ساتھ ہی سڑک کے کنارے ایل ڈی اے کا ایک علیحدہ پلاٹ ہے۔ وہاں پر ان کا ایک ملحقہ ڈپو قائم ہے۔ جیسا کہ آپ بھی اس بات سے آگاہ ہیں کہ صبح دس بجے تک اور تقریباً تمام کو دو چار گھنٹے منڈی میں کام ہوتا ہے وہاں گلی سڑی سبزیاں یا باقیات اٹھا کر اس ملحقہ ڈپو میں پھینک دی جاتی ہیں۔ اور وہاں سے میونسپل کمیٹی کے ٹرک ان کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ یہ جگہ نہ تو سبزی منڈی کا حصہ ہے اور نہ ہی وہاں سبزی منڈی ہے البتہ وہاں پر جو عورتیں اور بچے دکھائے گئے ہیں جیسا کہ مجھے اس بارے میں کوئی فخر نہیں بلکہ ہمارے ملک کی معاشی حالت کے پیش نظر کچھ لوگ جیسا کہ ردی کے کاغذ ڈھیروں پر تلاش کرتے نظر آتے ہیں، اسی طرح سبزیاں سبزی منڈی سے اٹھا کر وہاں پھینک دی جاتی ہیں، وہاں وہ لوگ سبزیوں کے کچھ اچھے ٹکڑے یا جو وہاں پر موجود ہوں وہ عورتیں یا بچے اٹھا

لیتے ہیں، تو یہ بات قابل شرم ہے کہ لوگ غربت کی وجہ سے ایسی حرکات کرتے ہیں۔ لیکن آپ نے تصویر میں یہ دیکھا ہوگا کہ نہ تو وہاں پر سڑکیں ہیں اور نہ تھڑے ہیں جس پر سبزی منڈی کا حصہ ہو۔ اور نہ کوئی ایسی بات ہے کہیں سے کوئی تصویر لے لی جائے کہ وہ لوگ کاغذ چن رہے ہوں یا سبزیاں چن رہے ہوں اور وہ تصویر بنا کر اس کے نیچے سرخی لگا دی جائے تو اس سے یہ قطعاً مقصد نہیں کہ وہ سبزی منڈی کا حصہ ہے اور کوڑا کرکٹ گرایا جاتا ہے اور اس کو اٹھایا جاتا ہے۔

اس کے لئے میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھوں گا کہ اس تصویر میں تھڑا یا ترازو وغیرہ، یا میزان وغیرہ جس کے ذریعہ وہ فروخت کر رہے ہیں، اس میں ایسی کوئی بات نہیں یہ تصویر بالکل ایک علیحدہ فلتھ ڈپو کا حصہ ہے اور میں ان تمام حقائق کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ بات قطعی غلط اور حقائق کے منافی ہے۔ اور رہ گئی یہ بات کہ اس میں مارکیٹ کمیٹی کا کیا حصہ ہے تو اس بارے میں میں یہ عرض کرنا مناسب سمجھوں گا کہ ۱۹۸۱ء سے یہ ایک سمجھوتہ ہوا تھا، جس کے تحت محکمہ مارکیٹ کمیٹی نے اپنے ۳۵ سویپر ٹرک اور دوسری بے شمار چیزیں جو کہ سبزی منڈی کی صفائی کے لئے وہاں پر موجود تھیں انہوں نے ایک باہمی معاہدہ جو محکمہ لوکل گورنمنٹ اور کارپوریشن کے درمیان ہوا تھا کے تحت تمام چیزیں ۱۹۸۱ء میں ان کے سپرد کر دی تھیں کہ اس کی صفائی کا ذمہ میونسپل کارپوریشن کا ہے۔ اور ان کی تنخواہیں ۱۳، ۱۴ لاکھ روپیہ بھی اور علاوہ ازیں ماہانہ بھی ادا کرتے ہیں اور ان کو ٹرک بھی خرید کر دیئے گئے ہیں اور یہ ساری چیزیں میونسپل کارپوریشن کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ اور اس کے بعد پھر ultimately یہ میرے پاس ایک فیصلہ موجود ہے جو کہ ۱۹۸۵ء۔ ۴۔ ۲۵ کا جناب گورنر کا فیصلہ ہے اور اس میں جناب گورنر نے یہاں تک بھی فیصلہ کر دیا کہ مارکیٹ کمیٹی کا

expenses on sanitation should not be shared by the Market committee اور یہ اخراجات مارکیٹ کمیٹی ادا نہیں کرے گی۔

And the sanction to load carriers, trucks etc ; for the purpose will not be granted by the Department. The field officer is not to supply for it.

اور exclusively یہ قرار دیا گیا کہ یہ میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن اپنے خرچ سے یہ ساری بات کرے۔ اس کے باوجود۔

Our field officers particularly in Market Committees should counter such ideas and proposals right in the field.

اور اس کے لئے گورنر صاحب کا یہ فیصلہ کہ exclusively لوکل باڈیز لوکل گورنمنٹ کے دیگر اداروں کی ذمہ داری ہوگی۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ جہاں تک یہ مسئلہ کہ اس میں محکمہ زراعت کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی۔ لیکن اس کے باوجود میں عرض کروں گا کہ وہاں سڑکیں بنانے کے لئے، ٹرک لوڈرز اور سوئیپر وغیرہ کی تنخواہ مہیا کرنے کے لئے ہم میونسپل کمیٹی کارپوریشن کو باقاعدگی سے ادائیگی کر رہے ہیں کارپوریشن اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے اس میں انہوں نے واضح یقین دہانی کرائی ہے کہ یہ جگہ جس سے یہ تصویر لی گئی ہے باقاعدہ ایک فلتھ ڈپو کا حصہ ہے لیکن اس بارے میں یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ مکمل طور پر صفائی کا خیال رکھا جاتا ہے اور صفائی کرا دی گئی ہے اور آئندہ بھی اس کا خیال رکھا جائے گا اس لئے میں اس بارے میں مزید وضاحت کروں گا کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے اگر اس کے علاوہ کوئی جواب آئے تو جناب موصول کر سکتے ہیں لیکن ان کی طرف سے یقین دہانی یہ ہے کہ اس کا حتمی طور پر صحیح انتظام کر دیا جائے گا اور کر دیا گیا ہے۔ اس کی صفائی کا مزید بہتر خیال رکھنا میونسپل کمیٹی کارپوریشن کی ذمہ داری بھی بنتی ہے۔ آئندہ اس کا خیال بھی رکھا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس یقین دہانی کے بعد فاضل ممبر اس کو پریس نہیں کریں گے اور اگر مزید ان کو کوئی شکایت ہوگی تو ہم انشاء اللہ اس کو دور کریں گے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے آپ؟

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر وزیر زراعت صاحب کی طرف سے جو یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ سبزی منڈی کا حصہ نہیں اور لوکل گورنمنٹ کی طرف سے یہ جواب آیا ہے کہ وہ سبزی منڈی کا حصہ ہے۔ جناب والا کس بات پر یقین کیا جائے۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ان کے بیان آپس میں کیوں متضاد ہیں؟ آپس میں نہیں ملتے۔ تو یہ کس طرح contest کرتے ہیں۔ جناب والا اگر وہاں پر سبزی بیچنے کی اجازت نہیں پھر ان لوگوں کو کیوں سبزی بیچنے دی جاتی ہے۔ میں آپ کو یہ گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ تصویر سبزی منڈی کے اندر کی ہے اور وہاں پر سبزی فروخت کی جاتی ہے۔ اگر آپ کوئی کمیٹی مقرر کر دیں اور آج ہی اس وقت وہ وہاں جا کر معائنہ کر کے آئے کہ سبزی منڈی کے اندر اب بھی کتنا گند پڑا ہوا ہے اور صفائی نہیں ہوئی ہے۔ تو جناب اس بات کا ذمہ دار پھر کون ہوگا؟ جناب والا! اگر ہمارے نصیبوں میں یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ ہم نے جرائیموں والے سبزی اور فروٹ کھاتے ہیں تو پھر ہمیں وزیر زراعت پر کوئی گلہ نہیں۔ جناب والا ان کو حق پہنچتا ہے کہ یہ حکومت میں بیٹھ کر بجائے اس کے کہ یہ غریب عوام کی کوئی داد رسی کریں ان کے جائز حقوق کا تحفظ کریں اُلٹا ایسی تحریک کو یہ defend کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ درست نہیں مجھے افسوس ہے۔ یہ خالصتاً مارکیٹ کمیٹی کا کام ہے اور مارکیٹ کمیٹی نے آگے لوکل گورنمنٹ کے ساتھ participate کیا ہے اور ذمہ داری ان کی ہے ہمیں لوکل گورنمنٹ سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہوں نے ان کو ٹھیکے پر دیا ہے انہوں نے ان کو حصہ دار بنایا ہے۔ ہم نے نہیں بنایا۔ یہ ان کا ذمہ ہے جناب والا! ہر روز ٹیکس یہ وصول کرتے ہیں اور یقین جانیے کہ مارکیٹ کمیٹی کے افسران جو ٹیکس وصول کرتے ہیں وہ ہزاروں روپے روزانہ کے ٹیکس وصول کرتے ہیں اور رسید آدھے پیسوں کی کاٹتے ہیں بعد میں جب وہ ٹرانسفر ہوتے ہیں تو وہ پیسے بقایا کر کے چلے جاتے ہیں تو یہ اس محکمے کا حال ہے اور مجھے نہیں سمجھ آتی کہ وزیر زراعت صاحب ان حقائق کو کیوں چھپا رہے ہیں۔ جناب والا اس کو admit کیا جائے اور اس پر بحث کے لئے بے شک اگلے سیشن میں وقت مقرر کیا جائے یہ بڑا

ضروری مسئلہ ہے اور اس کو take up کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ اس میں یہ رولنگ ہیں کہ جتنے بھی تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاق کے نوٹس ہیں یہ ہاؤس کی prorogation پر lapse کر جاتے ہیں ترمیم صاحب اس پر اگلے سیشن میں بات نہیں ہو سکے گی۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا! میں معذرت چاہتا ہوں۔ پھر اس کو آج ہی ختم کر لیا جائے اس پر بحث کے لئے آج ہی وقت مقرر کر لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ آج ایک تحریک التوائے کار پر بحث ہونی ہے جو کہ آپ کے علم میں ہی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسے admit بھی کر لیا جائے تو لوگ اتنی دیر تک بیٹھیں گے نہیں۔

میاں محمود احمد۔ تو پھر جناب سپیکر میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ جناب والا مجھے اس بات کی یقین دہانی کرا دی جائے۔ آج بھی منڈی میں صفائی نہیں ہوئی پچھلی دفعہ بھی میں نے اسمبلی question پیش کیا تھا تو اس کا جواب بھی جناب وزیر زراعت نے غلط دیا تھا اور آج بھی جناب والا میں معافی چاہتا ہوں کہ یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں اور یہ اس بات کو admit کر لیں۔۔۔۔

وزیر زراعت۔ I am on a point of order. جناب والا میں اس کو چیلنج کرتا ہوں کہ گذشتہ بھی جواب غلط دیا گیا تھا۔ آپ نے اس سوال کو Out of Order قرار دیا تھا کہ غلط ہے۔ اس کو چیلنج کرنا اس کے منافی بیان دینا کہ غلط بیانی کی گئی تھی۔ جناب کی اس رولنگ کے باوجود ان کو یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ جناب کی رولنگ کو چیلنج کر کے کہنا کہ وہ غلط تھی اور اس میں غلط بیان دیا گیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں باتوں میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے یہ درست نہیں۔

جناب سپیکر۔ میں جناب وزیر زراعت صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اب اس سلسلے میں بات ہونی چاہیئے کہ یہ تحریک التوائے کار کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ کہہ چکے ہیں کہ آپ اس بات کی یقین دہانی کراتے ہیں

کہ اس کی صفائی ہو گی۔ ؟

وزیر زراعت۔ جناب والا! یہ لوکل گورنمنٹ سے یقین دہانی لے لی جائے۔ میں نے جو عرض کیا کہ میری ذمہ داری گورنر صاحب کا decision میرے پاس ہے... دوسرا لوکل گورنمنٹ کی طرف سے یہ یقین دہانی ریکارڈ پر موجود ہے کہ اس کی صفائی کروائی بھی جا رہی ہے اور اس کے انتظامات کو بہتر بھی کیا جا رہا ہے۔ اور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب یہ ریکارڈ پر موجود ہے اور اگر اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا تو آپ کے پاس اس کی remedy ہے آپ Assurance Committee کے پاس لے جا سکتے ہیں۔

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر میری ایک چھوٹی سی گذارش سن لیجئے کہ یہ لوکل گورنمنٹ کا مسئلہ نہیں وہاں سے ٹیکس مارکیٹ کمیٹی والے وصول کرتے ہیں اور مارکیٹ کمیٹی کا یہ مسئلہ ہے۔ یہ assurance دیں گے۔ جناب والا لوکل گورنمنٹ کی assurance کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے ان کو حصے دار بنایا ہے انہوں نے وہاں کی صفائی ان کو ٹھیکے پر دی ہوئی ہے اس کے ذمہ دار یہ ہیں۔ حکم ان کا ہے۔ مجھے ان سے assurance چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب اس تحریک التوائے کار کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے۔؟ میں اس کی admissibility کے بارے میں decision دوں۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا میں نے تو یہ بات ہی نہیں کہی۔ میں نے کہا ہے کہ محکمہ زراعت مجھے گارنٹی دیں۔ مجھے assurance دیں۔

جناب سپیکر۔ وہ آپ کو assurance دے چکے ہیں۔

میاں محمود احمد۔ وہ تو جناب لوکل گورنمنٹ کی بات کر رہے ہیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میرے فاضل دوست جو بار بار فرما رہے ہیں اور یہ بات کارپوریشن لاہور کے اہلکاران نے بھی سن لی ہے۔ اور جناب وزیر لوکل گورنمنٹ یہاں موجود نہیں اگر وہ ہوتے تو ان کو

بہتر جواب دے دیتے۔ رولز اور قانون میں یہ چیز موجود ہے کہ کارپوریشن ہی اس کی صفائی کی ذمہ دار ہے اور یقیناً جب یہ تحریک پیش کر رہے تھے تو لاہور کارپوریشن نے وہاں بہتر صفائی کر دی ہے نہیں تو وہ کر رہی ہے۔ آپ کو اب مطمئن ہونا چاہیئے سوائے اس بات کے کہ کچھ کام آگے بھی نکلے اور آج ہاؤس کا آخری دن ہے۔ ابھی امن و امان پر بحث ہوتی ہے۔ ہم نے ہر آدمی کے خیالات کو سننا اور اس کے جوابات دینے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب میاں افضل حیات صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ میں آپ کی یاد دہانی کے لئے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آدھا گھنٹہ ختم ہونے کے قریب ہے آپ نے جناب غلام سرور خان صاحب کو کہا تھا کہ آپ ہاؤس سے اجازت لیں گے۔

جناب سپیکر۔ یہ بجا فرماتے ہیں آپ۔ میاں صاحب اس پر اب آپ کیا فرماتے ہیں۔؟

میاں محمود احمد۔ جناب والا محکمہ زراعت مجھے assurance دے۔ صدیق سالار صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔ یہ assurance نہیں۔

جناب سپیکر۔ میں اس کی admissibility پر فیصلہ Pending رکھتا ہوں۔ تشریف رکھیئے۔ آپ کونسا مسئلہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آپ کی تحریک التوائے کار کا نمبر کیا ہے۔؟

جناب غلام سرور خان۔ اس کا نمبر ۶۳ ہے

جناب سپیکر۔ آپ تحریک التوائے کار نمبر ۶۳ دیکھ لیں۔ میں معزز اراکین سے یہ کہوں گا کہ یہ ایک معاملہ پیش کرنا چاہتے ہیں.... کہ رولز کو معطل کر کے اسے take up کیا جائے۔ کیا ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے۔

(ہاؤس نے اجازت نہ دی)

تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا۔

مجلس خصوصی برائے استحقاق کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

ڈاکٹر سردار احمد صاحب (وزیر ٹرانسپورٹ) جناب سپیکر!

I may be permitted to submit a report of special committee on privileges, I hereby present a report of special committee on privilege in respact of privileges motion No.2 moved by Begum Shaheen Munawar Ahmad M.P.A. Thank you.

جناب سپیکر۔ یہ جناب ڈاکٹر سردار احمد صاحب نے Special Committee on privileges کے ضمن میں رپورٹ پیش کر دی ہے۔

Privilege Motion No. 2

سابق پی سی ایس افسران کی شرائط ملازمت کے بارے مجلس خصوصی کی رپورٹ میں توسیع

سردار زادہ ظفر عباس۔

SARDARZADA ZAFAR ABBAS : Sir, I move that the time for submission of the report of Special Committee on Conditions of Service of Ex P.C.S. Officers, may be extended up to next session of the Assembly.

جناب سپیکر۔ سردار زادہ صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس کا وقت بڑھا دیا جائے۔ کیا ہاؤس کی اجازت دیتا ہے۔؟

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون

سردار اللہ یار ہراج۔ جناب سپیکر۔ میں مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ مری کہوٹہ ۱۹۸۶ء

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ سردار اللہ یار سراج صاحب نے مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ مری کہوڑہ ۱۹۸۶ء کے بارے میں مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کر دی ہے۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

اسلامی نظریاتی کونسل کے فرائض کے بارے میں وزیر قانون کا بیان

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میری بھی ایک statement اسلامی نظریاتی کونسل کے فرائض کے متعلق ہے۔ اگر اجازت دیں تو میں پیش کروں۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں۔

وزیر قانون۔ آئین کی دفعہ ۲۳۰ کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ ہر سال ایک عبوری رپورٹ دے اور آئین کے آغاز کے دن سے سات سال کی مدت کے اندر اندر اپنی حتمی رپورٹ مرتب کر کے دے۔ ہر رپورٹ خواہ وہ عبوری ہو یا حتمی ہو، صوبائی اسمبلی کی میز پر برائے بحث رکھی جانی ضروری ہے۔ جیسے کہ جناب ہم اسمبلی کی میز پر وہ رپورٹ رکھ چکے ہیں۔ اس پر بحث ہو چکی ہے۔ اسمبلی ان رپورٹوں پر بحث کر سکتی ہے اور حتمی رپورٹ کے پیش کیے جانے کے بعد ——— دو سال کے اندر اندر رپورٹوں میں دی گئی تجاویز کے مطابق قانون مرتب کرنا ہوگا۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی جو عبوری رپورٹیں اب تک ارسال کی ہیں وہ اس سال کے پہلے اجلاس ماہ فروری کے دوران ایوان کی میز پر رکھ دی گئی تھیں۔ حالیہ اجلاس میں ان پر بحث کی خاطر تین دن مختص کیے گئے تھے جن میں چند فاضل ممبران اسمبلی نے بحث میں حصہ لیا۔ حتمی رپورٹوں پر بحث کے دوران کوئی فاضل ممبر رپورٹوں میں دی گئی تجاویز کی روشنی میں قانون

سازی کے لئے اپنے طور پر بھی تجاویز پیش کر سکتا ہے۔ اور اسمبلی میں ایسے ممبران کی تجاویز اور اسلامی نظریاتی کونسل کی تجاویز کی روشنی میں قانون سازی کر سکتا ہے۔ اگر فاضل ممبران عبوری رپورٹوں پر مزید بحث کرنا چاہتے ہیں تو آئندہ اسمبلی کے اجلاس میں اس مقصد کے لئے چند دن مختص کیے جا سکتے ہیں۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث (جاری)

جناب سپیکر۔ اب لا اینڈ آرڈر پر بحث جاری رہے گی۔ جناب احمد خان بلوچ صاحب اپنی تقریر شروع کریں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو رائے ظاہر کی ہے وہ میری طرف سے آپ کی توجہ دلانے پر تھی اس میں مجھے آپ حق دیں کہ میں اس سلسلے میں کچھ عرض کر دوں۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب اس پر بحث کرنے کی اجازت میں آپ کو نہیں دے سکتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ بحث میں نہیں کرتا۔

جناب سپیکر۔ نہ آپ کو Comments کی اجازت دے سکتا ہوں۔ بات جو طے ہوئی تھی کہ اس معاملے پر جناب وزیر قانون ایک statement دیں گے۔ وہ statement آچکی ہے۔ اب اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ اس statement کا حاصل کیا ہے بجائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے کہ آئندہ بھی بحث کرنی ہو تو اس پر بحث کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر۔ جو بھی اس کا حاصل ہو۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ اس statement کا تو کوئی حاصل نہیں ہے بجائے اس کے عملی طور پر کوئی کمیٹی بنا لیں، کوئی سفارشات مرتب کر لیں کہ جو صوبہ سے متعلقہ قوانین ہیں، ان کے بارے میں انہوں نے کوئی کمیٹی بنائی ہے یا جیسے میں نے کہا تھا کہ صوبہ سرحد میں۔

جناب سپیکر۔ قبلہ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس پر آپ کو بحث کرنے کی اجازت

نہیں دے سکتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! یہ نہایت اہم مسئلہ ہے اور اس کو آپ اس طرح نظر انداز کر رہے ہیں۔؟

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ پہلے بھی دس سال گزر گئے ہیں۔ اب اگر یہ مسئلہ ہماری اسمبلیوں میں آیا ہے تو ہماری اسمبلی کے فرائض اس کے لئے تیار نہیں کہ اس کے لئے کوئی کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر۔ میں آپ کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ وزیر قانون صاحب سے پوچھیں۔ . . . . .

جناب سپیکر۔ جناب مولانا صاحب میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ اس وقت امن عامہ پر بحث ہو سکتی ہے۔ جس کے لئے میں نے نام پکار دیا ہے۔ میں طریق کار کے مطابق ہاؤس کو چلا سکتا ہوں۔ ایسے نہیں کہ ہر آدمی کی مرضی کے مطابق ہاؤس کو Conduct کروں۔ کیا آپ تشریف رکھیں گے؟ تشریف رکھیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب وزیر قانون نے بڑی فراخدلی سے ایک تجویز پیش کی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں پر بحث کے لئے تین دن اور رکھے جا سکتے ہیں۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔؟

جناب سپیکر۔ وزیر قانون نے آئندہ کے بارے میں بات کی ہے۔ جناب احمد خاں بلوچ صاحب۔

جناب احمد خاں بلوچ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا اس دن دو تین پوائنٹ بقایا رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ چوریوں کے پرچے درج نہیں ہوتے۔ یہ ہونے چاہئیں اور یہ اس لئے نہیں ہوتے کہ جب ایس پی صاحبان ایس ایچ او علاقہ سے میٹنگ کرتے ہیں تو ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کے علاقے میں کتنی چوریاں ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ پرچے درج نہیں کرتے

انہیں ہدایت کی جائے کہ پرچے درج ہونے چاہیں۔ دوسرا پوائنٹ یہ تھا کہ نہروں پر پولیس تعینات کر دی گئی ہے ان کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ وہ احکامات کی تعمیل کریں۔ تعمیلی سٹاف کی صورت میں انہیں لگایا گیا ہے لیکن وہ نہروں پر دیہاتی عوام کو ڈراتے اور ان کے ناجائز چالان کرتے ہیں۔ اس سے پولیس کو روکا جائے بلکہ نہروں پر سے پولیس ہٹا ہی دی جائے تعمیل کرنے کے لئے نہروں کا سٹاف ہی کافی ہے۔

جناب سپیکر۔ ایکسائز انسپکٹر نے جب کسی مقام پر چھاپہ ڈالنا ہوتا ہے لیکن ان کے پاس فورس نہیں ہوتی۔ نہ ہی انہیں اسلحہ دیا گیا ہے۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ ایکسائز انسپکٹر کو اسلحہ دیا جائے۔ اور باقاعدہ ان کے پاس ایک فورس ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ جب وہ چھاپہ مارتے ہیں تو غلط قسم کے لوگ ان کے سامنے ہوتے ہیں تو اس سے نقصان بھی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

دوسری بات یہ ہے کہ ایکسائز انسپکٹر صاحبان جب چھاپہ مارتے ہیں تو ان کے مقدمے کا چالان مقامی پولیس کرتی ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ مقامی پولیس اپنے گواہ رکھتی ہے، کیس کامیاب نہیں ہوتے اور منشیات کے عادی لوگوں کو سزائیں نہیں ملتیں جب ایکسائز انسپکٹر چھاپہ مارتا ہے تو چالان کا حق بھی اس کو ہونا چاہیئے کہ وہی چالان کیا کرے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ چھاپہ یہ ماریں اور چالان پولیس کرے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ جس جگہ یہ چھاپہ ماریں چالان بھی یہ خود کریں اور گواہ بھی یہ خود مقرر کریں تاکہ یہ کیس چالان ہو اور انہیں سزائیں مل سکیں، میں انہی الفاظ پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں بہت مہربانی اور شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب محمد صدیق سالار صاحب

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب والا مجھ سے پہلے بہت سی تقریریں ہوئی ہیں میں آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ ہر سرکاری دفتر میں جب

کوئی ایم پی اے جا کر بات کرے تو وہ اس کی بات کو درست سمجھیں اور اس کی بات پر عمل کریں ہر سرکاری دفتر میں یہ اطلاع ہونی چاہیئے۔ اب جہاں تک پولیس کے کاموں کا تعلق ہے بعض دوستوں نے اخبارات کے تراشے پڑھ کر سنا دیئے کہ یہ ہو رہا ہے۔ اگر ہم نے اسمبلی کے اندر بیٹھ کر پنجاب کی حالت زار اس طرح بیان کرنی ہے جو اخبارات میں شائع ہو، جب یہی کارروائی باہر کے لوگ اخبارات میں پڑھیں گے تو یہ سمجھیں گے کہ اس ملک کے صوبہ کے اندر کوئی قانون موجود نہیں حالانکہ کوئی چوری ہوتی ہے اور جہاں پر اس کا پرچہ درج ہوتا ہے، یہ تو کہہ دیا جاتا ہے کہ چوری ہوئی مگر یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ چوری پکڑی بھی گئی یا نہیں اور ان چوروں کو سزا بھی ملی یا نہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ دونوں پہلو بتائے جاتے۔ میں سمجھتا ہوں اس وقت صوبہ کے اندر جو کام ہو رہا ہے اس پر حکومت کی نظر ہے۔ میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ ان انتظامات کو اور بہتر بنائے اور میں عرض کروں گا کہ جو تجربہ فیصل آباد میں ہو رہا ہے ایک برانچ مقدمہ درج کرتی ہے اور دوسری برانچ اس کی تفتیش کرتی ہے یہ بات ہمارے لئے باعث تکلیف ہے یہاں پر اس وقت جناب چیف منسٹر صاحب بھی موجود ہیں اور آئی جی صاحب بھی موجود ہیں آپ کی وساطت سے التماس کروں گا کہ وہاں یہ تجربہ بند کیا جائے کیونکہ اس کی وہاں پر ضرورت نہیں اس سے فیصل آباد کے شہری تکلیف میں ہیں جہاں تک مجسٹریٹ صاحبان کا تعلق ہے ان کے متعلق یہ شکایات ملی ہیں کہ وہ اپنا اکثر وقت اپنے ریٹائرنگ روم میں گذارتے ہیں سائل باہر کھڑے ہوتے ہیں، ان کو تاریخیں دے دی جاتی ہیں۔ انہیں یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ لوگ دیہاتوں سے دور دراز کے مقامات سے اپنے اپنے مقدموں میں آئے ہوئے ہیں۔ شہادتیں دینے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ مجسٹریٹ صاحبان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ کوئی بھی شہادت خواہ وہ پولیس کی طرف سے یا عوام کی طرف سے ہو اس کو اس روز قلمبند کیا جائے تاکہ مدعی پر اخراجات کا بوجھ نہ پڑے۔

اس کے بعد تعلیم کا مسئلہ ہے جناب وزیر تعلیم صاحب ذرا غور فرمائیں کہ آپ کی اسمبلی کے اور اس مقدمہ کے ممبر آپ کے ڈی او حضرات اور انسپکٹر صاحبان کے پاس جاتے ہیں، آپ کے محکمہ تعلیم کے افسران معزز ممبران کی عزت نہیں کرتے نہ ان کی بات سنتے ہیں، آپ ان کو حکم دیں کہ ان کی عزت کی جائے اور کوئی ممبر اپنے حلقہ انتخاب کے اندر جہاں چاہے اساتذہ کا تبادلہ کرا سکتا ہے اور یہ بہت ضروری باتیں ہیں ان کا بوجھ آپ پر نہیں رہے گا اپنے اپنے حلقہ کے اندر جتنے بھی ممبر اساتذہ کو لا رہے ہیں، ممبر صاحبان جب merit کی بات کرتے ہیں تو آپ ان کی تقرری merit کی بنیاد پر کریں۔ اگر ہمارے کسی معزز ممبر کی عزت میں اضافہ ہوگا تو یقیناً وزیر موصوف کی عزت میں بھی اضافہ ہوگا۔ جہاں تک عام حالات اور عام قانون کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے قدم شرافت اور بہتر کام کی طرف بڑھ رہے ہیں انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ جب آپ کو ان ڈاکوؤں اور ان بڑے لوگوں سے نجات مل جائے گی۔ اب دیکھئے۔ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ اللہ کے سوا کوئی غیب کا علم نہیں جانتا، کل کیا ہوگا اور وہ آدمی کیا کرے گا۔ جب ایک آدمی چلتے ہوئے واردات کر دیتا ہے اس کے پاس ایک بہترین گاڑی ہے جو کہ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہی ہے، پولیس اسٹیشن پر اتنی کمزور گاڑیاں ہیں اول یہ گاڑیاں ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ڈاکوؤں کے پاس بہترین اسلحہ ہے مگر پولیس کے پاس پولیس اسٹیشن پر اسلحہ غیر معیاری ہے۔ آپ کو چاہئے کہ پولیس اسٹیشنوں پر گشت کرنے والی پولیس پارٹی کو بہترین اسلحہ دیں اور تھانوں کے اندر بہترین تیز رفتار گاڑیاں مہیا کریں پھر ہم دیکھیں گے کہ کوئی ڈاکو ڈاکہ ڈالنے کے بعد پولیس سے کس طرح بھاگ سکتا ہے۔ اجتماعی طور پر یہ شعبہ پہلے سے بہتر ہے اور حکومت اس پر مبارک باد کی مستحق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ آج چونکہ امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے اور مقررین حضرات کی تعداد زیادہ ہے اس لئے

اگر آپ تجویز فرمائیں کہ ایک مقرر کے لئے ٹائم کی allocation کر دی جائے تو زیادہ مناسب رہے گا۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا ہمیں چائے کا وقفہ ملنا چاہیئے یہ تو ہمارا حق ترک کیا جا رہا ہے کہ ہمیں چائے پینے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب ابھی تو یہ debate شروع ہوئی ہے اور امن عامہ پر بحث کا آغاز ہوا ہے کافی ممبر حضرات ابھی باقی ہیں جنہوں نے اپنی تقاریر فرمانی ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! debate تو شروع ہوئی ہے لیکن پیٹ بھی کچھ مانگتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ جا کر چائے بھی پی سکتے ہیں آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ رانا صاحب تشریف رکھیں میں معزز ممبران سے یہ رائے لینا چاہتا تھا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں اور مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اگر آپ حضرات مناسب سمجھیں تو وقت کی allocation کر دی جائے تاکہ تمام ممبران اپنی بات کر سکیں اور ہر رکن کو اس پر بولنے کا موقع مل سکے۔

سید حسنات احمد شاہ۔ ہماری طرف سے درخواست کی گئی ہے کہ ٹائم دیں فرض کیا اس کے بعد آپ ہر رکن کو دو چار منٹ دیں گے تو اس میں کوئی بھی اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتا، اس لئے مہربانی کر کے آپ اسے open رکھیں جو رکن جتنا بولنا چاہتا ہے بول لے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس سلسلے میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ آپ اس کے لئے کتنا وقت معین کریں گے؟

سید حسنات احمد شاہ۔ آپ اسے open رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ open سے سب کی باری نہیں آسکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پھر ٹھیک ہے ایک مقرر کے لئے پانچ منٹ کا وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ جی فرمایئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ امن عامہ پر جب بحث ہوگی تو ان تحاریک التوائے کار پر اس وقت بحث کی جائے ان کو اس وقت تو talk کر دیا گیا، ان کو باری پر پیش ہی نہیں ہونے دیا گیا، جو امن عامہ سے تحریکیں تھیں، اب اگر آپ یہ فرمائیں کہ جن کی تحریکیں تھیں ان کو اس وعدے کے مطابق آپ وقت دیں تاکہ وہ امن عامہ پر ان تحریکوں کے ضمن میں بحث کر سکیں۔ ان کو مقدم رکھا جائے جن اراکین کی تحریک التوائے کار تھیں اور یہ کہہ کر ان کو ملتوی کیا گیا تھا کہ آپ امن عامہ کی بحث میں اپنی وہ بات کر لیں۔ ان کو مقدم رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ آپ درست فرما رہے ہیں انشاء اللہ آپ کو ترجیح دی جائے گی آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر میری گذارش ہے کہ جب سے سیشن شروع ہوا ہے کافی ساری تحریکیں جو امن عامہ سے متعلق تھیں وہ سب اس لئے زیر بحث نہ آسکیں کیونکہ وہ حزب اختلاف کے اراکین کی طرف سے تھیں۔ ان کو بحث کا موقع دیا جائے۔ اب میری گذارش ہے کہ آپ سب سے پہلے ان ممبران کو اجازت دیں جن کی تحاریک التوائے کار التوا میں ڈالی گئیں کہ ان کو سب سے پہلے موقع دیا جائے گا۔ اگر ان کو موقع نہیں ملتا تو پھر ہمارا ادھر بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں قائد حزب اختلاف سے یہ عرض کروں گا کہ جب امن عامہ پر بحث کا آغاز کیا گیا تو اس وقت پہلے آپ کو ہی موقع دیا گیا کہ آپ ہی امن عامہ کی بحث کا آغاز کریں۔ اور آپ کے معزز ممبران کو اس پر بولنے کا

پہلے موقع دیا گیا۔ انشاء اللہ آپ کے فرمان کے مطابق آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔
رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر میں عرض کروں گا کہ تحریک التوائے کار کس کی
ملتوی یا نامنظور ہو چکی ہو یا زیر غور ہو اس رکن کو اہمیت نہیں دی جا سکتی چونکہ
وہ ارکان جو تحاریک التوائے کار پیش کر سکے ہیں وہ تو رسمی طور پر اس بحث میں
حصہ لیتے ہوئے عرض کرتے ہیں لیکن وہ ارکان جو تحریک التوائے کار پیش
نہیں کر سکے ان کا حق سلب نہیں کرنا چاہیئے اور کوئی قاعدہ ایسا نہیں نہ کوئی ایسی
روایات ہیں کہ جن کی تحریک التوائے کار pending ہوں یا آ گئی ہوں
ان کے لئے موقع دینا ضروری ہو اس ہاؤس میں یہ روایات ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ لوگوں سے درخواست کروں
گا کہ آپ اس قیمتی وقت کو فضول باتوں میں ضائع نہ کریں۔ مقرر حضرات کو
اپنی بات کرنے کا موقع دیا جانا چاہیئے۔
سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر صوبہ میں امن عامہ پر بحث جاری ہے اور
میں آپ کی توجہ قومی اسمبلی میں امن عامہ کے موضوع پر ہونے والی بحث کی طرف
دلانا چاہتا ہوں۔ پہلے قومی اسمبلی میں امن عامہ پر بحث کرنے کے لئے ۱۰ دن
کا عرصہ مقرر کیا گیا تھا پھر اس کی اہمیت کے پیش نظر ۷ دن اور بڑھا دیئے
گئے پورے ۱۷ دن قومی اسمبلی کے ارکان نے ملک میں امن عامہ پر بحث کی ہمارے
ہاں تین دن مقرر کیے گئے اور بدقسمتی سے کٹ چھٹ کر دی گئی۔ اس سے پہلے وزیر اعظم
پاکستان کی لاہور کی آمد کے پیش نظر ایران کی کارروائی پورے متعینہ وقت تک
جاری نہ رہ سکی۔ اس لئے جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے
صوبہ میں امن عامہ کی صورت حال بہت ابتر ہو چکی ہے اور اس پر بحث کرنے
کے لئے ایوان کے ایام کار کو کم از کم سات دن تک بڑھایا جائے۔ پانچ منٹ
کے اندر ہم اتنے اہم موضوع پر تفصیل کے ساتھ روشنی نہیں ڈال سکیں گے اور
میں سمجھتا ہوں حکومت کو فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس موضوع
پر بحث کرنے کے لئے مزید وقت بڑھانا چاہیئے مزید ایام کار بڑھانے چاہئیں۔

اگر آپ تقاریر پر پانچ منٹ کی قید عائد کرتے ہیں تو ہم معذرت کے ساتھ آج امن عامہ پر بحث نہیں کر سکیں گے اور ہم پھر احتجاجاً اس ایوان کی آج کی کارروائی کا بائیکاٹ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ابھی تو کافی وقت ہے۔ اور وقت کو ضائع کئے بغیر امن عامہ پر بحث کرتے ہیں۔ شاہ صاحب اس پر سوچ وبچار کے لئے کافی وقت ہے۔ اس کے متعلق فیصلہ بعد میں ہو سکتا ہے۔ آپ کے فرمودات حکومت تک پہنچ گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اب ہمیں بغیر وقت ضائع کئے امن عامہ پر بحث کا آغاز کرنا چاہیئے۔ شاہ صاحب میرا خیال ہے کہ آپ ضائع کر رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا! پانچ منٹ میں ہم اہم موضوعات پر تفصیل کے ساتھ روشنی نہیں ڈال سکتے اس لئے ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے معزز اراکین اسمبلی ہال سے باہر تشریف لے گئے)

جناب احمد خان لمبردار۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر آج کا واک آؤٹ کرنا سمجھ میں نہیں آتا حالانکہ اتنا ٹائم تھا۔ آپ نے بھی فرمایا ہے کہ بہت ٹائم ہے آپ حصہ لیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آج ان کی تیاری ہی نہیں تھی وہ بہانہ بنا کر باہر چلے گئے ہیں۔ وہ یہ کہہ سکتے تھے پانچ منٹ کی بجائے دس منٹ دے دیں۔ یہ تو ایک علیحدہ بات تھی۔ یہ کہنا کہ ہم حصہ نہیں ہی لیتے۔ ابھی وقت کا فیصلہ ہی نہیں ہوا آج ان کی تیاری نہیں تھی۔ وہ کچھ کہنا ہی نہیں چاہتے تھے ان کے پاس مواد نہیں تھا اس لئے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب کامل خان لالیکا۔ جناب والا زمینداروں کی اکثریت یہاں بیٹھی ہوئی ہے اس وقت کپاس کی چنائی کا موسم اور ربیع کی فصل کاشت ہو رہی ہے۔ اجلاس کو نہیں بڑھانا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اس کے متعلق فیصلہ ہو جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ غلام حیدر گھمن صاحب، موجود نہیں۔ منظر علی گل صاحب موجود نہیں مولوی محمد غیاث الدین صاحب

مولوی محمد غیاث الدین ۔ جناب سپیکر میں نے ابھی تیاری نہیں کی ۔ مجھے یہ علم نہیں تھا کہ میرا نام آج ہی نکل آئے گا ۔ میں نے تیاری نہیں کی اس لئے میں معذرت چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ سید حسنات احمد صاحب ۔

سید حسنات احمد ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ! جناب سپیکر امن عامہ کے مسئلہ پر تقریباً دو تین دن سے بحث جاری ہے اور بہت سے معزز ممبران نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ بہت سے ضروری پوائنٹ وہ پہلے ہی اٹھا چکے ہیں ۔ بہرصورت میرا کچھ تعلق امن وعامہ سے رہا ہے اس لئے میں جسارت کروں گا کہ کچھ ایسے نکات جو ابھی تک سامنے نہیں آئے وہ آپ کے سامنے پیش کروں ۔

پہلی بات کہ میں لا اینڈ آرڈر کو تین حصوں میں تقسیم کروں گا ۔ نمبر ایک لا اینڈ آرڈر ہے جو روزمرہ کی چوری کی وارداتیں ۔ ڈکیتی کی وارداتیں hurt کیسز وغیرہ نمبر دو سیاسی حالات کی وجہ سے لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیش آتا ہے اور آخیر میں نمبر تین فرقہ وارانہ وجوہات کی بنا پر جو لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیش آتا ہے ۔

جناب والا میں سب سے پہلے عام لا اینڈ آرڈر کی طرف آؤں گا ۔ یہ لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ بہت پرانا ہے اور وہ ممالک جہاں زیادہ زور لا اینڈ آرڈر پر نہیں دیا جاتا بلکہ ویلفیئر پر دیا جاتا ہے وہاں بھی اس کی کچھ نہ کچھ اہمیت حاصل ہے ۔ کیونکہ اگر کسی ملک میں لا اینڈ آرڈر نہ ہو ۔ فرض کیا سارے صاحبان یہاں بیٹھے ہیں آپ کو یہ خدشہ یا ڈر ہو کہ آپ کے پیچھے کسی کا گھر لوٹا جائے گا یا آپ کے بال بچے محفوظ نہیں تو آپ زندگی میں جتنا کام کرنا چاہتے ہیں یہاں بیٹھ کر نہیں کر سکتے ۔ اسی طریقے سے دوسرے صاحبان کاروبار میں یا دکانوں پر جاتے ہیں ۔ ان کے لئے بھی یہی خدشہ ہے ۔ ہر ایک آدمی جو گھر میں رہتا ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایسے حالات میں کہ وہ آرام اور اطمینان سے اپنا سارا کاروبار کر سکے ۔

جناب والا۔ تقسیم سے پہلے یہاں انگریزوں کی حکومت تھی اس وقت نوآبادیاتی نظام تھا ان کے قوانین بہت سخت تھے۔ وہ اس وجہ سے بھی سخت تھے کہ وہ باہر سے یہاں آئے ہوئے تھے ان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ جب تک وہ کسی معمولی بات پر بھی سختی نہ کریں وہ یہ نظام نہیں چلا سکتے تھے۔ مجھے یاد ہے میں تقسیم سے پہلے ملازمت میں آیا تھا اس وقت یہ کبھی سنا ہی نہیں تھا کہ فلاں جگہ ڈاکہ پڑا ہے کبھی کبھار ڈاکے کی واردات ہوا کرتی تھی۔ اس کا جو حشر ہوتا تھا غالباً میرے بھائی جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں اور ان کو معلوم ہے کہ اگر ایک گاؤں میں ڈاکہ پڑ گیا تو وہاں تین چار سو پولیس والے پہنچ جائیں گے۔ وہاں ہر ایک آدمی کو چاہے وہ قصوروار ہو یا نہ ہو، جرمانہ کریں گے۔ اگر شہر میں ڈاکہ پڑ گیا تو محلوں کے محلے پولیس والے پکڑ کر لے جاتے تھے۔ ان پر تشدد کرتے تھے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ عموماً اس قسم کے واقعات نہیں ہوتے تھے مجھے آج تک یاد ہے۔ میں لاہور میں دس سال سٹی مجسٹریٹ وغیرہ رہا ہوں۔ مجھے یاد نہیں کہ اکا دکا واقعات سے زیادہ واقعات ہوتے ہوں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ ان کی prestige تھی، آدمی ڈرتے تھے کہ اگر ہم نے کوئی ڈاکہ ڈالا تو اس کے نتائج بہت خطرناک ہوں گے۔ اس لئے چور ڈر کر اس قسم کی وارداتیں نہیں کرتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ ہاؤس میں کھڑے ہونا مناسب بات نہیں ہے۔

سید حسنات احمد۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ چونکہ اس وقت ایڈمنسٹریشن کی یہ prestige تھی، اس لئے امن و امان کے مسئلے کو نبھانا مشکل نہیں تھا۔

میں آپ کو ایک معمولی سی مثال دیتا ہوں۔ انگریز کے دور میں کوئٹہ میں ایک ڈی ایس پی شہید ہو گیا تھا۔ وہاں تقریباً دو ہزار آدمیوں کی نفری ہو گی مجسٹریٹ بھی تھے۔ ہوم سیکرٹری صاحب بھی تھے۔ تمام صاحبان بیٹھے ہوئے تھے وہاں تقریباً لاکھ دو لاکھ آدمیوں کا ہجوم آیا اور انہوں نے کوئٹہ کی طرف

بڑھنا شروع کر دیا۔ بہت سے آدمیوں نے کہا کہ اس کے دروازے بند کر دیں کچھ کہنے لگے کہ انگریزوں نے یہ کبھی نہیں کیا۔ آپ دروازے بالکل بند نہ کریں اس طریقے سے آپ کی prestige خراب ہوتی ہے۔ آپ خود باہر نکلیں۔ انہوں نے آدمیوں کو منتیں کیں کہ آپ مہربانی کر کے اس طرح نہ کریں۔ تھانے پر حملہ کرنا خلاف قانون ہے لیکن کوئی نہ مانا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں دو جیپیں اور چار پانچ موٹر سائیکل تھے جن پر اینگلو انڈین تھے جن کے رنگ سفید ہوتے تھے۔ وہ آئے تو کسی آدمی نے یہ کہہ دیا کہ گورے آگئے، گورے آگئے جب مجمع نے یہ آواز سنی تو سارے آدمی اپنی جرنیاں بھی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ میرا کہنے کا مقصد وہ سارا کام prestige کی وجہ سے چلتا رہا۔ تقسیم کے بعد اس معاملے پر بہت تھوڑی توجہ دی گئی۔ حالات بہت ابتر ہوتے گئے۔ ایسے آدمی باہر سے آگئے، جنہیں یہاں کے آدمی نہیں جانتے تھے۔ گاؤں میں جہاں ہر آدمی دوسرے کو جانتا تھا۔ وہاں مہاجرین آگئے، جن میں کئی آدمی اچھے تھے اور کئی اچھے نہیں تھے۔ اس وجہ سے چوریاں، ڈکیتیاں اور اس طرح کی کئی وارداتیں بڑھ گئیں۔ آپ مجھے معاف کریں گے۔ میں ذاتیات پر نہیں آتا لیکن ایسا وقت بھی آیا کہ یہاں ایک ایسی حکومت آئی جنہوں نے تقریباً ساری institution کو تباہ کر دیا۔ انہوں نے پولیس کو بھی تباہ کر دیا انہوں نے Majistracy کو بھی تباہ کر دیا۔ انہوں نے judiciary کو بھی تباہ کر دیا۔ اور اپنے ورکروں کو انہوں نے کھلی چھٹی دے دی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امن وامان کی جو کچھ پوزیشن باقی رہ گئی تھی وہ ان کے آنے اور یہاں سات آٹھ سال رہنے کی وجہ سے بالکل ہی تباہ ہو گئی۔ وہ کرتے یہ تھے کہ ان کے پاس red cards اور دوسری قسم کے کارڈ تھے۔ وہ ایس پی صاحب کے پاس جائیں گے۔ جو کام کہیں گے، اگر وہ نہیں کریں گے تو دوسرے دن ان کا تبادلہ کر دیا جائے گا۔ وہ ڈی سی کے پاس جائیں گے۔ انہیں رعب دیں گے کہ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو ہم آپ کا تبادلہ کر دیں گے۔

یہ کام ہوتے رہے۔ اس طریقے سے امن وامان کی اچوزیشن روز بروز خراب ہوتی گئی۔ اب حالت یہ ہے کہ اس وقت ملک کی آبادی بہت بڑھ چکی ہے خاص طور پر شہروں میں بہت سی نئی آبادیاں آ گئی ہیں۔ لوگ گاؤں سے شہروں کی طرف آ رہے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہے کہ یہاں نئی آبادیاں بن رہی ہیں۔ آپ کی پولیس فورس ان حالات سے نمٹنے کے لئے ناکافی ہے عام آدمی کو بھی معلوم نہیں کہ اس مقام پر کون رہتا ہے یا دوسرے مقام پر کون رہتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر یہاں ڈاکے بھی پڑتے ہیں اور چوریاں بھی ہوتی ہیں۔

(وقت ختم ہونے کی گھنٹی)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب، براہ کرم آپ بات مختصر فرمائیں۔

سید اقبال احمد۔ میرا وقت بھی انہیں دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب، آپ کا نام اس فہرست میں نوٹ نہیں ہوا۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید حسنات احمد۔ میں گذارش کروں گا کہ اس معزز ایوان کے ہر ممبر کا حق ہے کہ وہ اپنے جذبات کا اظہار کرے۔ اگر میں غیر متعلقہ بات کروں تو آپ مجھے ٹوک سکتے ہیں۔ اگر میری بات کے درمیان آپ گھنٹی بجا دیں گے تو میرے خیالات منتشر ہو جائیں گے اور میں کیا بات کروں گا؟ مجھے تھوڑی سی گذارش تو کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ فرمائیں شاہ صاحب۔

سید حسنات احمد۔ جناب والا، میں یہ گذارش کر رہا تھا، وقت مختصر ہے۔ اس لئے مجھے بہت سی چیزیں کاٹنی پڑیں گی۔ اس کی ایک وجہ تو میں نے یہ بتائی کہ پولیس ناکافی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کا judicial system اتنا ناقص ہے کہ کوئی مقدمہ آج درج ہو، یا عدالت میں چلا جائے تو برسوں گزر جائیں گے اور میرا خیال ہے کہ گواہوں کو بھی طلب نہیں کیا جاتے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجسٹریٹ کی تعداد کم ہے۔ انہیں متفرق کام دیے جاتے ہیں۔

گواہ نہیں جاتے تو مقدمہ دو دو تین تین سال اس طرح سے چلتا ہے کہ کسی کو سزا نہیں ہوتی۔ جو آدمی اصل مجرم ہوتے ہیں ان کو یقین ہوتا ہے کہ اگر ہم نے کوئی ایسا جرم کر بھی لیا تو پہلے ہم چالان نہیں ہوں گے۔ معاف کیجئے گا ہمارے سارے بھائی یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم خود جا کر غلط سفارشیں بھی کرتے ہیں۔ تو پہلے وہ چالان ہی نہیں ہوتے۔ اس کے بعد جب چالان ہو جائیں تو پھر عدالتوں میں جائیں گے تو غالباً پتا ہی نہیں چلے گا گواہ مر جائیں گے یا ملزم ہی مر جائیں گے اور وہ مقدمہ نہیں چلے گا۔ جب تک آپ ایسا سسٹم تجویز نہ کریں گے کہ جب کوئی ایسی واردات ہو تو کم از کم چھ مہینے یا زیادہ سے زیادہ ایک سال تک ملزموں کو عدالت میں پیش کر کے انہیں سزا ہو، اس وقت تک چیزیں کبھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ میری تجویز ہے اور میں نے پچھلے اجلاس میں بھی یہ تجویز پیش کی تھی کہ براہ مہربانی کچھ تو innovation ہونی چاہیئے۔ اگر ہم پرانی باتوں پر چلتے رہیں گے تو ہم کیا ترقی کریں گے۔؟ ہو سکتا ہے کہ آپ summary court جائیں۔ انہیں اختیارات دیں۔ اس قسم کے مقدمات فرض کیا یہاں ڈاکے پڑ رہے ہیں تو کم از کم چھ یا سات مجسٹریٹ آپ رکھ دیں جو صرف ڈاکوؤں کے مقدمات سنیں۔ مجھے ابھی تک یاد ہے ایک گاؤں میں hurt cases کی بھرمار تھی۔ ہم آٹھ دس دن کے بعد کیس سن کر سات سات سال سزا دیا کرتے تھے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ hurt cases بہت حد تک ختم ہو گئے۔ اگر آپ کوئی ایسا سسٹم بنائیں گے، یا خدا را سمری کورٹس بنائیے۔ آپ کے لاکھوں مقدمے التوا میں پڑے ہیں۔ جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے، اس کا کوئی حل ہی نہیں۔

میں نے عدالتی نظام پر بات کر لی ہے۔ اب میں سیاسی نظام پر آتا ہوں جس سے law & order situation بنتی ہے۔ حکومت نے اجازت دے رکھی ہے کہ سیاسی پارٹیاں جب چاہیں جلسے کریں۔ جب چاہیں جلوس نکالیں۔ جب چاہیں جو مرضی ہو کریں۔ غالباً سیاسی عمل میں ان چیزوں کا کوئی حرج نہیں۔ یہ چیزیں ہوتی رہی

ہیں اور ہونی بھی چاہییں۔ لیکن اس میں گذارش صرف اتنی ہے کہ کم از کم ایڈمنسٹریشن کو اختیارات ہونے چاہئیں کہ وہ یہ دیکھ سکے کہ کوئی سیاسی جماعت چاہے حکومت کی حامی ہو یا حکومت کے مخالف، اگر اس کے کسی جلسے سے امن عامہ کی صورت حال پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے تو وہ ان کو منع کر سکے۔ عموماً آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو بھی جلسے ہوتے ہیں، آپ کوئی جلسہ دیکھ لیں۔ میں آپ کو تحریک پاکستان سے لے کر اب تک day to day وضاحت کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ معزز ممبران اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ ایوان میں کھڑے ہونا ایوان کے تقدس کے خلاف ہے اور آپ کی شان کے بھی منافی ہے۔

سید حسنات احمد۔ تو میں عرض کر رہا تھا، یہ ٹھیک ہے۔ ابھی تو الیکشن میں چار سال باقی ہیں۔ اس سے پہلے انتظامیہ کو اختیار ہونا چاہیئے کہ غیر ضروری جلسے جلوسوں کی اجازت نہ دی جائے۔ آپ حضرات کہیں گے کہ یہ چیز تو جمہوریت کے منافی ہے۔ لیکن میرے خیال میں سب سے ضروری چیز یہ دیکھنا ہے کہ یہاں عام آدمی اپنی زندگی آرام سے بسر کر سکے۔ میں وضاحت کرتا ہوں کہ جلسہ ہونا تو ٹھیک ہے۔ لیکن میرا یہ تجربہ ہے کہ invariably جلسے کے بعد جب آدمی وہاں سے باہر نکلتے ہیں تو ان میں سے ٹرانسپورٹ قسم کے لوگ بسوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ آٹھ، دس بسیں جلا دیتے ہیں۔ کاروں اور کھوکھوں کو توڑ دیتے ہیں۔ تو ان چیزوں کو دیکھنا چاہیئے کہ جب تک کسی جلسے کی ضرورت نہ ہو اس وقت تک جلسے جلوس نہ نکالنے دیئے جائیں۔ اس میں جملہ معترضہ ہے میری تجویز ہے کہ پچھلی دفعہ کسی نے کہا تھا کہ ایک پارٹی نے ایک جلسے پر معلوم نہیں دو کروڑ روپے لگائے تھے یا چار کروڑ لگائے تھے۔ اگر بڑی پارٹی نے جلسہ کرنا بھی ہے تو بجائے اس کے کہ اگر یہ بڑی پارٹیاں وہ رقم جمع کر کے ایک فنڈ بنا لیں اور جلسوں کی بجائے غریبوں کی بہبود کے لئے تصرف میں لے آئیں تو میرا خیال ہے کہ ان کا مقصد بھی حل ہو جائے گا اور غالباً انہیں ووٹ بھی زیادہ مل جائیں گے لہٰذا غیر ضروری جلسے جلوسوں کی اجازت کسی صورت نہ دی جائے۔ خاص طور پر جو بڑی شاہراہوں

مثلاً مال روڈ، میکلوڈ روڈ، جہاں زیادہ ٹریفک ہے وہاں گورنمنٹ کی پارٹی یا مخالف پارٹی ہو، کسی قیمت پر بھی انہیں اجازت نہیں ہونی چاہیئے کہ وہاں سے جلوس لے کر نکلیں۔ اور وہاں آدمیوں کو اس طرح سے تکلیف دیں۔

جناب والا، آخر میں مجھے ایک جلسے کے متعلق ایک اور بات یاد آ گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب، ایک منٹ میں ختم کریں۔ کافی لوگ اپنی باری کے منتظر بیٹھے ہیں۔

سید حسنات احمد۔ جناب والا، میں آخر میں فرقہ واریت کے مسئلے کی طرف آؤں گا۔ مجھے بے حد افسوس ہے۔ جہاں تک فرقہ واریت کے معاملے کا تعلق ہے۔ میں نے پہلے بھی گذارش کی تھی کہ میں لاہور میں تقریباً دس سال بیک وقت تعینات رہا ہوں۔ یہ مسئلہ کم از کم لاہور میں کبھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اب معلوم نہیں، اس کی وجوہات کیا ہیں۔ معلوم نہیں کہ فرقہ وارانہ مسئلہ ہے بھی یا نہیں۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ محض چند شرپسند آدمیوں نے اس چیز کا فائدہ اُٹھا کر یا exploit کر کے یہ ساری امن و امان کی صورت حال پیدا کی ہے۔ ہوا یہ کرتا تھا کہ ہر محرم سے پہلے ایک مہینہ یا دو مہینے ڈیلی مجسٹریٹ اور پولیس اپنے اپنے حلقوں میں جا کر بیٹھ جایا کرتی تھی۔ وہ وہاں کے آدمیوں کو بلایا کرتے تھے۔ ان میں کوئی رنجش ہوں یا خرابیاں ہوں، ان کو دُور کیا کرتے تھے اور اس کے بعد ایسا ماحول پیدا ہو جاتا تھا کہ اس قسم کے واقعات کے ہونے کا کوئی احتمال ہی نہیں رہتا تھا ——— اب یہ کہنا کہ آسمان گر رہا ہے آسمان نہیں گر رہا۔ مجھے کسی نے بتایا تھا۔

کہ نیو یارک میں پولیس دستہ گشت پر ہوتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں وہاں چوریاں بھی ہوتی ہیں ڈاکے بھی پڑتے ہیں میری صرف اتنی گذارش ہے کہ جہاں تک ہو سکے فوج کو ان چیزوں میں ملوث نہ کیا جائے۔ گو حکومت کے پاس اختیارات ہیں under criminal procedure code district Magistrate فوج کو سول انتظامیہ کی مدد کے لئے بلا سکتا ہے پنجاب پولیس پر سب فخر کرتے ہیں ان میں آپ ایسا moral کیریکٹر پیدا نہیں کرتے یا ایسا کورس کیوں نہیں کراتے

جن حالات سے نبٹ سکیں جیسا کہ ابھی ہی ایک واقعہ چکوال میں ہوا ہے۔ یا کسی اور جگہ ہو وہاں بجائے آرمی کے پولیس ان حالات سے نبٹ سکے۔ اس لئے پولیس کو تربیت دینا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب تشریف رکھئے چوہدری ارشاد علی صاحب۔

چوہدری ارشاد علی۔ جناب سپیکر میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے امن عامہ کی بحث میں حصہ لینے کے لئے موقع دیا۔ یہ کہ ایک ہی طرح کے بیانات کہ ملک میں امن نہیں ہے۔ میں اس کو دوسرے انداز سے سوچنے کے لئے بھی اپنے ساتھیوں کو دعوت دیتا ہوں جیسا کہ ہمارا سب سے بڑا صوبہ ہے آبادی کے لحاظ سے بھی سب سے بڑا ہے اتنی آبادی ہو چکی ہے کہ اس کا دوبارہ سروے ابھی تک سامنے نہیں آیا ہے۔ اگر اس کے اعداد و شمار اکٹھے کئے جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ آبادی اب دوگنی ہو چکی ہے۔ اب حالات یہ ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں چوریاں ہوتی ہیں یہاں فساد ہوتا ہے حالانکہ اگر آپ آبادی کے تناسب سے دیکھیں تو جرائم کی رفتار بہت کم ہے۔ جو اتنی تشویشناک نہیں۔ اگر ہم اس کا تجزیہ اپنے ہمسایہ صوبوں سے کریں اور خاص طور پر اگر ہم سندھ سے موازنہ کریں تو پھر ہمیں پتہ چلتا ہے کہ پنجاب میں امن عامہ کی صورت کیسی ہے اور دوسرے صوبوں میں کیسی ہے۔

سجاد احمد چیمہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ممبر مذکور کتنی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ کہ امن عامہ کی صورت حال تشویشناک نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی اس وقت تشویشناک ہے اس سے پہلے کبھی نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چیمہ صاحب یہ ان کا اپنا نقطہ نگاہ ہے وہ اپنے نقطہ نظر سے بات کر سکتے ہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر کی بات نہیں۔

چوہدری ارشاد علی۔ جناب سپیکر میرے بھائی نے لقمہ دینے کی کوشش کی ہے میں ان کا مشکور ہوں لیکن میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ ان کو روشن پہلو دیکھنے کی عادت بنانی چاہیئے لیکن یہ اس کا تاریک پہلو ہمیشہ دیکھتے ہیں تو اس سے تجزیہ نہیں ہو سکتا۔ جناب والا میں عرض کر رہا تھا۔ سندھ کے حالات روزانہ آپ اخبارات

میں پڑھتے ہیں مگر وہاں کیا حالات ہیں۔ وہاں کتنی بدامنی ہے وہاں سے ہمارے کافی بھائی نقل مکانی کر کے آچکے ہیں۔ اپنا کاروبار چھوڑ کر آچکے ہیں۔ وہاں اتنا خوف و ہراس ہے۔ وہاں زندگیاں تلخ ہو چکی ہیں۔ وہاں انتہی پریشانی کا عالم ہے کہ ان کو نہ اپنے بچوں کا خیال ہے نہ ہی اپنے کاروبار کا وہ لوگ سب کچھ چھوڑ کر ادھر آرہے ہیں۔ اگر ہم اس طرف کو دیکھیں اور پھر پنجاب کی طرف دیکھیں تو جناب عالی میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب ہمارے لئے جنت ہے۔ پنجاب کے حالات آج تک آپ کے سامنے ہیں۔ جب سے یہ پنجاب اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے۔ ہمارے سامنے اس قسم کا کوئی ہنگامہ سامنے نہیں آیا اور اگر ایک آدھ آیا ہے تو وہ سیاست کی بات تھی اس میں کچھ تخریب کاروں نے سیاست میں آکر نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ لیکن اَلْحَمْدُلِلّٰہ ہمارے یہاں کے بااختیار لوگوں ہمارے وزیراعلیٰ صاحب اور ہماری انتظامیہ کی فہم و فراست سے اس کو چند گھنٹوں میں ختم کر دیا گیا اور امن بحال ہو گیا۔ جناب والا اگر ہم بیرونی ممالک سے اس کا موازنہ کریں تو آپ اندازہ کریں وہ ممالک جہاں computer نصب ہیں۔ اور آپ ایک کمرے میں بیٹھے تمام جرائم کو دیکھ سکتے ہیں کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اور کس قسم کے جدید آلات اور جدید ہتھیار ان کے پاس موجود ہیں۔ آپ یقین مانیئے کہ وہاں اتنے گھناؤنے جرائم ہوتے ہیں کہ جن سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا تو ہمارے ملک میں نہ عشر عشیر نہیں ہوتا لیکن پھر ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ یہاں بدامنی ہے اور امن و امان نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ درست ہے کہ تنقید ضروری ہے۔ تنقید کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس میں ہماری کیا کوتاہیاں اور کیا کمزوریاں ہیں ان کو دور کرنے کے لئے ہمیں مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن جناب والا یہ بھی دیکھیں کہ تنقید اس لئے نہیں کی جاتی کہ ہم نے صرف تنقید کرنی ہے۔ ہمیں ان لوگوں کو جنہوں نے یہاں امن و امان قائم کر رکھا ہے۔ جو رات دن محنت کرتے ہیں ہمیں ان کی کارکردگی کو سراہنا چاہیئے۔

جناب والا میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ایک بہت بڑی مرض ہمارے

ملک میں ہے یہ صرف میں ہی نہیں بلکہ ہر بشر اسے تسلیم کرتا ہے۔ ہمارے صدر پاکستان بھی اسے تسلیم کر چکے ہیں کہ رشوت بے شمار ہے۔ اس سلسلے میں میں کسی ایک محکمہ کا نام نہیں لیتا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں رشوت کی لعنت رچ بس گئی ہے۔ جناب عالی! اس کے لئے میں اپنے قائد ایوان سے عرض کرتا ہوں کہ ہماری anti corruption کمیٹیوں کو فعال بنایا جائے۔ انہیں کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ اور میں توقع رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اگر ہمارے اراکین اسمبلی کو یہ موقع دیا گیا تو وہ نہایت ایمانداری سے، جانفشانی سے اس کام کو سرانجام دیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ بہت کم عرصہ میں ہم اس لعنت سے چھٹکارا پالیں گے۔

جناب عالی! اب میں چوکیدارہ نظام کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جو کہ کچھ عرصہ پہلے ہمارے ملک میں چلا تھا۔ یہ چوکیدارہ نظام اس لئے قائم کیا گیا تھا ہمارے غریب عوام، ہمارے کاشت کار اور مزدور جو سارا دن کام کرتے ہیں وہ سکون کی نیند سو سکیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہ نظام اس وقت بالکل فیل ہو چکا ہے اور اس پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں صرف ہمارے ارباب اختیار کا ہی قصور نہیں بلکہ ہمارے گاؤں میں لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ماہانہ پانچ روپے دینے کو تیار نہیں ہوتے۔ کیونکہ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ سو گھر پر ایک چوکیدار ہوگا اور فی گھر سے پانچ روپے ماہانہ وصول کیا جائے گا۔ جناب عالی! میں اپنے بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ اگر ہم اس کا تجزیہ کریں تو یہ سارے دس یا بارہ آنے ایک رات کے بنتے ہیں۔ تو آپ ہی بتائیے کہ کون آدمی ہے جو کہ دس بارہ آنے میں اتنی سکون کی نیند بخش سکتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے اور اس نظام کو دوبارہ رائج کرنا چاہیئے۔ اگر دس بارہ آنے میں ہمیں رات کی پرسکون نیند میسر ہو جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا اللہ تعالیٰ کا اور کیا انعام ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! چوری کے سلسلے میں بھی میں یہی عرض کروں گا کہ اس میں ہمارے

وڈیروں کا علاقہ ہے۔ میرے گاؤں کے لوگوں کے متعلق مجھے پتا ہے کہ ان کے گھر میں کتنے مویشی بندھے ہوئے تھے۔ جب ہم صبح اُٹھتے ہیں تو اس کے دروازے پر بیسیوں مویشی بندھے ہوتے ہیں۔ ہم میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں ہوتی کہ ہم ان کا محاسبہ کریں۔ ہم ان کا محاسبہ نہ کرتے ہوئے ان سے نظریں بچاتے ہوئے اور ان کی پردہ پوشی کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اس طرح سے چوری کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے بھی التماس کروں گا کہ اگر ہم صرف اس بات کا تہیہ کر لیں۔ ہم صرف اس بات کا حلف اُٹھا لیں کہ ہم نے کسی کو چوری نہیں کرنے دینی اور چور کی پشت پناہی نہیں کرنی۔ چور کی سفارش نہیں کرنی ہم نے چور کے پیچھے تھانے میں نہیں جانا تو یقین مانیے میں آپ کو یہ گارنٹی دیتا ہوں کہ چھ ماہ کے بعد آپ پنجاب میں کوئی چوری نہیں دیکھ سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چوہدری صاحب! آپ ذرا مختصر کریں۔

چوہدری ارشاد علی۔ جناب والا۔ میں آپ کے اس حکم کی تعمیل کروں گا لیکن مجھے تھوڑا سا اور موقع دیں۔ جناب والا یہ جو جلوس نکلتے ہیں اور شہروں میں بے گناہ لوگوں کی گاڑیاں سکوٹر اور جائیدادوں کو نذر آتش کر دیا جاتا ہے۔ میری تجویز ہے کہ جس وقت ایسا کوئی موقع آئے ایسے تخریب کار یا شر پسند کوئی ایسا کام کریں تو ان کی نشاندہی ہو اور نشاندہی کے بعد جو نقصان ہو ان سے پورا کریں اور ان سے وصول کرنے کا قانون بنائیں تو یقین مانیے کوئی کسی کا نقصان کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اگر کوئی جلوس نکالے گا تو وہ سیدھا سڑک پر چلے گا نہ وہ بتیاں توڑے گا نہ وہ اشارے توڑے گا نہ وہ دکانوں کے شیشے توڑے گا نہ وہ بینکوں کے لاکرز توڑنے کی کوشش کرے گا۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ ان کی باز پرس نہیں ہوتی۔ ان سے نقصان وصول نہیں کیا جاتا ان کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ ہم پر اتنی ذمہ داری ڈالی جائے گی اور ہم سے کوئی وصول کرے گا اور ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ان کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے اور ہمارے خلاف جو سازشیں ہوتی ہیں انہیں ختم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو نقصان ہوا سے پورا کرنے کا اعلان فرمایا جائے کہ اسی شخص سے پورا کیا جائے گا جس کو وہاں سے موقع

پر پکڑا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ محترمہ ذکیہ شاہنواز صاحبہ۔

محترمہ ذکیہ شاہنواز نیازی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جب سے قانون بنا ہے...

وزیر زراعت۔ جناب سپیکر! بیگم صاحبہ سے میں گذارش کروں گا کہ ان کی تقریر سے پہلے اپوزیشن کے ممبران سے التماس کر لی جائے کہ اب وہ واپس تشریف لے آئیں

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چوہدری صاحب! یہ بڑی اچھی بات ہے۔

وزیر زراعت۔ آپ انہیں فرمائیں۔ وہ مائیک پر سن رہے ہوں گے کہ وہ تشریف لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ وہ صرف میرے کہنے پر نہیں آتے بلکہ آپ جب انہیں منانے جاتے ہیں تو پھر وہ تشریف لاتے ہیں۔ یہ مناسب ہوگا کہ آپ تشریف لے جائیں اور انہیں منا لائیں۔

جناب وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! میں چوہدری عبدالغفور صاحب جو میرے وزیر زراعت ہیں سے درخواست کروں گا کہ وہ خود جا کر اپوزیشن کے ممبران کو اندر لے کر آئیں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ ٹھیک ہے جی۔ محترمہ ذکیہ شاہنواز صاحبہ۔

ایک معزز ممبر۔ جناب والا! وہ صرف وزیر زراعت صاحب کی ہی بات نہیں مانیں گے بلکہ چیاگل نواز خاں صاحب کو بھی ساتھ لے جانا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔ ان کو بھی بھیج دیں۔ بیگم صاحبہ فرمائیے

محترمہ ذکیہ شاہنواز نیازی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک میں جتنی بھی قانون سازی ہوئی ہے زیادہ تر وہ قوانین انگریزوں کے زمانے میں بنائے گئے تھے اور ابھی تک وہ ہمارے ورثے میں آرہے ہیں۔ جب انگریزوں نے یہ قوانین بنائے تھے اس وقت انہوں نے ہمارے اوپر حکومت کی تھی اور ان

غیر لوگوں نے اس قسم کے قوانین بنائے تھے تاکہ وہ ہمیں دبا سکیں اور ہم پستے چلے جائیں۔ مگر اب انگریز تو چلے گئے ہیں اور ہمارا ملک آزاد ہے اس لئے ہمیں اب ان قوانین میں تبدیلی کرنی چاہیئے کیونکہ اب ہم اپنوں پر حکومت کرتے ہیں غیروں پر حکومت نہیں کرتے۔ اور سب سے پہلے میں یہ کہونگی کہ چھوٹی سی تبدیلی کی جو ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا عوام کے ساتھ جو طور طریقہ ہے اس میں سب سے زیادہ بات یہ ہے کہ ہم عوام پر اعتماد کریں اور ان کو عزت دیں جب تک ہم عوام پر اعتماد نہیں کریں گے۔ عوام کی عزت نہیں کریں گے تب تک ان کے شکوک ہم پر ختم نہیں ہوں گے لہٰذا ان شکوک کو ختم کرنا بہت ضروری ہے۔

دوسرا میں یہ عرض کروں گی کہ ہم کئی ایسی تبدیلیاں کرنا چاہتے ہیں کہ جیسا کہ آپ کو ایک باغ درست کرنا ہے۔ آپ مالی کو کہتے ہیں کہ اس باغ کو درست کرنا ہے اب یہ اس مالی پر منحصر ہے کہ چاہے وہ تمام درختوں کو کاٹ کر نئے درخت لگائے اور چاہے وہ بیچ میں نئے پودے لگائے اور اس باغ کو خوبصورت کرے دونوں طریقوں سے وہ باغ خوبصورت ہو سکتا ہے۔ سارے درخت کاٹ کر بھی اور کچھ پرانے رکھ کر بھی اور کچھ نئے پودے لگا کر بھی وہ خوبصورت بن سکتا ہے۔ تو ہمیں سوچ سمجھ کر طریقہ کار تبدیل کرنا ہوگا۔ دوسرا میں یہ کہوں گی کہ جو لوگ جرائم کرتے ہیں۔ اور مجرم ہیں، ان کو مجرم کے طور پر ہمیں سلوک کرنا چاہیئے، ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ ہمارا طبقہ ہے یا معاشرہ ہے۔ جو لوگ جرم کرتے ہیں ان کو ہم بری نظر سے نہیں دیکھتے اور ان کو زیادہ تر لوگ سوسائٹی میں قبول کر لیتے ہیں۔ ان کی acceptance نہیں ہونی چاہیئے۔ اور ہمیں پولیس، حکومت عوام اور معاشرے کو مل کر یہ بات کرنی ہوگی۔ تب ہی یہ جرائم ختم ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہماری سوسائٹی میں ایسا نیا طبقہ آگیا ہے جو کہ جلد پیسہ بنا کر امیر ہو گئے ہیں اور وہ طبقے زیادہ طور پر سمگلنگ، ہیروئن، گن رنگ قسم کے کام یعنی لائیسنس آرڈر کو توڑ کر انہوں نے پیسہ بنایا ہے۔ اور ہم لوگ ان کو بڑا نہیں سمجھتے ہیں، کیوں کہ ایک دم انہوں نے بڑی بڑی کوٹھیاں بنالی ہیں، بڑی بڑی موٹر کاریں رکھ لی ہیں۔ اور ہمارا

معاشرتی ڈھانچہ ایسا ہے کہ ہم لوگ بھی ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ایسے لوگوں کا محاسبہ ہونا چاہیے کہ ان کے پاس یہ پلیسہ کہاں سے آیا ہے۔ جب تک ہم ان لوگوں کی جو قانون شکنی کرتے ہیں، ان کا محاسبہ نہیں کریں گے، تو یہ بات یہاں پر ختم نہیں ہو گی۔ اور جب ہماری نوجوان نسل ان لوگوں کو دیکھتی ہے تو وہ بھی یہی چاہتی ہے کہ ہم راتوں رات امیر ہو جائیں اور ان کو دیکھ کر وہ بھی یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہم چاہے سمگلنگ کریں۔ چاہے کوئی بھی غلط کام کریں ہم بہت جلد پلیسہ بنا لیں اور ہم بھی اسی طرح سے جلد از جلد سوسائٹی میں شہرت اور عزت حاصل کریں۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گی کہ ہماری پولیس فورس کا ہمارے عام کے ساتھ رابطہ درست نہیں کیونکہ عام کو ان پر اعتماد نہیں رہا اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ جب ان کی چوری ہو جائے یا کوئی ڈاکہ زنی ہو جائے تو کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہم پولیس میں رپورٹ نہ کریں کیوں کہ پولیس والے ہمارا کیا کریں گے، اس چیز کو درست کرنا پڑے گا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم جب تک ان کی تنخواہیں نہیں بڑھائیں گے، یا جو پولیس والے کسی حادثہ یا کسی جھگڑا میں مر جاتے ہیں تو ہم ان کو پورا معاوضہ دیں اور ان کے بال بچوں کی پوری طرح سے ذمہ داری لیں اور ان کی تنخواہیں بڑھائیں تاکہ ان کو رشوت لینے کی ضرورت نہ پڑے اور ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں ان پولیس والوں کو پوری سہولیات دینی ہوں گی۔

حال ہی میں ہمارے اپنے علاقہ میانوالی تحصیل عیسیٰ خیل میں ایک ڈاکو نے وہاں کا امن و امان تباہ کر دیا تھا وہ ایک ایسا علاقہ ہے، جہاں مکمل امن امان تھا اور وہاں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی تھی مگر حال ہی میں اس علاقہ کے ڈاکو نے وہاں کے عوام کو بہت پریشان کر رکھا تھا۔ اور ہمارا پہلا ایس پی ذرا ڈھیلا ڈھالا تھا اور ہم نے اس کو بہت کہا کہ آپ اس کو پکڑیں اور یہ جتنے لوگ جو قانون شکنی کرتے ہیں اور ڈاکو ہیں، آپ ان کو ختم کرنے کی کوشش کریں مگر ایسا نہ ہوا اور پھر ہم نے آئی جی پولیس اور چیف منسٹر سے بات کی انہوں نے ہمیں نیا سپرنٹنڈنٹ آف پولیس دیا اور ان کو یہ ہدایت کی کہ آپ نے ہر صورت میں اس ڈاکو کو پکڑنا

ہے۔ اور امن و امان اس علاقہ میں قائم کرنا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ڈاکو آٹھ دن میں ہی پکڑا گیا۔ پہلے تو وہاں پر دو پولیس کانسٹیبلان مارے گئے۔ مگر اس کے باوجود وہ لوگ گرفتار نہیں ہوئے اور ایس پی نے آخر کار اس ڈاکو کو مار ڈالا اور ہمارے علاقہ میں کافی حد تک امن و امان ہو گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین۔)

اگر ہماری پولیس کے سب ایس پی اور دیگر افسران اسی طرح سے اپنی ڈیوٹی دینے لگ جائیں تو میں یہ کہتی ہوں کہ پنجاب کیا پورے پاکستان میں امن و امان آجائے بشرطیکہ وہ ایمانداری سے اپنا کام شروع کر دیں۔ اور اس طرح cleaning-up operation شروع ہو جائے۔

دوسرا میں یہ کہوں گی کہ عورت کو تعلیم بہت ضروری ہے۔ آپ ایک عورت کو جب تعلیم دیں گے تو ایک تعلیم یافتہ عورت ایک بچے کو نہیں بلکہ پوری قوم کو سدھار کر رکھ دے گی۔ اس لئے جہاں ہماری ۵۰ فی صد یا ۵۲ فی صد آبادی عورتوں کی ہے، تو میں سمجھتی ہوں کہ ہماری حکومت کو ان کو dignity دینی چاہیئے۔ اس کو اپنے پورے حقوق ملنے چاہئیں، اور اس کو عزت ملنی چاہیئے اور ہر شعبہ میں اس کو کام کرنے کی اجازت ملنی چاہیئے۔ تب ہی وہ اپنے بچوں کو صحیح طور پر تربیت دے سکے گی۔ جب تک عورت کی اس معاشرے میں عزت نہیں ہو گی۔ وہ اپنے بچوں کو کیسے تعلیم اور تربیت دے گی اور یہ مائیں ہی ہیں جو کہ اپنی بچوں کو اچھا یا بُرا سکھاتی ہیں۔ تو ہماری آنے والی نسل ماں کی گود ہی میں پروان چڑھ سکتی ہے اور وہاں سے ہی سب کچھ سیکھتی ہے اور جب تک پڑھی لکھی ماں نہیں ہو گی۔ ماں عقل مند نہیں ہو گی۔ تو اس وقت تک اس قوم کے بچوں کو تربیت نہیں مل سکتی ہے۔ دوسرا میں یہ کہوں گی کہ پریس کو بھی آزادی ملنی چاہیئے کیونکہ جب تک پریس نشاندہی نہیں کرے گا کیوں کہ غلطیاں ہر انسان میں ہوتی ہیں۔ اور میں یہ نہیں کہتی ہوں کہ ہم سب فرشتے ہیں۔ اور ہم سے کوئی غلطی بھی نہیں ہو سکتی ہے اور اس لئے ہماری جواب دہی بھی نہیں ہونی چاہیئے۔ تو میں یہ کہتی ہوں کہ پریس کو تعمیری کردار ادا کرنا چاہیئے۔ اگر ہم سے کوئی غلطی ہوتی ہے یا ہم رشوت

لیتے ہیں، ہم اگر قانون شکنی کرتے ہیں تو The Press should play it up تاکہ کسی کی جرأت ہی نہ ہو، نہ کوئی رشوت لے اور نہ کوئی اس طرح کی بے ایمانیاں کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کا نام اخباروں میں آئے گا اور لوگ سنیں گے تو کوئی انسان یہ نہیں چاہتا ہے کہ وہ شرمندہ ہو اور اس قسم کی حرکت کرے۔ اس کے علاوہ میں یہ کہوں گی جو مجرم پکڑے جاتے ہیں، ان کے کیس عدالتوں میں جاتے ہیں۔ تو وہاں پر فیصلے کے لئے کئی کئی ماہ گزر جاتے ہیں۔ مثلاً جس طرح سے kidnapping ہے۔ جس طرح سے چرس، افیون اور gun running اور جیسے جرائم کی سزا فوراً دی جائے اور اس کے لئے ایسی مثالی سزا ہو تاکہ لوگ اس طرح کی جرأت ہی نہ کریں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ کیس چلا جاتا ہے۔ اور پھر ہم لوگ ان کی سفارشیں بن کر آجاتے ہیں، اور بات رفع دفع ہو جاتی ہے اور جو سزا ملنی چاہیئے وہ ان کو نہیں ملتی ہے۔ آخر میں یہ کہوں گی کہ حکومت پولیس اور Law enforcing agencies ان سب کا عوام سے رابطہ ہونا چاہیئے اور انہیں جب کوئی ایسی بات ہو، ہمیں اعتماد میں لینا چاہیئے اور جب تک ہم اپنے عوام کی عزت نہیں کریں گے اور عوام اور حکومت مل کر قانون شکنی کرنے والے مجرموں اور غنڈہ گردی کو مل کر ختم کرنا ہوگا۔ یہ صرف حکومت نہیں کر سکتی ہے اور یہ ہم دونوں کا فرض ہے۔ بہت مہربانی۔ شکریہ۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب والا، میں یہ کہوں گا کہ محترمہ نے جو کہا ہے کہ ایس پی نے اس کو مار دیا ہے یہ صحیح نہیں، وہ پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوا۔

BEGUM ZAKIA SHAH NAWAZ NIAZI : I want to make it clear that sometimes you want to convey something and you know that you put the message accordingly. It was the Police who did it. It was not the S.P., but it was done under his supervision.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی غلام رسول شادی خیل۔

حاجی غلام رسول خان شاہ وی خیل۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ امن و امان کے معاملہ میں دو تین دن سے کافی بحث ہوئی۔ مختلف باتیں ہوئیں، ممبران نے اس پر کھل کر باتیں کیں، میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ امن و امان کے معاملہ میں سب سے بڑا ہاتھ ضلع کی انتظامیہ کا ہوتا ہے۔ اور اس پر حکومت کا اعتماد ہونا چاہیئے اور تسلی ہونی چاہیئے کہ یہ دیانت دار لوگ ہیں، اور صحیح کام کرتے ہیں، جس کی مثال ابھی ہماری بہن نے دی ہے۔ کہ پانچ، چھ سال سے غنڈہ گردی اور ایک معزز جو کہ علاقہ میں قتل و غارت کر رہا تھا اور اس کو چھ سال گزر گئے، اور اب صرف دو مہینے میں حل ہو گیا حالانکہ پولیس کو کافی نقصان اٹھانا پڑا اور اس کے دو تین سپاہی مارے گئے، ان کی جانیں ضائع ہوئیں اور وہ بیچارے ان کے پس ماندگان کو تکلیف ہوئی ان کے لواحقین سب کو تکلیف ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود جب حکومت نے فیصلہ کیا اور آئی جی صاحب نے حکم دیا کہ یہ ختم کرنا ہے تو انہوں نے قربانی دے کر دو مہینہ کے اندر اس کو ختم کیا۔ اس کا مقصد یہ ہوا کہ یہ غنڈہ گردی یا یہ جرائم ایس پی کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتے ہیں، اگر وہ دیانت داری سے کام کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ جرائم ختم نہ ہوں۔ جیسا کہ مثال آپ کے سامنے ہے جو ابھی ہماری بہن نے دی ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ان غنڈوں کے ہاتھوں، قاتلوں کے ہاتھوں جن ملازمین کی جانیں تلف ہوتی ہیں، ان کی زیادہ سے زیادہ امداد کرنی چاہیئے تاکہ پولیس کو مزید حوصلہ ہو کہ اگر ہم نے قربانی دی تو یہ نہ سمجھیں کہ ہمارے بچوں کے لئے رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوگی بلکہ یہ سمجھیں، یہ تھوڑی بہت امداد کرنا کوئی بات نہیں بلکہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اس میں ان کی زیادہ سے زیادہ امداد کرنی چاہیئے۔ اور جتنے تجربات آپ کے سامنے ہیں، یہ ضلع کی انتظامیہ جتنی مضبوط ہوگی کم از کم یہ سر دردی آپ کے پاس نہیں آئے گی کہ آج چوری ہو گئی یا ڈاکہ پڑ گیا۔ اور جتنے اچھے افسر ہیں یا دیانتدار ہیں میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو اپنے اپنے ضلع سے آئی جی صاحب

کو چیف منسٹر صاحب کو رپورٹ بھیجنی چاہیئے کہ کتنے بدمعاشوں کے خلاف انہوں نے ایکشن لیا۔ کتنے جرائم پیشہ افراد کے خلاف انہوں نے ایکشن لیا تو تب یہ مسئلہ ختم ہوگا۔ یہ آج نہیں ۶ سال پہلے بھی ہمارے پاس ایک ایس پی آئے تھے اور وہاں تین سال کے عرصہ میں کوئی ایک چوری بھی نہیں ہوئی اور ایک ڈاکہ بھی نہیں پڑا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس افسر پر منحصر کرتا ہے جس کو آپ نے ضلع میں لگایا ہے اور وہ کس حد تک محنت کرتا ہے کس حد تک دیانت داری سے کام کرتا ہے اور وہ جرائم کے سامنے کتنی قربانی دے سکتا ہے۔ میں اس کے ساتھ ہی یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ اور چیف منسٹر صاحب پنجاب پر خصوصی مہربانی کریں۔ اور آئی جی صاحب بھی، کہ ایسے افسر ضلعوں میں لگائیں جو دیانت داری سے کام کریں پھر ان کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کو زیادہ سے مراعات دیں تاکہ باقی لوگ اس سے یہ سبق سیکھیں کہ دیانت دار آدمی کو یہ ملا اور خراب آدمی کو یہ سزا ملی۔ السلام علیکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ متیانہ صاحب۔

میاں ممتاز احمد متیانہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! جرائم کسی بھی معاشرے میں ایک لازمی جزو کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ہم کسی ترقی یافتہ معاشرے کو دیکھیں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کئی ایسے ممالک ہیں جن کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہاں پر امن و امان کی صورت حال ہم سے بھی بدتر ہے۔ اور وہاں کھلے عام کوئی چند سکے بھی اپنی جیب میں ڈال کر آزادی سے نہیں پھر سکتا کیونکہ اسے خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں مجھے گولی نہ مار دی جائے اور مجھے لوٹ نہ لیا جائے۔ ہم اپنے ملک کی صورت حال کو اگر اپنے حالات میں دیکھیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ہاں امن و امان کی صورت حال کس قدر بہتر ہے اور اگر ہم اس کا ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ موازنہ کریں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اور ہم اس کو اعداد و شمار کی روشنی میں ثابت کر سکتے ہیں کہ ہمارے ہاں امن و امان کی صورت حال زیادہ بہتر ہے اور یہاں پر جرائم کا تناسب بہت کم ہے۔ جہاں تک گذشتہ کچھ عرصے

کی امن و امان کی صورت حال کا تعلق ہے ۔ اور اگر ہم اس کا تجزیہ کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ہاں امن و امان کی صورت کو کس قدر اچھے طریقے سے چلایا جا رہا ہے ۔ میں یہاں پر یہ بھی کہوں گا کہ ہمارے حالات کو خراب کرنے کی کوشش کی گئی ۔ کچھ سیاسی جماعتوں نے ہمارے ملک اور ہمارے صوبہ کے امن و امان کو ختم کرنے کا اعادہ کیا اور اس ارادے سے منظم طریقے کے ساتھ ہمارے صوبے کے حالات کو خراب کرنے کی کوشش کی کہ اس حکومت کو ناکام بنایا جائے ۔ ایم آر ڈی کی تحریکیں چلائی گئیں اور اس میں مختلف مسائل اور مختلف سیاسی ہتھکنڈوں کے ساتھ ہمارے امن و امان کو ختم کرنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن یہ ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ کی بہتر قیادت اور بہتر حکمت عملی کے تحت ہم نے ان تمام سازشوں کو ناکام کر دیا ۔ اور ان نام نہاد لیڈروں کو جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم چند دنوں میں پورے پاکستان پر چھا جائیں گے ان کی مختلف غلط حرکتوں اور ملک دشمنیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور ہمارے ملک کو ایک دفعہ پھر وہ امن نصیب ہوا جو ہمیشہ سے ہم چاہتے آئے ہیں ۔ اس کے بعد اگر ہم دیکھیں تو ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ہمارے سیاستدانوں نے دوبارہ کوشش کی شیعہ سنی فساد کرایا گیا ملک میں اسلام اور مذہب کے نام پر دوبارہ قتل و غارت کا بازار گرم کرنے کی کوشش کی گئی ۔ میں خود ایمان داری سے آپ صاحبان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے شہر میں جلوس نکالے گئے ۔ میں نے ان کو خود جا کر کنٹرول کیا اور میں یہ دیکھ رہا تھا کہ کون کون لوگ اس جلوس کو مذہب کے نام پر قتل و غارت کرنے کے لئے تیار کر رہے تھے ۔ اللہ کا شکر ہے اور موجودہ حکومت کی کامیابی ہے کہ ہم نے اس بحران سے بھی کامیابی کے ساتھ اپنے آپ کو بچایا اور آج حالات آپ کے سامنے ہیں کہ ہم نے سیاسی مخالفین کی اس کوشش کو بھی ناکام بنایا ۔

جناب والا ! ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اپنے ملک اور صوبہ میں امن و امان بحال کرنے کے لئے ہم نے کیا کیا ۔ ہم نے اپنے صوبے سے جرائم کے خاتمہ کے ساتھ

ساتھ رشوت کے خاتمے کے لئے بھی اقدامات کئے۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ صرف ایک ایم پی اے کی شکایت پر ہمارے وزیر اعلیٰ نے بہاولپور ڈویژن کے ایک ڈپٹی کمشنر اور چار اسسٹنٹ کمشنروں کو بیک وقت معطل کر کے ان کے خلاف تحقیقات کرائی۔ (انٹرپشن)

جناب والا! میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ جس طریقہ سے ہماری حکومت نے پولیس کی تنظیم نو کی ہے۔ جس طریقہ سے اس کو بہتر ہتھیاروں سے لیس کیا ہے یہ بھی ہمارے لئے بہت اچھا قدم ثابت ہوا ہے۔ جناب والا ہم یہ جانتے ہیں کہ ہم جب تک پولیس کو جدید ہتھیاروں اور جدید مشینری سے لیس نہیں کریں گے اس وقت تک وہ کوئی اہم رول ادا نہیں کر سکتی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ منتخب نمائندوں کو جب تک اس عمل میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ جب تک پولیس کی نگرانی کے لئے ممبران صوبائی اسمبلی کا زیادہ سے زیادہ کوئی عمل دخل پیدا نہیں کیا جائے گا ہم مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکیں گے۔ جن کی ہم توقع کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں گذارش کروں گا کہ ممبران کو یہ اختیار دیا جانا چاہیئے کہ وہ کسی بھی معاملے میں اگر آرڈر کر دیں کہ پرچہ درج کیا جائے تو وہ پولیس افسر ایم پی اے کے کہنے پر پابند ہو کر وہ پرچہ درج کرے اور اس کی تفتیش کرے۔

جناب والا! میں اپنے ایک فاضل ممبر کی اس تجویز سے بھی متفق ہوں کہ اگر ایک افسر چاہے تو اپنے ضلع سے اگرچہ جرائم ختم نہیں کرا سکتا تو اس میں بہت حد تک کمی کرا سکتا ہے ایک دیانت دار افسر اپنے حلقے اپنے ضلعے میں چاہے تو بہت بڑی تبدیلی لا سکتا ہے۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ میرے ضلع میں کچھ ایسے دیانت دار افسران جن کو پورا ضلع جانتا ہے کہ وہ دیانت دار ہیں اور ان کے وہاں آتے سے جرائم میں کافی حد تک کمی بھی ہوئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ صرف ایک ہمارے ایس پی بہاولنگر کی وجہ سے وہاں جرائم میں کتنی کمی آئی ہے اور اس نے ایک ایسا گروہ پکڑا ہے جس سے پچاس ڈکیتیاں برآمد ہوئی ہیں اور اس سے جرائم میں بہت حد تک کمی آئی ہے۔ اس طرح اگر حکومت اپنے تمام محکموں کے سربراہ کم از کم ضلع کی سطح پر دیانت دار افسران کا تقرر کر دے تو ہم بہت تھوڑی مدت میں بہت بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے یہ گذارش کروں گا کہ اس طرف فوری طور پر توجہ دی جائے اور

ہمارے فیلڈ میں تعینات راشی افسران کی جگہ پر فوری طور پر دیانت دار افسران کو تعینات کیا جائے۔ اور ہمیں یہ اختیار دیا جائے کہ ہم ان کی رپورٹ جناب چیف منسٹر کو فوری طور پر دے کر ان کے ناموں کی نشان دہی کر سکیں۔ جناب سپیکر اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے گذارش کروں گا کہ جن anti corruption Committees کا ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے وہ بہت احسن اقدام ہیں۔ اگر ہم ان کو مستقل بنیادوں پر مستحکم کر دیں تو رشوت کے خاتمہ کے لئے ایک بہت بڑا انقلاب آسکتا ہے لیکن اس میں میں معذرت کے ساتھ گذارش کروں گا کہ میں اس بات پر متفق نہیں کہ ان کو صرف چھ ماہ کے لئے بنایا جائے۔ چھ ماہ میں کسی بھی افسر شاہی کا مقابلہ کوئی ایم پی اے نہیں کر سکتا جبکہ اسے پتہ ہو کہ چھ ماہ کے بعد اسے تبدیل کر دیا جائے گا۔ اور اسے پھر ان مقامی افسران کے حوالے کر دیا جائے گا جو اسے نقصان پہنچا سکتے ہیں اگر ہو سکے تو اس کے لئے مستقل بنیادوں پر کوئی عمل دخل جاری کیا جائے۔

اس کے علاوہ گذارش کروں گا کہ اپنے حلقے کے افسران کے لئے پہلے بھی ایک مطالبہ چل رہا ہے کہ ان کی اے۔ سی۔ آر لکھنے کا اختیار ایم۔ پی اے کو دیا جائے کیونکہ اس سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ وہ کتنا دیانت دار ہے اور کتنا اہل ہے لہذا اپنے حلقے کے تمام افسران کی اے سی آر لکھنے کا حق ایم پی اے کو دیا جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں میں یہ گذارش کروں گا کہ ان تمام حالات کے باوجود جبکہ ہمارے بہت سارے سیاسی مخالفین ہیں ناکام بنانے پر تلے ہوئے ہیں سیاسی جماعتوں کا یہ نعرہ کھلے عام ہے کہ ہم ملک میں کسی طریقے سے انقلاب لانا چاہتے ہیں اور اس حکومت کو نقصان پہنچانے کے لئے اور کون کون لوگ کارفرما ہیں یہ ہم سب حضرات جانتے ہیں میں اتنا ضرور آپ کی وساطت سے دوستوں سے کہوں گا کہ ہم کو اب منظم ہو کر اپنی حکومت کو مستحکم کر کے اپنے معاشرے کو بہتر انداز میں چلانے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیں ہمارا فرض مجبور کرتا ہے کہ فوری طور پر اپنے فیلڈ میں آئیں اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس حکومت کو بہتر انداز میں چلائیں۔ خدا حافظ

جناب سپیکر۔ داک آؤٹ کی وجہ کیا ہے۔؟ کیا ان کو ٹائم دینے سے کسی نے انکار کیا ہے؟

تو کیا کسی نے ان سے رابطہ کیا۔؟

جناب محمد صدیق سالار۔ چیف منسٹر صاحب نے جناب عبدالغفور صاحب کو حکم دیا تھا۔ وہ انہیں لینے گئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اجلاس کا ملتوی ہونا یا prorogue ہونا اور بریعت ہی ہیں۔ ابھی کسی کو کیا پتہ ہے کہ کس کو کتنا وقت ملتا ہے۔ ابھی اجلاس کو Prorogue کرنے کی بات تو نہیں ہوئی۔

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر! حزب اختلاف کے واک آؤٹ کے متعلق بات ہو رہی تھی۔ ہمارے کچھ دوست ان کو منانے کے لئے بھی گئے ہوئے ہیں تو میں فلور آف ہاؤس سے گذارش کروں گا کہ وہ مجھے اجازت دیں کہ میں بھی ان کو منانے کی کوشش کروں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب میرے خیال میں جناب فلور آف ہاؤس نے آپ کو اجازت دے دی ہوئی ہے۔

وزیر اعلیٰ! جناب سپیکر! اگر چوہدری ممتاز صاحب کسی اور کام کی غرض سے باہر جانا چاہتے ہیں تو بڑے شوق سے جائیں لیکن اتنے حزب اختلاف کے اراکین نہیں جتنے ہمارے وزراء حزب اختلاف کے ممبران کو منانے کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں بہرحال چوہدری غفور صاحب گئے ہوئے ہوئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی نتیجہ لے کر ضرور واپس آئیں گے۔

جناب سپیکر۔ ملک جلال دین ڈھکو صاحب۔ اب پانچ پانچ منٹ میں تقریر ختم ہونی چاہیئے پانچ منٹ سے زیادہ نہیں۔

ملک جلال دین ڈھکو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! کسی بھی حکومت کا یہ فرض ہے کہ خوراک کے مسئلے کے بعد امن عامہ کی صورت حال بہتر بنائے۔ صوبہ میں موجودہ امن و امان کی صورت حال پریشان کن نہ ہے۔ آپ اس کا موازنہ سابقہ ادوار سے کریں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ جمہوریت کی علمبردار عوامی پارٹی کے دور میں جو کچھ ہوتا رہا اس سے موجودہ حکومت میں امن و امان کی صورت حال بہت بہتر ہے۔ کوئی بھی حکومت جب برسر اقتدار آتی ہے تو اس کا اولین فرض ہے کہ ہر آدمی رات کو سکون کی نیند سو سکے۔ اور کم از کم اسے وقت کی

روٹی تو نصیب ہو۔ اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ بہت سی تجاویز پہلے بھی دی جا چکی ہیں لیکن میں بھی چند ایک تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امن عامہ برقرار رکھنے کے لئے سب سے بڑا کردار پولیس کا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ماشاء اللہ ہمارے آئی جی پولیس بڑے نیک، صالح اور شریف انسان ہیں۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ کم از کم اپنے جیسا ایس پی تعینات فرمائیں۔ بڑی شہرت رکھنے والے کپتانوں کو دفتروں میں تعینات کریں یہ ان کا اولین فرض ہے۔ جب ضلع کا ایس پی نیک ہوگا۔ اچھی شہرت رکھنے والا ہوگا اور انتظامی امور کا ماہر ہوگا تو یقیناً جرائم میں کمی واقع ہوگی۔ جب ہم یہ سوچتے رہتے ضلع کی پولیس کا سربراہ بد دیانت، رسوائے زمانہ یا ایسا آدمی لگا دیتے ہیں جو کہ تھانوں سے ماہانہ رقم وصول کرے تو آپ کو علم ہے اس ضلع میں کیا کچھ نہ ہوگا۔ جناب والا! پولیس کا کردار بہتر ایک یہ ہونا چاہیئے۔ اور پولیس والوں کو ہدایت فرمائی جائے کہ ایس پی مقامی تھانیدار بھی اچھی شہرت والے لگائے تاکہ لوگ امن سے زندگی بسر کر سکیں۔ اور امن عامہ میں خلل نہ پڑے۔

اس کے بعد میں یہ گذارش کروں گا کہ کم از کم دیہاتیوں کے مسائل معلوم کرنے کے لئے ہر ہفتہ میں ایک دفعہ ضلع کے دونوں سربراہ ڈپٹی کمشنر اور ایس پی صاحبان دیہاتوں میں جائیں اور لوگوں کے مسائل سنیں۔ عوام کی باتیں سنیں اور ان پر عملدرآمد بھی کریں یہ نہ ہو کہ ایک غریب آدمی جس کی رسائی ایم پی اے تک بھی نہ ہو اسے انصاف نہ مل سکے۔

اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا ہے ہم ایم پی اے صاحبان منتخب ہو کر اسمبلیوں میں آئے ہیں لیکن آج تک رشوت کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا رشوت ستانی ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو کوئی بھی حکومت آج تک حل نہیں کر سکی لیکن کم از کم ہمارا یہ فرض ہے کہ اس میں کمی تو آنی چاہیئے۔ رشوت ستانی ایک ایسا مسئلہ ہے جو ناسور کی طرح اس معاشرہ کو تباہ کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ایم پی اے صاحبان کا اولین فرض ہے کہ بد دیانت، راشی اور برے افسروں کی نشاندہی کریں اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے درخواست کروں گا کہ ان افسران کو فوراً گھر بھیج دیا

جائے تاکہ یہ معاشرہ رشوت کی بدعت سے پاک ہو سکے۔ اس ضمن میں بھی میں یہ عرض کروں گا کہ ایم پی اے صاحبان کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ چیف منسٹر صاحب تک اپنی داستان سنائیں۔ اور چیف منسٹر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ ان کو ہٹائیں۔

اس کے بعد میں تعلیم کے بارے میں عرض کروں گا۔ تعلیم کا مسئلہ اتنا ضروری ہے کہ ایک مثال ہے کہ "بے علم نتواں خدا را شناخت" موجودہ حکومت نے سکول کالجز اور یکی سرکس بنائی ہیں تاکہ عوامی مسائل بھی حل ہو سکیں۔ تعلیم کا مسئلہ سکولوں کے بنانے سے ہی حل نہیں ہوتا بلکہ ایسے اساتذہ تعینات کیئے جائیں اور ان کی نگرانی اس طریقے سے کی جائے کہ وہ بچوں کو پڑھائیں۔ ایسا ہو کہ سارا دن استاد بھی بیٹھے رہیں اور بچے بھی بیٹھے رہیں۔ میں وزیر تعلیم سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنے ماتحت عملہ کو ہدایت جاری فرمائیں کہ وہ دیہات میں جا کر اساتذہ کو ہدایات جاری کریں تاکہ وہ سارا دن مکھیاں نہ مارتے رہیں اور بچے کھیلتے نہ رہیں۔ مہربانی۔!

جناب سپیکر۔ جناب محمد خاں جپال صاحب۔

جناب محمد خاں جپال۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جہاں تک امن۔ امان کے مسائل کا تعلق ہے تو سوسائٹی کے ابتدا ہی سے امن و امان کا مسئلہ رہا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جرائم کبھی بھی سوسائٹی سے بالکل ختم نہیں ہوئے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ سوسائٹی ریاست اور پھر حکومت یہ انتظام کرتی رہتی ہے کہ بتدریج جرائم کو کم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہمارے پاکستان میں بھی اس طرح مختلف ادوار میں مختلف وقتوں میں بھی جرائم کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں آج یہ تجویز کروں گا کہ آیئے دیکھئے کہ ہمارے معاشرے میں جرائم کی وجوہات کیا ہیں۔ میری تجزیہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں اہم وجہ مادیت کی دوڑ ہے۔ یہاں پر کوئی ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لئے روپوڈں پیسوں کو حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے لہذا موجودہ معاشرتی تناظر میں کوئی ایسی کمیٹی بنا کر غور کیا جائے کہ یہ جو دوڑ لگی ہوئی ہے، اس دوڑ میں ہر انسان چاہتا ہے کہ رشوت لے کر جرم کر کے زیادہ سے زیادہ پیسے کمالوں اور کوٹھی بنالوں، ایک ہی رشوت

لے کر زیادہ زمین بنالوں، اس لالچ میں ہم ہمیشہ جرائم کرتے رہتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ ہمارے معاشرہ میں سب سے اہم کردار پولیس کا ہے اگر پولیس نہایت مؤثر اور نہایت دیانت داری سے کام کرے تو ہماری سوسائٹی کی تطہیر کافی حد تک ہو سکتی ہے۔ ہمارے قائد ایوان نے انسداد رشوت ستانی کمیٹیاں بنائیں یہ ایک نہایت مناسب اور موزوں قدم تھا اور اس سلسلے میں انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم نے چھ چھ ماہ کے لئے چیئرمین منتخب کر دیئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس قدم سے عوامی نمائندوں کو کمیٹیوں میں نمائندگی مل جائے گی تو وہ پولیس کی امداد کریں گے۔ اور اس موقع پر ایک بج کر ۲۳ منٹ پر حزب اختلاف کے اراکین واپس ہاؤس میں داخل ہوئے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب وزیر زراعت۔ جناب والا اگر میرے فاضل بھائی محسوس نہ کریں تو جو میرے حزب مخالف کے فاضل بھائی ہاؤس میں داخل ہو رہے ہیں میں ان کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمایئے۔

جناب وزیر زراعت ——— جناب والا میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل ممبران بھائیوں کو ہاؤس میں واپسی پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں خود یہ بات محسوس کرتا ہوں کہ حزب اختلاف پارلیمانی نظام کے لئے جتنی لازم و ملزوم ہو سکتی ہے اس کی وضاحت یا کسی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کے اراکین کی تعداد جتنی بھی ہے ان کی ہاؤس میں موجودگی اور کارروائی میں ان کی شمولیت انتہائی ضروری ہے ہم اپنے آپ کو ان کے بغیر نامکمل سمجھتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) اس وجہ سے جناب چیف منسٹر صاحب کے حکم پر اور جناب سپیکر کے فرمانے پر فاضل اراکین سے رابطہ قائم کیا گیا۔ ان کو یہ شکایت تھی کہ امن و عامہ کی صورت حال پر حکومت کا نقطہ نظر سامنے آتا ہے اور ظاہر ہے۔ ہے کہ حکومت کیلئے امن عامہ پر قابو پانے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اپوزیشن کا نقطہ نظر واضح

طور پر سامنے آنا چاہیئے اور چیف منسٹر صاحب اپنے حامی اراکین سے ملتے رہتے ہیں لیکن ہمارا نقطہ نظر بیان کرنے کے لئے انہیں ہاؤس میں زیادہ ٹائم ملنا چاہیئے ۔ اور میں نہ صرف اس بات سے اتفاق کرتا ہوں بلکہ اس کی تائید بھی کروں گا۔ ان کے اپنے فرمانے کے مطابق ان کا یہ خیال تھا کہ اجلاس کا وقت بڑھایا جائے اور مزید بحث کی اجازت دی جائے تاکہ اراکین امن عامہ کی صورت حال پر مزید بول سکیں۔ لیکن چونکہ حکومت کو اسمبلی کے کام کے علاوہ دیگر کام بھی انجام دینا ہے اس لئے اجلاس میں توسیع کرنا ممکن نہ ہے لہذا اس اجلاس کو ہم آج ہی اختتام پذیر کریں گے ۔ میں گورنمنٹ کی اور ان benches کی طرف سے عرض کرنا چاہوں گا کہ انشاء اللہ جب ہم دسمبر میں اجلاس بلائیں گے تو اس میں امن عامہ کی صورت حال پر بحث کا ٹائم مقرر کریں گے ۔ اور بولنے سے پہلے ہم ابتداء میں حزب اختلاف کے ارکان سے بیٹھ کر وقت کا تعین کر لیں گے تاکہ ان کو امن عامہ کی صورت حال پر بولنے کا زیادہ موقع دیا جا سکے (نعرہ ہائے تحسین) میں عرض کروں گا کہ حکومت خود اس بارے میں خواہش مند ہے، متمنی ہے اور رضامند ہے کہ کسی چیز کو بھی پوشیدہ رکھ کر حکومت نہ تو چلائی جا سکتی ہے اور نہ ہی کسی طرف سے آنکھیں بند کر کے ہم اس قابل ہو سکتے ہیں کہ تمام معاملات کو سلجھا سکیں یا ان پر اپنے طور پر حاوی ہو سکیں ۔ اس لئے ہم ان کو یقین دلاتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان کا نقطہ نظر تعمیری ہو گا، انسان کی کچھ کمزوریاں ہوتی ہیں اور کوئی بھی کامل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا ۔ ہم ان کو دعوت دیں گے کہ امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے جو بھی تجاویز ہو سکتی ہے ہم ان پر غور کریں گے ۔ آئندہ انہیں زیادہ سے زیادہ وقت دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ چیف منسٹر صاحب نے جو کچھ فرمایا تھا کہ انہیں واپس لایا جائے آج ہم اس پر نہیں بولیں گے کیونکہ آج ٹائم نہیں لیکن میں چیف منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔ اور اس معاملے پر اپوزیشن کے حضرات ہمارے ساتھ واپس ہاؤس میں آئے ہیں وہ ہاؤس سے

تعاون کرتے ہیں اور ہم سب مل کر ایک ہی مطمع نظر اور ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں ہیں، میں اس کے لئے جناب چیف منسٹر صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ ہاؤس سے خطاب فرمائیں اور حزب المخالف کے اراکین کو بھی خوش آمدید کہیں۔ بہت بہت شکریہ۔!

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب وزیر اعلیٰ:۔ (مسیاں محمد نواز شریف) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا میں اپنے معزز اراکین حزب اختلاف کو ہاؤس میں تشریف لانے پر مبارکباد اور خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور چوہدری عبدالغفور صاحب کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کوشش کی، انہیں منایا اور ہاؤس میں واپس لے کر آئے ابھی ابھی ہمارے ایک معزز وزیر جناب ممتاز حسین صاحب نے یہ پیش کش کی تھی کہ اگر ابھی تک چوہدری غفور صاحب حزب مخالف کو منانے میں کامیاب نہیں ہوئے تو پھر میں خود جاتا ہوں۔ تو اب پتہ لگا کہ نہ صرف چوہدری صاحب کی بلکہ چوہدری عبدالغفور صاحب کی بھی اندرون خانہ حزب مخالف کے ساتھ ساز باز ضرور ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) بہرحال جہاں تک چوہدری عبدالغفور صاحب نے ابھی آپ کی خدمت میں گذارشات پیش کی ہیں وہ بہت مناسب ہیں اور میں ان سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں اور بچشم دید اس ہاؤس کے اندر حزب مخالف ضرور ہیں لیکن جب اس ہاؤس سے باہر ہوتے ہیں تو وہ ہمارے دوست، ہمارے ساتھی، ہمارے بھائی ہیں ہمیں ان کی بڑی قدر ہے ہم ہاؤس کے اندر ان کے کردار کے بھی بڑے معترف ہیں لیکن اس ہاؤس کے باہر بھی میری خلوص نیت سے کوشش ہوگی کہ میں ان کو دعوت دوں ان کی باتیں سنوں اور اگر ہم ان کی باتیں، ان کی آراء سن کر اپنے آپ کو درست کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری خوش نصیبی ہوگی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:۔ مخدوم زادہ صاحب، کچھ کہنا چاہیں گے۔؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب والا میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

ہم لوگ یہاں پر جتنی بھی مخالفت کرتے ہیں وہ مخالفت برائے مخالفت نہیں ہوتی بلکہ مخالفت برائے تعمیر ہوتی ہے اور آج کا احتجاجی واک آؤٹ بھی صرف اس بنا پر تھا کہ امن عامہ کی صورت حال جس سے کہ کوئی بھی شخص مطمئن نہیں اس پر جتنی بھی سیر حاصل بحث کی جائے کم ہے۔ اس موضوع پر بحث کے دوران پتہ لگتا ہے کہ ہاؤس کے لوگوں کو معزز ممبران کو امن عامہ کی صورت حال پر کتنی تشویش ہے اور وہ اسے کتنی اہمیت دیتے ہیں۔ اس لئے میں جناب قائد ایوان اور چوہدری غفور صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں یہ موقع دیا ہے کہ دسمبر کے پہلے ہفتے میں پھر حاضر ہو کر امن عامہ پر پوری طرح بحث کر سکیں تاکہ اس صوبہ کو درپیش مشکلات میں بہتری کی جا سکے۔

سید ظاہر احمد شاہ۔ جناب آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیں گے یا چیال صاحب کی تقریر جاری رہے گی۔؟

جناب سپیکر۔ چیال صاحب کی تقریر جاری رہے گی۔

چوہدری محمد خان چیال۔ جناب سپیکر میری معروضات کے دوران ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ جس کے لئے مجھے حکم مل گیا کہ آپ بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر میں گذارش کر رہا تھا کہ جب سے قائد ایوان نے عوامی نمائندوں کو اعتماد میں لیا ہے اور پھر خاص طور پر رشوت کے لئے کمیٹیاں بنائی ہیں اور میں انہیں ہی چیئرمین نامزد کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اس کے بعد ہمارے امن و امان کی صورت حال جس میں رشوت بھی شامل ہے کافی حد تک کم ہو جائے گی۔

مزید برآں ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی طے کرنا ہوگا کہ سرکاری افسران کا status بھی بڑھایا جائے۔ ان کی جو تکلیفات ہیں۔ ان کی جو مجبوریاں ہیں ان کے جو ذرائع آمدنی ہیں انہیں بھی نظر میں رکھا جائے۔ ان کے ساتھ بھی ایک کمیٹی بنائی جائے جو ان مسئلوں کو غور سے دیکھیں کہ کن وجوہات کی بنا پر وہ رشوت لینے پر مجبور ہیں۔ ان حالات میں میں گذارش کروں گا کہ زیادہ سے زیادہ عوامی نمائندوں کو امن و امان کے مسئلہ میں رشوت ستانی کے مسئلہ میں اور دیگر مسائل میں اعتماد میں لیا جائے اس

سے حالات بہتر سے بہتر ہوتے رہیں گے۔

جناب سپیکر۔ جناب سجاد احمد چیمہ صاحب۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے۔ یہ موضوع بہت اہم اور بہت ضروری تھا۔ اس بات کی خوشی ہے کہ جناب وزیر زراعت نے وعدہ فرمایا ہے کہ دسمبر کے پہلے ہفتے میں زیادہ تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر بات ہو سکے گی۔

وزیر زراعت۔ دسمبر ہی میں کسی وقت ممکن ہے پہلا ہفتہ نہ ہو۔ شاید تاریخ میں تھوڑی بہت رد و بدل کرنی پڑے۔

جناب سجاد احمد چیمہ۔ بہرحال دسمبر کے پہلے ہفتے یا دوسرے ہفتے میں اگلی دفعہ جب ہم آئیں گے تو اس پر اظہار خیال کر سکیں گے۔ جناب سپیکر، قانون معاشرے میں بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔ لیکن قانون کے ساتھ ساتھ قانون نافذ کرنے والے لوگوں کا بھی فرض ہے کہ وہ قانون پر سختی سے عمل درآمد کروائیں۔ ابھی ایک معزز ممبر یہاں فرما رہے تھے کہ میں پنجاب میں امن و عامہ کی صورت حال سے پوری طرح مطمئن ہوں، لیکن میرے جذبات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ میرا خیال ہے کہ حالات اتنے اطمینان بخش نہیں جتنا وہ فرما رہے تھے کہ ہمیں روشن پہلو دیکھنا چاہیئے۔ لیکن روشن پہلو کے ساتھ ساتھ ہمیں تاریک پہلو پر بھی نظر رکھنی چاہیئے۔ اس سے پہلے ایک صاحب فرما رہے تھے کہ مغربی معاشرے میں یا دیگر ترقی پذیر ممالک میں جرائم کی صورت حال کا اگر موازنہ کیا جائے تو پاکستان کی صورت حال بہت بہتر ہے۔ میں ان سے بھی اتفاق نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے کہ ہماری صورت حال ان کی نسبت بھی بہت بدتر ہے اور بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، سب سے پہلے میں تعلیمی اداروں کی طرف آتا ہوں۔ ہمارے ہاں تعلیمی اداروں میں جتنی صورت حال اب خراب ہے اتنی اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ وہاں ہیروئن کے استعمال اور جتنے غلط قسم کے اقدامات ہو رہے ہیں، اس سے پہلے کبھی نہ تھے۔ طالب علم تنظیموں کے درمیان جتنی محاذ آرائی اب ہے اس سے پہلے کبھی

نہ تھی ۔ اسلام پسند تنظیموں کے درمیان ، جن میں اسلامی جمعیت طلبہ اور مسلم لیگ سٹوڈنٹس فیڈریشن شامل ہیں ۔ ہمارے وزراء صاحبان کو بروقت عمل کرتے تو پچھلے دنوں انجینئرنگ یونیورسٹی میں جو ہنگامہ آرائی ہوئی اس سے ہم بچ سکتے تھے ۔ ہمارے فیصلہ کرنے والے ادارے ، ہمارے حکام اگر دلچسپی لیں تو ہم زیادہ اچھے طریقے سے صورت حال پر قابو پا سکتے ہیں ۔ بدقسمتی کی بات تو یہ ہے کہ اتنا اہم مسئلہ تھا کہ جب لاہور میں کرفیو لگا دیا دیا گیا لیکن پنجاب اسمبلی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا ۔ اس کے بعد ہمیں نہیں بتایا گیا کہ کیا وجوہات تھیں اور کیوں اتنا بڑا اقدام اٹھانا پڑا ۔

جناب سپیکر ، اس کے علاوہ چھوٹے شہروں میں ، جہاں ہم ترقیاتی سکیموں کا ذکر کرتے رہتے ہیں کہ ہم نے یہ کیا ہے ، اتنی جگہ سکول دیئے ، اتنی بجلی ہم نے پہنچا دی ، وہاں آپ اس بات سے صورت حال کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میرا حلقہ گوجرہ ، جہاں ایمبولنس نہ ہونے کی وجہ سے ایک بہت بڑا ہنگامہ کھڑا ہو گیا ۔ وہاں آگ لگا دی گئی ۔ ڈاکٹرز صاحبان کی کاروں کو جلا دیا گیا ۔ ہسپتال کا سامان لوٹ لیا گیا ۔ وجہ صرف اور صرف یہ تھی کہ وہاں ایمبولنس نہ تھی ۔ اس سلسلے میں بھی میں نے بارہا یہاں ذکر کیا کہ وہاں بروقت ایمبولنس پہنچائی جائے ۔ لیکن کسی نے اس کی طرف توجہ نہ دی ۔ جس کی وجہ سے وہاں دو تین قیمتی جانیں ضائع ہوئیں ۔ اور ایک بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوا ۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جہاں ترقیاتی سکیموں کا ذکر کیا جاتا ہے وہاں انصاف پر توجہ دی جائے کہ جہاں سڑکوں کی ضرورت نہیں وہاں اگر ایمبولنس بروقت مہیا کی جاتی تو بہت بڑا فتنہ بروقت رک سکتا تھا ۔

جناب سپیکر ، اسی طرح میں پولیس کے کردار پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہوں گا جہاں پولیس کے لئے بجٹ میں اضافہ کیا جا رہا ہے اور شاہین فورس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اس کے برعکس وہ نتائج ہم حاصل نہیں کر سکے جن کی ہمیں توقعات تھیں ۔ جن کا ہمیں یہاں بارہا یقین دلایا گیا ۔ anit corruption Committees کے سلسلے میں ہر اجلاس کے آخری روز ہمیں یہ سنا دیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ آئندہ یہ ہوگا ۔ یہ ہم کر گزریں گے لیکن ڈیڑھ سال کے دوران ہم نے کوئی ایسا خاطر

خواہ قدم نہیں اٹھایا۔ نہ ہم نے اسلام کی خدمت کی ہے۔ نہ ہم نے corruption کی روک تھام کے سلسلے میں کوئی بڑا قدم اٹھایا ہے کہ ہم باہر جا کر لوگوں کو بتا سکیں کہ ہم نے یہ اقدام کیا ہے اور اس کے یہ نتائج ہم آپ کو برآمد کر کے دیں گے۔ جناب سپیکر، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف پر مبنی معاشرے کے قیام پر زور دیا ہے ان کی تعلیمات بھی یہی ہیں۔ تو ہمیں ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہیئے جو انصاف پر مبنی ہو۔ جہاں کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ ہر چیز انصاف کے مطابق ہوتی چلی جائے۔ لیکن یہ میں بہت دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ قانون ہم بناتے ہیں لیکن اس کا نفاذ ہم اپنے اوپر نہیں کرتے۔ اخبارات میں بار بار ذکر آیا ہے کہ ہمارے ممبر صاحبان کی کاریں بغیر نمبر پلیٹ کے موجود ہیں۔ تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم لوگوں کے لئے انصاف کریں گے جب کہ ہم خود قانون کا احترام نہیں کرتے؟ اسی ایوان میں ہم قانون کی حکمرانی کی بات کرتے ہیں، لیکن اس کا احترام ہم خود نہیں کرتے۔ جناب سپیکر، امن عامہ کی صورت حال اتنی تسلی بخش نہیں ڈاکہ، قتل اغوا، اگر آپ جرائم کی رفتار دیکھیں اور پچھلے سال سے موازنہ کریں اور پھر اس سے پچھلے سالوں سے موازنہ کر کے دیکھیں تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جرائم میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ قتل، ڈاکے، اغوا، لوٹ مار اور گھیراؤ جلاؤ کی شرح فی صد میں پچھلے سالوں کی نسبت بہت اضافہ ہوا ہے۔ اگر ہم ان حالات کو سوچ و فکر کے ساتھ دیکھیں تو ہمیں خوش فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ پنجاب کی صورت حال بہت بہتر ہے اور ہر کام تسلی بخش ہے۔ پچھلے سال بھی یہاں امریکہ کے جرائم کے ساتھ موازنہ کر کے ہمیں تسلی دے دی گئی کہ پاکستان کی صورت حال بہت بہتر ہے۔ تو میں یہ گذارش کروں گا کہ پچھلے سالوں میں پاکستان میں جرائم کی رفتار کو دیکھتے ہوئے اس سال کے جرائم کے اعداد و شمار کو اگر ہم دیکھیں تو یہ اندازہ ہوگا کہ جرائم میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ اس کی روک تھام کے لئے ہم صرف باتیں نہ کریں۔ ہمارے قول و فعل میں بہت زیادہ تضاد ہے۔ ہمارے وزراء صاحبان بھی اگر دلچسپی لیں اور وہ اپنے اپنے اضلاع کا جائزہ لیں تو میرے ساتھ وہ اتفاق

کریں گے کہ جرائم میں اضافہ ہوا ہے نہ کہ کمی ہوئی ہے۔ بہت شکریہ

جناب طاہر احمد شاہ:۔ میں نکتہ ذاتی وضاحت پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جب حزب اختلاف کے ارکان ایوان میں موجود نہیں تھے تو کسی فاضل رکن نے یہ فرمایا تھا کہ چونکہ حزب اختلاف کے ممبران امن عامہ پر بحث کے سلسلے میں تیار نہیں تھے شاید اس لئے انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ امن عامہ کی صورت حال کے مسئلے پر بحث کے لئے کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ صرف روز کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ معلومات ہیں اور اخبارات میں جو شہ سرخیوں کے ساتھ اکثر خبریں شائع ہوتی ہیں ہم لوگ ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس پر سیر حاصل بحث کی جا سکتی ہے۔ تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ ہم تو صرف اصولوں کی بنیاد پر بات کرتے ہیں۔ ہم کسی کی دلآزاری کا باعث نہیں بننا چاہتے ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس معزز ایوان کے ارکان ایک کنبہ کی کنبہ کے ارکان ہیں اور جس طریقے سے ایک کنبہ کے ارکان یا بھائی ہوتے ہیں، کوئی ایک کام کرتا ہے، کوئی دوسرا کام کرتا ہے تو ہم تعمیری کردار ادا کرنے کے لئے تعمیر کے لئے تنقید کا رول ادا کرتے ہیں، ورنہ ہم اس معزز ایوان میں ایک کنبہ کے ارکان ہیں اور ہم قائد ایوان کا، وزراء صاحبان کا اور تمام ارکان کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ قائد ایوان نے، اور قائد ایوان کے حکم پر وزراء صاحبان نے جس تعمیری جذبے کا اظہار کیا ہے ہم اس کے ممنون بھی ہیں اور انہیں ایک مرتبہ پھر یقین دلاتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس معزز ایوان کے ایک خاندان کے ارکان کی حیثیت سے اپنا تعمیری کردار مثبت انداز میں ادا کرتے رہیں گے (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر:۔ جناب سعید احمد قریشی صاحب

جناب سعید احمد قریشی:۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر، میرے ساتھیوں نے امن و امان کی صورت حال پر اپنی اپنی رائے کا اظہار

کیا ہے۔ میں سب سے پہلے آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ امن و امان کی صورت حال پر میں اپنی رائے کا اظہار کر سکوں۔ جناب سپیکر، کسی ریاست یا کسی حکومت کے لئے امن و امان قائم رکھنا اور مفاد عامہ کے تحت تمام رائے عامہ کے لیے کام کرنا ضروری ہے۔ امن و امان قائم رکھنا جہاں حکومت کا فرض ہے، وہاں عوام کا بھی فرض ہے عوامی نمائندوں کا بھی فرض ہے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا بھی فرض ہے جب امن و امان کی صورت حال پر نظر دوڑائی جاتی ہے تو سب سے پہلے ایک بات بے ساختہ ذہن میں آتی ہے کہ دین اسلام پر ایمان رکھنے کے لئے سب سے پہلے ہم اس ذات پاک کی تمام کارکردگی اور سیرت طیبہ پر نظر ڈالیں تو پتا چلے گا کہ امن و امان قائم رکھنے کے لئے اس ذات گرامی نے بہت آسان اور بہت مختصر بات طے کر دی ہے کہ امن و امان قائم رکھنے کے اگر ایک بات پر عمل کر لیا جائے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی بات پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو تو امن و امان کی صورت حال بہت آسانی سے حل ہو سکتی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ جب بھی آپ دین اسلام کے ان اصولوں پر امن و امان کی صورت حال کے لئے پابندی کریں گے تو تمام چیزیں حل ہو جائیں گی۔ اور کوئی بات حل طلب نہ رہے گی۔ جہاں تک جرائم کے بڑھنے کی بات ہے کہ جرائم کیسے بڑھتے ہیں، تو اس کے لئے دانشوروں اور ہمارے اسلاف نے بہت سی باتیں کہہ دی ہیں۔ وقت کی کمی کے باعث سب سے پہلے اپنے ان حالات کے تحت جرائم کا قلع قمع کرنے کی بات کروں گا کہ وہ کس طریقے سے کیا جا سکتا ہے مختصراً سب سے پہلے میں اس کی ذمہ داری حکومت کے ارباب اختیار کے ذمے ڈالتا ہوں کہ اگر ارباب اختیار اپنی نیتوں کو صاف کرتے ہوئے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی تمام ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں تو کوئی ایسی بات نہیں کہ یہاں امن و امان کی صورت حال خراب ہونے سے نہ بچ جائے۔ جناب سپیکر، سب سے پہلے میں افسران بالا اور کارپردازان حکومت جن کی ذمہ داری ہے، ان سے عرض کروں گا کہ جو کچھ ہو رہا ہے، یہ آپ کے ایماء پر ہو رہا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی ذمہ داری آتی ہے، تو وہ عوامی نمائندوں کی ہوتی ہے۔ یہاں ایوان میں عوامی نمائندوں کے اس اجلاس

میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم کسی سے کوئی مفاد چاہتے ہیں۔ ارادہ کرتے ہیں کہ اپنے علاقے میں اپنی اس حکومت میں اس خطہ پنجاب میں امن و امان چاہتے ہیں تو ہم اپنی خود احتسابی کریں۔ اور سب سے پہلی ذمہ داری عوامی نمائندوں کی ہے۔ یہاں پولیس کے افسران اور انتظامیہ کے افراد بھی موجود ہوں گے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آج تک کسی شرابی، کسی زانی اور کسی ہیروئن بیچنے والے کی سفارش نہیں کی (تھوڑہ ہائے تحسین)۔ اگر آپ اپنے اندر یہ بات طے کریں کہ ہم نے کسی مجرم کی سفارش نہیں کرنی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو کوئی بھی امن و امان کی صورت حال سے پریشان نظر آتا ہے وہ پریشانی سے نجات حاصل کر لے گا۔ جناب سپیکر، خود احتسابی کے ساتھ ہم عوامی نمائندگی کا حق بھی اس طرح ادا کر سکتے ہیں کہ امن و امان کے لئے جہاں عوام کی نمائندگی کرنا ضروری ہے وہاں حکومت کے ساتھ تعاون کرنا بھی ضروری ہے۔ میں اس کے بعد خود اعتمادی کے ساتھ خود احتسابی کا ذکر کروں گا اور میں یہی آپ کے ذریعے حکومت کے ارباب اختیار سے بھی التجا کروں گا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں کو پوری طرح نبھائیں اور ہم پورے طریقے سے یقین دلاتے ہیں اور خاص طور پر قائد ایوان کو میں یقین دلاتا ہوں کہ جناب ہم نے پہلے دن ہی کہہ دیا تھا۔

اپنی نظر تمہارے تجسس میں کھو چکے
اب خود کو ڈھونڈتے ہیں تمہاری نظر کیا تھ

جناب سپیکر۔ میں اجلاس کا وقت پندرہ منٹ کے لئے بڑھاتا ہوں۔ جناب چیف منسٹر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد پندرہ منٹ کے لئے نماز کا وقفہ ہوگا اور ہم دوبارہ ۳۰-۲ پر یہاں اکٹھے ہوں گے۔ چاول کی قیمت خرید پر تحریک التوا پر بحث ہوگی۔ (قطع کلامیاں)

تو ایسا کریں گے کہ سوا دو بجے سے لے کر تین بجے تک ہم نماز کے لئے اور کھانے کے لئے وقفہ کریں گے اور ٹھیک تین بجے ہم یہاں اس تحریک التوا پر بحث کے لئے اکٹھے ہوں گے۔ اس کے بعد بحث کر سمیٹا جائے گا اور ہاؤس prorogue ہو جائے گا۔ یہاں کاشتکاری کے مسئلے پر بہت سے صاحبان جذباتی انداز فکر اختیار کرتے

ہیں آج چاول کی قیمت خرید پر بحث ہونی ہے۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کتنے صاحبان اس میں دلچسپی لیتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر، میں نے اس وقت بھی عرض کیا تھا کہ ہماری کچھ قرار دادیں تھیں جو بڑی اہم تھیں ان کو بھی ٹالا گیا کہ جب امن عامہ کی بحث ہوگی اس وقت ——— ان امور پر بحث کر لینا۔ جب امن عامہ کی بحث شروع ہوئی تو میں نے اس وقت بھی عرض کیا کہ مجھے وقت دیا جائے، اور ہمارے ڈپٹی سپیکر صاحب نے اس بات کی تائید بھی کی کہ جن کی تحریکیں تھیں ان کو وقت دیا جائے گا۔ لیکن انہوں نے اپنے لیگی ممبران کو وقت دیا اور ہم لوگوں کو کوئی وقت نہیں دیا گیا۔ میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں اور احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔ میں اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب کو سمجھائیے، مولانا صاحب رک جائیں (اس مرحلے پر جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے مولانا کو واک آؤٹ کرنے سے روکا اور ان کو ان کی سیٹ پر لے آئے) آپ نے جو واک آؤٹ کرنے کا پروگرام ملتوی کیا ہے، میں اس پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر ابھی میں آپ سے استدعا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ مولانا آپ میری بات سنیں، میں آپ کو اس اچھے فیصلہ پر میں مبارک باد دیتا ہوں کیونکہ ہم ۲۳ دن کے بعد یہاں سے رخصت ہوں گے آج ہم شدید جذبات یا ناراضگی کے جذبات لے کر نہ جائیں۔ بلکہ پیار محبت سے رخصت ہوں، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ کو بحث میں حصہ لینے کا موقع نہیں ملا مجھے اس کا احساس ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں آئندہ جب امن عامہ پر بحث ہوگی جس طرح جناب وزیر اعلیٰ نے حزب اختلاف کو یقین دلایا ہے ان کو پورا پورا موقع ملے گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو بھی پورا پورا موقع ملے گا۔ جناب وزیر اعلیٰ۔

(تالیاں)

وزیر اعلیٰ پنجاب کی تقریر

وزیر اعلیٰ پنجاب (جناب محمد نواز شریف) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر اس معزز ایوان کا موجودہ اجلاس جس کا آج آخری دن ہے جو کچھ زیر بحث آیا ان پر اظہار خیال کرنا میرا ایک خوشگوار فریضہ ہے۔ مجھے یہ دیکھکر بہت خوشی ہوئی کہ ہمارے معزز اراکین نے جس حسن کارکردگی کا ثبوت دیا اس سے نہ صرف اس ایوان کا وقار بلند ہوا بلکہ جمہوریت کے اس پودے کو پروان چڑھانے میں اور مدد حاصل ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین ایوان یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بلاخوف و خطر بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور حکومت کو ایک صحیح راہ دکھانے کی کوشش کی۔ جناب سپیکر میں آپ کو اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو بھی یقین دلاتا ہوں ان کی رائے پر عمل کرنے کی انشاء اللہ پوری کوشش کی جائے گی۔ جو مرضوعات زیر بحث آئے ان میں امن عامہ کی صورت حال کے علاوہ ترقیاتی کام ڈی سنٹرلائزیشن، زراعت سے متعلق مختلف امور بہبود سے دیگر معاملات تھے۔

میں سب سے پہلے مختصراً ترقیاتی کاموں پر کچھ عرض کروں گا۔ صوبے کے اندر ترقیاتی کاموں کا جال بچھایا جا رہا ہے۔ اور اس کے لئے فنڈز صوبائی حکومت فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے ساتھ ہی ساتھ ہم فیڈرل حکومت سے بھی مدد اور تعاون حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سب جانتے ہیں اور تمام اہل پنجاب اور اہل پاکستان جانتے ہیں کہ جس قدر ترقی اور جس تیز رفتاری کے ساتھ ترقی اس وقت ہو رہی ہے ماضی کے پچھلے ۳۸ سالوں میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ میں جناب سپیکر اپنے اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور اپنے عوام کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اگر ان معزز اراکین کا تعاون شامل نہ ہوتا تو یہ ترقی ممکن نہیں تھی۔ اور میں

معزز اراکین سے عہد کرتا ہوں کہ انشاء اللہ جتنی یہ اپنے علاقوں میں ترقی چاہیں گے وہ ہم کرانے کے لئے تیار ہوں (تالیاں) ہم نے ترقیاتی کاموں اور سکیموں کے لئے ایک فیصلہ جناب وزیر اعظم صاحب کے مشورے کے ساتھ کیا ہے کہ ہم ضلع کی سطح پر ترقیاتی کمیٹیاں بنائیں گے جو ضلع کے حصہ میں جو سکیمیں آتی ہوں چاہے وہ سڑکیں ہیں چاہے وہ بیلٹ کی سکیمیں ہیں چاہے وہ تعلیم کی سکیمیں ہیں چاہے وہ واٹر سپلائی سکیمیں ہیں یا بجلی ہے ضلعی سطح پر اس کا حصہ متعین کر کے یہ بات ان development Committees کے ذمہ لگا دی جائے گی کہ آپ ضلع کی سطح پر فیصلہ کر لیجئے اور جہاں جہاں جس سکیم کی ضرورت ہے وہاں اس سکیم کو حاصل کر کے عمل درآمد کرائیں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ development کی رفتار میں ترقی کے لئے یہ ایک بہت اچھا طریقہ ہوگا۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہمارے معزز اراکین کے جو منصوبے ہیں ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہ بہت اچھا طریقہ ہوگا۔ یہاں میں ایک یکساں پالیسی کا اعلان کر رہا ہوں اس میں ہمارے سرکاری بنچوں کے ممبران اور حزب اختلاف کے ممبران یکساں ہوں گے اس میں سب ہی شامل ہوں گے کیونکہ ہم پورے صوبے میں یکساں ترقی چاہتے ہیں اس میں چاہے سرکاری بنچ کے لوگ ہوں چاہے ہمارے اپوزیشن کے بھائی ہیں سب کو برابر کی نظروں سے دیکھتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ سات مرلہ سکیم کے متعلق بھی۔

وزیر اعلیٰ پنجاب۔ میں سات مرلہ سکیم پر بعد میں آتا ہوں جہاں تک ترقیاتی کاموں کا تعلق ہے اور ۸۷-۱۹۸۶ء کا ایک ریکارڈ بجٹ تھا اور انشاء اللہ جو اگلے بجٹ آئیں گے ان میں ہماری کوشش ہوگی کہ ان بجٹوں میں مزید رقومات مرکزی حکومت سے حاصل کی جائیں۔ اور اس بجٹ کو بڑا بجٹ بنایا جائے تاکہ اس میں ترقیاتی کام زیادہ سے زیادہ بنائے جا سکیں۔ میری آخری گذارش ہے کہ آپ اپنے علاقوں میں جہاں منصوبہ جات چل رہے ہیں۔ وہاں آپ کی ان منصوبوں پر نظر ہونی چاہیئے۔ اور اس کی تکمیل کی رفتار پر بھی آپ کی نظر ہونی چاہیئے۔ اور

اس میں ایسے لوگ جو گڑبڑ کرتے ہیں یا ناجائز ذرائع سے پیسہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور یا وہ لوگ جو غیر معیاری میٹریل استعمال کرتے ہیں ان کو نظر میں رکھتے ہوئے آپ اپنے وزراء کو یا مجھے بتائیں تو میں انشاء اللہ ان کے خلاف خاطر خواہ کارروائی کروں گا۔ انشاء اللہ جہاں District development Committees کا قیام ہوگا وہاں ہم ان کے ذمے یہ بھی بات لگائیں گے کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں ترقیاتی کاموں کی نگرانی اور ان کی تکمیل کی ذمہ داری بھی ان کو سونپی جائے گی۔ سات مرلہ سکیم کا ابھی ایک معزز رکن نے ذکر کیا تو سات مرلہ سکیم ہماری حکومت کا ایک بہت بڑا اعزاز ہے جس کا آغاز پنجاب میں سب سے پہلے کیا گیا ہے۔ اس بات کے معترف ہمارے وزیراعظم صاحب بھی ہیں جنہوں نے حال ہی میں ملتان میں سات مرلہ سکیم کا آغاز کیا اور اپنے ہاتھوں سے اس کا افتتاح کیا اور انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ پنجاب میں سات مرلہ سکیم سب سے پہلے شروع ہوئی ہے۔ اور میں اس معزز ایوان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ الحمد للہ اس تعاون سے ہمیں کامیابی ہوئی کہ ہم نے ۲۰ کروڑ روپیہ صدر پاکستان سے حاصل کیا اور وہ صرف سات مرلہ سکیم کے لئے ہے اور میری خواہش ہے کہ جب اس سکیم کا آغاز ہو چکا ہے۔ اب اس کی تکمیل بھی جلدی ہونی چاہئے۔ اور میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ پنجاب کے اندر یہ سکیم چپہ چپہ پر شروع ہو جائے۔ اور ہر جگہ پر جہاں بے سہارا لوگ بے گھر لوگ ہیں۔ جن کے لئے رہنے کا کوئی بندوبست نہیں۔ یتیم بے روزگار لوگوں کے لئے جگہ فراہم کریں اور یہ بہت بڑی خدمت ہوگی اور حکومت نے اس خدمت کو اگر صحیح طور پر ادا کر دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ جس کو آنے والی نسلیں بھی یاد رکھیں گی یہاں پر بھی میں نے اپنے معزز اراکین سے شکایات سنیں کہ وہ صوبے کے اندر جس طرح سے کوئی غالباً اختیارات کا ارتکاز ہو چکا ہے یا تمام اختیارات کا مرکز ایک شخصیت بن گئی ہے۔ تو اس کو بھی دور کرنا میں سمجھتا ہوں کہ میرے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔ اور میں نے

یہ فیصلہ کیا کہ جہاں تک نئی تقرریوں اور بھرتی کی بات ہے اس کے لئے ڈویژن کی سطح پر اور میں نے ضلع کی سطح پر ریکروٹمنٹ کمیٹیاں بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ ریکروٹمنٹ کمیٹیاں جو اپنے اپنے ضلع کی حد تک recruitment کی ذمہ دار ہوں گی اور وہ ایک دائرہ کار میں رہتے ہوئے متعلقہ افسران کو اپنی سفارشات دیں گے اور وہ متعلقہ افسر اس دائرہ کار میں رہتے ہوئے جو امیدوار qualify کرتے ہوں گے اپنے احکامات جاری کرنے کے پابند ہوں گے۔ اور ان کمیٹیوں کے ممبران ہمارے یہ منتخب لوگ ہوں گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک ایسا طریقہ کار ہے جو کہ بعض اوقات یہاں صوبے کے ہیڈ کوارٹر پر کنٹرول کر لیا جاتا ہے اور یہ بہت سے لوگوں کے لئے مشکلات کا باعث بنتا ہے۔ تو ہماری کوشش ہے اور بعض میرے معزز اراکین کو شکایت تھی کہ درجہ چہارم کے ملازمین کے لئے ہمیں مصیبت کا یا مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو میں اسے صرف درجہ چہارم تک ہی محدود نہیں کر رہا بلکہ گریڈ ایک سے لے گریڈ پندرہ تک آپ کے اسی دائرہ کار میں دے رہا ہوں (تھپڑ ہائے تحسین) ان کے قواعد وضوابط کی پابندی آپ کو کرنی ہوگی۔ اس میں ایسا نہیں ہوگا مثال کے طور پر پولیس کے محکمے میں ایک کانسٹیبل کی ضرورت ہے تو کانسٹیبل کی چھاتی کی ایک مقررہ حد ہوتی ہے کہ اس سے کم نہیں ہونی چاہیئے لہذا اس میں ترمیم نہیں کی جائے گی۔ قد کی مقررہ شرط میں ترمیم نہیں کی جائے گی۔ اس کی دوسری شرط میں ترمیم نہیں کی جائے گی اسی دائرہ کار میں رہتے ہوئے آپ اپنی سفارشات دیں گے اور انشاء اللہ آپ کی سفارشات پر پورا عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ (تھپڑ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں تعلیم کے بارے میں تھوڑی سی بات کروں گا۔ اس وقت تعلیمی معیار بہت گرا ہوا ہے۔ صوبے کے اندر پچاس فی صد سے کم بچے سکولوں میں جا رہے ہیں اور اس پچاس فی صد بچوں میں سے کافی ساری تعداد بھی چوتھی جماعت سے پہلے پہلے سکول چھوڑ جاتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے اور ہمارا پانچ نکاتی پروگرام جس کا وزیر اعظم صاحب نے اعلان کیا ہے۔

اس کا ایک اہم ہدف ہے کہ صوبے کے اندر ۱۹۹۰ء سے پہلے پہلے ہم پچاس فی صد شرح تعلیم کر لیں یا اس تاریخ کو پچاس فی صد تک پہنچا دیں تاکہ صوبے کے اندر ایک بڑا انقلاب آ سکے۔ اس میں ہماری کوشش یہ بھی ہو گی کہ ۱۹۹۰ء تک بلکہ انشاء اللہ اس سے قبل وہ بستیاں جو ۲۵۰ نفوس پر مشتمل ہیں ان کے اندر ہم ایک لڑکوں کا اور ایک لڑکیوں کا پرائمری سکول ضرور دیں۔ یہ ایک بہت بڑا انقلابی اقدام ہو گا کہ وہ بستیاں جو ۲۵۰ نفوس پر مشتمل ہوں گی وہاں تک بھی ہم انشاء اللہ پرائمری سکول پہنچا دیں گے۔ اس کا اس بات پر انحصار ہے کہ آپ اسے فروغ دینے کے لئے اس پر کتنی محنت کرتے ہیں۔ اگر آپ نیک نیتی کے ساتھ اس کے اوپر کام کریں تو انشاء اللہ ہمارا یہ ہدف ضرور پورا ہو گا۔ جہاں تک فنڈز کی بات ہے۔ جہاں تک رقومات کی بات ہے تو ہمیں انشاء اللہ رقم کا کوئی مسئلہ نہیں اور اس پر حکومت پاکستان، حکومت پنجاب سب سے زیادہ توجہ دے رہی ہے اور اس میں آپ کی سفارشات پر ہم بہت بڑی تعداد میں مڈل اور ہائی سکولوں کا اجراء کر رہے ہیں۔ اور آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ صرف ایک سال کے مختصر عرصہ کے اندر صوبہ پنجاب میں ۶۲ تعلیمی اداروں میں ہم نے اعلیٰ ثانوی جماعتوں کا اجراء کیا ہے جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے لیکر آج تک کا موازنہ کریں تو ہمارے صوبے کے اندر جو انٹر کالجز تھے ان کی کل تعداد ۱۲۰ تھی۔ یعنی پچھلے ۳۷ سالوں میں ۱۲۰ انٹر کالجوں کا اجراء ہوا اور صرف ایک سال کے قلیل عرصہ میں ہم نے اس کا نصف اس میں اور شامل کیا ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور اس میں میرے معزز اراکین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ کام کریں۔ جناب سپیکر! معزز ایوان کے معزز اراکین کو میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ پڑھائی لکھائی کے معاملے میں جو سفارشات وہ میرے پاس لے کر آئیں گے انشاء اللہ میں انہیں دل و جان سے قبول کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں لاء اینڈ آرڈر کی طرف آتا ہوں۔ لاء اینڈ آرڈر کے اوپر بڑی سیر حاصل گفتگو ہوتی رہی۔ آج بھی میں نے معزز اراکین کے خیالات سنے لاء اینڈ آرڈر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے صوبے میں تسلی بخش ہے

اور اسے مزید بہتر بنانے کے لئے میں اقدامات کر رہا ہوں۔ مجھے صرف اور صرف اگر ضرورت ہے تو اپنے اس ہاؤس کے معزز اراکین کے تعاون کی ضرورت ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ معزز اراکین نے ہمیشہ مجھے تعاون دیا ہے اور وہ خلوص نیت کے ساتھ مجھے تعاون دینے کے متمنی نظر آتے ہیں انشاء اللہ آپ سے اس معزز ایوان میں کھڑے ہو کر یہ وعدہ کرتا ہوں کہ صوبے میں ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مثالی امن عامہ قائم کریں گے اور ہمارے صوبے میں انشاء اللہ امن و امان کی صورت ایسی ہوگی کہ دوسرے صوبے بھی اس سے تقلید حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس میں صرف اور صرف anti corruption committees بنا دینے سے معاملہ حل نہیں ہوتا anti corruption committees کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اس میں ممبران نے بڑا اہم رول ادا کرنا ہے۔ ایک معزز رکن ابھی اس بات کا ذکر کر رہے تھے anti corruption committees صرف چھ ماہ کے لئے بنائی گئی ہیں یہ درست نہیں ہے anti corruption committees کو ہم نے ایک permanent کمیٹی کی شکل دی ہے۔ جہاں تک ان کے چیئرمین کا تعلق ہے وہ ہر چھ ماہ کے بعد بدلتے رہیں گے rotate کرتے رہیں گے تاکہ ہر ایک کو موقع مل سکے کہ وہ اس کا چیئرمین بن سکے۔ اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ۱۹۹۰ء سے پہلے پہلے بیشتر ارکان اس کے چیئرمین بھی بن سکیں گے اور اپنی اپنی کارکردگی کا ثبوت بھی فراہم کریں گے لیکن لاء اینڈ آرڈر کو صرف anti corruption committees سے بہتر نہیں بنایا جا سکتا۔ پولیس کو جدید اسلحہ سے لیس کرنا پولیس کے لئے بہتر مواصلات کے ذرائع مہیا کرنا۔ پولیس کے لئے دوسری رہائش کی سہولیات مہیا کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! آپ نے پندرہ منٹ کے لئے ہاؤس کا وقت بڑھایا تھا لیکن ٹائم پندرہ منٹ سے تجاوز کر چکا ہے (قطع کلامیاں) میں قواعد و ضوابط کی بات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ پالیسی بیان فرما دیں اور ہاؤس کا وقت بڑھا دیں۔

جناب سپیکر۔ جناب راہی صاحب نے صحیح بات کی نشاندہی کی ہے۔ میں ہاؤس کو مزید پندرہ منٹ کے لئے بڑھاتا ہوں۔

جناب وزیر اعلیٰ۔ جناب سپیکر! جہاں تک پولیس کا تعلق ہے۔ تو پولیس کو بھی ہم نے ایک بامقصد فورس بنانا ہے۔ ابھی پولیس کی جو محکمی کارکردگی ہے میں اس سے مطمئن نہیں۔ پولیس چاہے شہروں میں ہو چاہے دیہاتوں میں ہو اس کی جو کارکردگی ہے اسے کسی طرح بھی میں یہ کہہ دوں کہ میں اس سے بہت مطمئن ہوں تو یہ بالکل غلط بات ہوگی۔ میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ پولیس کی نفری میں اضافہ کیا جائے۔ پولیس کے لئے جدید ہتھیار فراہم کئے جائیں۔ ان کی دوسری سہولیات کا خیال رکھا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ corruption جو اس سوسائٹی کے اندر رچ بس گئی ہے اس کی بھی یہی وجوہات ہیں کہ ہمارے لوگ ان کو غالباً ابھی تک جسے انگریزی میں both ends meet نہیں کر پاتے۔ یہ بھی ایک ایسا معاملہ ہے جسے بڑا سنجیدگی کے ساتھ سوچنے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے بعد ہی میں سمجھتا ہوں کہ ہم توقع کر سکتے ہیں اپنے تمام سرکاری ملازمین سے کہ وہ بھی دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں۔ اس کے لئے میں نے وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کیا ہے اور ان سے بھی اس سلسلے میں گفتگو جاری ہے لیکن جہاں تک ہماری اپنی انتظامی کارروائی کا تعلق ہے اس میں ہم انشاء اللہ کوتاہی نہیں کریں گے۔

وزیر اعلیٰ۔ ان کے ذہن میں نے یہ بات لگائی تھی کہ آپ کے اپنے اپنے علاقوں میں، آپ کے ڈویژنوں میں، آپ کے اضلاع میں اور آپ کی تحصیلوں میں مثالی لا اینڈ آرڈر چاہتا ہوں، اگر کسی نے یہاں یہ مثالی لا اینڈ آرڈر پیدا کر کے نہ دکھایا اور اپنے فرائض میں غفلت برتی تو پھر میں ایسے ڈی آئی جی کو کیا، ایسے کمشنر کو کیا، ایسے کسی بھی با اثر افسر کو میں معاف نہیں کروں گا، بلکہ یہ میں اس بات کا بڑی سختی کے ساتھ (ٹیبل کو گاڑ کر فقرہ ملائے تحسین) اور ہمارے پاس صوبے میں ایسے آفیسران کی لائنیں لگی ہوئی ہیں جو کہ کمشنر بننا چاہتے ہیں اور ڈی آئی جی بننے کے خواہشمند بہت سے حضرات ہیں، ہمیں ایسے لوگوں کو اپنے پاس رکھنے کی ضرورت نہیں جو کہ اپنے فرائض

میں دیدہ دانستہ طور پر یا غیر دانستہ طور پر غفلت برتتے ہیں، ایسے آپ سے بھی یہی گذارش کروں گا کہ آپ بھی ایسے لوگوں کو نظر میں رکھیں جیسا کہ ابھی محترمہ بیگم شاہنواز نیازی نے اپنے سرگودہا کے علاقہ کا ذکر کیا ہے میں چاہوں گا میرے دوسرے جو معزز اراکین ہیں وہ اپنے علاقہ کے مسائل ہیں یا اگر پولیس کی اچھی کارکردگی ہے یا خراب کارکردگی ہے، اس کو میرے نوٹس میں لاتے رہیں تاکہ ہم ایسے لوگوں کو جن کی کارکردگی اچھی ہے اللہ کو شاباش دیں اور ایسے لوگ جو اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرتے ہیں ان کو نکال کر باہر پھینک دیں (نعرہ ہائے تحسین) میں یہ سمجھتا ہوں کہ اور ایک بات میں ضرور کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے یہ یقین ہے کہ بہت جلد صوبے کے اندر امن و امان کی صورت حال تسلی بخش ہوگی بہتر ہوگی آپ کے علاقوں کے اندر چوری، ڈکیتی، موٹر سائیکلوں کی چوری رسہ گیری بدمعاشی اور خانہ جنگی کا بھی خاتمہ ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ نے اس میں میرا ساتھ دینا ہے اور اگر آپ خلوص دل اور خلوص نیت سے میرا ساتھ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں تو پھر آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تین ماہ کے اندر اندر صورت حال تبدیل ہو جائے گی اور جب آپ اگلے سیشن میں یہاں پر آئیں گے اس وقت آپ اس بات کے انشاء اللہ خود معترف ہوں گے اور میں چاہتا ہوں کہ ہم اس صوبے کے اندر اس طرح کا ماحول پیدا کریں۔ لا اینڈ آرڈر کو اس طرح سے بہتر بنائیں کہ اس کے لئے نہ صرف میں تعریف کروں بلکہ آپ کے منہ سے تعریف نکلنی چاہیئے اور آپ کے منہ سے ایسے کلمات نکلیں کہ آپ خود یہ محسوس کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! ابھی آپ نے اس اجلاس کو ۱۵ منٹ کے لئے بڑھایا ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ پھر آپ کو اس کے وقت میں ایزادی کرنی پڑے، میں کوشش کروں گا کہ میں اڑھائی بجے سے پہلے پہلے اپنی بات کو ختم کروں۔ میں ایک بہت اہم مسئلہ پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں، گو یہ کام وزیر زراعت کا ہے۔ انہوں نے مجھے یہ کہا ہے کہ اس سلسلہ میں کچھ کہوں، کافی عرصہ سے پنجاب کے اندر ایوان زراعت بنانے کا مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ اور یہ معاملہ اس سیشن میں بھی زیر بحث آیا اور گذشتہ اجلاس میں بھی زیر بحث آیا اور

اس میں حکومت پنجاب کی طرف سے بڑی پیچیدگیاں ظاہر کی جاتی تھیں اور کہا جاتا تھا کہ یہ ایک بڑا مشکل کام ہے۔ اور پچھلے کئی سالوں سے یہ موضوع زیر بحث رہا۔ لیکن آج مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میں نے ان تمام مشکلات کو بالائے طاق رکھ کر میں نے وزیر زراعت کو یہ کہا ہے کہ ایوان زراعت فوری طور پر تشکیل کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، مجھے یہ یقین ہے کہ اس ایوان کے معزز اراکین جنہوں نے اس کام کے لئے بڑی کوشش کی ہے اور صوبہ پنجاب کے زراعت پیشہ حضرات اس سے بھرپور استفادہ کر پائیں گے اور اس ایوان کے ذریعہ سے وہ اپنے تمام مسائل کو حل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ میری خواہش ہے کہ یہ ایوان نہ صرف بن جائے بلکہ کامیاب و کامران ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، موضوع بہت ہیں، لیکن وقت کی کمی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وقت کے اندر اپنی بات کو مکمل کروں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے، معزز اراکین اس بات سے بخوبی واقف ہیں، موجودہ سیشن میں کچھ ہلچل رہی ہے، کچھ باتیں ہوتی رہی ہیں، میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن میں اپنے ایوان کے معزز اراکین کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے اعتماد کا ووٹ دیا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

(ہم آج بھی آپ پر اعتماد کرتے ہیں۔ آوازیں)

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ۔ ہمیں کھڑے ہو کر اپنے اعتماد کا اظہار کرنا چاہیئے

(تمام حضرات اپنی نشستوں پر کھڑے ہوتے ہیں اور ڈیسک بجاتے ہیں)

جناب سپیکر۔ تشریف رکھئے حضرات۔ چیف منسٹر کو interrupt نہ کریں۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب سپیکر، اس معزز ایوان نے مجھے اعتماد کا ووٹ دیا اور میں نے سب سے پہلے اس معزز ایوان کے اراکین سے یہ عہد کیا تھا کہ میری زندگی میں انشاء اللہ ایسا کوئی وقت نہیں آئے گا اور ایسا کوئی دن نہیں آئے گا کہ میں آپ کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاؤں، آپ کا یہ اعتماد میرے لئے بہت بڑی چیز ہے اور

میں اعتماد کو ٹھیس پہنچانا گناہ کے برابر سمجھتا ہوں، اور آپ یہ دیکھیں گے کہ جب
اللہ تعالےٰ کو جتنا بھی وقت منظور ہے انشاء اللہ میں خلوص نیت اور نیک نیتی کے
ساتھ آپ کی خدمت کرتا رہوں گا اور آپ کے علاقوں کے لئے اور آپ کے علاقے
کے عوام کے لئے میری خدمات اب انشاء اللہ آپ کے لئے ہوں گی اور میں آپ کے
فیاض بشاش چلوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جو اتنی بڑی امانت آپ نے مجھے سونپی
ہے انشاء اللہ کبھی وہ دن نہیں آئے گا کہ میں اس میں کوئی خیانت کروں اور
آپ کا سر شرم سے جھک جائے میرے لئے، اس سے بڑی ندامت زندگی میں
کوئی نہیں ہوگی اور میں ایسی ندامت کو کبھی دیکھنا نہیں چاہتا اور میں انشاء اللہ آپ
کے سامنے آج یہ عہد کرتا ہوں کہ جہاں آپ نے مجھے پہلے بھی اعتماد کا ووٹ دیا
تھا آپ نے آج بھی مجھے اعتماد کا ووٹ دیا ہے اور اپنے جذبات کا اظہار
کیا ہے انشاء اللہ میں اس ایوان میں آخری آدمی ہوں گا جو کبھی بھی آپ کے
اعتماد کو ٹھیس پہنچائے گا، میں انشاء اللہ آپ کی ہر رائے کا پورا احترام کروں گا
آپ کے مشورے کے ساتھ اپنی حکومت کو چلاؤں گا اور انشاء اللہ ایسا کوئی کام
نہیں کروں گا جس میں آپ کا مشورہ شامل نہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں بدنیت
آدمی نہیں ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سب کو خدا سے ڈرنا چاہیئے، ہمارے
دلوں کے اندر خدا کا ڈر ہے اور میں اپنے اس اقتدار کو طول نہیں دینا
چاہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسان کی نیت ہمیشہ اس کے کام آتی ہے اور اگر انسان
بدنیت ہو تو اسے اقتدار میں کبھی بھی طول نہیں ملتا۔ اس کے آگے مشکلات، اس
کے آگے مسائل، اس کے آگے رخنے ضرور کھڑے ہوتے ہیں لیکن آج اللہ تعالےٰ
کے فضل و کرم سے مجھے بڑی خوشی ہے، میں جناب سپیکر آپ کی وساطت سے
معزز اراکین سے عرض کر رہا ہوں کہ جب آپ گورنر ہاؤس کے اندر گئے اور وہاں
پر آپ نے وزیر اعظم صاحب کے سامنے جس اعتماد کا اظہار کیا میں اس کے لئے
بھی آپ کا شکر گذار ہوں اور میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ اور آج بھی جس اعتماد
کا اظہار آپ نے کیا ہے انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم

سے آپ کی توقعات پر میں پورا اترنے کی بھرپور کوشش کروں گا اور میرے ہاتھوں سے ایسا کوئی کام سرزد نہیں ہوگا جس میں کبھی آپ کو افسوس ہو یا آپ یہ محسوس کریں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے، ہمیں et down کیا ہے ہیں let down کرنے والا آدمی نہیں ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اگر میں یہ محسوس کروں گا میں آپ کو آج یہ بات پھر وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر میں نے کسی وقت کسی دن کسی گھڑی یہ محسوس کیا کہ اب میری ذات پر اس ایوان کا اعتماد نہیں رہا خدا کی قسم اسی دن اسی گھڑی اسی وقت چلا جاؤں گا۔ . . . (نعرہ ہائے تحسین)

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر ٹائم پھر بڑھا دیجئے۔

جناب وزیر اعلیٰ۔ جناب سپیکر! میں ایک لائن عرض کر کے ختم کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ وہ غیر قانونی ہو جائے گی۔ . . (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER : The time is further extended for five minutes.

جناب وزیر اعلیٰ۔ جناب سپیکر! میں اس اعتماد کو اس ایوان کی مقدس امانت سمجھتا ہوں اور انشاء اللہ اپنی پالیسز کا میں نے آپ کے سامنے پہلے دن سے اعلان کیا تھا مجھ میں جو کچھ کرنے کی صلاحیت ہے میں انشاء اللہ اس کے مطابق آپ کی خدمت کرتا چلا جاؤں گا اور آپ کے علاقوں کی ترقی کے لئے آپ کے علاقوں کے مسائل کے لئے انشاء اللہ جو کچھ کر سکوں گا وہ میرے لئے باعث فخر ہوگا۔ مجھے صرف اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے ایک چھوٹی سی گزارش کرنی ہے کہ بہت سارے دوستوں کو یہ گلہ بجا طور پر ہوتا ہے کہ ہمیں وزیر اعلیٰ سے ملاقات کا وقت جلدی نہیں ملتا میں اس گلے کو مانتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ آپ کا گلہ جائز ہے صحیح ہے لیکن کچھ آپ میرے لئے اگر اپنی تجاویز دیں تو میں سمجھوں گا کہ میرے لئے یہ بہت بڑی خوش قسمتی ہوگی کیونکہ وقت دن کے اندر چوبیس گھنٹے ہوتا ہے اور ہمارے ہاں اس معزز ایوان کے معزز اراکین کی تعداد ۲۶۰ ہے۔ ہماری قومی اسمبلی کے معزز اراکین کی پنجاب سے تعداد ۱۴۲

ہے۔ اُنیس ہمارے سینیئر صاحبان ہیں۔ اس کے بعد پھر اس پوری حکومت کو چلانا، اپنے کام کو دیکھنا دورے کرنے عام لوگوں کو ملنا اپنے لا اینڈ آرڈر کو دیکھنا تو یہ تمام ایسی ذمہ داریاں بہت بھاری ہیں اور میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ مجھے اگر تجاویز دے سکیں کہ میں اپنے ٹائم کی allocation کس طرح سے کروں تو میں یہ آپ کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں۔ جتنا ٹائم آپ مجھے کہیں گے کہ اس وقت کے دوران آپ نے یہ کرنا ہے۔ اس وقت کے دوران یہ کرنا ہے۔ اس وقت کے دوران یہ کرنا ہے۔۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس کے اُوپر عمل کرنا میرا فرض ہے اگر آپ یہ بھی کہیں گے کہ نواز شریف تم نے سونا نہیں اپنے بچوں کو نہیں ملنا خدا کی قسم مجھے وہ بھی منظور ہے۔۔۔ نعرہ ہائے تحسین) لیکن تجاویز آپ دیں میں صوبے کی خدمت کے لئے اپنا سب کچھ وقف کرنے کو تیار ہوں۔ یقین مانیئے آپ کی خدمت، صوبے کی خدمت میرا اہم ترین فریضہ ہے اور ایسے موقعے بار بار نہیں ملا کرتے۔ میں اس کام کو خدمت سمجھ کر سرانجام دے رہا ہوں میرے کوئی ذاتی مفادات نہیں۔ اپنے ذاتی مفادات سے بالا تر ہو کر صرف اور صرف ملک و ملت اور صوبے کے عوام کی خدمت کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر آپ مناسب خیال کریں تو مجھے آپ اپنی تجاویز دیں اور میں یقیناً دست بردار ہونے کو تیار ہوں جب تک کہ یہ عہدے کی ذمہ داری میرے پاس ہے۔ اپنی فیملی سے بھی میں کہہ دوں گا کہ آپ کا مجھ پر کوئی حق نہیں لیکن اب میں آپ کے اوپر چھوڑتا ہوں کہ آپ اس کا مجھے ایک باقاعدہ لائحہ عمل بتائیں اور اس کے اُوپر عمل کرنا میرا فرض ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے سٹاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے اس سیشن کو بڑا موثر بنایا۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں اپنے اپوزیشن کے معزز اراکین بھائیوں کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو کردار انہوں نے ادا کیا ہے وہ اسی طرح سے

بامقصد اور تعمیری کردار ادا کرتے چلے جائیں گے۔
سردار غلام عباس۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی پیچھے سے ایک میرے محسن بھائی نے فرمایا ہے * * * * * میں کہتا ہوں کہ * * * * * اور انہیں اپنے یہ الفاظ واپس لینے ہوں گے۔ ہم شرافت کی زبان جانتے ہیں ہم شرافت میں بات کرنا جانتے ہیں اور شرافت کے الفاظ سننے کے قائل ہیں انہیں اپنے الفاظ واپس لینا ہوں گے۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! انہیں اپنے یہ الفاظ واپس لینا ہوں گے (قطع کلامیاں)
جناب سپیکر۔ جناب راہی صاحب آپ تشریف رکھیں گے۔ جناب سردار صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ...
سردار غلام عباس۔ جناب سپیکر ہم نے آج تک اس معزز ایوان میں کبھی اخلاق سے گری ہوئی بات کرنے کی کوشش نہیں کی لیکن اس کے بدلے ہمیں یہ کہا جا رہا ہے۔ ہم یہ ثابت کر دیں گے کہ اگر یہ ایسی ہی زبان سمجھتے ہیں تو ہم یہ زبان بھی بول سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)
جناب سپیکر۔ سردار صاحب تشریف رکھیں Please take your seat.
سردار غلام عباس۔ مجھے ایک ایک کا کردار معلوم ہے میں جانتا ہوں کہ * * * * اور * * * * اگر کہیے ہیں تو میں کھول کر رکھ دیتا ہوں۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! انہوں نے * * * * * * * * * یا * * * * * *
(قطع کلامیاں)
جناب سپیکر۔ راہی صاحب تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن الفاظ کا یہاں ذکر کیا گیا ہے اور اس بارے میں ہمارے

---

* * * * * * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے)

حزب اختلاف کے جو فاضل اراکین ہیں وہ نام لے کر نہیں بتا سکتے کہ کس نے کہا ہے؟
میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر کئی اچھی باتیں ہو رہی تھیں۔
سردار غلام عباس۔ جناب سپیکر میں بتا سکتا ہوں۔ حاکم علی صاحب نے کہا ہے۔
سید طاہر احمد شاہ۔ ★ ★ ★

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ . . . . . تشریف رکھیں۔ اب جناب چیف منسٹر صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں گے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب سپیکر! جس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے، چاہے وہ اپوزیشن کے لئے کیا گیا ہو یا کسی اور کے لئے کیا گیا ہو مجھے اس بات پر بڑی سخت شرمندگی ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں اس رکن کی جانب سے معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان لفظوں کا استعمال کیا جانا انتہائی نامناسب بات ہے اور میں اس معزز رکن سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ بھی اپنے الفاظ کو واپس لیں اور آئندہ ایسے سخت الفاظ کو دہرائیں۔ شکریہ! (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ یہ قابل اعتراض الفاظ ہاؤس کی کارروائی سے Expunge کیئے جاتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے خوشی ہے کہ میں ایک مہینے کی تنخواہ اعزازیے کے طور پر اسمبلی سیکرٹریٹ کے سٹاف کی خدمات کے اعتراف میں ان کو پیش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے انشاء اللہ وہ آئندہ بھی اسی محنت اور کاوش سے اپنے کام کو انجام دیتے رہیں گے۔ بہت بہت شکریہ! پاکستان پائندہ باد۔

جناب سپیکر۔ اب ہاؤس کی کارروائی ۳۰۔۳ بجے دوبارہ شروع ہوگی۔ ہاؤس کی کارروائی ۴۵۔۲ پر ملتوی کر دی گئی۔ (جناب سپیکر ۵۵۔۳ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار امجد حمید خان دستی (وزیر خوراک) جناب والا! میں آپ کا تھوڑا سا وقت لوں گا میں کورم کا ذکر نہیں کرنا چاہتا۔ ہم اس سے گریز نہیں کرنا چاہتے۔ جو اصل صورت حال ہے وہ میں آپ کے سامنے بیان کروں گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ کورم کا ذکر کر کے کہیں انہوں نے یہ تو نہیں ہمیں بتانا کہ . . . . . آکھاں دی نوں تے سمجھاواں نوں تو (قہقہہ)

تحریک التوائے کار پر بحث

CH. ALI ASGHAR GUJJAR : Sir, I move:

That the Assembly do now adjourn.

MR. SPEAKER : Motion moved is :

That the Assembly do now adjourn.

اب تحریک التوا پر بحث ہو گی۔

سردار امجد حمید خان دستی (وزیر خوراک) محرک نے move کر دیا۔ میں نے اس کا جواب دے دیا۔ جناب نے اس کو admit کر لیا۔ میں اس ہاؤس کے سامنے جتنے بھی ممبران ہیں میں ان سے گذارش کرتا ہوں کہ۔ . . .

سید طاہر احمد شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

I am on a point of order, Sir,

انہوں نے کہا ہے کہ اس ہاؤس کے سامنے . . . میں کہتا ہوں کہ شاید اس ہاؤس کی دیواروں کے سامنے اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو دیواروں کے بھی کہتے ہیں کہ کان ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ دیواروں کو سنانا چاہتے ہیں۔ مجھے حیرانگی ہے کہ جناب سپیکر! اس ایوان کے معزز اراکین کی اکثریت کاشت کار اور زمیندار اور جاگیر دار طبقے سے تعلق رکھتی ہے اور ان کی اپنے مفاد میں دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ خالی نشستیں شہادت پیش کر رہی ہیں کہ انہیں اس ایوان کی کارروائی سے اپنے مفادات اور اپنے طبقے کے مفادات سے کسی قسم کا کوئی سروکار نہیں وہ صرف وقت ضائع کرنے کے لئے صرف بھتہ لینے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اس لئے جناب سپیکر میں یہ پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں کہ۔ . . .

The House is not in quorum, Sir.

میاں محمد افضل حیات ۔ جناب والا روایتی طور پر موور کو پہلے کچھ کہنا چاہیئے

چونکہ یہ admit ہو چکی ہے۔ اب موور کا پہلے حق ہے اور جناب وزیر خوراک صاحب نے آخر میں اس کا جواب دینا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی (وزیر خوراک) جناب سپیکر محرک move کر چکا ہے۔ short statement دے چکا ہے۔ اور یہ تحریک admit ہو چکی ہے۔ میں نے جواب کسی حد تک دے دیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی میں کچھ مزید عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ لوگ سنیں گے تو اپنے ساتھیوں کو بتائیں گے اخبارات میں آئے گا۔ تاکہ جس قسم کے شکوک و شبہات اس ضمن میں حکومت پنجاب کے متعلق پائے جاتے ہیں وہ رفع ہو جائیں۔ . . . .

جناب سپیکر۔ لیکن سردار صاحب جناب طاہر احمد شاہ صاحب نے مسئلہ کورم کا اٹھا دیا ہے۔

ایک معزز رکن۔ اس کے بعد انہوں نے خاموشی اختیار کر لی ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب کیا آپ کورم پر پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں یا سردار صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

SYED TAHIR AHMAD SHAH : Sir, I have already raised point of order, Now. it is upto you.

جناب سپیکر۔ نہیں میں تو یہ کر نہیں سکتا۔ . . .

SYED TAHIR AHMAD SHAH : Sir, I have already raised point or order. Now, it is upto you.

جناب سپیکر۔ آپ نے کورم کا نکتہ اٹھایا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جی ہاں۔ I raised a point of order.

جناب سپیکر۔ تو میں یہ کہوں گا کہ لابی سے کورم میں نہیں گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

(لابی سے کورم میں نہیں تھا)

اجلاس کی کارروائی ۱۲ بج کر ۴ منٹ پر دوبارہ شروع ہوئی۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر خوراک۔

وزیر خوراک۔ جناب والا مقصد یہ ہے کہ سالہا سال سے پنجاب میں monoply procurement scheme رائج تھی۔ چار ضلعوں سے باہر چاول نہیں جا سکتے تھے۔ جسے آڑھتی خریدتے تھے ۵، فی صد Rice Export Corporation کو فروخت کر دیتے تھے۔ باقی ۲۵ فی صد اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہے فروخت کر دیتے تھے اس سے Rice Export Corporation بے پناہ منافع کماتی تھی۔ یہ رضا کارانہ سکیم سندھ میں رائج تھی اور ہمارے ہاں متواتر کئی سال سے یہ مطالبہ ہو رہا تھا کہ یہاں بھی رضا کارانہ طور پر یہ سکیم جاری کریں۔ اور اجارہ داری سکیم کو ختم کیا جائے۔ تاکہ زمینداروں کو مناسب دام مل سکیں۔ یہ مطالبہ نہ صرف آڑھتیوں اور کاشت کاروں کا تھا بلکہ عام طور پر پبلک کی بھی یہی خواہش تھی تاکہ اس کی مناسب قیمت مل سکے۔ جہاں تک support price کا تعلق ہے جو پچھلے سال قیمتوں میں خاصا اضافہ ہوا ہے ماسوائے "اری" کے۔ پچھلے سال چاول کی قیمت ۹۳ تھی اب ۹۵ روپے ہو گئی ہے۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے ممبران سے گزارش کروں گا کہ مہربانی فرمائیں۔ مجھے سُنیں تاکہ یہ مسئلہ ٹھیک طرح سے discuss ہو۔ اور اس کا فیصلہ ہو۔ بڑی سوچ بچار کے بعد وفاقی حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ رضا کارانہ طور پر یہ خرید کی جائے۔ میں اس بات پر specific matter پناہ نہیں لینا چاہتا کہ یہ مسئلہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے یا نہیں Source of issue is not known. لیکن چونکہ کاشت کاروں کے مفاد کی بات ہے۔ اس لئے جناب سپیکر آپ نے مہربانی فرمائی ہے، اس کی بحث کی اجازت فرمائی ہے اور میں بھی اس کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ تمام حالات واضح طور پر پبلک کے سامنے آئیں۔ میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ پنجاب میں پہلی دفعہ یہ تجربہ کیا گیا۔ شروع شروع میں دقت ہوئی کہ جب منڈیوں میں دھان آیا اس وقت آڑھتیوں نے کچھ لیت و لعل کیا ہے،

جس کی وجہ سے تکلیف ہوئی Punjab Government is alive to every topic and every problem. جو ہمارے ہاں ہوتی ہے، چاہے اس کا فیڈرل گورنمنٹ سے تعلق ہو۔ ہم نے اس کے لئے تین اقدام کئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم نے اپنے فیلڈ سٹاف کو بھیج دیا ہے کہ جہاں کہیں آڑھتیوں کا یا کاشتکاروں کا کوئی مسئلہ ہو وہ ان کی گفت و شنید کرائیں اور ان کے مسائل حل کریں۔ دوسرا اقدام یہ اٹھایا ہے کہ Rice Export Corporation نے ۲۰ تاریخ کو چاول کی خرید شروع کر دی تھی۔ چاول کی خرید کی وجہ سے دھان کی قیمت پر بھی اس کا اثر پڑے گا۔ جب چاول کی خرید کا مرحلہ شروع ہو گیا ہے تو مونجی کی قیمت بھی سابقہ معمول پر آتی جائے گی۔ لیکن کم از کم قیمت جو پچھلے سال ملتی آئی ہے اس کو ensure کرنے کے لئے ہم نے فیڈرل گورنمنٹ کو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے یہ سفارش کی کہ پاسکو کو کہا جائے رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کو کہا جائے کہ وہ دھان کو خرید کریں اور کاشت کاروں کو آڑھتیوں کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ جناب سپیکر میں نے آپ کی ہدایت پر ذاتی طور پر فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر وہ نہیں ملے Economic Coordination Committee کے سیکرٹری سے بات کی ہے۔ ہم نے ان سے گذارش کی کہ پنجاب گورنمنٹ چاہتی ہے کہ "اری" کی جو کم از کم قیمت ہے باسمتی دھان اور چاول کی ملنی چاہیئے اور اس کے لئے Rice Export Corporation نے چاول لینا شروع کر دیا ہے۔ پاسکو کو دھان کی خرید کی اجازت دیں، ملوں کو اور Rice Export Corporation کو کہیں کہ وہ بھی خرید کریں۔ جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی بات واضح کر دی ہے۔ اس ضمن میں قطعاً پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہو رہی۔ کیونکہ یہ ہمارے اپنے صوبے کے کاشت کاروں کا مسئلہ ہے۔ ہم اس بات میں قطعاً پناہ نہیں لینا چاہتے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا سلسلہ ہے۔ اس لئے اس پر بحث نہ کی جائے اور یہ فنی اور ٹیکنیکل طور پر زیر بحث نہیں آسکتا۔ جناب سپیکر آپ نے بھی

یہ مہربانی فرمائی ہے اور ہم نے بھی اس سے گریز نہیں کیا۔ ہمارا موقف ہے کہ ہم نے اس سلسلہ میں جو اقدامات کیئے ہیں ہاؤس کو اس سے مطمئن ہونا چاہیئے اور میں ہاؤس کو مزید یقین دلاتا ہوں جو اس کی تجاویز ہوں گی ہم ان پہ بھی غور کریں گے اور جو کاشت کاروں کی بہبود اور فائدے کے لئے ہو سکتا ہے ہم اپنی طرف سے کریں۔ ہم آرام سے نہیں بیٹھے۔ ہم انتظار نہیں کریں گے کہ فیڈرل گورنمنٹ کیا کرتی ہے۔ ہم ان کو بار بار یاد دلائیں گے کہ یہاں یہ تکلیف ہے، ہمارا یہ مسئلہ ہے۔

ایک معزز رکن۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اری ۲ جو اس وقت بازار میں بک رہی ہے اس کی قیمت کیا ہے اور جو اصل قیمت گورنمنٹ نے پچھلے سال مقرر کی تھی۔

جناب سپیکر۔ جو آپ بات کرنا چاہتے ہیں وہ کریں۔

ایک معزز رکن۔ جناب سپیکر! گورنمنٹ کا ریٹ ۵۸ روپے ہے بلکہ اس وقت مارکیٹ میں ۵۲ روپے ہے۔ پچھلے سال اسی ریٹ پر بک رہی تھی لیکن اس سال اس سے سستی بک رہی ہے۔ ابھی چونکہ اری کی ہی قسم بازار میں آئی ہے کیا وزیر موصوف یقین دہانی کرانے کے لئے تیار ہیں۔؟

وزیر خوراک۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سید اقبال احمد شاہ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پالیسی تو بہت اچھی ہے مگر اس کی تشہیر نہیں کی گئی۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے اس کی تشہیر ہونی چاہیئے تھی کہ یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے۔ چھوٹے کاشت کار کو پتہ چلتا کہ ہمارا یہ ریٹ مقرر ہوا ہے، اس طریقے سے ہمیں آزادی ملی ہے ہماری مونجی sale نہیں ہوگی ہم اسے آزادانہ بیچ سکیں گے تو اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی تشہیر کی جائے تاکہ چھوٹے کاشت کاروں کو پتہ لگے کہ حکومت کی پالیسی کیا ہے۔ دوسری بات میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ باسمتی کو گورنمنٹ خرید نہیں کر رہی، چاول خریدے گی۔ باسمتی کا ریٹ اس وقت

۱۰۲/۰ روپے ہے اور بازار میں نئی باسمتی ۱۹۸۵ء اس وقت ۱۰۰/۰ روپے بک رہی ہے، اگر حکومت اس کا بھی کوئی انتظام کرتی کوئی ایسی ایجنسی ہوتی یا محکمہ خوراک والے خریدتے یا پاسکو والے میدان میں آجاتے تو پھر ریٹ ۱۰۲/۰ روپے سے نیچے نہ گرتا، یہ گارنٹی دینی چاہیئے کہ ریٹ ۱۰۲/۰ روپے سے کم نہیں ہوگا، زیادہ بک سکے تو بہتر ہے، اگر ۱۰۲/۰ روپے سے کم ہوگا تو گورنمنٹ مداخلت کرے گی، گورنمنٹ خود خریدے گی یا پاسکو کے ذریعے یا اپنے ذریعے سے خریدے گی۔

چوہدری اصغر علی گوجر۔ جناب والا اس معاملے کو حل کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس وقت چاول کی خرید و فروخت زوروں پر ہے، اور کسانوں سے جو چاول خریدا جا رہا ہے وہ چھ روپے اور سات روپے فی من نقصان کے حساب سے خریدا جا رہا ہے اور روزانہ کے حساب سے کسانوں کو لاکھوں روپے کا نقصان درپیش ہے۔ میں اس سلسلے میں گذارش کرتا ہوں کہ سب سے پہلے حکومت کو اس سلسلے میں چاہیئے کہ وہ فوری طور پر چاول کی خرید آڑھتی حضرات کے سپرد کر دے تاکہ ان کے پاس چاول کی طلب بڑھ جائے وہ اصل قیمت سے زمینداروں سے کسانوں سے چاول خریدنا شروع کر دے۔ اگر حکومت ان سے چاول خرید نہ کرے گی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ اپنی من مانی قیمت سے کسانوں سے چاول خرید کریں گے اور کسانوں کو اس میں بہت زیادہ خسارہ برداشت کرنا پڑے گا۔ دوسری بات جو میں عرض کر رہا تھا کہ حکومت خود اس کی خرید کا بندوبست کرے، اب اس کے لئے پلاننگ کی ضرورت نہیں رہے گی خود خرید سے میرا مطلب ہے کہ اسے فوری طور پر یعنی ایک دن کی بھی تاخیر کے بغیر اس کی خرید کرے ورنہ تو یہ کام مسلسل نقصان میں چلا جائے گا۔ حکومت اسے خود خرید کرے، پاسکو کے ذریعے یا محکمہ خوراک کے ذریعے سے خرید کرے بہرحال اس کی خرید کا بندوبست فوری طور پر کرے تاکہ مارکیٹ میں اس کا مقابلہ ہو، موازنہ ہو تاکہ حکومت نے جو اس کی قیمت مقرر

کر رکھی ہے کسان کو پوری پوری مل سکے۔ اس کے علاوہ حکومت کی اس بات پر اجارہ داری ہے کہ وہ چاول باہر بھیجتی ہے۔ سوائے حکومت کے کوئی پرائیویٹ پارٹی چاول کو ملک سے باہر نہیں بھیج سکتی، میں گذارش کروں گا کہ اگر حکومت اس ذمہ داری کو پورا نہیں کر سکتی اور وہ کسانوں سے صحیح قیمت پر چاول نہیں خرید سکتی تو حکومت اس بات سے پابندی اٹھالے تاکہ دوسرے لوگ بھی چاول کو باہر بھیج سکیں پھر مارکیٹ میں مقابلہ ہوگا۔ موازنہ ہوگا۔ خریدار اور خریدار کے درمیان مقابلہ ہوگا تو اس وجہ سے کسان کو چاول کی صحیح قیمت مل سکے گی۔ اور میں عرض کرتا ہوں کہ باسمتی چاول جیسا کہ میرے بھائی نے پہلے فرمایا ہے کہ حکومت خرید نہیں کر رہی۔ اور پاکستان میں یا پنجاب میں دو آبہ رائس مل جو بہت بڑی پارٹی ہے صرف وہی باسمتی چاول کی خرید کرتی ہے اور حکومت کے خرید نہ کرنے سے وہ پارٹی اپنی من مانی قیمتوں میں کسانوں سے چاول خرید کرتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ جو چاول باسمتی باہر کے ممالک میں بھیجے جاتے ہیں ان کی دوسرے ممالک میں قیمت ۱۰۰۰ روپیہ فی من کے حساب سے حکومت وصول کرتی ہے۔ اس طرح زمیندار سے باسمتی چاول خرید کرنے کے بعد وہ دگنی قیمت سے منافع حاصل کرتی ہے۔ حکومت یا تو اسے خود خریدنے کا بندوبست کرے یا پھر اس کی برآمدات کو آزاد کر دے یا پھر باسمتی چاول کی قیمت کو بڑھا کر مقرر کیا جائے۔ چاول کے سلسلے میں حکومت کسان خریدار اور آڑھتی کے درمیان منافع کا توازن قائم ہو سکے۔ ان گذارشات کے ساتھ میں ایک اہم معاملہ پر عرض کرتا ہوں کہ اس معاملہ پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر یہ معاملہ بحث و تمحیص کے درمیان رہ گیا تو پھر کسانوں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ چاول کی خریداری شروع ہے اور بھرپور سیزن جاری ہے اس لئے استدعا ہے کہ حکومت کل ہی سے کوئی ایسا حکم پاس نہ کرے جس سے کسانوں کو ان کا صحیح نرخ نہ مل سکے۔ اور کسانوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہ مل سکے گا۔

جناب سپیکر۔ چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا جیسا کہ وزیر خوراک نے فرمایا ہے کہ یہ زمیندار کا تحفظ کر رہے ہیں، اس سلسلے میں میں عرض کروں کہ ہمارے ملک میں بڑے زمیندار بہت کم ہیں اور چھوٹے زمیندار جو خود کاشت کرتے ہیں اور جن کا انحصار ہی صرف زراعت پر ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ ہمارے چھوٹے زمیندار کو سب سے پہلے یہ سہولت چاہیئے کہ اپنے گھر سے مارکیٹ میں یا کوئی بھی حکومت کا ڈپو ہو وہاں پر اپنی جنس آسانی سے پہنچا سکے۔ ہمارے بہت سارے زمیندار ایسے ہیں جن کی جنس ہوتی اور خریدار ان کے گھر آجاتا ہے اسے اس کی جنس کے بہت کم دام دیتا ہے وہ بھی مجبور ہوتے ہیں ان کے بال بچوں کی ضرورت زندگی خاطر وہ اپنی جنس کو فروخت کر دیتے ہیں اور بہت کم قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس ٹرانسپورٹ نہیں ہوتی کہ وہ کس ڈپو، ایجنسی یا کس کارپوریشن تک پہنچا سکیں یا Export Corporation کے پاس اپنی جنس کو پہنچا سکیں۔ ترقی کے لیئے سب سے پہلی اور اہم ضرورت ٹرانسپورٹ ہے۔ اگر یہ زمیندار کے ساتھ بھلائی کرنا ہی چاہتے ہیں تو پھر کوئی ایسا طریقہ اپنائے کہ ان کی جنس قیمت خرید کے کسی مرکز یا نقطے پر پہنچ سکے اور اسے ٹرانسپورٹ پر بہت ہی کم پیسے خرچ کرنے پڑیں۔ اس کے علاوہ ہمارا زرعی ایران تجارت خدا کرے کہ جلدی معرض وجود میں آجائے۔ اس کے وجود میں آنے کے بعد یہ زمیندار کا کاروبار خرید یا ایکسپورٹ کا یا جتنے بھی زرعی کام ہیں یہ تمام کے تمام بفضل خدا اس میں آجائیں گے اور یہ کام پھر زمیندار کے ہاتھوں میں ہوگا اور وہ اپنی جنس کو برآمد بھی کر سکے گا۔ موجودہ حالات کے پیش نظر سب سے ضروری بات یہ ہے کہ بڑا زمیندار تو اپنا انتظام کر لیتا ہے اس کے پاس ٹرانسپورٹ بھی ہوتی ہے، اپنا ٹریکٹر اور ٹرالی بھی ہوتی ہے اور چھوٹے زمیندار کے پاس یہ چیزیں نہیں ہوتیں اور اسی وجہ سے اسے اس کی جنس کی صحیح قیمت نہیں ملتی۔ اگر وزیر خوراک صاحب ایک چھوٹے

زمیندار پر مہربانی کریں جو معیشت میں ریڑھ کی ہڈی ہے جو اپنے ملک عزیز پاکستان سے تخلص ہے جس کا خون پاکستان کے لیے میں بہایا ہے اس کو بچائیں اور اس کو اپنی جنس منڈیوں میں پہنچانے کے لئے ایسی سہولت دیں کہ کم ریٹ پر اسے ٹرانسپورٹ مل جائے۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا زمیندار اور خاص طور پر چھوٹے زمینداروں کے لئے آخری مرحلہ اور سب سے مشکل فصل کی مارکیٹنگ کا ہے۔ پہلے اس نے بجائی کرنی ہے، کٹائی کرنی ہے اس میں اس کی اپنی تکلیفیں ہیں لیکن اس کے بعد اس ان سب چیزوں کا پھل مارکیٹنگ میں ملتا ہوتا ہے بدقسمتی سے چھوٹے کاشت کار کے پاس بلکہ درمیانے درجے کے کاشت کار کے پاس مارکیٹنگ اور storage کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس لئے جو بھی اس کی فصل ہے وہ ایک قسم کی perishable commodities بن جاتی ہے۔ اس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جب میں نے یہ فصل برداشت کر لی ہے اسے میں خریدار کے پاس لے جاؤں اور جو اس کی قیمت ہے وہ میں وصول کر لوں اگر کسی وجہ سے اس کی قیمت اسے وصول نہیں ہوتی تو پھر اس کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ جناب والا! جب بھی کسی فصل کی مارکیٹنگ کسی سال یا کسی وقفہ میں صحیح نہیں ہوتی اس سے کاشت کار کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اس کا اثر اگلی فصل پر جا کر پڑتا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ جب کسی فصل کی مارکیٹنگ صحیح نہیں ہوئی تو اس کا اثر اگلی فصل پر بھی جا کر پڑتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ مجھے اس کے مناسب دام نہیں ملے اس لئے میں اسے اس سال کیوں کاشت کروں۔ میری پہلی گزارش ہے حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ جب وہ مارکیٹ میں یا اس کی حدود میں اس کی فصل آتی ہے اس وقت اس کی رقم اور قیمت اسے ضرور مل جانی چاہیئے۔ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ اگر حکومت ایسے انتظامات کرے کہ اس کے کھلیان میں ہی اس کی قیمت مل جائے۔ جناب والا جب اس کو مارکیٹنگ نہیں ملتی، storage اس کے پاس صحیح نہیں ہوتی تو آڑھتی صاحبان اسے اونے پونے خرید لیتے

ہیں۔ ان کا آپس میں ایکا ہوا ہوتا ہے اور وہ جو قیمت آپس میں مقرر کر لیتے ہیں۔ supporting price چاہے جو بھی ہو زمیندار کاشت کار یہ انتظار نہیں کر سکتا کہ وہ supporting price پہنچے۔ وہ اس وقت اونے پونے بیچ کر چلا جاتا ہے۔ اس لئے اس مخصوص مسئلہ پر ایک تو یہ گزارش ہے کہ جس طریقے سے بھی ہو ایمرجنسی کے طور پر زمیندار کی فصل اور دھان کی فصل کو فوری طور پر اٹھا لیا جائے تاکہ وہ اس کی قیمت وصول کر سکے۔ پہلے یہی ہوتا رہا ہے کہ زمیندار کو کاشت کار کو جن دنوں nationalization ہوئی تھی کم از کم ان کو جو support پرائس ہے وہ مل جاتی تھی۔ اب یہ نہیں مل رہی۔

دوسری بات یہ ہے جناب والا میں اس وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ باسمتی کی قیمت ۱۰۲ روپے کے قریب ہے۔ باہر Rice Export Corporation ۴۰۰ روپے کی بیچتا ہے۔ یعنی تقریباً پونے دو سو روپیہ چاول کی قیمت ہو جاتی ہے۔ اس طریقے سے Rice Export Corporation کی monoply export پر ہے۔ یہاں تو باسمتی کی کاشت کار کو قیمت اسی لحاظ سے جتنا یہ منافع کماتے ہیں کوئی ۲۰۰ فی صد ملنی چاہیئے یا پھر Rice Export Corporation monoply کی نہیں ہونی چاہیئے۔ دوسرے اداروں کو بھی حق حاصل ہونا چاہیئے تاکہ وہ مقابلہ میں جا کر کاشتکار سے اس کی فصل خرید کریں اور اس کا فائدہ کاشت کار کو پہنچے۔

جناب والا میں سمجھتا ہوں یہ ایک قسم کا بلا واسطہ ٹیکس ہے جو کہ کاشتکار سے لیا جاتا ہے۔ اس سے ۱۰۲ روپے میں دھان خریدی جاتی ہے جو کہ چاول تقریباً دو سو پونے دو سو کے قریب بنتا ہے اور اسے ۴۰۰ روپے کا بیچا جاتا ہے۔ یہ ایک قسم کا ٹیکس ہے جو کاشت کار سے حکومت وصول کرتی ہے۔ یا تو یہ اس کا اعتراف کریں کہ ہم یہ ٹیکس وصول کرتے ہیں یا پھر اسی منافع کے لحاظ سے کاشت کار سے اس کی فصل خرید کرنی چاہیئے۔

جناب والا اسی طریقے سے میں جناب وزیر خوراک کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس سال گندم کی فصل جہاں بہت اچھی ہوئی تھی اس میں یہ تکالیف پیدا ہوئی تھی کہ ذخیرہ کرنے کی گنجائش نہ تھی ۔ اس لئے پوری طرح سے وہ خریدی نہیں جا سکی ۔ اگر مارکیٹنگ میں خرابی ہوگی پھر سارا کیا دھرا رہ جائے گا۔

جناب سپیکر۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں جو اس تحریک التوا کے لئے وقت مقرر ہوا ہے وہ ساڑھے تین بجے سے ساڑھے چار بجے تک ہے ۔ ساڑھے چار بجے مجھے ہاؤس کو prorogue کرنا ہے ۔ اس سے پہلے وزیر خوراک نے اس بحث کو سمیٹنا بھی ہے

SYED TAHIR AHMAD SHAH : Sir, I would request the Chair that the time of the House may please be extended for fifteen minutes.

جناب سپیکر ۔ یہ ہاؤس کا کام نہیں ۔ یہ اس تحریک التوا کے لئے مقررہ ٹائم ہے ۔ اس بارے میں آپ ذرا رولز کا مطالعہ کیجئے ۔ کیا یہ wind up ہو سکتا ہے

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر جہاں تک مطالعہ کا تعلق ہے . . . . . .

جناب سپیکر۔ آپ مطالعہ فرما لیجئے اتنی دیر تک میاں صاحب کو بات کرنے دیں۔

میاں محمد افضل حیات ۔ جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ دوسرے دوستوں کو بھی بات کرنے کا موقع مل سکے کیونکہ یہ مسئلہ بڑا اہم ہے ۔ میں نے جو گذارشات کی ہیں انہی پہ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب سپیکر۔ آپ کی اجازت سے میں دو منٹ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب میں نے عرض کیا ہے مجھے اس اجلاس کو ساڑھے چار بجے prorogue کرنا ہے ۔ ہم اس کے لئے دو گھنٹے بھی وقت مقرر کر سکتے

تھے ۔ اس وقت کسی نے پوائنٹ آڈٹ نہیں کیا۔ میں اس کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت مقرر کیا اب مزید وقت نہیں بڑھایا جا سکتا۔ اب میں وزیر خوراک سے کہوں گا وہ اس سلسلے میں جو سفارشات ہیں اس کی روشنی میں اسے wind up کریں ۔ میں آپ کو یہ عرض کروں گا کہ سردار صاحب اس بات کا خود جائزہ لیں کہ پیڈی کی خریداری کے لئے کسی بھی طریقے سے یا محکمہ خوراک یا اگر ممکن نہ ہو تو پاسکو فیڈرل گورنمنٹ سے بات کر کے پاسکو کو اس کی خریداری کے لئے لائیں تبھی اس مسئلہ کا حل ہو سکتا ہے۔

چوہدری محمد رفیق ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروانی چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی کارروائی ساڑھے تین بجے نہیں شروع ہوئی۔ ایک تو ویسے ہی بہت دیر کے بعد کچھ ممبران تشریف لاتے ہیں۔ پھر اس میں کچھ کورم کا بھی پوائنٹ آؤٹ ہوا۔ میرا خیال ہے مشکل سے ۲۵ منٹ ہوئے ہیں اس کی کارروائی کو شروع ہوئے۔ آپ نے اس کے لئے ایک گھنٹہ مقرر فرمایا تھا تو میں یہ عرض کروں گا اس گھنٹے میں ابھی ۲۵ منٹ باقی ہیں جس میں ہم اس پر اظہار خیال کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ صورت نہیں میں نے وقت مقرر کر دیا تھا ساڑھے تین سے ساڑھے چار تک۔

چوہدری محمد رفیق ۔ ساڑھے تین بجے تو کارروائی شروع نہیں ہوئی۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا! آپ نے رول کا حوالہ دینے کے لئے فرمایا ہے ۔ جناب سپیکر کہ رول نمبر ۶۹ کے سب رول ۳ میں یہ ہے کہ:

Rule 69 (3) If members not less than one sixth of the total membership of the Assembly so rise, the Speaker shall announce that leave is granted ; the motion will then be taken up for discussion for not more than two hours on such day as soon as possible within three days after the leave is granted as the Speaker may fix :

اس سے تو میں اتفاق کرتا ہوں مگر جناب والا رول نمبر ۲۰۲ ہے اس میں یہ ہے

Rule 202. Any member may, with the consent of the Speaker, move that any rule may be suspended and if the motion is carried the rule in question shall stand suspended.

میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ رول ۶۹ (۳) اس میں shall کا لفظ استعمال نہیں یہ mandatory provision نہیں۔ اگر آپ کی اس میں رائے شامل ہو تو رول ۲۰۲ کے تحت اس رول کو معطل کر کے وقت بڑھا سکتے ہیں یہ میرا موقف ہے۔

جناب سپیکر۔ قواعد معطل کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن تحریک التوا کی صورت حال یہ ہے کہ اس میں وقت کی حد ہوتی ہے۔ لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس پر مزید بات کی جائے تو میں قاعدہ معطل کر سکتا ہوں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس پر مزید بات کی جائے؟ (قطع کلامیاں)

لیکن اب ساڑھے چار ہو گئے ہیں۔ وزیر خوراک صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔ اس لئے کچھ وقت بڑھانا پڑے گا۔ (قطع کلامیاں)

تو میں قاعدہ معطل کرتا ہوں اور نصف گھنٹہ وقت اور بڑھاتا ہوں۔ اب آپ میں سے جو صاحبان بولنا چاہتے ہیں، وزیر خوراک سے پہلے دو دو منٹ میں اپنی بات کر لیں۔ میاں صاحب، آپ بولنا چاہتے ہیں تو فرمایئے۔

میاں محمد اسحاق۔ بہت شکریہ۔ میں آپ کی اجازت سے اس معزز ایوان کی توجہ صرف دو چیزوں پر مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ بجٹ اجلاس میں بھی میں نے وزیر زراعت کو چند تجاویز دی ہیں کہ اگر ہم پنجاب میں زراعت کی ترقی اور کسانوں کو خوش حال دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے زیادہ توجہ export پر دینی ہوگی۔ میں نے کچھ تجاویز اپنے قائد ایوان کی معرفت بھی لکھ کر بھجوائی تھیں جن کا جواب ابھی تک وزیر زراعت کی طرف سے وصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، جہاں تک چاول کی برآمد کا تعلق ہے، اس ضمن میں کسانوں کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے اس سے ہم سب بخوبی آگاہ ہیں۔ اسی طرح کسانوں کی اگائی ہوئی چیزوں میں بھی انہیں ان کا صحیح حق نہیں مل رہا۔ اس طرف بھی ہمیں تھوڑا سا خیال کرنا چاہیئے۔ جہاں تک برآمد کا تعلق ہے اس میں دو عوامل حائل ہوتے ہیں ایک تو Import & Export کا دفتر اور دوسرے کسٹم والے۔ یہاں یہ ہوا ہے کہ لاہور کا انٹرنیشنل ایئرپورٹ اس لحاظ سے فیل ہو چکا ہے کہ کوئی صاحب یہاں سے مال باہر بھجوانا یا باہر سے منگوانا چاہتے ہیں، اس سے پنجاب کو بے پناہ خسارہ ہو رہا ہے۔ لاہور ایئرپورٹ پر جو بھی اترتا ہے، کسٹم والے اس کے کپڑے تک اتار لیتے ہیں وزیر خوراک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، میں فاضل ممبر کی توجہ کرانا چاہتا ہوں کہ ان کی تقریر قانون کے مطابق نہیں، یہاں ایکسپورٹ پر بحث نہیں، چاول کی خریداری اور اس کی disposal پر بحث ہے، یہ اپنے آپ کو اس بات پر زیادہ محدود رکھیں کہ اس کو فروخت کرنے برآمد کرنے اور کسانوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے کا زیادہ اچھا طریقہ کیا ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ میاں صاحب اپنے آپ کو محدود کریں۔

میاں محمد اسحاق۔ چاول برآمد کریں گے تو اس کام میں جو چیزیں حائل ہیں میں نے اسی کا ذکر کیا ہے کہ جب تک اس کی برآمد میں پرائیویٹ ادارے زیادہ سے زیادہ حصہ نہیں لیں گے اتنی دیر تک کسانوں کو صحیح قیمت نہیں مل سکے گی۔ اسی لئے میں اور custom export import وغیرہ کا ذکر کر رہا ہوں کہ سندھ والے نہیں چاہتے کہ پنجاب سے کوئی چیز برآمد ہو اگر کوئی پنجاب سے ایکسپورٹ شروع کرتا ہے تو انہیں جو مشکلات پیش آتی ہیں جب تک پنجاب حکومت اس کو زیر بحث لا کر سفارش نہیں کرے گی۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب، آپ نے یہ ایکسپورٹ کا کیا سلسلہ شروع کر دیا؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا، ہم چاول برآمد کرتے ہیں ناں؟ اگر چاول زیادہ برآمد ہوگا، پرائیویٹ لوگ کریں گے تو کسان کو بھی زیادہ فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر۔ یہ اری۔ ۶ کی برآمد کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد اسحاق۔ جی ہاں۔ یہ حکومت برآمد کرتی ہے، پرائیویٹ لوگ اس میں اس لئے حصہ نہیں لیتے کہ انہیں اس میں مشکلات پیش آتی ہیں، میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پرائیویٹ حضرات کو چاول برآمد کرنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع ملنے چاہئیں۔ ایک تو جو پرائیویٹ لوگ کسانوں سے چاول خریدیں گے وہ انہیں موقع پر ہی آسانی سے قیمت ادا کر دیں گے، دوسرے حکومت جو چاول خریدتی ہے، اس میں اس کا عملہ جو دھاندلی کرتا ہے، اس سے باہر کی منڈیوں میں ہمارے چاول کی صحیح قیمت نہیں ملتی۔

جناب سپیکر۔ آپ چاول خریدنے کی بات کرتے ہیں۔ مسئلہ زیر بحث ہے کہ حکومت چاول خرید نہیں رہی۔

میاں محمد اسحاق۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت چاول نہیں خرید رہی تو جو پرائیویٹ ادارے چاول باہر بھجواتے ہیں، انہیں زیادہ سے زیادہ مشکلات پیش آتی ہیں اور بہت رشوت دینی پڑتی ہے۔ ان کے لئے آسانیاں پیدا کریں تاکہ کسانوں کو صحیح قیمت مل سکے جب تک برآمد میں زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا نہیں ہوں گی اور لوگ برآمدی تجارت میں زیادہ سے زیادہ نہیں آئیں گے اتنی دیر تک کسانوں کو صحیح قیمت نہیں ملے گی۔ میری گذارش یہ ہے کہ حکومت کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ ایکسپورٹ کے میدان میں آئیں اور کسان اپنی پیداوار کی زیادہ سے زیادہ قیمت حاصل کرنے میں سہولتیں حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ جناب چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب۔ جناب والا! بڑا اہم موضوع زیر بحث ہے پچھلے سال ہماری گیلری کی جانب سے ایک قرارداد پاس ہوئی تھی۔ مگر افسوس

ہے کہ ہمارے پالیسی سازوں نے آجکل کی مشکلات کو مدنظر نہ رکھا۔ اگر وہ ان مشکلات کو پیش نظر رکھتے تو جو قیمتیں زمینداروں کو آج پیش آ رہی ہیں، وہ یہاں پیش نہ آتیں۔ جہاں تک حقائق اور واقعات کا تعلق ہے، زمینداروں کو مونجی فروخت کرنے میں بڑی دقتیں پیش آ رہی ہیں اور انہیں مناسب ریٹ بھی نہیں مل رہا۔ اگر مرکزی حکومت نے فوری طور پر مداخلت نہ کی اور پالیسی پر نظر ثانی نہ کی تو نہ صرف زمیندار مناسب قیمتوں سے محروم ہو جائیں گے، بلکہ مارکیٹ میں ان کا مال خریدنے والا بھی کوئی نہیں رہے گا۔ بس جناب کی وساطت سے ایوان میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ جناب والا ایک کمیٹی تشکیل دیں جو جناب کے سامنے ابھی قرارداد پیش کرے اور وہ قرارداد پاس ہو۔ قرارداد کے ساتھ میری تجویز ہے کہ مرکزی حکومت پر زور دیا جائے کہ وہ پالیسی پر نظر ثانی کرتے ہوئے ایسے اقدامات کرے کہ زمینداروں کو اپنی مونجی منڈیوں میں فروخت کرنے کے سلسلے میں جو مشکلات درپیش ہیں وہ دور ہو سکیں۔ زمیندار پہلے ہی پس چکے ہیں۔ اس سے پہلے باسمتی کے حوالے سے قیمتیں بڑھائی گئی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں، لیکن انہیں spray اور ادویات وغیرہ کے متعلق دوسری سہولتیں دی جانی چاہئیں تھیں وہ ہماری قرارداد کے مطابق مرکزی حکومت نے نہیں دیں لیکن اب فصل پک چکی ہے۔ اگر زمینداروں کو فصل کا صحیح معاوضہ نہ ملا تو ہمیں یقینی طور پر بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہماری قوم کا زیادہ تر انحصار فصلات پر ہی ہے۔ جناب والا، یہ کمیٹی تشکیل دی جائے اور قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ چیمہ صاحب۔ محترمہ وزیر سماجی بہبود کوئی بات کرنا چاہتی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود۔ نہیں جناب والا

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب والا، آج تو ریکارڈ ڈٹ جانا چاہئے۔ نہ بولنے کا ان کا ریکارڈ ہے۔

جناب سپیکر۔ مجھے کچھ ایسا تاثر ملا کہ جیسے آپ بات کرنا چاہتے تھے۔ جناب تجویز دیجئے۔

حاجی سردار خان۔ میں تجویز ہی دوں گا۔ کافی باتیں ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر۔ wind up کرنے کا وقت ہو گیا ہے۔ دو منٹ میں صرف تجویز ہی دیجئے۔

حاجی سردار خان۔ جناب سپیکر میں تجویز دوں گا کیونکہ کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ مجھے جناب سپیکر یہ تو ضرور کہنا پڑے گا۔ کہ زمیندار کے ذریعے حکومت کو کافی زرمبادلہ موونجی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر حکومت اس میں منافع نہ رکھے اور پوری قیمت زمیندار کو دی جائے تو زمیندار کی معیشت پر بڑا اثر پڑے گا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ زمیندار بڑی کسمپرسی کی حالت میں جا رہا ہے۔ وہ آبیانے وغیرہ بڑی مشکل سے ادا کرتا ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ چیز لانا ضروری سمجھتا ہوں بے شک اگر آپ اس چیز کا معائنہ کریں انڈیا میں باسمتی موونجی کا پانچ سو روپے کوئنٹل کا ریٹ ہے دو سو روپے من ہم کلو گرام وہاں فروخت ہو رہی ہے۔ حکومت نے وہاں یہ پالیسی بنائی ہے۔ کہ جتنی قیمت اسے باہر سے ملتی ہے وہ زمیندار کو دیجائے اس میں پرائیویٹ اداروں کو ایکسپورٹ کے لائسنس دیئے ہوئے ہیں جو حکومت سے مقابلہ کرتی ہے اور اس کا پورا کا پورا ریٹ زمینداروں کو ملتا ہے۔ جناب عالی اگر اس چیز پر غور کیا جائے اس طرح میں یہ سمجھتا ہوں کہ زمیندار کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ اور اپنی فصل پر بھرپور توجہ دے گا۔ اور اس کو زیادہ اچھے طریقے سے کاشت کر کے منڈی میں لائے گا۔ اور حکومت export سے کافی زرمبادلہ حاصل ہوگا۔ میں یہ تجویز عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر۔ جناب محمد گلفام اشرف صاحب

چوہدری محمد گلفام اشرف۔ جناب سپیکر میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ حکومت نے چاول کی export price مقرر کی ہے۔ یہ اس وقت کارگر تھی۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب آپ تجویز دیجئے۔

چوہدری محمد گلفام اشرف۔ جناب والا ایک تجویز تو یہ ہے کہ چاول کو دوبارہ کنٹرول کر لیا جائے۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ چاول کی پالیسی کو اوپن کیا جائے۔ جس جگہ سے چاہے ملک میں چاول لے جائے اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اس کی بجائے چاول کو export کرنے کی پرائیویٹ سیکٹر کو اجازت دے دی جائے۔ اس طرح موونجی کی قیمت کاشت کار کو مل سکے گی۔ اور مناسب دام مل سکیں گے۔ دگرنہ نہیں

مل سکے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ، شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میں بولنا تو چاہتا تھا کیونکہ وقت کم ہے تو میں نہیں بولتا۔

جناب سپیکر۔ شکریہ چوہدری صاحب آپ بھی کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب والا ہم روزانہ ریڈیو پاکستان سے سنتے ہیں دانے "ہور آگا بیلیا آج جی کر دا اے" کہ میں کچھ پنجابی وے وچ کہواں کیونکہ ساڈے پنجابی بھراواں دیاں گلاں نے جناب سپیکر ریڑھ دی ہڈی کہن والیاں نوں کدی ریڑھ دی ہڈی نہیں سمجھیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی پیداوار کی لاگت کبھی کسی نے نہیں دیکھی کہ یہ کس حساب سے پڑتی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس کی مارکیٹ۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب آپ کی بات سنتے سنتے میاں افضل حیات صاحب بات کریں گے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وقت ختم ہونے والا ہے آپ دو منٹ میں ختم کر لیں۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب تجویز تو پھر یہ ہے حکومت نے جو export کی اجارہ داری بنا رکھی ہے اس کو ختم کر کے پرائیویٹ اداروں کو export کرنے کی اجازت دے دے تاکہ مقابلہ میں آ کر اس کا صحیح معاوضہ مل جائے۔ اور حکومت ایسا نہیں کرتی ہے تو اس کو جو support price ملتی تھی حکومت کو اس کی procurement از سر نو کرنا چاہیے تاکہ زمینداروں کی کچھ رعایت ہونی چاہیے۔ ویسے تو اس پالیسی سے کاشت کار کا گھر پورا نہیں ہوتا کیونکہ اس کی پیداواری لاگت زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ مارکیٹ میں مار کھا جاتا ہے۔ اور اس کا فائدہ تاجر حضرات اٹھاتے ہیں یا حکومت جو اس کی فصل export کرتی ہے۔ اور جس طرح foreign exchange کماتی ہے اس نے کبھی growth پر ایک پیسہ خرچ نہیں کیا چاہے وہ چاول کی یا کپاس کی export ہے۔ یا کسی اور زرعی اجناس کی export سے جتنا نفع حکومت کو حاصل ہوتا ہے گردھ پر اس نے کبھی کوئی پیسہ نہیں خرچ کیا۔

جناب سپیکر۔ حکومت چاول کی قیمت بہتر اور مناسب دینے کے لئے کرنے حکومت

اقدامات کرے ؟

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر یا تو حکومت اپنی اجارہ داری ختم کرے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ نے ایک بات تو یہ کہی ہے کہ ایکسپورٹ کرنے کی اجازت دی جائے یہ ایک تجویز آگئی دوسری کونسی تجویز ہے ۔

چوہدری محمد رفیق ۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ اس کی پیداواری لاگت پر نظر رکھنا ہوگی اس کا منافع دے کر جیسے ایک صنعت کار یا سرمایہ دار مجموعی پیداواری لاگت کو سامنے رکھ کر نفع ڈال کر اس کی قیمت فروخت خود تجویز کرتا ہے ۔ وہ اس کو اس قیمت پر فروخت کرے گا ۔ اس طرح یہ کاشت کار کو حق ملنا چاہیے کہ وہ پیداواری لاگت اور اپنا نفع شامل کرکے قیمت فروخت خود مقرر کرے ۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ آپ تشریف رکھیے ۔

سید اقبال احمد شاہ ۔ جناب سپیکر چوہدری صاحب اُردو میں بولتے رہے ہیں جب کہ ہاؤس پنجاب کا بیٹھا ہوا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ ۔ اب ہمارے سامنے جو تجاویز آئی ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں ۔

وزیر خوراک ۔ جناب سپیکر آپ کے سامنے مسئلہ کے جو اہم پہلو، آراء اور نکات یہاں اُٹھائے گئے ہیں ۔ میں مختصر طور پر آپ کی وساطت سے یاد دہانی کے لئے عرض کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ سردار صاحب آپ ۵ منٹ میں وائنڈ اپ کریں ۔

وزیر خوراک ۔ ایک عرض تو یہ ہے اور میرے ایک بھائی پہلے نے یہ سوال اُٹھایا تھا کہ جو مقررہ قیمت ہے ۔ اس کے مطابق قیمت دیں ۔ دوسرا یہ تھا کہ زمیندار کو فوری طور پر فروخت کرنے کے مواقع حاصل ہونے چاہیے اور اس ضمن میں یہ کیا گیا تھا کہ جس طرح گندم کو procurement کے سلسلے میں پرچیز سنٹر بنائے گئے ہیں اس طرح سے جہاں جہاں یہ سہولت اچھی طرح سے مل سکتی ہے ۔ یہ تجویز تھی کہ ان کے کھیتوں کے نزدیک کوئی ایسی مرکزی جگہ ہو جہاں سے فوری طور پر دھان اٹھایا جا سکے یہ ایک ٹرانسپورٹ کا مسئلہ اُٹھایا گیا تھا ۔ تیسری بات یہ پیش کی گئی ہے کہ

ایکسپورٹ کے سلسلے میں Rice Export Corporation of Pakistan کی اجارہ داری ختم کی جائے۔ کیونکہ وہ بے پناہ منافع کماتے ہیں اور جیسا کہ میاں صاحب کی طرف سے عرض کیا گیا ہے۔

It amounts to in direct taxation میں یہ پھر آپ کی یاد دھانی کے لئے جناب سپیکر صاحب کی وساطت سے گذارش کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ صریحاً فیڈرل گورنمنٹ کا ہے۔ ہم یہاں ایک دوسرے کا مشورہ لینے کے لئے بیٹھے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ کا نقطہ نظر فیڈرل گورنمنٹ تک پہنچائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور یہ میں نے پہلے بھی گذارش کی ہے۔ کہ ہم خط و کتابت پر یقین نہیں رکھتے بلکہ ہم فوری طور پر فیڈل فون پر رابطہ قائم کر رہے ہیں تاکہ فوری طور پر یہ مسئلہ حل ہو آپ نے جتنے بھی پوائنٹس اٹھائے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کا فوری طور پر ازالہ کریں گے۔ میں قطعی طور پر آپ کی تمام باتوں سے اتفاق کرتا ہوں اس میں کوئی ابہام یا اختلاف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کے ساتھ سو فی صد اتفاق کرتا ہوں ایکسپورٹ کارپوریشن کو یہ اجارہ داری ملی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ سے پوری قیمت نہیں ملتی اور پرائیویٹ سیکٹر میں یا ایوان زراعت کے سلسلے میں اس پر اگر آپ اجازت دیں تو ہم غور و بچار کریں گے اور آپ کی طرف سے جتنے نکات ہیں وہ نوٹ کر لئے ہیں۔ اور فیڈرل گورنمنٹ کو آگاہ کر دیں گے۔ اور اگر آپ چاہیں تو چار پانچ افراد کی کمیٹی مقرر کر دیں تاکہ وہ اور زیادہ واضح کر دیں۔ یہ اگر آپ چاہیں تو کریں ہمیں قطعاً کوئی اختلاف نہیں اور آپ کمیٹی بنانے کے لئے یہ بات سپیکر پر چھوڑ دیں تاکہ ایک کمیٹی مقرر ہو جائے جو اپنی سفارشات سے آگاہ کر دے تاکہ ہم یہ سفارشات فیڈرل گورنمنٹ تک پہنچا دیں۔ اور موجودہ صورت کے بارہ میں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں میرے پاس منڈیوں کے بھاؤ ہیں اور مقررہ ریٹ ہیں وہ بھی میں جلدی سے بیان کر دیتا ہوں اری ۶۔ ۵۳ روپے، اری ۶۔ ۵۷ روپے کے ایس ۲۸۲، ۵۶ روپے کے ایس ۲۸۲۔ ۶۰ اچھی کوالٹی باسمتی ۱۰۲/- روپے ہے ان میں سے کوئی نرخ پچھلے سال سے کم نہیں پچھلے سال سے زیادہ ہے اور جو منڈیوں کے بھاؤ ہیں

(آوازیں ٹھیک ہے کمیٹی بنا دی جائے)

سید طاہر احمد شاہ۔ ٹھیک ہے کمیٹی بنا دی جائے، ہمیں اس سے اتفاق ہے۔

وزیر خوراک۔ ہمیں قطعاً کوئی اختلاف نہیں۔ اگر آپ کمیٹی بنانے کے لئے جناب سپیکر پر چھوڑ دیں تاکہ ایک کمیٹی مقرر ہو جائے جو ہمیں اپنی سفارشات سے ایک دو دن تک آگاہ کر دے۔ اُدھر پھر ان سفارشات کو ہم فیڈرل گورنمنٹ تک پہنچا دیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! اس میں اپوزیشن کو بھی شامل کیا جائے گا۔؟

وزیر خوراک (سردار عبدالحمید خان دستی) شاہ صاحب! میں نے ابھی ختم نہیں کیا موجودہ صورت میں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ منڈیوں کے بھاؤ میرے پاس ہیں اور جو مقررہ نرخ ہیں وہیں جلدی جلدی بیان کر دیتا ہوں۔ اری ۶۔ ۵۳ اری ۶۔ ۵۷ کے ایس ۲۸۲۔ ۵۶ اور کے ایس ۲۸۲۔ ۶۰ superior قسم کی باسمتی ۱۰۲۔ ان میں سے کوئی نرخ پچھلے سال سے کم نہیں بلکہ پچھلے سال سے زیادہ ہے اور جو منڈیوں کے بھاؤ اس وقت میں عرض کرتا ہوں۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے ممبران اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ وہ ذرا غور سے میری طرف توجہ دیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ ہم آپ کو سن رہے تھے۔ ہم نے ایک نقطے پر آپس میں صلاح مشورہ کیا تھا۔ ہم آپ کی بات بڑے غور سے سن رہے ہیں۔

وزیر خوراک (سردار عبدالحمید خان دستی) میں آپ کے متعلق نہیں کہہ رہا۔ راہی صاحب کے متعلق گزارش تھی۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں آپ کی بات غور سے سن رہا ہوں۔

وزیر خوراک۔ (سردار عبدالحمید خان دستی) جناب والا۔ جہاں تک گوجرانوالہ منڈی کا تعلق ہے وہ ۵۴ روپے سے ۵۶ روپے تک ہے اور کے ایس ۲۸۲ کا ۵۵ تا ۵۷ ہے۔ مزید کے کا ۵۱ تا ۵۴ ہے اور کا مونکی کا کے ایس ۲۸۲ کا ۵۴ تا ۵۵ ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا اس وقت ان کو دیکھ کر نظام دین یاد آ رہا

ہے وہ منڈیوں کے بھاؤ سنا تا تھا۔

وزیر خوراک۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ سوال یہاں اُٹھایا گیا تھا کہ ہمیں بتایا جائے کہ منڈیوں میں اس وقت جو مقررہ قیمت ہے، اس سے کتنی کم قیمت مل رہی ہے آڑھتی کتنا کم دے رہے ہیں۔ میں یہ صرف آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ تو جناب والا! جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ اگر ہاؤس چاہتا ہے اور سب کی یہ رائے ہے کہ چار پانچ آدمیوں کی ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے جو یہ سفارشات مرتب کرے تو ہم اس کا خیر مقدم کریں گے اور ہم ان سفارشات کو فیڈرل گورنمنٹ تک پہنچا دیں گے۔

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر۔ جناب چیمہ صاحب! آپ قرار داد کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ وزیر زراعت صاحب نے فرمایا ہے کہ چار پانچ آدمیوں کی ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ تو میرا یہ سوال ہے کہ آدمی یا ایم پی اے؟

جناب سپیکر۔ جناب چیمہ صاحب! آپ قرار داد پر بولنا چاہتے ہیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا۔ اگر آپ اجازت دیں اور میرے مہربان دوست معزز ممبران اتفاق کریں تو میں ایک قرار داد پیش کرتا ہوں اور اگر وہ یہ بھی اتفاق کریں تو اسے منظور فرمالیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، جب یہ فیصلہ ہو گیا اور آپ کو ایوان کے حاضر ارکان نے اختیار دے دیا کہ آپ ایک کمیٹی نامزد کریں گے۔ جناب کو جب اختیار مل گیا ہے تو آپ ایک کمیٹی نامزد کر دیجئے جو سوچ بچار کے بعد ایک قرار داد ایوان میں پیش کرے گی جو منظور ہو جائے گی۔

جناب سپیکر۔ جناب شاہ صاحب! یہ ایک سیدھا سادھا معاملہ ہے، میں اس لئے میں جناب چیمہ صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ قرار داد پیش کریں۔ اس میں آپ کوئی ترمیم کرنا چاہیں تو اس میں ترمیم ہو سکتی ہے۔

چوہدری محمد گلفام اشرف۔ جناب والا! اس سے پہلے بھی ہم نے ایک قرارداد مونجی پر زہر پاشی اور سپرے کے لئے بھیجی تھی۔ اس کا آج تک ہمیں کوئی جواب نہیں ملا تو اس سلسلے میں جو ہاؤس میں پہلے بات ہوئی ہے کہ وزیر خوراک کی سربراہی میں ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ وہ سفارشات مرتب کرے۔ اس میں چاول کے دیگر مسائل بھی آجائیں گے۔ اس میں اس کی قیمت کا مسئلہ بھی آجائے گا۔ اس کی بیماریوں کا مسئلہ بھی آجائے گا۔ اور پھر کمیٹی کے ممبر اور وزیر خوراک صاحب اسلام آباد جا کر سنٹرل گورنمنٹ سے بات چیت کریں۔

جناب سپیکر۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ لہذا اب ہم ایک تو کمیٹی مقرر کر دیتے ہیں جو جناب وزیر خوراک کی سرکردگی میں ان باتوں کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہیں گے اور اس سلسلے میں اپنی کوشش بھی کرتے رہیں گے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ قرارداد بھی آپ دیکھ لیں اور یہ قرارداد بھی ساتھ ہو جائے تو کمیٹی کو کام کرنے کے لئے آپ کو ہاؤس کی تقویت مل جائے گی۔ آپ ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ جناب چیمہ صاحب۔

باسمتی کی برآمد اور اری ۶ دھان کی خریداری

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا۔ آپ کی اجازت سے یہ پیش کرتا ہوں کہ۔ معزز ایوان کی رائے میں مونجی کے فروغ کے سلسلہ میں زمینداروں کو بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور مونجی کا ریٹ پورا وصول نہ کر رہے ہیں لہذا معزز ایوان پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ کاشت کاروں کو باسمتی خود برآمد کرنے کی اجازت دی جائے نیز اری ۶ دھان کی خرید اری کے لئے مرکزی حکومت پاسکو کو پابند کرے کہ وہ مارکیٹ میں سے وہ دھان خریدے یا محکمہ فوڈ پنجاب کو یہ ہدایت کرے کہ وہ اری ۶ دھان کی خریداری کرے۔

جناب سپیکر۔ قرارداد یہ ہوئی۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ تو یہ

ہے کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سفارش کرتا ہے کہ وہ باسمتی کی فروخت کے سلسلے میں کاشت کار پر موجود پابندی کو ہٹا دے اور اس طرح براہ راست ایکسپورٹ کر سکے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ مرکزی حکومت سے یہ سفارش کی جائے کہ وہ محکمہ پاسکو کو پابند کرے کہ وہ اری ۶ کی خریداری کے لئے میدان میں آئے۔ یہ دو حصے ہیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا! اس میں ایک لفظ ایزاد فرما لیا جائے کہ وہ چند روز کے اندر اندر اس کے اقدامات کرے۔"

جناب سپیکر۔ یعنی فوری طور پر اس سلسلے میں اقدامات کیے جائیں۔ چوہدری گلفام صاحب آپ اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔؟

چوہدری محمد گلفام اشرف۔ جناب والا۔ قرار داد میں یہ بھی درج ہو کہ support price کی پابند ہو پاسکو سپورٹ پرائس پر خریدے۔ اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ پاسکو کو میدان میں لایا جائے تاکہ وہ اری دھان کی خریداری کر سکے۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب وہ understood ہے کہ اگر پاسکو میدان میں آئے گا تو وہ support price پر خریدے گا۔ سپورٹ پرائس سے کم قیمت پر وہ خرید ہی نہیں سکتا یہ بات understood ہے

چوہدری محمد گلفام اشرف۔ جناب والا۔ اس میں کچھ وجوہات ہیں۔ جس طرح آجکل ہو رہا ہے کہ وہ مونجی combined harvester سے کاٹ رہے ہیں اس میں moisture بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی جب چھڑائی کی جاتی ہے تو ٹوٹا زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ مارجن لاگو رکھتے ہیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب والا۔ اس قرار داد کے ساتھ اس کمیٹی کا کیا بنا۔؟ جو کمیٹی اس ہاؤس نے بنائی ہے اس کمیٹی کے پاس یہ قرار داد جائے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ چوہدری محمد صدیق سالار صاحب اپنے بھتیجے کی جگہ پر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر۔ الفاظ support price اس قرار داد میں شامل کر لئے جائیں کہ محکمہ پاسکو گورنمنٹ کی مقرر کردہ سپورٹ پرائس پر دھان خریدے۔ جناب وزیر خوراک آپ کو اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟

وزیر خوراک۔ جناب والا! میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ جس کمیٹی کا ذکر کیا گیا ہے اس میں میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں اگر وہ ناپسند ہو تو ٹھیک ہے

(قطع کلامیاں)

جناب سید اقبال احمد۔ جناب والا۔ جب پہلے ہی ہاؤس کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے یہ کام اس کے سپرد کیا جائے۔ اس سے کام لیں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ یہ معقول بات ہے۔ اگر آپ اس سے اتفاق کریں تو ایک ایگریکلچر کمیٹی آپ کے پاس موجود ہے اس میں قرار داد کے محرک کو شامل کر لیا جائے اور جناب وزیر خوراک کو شامل کر لیا جائے اور وہ کمیٹی اس سلسلے میں اپنی سفارشات مرتب کرے۔ اور اس سلسلے میں اقدامات کرے۔ جناب! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ٹائم prorogation ہے۔ اب آپ تشریف رکھیے گا۔ مجھے احساس ہے اس بات کا کہ آپ کا پورا پورا حق ہے کہ آپ اس موضوع پر بولیں۔ آپ کا اپنا موضوع ہے۔ آپ کا اپنا سبجیکٹ ہے آپ کے اپنے مفادات اس میں ہیں لیکن میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں اس لئے کہ اب وقت ختم ہو چکا ہے۔ اس میں مزید توسیع نہیں کی جا سکتی۔

جناب محمد اصغر۔ جناب والا! میں بنیادی طور پر ایک دیندار ہوں۔ میری یہ خواہش ہے کہ ضلع رحیم یار خاں کی طرف سے مجھے بھی اس کمیٹی میں شامل کریں۔

جناب سپیکر۔ اس پر یہ طے ہو گیا ہے کہ جو کمیٹی پہلے موجود ہے اسی کمیٹی کو رہنے دیا جائے۔ اور اس میں اس قرار داد کے محرک اور جناب وزیر خوراک شامل ہو جائیں۔ میرے خیال میں یہ جائز بات ہے۔ کسی کام کے کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ کار ہوتا ہے۔

میاں محمد افضل حیات۔ (قائد حزب اختلاف) جناب والا میں صرف ایک نقطہ

لوں گا۔ جناب والا میں اپنی طرف سے اور ارکان حزب اختلاف کی طرف سے اس اجلاس کے دوران آپ کے رویہ، اور آپ کا جمہوری، مشفقانہ اور منصفانہ رویہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر، یہ جس کمیٹی کا آپ نے ذکر کیا ہے، یہ آپ مجلس قائمہ برائے زراعت کی بات کر رہے ہیں یا کسی اور کمیٹی کی بات ہے۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں یہ مجلس قائمہ برائے زراعت ہے اور اس میں دونوں محرکین شامل ہوں گے اور جناب وزیر خوراک شامل ہوں گے اور اب میں یہ قرارداد سوال کی شکل میں پیش کرتا ہوں۔

"اس معزز ایوان کی رائے ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مونجی کی فروخت کے سلسلہ میں زمینداروں کو بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ مرکزی حکومت کاشت کار کو باکمی خود برآمد کرنے کی اجازت دے، نیز اری۔۶ دھان کی خریداری کے لئے مرکزی حکومت پاسکو کو support price پر اری۔۶ خریدنے کے لئے پابند کرے"۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ "کاشت کار" کی بجائے "کاشت کار اور پرائیویٹ سیکٹر" کے الفاظ اس میں شامل کیئے جائیں۔

جناب سپیکر۔ یہ پرائیویٹ سیکٹر کا مسئلہ ہی زیر غور نہیں شاہ صاحب، یہ کاشت کار کا مسئلہ زیر غور ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ کاشت کار تو ایکسپورٹر ہے ہی نہیں۔ اور نہ ہی اس بیچارے کو export system کا پتہ ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب مجھے افسوس ہے، میں اس ترمیم کی اجازت نہیں دیتا ہوں تو صاحبان یہ قرارداد آپ کو منظور ہے۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

جناب سپیکر کے اختتامی کلمات

جناب سپیکر۔ مجھے آپ اجازت دیں گے کہ میں اس اجلاس کے بارے میں

چند الفاظ کہہ سکوں۔ معزز خواتین وحضرات، اس اجلاس کے دوران میں ہمارے ایوان کے سامنے کئی معاملات پیش ہوئے جن کا میں مختصر الفاظ میں ذکر کرنا چاہتا ہوں، کہ ہمارے سامنے کتنے معاملات پیش ہوئے اور اس میں سے اس معزز ایوان نے کتنے معاملات نپٹائے۔ ہمارے پاس دس پرائیویٹ ممبر بل آئے۔ جن میں سے تین ہمارے پاس زیر التوا ہیں۔ دو کو اجازت مل سکی ایک اس اسمبلی میں پیش ہوا اور چار واپس لے لئے گئے، اس طرح سے کل دس بنتے ہیں۔ گورنمنٹ بل دو اس ایوان میں پیش ہوئے اور دونوں پاس ہو گئے ہیں۔ ہمارے پاس کل ۴۳ تحاریک استحقاق آئیں اور سب کی سب اس مرتبہ نپٹا دی گئیں ہمارے پاس تحاریک التوائے کار ۱۰۱ آئیں۔ جن میں سے ۴۹ نپٹائی گئیں۔ ۲۰۰ سوالات اس دفعہ زیر غور آئے جن کے جوابات آئے تھے ۲۴۸ سوالوں کے جوابات اس سیشن میں اس معزز ایوان کے سامنے دیئے گئے۔ ہمارے پاس ۴۴ قرار دادیں آئیں جن میں سے ۴ قرار دادیں پاس ہوئیں اور ایک قرارداد سپیشل کمیٹی کے لئے جناب چیف منسٹر کو ریفر کر دیا گیا۔ کل ۲۳ دن ہم نے کام کرنا تھا، جن میں سے دس روز سرکاری کارروائی انجام پائی جس میں بل بھی زیر غور آئے اور اس میں لا اینڈ آرڈر پر بھی بحث ہوئی اور تین دن غیر سرکاری ارکان کی کارروائی انجام پائی۔ اس مرتبہ بہت سے اہم واقعات رونما ہوئے۔ جن میں کچھ اس سیشن سے پہلے اور کچھ اس سیشن کے دوران قائد حزب اختلاف جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی وفات تھی۔ جو اس ایوان کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ تھی۔ اور اس کے بعد جناب میاں افضل حیات اور جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کی بالترتیب قائد حزب اختلاف اور ڈپٹی لیڈر جناب اختلاف ان کا انتخاب تھا، یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔ اس میں کچھ معاملات ایسے یہاں اس ہاؤس میں آئے، جن میں کچھ نہ کچھ سیاست میں اتار چڑھاؤ جیسے ups and down ہوتے ہیں، اسی انداز میں کچھ ups & down ہیں وہ بھی اس معزز ایوان

میں دیکھنے میں آئے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر پارلیمانی روایات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور ان اداروں کے استحکام کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور اختلاف رائے برداشت کرنے کے جذبوں کو پیش نظر رکھا جائے تو ان باتوں اور اس اتار چڑھاؤ سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے لیکن دیکھنے والی بات یہ بھی ہے کہ ہمارے یہ ادارے یہ اتنے مستحکم ہیں کہ وہ ان اتار چڑھاؤ کو سہہ سکیں ۔ یہ بات آپ کے پیش نظر رہنی چاہیئے۔

اس اجلاس سے پہلے ہمارا ایک پارلیمانی وفد لیبیا میں اور اس معزز ایوان کے کچھ صاحبان بیرون ملک دورے پر گئے اور ہم نے وہاں پر یہ دیکھا کہ دنیا کا بہت بڑا ہاؤس امریکہ کا House of Representative ایوان نمائندگان میں ہم نے یہ دیکھا کہ امریکہ کے پریذیڈنٹ نے ایوان نمائندگان کے سپیکر کو یہ درخواست کی کہ میں اس ایوان سے خطاب کرنا چاہتا ہوں، سپیکر نے پریذیڈنٹ کی اس درخواست کو نظر انداز کر دیا اور اسے ہاؤس کو ایڈریس کرنے کی اجازت نہ دی ۔ میں اس لئے یہ بات یہاں پر بتانا چاہتا ہوں، میں پہلے بھی کئی مقامات پر اس کا ذکر کر چکا ہوں کہ وہاں پر اتنا بڑا واقعہ رونما ہوا لیکن وہاں پر Political Crisis نہیں پیدا ہوئے کوئی Chaos پیدا نہیں ہوا۔ اور ان اداروں کے استحکام کا یہ عالم ہے کہ وہاں National Issues پر unity کا یہ عالم ہے کہ جس Issue پر پریذیڈنٹ کو ایوان کو address کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اسی Issue پر پریذیڈنٹ کے address کے بغیر اس ہاؤس میں پریذیڈنٹ کی مخالف پارٹی democrates کی اکثریت ہے۔ ان democrates نے پریذیڈنٹ کی اسی جماعت کو ووٹ دیا اور اس کے حق میں ووٹ دیا اور پریذیڈنٹ کی وہ ڈیمانڈ منظور کرلی National Issues پر unity کا یہ عالم ہے۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے ہاں جو ادارے ہیں ان کی کیا پوزیشن ہے اور ہمارے ہاں National issues پر unity کی کیا پوزیشن ہے یہ واقعات اس لئے

سناتے ہیں کہ اس میں اگر کوئی اچھی چیزیں ہم اپنا سکیں تو ہمارے لئے بہت خوش بختی کی بات ہے۔ اس میں اور کئی چیزیں ہمارے مشاہدے میں آئیں کہ جن میں اکثر پنجاب اسمبلی کی کارکردگی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بعض دفعہ اس کی کارکردگی پر نکتہ چینی کی جاتی ہے لیکن ہم نے یہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ امریکہ کے ایوان نمائندگان میں ایک ممبر صاحب اپنے بچوں کو لے کر آگئے اور ہاؤس میں بیٹھ گئے۔ انہوں نے دو بچوں کو اپنی سیٹ کے ساتھ بٹھالیا اور ہم نے دیکھا کہ ایک ممبر پچھلی نشست پر مسکرا سگار پی رہے ہیں اور پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ایک بنچ پر ایوان نمائندگان کے ممبر جوتوں سمیت اپنے پاؤں سامنے والی میز پر رکھ کر آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ امریکہ میں ایوان نمائندگان میں ہماری گناہ گار آنکھوں نے یہ سب کچھ دیکھا لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگلے روز اخبارات میں ایسی باتوں کا کوئی تذکرہ نہ تھا۔ ہم وہاں جب ہاؤس میں کارروائی دیکھنے گئے تو ہمارے ساتھ ان کے ایک محترم ممبر مسٹر کلڈی تھے۔ اور وہاں ہم نے دیکھا کہ سپیکر مسلسل راڈ کو بجا رہے ہیں اور ممبران سپیکر کی بات نہیں سن رہے۔ سپیکر راڈ کو مسلسل بجا رہے ہیں اور اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر بار بار بجا رہے ہیں آرڈر! آرڈر! کہے رہے ہیں لیکن ممبران سپیکر کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ مسٹر کلڈی میرے ساتھ بیٹھے تھے وہ مجھے کہنے لگے کہ سپیکر صاحب آپ کو بھی ایسی صورت حال سے کبھی واسطہ پڑتا ہوگا تو میں نے انہیں کہا کہ مسٹر کلڈی میں ایک دفعہ آرڈر! کہتا ہوں یا زیادہ سے زیادہ دو دفعہ آرڈر! کہتا ہوں اور ہاؤس in order ہو جاتا ہے تو ایسی صورت حال کبھی نہیں ہوئی . . . . نعرہ ہائے تحسین اس سلسلے میں بھی سپیکر اپنی سیٹ پر کھڑے آرڈر! آرڈر! کہہ رہے ہیں اور مسلسل پندرہ بیس منٹ سے کہہ رہے ہیں لیکن ان کی بات کوئی سننے کے لئے تیار نہیں۔ اس بارے میں بھی اگلے روز اخبارات میں کوئی بات نہیں چھپی۔ میں یہاں زیادہ لمبی بات نہیں کرنا چاہتا مجھے یہ احساس ہے کہ آپ کافی دیر

بیٹھے ہیں۔

آج میں اس بات کا ذکر یہاں خصوصی طور پر کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں دو معاملات بڑے important ہوئے ہیں اور اس میں ایک معاملہ بہت ہی اہم ہے جس کو پنجاب حکومت نے اس دفعہ take up کیا ہے۔ یہ معاملہ ایم پی اے ہاسٹل کا ہے۔ چونکہ یہ براہ راست ہمارے متعلق ہے۔ اس معزز ایوان کے متعلق ہے اور مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ ہمارے ممبران کو کتنی دشواری اور کتنی تکالیف مسلسل ہو رہی تھی تو اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے اور جناب چیف منسٹر نے خصوصی طور پر کوشش کی ہے اور یہاں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ساتھ ہی ایم پی اے ہاسٹل تین سو کمروں کا تعمیر کیا جائے جو نہایت ہی خوبصورت اور جدید ڈیزائن کا ہو۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جملہ ضروریات پوری کرے۔ مجھے امید ہے کہ جلد ہی اس کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا واقعہ میرے نزدیک یہ ہے جس کا میں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ پاکستان میں واحد اسمبلی سیکرٹریٹ ہے جو ایک ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ Attached Department تھا جبکہ سینٹ، نیشنل اسمبلی اور تینوں صوبائی اسمبلیوں کے سیکرٹریٹ کا سٹیٹس independent ہے اور وہ بالکل separate ہیں۔ ان کا گورنمنٹ ایڈمنسٹریشن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کی روح یہ ہے کہ اسمبلیوں کے اندر کام کرنے والے اہلکار ان پر کسی قسم کا کوئی دباؤ یا کسی قسم کا کوئی اثر نہ پڑ سکے۔ اس لئے گورنمنٹ رولز بھی ان پر اپلائی نہیں ہونے چاہئیں۔ ان کے اپنے سیکرٹریٹ کے سروس رولز ہونے چاہئیں۔ چنانچہ ہماری نیشنل اسمبلی کے اپنے سروس رولز ہیں ہمارے سینٹ میں بھی ہیں اور دیگر تینوں صوبائی اسمبلیوں کے اپنے سروس رولز ہیں اور ان کے سیکرٹریٹ کا سٹیٹس independent ہے اور ان کے اپنے سروس رولز ہیں جبکہ پنجاب میں نہ ہمارا سٹیٹس independent ہے نہ ہمارے رولز اپنے ہیں۔ تو اس سلسلے میں ہمیں بڑی ہی شرمندگی اٹھانی پڑتی تھی جب سپیکرز

کانفرنس میں جاتے تھے تو وہ لوگ کہتے تھے کہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور تم یہ constitutional requirement پوری نہیں کر سکتے جبکہ یہ Constitution میں provided ہے کہ separate اور independent سیکرٹریٹ ہوگا تو یہ ایک بہت بڑی شرمندگی سے ہم ہمیشہ دوچار ہوتے تھے۔ انڈیا میں ۱۹۲۶ میں ان کا سیکرٹریٹ independent ہوا اور یہاں نیشنل اسمبلی کا سیکرٹریٹ شروع سے independent ہے اور صوبائی اسمبلیوں کے سیکرٹریٹ ۱۹۷۳ کے Constitution بننے کے بعد جس میں یہ Provision آگئی اس کے بعد وہ بھی ۱۹۷۴ کے فوراً بعد independent ہو گئے لیکن پنجاب اسمبلی کا سیکرٹریٹ independent نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملازم لاء ڈیپارٹمنٹ کے ملازم تھے۔ یہ لاء ڈیپارٹمنٹ کا ایک Attached Department تھا جو کسی بھی لحاظ سے قرین مصلحت نہیں تھا اور نہ اس میں constiutional requirement پوری ہو رہی تھی۔ چنانچہ میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ یہ ایک تاریخی فیصلہ ہے جو آج کیا گیا ہے۔ اس کا موجودہ حکومت کو اور خاص طور پر چیف منسٹر پنجاب کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے اتنا ہی کم ہے کہ انہوں نے constitutional requirement پوری کرتے ہوئے آج اسمبلی سیکرٹریٹ کو independent قرار دینے کے نوٹیفیکیشن کر دیئے ہیں۔ . . . (نعرہ ہائے تحسین) اور آج ہی اس کے سروس رولز بنا دیئے گئے ہیں۔ میں اس تاریخی واقعہ پر آپ سب صاحبان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں جناب چیف منسٹر صاحب کو ان کے اس تاریخی اقدام پر اور ان کے اس خوبصورت اقدام پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ . . (نعرہ ہائے تحسین)

اس سیشن میں جس انداز میں آپ سب صاحبان نے ہاؤس کی کارروائی کو conduct کرنے میں جس طرح میری مدد کی آپ نے جس طرح میری

معاونت فرمائی اور میری رہنمائی فرمائی میں اس کے لئے آپ سب صاحبان کا ممنون ہوں خصوصاً میں قائد ایوان کا اور قائد حزب اختلاف کا ممنون ہوں کہ انہوں نے پر معاملے میں میرے ساتھ تعاون کیا۔ ۔ ۔ نعرہ ہائے تحسین) اور ہاؤس کے decorum کو قائم رکھنے میں اور ہاؤس کی کارروائی کو قواعد وضوابط کے مطابق conduct کرنے میں میری مدد کی۔ میں یہاں جناب لاء منسٹر کا اور معاملات کے بارے میں ان کی positive approach کا خصوصی طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میں دل کی گہرائیوں سے جناب لاء منسٹر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اسمبلی سیکرٹریٹ کے سلسلے میں اور ہمارے اس ہاؤس کو چلانے کے سلسلے میں میرے ساتھ بیحد شفقت فرمائی اور میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ میں یہاں پریس کا شکریہ ادا کر دوں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری بات ادھوری رہ جائے گی۔ میں پریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پریس نے اس معاملے میں ہماری رہنمائی کی اور ہماری کوتاہیوں سے ہمیں آگاہ کیا۔ ہماری اچھی باتوں کی projection کی اور یقینی طور پر ہمارے عوام کو ایک لائن دی جو ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ساتھ ساتھ یہاں گیلری میں یہ بیٹھنے والے officials کے بارے میں میں کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ وہ ہم میں سے ہیں اور ہم ان میں سے ہیں۔ میں ان کو بھی جو یہاں بیٹھے رہے ہیں۔ اور ایوان کی کارروائی سنی ہے اور بعض دفعہ کڑوی کسیلی باتیں بھی سنی ہیں، میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ یہاں بیٹھے بھی ہیں اور انہوں نے participate کیا۔ اس کے ساتھ میں اسمبلی کے سٹاف کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ اور معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ بھی تعاون کیا۔ اور دن رات محنت کی۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں کہ جہاں آپ نے قائد ایوان کا شکریہ ادا کیا ہے وہاں اعظم چیمہ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے

جنہوں نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو separate کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کی اور ان کے تحریک استحقاق پیش کرنے کی بنا پر بالآخر ہمیں اور آپ کو اللہ تعالےٰ نے کامیابی عطا کی۔

جناب سپیکر، شکریہ شاہ صاحب! میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب اعظم چیمہ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب میں یہ Prorogation Order پڑھتا ہوں۔

"In exercise of the powers conferred by Article 109 of Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I Makhdoom Muhammad Sajjad Hussian Qureshi, Governor Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect on and from 23rd October, 1986 after the termination of the sitting of the Assembly on the day." So, the Assembly has been prorogued.

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہوگیا)